6789

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل
عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی ط

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کی اسباب و موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کے لیئے پہلے اخبار مین شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اوسے باہوار رسالہ کی صورت مین شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

ذخیرہ محمد ... لاہور

بابت ماہ جولائی ۱۹۰۷ء

جلد ۱ نمبر ۱

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ اڈیٹر وطن شائع ہوئی

مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور

سالانہ چندہ رسالہ کاغذ قسم اول ۳ روپے رسالانہ
" " " قسم دوم عہ "

Marfat.com

[illegible] مدت دراز مین ۔ اور گو وہ ابھی

[illegible] سے بہت کچھ محروم ہی رہتا

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] میں آیا ہے [illegible] اور [illegible]

[illegible] مطلب ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] خلافت [illegible]

[illegible] ہے وہ [illegible]

[illegible] سجدہ آدم کا [illegible] حکم [illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں

[illegible] دیکھ رہے اس کے علاوہ

[illegible] وجود ہی دائمی خلافت

[illegible] نظر رکھ کر [illegible] ہے

Marfat.com

اور اگر کسی محدود دائرے میں یہاں بھی لیا گیا کہ

حرب ہی ہے اور یہاں کے غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے۔ تو پھر یہ بحث

جائز کس حربی سے ہے آیا حربی غیر مسلم سے یا غیر مسلم و مسلم دونوں سے کسی نے کہا صرف

کسی نے کہا نہیں دونوں سے۔ پھر یہ شاخسانہ نکلا کہ جائز کون ہے مسلمان کو بھی آیا اصلی

دار الاسلام کے مسلمان اور دار الحرب کے مستامن مسلمان کو یا حربی مسلمان کو بھی۔ اسمیں

کوئی ادھر رہا اور کوئی ادھر اور پھر بھی یہ بحث رہگئی کہ حربی مسلمان حربی مسلمان سے سود

لے۔

ظاہر ہے کہ جس ایک مسئلہ میں یوں اختلاف ہو اور اتنے محل اختلاف کے موجود ہوں اور

ہندوستان میں کوئی ایسا فاضل اجل اور مجتہد کامل بھی نہ ہو جسکے فیصلہ کے سامنے عام و خاص

سب سر جھکائیں۔ اور مسلمانوں نمیں عموماً بجائے خود تعیین حق کی بھی صلاحیت نہ ہو۔ وہاں جتنا

بھی جسقدر بھی اختلاف ہو اور جسقدر بھی وہ زور پکڑے اور مآل و انجام کار سے چشم پوشی

کی وجہ سے جتنے دن بھی قایم رہے۔ درست و بجا ہے۔ اسلئے میں ان تمام مذکورہ بالا

امور سے فرداً فرداً بحث کرنا ہی فضول سمجھتا ہوں۔ اور اس خصوص میں مختصراً اپنی رائے

دیتا ہوں جسپر اگر غور کیا گیا تو امید ہے کہ بہت سے نزاع خود بخود مٹ جائینگے۔

میری رائے میں ہندوستان نہ دار الحرب ہے اور نہ دار الاسلام بلکہ دار العہد ہے

یہاں مسلمان اپنی حکمران قوم سے اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کرتے رہتے ہیں۔ اور اسی

کی بدولت امن و امان اور راحت و آرام سے بسر کرتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ یہاں نہ

تمام احکام اسلام جاری ہیں اور نہ تمام معطل۔ بلکہ بعض جو حکمران قوم کی طبیعت و مصلحت کے

خلاف نہیں اخلاق و عادات سے تعلق رکھتے ہیں جاری ہیں اور بعض جو اجتماع و تمدن

سے ہیں اور انکو حاکم ہی جاری کر سکتے ہیں۔ غیریت مذہب و قانون کی وجہ سے معطل ہیں

لہذا وہ دار الحرب بھی ہے نہ دار الاسلام ہے۔ اور اس صورت میں مقتضائے معطل

احکام [illegible] جاری ہوتے ہیں اسکے لحاظ سے اسے دار الاسلام

[illegible]

Marfat.com

دار الحرب ۔ ہونے کے باعث ...

نہیں ہو سکا جاتا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ ان امور کے لحاظ سے ہندوستان دار

ربا بھی اسی قسم کے معاملات میں سے ہے ۔ اسلام نہ اوس کے چلن کو روا رکھ

نہ اوسکا بار جو محض ظلم ہے مقروض کی گردن پر ڈالنا گوارا کرتا ہے ۔ یاد کرو کہ

اولاد کو کس سختی اور دھمکی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا کے وصول کرنے

رکھا تھا ۔ اور کس زور کے ساتھ ربا الجاھلیۃ موضوع فرمایا تھا ۔ کیا ہندوستان

بھی سود کی ایسی ہی مناہی ہے ہرگز نہیں ۔ کیا سودی قرض کے مقدمات میں سود کی

ڈگری نہیں کی جاتی ۔ کیا مسلمان خود سود کی ڈگری کرنے پر قانوناً مجبور نہیں ہیں ڈگریاں

کی جاتی ہیں اور مسلمان بھی اسپر مجبور ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس خصوص میں ہندوستان کو دار الحرب

نہ تسلیم کیا جائے ۔ بیشک وہ اس خصوص میں دار الحرب ہے ۔ اور سود کے معاملات کو دار الحرب

کا حکم ملنا چاہیئے ۔ یعنی جائز و مباح ہے کہ مسلمان اپنے غیر مذہب حکمران قوم سے سود لیں اور

اون سے جائز ہے تو اونکے معاہد و ذمیوں سے کہ وہ بھی غیر مسلم ہیں ۔ سود لینا جائز ہوگا

اون سے بطریق اولیٰ ۔

اب یہ تخصیص کرنا کہ صرف اصلی مسلمان ہی دار الحرب والوں سے سود لے سکتا ہے

مسلمان سے نہیں لے سکتا صریح زیادتی و ظلم ہے ۔ وہ اگر خود حاجتمند ہو تو سود دے اور جب

غیر مسلم کو قرض دے تو سود نہ لے یہ اوسکی تباہی کی تجویز نہیں تو اور کیا ہے ۔ شاید

کوئی عقل معقول خیال کرے مگر میرے فہم سے یہ بہت بالاتر ہے ۔ میرے نزدیک جیسے

مسلمان غیر مسلم حربی سے سود لے سکتا ہے ایسے ہی حربی بھی لے سکتا ہے ۔ اسکے خلاف

کوئی دلیل دلیل کہلانے کی مستحق نہیں ۔

اب رہی دلیل اسکی کہ کیوں اسلام و شارع علیہ السلام نے مومن کے لیے دار الحرب

غیر مسلم سے سود لینا جائز یا مباح رکھا ۔ یہ ہے کہ دار الحرب میں کفار و غیر مسلم کا

اور بمقتضائے حکومت و تسلط انہیں کا قانون چلتا ہے خصوصاً معاملات

طور طریق اور آئین و قوانین کے موافق ہوتے اور طے ...

... لینا حرام ہو ...

Marfat.com

[illegible] ہوتا ہے وہ نقصان ہو جاتا۔ اور جبکہ نقصانات [illegible]
[illegible] ہوتے اور خود نہ لے سکتے یوں خستہ خراب اور تباہ و برباد ہو جاتے
[illegible] ہندوستان میں ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ اسی لئے شریعت نے جو سر تا سر حکمت و مصلحت ہے
[illegible] مسلمان کو دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینا جائز و مباح ہے۔ تاکہ نہ حرج واقع ہو اور
[illegible] مسلمانوں کا نقصان۔ اب یہاں قیاس سادہ و قیاس اول یہی ہے کہ ایک حربی مسلمان
[illegible] دوسرے حربی مسلمان سے سود نہ لے۔ اور یہی مقتضا ہے اس شرعی دلیل کا کہ مسلمان کے لئے
[illegible] کافر کا مال بغیر کسی قسم کے غدر و فریب کے لے لینا مباح ہے۔ حربی غیر مسلم سے سود لینا
اسلئے مباح ہوا کہ دار الحرب میں رہکر حربی غیر مسلم کو سود دینے اور اوس سے سود نہ لینے میں مسلمان
کا سراسر نقصان ہے۔ لیکن ایک مسلم حربی دوسرے مسلم حربی کو جیسے سود دینے پر مجبور نہیں ہو
سکتا ویسے ہی اُس سے سود لینا بھی جائز نہیں ہو سکتا لیکن جب دار الحرب میں سود لینے کے
جواز و اباحت کی علت ہی یہ ہے کہ مسلمان بیجا خسارہ و نقصان نہ اُٹھائیں تو جس حالت میں
غیر مسلم کے حربی مسلم سے سود نہ لینے کی وجہ سے حرج کا وقوع ہوتا ہو اور حربی مسلمانوں کا
عملی نقصان ہو اور اوسکا انسداد حیطۂ امکان سے باہر ہو تو دوسرا اور راجح قیاس یہ ہی کہ حربی
مسلمان حربی مسلمان سے بھی سود لے سکیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اگرچہ فقہا میں سے
کسی نے یہ مسلک اختیار نہیں کیا لیکن اونمیں سے بعض کے اس مسلک سے کہ اصلی مسلمان
حربی مسلمان سے بھی سود لے سکتا ہے۔ مذکورۂ بالا قیاس کی ضمناً تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ جب
اصلی مسلمان حربی مسلمان سے اسلئے سود لے سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں
ہے اسلئے کہ غلب ہے کہ وہ دار الحرب میں رہکر مجبوراً غیر اسلامی قانون کا معاملات میں پابند ہو
اور سود کے لین دین پر مجبور ہو تیکی حالت میں ایسا نہ کر سکتا ہو کہ اصلی مسلمان سے بے سود معاملہ
کرے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حربی مسلمان حربی مسلمان سے سود نہ لے سکے خصوصاً ایسی حالت میں کہ
بے سود معاملہ کرتے ہیں جبکہ ملک بھر میں سودی معاملہ جاری ہو۔ نہ یا ن یقینی ہو اور
بہ نسبت اوس فایدہ کے جو باہم بے سود معاملہ کرنے سے متصور ہو۔
اس کی رو سے تو ہندوستان کے مسلمان باہم سودی لین دین نہیں کر سکتے
[illegible] جسے بعض ضرورتوں اور مجبوریوں نے رائج بنا دیا ہے۔ تاہم
[illegible] یہ ضرورت اور مجبوری کیا ہے؟ [illegible]

[illegible]

جب کر دیکھی اداکی قوم و دولتمند دو حول نوم [illegible]
یہ نہیں کہ مسلمانوں میں امیر و دولتمند بالکل ہی نہیں ہیں مگر کم تھوڑے دیکھا [illegible]
تو سانی تین جماعتوں میں منقسم ہو سکتے ہیں - ایک بالکل فقیر و مفلس ہیں - دوسرے متوسط
اوسط درجے کے امیر جنکا شمار دونوں طبقوں سے کم ہے اور یہی صرف اس استطاعت کے
اگر چاہیں تو دوسروں کو روپیہ دے سکیں - لیکن آج وہ ضرورت والوں اور حاجتمندوں
کے لئے بے سود قرض و صدقہ کا دروازہ کھولدیں تو اسکا انجام اسکے سوا کچھ نہیں کہ کل [illegible]
حال ہو جائیں - اور مسلمانوں کی موجودہ پستی اور بھی بلند ہو جائے - نہ صرف قرض دینے اور خالی [illegible]
یا کم مایہ رہجانیکی وجہ سے - بلکہ اسلئے بھی کہ مسلمانوں کی اخلاقی و مذہبی پستی اس درجہ کو پہونچی
ہوئی ہے کہ اس صورت میں فقراء و مفالیس کی طرف سے اور بھی زیادہ نعرۂ ہل من مزید بلند
ہوگا - اور وہ بھی جو محنت و مشقت کر کے ادھورا اپیٹ بھر لیتے ہیں خیرات پر اتر پڑیں گے
کیونکہ اس طبقہ میں بلکہ کسی طبقہ کے مسلمانوں میں بھی اسلام کی سچی غیرت باقی نہیں رہی ہے
چنانچہ دیکھ لو کہ مسلمانوں میں روز بروز مختلف حیلوں سے مانگنے والے بڑھتے ہی جاتے ہیں -
حالانکہ وہ ہر طرح کمانے کے لایق ہوتے ہیں - رہا دوسرا طبقہ وہ قرض سے اسی حالت میں
فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ اسے کسی کام میں لگائے - ورنہ قرض بے سود بھی اسکی تباہی کا باعث
ہوگا - اور جب آسودہ مسلمان بے قرض سود دینے لگیں تو متوسط طبقہ میں سے بہت سے اوس [illegible]
دوڑ پڑینگے - کیونکہ اس طبقہ کو غیر مشروع فضولخرچیوں کے لئے اب بھی سودی قرض کا [illegible]
چسکا نہیں ہے - جب قرض بے سود ملنے لگیگا تو پھر دن عید رات شب برات ہوگی [illegible]
علاوہ [illegible] دولتمند مسلمانوں کی حالت کہاں کی اچھی ہے - وہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں - اور
یہ توقع رکھنا کہ وہ صدقہ و قرض سے حاجتمند اور کام کرنے والے مگر بے مایہ مسلمانوں کی دستگیری
امداد کرینگے - یہ ایک خیال محال ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کے مذکورہ بالا طبقہ
میں کوئی اہل دل - باوفا غیرتمند نہیں - بیشک ہیں لیکن اسقدر کم کہ اتنی بڑی قوم
پر انکا [illegible] پھر وہ کیا کریں اور کیا کر سکتے ہیں یہ نہیں کہیئے [illegible]
[illegible]

... یہ حالت میں یہ قول کلیۃً نہیں ...
... کے حسب حال ہے چالیس پچاس برس پہلے مسلمان مالدار نکا مال
... میں کچھ نہ کچھ لگا رہتا تھا لیکن جوں جوں مسلمانوں کی اخلاقی حالت بد سے بدتر ہوتی
... دیانت و امانت کے ساتھ ہی مضاربت بھی اُٹھتا گیا۔ اور اب تو شاذ و نادر ہی کہیں کوئی مسلمان
مضاربت میں اپنا مال لگاتا ہے کیونکہ اب یہ ایک مسلّم بات ہو گئی ہے کہ مضاربت میں مالک کا مال
... ہے اور کارکن کھا جاتے ہیں اور دغل فصل کرتے ہیں اور کام چلا کرتا ہے اعتبار اور
... مال والا نگہبانی کہاں تک کرے۔ اور اعتبار و امانت نتیجہ ہیں تدیّن کا۔ جب تدین ہی
نہیں تو اعتبار و امانت داری کہاں سے آئے۔ اور جب اعتبار کی یہ کیفیت ہو اور امانت و
دیانت کا یہ حال تو پھر مضاربت میں کیونکر کوئی اپنا مال لگائے۔ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ
بھائی بھائیوں میں اخلاص و اعتبار نہیں تو پھر بھلا غیروں کا تو کیا ذکر ہے۔ مانا کہ سارے
یکساں نہیں مگر اکثر ایسے ہی نکلتے ہیں اور اپنے ساتھ اوروں کی بھی ساکھ کھوتے ہیں اس کے
ساتھ ہی مالداروں کی بدظنی کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر انکی نگاہوں میں چور ہے۔ کوئی ثقہ سے ثقہ
... دیانتدار سے دیانتدار بھی کوڑی کے اعتبار کے قابل نہیں۔ کمپنیاں بنا کر تجارت کرنے
... مسلمانوں کے مرض کا علاج سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ قوم میں کچھ نہ کچھ اعتبار اور ثقاہت
... موجود ہیں وہ قوم کے امانتدار بن سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی بڑے سرمایہ کے کام میں
... ایسا تسلسل قایم ہو سکتا ہے کہ نگران پر نگران اور ذمہ دار پر ذمہ دار مقرر ہونے کی وجہ
... خیانت کا احتمال بہت ہی کم رہجاتا ہے۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ مسلمان اس کے لئے بھی تیار
... تجربہ و مشاہدہ اسکا شاہد حال ہے۔ انکی خو بو ہی یہ ہو گئی ہے کہ اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ
... جدا ہی بنائیں کر سکیں یا نہ کر سکیں اپنا کام جدا جدا ہی کریں کسی میدان میں ہر شخص
... دوسرے کو اپنے ساتھ نہ لیں ٹھوکریں کھائیں تو غیر کی دستگیری کو ننگ ہمت خیال کریں
... قسم کی اشتراکی تجارت کے ماہروں کا قول ہے کہ اس زمانہ میں کوئی قومی کمپنی کام
... جب تک اس کے ساتھ قومی بنک نہ ہو۔ اگر یہ صحیح ہے تو کمپنیاں بھی بغیر سودی
... نہیں چل سکتیں۔ اور یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ بغیر بنک کے کمپنیاں
... قائم ہو جائیں اور اچھی طرح سے کام

Marfat.com

کمپنیوں کے قایم ہوجانے سے ...

ہے کہ مشترکہ کاموں کے ساتھ ہی انفرادی کاروبار بھی پوری ترقی ...
کا فروغ پا جانا اسکی دلیل نہیں ہوسکتا کہ قوم کی قوم ایسے کاروبار میں لگ ...
اوسکی حاجت وضرورت پوری ہوجاتی ہے۔ اور کوئی انفرادی کام بھی مزدوری ...
کے سوا سرمایہ کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اور عموماً مسلمانوں کی بےمائگی کا جو حال ہے وہ ظاہر ...
اور ساتھ ہی یہ بھی کہ نہ دولتمندوں ہی میں وہ اخلاق وتدین ہے اور نہ حاجتمندوں ...
میں جو باہمی مواسات ومعاونت کا داعی ہو۔ اور بغیر اسکے کہ طرفین میں سے کوئی نقصان
اُٹھائے دونوں فایدے میں رہیں یا کوئی ایک ہی دوسرے کی مروت کی بدولت
فایدہ اُٹھائے۔ غرضیکہ چند کمپنیاں قایم ہوجانے سے بھی قوم کی عام کاروبار کا خاتمہ
نہیں ہوجاتا۔ اس حالت میں بھی افراد قوم کو بہت کچھ انفرادی کاروبار کے لئے سرمایہ
کی ضرورت رہے گی۔ اور جبتک مسلمانوں کے اعتبار وامانت کا یہی حال ہے اسوقت تک
توقع کرنا کہ دولتمند حاجتمندوں کی مدد کرینگے یا اون کے شریک حال ہونگے۔ اور حاجتمند ...
امداد کی قدر کریں گے اور دیانتداری سے خود بھی فایدہ اُٹھائیں گے اور اونکو بھی
فایدہ پہونچائیں گے۔ بالکل توقع محال ہے جو ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔ اور نہیں تو ...
بلکہ یہی ہوتا رہیگا جو ہورہا ہے یعنی جو کاروبار کے لایق مگر محض تہیدست ہیں وہ ...
کام کے لئے سرمایہ نہ پانیکی وجہ سے خراب خستہ حال رہیں۔ یا اگر ممکن ہو تو غیر قوم والو...
کہ وہی سود پر قرض دیتے ہیں سودی قرض لیکر اونکے ہاتھ بک جائیں خود بھی فا...
سے محروم رہیں اور قوم بھی اپنے کرتوت کی سزا پائے۔ اسی طرح جو سرمایہ رکھتے ہیں وہ بھی
ضرورت دوسرونکو سود دینے اور خود سود نہ لینے کی وجہ سے فی الجملہ گھاٹے میں رہیں
اپنے کام کا پورا ثمرہ نہ پائیں اور جب ایک طرف قوم کے اوس گروہ کا یہ انجام ...
اور جو دولتمند بننے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اور دوسری طرف دولتمندوں کی دولت ...
بجنسہٖ کام میں نہ لگنے کی وجہ سے گھن لگتا چلا جائے۔ اور تیسری طرف ...
کی کمی سے محنت مزدوری نہ پاکر خیرات پر ...

[illegible] ہیں اور [illegible] جو سود [illegible]

[illegible] مسلمان اسوقت سود خوار قوموں سے سابقہ ہونیکی وجہ سے ایک [illegible]
[illegible] ہیں جنہوں نے اونکی قومی ہستی کو خطرہ میں ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے ربا کی حرمت
شرعی اصول ہی سے حلت سے بدل جانی چاہیئے یا درحقیقت بدل گئی ہے۔ کیونکہ
ضرورت کی حالت ہے جو حرام کو مباح کردیتی ہے۔ جیسے کہ خون اور سور حرام ہے
[illegible] بھوک سے مرنے کے لئے وہ مباح ہیں۔ مسلمانونکی قومی حیات بھی چونکہ خطرہ میں ہے
اس لئے اسی اصول شرعی سے سود کا لین دین مسلم وغیر مسلم سے مباح ہونا چاہیئے۔ تاکہ
مسلمانونکی مالی حالت درست ہو۔ اور وہ مالدار قوموں کی کشاکش میں رہکر اپنی ہستی کو
محفوظ رکھہ سکیں کیونکہ اس صورت میں بلاد اسلامی مسلمانوں کا مال بھی بڑھ سکیگا۔ اور بے مایہ اور
کاروبار والے بھی کم شرح سود پر قرض لیکر اب سے زیادہ فایدہ اُٹھا سکیں گے اور فرض کرلو
کہ اب سے زیادہ فایدہ میں نہ رہیں۔ یہی فایدہ کیا کچھہ کم ہوگا کہ قوم کی دولت قوم میں
رہے گی۔ یہ مصلحتیں اور مجبوریاں ایسی داعی ہیں کہ مسلمانونکو بالاطلاق سود لینا مباح ہوجائے
[illegible] نزدیک مسلمانوں کی [illegible] دیگر ابتدائیکے ساتھ یہ کہنا تو درست ہے کہ موجودہ حالت
میں اونکی قومی ہستی خطرہ میں ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ضرورت کے وقت حرام کی
حرمت اباحت سے بدل جاتی ہے۔ لیکن جو مجبوریاں مسلمانونکی اوپر بیان کیگئی ہیں
وہ اباحت سود کے لئے کافی نہیں۔ اباحت حرام کی شرط یہ ہے کہ حلال بہم پہونچانے کیلئے
جدوجہد ختم کردیا گیا ہو۔ اور پھر بھی حلال میسر نہ ہوا ہو۔ اور یقین ہو کہ جو حرام سامنے موجود
میسر آسکتا ہے وہ مضطر کردینے والی ضرورت کو دفع کردیگا۔ پس اگر ہندوستان میں مسلمان
روزافزوں فلاکت وافلاس کے دفع کرنے کے لئے جنہنے اونکی قومی ہستی کو خطرہ میں ڈالدیا
پوری جدوجہد بجا لاچکے اور اب قوم کا نہ چند افراد کا ظن غالب یہی ہے کہ مسلمان باہم
لین دین کرکے من حیث القوم فلاکت وافلاس کے شکنجے سے چھوٹ جائیں گے۔ تو
وقت آگیا کہ مسلمانوں میں باہم سودی لین دین کی حرمت بھی شرعی اصول ہی کے
[illegible] سے بدل جائے۔ لیکن میں مسلمانونکی مذکورہ بالا مجبوریوں کو تسلیم کرنیکے
[illegible] فلاکت وافلاس سے نکلنے اور دولتمند ہوکر مالدار قوموں
[illegible] لاچکے۔ اور جدوجہد ممکن تھا

قومی حیات وممات کا مدار سود لینے اور [illegible]

ہاں ہم یہ یقین ہے کہ سود لینے سے قوم کی بدحالی [illegible]
یہاں قوم کی ضرورت میں ہے۔ نہ بعض افراد کی ضرورت میں۔ اور کلام قوم کی
نہ بعض افراد کی ہستی میں اور یہ کیونکر مان لیا جائے کہ قوم افلاس کے وقت
دولتمند ہونیکے تمام وسایل کام میں لا چکی جبکہ مشاہدہ یہ ہے کہ وہ اپنی دولت
میں اُڑا رہی ہے اور جسقدر بدحال ہوئی اور ہوتی ہے اسکا بڑا سبب یہ ہی ہے
بے ضرورت محض نمایش وناموری کیلئے حریف قوموں سے قرض لیتی ہے۔ اور اپنے
اور اپنے ہاتھ سے انکے ہاتھ میں چھری دیتی اور اپنا گلا کٹواتی ہے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ سب
بے ضرورت ہی لیتے ہیں اہل حاجت بھی قرض لیتے ہیں مگر واقعی حاجتمند کم ہوتے ہیں
اور یہی نہیں کہ مسلمان بے وجہ اور بلا ضرورت شرعی سودی قرض لیتے ہیں بلکہ
وسایل سے کمانے میں بھی سست اور بہت سست ہیں۔ اور نہ صرف سست بلکہ
چست ہونے اور ممکن وسایل پائے جانیکے باوجود بھی اونکو انکی جھوٹی نخوت اجازت نہیں
دیتی کہ وہ ہر ایسے ویسے پیشہ پر جو شرعاً ہرگز محظور نہیں ہاتھ ڈالیں۔ زراعت تجارت
ہر باب میں انکا یہی حال ہے جبکہ ایک غیر قوم پچاس بیگہ زمین کا مالک اپنے ہاتھ
بوتا جوتتا ہے مسلمان بیس بیگہ کا مالک ہو کر بھی کاشت کو ہاتھ لگانا نہیں چاہتا
زمیندار۔ نمبردار کہلاتا اور بیکار پڑا رہنا پسند کرتا اور یہی اپنی شان کے لائق جانتا
جبکہ غیر قوم کا آدمی لاکھ روپیہ سے لیکر ایک روپیہ تک سے اپنی تجارت شروع کرتا
اور اسکو برا نہیں سمجھتا مسلمان کروڑ اور سو روپیہ پا کر بھی چھوٹی بڑی تجارت
عیب جانتا ہے اور ننگ شرافت خیال کرتا ہے۔ جبکہ غیر قوم کے آدمی اُن پیشوں
اختیار کرتے اور اون سے فایدہ اُٹھاتے جاتے ہیں جو انکے رسم اور دھرم کے خلاف تھا
تھے۔ تو مسلمان شریف اور اُجلے کاموں کو بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا
کی یہ حالت ہو یعنی نہ اسباب افلاس وفلاکت سے احتراز کرتی ہو
[illegible] مستعدانہ اقدام [illegible]

Marfat.com

... مسلمان باہم سود کا لین دین برتے

... میں ... اس کی کوئی ضمانت ہے کہ مسلمان سستے ... لے

... یہ کوئی یقینی بات ہے کہ بغیر کسی کفالت کے قابل مسلمانوں کو

... دیا کریں گیا۔ نہ یہی اعتبار ہو سکتا ہے کہ مسلمان جو قرض لیں گے اوس سے فائدہ

... لیں گے یا کم از کم کسی سودمند کام ہی میں لگائیں گے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ

... ان میں دولتمندوں ہی کی چاندی نہ ہوگی۔ جیسے اب غیر قوموں کی ہوتی ہے اور

... وہی انجام نہ ہوگا جو یورپ میں دولت کے ایک طبقہ میں سمٹ آنے سے ہوا۔

اس حالت میں قوم کا مال قوم میں رہا۔ مگر قوم میں رہا تو جب مانا جائے کہ قوم کے کام

... اسکا کون ذمہ وار ہے کہ پھر دولتمند غربا کے ساتھ مسلوک بھی ہونگے۔ اور فرض کرو

... بھی ہوں لیکن اسلام کب یہ جائز رکھتا ہے کہ چند مسلمان باقی مسلمانوں کا خون

... کر چوسٹے ہوں۔ اور پھر انہیں پر احسان جتائیں۔ غرض کہ مسلمانوں کی حالت کو دیکھی

... نہ اباحت ربا کی وہ شرط متحقق ہے جسکی بنا پر اونکے لئے باہم سود کا لین دین

... ہو۔ اور نہ باہم سود لینے میں من حیث القوم قوم کی بھلائی ہے۔ بھلائی اسی میں ہے

... مسلمان بنے حلال و مباح وسائل سے دولت کمائے۔ دولتمند فقیروں کے ساتھ محبت

... کریں۔ فقیر و مفلس اسلامی غیرت سے کام لیکر اپنی قوت بازو سے کمائیں اور

... کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ حق شناس اور معاملے کے صاف امانت و دیانت کے

... ں۔ اور برادرانہ ایک دوسرے کے معین و مددگار رہیں کہ اسی میں دنیا کی

... عزت کی فلاح ہے۔ پھر نہ قوم کی قومیت خطرہ میں رہے گی۔ اور نہ وہ کسی سے

... کسی کے دل میں یہی خیال آئیگا کہ باہم ربا کا لین دین بھی قوم کے حق میں مفید

... ہے جو میں مسئلہ ربا میں بہ قدر اپنے فہم کے سمجھا اور یہی میرا مسلک ہے

... اختصار پھر دوہرائے دیتا ہوں۔

... ہو یا کثیر ربا الفضل ہو یا ربائے نسیہ شرعاً حرام ہے۔

... حرام کیا گیا اور دوسرا ذاتی حرمت کی وجہ سے حرام ہو

... ہو سکتا ہے اور باستثنائے ضرورت و اضطرار

... لینے

[illegible] یہاں [illegible]

تھ ان سے لے تو انکی مباح نہیں [illegible]

تھوں سے سود لینا شرعاً مباح ہے بدلیل امام ابی [illegible]

سی جو بیان کی جا چکیں۔ ہندوستان نہ دار الحرب ہے نہ دار [illegible]

بلکہ دونوں کے بین بین۔ بعض جزئیات میں دار الحرب کا حکم [illegible]

اور بعض میں دار الاسلام ہونیکا۔ اور ربا انہیں جزئیات میں

سے ہے جن میں دار الحرب کا سا حکم جاری ہوتا ہے اسلئے وہ [illegible]

کے معاملہ میں دار الحرب ہی ہے۔ بنابریں یہاں مسلمانونکو غیر مسلم

قوموں سے سود لینا مباح ہے۔ اور چونکہ مسلمان یہاں کے باہم

سود لینے دینے پر مضطر نہیں جیسا کہ بیان ہوا اسلئے مسلمانوں کو

باہم سود لینا دینا مباح نہیں۔ مگر وائے برحال مسلمانان ہندوستان کہ غیر مسلم

سود دیتے ہیں اور بسا اوقات بدون اضطرار اپنے آپکو مضطر سمجھتے ہیں اور نقصان

اوٹھاتے ہیں۔ اور ضرورت و اضطرار اور شرعی دلیل ہونے کے باوجود بھی اون سے

نہیں لیتے۔ حالانکہ سود دینا بالاتفاق ممنوع و حرام ہے الا باضطرار اور ان سے لینا

خصوصاً احناف کے یہاں مگر طرفہ معاملہ یہ ہے کہ اور باتوں میں تو امام اعظم رحمۃ اللہ

تقلید اگرچہ کورانہ ہی کیوں نہ ہو فرض عین سمجھی جاتی ہے۔ اور اس مسئلہ میں تحقیق

نامتناہی سلسلہ شروع کیا جاتا ہے جو ختم ہی نہیں ہو سکتا ببیں تفاوت رہ از کجاست

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ

وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا

اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا

مِنْہُ شَیْـًٔا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا

یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْھِدُوْا

شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ

[illegible] تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ [illegible]

Marfat.com

أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۗ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ
يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۗ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَاِنْ
كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۗ فَاِنْ
اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ
رَبَّهٗ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۗ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۗ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ **ترجمہ**۔ اے ایمان والو جب تم کسی
مقرر میعاد تک باہم قرض لو دو تو اسے لکھ لکھا دو۔ اور چاہیئے کہ کوئی لکھنے والا تمہارے
درمیان (اوسے) انصاف سے لکھدے۔ اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے
اللہ نے اوسے سکھایا ہے اوسے بھی چاہیئے کہ لکھدے اور جسپر حق ہے اوسی چاہیئے کہ
(لکھنے والے کو) بتاتا جائے۔ اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرے۔ اور اس (حق)
میں سے کچھ کم نہ کرے۔ پھر اگر جس کے ذمہ حق ہے وہ کم عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ
نہیں بتا سکتا۔ تو اوسکا ولی انصاف کے ساتھ لکھوادے۔ اور اپنے مردوں میں سے
دو کو گواہ بناؤ۔ اگر دو مرد موجود نہوں۔ تو اُن شاہدوں میں سے جنکو تم پسند کرو ایک مرد
اور دو عورتوں کو (گواہ بنالو) کہ اونمیں سے ایک عورت گمراہ ہو جائے تو ایک دوسری
یاد دلادے۔ اور گواہ انکار نکریں جبکہ بلائے جائیں۔ اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا تا امر
میعاد اوس کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے اور
شہادت کے لئے بھی زیادہ درست ہے۔ اور زیادہ قریب ہے اس لئے کہ تم شبہ
نہ کرو۔ مگر جو سودا نقد ہو ایسا کہ اسکا باہم ایرپھیر کرتے رہتے ہو اسکو نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ
نہیں۔ اور جب تم باہم سودا کرو تو گواہ بنالو۔ اور کاتب و گواہ کو نقصان نہ پہونچاؤ۔ اور اگر
کرو تو یہ تمہارا گناہ ہے۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تمکو (یہ) سکھاتا ہے
اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

[illegible] رہن بالقبض ہے اور اگر ایک دوسرے

کریے - اور اللہ سے ڈرتے رہو اور گواہی [illegible]

دل گنہگار ہے - اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اوسے جانتا ہے [illegible]

**تفسیر** مذکورہ بالا آیات دَین بارتباط معنوی آیات ماسبق سے متصل ہیں

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اتصال وارتباط کو یوں بیان کیا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے آیات انفاق میں حکم دیا کہ وجوہ خیر میں خرچ کرو - اور پھر آیات ربا میں ربا کی مذمت کر کے ترک ربا کا امر فرمایا - یہ دونوں حکم تو فی الجملہ نقص مال کو مستلزم تھے ہی کہ انکے ساتھ ہی "واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ" سے اتقائے عام کا حکم اور دیا کہ وہ بھی مومن پر بہت کچھ کسب و منفعت کی راہیں بند کرنے والا ہے - پس جہاں اس قسم کے احکام نازل ہوں یعنی کسب کے وسایل کی تعلیل کے ساتھ ہی انفاق اور ترک ربا کا حکم ہو وہاں مستحسن ہے کہ مال حلال کی حفاظت کے متعلق بھی کچھ احکام ہوں - اسلئے کہ انفاق فی سبیل اللہ اور ترک ربا - اور پابندی اتقا یہ ساری باتیں باکمل وجوہ ہو سکتی ہیں مال ہونیکی صورت میں - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال حلال کی حفاظت کے لئے آیات مذکورۃ الصدر میں فرمایا جو کچھ فرمایا۔

بعض مفسرین نے وجہ اتصال یوں بھی بیان کی ہے کہ صدقہ و ربا و دَین تینوں مالی معاملات ہیں - پہلا محض رحمت ہے اور مقتضائے رحم - اور دوسرا محض ظلم ہے اور مقتضائے حرص [illegible] اور تیسرا محض انصاف ہے اور مقتضائے معاملت - انہیں تینوں مالی معاملات کے لوازم [illegible] کو اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے بیان فرمایا - آیات انفاق میں انفاق فی سبیل اللہ کے محاسن وفضایل بیان کر کے انفاق کے خاص خاص مواقع و مصرف کی طرف ہدایت کی - آیات ربا میں ربا کی مذمت کے ساتھ اوس کے چھوڑنیکا حکم دیا - اور آیات دَین میں کتابت [illegible] اور رہن و گرو کو واجب ٹھیرایا - خلاصہ یہ کہ جیسے یہہ احکام ایک سیاق یا تقریباً ایک [illegible] تھے - ایسے ہی وہ قرآن کریم میں بالاتصال بیان ہوئے ہیں -

دَین کی مذکورہ بالا آیات کو پڑھ کر اس نتیجہ کو پہنچا [illegible]

مال کی حفاظت [illegible]

[illegible] میں بھی اہتمام بلیغ کا حکم
[illegible] مذمت عیاں ہے۔ اگرچہ ایجاز قرآن کریم کا خاصہ ہے لیکن
[illegible] آیات میں حفظ مال کا تذکرہ اطناب وتفصیل کے ساتھ ہے۔ اور بات بات
[illegible] گئی ہے۔ چنانچہ قفال رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی آیت میں نو تاکیدیں گنوائی ہیں۔
[illegible] کے معاملہ میں اسقدر اہتمام وتاکید صرف اسی لئے ہے کہ کوئی مغبون وخسران زدہ نہ
[illegible] بلکہ جس کے پاس مال نہ ہو دوسروں کی کاربراری کے باوجود اسکا مال محفوظ رہے اور وہ
[illegible] قابل ہوسکے کہ وجوہ خیر میں خرچ کرے۔ اور حرام وسائل سے مال بہم پہونچانے کا اسکو
خیال نہ ہونے پائے۔ اگر مال حلال کی حفاظت میں اہتمام ومبالغہ منظور حکمت الٰہی نہ ہوتا
[illegible] کتاب دین میں جو کچھ بایں تفصیل بیان کیا گیا ہے نہ بیان ہوتا۔ یا بایں اطناب وتفصیل نہ آتا

"اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ" دین سے مراد ہے وہ مال
جسکے ذمہ واجب الادا ہو یعنے قرض ودام۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم کسیکو میعادی قرض دو
[illegible] کسی سے میعادی قرض لو۔ تو اوسکی دستاویز لکھوا لو یا لکھدو۔ عام اس سے کہ قرض از
قبیل نقد روپیہ پیسہ ہو یا از قبیل جنس واعراض۔

بعض مفسرین نے تداین سے سلف مضمون یعنی وہ نقد قیمت مراد لی ہے جو بیع سلم
[illegible] مشتری بائع کو خاص وعدہ پر جنس لینی کر کے دیدیتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا
[illegible] جب تم باہم بیع سلم کا معاملہ کرو اور کسیکو جنس کی پیشگی قیمت دو تو اوس سے دستاویز
میعادی لکھوا لو۔

اس مسلک کے ماننے والوں نے آیۂ دین اور آیات ماسبق میں یوں اتصال پیدا کیا
ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آیات ربا میں ربا کی مذمت اور اوسکی حرمت اور ترک ربا
[illegible] چکا۔ تو اس آیت سے اوسنے بیع سلم کی اجازت دی۔ تاکہ جو فواید ربا کے
[illegible] حرام ہوجانے سے ہوئے تھے وہ بیع سلم سے حاصل ہوسکیں۔ یہ عنایت
[illegible] ہے کہ اوسنے کسب کا ایک رستہ بند کیا۔ تو اوسی جیسے کسب کا دوسرا راستہ
کھولا۔ اسی لئے بعض علما کا قول ہے کہ کوئی لذت ومنفعت نہیں کہ بطریق
[illegible] حلال [illegible] ایسا ہی جیسے لذت ومنفعت کے حاصل کرنے

...ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...

ان اللہ قد احلہ و قرأ ھذہ الآیۃ یعنے ابن عباس رضی اللہ ...

میعاد مقرر کرکے جنس کی پیشگی قیمت دینے کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے ...

بالا پڑھی۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ تداینتم بدین سے مراد ہے صرف ...

سلم ہیں مشتری بائع کو میعاد پر جنس لینی کرکے پیشگی دیدے۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ ...

کے ذیل میں بیع سلم کا معاملہ بھی آجائے لیکن تخصیص کی کوئی وجہ موجہ نہیں ...

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ آیت میں ...

لیے جنس کی پیشگی قیمت ہی کا مذکور ہو۔ کیونکہ آپ کے محولہ بالا قول میں کوئی لفظ ایسا ...

جو اس تخصیص پر دلالت کرتا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ آپ نے آیت کے مفہوم کو عام ہی ...

سلف المضمون کو اسکا ایک مصداق ٹھیرایا ہو۔ اور اسی لئے آیت پڑھی ہو۔ ...

آپ نے آیت کو سلف المضمون ہی سے خاص بھی مانا تب بھی آپکا یہ قول کوئی ...

حجت نہیں ہوسکتا۔

بعض مفسرین کی یہ بھی رائے ہے کہ تداینتم بدین کے معنی ہیں تبایعتم ...

یعنے تم باہم بیع و شریٰ بدین کرو تو دستاویز لکھا لیا کرو۔ یہ محض اس لئے بیان کیا ...

کہ ان کے نزدیک قرض تداینتم بدین الی اجلٍ کے ذیل میں نہیں آسکتا کیونکہ ...

نزدیک قرض میں ادا کی میعاد نہیں ہوتی۔ برخلاف دین کے کہ اوس میں ادا کی میعاد ...

ہوتی ہے۔ اس مسلک کی بنا پر معنے آیت کے یہ ہونگے کہ جب تم نقد پہلے ...

میعاد پر لینی کرو۔ یا جنس پہلے دو اور نقد قیمت میعاد پر لینا ٹھیرے تو اس معاملہ ...

پڑھ لیا کرو۔ لیکن آیت کی یہ تفسیر بھی ضعیف ہے۔ صحیح یہی ہے کہ دین ...

کے معاملات کو شامل ہے۔ نقد بالفعل ہو اور جنس بمیعاد۔ اور جنس بالفعل ...

قیمت بمیعاد واجب الادا ہو یا نقد و جنس بالفعل میعادی نقد و جنس ...

گیا ہو وہ سب دین ہی ہے۔ یہی مسلک ... مفسرین کا ...

... قرار ... میعاد ...

Marfat.com

...یہ نہیں کہ خود ...

... فرمایا ولیکتب بینکم کاتب بالعدل" مطلب

... دستاویز لکھے وہ اوس دستاویز کے لکھنے میں عادل ہو عدل وانصاف

... لینے دینے والوں کے حقوق کا برابر خیال رکھے۔ کسیکا طرفدار نہ ہو کہ خواہ مخواہ

... بڑھادے۔ اور کسیکے درپئے بھی نہ ہو کہ ناحق اوسکا حق گھٹادے۔ اور ایسا کاتب

... ہوسکتا ہے جو ثقاہت و اتقا کے ساتھ معاملات کی اُن ضروری شروط سے کافی واقفیت

... رکھتا ہو جو حقوق کی حفاظت کے لئے کافی ہوسکتی ہیں۔ کاتب اگرچہ کیسا ہی ثقہ اور متقی کیوں

... لیکن اگر وہ جاہل ہے یا معاملات کی شرائط ضروری کا پورا علم نہیں رکھتا تو غلب بلکہ

... یقینی ہے کہ دیون کی دستاویز لکھتے ہوئے بعض ضروری شرطیں چھوڑ جائے۔ یا کوئی ایسی

... بات زیادہ کردے جس سے فریقین میں سے کسیکو نقصان پہنچ جائے یا اوسکی تحریر ہی ایسی

... مبہم ہو کہ معاملہ کے مالہٗ وماعلیہ کو کماحقہٗ نہ ظاہر کرسکے۔ ان صورتوں میں حق وباطل میں

... تمیز نہ ہوسکیگی۔ اور دین کا معاملہ کرنے والوں میں سے کسی ایک کا حق اسی طرح ضایع ہوگا جیسے کہ

... عمداً کوئی غیر عادل دستاویز کے لکھنے میں بعض ضروری شرطیں چھوڑ دے یا بڑھادے

... یا ابہام رکھدے۔ بنابریں ضروری ہے کہ کاتب دیون عادل وثقہ ہونے کے علاوہ معاملات

... ضروری شروط کا کافی علم رکھتا ہو۔

... ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب"۔ یہ آیت نہ صرف

... دلیل ہے اسبات کی کہ جب کسی کاتب سے عقود و دیون کی دستاویز لکھنے کو کہا جائے

... تو اسے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ بطریق عموم واستلزام اس امر کی بھی دلیل ہے کہ جو علم وعمل

... ایسا آتا ہو جسکی مصالح عامہ کے قیام و دوام سے تعلق ہو تو وقت حاجت افادہ

... واجب ہے خصوصاً جبکہ اوس سے درخواست کی جائے۔ اسی وجوب کے تصریح

... اللہ تعالیٰ نے نہی لایاب کاتب کے بعد فلیکتب امر صریح فرمایا۔ بعض نے فلیکتب

... کو تاکید بھی مانا ہے۔ جو بطریق استلزام نہی لایاب سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ

... نہ کرے اس کے یہی معنی ہیں کہ لکھدو۔ جب یہ امر نہی سے مستفاد ہوچکا تو

... لیکن یہ مسلک ضعیف ہے۔ کما علمہ اللہ

... پہلی صورت میں معنی یہ ہونگے

لکھدے۔ اور دوسری صورت کا مطلب ...

یعنے حکم دیا کہ لکھنے والے دستاویز لکھنے سے انکار نہ کریں ...

فلیکتب یعنے حکم دیا کہ کتابت جاننے والے دستاویز لکھدیں۔ اور لکھیں بھی اسی

جیسے کہ اللہ نے اونکو سکھایا ہے۔ اسحالت میں علم کا تعلق پہلی صورت کے خلاف ...

کتابت سے نہ ہوگا۔ بلکہ عام ہوگا یا ہوسکتا ہے اسی لئے میرے نزدیک یہی دوسری

صورت زیادہ مرجح اور انسب ہے۔ کیونکہ عقود دیون کی دستاویز لکھنے کے لئے صرف کتابت

کا جاننا کافی نہیں بلکہ فقہ فی المعاملات کی بھی ضرورت اور اشد ضرورت ہے۔ اور جیسے کتابت

تعلیم الٰہی کا نتیجہ ہے ویسے ہی فقہ معاملات بھی۔

دین کی دستاویز اگر کوئی ایسا عادل غیر عالم لکھے۔ جو دستاویز کی ضروری شرطوں کو

جانتا ہو یا عالم غیر عادل لکھے اور عمداً شروط میں کمی بیشی کردے انجام دونوں کی تحریر کا ایک

ہوگا لیکن بایں ہمہ اللہ تعالےٰ نے کتابت دستاویز کے لئے صفت عدل کو لوازم ضروریہ

دستاویز کے علم سے مقدم رکھا۔ یہ اسلئے کہ عدالت زیادہ اہم ہے۔ جو کاتب عادل ہوگا

دستاویز دیون لکھنے کے ضروری لوازم کا علم بآسانی حاصل کرلیگا۔ کیونکہ عدالت اوسکو

تعلیم پر مجبور کردے گی۔ برخلاف اس کے جو عالم غیر عادل ہے اوسکا علم اوسے اختیار

عدالت پر آمادہ و مجبور نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عادل ناقص العلم کمتر بطلان حقوق و

مصالح کے موجب ہوتے ہیں۔ زیادہ فساد انہیں علما کی طرف سے ہوتے ہیں جن میں

ملکۂ عدالت نہیں ہوتا۔

" ولیملل الذی علیہ الحق " یملل املال ہے اور املال و املاء دونوں ہم معنی

بلکہ اصل املال ہے اور املاء اسی میں ایک لغت ہے۔ اہل حجاز املال بولتے تھے

و تمیم املاء۔ انہیں دونوں کی زبان میں چونکہ قرآن نازل ہوا۔ اسلئے کہیں املال

اور کہیں املاء۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ مدیون کاتب کو حق واجب الادا اور

بتاتا جائے۔ اور کاتب لکھتا جائے۔ مدیون کا لکھوانا اسلئے ضروری ...

اوسپر کامل حجت ہوگا۔ برخلاف اس کے خود کاتب کا ...

...

... ہے ... پر واجب ہے کہ جب کاتب کو
... ... کے حق کو بلا کم و کاست پورا پورا بیان کرے۔ اور حق
... کچھ لکھانے نہ گھٹانے کی کوشش کرے۔ ولا یبخس منہ شیئاً۔
... الذی علیہ الحق سفیہاً او ضعیفاً او لا یستطیع ان یمل ھو فلیملل
... بالعدل۔ مذکورہ بالا الفاظ سفیہ و ضعیف ولا یستطیع کے درمیان حرف او آیا ہے
... ان لفظوں کے مفہوم کی غیریت کا مقتضی ہے۔ یعنی معنے آیت کے یہہ ہیں کہ ان
... سہ گانہ میں سے اگر کوئی کسی ایک وصف سے بھی موصوف ہو تو پھر وہ خود کاتب کو
... کرائے۔ بلکہ اوسکا ولی کاتب کو حق واجب لکھاتا جائے۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ سفیہ سے مراد ہے ضعیف الرا، جو ضعف عقل کی وجہ سے
... میں بطریق احسن تصرف نہ کر سکے۔ اور بعض نے سفیہ سے احمق۔ یا جاہل از طریق املاء
مراد لیا ہے۔ میرے نزدیک پہلے معنے صحیح ہیں۔ اسلئے کہ وہ معنی جامع ہیں اون
... لازم سفاہت معانی کو جو بعض مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ اور ضعیف سے مراد ہے
... بچہ اور پیر فانی۔ بعض نے مجنون کو بھی ضعیف میں شمار کیا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ
... سفیہ شمار کیا جائے۔ اور لا یستطیع سے مراد ہے گونگا۔ سخت ہکلا۔ طریق املاء سے ناواقف
... جسمیں ان تینوں وصف میں سے کوئی ایک وصف بھی پایا جائیگا۔ اوسکا املاء و اقرار
... قابل اعتبار نہ ہوگا۔ اور نہ ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ دیوانہ و سفیہ کو اپنے نفع نقصان
... و ناحق کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔ اگر وہ کاتب کو دستاویز لکھوانے لگے تو نہ جانے
... لکھوادے۔ اور اپنا یا غیر کا ناواجب کیا کچھہ نقصان کرے۔ یہی حال بچہ اور بڈہے کا
... ایک بچہ مغز نہ ہونیکی وجہ سے اور دوسرے کے واجبی حق کو کما حقہ سمجھہ سکے۔ اسی طرح
... طریق املاء اور گونگا تو لکھوا ہی نہیں سکتا لیکن جسکی زبان زیادہ لٹ پٹاتی ہو
... میں یہی احتمال ہے کہ کچھہ کا کچھہ نہ بول جائے۔ انہیں مصالح کی بنا پر اللہ تعالی
... ان اوصاف کے لوگ دیون و عقود کی دستاویز خود نہ لکھوائیں بلکہ انکے
... ہیں یہ خود اون لوگوں کے حق میں مفید ہے جنپر حق آتا ہو ویسے ہی
... مفید اور سراسر انصاف ہے۔ بعض مفسرین
... کہ ... بیان ... ہیں

کو چاہیئے کہ وہی عدل و انصاف کے ساتھ

مراد لینا اور یہ معنی بیان کرنا درست نہیں کیونکہ مدعی کا قول

ہو سکتا۔ اگر مدعی کا قول معتبر ہی ہوتا تو پھر دستاویز کی کتابت اور پھر اس پر

کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں ولی سے بے شک و شبہ وہی مراد ہے جو مذکورہ بالا

کے اشخاص کے کاموں کا ذمہ دار اور معاملات میں انکا قایم مقام ہو۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے املاء دستاویز کا حق مدیون کو

ساتھ ہی حکم دیا کہ اللہ سے ڈر کر دستاویز لکھائے۔ بے ایمانی نہ کرے۔ اور حق

ین سے کچھہ نہ گھٹائے۔ اور ولی کو املاء دستاویز کا حق دینے کے باوجود اوس کے حق

و لیتق اللہ ربہ ولا یبخس منہ شیئاً نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف عدل کی قید

یہہ اسلئے کہ اپنے نفع کی خاطر امانت و دیانت کے خلاف کر گزرنے کا احتمال قوی

ہے اور ایسے کم ہی ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو دوسروں کے نفع کے لئے اپنے دین

کو تباہ کرنے پر تیار ہو جائیں۔ بنابریں اسکے لئے انکے حق میں اتنا ہی کہہ دینا کافی

کچھہ لکھاؤ عدل و انصاف سے لکھاؤ۔ ہاں ولی کے خلاف مدیون زیادہ تنبیہ و تہ

تھا۔ اسلئے اسکے حق میں کہا گیا جو ولی کے شان میں نہیں کہا گیا۔

"واستشهدوا شهيدين من رجالكم" یعنی حاضر الوقت شاہد

سے دو کو دستاویز کے لکھوانے اور حق دین کا اعتراف کرنے پر شاہد و گواہ

وہ عند الحاجت شہادت ادا کریں۔

شهيد۔ شہادت سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ پس شہید وہ ہوگا جسمیں صفت شہا

وجوہ پائی جائے۔ اسی لئے شہید کا اطلاق لغتہً امین فی الشہادت پر بھی کیا جاتا

بھی شہید سے وہی مراد ہے جسمیں صفت شہادت باتم وجوہ پائی جاوئے

فی الشہادت ہو۔ من رجالکم میں چونکہ خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اسلئے مسلما

بنانا چاہیئے کیونکہ غیر مومن اغلب ہے کہ بحق مومن امین فی الشہادت

اہم شرطیں دو ہوئیں۔ اول اسلام

Marfat.com

[illegible]

[illegible] سے آزاد کے ساتھ غلام کی شہادت کو بھی جائز [illegible]

[illegible] ہے کہ دین ایمان اور امانت عدالت میں آزاد و غلام دونوں برابر ہیں

[illegible] ہے کہ غلام کی شہادت جائز نہ ہو۔ آخر وہ بھی تو من رجالکم کا [illegible]

[illegible] ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ غلام کی شہادت جائز نہیں اسلئے کہ یہ حکم

[illegible] یاب الشہداء اذا مادعوا ضرور ہے کہ جب گواہ کو گواہی کے لئے طلب کیا

[illegible] تو وہ جاکر شہادت ادا کرے۔ اور غلام خود مختار نہیں ہوتا کہ جب اوسے ادائے

[illegible] شہادت کے لئے بلایا جائے وہ چلا جائے۔ اوسکا اختیار اوس کے مالک کو ہوتا ہے

[illegible] اجماع ہے کہ اگر مالک غلام کو جانے سے روک دے تو اوسپر جانا حرام ہے اور عدم

[illegible] شہادت کی صورت میں صاحب حق کا حق ضایع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ گواہ شاہد

[illegible] حفاظ حقوق کے لئے بنائے جاتے ہیں جب غلام کے گواہ بنانے سے یہہ مقصد

[illegible] ہوتا ہے تو پھر اوسکی شہادت یا اوسکو گواہ بنانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اگرچہ

[illegible] رازی نے اس استدلال کو احسن کہا ہے لیکن میرا فہم اس کے خلاف ہو

[illegible] مسلک کے موافق جیسے ظاہر قرآن دلالت کرتا ہے۔ اسلئے کہ اول تو مذکورہ بالا

[illegible] استدلال سے غلام کی شہادت کا فی نفسہ عدم جواز لازم نہیں آتا۔ صرف یہ لازم آتا

[illegible] ہے کہ غلام خود مختار نہیں اور اوس کے عدم اختیار سے ممکن ہے کہ بعض اوقات

[illegible] ت کو نقصان پہونچے۔ اسلئے اوسے گواہ نہ بنانا چاہیئے۔ دوسرا اسلئے کہ یہہ

[illegible] کہ غلام خود مختار نہیں ہوتا لیکن یہ کہاں سے لازم ضروری ہو گیا کہ شہادت

[illegible] طلب کئے جانے پر اوسکو اسکا مالک ادائے شہادت کی اجازت ہی نہ دیگا جیسے

[illegible] اسکا اجازت نہ دے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اجازت دیدے پھر اجازت [illegible]

[illegible] پھر بھیجا جا سکتا ہے۔ بفرض اگر وہ اجازت نہ دے تو آثم و گنہگار ہوگا کہ

[illegible] سے ایک مسلمان کو نقصان پہونچایا۔ اور اوس کے حق کو ضایع کیا کیا

[illegible] کہ ایک مسلمان یہ جان [illegible] کہ غلام کو روکنا

[illegible]

حاضر بھی نہیں ہو سکتا [illegible]

شہادت کے وقت اپنے اوپر اتنا اختیار رکھتا ہو کہ [illegible]

جیسے یہ اتفاق ہو سکتا ہے کہ آقا غلام کو ایک وقت یا کبھی بھی ادائے [illegible]

جانیکی اجازت نہ دے۔ ویسے ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آزاد بھی لغو طلب [illegible]

نہ جا سکے۔ بلکہ کسی دوسرے وقت بھی اسپر قادر نہ ہو۔ بنا بریں وجوہ میرے [illegible]

غلام کی شہادت بالذات جائز ہے سو وہ ملحوظ من ظاہر القرآن) ناجائز ہونیکی [illegible]

یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں کہ اسلام نے صرف مسلمانوں کی شہادت کو جائز رکھا۔ اور [illegible]

کی شہادت کو ناجائز جسکو دوسرے لفظوں میں خصم کہہ سکتا ہے کہ دنیا بھر کو [illegible]

ٹھہرایا۔ اسلئے کہ شہادت کا معاملہ ایک نازک معاملہ ہے۔ عدل و امانت کے بغیر شہادت [illegible]

محض ہے۔ اور عدل و امانت کا اعتماد غیر مومن پر کر لینا ایک فاش غلطی ہے جبکہ [illegible]

ہی سے واسطہ نہیں اوسکو جھوٹ بولتے کتنی دیر لگتی ہے۔ اسکے سوا غیر مسلم کو مسلمان [illegible]

ہمدردی ہی کیوں اور کیا ہونے لگی ہے اور کیوں وہ مفت میں کھینچا کھینچا پھرنا [illegible]

اگر ادائے شہادت سے انکار کر دے تو قانون اسلام اوسکا کیا کر سکتا ہے۔ اسلام [illegible]

تو وہی کیا ہے کہ زبردستی پکڑ بلائے۔ اور نہ اسلام یہی جائز رکھتا ہے کہ دائی [illegible]

میں سے کسی پر ناحق کا بوجھ گواہ کا اور پڑے۔ بنا بریں وجوہ غیر مومن کی شہادت [illegible]

جواز میں حکمت و مصلحت ہے۔ اور عقل کی بات بھی یہی ہے کہ جبتک بجہال خود [illegible]

کا آدمی ملے یعنی بحسب ظاہر یقین ہو کہ وہ عند الحاجت سچی گواہی دیگا [illegible]

یا ہمدردی کی وجہ سے اوسے چار و ناچار شہادت ادا کرنی ہی پڑے گی۔ کیوں [illegible]

گواہ بنایا جائے کہ اگرچہ وہ خیانت کرنے والا نہ ہو۔ لیکن وہ ادائے شہادت [illegible]

[illegible] جبوقت ایسا آدمی نہ ملے تو البتہ معتبر غیر مسلم کی شہادت بھی جائز ہو [illegible]

[illegible] میں فرمایا "اثنان ذوا عدل منکم او آخران من [illegible]

[illegible]

معاش ومعاد

... ایسی بھی کوئی ... نی اصل ہوتے ہیں اور
... سمجھے ... یوں مسلم وغیر مسلم غیر عادل ہوں یا ہو جائیں تو یہ بات
... ہے اس سے اسلام و قرآن پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اس کے علاوہ شہید
... بمعنے شاہد و بینہ ہے اور بینہ شرعاً عام ہے۔ شاہد ہے جس سے بھی حق ثابت ...
... غیر گواہ وہ بینہ ہے۔ بینہ کی عمومیت پر علامہ ابن قیم نے بھی بحث کی ہے اور
... یت کتاب وسنت اور لغت سے ثابت کی ہے۔ بنا بریں بہت ممکن ہے کہ غیر مسلم کی
... وت بھی بینہ میں شمار کیجائے۔ جو اگرچہ بسا اوقات شہادت سے کم پایہ ہوتی ہے
... بعض اوقات شہادت پر غالب بھی آجاتی ہے۔ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے یہ
... شہادت کے بارہ میں اسلام نے مسلمانوں کے سوا دنیا بھر کو بے ایمان یعنی غیر عادل
... یا ہے محض ہٹ دھرمی ہے۔

... فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشہداء
... اگر یکونا کی ضمیر راجع مانی جائے شہیدین من رجالکم کی طرف تو معنی آیت کے یہ ہونگے
... اس وقت مردوں میں دو مرد خاطر خواہ گواہ بننے اور بنائے جانیکے قابل نہ ہوں یعنی
... دین و عدل پر پورا بھروسہ نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتوں کو جنکی ثقاہت وعدالت
... ہو گواہ بنا لو اور اگر تقدیر آیت یوں ہو فان لم یکونا من تشہدونہما رجلین
... آیت کے یہ ہونگے کہ جنکو تم گواہ بنانا چاہو یا چاہتے ہو اگر وہ دو مرد نہیں ہیں بلکہ
... مرد عورتیں ہی ہیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لو۔ پہلے معنی کے رو سے لازم
... ان کے ہوتے ہوئے عورتوں کو گواہ نہ بنانا چاہئیے اور دوسرے معنی کے لحاظ
... سے یہ ہو گا کہ ثقہ مردوں کے ہوتے ہوئے عورتوں کو گواہ نہ بنایا جائے بلکہ
... عادل موجود ہوں اور دو عورتیں بھی تب بھی اہل معاملہ کو حق ہو گا کہ وہ ایک
... کو گواہ بنا لیں۔ تقدیر ثانی اگرچہ صاحب المنار نے جمہور کے خلاف ...
... ہے لیکن اس کی صحت اور مساوات میں مجھے بھی کلام نہیں ہے
... ین ... عم کے ساتھ ...

Marfat.com

[illegible]

جبکہ خود عورتوں کو اپنے نفس پر بھی کامل بھروسہ نہیں ہوتا
بنانا گواہ بنانے والونکی مرضی پر چھوڑا گیا۔ اور پھر اوسکی علت بیان کردی گئی
کہ اس علت سے بحث کی جائے۔ مذکور الصدر ناقابل وقعت اعتراض کو مدنظر
اتنا اور کہدینا چاہیئے کہ دیکھو کہ مسلمانوں کو گواہ بنانے کے متعلق بھی یہ قید
ہے کہ جنکو تم پسند کرو۔ جنکی ثقاہت وعدالت پر اعتماد ہو اونکو گواہ بناؤ۔ یہ نہیں کہا
گیا کہ جس مسلمان کو چاہو گواہ بنالو۔ ہر مسلمان اعتبار و اعتماد کے قابل ہی ہوگا اگرچہ
اسلام کی تعلیم کے موافق ہر مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن ضرور نہیں کہ سب ایسے
ہی ہوں اس لئے گواہ انہیں کو بناؤ جو ایماندار اور عادل ہوں تاکہ گواہی کی اصل
غرض وغایت پوری ہوسکے۔ اب کسی غیر مسلم کو یہ کہنے کا کیا حق رہا کہ اسلام غیر مسلمونکو
جھوٹا بے ایمان ہی سمجھتا ہے۔ اور صداقت وامانت مسلمانوں ہی کا حصہ ٹھیرا دیا گیا
اگرچہ اس میں کلام نہیں ہوسکتا کہ اسلام مسلمان کو جامع جمیع صفات بناتا ہے۔ یہہ خود
مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ ویسے ہی بنیں جیسا کہ اسلام انہیں بنانا چاہتا ہے۔ یا
نبنیں تو یہ خود اونکا قصور ہوگا نہ اسلام کی کوتاہی۔

۲ ان تضلّ احدٰهما فتذکّر احدٰهما الاخریٰ۔ یعنی اگر ایک عورت
شہادت میں سے کچھہ بھولجائے تو ایک یاد دلاوے یا بیان کردے۔ یہی علّت
ہے بجائے ایک مرد کے دو عورتوں کو گواہ بنانے کے وجوب کی کیونکہ عورتیں عموماً عرضۂ خطا
وضلال ہیں اسلئے ضرورت داعی ہوئی کہ دو عورتیں ایک مرد کی قایمقام ہوں تاکہ
ایک دوسری کو بات یاد دلاکر بات کو پوری کرلیں۔ اور ایک مرد کے برابر ہوجائیں
کوئی کہے کہ جب عورتیں عرضۂ خطا وضلال ہی ہیں تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک
بے راہ ہوجائے غلطی میں جا پڑے۔ اور دوسری کو من وعن یاد رہے اور
دلاوے۔ میں کہونگا کہ میرا یہ مطلب نہیں ہے جو تم نے سمجھ لیا ہے
بھول گئی اور دوسری کو سب یاد ہو

ہے جاتا یا کیوں نہیں بات یوں تھی۔ اس صورت
میں بات شہادت میں ایک مرد کے برابر ہوئیں۔ اگر ایک بالکلیہ
دوسری کو بالکلیہ بات یاد رہی تو پھر دو عورتیں ایک مرد کی برابر کہاں
رہی تو ایک عورت ہوئی۔ یہی حکمت تو ہے کہ آیت میں لفظ احدٰھما
...ہے جس سے باہم علی السبیل البدل ایک کا دوسری کو بتانا ثابت ہوتا ہے
...بات نہ ہوتی اور مقصود یہ ہوتا کہ ایک بھول گئی دوسری نے بات یاد دلادی تو پھر
احدیٰ کی تکرار کی کیا ضرورت تھی محض ضمیر ہی کافی ہو جاتی۔ اگرچہ بعض مفسرین
...احدیٰ کی یوں توجیہ کی ہے کہ اول احدیٰ سے مراد ہے احدی الشہادتین
...کا احدیٰ سے احدی المرأیتن لیکن یہ توجیہ ضعیف اور نامقبول ہے۔
...یہ بات کہ عورتیں کیوں بھول چوک میں پڑتی ہیں اسکی وجہ مفسرین نے اپنے
...خیال کے موافق جدا جدا بیان کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ناقصات العقل ہیں اسلئے
...نے بھول چوک ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کثرت رطوبت کی وجہ سے برودت انکے
...پر غالب ہوتی ہے اور غلبہ برودت سے نسیان طبیعت پر غالب آجاتا ہے لیکن دو
...کا اجتماعا ایک واقعہ کو بھول جانا بہ نسبت ایک عورت کے بھول جانے کے بعید از
...ہے اسلئے دو عورتیں ایک مرد کے قائمقام ٹھیرائی گئیں تاکہ اگر ایک بھول جائے دوسری
...لیکن یہ توجیہ و تعلیل درست نہیں اسلئے کہ جب عورتوں کے مزاج پر نسیان
...تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور دوسری کو بات یاد ہو اسکے معنی تو یہ ہوئے کہ ایک کے
...برودت اور تبعاً نسیان غالب ہے اور دوسرے کے مزاج پر نہیں جب مزاج یکساں ہے
...یکساں ہونا چاہیئے۔ بھولیں تو دونوں بھولیں اور یاد ہو تو دونوں کو یاد ہو۔
...دو کا بھول جانا کیونکر بعید از قیاس ہو سکتا ہے۔ بہت معقول توجیہ یہ ہے
کہ اصل میں عورتوں کی یہ شان نہیں کہ وہ مالی معاملات و معاوضات میں
...بھیں۔ اور چونکہ اس قسم کے معاملات انکا شغل نہیں۔ اس لئے
...ہے برخلاف خانگی معاملات کے کہ...

ہوتی ہیں لہٰذا اس خصوص میں انکی یادداشت بھی کم ...
ان کو کچھ نہ کچھ بھول بھی جاتی ہیں۔ اسی نقص کے رفعدار کے لئے ایک
تکمیل ہوتا ہے معاملات و معاوضات کا دو عورتیں شہادت کے لئے مقرر
ہو کر دو یادداشتیں ملکر ایک قوی یادداشت کی برابر ہو جائیں۔ اس زمانہ میں اگرچہ
عورتیں خصوصاً یورپ والیاں مالی مشغلات میں بہت کچھ حصہ لیتی ہیں لیکن ...
ہیں اور احکام عام کا مدار ہوتا ہے کثرت پر اور نہ صرف کثرت پر بلکہ اصل حقیقت
اور اصل حقیقت یہی ہے کہ عورتیں گھر کے کاروبار سنبھالیں اور مرد باہر کے۔

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا۔ اسبارہ میں مفسرین کا اختلاف ...
لا یاب الشھداء سے کس امر کی نہی مراد ہے۔ اور اسی طرح اذا مادعوا سے کس ...
دعوت دیا جانا۔ اکثر مفسرین و فقہا کی رائے ہے کہ تحمل شہادت سے انکار کرنا اور ...
شہادت ہی کی دعوت دیا جانا مراد ہے یعنی مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب ...
کو گواہ بنانے کے لئے کہے۔ تو وہ سے تحمل شہادت یعنے گواہ بننے سے انکار نہ کرنا
اور جب گواہ بنگیا تو بحکم آیہ لا تکتموا الشھادۃ شہادت کا ادا کرنا اوس پر واجب ...
کیونکہ یہ آیت ایسے ہی موقعہ پر نازل ہوئی تھی کہ گواہ بنانے والا لوگوں سے دعوت
شہادت کرتا پھرتا اور کوئی گواہ بننے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ اس صورت میں الشہداء ...
شہداء آیۃ مذکورۃ الصدر میں اصطلاحی معنوں میں نہ ہو بلکہ لغوی معنی میں مستعمل ہوا
محل احضار کو شہداء کہا گیا ہو۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ نہی عنہ ادائے شہادت ...
... ما دعوا کا مصداق بھی ادائے شہادت ہے یعنے مطلب ...
جب گواہ ہو چکو گواہ بن چکنے کے بعد ادائے شہادت کے لئے بلائے جاویں تو ادا ...
سے انکار نہ کریں۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ نہی عنہ تحمل شہادت ...
... ہیں۔ اور اسی طرح دونوں ہی الا ما ...

[illegible]

...یل ہے اس امر کی کہ دیون وحقوق کی کتابت واجب ہے۔ دین قلیل ہو
...صغیر کو مقدم ذکر کیا گیا ہے جسکی نسبت بے پروائی کی وجہ سے لوگ عمداً
...ستی کر جاتے ہیں اور جو ادنی اور قلیل حق کی حفاظت پر حریص نہیں ہے تا وہ
...یر ہی کثیر کی خاطر خواہ حفاظت کر سکتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالے نے
...ین کی نسبت سہل انگاری کرنے سے منع فرمایا۔ اور ایک قاعدہ واجب العمل
...قتصاد کے اصولوں میں سے ایک بڑا اصول ہے اور اسپر عمل کرنا عقل و دانش کا مقتضا
...کم اقسط عند اللہ واقوم للشہادۃ وادنی ان لا ترتابوا"
...ی مفسرین کا اختلاف ہے کہ ذالکم کا مشار الیہ کیا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ شہادۃ
...ابنا ذالکم کا مشار الیہ ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ کتابت اقرب المذکور ہے
...ذالکم سے اسی کی طرف اشارہ ہے جسقدر احکام اس سے پہلے پہلے بیان ہوئے
...ذالکم کا مشار الیہ ہیں۔ یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ اسلئے کہ مذکورہ بالا جزو ایک
...ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ وہ تعلیل کسی ایک امر کی نہیں بلکہ جمیع احکام کی ہے
...لا یخفی علی المتامل۔

...عند اللہ کے معنے ہیں کہ یہ جو احکام بیان ہوئے نہایت ہی عدل الٰہی
...یا گیا ہے۔ اور اس لایق ہیں کہ معاملہ کرنے والے اونپر عمل پیرا ہوں تا کہ
...الصدق و یقین سے قرین تر اور جہل و کذب سے بعید تر ہو جائے۔ اور اقوم
...کے معنی یہ ہیں کہ شہادت کے متعلق جو احکام بیان ہوئے وہ معین و مددگار
...ہادت جیسے ہونی چاہیئے ویسی ہی ہو اور ادنی ان لا ترتابوا کا مطلب
...احکام کی پابندی تم کو باہم ایک دوسرے پر شبہ کرنیکی گنجایش ہی
...[illegible] کی کتابت میں احتیاط ہوتی جائے [illegible]

[illegible]

اسمیں بھی مفسرین مختلف الرائے ہیں کہ الا سے کس چیز کا استثنا ہوا ہے بعض
استشہاد سے ہے یعنے مطلب یہہ ہے کہ معاملات دین میں گواہ بنالیا کرو مگر
دست بدست ہو تو مضایقہ نہیں۔ اکثر نے کتابت سے استثنا مانا اس صورت …
ہوگا کہ دین کے معاملات میں کتابت واجب ومطلوب ہے ہاں اگر معاملہ تجارت کا
دست بدست ہو تو اسکی ضرورت نہیں۔ بعض نے کتابت واشہاد دونوں سے ا…
ہے۔ ان تینوں راؤں میں سے دوسری رائے میرے نزدیک صحیح ہے۔ یعنی ا…
کتابت سے ہے اور چونکہ کتابت میں ضرور ہے کہ شہادت ہو لہذا شہادت بھی اسی ا…
میں آجائیگی لیکن تبعاً نہ بالذات۔ اب مطلب آیت کا یہ ہوا کہ جب معاملہ تجارت حاضرہ …
مثلاً مشتری بیع لے اور بایع ثمن فوراً لے لے تو اس معاملہ کے نہ لکھنے میں نہ کوئی …
نہ کوئی گناہ اسلئے کہ معاملہ دست بدست میں بھی شبہ کی گنجایش نہیں جسکی وجہ سے …
خصومت اور بطور نتایج اون سے اور مفاسد پیدا ہوں جنکے سد باب کیلئے کتابت …

صاحب المنار نے اس موقع پر کیا خوب لکھا ہے کہ معاملہ دست بدست کے …
کی نفی کئے جانے میں اشارہ ہے اسبات کی طرف کہ اس حالت میں بھی معاملہ کی کتا…
ہے اوس طریق پر نہ سہی دوسری طرح سہی کیونکہ اگر معاملہ دست بدست میں بھی …
رہے اور بایع ومشتری بجائے خود لین دین کو قلمبند کرتے رہیں تو جیسے اس …
اتفاقی شبہات کا رفع ہونا ممکن ہے ویسے ہی یہ بھی بہت بڑا فایدہ ہے کہ آدمی …
…رہے گا کہ کیا آیا اور کیا اٹھ گیا۔ اور یہہ اندازہ ایک متمدنی کمال اور …
…دنیا کا موجب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالے نے عدم کتابت کی نسبت لا جناح …
…کتابت کو اولی اور مستحب ٹہیرایا۔ مگر واجب نہ کیا۔ اسلئے کہ یہ اونپر شاق …
…آن کو یا اوس کے قریب قریب نہیں پہونچے ہیں۔

واشہدوا اذا تبایعتم۔ اسمیں بھی مفسر…

Marfat.com

[illegible] نے تجارت حاضرہ [illegible]

[illegible] بیع حاضرہ مانا ہے۔ اسلئے کہ یوں ایک چیز
[illegible] وہی چیز نہیں رہتی بلکہ اوسکا بدل باقی رہتا ہے جبکا وہ ذمہ دار
[illegible] ہو چکی اور بدل بطریق امانت اوس کے پاس رہا اور جنہوں نے بیع حاضرہ
[illegible] دونوں قسم کی بیع مراد لی ہے انہوں نے بیع بالذمہ وغیرہ کو تجارت غیر حاضرہ مانا
[illegible] منافاۃ فیہما +

مطلب آیت کا یہ ہے، کہ جب باہم بیع کا معاملہ کرو۔ بالذمہ ہو یا دست بدست ہو [illegible] گواہ بنا لو۔ اسمیں حکمت یہ ہے، کہ بیع بالذمہ تو درکنار بعض معاملات کے [illegible] بدست ہو چکنے کے بعد بھی لوگ معاملہ ہو جانے سے مکر جاتے ہیں اور نزاع و خلاف [illegible] لگتا ہے۔ لیکن چونکہ اس قسم کے معاملات میں مکر جانا اغلب و یقینی نہیں اسلئے صرف استشہاد پر اکتفا کیا گیا جس سے محتمل پیش آیند کا خاطر خواہ انسداد ہو سکتا ہے اور [illegible] میعادی میں چونکہ بسا اوقات گواہ کے مر جانے کے بعد بھی نزاع و خلاف واقع ہوتا ہو سکتا ہے اسلئے اوسمیں کتابت واجب ٹھہرائی گئی۔

"ولا یضار کاتب ولا شہید"۔ لا یضار کا صیغہ معروف و مجہول دو طرح ہو سکتا ہے۔ اور مفسرین نے بھی دونوں صورتیں اختیار کی ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ مطلب آیۃ دونوں طرح سے بیان کردیا جائے۔ اگر معروف صیغہ تسلیم کریں تو معنی آیت کے یہ ہونگے کاتب و شاہد دونوں عدم ادائے شہادت اور کتابت میں املا کے خلاف تحریف و تغییر [illegible] اہل معاملہ میں سے کسیکو نقصان نہ پہونچائیں۔ اور اگر صیغہ مجہول کا مانیں تو مطلب [illegible] کہ معاملہ کرنے والے دونوں کوئی یا ایک کاتب و گواہ کو ضرر نہ پہونچائیں۔ مثلاً [illegible] شہادت کے لئے ایسی حالت میں بلانے لگیں کہ وہ اپنے کسی اہم کام میں مشغول [illegible] انکے کام کی نوعیت سے تجاہل کرکے انہیں اوس کے ترک پر مجبور کریں۔ جسیم معنی سیاق آیت کو دیکھتے ہوئے زیادہ موزون و چسپاں ہیں [illegible] کہ پہلے آچکا وہی بس ہے پھر تکرار کی کیا ضرورت تھی کہ کہا گیا کہ کاتب [illegible] معاملات سے بھی انہیں [illegible] مضمون کی [illegible]

Marfat.com

کو بتا دیتا صاحب غرض کہتا کہ تمہیں ہے کام ...
کام کو چھوڑ کر بھی دستاویز لکھنے پر مجبور ہو جاتا۔ چونکہ اسمیں اوسکا ...
تھا ہیلئے اللہ تعالیٰ نے اہل معاملہ کو بھی کاتب وشاہد پر یوں زور ظلم کرنے سے منع ...
لیکن اس روایت کی صحت کا مدار ہے اسپر کہ یہ ثابت ہو جائے کہ مذکورہ بالا جزو آ...
اپنے جزو سابق سے بعد میں نازل ہوا اور تمام آیت جو ایک موضوع کی آیت ہے دفعۃً
واحدۃً نازل نہیں ہوئی وہذا غیر ثابت وغیر معقول معہذا جو سبب میں نے دوسرے
معنی کی قوت کا پہلے بیان کیا ہے وہ بجائے خود بھی اسکے لئے کافی سبب ہے
کہ لا یضار کو صیغہ مجہول ہی مانا جائے۔
صاحب المنار کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل معاملہ کو منع کیا اس سے کہ کاتب وشاہد کو
ضرر ونقصان پہونچائیں۔ بس اگر اس منع ضرر سے یہ مطلب نکالا جائے کہ یہ حکم ضمناً ...
کاتب کو اوسکی تکلیف کی اُجرت دینے کی ہدایت کرتا ہے تو یہ کچھ بعید نہیں۔ لیکن مجھے
اس سے اتفاق نہیں۔ یہ دوسری بات ہے اہل معاملہ کاتب وشاہد کو اونکی زحمت کے
عوض کچھ دیدیں۔ لیکن آیت اس احتمال کی متحمل نہیں۔ واللہ اعلم
وان تفعلوا فانہ فسوق بکم یعنے اگر تم کاتب وشاہد کو نقصان پہونچا...
جس سے منع کر دیئے گئے ہو تو یہ معصیت ہے جو مومنوں سے سرزد نہ ہونی چاہئے ...
ایماندار کی شان ہی یہ ہے کہ جس بات سے منع کر دیا جائے اوس سے باز ہی آجائے
یہ تمام احکام بیان کر چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پُر از احکام آیت کو ...
مختتم کیا اور فرمایا۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیءٍ علیم تاکہ ...
جمیع اعمال ما مور بہا کی تعمیل میں نفس کا معین ومددگار ہو۔ معنی آیت کے یہ ہیں کہ تعا...
مامور بہا کی بجا آوری اور شبہات کے ترک واجتناب میں اتقا اور خوف خدا ...
پیش نظر رکھو۔ اسنے جن باتوں کا تم کو حکم دیا اور جن سے تمہیں منع کیا ہے اونکے
اجتناب ہی میں مصلحت اور تمہارے مال کی حفاظت اور تمہاری ...
... اگر تم ... اس ...

...یں مفسرین کا اختلاف ہے کہ جملہ ویعلمکم اللہ کو اپنے ما قبل کے جملوں ... ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ جملہ مستانفہ ہے بعض کہتے ہیں کہ جملہ حالیہ ہے اگرچہ ... صورتیں ممکن ہیں لیکن میرے نزدیک اسکو حالیہ ماننا زیادہ مناسب ہے۔ اسلئے کہ ... خوف خداوندی ہر حال میں ہونا چاہئیے لیکن ایسی حالت میں اور بھی زیادہ ہونا ... ہے، کہ اللہ اوامر و نواہی کی تعلیم دے رہا ہو یا دے چکا ہو۔ اور یہاں مقصود آیت ... تقا پر آمادہ کرنا ہی ہے اور اسی لئے لفظ اللہ بہ تکرار بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو اثر نفس پر لفظ اللہ کا ہوتا ہے وہ ضمیر سے نہیں ہوسکتا تھا۔ اگرچہ کلام ضمیر سے بھی درست ہوسکتا تھا۔ لیکن ضمیر پر اس مظہر کو اسی لئے ترجیح ہوئی کہ مخاطبین کے دل پر اس لفظ کا زیادہ اور گہرا اثر ہو جو انہیں احکام کی پابندی پر اُبھار سکے۔

"و ان کنتم علی سفر و لم تجدوا کاتبا فرھان مقبوضة" یعنے اگر تم سفر میں ہو۔ اور قرض و دَین کی ضرورت پڑے اور کاتب کوئی نہ ملے۔ تو اس مجبوری کی حالت میں رہن و گرو سے کام لو۔ ایک گرو دے اور دوسرا رکھ لے۔ اس حکم میں بھی مصلحت وہی ہے کہ صاحب حق کا حق نہ مارا جائے۔ بلکہ معاملہ کرنے والے نسیان و شبہیں بھی نہ ... سکیں۔ اور حیلہ گروں کو حیلہ کا موقع نہ ملے۔

ظاہر آیت کا مدلول تو صرف اتنا ہے کہ اگر سفر میں قرض کے لین دین کی ضرورت پیش آئے اور کاتب موجود نہ ہو جو دَین کی دستاویز لکھے تو اسحالت میں رہن و گرد سے ... لانا چاہئیے۔ لیکن قیاس یہہ چاہتا ہے کہ رہن کا یہ حکم سفر کی سی ہر مجبوری کی حالت میں واجب العمل ہو محض سفر سے مخصوص نہ ہو۔ اور بعض ادلہ شرعیہ سے بھی ... پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مسلم و بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ایک یہودی کے پاس گرو رکھی تھی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ... رکھی ہوتی تب بھی اتنا تو قطعی مقتضائے قیاس تھا کہ جب ...

... مثلاً ایک شخص کو روپیہ کی ضرورت ...

حرف حضر میں رہن کو جائز رکھا ...

چلنے ایسی آیت سے نکالا ہے جسکی کوئی وجہ نہیں ...

مفہوم کے خلاف نہیں۔ ہاں یہہ بات بھی دوسری ہے کہ حضر میں کاتب و شاہد کے ...
ہی ایک تو قیرد الاحاجتمند کا اعتبار نہ کرے اور عدم اعتبار کی وجہ سے شہادت
کتابت کو بھی کافی نہ سمجھے تو یہ حالت مجبوری کی حالت ہوگی۔ اور اسصورت میں ...
نزدیک رہن رکھنا اور رہن رکھہ لینا سفر ہی کی سی مجبوری پر محمول ہوگا۔ اور از رو ...
قیاس اس آیت کے حکم میں آجائیگا۔ بدون ایسی حالت کے جبکہ کتابت وشہادت کا ...
ہو اور کاتب وشاہد موجود ہوں رہن کا معاملہ درست نہ ہوگا۔ ہاں چونکہ عموماً رہن کی نوبت
ایسی ہی حالت میں آتی ہے۔ کیونکہ عموماً ضرورت والے جبتک قرض مل سکے رہن سے گریز
کرتے ہیں۔ اور دائن بھی جبتک مدیون کو معتبر پاتا ہے حرف رہن زبان پر لانا پسند نہیں
کرتا۔ اسلیئے ممکن ہے کہ فقہانے اسی وجہ سے رہن بلا شرط کو جائز رکھا ہے۔ اگر انکا
مطلب ہے نہ یہ کہ کتابت وشہادت کے کافی ہونے کے باوجود اور کاتب کے ہوتے
بھی رہن رکھنا جائز ہے تو اس سے مجھے بھی اختلاف نہیں اور نہ کسیکو کوئی وجہ اختلاف کی ہو سکے
"فان امن بعضکم بعضاً فلیود الذی اؤتمن امانته و لیتق
ربه" یعنی اگر تم میں سے کوئی کسیکو کچھہ دیتے ہوئے امین و معتبر مان لے تو اوسکو
کہ وہ امانت کو کارفرمائے اور حق والے کو اوسکا حق دیدے۔ یہ خیال نکرے کہ صاحب
حق کے پاس ثبوت ہی کیا ہے وہ مجھہ سے لے ہی کیونکر سکتا ہے۔ یہ خیال دل میں لاتے
اللہ سے ڈرے کہ وہ سب کچھہ جانتا ہے کسیکو نہ معلوم ہو مگر اوسے معلوم ہے۔ اور ...
داری وخیانت کاری کا جزا وسزا دینے والا ہے
ضحاک کا مذہب ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں جو حکم بیان ہوا ہے وہ صرف ...
... نا تا امت وحضر میں جہاں کتابت واشہاد واجب ہے۔ لیکن یہہ ...
... بہت ضعیف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حکم ...
... حکم کا ناسخ ...

[illegible]

[illegible] نزدیک یہ آیت عام ہے۔ اور جیسے اسکا حکم سفر [illegible] ہے ویسے ہی لفظ امانت بھی عام ہے جو ودیعتہ وبیع بالذمہ وقرض [illegible] کو شامل ہے۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ تم میں سے کوئی کسی کو [illegible] سمجھ کر اسکے پاس کچھہ امانت رکھدے۔ یا بغیر نوشت و دستاویز اور گرو رکھنے کے [illegible] دیدے توجکو امانت دار و دیانتدار سمجھا گیا ہے اوسے چاہیئے کہ امانت و حق [illegible] کو اوسکی امانت و حق ادا کر دے اور اس خیال سے خیانت نہ کرے کہ کوئی حجت و شہادت [illegible] ہی نہیں مجھہ سے مواخذہ ہی کون کر سکتا ہے۔ اسلئے کہ اللہ خیر الشاہدین ہے اور اسکا [illegible] کہ اوسکا خوف کیا جائے اور اسکا حکم بجا لایا جائے۔

[illegible] ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ" یہ نہی صریح ہے خوف [illegible] شہادت کی تحمل شہادت سے انکار کر جانے کی نہی کے بعد۔ جو بطور تاکید واقع ہوئی جیسے کہ [illegible] یکتب امر صریح اور تاکید ہے اس امر کی جو لا یاب کاتب ان یکتب سے مستفاد [illegible] ہے۔ اس نہی کی بھی وہی علت غائی ہے جو سابقہ احکام کتابت و شہادت کی۔ اسلئے کہ [illegible] بت و شہادت کی اسی سے ضرورت ہوئی کہ کوئی بدنیت ہو کر کسیکا واجبی حق جو اوس کے [illegible] کی کمائی ہو ناحق مار کھانیکا موقعہ نہ پائے۔ کتابت و شہادت کے ذمہ دار بننے سے [illegible] کر دینے سے بھی چونکہ یہ حکمت فوت ہوتی تھی۔ اسلئے کاتب و شاہد کو مجبور کیا گیا کہ وہ دستاویز [illegible] لکھیں اور امر واقعی کی شہادت دینے میں پس و پیش کر کے حاجتمند اور حاجت روا کی [illegible] کا موجب نہ بنیں بلکہ ایک کی حاجت روائی اور دوسرے کے حق کے احقاق کا [illegible] بنیں۔ لیکن اگر کتابت اور اسپر شہادت سب کچھہ ہو جائے۔ اور دائن و مدیون [illegible] بنیتی یا کسی اور وجہ سے نزاع قایم ہو۔ اور اس قضیے کے چکانے میں گواہوں کی [illegible] ضرورت پڑے۔ اور گواہ گواہی ادا نہ کریں تو اس صورت میں وہ شہادت [illegible] بیکار گئی۔ اور بیکار رجائے گی۔ اور جو اصلی غرض شہادت کی تھی وہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے بصراحت تام تاکیداً حکم دیا کہ جب تم کسی امر میں گواہ بنکے [illegible] ادائے شہادت سے نہ انکار کرو اور [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... [illegible]

۲۸۳ آثم قلبہ میں اشارہ ہے اس بات کی طرف [illegible]

انکار کرنیوالا بڑا گنہ گار ہے۔ اسلئے کہ قلب سے جو گناہ ظاہر ہو جو بدون

سکے ادراک کا وہ بڑا ہے اوس گناہ سے جو جوارح و اعضا سے فرط شہوت و غضب میں

بے شعور قلب صادر ہو جائے۔ ایسا گناہ بھول کا گناہ ہوگا اور قلب سوچ سمجھکر جو گناہ کریگا وہ گناہ

ہوگا۔ اور شہادت کا اخفا تعلق رکھتا ہے دل سے جسکا ارتکاب تحریک قلب

بغیر اعضا و جوارح سے نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن یکتمہا فانہ

آثم قلبہ۔ اور جب قلب ہی آلودہ گناہ ہو گیا تو اوس کے توابع بھی ضرورتاً گناہگار

ہونگے۔ اسی سے جہال کے اس قول وخیال کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ گناہ اعمال جوارح

حرکات اعضا ہی سے ہوتا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ترک معروف پر بھی مواخذہ ہوتا ہے جیسے
عمل منکر پر مواخذہ ہوتا ہے اسلئے کہ معروف کا ترک کرنا بھی جسکو بیان کتمان شہادت
سے تعبیر کیا گیا ہے درحقیقت نفس کا فعل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں بطریق
فرمایا۔ واللہ بما تعملون علیم۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں جو احکام بیان ہوئے اگرچہ اونکی علت وحکمت
عقل وقیاس سے نص صریح سے اظہر من الشمس ہے لیکن ابا ائمہ امت کا اونمیں اختلاف
جنمیں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جا چکا ایک اور بڑا اختلاف نوشت دین کی
ہے کہ آیا نوشت دین کا حکم واجب ہے یا مستحب ومندوب۔ جمہور کا مسلک ہے کہ
استحباب ہے۔ اور اس مسلک کی صحت پر تین حجتیں بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ
فرمایا ہے "فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ
واستشہاد کو مستلزم ہے کیونکہ اگر کتابت وشہادت واجب ہوتی تو اوسکا
اگر بعض بعض کو مؤتمن ہی کیوں نہ سمجھ لیں جائز نہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ
کتابت واستشہاد کا التزام نہیں کیا گیا۔ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

دوسرا مسلک صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امر حکم
ہے کہ وہ واجب ہو۔ چہ جائیکہ آیات زیر بحث میں جو حکم کتابت و شہادت
ہے وہ بتاکیدات مکررہ مؤکد ہے۔ یہاں تک کہ سفیہ و عاجز و ضعیف کی طرف
دین کے ولی پر دستاویز لکھوانیکا حکم ہے۔ اور اس قسم کی موکد تاکید غیر واجب حکم کیلئے
ہو سکتی۔ اور کتابت و شہادت کے حکم کی تعلیل بھی کتابت و شہادت کے اقسط
عند اللہ ہونیکی وجہ سے اسی کی مؤید ہے کہ یہ حکم حکم وجوب ہو نہ حکم ندب و استحباب۔ رہا
تعالیٰ کا فرمان۔ "فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ" وہ
صورت پر محمول ہے مثلاً یہ کہ کاتب و شاہد تو موجود نہیں اور ایک شخص اپنے ایک بھائی
سے قرض لینے پر مجبور ہے تو اللہ تعالیٰ حاجتمند کی حاجت روا کرنے والے پر جبکہ وہ حاجتمند کو
متقی اور دیانتدار سمجھتا ہو حاجت روائی کو حرام نہیں کرتا۔ بلکہ اوسکی اجازت دیتا ہے
مجبوری کی اجازت سے یہ کہاں سے لازم آگیا کہ کتابت و شہادت کا حکم واجب حکم
نہیں ہے۔ اگر وان کنتم علی سفر کو حکم اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ
کا نسخ مانا جائے۔ اگرچہ وہ بالکل غیر معقول ہے تو آیہ وان کنتم مرضی او علی سفر
او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء کو بھی سفر و حضر دونوں میں پانی سے
کہنا بھی کہ صدر اول کے مسلمان اشہاد و کتابت کے بغیر ہی قرض لیتے دیتے رہے
دعوے بے دلیل ہے اسلئے کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے جنکے معاملات حجت
میں کوئی صحیح روایت نہیں۔ اور نہ تابعین ہی سے کوئی ایسا قول منقول ہے
اس دعوی کی تائید ہوتی ہو۔ ہاں چونکہ اکثر فقہا نے اپنے زمانہ میں معاملات کا
دیکھا اسلئے انہوں نے قیاس کر لیا کہ کتابت و شہادت واجب نہیں ہے
کہ کتابت و اشہاد میں تضیق و حرج ہے درست نہیں اسلئے کہ اول تو کتابت
کی دشواری و حرج نہیں خصوصاً جبکہ اس خصوص کے احکام کی عام
اگر بعض حسب ظاہر کچھ دشواری و حرج بھی ہو تو ہوا کرے حقیقت
کتابت و شہادت کے ترک

ضعیف الاثبات ہو تو معاملہ پر بھی

اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اور جہاں یہ ممکن ہے وہاں یہ بھی زیادہ ممکن ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک یا دونوں کو دین و میعاد کی صحیح مقدار یاد نہ رہے اور بھول کی وجہ سے دونوں میں اختلاف ہو۔ اور کوئی ایسا ذریعہ نہ پاکر جو رفع اختلاف کا موجب ہو ہر ایک دوسرے سے بدظن ہو جائے اور کوئی بھی اپنے یقین و اعتقاد سے باز نہ آئے بلکہ ہر ایک کو اپنے دعوے کی صحت پر اصرار ہو۔ تو اسکا نتیجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فریقین میں خصومت و عداوت بڑھے اور اس سے وہ بدترین نزاع شروع ہو جو کبھی ختم ہونے میں نہ آئے۔ اور دونوں عسر و حرج میں گرفتار ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف ایسے کام بھی کر بیٹھیں جن کو شریعت نے حرام کیا ہے۔ یہ تمام باتیں احتمالی نہیں بلکہ واقعی اور یقینی ہیں چنانچہ یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ بے کتابت و اشہاد کے لین دین کرنے والوں میں اکثر نزاع ہوتا ہی رہتا ہے۔ پھر ضیق و حرج یہ ہے جو عدم کتابت و اشہاد کی وجہ سے عموماً پیدا ہوتا رہتا ہے یا کتابت و اشہاد میں ضیق و حرج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ عدم کتابت و اشہاد میں مفسدہ و حرج نہیں اور کتابت و اشہاد میں ضیق و حرج ہے؟۔ اس کے علاوہ جس ضیق و حرج سے اسلام پاک ہے جس کی قرآن نے نفی کی ہے وہ ایسا ضیق و حرج نہیں جسے کوئی بزعم خود ضیق و حرج سمجھ بیٹھے تو تکالیف شرعیہ میں سے کوئی تکلیف بھی ایسی نہیں جس میں فی الجملہ کلفت و مشقت نہ ہو۔ احکام شریعت میں ضیق و حرج نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شریعت کا کوئی حکم ضیق و مشقت اور عسر و حرج میں ڈالنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہر حکم میں کوئی ایک ایسے فائدے ہیں جن سے عسر و حرج بھی رفع ہوتا ہے اور لوگوں کی ذاتیات اور اجتماعی حالات و معاملات کی بھی اصلاح ہوتی ہے یعنی شرعی اعمال خصوصاً معاشرت و تمدن سے تعلق رکھنے والے ایسے ہی اعمال ہیں جن کے ... پر سمجھنا محبت و میل سے لوگ ... نہ سمجھے اور سمجھتے ہیں ...

# معذرت

ناظرین کرام! پچھلے دو تین ماہ سے رسالہ تفسیر القرآن کے بے ترتیب اور دیر سے شائع ہونے کا سخت افسوس ہے۔ خرابی صحت اور دیگر مشکلات نے آج تک اس نقص کو دور کرسکنے کا موقع نہیں دیا۔ چونکہ مجبور کا عذر قبول کیا جاتا ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ براہ کرم اس اضطراری تاخیر پر آپ مجھے معاف رکھیں گے۔ اور اُس وقت تک کہ اشاعت رسالہ کا انتظام درست نہ ہو جائے تاخیر کا یہی سبب تصوّر فرمائیں گے کہ نیاز مند سخت مجبور ہے۔ ورنہ کبھی اس قسم کی ناگوار تعویق نہیں ہوئی اور نہ ہوتی۔

آخر میں پھر آپ سے معافی کی التماس ہے۔ والسلام

نیاز مند

منیجر دفتر رسالہ تفسیر القرآن

Marfat.com

# تازہ مطبوعات

ذیل کی کتابیں ابھی حال میں تیار ہوئی ہیں [illegible]

**سفرنامہ جاپان**:- ایک مسلمان [illegible] اشاعت اسلام جاپان میں آنا [illegible] سے کم عرصہ میں بارہ ہزار مغز اور خوش باش جاپانیوں کو مشرف باسلام کر دینا۔ حیرت انگیز حالات مجلس تحقیق مذاہب معہ مباحثات علماء و ثبوت فضائل اسلام۔ قیمت . . . . عمر

**تاریخ حجاز ریلوے**:- اُردو۔ انگریزی اور عربی تینوں زبانوں میں۔ اس میں حجاز ریلوے کی تجویز۔ تحریک۔ تائید۔ آغاز اور اجرائے کارنک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوئے ہیں۔ ترکی اور انگلش تعلقات۔ مسئلہ مصر۔ مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ہر سہ حصص کی یکجا . . . . . . . . . . . عمعہ

**ھلال و صلیب**:- یہ بھی بے مثل کتاب ہے۔ خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم جو نوجوان ترکوں کے ایک فرد بھی ہیں۔ اُنہوں نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ میں لکھی ہے۔ کارخانہ وطن نے اسکو انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کرایا ہے۔ قابل دید اور مفید کتاب ہے قیمت فی جلد دس آنہ . . . . . . . . . . . . ۱۰/

**ارژنگ فرنگ**:- انگریزوں کی معاشرت اور اُن کے اصول زندگی و اخلاق کا آئینہ ولایت جانے والوں کے لئے نہایت کار آمد۔ قیمت فی نسخہ . . . . . .

**جواھر قرآنی**:- گلوئے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہیئے۔ اس میں بڑی خوبی سے قواعد دین اسلام کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا۔ اور توحید باری تعالیٰ اور نبوت و رسالت [illegible] خوبی سے دلیل قائم کی ہے۔ کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے۔ قیمت فی جلد

**المشتھر**

منیجر اخبار وطن لاہور

# تفسیر القرآن

## بزبانِ اُردو مع ترجمہ فرقانِ حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاحِ دارین
کے اسباب و موجباتِ حقّہ سے آگاہ کرنے کیلئے پہلے اخبار میں
شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اِسی
کو رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

## بابت ماہ مارچ ۱۹۰۹ء

### جلد ۲ نمبر ۹

مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوئے
[illegible] قسط اول مع محصول ڈاک [illegible] نمونہ ۶

## قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے - عام چندہ سالانہ للعہ، طلباء سے

---

# قرآن کریم پڑھیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے مگر یہ غرض تبھی ط
حاصل ہو سکتی ہے کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں - یہ مدعا

# تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکیگا - جو ماہوار رسالہ کی
میں دفتر وطن لاہور سے شائع ہو رہا ہے -

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۳ + چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم

---

## اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

... مستحب ہی کے لئے ہیں۔ تو کیا
... مسلمان دین کو یہی شایان ہے اور یہی زیب دیتا ہے کہ ان تمام احکام
... اللہ تعالٰے نے مستحب العمل ٹھیرایا ہے بایں حجتہ ترک کردیں کہ انکی تعمیل و
... میں حرج ہے۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ اسوقت مسلمان اپنے ایک
... آشنا مسلمان بھائی سے قرض لیتے وقت قرض کی دستاویز لکہنے میں جو عین حکم
... اوندی ہے۔ یا تو اپنی ہتک اور کسرشان سمجھتے ویا اگر لکہتے ہیں تو مجبوراً لکھتے ہیں نہ حکم
... اوندی کی بجا آوری کے خیال سے۔ اور اسی طرح جو دائن دستاویز دَین لکھواتے ہیں وہ
گویا مدیون کے عدم اعتبار کی وجہ سے لکھواتے ہیں۔ نہ حکم خداوندی سمجھکر۔ اگرچہ اس
صورت میں بھی حکم الٰہی کی جو غرض وغائت ہے پوری ہوجاتی ہے لیکن ایک سچے
مسلمان کے لئے یہ کیا کچھ کم ہے کہ وہ تعمیل حکم کے اخلاقی فائدے اور اُخروی اجر سے
محروم رہجاتا ہے ۔

اگرچہ دَین کے لین دین میں کتابت وشہادت دونوں ضروری اور نہائت اہم
ہیں، لیکن اکثر فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اثبات حقوق میں شہادت اصل ہے۔ اور
کتابت صرف شہادت کی یاددہانی کی غرض سے ہے، اصل ومقصود بالذات نہیں،
اسلئے کہ دستاویز میں جعل وتزویر ممکن ہے، لیکن یہ خیال صحیح نہیں اسلئے کہ کتابت
وشہادت دونوں دائن مدیون میں باہم ایک کو دوسرے کا اعتبار ووثوق ہوجانے
کیلئے مشروع ہوئے ہیں اور شرعاً دونوں برابر ہیں بلکہ اگر عقل وقیاس سے کام لیا
جائے تو ماننا پڑیگا کہ کتابت شہادت سے قوی ہے، اس لئے کہ وہ خود شہادت
کیلئے بھی معین ہے، اور اسی کے ذریعہ سے اہل معاملہ کو باہم ایکدوسرے کا کامل
... ہوتا ہے۔ دائن کو یہ ڈر نہیں رہتا کہ مدیون اُسکے حق سے کلاً یا جزواً انکار کردیگا،
... کو یہ کھٹکا نہیں ہوتا کہ دائن دَین میں کچھ اضافہ نہ کردے، شہادت سے بھی
... مدیون کو یہی اطمینان ہوجاتا ہے لیکن نہ کامل، یہ احتمال پھر بھی باقی رہتا ہے
... بھول جائیں مگر کتابت کے ہوتے ہوئے گواہوں
[illegible]

Marfat.com

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کتابت ...

ترکہ کو ان سب باتوں کے علاوہ کتابت کا نفع دونوں یا کسی ایک کی وفات کے

بعد اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے، اور اس حالت میں صرف کتابت ہی محافظ حق ہوتی ہے

دائن و مدیون کے درمیان وہی عدل کو قائم رکھتی ہے، بایں ہمہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ

حفظ حقوق میں شہادت اصل ہے اور کتابت محض ذریعہ یاد دہانی ہے، رہا یہ کہنا کہ تحریر و

دستاویز میں جعل و تزویر ممکن ہے تو شہادت میں تحریر سے کہیں زیادہ ممکن ہے جیسا کہ

آجکل دیکھا جا رہا ہے، اگر تحریر کہیں ایک جعلی نکلتی ہے تو گواہِ زُور سیکڑوں ثابت ہوتے

ہیں۔ بنا بریں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ دَین کے لین دین میں کتابت و استشہاد دونوں

ضروری و اہم ہیں، اور بعض وجوہ سے کتابت کا درجہ شہادت سے بھی بلند ہے۔ نہ یہ کہ

شہادت اصل ہے اور کتابت فرع اور محض یاد دہانی۔ (ماخوذ از تفسیر المنار۔ مع الحذف

والاضافہ)"

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ

اللّٰهُ ۭ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاۗءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾

ترجمہ:۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے

دلوں میں ہے تم اُسے چاہے ظاہر کرو چاہے چھپاؤ اللہ تم سے اُسکا حساب لیگا

پھر جسے وہ چاہے بخشیگا اور جسے چاہے عذاب دیگا اور اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

تفسیر:۔ ماقبل سے اس آیت کے اتصال کے متعلق علماء امت نے متعدد

مختلف وجوہ بیان کی ہیں اور ہر وجہ بجائے خود مُوَجَّہ و معقول ہے۔ اسلئے میں ان میں

سے اکثر کو بیان کئے دیتا ہوں، کیونکہ ہر ایک کو درست سمجھتا ہوں۔

ابو مسلم کا قول ہے کہ چونکہ آیہ ماسبق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ تم کرتے ہو

میں اُسکو جانتا ہوں، یہ آیت اُسی کی دلیل عقلی ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ

نے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میرا ہی ہے

Marfat.com

[illegible] احکام بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا آیت سے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ تمام [illegible] ہی فائدے کے لئے ہیں، نہ یہ کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو انسے کچھ فائدہ ہوتا ہے، وہ اس قسم کے فائدوں کا محتاج نہیں، وہ توان تمام چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمانوں میں ہیں +

شعبی و عکرمہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ چونکہ آیت ماسبق میں اللہ تعالےٰ نے کتمانِ شہادت سے منع کر کے کتمان پر وعید فرمائی تھی اسکے بعد مذکورہ بالا آیت سے تحقیق وعید کی یوں خبردی کہ زمین اور آسمان اور جو کچھ انمیں ہے وہ سب میرا اور میرے قبضہ میں ہے، اسلئے مجھے یہ قدرت ہے کہ مستحقانِ جزا کو جزا اور مستوجبانِ سزا کو سزا دوں +

اصم کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ توحید و زکوٰۃ۔ صلوٰۃ و زکوٰۃ۔ صوم و قصاص۔ حج و زکوٰۃ، حیض و طلاق، عدّۃ و صداق۔ خلع و ایلاء، رضاع و بیع، ربا و دَین وغیرہ کے احکام مفصّل طور پر بیان کر چکا، تو اُسنے اس آیت سے آخر سورہ میں تہدید عظیم مع الدلیل بیان فرمائی، تاکہ لوگ بجد تمام اِن تمام احکام پر عامل ہوں، اور خلاف ورزی کی ظاہر و باطن کسی طرح بھی جرأت نہ کرسکیں +

علامہ شیخ محمد عبدہٗ کا قول ہے کہ آیہ مذکور الصدر وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ سے متصل و مربوط ہے، (جیسا کہ وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ سے ظاہر ہے۔ مؤلف) یہ بھی صحیح ہو سکتا ہے کہ آیہ لِّلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ آیہ محولہ بالا کی متمم ہی ہو۔ اس لئے کہ اللہ کے علم کا محیط ہونا اسکو مقتضی ہے کہ ہر چیز اوسکی ہو، اس حالت میں یہ آیت وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کی یعنی اللہ تعالےٰ کے عالم کل ہونے کی دلیل ہوگی اور مطلب دونوں آیتوں کا ملکر یہ ہوگا کہ اللہ عالم کُل ہے اسلئے کہ وہ خالق کُل ہے، اور مقصود اس دلیل سے یہ ہوگا کہ کتمانِ شہادت کی نہی متقرر فی الذہن ہو جائے اور سامعین اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ اخفاء و ترک شہادت گناہ اور مستوجب عذاب آلہی ہے، اس صورت میں إِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ مذکورہ بالا بیان کی تاکید ہوگی، کما ھو ظاھر، یہ بھی [illegible] سے من اوّلها الى آخرها متصل ہے، اس طرح [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ان کے مخلوق ہونے کے باعث ہے ...

لوگوں کو دھوکا دیا اور اُن کا مال کھایا، تو اللہ تم سے ... آسمان و زمین ...

و آسمان میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے، اور تمام مخلوق پر اسکو پوری قدرت حاصل ہے ... نفسانی و جسمانی اعمال بھی اُسکے علم و قدرت سے باہر نہیں پھر تم کیونکر مواخذہ اور ... بچ سکتے ہو؟

اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ " اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا بہت کچھ اختلاف ہے، بعض نے سیاق کلام کو مدنظر رکھکر اس کو کتمان شہادت سے خاص سمجھا ہے اور معنی آیت کے یہ بیان کئے ہیں کہ اے گواہ شاہدو، کتمان شہادت کے متعلق جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اُسے چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ تم سے اُسپر محاسبہ و مواخذہ کریگا، چنانچہ یہ مسلک ابن عباسؓ و عکرمہ و شعبی و مجاہد کی طرف منسوب ہے، لیکن جمہور نے اس مسلک کو اس ... کہ عموم لفظ کے خلاف ہے رد کیا اور ناقابل تسلیم ٹھیرایا ہے۔

بعض کی رائے ہے کہ یہ آیت اُن مومنوں کے حق میں ہے جو کفار سے علاقہ الفت ... اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمہارے دل میں کفار کی جو ولایت و الفت ہے تم اُسے ظاہر کرو اور چھپائے رکھو تو اللہ تم سے اوسپر مواخذہ کریگا، لیکن یہ تخصیص بالکل بے قرینہ، غیر موجہ بلا مخصص ہے اور کوئی سلیم الطبع اسکو تسلیم نہیں کرسکتا۔

جمہور کی رائے ہے کہ جیسے اس آیت کے لفظ عام ہیں ویسے ہی اسکا مفہوم بھی عام ہے یعنی نہ تو آیت کفار اور ولاۃ کفار سے مخصوص ہے، اور نہ کتمان شہادت سے، بلکہ ہر بات کو یہ آیت ...... اور اوسکا حکم عام ہے، لیکن جمہور میں سے ایک جماعت کی ... اور اوسکے حکم کو عام ماننے کے ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور آیہ ... ناسخ، اور نسخ کی صحت پر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ امام احمد و مسلم و ابو داؤد ... ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ " لما نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ... فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ ...

Marfat.com

... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
... اہل الکتابین من قبلکم سمعنا وعصینا بل قولوا سمعنا واطعنا
... وإلیک المصیر فلما اقترأها القوم وذلت بها السنتهم انزل اللہ تعالی فی اثرها
... الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل امن باللہ وملئکته وکتبه ورسله لا
... بین احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما فعلوا ذلک
... اللہ عزوجل فانزل اللہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما
اکتسبت الی اخرها، خلاصہ مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ جب آیت زیر بحث نازل ہوئی
... اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو تکلیف مالایطاق سمجھکر گھبرائے ۔ اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے نہائت عاجزی وزاری کے ساتھ عرض کیا کہ
یا رسول اللہ اب تک جو احکام خداوندی روزہ نماز۔ جہاد زکوٰۃ۔ وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف
سے آئے تھے وہ ہمارے بوتے اور طاقت کے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے جو
... آپ پر نازل ہوئی ہے ہمیں تکلیف مالایطاق دی ہے ۔ اس سے ہم کیونکر عہدہ برآ ہونگے؛
... اسکا یہ تھا کہ خطرات قلب ووسوسات خاطر جو مافی انفسکم کا مصداق ومدلول ہیں۔ یا
... ہیں اُن پر تو ہمکو قدرت حاصل نہیں اور اللہ ان پر بھی مواخذہ کی خبر دیتا ہے۔ ان غیر
... خطرات پر بھی محاسبہ ومواخذہ ہوا تو ہم تو مرمٹے ، اس تکلیف مالایطاق سے کیونکر
برآ ہونگے ، آپ نے یہ سُنکر فرمایا کہ کیا تم بھی یہود ونصارا کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہوگئے
... نے کہا تھا سمعنا وعصینا ، خبردار تم ایسا نہ کرنا ، تم کہو سمعنا واطعنا غفرانک ربنا
والیک المصیر ، جب بفرمان ختم رسالت لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا ، اور زبانوں پر چڑھ گیا ،
... مابعد کی آیتیں نازل کیں اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها سے آیۂ ان تبدوا الخ کو
... دیا ◆

... بالمعنی امام احمد ومسلم ونسائی وترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
... الا علام بیہقی وامام بخاری نے مروان اصغر سے تخریج کی ہے کہ وان تبدوا
... ... نے تخریج کردیا۔ ... صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہو
... ... تجاوز ... ما حدثت به انفسها ما لم
Marfat.com

فرمایا کہ اللہ تعالے نے ...

وہ اُنپر عمل نکرے یا زبان پر نہ لائے ۔ اور ایک روایت ...

اُسکے دل میں گزریں +

یہ تین حجتیں اُن لوگوں کی جو آیہ زیر بحث کو اُس کے مابعد سے منسوخ مانتے ہیں لیکن ...

کا اتفاق نہیں اکثر اس نسخ کو نہیں مانتے ۔ اور عدم نسخ کو دلیلوں سے ثابت کرتے ...

اوّل یہ ہے کہ یحاسبکم بہ اللہ خبر ہے اور نسخ اگر ہوتا تو احکام میں واقع ہوتا ہے ...

کما ھو مبرھن فی علم الاصول +

دوسری دلیل یہ کہ نسخ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ لوگ پہلے خطرات و وسوسات

سے احتراز کرنے پر مامور کئے گئے ہوں اور یہ باطل ہے ۔ اسلئے کہ یہ بات نہ آیہ زیر بحث سے

ثابت ہے نہ اَور کسی آیت سے بلکہ خطرات و وسوسات کے دل میں آنے ہی نہ دینے پر

مامور ہی کیونکر ہوسکتا ہے اسلئے کہ مافی الوسع سے بڑھکر تکلیف دینا منافی حکمت و رحمت ...

پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ آیہ زیر بحث ایسی ہی تکلیف کا باعث ہوئی ۔ اور آیہ مابعد سے ...

منسوخ ہوا +

تیسری دلیل یہ ہے کہ کتاب و سنت و اجماع و قیاس جمیع اَدِلّۂ شرعیہ سے کسب

عمل نفس پر جزا و سزا کا مترتب ہونا ثابت ہے عام اس سے اس کسب و عمل کا اظہار ...

سے ظاہر ہؤا ہو یا نہ ہؤا ہو ۔ اور یہی مفاد و مدلول ہے آیہ ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ ...

بہ اللہ کا پھر اسکو کیونکر منسوخ کیا جاسکتا ہے ؟ اسکو منسوخ کہنا شریعت ہی کو باطل ...

یا کم از کم دین کو محض جسمانی و مادی دین بنا لینا جسمیں قلب و روح کا کچھ بھی حصہ نہ ہو ...

منسوخ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کیوں فرماتا " لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم ...

کسبت قلوبکم اور کیوں ارشاد ہوتا ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان ...

اسی قسم کے اور بہت سے صریح نص موجود ہیں اس پر کہ کسب نفس و عمل قلب ...

مواخذہ کا اور جزا و سزا کا ۔ اگر آیہ زیر بحث منسوخ ہے تو یہ سب نصوص ...

ٹھہرینگے وما ذھب الیہ احد ... اگر کوئی ... منسوخ ...

... وقت بر ... مصلحت کے موافق آئے اسکو ناسخ کہا جائے
... لیکن امور نفسانیہ جو مدار ہیں جزا و سزا کا وہ ان حقائق میں سے ہیں جو حال اور
... بدل نہیں سکتے۔ نہ اُن عوارض میں سے جو حال اور وقت کے ساتھ بدلتے رہتے
... نسخ حکم یعنی چہ؟ ✦
پانچویں دلیل یہ کہ خطرات قلب و وسوسات نفس جو قصد و عزم کے درجہ کو نہیں پہونچتے۔ وہ
... انفسکم کے مفہوم و مدلول ہی میں داخل نہیں ہوسکتے۔ خطرہ اور وسوسہ کی شان ہی یہ ہے
... اسکو ثبوت و استقرار نہ ہو۔ دل میں آئے اور نکل جائے۔ اور فی انفسکم ثبات و استقرا
... جاتا ہے فلا اشکال ولا نسخ ✦
اس نسخ کی حقیقت جسے جمہور نے مانا ہے درحقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ پہلے
... سبیل التجوز خطرات و وسوسات کو بھی ما فی انفسکم کے مصداق و مدلول میں داخل و شامل
... کرلیا، اور پھر مان لیا یہ کہ آیت جو خبر ہے خطرہ و وسوسہ کی نہی کو مفید ہے اور یہ تکلیف مالایطاق
ہے۔ اسلئے ہونہ ہو لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اوسکی ناسخ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں محض
... ل اور تجوز ہیں، آیت کا فی نفسہا یہ مدلول نہیں۔ اسلئے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث
... کہ جو حدیث نفس سے عفو و درگزر کئے جانے کے بارہ میں ہے۔ منافی آیت نہیں۔ اور نہ
... مثل ہوسکتی ہے قول بالنسخ کی، کما ھو ظاھر علی لنا قد البصیر ✦
اگر کہا جائے کہ جب ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ میں فی انفسکم
... ل و مصداق وہ امور نفسیہ و حقائق قلبیہ ہیں جو ثابت و مستقر ہوں نہ اور عوارض غیر ثابت
... جو اس مدلول و مصداق میں داخل و شامل ہیں تو پھر صحابہ نے کیوں کیا جو کچھ کیا! اسکے
... صاحب المنار کا قول ہے وہو قول حسن کہ صحابہ علیہم الرضوان نے چونکہ اکثر جاہلیت کی
... حش پائی تھی۔ اور قبل اسکے کہ وہ اسلام لائیں اخلاق جاہلیت اُنکی طبیعتوں میں بہت
... ہوچکے تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو آہستہ آہستہ جوں جوں قرآن نازل ہوتا گیا
... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل پر عامل ہوتے گئے، آثار جاہلیت
... دفعۃً شریعت مکمل ہوگئی، ایسی ہی وہ دفعۃً جاہلیت کی
... انفسکم او تخفوہ یحاسبکم اللہ

بنا پر انہوں نے عرض کی جو کچھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا یعنی کسی نفس کو اسکی وسعت وطاقت سے
آئیگی اور نہ دیجائیگی اور نہ مواخذہ کیا جائیگا لیکن صرف ان امور پر جنکی تکلیف دی گئی ہے
ہو اس پر کہ بقید استطاعت تو تزکیہ نفس کرو اور جو تمہاری طاقت سے باہر ہیں اُنسے معاف
یہ بھی ممکن ہے کہ بعض صحابہ نے سمجھ لیا ہو کہ وسوسہ وشبہ بھی قبل اسکے کہ ہم اون کے دفع
پر قادر ہوں عموم آیت میں داخل ہے اسی لئے آیۃ مابعد میں اُنکی اس غلطی کو ظاہر کیا گیا ہو۔
حال اس قسم کا بیان نسخ نہیں ہو سکتا۔ رہی یہ بات کہ بعض نے اُسے نسخ کہا۔ اسکا جواب مفسرین نے
یوں دیا ہے کہ ایضاح وبیان کو تجوّزاً نسخ سے تعبیر کر لیا گیا ہے، اور ممکن ہے کہ یہ یوں کہا جائے کہ
جو نسخ کے قائل ہیں اُنکی مراد نسخ سے نسخ لُغوی ہے نہ اصطلاحی۔ یعنی آیہ ثانی لا یکلف اللہ نفساً
الا وسعھا ازالہ کرنے والی ہے اُس شبہ کی جو پہلی آیت سے لوگوں کے دل میں
ہُوا یا ہو سکتا تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ کسی صحابی نے ان آیات کی نسبت لفظ نسخ نہ کہا ہو۔ بلکہ خود
نے قصتہً سے نسخ سمجھکر نسخ کو بیان کر دیا ہو۔ کیونکہ رواۃ نے اکثر احادیث مرفوعہ کو بالمعنی روایت
کیا ہے۔ اس سے بھی قطع نظر کر لو تو مذکورہ بالا احادیث مرفوعہ مرفوع صحیح نہیں ہیں، اور صحابہ
رائے حجۃ نہیں ہو سکتی خصوصاً جبکہ وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہو۔ بلکہ اگر کوئی حدیث مرفوع
ہوتی تب بھی وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہونے کیوجہ سے قابل اعتقاد وتسلیم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ
کوئی حدیث صحیح السند ہے تو اُس کے رجال کا بظاہر ثقہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ واقع
ثقہ ہی ہوں۔ ممکن ہے کہ بدباطن راوی کو اسکے ظاہر حال پر نظر کر کے ثقہ مان لیا جائے۔
تنقید سند کی رو سے تو عموماً کیجاتی ہے لیکن اگر متن کی رو سے بھی روایتوں کی تنقید
تو بہت سی سندیں ناقابل اعتماد ٹھیریں۔ اور روایتیں موضوع۔ اس لئے کہ
روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صحت روایت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظاہر قرآن
صریح عقل اور عام یقینیات کے خلاف نہ ہو۔ اگر خلاف ہے تو وہ غلط
علامت ہے حدیث موضوعہ کی کہ خلاف قرآن

Marfat.com

... ثابت و محکم ہے۔ اب رہی یہ بات کہ جب یہ آیت ... وغیرہ سے خاص ہی نہیں اور منسوخ بھی نہیں تو آیا خطرات نفس و وساوس قلب کو بھی شامل ہے یا نہیں اور اگر شامل ہے تو اُن پر محاسبہ و مواخذہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ تکلیف مالایطاق ہے جس کی بنصوص صریح نفی آئی ہے۔ اور اگر محاسبہ و مواخذہ اون پر نہیں ہے تو ظاہر آیت کے خلاف کیوں نہیں؟ اس بحث میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن مفسرین نے خطرات و وسوسات کو بھی مافی انفسکم کا مصداق مانا ہے، وہ اسکے قائل ہیں کہ اون پر محاسبہ ہوگا۔ مگر جیسے وہ خفیف ہیں اون پر مواخذہ و محاسبہ بھی خفیف ہوگا۔ آخرت میں نہیں تو دنیا ہی میں سہی اور جنہوں نے خطرات و وسوسات کو مدلول آیہ وان تبدوا الخ میں داخل نہیں سمجھا وہ اسکے قائل ہیں کہ خطرات و وسوسات پر مواخذہ نہیں، میرے نزدیک بھی صحیح مسلک یہی ہے ۔

جن مفسرین نے خطرات قلب و وسوسہ نفس کو مافی انفسکم کا مصداق نہ مانکر مواخذہ سے خارج کیا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے اپنے فہم کے موافق آیت کی تفسیر جداجدا کی ہے جنمیں سے میرے نزدیک بہترین تفسیر وہ ہے جو علامہ شیخ محمد عبدہ نے بیان کی ہے۔ اگرچہ وہ تفسیر کوئی نئی تفسیر نہیں بلکہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مسلک ہے لیکن علامہ موصوف نے اسکو الفاظ آیت سے منطبق کرکے ایک دل نشین طریق پر بیان کردیا ہے۔ اسلئے مَیں یہاں صرف اسی کو بالمعنی بیان کردینے پر اکتفا کرتا ہوں ۔

علامہ مشارٌالیہ نے درس تفسیر میں بیان کیا کہ مافی انفسکم سے وہ امور مراد ہیں جو آدمی کے نفس و قلب میں جاگزین ہوں۔ اور بحدے مؤثر کہ خاص خاص اعمال و افعال کا موجب و محرک بنتے ہوں مثلاً عداوت و حسد و منکرات کی الفت، جسکے اثر سے آدمی نہی عن المنکر سے دست بردار ہوجائے اور نہی کیوقت نہی سے خاموش ہو رہے، چونکہ یہ ترک نہی اور خموشی ایک امر عظیم ہے اللہ اسپر مواخذہ کرنے اور عذاب دینے کی خبر دیتا ہے، اسلئے کہ ترک نہی کوئی اتفاقی نہیں کہ سکوت کا خیال یونہیں آگیا ہے بلکہ وہ نتیجہ ہے اسکا کہ تارک نہی کے نفس و قلب کو ... سے اُنس و الفت ہے جسکے خاموش مگر گویا اثر سے وہ متاثر ہوکر ترک نہی کا مرتکب ہوا ہے اپنے قلبی و نفسانی اعمال و افعال پر اختیار رکھتا ہے بس جب اُسنے اپنے اختیار سے خوگر و مالوف بنایا ہے اور اس الفت و خو کے اثر سے نہی عن المنکر کا تارک ہوا اور ... کہ اس سکوت پر محاسبہ ہو اور مواخذہ کیا جائے، ہاں بعض

Marfat.com

خطرے اور وسوسے آدمی کے دل میں [illegible]

دفع کرنے کی بجائے جسکی وہ طاقت رکھتا ہے خود اُنکے تابع ہو [illegible]

تو پھر وہ وسوسے اور خطرات خود اُسکا عمل ہو جائینگے اور اس عمل کی بنا پر آدمی مستوجب [illegible]

ہوگا، اس لئے کہ اسنے باختیار خود خطرات و وسوسات کو تقویت دی اور بڑھایا - حالانکہ اُن کو

ہٹانے کی قدرت رکھتا تھا - پھر یہ وسوسے اور خطرات ملکہ نفسانی سے پیدا ہوئے ہوں - یا کسی

ایسے اثر سے جو ملکہ کی حد کو نہ پہونچا ہو - پہلے کی مثال یوں سمجھو کہ حاسد کے نفس وقلب پر ملکہ حسد

مستولی ہوتا ہے جسکی تحریک سے حاسد کے دل میں محسود کی بدخواہی اور اُسکی نعمت کے ازالہ

کے متعلق طرح طرح کے خطرات بد پیدا ہوتے ہیں ان خطرات کو حاسد ظاہر کرے یا چھپائے رکھے

دونوں حالتوں میں حاسد پر محاسبہ و مواخذہ ہے کیونکہ اُس نے خود حسد کو دل میں جگہ دی - اور

اوسے ترقی دیکر ملکہ کی حد تک پہونچایا - حالانکہ وہ حسد سے اپنے دل کو پاک رکھ سکتا، اور خطرات

حسد کو دفع کر سکتا تھا - اور اسی پر مکلف تھا - جب اُس نے اپنی وسع وطاقت سے کام نہیں

لیا - اور دیدہ دانستہ مرتکب ممنوع ہُوا تو اُس پر محاسبہ و مواخذہ ہونا ہی چاہئے - دوسرے کی

مثال یوں خیال کرو کہ ایک پر ایک نے ظلم کیا - اور مظلوم ظالم اور اُس کے ظلموں کو یاد کرکے

اس فکر و خیال میں پڑا کہ آئندہ کیونکر ظالم کے ظلم سے دور اور محفوظ رہے مگر پھر انتقام کے خیال کی

رَو آگے آئی - اور یہ اُس میں کود پڑا اور ظالم کے ظلم سے بدتر ایسی راہیں سوچنے لگا کہ اُنسے ظالم کو

تباہ و برباد کرسکے - یا کم از کم ظالم پر اُس کے ظلم کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی زیادتی کرے ایسی

حالت میں جو خطرات تدبیر انتقام بنکر اُس کے دل میں آئیں گے اُن پر محاسبہ و مواخذہ ہوگا، چاہے

انہیں ظاہر کرے یا نہ کرے، اسی پر قیاس کرو، اُن تمام اعمال نفسیّہ کو جنسے شریعت نے

جہاد کرنیکا اور اُنکو دفع کرنیکا حکم دیا ہے لیکن خطرات و وسوسات جو یونہیں آدمی کے دل میں آ

اور نکلجاتے ہیں وہ مذکورہ بالا اوصاف کے اعمالِ قلب ونفس میں داخل نہیں ہوسکتے جیسا

کہ اکثر نے سمجھ لیا - اور اُسپر یہ بات بنائی کہ صحابہ علیہم الرضوان کو اس آیت کی تکلیف شرعی

مالایطاق معلوم ہوئی تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکائت کی اور دفع حرج کے

لئے دوسری آیت نازل ہوئی یہ کیونکر باور ہوسکتا ہے جبکہ آیت نص ہے صرف ان امور

پر جو نفس میں ثابت اور دل میں جاگزین ہوں - مثلاً اخلاق و ملکات [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] وسوسہ ہائے نفس جنکی شان ہی یہ ہے کہ آئیں اور نکل جائیں کیونکر فی انفسکم کے مصداق و مدلول کے تحت میں آسکتے ہیں، اور کیونکر قرین قیاس ہوسکتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے علو ہمت، عظم عزمیت اور آداب قرآن سے متأدّب ہونے کے باوجود اور باہمہ فہم قرآن رسول اللہ سے خطرہ قلب اور وسوسہ نفس کے بارہ میں جاکر شکایت کی ہو۔ جبکہ وہ وسوسہ اوہام کی رَو میں بہ نکلنے والے ہی نہ تھے +

ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ، ابداء واخفاء ما فی النفس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اُسے قول وفعل سے ظاہر کرو یا قول وفعل میں نہ لاؤ۔ اور اور دل میں رکھے رہو، دونوں حالتیں اللہ کے نزدیک برابر ہیں یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور، مآل آیت کا یہ ہوا کہ اللہ کی رضا وخوشنودی کا مدار تزکیہ نفس اور طہارت قلب پر ہے نہ زبان اور حرکات بدن پر، یحاسبکم میں محاسبہ سے بعض مفسرین نے مواخذہ وکیفر مراد لیا ہے اسلئے کہ وہ محاسبہ کو لازم ہے اور بعد حساب اُسکا وقوع وظہور ہوگا، اور بعض نے یحاسب کی تفسیر علم سے کی ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جو حرکات تم اعضا وجوارح سے کرتے ہو یا جنکا خیال دل میں لئے بیٹھے ہو، اللہ اون کو جانتا ہے، اگرچہ یہ دونوں معنی صحیح ہوسکتے ہیں، اور مآل آیت کا بہر صورت ایک ہی رہتا ہے، اسلئے کہ آیت کا آخری جزء جزا وسزا پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ محاسبہ سے علی حسب ظاہر حساب کتاب ہی مراد لیا جائے، وھو احوط،

فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء، یعنی اس لئے کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے جسے چاہیگا معاف کریگا اور جسے چاہیگا عذاب دیگا۔ لیکن اللہ کیا چاہے گا اگرچہ اس جگہ یہ بیان نہیں مگر یہی نہیں کہ کہیں بیان ہی نہ کیا ہو۔ اُسنے متعدد جگہ کہا ہے کہ وہ وہ چاہیگا جسمیں رحم ہو، [illegible] وحکمت ہو، اور تقاضائے عدل یہ ہے کہ بدی کی جزا بقدر بدی کر بُری ہو۔ اور بھلائی کا [illegible] بھلائی کے اچھا ہو لیکن اللہ اپنے فضل و رحم سے بھلائی کی جزا چند در چند دیگا، کہ [illegible] تقاضائے علم وعقل ہے، اور برائی کی جزبے بدلے کو نہ بڑھائیگا، کہ زیادتی خلاف عدل ہے +

[illegible] ناقص الایمان ہیں اور کتاب وشریعت کو کما حقہ نہیں سمجھتے، وہ گناہوں پر اصرار [illegible] مذکورہ بالا اور اسی قسم کی دیگر آیات کی بنا پر کہا کرتے ہیں کہ مغفرت وعذاب [illegible] امید بہت کم خوف وبیم کا کیا موقع ہے یہ اونکی

سراسر گمراہی ہے اور کتاب اللہ ...

انذار و تخویف آئی ہیں پھر ان سے گناہ کی معافی کا یقین کر بیٹھنا ...

کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے ہم مسلمانوں کے حال پر کہ ہم نے خدا کی مغفرت کے

کارخانہ کو لکھ لٹ کارخانہ سمجھکر یہ یقین کر لیا ہے کہ ہماری مغفرت کہیں نہیں گئی۔ ہم کریم

خدا کے بندے ہیں اور رسول کریم کی امت۔ باصرار گناہ کرتے ہیں اور مغفرت کی تمناہی کو

ذریعہ مغفرت سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ مغفرت کے مستحق تائب ہیں جنکو گناہ پر اصرار

نہ ہو، اور جنکے نفس خوگر منکرات نہ ہوئے ہوں۔ جنکے نفس کو ملکات ردیہ نہ چمٹ گئے ہوں

کما قال اللہ تعالیٰ فی دعاء الملائکۃ للمؤمنین ﴿ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا

فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ○ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَن تَقِ

السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یہ تاکید ہے فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ کی اور مطلب اسکا

یہ ہے کہ مشیت خداوندی جس کی مقتضی ہوگی قدرت کاملہ اسکو پورا کردیگی +

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ

وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۲۸۵

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا

أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا

طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ:۔ رسول اسپر جو اس کے اللہ کی طرف سے اس پر اترا ہے ایمان لایا۔ اور مسلمان بھی سب اللہ اور اس کے فرشتوں۔ اسکی کتابوں۔ اسکے رسولوں پر ایمان لائے (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور کہا ہم نے تیرے احکام سنے اور انکو تسلیم کیا۔ اے ہمارے رب ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی رجوع کرنا ہے +

اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا لیکن اس کی طاقت کے موافق۔ اسی کے لئے سود ہے جو کمایا اور اسی پر سخت ہے جو اس نے سیکھا ...

اور ...

Marfat.com

Marfat.com

...ے رب اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کو اٹھانے کی ہم طاقت نہیں ... درگذر کر اور ہمکو بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا مالک ہے، کافروں کے ... ہماری مدد کر۔

تفسیر:- جب اللہ تعالیٰ آیہ للہ ما فی السمٰوٰت والارض وان تبدوا ما فی انفسکم او ... یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علیٰ کل شیء قدیر میں اپنے ... تام وقدرت کاملہ اور علم محیط کے بیان سے کمال الوہیت کا اظہار کر چکا تو چونکہ کمال الوہیت ... ہے اسکو کہ اسکی الوہیت کے ماننے والوں کا ایمان اور بندگی بھی کامل ہو اسی لئے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون سے مومنان کامل کی حالت بیان فرمائی۔ یہی ... بین الآیات ہے۔

مذکورہ بالا وجہ اتصال کے علاوہ مفسرین نے ربط کلام ونظم سیاق کی اور بھی صورتیں بیان ... چنانچہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ سورہ (بقرہ) کو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ذکر اور انکی ... وصفت کے ساتھ شروع کیا تھا۔ سورہ کو ختم بھی انہیں کے حال پر کیا۔ اور بتا دیا کہ اول سورہ ... مومنین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہے۔ جیسا کہ منطوق ... سے ظاہر ہے۔

... وجہ اتصال کو صاحب المنار نے علامہ شیخ محمد عبدہ کی مختار وجہ قرار دیکر مزید تفصیل کے ... بیان کیا ہے کہ اول سورہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو کتاب لا ریب فیہ۔ اور ہدیً ... کہکر متقیوں کے اوصاف اور ساتھ ہی وہ اصول ایمان بیان فرمائے تھے جنکو مذکور الذکر متقی ... چکے تھے۔ اور پھر کفار و مذبذبین کا حال ظاہر کرنے کے بعد بہت سے احکام بیان کئے۔ ... لوگوں کو قائل معقول کیا۔ جو قرآن پر ایمان نہ لائے۔ ان تمام باتوں کے بعد یہی مناسب ... مومنین کامل کی شہادت بالایمان پر سورہ کو ختم کیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام ... کے شہادت ایمان پر سورہ کو ختم کیا۔ اور ساتھ ہی انکو ایک دعا تلقین فرمائی جو ہمیشہ ... ذکر قلب اور ورد زبان ہونی چاہئے۔

... انزل الیہ من ربہ والمؤمنون" یعنی جو عقائد و احکام سنن وبینات اللہ تعالیٰ ... نازل کئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی یقین قلب کے ساتھ ... اعمال سے لا پڑا۔

Marfat.com

آمن الرسول بالله و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ ...

اسکی وحدانیت - تنزیہہ ذات کمال صفات اور انکی حکمت و ... پر ایمان لایا اور ملائک کے وجود پر بھی جو اللہ اور اس کے رسولوں کے مابین سفیر ہوتے اور وحی خدا و ... قلوب مطہرہ انبیاء تک پہونچاتے ہیں - اور اللہ اس کے ملائک پر ایمان لانے کے ساتھ ہی وہ ان کتابوں کو بھی الٰہی کتابیں مانتے ہیں جو اللہ نے اپنے رسولوں کو عطا کیں - اور ان تمام رسولوں کو بھی جنہیں اللہ تعالےٰ نے رسالت عطا فرمائی +

مفسرین نے لکھا ہے کہ ایمان بالملائکہ سے انکی ذات پر ایمان لانا مقصود و مراد نہیں ہے - بلکہ انبیا علیہم السلام کو وحی پہونچانے میں انکی سفارت پر ایمان لانا مراد ہے - جیسا کہ بیان و نظم کلام سے ظاہر ہے کہ ان کے ذکر کے بعد حقیقۃ کتب وصدق انبیا پر ایمان لانا بیان ہوا ہے - یعنے جیسے کتابوں کی ذات اور نفوس انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مراد نہیں ویسے ہی ذوات ملائک پر ایمان لانا مقصود نہیں بلکہ انکی سفارت بین الخالق والمخلوق پر ایمان لانا مقصود ہے لیکن ملائک کی سفارت بین الخالق والمخلوق پر ایمان لانا ملائکہ کی ذات پر ایمان لانے کو منافی نہیں + بلکہ انکی سفارت پر ایمان لانا انکی ذات پر ایمان لانے کو مستلزم ہے - کما ھو ظاہر رہا انکی ذات وصفات سے بحث کرنا کہ وہ کیا ہیں اور کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں دین اسکی اجازت نہیں دیتا لیکن اس عدم اجازت - یا انکے محسوس نہ ہونے سے انکی ذات وصفات کی نفی نہیں ہوتی بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ انسانی عقل سے ماوراء ہیں - انکی کرید کی ممانعت ہی عین مصلحت ہے ملائک بھی چونکہ از قبیل غیب ہیں اور انسانی فہم وادراک انکی کنہ کو اور انکے اوصاف واعمال کی چگونگی کو نہیں پہونچ سکتا - اسلئے دین نے اس قسم کی بحث وتلاش کی اجازت نہیں دی - فلا ضیر فیہ +

کتب و رسل پر ایمان لانے سے اسی حد تک ایمان لانا مراد ہے جو بنص ظاہر و مبین ہے یعنی جو امور کتب و رسل کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجمل بیان کئے ہیں ان پر اجمالی ایمان لانا اور جن کو تفصیلاً بیان کیا ہے ان پر تفصیلی ایمان لانا واجب ہے +

والمؤمنون کے متعلق دو احتمال ہیں اوّل یہ کہ والمؤمنون پر ایک کلام ختم ہوا تقدیر عبارت یوں ہے آمن الرسول والمؤمنون بما انزل ...

... سے دوسرا کلام شروع ہوتا ہے - امام فخر الدین رازی
... ہے کہ پہلی صورت میں لازم آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو پہلے اللہ پر ایمان نہ تھا پھر ایمان لائے
دوسری صورت سے یہ ظاہر ہوگا کہ اللہ اور ملائک - کتب و رسل پر تو آپ کو پہلے سے اجمالی
ایمان تھا - اب اُن شرائع و احکام کا ایمان مستزاد ہوا جو وحیاً آپکو پہونچائے گئے - اسی دوسری صورت
کو امام رازی نے شایان شان رسالت مانا ہے اسمیں تو کلام ہی نہیں کہ نفوس قدسیہ انبیا علیہم
السلام نفوس خواص سے بھی کروڑوں درجہ ارفع و اعلےٰ ہوتے ہیں اور اس لئے ممکن ہے بلکہ
لازمہ کہ اُن کے نفوس کو اللہ اور اُس کی الوہیت کا قبل از نبوت و رسالت یقین ہو لیکن اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ انکا وہ یقین و ایمان ایسا ہی مفصل بھی ہوتا ہے جیسا کہ بعد نبوت و رسالت ہوتا ہے
اور آیت میں مذکور ایسے ہی ایمان کا ہے پھر اگر یہ ایمان و یقین بعد از رسالت بھی حاصل ہوا ہو - تو
اُس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ کسر شان نہیں ہوتی - بنا بریں میں مذکورہ بالا دونوں قول
میں سے دوسری صورت کی ترجیح کی کوئی وجہ نہیں پاتا - ہاں یہ صحیح ہے کہ کلام ہر دو طریق صحیح
و درست ہے اور مآل ہر حال میں ایک +

لانفرق بین احد من رسلہ - اگرچہ یعقوب و ابو عمر نے لانفرق کی جگہ لایفرق
پڑھا ہے جسکی رو سے لایفرق کی ضمیر کل اٰمن باللہ کی طرف رجوع کرتی ہے لیکن عموماً مفسرین
نے جمہور کی قرأت کے موافق لانفرق بین احد من رسلہ کو مقولہ بحذف القول مانا ہے - اور
یہی میرے نزدیک بھی مقتضائے بلاغت یا بلیغ تر ہے +

مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ مومنان کامل کی شان یہ ہے کہ اللہ کی ساری رسولوں کی رسالت کا
اقرار کریں - شریعت و دین قائم کرنے کی حیثیت سے تمام رسولوں کو یکساں جانیں - عام اس سے
کہ کسی رسول کو اللہ کی طرف سے احکام کم ملے ہوں یا زیادہ - اُس کی بعثت کا زمانہ مقدم ہو - یا
... نہ یہ کہ پچھلے انبیا و رسل کی نبوت و رسالت ہی سے انکار کر جائیں اور کہنے لگیں نؤمن ببعض
و نکفر ببعض کما کان شان الیہود والنصارٰی +

... ہے کہ آیہ لانفرق بین احد من رسلہ اور تلک الرسل فضلنا بعضھم علے بعض میں
تناقض و منافات نہیں ہے - اس لئے کہ تفضیل اصل رسالت میں نہیں ہوتی - ہاں کمال
... و مدارج مختلف ہیں من حیث الرسالت سب رسول برابر ہیں - اسی کیطرف
... کمال شرائع کا تفاوت و فرق اُنکی رو سے

Marfat.com

بعض انبیا و رسل کو بعض پر ... سے اٹھا ہے +

وقالوا سمعنا واطعنا - سمعنا سے مراد یہاں وہ عام سننا نہیں جس میں غافلوں کا دل شامل ہو۔ اس لئے کہ دل کی غفلت اور کان کی سماعت قابل مدح نہیں ہو سکتی - اور یہاں بطریق مدح ووصف ہی آیا ہے - بنا بریں یہاں سمعنا سے مراد ہے بیدار دلوں کی طرح دل سننا جس کا خاصہ ہے کہ مؤثر ہو - اور اوامر و نواہی کے بجا لانے پر آمادہ کرے - اسی لئے سمعنا کے بعد اطعنا کہا گیا +

مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ مومنان کامل کہتے ہیں کہ احکام الٰہی ہمکو پہونچائے گئے اور ہم نے اُنکو تہِ دل سے سنا، اور انکی اطاعت کی، یعنی مومنان کامل وہ ہیں جو اعتقادی کمال کے ساتھ ہی اعمال میں بھی کمال رکھتے ہوں +

غفرانک ربنا والیک المصیر - غفران کہتے ہیں پردہ کو - یہاں گناہوں پر پردہ پوشی کرنا مراد ہے - مطلب آیۃ کا یہ ہے کہ مومنان کامل ایمان صحیح اور اوامر و نواہی کی بجا آوری کی با... اپنے رب سے یوں دعا کرتے رہتے ہیں کہ پروردگارا تو ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال اور د... و آخرت میں رسوا نہ کر - اور اپنے فضل کرم - تقرب و اختصاص کا درجہ دے +

غفرانک ربنا سے بادی النظر میں ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ مومن جب ایمان رکھتا اور ا... شریعت بجا لاتا ہے تو پھر طلب غفران کی کیا وجہ - لیکن نظر غائر کے سامنے یہ شبہ قائم نہیں ... اس لئے کہ آدمی ضعف سے خالی نہیں - اور جو اپنے اس ضعف کو جانتے ہیں وہ قلب کی نگ... اور نفس کا محاسبہ کرتے رہنے کے باوجود بھی کوتاہی و تقصیر فی العمل سے خائف رہتے ... اسی قوت کی بنا پر اُنکی زبان سے نکلتا ہے غفرانک ربنا اے رب تیرے احکام کی کمال ... میں جو کوتاہی تقصیر ہم سے ہوئی یا ہو اُس سے درگزر کر +

اس کے علاوہ حقوق خداوندی کے مقابلہ میں تمام طاعتیں اگرچہ کیسی ہی کامل کیوں ... اور سراسر تقصیر ہیں اور اُس کے انوار کبریائی کے سامنے معرفت کیسی ہی ارفع و اعلیٰ ک... و قصور ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وما قدرنا اللہ حق ... چونکہ اس حقیقت کو جانتے ہیں اسلئے وہ شرعی اوامر و نواہی ...

Marfat.com

[illegible] وسعہا تکلیف کے معنے یہ ہیں کہ کسی پر کوئی ایسا امر لازم کر دیا [illegible] ت ہو [illegible] اُسکا انجام عسر و حرج کا موجب نہ ہو۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ [illegible] ں کو تکلیف مالایطاق نہیں دیتا۔ یعنی اُنکو ایسے اوامر و نواہی کی بجا آوری پر مجبور نہیں [illegible] اُنکی طاقت سے زیادہ ہوں۔ جنکو وہ بجا نہ لا سکیں اور اگر بجا لائیں تو عسر و حرج میں گرفتار [illegible] جاتے ہیں۔

اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کس کا قول ہے۔ اس کے متعلق دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ انہیں مومنوں کا قول ہو جنہوں نے کہا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر دوسرے یہ کہ قول ایمان و اطاعت کے بعد دعا پر مومنوں کا کلام ختم ہو چکا اور لا یکلف اللہ کلام خداوندی ہے یعنی یہاں سے نیا کلام بطریق خبر شروع ہوتا ہے۔ مفسرین نے اِن دونوں احتمالوں کو قائم رکھا ہے۔ اگرچہ ہر احتمال کے ساتھ نظم کلام کی صورت جدا جدا ہے لیکن مآل دونوں کا ایک ہے اگر لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کو مومنوں ہی کا قول بنایا جائے تو وجہ نظم کلام یہ ہوگی کہ ہم نے خدا تعالیٰ ہی کے احکام سُنے اور اور اُنکی اطاعت کی اور کیوں اطاعت نہ کریں اُس نے ہمیں کوئی تکلیف مالایطاق نہیں دی۔ اور اگر لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کلام خداوندی ہو تو یہ جواب دعا ہے جو مشعر ہے اجابت [illegible] جب مومنین نے دعا کی کہ بارالہا تو ہماری تقصیروں سے درگذر کر تو اُس نے جواباً فرمایا [illegible] کسی نفس کو تکلیف مالایطاق نہیں دیتا تم اپنے وسع و طاقت سے پورا پورا کام لو اور سبب [illegible] اس آیت کا دونوں صورتوں میں ایک اس لئے ہے کہ مقام مدح میں مومنوں کا قول بھی جبکہ [illegible] تعالیٰ بیان کرتا ہے صادق و واقعی ہونا چاہئے یوں دونوں صورتوں میں امر واقعی یہی ہے کہ [illegible] تکلیف مالایطاق نہیں دیتا۔ با ایں ہمہ میرے نزدیک لا یکلف اللہ کو قول خداوندی [illegible] بنانا سے زیادہ مناسب ہے جیسا کہ لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت سے ظاہر ہے [illegible] تعالیٰ کی طرف سے تکلیف مالایطاق کے دئیے جانے کے جواز و عدم جواز میں ائمہ کا اختلاف [illegible] عدم جواز کے قائل ہیں اور جمہور جواز کے لیکن تکلیف مالایطاق کے عدم وقوع پر [illegible] کوئی تکلیف مالایطاق نہیں دی۔ پھر یہ نہیں [illegible]

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا +

لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت "کسب و اکتساب کے معنی میں اہل ... کا قول ہے کہ کسب و اکتساب دونوں باعتبار لغت مترادف و ہم معنی ہیں چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کل نفس بما کسبت رہین اور دوسری جگہ ارشاد ہے بلیٰ من کسب سیئۃ و احاطت بہ خطیئتہ اور تیسری جگہ ہے و قال الذین یرمون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا۔ ان تینوں آیتوں میں سے پہلی میں کسب عام ہے۔ دوسری میں بُرائی سے خاص۔ تیسری میں اکتساب بھی کسب کی طرح بُرائی سے خاص ہو کر مستعمل ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسب و اکتساب میں کچھ فرق نہیں اور دونوں ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں +

بعض کا قول ہے کہ اکتساب کسب سے خاص ہے۔ کسب۔ اپنے اور غیر دونوں کے لئے کمانے کیواسطے آتا ہے اور اکتساب صرف کسب للنفس ہی کے لئے آتا ہے۔ اسی لئے کاسب لنفسہ ولاہلہ کہہ سکتے ہیں لیکن مکتسب لاہلہ نہیں کہہ سکتے +

علامہ زمخشری نے بھی کسب و اکتساب میں فرق مانا ہے۔ لیکن نہ یہ جو پہلے بیان ہوا بلکہ ان کا قول ہے کہ کسب و اکتساب میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ عمل و اعتمال میں جیسے اعتمال بجد و تکلف کسی کام کے کرنے پر بولا جاتا ہے ویسے ہی اکتساب بھی اُس کسب پر بولا جائیگا جو باختراع و تکلف کیا جائے غلبہ ہوا و ہوس سے چونکہ نفوس شر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور آدمی اس غلبہ سے تا ... کسب شر میں جد و جہد سے کام لیتا ہے اور بتکلف وہ کام کرتا ہے جسکی طرف نفس امارہ مائل ہے۔ اس لئے اکتساب شر سے مخصوص ہے اور کسب خیر سے۔ یہی مسلک علامہ شیخ محمد عبدہ نے کسب و اکتساب کے متعلق اختیار کیا۔ اور اس تخصیص سے یہ نتیجہ نکالا کہ آیہ لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت اس امر پر دلالت یا اشارہ کرتی ہے کہ انسان فطرۃً خیر و نیک ہی اور شر کو بتکلف اختیار کرتا ہے +

چونکہ یہ مسئلہ کہ انسان خیر بالطبع ہے یا شریر بالطبع فلاسفہ کا ایک معرکۃ الآرا ... علامہ موصوف نے اس آیت کے ذیل میں یہ کہکر کہ انسان بالطبع ...

... اس بحث کو چھیڑا اس لئے ... 

Marfat.com

[illegible] ۔ اور [illegible] فطرت جانتا ہے کہ ہر شخص نیکی کو
[illegible] سے دیکھتا ہے ۔ برخلاف اس کے آدمی کتنا ہی شریر کیوں نہو ۔ وہ کم
[illegible] میں تا ضرور مانتا ہے کہ شر کو لوگ ناپسند کرتے اور شرارت و بدی کرنیوالے کو
[illegible] سمجھتے ہیں یہی بدیہی ثبوت اس امر کا ہے کہ میل الی الخیر انسان کی فطرت میں ودیعت رکھا گیا
ہے اور شر جو نفوس کو عارض ہو جاتا ہے نہ طبعی ہے اور نہ ایسے اسباب سے طبیعت و فطرت کا مقتضا
[illegible] دیکھو تو کہ بچہ صداقت و راستبازی پر قائم رہتا ہے یہانتک کہ وہ لوگوں سے جھوٹ سنتا
اور سیکھتا ہے کیونکہ جب وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اس جھوٹے کی باتوں کو بہت پسند کرتے ہیں جو امر
واقعی کو گھٹا بڑھا کر کچھ سے کچھ کر دیتا ہے ۔ تو اُس کے دل میں بھی جھوٹ کی محبت جگہ پکڑنے لگتی ہے
اور وہ رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے لگتا ہے تاکہ لوگ اُسکی باتوں کو بھی پسند کریں اور اُنکی نگاہوں میں
اُسکا بھی وقار ہونے لگے ۔ معہذا وہ جھوٹ کی قباحت اور بُرائی کو برابر محسوس کئے جاتا ہے حتیٰ کہ جب
اُس کے سامنے کسی کو جھوٹا کہا جاتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کی خواری و رسوائی کو محسوس کئے بغیر
نہیں رہتا ۔ یہی حال ہر آدمی کا ہر طرح کی بُرائی کے ارتکاب کیوقت ہوتا ہے وہ بُرائی کرتا ہے لیکن
اپنے دل ہی دل میں اسے بُرا سمجھے جاتا ہے اور قلب سے اُس کے کان میں ہاتف کی یہ آواز آتی رہتی
ہے کہ کیا کرتا ہے ۔ خبردار نہ کر! اور جب کر گزرتا ہے تو پچھتاتا اور نفس کو سرزنش کرتا ہے ۔ ایسے
آدمی شاذونادر ہی ہونگے جو بدی کے ایسے خوگر ہو جائیں کہ اُنکی طبیعت بدی کرنے سے پہلے یا اثنائے
[illegible] یا ارتکاب کے بعد بدی کی بُرائی کو محسوس نہ کرے جو انسان کو شریر بالطبع کہتے ہیں انہوں
نے [illegible] لوگوں کے ظاہر حال کو طبیعت سمجھ لیا ہے اصل طبیعت اور فطرت کے اصل مبادی پیش انظار
نہیں کیا ۔ اگر غور کرتے تو انسان کو شریر بالطبع نہ کہتے ۔ بلکہ خیر کو طبعی مانکر شر کو عارضی کہتے جیسے کہ
[illegible] عارضی ہے ۔

[illegible] ایک کشاکش کی جگہ ہے اور آدمی کے قوائے طبعی اُسکو اپنے ابنائے جنس پر غلبہ حاصل کرنے
[illegible] رہتے ہیں اگر وہ فطرت ہی کی ہدایت پر چلکر یہ غلبہ حاصل کرے تو کچھ بُرائی نہیں لیکن غلبہ
[illegible] کی جدوجہد میں آدمی بسا اوقات نام و نمود اور سب سے بڑھ جانے کے خیال میں لوگوں کے
[illegible] ہے تاہم ہاتف فطرت اُس سے یہی کہے جاتا ہے "مکر نہ" [illegible] یہی فطرت
[illegible] قطعاً کُل نہیں ہوتا ۔ اسی طرح [illegible] کے [illegible] میں وہ یہ
[illegible]

انسان کو شریر بالطبع کہنے والے [illegible]

اگر یہ دونوں قوتیں نہ ہوتیں تو کوئی اپنے اور غیر کے لئے نہ نفع کا کام [illegible]

دفع کر سکتا۔ بلکہ اگر یہ قوتیں نہ ہوتیں تو افراد ہلاک ہو جاتے اور نوع انسانی کا [illegible]

ہو چکا ہوتا۔ پھر ایسی اہم اور ذریعہ خیر قوتوں کو مبدأ شر کہنا غلطی نہیں تو اور کیا ہے۔ ان سے قوتیں باعث

شر ہو جاتی ہیں لیکن ایسے اسباب سے جو خارج از فطرت ہیں اور صرف اس حالت میں کہ فطرت

کی ہدایت سے منہ موڑ کر ان فطری قویٰ سے کام لیا جائے اگر فطرت کی ہدایت کے موافق ان

فطری قویٰ سے کام لیا جائے تو ہرگز یہ باعث شر و بدی نہیں ہو سکتیں۔ اور ہرگز افراط اور

تفریط میں نہیں ڈال سکتیں اس لئے کہ یہ قوتیں اپنے فعل کی خود سمجھنے والی نہیں اور نہ خود کسی کام کا

حکم دینے والی، عمل کا حکم دینے والا نفس ہے، اور نفس اسی وقت کسی کام کے کرنیکا قوائے

بدنی اور اعضاء و جوارح کو حکم دیتا ہے جبکہ وہ سمجھ لے کہ جس فعل کا حکم دے رہا ہوں یہ نافع ہے اور

اسکا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے یہی حال کسی کام کے نہ کرنے کے حکم کی بابت سمجھو، اور نفس کے لئے

حس معبدان عقل و دین چار فطری ہدایتیں آتی اور ایسی کافی ہدایتیں ہیں جنکے ذریعہ سے وہ [illegible]

طرح سمجھ سکتا ہے کہ ہر نیکی سود مند ہے اور ہر بدی مضر۔ پس اگر نفس ان چاروں ہدایتوں سے

ہدایت حاصل کرنے میں خود کوتاہی کرے جو اکثر خارجی اسباب کی بنا پر وقوع میں آتی ہے

اور شر میں گرفتار ہو جائے تو اسکا باعث فطرت کو چھوڑ دینا ہوگا نہ اس کے راستہ پر چلنا [illegible]

تمام باتوں سے قطع نظر کرکے بھی اعمال انسانی کو دیکھو تو ہر آدمی کے اعمال زیادہ تر خود کے

لئے مفید ہوتے ہیں اور غیروں کے حق میں مضر نہیں ہوتے۔ کم نکلیں گے ایسے کام جو خود کے حق

میں بھی مضر ہوں اور غیروں کے حق میں بھی، پھر کیا وجہ ہے کہ کثیر اعمال خیر کی وجہ سے تو انسان کو [illegible]

بالطبع نہ کہا جائے اور قلیل شر کی وجہ سے شریر بالطبع ہونیکا حکم لگا دیا جائے مختصر یہ کہ انسان [illegible]

خیر اور خیر کی طرف مائل ہے۔ اور فطرت سے منہ موڑ کر اور خارجی اسباب سے متاثر ہو کر [illegible]

ہوتا ہے، شر خاصہ طبیعت نہیں ورنہ طبعاً شر کو ویسے ہی کوئی برائی سمجھتا جیسا کہ خیر کو طبعاً [illegible]

اور اچھا سمجھتا ہے +

یہ تمام [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] اکتسبت نہ فرمایا بلکہ کسبت واکتسبت فرمایا، تو اس

[illegible] کے سہل العمل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اکتسبت سے شر کے بتکلف عمل

[illegible] کی طرف واللہ اعلم،

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا، اگر لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا سے فرمان خداوندی

[illegible] جائے۔ کما ہو مختارنا۔ تو ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ایک دعا ہوگی جو

[illegible] ہمیں تعلیم فرماتا ہے۔ کہ ایمان صحیح اور سمع وطاعت کے ساتھ اُس کی جناب میں یوں دعا

[illegible] کریں کہ اے ہمارے پروردگار تیرے اوامر ونواہی کی بجا آوری میں حسب استطاعت

[illegible] کرنے کے باوجود اگر ہم سے کچھ بھول چوک ہو جائے یا ہم کوئی خطا نافہمی سے کر گزریں تو

[illegible] پر مواخذہ نہ کر،

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا، کہتے ہیں کہ خطا ونسیان پر مواخذہ نہیں لیکن یہ

[illegible] دال ہے اس امر پر کہ خطا ونسیان بھی قابل مواخذہ ہے، اگرچہ بادی النظر میں یہ مواخذہ

[illegible] ہی کیوں نہ معلوم ہو لیکن درحقیقت بالکل درست ہے، اس لئے کہ نسیان اکثر

[illegible] امر کی نسبت ہوتا ہے جسکی طرف سے بے توجہی کیجائے، اور جسے سہل وآسان

[illegible] واقعہ دل میں اس طرح جگہ نہ دی جائے کہ حافظہ وفکر اُسے اور سکے وقت پر سامنے لا سکے، یہی

[illegible] ہے کہ آدمی ایسی باتوں کو بھول جاتا ہے جنکو مہتم بالشان نہیں خیال کرتا۔ برخلاف اس کے

[illegible] کو اہم اور قابل التفات سمجھتا ہے وہ اوسے یاد رہتے ہیں۔ اور فکر و حافظہ وقت پر

[illegible] لے آتے ہیں۔ پس اگر نسیان بالذات غیر اختیاری ہے تو اُسکا سبب عموماً اختیاری

[illegible] پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ناسی سے نسیان پر مواخذہ نہ کیا جائے اور نکہا جائے کہ کیوں

[illegible] ایک عجب ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے نسیان پر مواخذہ کرتے رہتے ہیں خصوصاً

[illegible] کسی اعلیٰ نے اپنے ماتحت کو کوئی حکم دیا ہو اور وہ بھول جائے، جب خود ہمارا

[illegible] ہم اپنے سے کسی زبردست کو کوئی حکم دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں کام کو

[illegible] فلاں وقت کر اور وہ بھول کر نہیں کرتا تو ہم مواخذہ کرتے ہیں اور اسی پر

[illegible] پھر کیا وجہ ہے کہ جب خود ہم سے احکم الحاکمین

[illegible]

قبول فرمائی حیث یقول ملتقی عمل بالی [illegible]

جواب میں جو قیامت کے دن اندھے مبعوث ہو کر کہینگے [illegible]

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کذلک اتتک ایاتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسیٰ اسی طرح [illegible]

قرآن کریم میں ایسی ہیں جنسے نسیان پر مواخذہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نسیان ہی پر [illegible]

کرو۔ اسلئے کہ خطا بھی سہل انگاری۔ عدم احتیاط۔ غور و فکر سے کام نہ لینے کیوجہ سے [illegible]

ہے۔ اسلئے اوسپر شرعاً بھی ایسا ہی مواخذہ ہے۔ جیسا کہ عرفاً اور قانوناً لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں [illegible]

کے ذریعہ سے تعلیم و تلقین کرتا ہے کہ یوں دعا مانگا کریں کہ پروردگارا اگر ہم سے بربنائے [illegible]

نسیان امر کا عمل اور منہی عنہ کا اجتناب ترک ہو جائے اور ہم وہ کر گزریں جو ہمیں نہ کرنا چاہیئے تھا

تو اس پر ہم سے مواخذہ نہ کر کیونکہ ہمیں اس دعا سے وہ باتیں یاد آ سکتی ہیں جو توجہ و التفات [illegible]

احتیاط کے سزاوار ہیں اور جب ہمیں وہ باتیں یاد ہونگی تو ہم خطا و نسیان سے محفوظ رہینگے

یا کم از کم انکا وقوع کم ہو جائیگا اور ہمارا گناہ عفو و درگزر سے قریب ہوگا، خلاصہ کلام یہ کہ

نسیان کو قابل مواخذہ کہنا غلطی ہے۔ اس آیت سے یہ نہیں ثابت ہوتا۔ بلکہ برعکس ثابت ہوتا

یا غایت ما فی الباب یہ ہے کہ اگر احیاناً کوئی پورے جد و جہد احتیاط و تحری و تفکر کے باوجود [illegible]

رکھتے ہوئے خطا و نسیان میں پڑ جائے اور وہ کر گزرے جو نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اور [illegible]

وقصور کو محسوس کر کے اس دعا کیطرف رجوع لائے جو اللہ کے خوف کو دل میں [illegible]

اور امید دلانے والی ہے تو خطا و نسیان کی معافی کی اللہ تعالیٰ سے توقع کی جا سکتی ہے

کہ اس دعا سے بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیگا اور اسکا نور خطا و ظلمت کی تاریکی کو [illegible]

اٹھا دیگا ان الحسنات یذہبن السیأت ؎

ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ [illegible]

عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا

اور ان باتوں کو معاف کر دیا ہے جن پر وہ مجبور کئے جائیں۔ اس حدیث [illegible]

بالا تفسیر کہ اصل آیۃ میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ما لا طاقة لنا

[illegible] حقیقی سے توکرد نہیں سکتے ۔ مجازی معنے مراد [illegible] اپنے فہم پر منحصر ہے اسی لئے مفسرین میں اختلاف ہے کہ آخر [illegible] ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے تکالیف شرعیہ مرا دہیں ۔ [illegible] ثقیل ہوتی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں اس سے عذاب وعقوبت مراد ہے ۔ پہلی [illegible] اوّل کا مطلب یہ ہوگا کہ بار آلہا ایسے تکالیف شرعیہ کا بار ہمارے گردن پر نہ ڈال جو [illegible] گراں ہو اور جسکو ہم برداشت نہ کرسکیں جیسے تونے ہم سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے سخت [illegible] تکالیف شرعیہ مقرر فرمائیں ۔ اور اُس کی بجا آوری کا اون سے عہد ومیثاق لیا ۔ اور دوسری [illegible] یہ ہونگے کہ خداوندا تو ہمیں اوس عذاب وعقاب میں نہ ڈالیو جو تونے ہم سے پہلے [illegible] قوموں پر ڈالا +

ایسا ہی اختلاف ولا تحملنا ما لا طاقة لنا کے متعلق ہے بعض کہتے ہیں کہ ما لا یطاق سے [illegible] شرعیہ ہی مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں اس سے تکرار لازم آتی ہے ۔ اصراً سے تکالیف شرعیہ مراد [illegible] ما لا طاقة لنا سے عذاب وعقاب ۔ بعض اس کے برعکس کہتے ہیں یعنی اصر سے عذاب و [illegible] جسکا اگلی قوموں پر آنا بالکل یقینی امر ہے اور ما لا طاقة لنا سے سخت تکالیف شرعیہ [illegible] اسی سے وہ تکلیف ما لا یطاق کا جواز نکالتے ہیں لیکن اس لئے کہ تکلیف ما لا یطاق خلاف [illegible] ہے وہ خدا کی طرف سے ہو بھی نہیں سکتی ۔ بعض کہتے ہیں کہ جیسے اصراً سے عذاب وعقاب [illegible] جیسے ہی ما لا طاقة لنا سے بھی یہی مقصود ہے ۔ میرے نزدیک اصح مسلک یہی ہے ۔ [illegible] نے تکرار معنے کے لحاظ سے اس مسلک کو نا قابل تسلیم ٹھیرایا ہے ۔ لیکن میں عدم [illegible] نہیں تسلیم کرتا ، اس لئے کہ انسانی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ اپنی دعا میں خوف وخطرہ [illegible] بار اور کئی کئی طرح سے دعا مانگتا ہے اور نہ صرف خوف سے بچنے اور بچائے جانے [illegible] مطلب کی بھی بار بار درخواست کرتا ہے ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری فطرت کے موافق [illegible] لئے اُس نے دعا میں ایک معنی کو بتکرار بیان کیا اور یہ تکرار عبث نہیں ہو سکتی [illegible] اور اگر یہ تکرار عبث ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا [illegible] اور کسی مفسر نے اسکو عبث کہا ہے بلکہ یہ [illegible]

[illegible]

لکھا ہے ...

کیا مطلب ہے کہ ہمیں عذاب سے محفوظ ...

بچا لیا اور ذلت و رسوائی سے بچا لیا جیسے نقل کیا ہم پر بار بار ...

ہوں کہ عذاب سے بچائے جانے کی دعا میں یہی تکرار لیے ہوا کہ لینا کیا چاہیے پہلے

کہتے ہیں کہ پروردگار تو ہمیں اس بوجھ و عذاب سے بچا جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر

انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اور بری طرح ہلاک کر دیا گیا۔ اور پھر کہتے ہیں کہ نہ صرف اسی عذاب سے

اور بوجھ و عذاب سے بھی جس کی برداشت کی ہم طاقت نہیں رکھتے اور جو ہمیں شاق گزرے اور

محنت میں ڈالے واللہ اعلم۔

اگرچہ میرا مختار یہ آخری مسلک ہے کہ اصر اور مالا طاقۃ لنا بہ دونوں سے عذاب و عقاب مراد ہے لیکن میں اس کو بھی صحیح سمجھتا ہوں کہ اصر سے عذاب و عقاب مراد ہو۔ اور مالا طاقۃ سے تکالیف شرعیہ جو شاق ہوں اور حرج کا باعث۔ یہ دونوں مسلک ایسے صاف اور صحیح ہیں کہ آیت کو بہت سے شبہات سے جن کی تقریر و ترتیب سے تفسیریں بھری ہوئی ہیں بالکل الگ رکھتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین یعنی مولا کہتے ہیں اس دوست و سلطان کو جو محبت سے بھی اور سیف و سنان سے بھی۔ مولا کی ایک شان یہ بھی ہے کہ اپنے غلام کی خطا سے درگزر کرے اور اس کو ذلت و رسوائی سے بچائے۔ اور اس پر رحم و کرم کرے اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی نصرت و حمایت۔ اسی لئے ان تمام صفات کے بعد یہ آیا ہے اور کلام کے دونوں طرفوں سے اس کا بار بار تعلق ہے۔ لیکن چونکہ مولا کی شان یہ بھی ہے کہ آخرت کو دنیا پر مقدم رکھے اس لئے واعف عنا واغفر لنا وارحمنا پہلے ہے اور فانصرنا علی القوم الکافرین بعد کو۔ (ماخوذ از التفسیر الکبیر)

## تم تفسیر السورۃ

Marfat.com

# سورہ آل عمران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترتیباً قرآن کریم کی تیسری سورت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی۔ آیتیں اسمیں بالاتفاق دو سو ہیں اور کلمات تین ہزار چار سو اسی اور حروف چودہ ہزار پانسو ہیں +

جیسے ترتیباً یہ سورت الم بقرہ سے متصل ہے ویسے ہی معناً بھی اس سے بوجوہ مربوط ہے وجہ اول یہ کہ دونوں سورتوں کا آغاز ذکر کتاب سے ہے اور دونوں میں کتاب سے لوگوں کے ہدایت پانے نہ پانیکا بیان ہے۔ پہلے میں ابتداءً اون لوگوں کا حال بیان ہوا ہے جو کتاب پر ایمان لائے یا نہیں لائے۔ چونکہ ایمان و عدم ایمان اصل دعوت کے متعلق ہے اس لئے ان لوگوں کا حال پہلے ہی آنا چاہئے تھا۔ اور دوسری میں اون باطن خراب لوگوں کا جو غرض دل میں چھپا کر فتنے بپا کرنے کیلئے متشابہات سے تمسک کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان راسخ العلم نیک باطنوں کا جو محکم و متشابہ آیات پر ویسا ہی ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ رکھنا چاہئے۔ چونکہ یہہ [illegible] باتیں ایمان و تسلیم کے بعد واقع ہوتی ہیں اس لئے اسکا موخر ہونا ہی مناسب تھا جیسے موخر واقع ہوئیں +

وجہ دوم یہ کہ دونوں سورتوں میں اہل کتاب سے حجت و مناظرہ ہے لیکن پہلی میں یہود کی حجت تفصیلی ہے اور نصاریٰ سے اجمالی۔ اور دوسری سورۃ میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ چونکہ [illegible] وجوداً یہود سے متاخر ہیں اور اونکو اسلام کی دعوت بھی یہود کے بعد دیگئی اسلئے حق کلام [illegible] دوسری سورۃ میں اُن کے ساتھ تفصیلی حجت ہو +

[illegible] سوم یہ کہ الم بقرہ میں خلق آدم کا مذکور ہے اور دوسری میں خلقت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ [illegible] کی پیدائش عجیب و غریب ہے۔ اور ایسی سنت و قانون کے موافق جو ہو وقت [illegible] ہے خلق عیسیٰ علیہ السلام سے اس لئے مقدم کا بتقدم

کے مناسب ہے اسی لئے اس میں تکلیف شرعی کی تخفیف ...
مومنوں کی زبان سے غلبہ و تسلط پانے کی آرزو کا مذکور ہے۔ اور دوسری میں ایسی دعا ہے جو
ایمان کے بعد ہی شایاں ہو سکتی ہے ؞

وجہ پنجم یہ کہ دوسری سورہ کا خاتمہ اوّل کے ابتدا سے مناسبت رکھتا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا دوسری سورۃ پہلی کا ضمیمہ و تتمہ ہے، پہلی کے ابتدا ہی میں فلاح متقیوں کا حصہ ٹھیرایا گیا ہے۔ اور دوسری واتقوا اللہ لعلکم تفلحون پر ختم ہوتی ہے۔ (از المنار)

الٓمّٓ (۱) اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (۲) نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ (۳) اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ (۵) هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ (۶) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ
فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ
تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۷)
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۸) رَبَّنَآ
اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۹)

ترجمہ۔ الٓمّٓ (۱) کوئی معبود نہیں لیکن اللہ جو زندہ ہے اور سب کو تھامنے والا ہے (۲) اس نے تجھ پر (دین) برحق کتاب اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی اُتاری اور اس سے پہلے توریت و انجیل اُتاری تھیں جو لوگوں کے لئے ہدایت تھیں۔ اور اسی نے فرقان (جس سے حق و باطل میں فرق کیا جاتا ہے) اُتارا (۳) ؞

جنہوں نے اللہ کی آیتوں سے انکار کیا اُن کے لئے سخت عذاب اور اللہ زبردست اور بدلا لینے والا ہے (۴) بالیقین اللہ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (۵) وہی جس طرح چاہتا ہے ماؤں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں بناتا ہے کوئی معبود ... زبردست اور حکمت والا ہے (۶)

Marfat.com

ان میں کجی ہے وہ تشابہ کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ کھڑا کرنے اور الٹ پلٹ کرنے کو

… پیچھے پڑتے ہیں جو شبہ والی بات ہے۔ حالانکہ اس کے الٹ پلٹ کو اللہ اور

پختہ علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے

رب کی طرف سے ہے اور اسکو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں (۷)

اے ہمارے رب ہدایت کر چکنے کے بعد ہمارے دل ہدایت سے نہ پھیر اور ہمارے

حال پر اپنا رحم کر، بیشک تو بڑا بخشنے والا ہے (۸)

اے ہمارے رب تو لوگوں کو ایک دن جسکے آنے میں شبہ نہیں جمع کرنیوالا ہے بیشک اللہ

وعدہ خلاف نہیں کرتا (۹)

**تفسیر** - الم - بمذہب مختار - سورۃ کا نام ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، تمیز اور رفع التباس

کے لئے اسے الم آل عمران کہتے ہیں بعض کے نزدیک اسی پر ایک آیت ہو جاتی ہے جیسا کہ

الم بقرہ میں بھی بیان ہو چکا ہے۔

اللہ لا الٰہ الا ھو - چونکہ یہ سورہ نسبتہً مفصل حجت ہے نصاریٰ کے خلاف - اسی لئے اللہ تعالیٰ

نے اس کی ابتدا میں فرمایا کہ متعدد معبود و الٰہ نہیں - جیسا کہ نصاریٰ نے بزعم خود سمجھ رکھا ہے بلکہ

معبود صرف وہی ایک اللہ ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور مخلوق کا سنبھالنے والا - گویا معبودیت کے

یہ دو اہم رکن ہیں بلکہ مدار علیہ ربوبیت ہیں جب کسی میں اللہ کے سوا یہ دونوں صفتیں ہی نہیں تو پھر

کوئی معبود کیونکر ہو سکتا ہے، جو باعتقاد نصاریٰ مصلوب ہوا - اور مردہ بنا - جو اپنے آپکو نہ سنبھال

سکا تمام مخلوق کے حفظ و داشت کا تو ذکر ہی کیا ہے - وہ عقلاً کیونکر ربوبیت اور الٰہیت کے درجہ

پر پہنچ سکتا - اور پرستش و نیاز کے لائق ہو سکتا ہے۔

نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ اسی حی قیوم اور معبود لاشریک نے تجھ پر کتاب

اتاری جو عین حق اور عین صدق و صواب ہے اس کی کوئی بات حق کے خلاف اور صدق و صواب

کے منافی نہیں یا یہ کہ وہ ایسے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے جو ثابت کرتا ہے کہ یہ اللہ ہی کی کتاب

ہے اس کی حقانیت کی دلیل ہے - اسکی حقانیت اور تنزیل من اللہ ہونے کے ثبوت کے لئے کسی دوسری

دلیل کی حاجت نہیں - اور نیز اسکی ہی تصدیق بھی ہے ان سابقہ صحائف اور کتب کی جو وجود میں

… بھی قرآن یا تنزیل قرآن تصدیق کرتی ہے اس امر کی کہ

… تنزیل قرآن سے

وحی [illegible]

وحیاں نازل کیں۔ یہ ہیں معنے مصدقا لما بین یدیہ [illegible]

چاہیئے نہ تفصیلی۔ کیونکہ قرآن کی اس تصدیق کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تحقیق [illegible]

کتابیں ہیں اور جنکو وہ اپنے نبی و رسول کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ قرآن انکے ہر ہر بیان [illegible]

ہر ہر مسئلہ کی تصدیق کرتا اور اونکو من جانب اللہ بتاتا ہے۔ اس کی مثال ہمارے لئے ایسی ہی

ہے جیسے کہ ہم نبی کریم کی۔ ان تمام باتوں میں تصدیق کرتے ہیں جن کی آپ نے خبر دی لیکن یہ

تصدیق اسکو مستلزم نہیں کہ ہم تمام اس کی تصدیق کرتے ہیں جو کتب احادیث میں آپکی طرف

منسوب کرکے روایت کی گئی ہیں۔ یہ اجمالی تصدیق ہے کہ اون امور کی تصدیق کرتے ہیں جنکی آپنے

خبر دی اور تفصیلی تصدیق یہ ہے کہ چونکہ ہمارے نزدیک فی الواقع آپکی طرف سے جن امور کا مروی

ہونا ثابت ہے اُس کی تصدیق کریں یا کرتے جائیں، یہی حال تصدیق القرآن للکتب السابقہ کا ہی

اجمالاً انکی یعنی اُن کے من جانب اللہ وحی ہونے اور انبیاء و رسل پر نازل ہونے کی تصدیق کرتا ہے

اور تفصیلاً بایدالقوم کتب میں سے صرف ان باتوں کی تصدیق کرتا ہے جو فی الواقع اللہ کی طرف

سے ہیں اور اس کے رسولوں کو پہونچی ہیں اور مخالف کے مقابلہ میں ہم کہیں گے کہ قرآن کریم کتب

سابقہ کا ایسا ہی مصدق ہے جیسے وہ کتابیں بعض بعض کی جو اون سے پہلے آئیں مصدق ہیں

مثلاً جیسے انجیل مصدق ہے توریت کی جیسے کہ خدا تعالیٰ سورہ مائدہ میں فرماتا ہے وآتیناہ الانجیل

فیہ ھدی و نور و مصدقا لما بین یدیہ من التورٰیۃ وھدی و موعظۃ للمتقین اس آیت کی

رو سے انجیل توریت کی مصدق ہے لیکن اس مصدق ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ کتاب توریت

میں تھا جسکو یہودی توریت کہتے تھے۔ اور جو اُن کے پاس تھی۔ انجیل اُس سب کی جوں کی توں تصدیق

کرتی ہے یا اوس میں کوئی مزید ہدایت و حکم ہی نہیں ہے گویا قرآن کتب سابقہ کی ایسے ہی تصدیق

کرتا ہے جیسے کہ وہ رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتا بلکہ ہر رسول کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس حالت

میں خصم یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ قرآن تو کتب سابقہ کی جو ہمارے پاس ہیں۔ جزءً جزءً تفصیلی تصدیق

کرتا ہے اور اس بنا پر جو کچھ ہماری ان کتابوں میں ہے وہ سب اللہ کی وحی اور کلام خدا [illegible]

اگر ایسا ہی ہوتا اور مصدقا لما بین یدیہ کے یہی معنے ہوتے تو کیوں وہ توریت و انجیل

کے حق میں قوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] تصدیق کرتا ہے یعنی

[illegible] کے مختلف کتب کو صحیح مانتا ہے؟ یہ بات دوسری [illegible] کے ہاتھوں میں ہیں جنکو وہ بزعم خود کلام الٰہی کہتی اور اپنے اپنے رسولوں کی طرف [illegible] ہیں وہ فی الواقع بھی من اولہ الی آخرہ کلام خدا ہونے اور رسولوں کی طرف صحیح نسبت [illegible] قابل تصدیق بھی ہیں یا نہیں، یا اونکا کون سا حصہ واقعی کلام خدا و وحی الٰہ اور رسل و انبیاء کے نسبت رکھتا ہے۔ اور کونسا نہیں۔ اگر قرآن نے کسی خاص حصہ کی تصدیق کی ہے، تو بیشک [illegible] ان تفصیلاً اوس حصہ کا مصدق ہے اسی طرح اگر کسی حصہ کی تردید و تکذیب کی ہے۔ تو اسکا مکذب ہے، علیٰ ہذا القیاس اگر اُس میں کوئی حکم یا بیان ایسا ہے جو سابقہ کتابوں میں نہیں تھا تو اوسکی رو سے قرآن اونکا نہ مصدق ہے نہ مکذب، اس حالت میں کسی کا یہ کہنا کہ قرآن تو کتب سابقہ ما بین المقوم کا [illegible] اپنے کو مصدق کہتا ہے اسی لئے وہ اُن کتابوں کا حکماً و خبراً ہر طرح مصدق ہے غلط نہیں تو اور [illegible] ہے

بین یدیہ اصل میں مکانیت پر دلالت کرتا ہے یعنی بین یدیہ وہ جگہ ہے جو ہاتھوں کے بیان ہو۔ پھر یہ مجازاً ہر سامنے کی چیز کے لئے مستعمل ہونے لگا اگرچہ وہ عین ہاتھوں کے بیان نہ ہو۔ اور پھر چونکہ جیسے اور چیزیں جو قابل اشارہ ہیں بین یدیہ ہوسکتی ہیں۔ ویسے ہی زمانہ حال بین یدیہ کا مصداق ہوسکتا ہے۔ اس لئے اوسپر بھی بین یدیہ کا اطلاق ہونے لگا۔ پھر جیسے کہ چیز کو جو بالکل ہاتھوں کے درمیان اور سامنے نہ ہو۔ حکم میں سامنے ہونیکی وجہ سے اوسے ما بین یدیہ کہنے لگے، ویسے ہی اُس چیز کے زمانہ کو بھی جو اگرچہ عین حال نہ ہو۔ بلکہ ماضی ہو یا استقبال مگر [illegible] مشہور و معروف ہو۔ اُس کو بھی ما بین یدیہ کہا جانے لگا۔ اسی معنے میں ما بین یدیہ [illegible] علیہ الکتاب مصدقاً کے ساتھ آیا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ قرآن اُن کتابوں کی تصدیق [illegible] ہوا جو اس سے پہلے نازل ہوچکی تھیں اور جنکا نزول معروف و مشہور ہونے کی وجہ سے [illegible] قرآن کے سامنے ہی واقع ہوا۔ اسی بنا پر مصدقاً لما بین یدیہ کے یہ معنی مراد لینا [illegible] کا مصدق ہے جو اُس کے نزول کے وقت لوگوں میں موجود تھیں غلطی ہے۔ کیونکہ [illegible] مصدق نہیں بلکہ اون کتابوں کا مصدق ہے جو اُس سے پہلے اللہ کی طرف سے [illegible] لوگوں کے پاس موجود تھیں اُن میں کی بھی بعض [illegible]

خلاف ظاہر کرتا ہے جیسا کو وہ بتلاتے ہیں

وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس ۔ یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے

اسی امر پر ۔ مصدقا لما بین یدیہ سے مراد یہی ہے کہ قرآن کتب سابقہ کے منزل من اللہ

ہونیکی تصدیق کرتا ہے نہ تمام اُن باتوں کی جو کتب ما بید القوم میں موجود ہے کیونکہ یہ تمام آیات

تنزیل وانزال من اللہ کے بارہ میں ہے نہ احکام منفصل کے بارہ میں +

لفظ توریت در اصل عبرانی لفظ ہے نہ عربی کما ذھب الیہ بعض المفسرین اور معنی اس کے

و قانون ہیں +

یہود کے نزدیک توریت پانچ کتابوں (سفر التکوین ۔ سفر الخروج ۔ سفر الاویین ۔ سفر

سفر تثنیہ) کے مجموعہ کا نام ہے جنکی نسبت وہ کہتے ہیں کہ انکو موسیٰ علیہ السلام نے لکھا

اور نصاریٰ ان تمام کتابوں کے مجموعہ پر جسے وہ عہد عتیق کہتے ہیں توریت کا اطلاق کرتے

یعنی مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ کتاب الانبیاء ۔ کتاب القضاۃ ۔ کتاب الملوک کو بھی داخل تو

ہی خیال کرتے ہیں، اگرچہ اون میں سے بعض کے لکھنے والے خود انکے نزدیک شخص معین

نہیں، اور کبھی نصاریٰ عہد عتیق و عہد جدید دونوں کو توریت کہدیتے ہیں ۔ لیکن عموماً اور اکثر

جدید ہی کو انجیل کہتے ہیں لیکن عرف قرآن میں توریت و انجیل کا اطلاق خاص دو کتابوں پر ہوتا

یعنی توریت اون وحیوں کے مجموعہ کو جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اس لئے نازل کی

وہ انہیں اپنی قوم کو پہونچادے تاکہ وہ اس سے ہدایت پکڑے ۔ اسی توریت کے بارہ میں ا

فرماتا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے جیسے توریت کے کلمات کو انکی جگہ سے بدلا ۔ ویسے ہی وہ

کو محفوظ نہ رکھ سکے ۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا

بہ ۔ یہ بات ان اسفار خمسہ سے بھی جسے یہود توریت کہتے ہیں اور جو اسوقت اونکے پاس

ہوتی ہے ۔ چنانچہ سفر تثنیہ کی اکتیسویں فصل اصحاح میں ہے "۲۴ پس جب کہ موسیٰ (علیہ

السلام) اس توریت کے کلمات کی کتابت ایک کتاب میں آخر تک ختم کر چکا تو

تابوت عہد رب کے اٹھانے والوں کو یہ کہتے ہوئے حکم دیا "۲۵ تم یہ توریت

اپنے معبود کے تابوت کے ایک

Marfat.com

[illegible] ۲۸ تم اپنے اجداد

[illegible] تاکہ میں اُن کے کانوں میں یہ باتیں کہوں اور اُن پر

[illegible] گواہ بناؤں ۲۹ کیونکہ جانتا ہوں کہ تم میری موت کے بعد فساد ڈالوگے۔ اور اُس رستہ

[illegible] جسکی میں نے تمکو وصیت کی ۔۳۰ اور آخرالایام تمکو شر پہونچیگا اس لئے کہ تم رب کے

[illegible] کروگے یہانتک کہ تم اپنے ہاتھوں کے کام سے اوسکو غضب میں لے آؤگے۔ ۱۲۳ پس

[illegible] نے اسرائیل کی تمام جماعت کے کانوں میں اس نشید کے کلمات آخر تک پڑھے "

[illegible] بتیسویں فصل میں اوس نشید کو ذکر کیا اور کہا ہے (یعنے سفر تثنیہ کے کاتب نے) "۴۴ پھر

[illegible] آیا اور اُس نے اور یشوع بن نون نے اس نشید کے تمام کلمات قوم کے کان میں پڑھے ۴۵

[illegible] موسیٰ تمام بنی اسرائیل کو ان کلمات سے خطاب کرکے فارغ ہوگیا ۴۶ اوس نے کہا تم اپنے

[illegible] ان تمام کلمات کی طرف متوجہ کرو جنکو میں آج تم پر پیش کرتا ہوں تاکہ تم اُس کے ساتھ اپنی اولاد

[illegible] وصیت کرو تا وہ حریص ہوں اسپر کہ اس توریت کے تمام کلمات پر عمل کریں اس لئے کہ وہ تمپر حکم

[illegible] نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری حیات ہے اور اس حکم سے تم اُس زمین میں دیر تک رہوگے جسکی طرف

[illegible] کیلئے تم اردن کو عبور کروگے تاکہ تم اُس کے مالک بنو "

اسی قبیل سے ہے موسیٰ علیہ السلام کی موت کی خبر اور اوس کی نسبت یہ کہنا کہ بنی اسرائیل میں کوئی

[illegible] جیسا اوس کے بعد نہیں ہوا یعنی کتابت کتاب تک، یہ دونوں خبریں یعنی موسےٰ کے

لکھنے کی اور اُس کی موت کی اہل کتاب کے نزدیک داخل توراۃ ہیں لیکن حقیقت میں یہ دونوں

[illegible] شریعت میں سے نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی۔ جس کو

[illegible] لکھا، اور تابوت کے پہلو میں رکھا، بلکہ یہ دونوں خبریں دیگر اخبار کی طرح موسےٰ علیہ السلام

[illegible] لکھی گئیں، اور جو کچھ موسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ میں کہا تھا وہ پورا بھی ہوا یعنی انہوں نے

[illegible] کے بعد فساد مچایا۔ اور بے راہ ہوگئے، اور توریت کھودی جو موسےٰ علیہ السلام نے لکھی تھی

[illegible] دوسری کتاب لکھی +

[illegible] کہ یہ دوسری توریت بنی اسرائیل نے کہاں سے لکھی اور اسکا ماخذ کیا تھا۔ لیکن پھر یہ

[illegible]

[illegible] نے شریعت موسیٰ کی کتاب پائی [illegible]

[illegible]

تھی جیسے موسی نے کہا تھا لیکن ... بعد ...
نظر اس کے بنی اسرائیل نے اسے پھر شائع کر دیا۔ ذاں بعد عزرا کاہن نے ...
طلب کرنے اور اوس پر عمل کرنے اور اس لئے کہ بنی اسرائیل کو فریضہ و قضا ...
آمادہ کیا) اونکے لئے ارتخشستا بادشاہ فارس کی اجازت سے جس نے اونکو اورشلیم ...
اجازت دی تھی شریعت لکھی "

اس بادشاہ فارس نے جسنے بنی اسرائیل کو رہا کیا اور اونکو اورشلیم جانے کی اجازت دی حکم
دیا تھا کہ انکی شریعت اور اوس کا قانون ملک میں قائم کیا جائے، جیسا کہ سفر عزرا میں ہے۔
خلاصہ کلام یہ کہ تمام اسفار توراۃ جو اہل کتاب کے پاس ہیں۔ قید کے بعد لکھے گئے، جیسے کہ عہد
عتیق کے دیگر اسفار لکھے گئے، بابلی الفاظ کی کثرت بھی اسی پر دال ہے۔ اکثر نصرانی ...
بھی اسکا اعتراف کرتے ہیں کہ موسیٰ کی توریت جو اصل دین ہی گم ہو گئی، چنانچہ کتاب خلاصۃ الا ...
الشنیہ علی صدق اصول الدیانۃ المسیحیہ کا مصنف لکھتا ہے " یہ امر تو محال ہے کہ موسیٰ کا اصل نسخہ
ابتک باقی ہو۔ یہ تو ہمیں خبر نہیں کہ اوسکا کیا حشر ہوا مگر مرجح یہ ہے کہ وہ تابوت کے ساتھ گم ہو گیا جب
بخت نصر نے آکر ہیکل کو تباہ کیا۔ اور اغلب ہے کہ یہی سبب ہو بنی اسرائیل میں اس بات کے ...
کا کہ کتب مقدسہ گم ہو گئیں اور کہ عزرا کاتب نے جو نبی تھا کتب مقدسہ کے متفرق نسخوں کو جمع کیا
اونکی غلطیوں کی اصلاح کی اور اس لئے اب توریت اپنی اصل منزلت پر آگئی "
جب اہل کتاب سے سوال کیا جاتا ہے کہ عزرا نے ان کتابوں کو گم ہو جانے کے بعد کہاں ...
جمع کیا۔ جمع موجود چیز کی جاتی ہے نہ گم شدہ کی۔ اور پھر انکی غلطیوں کی اصلاح میں کس چیز پر ... کیا
کہتے ہیں کہ " اوس نے جو کچھ لکھا الہام سے لکھا اسی لئے وہ سب حق و صواب ہے " لیکن اس ...
پر کوئی دلیل و برہان پیش نہیں کرتے بلکہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ الہام کے ہوتے ہوئے ان کتابوں
جمع کرنے کی کچھ ضرورت تھی جو اُن لوگوں کے پاس موجود تھیں جنکی نقل قابل اعتبار نہ تھی اور ...
کتاب بالہام صحیح لکھتا۔ تو وہ شریعت موسیٰ کو اخبار تاریخی سے جدا کر کے تو لکھتا۔ حالانکہ ...
کہ موسیٰ نے توریت لکھی اور لاویوں کو تابوت کے پہلو میں رکھا اور ... اس کی ...
و مالغ ... ذکر کیا ہے جس ...

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۹ | ۶ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۰ | ۱۱ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۰ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| ۵۱ | ۲۵ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۳ | ۱ | عجب | عجب سے |
| ۵۳ | ۲۳ | جامی و آتش [illegible] | جامی و [illegible] |
| [illegible] | ۳ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۵ | ۱۱ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۶ | ۲ | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | ۳ | [illegible] | [illegible] |
| ۵۹ | ۱۵ | [illegible] | [illegible] |
| ۶۰ | ۱۳ | [illegible] | [illegible] |
| ۶۳ | ۱۲ | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | ۲۴ | [illegible] | [illegible] |

[illegible] بیان لائے ہے کہ توراۃ کے اسفار مختلف اسلوبوں میں لکھے گئے ہیں [illegible] ایک نے لکھے ہوں۔ چونکہ ہماری غرض یہاں اس بحث کو طول دینا نہیں ہے [illegible] ہم اتنے ہی پر اکتفا کر کے اصل مطلب پر آتے ہیں کہ تورات جسکی قرآن شہادت دیتا اور جس کی تصدیق کرتا ہے وہ تورات تھی جو اللہ تعالے نے بذریعہ وحی موسیٰ علیہ السلام پر اتاری تاکہ [illegible] قوم کو پہونچائے۔ یہی وہ توریت جو اب اہل کتاب کے پاس موجود ہے وہ تاریخی کتابیں ہیں جو بہت کچھ شریعت منزلہ پر بھی مشتمل ہیں اسی لئے قرآن یہود کی شان میں کہتا ہے اوتوا نصیبا من الکتب جیسے کہ کہتا ہے ونسوا حظا مما ذکروا بہ اور اس لئے بھی ان کتابوں کا بہت کچھ موسوی شریعت پر مشتمل ہونا ضروری ہے کہ محال ہے کہ کوئی قوم اپنی شریعت کو اس کی اسفار کے گم ہوجانے پر بالتمام بھول جائے۔ اسی لئے جو کچھ عزرا وغیرہ نے لکھا وہ مشتمل ہے اس اصل موسوی شریعت پر بھی جو اسوقت تک محفوظ رہی یعنی لوگوں کو یاد تھی اور اس اصل شریعت کے سوا دیگر اخبار وروایات پر بھی جسکو لوگوں نے بزعم خود جزو توریت سمجھ لیا تھا۔ توریت مابید القوم میں اسی موسوی شریعت کے ایک حدتک احکام ہونے کی وجہ سے قرآن کریم نے بنی اسرائیل پر اقامت توراۃ سے حجت کی۔ لعدیہی بات کو فی الجملہ توراۃ میں احکام خداوندی ہیں توراۃ کے بارہ میں قرآن کی تصدیق و شہادت ہونے کیلئے بھی کافی ہے اور اسی سے اون آیات میں جو توراۃ کے بارہ میں وارد ہیں اور معقول انہیں اور اہل کتاب کی مشہور و معروف تاریخ میں توفیق و تطبیق ہوجاتی ہے۔ کما لایخفی +

انجیل یونانی الاصل لفظ ہے۔ اور اس کے معنے بشارت اور تعلیم جدید ہیں۔ اور اسکا اطلاق نصاریٰ کے نزدیک چار کتابوں پر جنکو وہ اناجیل اربعہ کہتے ہیں۔ اور اوس مجموعہ پر جنکو وہ عہد جدید کہتے ہیں ہوتا ہے۔ اور عہد جدید میں اُن کے نزدیک یہ چاروں کتابیں اور کتاب اعمال الرسل (یعنی اعمال حواریین)، اور پولوس و پطرس و یوحنا و یعقوب کے رسائل اور رویائے یوحنا بھی شامل ہیں یعنی اس تمام مجموعہ پر انجیل کا اطلاق ہوتا ہے یا کتب اربعہ پر بالانفراد۔ لیکن کتب اربعہ کو چھوڑ کر باقی حصہ عہد جدید پر بالانفراد انجیل کا اطلاق نہیں ہوتا +

اناجیل اربعہ سے وہ چار مختصر کتابیں مراد ہیں جنہیں مسیح علیہ السلام کی سیرت اور کچھ آپکی تاریخ [illegible] ہوئی ہے۔ نصاریٰ یعنی اہل انجیل کے پاس ان چاروں کتابوں کے متعلق کوئی سند متصل [illegible] کتابوں کی کتابت کی تاریخ میں مختلف الرائے اور مختلف القول ہیں چنانچہ انجیل اوّل [illegible] تینوں انجیلوں کی ترتیب وکتابت کی تاریخ میں بھی

معتمد و مستند اقوال ہیں لیکن ان میں اختلاف ... 

نصف حصہ میں لکھی گئیں۔ مثلاً انجیل اول کے بارہ میں ایک قول ہے کہ وہ ... 

قول سے اوسکا ۱۶۴ میں لکھا جانا پایا جاتا ہے۔ انجیل چہارم کے بارہ میں جو اقوال ہیں ... 

ایک یہ ہے کہ وہ ۹۸ء میں لکھی گئی بعض نے اس سے انکار کیا ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف ہے

مختصر یہ ہے کہ عہد جدید کی تمام کتابوں کی تصنیف و کتابت کے بارہ میں عیسائی عالموں کا سخت

اختلاف ہے۔ رہی وہ انجیل جو عرف قرآن میں انجیل ہے، وہ اُن وحیوں کے مجموعہ کا نام ہے

جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عیسے بن مریم پر نازل کیں جنہیں اُس نبی کی بشارت بھی تھی جس سے

آگے بڑھکر شریعت تمام ہونے والی تھی اور بہت سی حکمت کی باتیں اور احکام بھی تھے جیسا کہ لفظ

انجیل ان امور پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو سورہ مائدہ میں خبر دی ہے کہ نصاریٰ کو جو کچھ

پہونچایا گیا تھا۔ وہ اسکا ایک بڑا حصہ یہود کی طرح بُھلا بیٹھے - فنسوا حظاً مما ذکروا اور یہ بھول اور

بھلا دینا انکی شان سے اقرب و قرین قیاس بھی کہ اس لئے کہ توریت زمانہ نزول ہی میں لکھ لی گئی

اور ہزاروں آدمی اُس پر عمل کرتے رہے پھر جا کر وہ گم ہوئی ہے۔ اسلئے ضرور تھا کہ اس کے بہت سے

احکام محفوظ اور معروف و مشہور ہوں۔ اگرچہ یورپ کے بعض علما کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ

میں کتابت کا رواج نہ تھا۔ لیکن اون کا یہ قول قابل اعتبار نہیں لیکن توریت کے خلاف عیسائیوں کی کتابیں

چوتھی صدی عیسوی میں جا کر معروف و مشہور ہوئیں کیونکہ اس سے پہلے پہلے مسیح کے متبع یہودیوں

اور روم والوں کے ظلم و تعدی کا ہدف بنے رہے اور پامال ہوتے رہے، پھر جب شاہ قسطنطین

کے نصرانیت اختیار کرلینے سے وہ سیاستہ مامون و محفوظ ہوگئے تب جا کر انکی کتابوں کا ظہور

ہوا۔ انہیں کتابوں میں سے کچھ کتابیں مسیح کی تاریخیں تھیں۔ جو مسیح کے بعض کلام پر بھی (جو مسیح کی

انجیل کہا جا سکتا ہے) مشتمل تھیں۔ چونکہ یہ تاریخیں بہت سی تھیں۔ انکے بارہ میں رؤسائے نصرانیت مختلف رہے

یہانتک کہ انہوں نے صرف ان چار کتابوں پر جو عہد جدید میں موجود ہیں اتفاق کیا۔

یعنی صرف یہی چار کتابیں قابل اعتبار مانیں۔ یا انہیں چاروں کو انجیل تسلیم کیا اور باقی

رد کر دیا۔

یہ جو کچھ توریت و انجیل کے مفہوم کے متعلق عرف قرآن اور عرف اہل کتاب میں ...

گیا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں توریت و انجیل ...

... 

... ہے۔ اور قرآن کریم کی یہ تحقیق و تنقید ایک دلیل
... قرآن وحی من جانب اللہ ہے۔ اگر قرآن وحی نہ ہوتا۔ تو وہ نبی امّی جسنے نہ کبھی
... اناجیل معروفہ پڑہیں اور نہ توراۃ وانجیل والوں کی تاریخ۔ ہرگز نہ جان سکتا کہ وہ توراۃ وانجیل
... سے ایک حصّہ وحیل کا بھلا بیٹھے ونسوا حظا مما ذکروا اور انکے پاس اونکا ایک حصّہ
... گیا داوتوا نصیبا منہ بلکہ اُن سے اونہیں اسوقت کی موجودہ کتابوں کے موافق مناظرہ کرتا۔ اور
... انہیں کے عرف کے موافق اُنکی کتاب یا کتابوں کو انجیل کہنے کے بجائے اناجیل کہتا +

توریت وانجیل کے متعلق مراتب مذکورہ بالا کو سمجھ لینے کے بعد اس شبہ کی کچھ بھی وقعت باقی نہیں رہتی جس سے پادری مسلمانوں کو یوں دہوکہ دیا اور وہم میں ڈالا کرتے ہیں کہ یہی توریت وانجیل جو ہمارے ہاتھ میں ہے مصدّق قرآن ہے۔ جب قرآن ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے تو پھر تم کیوں نہیں مانتے اور کس طرح اونکو محرّف اور کم وبیش کہنے کی جرات کرتے ہو۔

ھدًی للناس کے تعلق میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ نزل علیک الکتٰب کے متعلق ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نزل علیک الکتٰب اور وانزل التوراۃ والانجیل دونوں کے متعلق ہے۔ بعض کا فہم یہ ہے کہ نہیں یہاں ھدًی للناس صرف توریت وانجیل کے متعلق ہے۔ میرے نزدیک پہلی دونوں مسلک بلا ترجیح بریکدگر مساوی و صحیح ہیں +

وانزل الفرقان فرقان مصدر ہے جیسے کہ غفران، مراد فرقان سے وہ چیز ہے جسکے ذریعہ سے حق وباطل میں تفرقہ کیا جائے۔ چونکہ ایسی چیزیں متعدد ہوسکتی ہیں جنمیں سے ایک خود کتاب بھی ہے اسی لئے بعض کی رائے ہے کہ فرقان سے مراد قرآن ہے کیونکہ وہ حق و باطل میں تفرقہ کرنے والا ہے لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ نزل علیک الکتاب بالحق پہلے آچکا ہے۔ فرقان سے بھی قرآن ہی مراد ہے تو تکرار عبث لازم آئیگی جس سے کلام خداوندی پاک و منزہ ہونا چاہئے حقیقۃً وہ اس سے منزّہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فرقان سے وہ ہر قسم کی دلیل و برہان مراد ہے جو حق وباطل میں فرق کردے بعض کا قول ہے کہ یہاں فرقان عیسٰے علیہ السلام کے بارہ میں بیان کرنا مراد ہے جسکا ذکر اس سورہ میں آیا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ اس سے عقل مراد ہے جس سے حق وباطل میں تمیز کیجاتی ہے۔ علامہ شیخ محمد عبدہٗ نے یہی مسلک اختیار کرکے لکھا ہے ... الاول ایسا ہی ہے جیسا کہ انزل الحدید میں اس لئے کہ جو عطیات اللہ تعالےٰ نے ... انکو انزال سے تعبیر کیا جاتا ہے بدیں وجہ فرقان سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے ھو الذی انزل علیک الکتٰب بالحق والمیزان [illegible]
مفسّرین نے عموماً عدل سے کی ہے یوں اللہ تعالیٰ نے کتاب کے ساتھ فرقان و میزان [illegible]
ہے۔ قیاس یہ ہے کہ فرقان سے وہ چیز مراد لی جائے جس سے امور اعتقادیہ میں امر حق معلوم ہو
اور باطل الگ ہو جائے۔ یعنی عقل۔ اور میزان سے وہ چیز جس سے احکام میں امر حق معلوم ہو
اور اوس کے ذریعہ لوگوں کے ساتھ عدل کیا جائے یعنی عدالت۔ اور عقل و عدل دونوں امور
نفسانی ہیں۔ اب جس بات پر بھی کوئی عقلی دلیل قائم ہو جائے وہ حق ہے او منزل من اللہ ہے
اور جو امر مقتضائے عدل ہو وہ حکم بھی منزل من اللہ ہے اگرچہ منصوص بکتاب نہ ہو۔ اس لیے کہ عقل
و عدل کا منزل یا معطی بھی خدائے تعالیٰ ہی ہے جنکو فرقان و میزان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ
تو ہے کہ علمائے علم توحید برہان عقل کو معرفت عقائد کے بارہ میں اصل خیال کرتے ہیں۔ علامہ غزالی
نے میزان کی تفسیر عقل ہی سے کی ہے اس لئے کہ عقل ہی حجتیں مرتب کرتی اور حق و باطل
عدل و جور میں فرق کرتی ہے بیہقی کے نزدیک جابرؓ سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ "قوام المرء
العقل ولا دین لمن لا عقل لہ" لیکن فرقان سے عقل مراد لینے میں ایک خرابی یہ واقع ہوتی ہے
کہ عقل ایک عطیہ عام ہے حالانکہ یہ موقع تخصیص کا ہے۔ اسکا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ
تنزیل خاص یعنی عطیات خاص کے بعد اللہ تعالیٰ نے وانزل الفرقان فرما کر عطیہ عام کا اظہار کیا
نہ خاص کا گویا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر ہم نے تم پر قرآن اتارا اور تم سے پہلے توریت و انجیل
بغرض ہدایت نازل کیں لیکن اخذ ہدایت کیلئے ضروری تھا ان کتابوں کی حقانیت و حکمت کا سمجھنا
اس لئے ہم نے عقل بھی اتاری تاکہ لوگ ان کتابوں کو سمجھیں اور ہدایت اختیار کریں کیونکہ جبتک حق
باطل میں تفرقہ کرنے کا آلہ ہی نہو کوئی کیونکر حق کو اختیار اور ناحق کو ترک کر سکتا ہے۔ اور چونکہ انزال
فرقان کی عمومیت کا اظہار کرنا منظور تھا اس لئے اسکو انزال خصوصیات کے ذکر کے بعد ذکر کیا۔ اور
تخصیص نہ لگائی جیسی کہ ونزل علیک الکتاب میں لگائی ہے۔ اسی لئے وانزل الفرقان سے
مراد لینا کہ تجھپر فرقان نازل کیا غلط ہے۔ اگرچہ یہ توجیہ معقول توجیہ ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ فرقان
سے معجزہ مراد ہو کیونکہ معجزہ ہی حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے یہ دوسری بات ہے کہ عقل
نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام مؤید بمعجزات ہوئے ہی جس سے انکار کر [illegible]
اگر فرقان سے معجزہ مراد ہو تو یہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ما بعد جیسے فرقان سے عقل مراد لئے جانے کے مناسب [illegible] مناسب ہے اسی لئے کہ لفظ آیت معجزہ کے بھی معنی میں آیا ہے۔ جیسا کہ سابقاً [illegible]

ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید یعنی جو آدمی آیات اللہ از قبیل حجج و معجزات کو جو اس نے ہدایت اختیار کرنے کیلئے نازل کیں نہیں مانتے۔ اور منکر ہو کر بے راہ ہو گئے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ اللہ کی سنت ہے کہ جو اس کے عطیات کی قدر نہ کرے وہ گرفتار عذاب ہو +

انتقام نقمۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنے سطوت و تسلط ہیں۔ اگرچہ مجازاً انتقام کسی کو عذاب و تکلیف دیکر اپنا دل ٹھنڈا کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے لیکن انتقام بایں معنی محال علی اللہ ہے اس لئے واللہ عزیز ذوانتقام میں انتقام کے پہلے ہی معنے مراد ہیں +

ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء چونکہ اللہ تعالیٰ عالم کل ہے اس لئے وہ اپنے بندوں کے لئے ایسے احکام نازل کرتا۔ اور ایسے عطیات کبریٰ سے انہیں عزت بخشتا ہے جو انکے لئے سراسر صلاح و فلاح ہیں پھر جو کوئی اون پر کاربند ہوتا اور اون کی قدر و منزلت کرتا ہے۔ اللہ اس کو بھی جانتا ہے۔ نہ اسکا سر اوس سے نہاں ہے اور نہ جہر پوشیدہ۔ وہ جانتا ہے کہ کون مومن صادق ہے اور کون کافر و منافق۔ اسی علم کے موافق وہ لوگوں کو سزا و جزا دیگا کہ اوسے ہر گونہ قدرت و تسلط بھی حاصل ہے +

جیسے یہ آیت بطریق استیناف خبر ماقبل کی دلیل ہے ایسے ہی آیت آیندہ بھی علی سبیل الاتفاق اپنے ماسبق کی دلیل ہے حیث قال عز و جل ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ھو العزیز الحکیم یہ کمال علم اور کمال قدرت ہے کہ رحم مادر کی اندھیری کوٹھری میں اللہ اپنی [illegible] صنعت سے جیسی تصویر چاہتا ہے بناتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی تصویر بایں نظام و حکمت خود بخود محض اتفاق سے بنجائے۔ نہیں اور ہرگز نہیں یہ فعل ضرور علیم و حکیم۔ قادر و قدیر کا ہے پس [illegible] صفات سے متصف ہے اور کوئی ان صفات میں اوسکا شریک و سہیم معادل و نظیر نہیں وہی [illegible] الوہیت و شایان عبودیت ہے لا الہ الا ھو العزیز الحکیم +

[illegible] آیہ مذکورۃ الصدر سے اور بقول اکثر ابتداے سورہ سے آیہ مباہلہ تک کی تمام آیتیں [illegible] کے متعلق ہیں اور انمیں نصاریٰ کے اکثر دلائل و معتقدات کی تردید کی گئی [illegible] کی [illegible] جابجا قرآن میں آئی ہے لیکن اس سورہ میں تفصیل

کی ایک وجہ خاص یہ بھی ہوئی کہ ...
پاک نجران سے عیسائیوں کا ایک بڑا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ...
مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے حاضر ہوا۔ رؤسا، وفد ووکلاء نصاریٰ میں سے کسی نے کہا ...
عیسیٰ (علےٰ نبینا وعلیہ السلام) ہی الٰہ وخدا ہے۔ کسی نے کہا کہ وہ ابن اللہ ہے۔ کسی نے کہا کہ اقنوم ثلاثہ
میں سے وہ ایک اقنوم ہے۔ اوران دعاوی پر حجتیں یہ پیش کیں کہ وہ مُردوں کو زندہ۔ اندھے کو
سوانکھا۔ کوڑھی کو تندرست اور بیماروں کو اچھا کرتا تھا۔ غیب کی خبریں دیتا تھا۔ اوس نے مٹی کا
پرندہ بنایا اور اوس میں جان ڈالی۔ قرآن اسکا خود مقر ہے۔ وہ بے باپ کے پیدا ہوا قرآن کو خود
اسکا اقرار ہے پھر وہ خدا اور خدا کا بیٹا نہیں تو اور کیا ہے، مذکورہ بالا آیات میں انہیں تمام باتوں
کا خدائے تعالیٰ نے جواب دیا ہے۔ یعنی ابتداء کلام ہی توحید سے کیا۔ تاکہ اول ہی سے اونکے
عقیدہ باطل کی تردید ہو جائے۔ پھر معبودیت الوہیت کے وہ اوصاف بیان کئے جن سے
توحید کی تاکید اور عیسیٰ علیہ السلام کے معبود وابن اللہ وثالث ثلاثہ ہونیکی تردید ہوتی ہے۔ یعنی
فرمایا کہ اللہ وہ ہے جو حیّ وقیّوم ہے، ہر ذی حیات کی حیات کا وہی منبع ہے۔ وہی کل عالم کا
رکھنے اور سنبھالنے والا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ اوصاف مسیح میں کہاں تھے، زندہ مخلوق اوس سے
پہلے موجود تھی، وہ کسی کے رکھ رکھاؤ پر قادر نہ تھا، بلکہ ان دونوں اہم ترین امور میں خدا کا محتاج
تھا، پھر وہ رب مجبور کیونکر ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اوسی نے کتاب اُتاری اور توریت نازل کی۔
مطلب یہ کہ اللہ نے وجود عیسیٰ علیہ السلام سے قبل وحی نازل کی اور شریعت جاری جیسے کہ خود اسپر
وحی نازل کی اور اوسپر بھی جو اوس کے بعد ہے پھر وہ کیونکر انبیاء علیہم السلام پر کتب نازل کرنے
والا ہو سکتا ہے۔ وہ خود بھی ایک ایسا ہی نبی تھا جیسے کہ اوس سے اگلے پچھلے نبی۔ پھر فرمایا وانزل
الفرقان یعنی اللہ ہی نے آدمیوں کو عقل دی تاکہ وہ اوس سے حق وباطل میں تفرقہ کریں یا معجزہ
سے انبیاء کے دعاوی کی تصدیق کی تاکہ لوگ اون کے ذریعہ سے صادق وکاذب حق وباطل میں
تمیز کر سکیں۔ عیسیٰ نے نہ کسی کو عقل دی اور نہ کسی کو معجزہ۔ پھر وہ کہاں سے اور کیونکر خدا بنگیا
فرمایا ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیءٌ یعنی اگر عیسیٰ نے بعض غیب کی خبریں دیں تو کیا ہوا اللہ کا علم
محیط کل ہے اوس سے تو کوئی بات بھی نہاں نہیں۔ یہی شان الوہیت ہے ...
کہاں تھی۔ پھر ارشاد ہوا ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ...
اور جو شکل وصورت چاہتا ہے ...

... اللہ نے اُس کی تکوین رحم مادر میں پوری کی۔ بے باپ ... سے اوس کی الوہیت کہاں سے لازم آگئی۔ مانا کہ بے باپ پیدا ہونے کے لحاظ ... پیدائش انسانی پیدائش کے عام قاعدے سے جداگانہ تھی لیکن آخر وہ بھی اور آدمیوں کی ... اپنی ماں کے پیٹ میں رہا اور بڑھا۔ یہ سب اللہ ہی کی حکمت و قدرت کا ظہور تھا۔ وہ قادر ہے۔ کہ جیسے نطفہ سے بچہ پیدا کرتا ہے ویسے ہی بے نطفہ پدر بھی پیدا کر دے۔ نہ نطفہ سے کوئی اور رحم مادر میں بچہ بنا دیتا ہے۔ نہ عیسے (علیہ السلام) کو مریم عذرا کے بطن میں بدون نطفہ کسی نے بنا دیا۔ یہ کام اللہ ہی کا ہے اور وہی ربوبیت والوہیت کا سزاوار ہے +

هو الذی انزل علیك الكتاب منه ایت محكمت هن ام الكتاب واخر متشبهت اسی اللہ اور معبود برحق نے جسکے اوصاف کمال یہ ہیں تجہپر کتاب نازل کی جسکی آیتیں محکم بھی ہیں جو ام الکتاب ہیں اور متشابہ بھی +

محکم و متشابہ کے معانی اور مراد میں مفسرین کا بہت کچھ اختلاف ہے جسکو بطور اختصار بیان کر دینا ضروری ہے۔ محکم ماخوذ ہے یا تو احکم الشئ سے جس کے معنی یہ ہیں کہ اوس نے فلاں چیز کو خوبی و استحکام سے ایسا بنایا کہ خلل و خرابی اوس میں راہ نہیں پا سکتی یا ماخوذ ہے حکمة الفرس سے اسلئے کہ حکمہ (لگام) بھی گھوڑے کو روکتی ہے۔ نخعی کی حدیث ہے کہ احکم الیتیم کما تحکم ولدك یعنی یتیم کو فساد اور بگاڑ سے اُسی طرح روکو جیسے اپنے فرزند کو روکتے ہو۔ اسی طرح ہے احکموا سفہاءکم ای امنعوھم من السفاھة والفساد۔ حاکم کو بھی حاکم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ظالم کو ظلم و فساد سے روکتا ہے۔ یا حاکم کی شان یہ ہے کہ وہ ظالم کو ظلم و فساد سے روکے۔ غرضکہ حکم۔ حکمة کا مادہ ح۔ک۔م۔ ہے سب روک تھام اور منع کرنے کے معنے میں ہیں حتی کہ احکم الشئ اسی لئے کہ جو چیز اتقان و مضبوطی سے بنائی جاتی ہے اوس میں خرابی و خلل راہ نہیں پا سکتے۔ اسی ... اوس مضبوط عمارت کو جو خرابی و خلل سے مضبوط ہو بنائے محکم کہتے ہیں +

متشابہ لغةً اوس چیز کو کہتے ہیں جسکے شبیہ و مماثل اور افراد بھی ہوں۔ اور بر بنائے شبہ و مماثلت ... متشابہ افراد میں بآسانی تمیز نہ ہوسکے بلکہ التباس رہے۔ جیسے کہتے ہیں واشتبھت الامور ... بعضا۔ خدائے تعالیٰ اثمار جنت کے وصف میں فرماتا ہے واتوا به متشابها +

... کا اعتبار کیا جائے اور کرنا ہی چاہئے تو آیہ محولہ بالا میں منہ ایت ... قرآن کی بعض آیتیں ایسی محکم اساس ہیں

کہ اون میں فساد راہ پا ہی نہیں سکتا یعنی اگر کوئی بدنیت الٹا مطلب
کرنا چاہے تو اون آیتوں میں اسکی گنجائش نہیں - اور بعض آیتیں ایسی ہیں کہ خلاف ان کے
معانی میں تشابہ و مماثلت ہونیکی وجہ سے اگر کوئی بدنیت اونکے اصل معانی میں کچھ فساد ڈالنا چاہے
اور مد نظر اوسکا یہ ہو کہ لوگوں کو دھوکے میں ڈالے تو اگرچہ وہ متشابہ آیتیں اپنی اپنی جگہ ثابت ہیں لیکن
تاہم وہ مفسدہ کھڑا کر سکتا - اور ناسمجھ لوگوں کو دہوکہ میں ڈال سکتا ہے +

اگرچہ لغت کے لحاظ سے آیہ محولہ بالا کی صرف اتنی ہی تفسیر کافی ہے - اور درحقیقۃ بہترین تفسیر کا خلاصہ بھی یہی ہے لیکن ہمارے مفسرین نے محکم و متشابہ کی بحث کو ایک معرکۃ الآراء بحث بناکر کاوش کو افراط کے درجہ تک پہنچا دیا ہے - چنانچہ بعض لکھتے ہیں کہ چونکہ امور متشابہ یا اشیائے متشابہ کی شان یہ ہے کہ آدمی اون میں تمیز کرنے سے عاجز ہو اس لئے ہر وہ امر جسکو آدمی سمجھ سکے مجازاً متشابہ ہوا مگر پھر ہر ایسے امر کو جس میں غموض و خفا ہو - اگرچہ بربنائے تشابہ نہو متشابہ کہنے لگے - بعض نے کہا کہ جب کسی امر میں یہ معلوم نہو کہ حکم ثبوتی حق ہے یا حکم سلبی بلکہ عقلاً یہ دونوں باتیں برابر ہوں - تو اوسی حق غیر معلوم کو متشابہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو محکم - اکثر نے یہ خیال کیا کہ ایک لفظ ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا - اب معنی موضوع لہ یا اوس لفظ کی دلالت یا تو اس طرح پر ہے کہ دوسرے معنی کا احتمال ہی نہیں ہوتا - یا یہ کہ احتمال ہوتا ہے - اگر دوسرے معنے کا احتمال ہوتا ہی نہیں تو وہ لفظ اپنے معنے پر نص ہے - اور اگر دوسرے معنی کو بھی محتمل ہے تو یا تو دونوں معانی کا پلہ برابر ہوگا یا ایک راجح - اگر ایک راجح ہے تو طرف راجح کے حق میں وہ ظاہر کہلائے گا اور مرجوح کے حق میں مؤول - اور اگر دونوں پلے برابر ہیں اور کسی طرف کو رجحان نہیں تو لفظ مشترک کہلائیگا - اور ہر پہلو کے حق میں مجمل ہوگا - انمیں سے نص وظاہر کو حکماً محکم کہیں اور مجمل و مؤول کو متشابہ اس لئے کہ ان دونوں میں عدم فہم ضروری ہے - جو لازم تشابہ ہے

متشابہ کی تعریف میں اس قسم کے اختلاف ہونیکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ محکم و متشابہ کے مصداق فی القرآن میں بھی مفسرین کا اختلاف ہو - چنانچہ بعض کی رائے ہے کہ سورہ انعام کی ایک ... سے ایک سو چون تک کی تینوں آیتیں محکم ہیں[1] - اور متشابہات سے وہ آیتیں مراد ہیں

[1] قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاہم ولا تقربوا الفواحش ما ظہر ...

...علمائے اسلام... یہ کہ بقائے حیات کی مدت نکالی اور پیشین گوئی کرکے

...یہ مسلک مفسرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے اگر یہ

...ہے تو میرے نزدیک مذکورہ بالا آیات وحروف ہجا کو آپکا محکم و متشابہ کہنا محض بطریق تمثیل

...نہ بطریق حصر۔ اس لئے کہ جن آیتوں کو آپنے محکم بیان کیا۔ ویسے ہی اور آیتیں بھی قرآن کریم

...میں موجود ہیں پھر صرف انہیں کو محکم کہنا محض ترجیح بلا مرجح ہے۔ قیاس غالب یہ ہے کہ آپکا مطلب

آیات محولہ بالا کو محکم کہنے سے یہ ہے کہ محکم آیتیں وہ ہیں جن کے احکام کی صحت کو حریف بھی تسلیم

کرتے ہوں اور متشابہ وہ آیات جنکے مفہوم و مآل کو سمجھنے میں یہود و نصاریٰ نے غلطی کی، اور انکی

بنا پر اپنے دعاوی کی صحت پر خود قرآن سے استدلال کیا لیکن غلطی و شبہ میں پڑ جانیکی وجہ

سے اونکا استدلال قابل تسلیم اور مطابق نفس الامر نہ ہوا اور نہیں ہو سکتا۔ اسی قیاس پر آیات محولہ

بالا کو ایک حد تک محکم و متشابہ کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ یا کم از کم میں اور کوئی وجہ

نہیں پاتا۔ امام فخرالدین رازی کا فہم بھی اس خصوص میں کچھ ایسا ہی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ محکم

وہ احکام ہیں جو مختلف شریعتوں میں مختلف نہ ہوں جیسے کہ سورہ انعام کی محولہ بالا آیتوں میں وصیتیں

ہیں۔ اور متشابہ سے مراد ہے حکم یا آیت مجمل۔ یا وہ معنی و مفہوم کہ لفظا اوسپر اور ایک اور معنی پر

بالتسویۃ دلالت کرے جبتک کہ کوئی دلیل منفصل کسی ایک کی ترجیح کیلئے ثابت نہ ہو۔ اس میں شک

نہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا اور جو کچھ امام صاحب کا مسلک ہے۔ وہ اس مجمل روایت سے نہیں

سمجھا جاتا جو مفسرین نے ابن عباس کی طرف منسوب کی ہے۔ لیکن اوسکی صحت کی اگر کوئی توجیہ ہو سکتی

ہے تو یہی ہے۔ ورنہ اس روایت سے یہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا کہ سورہ انعام کی محولہ بالا آیتیں کیوں

محکم ہیں۔

دوسری رائے محکم و متشابہ کے بارہ میں یہ ہے کہ محکمات سے نواسخ اور متشابہات سے

منسوخ آیتیں مراد ہیں۔ یہ بھی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور ابن مسعود وغیرہ

...الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا

...واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ وبعہد اللہ اوفوا ذلکم وصٰکم بہ لعلکم

...وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق

تیسرے یہ کہ محکم سے وہ حکم و خبر مراد ہے [illegible]
آیات - اور متشابہ سے وہ حکم و خبر مراد ہے جس کے سمجھنے کے لئے تاویل [illegible]
اہم کا ہے جیسا کہ علامہ رازی نے آپکی طرف منسوب کیا ہے +

چوتھے یہ کہ محکم وہ آیت ہے جسکا علم صحیح کسی دلیل جلی یا خفی سے حاصل ہوسکے - اور متشابہ [illegible]
خلاف یعنی متشابہ وہ امر ہے جسکا علم کسی دلیل سے جلی ہو یا خفی حاصل نہ ہوسکے - یا جس کے [illegible]
کوئی جلی و خفی دلیل ہی موجود نہ ہو مثلاً وقت قیامت ، اور مقدار جزا و سزا کا علم کہ یہ کسی طرح سے صحیح
حاصل ہو ہی نہیں سکتا +

پانچویں یہ کہ محکمات وہ آیتیں ہیں جنمیں اللہ تعالی نے حرام و حلال کو بیان کیا ہو اسطرح کہ حلت
و حرمت کے بارہ میں شبہ کی گنجائش ہی نہ ہو - اور متشابہ وہ آیات ہیں کہ باہم گر معناً شبیہ و مماثل ہوں
اگرچہ الفاظ آیات مختلف ہوں ، اس مسلک کو ابن جریر نے مجاہد کی طرف منسوب کیا ہے ، اور لکھا ہے
کہ مجاہد کے نزدیک حلال و حرام کی آیتیں محکم ہیں - اور انکے سوا کی جو معناً باہم مشابہ ہوں متشابہ -
گویا مجاہد کے نزدیک جن آیات میں ابہام و عموم اور اطلاق ہو یا یوں کہو کہ جن آیات میں کوئی جلی
حکم نہ ہو وہ متشابہ ہے اور برعکس اس کے محکم +

چھٹے یہ کہ محکم قرآن کی وہ آیتیں ہیں جنکا مآل و انجام ایک ہی ہوسکے اور متشابہ وہ کہ جنکا مآل
انجام اگرچہ فی الحقیقت ایک ہی ہو لیکن احتمال اُنیں کئی معانی کا ہو - یہ مسلک بھی ابن جریر ہی نے
بیان کیا ہے اور محمد بن جعفر بن الزبیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنکی طرف سے یہ جملہ
لکھی ہے "کہ محکم آیتیں اللہ کی حجۃ ہیں جو بندوں کو خطا و غلطی سے محفوظ رکھتی اور خصم کی حجت
باطل کو توڑتی ہیں اور موضوع لہ معنے کے سوا اور کسی معنے پر دلالت ہی نہیں کرسکتیں [illegible]
اور متشابہ وہ ہیں جن سے احتمالاً کئی معنے مفہوم ہوتے ہیں اور ہر معنی کی طرف مؤول ہوسکتی ہیں
اور ان سے اللہ تعالی نے بندوں کو علماً و اعتقاداً آزمایا ہے - جیسے کہ حلال و حرام سے [illegible]
ابن جریر نے صاحب مسلک کی یہ رائے بیان کرکے لکھا ہے کہ اس مسلک کی
سے وہ حکم یا بیان مراد ہے جسکو اصولی نص کہتے ہیں اور متشابہ سے خلاف نص [illegible]
ساتویں یہ کہ قرآن کریم میں محکم و متشابہ کی تقسیم [illegible]

[illegible] رغدا حيث شئتما [illegible]

[illegible] فتكونا من الظالمين ﴿٣٤﴾ فازلهما الشيطن

[illegible] وقلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو

ولكم في الارض مستقر ومتاع الى حين ﴿٣٥﴾ فتلقى آدم من ربه

[illegible] فتاب عليه انه هو التواب الرحيم ﴿٣٦﴾ ترجمہ اور ہم نے کہا کہ [illegible] تیری بی بی جنت مین رہو سہو۔ اور اوس مین سے جہان سے تمہارا دل چاہے [illegible] کھاؤ۔ لیکن فلان درخت کے پاس نہ جانا۔ ورنہ تم ظالم ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے [illegible] کو ایسا بہکایا۔ کہ وہ اوس درخت پر پھسل پڑے۔ پس یون نکالا اون دونون کو [illegible] سے جس مین وہ تھے۔ اور ہم نے کہا۔ تم اُتر جاؤ۔ تم ایک کے ایک دشمن ہو۔ اور تم [illegible] ایک خاص وقت تک رہوگے۔ اور زیست کا سامان پاؤگے۔ پھر آدم نے اپنے رب سے [illegible] سیکھکر اوس کے سامنے توبہ کی۔ اور اوس نے اوس کی توبہ قبول فرمائی۔ بیشک وہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

[illegible] جب یہ عالم پیدائش آدم کی استعداد و قابلیت کے درجہ تک پہونچ چکا۔ اور [illegible] اوس کی تخلیق و استخلاف فی الارض کے مقتضی ہو چکی۔ تو خدائے تعالی نے ارواح [illegible] تخلیق کا حکم دیا۔ اور ارواح مدبرہ نے اوس کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ سمجھے کہ وہ [illegible] فسادی ہوگا۔ یہان تک کہ اللہ تعالی نے اون کو بتادیا کہ تمہارا علم میری حکمت کی تہ کو نہین پہونچا اور نہین پہونچ سکتا۔ پھر آدم کو پیدا کیا۔ اور لامحدود علم دے کر محدود علم و طاقت [illegible] ہر انسان کو فضیلت دی۔ اس فضیلت کو دیکھکر تمام ارواح و ملائکہ نے اس کے سامنے [illegible] لیکن ایک روح نے جو مصدر اغوا و شرارت ہے۔ جھکنے سے انکار کردیا۔ اور تکبر کیا۔ [illegible] کی طینت مین تکبر کی استعداد تھی۔ اور استعداد کا ظہور رہتا ہے متعلق استعداد [illegible] کے لیے۔ ابلیس یعنی روح شر مین عصیان و اباء کی استعداد تھی۔ لیکن [illegible] حکم دیا جائے۔ جب تک حکم دیا گیا اوس سے ظہور عصیان [illegible] جو استعداد فطرت مین موجود تھی ظاہر ہو گئی۔ جب مخلوق [illegible] آئی [illegible] بہکانے لگی۔ جیسے کہ بیج مین

Marfat.com

[illegible] جیسے الفاظ متعدد صورتوں میں مختلف نہج سے آئے [illegible] معنی مراد پر بتصریح و تفصیل دلالت نہیں کرتے ؛

[illegible] نویں یہ کہ متشابہ سے وہ آیتیں مراد ہیں جو مزید تفصیل و بیان کی محتاج نہیں اور محکم وہ [illegible] جن کے الفاظ ہی معنی و مراد پر دلالت تام کیلئے کافی ہیں یعنی جو مزید تفصیل و بیان کی محتاج

[illegible] ویں یہ کہ متشابہ آیات سے وہ آیتیں مراد ہیں جنکا تعلق محض ایمان سے ہے۔ نہ عمل سے یعنی خبر متشابہ ہے اور انشا محکم ؛

دسویں یہ کہ متشابہ سے خاص وہ آیتیں مراد ہیں جنمیں صفات الٰہیہ بیان ہوتی ہیں اور باقی تمام قرآن محکم ہے۔ یہ دونوں پچھلے مسلک ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہیں ؛

اگرچہ آیات متشابہات کی تعریف و مصداق میں مفسرین کا اتنا کچھ اختلاف ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو باستثنائے ایک دو مسلکوں کے سب کا مآل آخر وہی ہے جو ہم لغوی تحقیق کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں کہ محکمات وہ محکم الاساس آیتیں ہیں جو اس قدر صاف و صریح اور بعید از احتمال ہیں کہ کوئی بدنیت سے بدنیت بھی اون کے مفہوم و معانی الٹ پھیر نہیں کر سکتا۔ اور متشابہ وہ آیتیں ہیں کہ اگرچہ وہ ثابت المفہوم ہیں لیکن افراد معانی میں تشابہ ہونے کی وجہ سے انکی نسبت مختلف احتمال پیدا ہو سکتے ہیں اور ذہن بربنائے تشابہ [illegible] ہوتا ہے کہ کس احتمال کو اختیار کرے کہ وہ حق ہی ہو۔ لیکن آیات متشابہات کے مجمل الاحتمالات ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آیتیں مطلق سمجھی ہی نہ جا سکیں جیسا کہ عموماً متشابہات کی [illegible] خیال کیا جاتا ہے۔ اور بعض مفسرین نے بھی علی الاطلاق متشابہ کے یہی معنے بیان کردیئے [illegible] لیکن مذکورہ بالا مسالک میں سے ہی بعض مسلکوں سے فی الجملہ متشابہات کا دور از فہم ہونا [illegible] تا ہے۔ لیکن ان مسلکوں کی نسبت سے بعض امور کا دور از فہم ہونا بھی بالکل ناقابل اعتراض [illegible] اسلئے کہ اونکا نہ سمجھنا ہی انسانی فطرت کا اقتضا یا مقتضائے مصلحت ہے۔ مثلاً [illegible] کہ وہ بیشک فہم سے بالاتر ہیں اور ہونی چاہئیں۔ اسی طرح وقت قیامت و مقدار [illegible] کے علم اجمالی میں وہ مصلحت ہے جو تفصیل و تصریح میں نہیں ہو سکتی۔ بنا بریں [illegible] کسی طرح قدح و اعتراض کا موجب نہیں ہو سکتا ؛

[illegible]

بعض آیات محکم [illegible]

طرح تمام قرآن کا متشابہ ہونا بھی ظاہر کیا ہے چنانچہ [illegible]

اور سورۂ زمر میں ہے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها۔ ان آیات میں [illegible]

یعنی آیات محکم اور کتاب متشابہ کے وہی معنی نہیں جو آیہ زیر بحث کے ذیل میں [illegible]

بلکہ یہاں محکم سے مراد ہے کہ قرآن نظم کلام اور حکمت اخبار و احکام کے لحاظ سے محکم ہے۔ کہیں

جائے انگشت نہیں۔ اور تمام قرآن کے متشابہ ہونے سے یہ مطلب ہے کہ سرتاسر اس کی

آیتیں ہدایت و بلاغت سے مملو اور اختلاف و تناقض سے پاک ہونے میں باہم مشابہ

و مماثل ہیں حیث قال اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

یاد رہے کہ جیسے ہر دو آیات محولہ بالا میں محکم و متشابہ کے وہ معنی نہیں جو منہ آیات

محکمت ھن ام الکتاب واخر متشابہات میں بیان ہوئے ویسے ہی اب ایک جگہ قرآن

کی بعض آیتوں کو محکم اور بعض کو متشابہ کہنے میں اور دوسری جگہ تمام قرآن کو محکم و متشابہ کہنے

میں بھی کچھ تعارض تناقض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ دونوں جگہ الفاظ کے معنی ہی جدا جدا

ہیں کما لا یخفے علی المتامل۔

اب رہی یہ بات کہ آیات محکمات کے ام الکتاب ہونے کی کیا معنی ہیں سو اسکے معنے یہ

ہیں کہ آیات محکمات ہی وہ اصل اصول قرآن اور عماد کتاب ہیں جنکی طرف لوگوں کو دعوت

دی گئی اور جنکو لوگ عموماً باآسانی سمجھ سکتے۔ اور ان سے ہدایت پا سکتے ہیں۔ اور باقی آیات

کے احکام و اخبار انہیں سے متفرع ہوتے اور انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی اگر کسی

آیہ غیر محکم میں ہمیں کچھ شبہ ہو جائے تو ہم اسے محکم کی طرف رجوع کرینگے اور محکم کو [illegible]

سمجھکر غیر محکم آیتہ کے محتمل معانی میں سے کسی ایک معنی کو جو محکم کے موافق ہوں حق [illegible]

کریں گے۔

آیہ متشابہ کو اسی مضمون کی محکم آیت کیطرف رجوع کرنیکے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم آیہ [illegible]

کی تاویل کریں بلکہ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ آیہ متشابہ کو اسکی طرف [illegible]

کہ یہ اس اصل محکم کے منافی نہیں جو ام الکتاب ہے اور جسکو ہم [illegible]

[illegible] اور ہمیں ان میں کوئی [illegible] اختلاف [illegible]

Marfat.com

بہ بھی محکم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

...متشابہات محکم لیکن نہ بایں طریق کہ پہلے علی الجزم ان آیتوں ...خلاف سمجھ کر پیرا ونکی محکم کے موافق تاویل کیجائے۔ بلکہ پہلے ہی سے انکو محکمات ...محکم ان کے طرز کلام کو مجاز پر قیاس کیا جائے۔ اس لئے کہ ایک ہی مقصد کبھی لباس حقیقت میں سامنے لایا جاتا ہے اور کبھی پیرایہ مجاز میں اور مطلوب دونوں حالتوں میں اصل حقیقۃ ہی ہوتی ہے یعنی وہی جو محکمات میں بیان وظاہر کی جاتی ہے۔ یہی رائے ہے جمہور مفسرین کی محکم ومتشابہ کے بارے میں اگرچہ ایک جم غفیر مفسرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ اخبار غیب کے سوا قرآن کریم میں اور کوئی بیان متشابہ نہیں وھو ایضاً لیس بجانب عن الحق کما بینّاہ سابقاً۔

فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ۔
یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آیات محکمات اس قدر صاف وصریح ہوتی ہیں کہ اونسے ذہن میں متعدد احتمال پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر کہیں کسی آیت میں ایک دو احتمال ہوئے بھی تو اون میں سے ایک اس قدر مرجوح ہوتا ہے کہ وہ دل میں جگہ ہی نہیں پاتا اس لئے صرف ایک ہی معنی اسکے سمجھے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے آیہ متشابہ میں بربنائے تشابہ ذہن مشوش ہوتا ہے۔ کہ متعدد احتمالات میں سے کونسے احتمال کو اختیار کرے۔ اگر دل صاف ہے اور نیت نیک تو متشابہ کو محکم کی طرف رجوع کر کے اس کے مفہوم کو سمجھ لیتا ہے بشرطیکہ رجوع کرنے کی قابلیت ہو۔ لیکن اگر دل میں پہلے ہی سے کھوٹ ہے اور نیت خراب تو محکمات میں تو اوسکا کچھ بنتا نہیں۔ ان متشابہات میں اس آلودہ غرض کو تحریف وتصریف کا موقع ملجاتا ہے ...محکمات کو چھوڑ کر انہیں کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ قرآن میں متشابہ دونوں قسم کی آیات ہیں اور احقاق حق کی شایان شان یہ ہے کہ محکمات سے ...لئے لیکن جنکے دل میں کھوٹ ہے وہ متشابہات کا تتبع کرتے ہیں۔ اور جب ...ہی ٹھہرا تو متشابہات کا تتبع کسی نیک نیت سے کیوں ہونے لگا ہے۔ تبھی ...گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ متشابہات کا تتبع اس لئے کرتے ہیں کہ ...متشابہات کو نا ... اور خلاف حق تاویل کریں اور ...موجود ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ

اپنے مزعومات کے اس قدر گرویدہ ہوں ...

کے بجائے اپنے مزعومات کو اصل قرار دیں۔ اور قرآن کو اون کے تابع بنانے کی

بیجا کوشش کریں یا کم از کم کسی طرح پر بھی قرآن کی کسی آیت کو اپنے مفید مطلب بناکر

کی اوس سے تائید کر کے انہیں رواج دینے کی کوشش کریں۔ اگرچہ وہ آیۃ درحقیقت

اون کے زعم کی مؤید نہ ہو۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جو کج باطن ہیں ناقص الایمان نام کے مسلمان ہوں یا منافق یا

منکر کافر وہ دین میں فتنہ بپا کرتے اور اپنے خیالات و مزعومات کی تائید و توثیق کی غرض سے

آیات متشابہات کا تتبع کرتے اور انہیں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور محکمات کی طرف

رجوع نہیں لاتے۔

فتنہ کے معنی لغۃً کسی بارہ میں اس قدر غلو کر جانا ہیں کہ کسی کے کہنے سننے کی مطلق پروا

نہ رہے۔ جیسے کہتے ہیں فلان مفتون لطلب الدنیا۔ ای غلا فی طلبها وتجاوز الحد۔ یہاں مراد

ابتغاء الفتنہ سے یہ ہے کہ ظاہر متشابہات سے تمسک کر کے خود بدعت و باطل میں پڑ جائے

اور دوسروں کو اون میں مبتلا کر دے۔ اور تاویل کے لغوی معنے ہیں رجوع کرنا۔ یہاں ابتغاء

تاویلہ سے مراد یہ ہے کہ ظاہر متشابہ کا مرجع و مآل ایسا امر قرار دے لے جو نفس الامر کے خلاف

ہو۔ فتنہ اور تاویل کی شان یوں سمجھو کہ کوئی کہنے لگے کہ اللہ ہی ہمیں فسق و فجور کا حکم دیتا ہے اور

جو کچھ ہم کرتے ہیں اوس کے حکم و ارادہ کے موافق کرتے ہیں یا یہ عیسیٰ ہی اللہ ہے۔ اور

دعوے پر قرآن ہی سے حجت یوں پیش کرے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا اردنا ان نهلك قرية

امرنا مترفيها ففسقوا فيها اور دوسرے زعم باطل کی تائید کیلئے کہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ کی شان

میں فرماتا ہے وكلمته القاها الى مريم وروح منه اور اللہ روح ہے اور عیسیٰ بھی اوس

کی روح۔ اس لئے وہ اللہ کی جنس میں سے ہوئے۔ اور اللہ کی جنس قابل تبعیض و تجزیہ نہیں

مسیح بھی اللہ ہوا۔ فتنہ جو اور تاویل کے یہ دونوں دعوے اگرچہ ظاہر متشابہات کے

مؤید ہیں لیکن اسوقت تک کہ انکو محکمات سے ان الله لا يامر بالفحشاء ...

الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن ...

[illegible]

[illegible] لاتے ہیں مگر اپنے زعم وخیال پر حرف نہ آنے پائے۔ اونکو
[illegible] طرف رجوع لانے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ وہ متشابہ ہی پر اڑے رہیں گے
[illegible] سبب انکا مقصد احقاق حق نہیں بلکہ فساد وخود رائی ہے۔ رہے وہ جنکو احقاق حق منظور ہے
وہ متشابہات کو اللہ کی طرف سے جانکر محکمات کی طرف رجوع لاتے ہیں اس لئے وہ متشابہات
کے اصل مآل کو بھی پا جاتے ہیں کما ینبغی +

وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا۔ والراسخون
کے عطف یا استیناف (کلام جدید کا آغاز) کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے جیسا کہ اختلاف
ہے کہ بعض اسلاف کا قول ہے کہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا۔ کلام
جدید ہے۔ اور بعض سلف اور اکثر خلف خصوصاً متکلمین کا مسلک ہے والراسخون میں واؤ
عطف کا ہے جو الا اللہ پر وقف مانتے ہیں (جیسا کہ اکثر مصحفوں میں ہے) اور مابعد کو استیناف
وہ اپنے دعوی کی صحت پر کئی دلیلیں پیش کرتے ہیں +

اول یہ کہ جو لوگ درپے تاویل رہتے ہیں اللہ نے اونکی مذمت کی ہے۔ پھر راسخ العلم
کیوں درپے تاویل ہونے لگے +

دوسرے یہ کہ راسخ العلم لوگوں کا قول متشابہات کے بارہ میں: آمنا به کل من عند
ربنا جیسا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ وہ آیات متشابہات کی حقیقۃ کو محض اللہ پر چھوڑتے ہیں اور
جو امر کو سمجھ لے اور جان لے اوس کی زبان سے تسلیم محض کا اظہار نہیں ہو سکتا +

یہ مسلک اکثر صحابہ کرام کا ہے مثلاً ابی ابن کعب وعائشہ وحسن کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
لیکن ابن عباس و دیگر اکثر صحابہ نے دوسرا مسلک اختیار کیا ہے۔ یہانتک کہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ فرمایا کرتے کہ انا من الراسخین فی العلم انا اعلم تاویله یعنی میں راسخ العلم ہوں اور
متشابہ کی تاویل کو جانتا ہوں۔ ان بزرگوں نے اپنے مذہب کی صحت پر بایں طریق
[illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اون تاویل کے پیچھے پڑے رہنے والوں کی مذمت کی ہے
جو محکمات کے خلاف راہ اختیار کر کے فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں اور راسخ العلم
[illegible] کو پہلے سے یقین کامل ہوتا ہے جو کسی طرح اپنی جگہ سے
[illegible] محکمات [illegible]

کے علم کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ
جسکو متشابہات کا علم حاصل ہوگیا اور حقیقت کھل گئی۔ اسکو کسی حال میں
وہی کچھہ اس پر ایمان لاسکتا اور یقین رکھہ سکتا ہے کہ محکم و متشابہ دونوں قسم کی آیتیں
کی طرف سے ہیں ✦

بہرحال والراسخون فی العلم بطریق استیناف کلام جدید ہو یا والراسخون۔ اللہ
عطف ہو۔ تفسیر آیۃ میں دونوں صورتیں بوجہ احسن درست ہوسکتی ہیں کیونکہ ہم پہلے بیان کرچکے
ہیں کہ متشابہ کے دوہی معنے ہیں یا تو وہ امور از قبیل غیب و صفات ہیں کا علم آدمی کو حاصل ہی
نہیں ہوسکتا۔ اور اس لئے اللہ نے اُنکا علم اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے یا یہ کہ انکی حقیقت ظاہر الفاظ
کے خلاف ہے اور محکم کی طرف رجوع کرنے سے ہی محقق و معلوم ہوسکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے
کہ آیات متشابہات کا بمعنیٰ اول قرآن کریم میں آنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ غیب و
آخرت اور صفات الوہیت ارکان دین میں سے ہیں اور چونکہ یہ باتیں یا انکی اصلیت
وحقیقت انسانی فہم وادراک سے بالاتر ہیں۔ لہذا اس خصوص میں مکلف کا فرض صرف اتنا ہی
ہوگا کہ جس طرح شارع علیہ السلام نے وہ باتیں پہونچائی ہیں اون پر ایمان لے آئے، جیسے
ملائکہ، عرش و کرسی، دوزخ و جنت وغیرہ پر ایمان لانا۔ رہی ان امور کی حقیقۃ نفس الامری
اوس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ یعنی اس بارہ میں جو آیتیں آتی ہیں اونکے مآل و مصیر حقیقی
اونکی تاویل کا علم اللہ ہی کو ہے۔ راسخ العلم اور ناقص العلم اس بارہ میں سب برابر ہیں
العلم انہیں باتوں کو جانتے ہیں جو اونکے حواس وادراک سے ماوراء نہیں۔ اور چونکہ وہ ا
فہم وادراک کی حد کو جانتے ہیں اس لئے وہ عالم غیب کی اون باتوں کی حقیقۃ دریافت
کے لئے بیجا جدوجہد ہی نہیں کرتے جو صادق و امین فی الرسالت نے اونکو پہونچائیں کیونکہ
ہیں کہ یہ باتیں ہمارے رسائی سے ماوراء ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
تاویلہ الا اللہ اور راسخ العلم لوگوں کی زبان سے حکایۃً ارشاد کیا آمنا بہ کل

تفسیر آیۃ کی یہ صورت تو وہ ہوئی جبکہ الا اللہ پر وقف کیا جائے
امور غیب وغیرہ کی حقیقۃ نہ جاننے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگا جو اعتراض ہیں ایک تو یہ کہ قتیبہ کے خلاف حافظ یعنی جو [illegible] نہیں چاہئے تھا - دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حدیث لا ربوٰ کو جو آپ نے غیر صحیح لکھا ہے یا تحقیق لکھا [illegible]یث اگرچہ مرسل قسم کی ہے جسکا راوی درمیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مکحول تابعی کے نامعلوم ہے - مگر [illegible] احادیث کا پہلا راوی تابعی ثقہ ہو تو وہ احادیث تسلیم کرلی جاتی ہیں اگر کوئی امر اصول محدثین کے مطابق [illegible]لم ہونے کے خلاف نہ ہو اور مکحول تابعی راوی اس حدیث کا محدثین کے نزدیک ثقہ ہے - دیکھو ہدایہ [illegible]نیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مع امام محمد کے اس حدیث کو صحیح مانا ہے باقی تین ائمہ نے اس لئے تسلیم نہیں کیا کہ انکے [illegible] یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہے بدیں وجہ کہ قرآن کریم میں حکم حرمت قطعی بلاکسی شرط کے ہے دارالاسلام [illegible]ارالحرب کی قید کا کچھ ذکر نہیں - اگر ائمہ ثلاثہ کی یہ رائے درست ہو اور یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہو [illegible] شبہ نہیں کہ امام اعظم کی رائے غلط اور ائمہ ثلاثہ کی رائے صحیح - مگر قرآن کریم میں غور کرنے سے معلوم ہوتا [illegible] یہ حدیث منشا قرآنی کے مطابق ہے بوجوہات ذیل:-

اوّل حکم حرمت ربا نازل نہیں ہوا تا وقتیکہ عرب میں سلطنت اسلامیہ قائم نہیں ہوگئی اور وہاں کے [illegible]ہنے والے جو مخاطب اس حکم کے تھے مسلمان تھے یا ذمّی +

دوم - آیت فاعتدوا علیہم بمثل ما اعتدوا علیکم پر غور کرو - ماہ حرام میں قتال منع تھا مسلمانوں نے [illegible] میں قتال سے پرہیز کیا تو کفار لگے انپر زیادتی کرنے تو اوسپر یہ حکم نازل ہوا کہ جسقدر زیادتی کفار [illegible] تم بھی کرسکتے ہو جبکہ حرمت والے مہینوں میں قتل جیسا عظیم گناہ اسوجہ سے حلال ہوگیا کہ کفار یہ موقع پاکر [illegible]ن کی بربادی نہ کردیں تو انہی اصول پر جب دارالحرب میں کفار سود درسود ایک روپیہ کے دس بلکہ اس سے [illegible]دہ بنالیں اور جبراً وہ روپیہ اُس سے بذریعہ قید و قرقی و نیلامی جائداد وصول کیا جاوے گذارہ کیلئے بھی [illegible]کے پاس کچھ نہ چھوڑا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ بہ تعمیل حکم فاعتدوا علیہم ہم ان سے سود نہ لے سکیں +

سوم - قرآن کریم میں بنی اسرائیل کو مختلف الزام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل [illegible] ربا کی ممانعت کی گئی تھی وہ ربا لینے لگے - الفاظ قرآن کریم جو اس بارہ میں ہیں یاد پڑتا ہے یہ ہیں واخذھم [illegible]ہوا عنہ - اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ بنی اسرائیل کو جس ربا کی ممانعت تھی وہ ربا کیا تھا - عہد عتیق کی [illegible]ثنا باب ۲۳ ورس ۱۹ و ۲۰ میں صاف درج ہے کہ اپنے بھائی کو سودی قرضہ نہ دے مگر اجنبی کو سودی [illegible] ہے - استثنا باب ۵ میں پڑوسی کو بھی بھائی کا مرتبہ دیا گیا دیگر اجنبیوں سے اجازت ہے - کتاب احبار [illegible] ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ میں اپنے اجنبی یا مسافر کو جو تیرے ساتھ زندگی بسر کرتا ہو بھائی کا حق دیا گیا [illegible] سود کی ممانعت کیگئی - ایسا ہی احبار باب ۱۹ میں ہے - کتاب خروج باب ۲۲ میں حکم ہے کہ میرے [illegible] نہ لے (یعنی مسلمانوں سے) اور ہمسایہ سے +

[illegible] بموجب کتب توریت مسلمان بھائی سے پڑوسی اور ذمی سے خواہ وہ کافر اور غیر قوم کا ہو سود [illegible] قرآن میں ربا کے لفظ سے تعبیر کیا - دیگر کفار اور غیر قوموں سے سود لینے کی صریح اجازت [illegible] کیا جاسکتا پس حدیث لا ربا مطابق قرآن کے ہے بلکہ تفسیر قرآن کریم کی ہے +

[illegible] مراد لی ہے جیسے کہ ہم لوگ ہیں پس یہ ملک ایسا دارالحرب [illegible] واجب ہے - اور دارالحرب [illegible]

Marfat.com

# ... مطبوعات ...

(ذیل کی کتابیں ابھی حال میں تیار ہوئی ہیں اور چھپ کر ... ہیں)

**سفرنامہ جاپان:۔** ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام جاپان ... اور ایک ماہ سے کم عرصہ میں بارہ ہزار معزز اور خوش باش جاپانیوں کو مشرف باسلام کر دینا ... انگیز حالات۔ مجلس تحقیق مذاہب معہ مباحثات علماء و ثبوت فضائل اسلام۔ قیمت ۔

**تاریخ حجاز ریلوے۔** اردو۔ انگریزی اور عربی تینوں زبانوں میں۔ اس میں حجاز ریلوی کی تجویز۔ تحریک۔ تائید۔ آغاز اور اجراے کار تک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوئے ہیں ترکی اور انگلش تعلقات۔ مسئلہ مصر۔ مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ہر سہ حصص کی یکجا ۔

**ہلال وصلیب۔** یہ بھی بے مثل کتاب ہے خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم جو نوجوان ترک کے ایک فرد بھی ہیں انہوں نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ میں لکھی ہے۔ کارکنان وطن نے اسکو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرایا ہے۔ قابل دید اور مفید کتاب ہے۔ قیمت

**ارژنگ فرنگ۔** انگریزوں کی معاشرت اور انکے اصول زندگی و اخلاق کا آئینہ ولایت جانیوالوں کے لئے نہائت کار آمد۔ قیمت ۔

**جواہر قرآنی۔** گلوئے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہئے۔ اس میں بڑی خوبی سے قواعد دین کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا۔ اور توحید باری تعالیٰ اور نبوت و رسالت پر بہت ... دلیل قائم کی ہے۔ کتاب نہائت عمدہ چھپی ہے۔ قیمت ۔

**المشتہر**

**مینجر اخبار وطن لاہور ...**

Marfat.com

... ويسر لي امري
واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي ۵

# تفسیر القرآن

## بزبانِ اُردو مع ترجمہ فرقانِ حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملّت کو فلاحِ دارین کے اسباب و موجباتِ حقّہ سے آگاہ کرنے کیلئے پہلے اخبار میں شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اِسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

## بابت ماہ اپریل ۱۹۰۹ء

### جلد ۲ نمبر ۱

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوئے
اور چندہ [illegible] محصول ڈاک ایک پیسہ نمونہ ۲

قومی ضروریات و حالات زمانہ ... [illegible]

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے - عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے ...

## قرآن کریم پڑہیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہوسکتی ہے کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں - یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہوسکیگا - جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر وطن لاہور سے شائع ہورہی ہے -

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۳ روپے * چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم ۲ روپے علاوہ محصولڈاک

## اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

حصول سعادت دارین کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی مقصود ہو تو [illegible]
کی اسلامی تعلیمات کو خود بھی پڑھیئے اور اپنے عزیزوں [illegible]

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

... عوام بھی اُسکے شریک ہیں ...
... صفات الہیہ و حقائق اخرویہ کو چھوڑ کر سب کا علمی و
... نہیں ہوتا، جو باتیں حس و عقل کے ادراک کے دائرہ کے اندر اندر ہوتی ہیں
... ہر کس و ناکس کما حقہ نہیں سمجھ سکتا اُنکا سمجھنا بھی حصّہ ہے کملا کا، انہیں کملاء و عرفاء
... راسخون فی العلم کہا گیا ہے، اور چونکہ یہی لوگ اُن مراتب میں واقعی طور پر فرق و تمیز کر سکتے
... جنہیں انسانی عقل و ادراک کام دے سکتا ہے یا نہیں چل سکتا اور ناقص العلم نقص علم کی
وجہ سے نہ اس حد فاصل ہی کو کما حقہ پہچان سکتے اور نہ حد سے تجاوز کر جانے سے اس طرح
مامون و محفوظ ہی ہو سکتے ہیں جیسے کہ راسخ العلم، اس لئے آمنا بہ کل من عند ربنا کہنے کے
درحقیقۃ کامل مستحق بھی وہی ہو سکتے ہیں نہ عوام ناقص العلم، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
... انہیں کی طرف سے آمنا بہ کل من عند ربنا کہا اور عوام ناقص العلم کو اُنکا شریک
نہیں ٹھیرایا، جیسا کہ درحقیقۃ وہ اُنکے شریک و ہم رتبہ نہیں ہیں +

اگر متشابہ کے دوسرے معنی اختیار کئے جائیں یعنی آیات متشابہات کا امور غیب و آخرت
اور صفات الوہیت ہی پر حصر و قصر نکیا جائے، بلکہ ان امور کو بھی شامل متشابہات کر لیا جائے
جنکا بحسب الظاہر یا کسی ایک احتمال کی بنا پر تسلیم کر لینا عقلاً جائز نہ ہو تو اس حالت میں یا تو وما
یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف مانا جائیگا یا نہ مانا جائیگا، اگر مانا جائے تو آیت کا مطلب یہ ہے
کہ اس قسم کے متشابہات کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور راسخ العلم بوجوہ متذکرہ صدر متشابہات
... ظاہر عقلی و نقلی دلیل کے خلاف پاکر اور یہ سمجھکر کہ ان متشابہات کی حقیقت ہمارے فہم
... سے پرے ہے، تفویض و تسلیم پر اکتفا کرتے اور کہتے ہیں آمنا بہ کل من عند ربنا،
الا اللہ پر وقف نہ مانا جائے بلکہ والراسخون کو اللہ پر معطوف مانا جائے، تو معنی یہ ہونگے
... متشابہات کی تاویل کو اللہ جانتا ہے اور راسخ العلم بھی جو انہیں محکمات کی طرف رجوع کرتے اور
... متشابہات کا علم حاصل کرتے ہیں، یہی مذہب جمیع متکلمین کا ہے اور بعض اسلاف کا بھی
... نزدیک اصح ہے +
... قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ متشابہات کی تاویل کے علم میں راسخین کی تخصیص
... [illegible] ... اس کے اہل فہم ...

ہیں) جو متعلق از عیب نہ ہوں اور ... [illegible]

سکتا جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے +

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر قرآن میں آیات متشابہات کیوں ہیں جنکی [illegible]
وتاویل اللہ اور راسخ العلم ہی جانتے اور جان سکتے ہیں، وہ سب کا سب محکم کیوں نہ ہوا
اس کے فہم میں سب برابر ہوتے، اسلئے کہ قرآن ہدائت کے لئے نازل ہوا [illegible] آیات
متشابہات طالب ہدائت اور ہدائت کے درمیان حائل ہوکر اسکو ہدائت سے محروم رکھتی اور
اہل تاویل کے سامنے فتنہ وفساد کا دروازہ کھولتی ہیں +

یہ سوال بادی النظر میں جیسے آج شبہ کی صورت رکھتا اور مخالفان اسلام کی طرف سے بھی [illegible]
پیش کیا جاتا ہے ویسے ہی بعض ملحدین اب سے پہلے بھی قرآن پر یہ طعن و اعتراض کر چکے
ہیں، اور علماے اسلام نے اپنے فہم کے موافق اسکے جواب دئے ہیں اور عموماً تفاسیر
میں مذکور ہیں، لیکن میں یہاں صرف دو جواب لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں جنمیں سے پہلا علامہ شیخ
محمد عبدہٗ نے دیگر اجوبہ کی طرح تفسیر کبیر سے اخذ کیا ہے، اور جو علامہ رازی کے نقل کئے ہوئے
جوابوں میں سب سے بلند پایہ ہے۔ اور دوسرا خود علامہ نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے، اسکے
بعد چونکہ آیہ زیر بحث کا فہم اور تمام اعتراضات کی بیخ کنی تشابہ وتاویل کی تحقیق پر منحصر ہے اور
اسکے متعلق صاحب المنار نے شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ کے کلام سے مدد لیکر نہایت عمدہ اور
معقول بحث کی ہے، اسکے خلاصہ پر آیہ زیر بحث کی تفسیر کو ختم کر دیا جائیگا +

اعتراض یا شبہ مذکورہ بالا کا جواب اول یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر صنف کے آدمی عام
وخاص سبھی کی ہدائت کے لئے مبعوث ہوئے، عام اس سے کہ وہ خاص اپنی اپنی ہی قوم
کی ہدایت پر مامور ہوئے ہوں، جیسے کہ انبیاء سلف، یا مجموعہ بشر کی ہدائت کے لئے خصوصاً
جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور جب یہ مسلم ہے کہ دین کی دعوت عالم و جاہل
ذکی وغبی، فہم وعقل کے ہر درجہ کے آدمیوں کو دیجاتی ہے اور بعض معانی ایسے
باریک ہوتے ہیں جو ایسی عبارت میں بیان نہیں ہو سکتے [illegible]

Marfat.com

تعلیم سے کہ تم لوگ محکمات کی حد پر ٹھیر جاؤ یہ جھگڑا مت

...لئے اللہ تعالے نے ایسے عوام اور ناقص العلم لوگوں کو ان حقائق و معانی کے ... دقت و خفا اور عبارت کی کوتاہی و اشتباہ کی وجہ سے اُن پر مشتبہ ہوتے ... پر ایمان لانے اور محکمات کی سرحد پر کھڑے رہنے کا حکم دیا، تاکہ خاص و عام ... استعداد کے موافق معارف و شرائع سے بہرہ پائیں، نہ اعلےٰ محروم رہے ... تکلیف مالایطاق میں گرفتار ہو، اس کی مثال یوں سمجھو کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام ... کلمۃ اللہ اور روح من اللہ کا اطلاق ہوا ہے، اس اطلاق سے خواص وہ سمجھتے ہیں جو عوام ... سمجھتے اور نہیں سمجھ سکتے، اسی قسم کی تعبیر سے نصاریٰ نے دھوکہ کھایا اور عیسیٰ علیہ السلام ... میں غلو کر گئے، انکو محکم کی حد پر ٹھیرنا چاہیئے تھا لیکن وہ نہ ٹھیرے یعنی تنزیہ کی حد سے ... گئے، اور یہ خیال نہ کیا کہ اللہ کیلئے جنس یا اُسکی ماں اور اُسکا بیٹا ہونا محال ہے، اسی لئے ... گمراہ ہوئے حالانکہ انہیں کی انجیل میں دربارہ مسیح قول محکم موجود ہے، یوحنا ۱۷ ۱۱ ۲۰

... ھو الحیوۃ الابدیۃ ان یعرفوک انت الالٰہ الحقیقی وحدک ویسوع المسیح الذی ... ارسلتہ، قرآن کریم میں بھی اسی طرح عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں کلمۃ اللہ اور روح ... ہے لیکن یہ کلمات متشابہ ہیں محکم اس بارہ میں آیہ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم ہے ... اب متشابہ کو اس محکم آیہ کی طرف رجوع کیا معلوم ہوگیا کہ کلمۃ اللہ اور روح من اللہ کی حقیقت ... کیا ہے، لیکن یہ کام کہ متشابہات کو محکمات کی طرف رجوع کرے اور متشابہات سے ... پڑے ہر کہ ومہ کا کام تو نہیں ہے، اسکے لئے رسوخ فی العلم چاہیئے بنا بریں راسخ ... متشابہات کی ... کو جانتے ہیں اور غیر راسخ نہیں جان سکتے۔ اُنکے نہ جان سکنے سے قرآن ... متشابہات کے آنے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ جاننے کی صلاحیت استعداد رکھنے ... والے سمجھتے ہیں۔

... اب ہے تشابہ کی اس صورت کا کہ آیہ متشابہ سے علےٰ حسب الظاہر ایک ... یا ... دلیل عقلی و نقلی دلیل کے معارض و خلاف، دوسری

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] متشابہ کی بحث میں [illegible] قرآن میں [illegible] ابہام [illegible]

[illegible] اس قسم کے متشابہات قرآن میں آنے سے کوئی محذور حاصل [illegible]

درحقیقت ابہام ہے، اور ابہام رکھا گیا بربنائے حکمت ومصلحت، مثلاً قرآن نے اوقات نماز کا بیان [illegible]

رکھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب جیسے معتدل ملک میں پانچ وقت نماز کے مقرر کر دئے [illegible]

دنیا کے تمام ملک عرب جیسے معتدل یا قریب قریب معتدل نہیں، بعض مقامات ایسے ایسے [illegible]

ہیں جہاں صرف دو ہی گھنٹہ کا دن ہوتا ہے، وہاں یہ ممکن نہیں کہ عرب کے انداز پر اوقات نماز

مقرر کئے جاسکیں، اُن مقامات میں پہونچکر مسلمان کے دل میں خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں

کس کس وقت نماز پڑھی جائے اور کیونکر اوقات کا تعین ہو، اگر قرآن کریم میں عرب جیسے معتدل

ملک کے لحاظ ہی سے اوقات نماز مصرح بیان ہوچکے ہوتے تو سخت دشواری تھی، ابہام قرآن

اب یہاں کام دیتا ہے اور ایسے مقامات میں اوقات نماز کا تعین قرآن سے ہوجاتا ہے، اس جگہ

قرآن میں اوقات نماز کی طرف اشارہ ہے اِن آیتوں سے، "فسبحان اللہ حین تمسون [illegible]

حین تصبحون" اور "ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیاً وحین تظہرون" انہیں آیات

کے اشارہ کی بنا پر وہاں بھی اوقات نماز مقرر ہوسکتے ہیں۔

سبب اس ابہام کا یہ ہے کہ قرآن ایک دین عام بنکر آیا ہے۔ نہ ایسا مذہب جو عرب [illegible]

جیسے ممالک ہی سے مخصوص ہو، اس لئے ضرور تھا کہ وہ اس انداز پر ہو کہ جہاں پہونچے وہاں آسانی

سے بسہولت وآسانی ہدایت حاصل کیجاسکے، گویا یہ اجمال وابہام راسخ العلم لوگوں کے لئے

مین غور وتدبر کرنیکا وسیلہ اور استخراج احکام کا ذریعہ ہے، جہاں اُنکے سامنے کوئی نئی [illegible]

ہے اور وہ قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں، اسکے متعلق قرآن میں اُنکو حکم مل جاتا ہے [illegible]

قسم کے متشابہات اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں شمار ہونے کے مستحق ہیں نہ یہ کہ اُن [illegible]

سے قرآن پر کوئی اعتراض وارد ہوسکے، یا انصافاً کیا جاسکے۔

[illegible] تاویل میں یہاں تک جو کچھ بیان ہوا [illegible]

[illegible]

[illegible] تعالیٰ ہے اُن میں جو تفسیر کے بعد ہیں انکا فساد و ہرج ہے [illegible]

[illegible] اصطلاحی معنے ہے کیجاتی ہے یعنی بعض کہتے ہیں کہ تاویل کے معنی تغییر ہیں

[illegible] ہے کہ کلام کو اُسکے ظاہر سے غیر ظاہر کی طرف پھیرنے کا نام تاویل ہے لیکن تاویل

[illegible] معانی اصطلاحی ہیں جنمیں لفظ تاویل قرآن کریم میں کہیں استعمال نہیں ہوا اور نہ کہیں

[illegible] تاویل کے یہ معنی چسپاں ہو سکتے ہیں۔ تاویل کے وہ معنی دریافت کرنیکے لئے جنمیں اسکا استعمال

[illegible] ہوا ہے قرآن کی اُن آیتوں کو دیکھنا اور اُنکے معانی میں غور کرنا چاہئے جنمیں لفظ تاویل آیا

ہے پھر استعمال قرآن سے تاویل کے جو معنے مقرر و متعین ہوجائیں وہی اس لفظ کے حقیقی معنے ہیں اور

انہیں سے اس لفظ کی تفسیر کرنی چاہئے ؛

[illegible] تاویل کا ذکر قرآن مجید کی سات سورتوں میں آیا ہے جنمیں سے سورہ بقرہ اوّل سورہ ہے اور

[illegible] ذکر تاویل کی ایک آیت جسکی تفسیر میں بمقابلہ متشابہ کلام ہو رہا ہے۔ دوسری سورۃ سورۂ

[illegible] جسمیں خداے تعالیٰ فرماتا ہے ” یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر

منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ذٰلک خیر و

احسن تاویلا “ اس آیت میں لفظ تاویل کی تفسیر مجاہد و قتادہ نے ثواب و جزا کے ساتھ کی ہے

[illegible] سدی و ابن زید اور ابن قتیبہ و زجاج نے عاقبۃ سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں تفسیریں مآل کے

[illegible] ہیں لیکن دوسری تفسیر زیادہ عام ہے، اسلئے کہ وہ دنیا کے حسن مآل کو بھی بصراحت

[illegible] اور نزاع زیادہ تر دنیا ہی کی باتوں میں ہوتا ہے، اور اُن نزاع کی باتوں میں کتاب اللہ

[illegible] رسول خدا کی طرف اور بعد از وفات اُس کی سنت کی طرف رجوع لانا ذریعہ ہے

[illegible] اتفاق کا جو بہترین اور پسندیدہ انجام و مآل ہے اُس نزاع کا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے

[illegible] کو ایسا حکم دیا، دیکھ لو کہ اس آیت میں کسی طرح سے یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ تاویل کو

[illegible] کلام کو اُسکے ظاہر سے غیر ظاہر کی طرف پھیرنا۔ اس لئے کہ کلام تنازع اور اُسکے

[illegible] بارہ میں ہے، تیسری سورۃ سورۂ اعراف ہے جسمیں خداے تعالیٰ فرماتا ہے

[illegible] فصلناہ علیٰ علم ھدی و رحمۃ لقوم یؤمنون ○ ھل ینظرون الا تاویلہ

[illegible] نسوہ من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق فھل لنا من شفعاء [illegible]

[illegible]

تاویل کی [illegible]

[illegible] لئے کہ [illegible] وعید کی اصل [illegible] اور [illegible]

نے جو لیے ابو عبیدہ نے عاقبت سے اور ابن زید نے حقیقت سے تفسیر [illegible]

تاویل کی یہ تفسیریں جدا جدا معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت مفسرین کے یہ تمام الفاظ [illegible]

ہیں اور مراد ان سے مفسرین کی وہی انجام کار ومآل امر ہے جو حسب خبر قرآن کریم واقع [illegible]

ہوگا، دیکھو کہ یہاں بھی تاویل کے مسبوق الذکر اصطلاحی معنے درست نہیں ہو سکتے بلکہ [illegible]

بھی آیت میں نہیں ہو سکتا،

چوتھی سورۃ سورۂ یونس ہے جسمیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو مابین یدیہ کا مصدق اور مکذبین کے افترا و ادعاے باطلہ سے منزہ فرماتا ہوا کہتا ہے ''بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین'' [illegible] میں بھی صحابہ وتابعین نے لفظ تاویل کی وہی تفسیر کی ہے جو اوپر بیان ہوئی، یعنی انجام کار [illegible] ظہور صدق ووقوع خبر، اور چونکہ اگلے تکذیب کرنے والوں کا انجام ہلاکت ہوا تھا اسلئے لما یاتہم تاویلہ کے معنی یہ ہونگے کہ ابھی انپر وہ ہلاکت نہیں آئی ہے جسکے وہ مستحق ہیں، یعنی تاویل [illegible] انکی عاقبت کا اگلوں کی سی عاقبت ہونا مراد ہے،

پانچویں سورۃ سورۂ یوسف ہے حیث قال اللہ تعالیٰ ''وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث'' اور پھر اسی سورۃ میں اُن دو جوانوں کی زبان سے جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قیدخانہ میں تھے فرماتا ہے نبانا بتاویلہ اور پھر یوسف علیہ السلام کی طرف سے [illegible] ہے لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نباتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما'' اور پھر گروہ [illegible] سے کہتا ہے ''وما نحن بتاویل الاحلام بعالمین'' اور پھر اُن دونوں جوانوں میں [illegible]

---

ڡ۵ [illegible] پہونچا دی تھی ہم نے انکو کتاب جسکی علی وجہ العلم ہم نے تفصیل بیان کر [illegible] رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، نہیں انتظار کرتے ہیں وہ کافر، مگر یہ کہ وہ [illegible] جو انکو [illegible] [illegible] ایسے [illegible]

[illegible]

[illegible] تدخلھا یجحا عیر [illegible]

[illegible] علیھم بالصحیح معتو تاویل الاحادیث" ان تمام آیتوں میں تاویل سے

[illegible] مراد ہے، اس لئے کہ خواب ورؤیا کی تاویل درحقیقۃ ایک واقعہ خارجی ہوا کرتا

ہے نہ محض قول جو معبر کہے، یہی آیہ "نبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما" سے ظاہر

ہے کہ دونوں قیدیوں سے یوسف علیہ السلام کا اُن کے خوابوں کی تاویل بیان کرنا صرف

[illegible] کیا ہے کہ آپنے اُنکو اُس بات کی خبر دینے کا وعدہ کیا اور اس امر کی خبر دی جو عنقریب

[illegible] ہونے والا تھا، اسی پر باقی مذکورہ بالا آیت کو بھی قیاس کرلو +

چھٹی سورۃ سورۂ اسراء ہے جس میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "واوفوا الکیل اذا کلتم

وزنوا بالقسطاس المستقیم ذلک خیر واحسن تاویلا" اس آیت میں تاویل کا بمعنے

[illegible] بالکل ظاہر ہے +

ساتویں سورۃ سورۂ کہف ہے جسمیں اللہ تعالیٰ اپنے ایک برگزیدہ بندہ کی زبان سے موسیٰ

[illegible] السلام کو اسکی طرف سے مخاطب کرکے فرماتا ہے "سانبئک بتاویل مالم تستطع علیہ صبرا"

[illegible] اسی کی زبان سے جبکہ وہ اپنے اُن اعمال کا مآل و نتیجہ بتا چکا جنپر موسیٰ علیہ السلام نے

اعتراض کیا تھا کہتا ہے "ذلک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا" اِن آیتوں میں تاویل سے

[illegible] اُس برگزیدہ کے اعمال کے فعلی نتائج جو انجام کار وقوع میں آنے والے تھے +

[illegible] بالا آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ تاویل ایسے فعلی وعملی امور کے

[illegible] کسی خبر یا رؤیا کی تصدیق کیلئے یا کسی ایسے خفی المصلحۃ عمل کی مصلحۃ ظاہر کرنے کو

[illegible] ہوتے والے ہوں کہ جبتک آگے بڑھکر اُنکا وقوع نہ ہو جائے اور مصلحت فعلاً ظاہر نہ

[illegible] عقل وبعید از فہم ہی معلوم ہوتے ہیں ہاں جب اُنکا مآل وانجام جو یقینی طور پر

[illegible] ہے فعل میں آنے والا ہے سمجھ لیا جائے یا ظاہر ہو جائے تو وہی بعید از عقل اور

[illegible] معقول اور عین حقیقت بن جائیں، اور جب لفظ تاویل قرآن میں متعدد مقامات

[illegible] مذکورہ بالا معنی ہی میں مستعمل ہوا ہے تو آیہ آل عمران اپنی آیہ زیر بحث میں

[illegible]

Marfat.com

اُن میں سے کچھ بعضوں کے نزدیک مطلب بعدت کے [illegible]

جانتے ہیں، علامہ ابن تیمیہ نے سورہ اخلاص کی تفسیر میں کیا خوب کہا ہے [illegible]

کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا کلام نازل کیا ہو جسکے کچھ معنیٰ نہ ہوں، اور نہ یہی جائز ہے [illegible]

میں کوئی ایسا حصہ ہے جسکے معنے رسول اور امت نے سمجھے ہی نہیں اور نہ سمجھتی ہے [illegible]

متاخرین کہتے ہیں یہ قول بے شک و شبہ علیٰ اعلیٰ وجہ کان غلط ہے اور واجب ہے کہ [illegible]

وغلط سمجھا جائے، کتاب وسنۃ اور اقوال سلف میں ایسی دلیلیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا

کہ قرآن کا سرتا سر علم وفہم اور تدبر ممکن ہے، برخلاف اس کے کوئی دلیل قاطع اس امر پر نہیں کہ

راسخ العلم متشابہات کی تفسیر کا علم نہیں رکھتے، اکثر سلف نے کہا کہ ہم متشابہات کی تاویل

جانتے ہیں۔ چنانچہ مجاہد۔ ربیع بن انس۔ محمد بن جعفر بن زبیر کا یہی مسلک ہے، ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ آپ نے کہا کہ میں اُن راسخ العلم میں سے ہوں جو متشابہات کی

تاویل جانتے ہیں، جب زنادقہ وجہمیہ نے بعض آیات کی علیٰ غیر وجہ التاویل تاویل کی تو امام

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اُنکی تردید کرتے ہوئے متشابہات کے علم و معرفت کے بارہ میں ایسا ہی

فرمایا، یہ تمام باتیں اسی پر دال ہیں کہ متشابہات کے معنے کو راسخ العلم جانتے ہیں، اور یہ کہ متشابہ

کی تاویل کا جاننا ممدوح اور علم و معرفت کا رفیع ترین مرتبہ ہے نہ محال ومذموم، مذموم تاویل وہ

ہے جو علیٰ غیر وجہ التاویل ہو۔ ایسی ہی تاویل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی

رہی متشابہ کی وہ تاویل جو اُس کے معنیٰ سے مطابق ہو اسکا جاننا محمود ہے نہ مذموم، اس کو

راسخ العلم جانتے ہیں اسی تاویل کا نام لغۃ سلف میں تفسیر ہے۔ اور اسی لئے اسلاف میں

کسی نے یہ نہیں کہا کہ قرآن مجید میں ایسی آیتیں بھی ہیں جنکی تاویل کا علم نہ رسول اللہ کو تھا نہ

کسی کو ہوا اور وہ اُن آیتوں کی صرف تلاوت ہی کرتے رہے۔

یہی مذہب بعض صحابہ اور اکثر تابعین کا رہا، ابن قتیبہ وابو سلیمان جیسے بلند پایہ

اسی کے قائل تھے، لیکن چونکہ ان بزرگوں نے اپنے مذہب کی تائید وسند میں کوئی [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان نہیں کیا، اسلئے متشابہ کی تاویل کا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... علم ... آیات کے درپے رہنے
... فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ" اور
... رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صبیغ بن عسل کے جبکہ اُس نے متشابہات کے
... سوال کیا تھا کوڑے لگائے۔ اور یہ کہ "والراسخون فی العلم یقولون" میں اگر واؤ
... کا ہوتا نہ استیناف کا اور مفرد کا عطف مفرد پر (اللہ والراسخون) تو آیت میں
... کی بجائے ویقولون ہونا چاہئے تھا، ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ متشابہات کی تاویل
... مذموم ہے کیونکہ انکی تاویل اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا،
دوسرے گروہ کی تحقیق اس کے خلاف ہوئی، اور اس نے مذکورہ بالا امور کا یوں جواب دیا
کہ اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کی مذمت کی کہ جو فتنہ و تاویل کے قصد سے متشابہات کے
درپے ہوں، اور یہ قصد فاسد وہی مفسدہ پرداز اور ناحق کوش کرتے ہیں جو قرآن میں کوئی
عیب نکالنا چاہیں، اسی لئے وہ صرف متشابہات کے درپے رہتے ہیں۔ صبیغ بن عسل کا
سوال بھی چونکہ فتنہ جوئی کے خیال سے تھا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُس کے درّے لگائے
اور ایسے ہی لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ رہنے کا حکم دیا تھا، رہے وہ
جو متشابہات کے معنے سمجھنے کیلئے سوال کریں یا متشابہات سے جو شبہات اُن کے
دل میں پیدا ہو گئے ہیں انکو مٹائیں اور ساتھ ہی وہ محکمات کے عالم باعمل بھی ہوں اور تحقیق متشابہات
سے انکی غرض فتنہ انگیزی نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اُنکی مذمت نہیں کی، یہی آثار صحابہ رضی اللہ تعالےٰ
سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ابراہیم بن یعقوب جرجانی نے معاذ بن جبل سے بسند روایت
کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ قرآن پڑھنے والے دو طرح کے ہیں ایک وہ ہیں کہ پہلے سے کوئی
غرض دل میں لیکر قرآن پڑھنے بیٹھتے اور اس میں گھستے ہیں اور اس تلاش میں رہتے
ہیں کہ کہیں کوئی بات ایسی نکل آئے جو ہمارے موافق ہو تاکہ لوگوں میں اسکو شہرت دیں۔ یہ
لوگ بہت ہی بُرے ہیں اور اللہ اونپر ہدایت کے راستے بند کر دیتا ہے، دوسرے
قرآن کو غور و خوض سے پڑھتے ہیں اور اس میں سے جو سمجھ میں آجاتا ہے اُسپر عمل کرتے
... نہیں آتا اور مشتبہ رہتا ہے اُسے اللہ پر چھوڑتے اور اُس سے فہم و تفقہ علا
... اللہ ہی اُنپر متشابہات کو کھول دیتا ہے ولو بعد مدۃٍ۔ صحابہ کرام کا بھی
... وہ دوسری قسم سے اُسکے متعلق سوال

وسلم نے آپ کے حق میں دعا کی اور فرمایا اللہ ...

معلوم ہوتی وہ اسکا علم محال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ...

فرماتے کہ بار الہا تو اسکو فقہ دین سکھا اور تاویل کا علم دے، رہا یہ کہنا کہ اگر الا ...

عطف کا ہوتا نہ استیناف کا تو ویقولون ہونا چاہئے تھا، سو یہ کچھ ضرور نہیں قرآن مجید میں

بہت سی آیتیں اسی اسلوب پر ہیں جیسے کہ یہ آیت حیث قال اللہ تعالیٰ "والذین جاءو

یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان" یہ تمام باتیں دلالت کرتی ہیں

کہ علماء راسخ العلم متشابہات کی تاویل کا علم رکھتے ہیں اور اس پر اجماع سلف ہے

اس لئے کہ سلف نے جمیع قرآن کی بلا استثنا تفسیر کی ہے، چنانچہ مجاہد رح کا قول ہے

مین نے تمام قرآن مجید اول سے لیکر آخر تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا، اس

کہ ہر آیت پڑہتا تھا اور اُس کے متعلق جو کچھ پوچھنا ہوتا اُن سے پوچھتا جاتا تھا، اور صحابہ

نے علم قرآن اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا، چنانچہ عبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے

لوگ ہمیں قرآن پڑہاتے سکھاتے تھے اُنہوں نے عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود

سے روایت بیان کی کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی دس آیتیں

سیکھ لیتے تو اُسوقت تک آگے نہ بڑہتے جبتک کہ اُن آیتوں کے متعلق تمام علمی وعملی

نہ سیکھ لیتے، صحابہ کا قول ہے کہ یونہیں ہم نے تمام قرآن ختم کیا اور علم وعمل سیکھا، یہی

کہ صحابہ وتابعین نے جو تفسیریں کیں وہ تمام قرآن کو شامل ہیں یہ دوسری بات ہے

کسی کی سمجھ میں کوئی آیت نہ آئی یا کوئی مسئلہ مشتبہ ہوگیا وہاں اُس ...

کیا، لیکن یہ سکوت اس لئے نہ تھا کہ اُس آیت یا مسئلہ کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا، ...

اس لئے کہ اُسکو اُسکا علم نہ تہا، قطع نظر اِن سب باتوں کے اللہ تعالیٰ مطلقاً قرآن ...

سے کام لینے کا حکم دیتا ہے اور ہرگز کہیں یہ حکم نہیں کہ متشابہات میں تدبر نہ کرو - اور ...

فہم محال ہے، بفرض محال اگر قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جسمیں تدبر نکرنا چاہئے

ومعروف نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ظاہری حد کے ساتھ متشابہات ...

تا کہ اُنمیں تدبر کرنے سے اجتناب کیا جاسکے، ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] کی معصیت ہوگی

[illegible]

[illegible] اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خدا ے تعالی نے
[illegible] الجنۃ اگر اس جنت سے جنت دار آخرت مراد لیتے
[illegible] ہوجائے ہین سادہ تر یہ دارین غلط ہو جاتا ہے۔ اس کو علما
[illegible] بعد اعمال نیک وشقی داخل ہون گے۔ ہر جگہ اس جنت کے لیے داخل
[illegible] اور یہان خدا ے تعالی نے فرمایا ہے۔ اسکن نہ کہ ادخل۔ اور اگر آدم زمین سے
[illegible] دخل یا اور کوئی ایسا ہی لفظ قرآن پاک مین آتا جو معنے انتقال مکان کی
[illegible] لفظ سا ہے کہ آدم نہ بھی جنت مین پیدا ہوا۔ اور وہین اوس کو رہنے کا حکم
[illegible] جنت کے [illegible] اوس کی ہر چیز سے متمتع ہونے کی اجازت ملی۔ چونکہ اللہ تعالی نے یہ درخت
[illegible] معین نہین کیا جا سکتا۔ یہ ممانعت کسی مصلحت پر ضرور مبنی تھی۔ ممکن ہے کہ
[illegible] ممانعت محض ابتلا وامتحان کے لیے کی گئی ہو تاکہ انسان کی وہ
[illegible] اوس کو ہر چیز کی طرف کھینچتی ہے۔ اور ہر چیز کی حقیقت دریافت کرنے
[illegible] اس میدان مین معصیت اور ضرر رہی کیون نہ ہو۔

فازلہما الشیطان شیطان وہی ابلیس۔ روح شر جسنے سجدہ نہین کیا۔ اور اطاعت سے
[illegible] نے آدم اور اوس کی بیوی کو بہکایا۔ اور شجر ممنوعہ کے کھانے پر آمادہ کیا۔ اور کھلا
[illegible] اوس بگڑ یا اوس راحت وآرام سے نکالدیا۔ یہان سے ایک نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] ایسا ہی اتصال ہے جیسا کہ سبب ومسبب مین۔

[illegible] معصیت کے بدلے مین اخراج کی خبر دی۔ پھر اون کے اخراج
[illegible] اھبطوا منہا جمیعا۔ یعنی آدم اور اوس کی زوجہ وابلیس سب کو حکم

[illegible]

[illegible] لیکن اس معنی کے

[illegible]

Marfat.com

... ایسی بات ... سمجھ میں نہ آسکے۔ اس ہی
... ہے کہ قرآن بیان و ہدایت اور نور و شفا ہے، یہ اوصاف تمام قرآن
... ہونے چاہئیں اور اللہ تعالے نے بھی قرآن کے کسی حصّہ کو اس وصف سے
... نہیں کیا، اور بیان و ہدایت نور و شفا وہی کتاب ہو سکتی ہے جو سمجھی جا سکے ۔
... متشابہات کے امکان کی ایک دلیل یہ بھی ہے، اور قابل تسلیم ہے کہ اسکی وجہ ہی کیا
... ہے کہ اللہ اپنے نبی پر ایسا کلام نازل کرے جسکے معنیٰ نہ نبی سمجھے اور نہ جبرئیل، تلاوت
... جائے اور بس، اور پھر خود رسول بھی جو کچھ صفات ربانی۔ قضا و قدر۔ معاد و آخرت کے
... لوگوں سے بیان کرے خود بھی اُسکی حقیقت کو نہ سمجھتا ہو، ایک معمولی سے آدمی کی نسبت بھی
نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اپنی بات کا مطلب آپ نہیں سمجھتا پھر رسول کی نسبت یہ کہنا دلیری اور
... دلیری نہیں تو اور کیا ہے۔ کلام کی غرض و غائت آخر افہام و تفہیم ہی ہوتی ہے جب
یہی غرض فوت ہے تو پھر کلام عبث و باطل نہیں تو اور کیا ہے، اور اللہ تعالےٰ عبث و باطل سے
... اپنی ذات کو منزہ کہتا ہے پھر وہ کیونکر عبث و باطل کلام نازل کر سکتا ہے اور کیونکر رسول
... انسان کامل وہ باتیں زبان پر لا سکتا ہے جسکے معنے و مطالب کو خود ہی نہ سمجھتا ہو، اس میں ہرگز
... کی گنجائش نہیں کہ قرآن متشابہ ہو یا محکم سب قابل فہم ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ و تابعین
... تمام قرآن کے معانی میں کلام کیا ہے، اس پر اگر کوئی کہے کہ پھر صفات و قضا و قدر کی آیات
... انکا اختلاف بھی تو ہؤا۔ تو ہم کہیں گے کہ بے شک ہؤا لیکن وہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا
... آیات امر و نہی میں بھی اُنکا اختلاف ہے، جسکے متعلق جمہور کا اتفاق ہے کہ انکے معانی راسخ العلم
... تے ہیں، سو یہ اختلاف خود دال ہے اسپر کہ راسخ العلم متشابہات کی تاویل جانتے ہیں
... لئے کہ متشابہ آیات امر و نہی میں بھی ہوتا ہے اور اخبار و قصص میں بھی، اور جب علماء کا
اتفاق ہے کہ آیات امر و نہی کے معانی کو راسخ العلم جانتے ہیں تو آیات اخبار و قصص کے
... علماء کی دسترس سے باہر نہ ہونے چاہئیں اس لئے کہ متشابہ متشابہ سب برابر ہیں

... ویل صرف متشابہ ہی کی نہیں ہوتی۔ بلکہ محکم کی بھی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن و
... ہے محکم کے معانی جانتے تھے متشابہات کے
... لئے کہ ... متشابہ ...

کہ نبی ایسی [illegible]

یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالے نے کوئی علم اپنے سے خاص [illegible]

امور کا علم اپنے سے خاص رکھا ہے اُن سے کسی کو خطاب ہی نہیں کیا، مثلاً قیامت [illegible]

وقت کہ اسکا علم اللہ نے اپنے ہی لئے رکھا ہے مگر اس کے ساتھ ہی وقت قیامت سے [illegible]

خطاب ہی نہیں کیا، اس قسم کی باتوں میں یہاں نزاع نہیں بلکہ نزاع اُس کلام میں ہے جو [illegible]

نے نازل کیا، اور خبر دی کہ وہ ہدایت و بیان۔ شفا و نور ہے، اور ساتھ ہی اُس میں تدبّر کا حکم [illegible]

اسی کی نسبت کہنے والے کہتے ہیں کہ اُس کلام میں ایک حصہ ایسا ہی ہے جسکے معنے فہم و ادراک

سے پرے ہیں حالانکہ نہ اللہ نے وہ حصہ معین کیا اور نہ اُس کے رسول نے، اسی قول اور اسکے

پھیلنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو کوئی کسی آیت کے معنی سے اعراض کرتا اور اُسپر ایمان نہیں رکھتا ہے

بادعاے خود اُسے متشابہ کہدیتا اور اُس کو فہم و ادراک سے ماوراء بنا دیتا ہے،

"راسخ العلم متشابہات کی تاویل جانتے ہیں" اسکی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ آیت اہل نجران

کا قصہ پیش آنے پر نازل ہوئی تھی جنہوں نے مسیح کی الوہیت اور ثالث ثلاثہ ہونے پر انّا نحن

کلمتہ منہ و روح منہ سے استدلال کیا تھا (یعنی خود قرآن میں اللہ کہیں اپنے آپ کو انا یعنی ضمیر

واحد سے تعبیر کرتا ہے اور کہیں نحن یعنی ضمیر جمع اور پھر مسیح کو اپنا کلمہ اور اپنی روح بتاتا

ہے۔ تو پھر مسیح الٰہ یا اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم نہیں تو اور کیا ہے) اور ان تینوں لفظوں

کے معانی بالاتفاق معلوم ہیں، (یعنی یہ تینوں لفظ متشابہ تھے کہ عیسائیوں نے اُن سے اپنے مذہب

باطل کو صحیح و درست ثابت کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے، اور مسلمان جانتے ہیں کہ ان تینوں لفظوں

سے کیا کیا حقیقۃً مراد ہے) پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ متشابہات کے معنے سمجھے ہی نہیں جاسکتے

ملائک سمجھتے ہیں اور نہ انبیا علیہم السلام نے سمجھے اور نہ اسلاف میں سے کسی کو یہ توفیق ہوئی [illegible]

متشابہات بھی اسی کلام الٰہی میں شامل ہیں جو اللہ نے ہمارے لئے اُتارا اور ہمیں اُس میں

تدبّر کرنیکا حکم دیا اور آگاہ کیا کہ وہ تو ہدایت ہے پس جس کلام کے تدبّر کا وہ ہمیں حکم دیتا

ہے الفاظ محض تو مراد ہو نہیں سکتے۔ اِس لئے کہ اگر معنیٰ نہ ہوں تو کلام کی ضرورت ہی کیا

نہ کلام کرنا جائز ہے اور نہ اُس میں تدبّر ممکن، تدبّر معانی میں ہوتا ہے، [illegible]

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ نے آیت کی [illegible]

[illegible]

... تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم " کے نازل ہونے کا

... حروف مقطعات کی نسبت سوال کیا تھا جسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی،

... روایت ہی صحیح نہیں، اس لئے کہ اول تو یہ کلبی کی روایت ہے، دوسرے اس لئے

... یہود نے حروف مقطعات کی بابت جو سوال کیا تھا ابتداے ہجرت میں کیا تھا، اور سورہ آل عمران

کا ... اول حصہ ہجرت کے بہت بعد وفد نجران کے آنے پر نازل ہوا جیسا کہ نقل متواتر سے ثابت

ہے، تیسرے اس لئے کہ حروف مقطعات کا امت محمدیہ کی مدت بقا پر دلالت کرنا، قرآن کی

ایسی تاویل نہیں جسکا علم اللہ نے اپنے نبی سے مخصوص رکھا ہو، بلکہ اس کلام سے اللہ کی یہ مراد ہی

نہیں اور نہ حروف مقطعات کسی کی مدت بقا پر دلالت ہی کرتے ہیں، یہ کہنا اور بھی بے بنیاد

ہے کہ حروف مقطعات قوم کی مدت بقا پر دلالت تو کرتے ہیں لیکن اب اس علم کے جاننے والے

نہیں رہے۔ آخر جو بات علم و معرفت کی حد ہی سے باہر ہو اس کے بیان کرنے میں حکمت و مصلحت

ہی کیا ہو سکتی ہے، بلکہ الٹی قدح لازم آتی ہے، حکمت خداوندی میں بھی اور رسول کی رسالت

میں بھی کہ مسلمانوں کا خدا کیسا حکیم خدا ہے کہ فہم و ادراک سے بالاتر باتیں بندوں کو پہونچاتا ہے اور

رسول بھی عجیب رسول ہے کہ وہ کلام ہی نہیں سمجھتا جسکی نسبت دعوے کرتا ہے کہ یہ اللہ نے مجھ پر

نازل کیا ہے، رہا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متشابہات کی تاویل جانتے تھے لیکن کسی کو

اسکی تعلیم نہیں کی، سو یہ بھی رفع اعتراض کیلئے کافی نہیں اس لئے کہ متشابہات کی تاویل اللہ

کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں تو پھر نبی کیونکر جان سکتا ہے اور کیونکر کوئی رسول کے جاننے کا دعویٰ

کر سکتا ہے۔

... کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ جو احکام کی آیتیں ہیں اُنکی تاویل و تفسیر ادراک کی حد کے اندر

ہے جاننے والے اس کی تاویل جانتے ہیں اور انہیں کی تاویل جاننا ضروری اور اہم ہے،

یہ بھی مستند نہیں اس لئے کہ احکام کی آیتیں قریب پانسو کے ہیں، باقی تمام قرآن اللہ اور

... اوصاف صفات یوم آخرت۔ جنت و دوزخ۔ امم ماضیہ کے قصوں۔ مومن و کافر کی

... عاقبت کے بیان پر مشتمل ہے، اگر یہ بھی متشابہات کے ابواب ہیں تو قرآن کا بڑا

... حصہ ایسا ہی رہا جسکو نہ رسول نے سمجھا اور نہ کسی اور نے اور اسکا قائل ہونا سراسر

... نا قابل گرفت و اعتراض ہے، اگر بفرض مان بھی لیا جائے کہ آیات

... اور کوئی نہیں جانتا تھا اس سے ان سب کی

Marfat.com

تکذیب لازم آتی ہے [illegible]

استدلال کیا ہے، اور اُن آیات کی تفسیر کی ہے، اور ان [illegible]

احادیث صفات و آخرت وغیرہ سے استدلال کیا اور انکی معنوی توضیح کی ہے [illegible]

متشابہات بعض خبریات ہیں نہ تمام، تو ان دونوں قسم کی خبریات میں کوئی حد فاصل ہونا یا [illegible]

کرنی چاہیئے جس سے ممکن التاویل اور ناممکن العلم آیات میں امتیاز ہو جائے، اور یہ ظاہر ہے کہ

انمیں نہ کوئی ایسی حد قائم ہے، اور نہ قائم کی جاسکتی ہے، اور بدون اس علم کے کہ فلاں آیت

متشابہ ہے اس میں غور و خوض نہ کرنا صریح امر تدبر کے خلاف ہے، اور تدبر کرنے والوں کے

اقوال و آرا کو اگرچہ وہ مختلف ہوں جھٹلانا مزید دلیری اور بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما

یاتہم تاویلہ کا مصداق بنتا ہے۔ اس لئے کہ کسی قول کی تکذیب و تصدیق ہونی چاہیئے علم تام کے

بعد جس سے حق و صواب واضح ہو جائے اور علم انہیں آیتوں کا ہو سکتا ہے جن کے معنے ماورائے

ادراک نہ ہوں +

تاویل متشابہات کے علم و امکان کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ خواب کی تاویل کا علم تاویل کلام

کے علم سے کہیں زیادہ دشوار و دقیق ہے، اس لئے کہ خواب کی دلالت تاویل و تعبیر پر ایسی خفی

ہوتی ہے کہ لوگ اُسکو عموماً نہیں پہونچ سکتے، برخلاف اس کے کلام کی دلالت اپنے معنے پر صاف

و واضح ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُن امور کی تاویل کا علم دیا جو خواب و خیال میں

گزرتے اور ہوتے ہیں جیسا کہ سورہ یوسف کے حوالوں میں سابقاً بیان کیا جا چکا تو پھر یہ کیا دشوار

کہ وہ کلام نفس الامری کی تاویل بتادے اور تاویل کا علم اپنے بندوں کو عطا کر دے خصوصاً انبیاء

علیہم السلام کو، اور پھر انبیاء علیہم السلام سے وہ علم امت کو پہونچے، تاکہ امت کلام الٰہی کو غور و فکر

پر سمجھ سکے، اور اُسکا علم و عمل کامل ہو،

اگر کہا جائے کہ اکثر سلف کا یہی تو مسلک تھا کہ راسخ العلم متشابہات کی تاویل

اور اکثر اہل لغت بھی اسی کے قائل ہیں، چنانچہ ابن مسعود۔ ابی بن کعب۔ عروہ۔ قتادہ

فراء۔ ابی عبید۔ ثعلب۔ ابن الانباری کا یہی قول ہے اور ابن عباس سے بھی یہ روایت

ہے اور عبداللہ کی قرأت ہے۔ ان تاویلہ الا عنداللہ والراسخون فی العلم [illegible]

قرأت ہے ویقول الراسخون فی العلم

[illegible] تاویل جانتا ہوں اور میں راسخ العلم لوگوں میں سے ہوں وہ
[illegible] روایت بھی تفسیر میں مجاہد سے صحیح نہیں، جواباً کہا جائیگا کہ کہنے والے
[illegible] اکثر اسلاف اس کے قائل تھے کہ متشابہات کی تاویل راسخ العلم نہیں جانتے، بالکل
[illegible] ہے اس لئے کہ کسی صحابی کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے کہا ہو کہ راسخ
العلم متشابہات کی تاویل نہیں جانتے، بلکہ صحابہ کی نسبت یہی ثابت ہوتا ہے کہ انکا مسلک یہی تھا
کہ راسخ العلم متشابہات کی تاویل جانتے ہیں، اور جو قراتیں ابی بن کعب اور ابن مسعود کے دعوے
کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں انکی سند ہی معلوم و معروف نہیں کہ یہ روایتیں اور قراتیں قابل حجۃ
و تائید ہو سکیں۔ برخلاف اسکے ابن مسعود کا یہ قول معروف السند ہے کہ "قرآن میں کوئی ایسی آیت
نہیں جنکی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں کہ کس بارہ میں نازل ہوئی، عبدالرحمن سلمی کی روایت سے
بھی جو سابقاً بیان ہو چکی۔ اور جسکو عموماً اہل حدیث نے نقل کیا ہے یہی ثابت ہوتا ہے، اور ابن
عباس کا قول معروف یہی ہے کہ "میں ان راسخ العلم لوگوں میں سے ہوں جو قرآن کی تاویل جانتے
ہیں"، اور یہ بات بھی پایۂ صحت و ثبوت کو پہونچی ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے
حق میں علم تاویل کی دعا کی۔

اگر بفرض مان بھی لیا جائے کہ عبداللہ کی قرأت "ان تاویلہ الا عند اللہ" ہی ہے تو بھی علم
متشابہات کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ نفس تاویل کا ظاہر کرنے اور اسکو قوت سے فعل میں لانیوالا
وہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ "ھل ینظرون الا تاویلہ" اور عموماً اسلاف سے یہ منقول ہے
وعدہ وعید کی آیتیں متشابہات میں سے ہیں، جنکی تاویل یہی ہے کہ وہ وقوع میں آئیں اور
اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہی انکو قوت سے فعل میں لائیگا، اب تاویلات کے اللہ کے
جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکا علم بھی اللہ ہی سے خاص ہو، کیونکہ قرآن میں بائی قرأۃ
یہ نہیں کہ "ان علم تاویلہ الا عند اللہ" اگر علم تاویل خدا تعالیٰ نے اپنے ہی
لئے خاص رکھا ہوتا تو وہ یونہی کہتا نہ یہ کہ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" دیکھ لو کہ جن امور
کو اپنے لئے خاص رکھا ہے، بصراحت کہدیا ہے جس سے کسی قسم کا اشتباہ بھی نہیں
[illegible] "یسئلونک عن الساعۃ ایان مرساھا، قل انما
[illegible] موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے قرون اولیٰ

Marfat.com

کی تائید [illegible]

القرون الاولیٰ قال علمها عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسیٰ

قرأت کا مطلب یہ ہوتا کہ راسخین تاویل کا علم نہیں رکھتے تو وہ قرأت یوں ہوتی وان تاویلہ الا عند اللہ" نہ یہ کہ "ان تاویلہ الا عند اللہ" رہی اُبیّ بن کعب کی قرأت جسکو ابن عباس کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے سو ابن عباس سے ایک روایت اسکے خلاف مروی ہے جو سابقاً بیان کیجا چکی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں قولوں میں جو ابن عباس رض کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں باصول روایت صحیح کونسا ہے سو ابن عباس کے شاگرد رشید اور صاحب خاص مجاہدؒ تھے خصوصاً تفسیر میں، اور مجاہد کی تفسیر کو اکثر ائمہ مثلاً ثوری رحمہ۔ شافعی رحمہ۔ احمد بن حنبل رح بخاریؒ نے معتبر مانا ہے، حتے کہ ثوری رحمہ کا قول ہے کہ جب مجاہد کی تفسیر تمکو پہونچ جائے تو وہ تمہارے لئے کافی ہے، امام شافعی نے مجاہد سے بواسطہ ابن ابی نجیح وابن عیینہ اپنی کتابوں میں بہت سی روایتیں نقل کی ہیں، اور امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس تفسیر پر اعتبار کیا ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ مجاہد سے ابن ابی نجیح کی روایت ہی صحیح نہیں، حالانکہ ابن ابی نجیح کی تفسیر مرویا عن المجاہد اصح التفاسیر ہے، ابی بن کعب سے بھی جو قرأت منسوب کی جاتی ہے وہ انکی قرأت نہیں ہوسکتی کیونکہ اُس قرأت کا مآل یہی ہے کہ راسخین فی العلم کو بھی تاویل متشابہ کا علم نہ ہو لیکن انہوں نے خود متشابہات قرآن کی تفسیر کی ہے چنانچہ آیہ "فارسلنا الیہا روحنا" اور آیہ "اللہ نور السموٰت والارض" اور آیہ "واذ اخذ ربک" وغیرہ آیات متشابہ کی انہوں نے تفسیریں کی ہیں اسکی نقل بھی معروف بالاسناد ہے پھر کیونکر باور ہوسکتا ہے کہ اُبیّ کی وہ قرأت ہو جو مستلزم ہے اسکو کہ متشابہات کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا،

ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض آیتیں مجمل نازل کی ہیں تاکہ مومنین اُنپر بلا تامل ایمان لے آویں اور بس یعنی انکو حق مان لیں اور من عند اللہ کہہ لیں اگر اس سے یہی مراد ہے کہ بعض قرآن ناقابل فہم و ناممکن العلم یعنی متشابہات ہیں تو یہ قول بھی قابل پذیرائی نہیں کیونکہ کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین کے اقوال کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ انبیاء و ملائک میں سے کوئی بھی [illegible] کو نہیں سمجھ سکا بلکہ برخلاف اس کے تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ مجملات قرآن کے معنی [illegible] ہیں، آیہ الساعۃ ہی کو لو جو سابقاً بیان ہو چکی ہے اس کے مفہوم [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے

[illegible] آپ نے جواب دیا جس سے وقت قیامت کی

[illegible] مسئلے کے لئے اس خصوص میں کچھ زیادہ نہیں جانتا - ما المسئول عنها باعلم

[illegible] آپ نے فرمایا اور نہ فرمایا کہ قیامت کے بارہ میں جو کلام الٰہی نازل ہوا ہے اُسے

[illegible] میں نہیں سکتا اس لئے کہ آیہ ساعۃ مجمل سہی لیکن یہ نہیں ہے کہ کوئی اُس کے معنے ہی نہ

[illegible] اس کے معنے نہ سمجھ سکنے کا ادعا غلط اور خلاف اجماع ہے اور کوئی عقلمند ایسا دعویٰ

نہیں کر سکتا کیونکہ قیامت کے بارہ میں جو کچھ بھی کلام الٰہی ہے وہ بیّن و واضح ہے اور

اس کے معانی سمجھے جاتے ہیں، پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے

متعلق جو مجملات ہیں یا جو خبریں اللہ نے دی ہیں اُنکے معانی نہ ملائک سمجھ سکتے ہیں نہ رسول اللہ

سمجھے تھے اور نہ صحابہ و دیگر مسلمانوں میں سے کسی نے +

بعض مفسر کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ راسخ العلم متشابہات کے معانی نہیں جانتے، لیکن

وہ اپنے اس قول کی تردید کرتے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے قرآن کی ہر آیت اور ہر امر

کی تفسیر میں کلام کیا ہے، اور کلام بھی اس وسعت کے ساتھ کہ غیر لغوی مفسرین کی تفسیریں کم ہی

اس حد تک پہونچتی ہیں، خود ابن الانباری جو اس مسلک کا بڑا حامی ہے کہ "متشابہات کا علم

راسخ بھی نہیں رکھتے" آیات متشابہات کے معانی میں سب سے زیادہ کلام کرتا،

[illegible] میں ایسے ایسے قول لاتا ہے جو سلف سے منقول بھی نہیں، اور پھر جا بجا اپنے قول

[illegible] دعوؤں سے کرتا ہے، ایسے ہی قتادہؒ سے بھی منقول تو یہی قول ہے کہ متشابہات

کا علم کسی کو بھی سوائے اللہ کے حاصل نہیں لیکن خود انہوں نے محکم و متشابہ تمام قرآن

[illegible] کی ہے، غرضکہ مفسرین کا کوئی گروہ ایسا نہیں جسنے تفسیر متشابہات میں کلام کیا ہو، اگر واقعی

[illegible] متشابہات کا علم کسی کو ہو ہی نہیں سکتا تو لازم آئیگا کہ جمہور مفسرین نے اللہ کی خبر کے

[illegible] کی، اور ان امور میں کلام کیا جنکا علم ہی حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن یہ محال ہے کہ کوئی

[illegible] العلم سمجھنے کے بعد بھی اُس کے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرے، اور اگر مان لیا

[illegible] نے متشابہات کی تاویلیں اور تفسیریں بیان کی ہیں انمیں سے کسی ایک نے

[illegible] تو ہمارا مسلک ثابت ہوگیا اور یہ کہنا غلط [illegible]

Marfat.com

کا موجب یہ ہوا کہ جب جہمیہ و قدریہ وغیرہ اہل بدعت ... ہونے لگیں اور رائے اور تاویل لغوی نے یہانتک زور پکڑا کہ صفات آیات ... مُتَشابِہَہ نصوص کی بھی ایسی تاویلیں ہوگئیں جو اللہ اور اس کے رسول کی مراد کے خلاف تھیں تو اسلاف و ائمہ اہل سنت نے ان تاویلوں سے انکار کیا، جیسے کہ امام احمد نے ... جہمیہ کی تاویلات باطلہ سے انکار کیا تھا لیکن ایسے برگزیدہ اسلاف و ائمہ سنت کے بعد ایک ... جماعت بخیال خود حامل سنت بنی جسکو سنت اور خلاف سنت کا پورا علم نہ تھا، اور اس ... اسلاف اہل بدعت کی تاویلات باطلہ سے پہلے انکار کرچکے تھے انہوں نے گمان کیا کہ متشابہات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، پھر رفتہ رفتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ تاویل کے معنی لفظ کو احتمال راجح سے مرجوح کی طرف لوٹانا ہیں، یہانتک کہ یہی عقیدہ ہوگیا، اور جس طرح بھی ممکن ہوا اس قول اور عقیدہ کی تائید و حمائت ہونے لگی، لیکن ساتھ ہی اُن سے ایسی باتیں بھی وقوع میں آئیں جو اس قول اور عقیدہ کی مناقض ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ نصوص اپنے ظاہر پر جاری ہیں یعنے نص کے ظاہری معنے پر کچھ بھی زیادتی ممکن نہیں اسلئے جو تاویل و تغیر ظاہر نص کے خلاف ہو باطل ہے، لیکن تعجب یہ ہے کہ نص کے ظاہری معنے مقرر کرنے کے بعد بھی ... ہیں کہ ظاہر معانی کے ساتھ ہی ان نصوص کی اور اور تاویلیں بھی ہیں جنکو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جب معنی ہی علیٰ حسب الظاہر مقرر و معین ہوچکے تو پھر نص کی تاویل خلاف ظاہر ... کیونکر سکتی ہے، اسی طرح جب اُنکے مقابلہ میں کسی ایسے امر پر کسی نص قرآنی کو بطور حجہ پیش ... ہے جو اُس کے خلاف ہو تو بتکلف بھی تاویل کرنے کو تیار ہوجاتے اور ایسی ہی تاویلیں کر ... ہیں جیسی کہ جہمیہ و قدریہ وغیرہ اہل بدعت کرچکے ہیں، چنانچہ معتزلہ کے مقابلہ میں انکی مناظرہ ... کتابیں اس قسم کی تاویلات سے بھری ہوئی ہیں، پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ انکا یہ کہنا کیونکر صحیح ہے کہ متشابہات کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جو تاویلیں وہ خلاف ظاہر کرتے ہیں بدون علم تاویل کیونکر تاویل کرنے کی جرأت کرتے ہیں اگر متشابہات کی یہ تاویلیں ... کی ہیں حق اور صحیح ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ راسخ العلم متشابہات ... ہیں اور اگر غلط اور سب غلط ہیں، تو پھر انکا تاویل کرنا ...

...

سے بھی متشابہات کی تاویل بیان کرتے تھے اُنکی

... ہیں کی ... جیسا کہ اس طرح جب امام سنت امام احمد بن حنبل

... کی تعقید میں کتاب لکھی، اور متشابہات کی اُن تاویلوں کو جو انہوں سے

... کی تھیں رد کیا، تو یہ نہیں کہا کہ یہ آیات متشابہ ہیں انکا علم اللہ کے سوا کسی کو

نہیں ہو سکتا، تم ان سے کیوں تمسک کرتے ہو، بلکہ اُن تمام متشابہ آیات کی خود تاویلیں بیان کیں اور

... سے باطل کو شکست دی، اسی طرح جب زندیق وجہمی آپ سے مناظرہ کرنے پر اترے

... میں بطور حجۃ اپنے دعاوی کے ثبوت میں پیش کئے، تو آپ آیت آیت حدیث حدیث

کی ... تفسیر کرتے گئے، اور جو تاویلیں انہوں نے کی تھیں اُنکا فساد وبطلان ظاہر فرماتے گئے

... کہا کہ متشابہات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، اور یہ نہیں کہ صرف آپ ہی نے یہ کہا ہو

... تمام گروہ اس پر متفق ہیں کہ متشابہات کے معنے کا علم ممکن ہے، جھگڑا صرف مراد میں ہے۔

... جھگڑا کچھ متشابہات ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آیات امر ونہی میں بھی ہے جو بالاتفاق

محکم ہیں، فہم مراد میں اپنی اپنی سمجھ ہے اور اپنی اپنی دلیل، اسی لئے ہر گروہ اپنے آراء واقوال

نصوص سے حجۃ لاتا ہے محکمات سے بھی اور متشابہات سے بھی کبھی کسی نے خلاف فہم والے سے

نہیں کہا، کہ تم متشابہات سے کیوں تمسک کرتے ہو، ان کے معنے کو کوئی بھی نہیں جان سکتا

... اللہ کے علم سے خاص ہیں، امام احمد بن حنبل نے اہل بدعت کی تاویلات سے انکار کیا،

... اس لئے کہ تاویل متشابہ کا علم ناممکن ہے، بلکہ اس لئے کہ اہل بدعت تاویل باطل

... تھے، اور انکا طریقہ تاویل فاسد تھا، یعنی رائے کو انہوں نے اپنا امام بنا لیا تھا، نہ سنت

... سے کام لیتے تھے، نہ صحابہ اور اُن تابعین کے اقوال سے جو صحابہ نے الفاظ قرآن کی

... معانی قرآن کے متعلق تابعین کو پہونچائے تھے، اور محض رائے اور ہوائے نفس کے درپے ہوکر

... اس کے رسول کی مراد کے خلاف متشابہات کے معانی بیان کرتے تھے، اور اس پر

... کہ یہی وہ تاویلیں ہیں جنکو راسخ العلم جانتے ہیں وکانوا ھم المبطلون، انہیں زندیق

... کے بعد اہل کلام میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو باوجود اس اعتقاد کے کہ متشابہات کی

... سوائے راسخ کو نہیں ہو سکتا، کہنے لگا کہ آیات متشابہات سے اُنکے ظاہری معنی

... احتمال ہے کہ فلاں متشابہ آیت کے یہ غیر ظاہری معنی مراد ہوں یا یہ مقصود

... جائے تو احتمال ہے کہ وہ خدا اور رسول کی مراد

Marfat.com

متشابہات کی تاویل کرتا ہے ۔۔۔

یا وہ نہ تاویل ہے نہ علم تاویل بلکہ بایں طریق کسی نص کی ۔۔۔

اور مراد کو معین نہ کرنا نہ تفسیر ہے نہ تاویل ، تاویل و تفسیر نام ہے مراد کے ۔۔۔

بنابریں یہ گروہ تاویل کرتا بھی ہے اور نہیں بھی ◆

قاضی ابو یعلیٰ نے امام احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا محکم وہ آیات

جو مستقل بالذات ہوں اور توضیح و بیان کی محتاج نہ ہوں ، اور متشابہ وہ ہیں جو توضیح و بیان کی

محتاج ہوں ، اور امام شافعی رحمہ کا قول ہے کہ محکم وہ آیت ہے جو ایک ہی معنی و تاویل کو محتمل ہو

اور متشابہ وہ ہے جسمیں کئی معانی و تاویل کا احتمال ہو ، ایساہی ابن الانباری کا قول ہے متشابہ کی

ان تعریفوں میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے لیکن یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ امت نے سلفاً و خلفاً ان آیات

قرآن کے معانی میں کلام کیا ہے جو محتمل بتاویلات ہیں اور وہی جو کہتے ہیں کہ راسخ العلم

کے معانی نہیں جانتے اس خصوص میں زیادہ کلام کرنیوالے ہیں اور ائمہ ثلٰث مثلاً امام شافعی

احمد ۔ اور ان بزرگوں نے جو ان سے پہلے ہوئے سبھی نے آیات کے محتمل معانی میں کلام

اور دلیلوں سے بعض احتمالات کو بعض پر ترجیح دی ہے ، اصول میں بھی اور فروع میں

کی نسبت علمائے اسلام میں سے یہ دریافت نہیں ہوا کہ جب اس کے سامنے کسی ۔۔۔

مسئلہ میں کوئی نص بطور حجۃ پیش کیا ہو اور اس نے یہ کہدیا ہو کہ اس نص کے معنی کوئی نہیں

اس سے تمسک نہ کرو ، اور کوئی کہتا تو کیونکر کہتا خود اسکی حجۃ و استدلال کی نسبت بھی

جا سکتا تھا ، اور جب کسی مسائل نزاعیہ بین الائمہ میں کوئی دعوے کرتا کہ ۔۔۔

جس کے معانی معلوم ہو سکتے ہیں اور دوسرا نص متشابہ جسکی معنے ہی نہیں معلوم ہو سکتے

مقابلہ میں بھی ایسا ہی دعوے کیا جاتا ، اب یہ ظاہر ہے کہ جو نص جلی و واضح ہے

کی صرف ایک صورت رکھتا ہے اس کے بارہ میں تو اختلاف ہو ہی نہیں سکتا

تو اسی میں جسمیں خفا و اشتباہ ہے اور جس کے معانی راسخ العلم ہی جان ۔۔۔

متشابہ ہے ، اور اس میں علماء و ائمہ کا مختلف الفہم ہونا بھی ۔۔۔

معنے معلوم ہو سکتے ہیں جو اس کے ۔۔۔

Marfat.com

[illegible]

[illegible] کی [illegible]

ہو گئے۔ اور [illegible]

اول یہ کہ زمین [illegible] نائب ہے [illegible]

پوری کرے۔ دوسرے یہ کہ حیات [illegible]

نہیں جیسے کہ ابلیس نے خیال کیا تھا [illegible]

یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت راحت [illegible]

کرے۔ اسی واسطے فرمایا لکم فیھا [illegible]

اور تجربات زمین سے متمتع ہونے [illegible]

نکالا کہ ہمیشہ یہاں نہ رہے۔ اسی لیے استقرار [illegible]

فتلقی آدم من ربہ کلمات یعنی [illegible]

بتایا اور آدم نے توبہ کی۔ اور کہا [illegible]

لنکونن من الخاسرین۔

ان آیتوں کی تفسیر کے متعلق دو [illegible]

بنا رکھا ہے۔ اور ان میں سے پہلا مسئلہ [illegible]

عصمت کا۔

پہلے مسئلہ کے متعلق تو قرآن [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

... یہ قول ابن مسعود، ابن عباس ... غیرہم سے ماثور ہے ...
... وہ لوگ ہیں جنکی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے کہ راسخ العلم
... تاویل نہیں جانتے۔ اور یہ قطعاً اور بالاتفاق معلوم ہے کہ راسخ العلم نسوخ
... معنے جانتے ہیں۔ یوں یہ اثر پہلے نقل کے مناقض ہے۔ اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ
... صحیح ہے تو وہ کذب ہے۔ ورنہ دونوں متعارض ہوکر ساقط ہوجاتے ہیں، اور قول
... ان سے یہی ہے کہ راسخ العلم متشابہ کے معنی جانتے ہیں ۔

... دوسرا قول جو جابر بن عبداللہ سے ماثور ہے یہ ہے کہ "محکمات وہ آیتیں ہیں جنکی تاویل علماء
... ہیں اور متشابہات وہ جنکی تاویل کے علم کی کوئی سبیل ہی نہیں مثلاً قیام قیامت" سو قیام
... یعنی وقت قیامت کے بارہ میں تمام مسلمانوں کا اتفاق یہی ہے کہ اُسکا علم اللہ کے سوا
... نہیں اور نہ ہوسکتا ہے اگر تاویل آیہ ساعۃ سے یہی مراد ہے تو معنی آیت کے یہ ہونگے
... ساعۃ کی تاویل کا وقت کوئی نہیں جانتا، اور یہ بالکل حق ہے، لیکن یہ اسکی دلیل نہیں کہ آیہ
... کے خطاب کے معنی ہی کوئی نہیں سمجھا، اسی طرح اگر تاویل آیہ ساعۃ سے وہ حقائق مراد ہیں
... وقت ظاہر ہونگی تو اُنکا علم بھی اللہ تعالےٰ ہی کی ذات سے خاص ہے اور کوئی انہیں
... جان سکتا۔ اسی پر کیفیت ظہور تاویل کو بھی قیاس کرو کہ اُسکا علم بھی اللہ ہی کو ہے اور کوئی نہیں
... سکتا۔ اگر آیہ زیر بحث میں وما یعلم تاویلہ الا اللہ ہی پر وقف کیا جائے، اور تاویل سے مراد
... وقت تاویل یا حقائق تاویل یا کیفیۃ تاویل تو بے شک یہ کہنا صحیح ہوگا کہ تاویل کا
اللہ کے سوا کسی کو نہیں لیکن اگر الا اللہ پر وقف کرکے تاویل سے تفسیر متشابہ و معنیٔ متشابہ مراد
... تو پھر یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ تاویل کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، اور کتاب و سنت اور
... کے خلاف ہے، متاخرین میں سے جو اس کے قائل ہوئے ہیں اُنکے اقوال باہم
... ہیں۔ اور ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اور ایمان بالآخرت کے بھی متناقض پڑتے
... عجیب قدح ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو اس قول کے قائل ہوئے، انہوں
... کلام پر غور و تدبر کیا۔ اور نہ اپنی قول ہی پر فکر و تامل کیا۔ ہاں اُنکا مقصد اہل
... معرفت متشابہات کی کرچکے یا کر رہے تھے، اور یہ مقصد
... ان سے اتفاق کرینگا ...

کے رد کرنے کا یہ طریقہ ہی ہے کہ کہدیا جائے کہ رسول ...

جانتے تھے، اس سے رسول اور سلف امت کے حق میں طرح طرح کی ...

آیات کی تفسیر میں علماء کی خطا کرنے کی نسبت کہیں زیادہ اور بڑھی ہوئی ہیں، یہ حالانکہ قول ...

کہ ایک محل کھڑا کیا جائے اور شہر کا شہر ڈھا دیا جائے،

تیسرا قول ابن عباس سے یوں مروی ہے کہ متشابہات سے وہ حروف مقطعات مراد ہیں جو بعض سورتوں کے ابتدا میں واقع ہوئے ہیں، سو یہ حروف اسمیہ اور فعلیہ جملوں کی طرح کلام تام نہیں ہیں بلکہ اسماء حروفِ ہجا ہیں، پس اگر اس قول کی بنا پر حصر ہے متشابہات کا ان حروف مقطعات میں تو تمام قرآن جو کلام ہے محکم ہوا اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اس لئے کہ مقصود کلام اللہ اور کلام رسول کا سمجھنا ہے، نہ ان اسماء حروف کا جو داخل کلام نہیں، اور پھر اکثر مفسرین نے ان حروف کے معانی میں بھی کلام کیا ہے اگر ان حروف کے معانی معلوم ہو گئے تو متشابہ کا بھی علم حاصل ہو گیا، اور اگر نہیں معلوم ہوئے اور یہ حروف متشابہ ہی ہیں تو باقی تمام قرآن جو کلام ہے معلوم المعنےٰ ہوا، اور یہی مطلوب تھا، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "منہ آیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشابھات" یعنی قرآن کی بعض آیتیں متشابہ اور بعض محکم ہیں، اور حروف مقطعات جمہور علماء کے نزدیک آیات نہیں۔ صرف کوفیوں نے ان کو آیات شمار کیا ہے، لیکن یہ قول موافق ہے اس روایت سے جو یہود کی طرف سے نقل کی گئی ہے جس میں انہوں نے حروف ہجا سے مدت بقائے امت کا خیال ظاہر کیا تھا ورنہ آیت کا صحیح شان نزول اس پر دال ہے کہ قرآن کی ... آیتیں بھی متشابہ ہیں کما ھو ظاھر من قصۃ النزول +

چوتھا قول یہ ہے کہ متشابہ وہ آیت ہے جسکے معانی مشتبہ ہوں یہ مجاہد کا قول ہے بعض علما کے قول کے موافق، لیکن وہ سب کے سب متشابہ کی تفسیر اور اس کے معنے بیان کرتے ہیں اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متشابہات ناممکن العلم ہیں +

پانچواں قول جو عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی طرف منسوب ہے یہ ہے کہ جو قصص انبیاء قرآن مجید میں آئے ہیں انمیں سے جنکو اللہ تعالےٰ نے تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان ... محکم ہیں اور جن قصوں کے الفاظ عند التکریر مختلف ہیں وہ آیتیں متشابہ ... ہیں ایک جگہ ہے ... احمل ...

Marfat.com

... تعالیٰ مبین ... اس قول کے قائل کے
... شاہ صاحب ... تشابہ ہے، اس قسم کے متشابہات میں بھی بعض علما نے
... حال کلام کیا ہو یا نہ کیا ہو، اس قسم کا تشابہ معرفت معانی کی نفی نہیں کرسکتا
...

چھٹا قول جو امام احمد بن حنبل سے مروی ہے یہ ہے کہ متشابہ وہ ہے جو محتاج توضیح و بیان ہو
اس قول کی بنا پر بھی تشابہ نفی علم کو مستلزم نہیں +

ساتواں قول یہ کہ متشابہ وہ ہے جو کئی معانی کو محتمل ہو، یہ امام شافعی رحمہ سے منقول ہے اور
ایک روایت میں امام احمد سے ہے، ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ آپ نے
کہا کہ فقہ کامل حاصل نہ ہوگا جبتک کہ تم آیات قرآن میں وجوہ متعددہ نہ دیکھنے لگو، بہرحال ان وجوہ
واحتمالات میں بھی علمائے امت نے سلفاً وخلفاً کلام کیا ہے اور انکا یہ کلام کرنا دال ہے اس پر کہ جمیع
قرآن محکم ہو یا متشابہ ممکن العلم ہے +

آٹھواں قول یہ ہے کہ قصص وامثال متشابہ ہیں اور قصص واخبار کا معلوم المعنے ہونا ظاہر +

نواں قول یہ ہے کہ جو باتیں ایمان لانیکی ہیں اور اُنپر عمل نہیں کیا جاتا وہ متشابہ ہیں مگر اس قسم
کی آیات کے معنے معلوم ہونے میں بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں +

دسواں قول بعض متاخرین کا یہ ہے کہ آیات صفات متشابہ ہیں سہی، مگر اُن کے بھی
معنے جانتے اور سمجھے جاسکتے ہیں، بعض متشابہات صفات میں اگر بعض علما کا باہم اختلاف
ہے تو یہ اختلاف علم تاویل کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ امکان علم پر دلالت کرتا ہے، اور
اگر اختلاف ہے تو ہر رائے تو صحیح ہو نہیں سکتی، کوئی ایک ہی صحیح ہوگی، اور باقی غلط خصوصاً
جیسی تاویل سے تجاوز کرکے قائم کی گئی ہوں معتزلہ جہمیہ وغیرہ کی اکثر تاویلات چونکہ اسی قسم
کی تھیں اسی لئے اسلاف نے اُن سے انکار کیا، اور معانی متشابہات کو معلوم قرار دیکر اُنکی کیفیتوں
کو مجہول ٹھیرایا، جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے الرحمن علی العرش استویٰ وغیرہ کی
نسبت کہا کہ استویٰ معلوم المعنیٰ اور مجہول الکیف ہے اور ظاہر ہے کہ معنی معلوم و کیف
... اگر کیف ہی کو تاویل کہا جائے تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس کی تاویل اللہ کے
... بیان ہوگا لیکن اگر متشابہات کے معنی وتفسیر کو تاویل کہا جائے
... کہا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل

و صحابہ التابعین ...

الابصار، وجاء ربك والملك صفا صفا ...

الملائكة، وغیرہ کے معانی نہیں جانتا تھا اور نہ جان سکتا تھا کیونکہ ان آیتوں کے
معانی کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے خاص رکھا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین
ان جیسی آیات کے صرف الفاظ کی بغیر اس کے کہ کچھ معنی سمجھیں یونہیں تلاوت کرتے تھے،
یہ کذب اور سراسر کذب ہے، اور نقول متواترہ اس کے خلاف لاریب صحابہ و تابعین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ان اوران جیسی آیتوں کے معانی سمجھتے تھے اگرچہ کنہ ذات باری اور کیف صفات
تک عقول بشری کی رسائی نہیں لیکن کنہ ذات اور کیف صفات کو نہ پہونچنا اسماء وصفات کے اس علم
سے باز نہیں رکھ سکتا جو اللہ تعالیٰ نے اسماء، وصفات کے ذکر سے بندوں کو دیا اور دیا جاتا ہے
اور یہی اُن کے لئے کافی ہے، مثلاً جب یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور وہ ہر امر پر
قادر اور وہ حق وموجود ہے تو یہ اسکو مستلزم نہیں کہ علم وقدرت کی کیفیۃ اور اُس کی ذات کی
کنہ بھی معلوم ہی ہو یا معلوم کرنی ہی چاہیئے کہ اُس کے بدون علم وقدرت وذات کا علم ہو ہی نہیں
سکتا، کیونکہ یہ متفق علیہ ہے کہ محکمات کی تاویل علما جانتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ انہیں محکمات
میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق جو کچھ خبر دی ہے اُس کی کیفیۃ کو کوئی نہیں جانتا، تو کیفیۃ
ذات کے علم نہ ہونے سے تاویل محکمات کے علم کی نفی نہیں ہوسکتی، پھر اگر متشابہات میں بھی کیفیۃ
کا علم کسی کو نہ ہو تو اُس سے علم تاویل کی نفی کیونکر ممکن ہے، یہ ہیں وہ باتیں جن سے اس پر استدلال کیا
جاتا ہے کہ راسخ العلم متشابہات کی بھی تاویل ایسے ہی جانتے ہیں جیسے محکمات کی، خلاصۃ تاویل
یہ کہ بہت سی دلیلیں ایسی موجود ہیں جو قطعی طور پر اس مسلک کو باطل ٹھیراتی ہیں کہ قرآن میں ایسی آیتیں
بھی ہیں جنکو معانی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھے اور کسی نے اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے ...
مسلک کی صحت پر دال ہیں کہ علماء راسخ متشابہات کی تاویل جانتے ہیں، ان ...
میں ایسی آیتیں ہیں جن کے معنے بہت سے عالم نہیں جانتے، لیکن نہ کسی خاص آیت ...
ایک آیت ایک عالم کے لئے مشکل ہوتی ہے، اور دوسرے کیلئے نہیں، جو بات ...
مشکل ہے وہ دوسرے کیلئے وہ آسان ہے اور دوسری مشکل یہ اشکال ...
کبھی ... ہوتا ہے اور کبھی اشتباہ معانی ...

[illegible]

[illegible] ہے کہ تمام قرآن من اوله الی آخرہ محکم ہو یا متشابہ قابل فہم ہے

[illegible] متشابہات کی تاویل جانتے ہیں، اور آیہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون

[illegible] یقولون آمنا بہ میں واو عطف کا ہے اور مفرد پر عطف ہوا ہے، یا یہ کہ دونوں

[illegible] جو ہیں یعنی واو عطف بھی صحیح ہے اور واو استیناف بھی جیسے کہ دو قرأتیں ہیں لیکن اس

[illegible] صورت میں جس تاویل کی نفی کی گئی ہے وہ اور ہے اور تاویل ثبت اور۔ یعنی جس تاویل کے

علم کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے اُس سے وہ کیفیت مراد ہیں جنکا علم اللہ کے سوا اور کسی کو

نہیں ہو سکتا۔ اور تاویل ثبت سے وہ تاویل جس سے معنی آیت اور وہ ذہنی حقیقۃ مراد

ہے جو الفاظ سے دل میں پیدا ہوتی ہے +

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہاں یہ دو اثر منقول ہیں کہ آپ نے کہا میں اُن راسخ

علم والوں میں سے ہوں جو قرآن کی تاویل جانتے ہیں اور یہ کہ راسخ العلم بھی قرآن کی تاویل نہیں

جانتے وہاں ایک تیسرا اثر اور بھی ہے، وہ یہ کہ آپ نے کہا کہ تفسیر قرآن چار طرح کی ہے ایک وہ

تفسیر جسے عرب قرآن کے عربی ہونے کی وجہ سے جانتے ہیں۔ دوسرے وہ تفسیر جسکے نہ جاننے پر

کوئی بھی معذور نہیں، تیسرے وہ جسے علما جانتے ہیں، چوتھے وہ جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور

جو اُس کے علم کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے، یہ تیسرا اثر پہلے دونوں آثار کو جامع ہے، اور اس سے

اُن دونوں میں تطبیق بھی ہو سکتی ہے بایں طریق کہ علما، قرآن کی وہ تفسیر جانتے ہیں جسے غیر عالم

نہیں جانتے مگر ساتھ ہی اُس کی ایک ایسی تفسیر بھی ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا +

اور یہ کہ جن لوگوں نے آیہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم میں الا اللہ پر وقف

کیا ہے اور پھر تاویل کو تفسیر کے معنے میں قرار دیا ہے یہ قطعاً غلط ہے، اس وقف کی صورت میں

تاویل سے اگر کچھ مراد ہو سکتی ہے تو وہ کنہ اور کیفیات ہی ہیں جنکو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور

نہ جان سکتا، لیکن اُن کے نہ جاننے سے کوئی محظور بھی لازم نہیں آتا، رہے معنی و تفسیر جنکے بیان

کیلئے اللہ نے اپنا کلام نازل کیا، وہ سمجھے جاتے ہیں، اب رہی تاویل تیسرے معنی میں جسکی تعریف

[illegible] سے مرجوح کی طرف پھیرنے سے کی جاتی ہے، سو وہ بعد کی اصطلاح ہے اسکا

[illegible] کے زمانہ میں کہیں نام و نشان نہ تھا یعنی نہ خیر القرون میں یہ اصطلاح

[illegible] ثابت ہوا [illegible] نے لفظ تاویل کو بایں اصطلاح

Marfat.com

کرنیوالوں نے خیال کیا کہ آیت وما یعلم تاویلہ الا اللہ ...
رفتہ اس اعتقاد کی بنیاد مضبوط ہوگئی کہ متشابہ قرآن کے ... معنی ...
مفہوم و مستفاد ہوتے ہیں اور واقعی معنے کو اللہ ہی جانتا ہے دفتہ فقد ...
صاروا شیعاً ۔

وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی قرآن میں محکم و متشابہ آیات ہونے کی حکمت و مصلحت کو ...
سمجھتے ہیں جو قلب نورانی و عقل تام رکھتے ہیں، یہ آیت گویا راسخین فی العلم کی مدح ہے ...
کرتی ہے کہ راسخ کس طرح رسوخ فی العلم کے درجہ پر پہونچتے ہیں، اس لئے کہ رسوخ فی العلم
حاصل ہوتا ہے عقل سے اور عقل کے ذریعہ تمام آیات محکمات میں جو اصول دین و قواعد شریعت ہیں
غور و تدبر کرنے سے، تاکہ اس کے بعد جب کوئی متشابہ آیت سامنے آئے تو اسکو محکمات یعنی اصول
کی طرف رجوع کر سکیں، اور اسکی مراد کو سمجھ سکیں ۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۸)
رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (۹)

ترجمہ:- ای ہمارے رب ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو نے ہمکو ہدایت دی گمراہ نہ کر
اور ہمیں اپنی رحمت عطا کر، لاریب کہ تو بڑا عطا کرنیوالا ہے، (۸) اے ہمارے رب تو ایک
دن جسکو آنے میں شک نہیں لوگوں کو جمع کریگا بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا، (۹)

تفسیر- چونکہ متشابہات مزال الاقدام ہیں اور کجرووں کے لئے فتنہ انگیزی کا بہانہ ہیں
راسخ العلم اقرار بالایمان کے ساتھ ہی ہدایت کے بعد گمراہی سے محفوظ رہنے کی دعا مانگتے ہیں
کہتے ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا کیوں کہ وہ اپنے رسوخ فی العلم کی بدولت جانتے ہیں انسان کو
اور ذہول و نسیان اس کے خمیر میں داخل اور انقلاب طبیعت اسکا خاصہ، اس لئے انکو خوف
ہے کہ کہیں لغزش میں آکر خطا کے گڑھے میں نہ جا پڑیں جو ایسے مواقع میں سخت خطرناک
اور چونکہ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سب قدرتوں سے بالاتر اور اسکا علم ...
... آدمی کو استحکام علم و عمل میں بذل جہد کے بعد اسکے سوا ... کوئی ...
طرف رجوع لائے تاکہ وہ محض اپنی رحمت سے گمراہی ...

[illegible] ولا اولادهم من الله شيئا واولئك هم وقود

النار ﴿١٠﴾ كدأب آل فرعون والذين من قبلهم كذبوا بآياتنا فأخذهم الله بذنوبهم والله شديد

العقاب ﴿١١﴾ قل للذين كفروا ستغلبون وتحشرون الى جهنم وبئس المهاد ﴿١٢﴾ قد كان

لكم آية في فئتين التقتا فئة تقاتل في سبيل الله واخرى كافرة يرونهم مثليهم رأي العين

والله يؤيد بنصره من يشاء ان في ذلك لعبرة لاولي الابصار ﴿١٣﴾

ترجمہ تحقیق جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، اللہ کے سامنے نہ اُنکا مال اُنہیں کچھ فائدہ دیگا اور اولاد کچھ کام آئیگی اور وہ دوزخ کا ایندھن ہی ہونگے (١٠)

آل فرعون اور اُن لوگوں کی طرح جو اُس سے پہلے ہوگزرے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پس اللہ نے بھی اُنکو اُنکے گناہوں کے بدلے میں پکڑا اور اللہ سخت عذاب والا ہے، (١١)

کہدو اُن سے جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ عنقریب تم مغلوب کئے جاؤگے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤگے اور کیا ہی بُری (وہاں کی) تیاری ہے، (١٢)

تمہارے لئے اُن دو گروہوں میں ایک بڑی نشانی (عبرت) تھی جو بھڑ پڑے تھے ایک گروہ اللہ کے راہ میں لڑتا تھا اور دوسرا کافر و منکر تہا وہ اُنکو آنکھوں دیکھتے اپنے سے دو چند دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی مدد سے جسکی چاہتا ہے تائید کرتا ہے۔ اس میں تحقیق آنکھ (عقل) والوں کیلئے عبرت ہے، (١٣)

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ اوائل سورہ میں تقریر توحید کے بعد مومنان کامل کی طرف سے انکی دعا وغیرہ کا ذکر فرماکر آیات مذکور الصدر میں بمناسبت تضاد کفار کی شان اور انکے غرور بیجا اور تفاخر بے معنی کے وجوہ باطلہ بیان فرماتا اور اُن کے حق میں وعید شدید کی خبر دیتا ہے،

یہ تفصیل فی الآیات ہے،

ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شیئا یعنی جو حق سے انکار کرتے ہیں اُن کو اُنکے مال واولاد نے دھوکہ دے رکھا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم صاحب اولاد ہیں تو کوئی ہمارا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے، اگر آخرت بھی کوئی چیز ہے تو [illegible] جیسے دنیا میں [illegible] واولاد ہمارے کام آتی ہے آخرت میں بھی سود مند [illegible] جس کے [illegible] تم [illegible] شبہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اُن پر غالب آئینگے، اور اُن کے غلبہ [illegible]

کا نتیجہ [illegible]

اولٰئک ہم وقود النار یعنی وہ نارِ آخرت کے وجود کا سبب ہونگے جیسے کہ ایندھن آگ کے وجود کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یا یہ کہ نارِ آخرت میں وہ ایندھن کا کام دینگے اور اُس کے بھڑکنے کا موجب ہونگے چونکہ نارِ آخرت امورِ غیبیہ میں سے ہے اس لئے اُسکی کیفیت سے بحث نہیں کیجاتی،

کداب آل فرعون والذین من قبلہم کذبوا بآیٰتنا فاخذہم اللہ بذنوبہم۔ یعنی ان منکرینِ حق کے حق میں اُنکا مال اور اُنکی اولاد ایسے ہی ناسود مند ہوگی جیسے کہ آلِ فرعون کا مال اور اُن کی عصبیت اُس کے کام نہ آئی اللہ نے اُنکو ہلاک کیا اور موسیٰ کو اُنپر غلبہ دیا۔ یا جیسے اگلی جھٹلانے والی قوموں کا بھی یہی انجام ہوا کہ وہ بزعم خود آل و اولاد کو بہت کچھ سمجھ رہی تھیں کہ دفعۃً اللہ نے اُنکو اُنکے گناہوں کی پاداش میں دھر پکڑا،

واللہ شدید العقاب اور اللہ سزاوار عذاب کو سخت عذاب دینے والا ہے، اسی لئے اُس کی سنت نے عذاب وعقاب گناہوں کا طبعی اثر قرار دیا ہے، اور کفر اشد ترین گناہ ہے

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم، حمزہ وکسائی نے سیغلبون یا سے پڑھا ہے اور جمہور قراء نے ستغلبون (بتاء خطاب) علیٰ کلِ حال یہ آیت مضمون ما قبل کی تاکید ہے، اور مطلب یہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں سے جو اپنے مال و اولاد کی کثرت پر نازاں ہیں، کہدو کہ تم دنیا میں عنقریب مغلوب ہوگے، اور آخرت میں عذاب اُٹھاؤگے [illegible]

چونکہ کفار اپنے مال اور اپنی اولاد یعنی کثرت پر اتراتے تھے اور کہتے تھے کہ نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین، اور خیال کرتے تھے کہ مال واولاد آخرت میں بھی ہمارے کام آئینگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ حکایۃ عنہم۔ افرأیت الذی کفر بآیٰتنا وقال لاوتین مالا وولدا [illegible] اس آیت میں بوعید اُن کو آگاہ کیا کہ کثرت و ثروت نہ صرف آخرت ہی میں [illegible] دنیا میں بھی [illegible] کام [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

... روایات سے ثابت ہے کہ اس سورہ کی تقریباً اسی آیتیں یہود یا وفد نجران کے حق
میں ... بعض کا قول ہے کہ ستغلبون میں خطاب یہود کو ہے، اس صورت
میں ... پیشین گوئی تھی جو پوری ہوئی، کیونکہ یہود پر بھی مسلمان غالب آئے، خیانت کا رنج
... نے قتل کیا، اور منافق بنی نضیر کو جلاوطن، اور خیبر کو اُن سے فتح ۔

قد کانت لکم آیة فی فئتین الخ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مال و اولاد ۔ اعوان وانصار پر
... سے کہدو کہ اپنی جماعت کی کثرت اور ساز وسامان کی بہتات پر نازاں نہ ہوں، اور
... کہ یہی باتیں نصرت وغلبہ کے واحد اسباب ہیں اور بس، زمانہ کے بعض واقعات اس زعم
کے بطلان پر کھلی دلالت کرتے ہیں، ابھی دو گروہوں کی لڑائی کا جو واقعہ گزرا ہے جسمیں ایک گروہ کم
... زیادہ وہ سرتاسر عبرت ہے کہدے کہ تمکو اس واقعہ سے عبرت پکڑنی چاہئے،

فی فئتین التقتا سے اشارہ ہے واقعہ بدر کی طرف جسمیں مسلمان بلوجود قلت کے غالب آئے
... بعض مفسرین نے بطریق احتمال لکہا ہے کہ فئتین التقتا سے اُن واقعات کی طرف اشارہ ہے
جو قبل از اسلام اس قسم کے ہو چکے تھے اور جنمیں جماعت قلیل لشکر کثیر پر غالب آئی تھی، اگرچہ راجح قول
پہلا ہے لیکن اگر مان لیا جائے کہ لکم کا خطاب یہود کی طرف ہے تو اس احتمال کے صحیح ہونے
میں کلام نہیں اس لئے کہ اُنکی کتابوں میں اس قسم کے عبرتناک واقعات کا مذکور ہے مثلاً قصہ
طالوت و جالوت جو سورہ بقرہ میں آچکا ہے،

... قول اس بنا پر راجح ہے کہ یہ آیت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی اور بدر میں کفار کا
لشکر ... کے شمار سے تقریباً سہ چند تھا، وھذا لکفی للترجیح ۔

... میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اپنے سے حریف کو دوچند دیکھنے والے کون تھے اور
... دکھائی دیتے تھے، اکثر کی رائے یہ ہے کہ دیکھنے والا وہ گروہ تھا جو اللہ کی راہ میں لڑتا
... دوچند دکھائی دیتے تھے، اگر اس آیت کی تمثیل کو اسلام سے پہلے کے
... لیکن اگر واقعہ بدر سے خاص قرار دیا جائے ...
... مسلمان ... سمجھتے تھے ... مسلمان

[illegible]

تھے دوسری میں اللہ نے اپنی ہمت و جرأت پیدا کر دی ...

اگرچہ دشمن اُن سے سہ چند تھے لیکن انہیں دوچند ہی نظر آتے تھے ... چند ... ہے، کیونکہ عموماً جری طبیعتیں دو نے تک سے نبٹنے کو معمولی بات سمجھتی ہیں لیکن اس سے زیادہ مقابلہ میں دیکھکر اُن کو بھی تشویش ہو جاتی ہے۔ یا یہ کہ مثلی سے محض اظہار کثرت مراد ہے ... طور پر دوچند ہی ہونا، اور چونکہ دشمن سامنے موجود تھا اس لئے مسلمان اسکو برا والعین ہی دیکھ رہے تھے یہی میرے نزدیک قابل ترجیح ہے، واللہ اعلم،

بعض کی رائے ہے کہ دیکھنے اور دکھائی دینے والے دونوں مسلمان ہی تھے یعنی وہ گروہ جو اللہ کے راستہ میں لڑ رہا تھا وہ اپنے شمار کو شمار واقعی سے دوچند دیکھ رہا تھا اور اُن کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے، لیکن میرے نزدیک یہ درست نہیں،

بعض کی رائے یہ ہے کہ دیکھنے والا گروہ کفار کا تھا اور جو دوچند دکھائی دیتا تھا وہ اللہ کے راستہ میں لڑنے والا گروہ تھا یعنی کفار خوف و رعب کی وجہ سے جو اللہ نے اُن کے دل میں ڈال دیا تھا۔ مسلمانوں کو باوجود قلت اپنی شمار سے دوچند دیکھتے تھے، میرے نزدیک یہ قول بجا نہیں کیونکہ تمثیل اس صورت میں ناقص ہو جاتی ہے، اس لئے کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ... کم تھے لیکن دشمن کی شکست کی وجہ یہ ہوئی کہ اُس نے اُنکو اپنے سے دوچند سمجھ لیا تھا، یا وہ ... نظر آرہے تھے اُنہیں دوچند کے سامنے سے اُن کے پاؤں اُکھڑے نہ قلیل اور اپنے سے کم کے سامنے سے۔

یہ تینوں معانی تو اس صورت میں ہوئے جبکہ یرونھم مثلیھم پڑھیں جو جمہور کی قرأت ہے لیکن اگر نافع و یعقوب کی قرأت کے موافق ترونھم بصیغہ خطاب پڑھیں تو معنے یہ ہونگے کہ دو گروہ لڑ رہے تھے اُنہیں سے ایک راہ خدا میں لڑنے والا تھا اور دوسرا کافر جنکو تم بلا شبہ ... والے گروہ سے برا والعین دوچند دیکھ رہے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالٰے نے اُن قلیل کو فتح دی، پھر تم کثرت مال و اعوان پر کیا اتراتے ہو تمہارے ساتھ بھی ... اپنی کثرت کی رو سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفار ... ہے قرأت اول ... نزدیک ...

[illegible] توریت میں جو ایسے تمام قصہ تاریخی حیثیت سے [illegible] ان تاریخیہ من حیث ہی ضروریات دین و مظمات شرعیہ [illegible] میں جو بحیثیت مذکور واقعاتِ تاریخ کا آیا ہے۔ وہ محض عبرت کے [illegible] ہے۔ اسی لئے زمان و مکان کے بیان سے تعرض تک نہیں کیا ہے۔ چونکہ [illegible] قصہ تاریخی حیثیت سے مذکور ہے۔ اسی لیئے تاریخ عالم کی تحقیقات [illegible] نصرانیت پر اعتراض کیا ہے۔ کہ یقینی علم تاریخ توریت کو غلط ثابت کرتا ہے [illegible] انسانی زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اُس زمانہ سے [illegible] ہے۔ جو توریت میں مذکور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جو تقلیدًا توریت کی روایات [illegible] وہ اس واقعہ تاریخ کی تاویل کرتے ہیں۔ اور جن کو تحقیق کے بغیر تسلی نہیں ہوتی [illegible] کے ساتھ اہل کتاب وحی سے بھی انکار کرنے پر مجبور ہیں۔

[illegible] آدم کی عصمت کا مسئلہ۔ اس میں سلف کا مذہب تو یہ ہے کہ آدم کی معصیت و انابت بھی باقی قصہ کی طرح متشابہات میں سے ہیں جس کے ظاہری معنی کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ بفرض [illegible] کہا جا سکتا ہے کہ وہ قبل از نبوت صادر ہوئی تھی۔ اور علمائے اسلام کا اتفاق اس [illegible] نبی سے اوامر و نواہی کی مخالفت نہیں ہوتی۔ اور ممکن ہے کہ آدم سے مخالفت حکم [illegible] ہوا ہو جس کو بڑھا کر معصیت کہا ہے۔ اور سہو و نسیان منافی عصمت [illegible]۔ اور اگر اس تمام کلام کو تمثیلی مان لیا جائے۔ تو پھر نہ آدم کی عصمت میں خلل آتا اور [illegible] ہو سکتا ہے۔

[illegible] جو تفسیر آیات کی لکھی گئی۔ وہ سلف صالحین کے طریقہ پر ہے۔ خلف کا مسلک اس [illegible] ہے کہ قرآن مجید نے اکثر مواقع پر معانی محض کو سوال و جواب سے حکایت کی صورت [illegible] طریقہ بیان مخاطب کے دل پر زیادہ اثر ڈالتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں [illegible] هل امتلأت وتقول هل من مزيد۔ اس آیت کا ماحصل یہ نہیں [illegible] بطریق استفہام سوال کرے گا۔ اور جہنم جواب دے گا مقصود اس سے [illegible] ہو جائیں۔ اس میں سمائی نہ ہوگی [illegible] ائتيا طوعًا او كرهًا قالتا اتينا [illegible] کیا ہے۔ اس مسلک کی رو سے

[illegible] کو فتح نصیب نہیں ہوا بلکہ گروہ قلیل کو فتح نصیب ہوئی

[illegible] سے کام لینے والے اس نتیجہ کو پہونچتے ہیں کہ ظاہری قوت و شوکت سے بالا

[illegible] طاقت اور بھی ہے جو کبھی کبھی گروہ قلیل کی تائید کرتی ہے یہانتک کہ وہ گروہ کثیر پر غالب

[illegible] ہے۔

اگرچہ قرآن کریم میں اور بھی ایسی آیات موجود ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ گروہ قلیل کب گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور کب غیبی قوت اسکی مؤید و مددگار ہوتی ہے، لیکن خود اس آیت سے بھی اسکا جواب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی راہ خدا میں یعنی حمایت حق اور دفاع عن الدین کی خاطر جنگ کرتا ہے اگرچہ وہ قلیل جماعت ہی کیوں نہ ہو تائید الٰہی اس کے شامل حال ہوتی ہے اور وہ غالب آتا ہے اس لئے کہ ایسی حالت میں نفوس انسانی پوری قوت اور پورے شعور و وجدان کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوکر تمام ترین ممکن تدابیر سے کام لیتے۔ اور پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں جس سے انکی ہمت و جرأت دوبالا ہوجاتی ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ○ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ○ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ واللہ بما یعملون محیط ○

یہ آیتیں جنگ بدر کے بارہ میں نازل ہوئی تھیں جنمیں اللہ تعالیٰ نے جنگ فی سبیل اللہ کے [illegible] مسلمانوں کو چند ایسی ہدایتیں فرمائیں جنکی پابندی فتح و نصرت کا موجب ہوتی ہے، پہلی ہدایت یہ تھی کہ ثبات و استقلال سے کام لو، اور کثرت سے ذکر اذکار کرو، اور [illegible] کہ اس سے عزم مستحکم اور ہمتیں بلند ہوتی ہیں۔ دوسری ہدایت یہ تھی کہ خدا اور رسول [illegible] کیونکہ اس جنگ میں مسلمانوں کا سرلشکر و پیش رو درحقیقۃ خدا اور رسول کی طاعت [illegible] اس حکم کا بجالانا بھی اہم سبب اور ذریعہ نصرت کا تھا، کیونکہ سرلشکر و پیش رو [illegible] [illegible] حکم دیتا کہ نزاع و مخالفت سے احتراز کرو اور [illegible] [illegible] سوا اور کچھ نہیں ہے اور ساتھ ہی اس کے [illegible] [illegible]

لشکر کفر پر غالب آتا ہے۔ اور یہی اس ...

بقدر استطاعت ان اوامر و نواہی پر پورے طور پر عمل کیا اس کا نتیجہ ...

وثوق فتح کے ساتھ لڑے اور کافروں کے قدم انکے سامنے متزلزل ہو گئے ...

نے اللہ کے دین کی نصرت کی اور بائستہ طریق پر کی۔ اسلئے اللہ نے بھی انکی مدد فرمائی ...

پورا کیا حیث یقول۔ یاایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم ...

بدر کے جنگ احد میں چونکہ مسلمانوں سے اوامر خداوندی کی بجا آوری میں کوتاہی ہوئی ...

بائستہ انہوں نے اختیار کیا تھا اس لئے ان کو پیش آیا جو کچھ کہ پیش آیا۔ مگر انہوں نے اس سے

عبرت پکڑی اور جلد تلافی مافات کر لی۔ مگر اب کہاں ہیں عبرت جو نگاہیں جو عبرت پکڑیں اور بصیرت

والے دل کہ حقیقۃ الامر کو سمجھیں آنکھوں پر پردہ ہے اور دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں ...

اب مسلمان خراب و خستہ حال ہیں۔ کاش اب بھی وہ مواعظ قرآن سے عبرت پکڑیں نہ خانہ جنگی ...

کو چھوڑ کر متحد ہوں۔ اور حبل متین دین سے تمسک کریں تو اب بھی دنیا و آخرت میں وہ عزت اور

سیادت کو پہنچ سکتے ہیں +

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ...
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (١٤)

ترجمہ۔ لوگوں کو دل چاہی چیزوں (یعنی) عورتوں۔ بیٹوں۔ چاندی اور سونے کے ...

بڑے ڈھیروں۔ اصیل گھوڑوں۔ مویشیوں۔ کھیتی باڑی کی محبت اچھی معلوم ہوتی ہے ...

دنیا کی زندگی کے فائدے (سامان) ہیں اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا (١٤)

تفسیر۔ یہ آیت بوجوہ اپنے ماسبق سے متصل ہے۔ وجہ اول جو مبنی ہے اس قول ...

اس سورہ کی تقریباً اسّی آیتیں وفد نجران کے حق میں نازل ہوئی ہیں یہ ہے کہ اصحاب ...

کہ وفد نجران میں ساٹھ سوار تھے، جو مدینہ میں پہونچکر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اسوقت ...

کپڑے پہنے اور حریری چادریں اوڑھے ہوئے تھے اور انکی انگلیوں میں سونے کی ...

مسجد نبوی میں پہونچکر انہوں نے اپنے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ...

بعض ... رسول اللہ ...

[illegible]

[illegible] وجہ اتصال جو امام [illegible] نے بیان کی ہے یہ ہے کہ غزوہ بدر کے بعد جب رسول اللہ [illegible] نے یہود کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اپنی طاقت و شوکت کا اظہار کیا اور [illegible] پر گھمنڈ کرکے دعوت کو رد کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آگاہ کیا کہ [illegible] چیزوں پر تم گھمنڈ کرتے ہو یہ تو دنیا کی چند روزہ اور مٹنے والی چیزیں ہیں بہتر اور باقی رہنے والی آخرت کی چیزیں ہیں جو اللہ ہی کے پاس ہیں،

تیسری وجہ اتصال جو اس پر مبنی ہے کہ یہ تمام آیات تقریر توحید کے بارہ میں ہیں یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بیان کر چکا کہ کفار و منکرین کو نہ انکا مال کچھ فائدہ دیگا اور نہ اولاد جسکی وجہ سے وہ حق سے اعراض کرتے ہیں تو پھر اُن سے بغرض تحذیر وجہ غرور بیان کی اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کہ آدمی کو دنیا کی خاطر آخرت کی طرف سے بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے،

چوتھی وجہ اتصال یہ کہ جب آیہ مسبوق الذکر میں اللہ تعالیٰ کافروں کے حق میں وعید بیان کر چکا تو حسب اسلوب قرآن متقیوں سے وعدہ آخرت کرنے کی نوبت آئی، آخرت ہی کی شان و عظمت قائم کرنے اور دکھانے کیلئے پہلے بطریق تمہید آیہ زیر بحث میں تمام لذتوں کے اصول جنسے لوگ اپنی اپنی طبیعت کے موافق تمتع چاہتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں بیان کر دیئے گئے، اس صورت میں آیت کی اصل مراد لذات و شہوات کی مذمت اور دلوں میں اس کی طرف سے نفرت قائم کرنا نہ ہوگی بلکہ [illegible] آخرت اس بات سے ڈرانا ہوگا کہ ان لذات و شہوات ہی کو غائت اور مقصود حیات قرار [illegible] دیا جائے یہی وجہ اتصال شیخ محمد عبدہ رحمہ اللہ نے اختیار کی ہو ولا یخفی ما فیہ من الحسن۔

زین للناس حب الشہوات، مطلب یہ ہے کہ لوگ عموماً اپنی مرغوب چیزوں کی محبت میں [illegible] ہو جاتے ہیں کہ انکو انکی محبت بے عیب نظر آنے لگتی ہے یہی معنی زُیّنَ کے ہیں،

[illegible] بہت سی چیزوں سے محبت کرتا ہے لیکن اُن سب کی محبت برابر اور ایک درجہ کی [illegible] بعض چیزوں کو وہ چاہتا اور پسند کرتا ہے لیکن عیب سے خالی نہیں جانتا، بلکہ [illegible] نقص [illegible] ہے اور بعض چیزوں کی محبت میں اسقدر اندھا ہوتا ہے کہ اگرچہ [illegible] [illegible] نہیں آتا خوبیاں ہی خوبیاں دکھائی دیتی ہیں [illegible]

[illegible]

آپ کی محبت میں مچھ لئے ۔۔۔

کہ انہیں اپنی محبوب چیزیں اور انکی محبت ۔۔۔

ہی نہیں کہ اس سے کنارہ کشی کا خیال دل میں آسکے۔

اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ آخر حب شہوات کو لوگوں کی نگاہوں میں زینت ۔۔۔ کون ہے، بعض کہتے ہیں کہ شیطان حب شہوات کو نگاہوں میں زینت دیتا ہے تاہم ۔۔۔ شہوات مذموم ہے اور مذام کا سرچشمہ شیطان ہی ہے، یہ مسلک حسن بصری رح کی طرف ۔۔۔ جاتا ہے۔ اور بعض اس تزیین کو اللہ کیطرف منسوب کیا ہے باین دلیل کہ اللہ تعالےٰ نے زینت دنیا کو مباح ٹھہرایا اور ۔۔۔ دینے والوں پر بشدت انکار کیا ہے حیث یقول " قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیاة الدنیا خالصة یوم القیامة "، جب اللہ تعالیٰ خود زینت دنیا اور طیبات کو غیر منافی آخرت قرار دیتا ہے اور وہ حصول آخرت کا ذریعہ بھی ہیں یعنی فی نفسہ ۔۔۔ نہیں تو لوگوں کی نگاہوں میں انکو زینت دینے والا بھی خدا ہی ہے، یہ قول بعض معتزلہ کا ہے۔ بعض معتزلین ہی نے اس باب میں یوں تفصیلاً کلام کیا ہے کہ شہوات کی دو قسمیں ہیں مباح اور حرام سو مباح کو زینت دینے والا تو خدائے تعالےٰ ہے اور حرام کو زینت دینے والا شیطان اگرچہ یہ تیسرا قول بظاہر اقرب الی الحسن معلوم ہوتا ہے، لیکن درحقیقت یہاں کلام طبیعت بشری ۔۔۔ ہے نہ جزئیات شہوات میں یعنی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا ہی ایسا کیا۔ اور فطرت اُسے ایسی دی ہے کہ حب شہوات اُسے مستحسن اور بھلی معلوم ہوتی ہے، اور حقائق و طبائع کسی حال میں شیطان کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا، اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اسباب جو اعمال قبیح کی زینت کا باعث ہوں۔ مثلاً وسوسہ جو قبیح کو مستحسن بنا دیتا ہے ۔۔۔ لئے قرآن کریم میں تزیین اعمال کے سوا اور کوئی امر شیطان کی طرف منسوب نہیں ہوا۔ ۔۔۔ تعالیٰ فرماتا ہے واذ زین لھم الشیطان اعمالھم رہے حقائق و طبائع سو وہ خالق ۔۔۔ طرف منسوب ہوتے ہیں اس لئے اگر حب شہوات کی زینت کو طبیعت بشری سے ۔۔۔ کیا جاسکتا ہے تو خدائے تعالیٰ ہی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

۔۔۔ النساء والبنین والقناطیر المقنطرة ۔۔۔

... پہنچی ہیں اور انکی محبت دل کی ٹھنڈک ... ہے ... اور دن کو رات اور رات کو دن کرکے اور جانوں ... ہیں اسکا بڑا حصہ عورتوں ہی پر صرف ہوتا ہے، بہت سے اُنکی محبت میں غنی سے فقیر سے غنی بنگئے اور عزیز سے ذلیل اور ذلیل سے عزیز ہو گئے، شائد کوئی کہنے لگے کہ ... کی محبت میں عزیزوں کا ذلیل اور امیروں کا فقیر ہونا تو مسلم، لیکن فقیر اُنکی محبت میں غنی ... اُنکی چاہت میں رفیع کیونکر ہوئے یا کیونکر ہو سکتے ہیں سو اُسکا جواب یہ ہے کہ جب کوئی ... کسی شرافت و عزت والی کو چاہنے لگتا ہے اور دیکھتا ہے کہ مدعا تحصیل مال اور ... نام نمود کے بدون ممکن نہیں تو وہ اپنی تمامتر قوت بلکہ جان تک حصول مدعا کے حاصل ... میں کھپا دیتا ہے اور جبتک کہ مدعا حاصل نہ ہو جائے، اُسکا پائے سعی ماندگی کا نام تک نہیں لیتا۔

اللہ تعالیٰ نے حب الشہوات من النساء تو فرمایا۔ یعنی کہا کہ مردوں کی نگاہوں میں عورتوں کی محبت اور چاہت زینت دی گئی ہے، حالانکہ عورتوں کو بھی مردوں سے ایسی ہی محبت ... ہے جیسی کہ مردوں کو عورتوں سے، یہ اس لئے کہ عورتوں کی محبت جس وقت وبلا میں ... ہے عورتوں کو مردوں کی محبت عموماً اُس حد تک نہیں پہونچا سکتی کیونکہ عورتیں ضبط نفس ... محبت پر زیادہ قادر ہیں، تم نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مردوں کا حال سنا ہوگا کہ وہ عورتوں ... میں حقیر فقیر اور دیوانے ہو گئے، برخلاف اس کے دس بیس عورتوں کی نسبت بھی نہ سنا ... مردوں کی محبت میں اُن حالوں کو پہونچی ہیں جنکو اُنکی محبت میں مرد پہونچے اور پہونچتے ہیں ... چونکہ مرد کسب معاش اور عورتوں کی حمایت پر قدرت رکھنے کی وجہ سے قوّام علی النساء ... لئے محبت میں اُنکا اسراف وغلو اور عشق میں رسوا و ذلیل ہونا عام طور پر زیادہ اثر رکھتا ہے ... کا ذکر زیادہ مہتم بالشان تھا۔ اگر کوئی کہنے لگے کہ اولاد کی محبت عورتوں کی محبت ... ہے پھر عورتوں کے ذکر کو کیوں مقدم کیا گیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولاد کی محبت ... محبت سے زیادہ کہنا اور سمجھنا غلطی ہے، اگرچہ اولاد کی محبت بسا اوقات ... کی محبت کم والی آ جاتا ہے لیکن اولاد کی محبت میں وہ غلو و اسراف نہیں ہوتا ... پاؤ گے کہ عورتوں کی محبت نے اُن ...

Marfat.com

ایک ... [illegible]

بھی اٹھاتے ہیں حتیٰ کہ ان کو کھانے پینے ... [illegible]

پر صرف کرنے لگ جاتے ہیں، یہ کیا ہے صرف عورتوں کی محبت ... [illegible]

فی الباب یہ کہ اگرچہ عورتیں بھی مردوں کی طرح اُن سے محبت رکھتی ہیں یعنی محبت دو طرفہ ...

چونکہ مردوں کی محبت کا پہلو بڑھا ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی غالب و قوی پہلو کا ذکر کیا ...

دوسرے کو ترک، اگرچہ زین للناس حب الشہوت من النساء سے محبت زوجیت ہی طرف ...

زن و مرد دونوں کو ہوتی ہے، اسکو مثالاً یوں سمجھو کہ قرآن کریم میں جو خطاب عام ہیں وہ ...

مرد دونوں کو شامل ہیں لیکن حسب ظاہر الفاظ مخاطب صرف مرد ہی ہیں، پس جیسے ان خطابات میں ...

عورتیں شامل ہیں ویسی ہی آیہ زیر بحث بھی زن و مرد دونوں کو شامل ہے، اگرچہ ذکر بظاہر صرف ...

کا ہے، اسی طرح باقی پانچ چیزوں کی محبت و الفت بھی زن و مرد دونوں کو ہوتی ہے اگرچہ بظاہر ...

تخصیص مفہوم ہوتی ہو،

دوسری محبت بنین یعنی بیٹوں کی ہے، یہاں بھی لفظ بنین علی سبیل التغلیب اولاد کے لئے استعمال ہوا ہے، یعنی اگرچہ ماں باپ کو محبت بیٹے اور بیٹی دونوں کی ہوتی ہے لیکن چونکہ بیٹوں کی محبت نسبتہً زیادہ ہوتی ہے اس لئے صرف لفظ بنین کہا گیا، اور بنات کو ترک کیا گیا، یوں ... کہو کہ اگرچہ طبعی محبت ماں باپ کو بیٹے اور بیٹی دونوں سے برابر ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک ... تک برابر رہتی ہے لیکن خارجی امور مثلاً ایسی توقعات اور آرزوئیں جنکے پورے ہونے کی بیٹی سے توقع نہیں ہوتی بیٹے سے وابستہ ہوکر اُس کی محبت کو بڑھا دیتی ہیں، اور محبت میں ... ہوجاتا ہے اور حبِّ مفرط ہی فتنہ و غرور کا باعث ہوتی ہے، اسی لئے بیٹوں کی محبت ... سے ذکر کیا گیا،

تیسرے درجہ پر محبت ہے قناطیر مقنطرہ یعنی چاندی سونے کے ڈھیروں کی، قناطیر ... قنطار کی اور قنطار اصل میں کہتے ہیں مال کی مضبوط گانٹھ کو جیسے ... تو ... جاتا ہے، اگرچہ قنطار کے متعلق اور ... اقوال ہیں ... کا ایک قنطار ہوتا ہے ... [illegible]

[illegible]

[illegible] مال کثیر [illegible]

[illegible] اولاد [illegible] مالاینفک کی [illegible] بعض نے

[illegible] بیان کئے ہیں بہرحال مجموعہ [illegible]

[illegible]

مال کی [illegible] خواہش بھی انسان کے لئے ایک طبعی خواہش ہے، یا بتقاضائے طبیعت طبعی ہوگئی [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ مال ذریعہ ہے مرغوب چیزوں کے حاصل کرنے اور خواہشوں ولذتوں کے [illegible] اور آدمی کے مرغوبات ومشتہیات ہیں لامحدود اس لئے اس کی مال کی چاہت کی کوئی انتہا نہیں رہتی، کتنا ہی زیادہ مال کسی کے پاس کیوں نہ ہو جائے وہ اسے کافی وکثیر نہیں [illegible] مال ودولت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر وہ اور زیادہ حرص اور سرگرمی سے توفیر مال کے درپے ہوتا ہے، اور بسا اوقات وہ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ مال ذریعہ ہے دیگر مقاصد کا [اور] مال جمع کرنے ہی کو اصل مقصد قرار دیکر اُن کے حاصل کرنے کیلئے نئے نئے طریقے نکالتا [ہے] [illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لابن آدم وادیان من ذہب لتمنی ان یکون [له] ثالث [illegible] ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب" یوں مال کثیر [illegible] [illegible] مال کے چکر میں پڑکر اُسی کے ہو رہتے ہیں اور عقل وشعور پر یہاں تک پردہ پڑجاتا [illegible] طلب حق اور اُس کی نصرت سے انہیں کچھ واسطہ رہتا ہے اور نہ زاد آخرت کی کچھ فکر بھی [illegible] کسی قوم میں کوئی رسول نہیں آیا ہے اور کوئی مصلح نہیں کھڑا ہوا مگر یہ کہ دولت مندوں ہی نے [illegible] کو جھٹلایا اُنکی باتوں سے انکار کیا، دشمنی وخصومت پر کمر باندھی تکبر وخود سری سے [illegible] [ایمان] لائے تو وہ بھی عمل میں اوروں سے پیچھے اور خطا وگناہ میں آگے آگے رہے، اسی [illegible] نے فرمایا زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرة من [illegible] بلکہ جہاں اُن چیزوں کا ذکر کیا ہے جو آدمی کو فتنہ اور خرابی میں ڈالتی ہیں وہاں [illegible] مقدم کیا ہے حیث یقول سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا [illegible] انما اموالکم واولادکم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم [illegible]

[illegible] کلام [illegible] محبت کے [illegible]

[illegible] کی محبت [illegible] اور حب [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ بعض نے خوبصورت [illegible]

گھوڑوں کو جنہیں رنگوں سے رنگ کر اور انپر نقش و نگار بنا کر خوبصورت بنا [illegible]

یہی پچھلے معنے اختیار کئے ہیں۔ بہرحال گھوڑے تجارتی ہوں یا [illegible]

ہوں فخر و مباہات کے طور پر اپنے پاس رکھا کرتے ہیں اس متاع دنیا میں شامل ہیں [illegible]

ایک دوسرے پر سبقت جایا کرتے ہیں حتی کہ بعض تو انکی محبت میں اس قدر غلو کر جاتے ہیں [illegible]

چیزوں کی محبت میں اس غلو کو جائز نہیں رکھتے،

پانچویں قسم مشتہیات کی انعام ہیں یعنی اونٹ۔ گائے۔ بیل اور بھیڑ بکری۔ بادیہ نشینوں کے [illegible]

یہی دھن دولت ہیں اور یہی انکی حقیقی ثروت اور یہی ذریعہ فخر و مباہات، اور یہی انکی معاش [illegible]

ضروریات پوری کرنے والے۔ شائد خیل مسومہ کے ذکر کو ذکر انعام پر اسی لئے مقدم کیا گیا ہے

جو عمدہ گھوڑوں کے رکھنے اور جمع کرنے پر قادر ہوتے ہیں وہ زیادہ متعیش ہوتے ہیں بہ نسبت

جو انعام ہی کو اپنا دھن دولت سمجھتے ہیں اس لئے کہ گھوڑے متاع فضولی میں سے ہیں [illegible]

چل سکتا ہے اور ہر ایک گائے بیل بھیڑ بکری والا گھوڑی رکھنے اور جمع کرنے پر قادر نہیں

اور ان کے ذریعہ فخر و مباہات نہیں کر سکتا، ورنہ عام نفع کے لحاظ سے انعام کا درجہ [illegible]

ہوا ہے،

چھٹی قسم مشتہیات کی حرث یعنی زراعت ہے اور زراعت بدرجہ [illegible]

حیات انسان ہے۔ اگرچہ حاجت و ضرورت کے لحاظ سے یہ اولین مشتہیات [illegible]

سے آخر میں اس لئے بیان کیا گیا کہ چونکہ وہ زیادہ عام ہے اس لئے لوگوں [illegible]

قیمت و زینت بھی کم ہے۔ اور شاذ و نادر ہی آدمی کو تلاش حق اور اس کی نصرت سے [illegible]

دیکھنے کو۔ جو نعمتیں نعمت زراعت سے عام و تام ہیں مثلاً ہوا کہ ایک لمحہ [illegible]

[illegible] نہیں ہو سکتا، ان سے متمتع ہونا باعث فتنہ بھی نہیں کبھی کسی کو [illegible]

[illegible] بخلاف ان نعمتوں کے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... ہوگا ... کے پاس ہے، ایسی حالت میں

... اتنی محبت و توجہ اسی متاع عاجل کے حصول میں لگا دے اور ...

... کرنے کی فکر سے غافل ہو جائے جو متاع دنیا سے کہیں افضل و اعلیٰ ہے۔

... آیہ زیر بحث کی تفسیر بیان ہوئی ہے اس سے یہ ظاہر ہے کہ مشتہیات ...

... چیزیں مستحسن دکھائی دینے کے بارہ میں جو مذکور قرآن کریم میں آیا ہے، وہ بیان ہی

... ہے اور تمہید ہے ایسی چیزوں کے یاد دلانے کی جو ان مشتہیات سے ارفع و اعلیٰ

اس لئے کہ ان مشتہیات کی فی نفسہا برائی کرنی منظور ہو جیسے کہ بعض زاہد خشک خیال کرتے

ہیں کہ اللہ نے آدمی کو ہرگز کسی بُری فطرت پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ احسن تقویم میں پیدا کیا

اور پھر دین اسکو اسکی فطرت کے خلاف نہیں دیا، بلکہ موافق فطرت دیا ہے کما قال: فاقم وجھک

للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس

لا یعلمون۔ اور جب مشتہیات مذکورہ کی محبت اور چاہت مقتضائے فطرت ہے تو پھر وہ کیونکر

مذموم ہو سکتی ہے۔ عورتوں کی محبت جو اصل فطرت میں داخل ہے کوئی کیونکر اُسے مذموم کہنے

... کر سکتا ہے حالانکہ وہ محبت بقائے نوع کے متعلق حکمت خالق کے اتمام کا ذریعہ و وسیلہ

... کی حکمت و رحمت پر دال کما قال: ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا

الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

... عورتوں سے محبت کرتے تھے، کیا وہ مذموم تھی، اور کیونکر مال کی محبت لذاتہ مذموم ہو سکتی ہے

... تعالیٰ امور خیر میں بذل مال کی تعریف کرتا ہے، اور اسراف و تبذیر سے ایسے ہی منع فرماتا ہے

... ہے، اور اپنے رسول پر یہی احسان جتاتا ہے کہ تو محتاج و فقیر تھا ہم نے تجھکو غنی

... قوام امت اور ذریعہ عزت دین قرار دیتا ہے اور وہ ارکان دین میں سے دو رکن

... ہی کا ذریعہ ہے۔ اور تقرب خداوندی کا ایک اہم وسیلہ، رسول اللہ صلی اللہ

... ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی۔ خلاصہ معانی الباب یہ کہ مومن متقی کا

... مشتہیات فطری اور طبعی مشتہیات ہیں لیکن انہیں کا دیوانہ ہو جائے، اور

... آنکھ نہ بند کر لے، بلکہ حد اعتدال سے کام لے

... اور ... زاد ... حسنۃ ...

قل اؤنبئكم بخير من ذلكم للذين [illegible]

مطهرة ورضوان من الله والله بصير بالعباد (15)

الذين يقولون ربنا إننا آمنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار (16)

الصابرين والصادقين والقانتين والمنفقين والمستغفرين بالأسحار (17)

**ترجمہ**۔ تم کہدو کہ میں تمکو اس (متاع دنیا) سے بہتر چیزیں بتاؤں، اُن لوگوں کیلئے [illegible] اُن کے رب کے پاس باغ ہیں جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں بحالیکہ وہ انہیں ہمیشہ رہیں گے اور [illegible] بیویاں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں (کے اعمال) کو دیکھتا ہے (15)

(یہ سب کچھ) اُن کے لئے ہے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم بالتحقیق ایمان لائے، پس تو ہمارے گناہ بخش اور ہمکو آگ کے عذاب سے بچا، (16)

انکے لئے جو صبر والے اور سچے ہیں اور بندگی میں لگے رہتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اور پچھلی [illegible] کو استغفار کرتے ہیں (17)

**تفسیر**۔ جب اللہ تعالیٰ آیت سابق میں نعم آخرت اور انکی عظمت کی تمہید و تقریب [illegible] کے اہم ترین ابواب گنوانے کے بعد مخاطبین کے اذہان کو واللہ عندہ حسن المآب فرما کر نعم [illegible] خیال سے قریب کر چکا تو اب نعم آخرت کے بیان کی نوبت آئی، مگر قبل اس کے کہ انکا ذکر کرے بطریق استفہام فرمایا قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم مقصود استفہام سے یہ ہے کہ مخاطب [illegible] یعنی نعم آخرت کے سننے اور انکی عظمت سے متاثر ہونے کیلئے اور زیادہ تیار ہو جائے اور شوق سے انکا ذکر سنے۔

ذلکم سے اشارہ ہے انہیں دنیوی نعمتوں کی طرف جنکا ذکر پہلے ہو چکا، اور پھر [illegible] آخرت کو خیر کہنا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ مذکورہ سابق نعم دنیوی فی نفسہا غیر [illegible] خواہش اور حاجت مذموم اور شر نہیں بلکہ حق و صواب یہی ہے کہ مذکورہ سابقہ مشتہیات [illegible] نعمت الٰہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کے لئے مقدر اور عطا کی ہیں انکو [illegible] ہے تو انسانی افراط و تفریط سے لاحق ہوتا ہے یعنی آدمی خود ان نعمتوں کی [illegible] ہے جیسے دوسری نعمتوں [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

... ہے ... کرے یا جری ہوی

... ان ہے جیسا وہ جو اپنی عقل کو لوگوں کے ستانے اور انکے حقوق نگل جانے کو ... ئے یا اس کی رو سے نصوص شرعیہ میں ایسے حیلے تراشے اور ایسی بیجا تاویلیں کرے ... نصوص کی اصلی غرضیں فوت ہوکر فرائض متروک اور ارکان شریعت منہدم ہوجائیں اس سے ... لوگوں کا مشتہیات دنیا سے بُری طرح فائدہ اٹھانا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ نعمتیں اور ... کی فی نفسہا مذموم و قبیح ہے۔ جبکہ نصفت و اعتدال اور شریعت و فطرت کی حدود و وجبی پر ... رہ کوئی اُن سے متمتع ہو +

للذین اتقوا عند ربہم جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وازواج مطہرۃ ورضوان من اللہ یہ جواب ہے استفہام اونبئکم کا اور ذکر ہے اُس حسن مآب اور نعم آخرت کا جو دنیا کی مشتہیات سے بہتر ہیں +

... غور سے معلوم ہوتا ہے کہ نعم آخرت جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں دو قسم کی ہیں اول جسمانی نفسانی یعنی جنات بما فیہا اور ازواج مطہرات، دوم روحانی عقلی یعنی رضائے خداوندی رضوان بمعنی ... مصدر ہے لیکن اُس کے معنی میں بمقابلہ رضا مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے رضوانٌ اللہ کے معنی ہوئے ... ثابت خوشنودی و رضامندی، نہ جسکے ساتھ ہی قہر و عتاب ہو اور نہ بعد ہی میں واقع ہو، اور یہ ... ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی رضامندی اعظم ترین نعمت ہے جو آدمی کو حاصل ہو سکتی ہے، اسی لئے اللہ ... سورہ توبہ میں فرماتا ہے وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا و مساکن طیبۃ فی جنت عدن ورضوان من اللہ اکبر ذلک ہو الفوز العظیم اور جب رضوان من اللہ ... کی نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کی نعمتیں مختلف اور ... متعدد ہیں اور اہل جنت کے مراتب بھی ایسے ہی مختلف ہیں جیسے کہ دنیا میں مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ... بعض لوگ ایسے ہیں جو رضوان من اللہ کے معنے کو سمجھتے ہیں، اور یہی سمجھ انکے حق میں ترک شر ... ہوتی ہے وہاں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو رضوان من اللہ کے معنے نہیں سمجھ سکتے ... اللہ کا خیال بھی انکو ترک شر اور عمل خیر پر آمادہ نہیں کرسکتا، وہ صرف ... نہیں لذات ... ہوں وہ انکے نزدیک بہترین اشیاء ہیں اور ... حقیقی جانتے اور مانتے ہیں کہ آخرت

[illegible] ایمان [illegible]

[illegible] متقی ہیں وہی درحقیقہ ایماندار اور صاحب ایمان ہیں [illegible]

لئے مستحق . نہ وہ جو باد عاے خود اپنے آپ کو صاحب ایمان و متقی کہتے ہیں

لوگوں کو خودشناسی و محاسبہ نفس کا سبق دیتی ہے تاکہ عجب و پندار کے وجہ کہ [illegible]

غیر متقی ہونے کے باوجود اپنے آپکو متقی اور وعدہ آخرت کا مستحق خیال نکریں [illegible]

اپنے نفس کا محاسبہ کرتے اور اپنے آپکو علم و بصیرت خداوندی کے حضور میں یقین کر کے [illegible]

اتقا پر عامل و کاربند ہوں،

الذین یقولون ربنا . . . . الذین کو آیہ ماقبل سے کیا تعلق ہے اس خصوص میں مفسرین

مختلف الراء ہیں بعض کہتے ہیں کہ اگرچہ جملہ الذین یقولون ربنا لفظاً للذین سے دور واقع ہوا ہے

لیکن یہ اسکی صفت ہی ہے اور محلاً مجرور کیونکہ صفت کے اپنے موصوف سے بفاصلہ آنے میں کوئی

حرج نہیں خصوصاً جبکہ صفت کا صفت ہونا ظاہر ہو جیسے کہ یہاں ظاہر ہے، اس صورت میں

الذین یقولون . . . للذین کی صفت معنوی ہوگی نہ صفت نحوی کما ہو ظاہر۔ بعض نے [illegible]

مع الذین کو محلاً منصوب مانا ہے اور بعض نے تخصیص یا استیناف قرار دیکر مرفوع کہا ہے

ان تینوں مسلکوں میں سے پہلا مسلک بالکل صاف و صحیح ہے۔ لیکن اگر ذرا غور سے دیکھا جائے

باقی دو مسلکوں کا بھی مآل وہی نکلتا ہے جو صورت اول کا ہے، اس لئے کہ جب پہلے

حسن مآب کو متقیوں سے خاص کر چکا اور پھر مقام مدح میں خاص لوگوں کا ذکر کیا تو وہ

متقیوں میں سے ہونگے اور ہونے چاہئیں . رہا استیناف اس کی یہ صورت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا للذین اتقوا تو گویا یہاں کسی کی طرف سے سوال ہوا کہ وہ متقی کون ہیں

جواب میں یہ استیناف واقع ہوا کہ الذین یقولون ربنا، اس صورت میں بھی [illegible]

کا للذین کی صفت معنوی ہونا ظاہر ہے وھذا ما ادّعینا ۔،

ربنا اننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا ، اکثر مفسرین لکھتے ہیں اور [illegible]

[illegible] ہے کہ اس آیت میں طلب مغفرت [illegible] انا [illegible]

[illegible] اور قلب پر ہے [illegible]

[illegible] میں غرق رہے اور پھر بھی وہ مستحق مغفرت اور عذاب سے بچنے

[illegible] عقلاً و نقلاً محال ہے، عقلاً اس لئے کہ سنت خداوندی یہی یہ ہے انسانی

[illegible] کو اتنا تسلط و اقتدار حاصل ہوتا ہے کہ اعمال بدنیہ انکے تابع ہو جاتے ہیں اور ایمان

[illegible] کا تمام ہے جو عقل پر مستولی ہو اور قلب کا محافظ اور اعمال کا منبع ہیں یہی عقل و قلب

[illegible] کے اعمال وجوباً اس کے ایمان و اعتقاد کے تابع ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں الا ما

[illegible] بھول چوک جہالت و نادانی یا غیظ و غضب کی حالت میں کوئی فروگذاشت اور خطا ہو جائے

ہو جائے ورنہ نہیں ہوتی اور نہیں ہونی چاہئے، اور اگر صاحب ایمان سے کوئی غلطی یا خطا

[illegible] ہے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتا رہتا، بلکہ بہت جلد اس سے باز آ جاتا ہے اور سچی توبہ کرتا ہے۔ جو

[illegible] معصیت کے اثر کو قلب سے مٹا دیتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون

السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب، رہی دلیل نقلی سو وہ ایک دو نہیں بیسیوں ہیں، کہاں تک بیان

کی جائیں مگر طالب حق کے لئے ایک دو ہی کافی ہو سکتی ہیں وھو قولہ تعالیٰ: وانی لغفار لمن تاب وآمن

وعمل صالحا ثم اھتدیٰ" وقولہ تعالیٰ فی حکایۃ دعاء الملائکۃ للمؤمنین" ربنا وسعت کل شیٔ رحمۃ

وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم"

قطع نظر ان تمام دلائل کے آیہ زیر بحث (ربنا اننا آمنا فاغفر لنا) سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا

[illegible] صرف زبان سے کرتے ہیں اور عمل سے واسطہ نہیں رکھتے، بلکہ آیۂ مابعد بصراحت دال ہے اس

[illegible] مذکور اون متقیان کامل کی شان سے ہے جو صفات صبر و صدق۔ قنوت و انفاق فی سبیل اللہ

[illegible] ہیں۔ اور یہ تمام صفات عملی ہیں نہ ایسی کہ جن کے اظہار کا تعلق صرف زبان سے ہو اور بس

[illegible] قطع نظر کرکے اگر کلام مومنین متقین کے بارہ میں نہ ہوتا اور وہ ان صفات عملی سے یہی

[illegible] بیان کئے جاتے تب بھی آیہ زیر بحث میں ایمان سے ایمان کامل ہی مراد لیا جاتا جو ترک معاصی

[illegible] کا موجب و محرک ہوتا ہے تاکہ یہ آیت دیگر آیات کے مطابق بھی ہوتی۔ اور عقل طبیعتا

[illegible] کے موافق بھی حیث قالوا۔ ان الایمان قول واعتقاد وعمل"

[illegible] المستغفرین بالاسحار یہ ہیں وہ اوصاف

[illegible] ان اوصاف میں سے پہلا وصف

[illegible]

شخاب جب شہوات کی [illegible] خیالات [illegible]

کو ہلانے لگیں تو صبر ایمان و اعتقاد کو آگے سہارا دے [illegible]

حدود شرعیہ پر ٹھیرا دے اور سرمو ادھر ادھر نہ ہونے دے۔

یاد رہے کہ صبر جیسے امور دینیہ میں نفس کو حدود شرعیہ پر قائم رکھکر آدمی کی شرافت دینی کو مصئون رکھتا ہے، ویسے ہی اسکی دنیوی شرافت کو بھی شدائد و مکارہ کے وقت جزع [illegible] سے بچاتا ہے [illegible] نہ صرف صابر کی شرافت دنیوی کو بلکہ اوروں کے حقوق کو بھی حرص و طمع کی پامالی سے محفوظ رکھتا ہے علامہ شیخ محمد عبدہ رحمہ نے صبر کی تفسیر کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے کہ "صبر ایک ملکہ نفسانی ہے جس سے امور شاق کا احتمال نہ صرف سہل و آسان بلکہ حق کی حمائت میں مکروہات کا برداشت کرنا مرغوب و پسندیدہ ہو جاتا ہے صبر تمام اخلاق کی جڑ ہے، بلکہ ہر خلق کا کمال صبر ہی پر موقوف و منحصر ہے اسی لئے جس قوم سے صفت صبر گم ہو جاتی ہے اُس سے ساری خوبیاں گم ہو جاتی ہیں اور انکی ساری قوت جاتی رہتی ہے۔

صبر کی جو تعریف اوپر بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہے کہ صبر کو اُن صفات سے جو آیۂ زیر بحث میں صبر کے بعد بیان ہوئی ہیں شرط کیسی نسبت ہے کہ اُس کے بدون وہ پوری ہی نہیں ہو سکتیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صبر کو سب سے مقدم بیان کیا ہے جیسے کہ شرط وجوداً ہمیشہ مقدم ہوا کرتی ہے۔

صدق کے معنی راستبازی ہیں اور صدق قول عمل اور صفت تینوں میں ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں صادق فی قولہ وعملہ وجہادہ وحبہ۔ ایمان اور نیت بھی چونکہ عمل و صفت سے خارج نہیں [illegible] ایمان و نیت میں بھی صدق ہوگا، اور صدق ہی ہر فضیلۃ کا منتہائے کمال ہے اسکی فضیلت میں [illegible] تعالیٰ کا یہ فرمانا کافی ہے کہ "والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون ○ لہم ما یشاءون عند ربہم ذلک جزاء المحسنین ○ لیکفر اللہ عنہم اسوأ الذی عملوا ویجزیہم اجرہم باحسن الذی کانوا یعملون ○" ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صدق کو اصل دین اور جامع حقیقت دین قرار [illegible] گناہ کا کفارہ بھی جو ایک صداقت پیشہ سے ہو جائے یا ہو سکتا ہے [illegible] ایمانی و اخلاقی یا قولی و فعلی [illegible] گناہ [illegible] ہو سکتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] الذی [illegible] اور

[illegible] استقامت کی نہیں کہا جاسکتا یعنی اگر صادق سے اگر کوئی لغزش [illegible] ہو جاتی ہے تو وہ جلد راہ مستقیم پر آجاتا ہے ۔

[illegible] قنوت کے اصلی معنی ہیں ہمیشہ خشوع و خضوع پر قائم رہنا۔ کونسا خضوع و خشوع ، وہ جو روح عبادت [illegible] اطاعت ہے نہ یہ کہ ظاہر میں عجز و نیاز ہو اور باطن میں ہیچ اس لئے قانتین سے وہ مطیع مراد [illegible] جو طاعت و عبادت پر بالدوام قائم رہیں ،

[illegible] منفقین کے ساتھ چونکہ نفقہ یا منفق علیہ کو معین کر کے بیان نہیں کیا گیا، اس لئے منفقین سے وہ لوگ مراد ہونگے جو اپنا مال تمام واجب و مستحب طرق خیر میں خرچ کرتے ہیں اور بھلے کاموں میں دینے [illegible] طلب [illegible] کسی حال میں دریغ نہیں کرتے ،

[illegible] والمستغفرین بالاسحار کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے ، مجاہد نے اسکی تفسیر نماز گزاروں سے کی ہے [illegible] کہ آخر شب کے تہجد گزار تہجد کی نمازیں طلب مغفرت اور رضائے خداوندی کے لئے ہی پڑھتے ہیں ، بعض کا قول ہے کہ والمستغفرین بالاسحار سے نماز صبح پڑھنے والے مراد ہیں خصوصاً جو اول وقت میں نماز باجماعت پڑھیں یہی دونوں تفسیریں والمستغفرین بالاسحار کی بہترین تفسیریں ہیں [illegible] دونوں سے یہ ظاہر ہے کہ آیۃ میں استغفار سے بالاعمال مغفرت چاہنا مراد ہے نہ صرف زبان ہلا دینے اور استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہدینے سے ، جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ استغفار [illegible] ہی مغفرت چاہنا مراد ہے وہ بھی حضور قلب کو شرط استغفار قرار دیتے ہیں اسکا [illegible] نہیں کہ محض زبان سے مغفرت چاہنا اور استغفر اللہ کہنا سود مند ہے ۔ [illegible] کا اتفاق ہے کہ گناہوں پر اصرار کرتے ہوئے گناہوں سے مغفرت چاہنا اللہ تعالے [illegible] کرنا ہے نعوذ باللہ من ذالک

[illegible] کے ساتھ استغفار کی تخصیص کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اس وقت کی عبادت عموماً [illegible] خصوصاً ان کو جو ابھی ایمان و یقین کے ابتدائی درجوں میں ہوں ، کہ یہ وقت [illegible] واجب [illegible] اس لئے اسوقت وہی مشغول طاعت عبادت [illegible] کو ترجیح دیتے ہوں ، اور جو انتہائے مدارج [illegible] ترین وقت

Marfat.com

[illegible] قال [illegible]

تخصیص ہی سے استغفار کا ذکر کیا گیا ہے۔ ([illegible])

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ [illegible]

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ [illegible]

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑲

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ [illegible]

اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ⑳

**ترجمہ**۔ اللہ اور ملائکہ اور علم والوں نے گواہی دی کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں [illegible] کہنے والا ہے اس کوئی معبود نہیں ہے لیکن وہی کہ زبردست اور حکمت والا ہے ⑱ [illegible]

بالیقین جو دین اللہ کے نزدیک حق ہے وہ اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے اختلاف [illegible] لیکن آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ علم (حق) انکے پاس آچکا تھا، اور جو اللہ کے حکموں سے [illegible] بالیقین اللہ جلد حساب لینے والا ہے، ⑲

پھر اگر وہ (اہل کتاب) تجھسے جھگڑا کریں تو تو کہدے کہ میں نے تو اللہ کے سامنے اپنا سر جھکا [illegible] انہوں نے بھی جنہوں نے میری پیروی کی، اور کہدے اہل کتاب اور ان پڑھوں (عرب) [illegible] سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو (یا اللہ کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہو) پھر اگر وہ اسلام لے آئیں [illegible] ہدایت پالی اور اگر منہ موڑیں تو تیرے ذمہ صرف (رسالت کا) پہونچا دینا ہے اور اللہ بندوں [illegible] کو خوب دیکھ رہا ہے، ⑳

جب اللہ تعالیٰ متقیوں کی جزا۔ مومنوں کی شان اور انکی کامل اوصاف [illegible] تو اپنی اور ملائکہ و اولوا العلم کی شہادت سے انکے ایمان کی شان اور بڑائی [illegible] اصل یہی شہادت بیان فرمادیا، حیث قال۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة [illegible] بالقسط۔ اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اللہ اور ملائکہ اور اولوا العلم کی [illegible] [illegible] شہادت انکی طرف ہے کیونکہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] انکا اقرار توحید ذات ہے [illegible] اولی العلم

[illegible] بیان [illegible] اللہ توحید کے دلائل ثابت و بیان کرنا گویا اولی

[illegible] کہتے ہیں اور بعض [illegible] اس مسلک کی بنا پر لازم آتا ہے کہ ہر [illegible] کے ساتھ

[illegible] استعمال ہوں یعنی خدا کی شہادت کچھ اور ہو اور ملائکہ کی کچھ اور اور اولی العلم کی کچھ اور

[illegible] چونکہ ایک لفظ ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں متعدد معانی میں نہیں آسکتا اس لئے

[illegible] یہ توجیہ ضعیف ہے۔ دوسرا مسلک مفسرین کا یہ ہے کہ آیت میں شہادت کے معنی

[illegible] ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہو یا ملائکہ و اولی العلم کی طرف سے ایک ہی ہیں چاہے شہادت

[illegible] اظہار مع العلم ہوں اور چاہے محض اظہار و بیان، دونوں صورتوں میں اللہ اور ملائکہ و اولی

[illegible] کی طرف سے شہادت موجود ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اپنی توحید کی خبر ملائکہ کو دی، اور ملائکہ

[illegible] رسل کو اور انبیاء و رسل نے اور لوگوں کو اور اُن میں سے جو اہل علم ہوئے انہوں نے اوروں کو

[illegible] خبر دی اور دیتے ہیں اور بدلائل ثابت کیا اور کرتے ہیں،

یہاں ایک اعتراض یہ واقع ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا طریق پر توحید نقل سے ثابت ہوتی ہے، اور

[illegible] ہے توحید کی اس لئے کہ جبتک توحید نہ ثابت ہوجائے وحی ثابت نہیں ہوسکتی، اور

[illegible] ثابت نہیں تو مذکورہ بالا شہادت بھی لاشئ محض ہوگئی، اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے

[illegible] میں جو شہادتیں اپنی توحید پر پیش کی ہیں وہ مقرون بحجت ہیں اسی طرح ملائکہ کی شہادت

[illegible] ہوتی کہ انبیاء علیہم السلام کے نزدیک انکی شہادتیں تمام یقینی بدیہیات سے بھی زیادہ

[illegible] ہیں اور اولی العلم کی شہادت عادۃً مقرون بدلیل ہوتی ہی ہے اس کے علاوہ یہاں کلام وحدانیت

[illegible] میں ہے کسی مشرک کو بھی انکار نہیں کیونکہ مشرک بھی اللہ کے وجود اور اُس کی توحید کا

[illegible] کا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور اللہ کے درمیان بعض واسطے [illegible]

[illegible] گناہوں کی معافی۔ اللہ کی نزدیکی کا ذریعہ سمجھنے لگتا ہے، چنانچہ مشرکوں کا ہمیشہ

[illegible] اللہ کے وجود اور اُس کی توحید سے کسی مشرک نے کبھی انکار نہیں کیا ہے

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

قائما بالقسط سے کیا مراد ہے [illegible]

ہو کہ لا الٰہ الا ہو قائما بالقسط لا الٰہ الا ہو [illegible] یہ قائما [illegible]

صورت میں بھی اگرچہ دو احتمال ہیں اول یہ کہ اولو العلم کا حال ہو، دوسرے [illegible]

ہوا ہے لیکن جمہور مفسرین نے اسی پہلی صورت کو اختیار کیا ہے معنے اس حالت میں [illegible]

ہونگے جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کئے ہیں یعنی اللہ بعدل و نصفت تام شہادت دیتا ہے کہ اس کے [illegible]

کوئی معبود اور سزاوار الوہیت نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ یہ شہادت ہی قائما بالقسط

کرتا ہے یا وہ ہر حال میں قائما بالقسط ہے اور ہر امر میں عدل سے کار فرما، سو تخصیص کی تو کوئی وجہ نظر

نہیں آتی اگرچہ بعض مفسر اسکے قائل ہوئے ہیں مگر امر حق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر امر میں عدل سے کار فرما

ہے، کیا امور دین میں اور کیا امور کائنات میں مثلاً امور دین میں سے دربارہ اعتقاد الوہیت اس نے

توحید کا حکم دیا، سو توحید وسط ہے شرک میں اور سرے سے خدا ہی کے نہ ماننے میں، اسی طرح اس کے

دیگر احکام عبادات و آداب بھی مبنی بر عدل اور قوائے روحانیہ و بدنیہ اور افراد انسانی کے عدل

کے موافق ہیں چنانچہ روحانی ترقی اور تزکیہ نفس کے لئے نماز وغیرہ نماز میں جہاں ذکر و شکر کا حکم ہے

بدن کی حفاظت اور اسکی تربیت کیلئے زینت و طیبات کو مباح کرکے غلو فی الدین اور اسراف [illegible]

منع کیا گیا ہے اور یہ عین عدل ہے، آداب و اخلاق کے بارہ میں بھی بصراحت عدل کا حکم [illegible]

عین عدل ہے حیث قال اللہ تعالیٰ "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" وقال ایضا "واذا حکمتم

بین الناس ان تحکموا بالعدل" وقس علی ہذا فی البواقی

اسی طرح کائنات کیطرف نظر اٹھا کر دیکھو اسکی ہر چیز میں اللہ کی ایسی سنتیں نظر آئینگی جو [illegible]

حقانیت پر دال ہیں۔ پس اس بنا پر گویا قائما بالقسط ایکطرح دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ [illegible]

علی التوحید جو عالم سے بھی ظاہر و عیاں ہے بالکل سچی اور واقعی شہادت ہے اس لئے کہ [illegible]

مع العدل دال ہے واضع نظام کی وحدانیت پر کما ہو ظاہر،

اگر کوئی کہنے لگے کہ اللہ کی کتاب میں خود ملی وحدانیت ہے پھر [illegible]

ہے جو اگر غور سے دیکھا جائے تو اللہ کے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] سے رسالہ لکھا گیا ہے اس سے

[illegible] اختلاف رائے کرتے ہیں۔

[illegible] ہے مجھ کو اتفاق ہے مگر دو اعتراض بھی ہیں ایک تو یہ کہ تیمیہ کے خلاف حاشیہ میں جو [illegible] نہیں چاہئے تھا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حدیث لا ربو کو جو آپ نے غیر صحیح لکھا ہے بلا تحقیق لکھا [illegible] مرسل قسم کی ہے جسکا راوی درمیان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مکحول تابعی کے نامعلوم ہے۔ مگر [illegible] احادیث کا پہلا راوی تابعی ثقہ ہو تو وہ احادیث تسلیم کر لی جاتی ہیں اگر کوئی امر اصول محدثین کے مطابق [illegible] تسلیم ہونے کے خلاف نہ ہو اور مکحول تابعی راوی اس حدیث کا محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ دیکھو [illegible] [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے مع امام محمد کے اس حدیث کو صحیح مانا ہے باقی تین ائمہ نے اس لئے تسلیم نہیں کیا کہ انکے [illegible] قرآن کریم کے خلاف ہے بدیں وجہ کہ قرآن کریم میں حکم حرمت قطعی بلا کسی شرط کے ہے دار الاسلام [illegible] دار الحرب کی قید کا کچھ ذکر نہیں۔ اگر ائمہ ثلاثہ کی یہ رائے درست ہو اور یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہو تو [illegible] نہیں کہ امام اعظم کی رائے غلط اور ائمہ ثلاثہ کی رائے صحیح۔ مگر قرآن کریم میں غور کرنے سے معلوم ہوتا [illegible] حدیث عین قرآن کے مطابق ہے بوجوہات ذیل:-

اوّل۔ حکم حرمت ربا نازل نہیں ہوا تا وقتیکہ عرب میں سلطنت اسلامیہ قائم نہیں ہو گئی اور وہاں کے [illegible] رہنے والے جو مخاطب اس حکم کے تھے مسلمان تھے یا ذمّی۔

دوم۔ آیت فاعتدوا علیہم بمثل ما اعتدوا علیکم پر غور کرو۔ ماہ حرام میں قتال منع تھا مسلمانوں نے [illegible] ماہ میں قتال سے پرہیز کیا تو کفار سے لگے انپر زیادتی کرنے تو اوسپر یہ حکم نازل ہوا کہ جسقدر زیادتی کفار [illegible] اسی قدر تم بھی کر سکتے ہو جبکہ حرمت والے مہینوں میں قتل جیسا عظیم گناہ اسوجہ سے حلال ہو گیا کہ کفار یہ موقعہ پا کر [illegible] مسلمانوں کی زیادتی نہ کر دیں تو اسی اصول پر جب دار الحرب میں کفار سود در سود ایک روپیہ کے دس بلکہ اس سے [illegible] زیادہ وصول کریں اور وہ روپیہ اس سے بذریعہ قید و قرقی و نیلامی جائداد وصول کیا جاوے گذارہ کیلئے بھی [illegible] اس کے پاس کچھ نہ چھوڑا جاوے تو کیا وجہ ہے کہ بتعمیل حکم فاعتدوا علیہم ہم ان سے سود نہ لے سکیں۔

سوئم۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کو مختلف الزام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل [illegible] جس کی ممانعت کی گئی تھی وہ ربا لینے لگے۔ الفاظ قرآن کریم جو اس بارہ میں ہیں یاد پڑتا ہے یہ ہیں واخذہم [illegible] وقد نہوا عنہ۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ بنی اسرائیل کو جس ربا کی ممانعت تھی وہ ربا کیا تھا۔ عہد عتیق کی [illegible] استثناء باب ۲۳ ورس ۱۹ و ۲۰ میں صاف درج ہے کہ اپنے بھائی کو سودی قرضہ نہ دے مگر اجنبی کو سودی [illegible] استثناء باب ۵ میں پڑوسی کو بھی بھائی کا مرتبہ دیا گیا دیگر اجنبیوں سے اجازت ہے۔ کتاب احبار [illegible] ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ میں ایسے اجنبی یا مسافر کو جو تیرے ساتھ زندگی بسر کرتا ہو بھائی کا حق دیا گیا [illegible] سودی ممانعت کی گئی۔ ایسا ہی احبار باب ۱۹ میں ہے۔ کتاب خروج باب ۲۲ میں حکم ہے کہ میرے [illegible] والے (یعنی مسلمانوں سے) اور ہمسایہ سے نہ [illegible]

[illegible] کہ بروئے کتب توریت مسلمان بھائی سے پڑوسی اور ذمی سے مراد وہ کافر اور غیر قوم کا ہے سود [illegible] لینے قرآن میں ربا کے لفظ سے تعبیر کیا۔ دیگر کفار اور غیر قوموں سے سود لینے کی صریح اجازت [illegible] تھا پس حدیث لا ربوا مطابق قرآن کے ہے بلکہ تفسیر قرآن کریم کی ہے۔

[illegible] ہے جیسے کہ ہم لکھ رہے ہیں پس یہ ملک ایسا دار الحرب [illegible] دار الحرب [illegible]

[illegible] سے سود لے سکتے ہیں [illegible]

Marfat.com

# تازہ مطبوعات

(ذیل کی کتابیں ابھی حال میں طبع ہوئی ہیں اور...)

**سفرنامہ جاپان**:- ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام
... ایک ماہ سے کم عرصہ میں بارہ ہزار معزز اور خوش باش جاپانیوں کو مشرف باسلام ...
... حالات - مجلس تحقیق مذاہب معہ مباحثات علماء و ثبوت فضائل اسلام ...

**تاریخ حجاز ریلوے** - اردو - انگریزی اور عربی تینوں زبانوں میں - ...
تجویز - تحریک - تائید - آغاز اور اجراء کے کام تک کے تمام حالات ...
ترکی اور انگلش تعلقات - مسئلہ مصر - مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید ...
گئی ہے - قیمت ہر سہ حصص کی یکجا -

**ہلال و صلیب** - یہ بھی بے مثل کتاب ہے خلیل خالد بے مشہور ترک ...
کے ایک فرد بھی ہیں انہوں نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ میں لکھی ...
... نے اسکو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرایا ہے - قابل دید اور مفید کتاب ...

**ارژنگ فرنگ** - انگریزوں کی معاشرت اور انکے اصول زندگی ...
جانیوالوں کے لئے نہایت کارآمد - قیمت

**جواہر قرآنی** - گلدستے اہل ایمان کا دل رہنا چاہئے - اس میں ...
کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا - اور توحید باری تعالیٰ اور نبوت و رسالت ...
دلیل قائم کی ہے - کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے - قیمت

المشتہر ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ال ہوا ہے چنانچہ فرماتا ہے و

[illegible] میں کسی قسم کا فکر و تردد نہیں ہوتا

[illegible] سرسبز و شاداب جنت میں رہتا ہے جس میں

[illegible] کے پھل لگے ہوں اور خوش الحان طائر گا رہے ہوں یہی معنی

[illegible] اور آدم کے ساتھ زوجہ کا لفظ بتا رہا ہے کہ مراد اس سے نوع

[illegible] نفوس بشریہ میں مرد کی برابر ہے اور دونوں کی استعداد

[illegible] کو سکونت کا حکم دینا بھی حکم تکوینی ہے یعنی اللہ تعالی نے بشر کو عورت

[illegible] کھانے پینے کا حکم ۔ حکم ہے طیبات کی اباحت کا اور تعبیر ہے بھلائی کے

[illegible] اور درخت سے روک دینا بیان ہے اوس الہام کا جو انسان کو شر سے بچنے

[illegible] اور شر سے ہے اوس فطرت کی جو شر کی قباحت کو ظاہر کرتی ہے اور

[illegible] ہے اور یہ دونوں الہام ہر انسان کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[illegible] جس کو تو تمثیل کہنا چاہیے ہوئے ہیں اور شیطان کا بہکانا اور آدم و حوا کو

[illegible] روح خبیثہ کے کاموں کی طرف جو نفوس البشریہ کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور

[illegible] ہے وسوسہ شر کے بعد آدم کا پھسلانے میں آنا بتلا رہا ہے کہ

[illegible] اس لیے وہ بغیر وسوسہ شیطان و اغوائے روح خبیثہ مرتکب

[illegible] مثال ہے اوس مصیبت و بلا کی جو آدمی کو اعتدال فطری کی حد سے

[illegible] اور آدم کا اللہ سے کلمات انابت کا سیکھنا اور پھر توبہ کرنا بیان ہے اُس

[illegible] ہے ۔ اور افعال بد کے انجام کو سمجھ کر تکلیف و مصیبت اور دلی رنج و

[illegible] طرف رجوع کر دیتی ہے اور اللہ کا توبہ قبول کرنا اظہار ہے کہ اُس

[illegible] جنت میں ہونے کا

[illegible] کے اس عقیدہ کی تردید کرتی ہے کہ

[illegible] آگر تمام بنی آدم کو

[illegible] کی تردید کرتا ہے اور

[illegible] صدقی [illegible]

[illegible] لئلا یعلموا [illegible]

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابناے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کے لیئے پہلے اخبار مین شایع کرنا شروع کیا تھا مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

جلد (۲) نمبر (۱۱)

[illegible] مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع حمیدیہ شہر لاہور مین چھپکر شائع ہوئی

[illegible] محصول ڈاک (…) نمونہ ۶ ـ

قومی ضروریات و حالاتِ حاضرہ سے واقفیت چاہیں

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمایئے۔ عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے

# قرآن کریم پڑھیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے۔ مگر یہ غرض اسطرح حاصل ہوسکتی ہے کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہوسکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر وطن لاہور سے شایع ہو رہی ہے،

## اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

اور

حصول سعادت دارین کی اُمنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنا مقصود ہے تو دفتر اخبار وطن کی اسلامی تالیفات کو خود بھی اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھی مطالعہ

المشتہر

Marfat.com

... علماء کو نہ ملتی۔ تو پھر کون وحدانیت کی معرفت
... اللہ ہی نے وحدانیت کی معرفت حاصل ہونے کے بعد علماء کو ہدایت
... دی۔ پس جب حقیقت حال یہ ہے تو شاہد علی الوحدانیت ہی درحقیقت
... کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسی لیئے وہ کہتا ہے ای شئ اکبر شہادۃ قل اللہ۔

یہانتک جو تفسیر بیان ہوئی وہ اس بناء پر ہے کہ اللہ کی شہادت کا مشہود علیہ لا الہ الا ھو۔ مگر بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ لا الہ الا ھو اللہ کی شہادت کا مشہود علیہ نہیں۔ بلکہ یہ جملہ بطریق معترضہ کے درمیان مین آگیا ہے۔ اصل مشہود علیہ ہے ان الدین عند اللہ الاسلام اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ اور ملائکہ و اولوالعلم اس امر پر شہادت دیتے ہین۔ کہ اللہ کے نزدیک جو دین حق ہے۔ وہ اسلام ہے۔ اگرچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ کہ مشہود علیہ ان الدین عند اللہ الاسلام ہے۔ اس لیئے کہ اُنہون نے اَنَّ کو بالفتح پڑھا ہے۔ لیکن چونکہ مختار اور جمہور کی قراءت اس کے خلاف ہے یعنی وہ اِنَّ کو بالکسر پڑھتے اور یہان سے کلام جدید کا آغاز سمجھتے ہین۔ اس لیئے مختار تفسیر وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ تاہم بعض مفسرین کا یہ پچھلا مسلک بھی بجائے خود صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی اس پر شہادت دی ہے۔ کہ دین حق اسلام ہی ہے۔ اور اسپر ملائکہ کی شہادت ظاہر ہے اولوالعلم۔ وہ بھی اس پر شہادت دیتے ہین کہ دین حق اسلام ہی ہے۔ اس لیئے کہ اسلام کے احکام فطرت کے موافق ہین۔ اور خدائی دین وہی ہو سکتا ہے۔ جو فطرت کے موافق ہو۔ کیونکہ یہ محال ہے کہ انسان کو ایک خاص فطرت دینے والا اُس کے لیئے ایسا دین مقرر کرے۔ جو اسکی فطرت کے خلاف ہو چنانچہ اسی بناء پر غیر متعصب منصف پژوہ غیر مسلمان علماء بھی وقتاً فوقتاً اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرتے رہتے ہین۔ اگر صاف صاف یہ نہین کہتے کہ اسلام ہی دین حق ہے۔ تو یہ کہنے سے باز نہین رہتے کہ اگر کسی مذہب کے احکام و اعتقادات انسانی فطرت کے موافق ہین تو ... اسلام ہی ہے۔ اور بس۔ لا الہ الا ھو العزیز الحکیم یعنی الوہیت و عزت و ... اسی کیلئے ہے۔ کوئی نہیں کہ اُس غالب پر غالب آکر اس کی سراسر عدل مشحون ... کوئی ... نہین کہ مقتضائے حکمت کے خلاف پائی جاسکے۔

... یعنی ... تو جزا ہین۔ اور طاعت و خضوع

انجام پر ہوتا ہے۔ جن پر بندگان خدا ... 
کے معنی مین آیا۔ اکثر مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ امور جن کو ...
اپنے بندون پر واجب کی ہے۔ باعتبار اپنی وضع کے شرع کہلاتے ہین ...
کے لحاظ سے انہین کا نام دین ہے۔ اور بہ حیثیت مجموعی یعنی دونون اعتبارات
کو ملت کہتے ہین۔

اسلام کے کئی معنی ہین۔ اوّل طاعت و فرمان برداری۔ دوسرے ادا کرنا جیسے ...
مین کہتے ہین اسلمت الشئ الی فلان اے ادیتہ۔ تیسرے صلح و سلامتی مین د...
ہونا۔ جیسے اسلم تسلم۔ چوتھے خالص کرنا۔ اب دین حق کا اسلام نام رکھا جانا مذکورہ ...
معانی مین سے۔ ہر معنی کے لحاظ سے موزون و مناسب ہے خصوصاً آخری معنے کے اعتبار ...
اور آیہ فان حاجوک فقل اسلمت سے۔ اور اسی قسم کی دیگر آیات سے بھی اسی معنے کی
تائید و توثیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی بھی اسلام یعنی خالص ا...
کی طاعت و عبادت اختیار کرنے سے تعریف فرمائی ہے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ...
بنا برین اس حصر سے کہ دین حق اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ یہ معلوم ہوا۔ کہ اسلام شامل
ان تمام ملل و ادیان کو جو انبیاء علیہم السلام دنیا مین لائے۔ اس لیے کہ اسلام (آخری معنی کے
لحاظ سے) روح کلی ہے۔ تمام ادیان کی۔ کیونکہ توحید و اخلاص طاعت کے لحاظ سے تمام ا...
کی۔ کیونکہ توحید و اخلاص طاعت کے لحاظ سے تمام ادیان باہمد گر متفق رہے ہین۔ اگرچہ
تکالیف اور اعمال کی صورتین ہر دین مین جدا جدا رہی ہون۔ پس مسلم حقیقی بحکم قرآن ...
جو شرک سے پاک و صاف ہو اور اپنے اعمال مین مخلص۔ اگرچہ وہ کسی مذہب و ملت کا ...
ہوا ہو۔ اور کسی زمانہ اور کسی جگہ کیون نہ پایا گیا ہو۔ وھذا ھو المراد بقولہ عز ...
ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام کی یہ حقیقت اور مسلم کی یہ شان اس لیے ہے کہ دین الٰہی کی وضع کی ...
باتین ہین۔ اول روح کی صفائی اور عقول انسانی کی مخلصی ...
بعض مخلوقات کو بھی کائنات مین تصرف ...

Marfat.com

ہون۔ جہان یہ دونون
...اسلامی بھی اُن رکاوٹون کی حد سے نکلجاتی ہے جو اس کے کمال
...ہین۔ اور یہی دونون باتین اسلام کی روح وروان ہین۔ رہے اعمال عبادت
...یہی کی روح اخلاقی مین تربیت پانے کے لیئے مشروع ہوئے۔ اسی لیئے اُن
...اخلاص شرط ہے۔ اور جب روحانی تربیت ہو گئی۔ تو پھر تمام تکالیف ادبیۂ مذہبیہ
...کے نصب العین تمدن فاضلہ تک رسائی ہونا یقینی ہے۔ سہل وآسان ہو جاتا ہے
...ہے۔ مگر آہ ہم مسلمان حقیقت اسلام سے کس قدر غافل وبے خبر ہین۔ کیا کوئی سعادت آدمی
...اس سے بڑھ کر بھی ہو سکتی ہے کہ وہ سمجھے کہ اس کو بھی وہی استعداد وفطرت کی طرف
...ملی ہے۔ جو ان لوگون کو ملی جنہین ولایت وقدوسیت سے موصوف کیا جاتا ہے۔ اور جن کو
...طرح طرح کے چیلے بھالون سے پوجتے اور پجواتے ہین۔ کیا اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت
...ہو سکتی ہے کہ فرد فرد اعمال دین خالصتہ لوجہ اللہ اور اعمال دنیوی اپنی اور عوام کی بھلائی کو
...مد نظر رکھکر کرنے لگے۔ یہی اصل اسلام ہے۔ اور یہی اس کی حقیقت جس پر کہین رسم وتقلید مذہبی
...ڈال رکھا ہے۔ اور کہین کشاکش نظری اور تقلید وضعی نے۔ اسی لیئے حقیقت دین سے
...بےخبر اپنے مخالف کے حق مین کفر وبدعت۔ الحاد وتعصب کا فتوی دیتا رہتا ہے۔ خدا جانے
...مسلمان کون سے دن دنیا مین زیادہ ہون گے۔ جو مسلمانون کے ہمدرد ہون گے۔
...ان کے خیر اندیش خود سمجھین گے۔ اور اُن کو سمجھائین گے۔ اور نزاع وپرخاش کے بغیر
...ملامت پڑا ئین گے۔ اختلاف پر مرنے والون کے لیئے آیۂ وحدت ہون گے۔ اور اللہ
...والون کے لیئے بھی اور عالم کے لیئے بھی۔

...ما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ماجاءھم العلم بغیا بینہم
...یہود کے حق مین نازل ہوئی۔ اور اکثر کا قول یہ ہے کہ نصارے کے شان مین
...اس روایت سے بھی تائید ہوتی ہے۔ جس سے تقریبًا ان ابتدائی اسّی آیتون کا
...مین نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آیت اپنے الفاظ کے رو سے عام
...

...کے ساتھ اہل کتاب اسلام سے ہو چکے
...

حالانکہ دین حق ایک ہی تھا۔ اور ایک ...

نہ ہے۔ پھر جائے کہ اُس کو قتل و خونریزی کا باعث ...

سے اہل کتاب خارج از اسلام ہوئے۔ وہ سبب تھا سرکشی اور ...

بڑھ جانا۔ جیسا کہ آیہ کان الناس امۃ واحدۃ۔ کی تفسیر مین سابقاً بتفصیل بیان ...

جس نے قومون کی تاریخ بصیرت کے ساتھ پڑھی ہے۔ خاصکر اسباب کو ...

کر قومون مین کیونکر اُنکے اصل ادیان کی ابتدا ہوئی۔ اور پھر ایک ایک مذہب کی

شاخ درشاخ ہوتا اور جدا گانہ مذہب بنتا چلا گیا۔ اور کسطرح نئی نئی بدعون نے ...

پایا۔ حتےٰ کہ مذہب کا جزو ہو گئین۔ وہی اس آیت کے معنی ومفہوم کو بھی کچھ خوب ...

سکتا ہے۔ اگر رؤسائے دین و سلاطین دنیا کی طرف سے اصلی مذہب کی حدود سے تجاوز

نہ ہوتا۔ اور کشاکش کھڑی ہو جانے کے بعد ایک مذہب کی دوسرے مذہب کے خلاف ...

وحمایت نہ کی جاتی۔ تو ہر مذہب کے لیئے یون متعصب گروہ نہ پیدا ہوتے جیسے کہ ...

جارہے ہین۔ لیکن یہ نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اصل دین سے ایک مذہب نکلا۔ اور ایک گروہ ...

حامی ہو گیا۔ اور ہر مسئلہ مین اسی متفرع مذہب کی تائید و نصرت کرنے لگا۔ اور جس ...

کسی مسئلہ باطل مین اس کی مقاومت کی۔ اُسی کے مقابلہ کے لیئے آستینین چڑھا لین ...

مخالف کو گمراہ و بیدین بتایا جانے لگا۔ اور ناحق کوش متعصب نے سمجھ لیا کہ خود اسے ...

مین پوری بصیرت حاصل ہے۔ اور اس کا اپنا مسلک نصوص سے مستند ہے۔ اگر چہ ...

نصوص ایسی تفاسیر ہی سے کیون نہ ماخوذ تھے۔ جن کی بنا رائے و ہوا پر تھی۔ یا ...

تحریف سے وہ اُس مذہب باطل کے موافق بنائے گئے تھے۔ یونہین اصل دین سے

اور مذہب سے مذاہب نکلے حتی کہ اصل دین گم ہو گیا۔ یا بگڑ گیا۔ وما اختلف ...

اوتوا الکتاب ..... الخ

اس اختلاف سے جس مین اگلے مبتلا ہوئے مسلمانون کو اب بھی اگر بچنا منظور ہے

کہ آیات قرآنی کو تاریخ اقوام اور اخبار ملل ونحل کی لڑی مین پروئے یا ...

بے سررشتہ مین لانے کی ہرگز کوشش نہ کرین۔ بلکہ قرآن کو خود ...

اللہ تعالیٰ نے قرآن ایمان لانے والون کی ہدایت ...

... قدم بقدم چلین۔ اور اس نتیجہ پر نہ
... مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ عیسے علیہ السلام کا دین یہی اسلام تھا جس
... بیان ہوئی۔ اور اس کی بنیاد توحید و تنزیہ پر تھی۔ لیکن اس مذہب کے
... ہو گیا اور رومانی احبار و ملوک نے اپنے اختلافات کی وجہ سے اُس ایک آلہی
... کو ایسے متعدد مذہبون کی صورت مین مسخ کر دیا۔ جو ایک دوسرے کے نقیض بن گئے
اور ایک دین کا نام لینے والے متعدد گروہون مین تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے خون کے
پیاسے ہو گئے۔ اگر لوگون کی یہ سرکشی و خودسری نہ ہوتی۔ تو آریوس اور اس کے متبعین
کی جمعیت کا شیرازہ کیون بکھرتا۔ جو شرک و تشبیہ کے پھیلنے کے بعد توحید و تنزیہ کی دعوت
لیکے اُٹھی تھی۔ مگر اُس مجمع نے جو بادشاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء مین مرتب کیا تھا۔ آریوس کی
تقادمت۔ اس کی کتابون کے جلانے اور ان کے جمع کرنے کی حرمت کا حکم دیا۔ اور جب اسپر
بھی آریوس کے بعد اس کی تعلیم پھیلی۔ تو تیودوسیوس دوم نے رومانی قانون کے زور
سے جو ۴۳۵ء مین جاری ہوا۔ آریوس کے مذہب اور آریوسیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ
پھینکا۔ اور تثلیث کے مذہب باہم لڑتے جھگڑتے باقی رہگئے۔ ان سچی باتون سے ہم عیسائیون
کو نام تو دھرتے ہین۔ لیکن شرط انصاف یہ ہے کہ اپنے آپ کو بھی نہ بھولین۔ اور اس اختلاف
و تفرق کی طرف سے آنکھ نہ بند کر لین جس مین ہم خود گرفتار ہو گئے۔ اور بھولکر بھی اُس سے نکلنے
کی کوشش نہین کرتے۔ کاش سچے ایمان اور سچے غیرت والے مُسلمان اس نزاع و اختلاف کو دور
پھینکنے اور وحدت و اتفاق کی طرف لوٹنے کی کوشش کرین۔ اور توفیق شامل حال ہو۔ اور ہم
ویسے ہی مُسلمان ہو جائین جیسے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے عہد بابرکت کے مُسلمان تھے

ومن یکفر بایات اللہ فان اللہ سریع الحساب۔ جو اللہ کی اُن نشانیون سے جو
... دین اور وجوب اخلاص و حرمت اختلاف پر دلالت کرتی ہین۔ انکار کرے گا۔ اللہ
... انکار پر اس سے بازپرس کرے گا۔ اور جلد اسے اُس کے کیفر کردار کو پہونچائیگا۔

... فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعنی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ
... الی الاسلام فرمایا کرتے کہ بدعتون اور ان نو ایجاد باتون کو چھوڑ دو
... ہین اور تحریف و تاویل سے باز آ کر اہل دین

کی طرف ...

پیش کرتا ہوں۔ اس بنا پر ان ...

اور ہو سکتا ہے کہ تمام اہل کتاب مراد ہوں۔ بلکہ عمومیت الفاظ ...

کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور وقل للذین اوتوا الکتاب ...

آیت کی عمومیت ہی ثابت ہوتی ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ بعد اسکے کہ تو نے ...

حق یقین پہونچا دیا۔ اور دلائل و براہان اس پر پیش کر چکا۔ اور باطل کو باطل ...

پھر بھی لوگ اگر حجت سے باز نہ آئیں۔ اور کٹ حجتی کیئے جائیں۔ تو تو ان سے کہدے کہ میں

اور میرے متبعین نے تو اپنا سر اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ اور ماسوا سے مونھ موڑ کر باخلاص ...

کی عبادت کرنی اختیار کی۔ اس لیئے کہ جو لوگ احقاق حق اور تردید باطل کے بعد بھی جھگڑے

اور کٹ حجتی سے باز نہ آئیں۔ وہ حق جو نہیں۔ باطل پرست ہیں۔ اور محض عناد و خصومت

اُنکا نصب العین ہے۔ اتمام حجت کے بعد اُن سے مناقشہ کرتے رہنا ناحق وقت ضائع کرنا

ہے۔ جسے کوئی حق پا جانے والا گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لیئے تم یہ کہکر ان کی کٹ حجتی کا ...

ہی کر دو۔ کہ ہم تو خالص اللہ کے بندے ہو چکے۔ اپنی تم جانو۔

وقل للذین اوتوا الکتاب..... الخ یہود و نصارے اور امیان عرب ...

اتنا اور کہو کہ حجت تو واضح ہو چکی۔ اب تم بھی میری طرح داخل اسلام ہوئے یا نہیں

اگر وہ اسلام لے آئیں۔ تو انہوں نے ہدایت پالی۔ اس لیئے کہ اسلام یعنی یہ ...

اللہ ہی کی طاعت و عبادت کرنا دین کی اصل روح ہے۔ جو اس کو پہنچ گیا۔ وہ ...

اگر فی الجملہ بعض صوری گمراہیوں کی تاریکیاں ابھی اُس کو در پیش ہی ہیں۔ ...

ہدایت و دلائل کی روشنی سامنے آئے گی۔ یہ کافور ہو جائیں گی۔ اور اگر اب وہ اسلام ...

اعراض ہی کریں۔ تو تمہارا کام صرف یہ تھا کہ اسلام کی حقیقت اور وہ احکام ...

گئے ہیں۔ ان کو پہنچا دو۔ اور بس۔ سو یہ تم کر چکے۔ اب یہ بندے اور ان کے حالات اللہ ...

میں ہیں۔ وہ جانتا اور خوب جانتا ہے کہ کون آئینہ قلب کو سیاہ کر کے ...

پڑا۔ اور قابل ہدایت نہیں رہا۔ اور کون ابھی اس قابل ...

ہوگا۔ فانما علیک البلاغ ...

...

[illegible] (المنار)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ
وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ ﴿۲۱﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
مَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿۲۲﴾ ترجمہ جو اللہ کی آیتون سے انکار کرتے اور نبیون کو ناحق
مارتے ہین۔ اور لوگون مین سے جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہین۔ انہین مار ڈالتے
ہین انہین دردناک عذاب کا مژدہ سنا دو۔

یہی ہین وہ جن کے اعمال دُنیا اور آخرت مین ضائع ہو گئے۔ اور انکا کوئی مددگار نہین
تفسیر۔ ان الذین یکفرون۔ کہتے ہین کہ یہ آیت خاصکر یہود کے حق مین نازل ہوئی
کیونکہ یہود کے اسلاف انبیاء علیہم السلام کو قتل کر چکے تھے۔ اور اسلاف کا فعل اخلاف کی
طرف اکثر منسوب کر دیا جاتا ہے۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ آیت اہل کتاب اور امیان عرب دونون
کے حق مین ہے۔ اس لیئے کہ جس زمانہ مین یہ آیت نازل ہوئی۔ انہین دنون مین یہود نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور اہل مکہ اس سے پہلو در پے قتل
ہو چکے تھے۔ اور یہود و عرب کا آپ سے برسر جنگ و قتال رہنا تو ظاہر ہی ہے لیکن
قول اول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ قتل نبی کی کوشش کرنا نبی کا قتل کرنا نہین
ہے۔ علاوہ اس کے بعض دیگر آیات مین یہود کا خصوصاً قاتل انبیاء ہونا بیان ہوا
اور آیہ زیر بحث اور آیہ مابعد سے بہ خصوصیت خطاب یہود کو شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے
یقین ہے کہ یہ آیت یہود کے حق مین آئی۔ اور یہود ہی از ابتدا تا انتہا آیات آلہی کے
منکر رہے ہین۔ یہود ہی نے اپنے نبیون کو قتل کیا۔ جیسا کہ خود انکی کتابون

[illegible] سے یہود کے فعل یعنی قتل انبیاء کی شدید قباحت و برائی کا اظہار مقصود
[illegible] نہین نکلتا۔ کما علیہ الجمہور۔

[illegible] من الناس قسط و انصاف کا حکم دینو

مکارم کا اہل استول جماتے ہین۔ ان ...

کہ انبیاء علیہم السلام کی ہدایت سے بنی نوع انسان کا ہر طبقہ ...
ہے۔ مگر حکماء کے ارشاد سے صرف وہی خواص منتفع ہوسکتے ہین۔ جو انکا فلسفہ ...
در پیچ باتین سمجھنے کی استعداد رکھتے ہون۔ دیکھو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ...
نے عرب کی بُت پرستی کو تھوڑی سی مدت مین جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔ اور فلاسفہ یونان ...
دراز تک توحید کی دعوت دیتے رہے۔ مگر تھوڑے سے طالبان فلسفہ کے سوا اُنکی دعوت کا ...
پر کچھ اثر نہ ہوا۔ کیون؟ اس لیئے کہ نبی کی دعوت تائید ربانی اور تاثیر وحی سے ...
طور پر پُر زور ہونے کے علاوہ کامل وتمام اور بنی نوع انسان کے طبعی مدارج کے مناسب
حال بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة
وجادلهم بالتی هی احسن یعنی لوگون کو اپنے اللہ کے راستہ پر حکمت و نصیحت سے
بلاؤ۔ اور باحسن طریق اُن سے مجادلہ کرو۔ حکمت و نصیحت اور جدل دعوت نبی کے تین طرح
یا تین مظہر ہین۔ بذریعہ حکمت وہ عقلاء اور دلیل وحجت سے کام لینے والون کو حق
دعوت دیتے ہین۔ اور وعظ و نصیحت سے سادہ طبیعت عوام کو۔ اور جدل احسن سے ...
درجہ کے لوگون کو جو نہ تو اتنی استعداد رکھتے ہون کہ جویائے حکمت ہوسکین۔ نہ اور نہ ...
سیدھے سادے ہون کہ آسانی سے وعظ و نصیحت کے گرویدہ ہو جائین۔ بلکہ انکی استعداد ...
بین بین ہو۔ اس لیئے بدون بحث و تحقیق کسی بات کو نہ مانین لیکن قصور استعداد کی ...
ان کی بحث و تحقیق ناقص ہو۔ اس لیئے ضروری ہے کہ اُن کو بحسن جدل معقول کیا جائے ...
ایسی دلیلین اُن کے سامنے پیش کی جائین۔ جو ان کی عقل و استعداد کے موافق ہون ...
بنی کے حکماء کی ہدایت وارشاد کا طریقہ صرف یہی ایک ہے کہ وہ ہر قابلیت و استعداد ...
آدمی سے بدلائل عقلی ہر گونہ اخلاق و افکار حسن عدل کے طلبگار ہوتے ہین ...
معقول دلائل سے وہی مستفید ہوتا ہے۔ جو عقلیات سے متاثر ہونے کے قابل ...
انکی ہدایت و تعلیم کا اثر بہت محدود دائرہ مین رہجاتا ہے چونکہ ایسے ...
جو کم ہی ہوتے ہین۔ جیسا کہ لفظ من الناس سے ظاہر ہے ...
انجام تہذیب تالی مرتبہ پر موقوف ہے۔ اس لیئے ...

انسانیت والا [illegible]

کا پھیلاؤ بن جاتا ہے [illegible]

عبرت پکڑتا ہے [illegible]

اور بات بات میں الٰہی [illegible]

کرنے پڑتے ہیں وہی مجموعہ انسان [illegible]

اجتماعی زندگی میں بھی سیدھی سادی [illegible]

ہے حاجتوں کے طلب کرنے میں عدل [illegible]

جو بلائے حمائی آتی ہے بجا ونت ہم [illegible] رفع کرتا [illegible]

ست جگ یا خیر محض زمانہ ہے جس کے [illegible]

بالا حالت پر جب کچھ مدت گذر جاتی ہے [illegible]

لوگ بخیال لذت بندہ ہوا و ہوس [illegible]

اون کی نہیں ہوتیں پس اس جراءت [illegible]

بیدار ہو جاتا ہے اور نزاع و خلاف [illegible]

کا دوسرا دور ہے اور بنی آدم کی تلاطم [illegible]

آتا ہے جو عقل و تدبر اور خیر و شر [illegible]

میں اگر ہوم ہوس کی کشش ختم ہو جاتی ہے [illegible]

اب ایک .. طرز انسانیت کا [illegible]

اور وہ طور ہے۔ دین الٰہی و وحی سماوی [illegible]

کا بیان اگلی آیت میں آتا ہے

قُلْنَا اهْبِطُوا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ہین بجا نہ ہے ہم بھی اسی طرح [illegible]

[illegible] کی نسبت بھی کہ سننے سے اُس شخص کو صدمہ ہوتا ہے جیسے
[illegible] کہا کرتے ہین کہ جاؤ اُس کو یہ خوشخبری تو سنا دو یعنی مطلب یہ ہوتا ہے کہ
[illegible] والی خبر اُس کو پہنچا دو۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ بشارت عموماً
[illegible] عام تر ہے۔ بشریٰ و بشارت ہر وہ خبر ہے جس کا اثر سننے والے کے چہرہ
[illegible] پر ظاہر ہو عام اس سے کہ وہ اثر از قبیل انبساط ہو یا از قبیل انقباض۔ لیکن
[illegible] بتدریج یہ لفظ اچھی اور مسرت ناک خبر ہی کے لیئے ہونے لگا۔ تاہم اپنی حقیقت کی
[illegible] غمناک خبر پر بھی اس کا اطلاق ہوتا اور ہو سکتا ہے۔

انبیار و حکمار کے قتل کرنے والون کو دنیا مین بھی قہر خداوندی کا سامنا ہوتا اور آخرت
[illegible] عذاب کا مقابلہ۔ اور کیون نہ ہو۔ ان قسی القلب پرلے درجہ کے شریرون سے [illegible]
[illegible] عذاب ہو سکتا ہے۔ جو انبیار و حکمار کو قتل کرکے دنیا مین اندھیر کر دیتے ہین۔ اور چونکہ
[illegible] کے نفوس خبیثہ کو ان کی خطائین اس طرح محیط ہو جاتی ہین کہ پھر آیات الٰہی
[illegible] کی طرف پہونچنے کا ذرا سا بھی روزن نہین رہتا کہ اس نور کی جھلک سے حق
[illegible] ہدایت پاکر قایم بالقسط ہو سکین۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ان بدبختون کے حق
[illegible] اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ یعنی وہ اپنے
[illegible] دنیا مین کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ اور نہ آخرت مین۔ اس لیئے کہ عمل اگر صالح
[illegible] ہے جو نفس پر اچھا اثر چھوڑے۔ مگر ان لوگون کے نفوس فساد و خرابی
[illegible] کے ہوتے ہین۔ اور قبول خیر کی صلاحیت ہی ان سے گم ہو جاتی ہے پھر
[illegible] اعمال فایدہ دین تو کیونکر

[illegible] ناصرین۔ کوئی نہین کہ اللہ کے سامنے ان کی نصرت و مدد کرے اور
[illegible] ان کے لیئے مقرر ہو چکا ہے۔ (ماخوذ از المنار)

[illegible]

Marfat.com

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ...

... وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ...

کیا تم نے نہ دیکھا اُن لوگون کو جنہین کتاب کا کچھ حصہ ملا ہے ... بلائے جاتے ہین کہ وہ انہین حکم کرے (حکم بہنے) پھر ان مین سے ایک گروہ ... منہ سے پیچھے ہٹ جاتا ہے بحالیکہ وہ اعراض کرنے والا ہے ...

یہ اس لیئے کہ وہ کہتے ہین کہ ہمین آگ نہ چھوے گی مگر گنے دنون کے ... دین مین انہین باتون نے دھوکہ دیا ہے۔ جو خود انہون نے جھوٹ موٹ بنا لی ہین ...

پس اُن کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو ایک دن جسکے آنے مین شبہ نہین ہے جمع کر... اور ہر نفس کو اس کے کیئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا ... طرح کا حق مارا نہ رکھا جائے گا)۔

تفسیر۔ جب اللہ تعالیٰ توحید و قیامت اور جزا و سزا بیان کر لے اور ... پر حجت قائم کرنے کے بعد کہہ چکا کہ تبلیغ نے لوگون کے سامنے کتابی ہون یا غیر کتابی ... کا راستہ کھول دیا ہے۔ اب اگر وہ اسلام اختیار کر لین۔ تو انہون نے ہدایت پائی ... ہی پر اڑے رہین تو روز جزا اُن سے اسپر باز پرس ہوگی۔ اس کے بعد ... کا اعراض نہایت ہی عجیب و غریب تھا۔ کہ اقرب الی الاسلام ہونے کے باوجود ... دشمن اسلام بنے ہوئے تھے۔ اس لیئے ان کے بدترین فعل یعنی دعوت حقہ سے ... اور قدیم الایام سے انبیاء و صلحاء کے دشمن چلے آتے تھے۔ اور اس فعل کی ... کا ذکر کیا۔ تب ان بعد ان کی اس ناحق کوشی و خودرائی کا حال جو انہون نے ... اختیار کر رکھی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر شروع کیا ... یہ تھا کہ آپ ان کے اعراض عن الحق سے مکدر و اندوہگین نہ ہوں ... آپ کی طرف سے تبلیغ رسالت مین کسی قسم کی کوتاہی کی وجہ سے ... ناحق کوشی کی وجہ سے ہے جو ان کی ...

...

... ابراہیم علیہ السلام ...

... نے فرمایا اگر یہ سچ ہے تو تم توریت لاؤ ...

... فیصلہ کرو گے یہ سن کر وہ لا و نعم کرنے لگے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے

... الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب۔ یہ روایت سیوطی نے اپنی

... لباب النقول میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں تخریج کی ہے۔ اس کی بنا پر

... کتاب اللہ میں کتاب اللہ سے توریت مراد ہوئی۔ کما ہو ظاہر۔ مگر ابن جریر نے

... قتادہ و ابن جریج سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ کتاب اللہ سے قرآن کریم

... ہے اور یدعون سے اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ یہود کی ایک جماعت سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانے کے لیے کہا گیا۔ تاکہ آپ حق حق فیصلہ فرمائیں۔ لیکن اس

جماعت نے اس سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ابن جریر نے وجہ اول کو ترجیح دیکر اس وجہ دوم

کی توجیح قرار دیا ہے۔ لیکن عصر نبوت اور یہود کے حالات مذکورہ بالا دونوں اقوال

... مطابق تھے۔ کیونکہ وہ جیسے بسا اوقات حکم توریت سے جب کہ وہ انکی ہوا

... کے خلاف ہوتا منھ موڑ لیتے۔ ویسے ہی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

... قضیہ پیش کرتے۔ اور کہتے کہ ہم آپ کا فیصلہ منظور کرینگے۔ لیکن جب فیصلہ اون کی

... کے خلاف ہوتا منھ موڑ لیتے۔ ویسے ہی اکثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

... قضیہ پیش کرتے۔ اور کہتے کہ ہم آپ کا فیصلہ منظور کرینگے۔ لیکن جب فیصلہ انکی مرضی

... ہوتا تو نہ مانتے۔ اور مخالفت کرنے لگتے۔ چنانچہ یہی انہوں نے اس دن کیا جب

... میں سے بعض نے زنا کیا اور پھر انہوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

... فیصلہ چاہا۔ لیکن جب آپنے قضیہ درپیش میں۔ وہی حکم دیا۔ جو انکی کتاب

... ماننے سے انکار کر گئے۔ کیونکہ وہ صرف اس خیال سے آپ کی طرف رجوع

... سزا میں تخفیف کر دینگے۔ جب سزا میں تخفیف ہی نہ ہوئی تو پھر آپکے

... کرنے لگے ... انکی کتاب میں موجود نہ تھا۔

... نے ... لوگوں کو جن کے ...

[illegible] ہیں [illegible] کیون [illegible]

[illegible] پیرا [illegible] ہین ملال [illegible]

اوتوا نصیبا من الکتاب [illegible]

کون سی کتاب مراد لیتے ہین [illegible] قرآن مین [illegible]

[illegible] یہان اوتوا نصیبا من الکتاب مین لفظ کتاب [illegible]

[illegible] سے وہ کتاب مراد ہے جسے یہود تورات کہتے تھے اور [illegible]

در حقیقت پوری تورات تھی۔ اور جسے قرآن نے تورات کہا ہے [illegible]

تورات مراد لی جائے جو عصر نبوت مین یہود کے پاس تھی تو [illegible]

کے معنی یہ ہون گے کہ یہ لوگ موجودہ تورات کے صرف الفاظ سے [illegible]

الفاظ کی [illegible] بجا لاتے ہین۔ معانی و تفقہ کتاب سے اُن کو [illegible]

عمل کرنے سے سروکار۔ اس لیے جو کتاب انکے پاس موجود ہے [illegible]

وہ بھی پوری نہین ادھوری ہے۔ اس کا صرف ایک حصہ جو ان [illegible]

[illegible] انکے پاس ہے۔ اور وہی انکو دیا گیا ہے [illegible]

شاید کوئی کہنے لگے کہ عصر نبوت مین جو تورات یہود کے پاس [illegible]

اصل تورات نہ تھی جب پر قرآن مین تورات کا اطلاق [illegible]

کتاب اللہ لیحکم کے کیا معنی۔ اور کیون رسول اللہ نے [illegible]

[illegible] طلب کی تھی۔ کہ ابراہیم علیہ السلام [illegible]

[illegible] توڑنے کے لیے۔ اس [illegible]

[illegible] کیون نہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] نازل کی کتاب اللہ [illegible]
[illegible] ہے یہودی ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنے سے پہلے [illegible]
[illegible] اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ عصر نبوت کی یا موجودہ تورات [illegible]
[illegible] کی کامل توریت ہے۔ اور نہ اسکی حجت کہ رسول اللہ نے عصر نبوت کی تورات
[illegible] تسلیم کیا تھا کما لا یخفی علی الناقد البصیر۔

[illegible] اوتوا نصیبا من الکتاب میں کتاب سے وہ کتاب مراد ہیں جو عرف قرآن میں
[illegible] تورات تھی۔ تو معنی اوتوا نصیبا من الکتاب کے یہ ہوں گے کہ جو کتاب عہد
[illegible] موسیٰ علیہ السلام پر وحیاً نازل کی تھی۔ اُس کا صرف ایک حصہ یہود کے پاس محفوظ
[illegible] باقی ساری کتاب وہ گم کر چکے۔ اس لیئے وہ اوتوا نصیبا من الکتاب کے مصداق
[illegible] لیکن باوجودیکہ بہت گم کر کے تھوڑا سا حصہ تورات کا انکے پاس رہ گیا تھا۔ اس کو بھی
[illegible] نہیں سمجھے اور اسپر عمل نہیں کرتے تھے۔ اسی لیئے جب (ابراہیم علیہ السلام)
[illegible] کتاب اللہ تورات کو بھی حکم بنایا گیا۔ تو انہوں نے اسکے حکم ماننے سے انکار
[illegible] باطل پر اڑے رہے۔

[illegible] تورات کے بعض حصوں کا گم ہو جانا سو یہ کوئی محال اور بعید از قیاس امر نہیں بلکہ
[illegible] کتابیں جن کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا اور تورات کہا جاتا ہے انکے
[illegible] کوئی دلیل بھی نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ وہی کتابیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام
[illegible] محققین یورپ نے بدلائل یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ کتابیں موسیٰ علیہ السلام
[illegible] بہت بعد لکھی گئیں اور یہی حال اُن تمام کتابوں کا ہے۔ جو دیگر انبیاء علیہم السلام
[illegible] ہیں اور جن سب کے مجموعہ کا نام کتاب مقدس رکھا گیا ہے۔ موجودہ توریت
[illegible] لازم ہے کہ آج تک یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ تورات پہلی مرتبہ کس
[illegible] میں لکھا جانا قابل تسلیم ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی
[illegible] عبرانی [illegible] کی زبان مصری تھی اور [illegible]
[illegible]

آئی ہے۔ اس سے اس سے معلوم ہوا [illegible]

تردد کے بغیر حکم کتاب بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ حکم کتاب کے قبول [illegible]

کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد اس نے حکم ماننے سے انکار و اعراض [illegible]

ایمان یہ ہے کہ مومن اُس کتاب کا حکم ماننے مین ذرا بھی تردد [illegible]

اس کے دین کی اصل ہے۔ اور جس کو وہ اصل مانتا بھی ہے۔ مگر یہود [illegible]

بالفعل اعراض کیا۔ اور یہ اعراض بھی کوئی عارضی اعراض نہ تھا کہ پہلے [illegible]

احکام کو ہر حال مین مانتے رہے ہون۔ اور اسی وقت وغیرہ اعراض کر بیٹھے [illegible]

انکا لازمی اور دائمی وصف تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے یتولی فریق [illegible]

معرضون فرمایا۔ ولا یخفی ما فیہ من حسن البلاغۃ۔

حکم کتاب سے اعراض کرنے والون کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک جماعت [illegible]

کرنے والا نہین ٹھرایا حیث قال یتولی فریق منھم یہ اس لیئے کہ [illegible]

نہ تھے۔ یعنی دائمی و لازمی اعراض کا وصف عام نہ تھا۔ اُن مین ایسے لوگ بھی [illegible]

ہدایت پانے والے تھے۔ چنانچہ انہین مین سے وہ لوگ تھے جو رسول اللہ [illegible]

ایمان لائے۔ اور کامل الاسلام ہوئے۔

ذلك بانهم قالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودات [illegible]

روایات لکھا ہے کہ بعض یہود کا قول و اعتقاد تھا کہ ہم لوگ آگ [illegible]

جلین گے بھی تو معدودے چند روز۔ یعنی صرف چالیس دن [illegible]

نے بچھڑے کی پرستش کی ہے۔ علامہ شیخ محمد عبدہ کا قول ہے کہ [illegible]

کی نسبت ٹھیک کچھ پتہ نہین چلتا (یعنی یہ تحقیق نہین کہ [illegible]

چالیس ہی دن سمجھتے تھے۔ یا کم و بیش) لیکن یہ بالکل یقینی ہے کہ [illegible]

خیال اُن مین ضرور موجود تھا۔ اسی لیئے قرآن کریم [illegible]

[illegible] فرمایا [illegible]

Marfat.com

۔۔۔ہے لا ۔۔۔ ہون کی ۔۔۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر نبی ۔۔۔
۔۔۔ ہوا ہے ۔۔۔ علم ۔۔۔ اور آخرت کے متعلق اسے وعدہ وعید ہو چکا ہے
۔۔۔ معلوم ایس ہے کہ یہود کی کتابون مین اس کا مذکور ہے یا نہ ہو کیونکہ
۔۔۔ ان باتون مین شمار کرتے ہین۔ جنہین یہود نے ضائع اور فراموش کر دیا
۔۔۔ سے ظاہر ہے۔ اور توریت و انجیل کی تفسیر مین سابقًا بیان ہو چکا ہے مختصر
۔۔۔ بانہم لن تمسنا النار الا ایامًا معدودات سے جو یہود کا
۔۔۔ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ انتساب اور انتساب پر اعتماد نجات
۔۔۔ سے ۔۔۔ آخرت کو سہل و خفیف جانتے تھے۔ اور جو اللہ اور دین کی وعید
۔۔۔ باطل خفیف و سہل سمجھتا ہے۔ کہ درحقیقت وہ کوئی بڑی چیز نہین۔ یا ورع مین
۔۔۔ کی ۔۔۔ شریعت کے اوامر و نواہی کی عزت و حرمت کا کچھ بھی خیال نہین کرتا۔ او
۔۔۔ طاعت و عبادت مین سستی و سہل انگاری کرنے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ دین
۔۔۔ بالکل بیگانہ ہو جاتا ہے یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے جس کا ظہور ہر اُمت و ملت مین
۔۔۔ ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس کا ظہور پہلے یہود مین ہوا۔ پھر نصاریٰ مین
۔۔۔ مانون کی بھی یہی حالت ہے۔ یہود کیا کہتے تھے اور ان کا کیا عقیدہ تھا؟ یہی نہ
۔۔۔ اعتقاد نہ تھا کہ اگر ہم کو عذاب ہوا بھی تو معدودے چند دنون کے
۔۔۔ اس وقت اکثر مسلمانون کا ہے۔ اور یہی مقولہ کہ کبائر و فواحش کے
۔۔۔ کو بھی شفعاء کی شفاعت بخشوا دیگی۔ یا کفارہ سے نجات دلوا دینگے۔
۔۔۔ فضل و احسان سے بعفو و مغفرت کارفرما ہوگا۔ اور اگر بعض کے حق مین
۔۔۔ کوئی بھی نہ ہوئی تو وہ بقدر اپنی خطا کے عذاب پا کر دوزخ سے مخلصی
۔۔۔ جنت مین داخل آجاینگے۔ مگر دیگر مذاہب کے لوگ ہمیشہ دوزخ مین
۔۔۔ ۔۔۔ مسلمانون کی بہ نسبت پرستی اور محض دینی نسبت
۔۔۔ انتساب ۔۔۔ کی کچھ بھی قدر و قیمت ۔۔۔
۔۔۔ ہے ۔۔۔ ان کے ساتھ

... شفاعت ... [illegible]

شفاعت ہے وقت ... [illegible] ...

اگرچہ وہ زبان سے ایمان باللہ کا ... کیونکہ ... [illegible]

فیصلہ کر دیا ہے جو دین کو جنیت بناتا اور ... [illegible]

اُن لوگون کی شفاعت پر نجات کی امید کرتا ہے جنہون نے ... [illegible]

اور خدا کی خوشنودی کا موجب ہوتے اُن کو وہم ... [illegible]

بیجا اور اللہ پر بہتان باندھتا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ و غرھم فی دینھم

ما کانوا یفترون یعنی مدت عذاب کی تعیین و تحدید کرتے ہوئے اُن کو

دھوکا دیا کوئی یہ کیونکر جان سکتا ہے کہ آخرت مین کیا پیش آئیگا ... [illegible]

تعیین غیب ہے جسکی نسبت اللہ کی وحی کے بغیر کچھ بھی خبر نہین ہو سکتی ... [illegible]

خبر ایسی نہین دی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہودیون کا یہ دعویٰ صحیح ... [illegible]

عذاب ہوا بھی تو معدودے چند روز کا ہوگا۔ اور پھر نجات ملیگی ... [illegible]

النار الا ایاما معدودات قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ

وعدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۝ بلیٰ من کسب سیئۃ و

احاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون ۝ والذین

امنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون ۝

فکیف اذا جمعناھم لیوم لا ریب فیہ یہ وعید ہے ... [illegible]

... کہ آج تم یہ بدون علم و خبر اللہ پر جھوٹ باندھ کر دل خوش کر ... [illegible]

... نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو گنتی کے دنون کے لیے ہوگا ... [illegible]

... دن ... آتا ہے جزا دینے کے لیے ... [illegible]

... [illegible] ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] بالعدل [illegible] ہے۔ اور سب ایک [illegible]

[illegible] امتیاز ہے اور فرد فرد کا شخص۔ جو دنیا مین شعب اللہ بنے رہے اور [illegible]

[illegible] بھی رہے انکے ساتھ بھی وہی عادلانہ حکومت ہے جو اورون کے ساتھ ہے نہ

[illegible] رعایت ہے اور نہ کسی پر زور و ظلم۔ بلکہ عدل عام ہے۔ اور ہر ایک اپنا کیا پورا پورا

[illegible] کیا ہے تو برا کیا ہے تو وھم لا یظلمون۔

[illegible] اشعری مفسرین نے لکھا ہے کہ دونیت کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون

[illegible] ہے کہ عبادت ضائع نہ جائے گی۔ اور مومن ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے گا۔ اس لیے کہ

[illegible] ایمان اور عمل کی جزاء نہ تو دوزخ ہی مین پوری ہوسکتی ہے۔ اور نہ قبل از دخول

[illegible] ہی مین دیجا سکتی ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ مومن اپنے کبائر کی سزاء دوزخ مین بھگت

[illegible] سے خلاصی پائے۔ اور ایمان و عمل کی جزاء مین ہمیشہ جنت مین رہے۔ صاحب المنار

[illegible] قول کی تنقید کرتے ہوئے اشعریت و اعتزال کے مابین کیا خوب اور معقول فیصلہ کیا

[illegible] اس آیت مین ایمان و عبادت سے خاص نہین۔ بلکہ عام ہے۔ اور بندہ جو کچھ بھی

[illegible] اُن سب کو شامل ہے۔ پس اگر مفسرین کی مراد مذکورہ بالا قول سے یہ ہے کہ کسب

[illegible] ہے کما ھو ظاھر لا یتہ۔ تو لازم آئے گا کہ اگر کافر بھی کوئی اچھا کام کرے تو

[illegible] اسکی جزا ملے۔ اور وہ بھی ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے۔ مگر وہ اسکے قائل نہین اسی لیے

[illegible] آیت کو اُن کے ظاہر سے خارج کرکے کسب کو ایمان و عبادت اور مومن سے خاص

[illegible] اپنے مذہب کی صحت پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ یہ تحقیق کسیطرح درست

[illegible] جب اس آیت کو جو اُن لوگون کے قول کی تردید مین وارد ہوئی ہے

[illegible] ہمین اگر آگ چھوئے گی بھی تو معدودے چند روز کے لیے۔ اور سورۂ بقر

[illegible] موضوع [illegible] جمع کرنے مین [illegible] اس نتیجہ کو پہنچتے ہین کہ ان آیات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دنیا بدحال ہے۔ تو پھر جزائے آخرت کا ہی صورت [illegible]

اعلم (ماخوذ از المنار) *

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ [illegible]
مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ [illegible]
إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ [illegible]
فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ [illegible]
تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ ترجمہ تو کہہ کہ اے مالک [illegible]

جس کو چاہے ملک (سلطنت اقتدار) دے۔ اور جس سے چاہے ملک چھین لے [illegible]
عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے [illegible]
پر قادر ہے۔

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں شامل [illegible]
سے نکالے اور مردے کو زندہ سے اور جسے چاہے بے حساب رزق دے

تفسیر قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
و روم کا ملک امت محمدیہ کو عطا کرے۔ اسی دعا کے بعد آیہ قل اللھم [illegible]
اور یہی دو طرح سے آئی ہے۔ اول یہ کہ جس روز کہ فتح ہوا [illegible]
دامت نے فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ فرمایا۔ منافقین [illegible]
کہنے لگے خوب کہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں روم و فارس [illegible]
وہ لوگ ایسے نہیں۔ وہ بڑے زبردست [illegible]
[illegible] خندق کھودنے کا حکم دیا [illegible]
[illegible]

[illegible] کے بعد ہبوط کا یہ دوسرا حکم ہے تکرار حکم
[illegible] ہونا چاہیے۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی
[illegible] آدم یا فطرت بشریہ کو بعد از ہبوط جو کچھ پیش آنیوالا
[illegible] کے بعد انسانی حالات عداوت کے مقتضی ہوں گے۔ زمین
[illegible] معاش کا سامان فراہم کرنا پڑیگا۔ اگرچہ اس کا دل چاہیگا کہ
[illegible] اپنی ہوا و ہوس کو پورا کرے۔ لیکن خلود فی الدنیا کی آرزو
[illegible] ایک وقت مقررہ بسر کرنے کے بعد پھر مآب حقیقی کی جانب رجوع کرنا
[illegible] ہبوط کے حکم کے ساتھ بہ حیثیت اطاعت و معصیت۔ اور اون کے آثار پر
[illegible] یا فطرت آدم کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔ کہ اس دور جدید میں پہونچکر نہ انسان
[illegible] رہیگا۔ اور نہ سب کے سب متمرد و گنہگار بنے رہیں گے۔ اور نہ ہدایت
[illegible] سب کے سب سیدھے ہی راستہ پر چلنے لگ جائیں۔ اور نہ ہرگز بدہ خدا بن جائیں
[illegible] و استغفار اور ہدایت و اجتبا کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا۔ تو پھر سمجھ لیا جاتا کہ
[illegible] اور ہدایت و اجتبا کے درجہ پر پہونچ جائیں گے۔ لیکن جب کہدیا
[illegible] والذین کفروا۔ تو معلوم ہو گیا کہ طاعت و معصیت کا
[illegible] اور ارادہ پر ہے۔ گو اوس کی توفیق خدائے تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے
[illegible] کلمات سے ظاہر و عیان ہے۔ عمومیت توفیق ہی کے لیے خدائے
[illegible] افراد انسان کو اپنی وحی سے ممتاز کرتا ہے۔ اور انہیں ہدایت کا راستہ
[illegible] پیش کرتے ہیں۔ پھر جو اوس پر چلتا ہے۔ فائز المرام ہوتا ہے
[illegible] اور جو اُن سے اعراض کرتا ہے۔ اور اونکے ہدایت صفات
[illegible] اور شقی بنتا ہے۔

[illegible] کا دور ختم ہو چکا اب
[illegible] ہدایت و ضلالت سامنے
[illegible]

کے بعد آپ نے کہا کہ

نے یہ کہکر آپ نے چٹان پر تیسری ضرب لگائی

اجالا ہوا اور پھر آپ نے فرمایا اس اجالے میں میں نے صنعا کی عمارتیں

نے مجھے آکر خبر دی کہ ان سب پر میری اُمت کا تسلط ہو گا جب کافرون

یہ سنا تو مسلمانون سے کہا کہ تمہارا نبی بھی خوب ہے - ایسی ایسی باتین کرتا

عجب باور ہین ذرا بھی تعجب نہین ہوتا - کہان یثرب اور کہان حیرہ و مدائن

یثرب سے حیرہ مدائن کی عمارتین دکھائی دیتی ہین - وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم ان

غالب آؤ گے - اور تمہارا یہ حال ہے کہ ایک ادنے سے دشمن کے سامنے ڈر کے مارے

کھود رہے ہو - اور اس کے مقابلہ مین نکلنے کی طاقت نہین رکھتے - کفار و منافقین کی

کی باتون کی تردید مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا - قل اللھم مالک الملک ۔

مذکورہ بالا تینون روایتین مختلف ہین - لیکن ان مین کوئی کسی کی متعارض نہین

ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے واقعہ خندق سے پہلے جبکہ کفار و مشرک غالب تھے

کے غلبہ کی دعا کی ہو - اور واقعہ خندق مین کسی خاص طریق و عنوان سے جو مخصوص

انبیاء علیہم السلام ہے اجابت دعا کا اظہار ہوا ہو - اور پھر فتح مکہ کے بعد آپ نے امت کو

ہو کہ جیسے تم آج مکہ پر غالب آئے اسیطرح ایک دن فارس و روم پر بھی تمہارا تسلط

حال آیہ قل اللھم کی شان نزول یہی ہو - یا اور کچھ - آیت اپنے ماسبق سے متصل ہے

اس آیت سے پہلے مذکور ہے اُن لوگون کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے

یعنی مشرک و اہل کتاب - مشرک کہتے تھے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہماری ہی

کا بیٹا اور بازارون مین چلتا پھرتا ہے - پھر یہ نبی کہان سے ہو گیا - یہود کہتے تھے کہ

ہو گا تو آل اسرائیل مین سے ہو گا - اولاد اسمٰعیل مین نبوت کہان سے آگئی

کے مقابلہ مین قرآن کا یہ اسلوب خاص ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کلمۃ الدین کی قدرت و اختیار

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب

[illegible] الذین [illegible]

جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہی اپنے دین [illegible]

کافروں و منکروں کو انکے کیفر کردار کو پہونچائے گا [illegible]

اس تقریر کی بنا پر جو بیان ہوئی توتی الملک سے نبوت یا [illegible]

وہ تسلط و اقتدار جو نبی کو عامۂ خلائق پر بنائے نبوت حاصل ہوتا ہے [illegible]

کا تسلط و اقتدار کیسا زبردست تسلط و اقتدار ہوتا ہے کہ کسی حاکم [illegible]

اس اقتدار کو نہیں پہونچتا کیونکہ نبوت کی حکومت ارواح و اجسام [illegible]

دونوں پر ہوتی ہے۔ اور جب توتی الملک میں ملک سے نبوت یا لازمۂ نبوت مراد [illegible]

تنزع الملک میں بھی نزع ملک سے نبوت و لازمۂ نبوت سے محروم کرنا مراد ہوگا [illegible]

الیہ اکثر المفسرین۔ اگرچہ عطائے ملک و نزع ملک کو یہ معنی صحیح ہو سکتے [illegible]

آیت سے ظاہر و متبادر یہ ہے کہ ملک سے مراد ہے تسلط و تصرف [illegible]

کا یہ ہے کہ اللہ کہ نظام کائنات سر تا سر اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور تدبیر [illegible]

قدرت میں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بعض اقطاع و بلاد میں [illegible]

کرتا ہے۔ کبھی بہ خصوصیت نبوت اور کبھی اُن حکیمانہ سنتوں کی پیروی [illegible]

تک پہونچنے کے لیئے مقرر کی ہیں۔ مثلاً عصبیت کہ اس سے بہتوں کو حکومت [illegible]

ہوئی اور ہوتی ہے۔ اور جیسے وہ اقتدار دیتا ہے ایسے ہی جن بندوں [illegible]

و سلطنت چھین لیتا ہے۔ جب کہ وہ ان اصولوں کو چھوڑ بیٹھے ہوں [illegible]

مثلاً عدل و حسن سیاست وغیرہ چنانچہ۔ بنی اسرائیل وغیرہ سے اُس نے سلطنت [illegible]

عدل و حسن سیاست سے دست بردار ہو کر اُنہوں نے ظلم و فساد اختیار کیا [illegible]

وتعز من تشاء وتذل من تشاء یعنی باسباب و علل [illegible]

[illegible] عزت افعال پر عزیز کو ذلیل کرتا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] لیکن جہاں رفتہ رفتہ ضعف وذلت کا [illegible]

[illegible] کا سبب بن جاتا ہے۔ ملک وعزت بھی لازم وملزوم

[illegible] سلطنت کے ساتھ عزت کا پایا جانا ضرور نہین۔ کیونکہ ملک اگرچہ نظام وسیاست

[illegible] بھی بحالہ اور پایۂ ملک کے ہاتھ مین رہے۔ لیکن عزت ارکان استقلال کے

[illegible] امور سلطنت مین فساد کے راہ پانے کے ساتھ ہی رخصت ہو جاتی ہے۔

[illegible] عزت کے بھی بہت سے درجے ہین۔ اور فرد فرد اور جماعت جماعت کی عزت مین

[illegible] اضافی فرق ہوتا ہے۔ لیکن اعلےٰ ترین عزت حقیقیہ ہے اُس جماعت کا۔ جو دعوت حقہ کے

[illegible] باطل کی مقاومت کرنے کے لیئے متحد ومتفق ہو کر اپنا کام کرتی۔ اور سنت خداوندی

[illegible] اس کے لیئے اس کے وسائل واسباب سے کام لیتی ہو۔ یہی عزت حقیقی عزت ہے۔ اور

[illegible] قوتون سے بالاتر۔ مشرکین مکہ مین اور یہود و منافقان عرب مدینہ مین اپنی کثرت پر

[illegible] اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون پر اپنا تفوق و برتری جتاتے تھے۔ یقولون

لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل۔ کہ ہم مدینہ پہونچ گئے تو دنیا دیکھ

[illegible] ذلیلون کو وہان سے کیونکر نکال دیتے ہین۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان دشمنانِ حق کے

[illegible] کے جواب مین فرمایا و للہ العزة ولرسوله وللمومنین ولکن المنافقین

لا یعلمون یعنی عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنون ہی کے لیئے ہے۔ لیکن منافق اس بات

[illegible] چنانچہ یہ فرمان خداوندی پورا ہوا کہ عزت کے مستحقون کو عزت ملی۔ اور ذلت کے

[illegible] کو ذلت نصیب ہوئی۔ مسلمانون کو عزت کا وعدہ تو جو اللہ نے مومنون سے کیا ہے

[illegible] غیب سے ظہور عزت کے منتظر رہتے ہین۔ لیکن شرط عزت بھول کر بھی

[illegible] اسی لیئے اُن پر عزت کی جگہ آسمان سے ذلت برستی ہے۔ کاش اب بھی وہ عبرت

[illegible] مسلمان اور مومنون کے لیئے عزت ہونے کے کیا معنی ہین۔ اور پھر اپنے

[illegible] اور انصاف سے کام لیتا کہ سمجھ سکین کہ وہ اس ایمان سے کس قدر دور ہین

[illegible] تہذیب نفس و اصلاح اعمال کی طرف

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

إنك على كل شيء قدير [illegible]

کی بات سے وہ عاجز نہیں [illegible] طاقت ہے [illegible]

بلاغت بھی یہی ہے کہ آیت میں صرف خیر کا مذکور ہو [illegible]

[illegible] خاص ہوں یا عام جو سابقاً بیان ہو چکے۔ [illegible]

[illegible] اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ تو ہیں [illegible]

[illegible] مدعی نبوت و داعی الی الحق ایک غریب و مسکین آدمی تھا۔ [illegible]

تھے یعنی منکروں کا انکار اُن کی ضلالت و گمراہی اور قدرت [illegible]

نتیجہ تھا کہ سمجھ رہے تھے کہ ان مفلسوں کی تھوڑیسی جماعت [illegible]

[illegible] یہ نہ جانتے تھے کہ اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ [illegible]

[illegible] دیدے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں [illegible]

[illegible] مقصود تھی۔ اس لئے اس نے حکم دیا اللہ کی طرف [illegible]

اور عزت و ذلت دینے والا ہے۔ اس وقت تم اگرچہ ضعیف [illegible]

قوت و عزت ملتے کتنی دیر لگتی ہے چونکہ یہ مقام وعدے کا [illegible]

اس نے صرف خیر کا ذکر کیا۔ اور یہی ہونا چاہیے تھا مطلب [illegible]

[illegible] ہے تو پھر اسے اس سے کون روک سکتا ہے کہ وہ اپنے نبی اور [illegible]

عطا کرے۔ اور اُن کو وہ عزت و خیر دے جس کا ان لوگوں [illegible]

[illegible] اُن کو اب تک ضعیف و فقیر سمجھ رہے ہیں۔ [illegible]

استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة [illegible]

اس کے علاوہ اللہ کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بھی [illegible] انکا اختیاری سو عمل ہوتا ہے۔ اور کبھی

[illegible] بھی انکے زعم میں شر و موجب شر ہو جاتے ہیں لیکن حقیقت

[illegible] مثلاً ہوا چلی اور کوئی عمارت گر پڑی۔ پانی کی رو آئی اور کسی کی کھیتی

[illegible] صاحب زراعت نے ہوا اور پانی کو شر سمجھ لیا۔ لیکن کیا درحقیقت بھی

[illegible] اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ دونوں اللہ کی عظیم ترین نعمت ہیں۔ اور اعلے

[illegible] پر قیاس کرو۔ اس عذاب و عقاب کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عمل بد کی پاداش

[illegible] کے بذریعہ وحی عمل بد پر انکے مترتب ہونے کی خبر دی ظاہر بینوں نے سمجھا کہ

[illegible] عقاب شر ہے۔ لیکن درحقیقت وہ بھی شر نہیں۔ بلکہ خیر و انعام ہے کہ انسانی تربیت کا

[illegible] دنیوی ترقی اور اخروی سعادت کا موجب ہے۔

[illegible] اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل یعنی تونے ہی زمین و آسمان میں

[illegible] کیا۔ یا زمین و آفتاب کو باہم اس وضع اور روتیرہ سے رکھا کہ تقابل باہمی کی

[illegible] رات گھٹتی ہے تو دن بڑھ جاتا ہے۔ اور دن بڑھتا ہے تو رات کم ہو جاتی ہے۔ اور پھر

[illegible] زیادتی ہوتی ہے بعینہا اتنی ہی دوسرے میں سے کمی ہو جاتی ہے۔ کیا مجال کہ سرمو

[illegible] جائے۔ پس جب تیری قدرت و حکمت کا یہ عالم ہے تو پھر اس سے کیونکر انکار ہو سکتا

[illegible] قادر ہے کہ جسے چاہے ملک دیدے۔ اور جس سے چاہے چھین لے۔ چونکہ مشرک و

[illegible] کثرت پر نازاں تھے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کمزوری پر ہنستے اور اسی

[illegible] کو خیال میں نہیں لاتے تھے۔ اس آیت سے ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے

[illegible] کی اور دوسری طرف مشرکین و یہود کو آگاہ کر دیا کہ جس بات کو تم متعذر

[illegible] کچھ بھی مشکل نہیں۔ اللہ چاہے تو اب اُسے پوری کر سکتا ہے۔ اور چونکہ

[illegible] غلبے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اس لیے اسنے اپنی آئین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پیدا کرتا ہے یہ معنوی مثالیں ہوئیں [illegible]

درخت نکلتا ہے اور زندہ درخت سے مردہ گٹھلی [illegible]

سے طائر اور طائر سے انڈا یا زمین سے نباتات۔ اگر کوئی کہنے لگے کہ گٹھلی [illegible]

حیات ہوتی ہے جیسا کہ علم الجراثیم سے ثابت ہے پھر مردہ سے زندہ [illegible]

نکالنا کہاں صحیح ہوا۔ یہاں تو زندہ ہی سے زندہ نکلا۔ ہم کہیں گے کہ گٹھلی [illegible]

ایک اصطلاحی حیات ہے جسے ایک خاص فن والے ہی حیات مانتے ہیں [illegible]

قرآن نازل ہوا۔ اس حیات کو حیات نہیں کہتا اسکے علاوہ قرآن ہر اس چیز [illegible]

مقابل جو میت کہتا ہے۔ عام اس سے کہ حی کی حیات حسی ہو یا معنوی [illegible]

بحیات عرفی زندہ رہا ہو یا نہ رہا ہو یہ عربی کا استعمال ہے۔ جو صحیح [illegible]

کیونکر ہو سکتا ہے؟

وتخرج الحی من المیّت وتخرج المیت من الحی بھی تولج اللیل فی [illegible]

وتولج النھار فی اللیل کی طرح قدرت خداوندی کی تمثیل ہے۔ اور [illegible]

جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے کہ اس کا ہر کام اندازہ [illegible]

پھر کوئی کیونکر اس کی مقاومت کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسنے عرب جیسی امی قوم [illegible]

کو پیدا کیا جیسے کہ انبیاء و صدیقین کی اولاد میں سے [illegible]

حق اور عدو ئے رسول بنے۔ اس لیئے کہ اس کی سنت سنۃ الاجتماعی [illegible]

درجہ پر پہونچا دیا تھا کہ اُس میں سے خاتم الانبیاء پیدا ہوں۔ یعنی عرب [illegible]

[illegible] ارادی کے رو سے روئے زمین کی تمام قوموں کی نسبت اُس [illegible]

استعداد تام پہونچا چکا تھا جس نے تقلید اور بے سوچے سمجھے [illegible]

کی عادتوں کو اکھاڑ پھینکا اور استدلال و استقلال کی بنیاد [illegible]

[illegible] کی طرح ابھار [illegible]

Marfat.com

[illegible] بالعرض [illegible] الرحمٰن الرحیم [illegible]

[illegible] بیان اور حق ہے بیان انتہا ہی کہدیا کا [illegible]

[illegible] بہت سا روشن ہو گیا ہے۔ لیکن اس اندازہ اور [illegible]

[illegible] جو واقع ہوا ہے اس خصوص مین پہلے سے مقرر کر دیے ہین [illegible]

[illegible] الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

[illegible] ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ

[illegible] وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ إِنْ

[illegible] صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا

[illegible] السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾

[illegible] تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ

[illegible] لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ

[illegible] وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ترجمہ مومن مومنون کو چھوڑ کر

[illegible] دوست نہ بنائین۔ اور جو ایسا کرے اسے اللہ سے کچھ واسطہ نہین۔ مگر ایسی

[illegible] تم ان کی بدی سے بچنا چاہو۔ اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور

[illegible] کی طرف پہنچنا ہے۔

[illegible] جو کچھ تمہارے دل مین ہے اگر اسے چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو اللہ بہرحال

[illegible] جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے سب کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر

[illegible] جو کچھ اسنے نیکی کی ہے۔ سامنے پائے گا۔ اور جو برائی کی ہے [illegible]

[illegible] مین اور اس مین دور کا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تم کو اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible] کہ ایک [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے کہ ان کا ایمان [illegible]

[illegible] اور ان کو اپنا دوست و ہمراز بنا کر ان پر ظاہر [illegible]

اور ان کی پردہ پوشی [illegible] مومنین ہونے کی [illegible]

کیونکہ [illegible] تھی سو اللہ تعالی نے بلا تخصیص سب مسلمانون کی [illegible]

[illegible] فرمایا و ما [illegible] وجہ الاتصال بین الآیات

آیہ قولہ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء کی شان نزول

بے تعدد روایتین لکھی ہین لیکن وجہ نزول آیت سب روایتون سے ایک

ہے بعض کا بیان یہ ہے کہ یہود کی ایک جماعت باین غرض مسلمانون [illegible]

متوجہ ہا کر انہین دین سے برگشتہ کردے اکثر مسلمانون کو ان کی [illegible]

وہ ان سے دوستانہ طریق پر پیش آنے لگے۔ مگر جو صاحب نظر تھے [illegible]

سمجھ گیا ہے۔ انہون نے ان مسلمانون کو جو یہود کو یار بناتے جاتے تھے [illegible]

سے دور دور رہو۔ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ تمہین دین سے بے دین کر [illegible]

نازل ہوئی۔ پھر اللہ تعالی نے حکماً مسلمانون کو کفار کی یاری سے منع فرمایا

بعض کا قول ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی منافقون کے سردار [illegible]

[illegible] آئی تھی۔ جو یہود و مشرکین کے گہرے یار تھے۔ اور مسلمانون کی [illegible]

[illegible] اسی امید مین رہتے تھے کہ یہود و مشرکین کا غلبہ ہو جائے

بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت عبادہ بن صامت کے حق مین نازل [illegible]

[illegible] تھا۔ اور جس نے جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ [illegible]

کے ساتھ پانسو یہودی ہین۔ اور مجھے یقین ہے کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] سے [illegible] مسلمان [illegible] بعد [illegible] جا پڑے [illegible]

[illegible] کی روبت [illegible] آئے۔ حاطب نے اپنی لونڈی کے ہاتھ ایک

خط [illegible] دیا [illegible] کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ پر حملہ کرنے والے ہین جب

[illegible] مدینہ سے روانہ ہوئی۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اس واقعہ سے خبر دی

[illegible] زبیر و مقداد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ

[illegible] خاخ تک بڑھتے چلے جاؤ۔ وہان ایک عورت کجاوہ مین سوار ملے گی۔ اس کے پاس

خط ہے وہ اس سے لیلو۔ جب وہ خط آگیا تو آپنے حاطب کو مخاطب کرکے کہا یہ کیا ہے؟

عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بارہ مین جلدی نہ کیجئے۔ اور میری گذارش سنئے۔ مین

[illegible] مین [illegible] نہین۔ مگر انکا حلیف ہون۔ اور مہاجر جو آپکے ساتھ ہین اُن سے قریش کی

[illegible] ہین۔ جن کی رعایت سے قریش مکہ اُنکے اہل وعیال کی حمایت اور مال واسباب

[illegible] کرتے ہین۔ مین نے یہ دیکھکر کہ قریش سے قرابت تو ہے نہین جس کی وجہ سے وہ

اہل وعیال کی حمایت وحفاظت کرین خیال کیا کہ آؤ ایک کام ایسا کرو کہ وہ میرے

[illegible] کی طرح حامی ومحافظ بن جائین۔ یہی سوچکر مینے اُن کو یہ خط لکھا تھا مینے

[illegible] مرتد ہو کر اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو کر یہ خط نہین لکھا تھا۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہان یہ سچ ہے۔ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حاطب کے قتل کر دینے

[illegible] آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ لیکن آپنے اجازت نہ دی۔ یہ ہی حاطب

[illegible] آیہ زیر بحث کی وجہ نزول نہین مانا ہے۔ اگرچہ علامہ شیخ محمد عبدہ

[illegible] ان کی ماننے یہ ہے کہ حاطب کے بارہ مین سورہ ممتحنہ کی یہ آیت نازل ہوئی

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم

بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان

[illegible]

[illegible] ہین کہ [illegible] آیہ زیر بحث اور سورہ ممتحنہ کی مذکورہ بالا آیت دونون

[illegible] اس لئے [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دوستی رکھتے تھے - اور اُن [illegible]

[illegible] لئے [illegible] دعوت کے [illegible]

[illegible] نہیں کہ سب کا ایمان و حقیقا ایک [illegible]

[illegible] صادقون کو بھی دھوکہ دیجاتی [illegible]

[illegible] کا کیا ذکر ہے جو ابھی صداقت و اخلاص [illegible]

[illegible] نے مسلمانون کو کافرون کی یاری [illegible]

[illegible] لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون [illegible]

[illegible] دوست صادق و مددگار یا [illegible] کہ [illegible]

[illegible] کافرون کو یار بناتے تھے - وہ سب غرض [illegible]

[illegible] مددگار - اعوان و انصار [illegible]

[illegible] کو کسی کے ساتھ ہمدردی ہو - اور [illegible]

[illegible] اپنے خاص رازدارون کو اُن سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... [illegible]

سے جان لیں گے کو بہتر [illegible]

دنیا ہے اور مصائب و حوادث کے [illegible]

اور غم و اندوہ کی بہترین تخریب [illegible]

جب آدمی کو کسی مکروہ کے پیش آنے کا خیال [illegible]

مایوسی پیش آتی ہے۔ ان حالتوں سے قلب پر جو اثر [illegible]

ہوتی ہے اوسے خوف کہتے ہیں اور جب کوئی مرغوب و [illegible]

سے نہ جانے والی کیفیت دل کو چمٹ جاتی ہے۔ تو اوسے حزن [illegible]

ایسا سخت حکم تھا۔ کہ دل میں خوف و حزن پیدا کرتا تھا۔ اس لیے [illegible]

و تشفی بھی کر دی۔ کہ جو ہماری ہدایت پر کاربند ہوں گے اون کو [illegible]

پر غم و اندوہ ان کے پاس نہ پھٹکنے پائیں گے۔ اس لیے کہ اتباع [illegible]

آسان ہو جائے گا۔ اگر دنیا و آخرت کی سعادت کے قابل بنا [illegible]

والے مصائب کا ڈر ہو سکتا ہے اور نہ [illegible]

تکلیف ہو لیکن کل آرام سے مبتلا ہو گی۔ اور [illegible]

شاید کسی کے دل میں خیال آئے کہ [illegible]

لذتوں سے جن سے وہ متمتع ہونے کی خواہش رکھتا [illegible]

طبیعت کو حزن و ملال ہونا ضرور ہے [illegible]

کیونکہ اوس کے اتباع میں کا میابی اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اگرچہ آپ [illegible]

[illegible] عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

[illegible] اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل سے منع [illegible]

[illegible] ہے تو ضرور آپ اسکو قتل کر دیتے۔

[illegible] ظاہر و عیان ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کو اپنی قومی و ملی مصلحتوں کو

[illegible] و اغراض کے مقابلہ میں پامال کرتے ہوئے کفار کو یار و مددگار بنانے سے منع

[illegible] یہ بات منع ہونی بھی چاہئے کہ یہی سلامتی کا طریقہ اور عقل کا مقتضا ہے

[illegible] بعض نادان دوست مگر علم دین کے بڑے مدعی آیہ زیر بحث کو نہی عام اور

[illegible] یایہا الذین امنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء جیسی آیتوں کو نہی

[illegible] کا مفاد و مدلول یہ بیان کرتے ہین کہ مسلمانون کو غیرون سے عہد

[illegible] و اتفاق کرنا ہی جائز نہین۔ اگرچہ اس سے مسلمانون کی کوئی مصلحت ہی

[illegible] بعض کا تشدد تو اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ وہ یہ بھی جائز نہین رکھتے۔ کہ

[illegible] کے ساتھ حسن معاملت اور حسن معاشرت پیش آئین اور ان کے کسی قول و فعل

[illegible] ایسے ہی متشدد بزرگوارون کی بدولت آج اسلام پر یہ اعتراض بیجا ہوتے

[illegible] ہین کہ اسلام غیر مذہب والون کے ساتھ میل جول اور حسن سلوک کی اجازت

[illegible] پیروان سے اطاعت و وفا کی امید رکھنا آگ سے پانی چاہنا

[illegible] یہ ہے کہ اسلام کے ایسے ہی نادان دوستون نے اسلام کو جو

[illegible] دشمن نہین کر سکتے۔ ان دوستون نے کئے [illegible] دشمنون کے [illegible]

[illegible] تشدد فی الدین کا نتیجہ کہو اور چاہے [illegible]

[illegible] حالات و واقعات کی خبر [illegible] اسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لا ایمان کا فرق ... سے ... رسول ...

میں لکھ چکے تھے اور کہہ نبی کو آزاد ... تھے ...

یہ کفار کے ساتھ ملنے جلنے اور اُن سے دوستی تعلق رکھنے کو ...

چونکہ سورۂ ممتحنہ کی متعدد آیات جو اپنے موضوع بحث سے متعلق النزول ہیں ...

مفصل ہیں یعنی اس موضوع کے مسائل کو پورے طور پر بیان کر دیتی ہیں ...

یہاں بیان کر دینا بے محل نہ ہوگا چنانچہ پہلی آیت ہے یا ایہا الذین آمنوا لا

تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا

بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم

ان کنتم خرجتم جہاداً فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیہم

بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل

سواء السبیل۔ یہ وہی آیت ہے جو بقول بعض مفسرین حاطب بن ابی بلتعہ کے ...

نازل ہوئی جس نے چپکے سے مشرکین مکہ کو خبر دی تھی کہ رسول اللہ صلعم ...

پر چڑھائی کرنے والے ہیں ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ مشرکین مکہ کون تھے ...

تھے اُسکے رسول کے مسلمانوں کے دشمن جنہوں نے نہ صرف دین حق ...

بلکہ محض اس وجہ سے کیوں خدا کی وحدانیت کا وعظ کیا جاتا ہے اور کیوں ...

اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا اور ...

---

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو یار نہ بناؤ تم اُن سے ...

حالانکہ وہ ... سچے دین سے جو تمہارے پاس آیا انکار کر چکے ہیں ...

... نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ...

... میری رضامندی کے لئے نکلے ہو تو ان سے چھپ چھپ کر ...

... جانتا ہوں جو تم ... چھپاتے ...

[illegible] دور ہو۔ یہ کہ اپنا بغض و عناد [illegible]
[illegible] تعلیم اُن تک باہر رکھ سکتی ہے۔ اور وہ ایمان اور ایمان [illegible]
[illegible] سکتے ہیں۔ اگر کوئی نادانی اور ذاتی غرض کی وجہ سے ایسا
[illegible] حقیقت دین و ایمان اور ایمان والوں کا دشمن و بدخواہ ہے۔ ہر
[illegible] قانون سے بھی اور عقلاً و عرفاً بھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جب کہ بعض نادان
[illegible] دشمنان دین کو دوست بنانے کی طرف مائل تھے۔ بالتخصیص مسلمانوں کو حکم دیا۔
[illegible] اپنے دشمنوں کو جو تمہارے دوست و خیرخواہ نہیں ہو سکتے۔ اپنا دوست نہ بناؤ
[illegible] سمجھ کر دوستی و اخلاص کے ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ کہ یہ سراسر گمراہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ
[illegible] مسلمانوں کو غیروں کے ساتھ جو محض غیر ہوں نہ ایمان اور ایمان والوں کے دشمن
[illegible] عدم مجانبت کی تعلیم دیتی ہے۔
[illegible] کے بعد دوسری آیت ہے جو مذکورہ بالا نہی کی علت بیان کرتی ہے کہ
ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوء
وودوا لو تکفرون [illegible] مشرکین مکہ کی دشمنی کوئی خیالی اور احتمالی دشمنی نہ تھی۔ اور نہ وہ ایمان
[illegible] والوں کے کوئی نئے نئے دشمن بنے تھے۔ جن کی دشمنی کا ابھی مسلمانوں کو تجربہ نہ ہوا
[illegible] دشمن تھے۔ اور بارہا اب تک اُن کی دشمنی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ پھر کیونکر
[illegible] آئندہ وہ مسلمانوں کی دشمنی و بربادی کے ارادوں سے دست بردار
[illegible] جبکہ اُن کو نام حق اور اللہ کے نام ہی سے دشمنی تھی۔ تو پھر کس طرح ممکن
[illegible] جاری رہے۔ اللہ کا نام لیا جائے۔ اسی ایک کی پرستش و عبادت ہو
[illegible] ایمان والوں کی تخریب کے درپے تر ہیں۔ بلکہ یہ بالکل یقینی
[illegible] تو ان کو تہ تیغ کر دیں۔ ستائیں۔ ایذا پہنچائیں
[illegible] جس طرح بن پڑے ایمان والوں کو کافر بنائیں
[illegible] اخلاص پہنچا کر خود [illegible]

[illegible] تمہارے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایمان [illegible]

[illegible] تابع [illegible]

ان [illegible] کرنے کی تاکید ہے

بعد ان دونون آیتون کے بعد تیسری [illegible]

[illegible] یعنی آیت جس ارشاد فرماتا ہے عسى الله ان يجعل

بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة والله قدير والله غفور رحيم

کے تمہاری دشمنی وعداوت ہے۔ اور جن کو دوست بنا [illegible]

بھی یہ دشمنی وعداوت ہمیشہ نہین رہے گی۔ قریب ہے کہ اللہ [illegible]

کر دے۔ لیکن اس وقت اور اس وقت کی دوستی مین فرق [illegible]

[illegible] اور تمہارے دشمنون کے حوصلے بڑھے ہوئے اس لیے [illegible]

[illegible] اور ان کی مرضی یہی ہوگی کہ تم ایمان سے [illegible]

[illegible] ان کی رضا کو ترجیح دو مگر اس دوستی مین فلاح [illegible]

[illegible] سراسر خیر و فلاح ہوگی۔ اس لیے [illegible]

[illegible] مسلمان یا مغلوب ہو کر تمہارے [illegible]

[illegible] کی دوستی کی طرف جھکتے ہیں [illegible] تمہارے [illegible]

[illegible] ایمان و اسلام کا [illegible]

[illegible] لا ينهاكم الله عن الذين [illegible]

[illegible] من دياركم ان تبروهم [illegible]

[illegible] الله عن الذين [illegible]

Marfat.com

... سے ... دین کی دعوت دینے کی
... اور دین سے جب تم سے نہین لڑے ۔ اور جنہون نے تمہین
... گھرون سے نہین نکالا ان کے ساتھ احسان کرنے ۔ یعدل و انصاف میں آنے سے
... نہین روکتا ۔ اور نہین منع کرتا عدل و انصاف تو اچھی چیز ہے جس کے ساتھ بھی
... ہو مشرک ہو یا بے دین محض ہو احسان و عدل سب کے ساتھ اچھا ہے ۔ اور اللہ
... کرتا اور اسپر کاربند ہونے والون کو پیار کرتا ہے پھر وہی تمہین ایسے لوگون کے
... عدل و احسان کرنے سے کیون منع کرنے لگا ہے ۔ ہان اُن لوگون کو صرف دوست بنانے
... سے دانہ منع کرتا اور تمہارے ہی بھلے کیلئے منع کرتا ہے ۔ جو تم سے دین کے بارہ مین لڑے
... جنہون نے تم کو تمہارے گھرون سے نکالا ۔ اور تمہارے نکالنے مین تمہارے دشمنون کی مدد کی اسلئے
... انکے دوست بنانے مین تمہارا اور تمہارے دین کا سراسر نقصان ہے ۔ جو خدا کو پسند نہین
... وہ کبھی عاقل کے نزدیک پسندیدہ ہو سکتا ہے ۔ تاہم اگر تم اُن کے ساتھ بھی عدل کرو اور
... اس حد تک احسان کہ تمہین اور تمہارے دین کو کوئی نقصان نہ پہونچے ۔ تو اس کا مضایقہ نہین
... اس سے تمہین منع بھی نہین کرتا ۔ منع کرتا ہے صرف اس کے دوست بنانے سے انما
ینہٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و
ظاہروا علٰی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون
ان آیتون کو پڑھ کر بغیر ادنےٰ تامل کے ظاہر ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم مسلمانون اور
مشرکین مین بھی محبت و مودت ہو جانے کی امید دلاتا ہے ۔ جنہون نے رسول اللہ اور
... ن کو سخت ترین اذیتین پہونچائین ۔ اور گھر اور وطن سے نکالکر بے خانمان کیا ۔
... ان مشرکین کے ساتھ عدل و احسان کرنے سے منع نہین کرتا ۔ جنہون نے رسول اور
... نہین ستایا تھا ۔ گھر بار سے نہین نکالا تھا ۔ حالانکہ مشرک سارے مسلمانون کے
... اہل کتاب کی نسبت اُن سے کہین دور رہا اور پھر حصر سے اس کی تاکید کرتا ہے
... لوگون کو دوست بنانے سے منع کیا جاتا ہے ۔ جو دین کے بارہ مین تم سے
... سلوک ... انکے ساتھ بھی مجاملت و حسن معاملت
... حلم و مروت اور فضل و احسان کی انتہا
...

[illegible]

تھا۔ اور جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
تسلط پا کر انہیں لوگوں سے جنہوں نے آپ کو اور مسلمانوں کو [illegible]
کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ کہا جاؤ تم آزاد ہو۔ اور مومن و کافر نیک [illegible]
کی۔ اور آپ کا یہ فعل مسلمانوں کے لیے اسوہ حسنہ ہوا۔ ان تمام حالات [illegible]
تشدد پسند مسلمان اور منصف مزاج غیر مسلم کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام و قرآن [illegible]
غیر مذہب والوں کے ساتھ مجاملت و حسن معاملت پیش آنے سے منع کرتا ہے [illegible]
لگے کہ سورہ ممتحنہ کی آیتیں خاص قریش و اہل مکہ کے بارہ میں آئی ہیں چنانچہ [illegible]
عداوت و عدوکم سے وہی مراد ہیں۔ جیسا کہ ان اوصاف سے ظاہر ہے جو [illegible]
بیان ہوئے ہیں۔ اور آیہ آل عمران میں لفظ کافر عام واقع ہوا ہے پھر بیان [illegible]
ہو سکتی ہے۔ اس کا ہم عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے جواب دیں گے۔ عقلاً [illegible]
نے ان کفار کے ساتھ بھی عدل و مروت کو جائز رکھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ [illegible]
انہیں گھر سے بے گھر کیا۔ ان پر تلوار اٹھائی۔ الغرض اسلام کے مٹانے کی [illegible]
دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ تو پھر وہی اسلام ان غیر مسلموں کے ساتھ عدل و احسان [illegible]
معاشرت سے کیونکر منع کر سکتا ہے۔ جن کے ہاتھوں نہ مسلمانوں کو کوئی ایذا [illegible]
مسلمانوں سے لڑتے ہوں۔ اور نہ ہندوستان کا دین مٹانے کے درپے ہوں [illegible]
کے ساتھ تو اسلام نہ صرف عدل و احسان کو جائز رکھتا ہے۔ بلکہ انہیں [illegible]
و معین بنانے سے بھی منع نہیں کرتا۔ کما بیّناہ۔ اور شرعاً یوں کہ آیہ آل [illegible]
ممتحنہ موخر النزول ہیں۔ اگر آیہ آل عمران کا یہی مطلب ہوتا کہ کسی [illegible]
میں بھی مجاملت اور حسن معاملت نہ برتو تو پھر ممتحنہ میں ان آیات [illegible]
عام میں مشرکین مکہ بھی شامل و داخل تھے۔ اگر کہا جائے کہ [illegible]
کی تفصیل ہیں تو ہم کہیں گے کہ اس صورت [illegible]

Marfat.com

...ایک مستقل نہی آچکی ہے...

...اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خود مسلمانوں کو ...کے لیے کافرون کو اپنا اعوان و انصار۔ یار و مددگار بنانے کی مناہی ...میں مناسبت ہی کون سی ہے۔ شخصی اغراض کے لیے ملی و قومی مصلحتوں کو ...اجازت کون سی عقل اور کون سا مذہب دیتا ہے۔ معہذا کسی کو اپنا یار و ...اور بات ہے۔ اور مجاملت و معاشرت۔ انصاف و مروت اور چیز ہے۔ ان سے ...منع نہیں کرتا۔ اور غور سے دیکھو تو یہی عام تمدنی و اجتماعی تعلقات کی وہ پسندیدہ ...عقل و قانون مقرر کر سکتے ہیں۔ فلا حرج فیما فی القرآن۔

ومن یفعل ذلک۔ یعنی اس نہی و ممانعت کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر مسلمانوں ہی کی مصلحت کے خلاف باین حیثیت کہ وہ مسلمان ہیں کافرون کو اپنا یار و مددگار بنائے۔ اس کو اللہ کی ولایت یعنی اُس کی طاعت اور اس کے دین کی نصرت سے کچھ واسطہ نہیں رہا۔ یا یون کہو کہ وہ اللہ سے بالکل دور جا پڑا۔ یعنی جو تعلق ایمان کا اسکے اور اللہ کے درمیان تھا۔ وہ منقطع ہو گیا۔ اور اب وہ کافرون میں شامل ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم۔

الا ان تتقوا منہم تقاۃ۔ یہ استثناء ہے عموم سابق سے۔ مطلب کل آیت کا یہ ہے کہ کفار کی یاری و دوستداری ترک کرنی چاہیے۔ لیکن کسی خوف کی حالت میں جس سے تمہیں ...تو اُس وقت رخصت و اجازت ہے کہ تم کفار کو بھی اس حد تک اپنا یار و مددگار ...خطرہ درپیش سے بچ جاؤ۔ یہ رخصت مشروع ہوئی ہے اس لیے کہ دفع مفاسد جلب منفعت ...ہے اس کے علاوہ یہ ظاہر ہے یاری و دوستداری جب مسلمانوں ہی کے حق میں مفید ...مضر۔ تو پھر اس کے اختیار کرنے یعنی کفار کو دفع خوف و مضرت کے لیے یار بنانا ...ہی کیا ہے۔ اور جب خوف و ضرر سے بچنے کے لیے کفار کو یار و مددگار بنانا جائز ...کے لیے اُن سے ساز رکھنا بطریق اولےٰ جائز ہوگا۔ بنابریں ...کو بھی اور مسلمانوں کے امراء و سلاطین کو بھی من حیث القوم مسلمانوں کے ...حکومتوں اور سلطنتوں سے عہد و پیمان کرنا جائز ہے۔ عام ...ہوتا ہو۔ یا جلب منفعت کی صورت میں

مددگار بنائے جس سے مسلمانوں ...

یاد رہے کہ کافر و غیر مسلم کی جائز موالات اس وقت ہے ... جب

حیث القوم ضعیف ہوں۔ بلکہ مسلمانوں کے فائدہ کے لیئے ہر وقت جائز ...

بعض مفسرین نے آیہ زیر بحث سے تقیہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ تقیہ کی تعریف میں

اگرچہ اُمت کا بہت کچھ اختلاف ہے۔ لیکن بہترین تعریف یہ ہے کہ تقیہ کہتے ہیں کسی ضرر سے

بچنے کے لیئے ایسی بات کہنے یا ایسا کام کرنے کو جو حق و نفس الامر کے خلاف ہو۔ جیسے تقیہ کی

تعریف مین اختلاف ہے۔ ویسا ہی اس کے شروط و احکام مین بھی اختلاف ہے۔ بعض کا مسلک

ہے کہ تقیہ ابتدائے اسلام مین جائز تھا جب کہ مسلمان کمزور تھے۔ اب چونکہ مسلمانون کی وہ حالت

نہین رہی۔ اس لیئے تقیہ بھی جائز نہین رہا۔ بعض کہتے ہین کہ جیسے تقیہ اُس وقت جائز تھا۔

اب بھی جائز ہے۔ بلکہ ایک گروہ تو اس کو اصول دین مین سے ایک اصل سمجھتا اور اس کو

انبیاء علیہم السلام کا معمول بہ کہتا ہے۔ پھر جو جائز مانتے ہین۔ اُن کا اس مین اختلاف ہے کہ

کہاں اور کب جائز ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ضعف کی حالت مین جائز ہے۔ بعض نے ضعف

و قوت دونون حالتون مین جائز مانا ہے۔ پھر اس مین بھی اختلاف ہے کہ تقیہ کس امر اور

کس کس بات کے لیئے جائز ہے۔ بعض کہتے ہین کہ تقیہ کفار کی عداوت و محبت ہی مین جائز ہے

کما ھو ظاھر من قول الآیۃ۔ بعض کی رائے ہے کہ تقیہ عداوت محبت کے ساتھ مخصوص نہین

بلکہ دیگر احکام شرعیہ و اصول دینیہ مین بھی جائز ہے۔ پھر بعض کے نزدیک جان بچانے کے

لیئے تقیہ کرنا چاہیئے۔ اور بعض ننگ و ناموس بلکہ مال کی حفاظت کے لیئے بھی تقیہ کو جائز

قرار دیتے ہین۔ اگرچہ مجموعہ دین ہی سے کیون نہ انکار کرنا پڑے۔ اور بعض تقیہ کو ایسی حالت

مین قطعاً ممنوع کہتے ہین۔ مگر یہ نص قرآن کے خلاف ہے۔ حیث قال اللہ تعالیٰ من

کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن

من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ذلک

بانھم استحبوا الحیٰوۃ الدنیا علی الآخرۃ وان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

یعنی اکراہ و مجبوری کی حالت مین کوئی اپنی جان بچانے کے لیئے ...

... سے ... ہے اور ...

[illegible]

[illegible] نے ان مین سے ایک سے پوچھا کہ تم

[illegible] ؟ اُنھون نے کہا ہان۔ اسپر اُن کو تو چھوڑ دیا۔ اور دوسرے کو سامنے

[illegible] سوال کیا کہ کیا تم مجھے اللہ کا رسول مانتے ہو؟ اُنھون نے کہدیا کہ مین تو بہرہ ہون

[illegible] قتل کرا دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپنے فرمایا کہ

[illegible] صدق ویقین پر جان دے گیا۔ وہ خوش نصیب اور مبارک تھا۔ اور دوسرے نے

[illegible] رخصت سے کام لیا۔ اُسپر بھی کچھ گناہ نہین ہے۔

[illegible] کی بابت جو مذہب ومسلک ہین ان سب کے متعلق جدا جدا تحقیق وتنقید کرنا تو طول امل

[illegible] اسلیئے کہ بعض مذہب مدلول آیت کی حد سے بہت تجاوز کرگئے ہین۔ اس لیئے صرف

[illegible] اس مسئلہ مین بیان کردینا کافی ہوگا۔ اور وہی مدلول آیت بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے

کہ [illegible] ون سے مضرت کا یقین ہونے کی حالت مین شرعاً تقیہ کی رخصت ہے۔ جیسا کہ آیہ من

[illegible] باللہ الخ اور قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور جب تقیہ از قبیل

رخصت ہے تو وہ نہ قطعاً ممنوع ہوسکتا ہے اور نہ اصول دین مین داخل۔ اسی لیئے بالاجماع

[illegible] ان پر ایسی جگہ سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ جہان اظہار دین سے اس کو خوف و

[illegible] مجبوراً وہ تقیہ کی طرف مضطر ہوتا ہو۔ اور مومن کامل کی یہ علامت ہے کہ اللہ اور اللہ

[illegible] کے بارہ مین وہ ملامت کرنے والون کی ملامت سے خوف نہ کرے۔ قال اللہ تعالی

[illegible] خافوھم وخافون ان کنتم مومنین چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام [illegible]

[illegible] مین کفار کی اذیتین سہتے اور صبر کرتے رہے۔ اور تقیہ سے کام نہین لیا۔

[illegible] کے خلاف ایسی ظاہری مدارات جو انہدام حق اور بنائے باطل کا موجب نہ ہو وہ

[illegible] عقلمندی ہے۔ اور ادب مجلس مین شامل۔ بشرطیکہ نفاق کی حد پر نہ پہونچ جائے

[illegible] اللہ علیہ وسلم بھی ان لوگون سے جنہین بُرا جانتے تھے۔ باداب حسنہ پیش آتے تھے

[illegible] کرنا اور بہ تبسم وخندہ پیشانی پیش آنا ایسے ضروری آداب مجلس مین کہ

[illegible] ہین۔ اچھے کے ساتھ بھی اور بُرے کے ساتھ بھی۔ کیونکہ یہ باتین

[illegible] لوگ کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے تو رسول اللہ صلی اللہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

کفار کی ایذا رسانی [illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم اور صحبت اولیاء کی [illegible]

بھی اس کو مانتے رہے اور مانتے ہین۔

ویحذرکم اللہ نفسہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

نفسہ سے مراد ہے عقاب نفسہ۔ اور لفظ نفس اسلیئے ذکر کیا گیا تاکہ معلوم ہو [illegible]

صدور اسی کی ذات سے ہوگا۔ اور چونکہ وہ اس کے نفاذ پر قادر ہے۔ اس [illegible]

طرح ٹل نہین سکتا۔ کیونکہ آخر جانا اسی کی طرف ہے والی اللہ المصیر یعنی [illegible]

کوئی مفر نہین۔ اس کے حضور مین حاضر ہونا ہے۔ اور وہ نافرمانی کرنے والون [illegible]

پر قادر ہے۔ تو پھر عذاب سے خلاصی کہان اور کیونکر ہوسکتی ہے۔

قل ان تخفوا ما فی صدورکم ... الخ صدور سے مراد ہین قلوب [illegible]

جنے وہ رغبت ومیل جو کفر کی طرف ہو۔ یا وہ کراہت ونفرت جو کفر کی جانب [illegible]

یہ آیت حکم مین ہے آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ... کے [illegible]

کہ اگر تم کفار کی یاری و دوستداری کی طرف جھکے۔ یا انکے سامنے تقیہ [illegible]

حالتون مین جو کچھ بھی تمہارے دل مین گذرے گا۔ تم اسے بظاہر چھپاؤ یا ظاہر [illegible]

پوشیدہ نہین رہسکتا۔ اللہ کو اس کا بھی علم ہے۔ پھر جو کوئی دل سے کفر کی [illegible]

اسے اس کی سزا ملیگی۔ اور جو کوئی دل سے ایمان اور حق پر قائم [illegible]

طرف مائل ہوا۔ اللہ ہی اس کو صاف کردے گا۔ اور اس تقیہ [illegible]

ہوا۔ اور نہ ایمان والون کو کچھ ایذا پہونچی۔ تم سے کچھ مواخذہ نہ کرے گا [illegible]

اس علم محیط کے موافق جزا سزا دے گا جس سے زمین وآسمان کا [illegible]

واللہ علی کل شیء قدیر یعنی جیسے اللہ علم میں [illegible]

اور ہر بات پر قادر ہے۔ اس لیئے ممکن ہی نہین کہ کوئی [illegible]

مالک کی [illegible] اسے عاجز کردے [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] آزادہ ترک کرے گا اور دل مین کہنے لگے گا
[illegible] واعتدال فطرت کے ساتھ جو آدمی آخرت پر بھی
[illegible] باعث روح کو ناپاک کر دیتا ہے۔ اور پھر بھی ہدایت آلہی
[illegible] سے محروم رہنے اور آگ مین جلنے اور ہمیشہ دوزخ مین
[illegible] والی ہے۔

[illegible] انسانی سعادت بہائم کی سی آزادی مین ہے۔ فاش اور سخت غلطی ہے۔ انسانی سعادت تو
[illegible] قانون شرع اور ناموس آلہی کے دائرہ مین ایک حد تک آزاد رہنے مین ہے جو اس دائرہ کے
[illegible] آزادی سے متمتع ہوتا ہے۔ وہ گویا حقیقی اور بہتر مین تمتع سے جو انسان کا حصہ ہے اور
[illegible] فائدہ اوٹھاتا ہے۔ اور جو کچھ اوس دائرہ مین رہکر اس کے سر پر پڑتا ہے۔ اوس کو صبرو
[illegible] جھیلتا ہے۔ اور جھیلنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ نہ خوف اوس کے پاس آتا ہے اور نہ حزن و ملال
[illegible] پھٹکتا ہے۔ یعنی حقیقی انسان کی امید ورجا ماورائے طبیعت ایسی ارفع و اعلےٰ ہے۔ جو طبیعی
[illegible] جذبات کو اوس پر غالب آنے ہی نہین دیتی۔ برخلاف اس کے حیوانات پر جذبات طبیعت ہی
[illegible] پھر بہائم کی سی آزادی مین سعادت کی امید رکھنا شقاوت ابدی کا سر لینا نہین۔ تو اور
[illegible] تمتعات حسنہ سے مستفید ہونا۔ قرآن پاک اوس کی اجازت خود دیتا ہے۔ اور اسی مغالطہ
کرنے کے لیے تمتع مین حسن کی مزید قید لگاتا ہے۔ چنانچہ آیا ہے یا قوم استغفروا ربکم
[illegible] توبوا الیہ یمتعکم متاعاً حسناً الی اجل مسمّی و یؤت کل ذی فضل فضلہ۔
[illegible] الباب یہ ہے کہ دنیاوی سعادت بھی بہت کچھ ہدایت دینی سے وابستہ ہے۔ نہین ہو
[illegible] دین کا پابند ہو اور سعادت دنیوی سے محروم رہے۔ مگر اس زمانہ کے مسلمان ہین کہ
[illegible] و لنا الاخرۃ کہکر اپنا جی خوش کر لیتے ہین۔ اور بہت فخر کرتے ہین۔ کہ ہم دنیا سے محروم
[illegible] کی نشانی ہے۔ اور جو اس وقت دنیا مین عیش و آرام کر رہے ہین۔ اور
[illegible] رہے ہین۔ اون کا یہ حال بتا رہا ہے کہ آخرت مین اون کی حالت برعکس ہوگی
[illegible] اپنے ہی نفسون کو دھوکہ دیتے ہین۔ اور اپنا ہی کچھ بگاڑتے
[illegible] ہے۔ بلکہ وہ بالکل اس کے خلاف ہو۔ چنانچہ سورۃ
[illegible] فاما یاتینکم منی ھدیً فمن
[illegible] ذکری فان لہ معیشۃ

... کے دن جو کہ ... روز ہے وہ روز ... ہو گا کہ ... وسطی ... مسلمانوں کو ذاتی اغراض پر قربان
... اس دن سے ... ڈرو کہ ہر نفس اپنے بُرے بھلے عمل کو ہوں ...
... ن حاضر و موجود پائے گا۔
... کے حاضر ہونے کے معنی یہ ہین کہ انکا فائدہ یا نقصان اُنکے کرنے والون کے
... ہو گا۔ اور ہر نفس جسنے بُرے اعمال کیئے ہون گے۔ آرزو کرے گا کہ بُرے
... دور ہو جائین۔ دکھائی نہ دین۔ اور اُن پر مواخذہ نہ ہو۔
... محضر کا لفظ خیر کے ساتھ آیا ہے۔ لیکن نفوس کے اس آرزو کے بیان سے کہ کاش
... ان سے دور جا پڑین۔ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال شر بھی حاضر و موجود ہون گے۔
... بُرے حضور کو بصراحت ترک کر کے کنایتًا باسلوب تحذیر اس لیئے بیان کیا گیا تاکہ معلوم
... کہ بُرے اعمال کا حضور صاحب اعمال کے لیئے باعث ایذا رہو گا۔ یہان تک کہ وہ آرزو
... یہ اعمال دور جا پڑین۔ اور جب بُرے اعمال کا سامنا اندوہ و اذیت کا موجب
... آیت سے ظاہر ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے اعمال کا سامنے آنا صاحب
... بہجت و سرور کا موجب ہو گا۔
... بات کہ اعمال تو عرض ہین۔ اور اعراض باقی نہین رہتے۔ پھر وہ قیامت کے دن
... موجود ہونگے۔ سو انکے حاضر و موجود ہونے کی صورت یہ ہے کہ اعمال عاملون
... صحیفون مین منقوش ہونگے۔ اور وہ صحیفے موجود۔ صحیفون سے ہماری مراد ہین
... جو ہر گونہ اعمال کا موجب و مصدر بنتی ہین۔ اور اعمال کے ساتھ ساتھ نفس
... ہو تی جاتی ہین۔ یہی نفسانی صفتین وہان نفوس کے سامنے ہونگی۔ اور انکو
... پہونچائین گی۔
... اللہ نفسہ۔ اللہ تم کو اپنے عقاب کی سنت سے ڈراتا ہے۔ خبر دار اس کی یہ
... ہے کہ اعمال کا اثر نفوس پر ہے۔ اور پھر وہی اثر جزا و سزا کا
... ان ... کی ... نہین ...
... کی طرح ... ہے ... اور ...

آیت ... ... ... ...
ہیں کہ آئے بھلائی کی جزا انقضاء ...
معصیت کے آخر کو توبہ اور اعمال صالحہ کے قابل ...
برائی کے برے انجام سے ڈراتا ہے تاکہ نسیان آدمی کی طبیعت پر غالب ...
کر برائی سے حذر و اجتناب اختیار کرے۔

یاد رہے کہ اکثر مفسرین نے یوم تجد سے پہلو اذکروا کو مقدم مانا ہے ...
آیت کا یہ بیان کیا ہے کہ اُس دن کو یاد کرو کہ نفوس کو اپنے اعمال کا سامنا ہوگا ...
سامنے کھڑی ہوگی۔ اس صورت میں بھی یہ آیت ویحذرکم اللہ نفسہ کی ایک طرح ...
تاکید ہوگی۔ جیسے کہ تفسیر مذکورہ بالا کی رو سے اس کی تاکید ہے۔ لیکن تفسیر میں ...
اولاً اختیار کی گئی ہے۔ وہ زیادہ بین و واضح ہے۔

لفظ امدا کی تفسیر میں بھی مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اُس کے معنی غا...
و میعاد بیان کیے ہیں۔ اور بعض نے بعد مکان۔ بعض کا قول ہے کہ امد و آبد دونوں ...
یا قریب المعنی ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہے کہ آبد کسی مدت سے مقید نہیں ہوتا اور ...
مدت معلوم کے لیئے آتا ہے۔ بہر صورت آمد زمان کے لیئے آیا ہے یا مکان کے پ... آیت ...
معنی دونوں طرح درست ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ مقصود کہنے والوں کا امد بعید ...
کاش اُن میں اور اُن کے معاصی میں جدائی ہوتی۔ زماناً ہو یا مکاناً دونوں ...
چاہنا مقتضائے طبیعت ہے۔ بدی ظاہر ہو جانے پر کبھی بدی کرنے والے کہا ...
کہ کاش! ابھی اس کا افشاء نہ ہوا ہوتا کچھ دن اور پردہ پڑا رہتا تو اچھا ...
ہوتی ہے کہ یہ برائی مجھ سے اتنی دور ہوتی کہ میری طرف منسوب ہی نہ ہو سکتی ...
سے بچ جاتا۔ (ماخوذ از المنار)۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ...
ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ ...
تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾

Marfat.com

[illegible] اگر تم اللہ کو مانتے ہو اور [illegible]

[illegible] شریعت مین تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں

[illegible] اور اس کی متابعت اور اس کے اوامر و نواہی کی تبعیت ہے اور محبت

[illegible] معرفت اور اس کے امر و نہی کی پابندی پر حریص ہوا ہی کرتا ہے تاکہ وہ

[illegible] ال ہو سکے۔ اور مستحق تقرب ہو۔

[illegible] یہ آیت اُن لوگون کے مقابلہ مین نازل ہوئی تھی۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ

[illegible] محبت خداوندی کا دعوے کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگون نے رسول اللہ صلی

[illegible] کے سامنے خصوصیت سے محبت خداوندی کا دعوے کیا ہو۔ ورنہ کوئی بھی ایسا

[illegible] جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ اگرچہ اُس کا ایمان محض تقلیدی ہی کیون نہ ہو۔ اللہ

[illegible] کا دعوے نہ کرتا ہو۔

بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ آیت نصرانی وفد نجران کے حق مین نازل ہوئی۔

[illegible] محبت کا بڑا دعوے تھا۔ اس مین تو شک نہین سورہ آل عمران کا ابتدائی

[illegible] نازل ہوا تھا جب کہ وفد نجران مدینہ مین مقیم تھا۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ نصاریٰ

[illegible] خداوندی کا بڑا دعوی ہے۔ اس لیے یہ آیت اُن پر حجت بھی ہو سکتی تھی۔ اور یہ

خطاب عام ہے۔ اور ہر جگہ اور ہر وقت کے مدعیان محبت خدا پر حجت ہے۔ کیونکہ وہ

[illegible] محبت ہی کیا رکھتا ہے جس کی عمل تکذیب کرتا ہو۔ بلکہ محبت محبوب کو نہ جاننے

[illegible] ہی پر کاربند نہ ہونے کے ساتھ جمع ہی کیونکر ہو سکتی ہے ؎

تعصی الاله وانت تظهر حبه
هذا لعمری فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعته
ان المحب لمن یحب مطیع

[illegible] اتباع کرتے تو تمہارے سابقہ گناہ [illegible]

[illegible] کہا ہے کہ میرا اتباع کیا ہے [illegible]

[illegible]

طبعی ... ہے [illegible]

[illegible] قل اطیعوا اللہ والرسول [illegible]

[illegible]

[illegible] اگر [illegible]

[illegible]

ابناء واحباب ہیں تو اللہ ایسے کافروں کو عزیز نہیں رکھتا [illegible]

[illegible] قابل [illegible]

[illegible] جن میں یہ تمیز [illegible]

[illegible] میں حق کو [illegible]

[illegible] کہ ہم [illegible] حق ہیں [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ [illegible]

عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ [illegible]

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ [illegible]

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ [illegible]

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثٰى [illegible]

الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا [illegible]

[illegible] مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

Marfat.com

[illegible]

[illegible] نے یہ [illegible]

[illegible] قبول فرما کیونکہ تو ہی [illegible]

[illegible] سے [illegible] رب [illegible]

[illegible] بیٹا بیٹی جیسا نہیں - اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور

[illegible] شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں

[illegible] نے اسے [illegible] خوشی سے قبول کیا - اور اسے اچھی طرح [illegible]

[illegible] کی کفالت [illegible] جب زکریا حجرے میں اس کے پاس آتا [illegible] پاس

[illegible] کہ اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا - مریم نے کہا

[illegible] بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے -

[illegible] اللہ تعالی بیان کر چکا کہ اپنی محبت اتباع رسول سے وابستہ ہے - اس لئے

[illegible] اتباع کیا [illegible] اللہ کی محبت کے دعوے میں بھی سچا ہے - اور اس قابل ہے کہ

[illegible] اسکے بعد انکا ذکر کیا جن سے اسنے محبت کی - اور جن کو اپنا برگزیدہ

[illegible] ایسے رسول پیدا کیئے جو اللہ کی محبت کا طریقہ بتاتے ہیں

ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین

[illegible] نوح اور ابراہیم و عمران کی اولاد کو رسالت و نبوت دیکر برگزیدہ

[illegible]

[illegible] تھے جو طبعی مراتب کمال اور اعزاز ترقی طے کرتے ہوئے جب

[illegible] پہنچے - تو اللہ تعالی نے ان کو اپنی مخلوق میں سے برتری و

[illegible] بقول ثم اجتباه ربه فتاب علیه وهدی [illegible]

[illegible] کہ آدم علیہ السلام نے خود بھی ہدایت پائی - اور اپنی اولاد

[illegible] کی اولاد میں اللہ تعالی نے جس [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] علیہ السلام [illegible]
[illegible] ہوں [illegible] ہے [illegible]
[illegible] سے [illegible] ان [illegible]
[illegible] نہیں کی اولاد [illegible]
[illegible] آل عمران نام [illegible] اولاد [illegible]
[illegible] مفسرین کا اختلاف ہے [illegible]
عمران [illegible] ہیں بعض کہتے ہیں کہ آیت میں عمران سے [illegible]
مراد ہیں جن کا سلسلہ نسب سلیمان بن [illegible]
پہنچتا ہے اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ آل عمران میں عمران سے [illegible]
کے والد مراد ہیں۔ جو یصہر بن قاہث بن لاوی کے بیٹے تھے [illegible]
[illegible] ایک ہزار آٹھ سو برس پہلے ہو چکے تھے بعض کہتے ہیں کہ [illegible]
اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ جو استدلال کرتے ہیں کہ [illegible]
آل عمران علی العالمین کے بعد [illegible] عمران کا ذکر کیا ہے [illegible]
[illegible] عیسیٰ علیہ السلام کے نانا تھے۔ اس لیے آل عمران [illegible]
عمران بن ماثان [illegible] ہی مراد ہونے چاہئیں [illegible]
خوارق کی وجہ سے جن کا اظہار عیسیٰ علیہ السلام سے ہوا [illegible]
[illegible] ہو گئے تھے۔ اور آپکے خوارق سے آپ کی [illegible]
[illegible] ان اللہ اصطفیٰ [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کی بزرگی [illegible]
[illegible]

[illegible] آل عمران

[illegible] مراد ہیں [illegible]

[illegible] عمران بن ماثان مراد ہیں [illegible] دونوں عمران جدا جدا ہیں

[illegible] عمران [illegible] ان اللہ اصطفیٰ میں آیا ہے وہ ان سے بعینہ وہی عمران

[illegible] اذ قالت امرأت عمران میں آیا ہے کیونکہ ان اللہ اصطفیٰ

[illegible] اصطفا [illegible] حصر تو بیان ہوا نہیں ہے کہ عمران بن یصہر [illegible]

[illegible] آیت [illegible] ہونے سے ان کی برگزیدگی و اصطفا میں کوئی فرق

[illegible] ان چند افراد و شعوب کا ذکر آیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ

[illegible] ترجیح دے کر شرف اصطفا و انتخاب سے ممتاز فرمایا [illegible]

[illegible] آیت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ آل عمران علی العالمین میں عمران سے پدر موسیٰ

علیہ السلام ہی مراد ہوں جیسے کہ آیہ اذ قالت امرأت عمران میں عمران سے

[illegible] مراد ہیں اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ آل ابراہیم کی برگزیدگی کی خبر دے

[illegible] آل میں عمران بن یصہر اور عمران بن ماثان دونوں کی مع اولاد داخل

[illegible] نے اپنی نبوت دی۔ لیکن جب آل ابراہیم کے ذکر کے بعد آل عمران

[illegible] کیا جو بے شک و شبہ آپ کی آل میں داخل تھے۔ تو پھر قرین قیاس

[illegible] عمران کی اولاد کے اصطفا کا ایک جگہ ذکر ہو کسی ایک کی ترجیح کی کوئی

[illegible] عمران بن یصہر کی اولاد میں موسیٰ کلیم اللہ جیسا اولو العزم رسول ہوا

[illegible] ان کی اولاد میں جیسے کلمۃ اللہ جیسا پیغمبر نکلا۔

[illegible] ہو سکتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں سے

[illegible] عمران بن ماثان کی اولاد کی برگزیدگی کی خوشخبری دی اور آل [illegible]

[illegible] اسماعیل میں خاتم الانبیاء جیسا سید الانبیاء پیدا ہوا۔

[illegible] کہ ہم کہہ چکے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے اس جگہ فضل میں بھی انہیں کا ذکر کیا [illegible]

[illegible] اوپر دینکی بہتا اور [illegible]

انکی [illegible] اس کے اثر فضل میں ایسے اور [illegible]

سے وہ [illegible] تو فضل اسکے لیے باعث [illegible]

واللہ سمیع علیم۔ یعنی اللہ سنتا ہے انکی باتوں [illegible]

جانتا ہے اس لیے خلقت میں سے انکو چنا اور اختیار [illegible]

کرلیتا ہے۔ ونظیرہ قولہ تعالی۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

[illegible] کی بیوی نے سچے دل سے نذر مانی کہ جو کچھ میرے

پیٹ میں ہے [illegible] سے آزاد کرکے تیری اور تیرے گھر کی خدمت کے [illegible]

بھیدوں کو جانتا اور باتوں کو سنتا ہے میری اس نذر [illegible]

اس کی نیت قبول کی اور [illegible] لڑکی پیدا ہوئی [illegible]

[illegible] بھی بعض اوقات خدمت خدا [illegible]

[illegible] اسے قبول کیا۔ اور اس نذر [illegible] قبول کر [illegible]

[illegible] رب انی وضعتہا [illegible]

[illegible] واللہ اعلم [illegible]

[illegible]

[illegible] تفسیر کی بنا پر آیہ ان اللہ اصطفیٰ [illegible]

[illegible] فضیلت و کرامت کا بیان ہو گا۔ اور پچھلا حصہ ان [illegible]

[illegible] ہو چکے ہیں۔ کہ ہم اپنے انبیاء و رسل کے ذریعہ [illegible]

[illegible]

[illegible] نہ ماننے کہ مریم علیہا السلام کے باپ کا نام عمران تھا۔ اور اس کو قرآن [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کی چوک بتاتے ہیں۔ عیسائی انکار کیا کریں۔ ان کا انکار حجت نہیں [illegible] ضروری نہیں ہے کہ ہر امر واقعی ان کو معلوم ہی ہو۔ ممکن ہے کہ [illegible] ہے۔ وہ غلط ہو۔ اب صحت و غلطی کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ سند صحیح پر۔ اور [illegible] نہیں کرتے۔ اور نہیں کر سکتے۔ مریم علیہا السلام کا تو کیا ذکر ہے۔ [illegible] کی بھی کوئی ایسی سند نہیں۔ جو قابل حجت ہو سکے۔ چنانچہ لوقا اور متی کی [illegible] نسب مختلف ہے۔ اگر نسب کامل علم و آگاہی کی بنا پر لکھا جاتا تو [illegible] نہیں ہوتا۔

وضعتہا قالت رب انی وضعتہا انثیٰ۔ یہ جملہ اگرچہ بصورت خبر ہے [illegible] نہیں۔ بلکہ انشا ہے۔ اس لیئے کہ اس کا مقصود خبر نہیں۔ بلکہ مقصود ہے [illegible] کا اظہار کہ جو سوچا تھا۔ وہ نہ ہوا۔ کیونکہ عمران کی بیوی نے جب [illegible] میرے پیٹ میں ہے۔ جب پیدا ہو گا۔ میں اسے بیت اللہ کی خدمت کے لیئے وقف کر دوں گی۔ تو اس کا خیال بلکہ یقین تھا کہ میرے لڑکا [illegible] بیت اللہ کی خدمت اور عبادت کے لیئے کچھ خوب وقف ہو سکتا ہے [illegible] کر سکتی خصوصاً ایام حیض میں بیت اللہ کی خدمت اور عبادت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوا برخلاف [illegible] [illegible]

تعالیٰ نے فرمایا کہ ہان ہمین معلوم ہے کہ تو نے لڑکی جنی ہے [illegible]

[illegible] ہوا اندوہ کرتی ہے [illegible] لڑکی ہو کر بھی تیری [illegible]

[illegible] ہین کہ واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی [illegible]

اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ [illegible]

پر حسرت زدہ اور غمگین ہو رہی ہے لیکن ہم جانتے ہین کہ [illegible]

[illegible] ہے کہ لڑکا بھی ہوتا تو اس کی برابری نہ کرتا [illegible]

یاد کرتے ہو [illegible] بالکل فضول اور بے معنی ہے [illegible]

اور لیس الذکر کالانثی سے زیادہ مربوط ہے اور [illegible]

کو لیس الانثی کالذکر نہین کرنا پڑتا تاکہ یہ معنی [illegible]

نہین کر سکتی [illegible] اسد کی کیا خدمت کر سکے گی [illegible]

[illegible] وانی سمیتها مریم وانی اعیذها [illegible]

[illegible] کے معنی ہین کسی کے پاس پناہ لینا [illegible]

[illegible] ہے کہ مین شیطان [illegible]

[illegible] وذریتها من الشیطان الرجیم کے معنی [illegible]

[illegible] شیطان [illegible]

[illegible]

Marfat.com

## [illegible] غیر معمولی رعایت

## [illegible] کی [illegible] انجمن تک مندرجہ قیمت رعایت پر ملسکینگی

**[illegible] غازی [illegible] طبع چہارم**

[illegible] کل دنیا کی بسیط سالم تاریخ ہے۔ ضخامت سات سو صفحات کے قریب ہے۔ منصب خلافت اور تمام مسائل متعلقہ اسلامی دنیا پر بوضاحت مدلل بحث کیگئی ہے۔ اصل کتاب اینگلستان [illegible] نے لکھی تھی۔ ایڈیٹر وکیل کے حواشی کی واد سر سید مرحوم ایسا جلیل القدر [illegible] صرف چند نسخے باقی ہین۔ اور ایسی ضخیم کتاب کا جلد طبع ہونا مشکل ہے۔ اصلی قیمت [illegible] رعایتی [illegible]

**تاریخ خاندان عثمانیہ**

ابتدائے عہد سے اس مبارک و مظفر خاندان کی مفصل تاریخ جدید اصول [illegible] کے مطابق۔ مبصرین کی رائے ہے کہ گذشتہ سو سال مین اس پایہ کی کوئی اسلامی تاریخ کسی اسلامی ملک مین آج تک نہین لکھی گئی۔ جلد اول و دوم قیمت اصلی [illegible]۔ رعایتی [illegible]

**[illegible] مظالم [illegible]**

یہ وہی بیش قدر مضمون معہ متعدد ضمیمہ جات کے ہے جس کی بدولت اخبار وکیل کا نام آفتاب بن کر اخباری دنیا مین چمکا تھا مؤلف کی پیشگوئیان [illegible] یورپ کی زبردستیون کی پوست کندہ قلعی کھولی گئی ہے۔ طبع [illegible] قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible] ایضاً بزبان انگریزی اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

**[illegible] پلیونا**

غازی عثمان پاشا کا نام کون مسلمان نہین جانتا۔ انہی کے کارنامون [illegible] جس مین ضمناً [illegible] کے جنگ روم و روس کے حالات بھی پلیونا کے [illegible] معرکون کے ہمراہ بیان کیئے گئے ہین۔ طبع جدید مین بہت [illegible] طبع سوم قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

**[illegible] مستقبل**

[illegible] مین سلطنت عثمانیہ کے ہر قبضہ کے مفصل حالات [illegible] مصر [illegible] بلگیریا۔ بوسینیا ہرزیگوینا۔ قبرص و طرابلس [illegible] کی موجودہ کیفیت [illegible] [illegible] طبع دوم

[illegible]

## ... مطبوعہ ...

ذیل کی کتابیں ...

## سفرنامہ جاپان

ایک مسلمان مصری ... اسلام جاپان مین آنا ... ہزار معزز اور خوش باش جاپانیون کا مشرف باسلام کرنا ... مذاہب معہ مباحثات علماء وثبوت فضائل اسلام ۔ قیمت

## تاریخ حجاز ریلوے

اردو ۔ انگریزی ... اس مین حجاز ریلوے کی تجویز ... آغاز اور اجرائے کار تک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوئے ہین ... انگلش تعلقات ۔ مسئلہ مصر ۔ مسئلہ خلافت اسلامیہ ... ڈالی گئی ہے ۔ قیمت ہر سہ حصص کی یکجا

## ہلال وصلیب

یہ بھی بے مثل کتاب ہے ... ترک اہل قلم ... ہین ۔ انھون نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ مین لکھی ہے ... نے اسکو انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرایا ہے ۔ قابل دید ... قیمت فیجلد

## ارژنگ فرہنگ

انگریزون کی معاشرت ... کا آئینہ ولایت جانیوالون کیلئے ...

## جواہر قرآنی

گلوشہ اہل ایمان کا ... خوبی ہے ... کیا ہے اور توحید باری تعالی اور ... کتاب نہایت عمدہ ہے ... قیمت

[illegible]

[illegible]

# تفسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمۂ فرقان حمید

جسے

[illegible] وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ

سے آگاہ کرنے کے لیئے پہلے اخبار میں شایع کرنا شروع کیا تھا

[illegible] احباب کے اصرار سے اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شایع کرنا

مناسب سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۹ء

جلد (۲) نمبر (۱۲)

[illegible] محمد انشاء اللہ مالک و اڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع

[illegible] میں چھپکر شایع ہوئی

Marfat.com

... وطن لاہور کو ...

## قرآن کریم

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے مگر ...

ہو سکتی ہے کہ قانون الٰہی کو ...

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکیگا ...

دفتر وطن لاہور سے طلب فرمائیے

## اسلامی ...

[illegible]

Marfat.com

[illegible] کی ہے۔ جس سے حدیث کے صاف اور قریب الفہم [illegible] یعنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی پیدائش کے [illegible] ہے۔ کہ مین اسے بہکاؤن۔ اور یہ میرے بہکانے مین آیگا [illegible] کے حق مین شیطان یہ طمع نہ کرسکا۔ علامہ شیخ محمد عبدہ کا قول ہے کہ یہ حدیث از قبیل تمثیل ہے نہ از باب حقیقت یہی حدیث شق صدر اور غسل قلب سے معلوم ہوتا ہے۔ و ہو اظہر فی التمثیل۔ اور معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ قلب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم مین شیطان کو وسوسہ ڈالنے کی گنجایش نہ رہی۔ جیساکہ مسلم کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے شیطان کے بارہ مین فرمایا ان اللہ اعاننی فاسلم یعنی اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی۔ اور میرا شیطان اسلام لے آیا۔ یعنی مطیع ہوگیا۔ اور سوائے بھلائی کے اور کچھ نہین چاہتا۔ اسی پر تمثیلی حدیث کل بنی آدم یمسہ الشیطان یوم ولدتہ امہ الا مریم وابنہا۔ کو قیاس کرو۔

اگر کوئی کہنے لگے کہ حدیث شق صدر و غسل قلب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب سے حظ شیطانی نکالا گیا ہے۔ اور جب حظ شیطانی شق صدر و غسل قلب کے وقت نکالا گیا۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ قبل از شق و غسل حظ شیطانی انکے سینہ و قلب مین موجود تھا۔ اور یہ منافی ہے قول خداوندی سے حیث قال اللہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ؕ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صفوۃ العباد اور ختم الرسل تھے۔ آیہ مذکورہ بالا کی رو سے ہر وقت آپ کا اثر شیطانی سے منزہ ہونا ثابت ہے۔ پھر حدیث شق صدر منافی قرآن ہونے کے باوجود کیونکر صحیح اور قابل تسلیم ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث [illegible] ہے۔ اور منافی نہین اس لیئے [illegible] آیت محمولہ بالا شیطان کے تسلط و غلبہ کی نفی کرتی ہے۔ نہ اصل وسوسہ کی۔ پس اگر شیطان [illegible] وسوسہ ڈالنا چاہے۔ اور اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ تو پھر اس کا تسلط و غلبہ تو نہین ہوا [illegible] ہو المقصود من الآیۃ والحدیث اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ شق صدر کے بعد شیطان کو قلب رسالت مین وسوسہ ڈالنے کا بھی موقعہ نہ رہا۔ اور وسوسہ [illegible] نا کوئی ایسا ویسا مرتبہ نہین بلکہ نہایت بلند مرتبہ ہے ہر بندہ [illegible] اس لیئے اہل حدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

شیطان کے اسلام لے آنے کو ان کی خصوصیات میں
صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس مقدس پر شیطان کا تسلط و غلبہ کبھی نہ ہوا تھا
قلب سے پہلے اُس کو یہ طمع تھی کہ میں آپ کو بہکا سکونگا۔ سو شق صدر کے بعد یہ طمع
جاتی رہی۔ اور نور نبوت یہان تک غالب آیا کہ شیطان وسوسہ کی طمع خام چھوڑنے کے سا
اطاعت اسلام سے بھی چارہ نہ رہا۔

اگر کہا جائے کہ مس الشیطان کی تفسیر طمع اغواء سے بھی کی جائے۔ جیسے کہ بیضاوی نے
کی ہے۔ تب بھی حدیث کل بنی آدم یمسّہ الشیطان کا مدلول و مقتضا یہ ضرور
ہوتا ہے۔ کہ مریم و عیسے علیہما السلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں اس لیے
کہ آپکے اغواء کی پھر بھی شیطان کو طمع تھی۔ گو وہ طمع خام ہی ثابت ہوئی ہو۔ اور مریم و
عیسے علیہما السلام کے حق میں اسے یہ طمع بھی نہ تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر عیسائی محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر عیسے علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرتے اور اس آیت اللہ کو فوق البشر کہا کرتے
ہیں۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ مسلمانوں کے لیئے بھی اور عیسائیوں کے لیے بھی۔ مسلمان سے
اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ وسوسہ شیطانی کے ہوتے ہوئے شیطان کا رام ہو جانا یہ زیادہ عجیب
کمال ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ سرے سے وسوسہ شیطانی کا وجود ہی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انسان
کامل ملائک پر فضیلت و ترجیح رکھتا ہے۔ رہے عیسائی۔ سو خود انکی کتاب انکے خلاف حجت ہے
چنانچہ مرقس کی انجیل کی چوتھی فصل میں ہے " لیکن یسوع روح القدس سے بھرا ہوا اردن
سے واپس لوٹا۔ اور روح کو جنگل میں لیئے پھرتا۔ چالیس دن شیطان سے آزمائش کیا
جاتا رہا۔ اور اس اثناء میں اس نے کچھ نہ کھایا۔ جب یہ دن پورے ہو گئے۔ تو آخر میں
بھوک لگی۔ اور اس سے شیطان نے کہا کہ اگر تو ابن اللہ ہے تو اس پتھر سے کہہ کہ وہ روٹی بن
جائے۔ اسپر یسوع نے اس کو جواب دیا کہ لکھا ہوا ہے کہ صرف روٹی ہی وہ چیز نہیں جس سے
آدمی زندہ رہے۔ بلکہ وہ اللہ کے ہر کلمہ سے زندہ رہ سکتا ہے۔ پھر شیطان اس کو ایک اونچے
پہاڑ پر چڑھا لیگیا۔ اور اس کو ایک لمحہ بھر میں تمام آباد ممالک دکھا دیئے۔ اور پھر اس سے
شیطان نے کہا کہ میں تجھے اس سب کی بادشاہی اور بزرگی دونگا۔ کہ وہ میرے سپرد
ہے۔ اور میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ پس اگر تو مجھے سجدہ کرے تو سب تیرا ہے
جواب دیا۔ اور کہا۔ دور ہو اے شیطان لکھا ہوا ہے

[illegible] کی چوٹی پر لے گیا پھر اس کو یروشلیم مین لایا۔ اور ہیکل کی بازو
پر کھڑا کر کے اس نے کہا۔ اگر تو ابن اللہ ہے۔ تو اپنے آپ کو یہان سے نیچے گرا دے۔
اس لیے کہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ تیری بابت ملائکہ کو وصیت کرے گا۔ کہ وہ تیری حفاظت
کرین۔ اور وہ تجھ کو اپنے ہاتھون پر اٹھا لین۔ تاکہ تیرے پاؤن پتھر سے نہ ٹکرا ئین۔ اسپر
یسوع نے جواب دیا اور کہا۔ کہ کہا گیا ہے کہ تو اپنے رب اللہ کو نہ آزما۔ اور جب شیطان
اپنے ہر تجربہ کو پورا کر چکا۔ تو کچھ وقت کے لیئے اُس سے جدا ہو گیا"

آیات مذکورۃ الصدر سے بوضاحت تام ظاہر ہے کہ شیطان عیسے علیہ السلام کے دل مین وسوسے ڈالتا تھا۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پھراتا تھا۔ غایت یہ ہے کہ آپ شیطان کے دھوکہ مین نہ آتے تھے۔ اور جو کچھ وہ کہتا تھا نہین کرتے تھے۔ حدیث الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم کا بھی یہی مطلب ہے۔ بلکہ آپکے شیطان کا اسلام لے آنا مرتبہ کچھ اور بڑھا ہوا ہے۔ کما لا یخفی۔

انجیل مرقس کی مذکورہ بالا آیات سے یہی نہین معلوم ہوتا کہ شیطان مسیح علیہ السلام کو ورغلاتا تھا۔ بلکہ اُن جوابات سے جو آپ شیطان کو وقت آزمائش دیتے رہے۔ اور جا بجا توراۃ مین آئے ہین۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ توراۃ کے متبع تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ کے مخلص بندون پر جن مین سے انبیاء و رسول افضل و بہترین شیطان کا غلبہ و تسلط نہین ہوتا۔ اور یہ نص قرآنی ہے۔ رہین یہ حدیثین کہ مریم و عیسی علیہم السلام کو شیطان نے نہین چھوا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا شیطان اسلام لے آیا یہ آحاد ہونے کی وجہ سے اخبار ظنیہ مین شمار یا شمار ہونے کے قابل ہین۔ اور اُن کا وقوع [illegible] غیب ہے۔ اور ایمان بالغیب از قسم عقائد ہے۔ اور ظنیات کو عقائد مین دخل نہین۔ حیث قال اللہ تعالی ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ بنا برین ان احادیث کے مضمون پر ایمان لانا ضرور نہین۔ صرف بعض کا یہ قول ہے کہ احادیث احاد بھی جبکہ [illegible] نزدیک ثابت و صحیح ہون۔ اس کے لیئے وہ حجت اور قابل ایمان و اعتقاد ہین۔ اور سلف [illegible] اس قسم کی احادیث کے بارہ مین یہ رہا ہے۔ کہ ان کی کیفیت کا علم اللہ تعالی پر [illegible] بنا برین ہم کو مس شیطان اور غسل قلب کی کیفیت مین کلام ہی نہ کرنا چاہیئے [illegible] یہ اعتقاد کرنا چاہیئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا۔ وہ حق ہے۔

Marfat.com

اور اس سے مریم و عیسےٰ علیہما السلام کی
خصوصیتین معلوم ہوتی ہین۔ کہ ان مین کوئی اور اُن کا شریک نہین اگرچہ
مین سے کیون نہ ہو۔ جن پر شیطان کا غلبہ و تسلط نہین ہو سکتا۔ لیکن عدم مس
مس قلب کی خصوصیتین تنہا اس کی مقتضی نہین ہین۔ کہ صرف اُنہی کی وجہ سے کل
کے سارے مخلص بندون سے بزرگتر ہو جائے۔ اس لیئے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک وجہ خاص
لحاظ سے جو کمتر و مفضول ہو اس مین دوسری ایسی خصوصیتین پائی جاتی ہون کہ اس
خاص کے رو سے جو افضل و اعلیٰ ہے اس مین بھی نہ پائی جاتی ہون۔ اور ان مزیہ خصوصیتون
نے ایک جزئی حیثیت کے مفضول کو من حیث المجموع فاضل و کامل تر بنا دیا ہو۔ دیکھو لو کہ مریم
علیہما السلام ابراہیم و موسے علیہما السلام سے افضل و اعلےٰ نہین۔ اگرچہ مریم کی شان مین
ہے۔ کہ اُن کو شیطان نے مس نہین کیا۔ اور ابراہیم و موسےٰ علیہما السلام کی نسبت یہ نہین آیا کہ
اُن کو شیطان نے نہین چھوُا۔ لیکن نبوت و رسالت اور خلت و تکلیم وغیرہ شرف ابراہیم
موسے علیہما السلام کو ایسے حاصل ہوئے کہ انہون نے ان کا مرتبہ مریم علیہما السلام سے بلند
کر دیا۔ اس کے علاوہ حدیث کل بنی ادم یمسہ الشیطان ...... اگر مفسر قرآن ہے تو وہ
تفسیر ہے فتقبلہا ربہا کی۔ یعنی جب ام مریم علیہما السلام نے دعا کی۔ کہ بار آلہا تو اس
لڑکی اور اس کی اولاد کو شیطان کے اثر سے بچا یئو۔ تو اللہ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی
اور یہ ظاہر ہے کہ ام مریم نے یہ دعاء مریم علیہما السلام کی ولادت کے بعد کی تھی۔ اور ظاہر
حدیث یہ ہے کہ مسّ شیطانی عین وضع حمل اور ولادت کے وقت واقع ہوتا ہے۔ اس لیئے
حدیث مذکور الصدر کی نسبت بہ یقین نہین کہا جا سکتا کہ وہ فتقبلہا ربہا کی تفسیر ہے
اور جب نہ قرآن سے مریم و مسیح کی نسبت مس شیطان کی نفی ہوتی ہے اور نہ حالات مذکور
بالا ہی بالیقین اس کے مفسر ہین۔ تو پھر صرف ایک احاد روایت عدم مس شیطان کی باقی
رہجاتی ہے جس پر ایمان لانا حتمی واجب نہین۔

فتقبلہا ربہا بقبول حسن۔ جب عمران کی بیوی نے منت مانی تھی کہ جو بچہ میرے پیٹ
مین ہے۔ یعنی اسے اللہ کی خدمت کے لیئے وقف کرونگی۔ تو کہا تھا فتقبل منی مگر
خلاف امید لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اسے اللہ کی خدمت [illegible]
کے قابل نہ سمجھ کر افسوس کیا۔ اور اسے [illegible]

Marfat.com

... اب یہ سیاق صاف بتلا رہا ہے کہ تقبل کے معنی یہ ہیں کہ ... مریم کی ماں نے نذر کو جسے وہ قابل قبول نہ سمجھتی تھی۔ قبول کیا۔ نہ یہ کہ ... خدا نے مریم اور اس کی اولاد کی نسبت کی تھی۔ اگرچہ بعض مفسرین اس طرف ... ہیں اور معنی آیت کے اُنہوں نے یہی بیان کیئے ہین۔ کہ مریم علیہا السلام کی ماں نے ... دعا کی تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی تھی۔ لیکن سیاق آیت ان معنوں سے اباکرتا ہے کما لا یخفی علی من لہ ذوق سلیم۔ غرض معنے فتقبلہا ربہا بقبول حسن کے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کو اُن کی مان کی منت کے موافق اپنے گھر کی خدمت اور اپنی عبادت کے لیئے قبول کرلیا۔ اور مریم علیہا السلام کا لڑکی ہونا اُن کی قبولیت کو مانع نہ ہوا۔

وانبتہا نباتا حسنا یعنی مریم کو بحسن تربیت جو روحانی وجسمانی بالیدگی کو شامل تھی۔ پالا پوسا۔ جیسے کہ درخت اچھی زمین مین لگایا جائے۔ یہان تک کہ نمو پاکر اچھا پھل لائے۔ اور اس کی طبیعت کو کوئی چیز بگاڑ نہ سکے۔ گویا آیت مین لفظ انبات تربیت کے لیئے آیا ہے۔

وکفلہا زکریا۔ کوفیون نے کفّل بہ تشدید فاء پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے کفَل بتخفیف پہلی صورت مین معنی یہ ہون گے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہم السلام کو مریم علیہا السلام کا کفیل بنا دیا۔ اور دوسری صورت مین مطلب یہ ہوگا۔ کہ زکریا نے مریم علیہا السلام کی کفالت اپنے ذمہ لی۔

کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا۔ محراب کہتے ہین مصلی کے سامنے کے حصہ کو۔ اور صدر مجلس پر بھی محراب کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ محراب معلی کے سامنے کے حصہ کو اسی حالت مین کہین گے کہ اُس تک بلکہ سیڑھیان طے کرکے پہونچا جائے۔ خیر یہ تو لُغت یا عرف لغت کی بحث ہے۔ اس کے موقعہ ... کی بھی گنجایش ہے۔ لیکن یہان محراب سے وہ مقصود مراد ہے۔ جسے اہل کتاب مذبح ... میں جو معبد کے سامنے کی طرف واقع اور ایک دروازہ دار ہوتا ہے۔ اور جس مین چند ... زینے طے کرکے پہونچا جاتا ہے۔ اور جب آدمی اُس مین پہونچ جاتا ہے تو معبد کے ... سے اوجھل ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب زکریا علیہ السلام
تو گرمی کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے پھل پالے میں اُن کے پاس
اسی لیئے اُن کو تعجب ہُوا۔ اور اُنہوں نے اس بابت مریم علیہا السلام سے سوال کیا لیکن
پھلوں کے اس طرح پائے جانے کی بابت نہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے کلام پاک میں کچھ
فرمایا۔ اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے اسبارہ میں کچھ خبر دی۔ رائے و قیاس سے
یہ بات معلوم ہونے والی ہی نہیں۔ کسی ایسی تاریخ میں بھی اس کا کچھ تذکرہ نہیں جو قابل
اعتماد ہو۔ مفسرین سلف نے جو روایتیں اس خصوص میں بیان کی ہیں۔ اوّل تو ان کے اسناد
ہی ضعیف و مقدوح ہیں۔ اور پھر وہ روایتیں بھی باہم معارض۔ چنانچہ ایک روایت
تو اوپر بیان ہوئی۔ دوسری روایت جو فی الجملہ اس کی معارض نہیں ہے۔ ابن جریر نے
یہ بیان کی ہے کہ بنی اسرائیل کو قحط نے آلیا۔ یہانتک کہ زکریا علیہ السلام مریمؑ کی کفالت
سے عاجز آگئے پھر سب نے مل کر مریمؑ کی کفالت کے لیئے قرعہ ڈالا۔ اور وہ ایک نجار کے
نام پر آیا۔ وہی نجار محنت مزدوری کرکے کچھ مریم علیہا السلام کو پہنچاتا تھا اللہ تعالیٰ اسی
کو بڑھا دیتا۔ یہانتک کہ وہ مریم علیہا السلام کی حاجت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے آپکے
پاس پڑا رہتا۔ زکریا علیہ السلام آتے اور یہ حال دیکھتے۔ آخر آپنے سوال کیا اے مریم!
یہ تمہارے پاس کہاں سے آجاتا ہے۔ حالانکہ یہ دن قحط کے دن ہیں۔ لوگوں کو اپنا پیٹ
بھرنا مشکل ہے۔ تمہارے پاس حاجت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے بچا پڑا رہتا ہے۔ انّٰی
لکِ ھٰذا۔ مریم علیہا السلام نے جواب دیا۔ کہ ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من
یشاء بغیر حساب۔ یعنی رزق دینے والا اللہ ہے۔ وہی ایک کو دوسرے کا مسخر کر دیتا ہے
اور حاجتمند کو اُس کا رزق پہونچاتا ہے۔ اور وسعت و کشایش کے ساتھ پہونچاتا ہے
مریم علیہا السلام کے جواب میں ہر طرح غور کرو۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں معلوم
ہوتی۔ جو دال ہو اس امر پر کہ مریم علیہا السلام کے پاس جو رزق آتا تھا۔ وہ کسی خارق
عادت طریق سے آتا تھا۔ کیونکہ من عند اللہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی
خارق عادت طریق سے اُس کے پاس رزق بھیجتا تھا۔ صاحب ایمان اپنے ہر
فعل کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہی کرتے ہیں۔ پھر من عند اللہ سے بعض کا یہ مقصد اللہ
تعالیٰ غیب سے کسی خلاف عادت طریق سے مریم کو رزق پہنچاتا

[illegible] قرآن مجید

[illegible] کا مدعی ہے اور

[illegible] گمان ہے اور جب

... لاریب فیہ سے ریا

... لوگون کا حال بیان ہوتا

... ہے مثلاً ایک مرید کی طرح منتظم

... ترتیب خصوصیت ہے۔ کہ کسی بلیغ کا ذہن رسا اس

... سکے گا۔ ترتیب مضامین و سلسلہ کلام پر غور کرو۔ تو

... ذکر کتاب ہے۔ اور پھر اس کے متعلق لاریب فیہ کی خبر نازل

... بیان ... مومنین کے حال سے شروع ہوتا ہے۔ اور کافرون کے بعد

... پھر منافقون کے حال کی تمثیل سے بطریق استیناف کلام شروع

... کو ... عبادت کی دعوت دیگئی ہے۔ اور وجوب طاعت کے استدلال

... اللہ ہونے اور محمد صلعم کی رسالت پر شک کرنے والون پر تحدی ...

... جھکانے نہ جھکانے پر تحذیر و تنذیر وعدہ وعید سے کام لیا ہے اور اس

... لوگون کے اختلاف کو ظاہر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کے بارہ مین ہے پھر کفار

... اور ان کے دو دفعہ زندہ کرنے اور دو دفعہ مارنے کے بیان اور ان کے

... و انسان کے پیدا کرنے کی عجیب و غریب کیفیت سے اون کو معقول کیا ہے

... اور زندگی کی کیفیت کو آغاز سے انجام تک پہونچا کر

... مین کی موجودہ اقوام سے خطاب کر دیا ہے۔ اور سب سے پہلے ...

... کے یون ہونے کے بھی نظم بیان اور سلسلہ مطالب مین کہین

... سیاق و ترتیب موجود ہے۔ اور محور کتاب و رسالت

... افادات شیخ محمد عبدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

... الی الحق سے ... سب سے پہلے ممتاز اور انفرادی

... شروع ... کہ اول کتاب مین سب سے پہلا فرقہ

... ایمان ... لیکن ...

... داخل ہو جانے سے ...

...

... ہونے جانے کا قرآن کریم مین کہین شائبہ بھی نہین پایا جاتا۔ ... قرآن سے خارج ہونا ہمارے لیئے کیونکر جائز ہوسکتا تھا۔ رہین اسرائیلی روایتین ... ہی ہون۔ اور کچھ ہی کہا کرین۔ قرآن مین وہ کیونکر لی جاسکتی ہین۔ اور کیونکر اسکی تفسیر مین یہ بحثین نکالی جاسکتی ہین۔ کہ مریم علیہا السلام کے پاس جو رزق آتا تھا۔ وکس قسم کا رزق ہوتا تھا۔ کہان سے آتا تھا۔ اور کس طرح سے آتا تھا۔ جب کہ زکریا علیہ السلام خود ... کفیل تھے۔ رزق کی بہتات سے آخر اُن کو کیون استعجاب ہوا۔ سچ یہ ہے کہ یہ تمام بحثین زائد ازضرورت اور مدلول قرآن سے باہر ہین۔ اگر ان باتون مین کچھ عبرت و فائدہ ہوتا۔ تو خدائے تعالیٰ خود ہی بیان کر دیتا۔ جب اسی نے بیان نہین کین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسبارہ مین خموشی اختیار کی پھر ہم اس خصوص مین کیون کرید کرین۔ اور اس کرید سے فائدہ ہی کونسا متصور ہے۔

رہی یہ بات کہ یہان اس قصہ کے بیان مین کیا فائدہ اور کون سی عبرت کی بات ہے۔ سو اس قصہ کا فائدہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت۔ اور مشرکین و اہل کتاب کے شبہات اور انکار رسالت کے پادر ہوا وجوہ کی تردید۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ دین و وحی کا پہلا مقصد ہے الوہیت کا منوانا۔ اور مسائل الوہیت مین اہم ترین مسئلہ توحید ہے۔ اور اس کے بعد بعث وجزاء اور اعتقاد وحی و انبیاء جیسے مسائل و مقاصد ہین۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے سورۃ مین توحید کا ذکر کیا۔ پھر ذکر توحید کے بعد سے قصہ زیر بحث اور اسی جیسے اگلے قصون تک کہین الوہیت و جزاء کا مفصل بیان ہے۔ اور کہین کافرون اور منکرون کے گوناگون اوہام وشبہات کی تردید۔ اور کہین یہ مذکور کہ ایمان باللہ اور اس کی محبت کا دعوے اور آخرت مین فوز و نجات کی امید کا موقوف علیہ اتباع رسول ہی ہے۔ اس کے بعد ہی آدم و نوح وغیرہ کے اصطفا اور مریم علیہا السلام کا قصہ ہے۔ جو مشرکین و اہل کتاب کے ان شبہات کو مٹاتا ہے جو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ شبہات کیا تھے یہی کہ اہل ... کہتے تھے کہ بنی اسرائیل اللہ کی قوم ہے۔ اسی مین اس کی رسالت چلی آئی ہے۔ اسی مین ... بنی اسمٰعیل مین نبوت کہان سے آگئی۔ مشرک کہتے تھے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ... ہماری ہی طرح سے کھاتا پیتا ہے۔ بازارون مین چلتا پھرتا ہے یہ نبی کہان سے ... آل ابراہیم و آل عمران کی برگزیدگی اور مریم کے قصہ سے اہل کتاب اور

مشرکین کے انہین شبہات کی تردید ہو رہی ہے۔ [illegible]
مشرک و اہل کتاب سب یہ مانتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدم [illegible]
مین سے فضیلت دیکر اس کو اور اس کی اولاد کو اُن سب پر قابو دیا اور یہ بھی [illegible]
کہ آدم کے بعد نوح کو اس نے ابو البشر ثانی بنایا۔ اور صرف اس کی اولاد و اصحاب کو اوروں
پر ترجیح دے کر باقی رکھا۔ ابراہیمؑ و آل ابراہیم کی برتری کو بھی وہ مانتے تھے کیونکہ اہل
کتاب اور عرب دونون ابراہیم اور اس کی اولاد کو معزز جانتے تھے حتیٰ کہ عرب فخر کرتے
تھے کہ ہم اولاد اسمٰعیل ہین۔ اور ابراہیم کے مذہب پر کاربند۔ اور اہل کتاب آل عمران کی
برتری و برگزیدگی پر نازان تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ باتین یاد دلا کر نہ صرف مشرک و اہل
کتاب بلکہ نوع بشری کو آگاہ کیا۔ کہ ان لوگون کو ہمین نے بغیر کسی سابقہ مزیت و اختصاص کے
اپنی رسالت و برگزیدگی سے مشرف و ممتاز کیا۔ اور جب بات یہی ہے کہ جسے ہم چاہین مشرف
و امتیاز دین۔ تو پھر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہی کے اختصاص و امتیاز کا کون مانع ہو سکتا ہے
عقل سے کام لو۔ اور سوچو کوئی ایسا مانع نہین۔ اور نہین ہو سکتا۔ اگر کہو کہ مدت دراز سے
ہم نے بنی اسرائیل کے سوا کسی اور قوم مین سے نبی نہین پیدا کیا۔ تو پھر بتاؤ کہ جب ہم نے
بنی اسرائیل مین سے نبی پیدا کرنے شروع کیے تھے۔ اُس وقت بھی تو اور قومین موجود تھین
پھر کیا ہمنے صرف اپنی مرضی و مشیت سے بنی اسرائیل کو اورون پر ترجیح نہین دی [illegible]
بمشیت خود اُس وقت کسی ایک قوم کو ترجیح دی۔ تو اب بھی بمشیت خود ہمین نے محمد (صلے اللہ
علیہ وسلم) کو رسالت و اصطفاء سے ممتاز کیا ہے پھر تم کیونکر اس کی رسالت سے انکار کرتے ہو
پس گویا آدم و نوح وغیرہ کے اصطفاء کی تمثیل بیان ہے اس کا کہ اللہ اپنی مخلوق مین سے
جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ رہی یہ بات کہ جسے چننا چاہتا ہے۔ اُسے بالفعل چن لیتا ہے اسکی
دلیل ظاہر یہ ہے کہ اُسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بندون مین سے چن لیا کیونکہ آپ کو
[illegible] کے حق مین ہادی و رہنما بنایا۔ اور آپ کی ہدایت کے ذریعہ لوگون کو شرک و جہل کی
تاریکی سے نکال کر توحید و علم و صلاح کے اُجالے مین پہونچایا۔ حتیٰ کہ آل ابراہیم [illegible]
آل عمران مین سے کسی برگزیدہ کے آثار ہدایت بھی آپ کے آثار [illegible]
ہوسکے۔ بلکہ آپ ہی کے آثار ہدایت [illegible]
علے کل عبد مصطفٰی

Marfat.com

[illegible] السلام کا قصہ بھی اسی اصطفاء و برگزیدگی کی تمثیل میں ہے۔ اور اسی نتیجہ [illegible] ہے۔ اسی لیئے کہ لڑکی کا خدمت بیت اللہ کے لیئے مقبول ہونا خلاف عرف و عادت تھا۔ اور اسی لیئے اُمّ مریم کو اپنی نذر یاد کر کے حسرت و اندوہ دامنگیر ہوا تھا لیکن اللہ تعالی نے خلاف عرف و عادت لڑکی کی ذات کو بھی خدمت بیت اللہ کے لیئے قبول کر لیا پھر وجہ ہی کیا ہو سکتی ہے کہ بنی اسرائیل کی عادت و خیال کے خلاف غیر بنی اسرائیل میں سے اللہ تعالی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو رسالت نہ دے۔ اسی قسم کا فائدہ قصہ زکریا علیہ السلام کے بیان میں ہے۔ اور بالآخران سب تمثیلوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کام ہمیشہ لوگوں کی عزت و عادت کے موافق نہیں ہوتے رہتے ◆

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي
فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَ
سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي
غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ
مَا يَشَاءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٤١﴾

**ترجمہ** وہاں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی (اور) کہا اے میرے رب مجھ کو اپنے پاس سے پاک اولاد عطا کر۔ بالیقین تو دعا سنتا ہے۔

پھر اس کو فرشتوں نے پکارا جب کہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ اللہ تجھ کو نیکوں میں سے یحیٰی کی بشارت دیتا ہے۔ جو اللہ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا۔ اور سردار ہو گا اور عورت کے پاس نہ جائے گا۔ اور نبی ہو گا۔

وہ بولا اے میرے رب میرے کہاں سے لڑکا ہو گا۔ میرا بڑھاپا آگیا۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ کہا اللہ ایسا ہی کرتا ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے۔

کہا اے میرے رب میرے لیئے کوئی نشان مقرر کر۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن [illegible] سے سوائے اشارہ کے بات نہ کرے۔ اور اپنے رب کو زیادہ یاد کر۔ اور صبح و شام [illegible] رہ۔

Marfat.com

تفسیر۔ ھنالک دعا ذکریا۔ جب زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی خوش
خیالی اور خدا شناسی دیکھی۔ اور اُن کو یہ کہتے سُنا کہ یہ رزق اللہ کے پاس سے آتا ہے
اُن کے دل میں فرزند صالح کی تمنا نے جوش مارا۔ اور دعا کی کہ بارالہا جیسے تو نے
اپنے فضل و کرم سے مریم کو رزق دیتا ہے۔ مجھے بھی اپنے کرم و فضل سے ایک نیک
فرزند عطا کر جس سے میرا نام نشان چلے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے
کے پھل گرمی میں اور گرمی کے میوے جاڑے میں دیکھے۔ تو اس سے اُنکے دل میں فرزند
کی تمنا پیدا ہوئی۔ اس لیئے کہ مرد پیر اور زنِ عاقرہ سے فرزند کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی ہے
جیسا کہ گرمی میں جاڑے کے اور جاڑے میں گرمی کے پھلوں کا موجود مہیا کرنا لیکن آیت
میں کوئی اشارہ ایسا نہیں۔ جس سے پایا جاتا ہو کہ دعا کرنے کے لیئے زکریا کی محرک یہ یا
کوئی ایسی ہی بات ہوئی تھی۔ بلکہ اگر اسی امر کو دعا کا محرک مانا جائے تو یہ اعتراض وارد
ہوتا ہے کہ زکریا کو اس واقعہ سے پہلے خرق عادت کا علم نہ تھا۔ اور جو زکریا کی نبوت کو مانتا
ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُن کو خرق عادت کا علم نہ تھا۔ اگر کہا جائے کہ ربّ انّی یکون
لی غلام وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر جیسے متعجبانہ کلام سے تو یہی معلوم ہوتا ہے
کہ زکریا علیہ السلام کو اس سے پہلے خرق عادت کا علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو یوں استعجاب
ہی کیوں کرتے۔ اور کیوں کہتے۔ کہ میں بوڑھا ہو چکا۔ بیوی بانجھ ہے۔ پھر اب بیٹا کیسے ہو
جائے گا۔ اس شبہ کا جواب علامہ شیخ محمد عبدہ نے نہایت خوبی سے دیا ہے کہ جب زکریا ؑ
نے مریم علیہا السلام پر اللہ کے انعام دیکھے۔ اور پھر مریم کے ایمان پر غور کیا۔ اور معلوم
ہوا اس کی بصیرت کی شعاعیں اسباب وعلل کے پردوں کو چیر کر اس درجہ پر پہنچ گئی
ہیں۔ کہ صرف اللہ ہی اسے اپنا رازق نظر آتا ہے۔ تو ان باتوں نے اُن کے قلب صافی
پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حواس گم ہو گئے۔ اور آپ کا نفس عالم اور ما فیہا سے بے خبر ہو کر اللہ کے
فضل و کرم کے ملاحظہ میں غرق و منہمک ہو گیا۔ اور اسی بے خودی کے عالم میں فرزند کی دعا کی
اور جو دعا توجہ الی اللہ کی حالت میں دل کی تلقین کے ساتھ زبان پر آتی ہے وہ ...
اجابت ہی ہے چنانچہ وہ دعا مقبول ہوئی۔ مگر جب آپ اُس غیب و بے خودی کے عالم سے
حواس میں آئے۔ اور اسباب وعلل نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا۔ اور اجابت

Marfat.com

اور استجابت دعا کی کیفیت کی بابت اللہ سے سوال کیا۔ اور چونکہ وہ کیفیت سُنّتِ کونیہ قانونِ عادیہ کے خلاف تھی۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو جواب دیا۔ جو کچھ کہ دیا۔

وھو قائم یصلی فی المحراب۔ یصلی مین صلوۃ سے مراد دعا ہے۔ کیونکہ دعا و صلوۃ کوئی دو جدا جدا چیزین نہین۔ بلکہ جو صلوۃ ہے۔ وہی دعا ہے۔ اور جو دعا ہے وہی صلوۃ ہے۔

ان اللہ یبشرك بیحیی۔ یعنی اللہ تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام یحیی ہے۔ حیث قال اللہ تعالیٰ انا نبشرك بغلام اسمہ یحیی یحیی معرب ہے یوحنا کا۔ جو ماخوذ ہے حیات سے۔ اور دال ہے اس پر کہ وہ اچھی زندگی جیئے گا۔ اور تیری فضیلت و نبوت کا وارث ہوگا۔

مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے یحیٰے علیہ السلام کی متعدد صفتین بیان کی ہین۔ پہلی صفت یہ ہے کہ وہ کلمۃ من اللہ کا مصدق ہوگا۔ کلمۃ من اللہ سے مراد ہین عیسےٰ علیہ السلام جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمہ کی بشارت دی ہے۔ یا یہ کہ وہ کلمۃ اللہ کن سے سُنّتِ عامہ کے خلاف پیدا ہوا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ کلمہ سے یہان مراد وحی و کتاب ہے۔ کیونکہ کلمہ کا اطلاق کلام پر بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کثیر ہو۔ اسیطرح کلمۃ من اللہ کی تفسیر مین مفسرین کی اور اور بھی رائین ہین۔ لیکن وہ عموماً بالآخر انہین تینون باتون مین سے کسی ایک کے تحت مین آجاتی ہین۔

سیدا۔ سید وہ ہے جو اپنی قوم مین علم و کرم اور خیر و صلاح کی وجہ سے قوم کا سردار اور اس کی چوٹی کا آدمی ہو۔

حصور۔ حصر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور اس شخص کو کہتے ہین جو اپنے نفس کو ایسی باتون سے روکے جو اُس نفس کے شایانِ شان فضل و کمال سے روکنے والی ہون۔ بھید کے چھپانے والیکو بھی حصور کہتے ہین۔ اور اس کو جو عورتون سے الگ تھلگ رہے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہی پچھلے معنی یہان مراد ہین اسی لیئے انہون نے اس تفسیر کے ضمن مین اس سے بحث کی کہ ازدواج بہتر ہے یا ترک ازدواج اور پھر کسی نے نکاح کو فضل مانا ہے۔ اور کسی نے ح کو۔ لیکن آیت درحقیقت اس بارہ مین نہ اثباتاً نص ہے۔ اور نہ نفیاً۔ فھاھنا ... وھھنا والنکاح افضل سنن الفطرۃ۔

قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی [illegible]

مفسرین کی رائے ہے۔ کہ یہہ سوال سوال تعجب تھا جو اپنی پیری اور بیوی کے عقر [illegible] زکریا علیہ السلام کے دل میں پیدا ہوا اور زبان پر آئے بغیر نہ رہا۔ اگرچہ اجابت [illegible] کو سُن چکے تھے لیکن سوال کو سوال ماننے کی صورت میں چونکہ یہہ شبہ ہوتا ہے کہ کیا زکریا علیہ السلام کو بشارت آلہی ووعدۂ خداوندی پر بھروسہ نہ تھا کہ متعجبانہ سوال کیا۔ اسلئے مفسرین کو اس شبہ کا جواب دینا پڑا ہے۔ مگر بہترین جواب اس شبہ کا وہی ہے۔ جو علامہ شیخ محمد عبدہ نے دیا ہے۔ اور بیان ہو چکا ہے۔ بعض کی رائے یہ بھی ہے کہ سوال استفہام حقیقی ہے اسلئے کہ زکریا علیہ السلام اپنی پیری وشیخوخت اور بیوی کے بانجھہ ہونے کو جانتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرزند کی بشارت پائی۔ تو یہہ سمجھہ کر کہ عادتاً تو ہم میاں بیوی اس قابل نہیں کہ اولاد ہو اور اللہ بشارت دیتا ہے۔ جو بالیقین پوری ہوگی مگر وہ ہوگی کس طرح اسی کیفیت کے معلوم کرنے کے شوق میں آپ نے اللہ تعالےٰ سے یہہ سوال کیا۔ انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر و امرأتی عاقر۔

کذلک اللہ یفعل ما یشاء۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ اوس کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ یا اسباب معروف وعلل عادی کے بدون بھی اس کے نزدیک کوئی کام کرگزرنا متعذر ومحال نہیں ہے۔ اس لئے تم اپنی پیری اور بیوی کے عقر کے باوجود اولاد دینے کی کیفیت کے معاملہ کو اسی پر چھوڑو۔ وہ جس طرح چاہے تمہیں اولاد دے وہ قادر ومختار ہے۔ قال رب اجعل لی اٰیۃ یعنے بار خدایا میرے لئے کوئی ایسی علامت مقرر کر جو اس لطف وعنایت پر مقدم ہو۔ اور آگاہ کرے کہ تیرے کرم کا وقت آگیا۔ قال اٰیتک ان لا تکلم الناس ثلٰثۃ ایام الا رمزا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ تو تین دن تک لوگوں سے بات چیت نکر سکے گا۔ کیونکہ تیری زبان بند ہو جائے گی اور اشارہ کنایہ سے کام نکالنا پڑیگا۔ لیکن سیاق آیت اس معنی کا متحمل نہیں ہوتا۔ ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عطائے فرزند کے لئے یہ علامت مقرر کی تھی کہ تم جب تین دن کے لئے لوگوں سے بات کرنا چھوڑ [illegible] ہی کی عبادت کے ہو رہو سمجھ لو کہ وعدہ خداوندی کے پورا ہونیکا وقت آگیا [illegible] معنی کی آیہ واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار [illegible]

Marfat.com

[illegible] مفسرین نے اس مسلک کو اختیار کیا ہے کہ ان کو "تکلیم الناس ثلاثۃ ایام
الا رمزا" سے مراد یہی ہے کہ تین دن تک زکریا علیہ السلام کسی سے بولنے پر قادر نہ ہوئے
اور اشارہ و کنایہ سے بات چیت کرتے رہے۔ اور پھر عقدۃ اللسان کے متعلق متعدد اور ایسی
عجیب و غریب روایتیں بیان کی ہیں جنکو نہ قرآن سے کچھ ربط ہے۔ اور نہ حدیث سے
کچھ واسطہ اور جو اس قابل بھی نہیں کہ تفسیر قرآن میں بیان کی جائیں۔ اور اگر بیان کی بھی
جائیں تو بغرض تردید ہی بیان ہونی چاہئیں نہ فہم قرآن کے لئے۔ اس لئے کہ وہ روایتیں
نصرانیوں کی روایتیں ہیں یا ان سے ملتی جلتی۔ چنانچہ انجیل لوقا میں ہے "اب تو گونگا
رہے گا اور اوس دن تک کلام پر قدرت نہ پائیگا جسمیں یہ بات ہوگی۔ اسلئے کہ تو نے
میرے اس کلام کی تصدیق نہیں کی جو قریب ہی اپنے وقت پر ہونیوالا ہے" مفسرین
کی روایتوں میں سے بھی ایک روایت گویا بعینہ یہی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت
اس عقوبت کی خبر دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسلئے زکریا ؑ کو دیتی تھی۔ کہ اوس نے بشارت
ملائکہ کے سننے کے بعد بھی اللہ سے آیت طلب کی تھی۔ دوسری روایت اس نتیجہ پر
پہونچانے والی یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کی زبان منہ میں موٹی ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ
تمام منہ بھر گیا۔ اور آپ بولنے پر قادر نہ رہے۔ بغیر کسی غور و فکر کے ظاہر ہے کہ ان باتوں
کو قرآن سے کچھ واسطہ نہیں۔ اور نہ خبر میں ان کی خبر ہے۔ عیسائیوں سے یہ خیال مسلمانوں
میں آیا اور تفسیر تک پہونچگیا۔ اور مانا جانے لگا۔ حالانکہ اس سے کہ قرآن اس خصوص میں
کچھ بھی ایما و اشارہ نہیں کرتا۔ یہ روایتیں قرآن کی تفسیر میں ہرگز لانے کے قابل نہ
تھیں۔ اور اب قابل تردید و انکار ہیں صحیح معنے آیت کے یہ ہیں کہ جب زکریا علیہ السلام
کو عالم استغراق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرزند کی بشارت ملی۔ اور آپ اس خاص حالت
سے عالم بشری درجہ پر پہونچے تو بمقتضائے طبیعت بشری آپکو یہ خواہش ہوئی کہ وہ مدت
مقرر ہو جائے جسمیں اس عنایت کبریٰ کا ظہور ہونے والا ہے۔ اسی لئے آپ نے اللہ تعالیٰ
سے التجا کی کہ میرے لئے کوئی خاص عبادت مقرر کر کہ میں وہ شکریۂ انعام میں بجا لاؤں
اور اس عبادت کا پورا ہونا حصول مقصود کی علامت و نشانی ہو۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ تین دن تک کسی سے بات نہ کر۔ ادھر وقت صبح ہو یا شام ذکر و تسبیح میں لگا رہ۔
اور ضرورت پیش آئے تو رمز و کنایہ سے کام لے۔ جب یوں تین دن گذر

جائیں گے وہی وقت ظہور بشارت کا ہوگا (ماخوذ از منار)

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ **ترجمہ**۔ اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے تجھکو چن لیا۔ اور تجھے پاک کیا اور عالم کی عورتوں پر تجھکو فضیلت دی (انتخاب کیا) اے مریم اپنے رب کی طاعت وعبادت کرتی رہ اور سجدہ کر اور (اس کے سامنے جھکنے والوں کے ساتھ جھک۔

واذ قالت الملائکۃ آیت معطوف ہے آیہ اذ قالت امرأۃ عمران پر جو واللہ سمیع علیم کے متعلق ہے۔ معناً یہ آیت الہام غیر الہام رسالت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مریمؑ کی منزلت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ علو منزلت کی وجہ سے مریمؑ پر کیا واجب ہے۔

آیت میں اصطفا کا دو دفعہ ذکر آیا ہے۔ اصطفائے اول سے مراد ہے مریم علیہا السلام کا کمال جسمانی وروحانی۔ یا یوں کہو کہ آزادانہ بیت اللہ کی خدمت اب تک مردوں کے ساتھ مخصوص تھی اور اب تک کوئی عورت اس مرتبہ کو نہ پہونچی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اب بربنائے کمال انکو اور عورتوں پر ترجیح دے کر اس خدمت کے لئے منظور فرمایا۔ اور مردوں کی برابر کر دیا۔ اور اصطفائے ثانی سے مراد ہے خطاب ملائک کا اختصاص کہ اب تک کسی عورت کو حاصل نہ ہوا تھا۔ یا اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ کسی مرد کے چھونے کے بغیر ایک نبی جنے گی۔ یاد رہے کہ اس صورت میں اصطفا بالفعل نہ ہوگا۔ بلکہ بالاستعداد ہوگا اور تطہیر سے اکثر مفسرین کے نزدیک حیض ونفاس عوارض نسوانی سے پاک کرنا مراد ہے جس سے مریم علیہ السلام ہر وقت محراب میں رہنے کے قابل ہوئیں جو معبد کا بہترین حصہ ہے بعض گناہوں سے پاک کرنا بھی مراد لیا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ تطہیر کو خاص نکیا جائے بلکہ تمام جسمانی وروحانی ذمام سے پاک کرنا مراد لیا جائے۔

علیٰ نساء العٰلمین کے معنے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی تمام عورتوں پر جو دنیا میں ہوئیں اور ہونگی مریم علیہا السلام کو فضیلت دی گئی اور یہی مدلول آیت ہے یا یہ کہ مریم علیہا السلام کو اپنے زمانے کی عورتوں پر

زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں کیونکہ حدیث سے مریمؑ بنت عمران کے ساتھ خدیجہؓ بنت خویلد و فاطمہؓ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی افضل النساء ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ ابو موسیٰؓ کی ایک روایت میں فرعون کی بیوی آسیہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی عورتوں میں اکمل و افضل ہونا بیان ہوا ہے۔ رہا ان سب کے باہمی فضل و کمال میں کلام کرکے یہ تعین کرنا کہ ان بی بیوں میں سے کون سی افضل و اعلیٰ ہیں۔ سو اسمیں علماء نے سکوت کیا ہے اور کرنا بھی چاہیئے تھا کیونکہ اس خصوص میں کوئی نص موجود نہیں۔ اور رائے و قیاس سے اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ یامریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین سجود کہتے ہیں فروتنی کرنے اور لیٹ جانے کو۔ اور رکوع جھکنے کو۔ لیکن یہاں انکے لازمی معنے خضوع و خشوع مراد ہیں۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے مریم خضوع و خشوع کے ساتھ ہمیشہ طاعت میں مشغول رہ۔

ہماری شریعت نے رکوع و سجود کا حکم دیا ہے۔ اور نماز کے خاص اعمال بدنیہ پر اونکا اطلاق ہوا ہے۔ یوں گویا ہماری شریعت میں رکوع و سجود اپنے حقیقی و مجازی دونوں معنی میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اسلئے کہ جسمانی رکوع و سجود سے مراد وہی روحانی و قلبی خضوع ہے جو اصل طاعت و عبادت ہے۔ اور جسمانی رکوع و سجود جسکا پرتوہ ہونیکی وجہ سے داخل عبادت ہے۔ چونکہ یہود کی نماز صورت و اعمال میں ہماری نماز کی مانند نہ تھی۔ اس لئے انکے حق میں رکوع و سجود کے معنے محض مجازی ہونگے۔ لیکن اصل مقصد اونکی نماز کا بھی وہی تھا۔ جو ہماری نماز کا ہے۔ یعنی اللہ کے سامنے عاجزی و فروتنی کرنا۔ "ماخوذ از المنار"

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ط وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ص وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (۴۴)

ترجمہ۔ یہ (باتیں) غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم تجھے وحی کے ذریعہ سے پہونچاتے ہیں اور تو نہ تو اس وقت اونکے پاس تھا جبکہ وہ اپنے قرعے ڈال رہے تھے کہ اونمیں سے کون مریم کا کفیل ہو۔ اور نہ تو اوسوقت اونکے پاس تھا جبکہ وہ آپسمیں جھگڑ رہے تھے۔

تفسیر۔ ذالك من انباء الغیب۔ یعنی اے پیغمبر یہ جو مریم و زکریا کے حالات ہم نے بیان کیئے۔ یہ تمہارے لئے غیب کی خبریں ہیں۔ جب یہ واقعات پیش آئے تو نہ تم موجود تھے اور نہ تمہاری قوم میں سے کوئی وہاں تھا۔ اور نہ یہ تمنے پڑھ لکھکر کتاب

ہی سے معلوم کئے۔ اور انکا علم تمکو ہماری ہی وحی نے ہوا ہے
سے جسنے مریم و زکریا کو خطاب کیا تھا۔ یہ باتیں تمہارے دل میں ڈالیں۔
و ما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم۔ اقلام سے مراد ہے
تیر جنہیں قدیم زمانہ میں قرعہ کے لئے پھینکتے۔ اور جن سے جوا کھیلتے تھے یعنے جب مریم
علیہا السلام کے بے پدر رہجانے کی وجہ سے انکی سرپرستی کے دعویدار تیروں سے
قرعہ اندازی کر رہے تھے۔ اور آپسمیں جھگڑ رہے تھے۔ اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں ہی
کفیل بنوں۔ یہاں تک کہ قرعہ نے فیصلہ کیا اور کفالت زکریا علیہ السلام کے حصہ میں نہ
آگئی۔ اوسوقت تک یہ جھگڑا برابر جاری رہا۔ تم اسوقت موجود نہ تھے۔ کہ تمہیں ان باتوں
کا علم ہو سکتا۔ تمہیں ان باتوں کا علم ہونا اور علی رؤس الاشہاد یوں بیان کرنا صاف
دلیل ہے نزول وحی کی اور صدق رسالت کی۔ بشرطیکہ ہٹ دھرمی سے انکار کرنے والے
منکر اس بات کو سمجھیں۔ اور عقل و ہوش سے کام لیں۔ ماخوذ از المنار۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى
يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ
اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ
قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ
فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ
فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾
اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾

ترجمہ۔ جب ملائکہ نے کہا اے مریم اللہ تعالے تجھ کو

خطاب کا ... [illegible]

چڑھ گئے ... نعمت ... [illegible]

لگے ۔ اور یہی خطاب اون کو ... [illegible]

ان اللہ اصطفاھم ... [illegible]

اور عنایت الٰہی تھا جس نے اون کو تمام ... [illegible]

تھے ۔ اس بنا پر چاہیے تھا کہ یہود دنیا میں ... [illegible]

کے یاد رکھنے والے ہوتے ۔ اور جس نبی پر قرآن ... [illegible]

بھیجا تھا ۔ لیکن اونہوں نے اس نعمت الٰہی کو ... [illegible]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا میں دینے لگے ۔ اور ... [illegible]

حصر ہو گئی ہیں ۔ اور تمام فضیلت اللہ تعالیٰ نے انہیں ... [illegible]

میں سے ہوگا ۔ اس کفران نعمت پر ... یاد دلانے ... [illegible]

واوفوا بعہدی اوف بعہدکم ... [illegible]

کتاب کے وسیلے سے باندھتے تھے جو ... [illegible]

تھا کہ صرف میری عبادت کرو کسی کو شریک ... [illegible]

پر حجت قائم ہو جائے ۔ اور ان کے احکام ... [illegible]

بنی اخوان بنی اسمعیل میں سے ... [illegible]

خاص تھا جو یہود کی کتاب میں ... [illegible]

تعالیٰ نے حضرت ... [illegible]

[illegible]

اس عہد ... [illegible]

اور ... [illegible]

[illegible] مرتبہ والا اور

[illegible] اور بڑی عمر کا ہو کر کلام کریگا۔ اور نیک بندوں میں سے ہے
[illegible] کہا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوجائیگا۔ اور کسی آدمی نے مجھے
[illegible] نہیں لگایا۔ کہا اللہ جسے چاہتا ہے ایسے ہی پیدا کردیتا ہے۔ جب وہ کسی کام کے
کرنے کا ارادہ کرچکتا ہے۔ تو اس سے صرف کُن کہتا ہے۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔

اور اللہ اوسکو کتاب و حکمت۔ توراۃ و انجیل سکھائیگا۔ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔ (اور کہے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے نشانیاں لیکر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت (پتلا) بناؤں۔ پھر اوسمیں پھونک ماروں پس وہ اللہ کے حکم سے اُڑتا پرند ہو جائے۔ اور اللہ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کروں اور مردے کو جلاؤں۔ اور بتاؤں کہ تم نے کیا کھایا ہے۔ اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ رکھا ہے۔ ان باتوں میں تمہارے لئے (میری رسالت کی) نشانی ہے اگر تم یقین والے ہو۔ اور توراۃ کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے کی ہے۔ اور میں (تمہارے پاس آیا ہوں) اس لئے کہ بعض چیزیں جو تمہارے اوپر حرام کردی گئی ہیں ان تمہارے لئے حلال کروں۔ اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لیکر آیا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ بالیقین اللہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

تفسیر۔ اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرك بكلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم۔ یہ آیت آیہ و اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاك پر معطوف ہے۔ اور یہاں سے زکریا و ام مسیح مریم کے ذکر کے بعد خود عیسی علیہ السلام کے حالات و اخبار کا آغاز ہوتا ہے۔

ربط۔ ملائکہ کا بشارت مریم علیہا السلام کو آپکی برگزیدگی و تطہیر کی خبر اور اس انعام خاص [illegible] و استغراق کا علم ہو چکا تو انہوں نے آپکو فرزند صالح [illegible] بیان کی

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہ السلام کو فرزند

Marfat.com

صالح کی بشارت ملائک کی ایک جماعت ...
فرماتا ہے "فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا" ...
سے روح یعنے جبریل علیہ السلام مراد ہوئے۔ رہی یہ بات کہ واحد پر لفظ جمع کا ...
ہوا اس کے متعلق علمائے عربیت کا قول ہے کہ عرب اپنے محاورہ میں لفظ جمع سے ...
خصوصاً جبکہ اوس سے جنس کی طرف اشارہ ہو واحد مراد لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ...
بھی لفظ جمع سے واحد ہی مراد ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب جبریل علیہ ...
نے بشارت پہونچائی۔ اور ملائک بھی آپ کے ساتھ تھے۔

کلمۃ منہ کی تفسیر میں مفسرین نے کلمہ کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ کلمہ ...
سے کلمہ تکوین یعنے لفظ کُن مراد ہے چونکہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اسی کلمہ سے پیدا ہوئے
اسلئے اونکو بھی کلمۃ کہا گیا۔

یہاں ایک شُبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کون سی چیز ہے جو کلمہ تکوین سے وجود پذیر ہوتی ہے
اور جب کلمہ تکوین سے وجود میں آنے والے پر کلمہ کا اطلاق ہوا تو ساری مخلوق ہی کو کلمہ
وکلمۃ اللہ کہنا چاہیئے تھا۔ مسیح کے ساتھ کلمہ کو خصوصیت ہی کیا ہوئی۔ حالانکہ یہاں
لفظ کلمہ ضرور اظہار خصوصیت کے لئے آیا ہے علما نے اسکا یوں جواب دیا ہے کہ انسانی
عرف وعادت کے موافق ہر فعل اپنے اسباب کی طرف منسوب ہوا کرتا ہے۔ چونکہ مسیح کی
پیدائش اور مریم علیہا السلام کے حاملہ ہونے میں تکوین وحمل کے عادی اسباب گم تھے اسلئے
عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی کلمۃ اللہ کی طرف منسوب ہوئی اور اُس غیر عادی مخلوق پر کلمہ کا
اطلاق کیا گیا۔ یہ کلمۃ منہ کی پہلی تفسیر ہوئی جو نسبتہً زیادہ مشہور ومعروف ہے

دوسری رائے مفسرین کی یہ ہے چونکہ انبیاء سابق اپنے کلام میں ... کلام ...
عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بشارت دیتے چلے آئے۔ اور آپ اوسی کلام بشارت ...
پہچانے گئے۔ لہذا آپ پر کلمۃ اللہ کا اطلاق ہوا جسمیں انبیائے سابق کی پیشنگوئی ...
کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے اوس کلام آلہی ...
تفسیر کی ... کرنے والے تھے جسے یہود نے تحریف کر کے ...
کر دیا تھا۔ اس لئے آپ پر کلمہ یعنے کلام کا اطلاق ...

... ہے کہ کلمہ مصنفی مجینہ ایسی ہی مثال ہے۔ عیسیٰ
ابن مریم ... کو خلق اللہ و نور اللہ کہا جاتا ہے۔ صرف اسلئے کہ وہ عدل و احسان
... کا موجب ہوا۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کلام الٰہی کے تحریفات اور اوس کے
... شبہات کو دور کر کے اوس کی صحیح صحیح توضیح و تفسیر کرتے رہنے کی وجہ سے ظہور
کلام اللہ کا موجب ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بھی اونکو اپنا کلمہ کہا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ یبشرک بکلمۃ منہ میں کلمہ سے کلمۂ بشارت۔ بشارت بننے
والی بات مراد ہے۔ یعنی لفظ کلمہ بطریق وصف و نعت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نہیں آیا۔
بلکہ وہ ایک خبر و بشارت کے معنی میں آیا ہے۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
تجھکو اپنے یہاں سے ایک خبر کی بشارت یا ایک بشارت پر مبنی خبر دیتا ہے۔ جیسے کہا کرتے
ہیں۔ القی الی فلان کلمۃ سرنی بھا۔ یعنے فلان نے مجھے ایسی خبر دی کہ میں اوسے
سنکر خوش ہوا۔ یہہ مسلک ابن جریر کا ہے۔ جس نے اپنے اس مسلک کی صحت پر آیہ و
کلمتہ القاھا الی مریم سے استشہاد کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسمہ المسیح
بضمیر مذکر فرمایا اور نہیں کہا اسمہا حالانکہ کلمہ مؤنث ہے یہ اسلئے کہ لفظ کلمۃ اسم کی طرح
مقصود بالذات نہیں۔ بلکہ محض بشارت و خبر کے معنی میں آیا ہے۔ اسی لئے ضمیر اوس کے
خلاف ہے۔ اور پھر بہ رعایت عطف معنی آیت کے یہ بیان کئے ہیں کہ اے پیغمبر تم اُسوقت
قوم یہود میں موجود نہ تھے جبکہ ملائک نے مریم ع سے کہا تھا کہ اللہ تجھکو ایک
بشارت پہونچاتا اور خوشخبری سناتا ہے کہ تیرے ایک بیٹا ہوگا جسکا نام مسیح ابن مریم ہوگا
مسیح بعض کے نزدیک مسح سے مشتق ہے۔ اور بعض نے مشیحا کا معرب مانا ہے جیسے
عیسیٰ کو یشوع کا۔ جنہوں نے معرب مانا ہے۔ وہ اس سے بحث نہیں کرتے کہ مسیح کو کیوں
مسیح کہا گیا لیکن جو اس کو مشتق مانتے ہیں انہوں نے مسیح کو مسیح کہنے کی متعدد توجیہیں
بیان کی ہیں۔ بہترین توجیہ یہ وجہ مشہور ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل۔ اپنی قوم کو مدت سے یہ
بشارت دیتے چلے آتے تھے تم میں مسیح آئیگا۔ بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کے یہ معنی
سمجھے کہ مسیح ہم میں کوئی بادشاہ ہوگا جس کے ذریعہ سے قوم کی از دست رفتہ شوکت
... گی۔ پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے بہ لقب مسیح ہدایت و نبوت کا دعویٰ کیا تو کچھ
... مریم کے ... اور کہا یہی وہ مسیح ہے جسکی بشارت انبیاء کی زبان سے

Marfat.com

پہونچتی رہی ہے ... یہودی اسرائیل ...
کوئی بادشاہ ہوگا۔

بظاہر یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب یہود میں مسیح وہی کہلاتا تھا ... وہ مسیح بھی جسکی بشارت چلی آتی تھی کوئی بادشاہ ہی ہونا چاہیے تھا۔ اور عیسیٰ ... اون میں بادشاہ نہیں ہوئے۔ پھر وہ انہیں کیونکر مسیح موعود مان لیتے ... جواب علامہ شیخ محمد عبدہ نے یوں دیا ہے کہ جب کسی کو بادشاہ بنایا جاتا ہے تو ... عدل و استیصال ظلم کے لئے بادشاہ بنایا جاتا ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے بادشاہی ... یہ دونوں فرض ادا کئے کیونکہ یہود آپکی بعثت کے وقت حقایق توراۃ سے بیخبر ہو کر صرف ... الفاظ کو پکڑے ہوئے تھے۔ اور کاہنوں اور فریسیوں کے وہم و فہم کو اصل شریعت سمجھ ... انکے احکام کی بجاآوری کو فرض فرضان سمجھتے تھے اور وہ موقعہ کو غنیمت سمجھکر اپنے ... بھی فایدہ اُٹھاتے۔ اور خواہ مخواہ اپنا زور دکھاتے تھے۔ یہاں تک کہ قوم میں انکی بدولت عام تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ اور ظلم و تعدی کا ہنگامہ گرم تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ... دین کے اصل مقاصد لوگوں کے سامنے پیش کئے۔ رحم و اخوت کے سبق پڑھائے ... درحقیقت ظلم و بیداد کی جڑیں ہلا کر عدل و راحت کی بنیاد قایم کر دی۔ یہی مسیح کی بادشاہی ... اور اصلی بادشاہی کے یہی معنی ہیں۔

اگرچہ یہ سارا بیان لفظ مسیح کی نسبت بجائے خود صحیح ہے۔ لیکن ظاہر ... یہاں آیت میں لفظ مسیح عَلَم کے قایم مقام ہونیکی حیثیت سے بیان ہوا ہے ... اور ایسے عَلَم میں جو درحقیقت کسی وصف سے یا کسی وصف کی بنا پر مشتق ... ہوا کرتی اور نہیں ہو سکتی کہ مسمّائے عَلَم اوس صفت سے متصف بھی ہو جس ... یا جس پر وصفی حالت میں وہ دلالت کرتا ہے۔ بنابریں مسیح کا بادشاہ ہونا کچھ ... اسکی مثال یوں سمجھو کہ اگر کسی کا نام علی رکھا جائے تو علی کا مدلول وہ شخص ... نام رکھا گیا ہے۔ عام اس سے کہ وہ صاحب علو ہو یا نہ ہو۔

عیسیٰ بہ قلب حروف یشوع عبرانی الاصل کا معرب ہے ... الفاظ کا شین عربی میں اکثر سین سے بدل ...
اگرچہ آیت ...

...ہی۔ لیکن ابن مریم کہہ کر اللہ تعالے نے مریم
...تیری ہی طرف منسوب ہوگا۔ کیونکہ وہ بے باپ پیدا ہوگا۔
...بشارت ...کر مریم علیہا السلام نے کہا "انی یکون لی ولد"
...فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین"۔ یعنی مسیح دنیا و آخرت دونوں میں
...صاحب کرامت ہوگا۔ وجیہ اصل میں کہتی ہیں جاہ و منزلت والے کو اور یہ
...وجہ سے ۔ حتی کہ بعض نے جاہ کو وجہ کا مقلوب بعض مانا ہے۔ اور علی
...ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا ہے۔ جیسے کہ کہتے ہیں۔ ان لفلان
...عند السلطان۔ اوجاها و وجاهۃ عند السلطان" بنا بریں وجیہ اس کو
کہنے لگے کہ لوگ دل میں اوسکی عزت و منزلت کے قایل ہونے کی وجہ سے جب وہ سامنے
آئے اوسکا اکرام و احترام کریں۔

آخرت میں مسیح کا وجیہ ہونا تو ظاہر ہے اور من المقربین نے اور زیادہ واضح کر دیا ہے
لیکن دنیا میں آپکا وجیہ ہونا ذرا محل اشکال ہے۔ اس لئے کہ جب یہود نے آپکی تذلیل و
توہین میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور قوم میں سے نکالدیا۔ اور آپ آخر وقت تک فقیر الحال
...نادار رہے۔ پھر ظاہر کو دیکھنے اور سرسری نظر سے کام لینے والے انکی دنیوی وجاہت
کو کیونکر مان سکتے ہیں لیکن نظر غائر کے سامنے یہ اشکال نہیں۔ اور جواب اس کا
...آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حقیقت میں وجیہ وہ ہے کہ دلوں میں اسکی عزت و
...ہو اور نفس اوس کا احترام کرتے ہوں۔ اور یہہ مرتبہ اسیکو حاصل ہوتا ہے جو
...حق کہے اور حق کرے۔ اور اس لئے اوس کے اعمال و افعال کا اثر دیرپا اور دلوں
...والا ہو۔ اور یہ مرتبہ لاریب مسیح کو حاصل تھا۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے
...لانے والوں کے دلوں میں آپنے بڑی عزت و منزلت پائی۔ اور اب تک ہے۔ اور
...کی طرف سے آپ لائے تھے۔ وہ حقیقی اصلاح تھی۔ اور اوسکا اثر آپکے بعد تک رہا
...حقیقی وجاہت کو دنیا کے امراء وسلاطین کی وجاہت سے کیا نسبت۔ ان کی
...ظاہری اور بے حقیقت وجاہت ہے۔ انکے ظلم کے خوف سے۔ انکے شر سے
...انکی عزت کرتے ہیں مکاری اور فریب سے دنیوی فایدے حاصل کرنے
...سامنے سر جھکاتے ہیں۔ مگر اونکے دلوں کو

Marfat.com

چیز کو دیکھا جائے تو تعظیم و تکریم کی [illegible]
وجاہت مسیح کی اُس وجاہت کو کہاں [illegible] کچھ پہنچ سکتی [illegible]
جو بہت کچھ اب تک بیٹھا ہوا ہے ویکلم الناس فی المھد [illegible]
مراد ہے گود اور گہوارہ کی عمر۔ چونکہ یہ عمر بچہ کے پیدا ہونے سے اس وقت تک [illegible]
بچہ بولنا شروع کرکے کچھ کچھ بولنے لگے۔ اس لئے مسیح علیہ السلام کے گہوارہ میں کلام [illegible]
نسبت تینوں وقتوں کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اُس وقت کا بھی جبکہ بچے عموماً کلام نہیں کرتے [illegible]
اُس وقت کا بھی کہ بعض یا اکثر بچے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس وقت کا بھی جبکہ [illegible]
چھوٹے لفظوں میں بچہ کچھ کہنے لگ جاتا ہے۔ اگرچہ مفسرین نے آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ
مسیح علیہ السلام نے گہوارہ میں سن کلام سے پہلے کلام کیا تھا۔ جیسا کہ قالو کیف نکلم من
کان فی المھد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب قوم کو مریم علیہ السلام کے چال چلن کی نسبت
بُرائی کا شبہ بلکہ یقین ہو گیا اور اسنے آپکو بدچلنی کا الزام لگایا تو آپنے اشارہ سے کہا کہ اس کے
متعلق اس بچہ ہی سے پوچھ لو۔ اوس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم گہوارہ کے بچے سے کیونکر
بات چیت کریں۔ لیکن کتاب و سنت کے کسی نص صریح سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ عیسیٰ ع نے
گہوارہ میں سن کلام کو پہونچکر اپنی نبوت اور ماں کی برأت کی نسبت کلام کیا تھا یا سن کلام
سے پہلے۔ رہا قوم مریم کا مریم ع سے یہہ کہنا کہ گہوارہ کے بچہ سے کیونکر بات کریں۔ اس سے یہ
نتیجہ بطریق لزوم نہیں نکل سکتا کہ اسوقت عیسیٰ علیہ السلام سن کلام کو نہیں پہونچے تھے [illegible]
کہ بچہ اگرچہ سن کلام کو پہونچ جائے تب بھی جب تک وہ پورا سمجھدار نہ ہو جائے [illegible]
کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے میرے نزدیک ویکلم الناس فی المھد میں [illegible]
احتمال ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں قبل از سن کلام کلام کیا۔ یا سن کلام [illegible]
لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آپنے گہوارہ میں سن کلام کو پہونچکر کلام کیا ہو یا [illegible]
بہر حال آپکا گہوارہ میں لوگوں سے کلام کرنا ایک خارق عادت امر تھا اور اللہ کی قدرت کی
ایک آیت۔ اس لئے کہ لفظ یکلم الناس کی طرف متعدی ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ [illegible]
سے ایسا کلام کریں گے جسکو وہ سمجھیں گے اور کلام قابل فہم ہوگا [illegible] بچوں کی [illegible]
وہ گہواروں میں رہتے ہیں عادتاً ایسی نہیں ہوتیں کہ لوگ [illegible]
نے گہوارہ میں دسنِ کلام کو پہونچکر ہو [illegible] کیا تھا [illegible]

Marfat.com

...وصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت
...برا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا والسلام علی یوم ولدت
...ویوم ابعث حیا ٥ یہ باتیں ایسی نہیں کہ کوئی بچہ سن کلام کو پہونچکر بھی
...تک کہ وہ گہوارہ میں ہے۔ بنابریں عیسیٰ علیہ السلام کا گہوارہ میں کلام کرنا ضرور
...علامت و آیۂ قدرت تھا۔ اگرچہ یہ نہ بھی معلوم ہو کہ آپ نے گہوارہ کی کس عمر میں کلام کیا
تھا اور آیا اس وقت تک سن کلام کو پہونچے بھی تھے یا نہیں۔

...کہلاً کہل کہتے ہیں مرد تام کامل الخلقت کو عمر و سن کی کسی قید کے بغیر۔ کیا عجب ہے کہ
کہلاً سے بشارت ہو اس امر کی کہ مسیح مرد تام ہونے تک زندہ رہیں گے۔

قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر؟ آیت میں دونوں استفہام
ہوسکتے ہیں استفہام حقیقی بھی اور استفہام تعجب بھی۔ صورت اول میں معنی یہ ہوں گے
کہ میری تو شادی ہی نہیں ہوئی ہے۔ پھر میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ زوجیت کے تعلق سے یا
محض قدرت سے۔ اور دوسری صورت میں محض اللہ کی قدرت اور اوسکی عظمت پر اظہار استعجاب ہوگا

"قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء" یعنے اس عجیب مخلوق کی طرح جسے اللہ پیدا کرنیوالا ہے
جسے چاہے پیدا کرے کوئی اسکا مانع نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ ایجاد و اختراع اوسکی شان ہے

یہاں ایک نکتہ قابل بیان یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مسیح کی پیدائش کی بشارت میں
لفظ خلق فرمایا۔ اور زکریا علیہ السلام کو یحییٰ کی بشارت دیتے ہوئے یفعل ما یشاء کہا۔
یہ اسلئے کہ اگرچہ خلق و فعل دونوں قریب المعنی ہیں اور اللہ کا فعل خلق اور اسکی تخلیق کو
فعل کہا جاسکتا ہے۔ لیکن لفظ فعل اکثر ایسے امور کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اسباب
کے قانون معروف کے موافق ہوتے ہیں اور خلق کا استعمال ایجاد و ابداع کے مواقع پر ہوتا
ہے۔ اگرچہ وہ اسباب غیر معروف کے موافق ہوا ہو۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ خلق السماوات
والارض اور نہیں کہا جاتا فعل السموات والارض۔ پس چونکہ یحییٰ علیہ السلام کی

---

...اللہ کا بندہ ہوں اوس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور جہاں رہوں مجھے بابرکت کیا ہے
...جب تک زندہ ہوں مجھے نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور ماں کے ساتھ نیکوکار بننے کا حکم دیا ہے۔
...بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر خدا کی رحمت ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور
...زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا اوس دن بھی۔

Marfat.com

پیدائش زن و بشر عام قانون کے موافق تھی [illegible]
قدرت کا اظہار تھا اسلئے کہ عادۃً ادن جیسے زن و شوہر [illegible]
توالد کا عام اصول و قانون وہاں موجود تھا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے [illegible]
فرزند صالح کی بشارت دیتے ہوئے کہا۔ کذلک اللہ یفعل ما یشاء۔ اور چونکہ عیسیٰ علیہ [illegible]
پیدائش توالد کے قانون عام کے برخلاف بغیر باپ کے صرف ماں سے ہونے والی
یہ فعل اپنی نوعیت کے لحاظ سے ابداع و ایجاد سے زیادہ مشابہ تھا۔ اگرچہ اسکا بھی [illegible]
روحانی سبب ہو جسنے ماں کو باپ کے حکم میں بھی کردیا ہو۔ لیکن چونکہ وہ غیر معروف [illegible]
اور مریم ع بھی اسکو نہیں جانتی تھیں۔ لہذا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کذلک اللہ یخلق ما یشاء
مریم علیہ السلام اگرچہ نہیں جانتی تھیں کہ بے باپ کیونکر بیٹا پیدا ہو جائیگا۔ اور اسی [illegible]
انہوں نے بطور دریافت حقیقت یا بطریق تعجب سوال کیا۔ لیکن اللہ پر اونکا ایمان تھا۔ اور
یہ یقین کہ اسے ہر بات پر قدرت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بشارت میں اپنی مشیت
اونکو یاد دلائی اور پھر کہا۔ " اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون۔ یعنی جب
اللہ کسی کام کے کرنیکا ارادہ کرتا ہے۔ تو ارادہ کے ساتھ ہی وہ کام ہو جاتا ہے۔

کن فیکون۔ تمثیل ہے کمال قدرت اور نفوذ مشیت کی جیسا کہ سورہ بقرہ [illegible]
مفصل بیان ہو چکا ہے۔

جو لوگ گرفتار عادت ہیں۔ اور اپنی معلومات ہی کے موافق دنیا کی ہر چیز کو [illegible]
دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور جو بھولکر بھی ابتدائے آفرینش کی طرف خیال نہیں کرتے [illegible]
آیات قدرت الٰہی سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اونہیں آیات قدرت میں سے ایک آیت قدرت
یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ اگر ان لوگوں کے پاس بن باپ [illegible]
نہ ہو سکنے کی کوئی عقلی دلیل ہوتی۔ جس سے وہ اسکو محال ثابت کر سکتے تو وہ [illegible]
سکتے۔ لیکن ان کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ بن باپ پیدا ہونا عادت کے
خلاف ہے۔ حالانکہ وہ روزمرہ کائنات میں وہ وہ عجائب دیکھتے ہیں [illegible]
سے ہرگز عادی و معروف نہ تھے۔ اور جن عجائب و غرائب کے اسباب [illegible]
ہیں اونکو اکتشاف و اختراع کہتے ہیں اور جن کے اسباب [illegible]
انہیں فلتات طبیعہ (خطاء طبیعت) [illegible]

... اون کے ... ان ... فلتات طبیعیہ کی نسبت نہیں
... خالی نہیں۔ اول یہ کہ جب اون کے ظاہری اور معلوم
... اسباب خفی ہوتے ہونگے۔ اس حالت میں عادت پرستوں کو
... بعض امور اسباب معروف سے الگ ہو کر کسی اَور طریق سے ظہور پذیر
... تو پھر اوس امر سے انکار نکریں جو اسباب عادیہ کے خلاف ظہور میں آئے۔ اس لئے کہ
... کہ اونکا کوئی خفی سبب ہو جو ابھی تک انکی تحقیق میں نہ آیا ہو اور چونکہ عیسیٰ ع کے
... باپ پیدا ہونیکا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس لئے اُس سے انکار کرنے اور اوس کے
... ہونے کی کوئی وجہ موجہ نہیں ہوسکتی۔

دوسرے یہ کہ فلتات طبیعیہ کے لئے اگر علل معلومہ کی طرح اسباب خفی بھی نہیں ہیں
تو پھر اونکا وجود و ظہور لامحالہ خارق نظام اسباب ہوگا۔ اس صورت میں گرفتار ان عادت
کو اعتراف کرنا چاہیئے کہ اسباب عادیہ و معروف مطرد ... اور بوجوب عقلی واجب نہیں
... جب حقیقت حال یہ ہے تو پھر کسی عاقل کے لئے یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ کسی امر
سے صرف اس لئے انکار کرے اور اسکو محال سمجھے کہ اوس کے اسباب معلوم نہیں۔ شائد
اگلے زمانوں کے لوگ تو غیر مالوف امور کا انکار کرنے پر کچھ معذور بھی ہوں۔ لیکن اس زمانہ
والوں کے لئے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ خود انسانی علم و عمل نے ایسی ایسی چیزیں اور ایسی
... باتیں نکالکر کھڑی کر دی ہیں کہ اگر اگلے زمانہ کے لوگوں سے انکا ذکر بھی کیا جاتا تو ان کو
... سمجھکر ہرگز تسلیم نہ کرتے۔ کیا یہ حیرت و تعجب کی بات نہیں کہ عین اسیوقت میں
... بن باپ اولاد ہونیکو محال سمجھا جا رہا ہے۔ اور یورپ اس خصوص میں پیش پیش ہے۔ تمام
... علما بالاتفاق تولد ذاتی کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ حیوان حیوان
... بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جماد محض سے بھی۔ اور دن رات تجربہ ہوتے رہتے
... اثبات کو تجربہ سے ثابت کر دکھائیں۔ پھر بھلا جبکہ حیوان کا بدن حیوان اور
... پیدا ہونا جائز و ممکن ہے۔ تو پھر کسی حیوان کا صرف ایک حیوان سے پیدا
... تو طریق اول جائز ہونا چاہیئے گا اقرب الی الحصول ہے۔ ہاں یہ
... ... معروف کو دیکھتے ہوئے خلاف اصل ہے اور
... ... نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم اوس ...

Marfat.com

وھذا الیقی بالدلیل علی وقوعہ بالفعل۔

قطع نظر اس دلیل سے عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش جو لاریب ایک ... نظام کائنات کے بعض اصولوں سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ تقریب کے ... بیان کئے دیتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ... سنن معلومہ سے کسقدر قریب ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ اعتقاد قوی سے جو قلب پر مستولی۔ اور عصبی مجموعہ کو حاوی ہو ... مادہ میں ایسے آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں جو عادت کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ واقعات ... اس کے شاہد ہیں کہ بہتوں نے جو نہیں کہ اپنے دل میں یہ یقین کر لیا کہ میں فلاں مرض میں مبتلا ... ہوں۔ اگرچہ اوسوقت اوس کے بدن میں اوس مرض کے جراثیم کا کہیں پتہ بھی نہ تھا لیکن ... اس یقین و اعتقاد نے فوراً اوس کے بدن میں اسی موہوم مرض کے زندہ جراثیم پیدا کر دئیے ... اور وہ سچ مچ بیمار ہو گیا۔ بہتوں کو خالص پانی دیا گیا لیکن جب انہوں نے بایں یقین پیا ... میں زہر ہلاہل کا پیالہ پی رہا ہوں۔ وہ فوراً مر گئے۔ اور مسمومیت کے آثار ان سے ظاہر ہوئے ... اگر اسی قانون طبیعت کا مسیح ع کی پیدائش کے بارہ میں اعتبار کیا جائے۔ تو یہ کہنے کی ... گنجایش ہے۔ کہ جب مریم علیہا السلام کو اللہ تعالےٰ نے دفعتہً یہ بشارت دی کہ میں محض ... قدرت سے تجھے بیٹا دونگا۔ اور مریم علیہا السلام کو اللہ پر ایمان اور اسکی قدرت پر یقین ... جس درجہ کا کہ تھا۔ ناچار اسکی طبیعت بشارت کے اعتقاد و یقین سے متاثر و منفعل ... اس تاثر و انفعال نے رحم میں تلقیح کا کام کیا۔ اور پھر نفخ روح جسکا دوسری جگہ ... اس اثر کا متمم ہوا۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ مخلوقات کی دو قسمیں ہیں۔ اجسام کثیفہ اور ارواح لطیفہ ... روح لطیف بھی جسم کثیف میں گوناگون آثار کا مبدا ہوتی ہے۔ اسی ... اسی سے توالد۔ جو نمو سے شروع ہوتا ہے۔ یا اوس سے نمو مثلاً ... کثیف۔ اس کثیف میں اوس لطیف کے آثار ظاہر ہیں جن کو ... زندہ ... زندہ کی روح ... پانی بھی ... تمام ...

... انما ... بیر تم کو

... عزت و دولت اور عیش و آرام کے سامان عطا

... جنت میں موجود ہیں۔ یہ امر بھی یقینی ہے کہ اللہ نے یہود

... کیا ہوگا۔ لیکن اس کا ذکر کہیں بصراحت موجود نہیں ہے۔ اشارے

... ہیں کہ یہود بعث و نشر کے قائل نہیں ہیں۔ اس سے عجب تر

... اپنی آیات کی تفسیر صرف دخول جنت سے کرتے ہیں۔ اس میں انکار

... دخول جنت کا بھی وعدہ ہوگا۔ لیکن دخول جنت پر ہی وعدہ کا انحصار کر

... بنی اسرائیل عہد خداوندی کو بھول گئے تھے۔ ایفائے عہد کا تو ذکر ہی کیا ہے لیکن
... قوم کی حالت یکساں نہ تھی۔ اور نہ ہو سکتی تھی۔ تھوڑے سے ان میں ایسے بھی تھے کہ
... خیال اون کے دل میں تھا۔ اور کبھی کبھی اون کی فطرت اونہیں بتا دیتی تھی کہ تمہیں
کیا کرنا چاہیے مگر قوم کے بڑے حصہ پر غفلت ہی چھائی ہوئی تھی۔ اور سب کے سب آنکھیں بند کیے
... پر چلے جاتے تھے۔ اور بے راہ روی کچھ ایسی مستحکم ہو گئی تھی۔ کہ سمجھنے اور کجی سے
... کی کسی کو توفیق ہی نہیں ہوتی تھی۔ رسم نے یہاں تک زور پکڑ لیا تھا کہ کوئی اوس کی خلاف
... تھا۔ اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ آتا بھی۔ تو ساتھ ہی یہ خوف بھی ہوتا کہ اگر جمہور
... کو قوم در پے ایذا و اضرار ہو جائے گی۔ سینکڑوں نقصان اوٹھانے پڑیں گے۔
... اپنی جماعت میں سے نکال باہر کرے گی۔ اسی لیے وہ بھی جو ابھی ضلالت و غوایت کی
... کو نہیں پہونچے تھے۔ اور برق فطرت کبھی کبھی چمک کر متردد و متفکر بنا دیتی تھی۔ عہد
... تھے۔ اور ہر وقت جمہور سے ڈرتے رہتے تھے۔ اون کو پہلے خدا نے
... کیا۔ اور پھر فرمایا کہ مجھی سے ڈرو۔ وایای فارھبون۔ لوگو مجھ
... کھاتے ہو۔ وہ تمہارا بگاڑ کیا سکتے ہیں بھلائی برائی تو میرے
... قوم کو انبیا کی ذات سے ممتاز کیا۔ میں نے ہی تم پر خاص عنایتیں
... تھا اس لیے ان نعمتوں کے چھیننے کی طاقت بھی

... ایفائے عہد خاص کا حکم ہے

... کثیف کے بین بین ہے۔ بلکہ لطیف سے قریب ... پانی میں موجود ہے اجسام کثیف میں طرح طرح کے اثر کرتا ہے۔ اسی طرح ... ایک قسم لطیف ہے اور ہزار نیرنگیوں کا موجب غرضکہ یہی یا اسی قسم کے لطائف ... جن کو ارواح کہتے ہیں کائنات میں تغیر وتبدل کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ وہ عجائبات ... ظہور ہوتے ہیں کہ عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آج ہم ہوا۔ پانی۔ بجلی کے وہ عجائبات آنکھوں سے دیکھتے اور دل سے باور کرتے ہیں کہ حکمائے قدیم کے خواب و خیال میں بھی نہ آئے تھے۔ اور پھر بھی علمائے وقت کو یقین ہے کہ جو آثار اب سے آگے بڑھکر ظاہر ہونے والے ہیں وہ اور بھی عظیم الشان ہوں گے۔ پس جب ان ارواح کے یہ آثار ہیں جن کے مدرک ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو پھر عاقل و مدرک ارواح کے اعمال و آثار اگر ان آثار سے بھی بڑھے چڑھے ہیں تو ان سے انکار کرنے کی کوئی وجہ معقول نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہہ قابل تسلیم ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت اور قدرت کی ایک آیت کے اظہار کے لئے عیسےٰ علیہ السلام کو عادت معلوم کے خلاف بن باپ صرف ماں سے پیدا کرنا چاہا۔ تو اوس نے اپنے پاس سے ایک روح مریم علیہ السلام کے پاس بھیجی۔ اور اوس کے نفخ سے جسنے تلقیح کا کام کیا آپکو عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ کر دیا فما کان ھذا البعید من سنتہ المعروفتہ فی نظام الکائنات ٭

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوریٰۃ والانجیل۔ کتاب سے یہاں مراد ہے کتابت اور حکمت سے علم صحیح جو ارادہ کو عمل پر آمادہ کرے اور عامل کو صراط مستقیم پر قائم رکھے ... سے وہی توریت مراد ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ... پورے عالم تھے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً اپنی قوم سے اوس کے اسرار بیان کرتے رہے اور اوسکی ... سے اپنے مخالفوں کے خلاف حجتیں لاتے رہے۔ اور انجیل سے وہ کتاب مراد ہے جو ... علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ وہ کتابیں جن کو آجکل انجیل یا بائبل کہا جاتا ہے جیسا کہ ... مفصل بیان کر چکے۔

... الیٰ بنی اسرائیل ۲ ائی رسلہ او نرسلہ رسولاً الیٰ ... سے پہلے لفظ ارسل یا نرسل بحسب قرینہ محذوف ہے۔ یہی ... استاذ شیخ محمد عبدہ نے اس تقدیر کو نہیں مانا بلکہ رسول

کو رسالت کے معنے میں لیکر بعلیہ ...

اور معنے یہہ بیان کئے ہیں کہ ہم اسکو رسالت سکھا ئیں گے ...

چونکہ لفظ رسول رسالت کے معنے میں آیا ہے۔ اس لئے یہ توجیہ صحیح ہوئی ...

ورسولاً کو یکلم الناس کے ساتھ رکھا اور تقدیر عبارت یہ مانی ہے۔ ویکلم الناس

فی المھد وکھلاً ورسولاً الی بنی اسرائیل۔ اور بعض نے ورسولاً میں

واو کو زایدہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ معناً ان سب صورتوں کا مآل واحد ہی ہے۔ لیکن میرے

نزدیک پچھلی صورت نہایت ضعیف اور نا قابل تسلیم ہے۔

انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم۔ مقدم سے مربوط ہوکر اس کے معنے ہیں کہ

اللہ اونکو رسول بناکر یا بنی اسرائیل کی رسالت دیکر اپنی رسالت کی صداقت پر یہ

حجت پیش کرتا ہوا بھیجیگا کہ میں تمہارے رب کے پاس سے آیہ رسالت لے کر آیا

ہوں اس لئے تمکو مجھپر ایمان لانا چاہیئے۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا

باذن اللہ۔ یہ آیت تفسیر ہے بآیۃ من ربکم کی۔ آیت میں صرف ایک طائر کی ہی

صورت بنانے اور اسمیں باذن اللہ جان ڈالنے کا ذکر ہے۔ لیکن مفسرین نے اس حد سے

آگے بڑھکر قدم مارا ہے حتیٰ کہ یہ بھی متعین کردیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کونسا طائر بنایا

اور پھر اس قسم کی بھی باتیں لکھی ہیں کہ آپنے طائر بنانے کو تو بنا دیا۔ اور اوسمیں جان بھی

ڈال دی لیکن وہ جب تک صرف آپکے ہاتھ میں رہتا۔ حرکت کرتا۔ یا اگر اڑتا تو صرف انہیں

لوگوں کے مدنگاہ تک اڑتا جو عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے موجود ہوتے۔ اور مد نگاہ سے نکلتے ہی

مردہ ہوکر گرپڑتا۔ بعض نے اس سے بھی زیادہ سقیم روایتیں کتابوں سے لیکر تفسیر میں

بھردی ہیں۔ چونکہ یہہ سب باتیں زاید از قرآن ہیں اور اونکے متعلق کوئی خبر صحیح نہیں اسلئے

ظاہر آیت پر توقف کرنا نہ صرف طریق احتیاط ہے بلکہ قرین قیاس بھی۔ ... اسمیں شک

نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام طائر گلی میں باذن اللہ جان ڈال سکتے ہیں

آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہہ بیان نہیں کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا کیا ...

سے اس بارہ میں کوئی ایسی خبر منقول ہے جس سے معلوم ہو کہ ...

کی یہ سنت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ...

Marfat.com

روایت پر۔ لیکن اگر قوم نے عیسی علیہ السلام سے امور
[illegible] سے کسی امر کا سوال کیا ہوگا۔ تو وہ آپنے باذن خداوندی کر دکھایا ہوگا۔
[illegible] ماننا ہمارے لئے کافی ہے۔ اس کی ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کتابیوں کی روایات
سے تفسیر کریں اور کہیں کہ آپنے خفاش بنایا۔ اور صرف بچوں کے دکھانے کے لئے بچوں کی
کھیل کی طرح ایک اعجاز دکھایا جب قرآن کا فہم ان باتوں میں سے کیسے ہونے نہ ہونے پر
منحصر نہیں۔ تو پھر تفسیر میں بھی انکی حاجت نہیں۔ اسی طرح وابری الاکمہ والابرص
واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم
میں بھی یہ بحث فضول ہے کہ آپنے کون سے اندھے کو سوانکھا بنایا۔ کس کوڑھی کو بھلا چنگا
کیا۔ کون سے مُردے کو جلا اُٹھایا۔ کس کس کو اوس کے کھانے پینے اور جمع کی ہوئی چیزوں
کی خبر دی۔ کیونکہ آیت سے غایت مافی الباب اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو
ان آیات سے اپنی رسالت کی صحت پر حجت پیش کرنے کی تعلیم اور عندالحاجت اس کے
اظہار کی قوت دی تھی۔ اور ہاں چونکہ اللہ تعالےٰ نے مسیح ؑ کو یہ خصوصیتیں عطا کی تھیں
اور آپنے اپنی رسالت کی صحت پر ان سے حجت پکڑی۔ اسلئے اگر قوم ان آیات میں سے
کسی ایک یا سب کی طالب ہوئی ہوگی تو لاریب ایک یا سب آیات کا آپ سے ظہور ہوا
ہوگا۔ لیکن وقوع بالفعل کا اس آیت سے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ البتہ سورہ مائدہ کی ذیل کی
آیت اس آیت کی نسبت ان آیات کے وقوع پر بہت کچھ دال ہے۔ حیث قال اللہ تعالیٰ:
واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ
ایدتک بروح القدس تکلم فی المهد وکهلا۔ واذ علمتک الکتاب
والحکمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی
فتنفخ فیها فتکون طیراً باذنی وتبرئ الاکمه والابرص باذنی واذ
تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتهم بالبینات
[illegible] کے بھی دال علی الوقوع ہونے پر کلام کرنے والوں نے کلام کیا ہے۔ اور
[illegible] میں اس کی گنجائش بھی ہے۔ لیکن ظاہر سیاق آیت ضرور اون کے خلاف
[illegible] فی موضعہ۔

[illegible] سے قریب تر کرنے کیلئے صوفیہ کا یہ

مسلک بیان کیا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام ... روحانیت
غالب تھی۔ کیونکہ مریم علیہا السلام روح سے حاملہ ہوئیں ... 
کو مادہ کثیف سے مجرد ہو کر روحانی تصرف کا مزید موقعہ اور ملکہ حاصل ...
تھی کہ جب آپ گیلی مٹی کے پتلے میں اپنی روح پھونکتے تو وہ پتلا حرکت کرنے لگتا ...
جب اپنی روحانیت سے اوس روح پر توجہ ڈالتے جو اپنے جسم سے مفارق ہو چکی ...
تو اوسکو حاضر کر کے اوس کے بدن سے متصل کر دیتے۔ لیکن بشر کی روحانیت اس درجہ کو
نہیں پہونچ سکتی کہ گلے سڑے مردے کو جلا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب نے بھی اپنی کتابوں
میں جن مردوں کے احیاء کا ذکر کیا ہے وہ قبل دفن یا گلنے سڑنے سے پہلے زندہ کئے گئے
صوفیہ کا یہ مسلک بالکل حکماء کا مسلک ہے۔ جو کہتے ہیں کہ نفوس انبیاء میں خاص خواص اور
قوتیں ہوتی ہیں جن سے خوارق و اعجاز کا ظہور ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اس لئے کہ
طبیعت انسانی کے اسرار آجتک سب کے سب دریافت نہیں ہوئے۔ آئے دن کوئی
نہ کوئی نئی بات دریافت ہوتی ہی رہتی ہے۔ پھر کیا عجب ہے کہ ابھی بہت سے اسرار
چھپے ہوئے ہوں اور انہیں میں سے خوارق کے اسرار بھی ہوں۔ لیکن ہم مسلمانوں کا چونکہ
بہ نصوص کتاب و سنت ایمان و عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جن خوارق و
آیات کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ خود ان کے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ کی قدرت سے ہوتا ہے
اور جب اللہ چاہتا ہے تب ہی وہ واقع ہوتے ہیں اور یہی امر عقلاً بھی زیادہ معقول
ہے۔ بنابریں حکماء کا مذکورہ بالا مسلک ہمارے لئے حجت نہیں۔ اسی طرح نہ صوفیہ کا
وہ کشفی و شہودی مسلک جو احیائے موتیٰ کی نسبت اوپر بیان ہوا۔ اسلئے کہ اوسکی رو سے
احیاء کا فعل ذات عیسیٰ علیہ السلام سے واقع ہونا پایا جاتا ہے۔ اور وہ خلاف نصوص ہے
ہاں یہ بات ہی اور ہے کہ کہا جائے کہ آخر مسیح کی روحانیت بھی تو اللہ ہی کی طرف سے تھی
اس لئے عیسیٰ ع کا مُردوں کو زندہ کرنا اللہ ہی کا زندہ کرنا تھا۔ لیکن جب آخر میں ...
سے چارہ نہیں کہ مسیح کی روحانیت جو احیاء کا موجب ہوئی اللہ ہی کی دی ہوئی
تھی تو پھر پہلے ہی سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو ...
زندہ کیا۔ اور احیاء محض قدرت خداوندی سے واقع ہوا ...
اور یہی صورت ... کے نزدیک امکان ...

Marfat.com

...ل بنا پر بیان کی ہے اور سوا اسکے اونکے کسی اور کیلئے
...کہ مسیح کی روحانیت کیسی ہی قوی اور زبردست کیوں نہ ہو قدرت
...کے برابر نہیں ہو سکتی۔ پھر جب مسیح کی روحانیت اور اوسکی قوت ماننے سے
...ون کا امکان قریب الذہن ہو جاتا یا ہو سکتا ہے۔ تو قدرت اللہ کو ماننے سے تقریب
...ہے۔ فلا حاجۃ لنا الی دلیل امکان الاحیاء بمثل ہذہ الاقوال
... علی ذلک ابراء الاکمہ والابرص والاخبار ببعض المغیبات۔

ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ۔ یعنی عیسیٰ توراۃ کا ناسخ ہو کر نہیں آئیگا۔ بلکہ اوسکا مصدق ہوگا۔ اور اوسپر عمل کریگا۔ ہاں بعض غیر اصولی احکام میں نسخ کریگا۔ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ظلم اور کثرت سوال کی وجہ سے بعض طیب چیزیں اونپر حرام کردی تھیں عیسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر اپنے عہد نبوت میں اونکو حلال کردیا۔ اسی تحلیل کی طرف آیت میں اشارہ ہے۔

وجئتکم بآیۃ من ربکم۔ یہاں آیت کا لفظ دوبارہ آیا ہے مصلحت اس تکرار میں یہ ہے کہ اوس آیت میں جسکا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ اور اوس آیت میں جسکا بیان آگے ہے فرق ہو جائے۔ پہلی جگہ آیت سے مراد ہیں۔ احکام شرعیہ جیسا کہ فاتقوا اللہ واطیعون ○ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم سے ظاہر عیان ہے (ماخوذ از المنار مع بعض التصرف)

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ
الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۵۱)
رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۵۲)
وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (۵۳) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى
اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ
فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۵۴) فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۟ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ... وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

Marfat.com

اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ
مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ ترجمہ۔ پھر

اسرائیل) کا کفر و انکار دیکھا۔ کہا اللہ کی راہ میں کوئی میرا مدد گار
نے کہا کہ ہم اللہ کے طرفدار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور تو گواہ رہ کہ
مطیع ہیں ✦ اے ہمارے رب جو تو نے نازل کیا ہم اوس پر ایمان لائے
رسول کی پیروی اختیار کی۔ سو تو ہمیں تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے ✦ اور ان
کافروں نے داؤ کیا۔ اور اللہ نے بھی اون سے داؤ کیا۔ اور اللہ بہترین داؤ کرنیوالا
جبوقت اللہ نے کہا اے عیسےٰ میں تیری عمر پوری کر کے تجھے پھیرونگا۔ اور اپنی طرف
اُٹھاؤنگا۔ اور اون لوگوں کی پلیدی (شرم) سے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ تجھے
پاک کرونگا (بچاؤں گا) اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی اون کو تا بقیامت کفر کرنے
والوں کے اوپر رکھونگا پھر تم سب میری طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور میں تمہارے درمیان
فیصلہ کرونگا جن باتوں میں کہ تم جھگڑتے تھے ✦ پر جنہوں نے کفر اختیار کیا میں اونکو
دُنیا اور آخرت میں سخت عذاب دونگا۔ اور کوئی اونکا مددگار نہ ہوگا ✦ اور جو ایمان
لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے۔ انکو (اللہ) اونکا پورا پورا اجر دیگا۔ اور اللہ ظالموں
کو پسند نہیں کرتا ✦ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جو ہم تجھ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ یہ
بڑی نشانیاں اور حق حق باتیں ہیں ✦

**تفسیر**۔ آیات مذکور التفسیر میں جب اللہ تعالےٰ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے
کے بعد اخبار استقبال کے طور پر وہ اہم حالات و واقعات بیان کر چکا جو آپکو اپنی عمر
میں اور اس کے ساتھ بدو طفلی سے لے کر بعثت و تبلیغ رسالت تک پیش آنے والے تھے
اپنے وقت پر پیش آئے تو اس کے حالات بیان کرنے کے لئے فرمایا۔ فلما احس
منہم الکفر" یعنے جب وہ تمام واقعات و حالات پورے ہو چکے جو آیات سابقہ میں
بیان ہوئے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ بنی اسرائیل نہ میری پیدائش
کو مانا۔ اور نہ میری سراسر آیہ قدرت پیدائش سے سبق آموز ہوئے
ہی پر کان دہرے۔ اور نہ اُن آیات قدرت ہی کے
کیں۔ انکی تجھ پر ...

## من انصاری الی اللہ

اس آیت میں تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے کہ تم
ان کے ایمان نہ لانے سے کیوں ملول و غمگین ہوتے ہو۔ انکار کرنے والوں کا ہمیشہ
یہی شیوہ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آیات کونیۃ
(خوارق عادات) اگرچہ کیسے ہی عظیم الشان اور کثیر کیوں نہ ہوں۔ وہ حتماً مستلزم ایمان
نہیں ہو سکتے یعنے یہ کچھ ضرور نہیں کہ لوگ خوارق کو دیکھکر نبی کی نبوت پر ایمان
لے ہی آئیں۔ ایمان کا مدار ہے ان لوگوں کی استعداد پر جنکو ایمان کی دعوت دیجائے
اور دعوت دینے والے کے حسن بیان اور حسن طریق پر یہی وجہ تو تھی کہ جب عیسیٰ ع نے
اپنی قوم کے کفر و انکار کو دیکھا۔ تو ان استعداد والوں کی آپکو جستجو اور تلاش ہوئی جو
دنیا اور دنیا کے جھگڑوں کو چھوڑ کر دعوت حق کی نصرت کریں اور اس کے رسول کی تائید
"قال الحواریون نحن انصار اللہ" یعنے اے مسیح ہم تیرے فرمانبردار ہیں۔ تیری
تعلیم کو مانتے ہیں جو تو نے اللہ کی طرف سے پہونچائی ہے۔ اس لیئے ہم دین آلہی کی نصرت
کرینگے حواری ماخوذ ہے یا تو حواری سے جس کے معنے ہین خالص میدہ۔ عمدہ آٹا۔
چونکہ بعض اصحاب مسیح بھی خلاصہ قوم اور عمدہ افراد تھے۔ اس لیئے انکو حواری کہا گیا۔
یا حور سے ماخوذ ہے جس کے معنی سفیدی کے ہین۔ گویا تیرہ باطن بنی اسرائیل ہین حواری
نور ایمان رکھتے تھے۔ اسی لیئے انہوں نے دعوت مسیح کو لبیک کہا۔ غرضکہ حواریون
سے انصار مسیح مراد ہین۔ کما جاء فی الصحیحین "لکل نبی حواری وحواری الزبیر"
اور یہ ہے کہ نصرت مستلزم قتال نہیں ہے۔ یعنی جو ناصر دین ہون انکے لیئے دین کے
واسطے لڑنا ہی کچھ ضرور نہیں۔ بلکہ دین پر عمل کرنا۔ اس کی دعوت دینا۔ اشاعت مین
کوشش کرنا بھی دین کی نصرت ہی ہے۔

آمنا باللہ واشہد بانا مسلمون یعنی ہم اللہ پر ایمان لاکر اسکے فرمانبردار
ہو گئے تو ہمارے اعمال و اخلاص کو دیکھتا ہے۔ ہمارے ایمان و اسلام پر گواہ رہنا
ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول۔ یعنی اے ہمارے رب ہم انجیل
جو تو نے اتاری ہے تصدیق کرتے ہین اور تیرے رسول عیسے ابن مریم

Marfat.com

واکتبنا مع الشاهدین ۔ ہم کو اللہ ہی ...

پہونچائی۔ اور قوم نے کفر و انکار سے اُس کا مقابلہ کیا۔

ومکروا ومکر اللہ۔ یعنی جن لوگون کا کفر عیسےٰ علیہ السلام نے محسوس کیا نے آپ کی نسبت بداندیشی کی۔ اور قتل کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر کو ... دیا جس سے وہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہ ہو سکے۔

مکر کی تفسیر مین مفسرین کا اختلاف ہے۔ اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ مکر جو منکران مسیح کی طرف سے خبر ہے۔ اس مین لفظ مکر اپنے حقیقی اور برے معنون مین استعمال ہوا ہے۔ اور مکر اللہ مین بطریق مجازہ ابطال مکر پر مکر کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔ اگر مکر اللہ مین مکر کو صرف اس لیئے مجازی معنے مین مانا گیا ہے کہ مکر بُرا فعل ہے جس سے ذات باری منزہ ہونی چاہیئے۔ تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سورۂ اعراف مین مکر اللہ کی طرف منسوب ہوا ہے۔ بغیر اس کے کہ وہان کسی کے مکر کے مقابلہ مین آیا ہو۔ کہ ابطال مکر اُسکے معنی ہو سکین۔ حیث قال اللہ تعالیٰ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ بعض کہتے ہین کہ مکر اللہ مین لفظ مکر اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ اور مکر اصل لغت مین کسی برے معنی پر دلالت نہین کرتا۔ کہ بغرض تنزیہہ اُسکے مجازی معنی مراد لیئے جائین۔ کیونکہ اصل مین مکر کہتے ہین تدبیر خفی کو جو اُس کو جس کے ساتھ وہ تدبیر خفی کی جائے کسی ایسی حالت تک پہنچا دے جس کا اُسے پہلے سے خیال نہ ہو۔ مگر چپکے چپکے نامعلوم طور پر عموماً وہی تدبیرین کی جاتی ہین۔ جو بری ہون۔ اور کسی کے حق مین مضر۔ کیونکہ جو تدابیر باعث ... منفعت بخش ہون۔ اُنکے اخفاء کی اکثر ضرورت ہی نہین ہوتی۔ بنابرین اُن بُری ہی ہی کے لیئے لفظ مکر زیادہ بولا جانے لگا۔ جو کسی کے حق مین مضر ہون۔ اگرچہ درحقیقت مکر مین اچھی و بری دونون قسم کی تدبیرین داخل ہین۔ یعنی اگر کسی حکمت و مصلحت سے کسی کے حق مین بھلائی کی تدبیر بھی چپکے چپکے کی جائے تو وہ بھی مکر ہی ہوگی۔ تحقیق لفظ مکر مکر اللہ مین اپنے حقیقی لغوی معنی مین مستعمل ہوا ہے۔ اور ... معنے کوئی برے معنی نہین۔ اسلیئے اگرچہ اُسکے مجازی معنی آیندہ ... تاہم بہتر یہی ہے کہ حقیقی معنے مراد لیے جائین۔

Marfat.com

... ظاہر ہوتا تو اس سے ظاہر ہے کہ اسکی اکثر تدبیرین
... خیر الماکرین اس لیئے کہ وہ اسکی مخفی تدبیرین ہوتی ہین۔ اپنی سنتون
... مکنونوں کے پورا کرنے کے لیئے جو خیر محض ہین۔ یہ تو خیر الماکرین کے معنی
... اس حالت مین جب کہ مکر کے حقیقی لغوی معنے مراد لیئے جائین۔ اور اگر مکر کے
... الاستعمال برے معنی ہی لیئے جائین۔ تو اللہ کے خیر الماکرین ہونے کے یہ معنی ہونگے
کہ اللہ کا مکر باعث خیر ہے۔ اور اُن کا مکر موجب شر۔ لیکن بالآخر اس سے بھی وہی
نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مکر خیر وشر دونون مین ہوتا ہے۔ اور مکر کرنے والے اچھے
بھی ہوتے ہین۔ اور برے بھی۔ اور اللہ اچھا مکر کرنے والا ہے۔ نہ برُا جس کا نتیجہ
فی الواقع برُا ہو۔

اذ قال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطہرك من
الذین کفروا۔ اذ قال ظرف ہے مکر اللہ کا۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے
کہ جب بنی اسرائیل نے عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت مکر کیا۔ یا قتل کی خفیہ تدبیرین کین
تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنکے ساتھ مکر کیا۔ یا عیسےٰ علیہ السلام کو قتل سے بچانے کی تدبیر کی
اور عیسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے عیسیٰ مین تجھ کو لوٹا اور اپنی طرف اٹھا لونگا۔ اور
ان الزامون سے جو بنی اسرائیل تجھ پر لگا رہے ہین۔ مین تجھے پاک کرونگا۔ یہ آیت اپنی
مآل اور نتیجہ کے لحاظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین دشمنون کے ہاتھ سے نجات پانے
اور ان کا جال نہین کے گلے مین پڑنے کی بشارت تھی۔ چنانچہ وہ پوری ہوئی۔ کہ یہود
اپنے ارادون مین کامیاب نہ ہوسکے۔ اور مکر وحیلہ سے جو ان کی مراد تھی۔ وہ
پوری نہ ہوئی۔

یہانتک تو مفسرین کا تفسیر آیت مین اتفاق ہے۔ یا اتفاق سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کے ذریعہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنون کے ہاتھ سے نجات دینے کا وعدہ کیا
... وعدہ پورا ہوا۔ لیکن اسبارہ مین سخت اختلاف ہے کہ آپ کو یہ نجات کیونکر حاصل
... وعدہ آلہی کس طرح پورا ہوا۔ یا آیت سے اس وعدہ کے پورا ہونے کی کیا کیفیت
... ہے بہرحال فہم آیت کے متعلق مفسرین کے دو طریقے ہین۔ اول یہ کہ آیت
... بغیر کسی تقدیم وتاخیر کے واقع ہوئی ہے۔ دوسرے یہ کہ آیت مین تقدیم و

تاخیر ہے پہلے ہم اسی دوسرے طریق [illegible]

مین ہے انا متوفیک و رافعک و مطہرک [illegible]

واقع ہوا ہو۔ یعنی عیسے علیہ السلام زندہ بحیات دنیا اٹھا لیے گئے [illegible]

کے بعد رفع کا آنا کوئی معنے نہین رکھتا۔ کہ اللہ تعالی پہلے تو کہے کہ مین تجھے [illegible]

اور پھر کہے کہ زندہ اٹھاؤن گا۔ اور چونکہ واؤ (ورافعک) مقتضی ترتیب نہین [illegible]

اس لیئے ضرور آیت مین تقدیم وتاخیر ہے۔ اور وہ یہی ہو سکتی ہے کہ اصل آیت یون

ہو انی رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک۔ اس صورت مین

معنی آیت کے یہ ہونگے کہ اے عیسیٰ مین تجھ کو زندہ اپنے پاس اٹھاؤن اور انکار کرنے

والون سے پاک کرونگا۔ اور زمین پر اترنے کے بعد تجھے موت دونگا۔

اس مسلک مین کئی امور قابل بحث وکلام ہین۔ اول یہ کہ تقدیم وتاخیر خلاف اصل

ہین۔ اور بغیر کسی صریح قرینہ کے تقدیم وتاخیر کا تعین نہین ہو سکتا۔ اور یہان کوئی

ایسا قرینہ موجود نہین اور نہ فہم معنے مین تقدیم وتاخیر کی کچھ ضرورت ہے اسی

لیئے تقریباً تمام مفسرین نے تقدیم وتاخیر کو نہین مانا ہے۔ اس کے علاوہ تقدیم و

تاخیر ماننے والون نے آیت کے جو معنی بیان کیئے ہین اور وہ اوپر بیان ہو چکے

آیت کے ظاہری حدود سے تجاوز کرنے اور بعض خارجی امور کے تسلیم کیے بغیر

آیت سے کسیطرح مستفاد ہی نہین ہو سکتے۔ اور یہ اصول اصولاً صحیح نہین کہ

خارج از قرآن نقل و روایت پر قرآن کو منطبق کرنے کے لیئے قرآن مجید [illegible]

و بیجا کھینچ تان کی جائے۔ بنا برین آیت زیر بحث مین تقدیم وتاخیر [illegible]

نزدیک درست نہین۔

جن مفسرین نے آیت مین تقدیم وتاخیر نہین مانی انہون نے بھی آیت [illegible]

مین مختلف طریقے اختیار کیئے ہین۔ اول یہ کہ توفی کے معنی چونکہ موت کے [illegible]

ہین۔ اس لیئے انی متوفیک ورافعک کے معنی یہ ہین کہ مین تیری [illegible]

اس وقت موت دونگا۔ تیرے دشمن تجھے قتل نہ کرنے پائینگے [illegible]

اٹھالون گا۔ اور اپنا تقرب عطا کرون گا۔ اس [illegible]

ظاہر نہین کیا کہ وہ رفع بحالت حیات [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

...ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رفع بعد از موت
... تفسیر کبیر میں قوله انی متوفیك ای انی متمم عمرك
... اختارہ الزمخشری ایضاً۔

... یہ کہ توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے۔ چونکہ اللہ تعالی یہ جانتا
... لوگوں کے دل میں خطرہ گذرے کہ عیسے (علیہ السلام) کی روح اٹھائی گئی نہ
... جسم جیسا کہ عیسائیوں کا خیال بھی ہے کہ عیسے علیہ السلام اپنے لاہوت کے
ساتھ آسمان کو اٹھ گئے اور ناسوت زمین پر ہی رہا۔ اس لیئے اللہ تعالی نے انی
متوفیك ... فرما کر آگاہ کیا کہ عیسے علیہ السلام روح اور جسد دونوں کے
ساتھ اٹھائے گئے۔ یہی وما یضرونك من شیٔ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

یہ مسلک بھی الفاظ آیت کو دیکھتے ہوئے قرین قیاس نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے کہ
اگر اللہ تعالی کو یہی منظور ہوتا کہ کوئی اس شبہ اور احتمال میں نہ پڑے کہ رفع مسیح صرف
روح کے ساتھ ہوا۔ تو اللہ تعالی توفی سے نسبتہ کوئی لفظ واضح الدلالت فرماتا۔
متوفی سے یہ مطلب پورا نہ ہوا۔ اور ارادہ الہی تمام نہ ہو سکا کیونکہ مسلمانوں نے کہا
... ہی۔

تیسرے یہ کہ انی متوفیك کے معنی ہیں انی اجلك کالمتوفی یعنی میں تجھے
مردوں جیسا کروں گا۔ چونکہ عیسے علیہ السلام اٹھا لیئے گئے۔ پھر کہیں آپ کا زمین پر
پتہ نہ چلا۔ اس لیئے آپ متوفی صفت ہو گئے۔ اس مسلک کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ زندہ
... اٹھا لیئے گئے۔ لیکن یہ بات اصحاب مسلک نے الفاظ سے ثابت کر کے کم از کم
احتمال خلاف کو باطل نہیں کیا۔

چوتھے یہ کہ انی متوفیك سے مراد ہے انی متوفیك عن شهواتك یعنی میں
تیری خواہشوں اور شہوتوں کو مار دوں گا اور پھر تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا۔ چنانچہ
عیسے علیہ السلام آسمان کو اٹھائے گئے۔ ملائک صفت بنا دیئے گئے۔ اسکا مآل

---

... یضرونك من شیٔ: اس وقت میں نے آیات قرآن کا ہر چند تصفح
... السلام کے ذکر میں یہ آیت کہیں نہ ملی۔ جہاں سورہ نساء میں آئی ہے وہاں
... [illegible]

Marfat.com

بھی یہی ہے کہ عیسٰے علیہ السلام زمان سے [illegible]
حیات اُٹھائے جانے پر نص صریح نہیں ہے ورنہ اُمت مین اختلاف [illegible]
پانچوین یہ کہ توفی کے معنی قبض و استیفا ہین۔ بنا بریں انی متوفیک [illegible]
ہے کہ مین تجھے واپس لیلونگا۔ پھیر لونگا۔ اگر کوئی کہے کہ اس صورت مین [illegible]
اور ورافعک دونون کے ایک ہی معنے ہو گئے۔ تو اس کا یون جواب دیا جائیگا
توفی کئی طرح ممکن ہے موت سے بھی اور بلا موت کے اُٹھا کر بھی انی متوفیک
ان دونون صورتون کو شامل تھا جب اس کے بعد کہا گیا کہ ورافعک تو شق ثانی
متعین ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا کہ عیسٰے علیہ السلام زندہ اُٹھا لیے گئے۔ مین کہتا ہون
کہ ورافعک سے یہ کیونکر معلوم اور متعین ہوا کہ آپ زندہ اُٹھائے گئے کیونکہ رفع
تو بعد موت بھی ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ توفی کے معنی مارنے کے ہون۔ اور
بعض کا یہ مسلک بھی ہو سکتا ہے۔
چھٹے یہ کہ متوفی اور رافع کے بعد ایک مضاف مقدر ہے۔ اور تقدیر آیت یون
ہے انی متوفی عملک و رافع عملک۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ میرے اعمال
ضائع نہ جائینگے۔ تبلیغ رسالت کے لیے تو نے جو تکلیفین سہین ہین۔ اُن مین سے ایک
ایک کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور ان کی بدولت تجھے اونچا مرتبہ ملیگا۔ ظاہر ہے کہ آیت
کی اس تفسیر کو جو فی الجملہ میرے نزدیک ضعف سے خالی نہین۔ رفع مسیح سے بحالت
حیات ہو یا بعد از ممات کچھ تعلق ہی نہین۔
ساتوین یہ کہ توفی سے مراد ہے نوم۔ حیث قال اللہ تعالیٰ۔ اللہ یتوفی
الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها۔ اس آیت سے نوم
کا بھی ایک قسم کی وفات ہونا پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسٰے علیہ السلام کو
سلایا۔ اور بعالم خواب اُٹھا لیا۔ پس آیت کے معنی یہ ہین کہ مین تجھے سلا دونگا
لیکن اس مسلک پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب توفی وفات عند الموت اور
النوم دونون کو شامل ہے۔ تو پھر آیت کے کس قرینہ سے یہان [illegible]
کیا وجہ ہے کہ یہان وفات عند الموت مراد نہ ہو
آٹھوین یہ کہ توفی سے حقیقی موت مراد ہے

Marfat.com

... معنی ہیں انی ممیتک یعنی میں تجھے موت

دوں گا۔ اور اٹھا لوں گا۔

... عباس کے اس مسلک ہو تو یہ ظاہر ہے کہ وہ رفع بعد از موت کے قائل ہیں لیکن
معلوم نہیں ہوتا کہ بعد موت صرف رفع روحانی کے قائل ہیں۔ یا جسمانی کے بھی
... مطلب یہی ہے کہ آپ رفع روحانی ہی کے قائل ہونگے۔ ورنہ صرف انی ممیتک
کہنے پر اکتفا نہ کرتے۔ اگر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مسلک ہو تو یہ وہی پہلا
مسلک ہو گیا۔ جس کو علامہ رازی نے نقل کر کے حسن کہا۔ اور زمخشری نے اختیار کیا ہے
اسی مسلک کو صاحب المنار نے بہترین قرار دیا ہے۔ اور یہی تحقیق علامہ شیخ محمد عبدہ کی
ہے چنانچہ صاحب المنار لکھتے ہیں کہ توفی کے لغوی معنے ہیں پورا پورا لینا۔ چونکہ موت
کے وقت بھی عمر پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لیئے توفی کا لفظ اماتت (موت سے مارنے)
کے لیئے بھی آنے لگا۔ حیث قال اللہ تعالیٰ: اللہ یتوفی الانفس حین موتھا
قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل علیکم۔ بنا بریں متبادر فے الذہن معنی
آیت کے یہی ہیں کہ میں تجھے موت دونگا۔ اور بعد موت اپنے پاس بلند رتبہ جیسا کہ
ادریس علیہ السلام کے حق میں ہے ورفعناہ مکانا علیا۔ یعنی ورافعک الی میں
اللہ تعالیٰ رفع امر عیسےٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے جو ابرار کو عالم غیب میں
موت کے قبل و بعد حاصل ہوتا ہے۔ جیسے کہ شہداء اور اتقیاء کے حق میں ہے احیاء
عند ربھم اور ان المتقین فی جنات ونھر فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر۔ اسی طرح تطہیر سے مراد ہے منکروں کے شر سے بچانا۔ اور ان تہمتوں سے
پاک و صاف کرنا جو یہود آپ پر لگاتے تھے۔ آیت کے یہی وہ معنی ہیں۔ جو خارجی
خیالات اور روایات سے خالی الذہن کے دل میں آیت کو پڑھ کر پیدا ہوتے ہیں۔ اور
نص قرآنی سے ان کی تائید و توثیق بھی ہوتی ہے۔ لیکن عموماً مفسرین نے آیت کو
روایات پر منطبق کرنے کے لیئے جن سے عیسےٰ علیہ السلام کا بجسم اٹھا یا جانا پایا
جاتا ہے آیت کے ایسے معنے بیان کیئے ہیں۔ اور رد کرنے کی کوشش کی ہے جو ظاہر آیت
کے ساتھ واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ وھاک ما قالہ الاستاذ الامام رالشیخ
... علیک

بعض مفسرین نے ...

لکھا ہے کہ انّی متوفیک کے معنی ہیں انی قابضک ...
جسدک۔ اور پھر رافعک الی بیان ہے توفی کا۔ بعض ...
یہ ہیں کہ میں تجھے ان ستم شعاروں سے نجات دونگا۔ یہ تجھے قتل نہ کر سکیں گے
میں تجھے بموت طبعی ماروں گا۔ اور پھر اپنی طرف اٹھا لونگا۔ اگرچہ یہی قول ...
طرف منسوب کیا گیا ہے۔ تاہم تفسیر آیت میں عموماً علماء کے دو مختار طریقے ہیں۔ اول یہ
کہ عیسٰے علیہ السلام زندہ روح و جسم دونوں کے ساتھ اٹھائے گئے۔ اور بعد آخری
زمانہ میں نازل ہونگے۔ اور لوگوں میں شریعت اسلام کے موافق حکم کرینگے پھر اللہ
تعالیٰ انکو طبعی موت دیگا۔ چونکہ اس تفسیر کی رو سے رفع توفی پر مقدم ٹھہرتا ہے۔ جو
ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ اس لیئے اس طریق تفسیر کے ماننے والوں کو اس خلاف
سے نکلنے اور اعتراض اٹھانے کے لیئے کہنا پڑا ہے کہ واو ترتیب کا فائدہ نہیں دیتا
کہ ہمارے طریق تفسیر پر کوئی اعتراض ہو سکے یا مخالفت ظاہر قرآن لازم آئے۔ یہ
درست ہے کہ بعض اوقات ذکر واقعات کی ترتیب واقعات کی وجودی ترتیب سے
مختلف ہوتی ہے۔ لیکن کلام بلیغ میں یہ اختلاف ہوتا ہے کسی نکتہ و حکمت کی وجہ
لیکن یہاں رفع پر توفی کے مقدم لانے میں کوئی نکتہ نہیں۔ اس لیئے کہ اصل ...
ہے کہ اسی میں دشمنوں کے ہاتھ سے نجات و مخلصی کی اور علو منزلت کی ...

دوسرا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ آیت اپنی ظاہری ترتیب اور ظاہر معنی پر ...
اور توفی سے طبعی موت دینا مراد ہے۔ اور رفع سے رفع روحانی ...
آیت سے بعد موت واقع ہونا پایا جاتا ہے۔ اور درحقیقت یہ کہ ...
نہیں ہے کہ خطاب شخص کو ہو۔ اور مراد اس سے روح ہو۔ اس لیئے کہ انسان ...
روح ہے نہ جسم۔ جسم لباس مستعار ہے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس ...
بڑھتا اور اولتا بدلتا رہتا ہے۔ مگر ہر انسان ہر حال میں انسان ہی ...
صرف اس لیئے کہ انسان۔ انسان کی روح ہی ہے۔

چونکہ یہ طریق تفسیر حدیث رفع اور خبر نزول فی آخر الزمان ...
اس لیئے اس طریقہ کے اختیار کرنے والے ...

عیسےٰ علیہ السلام کے بہ جسم اور روح اُٹھائے جانے۔ اور
... پھر نازل ہونے کے متعلق جو حدیثین آئی ہین۔ وہ احاد
... اُن کا تعلق ہے امور اعتقادی سے۔ اِس لیئے کہ رفع و نزول
... از قبیل غیب ہین۔ اور امور اعتقادی ہین خبر احاد سے تمسک نہین
ہو سکتا۔ اِس لیئے کہ معتقدات مین چاہیئے یقین۔ اور احاد خبرین مفید
یقین نہین ہو سکتین۔ اور کوئی خبر متواتر اِس باب مین موجود نہین ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ آخری زمانہ مین عیسےٰ علیہ السلام کے نازل اور زمین
پر آپ کا حکم جاری ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی رسالت سے جو اصل مقصود
تھا۔ اور جو باتین آپ کی رسالت کی روح و روان تھین رحمت و محبت صلح
و آشتی کے احکام۔ اور یہ کہ لوگ مقاصد شریعت اختیار کرین۔ یعنی مغز کو
چھوڑ کر پوست ہی پر قناعت نہ کرین۔ کیونکہ عیسےٰ علیہ السلام یہود کے
لیے کوئی نئی شریعت نہین لائے تھے۔ بلکہ آپ ایسی تعلیم لائے تھے۔ جو
یہود کو دیرینہ جمود سے جس کی وجہ سے وہ شریعت موسوی کے ظواہر پر
اَڑے ہوئے تھے ہٹا کر مقاصد شریعت کے فہم کے ... دیوی نیت
آخری و دائمی شریعت یعنی اسلام کے ... مدعیون کی وہ فوقیت جو
الفاظ بلکہ اُن لوگون کے الفاظ پر جمے۔ اور بظاہر مظنہ ہے اِس احتمال کا کہ آیت
سے کچھ لکھا جم جائین ... در ہے۔ سو جن اتباع مسیح کے مدعیون کو یہود پر
ہی صلاح عیسوی ہوا۔ اور حاصل ہے۔ قرآن مجید اُن کو مسیح کا سچا متبع ہی نہین
ظاہر کرے ... ست کا وعدہ اُنہین لوگون کے حق مین ہوا تھا۔ جو مسیح
... کے بعد لوک ...
... اصلاح باطن کے لیئے اتباع مسیح کی فوقیت سے ان کی دینی
... کا زمانہ اور شریعہ گرچہ اکثر مفسرین نے دنیوی فوقیت
... کلامہ
... افادات ... دینی فوقیت کیا حاصل ہو

Marfat.com

سے ... اور ...

بیان ہوا۔ ظواہر احادیث سے ...

کے ماننے والون کو یہ کہنے کا حق ہے کہ نزول ...

احادیث کی طرح بالمعنیٰ نقل و روایت ہوئی ہین۔ اور ...

نقل و بیان کرتا ہے جو اُس سے سمجھی گئی ہون۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ اثنائے تفسیر مین استاذ الامام (علامہ ...)

سے کسی نے پوچھا احادیث رفع و نزول کی نسبت تو آپ نے

کہدیا۔ لیکن پھر دجّال سے کیا مراد ہے۔ اور اس کا کیا مطلب کہ عیسےٰ علیہ السلام

اُسے قتل کرین گے؟

استاذ الامام نے جواب دیا کہ دجال امر ہے خرافات سے اور خرافات

اور برائیان شریعت کے قائم ہونے اور اس کے اسرار و حکم کو ...

اختیار کرنے سے نیست و نابود ہو جائین گی۔ یہی قتل دجال ہے۔ اور

چونکہ قرآن کریم شریعت کے حکم و اسرار کا سب سے بڑا ہادی ہے

اور سنت اس کی مبیّن۔ اس لیئے بنی نوع انسان کی اصلاح ...

... اور کوئی ضرورت نہین کہ وہ قرآن مجید اور سنت کی ...

ہے۔ کہ اسی مین دشمنون سے

دوسرا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ آیت ... لك فوق الذين ...

اور توفی سے طبعی موت دینا مراد ہے۔ اور ...

آیت سے بعد موت واقع ہونا پایا جاتا ہے۔ اور درحقیقت یہ ... نے والون کو ...

نہین ہے کہ خطاب شخص کو ہو۔ اور مراد اُس سے روح ہو۔ اس لیئے

روح ہے نہ جسم۔ جسم لباس مستعار ہے زیادہ وقعت نہین رکھتا ...

بڑھتا اور ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ مگر ہر انسان ہر حال ...

صرف اس لیئے کہ انسان۔ انسان کی رُوح ہی ...

عیسےٰ علیہ السلام

چونکہ یہ طریق تفسیر حدیث رفع اور ...

اس لیئے اس طریقہ کے اختیار کرنے ...

Marfat.com

...فوقیت اُن پیروان مسیح کو جو نفس الواقع پیرو مسیح ... سے حاصل نہ ہوئی۔ تو لا محالہ محولہ بالا آیت مین دینوی ... مراد ہوگی۔

اگر کوئی کہے کہ اولین پیروان مسیح کو یہود پر دنیوی فوقیت و غلبہ حاصل نہ ہوا۔ نہ سہی۔ بعد مین آنے والے پیرؤون کو تو یہود پر غلبہ حاصل ہوا اور اب تک حاصل ہے۔ اور یہود کے پراگندہ شیرازہ کے مقابلہ مین عیسائیون کے موجودہ شیرازۂ جمعیت کو دیکھتے ہوئے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ عیسائی تا بقیامت یہود پر غالب رہین۔ اس لیئے آیہ زیر بحث مین اتباع مسیح کی فوقیت سے انکی دنیوی فوقیت ہی مراد ہے۔ اور ہونی چاہئے۔ ہم جواباً کہین گے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ اس سے تمام اتباع کی فوقیت مستفاد ہوتی ہے۔ حالانکہ تمام اتباع مسیح کو یہ فوقیت حاصل نہین ہوئی۔ اور وعدہ خداوندی جھوٹ ہو نہین سکتا۔ پھر آیت مین فوقیت سے دنیوی فوقیت کیونکر مراد ہوسکتی ہے۔ رہی اتباع مسیح کے مدعیون کی وہ فوقیت جو انہین یہود پر حاصل ہوئی۔ اور ہے۔ اور بظاہر مظنہ ہے اس احتمال کا کہ آیت مین دنیوی فوقیت ہی کا ذکر ہے۔ سو جن اتباع مسیح کے مدعیون کو یہود پر غلبہ حاصل ہوا۔ اور حاصل ہے۔ قرآن مجید اُن کو مسیح کا سچا متبع ہی نہین مانتا۔ اور فوقیت کا وعدہ اُنہین لوگون کے حق مین ہوا تھا۔ جو مسیح کے سچے متبع ہون۔

الغرض آیہ زیر بحث مین اتباع مسیح کی فوقیت سے ان کی دینی ... مراد ہے نہ دنیوی۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے دنیوی فوقیت ...

... مسیح کو یہود پر دینی فوقیت کیا حاصل ہو ...

سو ان کی فوقیت یہ تھی - وہ یہود سے ...
اور یہود سے کامل تھا - وہ حق و صواب سے قریب ...
سے دور تھا ب بھی جو مسیح کے سچے پیرو ہین - اور ...ہون سکے وہ ...
کی رو سے یہود پر فوقیت رکھتے ہین - اور تا بقیامت اُن پر ...
اِس لیئے کہ فضائل و آداب کی فوقیت عارضی نہین - بلکہ ذاتی ہے اِس
لیئے جب تک زمین و آسمان ہے - فضائل کی فوقیت بھی باقی ہے - اور
اہل فضائل کا فایق ہونا یقینی اور مسلم -

ثُمَّ اِلَیَّ مَرجِعُکُم فَاحکُمُ بَینَکُم فِیمَا کُنتُم فِیهِ تَختَلِفُونَ

اِس آیت مین چونکہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے اسلیئے
آیت کا حکم شامل ہے مسیح اور اُس کے ساتھ اختلاف کرنے والون کو
بھی - اور مسیح کے پیرون اور اُن کے ساتھ اختلاف کرنے اور مسیح کا
انکار کرنے والون کو بھی - اور یہ ظاہر ہے کہ نہ مسیح کے زمانہ مین یہ اختلاف
مٹا - اور نہ تا قیامت مِٹنا ہے - اللہ ہی روز حساب امر مختلف فیہ مین
حق و صواب ظاہر کر کے شبہ کرنے والون کے شبہ کو مٹائے گا - اور منکرون
کی ریاکاری سے پردہ اُٹھائے گا -

فَاَمَّا الَّذِینَ کَفَرُوا فَاُعَذِّبُهُم عَذَابًا شَدِیدًا
فِی الدُّنیَا وَالآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِن نَاصِرِینَ - اللہ تعالی
نے اپنے وعدہ کے موافق یہود کو دُنیا مین عذاب دیا - کہ غیر
قومین اُن پر حکمران ہوئین - اور ان کی جمعیت پراگندگی سے بدل
گئی - اور کوئی اُن کا حامی و ناصر نہ کھڑا ہوا - اسیطرح آخرت کا عذاب بھی
اُنکے لیئے تیار ہے - جس سے انہین کوئی نہ بچاسکے گا -

ذٰلِکَ نَتلُوهُ عَلَیکَ مِنَ الآیَاتِ وَالذِّکرِ الحَکِیمِ
یعنے یہ باتین جو ہمنے تمکو عیسٰے علیہ السلام کی نسبت سنائی ...
نبوّت پر دلالت کرتی ہین - اور عبرت کی باتین ...
والے امور دین و اسرار شریعت کو سمجھ ...

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ
خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٢﴾
الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٥٣﴾
فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ
الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ
وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٥٤﴾
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ
إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥٥﴾
فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ۔ تحقیق عیسےٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے کہ آدم کی مثال۔ جس کو خاک سے پیدا کیا۔ پھر کہا کن فیکون (یا پھر کہا کن پس ہو گیا)۔

حق تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو شک کرنے والون مین نہو پھر جو کوئی اُس (حق کے بارہ) مین تجھ سے جھگڑا کرے بعد اس کے تجھ کو علم پہونچ چکا۔ تو کہہ آؤ ہم اپنے بیٹون اور تمہارے بیٹون (اپنے مردون اور تمہارے مردون) کو بلائین۔ اور اپنی عورتون اور تمہاری عورتون کو اور اپنے آپ کو اور تمہین۔ پھر دعاء کرین۔ اور جھوٹون پر لعنت ڈالین۔

۔۔۔ نہین ہے یا ۔۔۔ بیان ۔۔۔
نہین ہے اور بتحقیق اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔
پھر اگر یہ اِس (مباہلہ) کو بھی قبول نہ کرین۔ تو اللہ ۔۔۔
والون کو جانتا ہے۔

**تفسیر**۔ جب اللہ تعالے عیسے علیہ السلام کی پیدائش اور قوم مین آیاتِ قدرت اپنے ساتھ لانے اور تبلیغ رسالت پر قوم کے کفر و ایمان اختیار کرنے کا حال بیان کر چکا تو چونکہ آپ کی پیدائش غیر عادی قانون کے موافق واقع ہوئی تھی۔ اور دھوکہ کھانے والے اِس سے دھوکہ کھا کر نہ صرف خود ایک غلطی مین پڑ گئے تھے بلکہ آپ کی غیر عادی پیدائش سے دوسرون پر آپ کی الوہیت کی حجت پیش کرتے تھے۔ اور آپ کی رسالت کو نہ ماننے والے یہودی اِس سے انکار کرتے تھے۔ کہ آپ کی پیدائش غیر عادی طریق پر ہوئی۔ اِس لیئے اللہ تعالے نے شبہ مین پڑنے والون کے شبہ کو دور کرنے اور منکرون کے زعم و خیال کی تردید کے لیئے فرمایا ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم یعنے عیسے علیہ السلام کی پیدائش کی شان اور اللہ کے اُن کو پیدا کرنے کی کیفیت اگرچہ عام عادت کے خلاف ہے۔ لیکن پھر بھی وہ کوئی بالکل انوکھی بات نہین۔ بلکہ اِس تخلیق کی ایک مثال پہلے سے موجود ہے۔ اور وہ مثال ہے آدم کی پیدائش۔ جیسے اُسنے آدم کو پیدا کیا ویسے ہی عیسے (علیہ السلام) کو پیدا کیا۔ جب آدم کی پیدائش محل شبہ اور جائے انکار نہین تو عیسے کی غیر عادی پیدائش سے کیون شبہ بیجا پیدا ہو۔ اور انکار کی وجہ ہو سکتی ہے؟

خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون ۔۔۔
ہے خلق مسیح کے مثال یعنے آدم کی پیدائش ۔۔۔
ہین۔ کہ اللہ نے آدم کی ۔۔۔

Marfat.com

[illegible] اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے
[illegible] ان کی ہے کہ حق و باطل کو ملاتے ہین
[illegible] کرتے ہیں۔ یہود کی کتابون مین خبر دیگئی ہے کہ
[illegible] تھے۔ اور ساتھ ہی بصراحت یہ خبر بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ
[illegible] گا۔ اور اوس کی اُمت قائم کرے گا۔ اور اس نبی کے نشان و
[illegible] ایسے صاف و صریح کہ اشتباہ ہی نہ ہو سکے۔ کاہنان
[illegible] اول الذکر باطل سے چھپاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ
[illegible] اور ان اوصاف و علامات کو چھپاتے تھے۔ جو من و
[illegible] کی صدق نبوت پر [illegible] دلیل تھے۔ یہی تلبیس تہی جس سے
[illegible] لا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون
[illegible] کی تلبیس ایک و [illegible] ہی کہ اُنہون نے اپنے اسلاف کے
[illegible] تھے۔ اصول دین مین داخل کر لیا تھا۔ یا اون کو بہی
[illegible] جیسے کہ کتب [illegible] کی تعلیم کو۔ جب مقتدایان مذہب
[illegible] کسی کی مجال نہ تہی کہ تحقیق و تنقید سے کام لے اور
[illegible] تہی کہ جو جماعت اس کی اہل تہی۔ وہ بہی یہی کہتی
[illegible] تھے۔ جو کچھ اُنہون نے لکھا ہے
[illegible] اتباع کرنا چاہیے۔ مگر [illegible] خود اس وقت غور و خوض
[illegible] مقتدا [illegible] کی تعلیم [illegible]
[illegible]

...کہ کن نفخ روح کے ساتھ اس سے دوسری

...ین بظاہر دو اشکال ہین۔

...کہ کلمہ کن کلمۂ تکوین ہے۔ اس وجہ سے خلق آدم کا وقوع کن ...کم از کم اُس کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ آیت سے کن سے ...پیدا ہونا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ خلقہ کے بعد ثم کے آنے سے ظاہر ...اس کا جواب یہ ہے کہ خلق کے معنے تقدیر وتعیین اوضاع کے ہین۔ جن کا تعلق علم آلہی سے ہے۔ اور یہ بالکل واقعی امر ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدایش کی کیفیت اور اس کا اندازہ علم آلہی مین پہلے سے موجود تھا۔ یعنے ازلی تھا۔ اور کن سے مراد ہے ارادہ آلہی کا علم آلہی کے موافق داخل وجود ہونا۔ بنا برین اگر خلق آدم لفظ کن سے پہلے تھا۔ تو محل اعتراض ہی کیا ہے۔ خلق تو بالذات عطائے وجود یعنی کن پر مقدم ہی ہے۔ میرے نزدیک اس کا یون بھی جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہ لفظ کن بے شک تخلیق الہی کی تصویر یا کلمۂ تکوین ہے۔ لیکن یہ کچھ ضرور نہین کہ اللہ تعالے اپنی تخلیق کا طریقہ لفظ کن سے سمجھانے کے بعد بھی ہر چیز کی تخلیق کا ذکر لفظ کن ہی سے کرے۔ اور خلق وجعل کو کہ یہ بھی تخلیق اور لانے کے لیئے آتے ہین کہین ...ہی نہین خصوصًا ایسی جگھ اور ایسی مخلوق کے بارہ مین بھی جہان اور ...کے واسطے تخلیق بعد تخلیق واقع ہوئی ہو۔ آدم بھی چونکہ من حیث ...ایک بارگی موجود نہین ہوئے۔ بلکہ کئی یا کم از کم دودفعہ کی ...ین و تخلیق کے بعد موجود ہوئے۔ اس لیئے اللہ تعالے نے آپ کی ...تخلیق کے لیئے فرمایا۔ خلقہ من تراب اور بعد کی تکو... ...کن۔ پس اب کن کے کلمۂ تکوین ہونے اور خلق آدم کے امر... ...کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔

...ہے کہ ... یون ہونی چاہیئے تھی ...

حال و استقبال۔ مگر خداے تعالے کے ... اتا ...
اس کے لیئے بھی کئی جواب ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ ...
کی تصویر کھینچنے کے لیئے حال کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اہل ...
اسپر اتفاق ہے۔ کہ بعض اوقات ماضی کی جگہ مضارع کا صیغہ استعمال
کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ثم قال له کن فیکون کے معنے
ہین۔ کہ پھر اس سے کہا کُن یعنی ہو جا۔ اور اے پیغمبر آگاہ ہو کر
جس سے تیرا رب کُن کہتا ہے وہ ضرور بالضرور ہو ہی جاتا ہے گویا
کن فیکون قائم مقام ہے کن فیکون فکان کا۔
تیسرا جواب جو صاحب المنار نے اس مقام پر اپنی طرف سے دیا ہے وہ
یہ ہے کہ یہ مجموعہ کن فیکون کا کلمہ تکوین ہونا بھی جائز ہے۔ اس حالت
مین معنے ہونگے کہ پھر اللہ تبارک وتعالی نے آدم سے جب پیدا ہونے کو
تھے۔ تکوین کا کلمہ کہا۔ اور تکوین کا کلمہ مراد ہے اس امر سے کہ ارادہ کسی شئے
کی طرف متوجہ ہوتے ہی وہ چیز اُسی دم موجود ہو جائے۔ چنانچہ یہی مفہوم
خداوند کریم کے اس قول مین بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ۶: ۷۳ وھو الذی
خلق السموات والارض بالحق ویوم یقول کن فیکون قوله
الحق ) غرضیکہ اگر یہان پر باریتعالی کا قول تکلیفی (یعنے حکم شرعی) ...
ہوتا۔ تو یہ مفہوم جو ہمنے آیت مین دکھایا ہے ظاہر نہ ہوسکتا کیونکہ قول کلام
کلام کی صفت (یعنی اُس سے وابستہ) ہے۔ اور قول تکوین مشیت کی صفت
(یعنی مشیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے) اور ہمین امید ہے کہ جو شخص اس پر جیسا
چاہیئے ویسا غور کرے گا۔ اُسپر کھل جائے گا۔ کہ اس بات کا ماننا لازمی امر
ہے ... سے پہلو بچانا غیر ممکن ہے۔ اور ثُمَّ کے ساتھ عطف ڈالنے کی ...
وجہ ہوئی پہلی تکوین سے بعد مین ٹھہرنے اور مؤخر ہونے کا بیان ہے
خلقه من تراب مین وہ مخلوق یعنے آدم ایک ...
ہے خلق مسیح کے جس نے آسمانون اور زمین ...
ہین۔ کہ اللہ نے آدم ...

[illegible]

[illegible] باتی ہین ... ضخیم کتاب کا جلد [illegible]

[illegible] رعایتی [illegible]

[illegible] اس مبارک و مظفر خاندان کی مفصل تاریخ [illegible]

[illegible] کی ... ہے کہ گذشتہ سو سال مین اس پایہ کی کوئی [illegible]

[illegible] مین ... جلد اول و دوم قیمت اصلی [illegible]

[illegible] مضمون متعدد و ضمیمہ جات ہے جس کی بدولت [illegible]

[illegible] کتاب ... اخباری دنیا مین چمکا تھا مولف کی [illegible]

[illegible] کی پیوست کنندہ قلمی [illegible]

[illegible] انگریزی اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

[illegible] کا نام [illegible] نہین جانتا - اُنہی کے کارنامون

[illegible] کے جنگ روم و روس کے حالات بھی [illegible]

[illegible] بیان کیے گئے ہین - [illegible]

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] تو پھر ارکان ظاہری اسلام

[illegible] اقامت نماز کا۔

[illegible] زکوٰۃ کا حکم ہے۔ زکوٰۃ کیا ہے۔ عنوان

[illegible] اور ساتھ ہی ذریعہ صلۂ عظیم ہے × × × × ×

[illegible] ادائے زکوٰۃ کا حکم بھی ضرور آیا ہے۔ اِس لیئے کہ جیسے روز

[illegible] خدا کو بھول سکتا ہے۔ اور نہ اوس کے فضل و انعام سے غافل ہو

[illegible] ہر وقت خدا کو حاضر و ناظر و معین و ناصر سمجھتا ہو۔ وہ اِس قابل

[illegible] مال خرچ کرے۔ اور عیال یعنی بندگان خدا کے ساتھ بہ کرم و مواسات سے پیش

[illegible] مصالح کی تکمیل کرتا ہے۔ اِس لیئے کہ ہر شخص جو کہ مال و منال و دولت و

[illegible] گویا وہ اوروں کے بنانے سے ہی دولت مند و غنی بنتا ہے۔ اِس تعلق کی بنا

[illegible] کوئی ایک شخص فتور عقل یا کسی مرض جسمانی کی وجہ سے قابل کسب نہ ہے

[illegible] اوس کی دستگیری کریں۔ اور اِس کے مددگار بنین۔ تاکہ ایک طرف تو اجتماع

[illegible] مفاد و مفاد مصالح و منافع باہم دگر وابستہ ہین بحالہ قائم رہ سکے اور

[illegible] تعالیٰ کی نعمت کا جس سے وہ غیرون سے ممتاز ہین۔ پورا نہین تو ادا ہو

[illegible] ظاہر ہے کہ غنی فقیر کا محتاج ہے۔ تو فقیر غنی کا اور فقیر و تنگدست کو

[illegible] خدمت کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ غنی کو بھی بمقتضائے عقل ایسا ہی کرنا چاہیے

[illegible] عقل کی کچھ پیش نہین جاتی۔ اور لوگ فقرا و ضعفا کی مساعدت سے

[illegible] مال کی محبت جو وہ جان کے برابر بلکہ بعض اوقات اوس سے بھی زیادہ

[illegible] کی اجازت نہین دیتی۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے تکمیل مصالحہ عامہ

[illegible] کرنے پر نہین چھوڑا۔ بلکہ نیک کامون مین بذل انفاق

[illegible] نفاق و کفر کی نشانی کہو بخل حقیقی کہتے ہین بندگان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اتا ہے جو ایک معمولی

[illegible] ہے کہ تم اوروں کو نصیحت

[illegible] اور نیکو کاری نیک کاموں سے دور دور

[illegible] ہیں کہ تم اوروں سے تو زکوٰۃ وصدقات دینے

[illegible] اوروں سے کہتے ہو کہ محمد پر ایمان لانا ۔ اور خود نہین لاتے تھے

[illegible] کتاب نہین ۔ بلکہ قابل درگذر ہے ۔ اور آیت مین

[illegible] شان [illegible] شبہ کو وانتم تتلون الکتٰب سے رفع

[illegible] نسیان [illegible] اتفاقی طور پر واقع ہوتا ہے ۔ بلکہ جان بوجھ کر

[illegible] اور [illegible] دن کو کرنے کی صلاح دیتے ہین ۔ افلا تعقلون

[illegible] بات بھی نہ سمجھو گے ۔ اور جب اتنی سی بات نہین سمجھتے ۔ تو پھر

[illegible] کیا وقعت [illegible] سکتی ہے ۔ اور مسلمانون کو جو تم سفیہ

[illegible] اوروں کے کہنے سے [illegible] بیوقوف ہو سکتے ہین ۔ دیکھو سفیہ

[illegible] عقلون [illegible] آئین تو صبر وصلوٰۃ سے مدد لو۔

[illegible] صلوٰۃ سے [illegible] ہوا وہوس جو تمہاری طبیعتون

[illegible] تم خلی الطبع ہو کر حق و باطل مین تمیز کر سکو گے

[illegible] صلوٰۃ کوئی نئی بات نہین تمہاری کتاب مین بھی

[illegible] اسلام مین بھی ۔ شریعت دونون ایک سا ہین

[illegible] دیا ہے ۔ جس کی صلاح اور درستی کے لیے ہم

[illegible] جس کی تکذیب [illegible] تم نادانی سے اڑے ہوئے ہو

[illegible] اور ایمان نہین لاتے ۔

[illegible]

Marfat.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا [illegible]

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ [illegible]

شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا [illegible]

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ [illegible]

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ [illegible]

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ [illegible]

ترجمہ: اے بنی اسرائیل [illegible]

[illegible]

Marfat.com

...اس سے ہمین یہ معلوم ہوا
...ہے اور ... کہ قصص قرآنی کی اصل
... ماری معلومات حاصل کرنے کے مشتاق تھے۔ ایک ہم
... ان سے پہلے ہمین اصل ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے
... استنباط ... الٹی چاہیے۔ لیکن ہان آ تنا ہمین یہان بہی
... ان مین جو اسرائیلی حکایتین بھری ہوئی ہین۔ اون مین سے معتبر
... کی ... کر ... مین تک۔ کیونکہ علما کے علمی اشتیاق نے رطب و یابس
... بیر ... تاہم وہ جانتے تھے۔ کہ یہ باتین اصل اسلام کی نہین ہین۔ انھون
... بعد مین آنے والی نسلون نے اون کو جزو قرآن سمجھ کر اون کو اپنا عقیدہ
... کر علمائے اعلام اور آئمہ دین نے اس نقص قرآنی کو محسوس کیا۔ اور اون زائدانہ
... روایت حکایتون کو بدلائل و برہان رد کیا۔ اور ناقابل اعتماد ٹھیرایا۔ علمائے
... اوس وقت کی جب کہ ... مسلمان مذہب سے بیگانہ تھے۔ علم و فضل بہی تھا۔
... لیکن ... کے ساتھ ہی خرافات یہود بہی دماغون مین سمائے ہوئے تھے۔ آج ہمارے
... ون کی وہ حالت ہو گئی ہے کہ نہ علم و فضل باقی رہا ہے۔ نہ دیانت و اتقا۔ اور صرف
... کے دل و دماغ مین جاگزین ہین۔ ایک جاہل مطلق سے لیکر عربی علماً
... مین ... کو مطلق خبر نہین کہ قرآن کیا ہے اور اس کے احکام کیا ہین لیکن
... کوئی ہے جو آدم و ہابیل و قابیل اور عوج بن عنق و یوسف و ابراہیم و موسیٰ
... کے متعلق بیہودہ قصے نہ جانتا ہو۔ اور کہانیون کی طرح نہ کہتا ہو علماً
... مین ایک آیت ہو گی۔ اور وس یہود ... اور صوفیہ کے قصے
... مسلمانون مین بے طرح پھیلے ہوئے ہین۔ اور اصل قرآن
... اس لیے اگرچہ ان قصص کی تردید و تنقید کی بھی
... و فہم کی بنا ہر۔ بنا و علیہ ہم ان قصون سے
... ہوئے بڑھتے چلے
... معجزہ کا مسئلہ ان دلون
... ہم معجزہ کے متعلق

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] سمن اعداد [illegible] کے

[illegible] آدمی [illegible] کے لیے سب کچھ بنا ہے

[illegible] کوشش کسی مطلب و مقصد تک پہونچنے۔ اور کسی

[illegible] کوشش رائیگان جاتی۔ اور پھر اسی نباتات

[illegible] مین اور تجربہ پر تجربہ کرنا پڑتا۔ کیونکہ ایسی حالت مین

[illegible] کو [illegible] آتا۔ اور اس طرح پر نظام عالم ہی درہم برہم ہو

[illegible] مین جاتے۔ اس لیے کہ ایک نباتات قابل غذا ہے۔ جسکو لوگ

[illegible] سے لوگ بچتے ہین۔ اگر جڑی بوٹیون کے خواص میوے مین

[illegible] بوٹیون مین [illegible] بدلتے رہتے۔ تو آج انسان کا پتہ نہ لگتا۔ اور حیوانات بھی

[illegible] و طیور و حشرات ہوام ہر ایک کی طرز زندگی و توالد و تناسل

[illegible] پر ہین۔ اور ہر ایک کے اعضا ایسے قاعدے پہ بنے ہین کہ اسکی

[illegible] پورا کر سکتے ہین۔ طائر کو منقار [illegible] ہے۔ تاکہ دانہ چگ سکے۔ باز کو چونچ

[illegible] گوشت کو پھاڑ کر کھالے۔ لمبی ٹانگ والے جانورون کی گردن بھی لمبی

[illegible] اٹھا سکین۔ کمزورون مین اڑنے اور بھاگنے کی طاقت زیادہ ہو

[illegible] دشمنون سے بھاگ کر بچ سکین۔ اور ان کے پنجہ مین پھنسین۔ تو اپنی

[illegible] اور نقص خلقت سے۔ غرضکہ اس قسم کی تمام باتین ایک خاص

[illegible] چڑیا کی طرح چنگل سے خالی نہین دیکھا گیا۔ اور کبھی بیل

[illegible] نہین [illegible] یہ اسی لیے کہ مقتضاے حکمت الٰہی پورا ہو۔ اور

[illegible] انسان ان سے فائدہ اوٹھا سکے۔ اور ہوا اس کے حق مین

[illegible] سعدیت و نضریت۔ علم و جہل۔ قوت و ضعف

[illegible] انسان کو فرداً یا اجتماعاً لاحق ہوتے ہین

[illegible]

[illegible] انسانی ترقی

[illegible] کسی کو

دونون کے ...

عالم کی لوہ لگانے ...

آفرینش بشری سے ...

نہایت دھیما دھیما چہ اگر اس ...

کر واقعات جزئیہ کو بے دیکھ کر ...

اور روزمرہ کی پیش آنے والی باتون ...

یون ہی آہستہ آہستہ علم بڑھتا گیا ... طبیعی ...

یہان تک کہ دنیا مین کچھ لوگ جو آج ...

بہت کچھ قانون قدرت سے واقف و آگاہ ہے ...

چاہیے تو یہ تھا کہ جو لوگ اسرار غیب ...

حسن و خوبی اور یہان انتظام و قانون ...

لیکن اون مین سے اکثر جیسا کہ ...

سمجھ لیا کر ناموس طبیعی ہی عالم کا خالق ...

بعضون نے ناموس طبائع کو ...

نہین ہین عقل باور نہین کرتی کہ ...

سمجھے ہین ... اپنی جگہ ...

ہان اگر قانون قدرت ...

...

...

[illegible] اعلیٰ حیوان و انسان کو مظہر عجائبات

[illegible] اگر ان اشیاء مین سر الوہیت نہ ہوتا - تو یہ خصائص

[illegible] انسان نے بہدایت فطرت اتنا تو معلوم کر لیا کہ عالم کا

[illegible] ہے - لیکن چونکہ وہ تما غیب مطلق لوگون کے نفوس جو ابتدا سے محسوسات

[illegible] تھے - اوس کی معرفت اور اوس کی عبادت و تعظیم کی طرف متوجہ نہ

[illegible] الا ما شاء اللہ -

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ عام عقل بشری بالاستقلال خداوند حقیقی کی معرفت کو نہین

[illegible] اور نہ اون باتون کو جان سکتی ہے - جو بندے کو خدائے تعالیٰ کی لا تعد و لا تحصیٰ نعمتون

[illegible] چاہئین - مثلاً عبادت و شکر - اس لیئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے خلقت کی

[illegible] رسول بھیجے - اور رسالت بھی بشر ہی کو عنایت کی - تاکہ انبیاء و رسل اللہ تعالے

[illegible] کے مابین سفیر ہین - اور لوگون کو وہ باتین بتائین جن سے خدا راضی ہوتا ہے اور

[illegible] رسالت کا پروانہ ایسے واقعات و امور کو بنایا جو نوع بشر کے معلوم کردہ نوامیس طبیعت

[illegible] کو توڑنے والے تھے - تاکہ انہین دیکھ کر لوگ فوراً مان جائین - کہ یہ واقعہ سُنن

[illegible] ہے - یا ایسا فعل ہے جو اب تک عالم مین نہین ہوا - اور ساتھ ہی اس کے اُنکو

[illegible] ہو کہ اس واقعہ کے وقوع مین کسب و صنعت بشریہ کو مطلق دخل نہین ہے - یہ کام

[illegible] ہے - تو وہی ہے جس نے تمام چیزون کو اپنی قدرت سے پیدا اور اُن کے لیئے ناموس

[illegible] کیا ہے -

[illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندون کو ہدایت کی - اور اون کو معلوم ہو گیا

[illegible] ہے - اور اون کے وسیلہ سے یہ فرائض و واجبات دیگر کرورون آنے والی نسلون

[illegible] - اور وہ بھی اون پر کم و بیش کاربند ہوتی رہین -

[illegible] اتنا تو معلوم ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اس لیئے مبعوث ہوئے کہ نوع

[illegible] باخبر کرین تاکہ وہ واجبات فطرت کو پہچان کو

[illegible] کی غرض و غایت ہے - اور یہی فرض

[illegible] بشر مین - اور ضعف بشریت سے

[illegible] اس لیئے تائید ربانی اون کے

Marfat.com

[illegible] اگر یہ لوگ رسول کی تعلیم
[illegible] رسالت کی اصلی [illegible] سے متوجہ نہ ہو سکیں۔ وہ اسی
[illegible] ایک جا بجا پس ایک دوسرا بہتر گروہ محض احقاق
[illegible] اس نسبت پوری ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علی الاکثر خارق
[illegible] ان لوگوں کے مقابلہ میں ہوا ہے۔ جنہوں نے حق سے حق کو نہ پہچانا
[illegible] کرے جانا۔ بلکہ خارجی دلیل کے طلبگار رہے۔ اگرچہ آج انسان کو اپنی
[illegible] اور وہ اپنے مقابلہ میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اور دوراز عقل کیکسی
[illegible] دوسرے امر کی دلیل تسلیم کرنے سے بہت زور سے انکار کرتا ہے۔ لیکن آدمی ہمیشہ
[illegible] بلکہ ترقی کرتے کرتے وہ اس درجہ کو پہونچا ہے۔ اور جہاں ابھی اس درجہ کو نہیں
[illegible] ابھی بڑے شوق سے بالکل بے تعلق امور کو ایک دوسرے کی دلیل و حجت
[illegible] اور مانتا ہے۔ مثال کی ضرورت ہی کیا ہے شخصی حیات کو جو نوعی حیات کا نمونہ
[illegible] گا کہ بیشک جب تک آدمی میں پختگی اور پوری عقل و تمیز نہیں آتی
[illegible] نہ دیکھی ہوئی انوکھی باتوں سے جو اس کے نزدیک انوکھی ہوتی ہیں زیادہ
[illegible] سے دیکھتا ہے۔ اور اس کا گرویدہ بن جاتا ہے۔ عجائبات خوارق
[illegible] اپنے انبیا کے ہاتھوں سے اسی لیئے دکھلائے کہ لوگ بمیلان طبیعت اون کی
[illegible] اور اون کے کہنے پر چلنے لگ جائیں۔

پھر کیا خوارق و معجزات کبھی واقع ہوئے بھی ہیں۔ یا صرف ان کا نام ہی نام ہے
اون کا وقوع ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ سو وقوع میں تو کسی کو انکار ہی کیا ہو
[illegible] نہ ہوگی کہ خارق عادت واقعات اس سے منقول نہ ہوں اور
[illegible] کے ہوتے ہوئے تکذیب نقل کی جرات کسی طرح نہیں
[illegible] ہرگز ممکن نہ تھا کہ دنیا کی ہر قوم میں یکساں نکا
[illegible] معجزات واقع ہوئے تو امکان میں
[illegible] اسباب واقع ہو
[illegible] تو پھر کیوں اون کو
[illegible]

[illegible]

ہے اس لیے اس [illegible]

کے امکان وعدم امکان کے [illegible]

پاک مین معجزات کا ذکر ہے۔ یا [illegible]

مین اکثر جگہہ معجزات کا ذکر ہے [illegible]

اس نتیجہ پر پہونچے ہین۔ کہ قرآن مین معجزات کا ذکر [illegible]

سے یہ ثابت نہ کرین کہ اس مین معجزات کی خبر [illegible]

امکان سے بحث کرنا بے سود یا کم از کم بے موقعہ ضرور ہوگا

جن عجیب وغریب واقعات کو ہم [illegible] معجزہ یا خارق عادت کہتے

ان کے متعلق ان دونون لفظون مین سے ایک بھی استعمال [illegible]

سارے قرآن کو پڑھ جاؤ کہین اعجاز [illegible] معجزہ کا لفظ [illegible]

آیا ہے۔ لیکن وہان وہ ان عرفی واصطلاحی معنون مین نہین [illegible]

ہوا ہے جس کے معنی خود خدا کو عاجز کرنے والے کے [illegible]

یہ الفاظ ہی قرآن پاک مین نہین [illegible] معجزہ کا [illegible]

ان کی عقائد وغیرہ کی کتابون مین یہ لفظ کہان سے [illegible]

سے لیے گئے۔ اصل یہ ہے کہ قرآن پاک مین بعض جگہ [illegible]

ہوئے ہین جو خلاف عادت [illegible] بشری کے [illegible]

اصطلاحًا ان کے لیے خارق عادت اور معجزہ [illegible]

اعجاز و خوارق کا ہم معنے و مترادف ہو کر استعمال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لفظ آیات ذیل کے معانی مین مستعمل ہوا ہے۔

[illegible] نشانیان یا مظاہر قدرت۔ خارق عادت افعال پھر ایک

ایک دو دو سند بھی پیش کیے دیتے ہین۔

[illegible] ماذا ینفقون قل العفو کذلک یبین الله لکم الآیات

[illegible] ون۔ اور دوسری جگہ ہے۔ انزلنہا و فرضنہا و انزلنا فیہا آیات

[illegible] تذکرون۔

[illegible] انزل الله الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم آیات الله مبینٰت لیخرج

[illegible] امنوا و عملوا الصالحات من الظلمت الی النور۔ دوسری جگہ ہے:

[illegible] علیکم اٰیتی۔

[illegible] یا اهل الکتاب لم تکفرون بآیات الله وانتم تشهدون۔

[illegible] فکذبوه فاهلکنهم ان فی ذلک لاٰیة وما کان اکثرهم مومنین۔

[illegible] وکف ایدی الناس عنکم ولتکون اٰیة للمومنین۔

[illegible] وقال لهم نبیهم ان اٰیة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة

من ربکم وبقیة مما ترک اٰل موسیٰ واٰل هارون تحمله الملٰئکة۔

(مظاہر قدرت) سنریهم اٰیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین

[illegible] انه الحق۔

[illegible] سل بنی اسرائیل کم اٰتینٰهم من اٰیة بینة۔ دوسری جگہ ہے

[illegible] الآیات عند الله وما یشعرکم انها اذا جاءت لا یومنون

[illegible] الآیات مین لفظ آیت کے معنے دیکھو لو۔ وہی زیادہ چسپان اور ٹھیک بیٹھتے ہین

[illegible]

[illegible] واقعی غور سے پڑھتے ہین وہ اچھی طرح سے جانتے ہین کہ قرآن پاک

[illegible] اور زیادہ تر [illegible] ہے کہ یقیناً اور کسی امر کا نہین ہے یہ کیون؟

[illegible] دربیت و خالقیت معبودیت و احدیت

[illegible] کے لیے قرآن نازل ہوا تاکہ

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] اون [illegible] پھیلتا

[illegible] آگے اور [illegible] کر [illegible]

[illegible] آگے [illegible]

[illegible] عالم الشان تھا۔ اور اونکا

[illegible] تھا۔ اون کی ہمتین اون کے

[illegible] آتی تھین۔ اور اون [illegible]

[illegible] تھا اور اون کے مخالف اپنا سا

[illegible] تھا۔ اور دنیا اون کی عزت کے سامنے

[illegible] نزدیک پیران کی ہیبت و سلطنت کا

[illegible] کا بول بالا تھا اور قوت کامل۔ اون کے اخلاق

[illegible] اور [illegible] ہین یہہ رہی ہین کہ سعادت ملکی

[illegible] مسلمان [illegible] تھے اور دور تک پھیلے ہوئے تھے

[illegible] کا [illegible] مین تھا۔ مگر اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ

[illegible] کی [illegible] ہوگئی۔ شیرازہ نظام بکھر اخیانات

[illegible] ہوئی۔ باہمی اعانت اُٹھ گئی

[illegible] گئے۔ اور افراد ملت نے حفظ ملت

[illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible]

[illegible] کے بعد [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... سلطن مبین ○ ام له البنات

... منغرم منقلون ○ ام عندهم الغیب

... فالذین کفروا هم المکیدون ○ ام

... عما یشرکون ○

... زیادہ کھول کر بیان کرتا ہے:-

... فی السموات والارض لایت للمؤمنین وفی خلقکم

... آیات لقوم یوقنون ○ واختلاف اللیل والنھار وما

... السماء من رزق فاحیا به الارض بعد موتھا وتصریف

... لقوم یعقلون ○ تلک ایت الله نتلوھا علیک بالحق فبای

... الله وایته یؤمنون ○

... زیادہ وضاحت سے شرح فرماتا ہے:-

... ذلکم الله ربکم خالق کل شیء لا اله الا ھو فانی تؤفکون

... الذین کانوا بایت الله یجحدون الله الذی جعل

... والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم

... الطیبات ذلکم الله ربکم فتبارک الله رب العالمین ... الحی

... فادعوه مخلصین له الدین والحمد لله رب العالمین ○

... آیات قدرت بیش نظر لا کر اس نتیجہ پر پہونچاتا ہے:-

... السموات والارض بالحق تعالی عما یشرکون ○

... خصیم مبین ○ والانعام خلقھا فیھا دفء

... جمال حین تریحون وحین تسرحون

... الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف

... ویخلق ما لا تعلمون

... شجر فیه تسیمون ○

... الثمرات

[illegible]

والقمر والنجوم [illegible]

ومادراكم [illegible]

الحكم الا لله واحل [illegible]

والنوى يخرج الحي من الميت [illegible]

تؤفكون فالق الاصباح وجعل الليل سكنا [illegible]

تقدير العزيز الحكيم وهو الذي جعل لكم النجوم [illegible]

ظلمت البر والبحر قد فصلنا الايات لقوم [illegible]

انشاكم من نفس واحدة فمستقر ومستودع [illegible]

لقوم يفقهون ۰ وهو الذي انزل من السماء [illegible]

شيء فاخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراكبا ومن [illegible]

قنوان دانية وجنت من اعناب والزيتون والرمان [illegible]

متشابه انظروا الى ثمره اذا اثمر وينعه [illegible]

يؤمنون ۰ ذلكم الله ربكم لا اله الا هو خالق [illegible]

على كل شيء وكيل ۰

اس قسم کی صدہا آیتیں قرآن پاک میں [illegible]

قدرت کو آیات سے تعبیر کرتا ہے اور ان [illegible]

کی طرف لوگوں کو توجہ دلاتا ہے [illegible]

اپنی ہستی اور الوہیت پر آیات کونیہ [illegible]

[illegible]

... تعالی ...

... ستاروں اور تجربہ بڑھتا گیا حیرت مطلق کے بعد جوئی

... جون جون اس کا یہ علم بڑھا ۔ وہ سمجھتا گیا ۔ کہ جب اونے اسی حرکت بغیر

... عجیب حوادث و واقعات کیونکر بغیر کسی فاعل و خالق کے وقوع

... اس خیال کے نیرنگ و عجائبات کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کی

... ابھی موجود رہی ۔ بلکہ فی الجملہ ہے ۔ اور خدا جانے کب تک رہے گی ۔ یہی وجہ

... جہان کہین مظاہر قدرت کا بیان ہے ۔ اس طریقہ پر ہے کہ باوجود واقعہ روزمرہ

... مین ندرت و عجیبت باقی ہے ۔ جیسے کہ آیات مذکورۃ الصدر سے واضح ہوتا

... سے دن ہوتا ہے اور دن سے رات ۔ رات کو ستارے دکھائی دیتے ہین ۔ اور ایک انجمن

... اور سپیدۂ صبح کے آغاز ہی سے پھر غائب ہونے لگتے ہین ۔ غور کرنے والے کیلئے

... نشانیان ہین ۔

اوس زمانہ کو چھوڑو جب کہ انسانی علم نے موجودہ زمانہ کے علمی معراج کی تھوڑی سی سیڑھیان

... طے کی تھین ۔ آج ہی کہ علم و روشنی کا زمانہ ہے ۔ ذرا لوگون سے دریافت کرو کہ یہ ردوبدل

... اور کیون ہوتا ہے ۔ اور پھر دیکھو کہ وہ کیسے کیسے اچنبھے کی باتین کرتے ہین ۔ اور کس

... سب کو قدرت خداوندی کے حوالہ کر دیتے ہین ۔ عوام کے طبقہ سے یہی صدا بلند

... کہ خدا کی قدرت ۔ اور جو لوگ معارف و حقائق عالم سے واقف و آگاہ ہین ۔ وہ اس تغیر

... اور اس ناموسی رد و بدل کے اسباب بتائین گے ۔ مگر آخر مین اس ناموس و طبیعت کا

... والا خدا ہی کو مانین گے ۔ نتیجہ مین دونون برابر ہین ۔ ایک علم و معرفت سے اس

... اور دوسرا قصور فہم اور علم ناقص سے ۔ غرض اس سے یہ ہے کہ خداوند عالم کو

... واقعات دوسرے پہچانا اور ان واقعات کی طرف اوس کی توجہ ہوئی ۔ نیرنگی اور

... حوادث دہر انسان کی نظر سے نہ گذرتے ۔ اور اوس کی طبیعت مین اسباب و علل

... تو آج وہی حیران مطلق بلکہ اوس سے فروتر درجہ کا حیوان ہوتا ۔

... انسان کے مشاہدات کا آغاز ہوا اوس وقت اوس کے نزدیک عالم کی

... نظر آئی تھی ۔ اس لیے وہ اس کی طرف

... کے خاص ... مین جم گیا ۔ اور

[illegible]

دل مین باقی ... تھی [illegible]

خلیل اللہ ... ہے کہ اون کے علم [illegible]

ابتداء مین وہ صرف ... ہوگئے ... [illegible]

ہوا ہو اور وہ ختم ہوچکے ہون ... اور [illegible]

نہ وہ خدا کی وحدت ... کی توجہ ... طرف [illegible]

تھا کہ اوس کی معرفت انسانی ... [illegible]

... کے بارہ مین غلطی مین ... [illegible]

منظور رہی ... اور دوسری طرف [illegible]

توجہ کرنے اور ... سے ... [illegible]

متوجہ ... تھا کہ اون مین ... [illegible]

چونکہ خدا تعالی ... کی [illegible]

پیدا ... ایسی فطرت ... کی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... آموز رہا ہے۔ اس لیے کہ
... عہد کا خاصہ تھا بلکہ اب بھی ہے ہر ایک جدت ...
... انسان زیادہ شوق سے سنتا اور دیکھتا ہے اور کوئی
... ایسی امر ہے کہ محتاج دلیل و برہان نہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ پہلے
... کر ہی متوجہ الی اللہ ہوتا تھا۔ اور آج اس کی علل و اسباب کی تلاش
... ایک حکمت مزید دریافت کرکے اوس کی حکمت بے عیب کا اور زیادہ
... دونوں حالت مین ایک ہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پہلے جس قسم کے حوادث
... تعالی انسانی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرتا تھا۔ اب ان واقعات کے
... کی ضرورت و احتیاج ہی باقی نہین رہی ہے۔ کیونکہ آج انسان فہم و عقل کے
... پہنچ گیا ہے کہ اوسے کائنات کا ذرہ ذرہ پُر از حکمت اور مظہر شیون قدرت
... کائنات اتنی بڑی ہے۔ اور اتنے شیون قدرت و حکمت الٰہی اپنے ساتھ رکھتی ہے
... انسان اُن کی تحقیق و تدقیق سے فارغ نہین ہوسکتا۔ ابتدا، مین اتنی صلاحیت
... مین نہ تھی کہ ان باتون کی طرف متوجہ ہوتا۔ کیون؟ اس لیئے کہ ابھی وہ حقائق عالم
... تھا۔ اور ایک ابجد خوان ممکن نہین کہ نکات حقائق عالم کو سمجھ سکے۔ یا اون کی سمجھنے
... واقفیت کا خیال بھی دل و دماغ مین لا سکے۔

... عہد قدیم مین اون علوم کا بھی بنی آدم مین کہین پتہ نہ تھا۔ جو طبائع موجودات
... اور حقیقت کو سمجھنے کے بعد ایجاد و اختراع ہوئے۔ اور اس زمانہ مین پائے
... پیدا ہوتے جاتے ہین۔ اور جب تک کہ دنیا ہے۔ پیدا ہی ہوتے رہنگے۔
... اتنا صاف و صریح و بدیہی ہے۔ کہ آپ اپنی دلیل ہے کیسی غیر
... انسان کا اس قوت و استعداد کو پہونچنا تھا۔ کہ اسرار کائنات
... کہ ہمیشہ یا تدریجاً فطرت کائنات مین بھی عجیب و غریب
... ہو جاتے ہے کہ
... نہین ہوسکتا۔ غرائب
... ہے جو

Marfat.com

مفصل بیان کرین گے

چونکہ ان امور غیر عادیہ یا عجایبات [illegible]

کرتے۔ اور نوع انسانی کو ترقی انسانی کے [illegible]

رہا ہے یعنی کہ وہ عجایبات یا موجودات [illegible]

خدا کی قدرت کی نشانیان ہین صرف اس لیئے کہ ظاہر انبیا کے [illegible]

لیئے ظاہر ہوئے ہین۔ انبیا ہی کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ اور معجزات [illegible]

اس لیئے نبوت و اعجاز کا تعلق ظاہر کر دینا بھی ہم بیان ضروری سمجھتے ہین

انواع موجودات عالم پر نظر ڈالو معلوم ہو گا کہ ہر نوع کو قدرت نے جو [illegible]

وہ نوعاً جدا جدا ہین۔ اور افراد نوع مین متحد ہی امتیاز و اتحاد سے [illegible]

(تقسیم انواع) ہوئی۔ اور ہر نوع کا قوام نوعی ہوا۔ لیکن با وجود اس کے کہ [illegible]

یکسان ہوتے ہین سب افراد کو بالسویہ برابر نہین ملتے۔ فرق مراتب ضرور ہوتے

ہین۔ لیکن قوت و ضعف کی کمی بیشی سے فرق مراتب ضرور ہو گا کوئی [illegible]

اور کوئی ضعیف و اضعف۔ کوئی عطیات قدرت سے بیش از بیش [illegible]

یہی حال انسان کا ہے۔ انعامات جسمانی ہین بھی۔ اور عطایائے [illegible]

وعطایا کی کمی بیشی کے سبب اور بلحاظ ان کی قوت و ضعف کے افراد [illegible]

گو سبب یا اسباب ہی ہو۔ لیکن وہ اسباب بھی آخر کار [illegible]

صفات و کمالات مین فرق مراتب کو خدائے تعالی کی طرف [illegible]

یہ بھی ظاہر ہے کہ منبع علم و معرفت جس کے حصول سے انسان [illegible]

خداوند تعالی ہی ہے۔ اور وہ مختار ہے جس کو چاہتا [illegible]

مشاہدہ سے ثابت ہے [illegible]

افراد نوع مین شخص [illegible]

ہی نہ [illegible]

[illegible] ما بہ الامتیاز نکلے گا۔ شجر کو حیوان سے ملاؤ۔ ما بہ الافتراق
[illegible] کا موازنہ کرو۔ فرق ملیگا۔ جسمانیت مین بہی اور غیر جسمانیات مین بہی۔ احمد
[illegible] اور محمود [illegible] توا ہے۔ زید توانا ہے۔ پانچ من بوجھ بآسانی اوٹھا لیتا ہے
[illegible] سیر بار اوٹھانا بہی اوس کے لیے مشکل ہے۔ یہی فرق جو ہم کو جسم اور جسمانیات
[illegible] غیر جسم اور غیر جسمانیات مین بہی ہے۔ علم و ادراک انسان کا خاصہ ہے۔ اور کم و
[illegible] موجود ہے۔ لیکن برابر نہین۔ ایک کا علم زیادہ ہے۔ دوسرے کا کم۔ ایک مین ادراک
[illegible] قوت زیادہ ہے۔ دوسرے مین کم۔ اسیطرح وہ نفوس بہی جن کی طرف یہ علم و ادراک منسوب ہوتے
[illegible] احمد و محمود وغیرہ) اگرچہ حقیقت مین متحد ہون۔ لیکن مرتبہ حقیقت مین ضرور مختلف ہین ممکن
[illegible] کہ نفوس کے ادنے و اعلے اور انکے علم و ادراک کے کم و بیش ہونے کے خارجی اسباب بہی ہون لیکن
[illegible] پڑتا ہے۔ کہ اصلی سبب یا ان سببون کا سبب خدائے تعالی ہے۔ اوس نے جس کو جس مرتبہ پر پہنچانا
چاہا پہنچایا۔ کیونکہ اگر اس تفاوت کو خدا یتعالی کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ اور مان لیا جائے
کہ قدرت نے تمام افراد کو یکسان اور برابر پیدا کیا۔ تو پہر جو اختلاف و تفاوت ہم مشاہدہ کر رہے
ہین اس کی کوئی معقول وجہ اور علت نہین ملتی۔ اس لیئے یہ امر یقینی ہے۔ کہ خدا تعالی نے ہر فرد
کو ایک خاص درجہ عطا کیا ہے۔ بلکہ یون کہنا چاہیئے۔ کہ ایک عام درجہ کے بیشمار درجون مین سے ایک
[illegible] اس کو مثال سے یون سمجہو کہ سینکڑون ہزارون سائنس اور ریاضی پڑہتے ہین۔
اور اون سب کی طبیعت کو فی الجملہ ان علوم کی طرف میلان ہے۔ لیکن سب کا لگاؤ اور کمال برابر نہین
ہوتا۔ کوئی ان مین صرف تقلید کے درجہ پر تہک کر رہجاتا ہے۔ کوئی تحقیق تک پہونچتا ہے۔ اور کوئی
[illegible] اضافہ کے درجہ پر جاکر قدم رکہتا ہے۔ یہی حال نفوس انسانی کا ہے کہ بصلاحیت فطری وہ جس امر
کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ خاص خاص حد پر پہونچکر اون کے آگے بڑہنے والے قدم رک
جاتے ہین اور یہ ہم کئی جگہ بیان کر چکے ہین کہ انسان جسم و روح سے مرکب ہے۔ اور موجودات مین
[illegible] ہین ویسے روحانیات بہی ہین۔ اور نفس انسانی کا خاصہ ہے موجودات کا علم و ادراک
[illegible] کہ انسان بالطبع جسمانیات و روحانیات کے فہم و ادراک کی طرف متوجہ ہو۔ پس
[illegible] ہین وہ اون مین اپنی تحقیق کا ثمرہ پاتے ہین۔ اور جو
[illegible] اون کا تجربہ روحانیات مین ملتا ہے۔ اور جیسے کہ جسمانیات
[illegible] دنیا مین پہیلتی رہتی ہین۔ اسی طرح

Marfat.com

ان فرق کو پہلے بھی

ہر چند روحانیت (نفس) ہوتی ہے۔ اور یہی

ادراک ہر وقت محتاج جسم ہے۔ اور بعض مین بعض وقت

ہے۔ اور بعض وقت نہین۔ اور جو نفس کہ کسی وقت بھی بغیر امداد

زیادہ قوی ہے۔ بہ نسبت اس کے جو بغیر امداد کے قادر نہ ہو سکے۔ اور

امداد کے قادر نہین ہوتے۔ الا ماشاء اللہ۔ برخلاف اس کے روحانیین کے

قدرت ہوتی ہے۔ کہ وہ بغیر جسم کے ادراک مطلوب پر قادر ہوتے ہین۔ اور جو علم

کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اوس مین بعض دفعہ نہین۔ بلکہ اکثر غلطی بھی

کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ اور نفسی ادراک اس سے پاک و منزہ ہوتا ہے۔ اس لیئے

اعلا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح پر فریقین کے علم و ادراک مین حقیقت و شبہ

ثابت رہجاتی ہے۔

مخفی نہ ہے کہ چونکہ روحانیین جانتے ہین۔ کہ اون کو اعلے مدارک محض بخشش

سے ہین۔ اور اون کا ادراک بھی ایسے اسباب خارجی پر موقوف نہین ہوتا۔ جیسا کہ

کا ادراک ہی ایسے اعلے ادراک کے کفیل نہین ہو سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا

روحانی ادراک تک پہونچتے۔ اور الہام سے مشرف ہوتے۔ لیکن ایسا نہین ہوتا

کشف کو جو محض روحانیت کے ذریعہ ہو۔ خدا یا اوس کی مشیئت و فطرت کا الہام

مسبب الاسباب کو اس علم کا سرچشمہ بتاتے ہین۔ مگر ہان جو عوارف و علوم اونکو

مدد سے حاصل ہوتے ہین۔ اور روحانیت محض کی معرفت کا نتیجہ نہین ہوتے۔

منسوب کرتے ہین۔ پہلی قسم کے محقق عوارف و حقائق کو بیان کرتے

بنیاد ... عصمت و الہام کو رسالت و نبوت سے تعبیر کرتے ہین۔

اس کی وجہ سے چونکہ غلطی کا احتمال ہے۔ اون کو اپنی ذات

انسانیت کے نسبت دیتے ہین۔ تاکہ محقق اور غیر محقق عوارف

شرعیہ و غیر شرعیہ مین تمیز کر سکے۔ اور چونکہ یہ کشف

افراد انسان کو بھی جو مرتبہ نبوت

اسی لیے باوجود اس تفوق

Marfat.com

اون مین [illegible]

مختصر [illegible]

مین [illegible] اور [illegible] ہوتے [illegible]

مین [illegible] دعوت [illegible]

یا مطابق واقع ہوتے ہیں۔ اور [illegible]

مناسب نہین ہے [illegible]

وجہ ہے [illegible]

مین [illegible] اون [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اون کے وقوع کی
[illegible] ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی
[illegible] گئے۔ اگرچہ بعض اوقات
[illegible] اور یہ بھی مسلم ہے کہ کبھی کسی نبی یا رسول
[illegible] کہا کہ مین بالمحض خود یہ امر عجیب دکھاتا ہون۔ بلکہ ہمیشہ اس کو خدا
[illegible] اور یہ انبیا و رسل آیات اللہ اور آدیات عند اللہ پکارتے ہین پس اس سے
[illegible] انبیا علیہم السلام کی ذات سے جس قدر معجزے منسوب کیے جاتے ہین۔ ان کے
[illegible] اون کو کچھ دخل نہ تھا صرف ان کے وقوع کی بذریعہ الہام خبر ہوتی تہی۔ اور وہ
[illegible] تحدی بیان کر دیتے تھے تاکہ جو لوگ کہ راستی اور حقانیت کو محض اس راستی
سمجھ سکین وہ ایک دوسری راستی کو برأی العین مشاہدہ کر کے مان لین کہ بے شک
[illegible] دعوی مین سچا ہے۔ اور جو کچھ حقائق غیب بیان کرتا ہے سب صحیح ہین۔ اس لئے کہ
[illegible] خدا کی طرف سے خبر دینا۔ ایسی خبرین جو حواس خمسہ ظاہری سے محسوس و مدرک
[illegible] ہے کہ لوگ ان چیزون کی تصدیق کرین۔ اور یقین و وہم و شک انسانی فطرت
[illegible] تفاوت مراتب عقول کا نتیجہ کہنا چاہیے۔ عاقل ایک معقول بات کی تصدیق بآسانی
[illegible] شکی مزاج والے اسی کے تسلیم مین سو طرح کی حجتین نکالتے ہین۔ اور جب
[illegible] طور پر اون کے شکوک رفع نہ ہو جائین۔ معقول سے معقول بات بھی
[illegible] نہین مانتے۔ اور چونکہ ایسے ہی لوگ منکر رسالت اور مذبذب الاعتقاد
[illegible] کے لئے معجزہ ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ تعلیم انبیا کا مبنی
[illegible] دینا۔ اور ان خبرون مین ضعیف النفوس لوگون کو شک ہوتا ہے۔
[illegible] کے ذریعہ اون کو انبیا کی راستبازی منوائی جائے تاکہ یہ تجربہ
[illegible] مجبور کر دے اور وہ مان جائین کہ جیسے یہ غیب کی خبر مطابق
[illegible] اور دوسری خبرون بھی [illegible] درست ہین۔ اُن پر ایمان لانا چاہیے
[illegible]
[illegible] معلوم
[illegible]

بھی ہوتا ہے جس [illegible]

کو نہ [illegible]

جانتے ہیں کیا اگر قبل از ظہور [illegible]

ہونے پر وہ باقی اخبار شر [illegible]

مین بطور حجت رکھتے ہیں۔ کہ یہ [illegible] کی نشانی ہے [illegible]

کہتے ہیں کہ راستباز کی علامت و نشانی [illegible] بازی [illegible] ہے [illegible]

جاتا ہے) پس جب وہ واقعہ بقدرت الٰہی وقوع میں آتا ہے [illegible]

آجاتا ہے۔ اور وہ اوس کے دعاوی کی تصدیق کرنے لگ جاتے ہیں [illegible]

نکل کر فطری [illegible] بھی [illegible] ترقی کے ذریعہ [illegible] پر پہونچنے کے قابل ہو [illegible]

کی فطرت کا مقتضا تھا کہ عجیب حوادث کو [illegible] محدث کا خیال [illegible]

پھر اوس کے تشخص و تعین [illegible] خطرہ گذر [illegible] غلط [illegible] ہے [illegible]

الغیب کے مان لینے کے بعد انسان [illegible] کی خبر کے ذریعہ [illegible]

سے فی الجملہ وابستہ ہے) دیگر [illegible] کی [illegible] اون کو ماننے کے [illegible]

کے ساتھ ہی اوس [illegible] کے گرویدہ ہو گئے جو اون [illegible] عام [illegible]

اس لیے کہ عام فطرتین کافی نہین [illegible] لگے [illegible]

مغلوب ہو کر اون اعلے حقائق کو [illegible]

سکتی ہے۔ اون کی تکمیل ہی راز [illegible]

کرنے کے لیے جو استعداد فطری قابل [illegible]

مین فطری کمال [illegible] نوع انسان [illegible]

فطری [illegible]

[illegible] کمال [illegible]

[illegible] آہستہ آہستہ یہ تعلیم و تعلم اوس کمال کو

[illegible] اون میں بالقوہ موجود ہے۔ جب عام لوگ معمولی معمولی باتین اور

[illegible] بغیر تعلیم کے نہیں حاصل کرسکتے۔ تو پھر حقائق روحانیہ کیونکر بغیر

[illegible] حاصل ہوسکتے ہین ؟ یہ بطریق اولےٰ کسی معلم کی تعلیم سے حاصل ہونے چاہئیں۔ اور

[illegible] کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔ خدائے تعالیٰ ہے۔ لیکن اوس کے مکتب تعلیم مین مختلف

[illegible] طلبار ہین غبی اور بلید الطبع یا ناقص الفطرت اون نکات حکمت و دقائق دانش کو نہین

[illegible] جن کو کہ ایک ذکی الطبع یعنی کامل الفطرت (نبی) پہونچ سکتا ہے۔ اور چونکہ انہین جیسا

[illegible] کی طرح بولتا ہے۔ پس وہ اون کو انہین کی استعداد کے موافق تعلیم دیتا ہے۔ اور حکمت اللہ

[illegible] ہو جاتا ہے۔

[illegible] کلام یہ کہ عوام الناس کی فطرت مقتضی ہے۔ کہ کوئی ہادی ورہنما ہو۔ اور ہدایت و

[illegible] کی باتین انہین بتائے۔ اور عام لوگ ہدایت و حقانیت کو اوسیوقت مان سکتے ہین جب

[illegible] الی الحق کی راستبازی کے قائل ہون۔ اور وہ راست بازی بھی اوسی قبیل سے ہو جس

[illegible] اوس کی ہدایت ہے۔ یعنی خبر غیب ہونی چاہئیے۔ اور پھر واقعہ سے اوس کی تصدیق

[illegible] خبر اور واقعہ کی تصدیق کا نام معجزہ ہے۔

[illegible] کسی کو شبہ ہو کہ ہدایت انبیار کا مدار گویا معجزہ ہی ہے۔ اس لیئے اس احتمال کو

دفع کر دینا بھی ضروری ہے۔

[illegible] ہم بتا چکے ہین کہ انسان مختلف الاستعداد ہے۔ ایک شخص کے نزدیک جو امر بدیہی ہے وہی

[illegible] کے نزدیک نظری اور محتاج دلیل ہوتا ہے۔ یہی حال انبیار علیہم السلام کی تعلیم کا ہے

[illegible] لوگ جو ذکی الطبع اور عالی النفوس ہوتے ہین۔ اور ادراک حقائق کی زیادہ

[illegible] انبیار علیہم السلام کی ہدایت کو بغیر کسی معجزہ کے مان لیتے ہین۔ اور بات

[illegible] ہے۔ اور جو لوگ کہ اس مرتبہ کے نہین ہوتے۔ وہ بات کو بات کرنے

[illegible] اس لیئے کہ باطنی حالت ان کی نگاہون سے چھپی ہوتی

[illegible] تصدیق رسالت و نبوت سے

[illegible] بعض کے لیئے ہے۔ اور بعض

[illegible]

Marfat.com

... تمہاری دی ہوئی سلطنت
... کرنی شروع کین جب کہ ہمارے اُس
... رب تو وہ ہے جو مارتا ہے اور جلاتا ہے۔
... ہون۔ پھر جب کہ ابراہیم نے کہا کہ میرا اللہ تو سورج کو مشرق
... قدرت والا ہے تو دیکھون تو اسے مغرب سے تو نکالدے۔ پس
... جواب سنا حیران اور بھونچکا ہو کر رہگیا۔ اور جواب نہ بن پڑا۔ اور اللہ ایسے
... ہی نہیں دیا کرتا اس حکایت کے بعد پھر ابراہیم نے کہا کہ اگر تو مارتا
... دیکھون اسی طرح تو جلا دے جیسے کہ وہ آدمی جلایا گیا تھا جو ایک گاؤن
... پڑا تھا۔ گذرا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اللہ تعالی اس بستی کو کیون مُردہ و برباد
... زندہ کردے گا۔ پس اللہ تعالی نے اس کے سمجھانے کے لیئے اوسے ماردیا۔
... پڑا رہا۔ پھر اوس کو زندہ کرکے پوچھا۔ کہ تو اس حالت مین کتنی دیر رہا ہے
... یا کچھ کم و بیش۔ اللہ تعالی نے کہا نہین۔ بلکہ سو برس تک تو اس حال
... اپنے کھانے پینے کی چیزون کو دیکھ کہ ابتک نہین سڑی ہین۔ تو کہتا
... ہوگا اور کیونکر موت کے بعد زندہ کیا جائیگا۔ ہم تجھے آدمیون کے
... نشانی بناتے ہین لے دیکھ اپنے گدھے اور اوس کی ہڈیون پر نگاہ کر
... جوڑ کر اوسے گوشت پوست سے مڑھتے ہین۔ جب اوس آدمی نے یہ سب
... وہ کہنا چاہتا تھا سمجھ گیا۔ تو بولا۔ کہ اب مین اچھی طرح جان گیا۔ کہ

... بیان ہوا ہے دیکھ لو کہ کس قدر صاف و صریح بھی اور خارق
... ہے یا نہین۔ اور لفظ آیت اوس کی عظمت پر دلالت
... نہین جن بزرگون کو سیوطی ...
... ہے اول
... ہین

بیان کیا جائے [illegible] کا [illegible]

کہ کہیں بھی [illegible] معنی [illegible]

دینے کا مطلب [illegible] گیا [illegible] بھی [illegible]

[illegible] رہ گیا ۔ چلا [illegible]

ویسے [illegible] تھا [illegible] بات [illegible] کچھ [illegible]

[illegible] بات کو کسی [illegible]

[illegible] چلانا [illegible] چلاتا [illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے ۔ بلکہ [illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] صاحب اور سیر (۲۷) جناب ابراہیم حسین خان صاحب مومن رتن پورہ

[illegible] (۲۸) جناب محمد امین صاحب سوداگر (۲۹) جناب حافظ عبد الاحد صاحب

[illegible] صاحب ساکن ضلع چوبیس کی۔

[illegible] حسین صاحب [illegible] (۳۱) جناب منشی عمر خان صاحب آفیس قانونگوئے

[illegible] سیالکوٹ (۳۳) جناب محمد بخش صاحب ہیڈ ماسٹر (۳۴) جناب مولوی

[illegible] (۳۶) قاضی ظہور حسین صاحب علی گڑھ۔ (۳۷) جناب پیر احمد شاہ صاحب

[illegible] (۳۸) جناب اسلم الدین امام مسجد (۳۹) جناب حاجی سلطان احمد صاحب امام مسجد

[illegible] تھانہ (۴۰) جناب خواجہ احمد صاحب چشتی ساکن ضلع میرا

---

## ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

[illegible] صاحب کا اُردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ۔ یہ بالکل نادر الوجود تھی [illegible] کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوسکا ترجمہ کرایا ہے۔ حصہ اول تیار ہے قیمت [illegible]

## [illegible] کبیر جلد اوّل۔ فاتحۃ العلوم

[illegible] امام فخر الدین رازی۔ اسے اب تک اُردو کا جامہ پہنانے کی کسی [illegible] نہیں۔ مگر بعونہ تعالی کارخانہ وطن نے اس بہاری کمی کو بھی پورا کردیا

## [illegible] عقاید اسلامیہ (تزئین الکلام)

[illegible] کی [illegible] تالیف کا اُردو ترجمہ مصنف کی اس سعی خدمت پر خلیفۃ المسلمین

[illegible]

[illegible]

مع ترجمہ فرقان [illegible]

[illegible]

[illegible] ابنائے ملت کو قرآن [illegible]

[illegible] کرنے کے لیے پہلے [illegible]

[illegible] اب اکثر احباب [illegible]

[illegible] میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا

[illegible] ۱۹۰ [illegible]

برسنہ ء

[illegible] (۴)

[illegible]

Marfat.com

Marifat.com

[illegible]

[illegible] کی حیثیت

[illegible] اپنا پاکر ان

[illegible] مسلمان [illegible] مال

[illegible] ایسے دینداروں کی عا[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمان ہیں اسا [illegible]

[illegible] گئے تھے ہیں سکتے بھی [illegible]

[illegible] کو اپنا بہترین حصہ بنا رکھا ہے

[illegible] نہیں سمجھتے کہ دنیا میں

[illegible] سکتے کہ میدان ترقی میں

[illegible]

[illegible] معاملات میں قرآن اور

[illegible] کے متعلق بھی نہایت تنگ

[illegible] ترقی ہے تو [illegible]

[illegible]

... بر دیہ ... سنا کر لوگون کو آگاہ

... یا ... ہے۔ پہلے بہی لوگون کو ہوا۔ اور وہ

... سے اون کو ... سمجہا دیا گیا۔ وہ مشاہدہ پر اڑے ہوئے تہے۔

... مانتے تہے۔ اس لیئے اون کو واقعتہ دکہایا گیا۔ اب کہ انسان ترقی کر گیا۔

... قدرت کو سمجہنے لگ گیا ہے۔ اوسے چاہئیے کہ جزئیات کو دیکہ کر کلیات پر حکم لگائے

... مانتی ہے اوس کے لیئے مشاہدۂ عینی کا منتظر نہ رہے۔ بلکہ جیسے وہ اسلاف کے دیگر

... اخبار کو اپنے کام مین لاتا ہے۔ اور اون سے اپنی تشفی کر لیتا ہے۔ اوسے ایسے وسوسون

... اخبار ماضیہ سے اپنا اطمینان کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اب وہ وقت اور انسانیت کا وہ

... دور نکل گیا جب کہ انبیائ کو تحدی باعجاز کی ضرورت پڑتی ہتی۔ اور انسانی جماعت

... چہوڑ کر شرائع حقہ کے ماننے کو اخبار مغیبات پر منحصر کر دیتی ہتی۔ اب وہ وقت ہے کہ

... شریعت کو فی نفسہا شریعت پر غور و خوض کر کے مانین۔ نہ کہ خارجی حجتون سے۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا آیت مین جو واقعہ بیان ہوا ہے وہ ہرگز سست تاویلون کا

... نہین۔ اور بصراحت اعجاز و خارق ہے۔ اور آیت کے معنے بہی یہان عجیب و غریب

... کے ہین۔ ورنہ باین عظمت و اہتمام و لنجعلک اٰیۃً للناس قرآن مین وارد نہ ہوتا

... امکان یا عدم امکان سے یہان بحث نہین ہے۔ یہ بحث آگے آئیگی۔

دوسری جگہ آل عمران کے چوتہے رکوع مین ہے اذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ

... ک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہًا فی الدنیا والاخرۃ

... ن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلا ومن الصالحین۔ قالت

... یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر ط قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء ط اذا

... امرًا فانما یقول لہ کن فیکون۔ ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتورٰۃ والا

... ورسولًا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق

... الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ ج وابرئ الا

... الموتٰی باذن اللہ ج وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی

... مؤمنین ترجمہ فرشتون نے مریم سے

... جس کا نام مسیح عیسے بن مریم ہے

[illegible] اور حکمت [illegible]

[illegible] اور توریت [illegible]

بھی سکھائے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا [illegible]

تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی عجیب و غریب لیکر آیا ہوں [illegible]

مٹی کا ایک طائر بناؤن ۔ پھر اوس میں پھونک مارون تو وہ خدا کے حکم [illegible]

اور میں مادرزاد اندھون اور کوڑھیون کو اچھا اور مُردون کو خدا کے حکم سے [illegible]

جو کچھ تم کھاتے ہو ۔ اور تم اپنے گھرون میں جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو [illegible]

ایماندار ہو ۔ اور خدا کو مانتے ہو ۔ تو ان باتون میں میری رسالت کی نشانی [illegible]

ان آیات کو بھی دیکھو ۔ اور غور کرو ۔ کہ جو واقعہ ان میں بیان ہوا ہے [illegible]

عادت ہے یا نہیں ؟ اور لفظ آیت کسی خارق العادت امر عجیب و غریب [illegible]

[illegible] ہے یا نہیں ۔ یہان اسقدر کھلا ہوا اور صاف ہے کہ تاویل [illegible]

لیکن تاویل کی حقیقت یا مطلب کہنے والے بزرگ اس کی یہی تاویل کرتے [illegible]

نہ عیسے علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۔ اور نہ طائر وغیرہ آپ نے بنائے [illegible]

مردہ کو کوئی مردہ جلائے ۔ [illegible] آپ کو ستایا گیا تھا ۔ اسی [illegible]

اور طائر وغیرہ کی خلقت کے متعلق حضرت عیسے علیہ السلام سے [illegible]

دعاوی کا وقوع نہیں ہوا ۔ بیشک یہ امر قابل تسلیم ہو جاتی اگر قرآن [illegible]

[illegible] کوئی آیت نہ ہوتی ۔ حالانکہ قرآن پاک میں موجود ہے [illegible]

[illegible] خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون [illegible]

[illegible] ہے ؟ اسیطرح دعاوی مسیح کا [illegible]

[illegible]

اور ایک ہی بیان کر [illegible] آیتون [illegible]
[illegible] جس نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آیات میں جو کچھ
[illegible] ہے ۔ اسی لیے وہ ہر جگہ بالکل ایک ہی عبارت
[illegible] سورہ طہ میں ہے وما تلک بیمینک یموسی قال ھی عصای
اتوکؤا علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اخری ٭ قال القہا یموسی
فالقاہا فاذا ھی حیۃ تسعی ۔ قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتہا الاولی ٭
واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء آیۃ اخری ۔ لنریک من
آیتنا الکبری ٭ ترجمہ موسی تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ؟ کہا میرا عصا ہے ۔ جسپر میں ٹیک لگا کر
کھڑا ہوتا ہوں ۔ اور جس سے اپنی بکریوں کے لیئے پتے جھاڑتا ہوں ۔ اسکے علاوہ اور بھی کام
آتا ہے ۔ حکم ہوا کہ اے موسی اس عصا کو اپنے ہاتھ سے ڈالدو ۔ پس جب موسی علیہ السلام نے
عصا اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا ۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سانپ ہے ۔ اور دوڑا پھرتا ہے ۔ حکم ہوا
اس کو پکڑلو اور نہ ڈرو ۔ ہم پھر اسے پہلی سی صورت پر لوٹا دیں گے ۔ اور اپنا ہاتھ بھی سکیڑ کر
بغل میں دبا اور پھر نکال لو ۔ وہ بغیر کسی بیماری کے چمکتا ہوا سفید نکلیگا ۔ اور یہ دوسری
نشانی ہے ۔ یہ نشان ہم نے تمکو اس لیئے دکھادیئے ہیں کہ آگے آگے ہمیں تمکو اپنی قدرت کی
بڑی نشانیاں دکھانی ہیں ۔ (ایسا نہ ہو کہ تم گھبرا جاؤ) ان آیتوں کو سورہ اعراف کی بارھویں
رکوع کی ان آیتوں سے ملاؤ ۔ وقال موسی یفرعون انی رسول من رب العلمین
حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق ۔ قد جئتکم ببینۃ من ربکم فارسل معی
بنی اسرائیل ۔ قال ان کنت جئت بآیۃ فات بہا ان کنت من الصادقین ٭
فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین ٭
قال الملا من قوم فرعون ان ھذا لساحر علیم ۔ قالوا ارجہ واخاہ وارسل فی المدائن حشرین یاتوک
بکل ساحر علیم [illegible] یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون ۔ قالوا یموسی اما ان تلقی واما ان
نکون نحن الملقین ۔ قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاؤ
بسحر عظیم ٭ واوحینا الی موسی ان الق عصاک ۔ فاذا ھی تلقف ما یافکون
فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون ٭ فغلبوا ہنالک وانقلبوا صاغرین ٭ والقی
السحرۃ سجدین [illegible] رب موسی وھارون ۔ موسی نے کہا کہ

Marfat.com

اے فرعون مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون [illegible]
اللہ تعالیٰ کے بارے مین نہ کہون - در حقیقت مین تمہارے رب کی طرف سے [illegible]
معجزات لیکر آیا ہون - پس بنی اسرائیل کو تو میرے ساتھ بھیجدے - فرعون نے کہا کہ اگر تو خدا کے
پاس سے کوئی معجزہ لیکر آیا ہے - اور اپنے دعوے مین سچا ہے - تو بتا دکھا - وہ کیا معجزہ ہے - پس
موسیٰ نے اپنا عصا ہاتھ سے ڈالدیا - لوگون نے دیکھا کہ وہ بلا ریب و شک اژدہا ہے - پھر اپنا
ہاتھ باہر نکالا - دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ سفید ہے - یہ دیکھ کر قوم فرعون کے سردار بولے
کہ یہ بڑا ماہر جادوگر ہے - چاہتا ہے کہ تمہین تمہارے ملک سے نکالدے - بتاؤ اب تمہاری کیا صلاح
ہے - لوگون نے کہا کہ ابھی موسیٰ و ہارون کے معاملہ کو تعویق مین ڈالدو - اور شہرون مین قاصد
بھیجو - جو تمام چلتے ہوئے جادوگرون کو تیرے پاس لے آئین (جادوگرون نے آکر) کہا اے
موسیٰ تم اپنی لاٹھی ہاتھ سے ڈالو - یا ہم ڈالتے ہین - موسیٰ نے کہا تم ہی ڈالو - پس جب اونہون نے
لاٹھیان ڈالدین - تو لوگون کی آنکھون کو جادو کر دیا - اور سب کو ڈرا دیا - اور ایک بڑا جادو
کر دکھایا - اسوقت ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی - کہ تو بھی اپنا عصا ڈالدے - دفعتہً لوگون
نے دیکھا کہ عصائے موسیٰ اژدہا ہو کر جادوگرون کے جھوٹے بنائے ہوئے سانپون کو نگل رہا ہے

اثبات خارق و اعجاز کے لیئے اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہوسکتی ہے - اور آیت بمعنی
خارق و اعجاز قرآن مجید مین آنے کی دلیل کیا اس سے بھی زیادہ ممکن ہے - موسیٰ علیہ السلام
نے جو کچھ کر دکھایا - اوس کو دیکھنے والون نے سحر سے تعبیر کیا - اور ظاہر ہے کہ جیسے آج ہم سحر کو
ایک غیر معمولی اور انہونی چیز کر دینے والا سمجھتے ہین - اسیطرح سے اوس عہد مین بھی سمجھتے تھے
تبھی تو اونہون نے ایکسلر عجیب دیکھ کر اوس پر سحر کا اور موسیٰ علیہ السلام پر ساحر کا اطلاق
کیا - اگر موسیٰ علیہ السلام نے خارجی طور پر کوئی غیر معمولی اور خارق عادت بات نہ دکھائی ہوتی
تو کیون فرعونی آپ کو ساحر کہتے - اور کیون مقابلہ کے لیئے ساحرون کو بلاتے اور معجزہ موسیٰ
اگر سحر سے بالاتر نہ ہوتا - تو کیون ساحر اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر کے سجدے مین گرتے اور
ایمان لاتے ؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ مین اپنی رسالت کی کھلی شہادت اور نشانی [illegible]
آیا ہون - فرعون نے جواب مین کہا کہ اگر واقعی کوئی شہادت و نشانی لیکر آئے ہو تو
وہ کیا ہے ؟ اس حالت مین ضرور تھا کہ موسیٰ علیہ السلام وہ نشانی [illegible]

Marfat.com

ثابت دکھلائے جا کہ فرعون چاہتا تھا۔ پھر آپنے جو کچھ دکھایا فرعون اور اوس
کے اہل موالی نے اوسے سحر کہا۔ یعنی امور عادیہ سے خارج سمجھا۔ اس سے دو نتیجے نکلے۔ اولاً یہ کہ
پیغمبر نے الوالعزم کوئی امر غیر عادی دکھایا۔ دوسرے یہ کہ آیہ و بینہ کا لفظ قرآن پاک مین امور
غیر عادی خارق و اعجاز کے لیئے آیا ہے۔ اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ اور آیۂ وما تلک بیمینک
سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو خارق و اعجاز بقدرت خداوندی پیغمبر کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والا
ہوتا تھا۔ وہ بذریعہ وحی و الہام پہلے سے پیغمبر کو معلوم ہو جاتا رہا ہے۔ ہم اس امر کے ثبوت مین
قرآن پاک مین امور خارق عادت کے وقوع کی خبر ہے۔ انہین تین سندون پر اکتفا کرتے ہین
مزید تحقیق و اسناد کے طالب ہون۔ اون کو چاہیئے کہ خود قرآن پاک کو بغور و تدبر پڑھین خصوصاً
حالات متعلقہ موسیٰ علیہ السلام۔ اور انہین ایک جا کرکے ملائین۔ وقوع خارق کے متعلق ایسا یقین
پیدا ہو گا۔ جو زبردست سے زبردست تاویل کے مٹائے نہ مٹے گا۔ اگرچہ مذکورۂ بالا آیات نمبر
واقعۂ خارق ہم نے سند وقوع خارق مین ایسی پیش کی ہین۔ کہ جن سے ایک طرف تو وقوع اعجاز
و خارق کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگتا ہے۔ اور دوسری طرف اون مین لفظ آیت بھی اظہار استعجاب
کے لیئے آیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ لفظ آیت قرآن پاک مین جہان در متعدد معانی
مین استعمال ہوا ہے۔ خارق و اعجاز کے لیئے بھی مستعمل ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم
دو ایک ایسی آیتین بھی قرآن مجید سے اور پیش کر دین۔ کہ جن مین لفظ آیت بغیر بیان
واقعۂ خارق کے معنے مین آیا ہے۔

دیکھئے! سورۃ الزخرف کا چوتھا رکوع ہے ولقد ارسلنا موسیٰ بایٰتنا الیٰ فرعون
وملائه فقال انی رسول رب العالمین۔ فلما جاءهم بایٰتنا اذا هم منها
یضحکون۔ وما نریهم من آیة الا هی اکبر من اختها واخذنٰهم بالعذاب
لعلهم یرجعون ترجمہ ہم نے موسیٰ کو معجزے دیکر فرعون اور اوسکے اہالی موالی کے پاس
بھیجا جس نے وہان پہونچکر انسے کہا کہ مین اللہ تعالیٰ کا پیغامبر ہون مجھ پر ایمان لاؤ
جب موسیٰ ہمارے معجزے لیکر اون کے پاس آیا تو وہ ہمارے معجزون کی ہنسی اڑانے لگے۔
ہم جو معجزہ اون کو دکھاتے تھے۔ وہ دوسرے سابقہ معجزہ سے بڑھکر ہی ہوتا تھا۔ اور ہم
نے اونکو عذاب بھی کیا۔ کہ شاید یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آئین۔ لیکن وہ
باز نہ آئے

Marfat.com

ممکن ہے کہ ایک تاویل بہ نسبت اس ایت [illegible]

بآیتنا سے مراد آیات ہدایت اور کلام ربانی ہے نہ کہ خارق عادت [illegible]

کی کوئی حجت نہ ہوگی تعجب کرو معاند بعض جو آیۃ الانعام کی تفسیر میں [illegible]

آیات سے لائے گا جن میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کرنے [illegible]

بعد آگاہ کیا تھا۔ کہ ہم اس سے بڑھ کر اور خارق باتیں تیرے ہاتھ پر دکھائینگے [illegible]

بھی دیگر باعظمت خوارق کی خدا تعالیٰ نے انہیں لفظوں میں خبر دی ہے اس کے علاوہ [illegible]

سند اور لو اور سورہ عنکبوت کا جو تمھارے روبرو دکھیو۔ وقالوا لولا انزل علیہ آیٰت من

ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین ؁ اولم یکفہم انا انزلنا

علیک الکتاب یتلی علیہم ان فی ذلک لرحمۃ و ذکری لقوم یومنون ؁ ترجمہ

لوگ کہتے ہیں کہ اس پر (پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کی طرف سے معجزات کیوں نہیں اترتے۔ اے

محمد لوگوں سے کہدو کہ معجزے تو خدا کے اختیار میں ہیں چاہے دکھائے چاہے نہ دکھائے میں

تو ڈرانے والا ہوں۔ اسے محمد کیا ان لوگوں کے لیئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر قرآن اتارا جو

اون کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے (یعنی باوجود امی ہونے کے تم قرآن انہیں پڑھ کر سناتے ہو) ایماندار

قوم کے لیئے تو اوس میں رحمت و نصیحت دونوں ہیں۔

لولا انزل علیہ آیت من ربہ اور انما الایات عند اللہ میں جو لفظ آیات ہے

دیکھو کہ اوس کے معنی سابق مذکور شدہ متعدد معانی میں سے ایک بھی سوائے خارق عادت کے

درست نہیں ہو سکتے۔ احتمال اگر ہوتا ہے تو صرف کلام یا ہدایت کا۔ لیکن اولم یکفہم انا انزلنا

کو بالکل باطل کر دیتا ہے کیونکہ اگر منکرین کو ہدایت و کلام میں شک ہوتا یا اون کے

ہوتے اور کہتے کہ نہ جانے محمد کے پاس خدا کا کلام آتا بھی ہے یا نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کا یہ

کہ کیا قرآن اون کے لیئے کافی نہیں ہے۔ قرآن تو نازل ہو ہی رہا تھا لیکن یہ [illegible]

لیئے کافی ہے تھا خود کسی اور ہی چیز کے خواستگار او منتظر تھے جو زیادہ خارق عادت [illegible]

نوع انسانی عقل دیتے اوس درجہ کو پہونچ چکی تھی کہ خلیفہ بجا ایمانی [illegible]

رہی حاجت دکھانے و نادر یا بہت ہی [illegible]

خارق ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کہدیا اولم [illegible]

نکل گیا۔ قرآن جو تمھارے سامنے [illegible]

Marfat.com

[illegible] خارق [illegible] ہوا [illegible]

[illegible] نہین۔ تو معجزہ ہی قرآن کے ساتھ ہے۔ ایک اُمی شکو

[illegible] کسی سے استفادہ کیا ہے۔ اور قرآن مین نصیحت

[illegible] ہین۔ کیا ایک اُمی سے ایسا ہونا خارق نہین؟ پس اسی پر اکتفا کرو۔ اور آ

[illegible] آیات یعنی معجزات جن کے تم طالب ہو میرے اختیاری امر نہین۔ خدا کے اختیار مین

[illegible] تمہین ایمان لانا ہے تو قرآن مین غور و فکر کرو۔ اور ایمان لے آو۔ ورنہ تم جانو۔ غرضکہ

[illegible] ثابت کر رہا ہے کہ مذکورہ بالا آیت مین دونون جگہ لفظ آیت کسی امر عجیب یعنی خارق

عادت کے معنے مین آیا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک ثبوت اور لو کہ آیت کے ساتھ لفظ عجب مذکور

ہے جس سے بصراحت ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک مین لفظ آیت امور عجیبہ (یعنی واقعات غیر

عادی یا اعجاز) کیلئے بھی آتا ہے۔ سورہ کہف کا پہلا رکوع دیکھو جہان خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ام حسبت ان اصحٰب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا ترجمہ اے پیغمبر کیا تم

خیال کرتے ہو کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری قدرت کی نشانیون مین ایک عجیب نشانی تھے۔

شائد کوئی شیفتہ تاویل طرز بیان آیت کو دیکھ کر استفہام انکاری کا خیال کر بیٹھے۔ اس لئے

بجائے اس کے کہ ہم خود اس کی تردید مین طول کلام کے مرتکب ہون۔ اوسے خود یہ تمام قصہ

پڑھ لینا چاہیئے۔ یہ شبہ آپ رفع ہو جائے گا۔ یہان تک ہم نے بقدر کفایت اسناد قرآنی سے

یہ امر ثابت کیا ہے۔ کہ قرآن پاک مین خارق و اعجاز کا بیان ہے از روئے واقعہ بھی۔ اور از روئے

لفظ بھی۔ اب صرف یہ ثابت کرنا باقی ہے۔ کہ آیا معجزہ ممکن بھی ہے۔ یا نہین۔ اور یہی اس بحث

کا آخری مرحلہ ہے۔

معجزہ کیا ہے؟ ایسا مہتم بالشان حیرت و استعجاب مین ڈالنے والا باعظمت حادثہ جو کسی

[illegible] کی تحدی (دعوت رسالت) کے بموجب بقدرت کاملہ الٰہی واقع ہو جس کو برا

[illegible] دیکھ کر دیکھنے والون کو یقین آجائے کہ بیشک یہ واقعہ مدعی رسالت کی خبر کے موافق من و

[illegible] واقع ہوا۔ مگر نہ کسی صناعی اور جعلی تدبیر سے۔ بلکہ محض قدرت خدا سے۔ کیونکہ ایسا کر دکھانا

[illegible] علم و صنعت کی طاقت سے باہر ہے۔

قدرت خدا کا وہ کونسا ادنیٰ سے ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جو اہمیت نہ رکھتا ہو۔ حیرت و استعجاب مین ڈالنے

[illegible] بالا تر نہ ہو۔ اور آدمی اوس کے مقابلہ مین

Marfat.com

اپنے عجز و قصور کا معترف نہ ہو۔ جا بجا ... [illegible]
کی رنگا رنگی و بوقلمونی سے لاتعد و لاتحصی عجائبات کو یہ ظہور ... [illegible]
مین قدم رکہتے ہی طرح طرح سے اون سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور ... [illegible]
دلکش و دلفریب نیرنگ مین علم و حیرت کا سبق پڑہتا رہتا ہے۔ کیا عمر بھر مین وہ کسی ایک
ادنیٰ سے ادنیٰ مظہر قدرت کی بابت یہ کہہ سکتا ہے۔ یا کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ قدرت کی کوئی بڑی
نہین۔ مین بہی ایسا کر سکتا ہون نہین کہتا۔ اور ہرگز نہین کہہ سکتا۔ اسلیئے دنیا مین تمام مظاہر
قدرت ادنے ہون۔ یا اعلےٰ۔ سب کے سب انسان کے لیے معجزہ ہین۔ اور سب سے بڑا معجزہ اوس
کے لیئے خود اوس کی ذات ہے مگر اس راز کو سمجھنے والے کم ہین۔ شاذ و نادر ہین۔ بلکہ الا ماشاء اللہ
کیسے تعجب کی بات ہے کہ باوجودیکہ انسان اعلےٰ ترین آیۂ قدرت و مظہر چند در چند اعجاز ہے۔ مگر اپنے
ہی نفس اور اپنے ہی شیون اعجاز پر کائنات بھر کی چیزون سے کم التفات کرتا ہے۔ اور ون کو جاننے
کی کوشش کرتا ہے۔ اور انکو سمجھتا ہے۔ لیکن نہین جاننا چاہتا تو اپنے آپ کو۔ اور نہین سمجھتا تو
اپنی ذات کو جس قدر کہ پیدا و تحقیق وہ اور چیزون کی کرتا ہے۔ اگر اتنی ہی توجہ اپنی ذات اور اپنی
نوعی استعداد کی تحقیق پر عمومیت کے ساتھ صرف کرتا۔ تو نہ کسی کو نبوت سے انکار ہوتا۔ نہ خصائص
نبوت مین شک و ریب۔

اگرچہ عموماً آدمی اپنے آپ کو نہین پہچانتا۔ اور اپنے مرتبہ کو نہین جانتا لیکن پھر بہی
سمجھنے کی استعداد اوس مین موجود ہے۔ اور نقص سے کمال پر پہونچنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس
نبوت و خصائص نبوت کے سمجھنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور چونکہ اکثر افراد انسانی اپنی ذات
صفات سے بیخبر ہوئے پر بہی حوادث کائنات سے دلچسپی رکھتے ہین۔ اور اون کے اسباب
علل کو فی الجملہ سمجھتے ہین۔ انہین حوادث کے ذریعہ سے نبوت کو بہی سمجھنا چاہتے ہین۔ اس لیئے
فطرت انسانی کا جاننے والا انسان کامل (پیغمبر) بہی اون کو اسی راستہ سے مطلب تک پہونچاتا ہے
اور آیات غریبہ و عجائبات حوادث ہی سے اپنے دعوے پر حجت لاتا ہے۔

انبیاء و رسل کا ایک دعوے ہوتا ہے کہ ہمارے پاس وحی آتی ہے۔ اور یہی ان کی ...
کا مبنیٰ اور اصل اصول ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ملہم من الغیب غیب کی خبرین دے گا۔ چاہیے اور
کہ وہ عالم غیب سے نازل شدہ پر از حکمت احکام خداوندی لوگون کو پہونچاتا ہے۔ اور ...
اس لیئے کہ جو امور و احکام حکمیہ اعلےٰ فطرت انسانی مین بالقوی ... [illegible]

Marfat.com

... نہین ہو سکتے۔ اور وہ اون کیلیے غیب کا حکم رکھتے ہین۔
... ان مکاشفات غیب کو بھی قوم کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملہم من الغیب
... بتاتا ہے کہ لوگ اس امر کی تصدیق کر لین۔ کہ واقعی اوس کے پاس غیب کی خبرین
... الہام بالغیب کی صداقت منوانے کے لیے اخبار مین اتحاد نوعیت دکہانا ضرور ہے اسلیے
... لوگون کو آیات نفیسہ کے فہم کے قابل نہین سمجھتے۔ اون کے سمجھانے کے لیے ظواہر آیات
کونیہ کو چھوڑ کر عجائبات کونیہ غائبہ کی خبر دیتے ہین۔ اسلیے کہ مخاطب آیات نفیسہ کلام وہدایہ
کو تو سمجھنے کے قابل ہوتے نہین۔ اور تقلید وغفلت کے پردے اون کے دیدہ بصیرت پر پڑے
ہوتے ہین۔ اور استدلال بالحوادث الحاضرہ معمولی ومتکرر الفعل ہونے کی وجہ سے نہ وقوع اور
... ہو سکتا ہے۔ اور نہ تبائن نوعیت اخبار حضور وغیب الہام من الغیب کے دعوے کے مانع
پر مجبور کر سکتا ہے۔ یون عوام کی ناقص فطرت انسان کامل کو جو مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ آیات
کونیہ کے خبر دینے پر آمادہ کرتی ہے۔ جو آیندہ واقع ہونے والے ہین۔ اور یہ ہم پہلے ہی بیان کر
چکے ہین کہ نفوس کاملہ انسانی ادراک غیب کی قدرت رکھتے ہین۔ اسلیے انبیاء علیہم السلام کا ایسے
واقعات وحوادث کی خبر دینا اور خبر پانا بالکل مقتضائے فطرت وعقل ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ ایک
انسان کامل اپنی استعداد بلند اور مزید اختصاص بارگاہ صمدی سے ایسی باتین قبل از وقوع
دریافت کر سکے جو دیگر افراد کو نقص استعداد کی وجہ سے نہ معلوم ہو سکی ہون۔
پھر انبیاء علیہم السلام کا یہ دریافت وادراک غیب دو قسم کا ہوتا ہے۔ یا تو وہ متعلق ہوتا
ہے ایسے مؤثر اور اہتزاز یا اضمحلال پیدا کرنے والے عادی متکرر الفعل سانحات سے جو گاہ بگاہ
... آچکے ہین۔ خود خواہان معجزہ لوگون کو نہین تو اون کے اسلاف کو سہی۔ لیکن اون کے آنیکا
... مقرر نہین ہے۔ اور نہ بغیر تائید صمدی ومدد غیبی کوئی اون کے وقت کی تعیین کر سکتا ہے
... علیہم السلام تحدی کے ساتھ اون کے وقوع وظہور کے وقت سے پہلے اطلاع دیدیتے ہین
... لڑائی بہبود وفنائے قوم۔ وبا وکثرت اموات جیسے خبری اور وعیدی معجزات جو بعض
... علیہم السلام سے ظہور مین آئے۔ وہ اسی قسم مین داخل ہین۔
... دوسری قسم کا ادراک واخبار متعلق ہوتا ہے۔ ایسے سوانح وواقعات سے جو غیر عادی ہم ... تے
... الوین ... اعجازیہ لوگون نے ویسے حوادث وسوانح پہلے نہین دیکھے
... کہ ایسا ہو سکیگا۔ کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ سے جو قانون

Marfat.com

حوادث کا وہ استنباط کر چکے ہین۔ اور جس کو [illegible]
ہے۔ جیسے غلبہ الصبار وغیرہ اس قسم کے غیر عادی حوادث جو بتحدی انبیاء [illegible]
عادت کہلاتے ہین۔ اور چونکہ انسان کے مسلم اور معتاد قواعد وضوابط کے خلاف ہین [illegible]
مادہ لوحان فطرت کی طبائع ناقصہ پران کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی ضد اور ہیراپھیری
چھوڑ کر قدرت کا محض ایک عظیم الشان نشان دیکھ کر اوسی راستہ پر آجاتے ہین جس پر کہ [illegible]
فہم ناسمن ز درک فضائل سے پہونچتے ہین۔

ہماری مراد حوادث عادیہ وغیر عادیہ سے یہ ہے کہ جس واقعہ کو انسان دیکھتے دیکھتے اوس کا
خوگر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حقیقت بقدر طاقت بشری یا بقدر استطاعت خود اچھی طرح جاننے
لگتا ہے۔ تو وہ واقعہ اوس کے لیئے عادی ہے۔ اور جو واقعہ کہ اوس نے مدت العمر نہین دیکھا
کبھی اوس کو پیش نہین آیا۔ یا اگر کبھی پیش آیا بھی۔ تو وہ اوس کی طرف متوجہ نہ ہو سکا جس کہ
اوسے یہ بھی خیال نہ رہا کیا ہوا تہا۔ ایسے واقعہ کو غیر عادی کہتے ہین۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ جو حالت
افراد کو لاحق ہوتی ہے۔ وہی اوس کے مجموعہ کو بھی لاحق ہوتی ہے۔ اس لیئے جیسے افراد قوم کے
لیئے کچھ حوادث عادی ہوتے ہین۔ اور کچھ غیر عادی۔ اسیطرح قوم کے لیئے بھی خاص زمانہ تک حوادث
کا عادی وغیر عادی ہونا ضروری ہے۔ اب اعجاز و خارق عادت وہ واقعہ ہے جو کسی قوم یا کسی خاص
زمانہ مین ظہور پذیر ہوا۔ اور اوس نے اوس زمانہ یا اوس قوم کی عادت کے قانون کلیہ کو توڑا۔
اور اوس ناموس کو جو انہون نے اوس وقت تک اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے تحقیق کیا تہا ناکافی
اور ناقص ثابت کر دیا ہو۔ یعنی اس قسم کے اعجاز خارق ہین عادت انسانی کے لیئے اور ہونے
بھی چاہئین عادت انسانی ہی کے توڑنے والے۔ کیونکہ وہ بطور تحت پیش بھی ہوتے ہین انسان
اور انسانی علوم و معارف ہی کے مقابلہ مین۔ اسلیئے کہ وہی بات جو اون کے علم و عادت کے خلاف
ہوگی۔ اون کے دل مین نبوت کی عظمت اور تائید انبیاء کا خیال پیدا کر کے تصدیق دعوے انبیاء
پر آمادہ کر سکے گی۔ نہ وہ کہ غیر از انسان کی عادت کے خلاف اور انسانی عادت کے موافق ہو۔ اس
سے لازم آیا کہ اعجاز و خوارق سنت الہیہ کے خلاف نہ ہون۔ مگر آدمی چونکہ اپنی عادت [illegible]
کی سنت جاریہ مین فرق نہین کرتے۔ بلکہ جس طرح سلو ظاہر پر وہ حوادث کو نیچر کو [illegible] دیکھتے اوس
سے ایک خاص قانون حسب ظاہر استنباط کرتے ہین۔ اسی کو عادت الہی [illegible]
و معارف انسانی مطابق عن الحق ہین۔ عام اس سے کہ اوس [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] بذریعہ الہام کے دعویٰ انبیا نے اوس کا پہونچے ہون) وہ بیشک سنت خدا اور عادت اللہ ہین اور وہی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے مصداق ہین۔ اون کے مقابلہ مین نہ کوئی واقعہ خارق ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اِس لیئے خوارق کو خارق اسباب قدرت و ناقض عادت خدا قرار دینا سخت غلطی ہے۔ خوارق ناقض ہین محض عادت انسانی کے اور عادت انسانی اور عادت اللہ یا سنت اللہ دونون ایک نہین۔

اگرچہ آدمی کو دعوی ہے کہ اوس نے کائنات کا علم بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ اور جو حاصل کیا ہے وہ یقینی اور مطابق عن الحق ہے۔ اور یہ دعوے بہی آج کا نہین۔ بلکہ مدت مدید اور عہد قدیم سے ہوتا چلا آتا ہے۔ لیکن جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ اور علوم فی الجملہ تحقق یا قریب بہ تحقیق ہوتے گئے۔ ان دعاوی کی بہی تکذیب ہوتی گئی۔ اور روز بروز ہوتی جاتی ہے۔ اور جب تک کہ علوم کا استنباط ناقص اور غلط رہیگا۔ ہوتی جائے گی۔

علوم کی تاریخ جاننے والے اِس بات کو اچھی طرح جانتے ہین۔ اور غور کرے تو معمولی علم و عقل کا آدمی بہی بے تکلف مان سکتا ہے کہ علم اِنسانی کتنا ہی وسیع اور کتنا ہی مکمل کیون نہ ہو خطا اور غلطی سے خالی نہین۔ پھر از روئے انصاف آدمی اپنے عادیات ظاہر [illegible] سنت اللہ حقہ کو کیونکر متحد کہہ سکتا ہے۔ اور جب عادت اِنسان اور سنت اللہ دونون متحد نہین۔ تو پھر از روئے عقل کونسی حیرت واستعجاب کی بات ہے۔ کہ چند بلکہ صدہا واقعات اِنسانی عادت کے خلاف اور سنت اللہ کے موافق اور اصلی قانون قدرت کے مطابق واقع ہون۔ اور آدمی اون کے اسباب اور علل کو نہ سمجھ سکے۔ صدہا امور و حوادث ہین۔ کہ باوجود مشاہدہ اور غور کے اون کی ماہیت اور اسباب حدوث معلوم نہین ہو سکے۔ اسیطرح جن کو آدمی اپنے نزدیک محقق اور مطابق عن الواقع سمجھتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ محقق اور مطابق عن الحق نہ ہون۔ یا ایک حدوث کے چند اسباب متحقق و مطابق عن الحق اور معلوم ہون۔ اور اوسی کے چند دیگر واقعی اور موثر اسباب معلوم نہ ہون۔ کیونکہ اکثر ایک ایک حادثے کے چند در چند اسباب ہوتے ہین۔ اور ہو سکتے ہین۔ مینہ ابر کے بغیر نہین برستا۔ متواتر مشاہدے کے بعد اِس سے یہ نتیجہ نکالا گیا۔ کہ ابر علت باران ہے۔ اور واقعی ہے بہی۔ لیکن یہی سبب کافی سبب واحد نہین۔ کیونکہ اگر سبب کافی ہوتا۔ تو ابر کے ساتھ ہمیشہ بارش ہوا کرتی۔ اور کبہی ابر خالی نہ [illegible] اِس لیئے کہ سبب کافی کے ساتھ مسبب کا وجود ضروری و غیر متخلف ہے۔ [illegible] و مرد کی مباشرت [illegible] حمل کا سبب ہے۔ تجربہ و مشاہدہ اِس کی دلیل [illegible] ہے۔ لیکن صرف

مباشرت اور نطفہ رحم مادر میں [illegible]
سے ثابت ہے۔ وجہ کیا ہے؟ یہی کہ حوادث کے جو اسباب [illegible]
کہ وہ پورے اور کافی بھی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض واقعات یا خاص [illegible]
سبب ہے۔ اوس تک ہمارے علم و معرفت کی رسائی نہ ہو اگرچہ ممکن ہے کہ آیندہ [illegible]
یہ امر کچھ بعید از قیاس اور دور از عقل بھی نہیں ہے۔ کہ ایک دن ایسا آجائے کہ انسان [illegible]
نہیں تو خصوصاً اوس علم و ادراک کے اعلےٰ ترین درجہ پر پہونچ جائے۔ کہ جو [illegible]
کہ اون کے حدوث کے اسباب و علل تک ابھی اوسکی رسائی نہیں ہوئی ہے۔ اور ابھی تک وہ [illegible]
نزدیک خارق عادت ہیں۔ ان کے اسباب سے واقف و آگاہ ہو جائے۔ اور پھر وہ غیر عادی
واقعات اوس کے نزدیک عادی بن جائیں۔ کیونکہ جیسے مشاہدہ اور تجربہ و تاریخ بتا رہے ہیں
کہ عقل انسانی ترقی پر ہے۔ اور روز بروز اوس کی رسائی و دسترس بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ
جو باتیں پہلے مطلق معلوم نہ تھیں۔ وہ معلوم ہوتی جاتی ہیں۔ اور جن کے اسباب معلوم نہ تھے رفتہ
رفتہ اون سے بھی وہ آشنا ہوتا جاتا ہے۔ ایسے ہی مذہب اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے کہ ہم [illegible]
محسوسات و ظواہر عیانیہ سے اپنی توجہ و ہمت کو اعلےٰ تر موجودات کی طرف بلند کریں [illegible]
بہائم کے درجہ سے بالاتر ہو کر اپنی استعداد غیر محدود سے جو خدائے تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی [illegible]
کچھ کام لیں۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ عالم ارواح جس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے عالم
اجسام سے متصل ہے۔ اور ہماری روحیں اوسی عالم کلی کی جزئیات ہیں۔ ایسی عقلی ترقی [illegible]
ہم کو اون واقعات کی علتیں معلوم ہو جائیں گی۔ جن کو خوارق کہتے ہیں۔ یعنی خوارق عادات
خوارق سنن الٰہیہ۔ کیونکہ جب کسی واقعہ کی سنت حسیہ جلیہ ظاہر نہیں ہوئی۔ تو وہ ضرور کسی
معنویہ خفیہ پر منحصر و موقوف ہوگا۔ چنانچہ مادیین کو دیکھ لو کہ باوجود کد و کوشش [illegible]
بہت سے آثار طبیعیہ کے اسباب معلوم نہیں ہوتے۔ تو وہ ان آثار کونیہ کو ایتھر سے منسوب کر دیتے [illegible]
اسیطرح روحانیین بھی معجزات کو خدائے تعالیٰ کی سنت خفیہ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور جن [illegible]
ظہور و اعلان سے بدلتا جاتا ہے۔ اس لیے امید ہے ان معجزات کے اسباب و علل بھی [illegible]
ہو جائیں۔ فرض کرو کہ واقعی ایک دن ایسا آگیا کہ معجزات کی روحانی علتیں [illegible]
معلوم ہو گئے۔ تو اس سے شان نبوت میں کچھ قدح لازم آتی [illegible]
ثابت اور محقق ہو گیا۔ تو حقیقت نبوت [illegible] تحقیق [illegible]

[illegible] و حال [illegible] احتمال ہے۔ او [illegible] عالم کے کامل الذات جزئیات دملائک [illegible] بالجزئیہ اسباب خفیہ حوادث ہین۔ اور جیسے وہ اور نیرنگیون کا باعث [illegible] جیسے [illegible] احیائے موتی اور قلب عصا وغیرہ جیسے حوادث کا باعث ہوئین۔ اور اگر [illegible] خوارق محقق و معلوم نہ ہو سکین (اگرچہ احتمال نہایت ضعیف ہے) تو بھی اس سے لازم نہین [illegible] وہ سنت اللہ کے خلاف واقع ہوئے۔ اس لیئے کہ جو بات ہماری دانست کے خلاف ہے۔ اور [illegible] کی لم کو نہین سمجھتے۔ ضرور نہین کہ وہ دوسرون کی دانست کے بھی خلاف ہو۔ اور در حقیقت [illegible] کی کوئی لم نہ ہو جب اعمال و افعال بشری کا یہ حال ہے۔ تو پھر عجائبات قدرت اللہ کا سمجھ [illegible] کوئی آسان بات نہین ہے۔ اور نہ سمجھنے پر اون کو خلاف اصول قانون نہین کہہ سکتے۔

[illegible] بہت سی باتین آدمی اپنی نادانی سے محال ناممکن الوقوع سمجھ لیتا ہے۔ لیکن درحقیقت [illegible] نہین ہوتین۔ کیا آج سے دو سو سال پہلے دنیا کے کسی حصہ مین بھی کسی فرد بشر کو یہ ممکن معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہزارون کوس بیٹھا ہوا ایک آدمی دوسرے سے ایک جست کے تار کے ذریعہ آپس مین بات چیت کر سکے گا۔ کیا آج سے پچاس سال قبل بھی کسی کو یہ خیال تھا کہ نہ کوئی تار ہوگا [illegible] نہ تاگا۔ [illegible] ہر ایک جگہ سے اوٹھے گی۔ اور لاکھون ہزارون میل طے کرتی ہوئی صرف اوسی جگہ پہونچے گی۔ جہان آدمی چاہے گا۔ اور بجلی کے ذریعہ نامہ و پیام ہوا کرے گا۔ کیا یہ ممکن تھا [illegible] کہ آیندہ ایک ایسا آرگن کا صندوقچہ خود ضعیف البنیان انسان اپنے ہاتھون تیار کریگا۔ جس مین آدم حیوان کی آواز جیسی آنا در چیز بھی قید کر لی جائے گی۔ اور جمادی لوحون مین [illegible] جائے گی۔ اور پھر وہ بے زبان خشت نما جمادی لوحین جب چاہو من وعن آدمی کی طرح [illegible] گی۔ اور ایک دفعہ نہین کئی کئی دفعہ اون سے وہی آواز برآمد ہوگی۔ حالانکہ اگر خود متکلم [illegible] وہ اپنے پہلے آواز کی نقل اُتارنا چاہے تو نہ اُتار سکے۔

[illegible] اور خدا جانے ایسی ہی کتنی اور باتین وجود مین آنے سے پہلے عقل انسانی کے نزدیک [illegible] تہین۔ نسیجہ بعض کامل افراد بشریہ کو ان باتون کا پہلے پہل خیال ہوا۔ دعوے کیا تو جھٹلائے [illegible] اور [illegible] بنائے گئے۔ نہ بے حجت بلکہ سینکڑون حجتین اور دلیلین بھی پیش کی گئین [illegible] کے مقابلہ مین بے حقیقت بات کو اور حق کے سامنے باطل کو فروغ نہ ہوا۔ اور جو باتین [illegible] وہ ممکن ثابت ہو کر رہین۔ اور دنیا نے دیکھ لین۔ اب نہ کوئی او نہین [illegible] الوصول۔ گو اب بھی کروڑون مین سے چند ہی ایسے

ایسے ہورہے گئے جو اون کی حقیقت کو جانتے اور اسباب جو ہونے [illegible] ہین
جب انسانی صنعت وصناعی سے وہ باتین ہوگئین۔ جو محال سمجھی جاتی ہین۔ تو کیا یہ نہین
ہوسکتا کہ جن حوادث کو نادانی سے آدمی محال کہتاہے۔ اور وہ درحقیقت محال نہ ہون۔ خدا اون
کو کرسکے۔ انسان تو ایک بےزبان جماد کو گویا کرے۔ اور خدا جمادات کے گویا کرنے اندازون سے اپنے
رسولون کی رسالت کی تصدیق کرانے سے قاصر ہو۔ خدا کی قدرت کو اس قدر محدود اور تنگ سمجھنا
درحقیقت نہ صرف خدا کو خدائی سے معزول کرنا۔ بلکہ اوس کے وجود سے انکار کرنا اور اپنی فطرت
سلیم کو جھٹلانا ہے۔ ہان قدرت کا کوئی کام بغیر حکمت اور سبب کے نہین ہوتا۔ اس لیئے جو لوگ اسباب
کو درمیان سے اوٹھاکر محض قدرت کو مدار نیرنگی عالم قرار دیتے ہین۔ وہ غلطی کرتے ہین۔ اور خدا کی
خدائی کو بے آئین بناکر اوسے بدنظم کہتے ہین۔ حالانکہ قدرت مع انتظام کو فوقیت ہے محض قدرت پر
ہان اوس قانون کا جسے سنت اللہ یا عادت اللہ کہتے ہین۔ سمجھ مین نہ آنا۔ اور اس تک فکر کی رسائی
نہ ہونا ممکن ہے۔ ایسی نارسائی کا نتیجہ ہے کہ ایک فرقہ محض قدرت۔ قدرت پکارنے لگا۔ اور دوسرا
اپنی عادیات کے سوا اور عجائبات کا منکر ہوگیا۔ لیکن کیا یہ انکار موجہ ہوسکتا ہے ؟ نہین اور
ہرگز نہین۔ کیونکہ اس انکار کی بنا رہے جہالت پر نہ کہ علم ومعرفت پر۔ اور جو انکار کہ جہل ونادانی
سے پیدا ہوا ہو۔ وہ ہرگز مقبول عقلا نہین ہوسکتا۔
مظاہر قدرت پر نظر ڈالو طبیعت خود بخود مائل ہوگی۔ کہ جو امور محض خارق اور غیر عادی ہونے
کی وجہ سے ناممکن الوجود اور محال معلوم ہوتے ہین۔ وہ سب ممکن ہین اور یہ یقین آجائے گا کہ
ہستی باہمہ نیرنگ کو نیستی سے ہست کرنے کے مقابلہ مین مردہ کا زندہ کردینا۔ عصا کا اژدہا بنا
دینا کچھ بھی وقعت نہین رکھتا۔ ہزارون لاکھون چیزین قدرت نے ایسی باعظمت وحکمت بنائی ہین
کہ باوجود پیش نظر رہنے کے عقل انسانی دنگ ہے۔ تگ ودو کرتی ہے۔ اور حقیقت کو نہین
عالم کو ایک نظر کرو۔ اوس کی عظمت وعجائبات اور ترتیب نظام کو دیکھو۔ بڑے بڑے کی باتین
چھوڑکر جہان تک عقل انسانی کی رسائی ہوئی ہے جس سے ہیئت کی کتابین مدون ہوئی
اوسی پر غور کرو تصرفات قدرت کا ایک ادنے نمونہ دیکھوگے۔ کہ کیا ہے۔ اور کیسا با
حوادث فضائی مجوی بھی کچھ کم تماشائی قدرت نہین ہین۔ ہوا۔ آندھی۔ کڑک۔ گرج
مینہ۔ کیا کوئی ایسی ویسی اور معمولی باتین ہین ؟ یہی وہ چیزین ہین [illegible]
قدرت اپنے گھیر دار دامن مین لیئے ہر سبب کو دریا [illegible]

Marfat.com

...والے زلزلے کے آتشین مواد اور ان کے عجیب وغریب آثار کیا اس مین نہین ہین یا اون کا وقتاً فوقتاً ظہور نہین ہوتا رہتا۔

نباتات پر نظر کرو۔ اون کے گوناگون رنگ دیکھو طرح طرح کے مزے قسم قسم کے خواص نوع بنوع کے منافع اون مین موجود ہین۔ اور کتاب عظمت و قدرت کا ایک صفحہ ہین۔ پڑہنے والا چاہیئے۔ گل بوٹے سے لیکر تنا ور درخت تک ہر ایک قدرت کاملۂ آلہی کا ایک نمونہ ہے۔ ان کے پھولون اور پھلون۔ رنگون اور خوشبوؤن۔ مزون۔ صورتون۔ خاصون۔ فائدون کا حصر انسان کیا کرے گا۔ انکی پیدایش و نمو کے متعلق قطرۂ از دریا علم نبات پڑھو۔ تو معلوم ہو کہ قانون قدرت کیسے عجیب وغریب ہین۔

حیوان کی نیرنگیان بھی عقل کی حیرانی کے لیئے کچھ کم نہین ہین۔ کوئی اتنا چھوٹا ہے کہ خوردبین سے بھی بمشکل نظر آتا ہے۔ اور کوئی اتنا بڑا۔ العظمۃ للہ۔ کوئی کمزوری کا پامال ہے۔ اور کسی کے زور کا ٹھکانا ہی نہین۔ کوئی تیز فہم اور ذکی الحس ہے۔ اور کوئی بلید و ناقص الحس۔

خیر یہ تو سب دور کی باتین ہین۔ ان کی تو کوئی کیا تحقیق کرے گا۔ آدمی خود اپنی ذات کو دیکھے۔ یہی حیرت و استعجاب اور عظمت قدرت کے قائل ہونے کے لیئے کافی ہے۔ سمع و بصر و ذوق و شم و لمس حواس خمسہ ظاہری کیا عجیب وغریب نہین؟ پھر ان مین سے آنکھ کو دیکھو اور اس کے طبقات کی ترتیب اور اوس کے اوصاف و اشکال۔ قوام و نظام کی کیفیت جو قانون قدرت نے جدا جدا کام کرنے کے لیئے اون کو عطا کی ہے۔ معلوم کرو۔ حیران رہجاؤ گے۔ بخدائے لایزال یہ تمام عجائبات قدرت رسوخ ایمان اور تسلیم قدرت کا باعث ہین۔ اور اکثر اوقات منکرون کے منہ سے بھی کلمۂ قدرت پڑھوا لیتے ہین۔

پس جس خدائے بزرگ و قادر نے موجودات کو باین حسن و خوبی موجود کیا۔ کیا وہ عقلاً ایسے حیرت مین ڈالنے والے حوادث نہین دکھا سکتا۔ بیشک دکھاتا ہے۔ اور دکھائے ہین۔ معجزات ایسے ہی عجائبات قدرت تھے جنہون نے دیکھے۔ نیرنگئ قدرت کو مان گئے۔ اور مشاہدہ مین کی وجہ سے انکار کی تاب نہ لا سکے۔ اور جنہون نے نہین دیکھے۔ اور عادیات کے جال مین گرفتار اور عام مظاہر قدرت اور عجائبات خوارق کا از روئے عجیبیت مقابلہ کر کے نہ دیکھا۔ انہون نے انکار کیا۔ اور عجب عجب کے ساتھ پکارنے لگے۔ کہ یہ تو کبھی ہوا ہی نہین۔ عقل اس کو تسلیم ہی نہین کر سکتی ہے۔ لیکن خوارق اسیطرح واقع ہوئے جیسے اور امور جن کو ایک

Marfat.com

مدت تک انسان نامکمل اور محال جتا تھا۔

مختصر یہ کہ خوارق و اعجاز کے اسباب گو ابھی تک انسان کا [illegible]

باسباب ہو کر واقع ہوئے۔ اس لیئے خدا کی عادت و سنت کے مطابق تھے۔ اور چونکہ [illegible]

غیر معمولی اثر دکھانے کے لیے واقع ہوئے۔ اس لیئے اون کی عادت کے خلاف تھے مگر [illegible]

صرف اس صورت مین ہو سکتے تھے کہ خدائی قانون اور سنت الہیہ حقہ کے خلاف ہو [illegible] اور یہ کوئی

ثابت نہین کر سکا۔ کہ وہ واقعی خدائی سنت کے خلاف تھے۔ لوگ چونکہ اپنی عادت کو خدائی سنت سمجھتے

ہین۔ اس لیئے مخالفت مین پڑے اور پڑتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ جن حوادث کو خوارق کہا جاتا ہے

وہ خدا کی عادت کے خلاف تھے۔ اس لیئے کہ اگرچہ علم انسانی ناقص ہے لیکن تاہم آدمی نے جو حقائق

و معارف کائنات سے بعد تجربہ و مشاہدہ تحقیق و دریافت کیئے ہین وہ برحق اور واقعی اور خدائی قانون

ہین۔ اس کے علاوہ خدائے تعالیٰ نے خود قرآن مجید مین اپنی بعض سنتین اور قانون قدرت

بتائے ہین۔ اون سے بھی جب خوارق کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ تو خلاف عادت معلوم ہوتے ہین۔

پہلے امر کی نسبت تو ہمارا خیال نہین۔ بلکہ یقین ہے کہ جیسے ہر زمانہ کے مدعی اپنی تعلیم کو کامل

سمجھتے آئے ہین۔ ویسے ہی آج کی حالت ہے جو قوانین اور سنن کو یہ انسان نے معلوم کیا ہے

ممکن ہے کہ ان مین سے بہت سے غلط یا ناقص ہون۔ اور جن آیات [illegible] سے یہ استدلال کیا گیا

ہے۔ کہ ان مین خدائے تعالیٰ نے اپنی سنت جاریہ بیان فرمائی ہے۔ ہمارے نزدیک اون سے [illegible]

وہ قانون کلی جو استنباط کیا گیا ہے۔ نہین نکلتا۔ چنانچہ سرسید مرحوم آگ و پانی کے لیئے احراق

غرق کو خاصہ ثابت کرتے ہوئے اپنی تفسیر مین لکھتے ہین:۔

دایک جگہ ابراہیم کے قصہ مین فرمایا ہے۔ فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ

او احرقوہ فانجاہ اللہ من النار۔ اور پھر ایک جگہ سورہ بقر مین فرمایا ہے او کصیب

فیہ نارٌ فاحترقت۔ ان دونون آیتون سے خدا نے ہمکو قانون فطرت بتایا ہے کہ آگ جلانے

والی ہے۔ پس جب تک کہ یہ قانون فطرت قائم ہے۔ اس کے خلاف ہونا ناممکن ہے [illegible]

کے قصہ مین آیا ہے واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم و اغرقنا آل فرعون [illegible]

پھر ایک جگہ آیا ہے فاغرقناھم فی الیم بانھم کذبوا بآیاتنا و کانوا [illegible]

ان آیتون سے خدا نے اپنی [illegible] عادت بتائی ہے کہ [illegible]

یہ قانون فطرت قائم ہے اس کے خلاف [illegible]

Marfat.com

[illegible] کیا ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ خدا نے ان آیات مین اپنی عادت [illegible] ان حرق وغرق آتش وآب کے خواص ضرور ہین۔ لیکن یہ خاصے صرف قابل حرق وغرق پر مؤثر ہوتے ہین۔ اور جب تک کہ یہ آیت مین نہ بتایا جائے۔ اوس وقت تک عادت الٰہی کا اظہار وبیان بھی ناقص ہے۔ خدا تعالٰی کو اگر خاصہ ہی بتانا ہوتا۔ تو وہ نقص نہ رکھتا۔ اور صاف بتا دیتا کہ فلان چیز جل سکتی ہے۔ اور فلان نہین۔ پانی ایسی چیز کو ڈبو سکتا ہے اور ایسی کو نہین۔ اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن مین یہ آتین اظہار خواص آب وآتش کے لیئے نہین ہین۔ بلکہ اظہار واقعہ کے لیئے ہین۔ اور پھر آب کی متعلقہ آیتون سے یہ قانون قدرت استنباط کرنا کہ بھاری چیز پانی مین ڈوب جاتی ہے۔ اور ہلکی نہین۔ بالکل آیت سے خارج ہے۔ اگر انہین یا ان جیسی آیتون ہی کی سند پر خدا کی عادت مان لی جائے۔ کہ وہ آگ مین ہر جسم کو جلاتا ہے۔ اور ڈوبنے کے قابل اجسام کو پانی مین ڈبوتا ہے۔ تو انہین آیات مین حرق وغرق کے ساتھ ہی نجات کا بھی مذکور ہے۔ اس لیئے ہم یہ قانون مقابلتہً استنباط کرینگے۔ کہ خدائی قانون ہے کہ وہ بعض چیزون کو آگ مین جلنے اور پانی مین ڈوبنے سے بچاتا ہے۔ اور یون معجزات قانونِ قدرت کی تحت مین آجائین گے۔ اور ہم کہین گے۔ کہ جیسی ہلکی لکڑی پانی مین بہ قانون عام نہین ڈوبتی۔ اسی طرح خدائے تعالٰی آدمی کو بھی ہلکا پھلکا بنا کر ڈوبنے سے باز رکھ سکتا ہے۔ اور پانی اور پارہ کی طرح ہریدلی یا اس سے بھی کچھ اعلٰے کر کے آگ کے جلانے سے نجات دے سکتا ہے۔ اور اسیطرح اوس نے موسٰیؑ اور ابراہیمؑ کو پانی اور آگ سے بچایا۔ اب رہا یہ امر کہ وہ کسی بھاری کو ہلکا اور سوختنی کو ناسوختنی نہین بناتا۔ ہم کہین گے۔ ہمنے اور ہمارے عام ابنائے نوع نے چند کے سوا چونکہ یہ آنکھون سے ہوتا نہین دیکھا۔ اور یہ امور اون کی عادت کے خلاف ہین۔ اسلیئے انہین ناممکن اور محال معلوم ہوتے ہین۔ ورنہ خدا قانون قدرت ہی کے موافق بھاری کو ہلکا اور سوختنی کو ناسوختنی بنا سکتا ہے۔ آدمی تو باین ہمہ کوتاہ اندیشی وبے بضاعتی وبے طاقتی فائر پروف صندوقچہ بنا کر اپنے عزیز چیزون کو جلنے سے بچا سکے۔ اور خدائے تعالٰی باین ہمہ حکمت وطاقت اپنے پیارے بندے کو [illegible]ستان آگ سے نجات نہ دے سکے! کیا یہ حیرت واستعجاب کی بات نہین؟ آیا ایسا کرنے مین [illegible] حیرت ہے۔ یا نہ کرنے مین زیادہ تعجب۔

مختصر یہ کہ خوارق کو عادیات انسانی نے زیادہ عجیب اور محال بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہ ہر گز [illegible] حادثات باسباب وقدرت الٰہی وقوع مین آتے ہین۔ ویسے ہی خوارق بھی ظاہر

ہوتے ہین۔ اور عقل اون کے امکان مین ذرا بھی تامل نہین کرتی

اگر کوئی کہے عقلی امکان کوئی چیز نہین۔ ممکن وہ ہے کہ کبھی ہوا ور کبھی نہ ہو۔ اور معجزات نہین۔ تو ہم کہین گے کہ۔ اگر کبھی ہو۔ اور کبھی نہ ہونے کے یہ معنے ہین کہ سال دو سال مہینہ دو مہینہ مین کوئی حادثہ واقع ہو جایا کرے۔ تو ممکن ہے۔ ورنہ نہین۔ تو امکان وہی امکان عادی ہو گیا۔ یعنے اپنے اور اپنے آباو اجداد کی عادیات کو ممکن سمجھ لیا گیا ہے۔ اور باقی تمام امور جو غیر موجود ہین۔ یا قدرت باسباب کے تحت مین۔ اور محال نہین ہین امکان سے خارج کر دیئے گئے حالانکہ اس کی کوئی وجہ موجہ نہین ہوسکتی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔ اور اگر کبھی ہو اور کبھی نہ ہو کے معنے یہ ہین کہ فی وقت من الاوقات کوئی واقعہ ہو جائے۔ اگرچہ ایک ہی دفعہ کیون نہ ہو۔ تو وہ بھی ممکن ہے۔ تو ہم کہین گے۔ کہ معجزات ایسے ممکن ضرور ہین۔ قرآن مین اون کا مذکور ہے۔ اور کوئی صحیفہ آسمانی اون کی خبر سے خالی نہین۔ اور تمام قومین بھی ایسے حوادثات کے وقوع کو بتواتر نقل کرتی چلی آتی ہین۔ ان تمام شواہد کو جھٹلانا مکابرہ محض ہے۔ اگرچہ اس مین شک نہین کہ اس قسم کے اخبار مین مبالغہ بھی کیا گیا ہے۔ لیکن نقلی تحقیق سے وہ الگ کیا جاسکتا ہے اور پھر بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس قسم کی نقل وخبر کی واقعیت بھی ہے۔ گو چند واقعات ہی سے متعلق کیون نہ ہو۔ ہان اس مین شک نہین کہ خارق روز روز واقع نہین ہوتے۔ لیکن خدائے تعالے اون پر قادر ہے۔ اور اب بھی اگر چاہے تو ظہور مین لاسکتا ہے۔ لیکن عبث کاری اوس کی عادت اور موافق حکمت نہین ہے۔ جب تک ضرورت رہی۔ حوادث خارق بھی واقع ہوتے رہے۔ یا جب تک کی ضرورت تھی۔ اوسی وقت تک کے لیئے فطرت کائنات مین خدائے تعالی نے اون کے وقوع وظہور کی استعداد و قابلیت رکھی تھی۔ اب چونکہ وہ وقت گذر چکا ہے۔ یا ضرورت خوارق باقی نہین رہی ہے۔ اس لیئے اون کا ظہور بھی نہین ہوتا۔ یا یون کہو کہ خارق کا ظہور ہوتا ہے۔ نبی کی تصدیق کے لیئے۔ اب چونکہ باب نبوت مسدود ہو چکا۔ اس لیئے خارق کا بھی سد باب ہو گیا۔ یعنی قرآن انسان کی جسمانی وروحانی ترقی کی کامل تعلیم اور اوس کی فطرت کے مقتضائے حال قانون پر مشتمل ہو کر نازل ہو چکا۔ اور نوع انسان بھی علے الاکثر فہم محاسن وتمیز قبائح کے قابل ہو چکی۔ اور اس استعداد پر پہونچ چکی ہے۔ کہ کلمات حکمت کو باریک بین نگاہون سے دیکھے۔ اور اچھائی کو اختیار کرے برائی سے پرہیز کرے۔ اس لیئے نہ نبوت کی ضرورت رہی۔ اور نہ خارق عادت امور کی جو محض تصدیق انبیا کے لیئے فطرت کائنات مین رکھے گئے تھے یا قدرت اونہین وقوع مین لاتی تھی۔ اس لیئے

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین خاتم النبیین آیا ہے۔ اور آپ نے بھی فرمایا ہے لانبی بعدی۔ اور چونکہ نبوت آپ کی ذات مقدسہ پر ختم ہونے والی تھی۔ اور نوع بشر بھی تقریباً عقلی ترقی کے مذکورہ بالا درجہ پر پہونچ چکی تھی۔ اسی لیئے روحی فداہ سید المرسلین خاتم النبیین محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حقہ اسلام بھی انبیائے سلف علے نبینا وعلیہم السلام کی دعوت حقہ سے کامل تر اور انسانی عقل وبشری فطرت سے اقرب اور معجزات نفسی واستدلال معنوی پر مبنی ہوی۔ موسیٰ وعیسےٰ علیہما السلام جیسے جلیل القدر رسول بھی جب اپنی دعوت شروع کرتے ہین۔ اور گمراہون کے ہادی بنتے ہین۔ تو کہتے ہین۔ کہ ہم خدا کے رسول ہین۔ فلاں فلاں مافوق العادت اعجاز وخوارق خدا کی نشانیان لیکر آئے ہین۔ اور قبل اسکے کہ احکام ہدایت لوگون کو سنائین۔ اور اونپر کاربند ہونے کی ہدایت کرین۔ وہ نشانیان بطور حجت حق پیش کرتے ہین۔ لیکن آنحضرتؐ کی بعثت کا زمانہ اور ہدایت کا وقت آتا ہے۔ تو پہلے ہی آپ امور ہدایت اور احکام حقہ اسلام بیان کرتے ہین۔ اور اپنی قوم کے عقائد ورسوم کا اور احکام اسلام وقرآن کا اون سے مقابلہ کرا کے انہین عقلاً مجبور کرتے ہین۔ کہ احکام قرآنی پر پابند ہون۔ سیئات کو چھوڑ حسنات۔ اور رذائل کو ترک کر کے محاسن اختیار کرین۔ اور جب رسم اور تقلید کے پابند حجت واستدلال مین آپ سے عہدہ برآ نہین ہوتے۔ اور نکتہ چینیان شروع کرتے ہین۔ یہ کیسا نبی ہے۔ کھاتا ہے۔ پیتا ہے۔ چل پھر کر کام کاج کرتا ہے۔ زناشوئی کے تعلقات ادا کرتا ہے۔ تب بھی آپ خوارق کی شہادت کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔ بلکہ فرماتے ہین کہ اور انبیاء بھی تو ایسا ہی کرتے رہے ہین۔ اور جب وہ خود طالب خوارق ہوتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ پیغمبری کی نشانی جو اللہ کی طرف سے تم کو ملی ہے۔ ہمین دکھا تاکہ تمہاری رسالت مانین۔ اور تسلیم کرین۔ کہ تائید ربانی واقعی تمہارے شامل حال ہے۔ اور تم بذریعہ خوارق مؤید من اللہ ہو۔ اور روحی خداوندی تمہارے پاس آتی ہے۔ تو آپ جواب دیتے ہین کہ معجزات وخوارق تو قبضۂ قدرت آلٰہیہ مین ہین۔ مین رسول ہون۔ مدعی رسالت ہون مدعی اعجاز وخوارق نہین۔ مین تمہاری ہدایت کے لیئے آیا ہون۔ نہ کہ خوارق واعجاز دکھانے کے لیئے۔ تم کیون اس قدر خوارق کے پیچھے پڑے ہو خوارق واحقاق حق کو کیا علاقہ ہے۔ تم کیون خوارق کو معیار ایمان ٹھیراتے ہو؟ احکام قرآنی اور ہدایت ربانی مین تم کو پہونچاتا ہون۔ اوس مین غور کرو۔ اور دیکھو کہ بہتر اور تمہارے حق مین انفع واصلح ہے یا نہین۔ اگر ہے تو پھر کیون نہین ... کیون میرے کہنے اور وحی منزل من اللہ پر عمل نہین کرتے؟ اور کیون اپنی سست رائے

اور غیر معقول باتون کو جنہین تم خود نامعقول سمجھتے ہو ...
صداقت التیام سے مسلمانون کے دلون مین شکوک پیدا ہوتے ہین اور ...
باتین اون کے دل مین آنے لگتی ہین کہ اگلے انبیا تصدیق نبوت کے لیئے منکرون کے ...
خوارق و اعجاز دکھاتے رہے ہین۔ تو وحی قرآنی مسلمانون کے اس تذبذب کو دور کرتی ہے کہ ...
پاس کونسی ضمانت ہے۔ کہ اگر خدا نے تصدیق رسالت کے لیئے پہلے کی طرح اپنے نشان قدرت دکھا
بھی دیئے۔ تو یہ منکران رسالت معجزون کو دیکھ کر ضرور ایمان لے آئین گے۔ اور انکار و اصرار کو
چھوڑ دین گے۔ کیا اگلی قومون نے اپنے انبیاء کے معجزے نہین دیکھے تھے؟ پھر کیا وہ تمام ایمان
لے آئی تہین؟ کیا اون کا بیشتر حصہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑا اور انبیاء کو جھٹلاتا نہین رہا۔ اگر
معجزات ایسے ہی مدار ایمان ہوتے۔ تو کیون وہ سارے کے سارے ایمان نہ لے آتے؟ جیسے وہ
لوگ باوجود معجزات دیکھنے کے ایمان نہ لائے۔ اور معجزات کو جادو و نظر بندی بتاتے رہے ویسے
ہی یہ منکران اسلام بھی صرف دق کرنے کے لیئے معجزات مانگتے ہین۔ نہ احقاق حق کے لیئے۔ کیونکہ
احقاق ہوتا ہے عقل و تحقیق سے۔ نہ خارجی امور سے۔ اس لیئے یہ ہرگز ایمان لانے والے نہین
انہون نے تو اپنی فطرت سلیم کو جو بعد تحقیق باطل کو چھوڑ کر حق پر کاربند ہونے پر آمادہ کرتی ہے
اپنی عادات سے بگاڑ لیا ہے۔ اور عادت کے خلاف قدم اوٹھانا اور عقل سے کام لینا نہین
چاہتے۔ عادت ہی کی پابندی کی وجہ سے معجزات مانگتے ہین۔ لیکن ضد اور ہٹ دھرمی جس نے ان کی
عقلون کو داب رکھا ہے۔ معجزات دیکھنے کے بعد بھی اون کو استقامت پر نہ آنے دیگی۔ اور اسی
طرح یہ کفر پر قائم رہین گے۔ جیسے اگلی قومین رہ چکی ہین۔ واقسموا باللہ جھد ایمانھم
لئن جاءتھم آیۃ لیؤمنن بھا۔ قل انما الآیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا
جاءت لا یؤمنون ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ و
نذرھم فی طغیانھم یعمھون ۔ ولو اننا نزلنا الیھم الملئکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا
کل شئی قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون۔ یون ...
کے شبہات رفع کیئے گئے۔ منکرون کے بار بار کے مطالبہ پر عادت و تقلید کی پابندی سے آزاد ...
حکم ہوا۔ وقالوا لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ قل انما الآیات من عند اللہ ...
نذیر مبین ۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم ...
ذکری لقوم یؤمنون ...

Marfat.com

[illegible] المسلمین و نیم دور

[illegible] ارتقا نہیں ہوئی مگر جو ور

[illegible] جیسے آفتاب کا نصف النہار پر چمکنا

[illegible] بھی ان کو نظر آئے۔ اور پھر انہیں جن

[illegible] ہے اور اس کے حقائق سمجھنے اور جاننے کا

[illegible] ہیں ہے اکثر کا مبلغ علم دین کے متعلق

[illegible] مسائل تک ہے جس میں روزہ نماز حج زکوۃ

[illegible] اور دنیا کو گھر بنا پڑتا ہے کیونکہ یہ

[illegible] ہیں۔ اور جنہیں انہوں اوصاف کا پاتے ہیں اور بارہا

[illegible]

[illegible] معلوم ہے جب پڑھا تو وہ سمجھتا ہے کہ قرآن و حدیث میں

[illegible] گزشتہ اقوام کے قصے ہیں کچھ مافوق العادت

[illegible] کا علم بدون ان لوگوں کو اکثر بدون تحقیق افواہاً ہوتا

[illegible] اسلئے یہ معلومات بجائے فائدہ کے اور نقصان

[illegible] کی عظمت دل سے جاتی رہتی ہے۔ اور

[illegible] بار بار نکلنے لگتا ہے۔ کہ ہماری قوم کو

[illegible] مسلمان اسلام کی حقیقت کو جانتا اور اس کے

[illegible] اسلام

[illegible]

[illegible] اسلام کی حقیقت

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] تم ان سے کہدو کہ نشانیان تو اللہ کے ہاتھ مین ہین۔ میَن تو ایک سنانے اور [illegible] والا ہون۔ کیا ان منکرون کو یہ کافی نہ ہوا کہ ہم نے تجھ جیسے اُمی پر ایسی پر از حکمت کتاب [illegible] جو اونہین سنائی جاتی ہے۔ جس مین ماننے والون اور ایمان و ہدایت کی صلاحیت [illegible] والون کے لیئے رحمت و نصیحت ہے۔ پھر کیون یہ اوس نصیحت و رحمت پر نظر نہین کرتے اور [illegible] کو ترک نہین کر دیتے؟

اسی قسم کی اور آیات بہی قرآن پاک مین موجود ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مین آیات تفسیر و حجج عقلیہ ہی کو دعوت و ہدایت کا اصل مدار قرار دیا گیا ہے۔ اور انسان کی خلاف فطرت عادت کو (جو اوس نے فاعل مختار ہونے کی وجہ سے خود کسب کی تہی۔ اور حق و باطل مین بار بار غلطی کرتے رہنے سے وہ عادت مستحکم ہو چکی تہی) کو توڑنے اور مٹانے مین انتہائی کوشش کی۔ اور عقل و دانش سے کام لیکر احقاق و ہدایت طلبی کا حکم دیا۔ عملاً بہی اور قولاً بہی۔ لیکن جیسا کہ ہم آج دیکھ رہے ہین۔ دعوتِ اسلام کے وقت بہی لوگون کی عقل و عادت یکسان نہ تہی۔ بعض قوی عقل اور حجت و برہان سے کام لینے والے اور بعض لکیر کے فقیر اور تقلید پر عقل و معقول کو قربان [illegible] والے تہے۔ ہر چند کہ عقل اونہین ہدایت کرتی تہی۔ اور راہ ہدایت پر لاتی تہی۔ لیکن وہ ایک [illegible] چمک تہی۔ جس کو آبا پرستی اور تقلید کی تاریکی فوراً چہپا دیتی تہی۔ ایسے ناقص العقل لوگون [illegible] قبول کرنے اور انبیائے سابق سے آنحضرتؐ کی مماثلت ثابت کرنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے بعض [illegible] و اعجاز آپ کے ہاتھ پر بہی ظاہر کیئے۔ لیکن ساتھ ہی بتا دیا کہ خوارق کو نبوت سے بالطبع [illegible] تعلق نہین ہے۔ اور مدار ہدایت صرف غور و تفکر اور فی نفسہا کلام و ہدایت کو سمجھنا ہے [illegible] طرح برخلاف شرائع سابقہ کے اسلام مین اعجاز مدار ایمان و دعوت نہ ٹہرا۔ اور ابتدا ہو گئی [illegible] سے لوگ احکام کو اون کی خصوصیات اور معنوی خوبی سے پرکھا کرین۔ نہ کہ قائل کی ظاہری [illegible] اعتبار اور خارج از قول صفات و خصائص کے ذریعہ۔ اور اسطرح تدریجی اصول پر خوارق [illegible] کا خاتمہ اور عقلی احقاق کا آغاز ہو گیا۔ جو عہد اسلام سے آج تک بڑہتا چلا آتا ہے۔ اور اب [illegible] درجہ پر پہونچ گیا ہے کہ عموماً ہدایت و مذہب کے لیئے اعجاز و خوارق کی مطلق حاجت نہین [illegible] واقعی اوس کی ضرورت و حاجت باقی ہے۔ صدہا مستعدان با استعداد روزمرہ اسلام [illegible] احقاق حق کے لیئے اپنے شبہات پیش کرتے ہین۔ حجت و استدلال سے کام [illegible] کا طالب [illegible] ہوتا۔ اور نہ معجزہ کے وقوع کی کیفیت سے بحث کرتا ہے

الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ اب لوگون نے سمجھ لیا ہے کہ معجزہ مدار ایمان اور داخل احکام شرعیہ
ہے۔ اگر کوئی ناقص الاستعداد جن کا کثیر الافراد نوع مین کچھ نہ کچھ پایا جانا ضروری ہے۔ و...
معجزہ کے متعلق کچھ کلام کرتا ہی ہے۔ تو اسلیئے۔ کہ کوئی غیر محقق اور غیر معقول بات داخل شریعت
نہ سمجھ لے۔ گویا یہ ادنے استعداد والے بھی سابقہ معجزہ طلب قومون سے اتنے آگے بڑھ گئے ہین
کہ معجزہ دیکھنے دکھانے کو ایمان و رسالت کا مدار نہین سمجھتے۔ برخلاف اس کے ظہور اسلام سے پہلے
اپنی قومون مین جب انبیاء ع دعوت شروع کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر کہ قوم عقل سے بیگانہ اور عادت
کی بیڑیون مین جکڑی ہوئی ہے۔ خود بحکم خداوندی و مشیئت ایزدی معجزات دکھاتے تھے۔ یا قوم
پے بہ پے طلب سے خوارق دکھانے پر آمادہ کرتی تھی۔ جون جون استعداد بشری بڑھتی گئی۔ خوارق
کی ضرورت اور اون کا مطالبہ و ظہور بھی کم ہوتا گیا۔ اور حجت و استدلال زور پکڑتے گئے۔ یہان
تک کہ آدمیون مین حق کو حق سمجھنے کی صلاحیت آگئی۔ تقریبًا ایسے ہی وقت مین اسلام کا
ظہور ہوا۔ اور کامل الاستعداد لوگ بغیر خوارق و برہان طلبی کے مسلمان ہوکر دوسرون کو حجت
و دلیل سے معقول کرنے لگے۔ اور قرآن و اسلام نے پکار کر کہدیا کہ گرچہ قدرت کاملہ آلہی سے تائید
انبیاء مین خوارق کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی ہو۔ لیکن خوارق کو فی نفسہا نبوت اور احقاق
حق سے کوئی علاقہ نہین ہے۔ حق اپنی آپ دلیل ہے۔ اور ہدایت خود دل مین جگہ کرنے والی
ہے۔ بشرطیکہ آدمی عقل سے کام لے۔ چنانچہ تاریخ شاہد حال ہے۔ اور مشاہدہ و تجربہ اوس کا مؤید
کہ اب کوئی بھول کر بھی دعوت کے مقابلہ مین اعجاز و خوارق کا طالب نہین ہوتا۔ حجت اور معقولات
کو مبنی ہدایت سمجھتا ہے۔ اور انہین سے ہدایت پاتا ہے۔ ہان چونکہ اب خوارق و اعجاز کی ضرورت
نہین رہی ہے۔ اور بشری تحقیق ترقی کرتی ہوئی اوس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ہر امر فی نفسہ
پر غور کرکے اوس کے حسن و قبح کو پہونچے۔ اور محاسن کو اختیار کرکے قبائح کو ترک کردے (گو غلام
عادت ہوکر اور تقلید مین جکڑکر آدمی ایسا نہ کرتے ہون۔ لیکن یہ صلاحیت ضرور رکھتے ہین)
اکثر فنائے العقل اور غالی نے المعقولات ماضی کو حال پر قیاس کرکے کہتے ہین کہ پہلے بھی معجزات
کی ضرورت نہ تھی۔ اور اون کا ظہور نہین ہوا۔ لیکن یہ قیاس ٹھیک نہین۔ کیونکہ آج و...
و تدقیق اور ترقی کے بعد انسانی عقل جس درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ پہلے نہ پہونچی تھی۔ ...
ناقص العقل بچون کو بہت سی باتین خارجی امور سے سمجھانی پڑتی ہین۔ تو ...
زمانہ مین ایسے ہی احکام دین کے ... ماننے کے لیئے ...

Marfat.com

[illegible] اس حاجت کی رعایت کرتی تھی۔ اور اون کو اوسی طریقہ سے راہ پر لاتی تھی جس سے کہ وہ آسکتے تھے۔ اور وہ طریقہ یہی تھا کہ عظیم الشان خارق عادت امور کے ظہور سے انکی توجہ خدا اور رسول کی صداقت کی طرف منعطف کی گئی۔ اور جب وہ رشد و تمیز کے درجہ پر پہونچے تو خارجی باتوں کو چھوڑ کر ہدایت بدایت کے ذریعہ سے اور حق حق سے اونہیں سمجھایا گیا اور بتا دیا گیا کہ معجزات و خوارق مدار ایمان نہیں ہیں۔ یہ خود تمہاری غلطی تھی۔ کہ اون کو مدار سمجھتے تھے۔ اگر خوارق واقعی مدار ایمان ہوتے۔ تو اون کے دیکھنے کے بعد کوئی رسالت اور احکام ہدایت سے انکار و ابا نکرتا۔ حالانکہ ابا و انکار ہوتا رہا۔ اس لیئے کہ گو خوارق سے دلوں پر ہیبت و عظمت کا خاص اثر ہوتا ہے۔ اور وہ اثر آسانی طبیعت کو (جیسے ابتلا اور مصائب کا پیش آنا توجہ الی اللہ کا باعث ہوتا ہے۔ اور سبتہ طبیعت کو مالوفات خاص سے جدا کر کے خدا اور حق کی طرف متوجہ کر دیتا ہے) حق پسند بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ جون جون یہ اثر کم ہوتا جاتا ہے۔ اور وقوع خارق کو زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ طبیعت اپنی اصلی حالت پر آتی جاتی ہے۔ جیسے بنی اسرائیل نے اگرچہ عظیم خوارق دیکھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ لیکن جب مصر سے چلے۔ اور بت پرست قوموں میں پہونچے۔ تو کہنے لگے۔ کہ موسیٰ ہمیں بھی خدا بنا دو جیسے اور لوگوں کے خدا ہیں۔ تاکہ ہم اون کے سامنے ان کی عبادت کیا کریں۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت سرزنش سے انہیں اس ناواجب سے باز رکھا۔ مگر موقع پا کر گوسالہ بنا ہی لیا۔ اور اوس کی عبادت شروع کر دی۔ یہ عادت ہی تھی۔ کہ اون کو حق سے باز رکھ کر مالوفات خاص کی طرف لے آئی تھی۔ یہی حال اور انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں کا رہا۔ یہانتک کہ نوع بشری کی استعداد پختہ ہو گئی۔ اور استدلال و برہان معنوی پر اُتر آئی۔ اور ابد الآباد تک اوس کی ترقی کا ہی میدان صاف ہو گیا۔ پھر نہ عادیات کا زور رہا۔ نہ خارج از عوائد کی ضرورت۔ معقولات سب کو بھانے لگے۔ اور قرآن نے نازل ہو کر دین کی تکمیل کر دی۔ اور بتا دیا کہ حق برہان و حجت اور غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور وہی مستحکم ہوتا ہے۔ وہی ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ لہذا آئندہ انہی ذرایع سے حق کو ڈھونڈو۔ اور کتاب اللہ میں غور و تدبر کرو۔ اسی میں تم کو حق ملیگا۔ اور یہی بڑا معجزہ قرآن ہے۔ اور دائمی ہے کہ ہمیشہ قائم رہیگا۔ جیسے اور موقت خوارق و اعجاز کچھ عرصہ گذرنے سے بے سود ہو کر رہگئے۔ یہ کبھی اون کی طرح ناپید اور بے سود نہ ہوگا۔ اسی لیئے خوارق و اعجاز کی تعریف میں بھی محققین اسلام نے تعمیم اور توسیع کی ہے۔ اور شارح مواقف نے لکھا کہ معجزہ وہ ہے

Marfat.com

جس سے نبوت ثابت ہو۔ عام اس سے کہ [illegible]
کو اعجاز غیر معقول (نامعلوم الماہیت) پر ترجیح ہے۔ اس لئے [illegible]
ورسل سے جو خوارق عادات ظاہر ہوئے۔ اور جن کے ذریعہ چند منکر اون ناقص الاعتقاد [illegible]
حق مین شامل ہوئے۔ مگر مذبذب رہے۔ اور تحقیق کو نہ پہونچے۔ اون پر ترجیح ہے انبیاء علیہم
السلام کے اون اعجاز معقولہ کو جن کو دیکھ کر گروہا گروہ بندگان خدا راہ حق پر آئے۔ اور پوری
استقامت کے ساتھ قائم رہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا آگ مین نہ جلنا۔ اور آگ کا سرد ہو جانا ایسا
پراثر معجزہ نہین۔ جیسی کہ اون کی بے جائی اور استقامت تھی۔ دشمنون مین گھرے کھڑے ہین
سامنے آگ جل رہی ہے۔ اور یہ یقین ہو چکا ہے کہ مین آگ مین ڈالا جاؤنگا۔ مگر تیور پر بل نہین
آتا۔ ہدایت و حق گوئی سے زبان بند نہین ہوتی۔ اور صبر و استقلال کے پاؤن جگہ سے نہین ہٹتے
بیشک یہ منظر دیکھنے اور سننے والون کے دل پر زیادہ اثر ڈالنے والا ہے۔ بہ نسبت اوس غلغلہ
اور حیرت و استعجاب کے جو آگ مین نہ جلنے سے لوگون کے دل مین پیدا ہوا ہوگا۔ اس لیئے کہ
حیرت و استعجاب کا اثر جلد رفع ہو جاتا ہے۔ اور صبر و استقلال اور خدا پر بھروسہ رکھنے کی باتین
دیر تک اور زیادہ یاد رہتی ہین۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیئے سمندر کا راستہ دینا
اور فرعونیون کا ڈبو دینا ایسا باعظمت نہین۔ جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ یقین و استقلال کہ
خدا ہماری مدد پر ہے۔ دشمن ہمارا کچھ نہین بگاڑین گے۔ آگے دریائے ذخار موجین مار رہا ہے۔ اور
پیچھے سے دشمن کا لشکر تعاقب مین چلا آتا ہے۔ ہلاکت یقینی ہے۔ اور نجات کا وہم ضعیف۔ بنی اسرائیل
یہ دیکھ کر گھبراتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ موسیٰ ہم ہلاک ہوئے اور بری طرح مارے گئے۔ [illegible] مقبول
خدا اور خدا پر بھروسہ رکھنے والا کہتا ہے۔ گھبراؤ نہین۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تم کیون ڈرتے ہو
مسیح کا ساتھ تمام حواری چھوڑ دیتے ہین۔ بلکہ بڑے پائے کے ساتھی خود دشمن بن کر اسے موت
کی طرف دھکیلتے ہین۔ اور وہ جانتا ہے۔ لیکن استقلال مین فرق نہین آتا۔ اور یہودی بادشاہ
کے سامنے بھی وہی کہتا ہے۔ جو پہلے سے کہہ رہا تھا۔ روحی فداہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
دین کی دعوت شروع کرتے ہین۔ اور جب مخاصم حجت مین بر نہین آتے۔ تو صرف ایذا دینے پر کفایت
نہین کرتے۔ بلکہ درپے قتل ہوتے ہین۔ اور چچا خبر پا کر خلوت مین بھتیجے کو بلا کر کہتا ہے
بڑھاپے اور اپنی جان پر رحم کرو۔ مین نہین کہتا کہ تم خود عقائد حقہ کی پابندی نہ کرو
وحی تم کو خدا سے پہونچتی ہے۔ اوسے نہ مانو۔ لیکن علی الاعلان [illegible]

Marfat.com

[illegible] آپ روتے ہین۔ چچا کی ہمدردی کو محسوس کرتے ہین۔ لیکن فرماتے ہین۔ چچا جب کچھ ہوگا لیکن یہ نہ ہوگا۔ کہ مین مامور بہ تبلیغ ہو کر خدا کے احکام کی تبلیغ نہ کرون کوئی میرا ساتھ نہ دے۔ میری مصیبت مین شریک نہ ہو۔ میری جان کل جاتی آج جاتی رہے تبلیغ سے باز نہ آؤن گا۔ اور جو میرا فرض ہے۔ اوسے ادا کرون گا۔ یہ استقلال یہ ہمت۔ یہ جفا پر صبر اور خدا پر بھروسہ کرنا اور اپنی بات پر جمارہنا جس سے خلوص وللٰہیت ٹپکتی ہے۔ وہ اعلیٰ معجزات ہین۔ جن سے ہمیشہ حق کا بول بالا ہوتا رہا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو باکمل وجوہ (جن سے انحراف ہی نہین ہوسکتا) ثابت کرتے رہے۔ گو خوارق نہ تھے۔ عادت انسانی ہی تھی۔ مگر فوق العادت تھے۔ اور یہی ہمارے نزدیک بڑے معجزے ہین۔ گو خوارق پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ اور اس اعجاز سے بھی بڑھ کر وہ تعلیم حقہ ہے جس کی بدولت انبیاء علیہم السلام کو یہ پایداری واستقلال حاصل ہوتا رہا۔ اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ لاریب ابدالآباد تک قائم رہیگا۔ اور نوع بشر کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر ہدایت واستقامت اور عادات باطلہ کی قید سے چھوڑا کر حقائق ومعارف کی جولانگاہ تک پہونچائے گا۔

ھذا ما وصلنا الیہ من حقائق الخوارق والمعجزات۔ واللہ اعلم

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِہٖ
وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ
تَشْکُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ
الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ
بَارِئِکُمْ ط فَتَابَ عَلَیْکُمْ ط اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ
یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۵۴﴾
وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ط کُلُوْا مِنْ
طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ط وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو کہ ہمنے موسےٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ اور تمنے اوس کے پیچھے بچھڑا بنالیا (اور اوسے پوجنے لگے) تمنے بیجا تو بہت کیا تھا۔

لیکن ہم نے اس سے بھی درگذر کی تاکہ تم ...

کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب و شریعت دی تاکہ تم ہمارا احسان مانو۔ اور ...

نے تم سے کہا کہ اے میری قوم یہ بچھڑا بنا کر تم نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا ہے۔ خدا کے ...

اور اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈال۔ تیرے حق مین تیرے پروردگار کے نزدیک یہی بہتر ...

پھر جب تم نے توبہ کی۔ تو اوس (خدا) نے تمہاری توبہ بھی قبول کر لی۔ لاریب وہ بڑا توبہ قبول

کرنے والا مہربان ہے۔ اور ہان وہ وقت بھی یاد کرو۔ کہ تم نے موسیٰ سے کہا۔ اے موسیٰ ہم

تجھ پر ایمان نہ لائین گے۔ جب تک کہ کھلے طور پر تیرے رب کو نہ دیکھ لین۔ اس کہنے پر تمکو دفعتہً

بجلی نے آدبوچا۔ اور تم دیکھتے رہے۔ پھر تمکو ہمنے موت کے بعد جلایا۔ تاکہ تم ہمارا شکر کرو۔ اور

بادل سے تمہارے سر پر سایہ کیا۔ اور من وسلوے تمہارے کہانے کے لیئے اُتارا۔ اور کہا کہ یہ

ہمارے دیئے ہوئے پاکیزہ رزق کہاؤ۔ (اس پر بھی نافرمانون نے نافرمانی کی۔ مگر انہون نے

ہمارا کیا بگاڑا۔ کچھ اپنا ہی نقصان کر لیا۔

من وسلوے۔ جب بنی اسرائیل مصر سے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکل کر اُس لق و
دق بیابان مین پہونچے۔ جو آج تک تیہ بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے۔ اوس کے اندر
رکھتے ہی اون کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ ہم بے موت مرے۔ ایسے جنگل مین کہ جس مین نہ کہین پانی
کا پتہ ہے۔ نہ کہین کسی قسم کی روئیدگی نظر آتی ہے۔ کیونکر جئین گے۔ اور کہانے کو کہان سے
لائین گے۔ اس لیئے مصر سے نکلنے اور موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے سے نہایت آزردہ ہوئے
اور موسے علیہ السلام سے کہا۔ لاؤ کھانے کو لاؤ۔ آپنے کہا گھبراتے کیون ہو۔ اللہ دے گا جس
تم کو یہان پہونچایا۔ وہی رزق بھی پہونچائے گا۔ لیکن بنی اسرائیل جیسی ضدی قوم کی
بھلا ان باتون سے کہان تسلی ہوتی تھی۔ یہان تک کہ من وسلوے جب اون کو پیٹ بھرنے
لیئے مل گیا۔ تو کچھ اطمینان ہوا۔

من۔ اصل مین شبنم تھی جو رات کو گرتی۔ اور صبح تک اُس میدان کی جھاڑیون اور ...
پر جم جاتی۔ اور شیرین وخوشگوار ہوتی تھی۔ اور سلویٰ۔ ایک قسم کے کم پرواز پرند ...
جو دفعتہً بنی اسرائیل کو خوردنی اشیا سے سخت مایوس ہونے کے بعد وہان مل گئے ...
اسرائیل اون کو پکڑ کر ذبح کرتے اور کھا لیتے۔ جس قدر ضرورت ہوتی ...
محنت ومشقت کے کھانا ملتا تھا۔ اب تک ... اسرائیل مین ...

...ب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین بافراط اوراون کی قوم کی ضرورت
کے موافق ضرور ہوئی ہوگی۔ چونکہ بنی اسرائیل کو اس بیابان مین کچھ ملنے کی امید نہ تھی۔ اور
وہان بقدرت خداوندی سے بہترین بسر اوقات کے قابل رزق ملگیا۔ جو پہلے کسی کے وہم وگمان
مین بہی نہ تہا۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے اوس کو اپنے انعامات خاص کے ساتھ
ذکر کیا ہے ۞

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ
ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ط وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾
فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى
لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ط كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ
وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا
وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ
هُوَ خَيْرٌ ط اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ط وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ
وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ اور اے بنی اسرائیل وہ وقت بہی یاد کرو جب کہ ہم نے کہا۔ اس شہر مین گہس جاؤ
اور پہر جہان چاہو۔ اس مین سیر ہوکر کہاتے پہرو۔ اور جب اس شہر مین گہسنے لگو تو اطاعت
وخضوع کے ساتھ گہسو۔ اور کہو کہ اے خدا ہماری خطائین بخشدے۔ ہم تمہاری خطائین
بخشدینگے۔ اور نیکون کو زیادہ بہی اجر دینگے۔ مگر بے انصافون نے جو بات انہین بتائی
گئی تہی اوسے دوسری بات سے بدل دیا۔ اس لیئے ہمنے ان ظالمون پر آسمان سے عذاب
نازل کیا۔ اور اون کے فسق کی انہین سزا دی۔ اے بنی اسرائیل وہ وقت بہی یاد کرو کہ موسیٰ
نے اپنی قوم کے واسطے ہم سے پانی مانگا۔ اور ہمنے اوس سے کہا کہ اپنا عصا پتہر پر مار۔ عصا کا
مارنا تہا کہ بارہ چشمے نکل آئے۔ اور لوگون نے اپنے اپنے گہاٹ پہچان لیئے۔ اور

اجازت دی ۔ کہ ہمارا رزق کھاؤ پیو ۔ اور زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو ۔ اور یاد کرو بھی ۔ کہ تم نے موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک کھانے پر قناعت نہین کر سکتے ۔ اپنے پروردگار سے ہمارے لیئے دعا کر کہ زمین سے اُگنے والی چیزین از قسم ساگ پات ککڑی گیہوں مسور پیاز ۔ ہمارے لیئے پیدا کر دے ۔ اور یہ سُن کر موسیٰ نے تم سے کہا کیا تم اعلےٰ چیز کو ایسی چیز سے بدلنا چاہتے ہو ۔ جو اوس کے مقابلہ ہیچ ہے ؟ اگر تمہاری یہی مرضی ہے ۔ تو چلو شہر کو چلے چلو ۔ جو تم چاہتے ہو ۔ وہان سب ملجائے گا ۔ ( وہ شہر کو کیا چلے ) ذلت و خواری نے انہین آگھیرا ۔ اور وہ خود اپنے ہاتھون خدا کے غضب کے مستوجب بن گئے ۔ اس لیئے کہ وہ اللہ کی نشانیون کو جھٹلاتے اور ناحق پیغمبرون کو قتل کرتے اور نافرمان ہوتے اور حد سے بڑھ جاتے تھے ۔

**نکتہ** ۔ اکثر دشمنان اسلام قرآن پاک پر اعتراض کرتے ہین ۔ کہ قرآن مجید مین جو متعدد قصص بیان ہوئے ہین ۔ وہ بے ترتیب ہین ۔ اور قرآن کے جامع کی لاعلمی پر دلالت کرتے ہین ۔ چنانچہ استسقاء اور ضرب الحجر دونون واقعے بیابان مین ڈانوان ڈول پھرتے رہنے سے پہلے بنی اسرائیل کو پیش آئے ۔ اور قرآن مین واقعات تیہ کے بعد بیان ہوئے ہین ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہے ۔ جس مین واقعات ترتیب نظام سے بیان کیئے جاتے ۔ جو قصے یہان مذکور ہوئے ہین ۔ وہ محض عبرت کے طریقہ پر بیان ہوئے ہین ۔ انعام و افضال کے ساتھ اس کے اسباب مذکور ہین ۔ اور فضیحت و ابتلاء کے ساتھ اس کی علتین ۔ تاکہ عبرت پکڑنے والے ان اسباب کے ذریعہ اپنے آپ کو مستحق انعام بنائین ۔ اور اون علتون سے الگ رہکر اپنے کو عذاب و عقاب سے بچائین ۔ اور جب قرآن کی غرض یہ ہے ۔ تو ترتیب واقعات بھی ایسی ہونی چاہیئے ۔ جو زیادہ موثر و بلیغ ہو ۔ چاہے مطابق ترتیب واقعی ہو ۔ یا اوس کے خلاف ۔

اس کے علاوہ چونکہ تیہ بنی اسرائیل بحر احمر سے فلسطین تک پھیلا ہوا ہے ۔ اس لیئے یہ بھی کہنا بالکل غلط ہے کہ واقعہ استسقاء تیہ سے باہر ہوا تھا ۔ بنی اسرائیل اسی تیہ مین ۴۰ سال سرگردان پھرتے رہے ۔ اور اس ابتلاے الٰہی یا خود موسیٰ علیہ السلام کے ۴۰ سال تک انہی قوم کو دنیا سے الگ رکھنے مین یہ مصلحت تھی ۔ کہ مصر کی بُت پرست قومون مین رہتے رہتے بنی اسرائیل کے دل و دماغ مین جو عقاید مشرکانہ آگئے تھے ۔ اور مصریون کی غلامی و خدمتگذاری کرنے سے جو ذلت و خواری کی عادتین پڑ گئی تھین ۔ وہ جاتی رہین اور [illegible]

اور [illegible] ساتھ ہی خودداری و عزِ نفس جیسی صفات مردانہ بھی پیدا ہوجائین۔ اور وہ اس قابل بن جائین کہ ارض موعود کو جاکر غیر قومون سے چھین لین۔ اور وعدۂ خداوندی پورا ہوجائے۔ موسیٰ علیہ السّلام ہر وقت اپنی قوم کا دل ٹٹولتے رہتے۔ کہ آیا اس مین یہ صفات پیدا ہوئی ہین۔ یا نہین۔ لیکن بنی اسرائیل قید مصر مین ایسے نہ بگڑے تھے۔ کہ یون جلدی سے درست ہوجاتے۔ اون کی ذلت پسندی و محنت فراموشی اس درجہ کو پہونچ گئی تھی۔ کہ اثنائے سفر مین اگر ذراسی بھی تکلیف ہوتی۔ تو فوراً موسیٰ سے بیزار ہوجاتے۔ مصر سے نکلنے پر افسوس کرنے لگے اور چاہتے کہ موسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر پھر اوسی قید مین چلے جائین۔ موسیٰ کہتے چلو۔ ارض موعود کو چلکر فتح کرو۔ یہ صعوبت سفر اور دشواری جنگ سے مرعوب ہوکر در نگ کرتے۔ اور شام کی طرف جانے سے پہلو بچاتے۔ طرح طرح کے حیلے نکالتے۔ کبھی غیر اللہ کی عبادت شروع کرتے کبھی سابقہ فسق وفجور پر اوتر آتے۔ کبھی اللہ کی نعمتون کی بیقدری کرتے۔ اور کہتے جب تک شام مین زبردست قومین موجود ہین۔ ہم وہان نہین جائین گے۔ موسیٰ تم جاؤ۔ اور اونہین وہان سے نکالدو۔ پھر ہمین بھی بلالینا۔ چونکہ اون کی یہ تمام باتین اصول تغلب اور حیات قومی کے خلاف تہین بمشیئت ایزدی ۴۰ سال تک موسیٰ علیہ السلام اون کو لئے اوسی بیابان مین پڑے رہے۔ اور بُت پرست اقوام اور غیرون کی حکومت سے بچائے رکھا۔ یہان تک کہ جو علیل الفطرت ضعیف النفس مصر سے نکل کر آئے تھے۔ وہ وہین مر کھپ گئے۔ اور زندہ رہے تو صرف وہ مصر سے بچپن مین نکلے تھے۔ اور ابھی اون کی عادتین راسخ نہین ہوئی تہین۔ اور اون کی نسل سے ایک نئی قوم خوددار۔ زور آور۔ صفات بُت پرستانہ سے پاک و صاف پیدا ہوگئی۔ جس نے آخر شام کو جاکے فتح کیا۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ کہ ”اے بنی اسرائیل ہم تمکو ارض مقدس پر تسلط دین گے“

نکتہ۔ خدا کا وعدہ جو اس نے اپنے بندون سے کیا ہے۔ بیشک برحق ہے۔ لیکن وہ پورا اوسی وقت ہوتا ہے کہ بندے پہلے اوس کی صلاحیت و استحقاق حاصل کرین۔ ہر کام اپنے اسباب طبیعی سے تمام و کمال پاتا ہے۔ نہ کہ صرف خدا پر تکیہ کیئے بیٹھے رہنے سے۔ مگر آج ہم مسلمانون کا حال یہ ہے کہ چاہتے ہین۔ کہ ہمین خود ہاتھ پاؤن نہ ہلانے پڑین۔ اور جو ہم چاہتے ہین۔ ہوجائے۔ یا تقدیر پر ایسا بے معنی اعتبار ہے۔ جس نے ہمین سعی و کوشش اور نیل مرام کے اسباب طبیعی سے بالکل بیکار کر رکھا ہے۔ مسلمانون کو اچھی طرح سمجھ رکھنا چاہیئے کہ جب تک اون کی یہ حالت ہے وہ ہرگز [illegible] مقصد مین کامیاب نہین ہوسکتے۔ ہم کیا ہین انبیاء علیہم السلام کی امیدین بھی

Marfat.com

اور وہ بھی ایسی۔ کہ جن کے پورا کرنے کا خدا وعدہ کرتا ہے
پوری نہین ہوئین۔ پوری ہوئین اسباب طبعی سے جیسا کہ بنی اسرائیل کو ارض [illegible]
پر قبضہ اوسی وقت حاصل ہوا جب کہ اُنہون نے لڑمر کر اپنی حریف قومون کو وہان سے نکالا

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ
وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا
فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۶۲﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۶۳﴾
فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ۔ بالیقین جو مسلمان ہوئے اور جو یہودی بنے اور نصاریٰ و صابئین جو اللہ
و آخرت پر ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد جنہون نے نیک کام کیے۔ اون کے
کامون کا اجر و ثواب اون کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ نہ اون کو کسی بات کا ڈر ہے اور
نہ وہ حزین و ملول ہونگے۔ اور اے بنی اسرائیل وہ وقت بھی یاد کرو۔ کہ ہمنے تم سے
عہد لیا۔ اور پہاڑ تم پر اوٹھایا۔ اور تم سے کہا۔ کہ جو کچھ ہمنے تم کو (از قبیل شریعت)
دیا ہے۔ اوسے مضبوط پکڑو (عمل کرو) اور جو کچھ اوس مین ہے۔ اُسے یاد کرتے رہو تاکہ
تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ مگر تم اِس عہد کے بعد بھی پھر گئے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم
نہ ہوتا۔ تو تم بڑے خسارے مین پڑ گئے تھے۔ بالیقین تم اون لوگون کو بھی جانتے ہو جنہون
نے سبت کے دن حد سے تجاوز کیا۔ اور ہم نے اون سے کہا کہ پھٹکارے ہوئے بندر ہو جاؤ
اور ہم نے اِس واقعہ کو اون لوگون کیلئے جو موجود تھے۔ اور پیچھے آنے والے تھے عبرت
والا اور ڈرنے والون کے لیئے ذریعہ عبرت بنایا۔

نکتہ۔ کونوا قردۃ خاسئین۔ مجاہد کی روایت ہے کہ اِس سے مراد یہ نہیں
کہ اون لوگون کو واقعی خدا تعالیٰ نے بندر ہی بنا دیا تھا۔ بلکہ [illegible]
خوار و راندہ و درماندہ کرنا مراد ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] دونوں [illegible]

اندلس [illegible] سلطنت [illegible]

جنگ کے ساتھ اسقدر [illegible] اور

ادھر [illegible] وحشی [illegible]

بگڑ رہا تھا گو [illegible] یورپ [illegible]

ایک طرف تو عرب کے صلیبی جنگوں کے اندر

طرف اندلس کی اسلامی یونیورسٹیوں سے علم

یہ کہنا کہ اسلام و قرآن کو دنیوی تہذیب و ترقی

ہے کہاں تک درست ہے مسلمانوں سے تہذیب

بہت سی تہذیب و تمدن کو دین ہو تسلیم کیا

تھا؛ اور وہ بھی مسلمانوں ہی کی شاگرد ہو کر

ہوا اسی قانون و آئین سے ترقی کی [illegible]

چاہئے [illegible] اُن کو تعلیم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہین ہے۔ گویا محققین اِس آیت کو حقیقت و مجاز دونون پر محمول کرتے ہین۔ اگرچہ مجاز کا پہلو غالب ہے ؞

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ؕ قَالُوْٓا
اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ﴿۶۵﴾ قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ؕ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ
وَّلَا بِکْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۶﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا ؕ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ
لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَہَ عَلَیْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا
بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیْھَا ؕ
قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْھَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا ؕ وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ﴿۷۰﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْہُ
بِبَعْضِھَا ؕ کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی ۙ وَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۱﴾

ترجمہ۔ اے بنی اسرائیل وہ وقت بھی یاد کرو کہ موسیٰ نے اپنے ساتھیون سے کہا تھا اللہ تعالیٰ تمہین ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اونہون نے یہ سُن کر جواب دیا کہ اے موسیٰ کیا تم ہمسے دل لگی کرتے ہو؟ اور موسیٰ نے اون سے کہا کہ مَین خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ ایسا نادان بنون۔ پھر اوس کے ساتھیون نے کہا کہ اچھا موسیٰ۔ ہمارے لیئے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمین بتا دے۔ کہ گائے کیسی ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ خدا کہتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بے بیائی۔ بلکہ ان دونون حالتون کے بین بین ہو۔ لو اب تمہین جو حکم دیا گیا ہے۔ اوس کی تعمیل کرو۔ اُنہون نے پھر کہا۔ کہ ہماری خاطر دعا کرو۔ کہ خدا ہمین یہ بھی بتا دے کہ اوس گائے کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ نے کہا خدا کہتا ہے۔ اوس گائے کا شوخ زرد رنگ ہو۔ کہ دیکھنے والون کو بھلا معلوم ہو۔ یہ سُن کر بھی اُنہون نے کہا کہ موسیٰ خدا سے ہمارے لیئے دعا کرو۔ کہ وہ ہمین صاف بتا دے۔ کہ اُس گائے کی اَور علامتین کیا ہون۔ اوس کے بارے مین ہمین اشتباہ ہوتا ہے پھر ہم انشاء اللہ اوس گائے کو اچھی طرح سے جان لینگے۔ موسیٰ نے کہا کہ خدا کہتا ہے کہ وہ گائے نہ زمین جوتنے کا کام دیتی ہے۔ اور نہ کھینچے

Marfat.com

سیکھنے کا اس سے کام لیا جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ...
اُنھون نے کہا۔ اب تم نے ٹھیک پتہ دیا ہے۔ ان حجتون کے بعد بعضون نے گائے ...
اون سے یہ بھی توقع نہ تھی۔ اور یاد کرو۔ کہ جب تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ اور ...
ایک دوسرے کے سر پر تھوپنے لگ گئے تھے۔ اور جو بات تم چھپانا چاہتے تھے۔ اللہ اوس کو
ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اس لیئے ہمنے حکم دیا۔ کہ اس مردے کو اوس گائے کا کوئی ٹکڑا مارو۔ اسی طرح
اللہ مُردے جلائے گا۔ اب تم کو اپنی نشانیان دکہاتا ہے۔ تاکہ تم (بعث) کو سمجھنے لگ جاؤ۔
یہان خدائے تعالیٰ اون انعامات کا ذکر ختم کرتا ہے۔ جو خصوصیت سے اوس نے بنی اسرائیل
کو عطا کیئے تھے۔ اور اون آیات کو نیہ کا بہی۔ جو اون کو ایمان لانے اور اقرار حق کے لیئے دکھائی
تھین۔ (اب یہ تمام آتیین مربوط ہین۔ پہلی آیات یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی
سے۔ جن مین اون کو تصدیق توریت کے ساتھ قرآن پر ایمان لانے کا یون حکم دیا ہے و
اٰمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایٰتی
ثمنا قلیلا وایای فاتقون ۰

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط وَ
اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ
مِنْهُ الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ ترجمہ (تم پر خدا نے ایسے ایسے احسان کیئے۔ اور ایسی ایسی آیات قدرت
دکہائین۔ مگر) پھر بھی تمہارے دل ایسے سخت ہو گئے۔ کہ گویا پتھر ہین۔ بلکہ پتھرون سے بھی
زیادہ سخت بن گئے۔ کیونکہ پتھرون مین سے بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہین۔ کہ اون سے
نہرین نکلتی ہین۔ اور بعض ایسے ہوتے ہین۔ کہ وہ پھٹ جاتے ہین۔ اور اون سے پانی
نکلتا ہے۔ اور بعض ایسے بھی ہوتے ہین۔ کہ اللہ کے ڈر سے گرپڑتے ہین۔ اور تم جو کچھ
کر رہے ہو۔ خدا اس سے غافل نہین ۰

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ
ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا
فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

...ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون ۝ ترجمہ اے مسلمانو! کیا
اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان جائینگے۔ اون مین تو ایک گروہ ایساہی
تھا جو کلام خدا سنتا تھا۔ اور پھر اوس کو سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل ڈالتا تھا۔ اور جب
یہ لوگ ایمان والون سے ملتے ہین۔ تو کہتے ہین۔ ہم بھی ایمان لائے۔ اور جب ایک دوسرے
سے ملتے ہین۔ تو کہتے ہین۔ تم کیون کہدیتے ہو مسلمانون سے وہ باتین۔ جو اللہ تعالی نے تم پر
ظاہر کی ہین۔ اس سے مسلمانون کو پروردگار کے سامنے تم سے حجت کرنے کا موقع ملیگا۔ کیا تم مین
اتنی عقل بھی نہین ہے۔ لیکن کیا ان (منافق) لوگون کو اتنی بھی خبر نہین ہے کہ وہ جو کچھ
چھپاتے اور ظاہر کرتے ہین۔ دونون کو اللہ جانتا ہے۔

ابتدائے عہد اسلام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین کی رائے تھی۔ کہ یہود ایمان سے اقرب ہین۔ اس لیئے کہ موحد ہین۔ اور وحی وبعثت کو بھی فی الجملہ مانتے ہین ان وجوہات پر نظر کرکے مسلمان ہر وقت اسی امید مین لگے رہتے تھے۔ کہ یہودی فوج فوج اسلام مین داخل ہون گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین کی یہ توقع کچھ خلاف عقل بھی نہ تھی۔ بلکہ معقول وجوہ پر مبنی تھی۔ لیکن یہودیون نے مذہب کو ہدایت روحانیہ سمجھنے کی بجائے قومیت بنا رکھا تھا۔ اور مذہب مین مختلف الآراء ہو رہے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا۔ اور کوئی کچھ جس عالم کے جی مین جو بات آتی تھی۔ قابل تحریف موقع ڈھونڈکر اوس کی تحریف کرلیتا تھا۔ یون عام یہود قید ہوا اور تقلید بیجا مین گرفتار ہوکر بالکل از راہ رفتہ اور عموماً ناقابل ہدایت ہوچکے تھے۔ مگر مسلمانون کی توقع بھی بے سبب نہ تھی۔ اسلیئے خدا تعالی نے پہلے ہی مسلمانون کو یہ خبر نہین دی۔ کہ یہ لوگ ایمان نہین لائینگے۔ بلکہ پہلے بنی اسرائیل کے تمام قصص اور بڑے انعامات خاص اور اون آیات کونیہ کا ذکر کیا۔ جو بنی اسرائیل کے ایمان لانے اور استقامت اختیار کرنے کے واسطے ظاہر کی تھین۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا۔ کہ وہ کیون اون نعمتون کا کفران اور اون آیات کا انکار اور کفر وشرک پر اصرار کرتے رہے۔ اور پھر کہا افتطمعون ان یؤمنوا لکم یعنی جو لوگ قطع نظر از انعامات خاص ایسی عظیم الشان آیات حسیہ کو برأ العین دیکھکر ایمان نہ لائے۔ اور اسی طرح عناد وانکار پر اڑے رہے پھر بھلا اون کو قرآن جیسی برہان عقلی گو وہ کیسی ہی شک وریب سے بری اور مبرا کیون نہ ہو۔ کیونکر ایما[illegible] عقل وفہم سے کام لینے والون کے لیئے۔ نہ ایسے معاند اور

دیدۂ بصیرت بند کرکے کام کرنے والون کے لیے

یہی وجہ ہے کہ سورہ کا آغاز ہوا ہے تو قرآن کی تعریف کے ساتھ [illegible]
کہ اس مین ہدایت صرف متقیون کے لیے ہے۔ اون متقیون کے لیے جو سچے دل سے غیب
ایمان رکھتے ہین۔ نماز پڑھتے ہین۔ اور زکوٰۃ دیتے ہین۔ اور قرآن اور قرآن سے پہلے
نازل شدہ آلہی کتابون پر کامل ایمان رکھتے ہین۔ اور پھر اون لوگون کا ذکر کیا جو ہدایت
قرآنی پر کان نہ دھرنے والے تھے۔ ایک فریق کو معاند و ناقابل ہدایت بتایا۔ اور دوسرے
کو مذبذبین بین ذٰلك لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء۔ جو کبھی مسلمانون مین ملتے اور
کبھی منکرون سے جاکر ساز باز کرتے۔ اور پھر بنی اسرائیل کے حالات کو شرح و بسط سے بیان
کیا۔ جن مین سے تھوڑے ہی علم و تقوی والے آپ پر ایمان لائے۔ اور باقی تمام آنحضرت
اور آپکے صحابہ کرام کو ایذا دیتے رہتے تھے۔ ان تمام باتون کے بعد حجت قوی سے مسلمانون کو
یقین دلایا۔ کہ جن سے تم ایمان کی توقع رکھتے ہو۔ اور اس خیال مین خوش ہو۔ کہ یہ گروہ
گروہ دین حق مین داخل ہون گے۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے یہ ہرگز ایمان لانے والے نہین۔
ہمیشہ کے ضدی اور منکر اور محرف ہین۔ اب بھی اپنی ضد اور انکار سے باز نہین آئین گے
اور اون کے ایمان نہ لانے کی بابت اور اون کے اسلام سے قطع امید کے متعلق جو آخری حجت
پیش کی وہ یہ ہے کہ انکے اسلاف ایسے تھے کہ ان مین سے بعض لوگون نے خود کلام آلہی کو سن کر بھی
عمداً اوس کی تحریف کی۔ یہ اونہین کے تو خلف ہین۔ پس ان کی طرف سے امید چھوڑو اور
اون کے اسلام مین شریک ہونے سے اسلام کی تقویت حاصل کرنے کے خیال کی بجائے خدا
کی تائید و حمایت حق پر بھروسہ رکھو۔

مذکورہ قصص بنی اسرائیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل مین قید شریعت سے
آزادی اور حق سے مکابرہ کرنے کی عادت اور تنگدلی جو مانع تاثر و تدبر ہے۔ مدتون سے
چلی آتی تھی۔ اور جون جون زمانہ گذرتا گیا ان کی یہ عادت راسخ ہوتی گئی۔ حتی کہ طبیعت کے
درجہ پر پہونچ گئی۔ اسی لیئے اونہون نے قرآن اور ہدایت اسلام سے اعراض کیا [illegible]
درحقیقت نہ قرآن کی شان مین قدح لازم آتی ہے۔ اور نہ شک و ریب کی گنجائش [illegible]
کیون؟ اس لیئے کہ جب ایک قوم تحریف و تبدیل اور عناد و انکار [illegible]
عقوبات سخت مین مبتلا [illegible]

[illegible] سے اعراض کرے جس کی دلائل عقلیہ ہون۔ آیات معنویہ ہون۔ اور اون کا ظہور
[illegible] شخص سے ہو رہا ہو کہ جو ۴۰ سال تک اُمی رہا ہو۔ تعلیم و تعلم کے پاس تک نہ گیا
ہو جیسے بلغائے نظم و نثر سے کبھی صحبت کا اتفاق تک نہ ہوا ہو۔ یہ تمام باتین سمجھی جا سکتی ہین
علم سلیم و عقل آزاد کے ذریعہ سے جن سے بنی اسرائیل بالکل بے بہرہ تھے۔

جب تک کہ واقعات گذشتہ کا ذکر ہوتا رہا۔ ہر واقعہ کے ساتھ لفظ اذ آیا ہے۔ اور چونکہ
ثابت کرنا یہ تہا۔ کہ جیسے اون یہود کے اسلاف تھے۔ ویسے ہی یہ موجودہ یہود ہین۔ اس لیئے اون
واقعات کے ساتھ ہی تنزیل قرآن کے وقت جو یہود موجود تھے۔ اون کا ذکر بھی لفظ اذا سے
(جو حال مستمر فی الاستقبال کے لیئے آتا ہے) کر دیا ہے۔ جس سے بہتر بیان کا کوئی اسلوب نہین
ہو سکتا۔ اذا کے بعد جو آیت بیان ہوئی ہے۔ وہ اطوار بشریہ مین سے ایک خاص طور کی بتانے
والی ہے۔ جو اصلاح کے وقت لازم بشر ہوتا ہے۔ یعنی جب کوئی اصلاح و ہدایت کی
بات لوگون کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ تو عموماً لوگ ہدایت جدید اور تقلید قدیم کے بیچ
مین آکر حیرت و تذبذب مین پڑ جاتے ہین۔ جب حق پر نظر ڈالتے ہین عقل کہتی ہے کہ اتباع
کرو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ خاص اپنے نفع اور فائدہ کی فکر مین پڑ کر کہنے لگتے ہین۔ کہ اگر
ہم نے اس امر جدید کو اختیار کر لیا۔ اور جدید طریق اختیار کرنے والا فریق بروئے کار نہ آ
سکا۔ اور زور نہ پانے کی وجہ سے تیتر بتر ہو گیا تو ہمین خسارہ اوٹھانا پڑے گا۔ اور یہ بھی
خطرہ ہے کہ ہم طریقہ قدیم ہی پر رہین۔ تو کہین اوس کا زور گھٹ نہ جائے۔ اور یون ہم گمراً
[illegible] دست و پا رہ جائین۔ پس حزم و دانشمندی یہ ہے کہ در پردہ دونون فریقون
کے ساتھ ملے رہین۔ جبکسی ایک فریق کو غلبہ ہو جائے گا۔ ہم بہی علانیہ اوس کے ساتھ ہو
جائین گے۔ اسی خیال کے لوگ مذبذب بین الطرفین اور آیہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ
عَلَیْكُمْ کے مصداق ہین۔ اور اس قسم کا تذبذب قوم اور افراد قوم کو لاحق ہوتا ہے ضعف
کی حالت مین خصوصاً ضعف ارادہ و ضعف علم سے۔ یہود چونکہ اسی مین مبتلا تھے منافقانہ
چالین چلتے تھے۔ اگر اون کا ارادہ مضبوط ہوتا۔ تو جو انکا اعتقاد باطنی تہا۔ ظاہر مین بہی
اوسی پر قائم رہتے۔ اور تذبذب و نفاق کو چھوڑ کر یکسو ہو جاتے۔ چونکہ دیدہ و دانستہ
[illegible] طریقہ اختیار کر رکھا تہا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کو اس پر سرزنش کی۔ اور فرمایا اولا

Marfat.com

يعلمون ان الله يعلم ما يسرون وما يعلنون

ومنهم اميون لا يعلمون الكتب الا اماني وان هم الا يظنون

فويل للذين يكتبون الكتب بايديهم ثم يقولون هذا من عند
الله ليشتروا به ثمنا قليلا فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل
لهم مما يكسبون ﴿٧٩﴾ وقالوا لن تمسنا النار الا اياما معدودة
قل اتخذتم عند الله عهدا فلن يخلف الله عهده ام تقولون
على الله ما لا تعلمون ﴿٨٠﴾ ترجمہ۔ اور بعض اون مین بے پڑھے لکھے ہین سوائے آرزوؤن کے کتاب کو نہین جانتے۔ اور سوائے خیال بندی کے اون کے پاس کچھ نہین ہے۔ پس عذاب ہے اون لوگون کے لیئے کہ کتاب لکھتے تو ہین اپنے ہاتھون سے اور کہتے ہین کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ اس ترکیب سے تھوڑا سا فائدہ اوٹھائین پس وہ عذاب کے مستحق ہوئے۔ اپنے ہاتھون کے لکھے ہوئے سے۔ اور مستحق عذاب بنے اپنی کرتوتون کی بدولت۔ اور پھر بھی کہتے ہین کہ ہمین آگ نہ جلائے گی۔ لیکن گنتی کے دنون۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ کیا تم نے اللہ سے اس کا عہد لیلیا ہے۔ تو البتہ وہ اپنے اس عہد کے خلاف نہ کریگا۔ یا تم اللہ کے بارے مین ایسی باتین کہتے ہو۔ جن کو نہین جانتے۔

ومنهم اميون۔ اس سے پہلے جو کچھ بیان ہوا وہ علماء یہود کی شان کے متعلق تھا کہ کتاب اللہ کی تحریف کرتے ہین۔ اور بذریعہ تاویل احکام الٰہی سے اپنے آپ کو آزاد کرتے تھے اور اس آیت مین ذکر ہے۔ اون عام لوگون کا جو نہ کتاب کا علم رکھتے تھے۔ اور نہ احکام شریعت سے آگاہی۔ اور سوائے دور از قیاس امیدون اور تمناؤن کے اون کے پاس دین کا کچھ بھی نہین تھا۔ عقل و برہان سے انہین سروکار نہ تھا۔ اُمی تھے۔ اور بدترین اُمی۔ کیونکہ بعض سے اُمی علم شریعت علماء سے حاصل کرتے ہین۔ اور دلیل و عقل سے اسے سمجھکر اوس پر ایمان لاتے ہین۔ یون اون کا علم صحیح ہو جاتا ہے۔ لیکن اُمیان یہود ایسے نہ تھے۔ بلکہ خیالی توہمات مین مگن رہنے والے تھے۔

اس قسم کی خام خیالی اور خود پسندی ہی ضعف و انحطاط کے وقت ہر قوم مین آ جاتی ہے۔ اور جو بگڑی بگڑائی شریعت اوس وقت اون کے ہاتھ مین ہوتی ہے اوسے اصل [illegible] کہنے لگ جاتے ہین۔ اور اپنے اسلاف [illegible] حقیقت [illegible]

... پر اپنی ترجیح و فضیلت کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ تنزول قرآن کے وقت ... لیکن آج ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہین۔ اور وہی باتین کر رہے ہین۔ جو یہود کیا کرتے تھے۔ اور اس حدیث صحیح کے پورے مصداق بن گئے ہین لتتبعن سنن من قبلکم شبرًا بشبرا و ذراع بذراع۔

آمانی کی تفسیر مین علمائے اسلام کی مختلف رائین ہین۔ بعض غیر معقول امیدون سے اس کی تفسیر کرتے ہین۔ اور بعض اکاذیب باطلہ سے اور بعض توریت کے پڑھنے سے یعنی یہ لوگ توریت تو پڑھتے ہین۔ لیکن بغیر غور و تدبر و فکر و خوض کے۔ اس لیئے اون کے اعمال مین توریت خوانی کا کوئی اثر ظہور پذیر نہین ہوتا۔ اور وہ مصداق ہین مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا کے۔ اس قسم کی تمنا و آرزوان ... مسلمانون مین بھی بے طرح پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ امم قدیمہ سے بھی کچھ بڑھ گئی ہے۔ دنیا کی قومون سے زیادہ اپنی مذہبی کتاب کو پڑھتے ہین۔ لیکن سب سے کم اوس کے فہم و ادراک کی کوشش کرتے ہین۔ تا بہدایت و اہتدا چہ رسد۔

یکتبون الکتب۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ علمائے یہود خلاف شریعت الٰہی احکام لکھا کرتے تھے۔ لیکن اگر یہی مراد ہوتی۔ تو پھر کلام کی ابتدا فا سے نہ ہوتی۔ فا کے آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت وعید ہے اُن لوگون کے لیئے جو کتابت اور تالیف کتب دینیہ کے ذریعہ لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے تھے۔ اور اپنی تصانیف و تالیفات کی بابت کہتے تھے۔ کہ یہ کتاب اللہ (توریت) ماخوذ ہے۔ حالانکہ وہ تصانیف توریت کے خلاف ہوتی تھین۔ اور بتاویل و تسویل انکو ماخوذ از توریت ثابت کیا جاتا تھا۔ ایسی کتابون کے ذریعہ علمائے یہود عوام کو اپنی طرف مائل کرتے تھے۔ اور جاہ و منزلت حاصل کرتے اور دین کے بہانہ لوگون کا مال کھاتے تھے اس لیئے اون کے حق مین کہا گیا لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

ثمن قلیل سے قلت دام و درم مراد نہین ہے۔ بلکہ مال کثیر پر قلیل کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس لیئے کہ حق جس قیمت پر بھی بیچا جائے وہ قیمت حق کے مقابلہ مین کم ہی ہے۔ کیونکہ حق سب چیزون سے گران بیش بہا اور سب سے ارفع و اعلےٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ویل و عذاب کی وعید بھی مکرر واقع ہوئی ہے۔

... معدودۃ۔ بنی اسرائیل کا خیال غلط تھا کہ جتنے دنون ادنھون نے موسیٰ ...

کی غیبت مین بچھڑے کو پوجا تھا جو اختلاف ... دن ...
ہی دن دوزخ مین جلین گے۔ اور پھر نجات پا جائین گے۔ ...
کے ہونا نہین چاہیئے۔ اس لیئے اون سے خدا نے پوچھا۔ کہ کیا ہم نے تم سے کوئی ...
ہے۔ یا تم خود اپنی طرف سے یہ بات گھڑتے ہو۔ چونکہ کوئی عہد خدا نے ایسا نہین کیا تھا ...
گویا یہود کو سمجھایا گیا۔ کہ تمہارے علماء اپنے آپ ایسی باتین لکھ کر کتاب اللہ کی طرف منسوب کرتے
ہین پھر وہ اور تم دونون مستوجب ہلاک ہو یا مستحق نجات ہو

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ ترجمہ ہان جسنے کمائی برائی۔ اور گھیر لیا اوس کو اوسکے
گناہون نے وہ دوزخی ہے۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ ہی مین جلے گا۔ اور جو ایمان لایا۔ اور
نیک کام کیئے۔ وہ جنتی ہے۔ اور ہمیشہ جنت ہی مین رہیگا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۱﴾ ترجمہ اور یاد کرو وہ وقت کہ ہمنے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ اللہ
کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور والدین اور قرابت دارون اور یتیمون مسکینون کے
ساتھ احسان کرنا۔ اور لوگون سے اچھی بات کہنا۔ اور نماز پڑھنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ پھر تم ...
کے سوا اس عہد سے پھر گئے۔ اور تم پھر جانے والے ہی ہو۔

گذشتہ آیات مین مذہبی تاریخ کی نعمتین اور اون کے مقابلہ مین شکر نہ کرنے کے عواقب
انجام باسلوب عبرت بیان ہوئے ہین۔ کہ بنی اسرائیل کو کل عالم پر فضیلت دیگئی جب ...
نفوس بلند ہونے چاہئین تھے۔ مگر تہ ہوئے۔ قید فرعون اور غرق بحر سے بچایا ...
شکر کرنا اور خدا کی طرف رجوع لانا چاہیئے تھا۔ مگر نہ لائے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ...
کے لیئے کتاب و آیات بینات دین۔ تیہ جیسے بے آب و گیاہ جنگل مین من و سلویٰ ...
معاش فراہم کی۔ چاہیئے تھا کہ کفر و انکار سے باز آتے۔ اور خدا کے سچے تابعدار ...
نہ بنے۔ گویا یہان تک کوئی علمی حکم بیان نہین ہوا تھا۔ ...

...بیان کرکے اون کے ترک و اہمال کے نتائج کا ذکر ہے۔

وبالوالدین احسانا میثاق کا دوسرا حکم ہے۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور والدین کے ساتھ احسان۔ احسان کہتے ہین انتہائی نیکی اور خوش سلوکی کو جس مین تمام رعایت و عنایت آجاتی ہے۔ توریت مین والدین کے ساتھ احسان کرنے کا نہایت سخت حکم ہے۔ چنانچہ موجودہ تورات مین بھی ہے۔ کہ جو شخص والدین کو گالی دے۔ اوسے فوراً قتل کردینا چاہیئے۔

اللہ تعالی اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے اوسکی اہمیت ظاہر ہے۔ اور وجہ اہمیت بھی اظہر من الشمس ہے۔ کہ والدین اولاد کے ساتھ جب کہ وہ ضعیف و عاجز معذور و مجبور ناسمجھ ہوتی ہے۔ اوس کی تربیت مین اور اوس کے انسان بنانے مین سچی شفقت سے کام لیتے ہین۔ اور جب تک کہ وہ اپنے نفس کی حفاظت کے قابل ہوتی ہے۔ اوس کی احسن وجوہ اور بطریق اکمل کفالت کرتے ہین۔ اور احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ یہان تک کہ انسان کا فرض ہے۔ کہ اگر کوئی اوس کے ساتھ ذرا بھی بھلائی کرے اوس کا بدلہ دے۔ پھر بھلا ماں باپ کے سلوک و احسان کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اون سے زیادہ کون کسی پر احسان کرسکتا ہے اس لیئے اون پر بطور جزا احسان کرنے کا حکم بھی تالی حکم عبادت اللہ ہے۔

احسان وہ چیز ہے جو روابط طبیعیہ کو مضبوط اور کشش فطری کو قوی کرتی ہے۔ تاکہ گھرانے معیشت و مصلحت کا کمال حاصل کرسکین۔ اور قوم بھی بنتی ہے گھرانون سے۔ اس لیئے گھرانون کی اصلاح قوم کی اصلاح ہے۔ یہان تک کہ جسکا گھرانہ درست نہین۔ اوسکی قوم بھی درست نہین۔ احسان کیونکر گھرانے کی اصلاح و فلاح کا باعث ہے؟ اس کو یون سمجھو کہ صلہ رحم اور باہمی اعانت جو والدین اور اولاد مین ہوتا ہے۔ وہ نہایت قوی اور اکمل ہے۔ اس کے بعد دوسرے رشتہ دارون کا نمبر ہے۔ اور پھر بعید اور بعید ترین کا۔ پس جس شخص کی طبیعت اتنی ناقص ہے کہ وہ اپنے قریب تر کے ساتھ بھی نیکی نہین کرسکتا۔ پھر اوس سے بعید از بعید کو کیا توقع ہوسکتی ہے جو شخص کہ لوگون کے ساتھ نیکی نہ کرے۔ اور اون کو اوس سے کچھ فائدہ نہ پہونچے۔ وہ اس قابل نہین ہے کہ قصر قومی کا جزو ہوسکے۔ جو شخص کہ تقاضائے فطرت کو توڑ کر اپنون کا نہ ہوا۔ وہ غیرون کا کیا ہوگا۔ اور کیونکر وہ اون کی خوشی سے خوش اور اون کے رنج سے رنجیدہ ہوسکتا ہے۔ اور کیونکر وہ اون کے نفع کو اپنا نفع اور اون کے نقصان کو اپنا نقصان جان سکتا ہے۔ اور جب ایک گھرانے کے لوگ باہم ایسے صفات ضروری نہین رکھتے۔ وہ کسی قوم کا ممبر بھی نہین ہوسکتا۔

چونکہ از روے فطرت بشری ... 
اصلاحات سے مضبوط تر ہے اسی لیئے مذہب ... 
اور پھر قرابت داروں کے حقوق علے قدر مراتب قرار دیئے ...

اہل قرابت کے حقوق کے بعد عامۃ الناس مین اہل حاجت کے حقوق ... 
والیتامی اور والمساکین کہکر یتیموں اور مسکینوں کو ترجیح دیگئی۔

یتیم وہ ہے جس کا باپ مر گیا ہو اور وہ ابھی چھوٹا ہی ہو یتیم کے ساتھ مسکنت کی قید نہین لگائی گئی۔ اس لیئے کہ اگر یتیم کے ساتھ احسان کرنا مشروط ہوتا فقر و مسکنت کے ساتھ تو صرف لفظ یتیم ہی کافی نہ تہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یتیم بالذات مستحق عنایت و احسان ہے۔ اگرچہ ... اللہ پاک نے قرآن مجید مین دوسرے مقامات مین وصیت فی الیتیم کے بارہ مین سخت تاکید کی ہے۔ اور احادیث مین بھی یتیم کی خبر گیری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حتی کہ قرآن مین ہے کہ یتیم کو جھڑکو بھی نہین۔ اور یتیمون کے مال کھانے والے پر سخت ترین وعید وارد ہے۔ اس اہتمام و تاکید کا راز یہ ہے۔ کہ اکثر اوقات بلکہ ہمیشہ یتیم کے سر پر کوئی ایسا آدمی نہین ہوتا جس کو فطرۃً اوس کی تربیت اور اوس کے حقوق کی حفاظت اور اوس کے دینی و دنیوی امور کی تہذیب بالطبع آمادہ کرے۔ مان اگرچہ زندہ ہو۔ لیکن اکثر اوقات بچہ کی تربیت کما ینبغی سے عاجز ہوتی ہے خصوصاً جب کہ اوس نے دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ اس لیئے خدائے تعالیٰ نے عام لوگون کو بتاکید حکم دیا۔ کہ یتیمون کو اپنے بچے سمجھو۔ اور دینی و دنیوی تربیت مین پوری توجہ کرو ... بگڑنے نہ پائین۔ اور اون کے بگڑنے سے اون کے آس پاس مین اور بگاڑ نہ پڑے۔ اور ... قوم مین نہ پھیل جائے۔ کیونکہ قوم مین فساد کا پھیلنا قوم کا فنا ہو جانا ہے۔ پس یتیمون کی ... کا حکم مبنی ہے اس مصلحت پر کہ وہ فاسد خمیر بن کر قوم کو نہ بگاڑ دین۔ اب گویا یتیمون کا خود چھوڑ دینا اور بگڑنے دینا تمام قوم کو بگاڑنا ہے۔ —

مساکین سے مراد یہ ہٹے کٹے جوان دھان کھانے کمانے کے لائق بھیک منگے نہین جنہون نے مانگنے کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ حالانکہ اگر وہ چاہین۔ تو گذر اوقات ... مین مسکین وہ ہے جو قدر کفایت کے پیدا کرنے سے عاجز و لاچار ...

وقولوا للناس حسنا یہ ممکن نہین ہے کہ ایک آدمی ... سکے اس لیئے اس جگہ آیت مین ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] تربیت پا جاوے۔ یا اونکا

[illegible] حالت بدلنے کے لیے ایک زبردست

[illegible] ہو جاتا ہے۔ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہی راز ہے اُن

[illegible] کا جو علوم مغربی کی بدولت روشن

[illegible] جنکو انسانی ترقی سے بہت بڑا تعلق ہے

[illegible] پسند کیا جاتے ہین۔ یہ ثابت کرکے کہ یہ امور یورپ

[illegible] کا اور ساتھ ہی یہ بھی جتاتے جاتے ہین کہ اسلام

[illegible] کچھ واسطہ نہین۔ اگر تمکو دنیا مین ترقی کرنی ہے

[illegible] کی یہ توہین اور واقعی توہین اور غیرت کا پاؤن درمیان

[illegible] نون کے دل و دماغ مین مٹا مٹا موجود ہے۔ اور جنکو وہ

[illegible] مذہب سے کوسون دور ہین۔ انکے دلون مین ان باتون کی

[illegible] نہین لگائی جاتی اور محض بے سود ثابت ہوتی ہین۔ ورنہ

[illegible] والون کی کمی نہین ہے۔ ہین اور بکثرت ہین۔ اور اتنے ہین کہ

[illegible] تربیت ملے اونکی حالت بدلجائے۔ اور وہ کچھ سے کچھ ہو جائین

[illegible] حالت بگڑ جانے اور گھرانون سے مذہبی تربیت اُٹھ جانے

[illegible] ہین۔ اور دوسری طرف مغربی علوم جنہین وہ قوم مین

[illegible] نہین ہوتا۔ اور محققانہ نہین پڑھتے سمجھتے الاماشاء اللہ

[illegible] سے بیزاری ظاہر کرتے ہین مگر مقلد ضرور ہوتے ہین

[illegible] الاماشاء اللہ۔ اور جو کچھ بھی اون مغربی علوم کے ذریعہ سے

[illegible] عام یہ ہے کہ وہ اپنی قومی خصوصیات

[illegible] ہے۔ اور اوس قوم کے حق مین ہی

[illegible]

[illegible] اور ایک

[illegible]

[illegible] کے ساتھ بھی احسان کرو۔ والدین اقربا قرب و قریب اور رشتہ دارون کی [illegible] ساتھ احسان کرو۔ اور یتیم اور مسکین بھی چونکہ مستغنی عن الاحسان نہین ہے [illegible] کو بھی فرزند جان کر احسان کرو۔ کیونکہ ان کی بھلائی خود تمہاری بھلائی اور ان کا بگاڑ خود تمہارا بگاڑ ہے۔ اپنا بگاڑ نہین چاہتے۔ تو انہین بناؤ۔ اور عام لوگون کے ساتھ حسن قولی ختیار کرو۔ حسن قولی سے مراد یہی نہین ہے کہ میٹھی میٹھی چکنی چپڑی باتین کیا کرو۔ بلکہ اوس کے معنی یہ ہین بہترین گفتار سے بھلائی کا حکم دو۔ اور برائی سے منع کرو۔ ظاہر ہے کہ ان فرائض کے ادا کرنے سے کہان تک تمام قوم درست ہوسکتی ہے۔

لا تعبدون الا الله مین منع شرک کی صورت مین یہ حکم ہے عبادت آلہی کا۔ اگرچہ یہ انسانی فطرت خود بتارہی ہے کہ ہر شخص کو خدا کی عبادت اور شکر کرنا چاہیے۔ لیکن بغیر ہدایت الہی کے نہین سمجھ سکتا۔ کہ کیونکر اس کی عبادت کرے۔ اس لیئے خدائے تعالی نے خود اسکی شرح کردی۔ اور بتادیا کہ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ تمہارے نفوس اصلاح پائین گے۔ اور تم کمال فردی و قومی کے منتہا پر پہونچو گے۔

اقامۃ الصلوٰۃ کہتے ہین۔ اخلاص و صدق سے خدا کی طرف متوجہ ہونے اور اوس کی عزت جلال کے سامنے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کرنے کو۔ نہ محض صورت صلوٰۃ اور اوس کی ظاہری رسمون کے ادا کرنے کو۔ اس لیئے کہ اگر ظاہری رسوم صلوٰۃ ہی مراد ہوتی۔ تو اس سے [illegible] بنی اسرائیل نے اعراض نہین کیا ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق اکثر احبار یہود کا خیال تہا اور ہے کہ قربانیان اور زکوٰۃ وغیرہ کا حکم [illegible] لیئے ہے کہ بنی اسرائیل اس طرح کفارہ گناہ اور مصر کی قید وغیرہ سے چھوٹنے کا شکریہ ادا [illegible] حالانکہ زکوٰۃ کی لم یہ نہین ہے۔ کیونکہ اگر یہی بات ہوتی۔ تو بنی اسرائیل پر متعدد [illegible] زکوٰتین نہ ہوتین۔ جن مین سے ایک آل ہارون کو مال کی ایک مقدار دینا ہے۔ دوسری [illegible] کے لیئے نکالنا تیسری پہلون کی۔ چوتھی ہر ساتوین سال زمین کا بے کاشت چھوڑ دینا۔ [illegible] زکوتون کی اصل علتین ہم آگے بڑھ کر جہان مسلمانون کو زکوٰۃ دینے کا حکم آتا ہے مفصل [illegible] گے۔ اور وہین نماز کا فلسفہ بھی دکھائین گے۔

ثم تولیتم الا قلیلا۔ بعد اوس عہد و میثاق کے جس مین تمہارے لیئے سعادت دارین تہی [illegible] اعراض کیا وانتم معرضون۔ اور اب تک اعراض ہی کیئے چلے آتے ہو

بہت سے اعراض کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ... ہیں۔ اور کماحقہ تعمیل احکام کرتے ہین۔ مگر ایسے نہیں تو ان چند آدمیون ... قاعدہ یہی ہے کہ قوم کتنی ہی کیون نہ بگڑ جائے۔ لیکن کچھ نہ کچھ افراد ان میں ... علے الحق بہی ہوتے ہین۔ لیکن ایسے چند اشخاص کا وجود قوم کو عذاب الہی سے نہین بچا سکتا جب کہ قوم مین بدیان زیادہ اور نیکیان کم ہوگئی ہون۔ جیسے بنی اسرائیل کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمانون کے حال پر کہ وہ اپنے چند ایک آدمیون کے گھمنڈ مین پھولے بیٹھے ہین۔ اور وہ بھی نہ صرف زندون بلکہ مردون پر بھی۔ چنانچہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جن دنون پنجاب مین طاعون پھیلا ہوا تھا۔ اتفاقاً میرا قصبہ اس وبا سے محفوظ تھا۔ جس کی علت لوگ یہ بتاتے تھے کہ اس قصبہ مین چند بزرگون کے مزار ہین طاعون کی کیا مجال ہے کہ یہان قدم رکھے۔ وہ ہرگز اس بلا کو یہان نہین گھسنے دین گے۔ لیکن جیسا در حقیقت یہ خیال باطل تھا۔ اوس کا بطلان اہل قصبہ کو اپنی آنکھون دیکھنا پڑا۔ طاعون آیا۔ اور ایسی مری پڑی کہ پنجاب کے شاید کسی گاؤن مین بھی نہ پڑی ہوگی۔

مسلمانون کی اس ضعیف الاعتقادی اور نیک بننے کی کوشش چھوڑ کر چند نیکون کو ذریعہ نجات یقین کر لینے نے مسلمانون کی جو حالت کر دی ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ قوم تمام ... چلی جاتی ہے۔ لیکن لوگون کو تنبیہ نہین ہوتی۔ کہ وہ کیون اس حالت کو پہونچ رہے ہین!

خدا تعالی کی سنت جاریہ ہے۔ کہ قومین اوسیوقت تک با اقبال و باعزت رہسکتی ہین کہ اکثر قوم اون اخلاق و اعمال پر عامل رہے۔ جو ذریعہ مجد و شرف اور باعث عزت ہین اور انہین باتون کے حاصل کرنے سے عزت و اعتلاء حاصل ہوتا ہے۔ مگر مسلمانون مین اتنی تمیز اور علم کہان ہے کہ سنن عزت و اقبال کو خلق و کائنات کے مشاہدہ سے معلوم کرین قرآن چلا چلا کر انہین بتاتا ہے۔ اور وہ اوس کی تلاوت کرتے ہین۔ لیکن وہ نہین سمجھتے کہ حقیقی عزت کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ آیا تمنا سے حاصل ہوتی ہے۔ یا اعمال و اخلاق سے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نکبت ان کے سر پر چھائی ہوئی ہے۔ نہ دین انکا درست رہا ہے۔ نہ دنیا۔ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها۔ اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون۔

یہود نے عہد و میثاق سے کیا اعراض کیا؟ یہی کہ اون کو حکم ہوا تھا کہ توریت ...

...بلند کیا انہون نے احبار کو ارباب بنایا۔ جنہون نے حلال کو حرام۔ حرام کو حلال کر دیا۔ اور احکام و شرائع مین کمی بیشی کردی۔ اور یہود اون کے کہنے پر چلے۔ اس لیئے گویا انہون نے احبار کو اللہ کا شریک بنا لیا۔ صلہ قرابت کو قطع کیا۔ زکوٰۃ دینی چھوڑ دی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے باز آگئے۔ مسلمان بھی ذرا اپنے دل مین سوچین۔ کہ وہ کہان تک احکام شریعت سے اعراض کر چکے ہین۔ اور کیا کر رہے ہین۔ جو حال کبھی یہود کا تہا۔ وہی مسلمانون کا ہے۔ جیسے اون مین پابند شریعت قلیل تھے۔ جو وعید سے مستثنےٰ ہین۔ اسیطرح مسلمانون مین بھی وہ نیک بندے خال خال ہی ہونگے۔ جو شریعت کے پابند ہون۔ ہان اس تشابہ مین اتنا فرق اور بھی ہے کہ یہود اعراض عن الشریعت کے مرتکب ہوئے۔ لیکن پھر وہ بہت سے شریعت کے احکام پر عود کر آئے۔ جس سے آج اون کی حالت اچھی دیکھی جاتی ہے۔ مسلمانون نے ایسا اعراض کیا ہے۔ کہ توجہ و عود کا نام ہی نہین لیتے۔ لیکن جب تک کہ اون کا یہ حال ہے۔ وہ ہرگز شکنجہ عقاب الٰہی سے جس مین وہ یہان دنیا مین بھی گرفتار ہین۔ اور آخرت مین بھی ہونگے نہین چھوٹ سکے۔ اور نہین چھوٹ سکتے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۳﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؗ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ اور یاد کرو وہ وقت جبکہ تم سے عہد لیا تھا۔ کہ تم باہم خونریزی نہ کرو۔ اور اپنے آدمیون کو اپنے شہرون سے نہ نکالو۔ پھر تم نے اس کا اقرار بھی کیا۔ اور تم ہی اس اقرار کے گواہ ہو۔ پھر تم ہی اپنون کو قتل کرتے ہو۔ اور اپنے آدمیون کو بھی گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کے مددگار ہو کر گھرون سے نکال دیتے ہو۔ اور اگر وہ غیر قوم کے قیدی ہو کر تمہارے پاس پہونچتے ہین

تو فدیہ دے کر اون کو چھڑا لیتے ...

کتاب اللہ کی بعض باتون کو مانتے اور بعض کو ...
کرے اس کا بدلہ دنیا مین ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن ...
جانے کے سوا اور کیا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اوس سے غافل نہین ہے ...
جنھون نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی ہے اس لیے نہ اون کے عذاب مین تخفیف
ہوگی۔ اور نہ اون کو کہین سے مدد ملیگی۔

تفسیر۔ گذشتہ آیت میثاق مین یاد دہانی تہی اون اہم احکام کی جن کی بابت خدا
تعالی نے بعد توحید بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ اور بیان تھا اس امر کا کہ گو بنی اسرائیل نے
بجا آوری احکام کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو وفا نہ کیا۔ اور احکام بجا نہ لائے۔ بلکہ میثاق
خداوندی کو توڑا۔ اور مطلق پروا نہ کی۔ اور اوپر کی دو آیتون مین ذکر ہے اہم منہیات کا۔
جن کے اجتناب کی بابت خداوند تعالی نے بنی اسرائیل سے عہد لیا۔ پہلے میثاق کا ذکر کرتے
ہوئے فرمایا اخذنا میثاق بنی اسرائیل یعنی اون بنی اسرائیل سے جن کے وقت
مین توریت نازل ہوئی۔ بواسطہ رسول اون سے عہد لیا گیا۔ اور پھر اسی آیت مین نزول
قرآن کے وقت جو یہود موجود تھے۔ اون کو مخاطب بنایا گیا۔ اور کہا ثم تولیتم ... کیونکہ
پچھلی آیت مین یہود عرب مخاطب ہو چکے تھے۔ دوسرے میثاق کے بیان مین بلا واسطہ
انہین کے میثاق کا ذکر کیا گیا ہے۔ باین وجہ و اعتبار کہ قوم بمنزلہ شخص واحد کے ہوتی ہے
خلف بہی اسی خیر و شر کے کم و بیش پابند ہوتے ہین جس پر کہ اسلاف پہلے ہو چکے ...
اور انہین کے راستہ پر چلتے ہین۔ جیسے کہ اشخاص و افراد جو کام بچپن اور لڑکپن مین کرتے
ہین۔ انکا اثر بڑے ہو کر بہی باقی رہتا ہے یہی حال قومون اور امتون کا ہے۔

اگرچہ میثاق بہی بالکل صاف اور صریح المعنی ہے۔ لیکن اوس کا طرز بیان خالی ...
نہین کیونکہ خونریزی اور جلا وطن کرنے سے خدائے تعالی نے بنی اسرائیل کو منع کیا
اس طرح کہ جس سے قوم کی وحدت کا خیال دل مین پیدا ہوتا اور ایک اچھا ...
ہے بشرطیکہ کوئی دل باشعور اور وجدان قابل تاثر رکھتا ہو۔ لا تسفکون ...
مین قوم مین سے ہر شخص کا خون دوسرے قاتل کا خون قرار دیا گیا ہے ...
شخص کسی دوسرے کو مارتا ہے۔ اور قتل کا ...

Marfat.com

... دیا ... کا ہے۔ کہ یہ حکم مع الدلیل والحکمۃ
... سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قوم کو قیام و دوام نہیں ہے۔ مگر اس شعور عام سے
... قوم ... افراد ... سے ہر فرد اپنے نفس کو اوروں کا نفس اور اوروں کے نفس کو اپنا نفس سمجھے
اپنا خون اوروں کا خون اور اوروں کا اپنا خون جانے۔ بلکہ صرف خون ہی پر کیا منحصر ہے اوروں
کے فائدے کو اپنا فائدہ اور اپنے فائدہ کو اوروں کا فائدہ سمجھے۔ اس لیئے کہ جیسے ہر شخص اپنی شخصی
حیات سے زندہ ہے۔ اور وہ حیات اوس کے نزدیک قابل احترام ہے۔ ویسے ہی قومی حیات
بھی اس کی زندگی ہے۔ اس لیئے وہ بھی ویسی ہی قابل احترام ہونی چاہیئے جیسی کہ شخصی حیات۔

ثم انتم هولاء تم بھی وہی کرتے ہو جو تمہارے اسلاف کرتے تھے۔ حالانکہ تم معترف بھی
ہو کہ جو عہد تمہارے اسلاف سے لیا گیا تھا۔ وہی تم سے بھی لیا گیا ہے۔ اور تم پر بھی ویسا ہی واجب
التعیل ہے۔ جیسا کہ تمہارے اسلاف پر تھا۔

نزول قرآن کے وقت یہود کے بعض قبائل بعض سے لڑتے اور ایک دوسرے کو قید کرتے تھے
اور اکثروں کو تنگ آکر ترک وطن کرنا پڑتا تھا۔ انہیں واقعات کی بناء پر خدائے تعالیٰ نے
یہود پر ایک حجت قائم کی۔ اور حجت کی بات یہی ہے کہ ایک طرف تو یہود اس میثاق ہی کی طرف
سے اس قدر بے پروا رہے۔ کہ خیال تک میں نہیں لاتے تھے۔ اور قومیت واخوت کے خلاف
آمادہ عناد و پرخاش رہتے۔ اور لڑتے مرتے تھے۔ اور دوسری طرف جب اون کی قوم کا کوئی
قید ہو کر اون کے پاس آتا۔ اگرچہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا۔ فدیہ لیکر اوسے آزاد کر دیتے اور
کہتے کہ ہم کو کتاب اللہ میں حکم ملا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے قیدیوں کو فدیہ دے کر آزاد کر دیا
کرو۔ خدائے تعالیٰ اون کے حق میں کہتا ہے۔ اگر یہ عامل بکتاب ہی ہوتے۔ تو کیوں بھائیوں
کو وطن سے نکالتے۔ اخراج عن الوطن سے بھی تو منع کیئے گئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ عامل بکتاب
نہیں ہے۔ بلکہ اونہوں نے کتاب اللہ کو کھیل اور دین کو مضحکہ بنا رکھا ہے۔ کیا یہ بھی کوئی تعمیل
کتاب اور دینداری ہے کہ کتاب اللہ کے ایک حکم کو مانتے ہیں اور ایک کو نہیں مانتے۔ کیا
تمسخر بالدین نہیں ہے؟ کہ ایک آسان سا کام اختیار کر کے کوئی ایمان کا دعویٰ کرنے لگا ہے
... ترک ... کفر کا مرتکب ہو رہا ہو۔

افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض تنزیل قرآن کے وقت نازل تو
... میں ... آج ہم مسلمان بھی اگر یہود سے زیادہ نہیں۔ تو یہود کی برابر تو

ضرور اس آیت کے مصداق ہین [illegible]

منقسم ہین۔ ایک وہ ہین کہ جو صرف نماز روزہ حج کو ارکان اسلام [illegible]

کہ اوس کے ادا کرنے والے ہزاروں مین جیسے زکوۃ کا واجب ہے [illegible]

مین بھی تھوڑے ہی ہون گے ) اصل ایمان واسلام سمجھتے ہین۔ اور اسی کو نجات کے لیے [illegible]

جانتے ہین۔ اور باقی احکام صلاح وفلاح قومیہ سے بالکل سروکار نہین رکھتے۔ اور دوسرے

وہ جو تمدنی صلاح وفلاح کے چند احکام واوامر کے ایسے دلدادہ ہین ( مگر وہ بھی زبانی عملاً

کچھ بھی نہین ) کہ احکام صوم وصلوٰۃ کو جو تہذیب الاخلاق کے اصل اصول یا بہترین ممد و

معاون ہین سرے سے چھوڑے بیٹھے ہین۔ اور نہ صرف چھوڑے بیٹھے ہین۔ بلکہ اکثر اون کی

ضرورت کے بھی قایل نہین۔ اور بد و یا نہ تہذیب کے حسب حال بتاتے ہین۔ غرضکہ دونون

فریق افراط وتفریط مین پڑے ہوئے ہین۔ الا ماشاءاللہ غرضکہ اسیطرح بعض احکام قرآنی پر ایمان

رکھتے ہین۔ اور بعض کی تکفیر کرتے ہین جس طرح کہ یہود کرتے تھے۔

فما جزاء من یفعل ذلک۔ میثاق ذین کے توڑنے والے یہود کو عذاب کی خبر ہے۔ کہ

تم کیا وس میثاق خاص کو توڑتے ہو۔ اور کیا اوس شریعت کے خلاف کرتے ہو۔ جو تمہارے

اجتماع واتحاد کا مدار ہے۔ تم دنیا مین ذلیل ہوگے۔ اور عاقبت مین خوار۔ اور یہ امر عقل او

واقعات سے ثابت ہے کہ جب کوئی قوم امر پروردگار کے خلاف فسق وفجور اختیار کرتی ہے

اور حدود شرعیہ سے تجاوز کرجاتی ہے۔ تو دنیا مین اوس کا حال بیحال ہو جاتا ہے۔ اور

جمعیت تفرقہ سے مبدل ہو جاتی ہے۔ عزت کی جگہ ذلت اوس کا گریبان پکڑتی ہے۔ یہی سنت

آلہی ہے۔ اور بغرض عبرت بیان ہوئی ہے۔ تاکہ جو لوگ غفلت مین پڑکر اوسے بھول گئے ہین

اس یاددہانی سے یاد کرلین۔ اور بیراہ روی کو چھوڑ کر راہ پر آجاوین۔

ظاہر ہے کہ یہ وعید وتخویف یہود کے حق مین ابنائے قوم کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ

سے نازل ہوئی تھی بمقتضائے قیاس یہ ہے کہ کوئی اور قوم بھی اگر ایسا ہی کرتی ہے تو خزی

فی الدنیا کی مستحق ہے۔

اب مسلمان خود اپنے گریبانون مین موُنھ ڈال کر دیکھ لین کہ وہ کہان تک [illegible]

وملت کے ساتھ بدسلوکی روا رکھتے ہین۔ اسی باہمی بدسلوکی وبدخواہی کی [illegible]

ذلیل وخوار ہو رہے ہین۔ اور [illegible] کی [illegible]

... حسرت سے ... کہ یہ بسبب غفلت کی تاریکی سے باہر نکلین ... فساد کے اسباب وعلل کو سمجھین ۔ اور کرین جو کچھ کہ انہین کرنا چاہیئے ۔

ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب یہ بھی وعید ہے ایک ایسی فعل کے ترک پر جو بظاہر صرف امور دنیوی سے متعلق ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جو احکام و اوامر محض بغرض اصلاح اجتماع ہون ۔ اون کا ترک کر دینا بھی نہ صرف دنیا مین خرابی کا باعث ہوتا ہے ۔ بلکہ آخرت مین بھی جیسے فساد اخلاق کے بدنتائج دنیا مین مترتب ہوتے ہین ۔ حیات ظاہری اور جسم کے اوپر ویسے ہی عاقبت مین روح بھی سعادت اخروی سے محروم ہو کر شقاوت مین پڑتی ہے ۔ کیونکہ دنیوی سعادت صرف اعمال بدنیہ کا نتیجہ نہین ہوتی ۔ بلکہ وہ بدلہ ہوتی ہے تزکیۂ نفس اور درستی اخلاق کا جو عمل کے محرک ہوتے ہین ۔ پس جب کہ سعادت دنیوی بغیر تزکیۂ نفس کے حاصل نہین ہوتی ۔ تو پھر نعیم آخرت کیونکر صرف چند حرکات بدنیہ کے مقابلہ مین ملسکتی ہین ۔ جب کہ آخرت مین روحانیت غالب ہوگی ونفس ماسواھا فالھمھا فجورھا وتقواھا قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا ط

اولئک الذین اشتروا الخ وعید عذاب کی دوسری وجہ مؤکد ہے ۔ کہ ان لوگون نے شریعت کی رہنمائی سے آخرت کے بدلے حیات دنیوی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے ۔ اسی لیئے وہ صرف انہین احکام کا اتباع کرتے ہین ۔ جو اون کی خواہش و ہوا کے مطابق ہوتے ہین ۔ چنانچہ مشرکون کے شریک حال ہو کر اپنی ہی قوم سے لڑتے تھے ۔ اور رابطہ دین ونسب کا خیال نہین کرتے تھے ۔ یہی حال آج کل مسلمانون کا ہو رہا ہے ۔ کہ رابطۂ مذہب وقوم کو پس پشت ڈالتے ہوئے غیرون کے ہاتھ مین اون کی بھلائی اور قوم کا نقصان کرنے کے لیئے کٹ پتلی بنے ہوئے ہین ۔ اور نہین سوچتے کہ کیا کر رہے ہین ۔ اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے ۔ اور اب تک کیا ہوا ہے ۔

فلا یخفف عنھم العذاب ۔ اس لیئے کہ علت ذاتی موجود ہے ۔ یعنی فساد اخلاق اور اپنی جانون پر آپ ظلم کرنا ۔ اور جو اپنے اوپر آپ ظلم کر رہا ہو ۔ اوس کو کہان سے اور کیا مدد مل سکتی ہے ۔ اور کیا کسی کی شفاعت کام کر سکتی ہے ۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ج فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۵﴾

[illegible] نہیں ہی [illegible] طرح [illegible]

انسانی عادت ہے کہ جب [illegible]

ہے اس کا خیال جاتا رہتا ہے۔ تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں [illegible]

ہو کر تغیر [illegible] فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے۔ اور [illegible] قوم [illegible]

جاتے ہیں یا لوگ طرح طرح کی تاویل اور تسویل سے اصل احکام کو [illegible]

طرح طرح کی قیل و قال گھڑی ہو جاتی ہے۔ اور متاخرین جو کہ [illegible]

ہوئے پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں سو وہ اپنی جہالت کی وجہ [illegible]

مذہب سے فی الجملہ معذور ہوتے ہیں۔ اور حسن ظن اور ثقاہت [illegible]

کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو اون کے آبا و اجداد کرتے رہتے تھے۔ اور [illegible]

خدا تعالی نے سورۂ حدید میں بہت [illegible]

ہیں الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ [illegible]

الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال [illegible]

فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون۔ اسی [illegible]

انبیاء و رسل اپنے بندوں میں بھیجتا رہا۔ تاکہ انذار و وعظ کو [illegible]

[illegible] لوگ فاسق و گمراہ نہ ہو جائیں۔ اگرچہ [illegible]

لیکن جہاں تک تاریخ سے معلوم ہے۔ کوئی ایسی قوم نہیں [illegible]

[illegible] انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل [illegible]

[illegible] گذر جانے کا عذر بنی اسرائیل کی طرح کرتی ہیں [illegible]

انذار قابل پذیرائی نہیں تھا اسی لئے خدا تعالی نے [illegible]

[illegible] الرسل

Marfat.com

[illegible] (۱۷) جناب [illegible]

[illegible] (۱۸) ایم [illegible] صاحب [illegible] دار

[illegible] (۵۴) جناب [illegible] الدین صاحب [illegible] (۸) جناب [illegible]

[illegible] حسین علی صاحب گرداور قانون گو۔

(۵۵) سید محمد حسین صاحب پیش امام جامع مسجد۔ (۵۶) جناب عبدالرحیم صاحب پیش امام مسجد [illegible] صاحب وکیل۔ (۵۸) جناب مولانا مولوی حاجی سید محمد مدنی صاحب [illegible] (۵۹) جناب [illegible] صاحب جنید۔ (۶۱) مولوی برکت علی صاحب مدرس مدرسہ [illegible] (۶۲) محمد یوسف امام [illegible] سکرٹری صاحب انجمن ضیاء الاسلام (۶۵) جناب سید [illegible] صاحب ٹونکی۔ (۶۷) محمد فخر الدین صاحب حیدرآباد دکن

## ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

[illegible] صاحب کا اردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ یہ بالکل نادر الوجود تھی [illegible] [illegible] کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوس کا ترجمہ کرایا ہے حصہ اول تیار ہے قیمت [illegible] حصہ دوم بھی تیار [illegible]

## ترجمہ تفسیر کبیر جلد اول فاتحۃ العلوم

تفسیر مؤلفہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی کسی مصنف پر بسی تھی۔ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ وطن نے اس بھاری کمی کو بھی پورا کر دیا ہے۔ قیمت تین روپے (عہ)

## حقانیت عقاید اسلامیہ۔

## (تزئین الکلام)

[illegible] فاضل اجل کی بیشقدر تالیف کا اردو ترجمہ مصنف کی اس دینی خدمت پر [illegible] عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ قیمت [illegible]

## حسن و زبیدہ

[illegible] کا بیان [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سامنے ہیں [illegible]

کی قدر رکھتے ہیں جو ہمون کے [illegible]

ملتہب حالی ہونا اور پھر اون [illegible]

ہے جن کے سامنے انہین پیش کرنا [illegible]

مانتے ہین کہ کوئی مزہ اونکا [illegible]

حالانکہ اون کے معدہ مین ابھی [illegible]

اور ہلاکت تک نوبت پہونچے

خونکہ مذکورہ بالا اوصاف کے [illegible]

سری سبھی جمعیت کو انتشار سے اور انتظام کو [illegible]

حالت مین یہی افراد قوم مین پائے جاتے ہین [illegible]

اگرچہ اون کی نسبتین پوری [illegible]

محتاج بیان ہون۔

مذکورہ بالا وجہ سے بر خلاف [illegible]

[illegible] مین سے بھی تعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

# ر القرآن

و مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

ھوں نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب
ے آگاہ کرنے کے لیے پہلے اخبار مین شائع
کیا تھا مگر اکثر احباب کے اصرار پر اوسے ماہوار
کی صورت مین شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰ ء

(سلسلہ [illegible]) نمبر (۵)

ناظرین مندرجہ ذیل غلطیاں درست فرمالیں

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۴۵ | ۱۴ | ا | [illegible] |
| ۱۴۶ | ۱ | ہی بڑا | اور بڑا |
| " | ۱۸ | ثمار جا | ثمار جا |
| ۱۴۷ | ۱۶ | یفرعون | یٰفرعون |
| " | ۱۸ | مآیۃ | بآیۃ |
| " | ۲۲ | واستر ہبوا ہم | واستر ہبوہم |
| " | ۲۳ | وحاوَ | وجاؤا |
| ۱۴۹ | ۱۱ | سند | سنداً |
| " | ۲۱ | اس نے ان سے | اُسنے |
| ۱۵۱ | ۹ | عجیبہ (یعنی | عجیبہ یعنی |
| " | ۱۰ | بچے) سورہ | بچے۔ سورہ |
| ۱۵۲ | ۱۸ | ہوئے پر | ہونے پر |
| ۱۵۴ | ۱۱ | کیا ہوا | کہ کیا ہوا |
| " | ۲۲ | مگر آدمی | مگر بعض |
| ۱۵۷ | ۱۶ | آدم حیوان | آدم حیوان |
| ۱۵۸ | ۱ | سمجھتے ہیں | سمجھتے ہوں |
| " | ۲۱ | وودحسن | اورحسن |
| ۱۶۳ | ۱۷ | [illegible] کہا | [illegible] |
| ۱۶[illegible] | ۱۶ | [illegible] | [illegible] |

Marfat.com

[illegible] ہیں۔ [illegible] ان کے دل جانتے ہیں۔ کہ اونھون نے
[illegible] کا بچے ہین یہ سجھتے ہین کہ ہمارے ان گناہون کو کوئی نہین جانتا۔
[illegible] ایام مین عذاب بھگت کر داخل جنت ہوجائین گے۔ لیکن یہ یادرکھین
[illegible] جب بھی شکنجۂ عذاب سے نہین بچ سکتے۔ اور اون کو اعمال کے ذرہ
[illegible] عذاب وابھی دیا جائے گا۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ
مَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾

ترجمہ اور اے محمد صلعم کہدے ان یہود سے کہ جو جبرئیل کا دشمن ہے۔ جس نے اللہ کے حکم سے تیرے
دل پر یہ قرآن اُتارا ہے۔ جو پہلی کتابون کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اور ہدایت بھی ہے اور بشارت
بھی ہے۔ ایمان والون کے لیئے۔ ایسے لوگ جو اللہ اور اوس کے ملائک اور رسولون اور جبرائیل و
میکائیل کے دشمن ہین۔ تو اللہ بھی ایسے کافرون کا دشمن ہے۔

مذکورہ بالا آیت وعید پر وعید ہے اور مع علت و سبب۔ یہود مدت ہائے دراز سے جبرائیلؑ
کو اپنا دشمن سمجھتے چلے آتے تھے۔ وہی اون پر کئی بار عذاب و عقاب لائے۔ حتیٰ کہ یہ لوگ خیال
کرتے تھے کہ یہود کا قابض ارواح بھی جبرائیل ہی ہے۔ ان وجوہ پر جبرائیل سے دشمنی رکھتے تھے
اور میکائیل کو اپنا خیر اندیش اور معطی رزق سمجھتے تھے۔ اس قدیم عقیدہ پر یہ اور مزید ہوا کہ جب ابن
صوریہ وغیرہ اکابر یہود نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا۔ کہ آپکے پاس کون وحی لاتا ہے۔ اور
آپ نے کہا کہ جبرائیل تو کہنے لگے۔ ہان یہ ہمارا قدیمی دشمن ہے۔ ہمارے سارے خفیہ منصوبے اگر تم کو
بتا دیتا ہے۔ اور بعض نے کہدیا کہ جس شخص پر ہمارا قدیم دشمن وحی لاتا ہو۔ ہم اوسپر ہرگز ایمان نہ
لاوین گے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان منکرون سے کہدو کہ
ہان جبرائیل ہی میرے پاس وحی لاتا ہے۔ لیکن جو جبرائیل کا دشمن ہے۔ وہ اللہ کا بھی دشمن ہے
اور ملائکہ و رسل و میکائیل کا بھی۔ اور خدا ایسے کافر کا دشمن ہے۔ اور اوسے اس کی سزا کو پہونچایگا

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ ترجمہ
[illegible] ہم نے صاف و صریح آیتین نازل کی ہین۔ اور فاسقون کے سوا کوئی اون

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ

وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ

عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ترجمہ

[illegible]

[illegible] ہے الیٰن کی قراءت اور وما انزل کی عطف

[illegible] سکا۔ اوس کے بعد یہ رائے قائم کی کہ

[illegible] کی رائے کے خلاف اور بعض کی رائے کے

[illegible] ما انزل کا ما نافیہ ہے۔ اور اسی بنا پر ہم نے یون ترجمہ کیا ہے کہ

[illegible] ہاروت فرشتون پر سحر نازل کیا گیا۔ قبل اس کے کہ ہم ولکن الشیاطین

[illegible] ماروت کا قضیہ معرض بیان مین لائین۔ ترجمہ مذکورہ بالا کو ماسبق آیات کی

[illegible] دینا اور سیاق عبارت اپنے سمجھے ہوئے مطلب کو ملا دینا مناسب سمجھتے ہین۔

[illegible] کے بیان [illegible] لانے کی خبر دیتے ہوئے خدا تعالیٰ نے مسلمانون کو یون خطاب کیا تھا کہ افتطمعون

[illegible] لکم وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد

[illegible] وھم یعلمون اس آیت کے بعد قرآن پاک مین بالتفصیل یہود کی تاریخی غلط

[illegible] اعتقادیان تمرد وعصیان وغیرہ کا حال) بیان ہوا ہے۔ اور اون کے حق مین وعید

[illegible] ہوئی ہیں۔ اور مذکورہ بالا آیات کی متصلہ آیات مین بزور بیان ہوا ہے کہ ان

[illegible] وشریعت کو حقائق کتاب پر ایمان اور شریعت موسوی پر عمل نہین ہے بلکہ من

[illegible] ہین اور جس بات کو چاہتے ہین داخل شریعت اور جس کو چاہتے ہین خارج از شریعت

[illegible] ہین گویا کتاب اللہ کو اونہون نے کھلونا بنا رکھا ہے۔ اور [illegible] اوس کے احکام پر [illegible] پیچھے

[illegible] مین پشت ڈال رکھا ہے۔ اور نہ صرف موجودہ یہود نے بلکہ اون کے اسلاف نے بھی یہی کام

[illegible] اونہون نے عہد سلیمانؑ اور عہد ہاروت و ماروت مین کتاب اللہ کو چھوڑ کر ان باتون

[illegible] جو بد سرشت لوگ عہد سلیمانی یا اوس کے بعد مین پڑھا [illegible] سلیمان کی طرف منسوب کیا کرتے

[illegible] کسی کا فرمانروائی کا مرتکب نہین ہوا تھا [illegible] کفر کیا تھا۔ تو انہین [illegible]

[illegible] سحر جو کفر ہے سکھایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ تعلیم سلیمانی ہے [illegible]

[illegible] تے تھے۔ اور جادو کو علم سلیمانی سمجھ کر سیکھتے تھے۔ حالانکہ یہ کفر کی بات

[illegible] شیطان سلیمان پر یہ تہمت دھرتے تھے

[illegible] ہاروت و [illegible] فرشتون پر بھی [illegible] خدا نے

[illegible] آیات [illegible] اور [illegible]

Marfat.com

[illegible]

ایسا علم نازل نہیں ہوا [illegible]

کی طرف منسوب کرتا تھا [illegible]

نہ کہ خدا کی طرف سے اونپر نازل [illegible]

سکھانے ہین کیونکہ دین و دنیا ضائع ہوتے اور کون ہے [illegible]

اور نہ خدا کی طرف سے اون پر سحر نازل ہوا تھا کہ لوگون کو سکھاتے [illegible]

وہ بھی تھے۔ اور ساحر لوگون کو خود رغبت سے سکھاتے اور [illegible]

ہاروت ایسا نہین کرتے تھے۔ بلکہ جب کوئی اون سے جادو سیکھنا [illegible]

اس جادو مین کیا دھرا ہے۔ ہم تو خلاف مرضی شریعت کے [illegible]

بیچکر لوگون کا فر بنتے اور تباہ ہوتے ہو۔ اسپر بھی اگر کوئی اون کا کہا [illegible]

سیکھ لیتے۔ لوگون کے اخلاق و اطوار چونکہ بگڑے ہوئے تھے [illegible]

[illegible] کو خلل بگاڑ ہو سکتا ہے۔ وہ انہین اپنے خیال کے [illegible]

ہر وہ گرفتار ان ہوا ہو۔ اسپر عمل کرتے لیکن اون کے [illegible]

کچھ نقصان نہ پہونچا سکتے۔ بلکہ اپنی ہی عاقبت ان بد کردار [illegible]

سیاق عبارت کو ملا کر دیکھو آیات [illegible]

یہی قرآن پاک معتقدات یہود کی تردید کرتا ہے۔ یہ آیت بھی [illegible]

معتقد یہی تھا کہ سحر کا علم سلیمان کا [illegible] ہے۔ اور ہاروت [illegible]

اسے۔ دونون اعتقادات کی [illegible] سلیمان اور [illegible]

ہاروت سے [illegible] کی گئی ہے۔ اگر [illegible] سحر ہاروت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ایہ فن [illegible] سازی سیکھے اور ان سے لوگوں کو باز رکھتے
[illegible] امر کیون باز رہتے تھے اور کیون بتانے مین دریغ کرتے تھے؟ اس کی
[illegible] کہ وہ اوس کو برا جانتے تھے۔ چنانچہ آج ہی دیکھ لو کہ جو لوگ جادوگر کہلاتے
[illegible] مین سے بعض نیک دل بلحاظ انجام اور بعض بوجہ بخل جادو سکھانے مین دریغ
[illegible] اور کہتے ہین کہ نہ سیکھو۔ خود راقم الحروف کو تحقیقی طور پر معلوم ہے کہ جے پور مین ایک
[illegible] جادوگری مین بہت مشہور و معروف تھا۔ اور راقم کے مرحوم استادون مین سے ایک آزاد
[illegible] صوفیانہ طبیعت والے بزرگ محض حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے جادو سیکھنے کے بڑے مشتاق
[illegible] عالم برہمن سے مدتون مین دوستانہ پیدا کیا۔ اور دلی محبت و دوستی پیدا ہو جانے کے
بعد سوال کیا کہ آپکے جادو کی بہت دھوم ہے۔ کوئی ٹٹکا ہمین بھی بتائیے۔ پنڈت جی نے جواب دیا کہ
استاد جی اس خیال کو چھوڑ دو۔ اس مین کیا رکھا ہے۔ کہو تو تمہاری خاطر سے کوئی ٹٹکا دکھا دین
لیکن سیکھنے سکھانے کا نام نہ لو۔ اوستاد مرحوم فرماتے تھے کہ مین نے وجہ دریافت کی۔ لیکن ہمیشہ آئین
بائین کر گئے۔ اور جو بات مین چاہتا تھا کبھی زبان سے نہ نکالی۔

مختصر یہ کہ جادوگر گو جادو کی حقیقت کیسی ہی ہیچ پوچ کیون نہ ہو لیکن عام قاعدہ ہے۔ کہ
[illegible] سے اوس کی تعلیم نہین کرتے۔ اور ممکن ہے کہ یہ دستور قدیم سے چلا آتا ہو۔ اور ہاروت ماروت
[illegible] عادت کے موافق لوگون سے کہتے ہون کہ یہ نہ سیکھو۔ اور کافر نہ بنو۔ رہا ملکین کا لفظ سو
[illegible] ہاروت و ماروت نامی دو کاہنون پر جو شام کے رہنے والے تھے۔ نزول سحر من اللہ افترا ہے۔ ویسے
[illegible] مین کا اطلاق بھی یہود کا افترا تھا۔ تاکہ ملکیت کی عظمت لوگون کو تعلیم سحر کی طرف زیادہ مائل
[illegible] اور میرے خیال ناقص مین ملکین اور ہاروت و ماروت کے مابین بابل کا فاصل آنا اوس
[illegible] کا اپنے معطوف علیہ سے جدا ہونا بھی بتا رہا ہے کہ ہاروت ماروت ملک نہ تھے۔ بلکہ دو
[illegible] مین رہتے تھے۔ جن کو ملک مشہور کر دیا تھا۔ اور ہاروت و ماروت اور سحر کو بابل کیطرف
[illegible] بالکل ظاہر ہے کہ مدتون یہود کی سلطنت قائم ہونے سے پہلے بابل مین ہر قسم کے
[illegible] دور دور تک وہان کے علوم و فنون اور صنائع کی دھوم تھی خود بنی اسرائیل
[illegible] معجزات اور ما فوق العادت امور کے
[illegible] ایسی ہی مافوق العادت کا نتیجہ سمجھا۔
[illegible] سے مافوق العادت امور کا ظہور میں آنا

Marfat.com

... معنی ... مین ... تین فرماتے ہین۔
... ہی ... مین لوگون کو جادو کی تعلیم کرتے ہین اور
... نا ... اُتری گئی۔ دوسرے فریق کا خیال ہے۔ کہ ما
... یعنی ... ہوئے اوس چیز کا اتباع کیا۔ جو شیاطین بطور
... اور کہتے تھے۔ اور اوس چیز کا اتباع کیا۔ جو دو فرشتون پر اُتری تھی۔
... کا اتباع کیا۔ ایک پر بھی اکتفا نہ کیا۔ تیسرے فریق کا عقیدہ ہے کہ علی ملک
... ہے۔ اور اصل عبارت یون ہے ما تتلوا الشیاطین افترا علی ملک سلیمن
... انزل علی الملکین۔ ابومسلم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور اس امر سے انکار کیا ہے کہ فرشتون
... اُترے۔ اس لیئے کہ محال ہے کہ جادو کفر بھی ہو۔ اور خدا کی طرف سے اُترے۔ نیز اس لیئے بھی
... کفر ہے۔ پس اگر فرشتون کی نسبت یہ ثابت ہو جائے کہ وہ سحر کی تعلیم دیتے تھے۔ تو باوجود
... کے اون کا کفر لازم آئے گا۔ ابومسلم نے اس آیت کی تفسیر مین بھی جداگانہ طریقہ اختیار
... بیان کیا ہے کہ جس طرح شیاطین نے ملک سلیمان کی طرف سحر کی نسبت کی تھی۔ حالانکہ سلیمان
... اوس سے بری تھی۔ اسیطرح جو چیز ہاروت ماروت پر اُتری تھی۔ اوس کی طرف بھی جادو
... تھی۔ حالانکہ وہ چیز جادو ہونے سے بری تھی۔ اس واسطے کہ اون پر شریعت و دین
... اور جب وہ لوگون کو شریعت و دین کی تعلیم کرتے تھے۔ تو تاکیداً کہدیا کرتے تھے ہم
... کے لیے آئے ہین۔ کفر نہ کرنا۔ تاکید سے مطلب یہ ہوتا تھا کہ لوگ اون کی تعلیم پر عمل کرین
... کی بات قبول کرتے تھے۔ اور کچھ مخالفت اور فتنہ و کفر کی باتین سیکھتے تھے۔ یعنی
... منہما مین ہما کی ضمیر فتنہ و کفر کی طرف ہے۔ اور اسی فتنہ و کفر سے میان بیوی

... کی ... متعلق یہ ہے کہ وہ نافیہ ہے۔ اور ما کفر سلیمان پر عطف ہے
... کیا۔ اور نہ فرشتون پر جادو اُترا۔ چونکہ لوگ خیال کرتے تھے کہ
... شہر بابل مین خدا کی طرف سے جادو اُترا ہے۔ خدا
... یعلمان ... بھی ما نافیہ ہے۔ یعنی وہ
... اور فتنہ کے معنی امتحان

Marfat.com

تفسیرے متعلق ... [illegible]

قرار دیتے ہیں۔ اور الملائکہ ... [illegible]

جو جادو لوگوں کو سکھاتے تھے ... [illegible]

بتاتے تھے وہ کفر نہ تھا۔ لیکن ... [illegible]

ہاروت ماروت کی معصومیت ملکی کے بچانے کے لیے ... [illegible]

کا رواج بہت تھا۔ اور جادوگر رسالت کا دعوے کیا کرتے تھے ... [illegible]

کو جادو کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے بابل میں بھیجا تھا ... [illegible]

کریں عمل ہی کی بابت وہ منع کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ لا تکفر ... [illegible]

نہیں لگتا۔ اور نحن فتنۃ اس تاویل کا منافی ہے۔ غرضکہ اس قسم کی ... [illegible]

تاکہ ہاروت و ماروت کی ملکی معصومیت ... [illegible]

قرآن کسی ایک کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور یہی پہلو غالب ... [illegible]

تھے۔ تو ان پر جادو نازل نہیں ہوا اور نہ درحقیقت وہ ملک تھے ... [illegible]

نازل ہوا تھا۔ بلکہ یہود اور ان کے زمانے کے لوگوں نے ... [illegible]

منزل من اللہ مشہور و معروف کر دیا تھا جیسے کہ جادو ... [illegible]

خدائے تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کی تردید کر دی ... [illegible]

دونوں اسماء بھی اسمائے ملائک سے ... [illegible]

پس یہ دونوں شخص بابل کے رہنے والے ... [illegible]

تھا وہ سکھاتے تھے مگر جادوگروں کے ... [illegible]

ہاں ایک بات ... منزل ... [illegible]

اس آیت میں ذکر کرتا ... [illegible]

Marfat.com

... اور جو قوم کہ ...

... مذہب سے الگ ہو کر ترقی ...

... سے متاثر ہو اس کو مسلمانون

... کی تعلیم پر اور اوس تعلیم کے عملدرآمد

... تمدن کا ... ہے۔ تو بیشک مسلمانون کی ترقی سے

... بے اصل ہین۔

... ہے انسانی فطرت کے موافق۔ روحانی وجسمانی کمال

... اور اگر مذاہب ترک دنیا کی تلقین کرتے ہین اور

... مانع تمدن و ترقی نہین ہین تو پھر اسلام پر یہ تہمت کیونکر

... کہ اسلام نے تمدن و تہذیب کے حق مین کیا کچھ آب حیات کا

... اسلام نے کہان تک تہذیب وتمدن کو ترقی دی۔ لیکن وہ نتائج

... تہذیب و تمدن اور اوس کی کیفیت پر ایک نظر ڈالنا

... احتیاج اور حاجت کا اعانت غیر سے پورا ہونا۔ یعنی اوس کو

... زندہ و قائم رہ سکے۔ مگر ضروریات ذاتی وہ بذات خود

... پر مجبور ہوتا ہے۔ اور جتنے آدمی اوس کی ضرورتین پوری

... قائم ہوتا ہے۔ اور جس قدر اوس کی حاجتین بڑھتی

... ہوتا جاتا ہے۔ یہان تک کہ بالآخر تمام ابنائے نوع سے

... ان سے پہلے ... چکے ہین۔ لیکن سب کے ساتھ تعلق

... آہستہ ... اور جس قدر دائرہ تعلق مرتب

... بڑھتے جاتے ہین۔ یعنی اوس کا ...

...

... ہین

...

[illegible] ع کا اطلاق [illegible] ہی پر نہین ہوتا - بلکہ علم ادعائی

[illegible] ت [illegible] علم ہی مراد ہے - اس لیئے کہ ایک جگہ تعلمون ہے اور دوسری جگہ

[illegible] عمل [illegible] نہین نکلتا - بلکہ محض علم کا حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے - اگر ہاروت ماروت

[illegible] کے لیئے نازل ہوتا تو یہود کی مدح ہونی چاہیئے تھی - کہ وہ سحر سیکھ کر اوس کی

[illegible] معلوم کرتے تھے - اور معجزہ اور سحر مین فرق کی طاقت پیدا کرتے تھے - حالانکہ مراد اس اتباع

[illegible] اون کی مذمت اور ضلالت ہے - اس سے بھی صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے - کہ سحر ہاروت و ماروت

پر نازل نہین ہوا تھا - اور نہ وہ ملک تھے - بلکہ لوگون نے اون کو ملک مشہور کر دیا تھا - وہ

بھی اور لوگون کی طرح جادوگر تھے - فرق اتنا تھا کہ اور جا بجا لوگون کو سحر سکھاتے تھے - اور وہ

طالبان علم سحر سے بھی دریغ کرتے - اور انہین منع کرتے اور تنگ آکر سکھاتے تھے - اور عجب نہین کہ

یہ منع ہی اون کے ملک مشہور ہونے کا ایک باعث ہوا ہو -

مذکورہ بالا اختلافات مفسرین کے علاوہ حسن نے ملکین کو بکسر لام یعنے بادشاہ پڑھا ہے اور

ضحاک و ابن عباس کی بھی یہی روایت ہے - حسن کا یہ بھی قول ہے کہ ماروت و ہاروت دو گبر غیر مختون

تھے جو جادوگر تھے - اور لوگون کو جادو سکھایا کرتے تھے - بعض اون کو دو صالح بادشاہ بتاتے ہین

اور بعض ملکین سے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام مراد لیتے ہین - اسلاف اور پھر مفسرین کا یہ

اختلاف بتا رہا ہے کہ یہ آیت معناً ابتدا سے مختلف فیہ رہی ہے - اور ضروریات دین مین سے نہین

- اس لیئے اسلاف اسلام نے صرف اتنا کافی سمجھا کہ مان لیا کہ یہود کی ضلالت و گمراہی کا اس مین

[illegible] ہے - اور سحر کی مذمت اور اوس کے بطلان کی کیفیت بیان ہوئی ہے اور بس - جو بزرگ کہ

[illegible] کو بکسر لام و بادشاہ پڑھتے ہین - اون کی حجت بھی تقریباً وہی ہے جو ابو مسلم کی ہے - اور عام

[illegible] نے اسکا جواب بھی وہی دیا ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہین - انہین اختلافات کو دیکھ کر ہم

[illegible] لک اختیار کیا ہے جو عقلی اعتراضون سے پاک اور بعض محققین کا مختار ہے - واللہ اعلم -

[illegible] ہاروت و ماروت کے ساتھ زہرہ کا قصہ جو بعض تفاسیر مین موجود اور عوام مین مشہور ہے

[illegible] واہیات اور بے بنیاد محض ہے - جمہور مفسرین نے اوس کی واقعیت سے انکار کیا

[illegible] بھی [illegible] قرآن پاک مین اس کا کچھ مذکور نہ ہونے کی وجہ سے بھی - اور یہی امر حق ہے

[illegible] ولقد علموا لمن اشتراہ ما لہ فی الآخرۃ

[illegible] لو کانوا یعلمون - عوام تک جانتے ہین کہ یاد

جادو کرکے ... [illegible]

لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں اگر [illegible]

کہ یہ کیسی جانوں کو جس چیز کے بدلے میں [illegible]

بچتے اور یہ خسارے کا سودا کرتے اور [illegible]

مستحق بنتے۔ لیکن یہ باتیں محض [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا [illegible]

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا [illegible]

أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ [illegible]

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (١٠٥)

بلکہ انظرنا کہو اور اسے ... [illegible]

ہے اہل کتاب ... [illegible]

Marfat.com

رعونت ... لفظ ... سے استعمال کرتے اور

... کو راعنا کہکر اپنی جانب متوجہ کرتے۔ چونکہ اس صورت

... نے مومنین کو اس کے استعمال سے منع کرکے محاورہ زبان عرب

... مفسرین کی یہ بھی رائے ہے کہ یہود آپ کو راعنا کہکر خطاب کرتے۔ اور آپ

... رعایت کے اپنے زعم مین رعونت سے مشتق کرتے۔ اس صورت مین راعنا کے معنی ہو

... رعونت اور گھمنڈ والے۔ خدا تعالی نے نہ چاہا کہ مسلمان ایسا ذو محمل لفظ بولین اور

... رسول کو وہی لفظ دوسرے برے معنون مین بولنے کا موقع ملے۔ کیونکہ جو صحابہ کہتے تھے یہود

... کے اتباع مین وہی کہتے تھے۔ لہذا اس لفظ کے ترک کا حکم ہوا۔

... اکثر مفسرین کی رائے ہے جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ اس مین تو کلام نہین کہ اس نہی کو شان ... سے ضرور کچھ ربط و تعلق ہے۔ کیونکہ کلام ماسبق مین یہود کی ہی شان کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت کے ساتھ ... لیکن اس سے لازم نہین آتا کہ کلمہ راعنا کا عبرانی زبان مین گالی ہونا ہی اوس کے استعمال سے نہی کا باعث ہوا۔ اور یہ بھی محقق نہین ہے کہ آیا واقعی راعنا سے ملتا جلتا کوئی لفظ عبرانی ... ہے۔ اور عبرانی مین گالی ہوا بھی کرے۔ اس سے محاورہ عرب پر کچھ اثر نہین پڑ سکتا۔ نہی کی وجہ لغت عرب سے نکالنی چاہیئے۔ راعِ امر ہے مراعات سے اور باب مفاعلت چاہتا ہے ... اس لیئے اب راعنا کے معنی یہ ہو جاتے ہین۔ کہ تو ہماری رعایت کر ہم تیری رعایت ... اور نبی کو ایسے لفظ سے خطاب کرنا سوء ادب ہے۔ اغلب ہے کہ اسی وجہ سے یہ نہی وارد ... اس صورت مین نہی کے یہ معنی ہو گئے۔ کہ اے مسلمانون تم ان ناپاک اور غلیظ القلب یہود ... جن کے قصے ہم نے تم سے بیان کیئے۔ اور انکی بے ادبی کا حال جو انبیاء کے ساتھ کرتے تھے ... اور ... ادب دونون کو جمع کرو۔ اور راعنا جس سے بے ادبی کی سی بو آتی ہے

... مقامات شیخ محمد عبدہ۔

... توجیہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ جب یہود زبان ملکر راعنا کہتے ... کے معنے ہمارا چرواہا ہین ... اس مین جناب رسالت ... کرتے ہے ... اوس کے ... کا موقعہ ملتا

... وللکافرین عذاب الیم آیا یعنی

...

[illegible]

مسلمانوں کے لیے [illegible] کی [illegible]

کے استعمال سے اجتناب کیا جائے

اور یہ امر ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے [illegible]

ہادی کا واجبی احترام نہیں کرتا [illegible]

اوس کا استفادہ بھی کم یا بالکل معدوم ہو جائے گا [illegible]

والے کی کوئی پیروی نہیں کرتا۔ اور جب کوئی کسی کو کسی علم و فضل [illegible]

اور وہ خود علم و فضل یا اوس کا کچھ حصہ حاصل کرنا چاہتا ہے [illegible]

اور اوس سے مساوات کا سلوک بھی جائز نہیں رکھتا [illegible]

بے ساختہ پیرو کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جو سوء ادب اور [illegible]

زبان سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو روک کر طریقہ ادب کی ہدایت کی [illegible]

اون کو حد ادب سے باہر قدم رکھنے کی جرأت کا موقع نہ [illegible]

وقولوا انظرنا [illegible] حکم ہوا [illegible]

کرنا اور جو کچھ آپ کہتے تھے اوس کا سننا [illegible]

لوگ سنیں اور سمجھیں۔ اور یہ امور [illegible] ادب [illegible]

پوچھ کر سعادت دارین حاصل کریں۔ [illegible]

چونکہ مساوات یا تو [illegible] کی غرض سے [illegible]

خدا تعالیٰ نے خبر دی ولکافرین عذاب الیم

اگرچہ یہ [illegible] حکم ان مومنین کے لیے [illegible]

معلوم ہوتا ہے لیکن [illegible]

[illegible]

Marfat.com

...لفظ سنائی دیتی ہین۔ اور یون قرأت قرآن زبردستی بند ... اور پھر جب ہی ہوتے ہین۔ لیکن درحقیقت نہ سنتے ہین نہ چپ ہوتے ہین۔ ... کہ قاری کے زمزمہ نغمات سے حظ اوٹھائین۔ آخر مین تجوید اور حسن قرأت ... ایسی ہی جیسے کسی گویئے کو گانے کی داد دے رہے ہون۔ معانی کی طرف کسی کا خیال ... یعنی ... چہ رسد۔

ما یود الذین کفروا من اھل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء ط واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہود کے بارے مین جو باتین خدا تعالیٰ بیان کر رہا ہے۔ اون مین سے ایک اس آیت پر بھی ختم ہوئی ہے۔ اور اس مین بیان ہے کہ قرآن کے معاملہ مین اون کا کیا حال ہے۔

خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ لوگ جن کا حال تم نے سن لیا کہ اپنے انبیاء کے ساتھ کیا کچھ کرتے رہے ہین حاسد ... اون سے ان کی تکذیب کی کچھ وقعت ہو سکتی ہے۔ نہ اون کے کفر و عناد سے تم کو کچھ نقصان ... سکتا ہے۔ یہ حاسد نہین چاہتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم کو ادنےٰ خیر اور بھلائی بھی پہونچے ... اعظم الخیرات ہے۔ کیونکہ ہدایت عظمیٰ و آیۂ کبریٰ ہے۔ اوسی سے تمہارا جتھا بنا تمہارے ٹوٹے ہوئے ... بت پرستی کے توہمات سے تم کو نجات ملی۔ اور جاہلیت کی میل کچیل چھوٹی اسی نے تم کو سنن فطرت ... کیا اور دین کامل تم کو بتایا۔ اتنی بڑی رحمت خداوندی تمہارے حال پر دیکھ کر یہ حاسد کیونکر ... اور کیونکر اون کے کینے جوش نہ ماریں۔

یہود کا خیال تھا کہ جیسے اب تک تمام نبی بنی اسرائیل مین ہوتے آئے ہین۔ خاتم المرسلین بھی ... ہی مین ہوگا۔ مگر یہ منصب عظیم خدائے تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کو دیا۔ یہ دیکھ کر یہود کے تن ... لگ گئی ... رسالت ہی سے انکار کرنے اور کہنے لگے کہ جو رسول آنے والا ہے وہ بنی اسرائیل ... باطل کی خدائے تعالیٰ نے تردید کی۔ اور فرمایا واللہ یختص برحمتہ من ... الفضل العظیم یعنے اللہ جس کو چاہے رسول بنائے۔ بنی اسرائیل کا ٹھیکہ نہین ہے ... اور ... اعراض اور رسالت حقہ سے انکار کرتے ہین۔ لیکن حاسدون کا ... نقصان پہونچ سکتا ہے۔

... منہا او مثلہا ط الم تعلم ان اللہ علی ... شیء قدیر ... ولا نصیر ط وما لکم من

ہی دیکھا تو ہمیں یا ...

سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ...

ہو کر اپنے رسول سے ویسے ہی سوال ... جب ...

کفر کو اختیار کرتا ہے۔ وہ یقیناً سیدھے راستے ...

ما ننسخ من آیۃ۔ نسخ کے معنی ...

دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔ نقل آثار کرنا۔ ...

کر دینا۔ نسیان کی بابت ارشاد ہے ...

الیوم ننسیٰکم یعنی ... ہمارے احکام ...

جیسے کہ نسیان میں کسی کو چھوڑ دیا جائے ...

... کر دیا اس آیت کی تفسیر میں ...

ہے۔ یعنی جب کہ ہم ایک آیت ...

یا اس کے مانند ...

...

[…] صلے اللہ علیہ وسلم سے زائل کردی
[…] تبلیغ […] آیتین حافظہ نبوی سے محو و زائل کی
[…] بعد […] ہوا اور بعض کہتے ہین کہ قبل از تبلیغ ہی
[…] علامہ سیوطی جیسا علامہ مذکورہ بالا آیت کے اسباب نزول
[…] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو نازل ہوتین ۔ اور صبح کو بھول جاتے اسپر
[…] یہ آیت نازل ہوکر رفع حزن کا باعث ہوئی ۔ لیکن اس قسم کا نسیان لاریب انبیاً
[…] کی شان نبوت کے منافی اور اون کے حق مین محال ہے ۔ کیونکہ وہ تبلیغ مین معصوم ہین
[…] آیات قرآنی اس پر شاہد ہین چنانچہ خدائے تعالی فرماتا ہے ان علینا جمعہ وقرانہ اور دوسری
[…] ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ اغلب ہے کہ سیوطی کی روایت غلط ہو کیونکہ
[…] عقلی اور نقلی دلیل کے خلاف ہے ۔ اور یہی محدثین اور اصولیون کے نزدیک حدیث موضوع کی
[…] بڑی پہچان ہے

[…] جمہور مفسرین کے نزدیک الم تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر ۔ دلیل ہے قدرت
[…] یہود اس نسخ کو کلام خداوندی مین بزعم خود محال سمجھتے ہین ۔ ویسے محال نہ سمجھنا چاہیے
[…] اوس کی قدرت کی تحت مین ہے کہ آیات کو منسوخ کرے یا بحال رکھے ۔ اور الم تعلم
[…] ملک السموات والارض ۔ استدلال مکرر ہے اسی امکان پر ۔ اور الم تعلم خطاب ہے آنحضرت
[…] علیہ وسلم کو اور مراد اس خطاب سے مومن ہین ۔ جو کلام یہود اور معترضین نسخ کی باتون
[…] اور ضعیف الایمان رہتے ۔ آیہ مذکورہ ایسے ہی لوگون کو اعتقاد نسخ پر ثابت قدم رکھنے
[…] بتانے کے لیے نازل ہوئی ۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ تمام ملک وملکوت
[…] اللہ کا ہے تو پھر وہ احکام مین سے کوئی حکم منسوخ کرنے سے عاجز و قاصر نہین
[…] خطاب مین مومنین مراد ہین ۔ اسی لیے آیت کے آخری حصہ مین خطاب واحد کو
[…] وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر یعنے اے ایمان والو
[…] انکار کرتے ہین اور تمہین عجب لگتے ہین ۔ اون کی
[…] سے منحرف نہ کردے ۔ شکر
[…] نہ تھا ۔ جب کہ خدا تمہارا
[…]

[illegible]

[illegible] کو استفہام کے لئے ہیں [illegible]

کو بنی اسرائیل ون کے معنے میں لے [illegible]

سے سوال کیے گئے تھے ۔ اے مسلمانو [illegible] کیا تم [illegible]

کہ نبی کو تنگ کرنے کے لیے اور آیات کی درخواست [illegible] کرتے [illegible]

کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔

یہ ہے جمہور مفسرین کی تفاسیر کا خلاصہ ۔ گویا وہ مذکورہ بالا آیت [illegible]

سمجھتے ہیں ۔ سورۂ نحل کی اس آیت کا واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ [illegible]

ویسی ہی تبدیل آیت کے بھی قائل ہیں ۔ لیکن جب ان دونوں آیتوں کا [illegible]

یوں بعید نظر آتا ہے اور دونوں کے سیاق ایک دوسرے سے بالکل [illegible]

ختم ہوتی ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر پر اور آیت [illegible]

اعلم بما ینزل الخ پر ۔ اور قرآن کا اسلوب ہمیشہ ہوتا ہے معانی [illegible]

آیت میں علم و تنزیل اور افتراء کے ذکر کا مقتضا ہے مگر وہاں آیات [illegible]

مگر پہلی آیت ما ننسخ میں جو پہلے قدرت کا ذکر اور پھر [illegible]

اور نسخ احکام سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتی ۔ اگر آیت میں [illegible]

تو البتہ یہ مراد ہو سکتی تھی کہ وقت اور حالت کے بدلنے سے [illegible]

یوں علتہ وحکمتاً آیات بدل دی گئیں لیکن آیت میں [illegible]

جو معنی مفسرین نے اس آیت کے لئے [illegible]

معنے میں انتہائی تکلف کرنا پڑتا ہے ۔ [illegible]

آیات کو علیٰ ما ھی بغیر نسخ [illegible]

تفسیر سے بالکل [illegible]

[illegible]

...ہے ... کے دلوں سے بھلا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ... ملکہ و ... حاصل ہے اور ہم میں طاقت ہے کہ اوس زائل کردہ ... اثبات نبوت میں پیش کر دیں۔ یا اوسی جیسی پیش کریں ... ہماری نبوت کے ثبوت کے لیے کوئی آیہ خاص مخصوص نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ ... کے ساتھ بدلتے رہے۔

آیت کے معنی ہیں لغت میں دلیل و حجت۔ صحت امر کی علامت۔ جمل قرآنی بھی اسی لئے آیتیں کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے اعجاز کی وجہ سے صدق نبوت آنحضرتؐ پر حجت ہیں۔ اور دلیل ہیں اس امر کے کہ آپ مؤید بوحی خدا ہیں۔

یہودیوں میں سے جو لوگ آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت میں شک کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ نبوت تو مخصوص ہے بنی اسرائیل سے پہلے خدائے تعالیٰ نے اون کے اس زعم باطل کی تردید کی۔ اور چونکہ یہ منکرین ... یہ بھی کہتے رہتے تھے کہ جو آیات و اعجاز خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے محمدؐ کو نہیں دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی تردید کی اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل یہ آیت بھی یہود کے خیال کی تردید کرنے والی آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ اور اوس میں خطاب ان کی طرف ہے۔ جن کو یہود نے بہکا لیا تھا۔ یا بہکا رہے تھے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ... خاص قسم کی آیات و دلائل کے ساتھ محدود و مقید نہیں ہے۔ اور نہ حجت محصور ہے آیات ... بلکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اون آیات و حجج سے بہتر آیات و حجج کسی نبی کی تائید میں پیش ... موسیٰ کی نبوت کے ثبوت میں پیش کی تھیں۔ یا اس کے ہم مرتبہ آیات و حجج کسی نبی کو عنایت ... کہ وہ کسی بات سے عاجز نہیں۔ اور نہ کوئی چیز اوس کے قبضہ و اقتدار سے باہر ہے جیسی ... کسی خاص قوم اور قبیلہ سے مخصوص نہیں ہے کہ اوسی کو نبوت دے۔ اور رسالت ... جیسا اوس کی رحمت وسیع و عام ہے۔ ویسے ہی اوس کی قدرت بھی زمین ... تصرف کر سکتی ہے۔ (از افادات شیخ محمد عبدہ)

... اللہ تعالیٰ نے ثبوت نبوت موسیٰ کے لئے جو آیات باہرہ موسیٰ کو عطا کی ... کہا اے موسیٰ ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ... نری اللہ جہرۃ ... [illegible] ... یہاں تک کہ ... [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

...كُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا

... مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا

... إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

... وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ

... بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾ ترجمہ بہت سے اہل کتاب اپنے دلی حسد کی وجہ سے
... دیکھنے کے بعد پھر کہلانے السابق کا فر بنا دین - حالانکہ اسلام کی حقانیت
... ہو چکی ہے مسلمانو! تم ان اہل کتاب کی اس حرکت سے درگذر کرو - اور معاف
... تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے - بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے - اور نماز پڑھو اور
... جو بھلائی اپنے نفسون کے لیئے آگے سے بھیجو گے اوسے اللہ کے پاس پاؤ گے -
... اللہ سب اوسے جانتا ہے -

... پیغمبر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین مکہ کے ظلم و ایذا رسانی سے تنگ آکر
... مدینہ پہنچکر دعوت اسلام شروع کی - لیکن دشمنون نے یہان بھی آپ کو اور
... رہنے دیا - بلکہ مشرکین کے ساتھ اہل کتاب اور مل گئے - کیونکہ نواح مدینہ مین
... دیکھ کر کہ یہ نبی غیر بنی اسرائیل مین سے کہان سے نکل
... آپ کے اور مسلمانون کے دشمن ہو گئے - مدینہ پہونچکر اگرچہ اسلام
... اور مسلمانون کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی - لیکن مسلمان اون سے عہدہ برآ
... اہل کتاب اور مشرکین کی زیادتیان دیکھتے اور چپ ہو
... درپے ایذا رہتے - اور دوسری طرف طرح طرح کے ڈرا
... کا واسطہ دلا کر مسلمانون کو ارتداد پر آمادہ کرتے - بعض
... آمادہ ہو ...
... طرف سے
...
... سے

[illegible]

اور اگر نماز [illegible]

نظر نہیں آتی رہی اور [illegible]

رہتے تھے۔ اور تعلقات [illegible]

نہ ہوئے ہوں ضعف الایمان [illegible]

ہے یا وہ سے نماز اور زکوٰۃ اور [illegible] کا [illegible]

لگیں۔ اور جو ضعف یا تذبذب پیدا ہوا ہے [illegible]

سے ایک طرف بدحال مسلمان کچھ سنبھل سکیں۔ اور [illegible]

کا تہیہ ہو سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز [illegible]

دنیاوی حیثیات کا ذخیرہ کرنے والی ہے۔ اور زکوٰۃ [illegible]

و درماندگی رفع کرکے انہیں خوشحال اور فارغ البال [illegible]

کے بعد آگے میں بڑا دخل ہے۔ اس لیے [illegible]

واقیموا الصلوٰۃ۔ اور نماز قائم کرو [illegible]

کا اقرار ہے۔ اپنی ارادت و عبودیت کا اظہار [illegible]

اکرام کے ساتھ احسنہ عطا و فضل کی [illegible]

اور اس خالق عظیم کے [illegible]

ہست کیا۔ آدمی کو پیدا کیا۔ اس کی [illegible]

[illegible]

... خدا سے ... کون ہوگا۔ پھر
... ہے کہ مجبوری و احتیاج کے وقت مین قادر و
... وقت سوال دراز کرتا ہے۔ خدا سے زیادہ قادر و حاجت روا
... زیادہ محتاج و مجبور کون ہے؟ اور کس وقت وہ محتاج و درماندہ نہین
... پھیلائے ہر وقت خضوع و خشوع نہ کرے۔ دست دعا نہ پھیلائے۔ بیشک اوسے
... چاہیئے۔ جبہ سائی کرنی چاہیئے۔ دست دعا پھیلانا چاہیئے۔ یہی تینون رکن اصل نماز مین
... تینون کے مجموعہ کا نام نماز ہے۔ الحاصل نماز مقتضائے فطرت ہے۔

نماز مقتضائے مصلحت بھی ہے۔ اس لیئے کہ آدمی جسم کثیف (اونے طبیعت) اور روح لطیف
... دونون کا مجموعہ ہے۔ اور انسانی کمال یہ ہے کہ اپنے وجودی دونون جزؤن کو کمال پر
پہونچائے۔ جسم مادیات سے وجود پاتا ہے۔ اس لیئے اوس پر طبیعی قانون اور مادی احکام جاری ہین
... کبھی قوی ہوتا ہے کبھی ضعیف۔ کبھی زیادہ کبھی کم۔ کبھی تحلیل پاتا ہے اور کبھی ترکیب۔ اور
نقصانی حالتون مین جو کچھ اوس مین سے گھٹتا جاتا ہے۔ بالمثل سے اوس کی تلافی ہوتی جاتی ہے
... کے بعد ترکیب ضعف کے بعد قوت۔ تحلیل و ضعف کی کمی کو پورا کر دیتی ہین۔ روح
... اور تحلیل اجزا سے محفوظ ہے۔ لیکن اوس کو مادیات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیئے ضعف
... روح چاہتی ہے کہ مادہ پر غالب آئے۔ اور ہیکل انسانی کی بلاشرکت مالک
... بنے۔ اور جس طرح اوس سے چاہے اپنی تکمیل کا کام لے۔ جسم چاہتا ہے کہ خود مالک بنے
... جسمانیات کو بے اثر کر دے۔ اسی کشمکش مین روح کو ضعف لاحق ہوتا ہے۔ اور وہ
... تلافی کرنے اور قوت بہم پہونچانے کے لیئے مجبور ہوتی ہے۔ کہ عالم ارواح سے مدد لے۔
... غالب آسکے اور اگر ہیکل انسانی کے مالک لاشریک بن سکے۔ تو کم از کم اپنے وجود
... وہ کمال حاصل کرسکے۔ جو اوس کو جسم و جسمانیات کی صحبت مین حاصل ہوسکتا ہے۔
... کو نماز سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیئے مصلحت انسانی یہی ہے کہ وہ اقامت نماز سے غافل نہ
... اور یہی سکھانا الٰہی دین و مذہب ہے۔ اسیلئے اوس نے حکم دیا کہ آدمی جو کہ
... مادی و طبعی جھگڑون مین گھرا رہتا ہے۔ کم از کم ایک دن
... غالب آنے کیلئے استمداد کیا کرے۔ اس طرح
... آداب خضوع و خشوع کے

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] نماز [illegible] ہر وقت [illegible] اوس سے ظاہر
[illegible] اپنے اختیار سے بھی نماز ادا کرنی چاہیے
[illegible] ارادہ [illegible] کے وجود کا طبعی جزو یا لازمہ ہے۔
[illegible] طبیعت ایک جابر قوت ہے کہ اس کے موافق
[illegible] صاحب ارادہ ارادی افعال میں آزاد ہوتا ہے۔ پس طبعی نماز ذی
[illegible] نہیں ہو سکتی۔ چونکہ انسان ذی ارادہ وصاحب اختیار مخلوق ہے اس
[illegible] ارادہ سے نماز ادا کرے۔ تاکہ اوس کی نماز نماز کامل اور حسب حیثیت ہو
[illegible] انسان ہمیشہ ادا کرتا رہا۔ اور کرتا رہے گا۔ بلکہ اس نماز کا کوئی وقت اوس کا
[illegible] عالم کی طرح سے نہ قضا ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اظہار عبودیت اوسکی وجودی
[illegible] ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ ہاں ارادی نماز میں اس کی قضا ہو ئیں۔ اور ہوتی ہیں
[illegible] ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ مادی جھگڑے جھمیلو اوس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اور
[illegible] لذات وحظائظ کی تحصیل میں اوسے منہمک رکھتا ہے۔ اور یہی انہماک فواحش و
[illegible] اور ضعف روحانیت کا اصل موجب ہے۔ اوس کا قلع وقمع ہو سکتا ہے۔ تو ارادی
[illegible] طبعی سے۔ کیونکہ یہ انہماک بھی نتیجہ ہے قوت ارادی کا۔ اوس کا دفیعہ بھی ارادہ
[illegible] تعالیٰ نے ارادی نماز کی اقامت کا حکم دیا واقیموا الصلوٰۃ اور پھر
[illegible] ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشآء والمنکر۔
[illegible] روحانی ہونی چاہیے یا جسمانی؟ یہ تو ظاہر ہے کہ نادانوں نے بربنائے نادانی بعض
[illegible] جسمانی ہی کو نماز سمجھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں اور
[illegible] جسمانی نماز ہی کو کافی سمجھکر جسمانی خضوع وخشوع کے اولیٰ کو لاطائل تو آ
[illegible] نہیں اور بدگمان ہو کر کہیں کہ ان کی طرف سے یہ خیال
[illegible] سمجھکر بھی وہ قائم الصلوٰۃ کہلاتے ہیں۔ یا کم از کم کوئی تہم
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جو مخلوق ذی [illegible]

کی ہو تاکہ ایک طرف [illegible]

کی قوت بہم پہونچاسکے [illegible]

روح کی طاعت کا اظہار کرسکے [illegible]

روحانی طور پر اپنی عبدیت و احتیاج [illegible]

تینون حالتون کو ساتھ ساتھ ادا کرتا [illegible]

کہ روح و جسم دونون کا مجموعہ ہے۔ اور ارادہ و اختیار [illegible]

نماز کے یہ دونون ضروری رکن مدت سے چلے آتے [illegible]

رہا ہے کبھی روحانی و قلبی توجہ کے ساتھ اچھل کود [illegible]

گھٹنے ٹیکنا۔ آنکھین بند کرنا اور ہاتھ آسمان کی طرف [illegible]

طریقہ جسمانی عبادت کا ٹھیرایا گیا۔ اور [illegible] کا پورا کرنا [illegible]

اور دینا بھی چاہیئے تھا۔

اسلام چونکہ کامل ترین ادیان [illegible]

بھی وہ طریقہ مقرر کیا جو انسان کی جسمانی فطرت کے [illegible]

تینون اہم رکن بھی بجا لاتا ہے جو روحی و قلبی [illegible]

نماز کا پورا منظر بن جاتا ہے مقتضائے فطرت [illegible]

ہے علی سبیل البدل چار صورتین اختیار کرنا [illegible]

چارون صورتین آدمی کو اپنے طبعی [illegible]

چارہ انعام ہیں جو انسان پر فرض ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] وقت و قدرت عاً- قیام و قعود-
[illegible] کو زبان گویا وی ہے- حکم فطرت یہی ہے کہ زبان
[illegible] اور پوری عاجزی و عبودیت کے اظہار کے بعد اُس
[illegible] الحمد جو مضامین ہفت گانہ کو مشتمل ہے- اسی لیئے نماز کا ایک
[illegible] واجب ہے- اور بغیر اُس کے نماز نہین ہو سکتی- مگر ایسی حالت مین کہ آدمی گونگا ہو-
یا گویائی [illegible] کی وجہ سے قادر نہ ہو- اس لیئے کہ مضمون الحمد پر توجہ واردات قلب کا- اور
[illegible] زبان طاقت رکھتی ہے- اوس پر توجہ کے ادا کرنے کی- اسلیئے جب تک کہ مجبور نہ ہو جائے اس کی
[illegible] کو ترک کرنا فطرت سے منہ موڑتا ہے- ماسواء الحمد جو کچھ نماز مین پڑھا جاتا ہے- وہ بھی قلب
[illegible] حالتون کا عکس ہے- جس کو زبان ادا کرتی ہے- اور اعضاء و جوارح سے اون کا ظہور
ہوتا ہے- کیا اب بھی کوئی کہے گا کہ نماز مین جسمانی آداب یہ خضوع کی ضرورت نہین- اور اسلامی نماز
کے آداب جسمانی مقتضائے فطرت جسمانی نہین ہین- یا تکلیف مالا یطاق ہے-

رہا یہ امر کہ قیام و قعود- رکوع و سجود نماز مین واردات قلبیہ (بندہ کی عبودیت استدعاء
اور خداوند کی عظمت) کے مظاہر ہین- اس کو یون سمجھو کہ جب غلام اپنے آقا یا خورد اپنے بزرگ کے
[illegible] حاجت روائی کی درخواست کے لیئے کھڑا ہوتا ہے- تو ہر طرح سے ادب آداب کا پورا خیال رکھتا
ہے- کھڑا ہوتا ہے تو ایسا کہ ہچشمون مین کھڑا ہو- بیٹھتا ہے تو نہ ایسا کہ گویا ہمسرون مین بے تکلف
بیٹھتا ہے- اسلام نے بھی نماز کے جسمانی ارکان ایسے مقرر کیئے ہین- جو حضوری خداوند کل
کے مناسب ہین- اور بندہ اون کو ادا کر سکتا ہے- اسلام کا حکم ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کہو- جو
اس امر کا [illegible] کہ مین خدا کے سامنے اپنے آپ کو حاضر خیال کرتا ہون- تو پھر با ادب کھڑے
[illegible] دست و پا کو جنبش نہ ہلاؤ- اور جیسے اپنے قدیم محسن کے سامنے جا کر اوس کی
[illegible] کرتے ہو اوسی طرح اوس کی ابتدا اوس کی مدح و ستائش سے کرتے ہو-
[illegible] اوس کی مالکیت و خداوندیت کا اعتراف کر کے اوس کے
[illegible] اور [illegible] مانگو- شکر قیام ادا ہو اور دعا بھی ہو
[illegible] عظمت کی تسبیح پڑھو- پھر اس
[illegible] اوس کی علویت و برتری کا
[illegible] ادا کرو-

بلکہ بار بار ... ہمارا ... دل [illegible]

کیا دل و زبان سے ہم ... [illegible]

و ثنا خوان کھڑا ہونا تعظیم و تکریم بجا لانے [illegible]

کی دلیل نہیں؟ بیشک ہیں۔ اور [illegible]

اس لیے ضرور ہے کہ اسکا دل بھی ... عظمت و جلال [illegible]

عاجز و درماندہ پاکر خدا سے دعا کرتا ہو یہی باتیں جسم بھی [illegible]

کرنا چاہئیں۔ غرضیکہ اسلامی نماز کے جسمانی ارکان قلب کی روحانی نماز [illegible]

مخواہ کی نشست و برخاست۔ گویا جسم اقرار کرتا ہے کہ میں نفس [illegible] ہوں [illegible]

میں کرون گا۔ اور اوس کے ایما پر چلون گا۔

اس قسم کی سچی نماز سے نفس کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے [illegible]

کی بیجا سرکشی کا مقابلہ کر سکے۔ اور قواے نفسانی کو برائی کا مرتکب نہ ہونے [illegible]

فرمایا۔ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر۔

مگر آہ۔ کیا ہماری نماز ایسی ہی نماز ہوتی ہے؟ نہیں [illegible]

کے لیے روحانی و قلبی توجہ کے بغیر مسجدون یا مصلون پر نماز [illegible]

خیال ہمارے دلون کے پاس تک نہیں ہوتا۔ کہ ہم خدا کے حضور [illegible]

کے لیے۔ تکبیر کو ہمارے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں ... زبان اور [illegible]

اثر ہمارے دلون پر پہلے سے کچھ بھی نہیں ہوتا [illegible]

لیے ہم دوہرے ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے جلال [illegible]

دور رہا ہوتا ہے۔ اور پھر بھی یہی سمجھتے ہیں [illegible]

ہماری یہ نماز اور کہاں صلوٰۃ مقبول [illegible]

اوس کا کچھ فلسفہ نہیں [illegible] جو نماز [illegible]

ہے۔ فواحش و منکرات سے [illegible]

اسے واسطے یہ حال [illegible]

[illegible] اخلاقی تعلیم دیتے ہین
[illegible] سونے جاگنے سلیقہ سے اٹھنے
[illegible] روزمرہ کی ضروری باتین بتاتے ہین۔
[illegible] بھائیون سے محبت کرو شفقت اور پیار سے پیش آو
[illegible] جھوٹ بولتا ہے کسی کو تہمت لگاتا ہے تو منع کرتے ہین۔ لڑتا
[illegible] پھرتا ہے تو پکڑ لاتے۔ ہٹ کرتا ہے تو بہلاتے ہین۔
[illegible] بزرگون نے اپنے اسلاف سے از راہ تعلیم و تربیت اچھی پائی ہوتی۔
[illegible] ہوتی ہین۔ ابتداءً موقعہ بموقعہ اوسے ایک ایک بتاتے ہین۔ جب
[illegible] کے اعمال و افعال اون کے حصر و شمار سے بڑھ جاتے یا بڑھنے لگتے ہین
[illegible] کی تعلیم [illegible] بند کر دیتے ہین۔ اور کلیات کے ذریعہ اوسے اچھی بری باتون
[illegible] وقت وہ بچہ خود بھی اس قدر سمجھدار ہو جاتا ہے کہ کلیات سے جزئیات
[illegible] کی تعلیم و تفہیم کا محتاج نہین رہتا۔ بلکہ بعض اوقات مناسب امور مین
[illegible] اکثر اوقات محض ایک اشارہ اوسے کافی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک بچہ ابتداً
[illegible] جھگڑتا ہے۔ تو ماں باپ کہتے ہین کہ کہین بھائی بہنون سے لڑا کرتے ہین۔
[illegible] مکتب مین جھگڑتا ہے تو کہتے ہین کہ ساتھیون سے لڑنا برا ہے
[illegible] آتا ہے تو کہتے ہین کہ پڑوسیون سے ایسا نہین کرتے۔ ان کے
[illegible] ہو جاتا ہے۔ تو اوسے بتاتے ہین لڑنا جھگڑنا برا ہے اور کسی خاص کا
[illegible] ہو جاتا ہے۔ تو بتاتے ہین کہ دل آزاری بری بات ہے۔
[illegible] خود سمجھ لیتا ہے۔ یہی طبعی تعلیم کا طریقہ ہے اور اسی
[illegible] غیر متمدن بچہ جوان ہونے تک اچھا خاصہ متمدن

[illegible] ہوتا ہے کہ ابتدائی اور آس پاس کی باتون کی تعلیم مفصل
[illegible] لیکن [illegible] تفصیل کی
[illegible]
[illegible]

[illegible] زبان [illegible] اور پھر اوس کا خارجی اثر اعضا و جوارح [illegible] تمام [illegible] رکوع و سجود [illegible] ہے۔ جو عکس ہو قلب و روح کی کیفیت کا۔ حقیقی تسبیح [illegible] وہ ہے جو دل سے نکلے اور زبان پر آئے۔ ایسی ہی نماز ہے جس کے اجر کا خدا تعالی نے وعدہ [illegible] اور وہی زینہ ہے تقرب بارگاہِ ایزدی کا۔ اور وہی ارواحِ طیبہ کو عالم علوی سے روحانی [illegible] ملانے کا باعث ہے۔ اور وہی آدمی کو نفس امارہ کے تغلب و استیلاء سے بچاتی ہے۔ یہی نماز کامل تھی جسنے عرب جیسی بدخصال اور نامہذب قوم کو تھوڑے سے دنون مین فواحش و منکرات سے باز رکھکر جمیع صفات انسانی کا جامع بنا دیا تھا۔ یہی کامل نماز پڑھتے ہوئے اکابر اسلام یہان تک محو خدا اور از خود غافل ہو جاتے تھے کہ اون کو دنیا و مافیہا کی خبر نہین رہتی تھی۔ کیونکہ وہ خضوع روحانی و توجہ قلب کو نماز کا رکن اول و اعلے سمجھ کر نماز ادا کرتے تھے۔ اور اعمال بدنیہ کو رکن ثانی و ادنے جانکر۔ اسی لیئے نماز مین اون کو غیبت لاحق ہو جاتی تھی۔ اور اثنائے نماز مین روح توفیق حسنات حاصل کر لیتی تھی۔

برخلاف اِس کے ہماری نماز مین چونکہ ظاہر ہی ظاہر رہگیاہے۔ خضوع روحانی و توجہ قلب کو دخل نہین رہاہے۔ اِسی لیئے ہماری نماز باعث توفیق حسنات اور مانع فواحش و منکرات نہین ہے ورنہ کیا ممکن ہے کہ بندہ خلوص اور نیت پاک سے پنج وقتہ نماز مین نہ ایکبار بلکہ بار بار کہے ایاك نعبد وایاك نستعین اور توحید پر راسخ قدم نہ ہو جائے۔ اور این و آن کی پرستش و استعانت کو نہ چھوڑ دے۔ بار بار بہ نہایت عجز و انکسار اور بغرض ہدایت کہے اهدنا الصراط المستقیم [illegible] خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر نہ چلنے لگے۔ اور الذین انعمت علیهم کی پاک جماعت [illegible] شامل ہو کر مغضوب اور ضالین کے زمرے سے الگ نہ ہو جائے۔ لاریب سچی اور حقیقی نماز [illegible] و منکرات سے روکنے اور باز رکھنے والی ہے۔ کاش ہم مسلمان سورہ الحمد کی قرأت ہی کو حسب [illegible] الٹی سیدھی نماز مین نہ پڑھ لیا کرین۔ بلکہ سچے دل سے اهدنا الصراط المستقیم [illegible] اور پھر کوشش کرین کہ خدائی شریعت پر کاربند ہون۔ تاکہ فواحش و منکرات سے بھی باز آ [illegible] اور عاقبت کمائین اور دنیا کو سنوار لین۔

[illegible] نماز کا مختصر سا فلسفہ [illegible] وہ ہر طرح کی برائیون سے آدمی کو باز رکھتی ہے۔ اور اس [illegible] فواحش و منکرات [illegible] تمدن مین حائل کا بھی ثبوت واقعات تاریخ مین [illegible] ترقی [illegible] قابل تمدن قائم نہ کر سکی۔ اور جب کبھی

Marfat.com

نماز کو ترک کرنے ...

... ن ہو گا ...

کم آدمی اس بات کو سمجھا ... نماز

دنیا کو مستلزم سمجھی جاتی ہے حالانکہ نماز ...

اس بات کے سمجھنے کے لیے چشم بصیرت ...

تھا کہ مانع فواحش و منکرات قانون کو توڑ ...

کے اکھاڑنے والی ہے تہذیب و تمدن سے بالکل ...

شائد نماز کو بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھنے والے اصحاب ...

نمازگذار موجود ہے۔ لیکن اس کی حالت ابھی ...

یہ کیوں؟ اس کی وجہ یہی ہے۔ مسلمان نماز تو پڑھتے ...

پڑھتے۔ بلکہ رسم ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے ... مانع فواحش ...

بدکاری ہے یا نہیں۔ اور پھر یہ اعتراض ...

حالت بدل جانے کی وجہ سے یہ مسئلہ ...

قابل نہیں کیونکہ عوام کی یہ حالت ہے کہ نماز ...

مفہوم و معانی تک پہنچیں ... اور ...

یہی وجہ ہے کہ جب وہ نماز پڑھتے ...

Marfat.com

[illegible] کے پیچھے قرأت درست ہے

[illegible] جانتے ہیں یا نہیں۔ غرضکہ سینکڑون باتین

[illegible] اختلافی ہین۔ اور اختلاف بھی تکفیر تک کا فتویٰ ایک معمولی بات ہو رہا

[illegible] ایک دن مین بلکہ ایک دو گھنٹہ مین لوگون کو بتا دی جاتی

[illegible] اون کو پڑھتے بلکہ قرآن کی آن مین ترکیب و ترتیب سکھ جاتے

[illegible] مسائل بتائے جاتے ہین۔ کہ شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا

[illegible] یاد رکھ سکے۔ اور اس پر غضب یہ ہے کہ اگر سب کو یاد نہ رکھے۔ اگرچہ عملاً کرتا ویسا ہی

[illegible] اوس کے اسلام مین توقف ہے۔ یا تکفیر کا حکم ہے یا جورو نکاح سے باہر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب خود علماء کی یہ کیفیت ہو۔ تو پھر عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ جس قدر جوہر نماز

[illegible] اوقات و بے خبر ہون۔ بالکل درست اور حق بجانب ہے۔ اس مہلک مرض کی جس مین تقریباً عام

[illegible] مبتلا ہین۔ اگر دوا ہے۔ تو یہی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو توفیق دے کہ وہ ان فروعی جھگڑون

[illegible] خود بھی جوہر نماز کی طرف متوجہ ہون۔ اور عوام الناس کو بھی اوس سے آگاہ کرین۔ اور

[illegible] وقت [illegible] زمانہ وہ ان جھگڑون مین صرف کرتے ہین۔ لوگون کو حقیقی نماز بتانے اور پڑھوانے

[illegible] کرین [illegible] کم از کم اون کو جو کچھ نماز مین پڑھا جاتا ہے۔ اوس کے معانی بتائین۔ یاد کرائین

[illegible] اوس کے مفہوم کا تصور رکھنے کا حکم دین۔ اور ہمیشہ اوس کی تاکید کرتے ہین۔ دلگداز

[illegible] سے اون کے دلون مین للہیت و خلوص پیدا کرین۔ تاکہ خواہ مخواہ وہ نماز کے وقت خدا کی

[illegible] پایا کرین۔ اور روحانی فیضان سے مستفید ہون۔ اور نماز کا اثر اون کے افعال و حرکات

[illegible] ورنہ انکی موجودہ نافہمی و بے توجہی کی نماز اس سے زیادہ وقعت نہین رکھتی کہ

[illegible] کہنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

[illegible] کو چھوڑ کر اور جو کچھ ہم نے نماز کے متعلق بیان کیا ہے۔ وہ حقیقی نماز کا فلسفہ

[illegible] دیکھا جائے۔ تو ہماری رسمی الٹی سیدھی نماز بھی خالی از فوائد نہین۔ جو پابند

[illegible] ہر طرح کی ناپاکی خصوصاً غلاظت سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اب

[illegible] نماز ہے۔ اور دوسرے پھر زندقہ و الحاد چھایا ہوا ہے

[illegible] کون گھرانہ آزادی عقل اچھا ہے کہ نہ گھرانے

[illegible] پابندی وقت کے ساتھ [illegible] ہونگے

اور دونون قسم ... ہے

اقرب ہوگا۔ اور کون سا ایسا ... کون ہے کہ ...

مین دن رات کا کام دیتا ہوگا۔ اور ان ...

پڑھتا ہوگا ؟

اوقات نماز کی تعیین بھی خالی از مصلحت نہین ظاہر ہے کہ دن ...

لیئے۔ لیکن لگاتار کام کرنا آدمی کو تھکا دیتا ہے۔ اور ایسے ایسے کام مین ...

لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ نہ صرف محنت مزدوری کرنے والون کو بلکہ ...

پر بیٹھ کر کام کرنے والون کو بھی۔ اوقات نماز ایسے مقرر ہین کہ نماز پڑھنے والے کی طبیعت ...

رہتی ہے۔ آدمی صبح سویرے تازہ دم ہوکر کام شروع کرتا ہے۔ اس لیئے ... تک کرتے کرتے ...

دوپہر کو اوسے تھکن محسوس ہوتی ہے۔ یہی وقت ظہر کا اوّل وقت ہے کہ کام ...

سے تنگ آگئے ہو۔ اوس سے الگ ہوکر وضو کرو۔ نماز پڑھو۔ ایک طرف تھکن ...

دنیاوی جھگڑون کا طبیعت پر جو غلبہ ہوگیا ہے۔ اسمین کمی آجائے گی۔ پھر اپنا کام ...

اتنی دیر جی لگا کر نہین کرسکتے۔ کہ تازہ دم ہوگیا تھا۔ اس لیے عصر کا وقت ...

نمازی کو گونہ آرام دیتا ہے۔ ابھی دن باقی ہے۔ اگر کام کرنا ہے ...

کے وقت مین بھی مشغولِ خدا رہو۔ کام والون کو مغرب کا وقت ...

ہوکر کھاؤ۔ پیو۔ اُٹھو۔ بیٹھو۔ بال بچون مین دل بہلاؤ ... وقت آنے ...

مین عشا پڑھو۔ اور سو جاؤ۔ دن بھر جاتی ... بند رہتا ہے۔ ...

کرو۔ اور اپنا کام سنبھالو تم اللہ کو یاد کرو ... اللہ تمہارے ...

ہے کہ بار بار کی نماز سے اضمحلال طبع دور ہوتا ہے۔

وضو شرط نماز ہے۔ سارے گھر پر بیٹھ کر اور باہر ... کام

کرتے تمہارے دست و پا چشم و گوش کا کیا ... ہے ...

معلوم ہونے لگتا ہے ؟ پھر جب وضو ...

کیسی ہلکی ہو جاتی ہے۔ اور ...

...بلکہ بالکل پوست ہے مغز ہے۔ اوس مین بھی حفظان صحت
...موجود ہین۔ جن کا نمازی کی صحت وتندرستی پر اثر پڑتا ہے۔ وہ فائدے
...علاوہ ہین۔ جو کبھی کبھی اس نماز کے ضمن مین حاصل ہو جاتے ہین۔ اگرچہ نمازی کیسا ہی منافق
اور ریاکار کیون نہ ہو اور پردہ کتنے ہی عیب کیون نہ کرتا ہو نماز کی وجہ سے دکھاوے
...اسے پھر بھی کچھ نہ کچھ نیک بننا پڑتا ہے تاکہ لوگ اوسے مطعون نہ کرین۔ تارک نماز جو واہی
تباہی باتین زبان سے کہہ گذرتا ہے نمازی علی الاعلان وہ باتین کہتے ہوے شرماتا ہے۔ اکثر ایسا بھی
ہوا ہے کہ لوگ ریاکاری ونفاق یا رسم کی نماز پڑھتے پڑھتے اخلاص کو پہونچ گئے ہین۔ انسے بھی جانے
دو۔ یہ کیا کم ہے کہ ایسے نمازیون کا باطنی شر متعدی نہین ہوتا۔ اور اگر ہوتا ہے تو نسبتہً کم۔ برخلاف
اون کے جو پابند نماز نہین ہوتے۔ اور فواحش ومنکرات کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہین۔ اور کہتے ہین
کہ خدا کی جب نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری" ان کا شر متعدی اور سوسائٹی کے حق مین سم
قاتل ہوتا ہے۔ اور ایک سوسائٹی بگڑ کر دوسری کو بگاڑتی ہے۔ اور شدہ شدہ اوس کا قومی تہذیب
وتمدن پر اثر پڑکر رہتا ہے۔ جیسے کہ آج کل قوم کی ایک نوجوان جماعت کا شر۔ جو روزانہ نماز کی قید سے از
خود آزاد ہو چکی ہے۔ وبائی امراض کی طرح قوم کے بچون مین پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کی اگر
کوئی تدبیر ہے۔ تو یہی کہ نماز کی پابندی مسلمانون مین عام ہو۔ کاش قوم کے سرمایۂ ناز مغربی تعلیم یافتہ
نوجوان جو نماز کے ارکان بدنی کو بندرون کی حرکات سے نسبت دیتے ہین۔ یا اگر بہت ادب کرتے ہین تو
...یون کی بے ضابطہ قواعد سے تعبیر کرتے ہین۔ اپنی سابقہ غلط فہمی پر متنبہ ہو کر قیام۔ قعود۔ رکوع و
سجدہ پر پھبتیان کہنے کی بجائے اپنے ذہن وذکاوت سے کام لین۔ اور نماز کے ارکان بدنی کے واقعی
... اسلامی نماز کو حقیقت سمجھ کر نہ ٹھکرائین۔ اور مدعی اسلام ہو کر دین وشریعت کی توہین نہ کرین
... اور حقیقی نماز پڑھین۔ اور بغیر پڑھے خدا کو حاضر وناظر سمجھکر یہ نہ کہین کہ ہم نماز پڑھتے
...مین بندرون کی سی حرکت نہین کرتے۔ ہمارے دل نماز پڑھتے ہین۔ اور وہی اصلی نماز ہے۔
...کے لیے محض قلبی نماز کافی نہین۔ ہان اگر دوسرے ریاکاری سے اور بغیر سمجھے نماز پڑھتے
...اخلاص کے ساتھ حقیقی نماز پڑھین۔ اور سچے اور پورے نمازی بن جائین۔ اور سمجھین
...خود ... اظہار کے جسمانی آداب مین جو روحانی کیفیت کو
... کیا آپ کسی کمشنر اور گورنر کے سامنے جا کر بے تکلف
... پھر کیون آپ کو خدا کے حضور مین

Marfat.com

سو چہاو [illegible]

نظر [illegible]

اے [illegible]

اور تو اس سے اجتناب کیجیو

و [illegible]

یہی تہذیب [illegible] کا یہی ایک اعلیٰ [illegible]

اور کسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible]

ایک طرح [illegible] کیا جا سکتا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] حکم [illegible] ہے اون کی تعمیل مین امید ثواب ہی
[illegible] غور کرنے سے یہی معلوم ہوگا۔ کہ زکوۃ کو بڑا تعلق
[illegible] کے خداوند جل و علانے اداے زکوٰۃ کا حکم دیا ہے
[illegible] تک عبادت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اداے زکوٰۃ کا حکم دے کر اپنے
[illegible] کہ وہ کہان تک مجھ سے محبت رکھتے ہین۔ آیا اون کی محبت صرف زبانی محبت ہے یا
[illegible] بھی کر سکتے ہین۔ اور دعوے ایمان و محبت مین کہان تک سچے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ
ایمان و محبت خدا و [illegible] کے دعوے کے باوجود اپنے مال کا ذرا سا حصہ بھی اظہار اطاعت و
[illegible] خدا کے نام پر نہ دے سکے (اگرچہ وہ اسکا محتاج نہیین۔ اور نہ خود لیتا ہے۔ بلکہ مال پھر پھر کر دینے
[illegible] کے پاس پہونچ رہتا ہے) وہ ہرگز اس قابل نہیین۔ کہ اوس کا دعوے تسلیم کیا جائے۔ بلکہ وہ
[illegible] اور مستحق لعنت ہے۔

[illegible] بالا امتحان و ابتلا سے آگے بڑھ کر جہان تک دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ زکوٰۃ
[illegible] تمدن اور فلاح قوم و ملت کے لیئے ہے۔ جیسا کہ مصارف زکوٰۃ پر نظر ڈالنے سے معلوم
[illegible] مصارف ہی خود فلسفہ زکوٰۃ کے مظہر ہین۔ جن کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید مین یون بیان
[illegible] الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم
[illegible] والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل یعنی غنی و دولت مند اپنی دولت
[illegible] اور مساکین کی دستگیری مین جو بقدر کفایت کمانے سے کسی وجہ سے معذور ہون خرچ
[illegible] لوگون کی تالیف قلوب مین بھی جن کے دلون پر نور ایمان کی شعاعین پڑنے لگی ہین
[illegible] ایمان نہین ہین تاہم ظن غالب ہے کہ وہ ایمان لائین گے۔ اور اون کے ساتھ
[illegible] غلامون کو غلامی سے چھڑانے۔ قیدیون کو دشمنون کی قید سے رہا کرانے
[illegible] اعانت اور مجاہدین کی امداد مین بھی جو قوم اور دین کی حمایت و حفاظت
[illegible] درماندہ مسافرون کے ساتھ سلوک ہونے مین بھی جو اپنے عزیز و اقارب
[illegible] کی مدد و اعانت کے اپنے وطن اور

[illegible] کا مددگار رہنا باعث نظام

[illegible]

[illegible]

کی جاتے اور ان کی [illegible]

[illegible]

تو چوری چھپے [illegible]

کرنے لگے وہ اپنے ڈھنگ سے یوں ہی کام [illegible]

اور جب ہر چہار طرف سے بے بس اور بے چارہ ہو جاتا [illegible]

[illegible] کی ماتوں کو [illegible]

[illegible] کے علاوہ بہت سے جیسے [illegible] اپنے [illegible]

ایک [illegible] دفعہ اگر ملک و قوم کے سر پر [illegible]

[illegible] نے فتح و شکست کا ہاتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] یورپ مین ترک خیرات کا خیال نیا ڈ
[illegible] شہرون مین جہان دولت بہلی پڑی ہے۔ اکثر دیکھا اور سنا
[illegible] مرجاتے ہین۔ اور آدمی کو آدمی کے حال پر رحم نہین آتا۔ اور
[illegible] کی اس سنگدلی پر ملامت کرتے ہین۔ تو جواب ملتا ہے کہ چند افراد
[illegible] تمدن کے حق مین اتنا مضرت رسان نہین ہے۔ جتنا کہ ان اخلاقی امراض کے
[illegible] ہے۔ جو محتاجون کے ساتھ بذل و مواسات کرنے سے پیدا ہون گے۔

[illegible] مانعین خیرات کا قوی تر استدلال جو بیش از سفسطۂ نفس نہین۔ اور شغف مال کی وجہ سے [illegible] ہے کیونکہ جو نتائج بد ترک خیرات سے پیدا ہوتے ہین۔ وہ ان سے کہین بڑھ کر خطرناک اور [illegible]ون کو تباہ اور بنائے تمدن کو خراب کرنے والے ہین جو خیرات سے پیدا ہو سکتے ہین کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ دولتمند ساری قوم نہین ہوتی بلکہ اوس کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ باقی متوسط الحال اور غربار ہوتے ہین۔ پس اگر متمول غربا کی ہر حالت مین اور متوسط الحال لوگون کی وقت ضرورت (جو اکثر پیش آجایا کرتی ہے) مدد کرنے سے دریغ اور پہلوتہی کرینگے۔ تو دولت صرف ایک فریق کا حصہ ہوجائے گی۔ اور قوم یا ملک کا بڑا حصہ متمولون سے ہر حالت مین صد چند بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ فقر و افلاس کی مصیبت مین [illegible] ہوگا۔ اور [illegible] کم ہوتا جائے گا۔ جس سے تمدن اور قوم کی جڑ کٹتی جائے گی۔ اور [illegible] ترک عیش و آرام مین بسر کرتے رہین گے۔ اور جون جون غربا اور فقرا کا شمار کم ہوتا جائیگا [illegible] تمدن کے موافق متمولون کی ضروریات زندگی نہ صرف گران ہوتی جائین گی۔ بلکہ اون کی آمد کا [illegible] بھی بند ہوتا جائے گا۔ کیونکہ مالدار جو کچھ دولت پیدا کرتے ہین۔ وہ نہ صرف اپنی سعی و کوشش [illegible] بلکہ غربا کے ہاتھون کی بدولت جب وہی نہ ہون گے۔ یا کم ہوتے جائین گے۔ اونکی [illegible] بھی بند یا تنگ ہوتے جائین گے۔ اور فقر و فاقہ کی عمومیت اور دروازۂ رزق [illegible] آمادہ کرے گی۔ کہ دولتمندون کو لوٹ لین۔ اور مالدارون کو اس خوف سے [illegible] کو اونہین راضی کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ یا اونکی دست تعدی [illegible] ایک جم غفیر کو بلا مقابلۂ عمل مال نقد ہاتھ آئے گا۔ وہ عمل کیطرف [illegible] رہین گے۔ جیسا کہ یورپ اور امریکہ مین اب بھی [illegible] ظاہر ہے کہ ایسی ناگہانی پیش آمد

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

... از دیہات پر گرپانڈ ہتے ہین اور
... یورپ ... عموماً اور امریکہ مین خصوصاً ایسے شوریدہ سر
... کو جا وہان سلطنت اون کا کچھ بھی انتظام نہین کر سکتی
... ممکن ہے۔ اور نہ متمول جماعت کو بذریعہ قانون مجبور کر سکتی
... مدد اور ... جماعت جو اپنے فساد و شرارت پر ایک طرح سے معذور بھی ہے
... جاتی ہے۔

... اب نیت اور دانشمند اس تمدنی مرض کے دفعیہ کی طرف مائل ہین۔ وہ کامل غور و خوض کے
... نتیجہ کو پہنچے ہین کہ چونکہ دولتمندون کی دولت غربا و مساکین کی محنت و عرقریزی کا نتیجہ
... ہے اس لیئے اون کی دولت مین غربا کا بھی حصہ ہے۔ جسے وہ گویا امداد کے بغیر فقر و فاقہ
... کے لیئے اون کے پاس محفوظ رکھتی ہیں اسلیئے دولتمندون کو ایسے امدادی فنڈ قائم کرنے چاہئیں
... پیشہ لوگ جب یتیم الحال ہون۔ اور کھانے کمانے کی لائق نہ رہین۔ امدادی فنڈون سے انکی
... کی جائے تاکہ وہ اپنا واجبی حق جو دولتمندون کے پاس جمع ہے۔ پاسکین۔ بغیر اس صورت کے
... اور قلاشون کی شوریدہ سری سے قوم دولتمندان کسیطرح محفوظ نہین رہ سکتے۔ یہ تدبیر کیا ہے؟
... تعلیم کہ فقرا و مساکین کی زکوٰۃ سے مدد کرو۔ تاکہ تم اور تمہاری قوم فقرا اور فقیرون کی بدولت
... والی بلاؤن سے محفوظ رہے۔

قلاشون کی یہ شوریدہ سری تو یورپ و امریکہ مین اُس وقت ہے جب کہ خیرات و مبرات کا دائرہ
... مین بھر گیا ہے۔ جہان لاکھون کنجوس اور خیرات سے دریغ کرنے والے ہین۔ وہان کروڑون
... مساکین کی امداد کو فرض فرضان جانتے ہین۔

... کے بخیر ہمارے ملک کی طرح بے محل خیرات نہین کرتے۔ اور مسرف نہین بنتے۔ یہی حکم
... اون کی خیراتون کے مرکز مقرر ہین۔ مثلاً گرجا۔ خاص خاص انجمنین۔ جہان لوگ
... اور اون کے معتمد علیہ اون کی وصیت و ہدایت کے موافق فقرا و
... کرتے ہین کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جو قاعدے اسلام کے تھے
... اون سے آشنا تک نہین
... طرح ہوتی تھی جیسے کہ آج
... کرتا ہے اور

یا جس ...

شفاخانے کھلے ہیں ...

منفعت ہوتی ہے ... اگر ...

فقراء و مساکین کی امداد و اعانت ہی ہے ...

سے یورپ متمدن بن رہا ہے اور اون کا ...

ہوتے ہیں تو اوس کا تمدن بھی دنیا سے ...

اس کے علاوہ جو چند الدنیا متصرات ...

و کسالت کا پیدا کرنے والا بتاتے ہیں اور ...

اس لیے کہ اگر بلا امتیاز و تمیز و عمل فقراء کی امداد و ...

اون لوگوں کے لیے ہے جو کسب کی طاقت رکھتے ہیں ...

لیکن جو کسب کی قدرت ہی نہیں رکھتے یا ...

کے لیے کافی نہیں ہوتا اون کی دستگیری ...

لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیتی ہے جو کسب کی ...

کسب اون کی معیشت کو کافی نہیں ہوتا ...

زکوٰۃ دینے ... اگر ... یا ...

اعانت کرتا ہے وہ صحیح ہی ہے

... اسلام نے غیر ...

[illegible] ہیں۔ کہ اسکی طاقت رکھتے ہین۔ لیکن نہین [illegible] زکوٰۃ فطرہ۔ خیرات سبھی پر ہاتھ صاف کرتے ہین۔ اور [illegible] نہین [illegible] ہین۔ اور دیتے ہین جو اونہین نہ دینا چاہئیے۔ سچ تو یہ ہے کہ [illegible] زکوٰۃ ہاتھ پھیلاتے۔ اور اگر عام مسلمان حقیقی اسلام کے پابند ہوتے۔ اور فقرا [illegible] انہین یون دیدے کر ہلاتے۔ اور نہ قوم کے ایک معقول حصہ کو یون تباہ کرتے [illegible] اور خسارہ اُٹھاتے۔

یہ ہے فقرا و مساکین کے لیئے زکوٰۃ مین حصہ مقرر کیئے جانے کا مختصر بیان۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ زکوٰۃ فضول ہے۔ مساکین و فقرا کی امداد خراب اور مخرب اخلاق قوم و مفسد تمدن ہے۔ زکوٰۃ کا دوسرا مصرف ہے والعاملین علیھا۔ یعنی اُن لوگون کیلئے جو عام متنطع مسلمانون سے زکوٰۃ جمع کرتے اور بیت المال مین پہونچاتے ہین۔ چونکہ اثنائے تحصیل زکوٰۃ مین محصل زکوٰۃ اپنے کسب سے معذور ہو جاتے اور مسکینون کے زمرہ مین آجاتے تھے اسلیئے ضرور تھا کہ اسی مال زکوٰۃ سے اونکو بھی حصہ دیا جاتا۔ والعاملین علیھا سے ایک لطیف نکتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ایک جگہ جمع کی جاوے۔ اور پھر فقراء و مساکین مین تقسیم ہو یا دیگر کامون مین لگائی جاوے۔ مسلمان بتائین کہ کیا وہ آج طریقہ خیرات مین اس اصول کا پابند نہین ہے۔ اور کیا وہ خود اس کے خلاف نہین کرتے ہین؟ مانا کہ اسلامی بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے یہ التزام یہاں کل ملک کیلئے مشکل ہے لیکن کیا شہر شہر اور قصبہ بقصبہ محتاط لوگون کی زیر نگرانی مسلمانون کا ایک چھوٹا سا بیت المال نہین کھولا جا سکتا ہے۔

اس سے ایک اور عمدہ نکتہ بھی استنباط ہوتا ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔ اور دیگر صدقات و خیرات جن سے غربا و مساکین کی اعانت متصور ہو تفضل ہین۔ جب خدائے تعالیٰ خیرات فرض کے خرچ مین یہ اہتمام الزام فرماتا ہے کہ پہلے یکجا جمع کی جائے۔ تو باقی صدقات و خیرات مین بھی اس طریقہ کا التزام اگر واجب نہین۔ تو بہتر ضرور ہے۔ کیونکہ جیسے صرف زکوٰۃ مین یہ احتمال ہے۔ کہ ممکن ہے کہ نامستحقون کو دیدی جائے اسیطرح سے صدقات و خیرات مین بھی یہ احتمال ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ایسے زمانہ مین جب کہ [illegible] نے گداگری کو اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ بیشک اسلاف کرام فرداً فرداً بھی خیرات کرتے تھے۔ اور [illegible] تھے۔ لیکن یہ وہ [illegible] تھا جب کہ مسلمان ہاتھ پھیلانے کو عار اور ننگ سمجھتے تھے اور سوال [illegible] تھے۔ ایسے ہی سائلون کے حق مین ہے واما السائل [illegible] فقیرون کے حق مین۔ جو نہ وفیعدی مضطر ہوتے ہین

Marfat.com

[illegible] سیان [illegible] کچہہ دخل ہی ہے اور اس
[illegible] پیدا ہو سکتا ہے تو تم یہ عذر بہی نہین کر سکتے نہین
[illegible] بعد تمہارے پاس تو رسل و انبیار بلا فاصلہ یکے بعد دیگرے
[illegible] اون کے ساتھ جو کچہہ کیا۔ خدائے تعالی نے انبیار بنی اسرائیل کا
[illegible] کر کے عیسی علیہ السلام کا عظیم الشان اور بنی اسرائیل کا آخری رسول ہونے کی
خصوصیت کی وجہ سے بالاختصاص ذکر کیا۔ اور کہا وآتینا عیسی ابن مریم البینات
وایدناہ بروح القدس۔ بینات و حجج ظاہرہ و آیات باہرہ ہین جن سے حق ظاہر
ہو جاتا ہے اور مراد اُن سے یہان وہ احکام توریت ہین۔ جن کی عیسے علیہ السلام نے
بنی اسرائیل کو دعوت دی تہی۔ اور روح القدس سے مراد روح وحی ہے جس سے
خدائے تعالی انبیار و رسل کی تائید کرتا ہے۔ اور اون کے عقول و معارف کو منتہائے
کمال پر پہونچاتا ہے۔ چنانچہ خود قرآن پاک مین ایک جگہہ اس امر کی توضیح کرتا ہے سو
کذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان"
اسی روح وحی پر روح القدس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس لیئے کہ جو تعلیم خداوندی اُس
کے ذریعہ سے انبیار و رسل کو حاصل ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ وہ منزہ و مقدس ہو۔ یا اس لیئے
کہ وہ روح نفوس کو پاک و صاف اور مقدس بناتی ہے۔ اسی روح پر روح الامین کا بہی
اطلاق ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ نبی موحی الیہ اوس روح کے بارہ مین خدا کی رسالت کا یقین
رکہتا ہو اور یہ کہ جو کچہہ وہ پہونچاتی ہے۔ بلا تلبیس خدا کا حکم ہے۔ جیسے کہ خدا تعالی فرماتا ہے نزل
بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین۔ مگر اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے
کہ روح القدس سے مراد جبرائیل ہین۔ جو انبیار علیہم السلام کے پاس آتے اور اللہ کی شریعت
انہین بتاتے ہین۔ بعض کی رائے اس آیت مین یہ بہی ہے۔ کہ روح القدس سے مراد خود
روح مسیح ہے اور تقدوسیت و طہارت اوس کی صفت ہے۔ باین معنی کہ آپ اثر شیطان
سے محفوظ تھے۔ یا اس لیئے آپکے نفس کو قداست سے موصوف کیا ہے۔ کہ آپ پر انجیل ایسے
[illegible] نازل ہوئی جس سے نفوس انسانی مقدس و پاک ہو سکتے تہے۔ بلکہ بعض روح القدس
سے انجیل مراد لیتے ہین [illegible] اور [illegible] سب کا ایک ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی
نے [illegible] انبیار مبعوث کرنے کے بعد عیسی بن مریم کو بہیجا اور

تقوی النفس [illegible]

اور جب اونھوں نے ہم کو [illegible] اور [illegible]

تعمیل کے لیے کہا۔ تو تم غیظ و غضب میں آ [illegible]

سے تم انکار کر سکے بھور کیا تم نے اپنے [illegible]

وجہ بارہا ورد ہو بیگر انبیاء کے ساتھ بھی [illegible]

کے ساتھ بھی وہی کرے کو تیار ہو جیسا [illegible]

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ [illegible]

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف [illegible]

اون پر خدا کی مار پھٹکار ہے۔ پس تھوڑے [illegible]

اور ہے کہ آیتوں میں بیان ہوا ہے [illegible]

اس لیے وہ ہدایت و ارشاد پر [illegible]

اون کی حیلہ جو طبیعت [illegible]

[illegible]

[illegible] الا [illegible] سے رد کیا اور رحمت کبریٰ

[illegible] اور ساتھ ہی علت لعن بھی بیان کر دی گئی ہے۔ تاکہ معلوم [illegible] تعالیٰ نے اون پر ظلم نہین کیا۔ بلکہ اونہون نے آپ اپنے اوپر ظلم کیا۔ وہ کفر [illegible] بکفر و عصیان کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ عموماً اخلاق انسانی مین یہ قاعدہ عام [illegible] ہے کہ ایک برائی اور گناہ دوسری برائی اور گناہ پر طبیعت کو آمادہ کرتے ہین اور [illegible] خدا و ندی ہے۔ کہ طبیعت جس بات پر آمادہ ہوتی ہے۔ قدرت باسباب اُسکا نتیجہ ظہور مین [illegible] ہے۔ یہود چونکہ لائق لعنت ہوچکے تھے۔ اپنے اعمال و افعال کی بدولت۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ [illegible] اون پر لعنت کی۔ لیکن چونکہ بعض افراد آنحضرت اور قرآن پر ایمان لانے والے بھی تھے [illegible] اس لیے بطور استدراک کہا گیا فقلیلاً ما یومنون۔ تاکہ یہ وہم و شبہ جاتا رہے کہ یہود قطعاً تمام کے تمام شقاوت کے مستحق ہوچکے ہین۔ اور اون مین سے کسی کے بھی ایمان کی امید باقی نہین ہے

فقلیلاً ما یومنون کے ایک معنی اور بھی ہین۔ وہ یہ کہ اصول دین مین جو باتین ایمان لانے کے قابل ہین۔ اون مین سے کم ہی اصول پر یہود ایمان رکھتے ہین۔ یعنی ظواہر الفاظ سے جو شریعت مفہوم و مستفاد ہوتی ہے۔ اوس پر فی الجملہ یہ لوگ ایمان رکھتے ہین۔ شریعت کے متعلق نہ انکا علم تفصیلی ہے۔ اور نہ اوس کی حکمت و اسرار کو سمجھتے ہین۔ اسی لیے ان کے دلون پر شریعت کی حکومت بھی نہین ہے۔ جو نیک کامون اور نیک ارادون کی محرک ہو سکے ہوا و ہوس جدھر چاہتی ہے۔ اونہین لے جاتی ہے۔ پس اون کا ادعائے ایمان محض زبانی اور محض خیالی وہمی ہے جس کو اعمال جھٹلاتے اور اخلاق و اطوار راسخہ غلط بتاتے ہین۔ اور ایسا ایمان خدا کے یہان کچھ قدر و قیمت نہین رکھتا۔ اور ایسے ایمان والون کو لعنت [illegible] نہین بچا سکتا۔

[illegible] حیرت و تعجب کی بات ہے کہ قرآن مجید ایسی مبسوط حجتون اور موثر اسلوبون [illegible] ایمان کو صحیح بتاتا ہے لیکن قرآن کا نام بدنام کرنے والے ان باتون کو نہین [illegible] جیسا کہ یہود کا اللہ اور کتاب اللہ وغیرہ کی بابت تھا۔

[illegible] لا یعلم [illegible] وکانوا من [illegible]

Marfat.com

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ

أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ

مُهِينٌ (٩٠) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا

أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

ترجمہ اور جب اون کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے

اون شریعت کی جو اون کے پاس ہے۔ اور وہ پہلے ہی کافروں پر [illegible]

مانگا کرتے تھے مگر جب اون کے پاس وہ کتاب آگئی جسے وہ پہچانتے تھے

تو اوس سے انکار کر گئے۔ پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے بری چیز ہے

جسکے بدلے ان لوگوں نے اپنے نفسوں کو بیچا براہ سرکشی ما انزل اللہ سے انکار

کر بیٹھے کہ کیوں اس نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہی اپنے فضل سے [illegible]

ان باتوں سے ان لوگوں نے غضب پر غضب الٰہی اپنے اوپر لیا [illegible]

لیے خوار و ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ [illegible]

کیا ہے اوس پر ایمان لاؤ۔ تو کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر اتارا گیا [illegible]

اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ اوس سے منکر ہیں [illegible]

حق ہے اور مصدق ہے اون کی شریعت کا بھی [illegible]

پوچھو کہ اگر تم ایمان والے ہی ہو تو پھر کیوں [illegible]

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

ظَالِمُونَ (٩٢) وَإِذْ أَخَذْنَا

[illegible] بلند کیا اور تھام لو جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اور سنو [illegible] کہا ہم نے سنا اور نہیں مانا۔ (کیون؟) اس لیئے کہ کفر کے [illegible] دلون مین گوسالہ جگہ کر گیا تھا۔ اے محمد ان یہود سے کہدو۔ کہ اگر تم ایمان والے ہو تمہارا ایمان جو حکم تمہین دیتا ہے۔ وہ بہت ہی برا ہے۔

تفسیر ولما جاءھم معناً ربط تام متصل ہے فقلیلا ما یومنون سے باین طور کہ یہود کا ایمان قلیل تہا بحالیکہ وہ ایسے نبی و کتاب کا انتظار کر رہے تھے۔ جو ان کے شریعت کے مصدق ہونگے۔ اور اسی بنا پر کافرون پر اپنی نصرت و غلبہ کی پیشین گوئیان کیا کرتے تہے۔ اگر [illegible]ون کا ایمان ناقص اور قلیل نہ ہوتا۔ تو کیونکر منتظر کے ظہور اور اوس کے پہچاننے کے بعد کفر و [illegible] کے مرتکب ہوتے۔

کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور مصدق لما معھم اس لیئے کہ توحید اور اصول دین مین بالکل توریت کے موافق و مطابق ہے۔

یہود مشرکین عرب سے کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اور توحید کی حمایت کرکے بت پرستی کو نیست و نابود کر دے گا۔ لیکن اون کو گمان تھا کہ وہ نبی بھی بنی اسرائیل ہی مین سے مبعوث ہوگا۔ جب اونہون نے دیکھا کہ عرب مین مبعوث ہوا۔ حسد کرنے لگے۔ اور انکار و کفر اختیار کیا۔ تحریف و تاویل کے مرتکب ہو چکے تھے تو اس پر مستزاد ہوا۔ اور کفر اون کا وصف لازم ہو گیا۔ لہذا مستحق لعنت ہوئے۔

بئسما اشتروا بہ انفسھم۔ اشتریٰ خریدنے و فروخت دونو معانی مین آتا ہے۔ جمہور مفسرین [illegible] ہے کہ یہان اشتروا بمعنے باعوا ہے۔ مطلب یہ کہ اون لوگون نے آنحضرت صلعم پر حسد اور اپنی ریاست اور اپنی قوم کی بہتری و سیادت قائم کرنے کی حرص پر اپنے نفسون کو کفر پر قربان کر دیا یعنی [illegible] گویا اون کے نفسون کی قیمتین نہین۔

[illegible] مفسرین مثل ابن جریر نے اشتروا کو بمعنے ابتاعوا (خریدا) بھی لیا ہے۔ اور یہ معنے کیئے [illegible] اپنے نفسون کو کفر کی قیمت مین دیا بات دونون طرح تقریباً ایک ہی ہے۔ پہلی صورت [illegible] ہے۔

[illegible] من یشاء من عبادہ۔ [illegible] کیا سرکشی [illegible]

[illegible]

والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ

پر غضب کے مستحق ہوئے اور

عصر تنزیل میں بعض یہود نے

خطاب کو سمجھے ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

قول کی تردید کی۔ پھر انکا دوسرا عذر بیان کیا

پر حجت قائم کی۔ باین طور واذا قیل لھم اٰمنوا

ایمان لاؤ۔ اور یہ نہ کہنا کہ جو محمد صلعم پر نازل کیا گیا

اور اگر یہ بھی نازل کیا جاتا تب بھی وہ واجب الایمان ہوتا

مبلغ محض ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ ہم تو

سے ہو۔ تحکم علی اللہ ہے۔ اور یہود کے

یہود کی معقولیت کے لیے کافی تھا

ہوا ہو۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ

اس لیے کہا گیا۔ وقل لم تقتلون تم اگر

پہلے انبیا کو

تب

[illegible]

[illegible] یعنی اخلاق رذائل

[illegible] کرنا۔ شراب خوری۔ قمار بازی

[illegible] ہے یہ سرت اسلئے کہ عذاب آخرت سے چھٹکارا ملے

[illegible] نظام تمدن اور مصالح انسانی کو نقصان پہونچتا ہے

[illegible] ہے۔ اور انسان انسان کامل اور متمدن کہلانے

[illegible] ہے کہ اسلام و قرآن کی تعلیم ایسی ہی ہے تو چاہیے تھا کہ مسلمان

[illegible] ایک طرف دین اون کے دین ہوتا۔ اور دوسری طرف دنیا

[illegible] مثال۔ لیکن مسلمانوں کی حالت بالکل اس کے خلاف

[illegible] نظر آتے ہیں۔ وہ زاہدانہ و راہبانہ زندگی بسر کرتے

[illegible] والوں کی تحقیر و تذلیل کیلئے لعمال دنیا

[illegible] اور جو دنیا دار ہیں۔ وہ بھی تمدن و تہذیب دنیا سے

[illegible] افلاس۔ ذلت و یاس سایہ کیطرح ان کو ساتھ

[illegible] اسلام کی خطا و تقصیر ۔ دونوں قرآن کی غرض

[illegible] گروہ نے اوّل اول روحانیت کو یہاں تک اہمیت

[illegible] کہ اوس نے خود اپنی ایک آنکھ پھوڑی۔ اور

[illegible] خلاف کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر وہ خود نہیں۔ تو

[illegible] با عشر روحانی جمعیت کو بھی نہ پہنا

[illegible] گئی [illegible] خودداری نے اجازت نہ دی

[illegible] جسمانی تعلقات بھی [illegible]

[illegible] انہوں نے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] علینا [illegible] ہم پر توریت ہی نازل ہوئی ہے ہم
[illegible] ماننا ہے [illegible] تم جو منکر ہے ہو اب کا تو ذکر ہی کیا ہے پہلے بھی
[illegible] ان [illegible] سے انبیاء کو قتل کیا۔ توریت میں یہ کہاں حکم ہے۔ اگر توریت
[illegible] تو پھر [illegible] کیوں سرزد ہوئیں؟ اسے بھی جانے دو اور اس سے پہلے
[illegible] کو یاد کرو کہ موسیٰ تمہارے پاس آیات بینات لیکر آئے۔ اور تم نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور
[illegible] ان کے پیچھے موقع پاکر پوجنے لگے۔ کیا یہی ایمان والوں اور خاصان خدا کی باتیں ہوتی
[illegible] اسے بھی جانے دو۔ ممکن ہے کہ تم کو بعض نا واجب شبہات ہی نے گوسالہ پرستی پر آمادہ کیا ہو
[illegible] ہم نے [illegible] یاد کرو پھر تمہارے اوپر طور کو بلند کر کے اور ڈرا دھمکا کر تم سے متابعت توریت
کا عہد و پیمان لینا چاہا۔ اس پر تم کو یاد ہے کہ تم نے کیا کہا تھا۔ یہی نہیں کہا تھا کہ ہم نے حکم سن
لیا مگر ہم نہیں مانتے بتاؤ۔ کیا ایماندار ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اور ایسا ہی تم اپنی منزل [illegible] کتب
ایمان رکھتے ہو پس حقیقت حال یہ ہے کہ تم دعوے تو ایمان کا کرتے ہو۔ لیکن کفر تمہارے دلوں میں
بھرا ہوا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ تم نے دونوں دفعہ گوسالہ پرستی اختیار کی۔ ہاں اب بتاؤ کہ تمہارا
[illegible] نؤمن بما انزل علینا کیونکر قابل پذیرائی مانا جانا جائے۔ اگر تم توریت ہی پر ایمان
رکھتے۔ تو پھر قرآن پر بھی ایمان لانا کون سی بڑی بات تھی۔ وہ تو مصدق توریت ہی ہے۔

قل بئسما یامرکم [illegible] اے محمد ان کٹ حجتوں اور ہٹ دھرموں سے کہدو کہ اگر اس پر بھی
[illegible] رکھتے ہو کہ جو کچھ ہم پر نازل ہوا ہے ہم اوسی پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو بیشک بُرے ہیں وہ
[illegible] تعلیمات جو تم کو تمہارا ایمان تلقین کرتا ہے۔ اور بُرا ہے وہ راستہ جس پر تم کو تمہارا ایمان ڈال
رہا ہے۔

[illegible] بنی اسرائیل کا حال قبول ہدایت میں ابتدا سے بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
ایک ہی وطیرہ پر رہا اور جہل و حجت اور پھر اصرار علے الضلالت میں بھی اخلاف اسلاف
[illegible] رہے اور [illegible] کہ اگلے چھوٹے بڑوں کی تقلید کو اصل دین سمجھتے رہیں۔ اور
[illegible] ایسے ہی انہیں کی طرح گمراہ ہوں۔ اسی [illegible] اخلاف اسلاف
[illegible] کی طرف [illegible] سے [illegible] کی طرف کو

[illegible] الثانی

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ [illegible]

اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ [illegible]

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ [illegible]

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ [illegible]

سے یہ بھی کہو کہ اگر دار عاقبت خدا کے پاس خاص [illegible]

لیے ہے۔ اور تمہارا یہ دعوی سچا ہے تو موت کی تمنا کرو مگر یہ [illegible]

آرزو نہ کریں گے۔ اللہ ان ظالموں کے عندیہ کو خوب جانتا ہے۔ موت کی [illegible]

تم انہیں کو لوگوں سے زیادہ زندگی پر حریص پاؤ گے۔ حتی کہ اون مشرکین سے [illegible]

جن میں سے ایک ایک ہزار برس کی زندگی کی آرزو کرتا ہے حالانکہ اگر [illegible]

رہے۔ تب بھی یہ طول عمر اوس کو عذاب سے نہیں بچا سکتا اور یہ لوگ [illegible]

تعالی اوسے خوب جانتا ہے۔

قل ان کانت۔ بنی اسرائیل کے دوسرے دعوی کو توڑنے والی [illegible]

متضمن ہے اون کے مذکورہ بالا اعمال اور خلو از ایمان جیسے معاصی پر [illegible]

معاصی پر بصراحت مذکور نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ بختما یا فوکیہ [illegible]

یہود کہا کرتے تھے کہ ہم ابناء اللہ اور خاصان خدا میں جنت صرف [illegible]

کو حصہ ملسکتا ہے۔ جو یہود بن جائیں۔ اور اون کا یہ بھی اعتقاد تھا کہ [illegible]

ماکل و مشارب اکمنہ و ملابس ہیچ ہونا چاہ عاد شقت میں [illegible]

مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لیے ان سے دل [illegible]

وہ اپنی دعاؤں میں درازی عمر و وسعت رزق کی [illegible]

خدا تعالی کہتا ہے کہ اے محمد ان لوگوں سے [illegible]

لذائذ دنیوی کا نعم اخروی کے مقابلہ [illegible]

جدا ہے تکلیف بھی [illegible]

[illegible]

# رسید زرمعہ شکریہ

[illegible] اول نمبر ۸۸ عبدالرحمن خان صاحب صدیق بخش گنج عہ (۹۲) مولوی حافظ محمد جعفر صاحب [illegible] (۱۷) جناب منشی الٰہی بخش صاحب ٹھیکہ دار ہے ـ

[illegible] دوم (۹۶) جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب خطیب عہ (۱۷) جناب ولی اللہ خان صاحب اعظم گڈھ عہ جناب عبدالہادی صاحب نقشہ نویس عہ + (۶۸) جناب محمد خان صاحب ٹھیکہ دار عہ (۶۹) جناب [illegible] اللہ دتہ خان صاحب ملٹری پولیس عہ (۵۹) جناب حاجی عبداللہ صاحب جنید قسط عصہ

# ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ یہ بالکل نادرالوجود تھی کارخانہ وطن نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچاکر اوس کا ترجمہ کرایا ہے حصہ اول تیار ہے قیمت سے رحصہ دوم بھی تیار ہوگیا ہے قیمت سے ـ

# ترجمہ تفسیر کبیر جلد اول فاتحۃ العلوم

حضرۃ الحمد کی تفسیر مؤلفہ امام فخرالدین رازی رحـ اسے اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی کسی صاحب کو ہمت نہ پڑتی تھی ـ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ اخبار وطن لاہور نے اس بھاری کمی کو بھی پورا کردیا ہے ـ قیمت فی جلد تین روپے (سے)

# حقانیت عقائد اسلامیہ ـ

## (تزیین الکلام)

ایک ترکی فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ مصنف کی اس دینی خدمت پر امیر المومنین سلطان عبدالحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا قیمت عصہ

# حسن و زبیدہ

[illegible] اسلامیہ چند شیر دلوں کے معرکوں کا بیان ناول کے پیرایہ [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] افولی

# تفسیر القرآن

[illegible] اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

[illegible] لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے

[illegible] حقہ سے آگاہ کرنے کے لیے پہلے اخبار میں

[illegible] کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے

[illegible] کی صورت میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

[illegible] ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

[illegible] ۱۷ [illegible] (۶) [illegible]

# غلطنامہ [illegible]

ناظرین مندرجہ ذیل غلطیاں قلم سے بنا لیں [illegible]

| صحیح | غلط | سطر | صفحہ | صحیح | غلط | سطر | صفحہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| [illegible] | [illegible] | ۱ | ۲۰۹ | ما الکتاب | ماکتاب | ۱۲ | ۱۹۳ |
| [illegible] | [illegible] | ۲۳ | ۲۱۸ | طبیعت کے سامنے | طبیعت کے | ۱۶ | ۱۹۴ |
| [illegible] | فطرت ہے | ۱۵ | ۲۲۰ | اور کہا تہام | اور تہام | ۱ | ۱۹۷ |
| [illegible] | بیٹھا ہے | ۱۶ | ۲۲۵ | اوس | اوسن | ۶ | ۱۹۹ |
| [illegible] | ازاں میں | ۲۳ | ۲۳۱ | ہم سے | ہم نے | ۳ | ۲۰۳ |
| [illegible] | اوس وقت | ۱۶ | ۲۳۷ | ہمیں | ہم ہی | ۲۱ | ۲۰۶ |
| [illegible] | [illegible] | ۱۰ | ۲۳۸ | ورنہ | اور نہ | ۱۳ | ۲۰۸ |

## ناظرین کرام!

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت میں حتی الوسع کوشش [illegible]
دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا [illegible]
اس وقت تو اب مسلمانوں کے ہر طبقے [illegible] خیالات ظاہر [illegible]
ظاہر کرتے ہیں مثال کے [illegible]

Marfat.com

... اون ... اپنے ... لانے کے لیئے طرح طرح کے حیلون
... اوس ... بہی قابض ہوجاتے ہین۔ ہر طرح سے اسے ڈراتے دہمکاتے
... کرتے ہین۔ اوس کی قوم مین سے جو اوس کے دوست آشنا ہوتے ہین سو وہ بہی
... نہ صرف ناخوش بلکہ اوسکے دشمن ہوجاتے ہین۔ اس قسم کے خیالات لوگون کو تبدیل مذہب
... ستایا کرتے ہین۔ اگر ضمیر غالب آئی تو وہ دنیا پر لات مار کر دیندار ہوجاتے ہین۔ اور جو
مصیبت پیش آئے اوسکی برداشت کے لیئے مردانہ تیار رہتے ہین۔ لیکن ایسے لوگ کم ہوتے ہین۔
زیادہ شمار انہین کا ہوتا ہے کہ طبیعت اون پر قابو رکہتی ہے۔ وہ مائل بحق اور مذہبی صداقت
کے دل مین قائل ہونے کے باوجود اس کے اختیار و اظہار کی جرأت نہین کرسکتے۔ تالیف قلوب
کے اصول سے اسلام نے یہ جرأت پیدا کرنے کی تدبیر بتائی ہے۔ کہ قبل اسکے کہ مائل بایمان ایمان
لائین۔ اور مسلمانون مین شامل ہون۔ مسلمان مال زکوٰۃ سے اون کے ساتھ ایسا سلوک کرین کہ انکو
یہ محسوس ہو کہ ہم تعلقات نافع کو چھوڑ کر ایسے لوگون مین آتے ہین کہ جن سے نہ رشتہ ہے اور نہ
پہلے سے کوئی تعلق ہے۔ بلکہ انہین یہ معلوم ہو کہ اگر اسلام لانے سے ہمارے سابقہ تعلقات پہلی
قوم سے ٹوٹتے ہین۔ تو دوسری قوم مین اون کا نعم البدل موجود ہے۔ نسبی بہائیون کی امداد سے
محروم ہوتے ہین۔ تو دینی بہائی ضرورت و احتیاج کے وقت مدد کرنے کو تیار رہین۔ ایک سوسائٹی
چہوٹتی ہے۔ تو دوسری بنی بنائی ملتی ہے۔ چند دشمن ہوتے ہین۔ تو اون کے عوض صدہا سچے
دوست بنتے ہین۔

ذرا بنظر انصاف دیکھو کہ طالبان حق کے لیئے تالیف قلوب کتنا اعلےٰ اور مفید اصول ہے۔ جب
تک مسلمانون مین یہ اصول قائم رہا۔ لوگ جوق جوق دائرہ اسلام مین داخل ہوتے رہے۔ مگر اب
مسلمان اس کی طرف سے بالکل غافل ہین۔ یہان تک کہ جو زکوٰۃ دیتے بہی ہین وہ بہی زکوٰۃ کو
فقرا و مساکین ہی مین خرچ کر دیتے ہین۔ اور صرف انہین کو مستحق زکوٰۃ سمجہتے ہین۔ حالانکہ اگر
... فرداً بہی زکوٰۃ دیجائے۔ تب بہی مصارف پنجگانہ اوس کے مصرف ہین۔ اسلامی بیت المال
... امین بیت المال کا فرض تہا۔ کہ حصہ رسدی اور بقدر ضرورت و احتیاج ہر مصرف مین
... تہوڑی رقم صرف کرے۔ ایسے مسلمان فرداً فرداً زکوٰۃ دیتے ہین۔ وہ خود ہی
... اون کا فرض ہے کہ پانچون مصارف مین زکوٰۃ کو صرف
... مین ہی خرچ کرین۔ اور دیگر مستحقین خیرات کے

[illegible]

[illegible] الشان [illegible]

دل [illegible] لطف [illegible] اور [illegible]

قائم کرتے ہیں اور [illegible] ہے اس [illegible]

کا رشتہ ہو جاتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں اور [illegible]

غرض کہ ایسے قلوب تو [illegible] دین کا [illegible]

گر جس [illegible] نے [illegible] ہاتھ سے [illegible]

اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اور [illegible]

کا نہ ہونا [illegible] نظر کی جائے کہ وہ اس [illegible]

روز افزوں [illegible] ہوتی جاتی ہے۔

[illegible] دنیا کی طرف سے [illegible]

[illegible] صرف کر رہا ہے۔ جہاں وعظ و [illegible]

پادری لے [illegible] پڑھانے لگ [illegible]

[illegible] کی مدد شروع کر دی [illegible]

[illegible]

... یا جی روپیہ کے لیے عیسائی

... ہوگی ... جانتے کہ تالیف قلوب کا عمل کام کر رہا ہی

... کرہی بلکہ نہین ... ہی ہو۔ جو اوسے جانتے اور اوس سی

... اور اون کا مذہب اشاعت پاتا ہے۔ قبل از قبول عیسائیت ...

... تالیف قلوب کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ عیسائی ہو جاتے ہین۔ اور بعد از ...

اون کو ... سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد اپنی حالت بدل لیتے ہین۔ اسکا عینی ثبوت

... ہندوستان مین ہی دیکھ لو۔ کہ عیسائیت نے زیادہ تر ادنے طبقات مین اپنا اثر

... جو ہندوستانی آبادی کا بالکل کوڑہ تھے۔ نہ جن مین علم تہا۔ اور نہ کوئی عمدہ بات۔ لیکن

عیسائیت اختیار کرتے ہی اون کی حالت نے پلٹا کھایا۔ اور وہ آج اگر اعلے سوسائیٹی مین نہین شمار

کیے جاتے۔ تو ادنے سوسائٹی سے سیکڑون میل ضرور آگے پائے جاتے ہین۔ اور ترقی کا میدان

اون کے آگے کھلا ہوا ہے۔ چونکہ متمدن قوم کا مذہب اختیار کیا ہے۔ اسلیئے اون کا تمدن بہی روز

بروز بہتر ہوتا جاتا ہے۔ جہالت علم سے۔ بے ہنری ہنر سے بدلتی جاتی ہے۔ اور یوروپ کے تمدن کو

خاطر خواہ ترقی ہوتی جاتی ہے۔ دیکھ لو تالیف قلوب ہی متمدن تو مین کرتی ہین۔ اور اس سے انکی

تمدن کو وسعت ہوتی ہے۔ مسلمان تہذیب و تمدن سے بیگانہ ہوگے۔ تالیف قلوب کا زرین اصول

بھی اون کے ہاتھون سے نکل گیا۔ یا اس اصول کے چھوڑنے سے اون کے تمدن کو بھی ایک ناقابل

تلافی دہچکا لگا۔

اگرچہ اس زمانہ مین مسلمانون کی جہالت اور فرض ناشناسی اور عام افسردگی و مردگی کے باعث

... اسلام اور تالیف قلوب کا باب بالکل مسدود ہی ہو رہا ہے۔ نہ تو مسلمانون ہی کو اسطرف

... سلطنتین ہی اس فرض اہم پر توجہ کرتی ہین۔ اور نہ علما ہی اشاعت تعلیم اسلام

... جاتے ہین۔ تاہم دنیا مین اسلام جس سرعت کے ساتھ بغیر داعیان اسلام کے

... اپنی نظیر ہے۔ حتی کہ یوروپ کے مشنری بارہا پکار چکے ہین۔ کہ اسلام خطرناک

... عیسائیت کو ذرا بھی اسلام سے واسطہ پڑا ہے۔ وہین عیسائیت

... ہین۔ مگر ہماری کوشش ...

... کے دلون مین گھر کرتا چلا جاتا ہے ...

... جاہل اون ...

اب پر لوگون کے دلون

کو اختیار حق سے باز رکھتے

حالت مین جو لوگ مسلمان ہوتے ہین ا

ہین - وہ پانچ فیصدی سے

۹۵ فیصدی بھی مسلمان ہوا کرین - تو پھر اشاعت اسلام کی

اسلام اور مسلمانون کو کتنے قومی و تمدنی فوائد حاصل ہو سکتے ہین

پر عمل نہ کرنے سے ضائع ہو رہے ہین - یہی نہین ہماری غفلت

یہ ایک ظاہری بات ہے کہ عیسائیت بت پرست اقوام مین پھیلے

ہو اور ہو رہی ہو - لیکن اوس مین یہ طاقت نہین ہے کہ اسلام کے

کے سامنے اپنی تثلیث کو فروغ دے سکے - چنانچہ اسکا بین ثبوت یہ ہے کہ

مشنری پادری باوجود ہزارون جد و جہد اور انتھک کوشش کے

کے شکستہ خاطر ہو چکے ہین - اور بارہا مشنری کانفرنسون مین

مین جو عیسائیت کی دعوت ہو رہی ہے - وہ بند کر دینی چاہئے

مشن ایسے مقامات کو منتقل کیے جائین - جہان کے اسلام کا

اوس کی تعلیم سے بے خبر ہین - اگر عیسائیون کی برابر مسلمان

اور تالیف قلوب کے عمل کو کام مین لائین - تو

سبکدوش اور ثواب آخرت کے مستحق ہونے کے

سکتے ہین

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

ایک [illegible] [illegible]

ہے۔ اور یہ بات واقعاتِ عالم [illegible]

اس قسم کا فساد و اختلاط آجاتا ہے تو [illegible]

مسلمانوں کی اگر یہ حالت ہو تو کیا تعجب ہے بلکہ [illegible]

دینداروں کی راہنمائے زندگی۔ اگرچہ وہ [illegible]

جانتے ہیں۔ لیکن یہ بھی غلطی ہے۔ اور بڑی غلطی [illegible]

نہ کرنے کا۔ یا اوس غور و تدبر کے حصول پر [illegible]

ولدار الآخرة کا نا قابلِ عمل مسلک اور کہاں قرآن و [illegible]

احکام۔ احکامِ خدا۔ اور خدا جانتا ہے انسانی فطرت کو [illegible]

کو دے۔ وہ خود کہتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا [illegible]

اسی کا عطیہ ہے۔ اور اسی کے موافق وہ بندے کو اوس کی [illegible]

وہ کمال حاصل کر سکے۔ اوس نے آدم کو [illegible]

ہونے کی اجازت دی۔ یہ رخصت تھی مگر [illegible]

کا پھل کھانے سے منع کر دیا۔ یہ تکلیف [illegible]

طبعی کے ضبط کا ملکہ حاصل کرے [illegible]

[illegible] میں کرتا ہے قرآن میں آدم کا [illegible]

کی حقیقت کو [illegible] اور بتایا یا [illegible]

ورثینا ولباس التقوی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] کیا جائے۔ تو اسوقت بھی دنیا کی غیر مسلم قومون پر خاص اثر
[illegible] ہوگا جو اشاعت اسلام کے دیگر وسائل پر ساتھ ساتھ عملدرآمد کرنے سے ہو
[illegible] ہندوستان مین اکثر غیر مسلم ایسے موجود ہین کہ اسلام کی طرف میلان رکھتے ہین
[illegible] کر کہ سابقہ تعلقات قطع کرنے پر مسلمان اون کے سنبھالنے کو تیار نہین ہین ضمیر کُشی کر رہے
[illegible] وہ خود بھی خدا کے نزدیک اس کمزوری کے جوابدہ ہین۔ لیکن ہم مسلمان بھی اپنی طرف سے
[illegible] کرنے پر مواخذہ سے نہین چھوٹ سکتے۔

کیا اچھا ہو کہ مسلمانانِ ہندوستان اگر ممالک غیر مین نہین تو ہندوستان ہی مین اشاعت اسلام کا خاص امداد سے انتظام کرین۔ اور بعد وعظ و پند جن لوگون کو مائل باسلام پائین۔ زکوٰۃ [illegible]قم و المؤلفۃ قلوبھم سے اون کی مدد کرین۔ لیکن ساتھ ہی اسکے جب تک کہ اس رقم کو ایک یا [illegible] جگہ باقاعدہ جمع ہو کر محتاط ہاتھون سے صرف کیے جانیکا معقول انتظام نہ ہو۔ کوشش منفرد کوئی [illegible]تیجہ نہین پیدا کر سکتی۔

جہان تک ہمارا خیال ہے مسلمان ایسے بےحس اور بخواب رفتہ نہین ہین کہ ایک دینی ضرورت اون کے [illegible] پیش کی جائے۔ اور وہ ٹس سے مس نہ ہون۔ بلکہ دینی معاملات مین حصہ لینے کے لیئے بہ نسبت [illegible] معاملات کے اون مین اسوقت بھی زیادہ جوش موجود ہے۔ اگرچہ نیک کاربائے دینی کا اجر دنیا ہی مین ملجاتا ہے۔ اور وہ اجر بھی کچھ کم نہین ہے۔ مگر ثواب آخرت کو مدنظر رکھ کر راہِ خدا [illegible] والے اب بھی بہت ہین۔ بشرطیکہ وہ ضرورت محسوس کرین۔ چونکہ محض دنیوی معاملات مین [illegible]ن کے اصلی غرض و غائت تک اون کی عقل نہین پہونچتی۔ اور وہ اُن مین فراخدستی سے کام [illegible] عام خیال ہو گیا ہے کہ مسلمانون مین اعمال خیر کی صلاحیت ہی نہین ہے۔ لیکن فی الحقیقت [illegible] دل نہین ہین۔ اور نہ اعمال خیر سے اون کو ایسی نفرت ہے۔ یہ کام اون کے پیشواؤن کا ہی [illegible] کرین جسکی غرض و غائت کو وہ سمجھ سکتے ہون۔ پھر اون کا جوش خیر پسندی [illegible] سکتا ہے۔ اشاعت اسلام کا کام ہر مسلمان کے نزدیک ایسا ہے کہ اگر وہ باقاعدہ اور محتاط [illegible] جائے تو مسلمانون کی خیر پسندی کا اندازہ بہت جلد صحیح صحیح ہو سکتا ہے۔ اور اسلام کی [illegible] اون مین [illegible] اعلا درجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ اگرچہ مسلمانانِ ہندوستان [illegible] کو محسوس کر رہے ہین۔ اور اشاعت اسلام کے فرض [illegible] بات ہے کہ جو اسکے اہل ہین اور

[illegible]

ہونا چاہیے [illegible]

کو دیکھتے ہوئے جب ہم یہ نہیں [illegible]

جو لوگ کہ واقعی اشاعت اسلام [illegible]

صداقت مسلم ہے۔ اگر وہ عزلت کو چھوڑ [illegible]

کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں اور خلوص [illegible]

ضرورت اس امر کی ہے اور ہمارا اسلام [illegible]

اسلام پھیلا ہے وہ سلطنتوں کے زور سے [illegible]

پھیلا ہے۔ ان علماء کی بدولت [illegible]

[illegible] ہندوستان میں سلطنت [illegible]

پھیلا [illegible] کے نتیجے مسلمان [illegible]

اور یہ ترقی [illegible] حال [illegible]

[illegible] اشاعت اسلام [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ہی زیادہ تر باعث م[illegible]

[illegible] آزاد کرنا - یعنی قیدیون کو دشمنون کی قید

[illegible] کہ چھڑایا - ان دونون قسم کے غلامون

[illegible] قوم کا کتنا بڑا راز چھپا ہوا ہے - یہ ایک طبعی امر ہے - کہ

[illegible] جنگ ہوتی رہی ہے - اور دونون قومین اثنائے جنگ مین

[illegible] موقع ملتا ہے - تو پکڑ لے جاتی ہین - اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے - کہ ایک ہی قوم کو

[illegible] اور دوسرے کے ہاتھ دشمن نہین پڑتے - پہلی صورت مین بھی دو احتمال ہین - اول یہ کہ دونو

[illegible] قیدی برابر سرابر ہون - تو بروقت مصالحت دونون قومین اپنے اپنے قیدیون کو رہا کر

[illegible] اور اگر ایک کا پلہ بھاری ہے - تو وہ اکثر صورتون مین گوارا نہین کرتی - کہ اپنے چند آدمیون کے

[illegible] مین دشمن کے کثیر افراد کو رہائی دے - اور اس مضائقہ کی وجہ سے مصالحت نہین ہو سکتی -

[illegible] مین یہی کیا جاتا ہے کہ زبردست سے کچھ قیدی تو قیدیون کے عوض مین رہا کرائے

[illegible] اور باقی نقد - جنس دے دلا کر - اور اگر ایک ہی قوم اسیری مخالف پر قادر ہوئی ہے

[illegible] مین بھی زر تاوان ہی دینا پڑتا ہے - اور یہی مصلحت بھی ہوتی ہے کہ جسطرح ہو سکے اپنے

[illegible] رہا کرا لیا جائے -

[illegible] مین مصلحت قومی ہے - خدا نے بھی اسکا حکم دیا ہے کہ جو مسلمان دشمنون کے ہاتھ پڑ جائین

[illegible] آزاد نہ کرین - تو مسلمانون کے زکوٰۃ کے روپیہ سے زر فدیہ ادا کر کے اون کو چھڑایا جائے

[illegible] کہ جو لوگ حمایتِ قوم کے لیئے سر بکف ہو کر نکلین - اور مصالح قومی کی حفاظت مین اپنی

[illegible] نہ کرین - اور پھر کسی افتاد سے دشمن کے ہاتھ مین جا پڑین - تو کیا اون کا اتنا بھی

[illegible] روپیہ پیسہ جیسی آنے جانیوالی چیز سے - تو اون کے حق مین دریغ نہ کرین - قوم

[illegible] مین [illegible] اور اون کو چھڑائے - چہ جائے کہ چند پیسون مین چھوڑ سکتے

[illegible] مین خود قوم ہی کا فائدہ ہے - اور نہ چھڑانے مین اسی کا نقصان -

[illegible] ہاتھ سے جاتی رہی - جس کی تلافی کوئی آسان بات نہین

[illegible] قوم کے [illegible] اور [illegible] کے حوصلے

[illegible] اور [illegible] پھر ایسی بے مروتی کے

[illegible] خیال

گیا ہے۔ اور کسی ...

اور اون کی آزادی کی ...

اور وہ لینے اور اپنے ...

باعث آگے بڑھنے سے باز آ رہیں گے۔ اور ...

بڑھتی جائے گی۔ اور قید و مغلوبیت کا ...

شریر ارمنی اور اون کے بھائی بند آگ ...

کے ہاتھون گرفتار ہوتے رہتے ہین۔ مگر دنیا جانتی ہے ...

قتل و آتش ہو جاتی ہے۔ اور کس بے چینی اور اضطراب ...

ہے۔ اور کیونکر اون کی رہائی کے لیے ہر طرح کی کوشش ...

ہے۔ کہین اپنی ہم مذہب سلطنتون کو اپنی ... کے لیے ...

... ہے۔ اور جب تک کہ اپنے آدمی ...

ہی کہ افراد قوم کی ہمت نہین ٹوٹتی اور ...

منصوبہ باندھنے کی سعی و کوشش سے ...

اور اپنی کامیابی کی نئی نئی راہین ...

اور ... قوت محسوس کرتا ہے ...

اور جب کہ دیکھا کہ وہ ایک ...

... کا تاوان ... ہے۔ اور ...

[illegible] لئے [illegible] ای کا [illegible]

فرضدار ہین [illegible] مسلمانون مین سے [illegible]

[illegible] اتنا ہو [illegible] دوسری طرف نفقہ [illegible]

[illegible] رکھیں سے کہ وہ قرض [illegible]

[illegible]

[illegible] ادن کو دنا قابل

[illegible] اہم [illegible] مسلمانون کے مال زکوٰۃ سے وہ قرض

[illegible] ہو - اور نہ اوس کے سر پر کسی کا حق

[illegible] کا [illegible] ایسا نقصان [illegible] قرض

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ہو [illegible]

[illegible] والدین کو جو کچھ نقد و جنس دیا [illegible]

[illegible] حکم دیتا ہے۔ پوری ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible] قابل جا ہیں سب [illegible]

[illegible] ہوتے رہتے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا [illegible]

[illegible] اور یہ چیزیں سپاہ کے لئے کافی ہو جاتی تھیں۔ برخلاف اس کے [illegible]

[illegible] ہو گئی ہیں اور اسلحہ جدیدہ اور رسالے بیڑے [illegible]

[illegible] بھی غرق ہو جائے۔ خدائے تعالیٰ نے فی سبیل اللہ کے [illegible]

[illegible] اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں جو مقتضیٰ وقت ہوں [illegible]

[illegible] مثال ہمارا ملی و قومی [illegible]

[illegible] و حفاظت کے لئے جو تدابیر ہو سکتی ہیں [illegible]

[illegible] کا چشمہ صرف ہے۔ اور یہ امر [illegible] ہے کہ [illegible] اور اس کی

[illegible] اور مدار علیہ ہیں۔ یہی ضرورت داعی ہوئی کہ اسلام نے

[illegible] ہے۔ ان سب کی تکمیل کا حکم دیا۔

[illegible] حکومت ہیں اور اس کے حفاظت و حرمت کے [illegible]

[illegible] ظاہر [illegible] سپاہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عمل ہے۔ اور اسی کے متعلق
[illegible] ایسی ہی رخصتون مین روح کیطرف
[illegible] مطابق فطرت حیث قال قل امر ربی
[illegible] واد عوہ مخلصین له الدین پہر مجردی کے
[illegible] اور عبادت کرو۔ کہاؤ۔ پیو۔ چین کرو۔ دین
[illegible] یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا
[illegible] انه لا یحب المسرفین۔ کلوا واشربوا رخصت ہے۔ اور ولا تسرفوا تکلیف پہر فرمایا
[illegible] زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق قل هی للذین
[illegible] الحیوة الدنیا خالصة یوم القیامة۔ اس سے بہی زیادہ تصریح کی اور کہا
[illegible] نصیبک من الدنیا۔ دعا کی تعلیم دی تو بھی دنیا کو آخرت کے ساتھ رکھا۔ اور یون تلقین
[illegible] فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا ربنا عذاب النار۔ اور پہر آگاہ
[illegible] اگر ایسا نہ کروگے نقصان اٹہاؤگے۔ اور خمیازہ بھگتوگے ومن اعرض عن ذکری
[illegible] ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی۔ یہ نمونہ ہے قرآن کی روحانی وجسمانی تعلیم کا
[illegible] قرآن رہبانیت اور انقطاع دنیا۔ اور معاش کیطرف سے ہاتھ پاؤن توڑ کر
[illegible] لا رهبانیة فی الاسلام۔ بیشک اسلام مین رہبانیت نہین۔ بلکہ اوس کا

---

[illegible] معتدال کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ ہر نماز کے وقت تم سب اپنے دل خدا کیطرف
[illegible] پکارو۔
[illegible] طرح [illegible] یا کرو۔ اور کہاؤ پیو۔ مگر اسراف نہ کرو۔ کیونکہ الله مسرفون
[illegible] ہے۔ پوچھو تو کہ جو زینت وآرائش کی چیزین اور پاک صاف
[illegible] ہین۔ [illegible] کس نے حرام کیے ہان سے کہدو کہ یہ تمام اون لوگون
[illegible] قیامت کے دن [illegible] صرف انہین کا حصہ ہون گے (یعنی اب مشترک
[illegible] دنیا مین [illegible] ہے اور آخرت مین نہین۔ اور [illegible]
[illegible] ہو سکے اپنے [illegible] ہے [illegible]

تفسیر کبیر میں لکھا

کی نعت میں

Marfat.com

... ادر کیا حوصلہ ہے

... تم تک ... کے اہل وہ لوگ ہین جو خدا

... ہین۔ اور نیک کردار وخوش شعار ہین۔ یہود یا

... خصوصیت در حقیقت ہوتی یا کوئی گروہ اپنے ہونے کی

... یعنی یہود نصاری کو اور نصاری یہود کو اور مشرکین ان دونون

... دوسرے کی توہین وتحقیر کرتے ؛

... اہل کتاب اور اے مشرکان عرب تم یوہین جھگڑے جاؤ۔ قیامت کے دن ہم تمہارے

... فیصلہ کردین گے۔ اور جب تم جیسے مدعیان باطل دوزخ مین جھونکے جائینگے

... جائے گا۔ کہ تم مین سے سچا کون ہے۔ اور جنت کس کی میراث ہے۔ اس سے قبل تم اپنی

... ہٹ دھرمی سے ماننے والے نہین۔ اور اگر مانو تو ہم نے بتا ہی دیا کہ جنت ونجات مومنین

... ہے۔ اس لئے کہ جنت وار ثواب ہے۔ اور ثواب کا مستحق وہی ہے۔ جو ایماندار ہو۔ نیک کام

... ہو۔ نری تمناؤن سے نجات وجنت حاصل نہین ہوتی ؛

... ایمان مین امید وتمنائے مغفرت نہین ؟ بیشک ہین۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

... حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا لیس الایمان

... ما وقر فی القلب وصدقہ العمل ان قوما الھتھم امانی المغفرۃ

... من الدنیا ولاحسنۃ لھم وقالوا نحن نحسن الظن باللہ تعالی وکذبوا

... الظن لاحسنوا العمل۔

... ایمان نہین ہے۔ ایمان وہ ہے جو دل مین جم جائے۔ اور اعمال اوسکی تصدیق

... لوگون کو مغفرت کی تمناؤن نے مدت العمر بہلائے رکھا۔ یہان تک کہ جب انہون نے

... کوئی نیکی نہ تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ ہم کو اللہ تعالی سے حسن ظن

... ہے۔ لیکن انہون نے یہ جھوٹ کہا۔ اگر اون کو خدا سے حسن ظن ہوتا تو

... الجنۃ ... لوگون کے لئے ہو ... خدا کی نسبت وتوسل

... طرح ... جائین۔ کہ بعض یہ تمنائیں ...

[illegible]

مان دھرے کا نہ اوسے [illegible]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

ہے کہ ہم خاصان خدا ہین بہتر [illegible]

ہے ہمارے سوا کوئی جنت مین [illegible]

راندۂ خدا اور دوزخ کا ایندھن ہین۔

تلك امانيهم یہ آیت [illegible]

عرب کی شان مین نازل ہوئی ہے کہ وہ محض [illegible]

کو ذریعہ نجات سمجھ رہے تھے اور اعمال صالحہ [illegible]

تھے کہ خدا ہے لیکن نہ اوس کا خوف [illegible]

تھی اسلام نے آکر اون گمراہون کو [illegible]

تمنائے محض کو بے سود بنایا اور [illegible]

مسلمان انہین تمناؤن مین گرفتار [illegible]

[illegible]

... ہو جائین۔ کہ ایمان سیم و اعمال

... کے دن۔ اللہ رحمان و رحیم ہے۔ وہ ہم گنہگارون

... کرین گے۔ اور دوزخ سے بچائین گے۔ اس پر بہی

... فرقہ ہین۔ اور ہر ایک یہی کہتا ہے کہ فوز عظیم ہمارا حصہ ہے۔ ہم ہی

... ناری۔

... سوچو کہ کیا آج تمہارا وہی حال نہین۔ جو رسول اللہ کے وقت مین اہل کتاب

... کا تھا۔ کیا ان لوگون کو نری تمناؤن اور توسل محض کے اعتماد نے کچھ فائدہ دیا۔

... کا یہ دعوے صحیح مانا گیا کہ جنت صرف انہین کی میراث ہے۔ جو یہود کہلاتے ہین۔ یا نصرانی

... (یعنی غیر مستحق عبادت) معبودون کے سامنے جھکتے ہین۔ جب اون کا یہ دعویٰ نہ مانا

گیا۔ تو ... اسلام کا ایک نام لینے والو۔ مگر بوجوہ مختلف اختلاف کر کے مختلف گروہ بن جانے والے

... کس خوشی سے کہتے ہو۔ کہ صرف ہمارا گروہ ناجی ہے۔ اور سارے ناری ہین۔ جب یہود و

... موسویت و عیسویت نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور عزیر و مسیح کا انتساب و توسل کام

... یہ کہہ دینا کہ ہم مسلمان ہین۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہین۔ اُمت ہین۔ تمہین

... فوز عظیم کو پہونچا سکتا ہے۔ جس کے تم مدعی ہو۔ نری تمناء رحمت و شفاعت نے انہین

... تمہین دے گی۔ کون کہتا ہے کہ اللہ رحمان و رحیم نہین۔ کون کہتا ہے کہ روحی

... صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین نہین ہین۔ مگر رحمت و شفاعت کی

... ہم اُمت تو بنو۔ کیا یہ شرم و غیرت کی بات نہین ہے۔ کہ اُمت کہلاؤ

... افعال رسول کیسے نہ کرو خدا اور رسول کے حکم پر نہ چلو۔ اتباع و اطاعت

... نیک کام کرو تب ہی تم رحمت و مغفرت کے مستحق ہو سکتے ہو۔

... محسن فلہ اجرہ عند ربہ۔ اللهم اهدنا الصراط المستقيم

... المغضوب عليهم ولا الضالين ٭

... اسمه وسعى في

... خائفين ٭ لهم في الدنيا

[illegible]

ہے جس نے اللہ کی مسجدوں میں [illegible]

کرنے کی کوشش کی۔ ان لوگوں کو [illegible]

اون کے لیئے دنیا مین رسوائی ہے اور آخرت میں [illegible]

خدا کا ہے۔ پس جدھر تم منھ [illegible] ادھر ہی اللہ کا [illegible]

والا ہے ✽

تفسیر۔ ماقبل کی آئتین چونکہ یہود و نصاری اور مشرکین عرب کی [illegible]

کرتی ہین۔ اس لیئے سیاق کلام چاہتا ہے کہ مذکورہ بالا دو آئتون میں سے پہلی [illegible]

انہیں کے متعلق ہو۔ کیونکہ استیناف کلام دنئی بات کا آغاز کا نا کوئی [illegible]

ہی اوس کا مقتضی ہے۔

اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ آیہ ومن اظلم۔ الی عذاب عظیم بیت المقدس [illegible]

بربادی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہود و نصاری کے دعوی افضلیت کے [illegible]

ہے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ ہم ہی حق پر ہین۔ اللہ تعالی [illegible]

کیا ایسے ہی لوگ اللہ کے پیارے۔ افضل الخلق طرفدار حق ہوتے ہین جو [illegible]

مین عبادت کرنے سے روکین۔ اور اون کی خرابی کی کوشش کرین۔

بیت المقدس کی تخریب و بربادی کا قصہ یہ ہے کہ جب یہود [illegible]

بزعم خود قتل کر چکے۔ تو آپکے حواریوں کے دبے ہوئے [illegible]

ادھر نکل گئے۔ اور اپنے مذہب کی دعوت شروع کی [illegible]

کے بعد تیطوس رومی نے بنی اسرائیل پر [illegible]

بنی اسرائیل کو قتل اور بچون کو [illegible]

بیت المقدس و ہیکل سلیمان علیہ السلام [illegible]

عبادت کیا کرتے تھے [illegible]

[illegible]

... برباد کرایا۔ بلکہ تخریب بیت المقدس کا بھی باعث ہوئے۔ جو حضرت ... کہ علیہا ... کا بھی معبد تھا۔ اسی بنا پر خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگون نے ... کو خراب کیا۔ اور جنھون نے بندگان خدا کو مساجد اللہ مین عبادت کرنے سے روکا ... ان سے بڑھ کر کوئی ظالم ہوگا۔ جب یہود ایسے کبیرہ کے مرتکب ہوئے تو پھر کیونکر انہین ادعائے فضیلت زیب دے سکتاہے۔ اور کیونکر قابل پذیرائی ہوسکتاہے۔

اکثر مفسرین یہ لکھتے ہین کہ یہ آیت مشرکین عرب کے حق مین نازل ہوئی۔ کیونکہ انھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو عمرۃ الحدیبیہ کے سال داخل مکہ ہونے اور بیت اللہ کا حج کرنے سے روک دیا تھا۔ اور مسجد مین عبادت نہ کرنے دیناہی تخریب مسجد کا حکم رکھتاہی۔

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ چونکہ کفار مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ مین نماز پڑھتے ہوئے تنگ کرتے اور تکلیفین دیتے تھے۔ کبھی گلا گھونٹتے۔ کبھی نجاست ڈالدیتے۔ تاکہ آپ نماز نہ پڑھ سکین۔ اور یہی سلوک صحابہ کے ساتھ بھی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضہ نے اپنی گھر کے قریب ایک چبوترہ نماز پڑھنے کے لئے بنا رکھا تہا۔ مشرکین نے آپ کو وہان نماز پڑھنے سے روکا۔ اور قریش کی عورتون اور بچون نے بارہا آپ کو ایذائین دین۔ انہین مشرکین و کفار کے حق مین آیہ ومن اظلم نازل ہوئی۔ کیونکہ وہی کعبۃ اللہ اور مساجد اللہ مین مسلمانون کو نماز نہین پڑھنے دیتے تھے۔ اور یاد الٰہی سے مانع آتے تھے۔ یہان تک کہ اسی قسم کی ایذاؤن سے تنگ آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ اور صحابۂ کرام بھی ہجرت پر مجبور ہوئے۔

امام فخر الدین رازی کا مختار مسلک یہ ہے کہ آیت مذکور یہود کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ قبلہ مقرر ہوا۔ تو یہودیون کو شاق گذرا۔ اور وہ مسلمانون کو کسی طرح نماز پڑھنے سے روکنے لگے۔ اور ممکن ہے کہ انہون نے مشرکین مکہ کو اغوا کرکے تخریب ... کی بھی کوشش کی ہو۔

... کی یہ بھی رائے ہے کہ آیہ ومن اظلم مین واقعات گذشتہ کی جانب اشارہ نہین ہے بلکہ ... پیشین گوئی ہے۔ چنانچہ ... نے بیت المقدس وغیرہ پر بعہد اسلام صلیب کے نام سے ... سلیمانی کی بنیاد ون پر بعہد عمر فاروق رضہ بنائی گئی ... منہدم کیا ہے۔ یا پیشین گوئی ...

Marfat.com

ومن اظلم ممن منع مساجد

آیہ مذکورہ کے شان نزول میں

آیت یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی

توڑنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ لیکن

خصوصیت کے عمومیت کو لیے ہوئے اور

مساجد اللہ کے ہوئے اور ہونگے۔ ظالم

نہ ہو۔ آیہ مذکورہ الصدر سب پر صادق آتی ہے۔ اور

کرتی ہے۔ اور منع ذکر اللہ و تخریب مساجد کے

مانعان عبادت الٰہی و مخربان مساجد کو ن اظلم

ہے بندوں کے دلوں میں عظمت کبریائی کا خیال ہوتا ہے

ہے یا رکھ کر محامد و فضائل کے اکتساب پر آمادہ

گئے۔ تاکہ کسی نہ کسی وقت بندہ عبادت کے

حاضر خیال کرے۔ اور وہاں سے اپنے خیال

سے روکا اور مساجد کو خراب کیا جائے

ضرورتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ لوگ عبادات

مبتلا ہو جاویں گے عذاب اور

... سے اہل ...
... ون کے احترام کا حکم دیا۔

... ان یدخلوھا الا خائفین۔ اون لوگون کو شایان تو یہ
... مساجد ... ڈرتے ہوئے داخل ہون۔ نہ یہ کہ مفسد و مخرب اور مانع ولراہ
... بد ... گے۔

آدمی ... ہے کہ جو کام کرے سوچ سمجھکر کرے۔ انجام اور نتیجہ پر پہلے سے نظر ڈال لے۔ بیشک
آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔ لیکن نہین کرتا ہے۔ اون کامون مین جو جوش خصومت مین آکر مخالفون
کے ساتھ کرتا ہے۔ پس جو شخص لوگون کو یاد آلہی سے روکنے اور مساجد کو خراب کرنے چلا ہے۔ اگر
وہ سوچتا کہ کیا کرنے چلا ہے۔ اور اسکا کیا انجام ہے۔ تو وہ نہ ہنہار لوگون کو یاد آلہی سے روکنے اور
تخریب مساجد کا مرتکب نہ ہوتا۔ بلکہ وہ مسجد مین قدم رکھتے ہی خدا کے خوف اور اپنے ارادون کے
بد انجام سے کانپ اوٹھتا۔ اور تھرانے لگتا۔ اور خدا کی جناب مین خود جھک جاتا۔ اولئک ما کان
لھم ان یدخلوھا الا خائفین۔

لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔

خزی سے مراد ہے ظلم کا انجام۔ اور ظلم کا انجام کیا ہے الملک یبقی مع الشرک ولا یبقی
مع الظلم۔ قوم و ملک کی حالت شرک مین بنی رہتی ہے۔ لیکن ظلم مین بگڑ جاتی ہے۔ یعنی ملکت
... کو زوال آتا ہے۔ اور ظالم اور ظالم قوم کو ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے۔ اگر حاکم وقت ظلم
... بندگان خدا کو عبادت سے روک کر مساجد اللہ کو خراب کرتا ہے۔ تو اوسکی حکومت ذلیل
... ہے۔ اور نہ صرف ذلیل و رسوا بلکہ فنا۔ اور اگر فاتح اسکا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اسکی فتح
... نہین رہتی۔ اور بہت جلد اوس کے تسلط کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکی سابقہ عزت
... دیکھ لو کہ رومانیون کا کیا حشر ہوا۔ جنہون نے بیت المقدس کو خراب و تباہ
... سے روکا تھا۔ عیسائیون نے کیا پھل پایا۔ جنہون نے مسجد اقصے پر
... عبادت کرنے سے محروم کیا تھا۔ مشرکین عرب کی کیا گت بنی تو اطمینان
... اپنی کرتوتون کی سزا بھگت

... ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم

... رہنا اور ... بتا ...

پڑھتے ہو سمجھتے ہو کیا وہ حکم قرآنی [illegible]
عمل کیا ہے؟ احناف کی مسجد میں غیر مقلدین [illegible]
کرتے ہیں۔ اور یا مدگر [illegible] عبادت میں کسی [illegible]
دوسرے کو اکثر اپنے اپنے قبضہ کی مسجد میں عبادت سے [illegible]
میں پہونچتے ہو۔ اخوت کو توڑتے ہو۔ دین کی بے حرمتی کرتے ہو [illegible]
طرف رجوع نہیں لاتے۔ اور آیہ ومن اظلم کو سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ [illegible]
کے اختلاف پر مرتے ہو۔ اور اوس اختلاف کو تم نے جھگڑنے کا ایک دوسرے [illegible]
کو کافر و ملحد بنانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ اس اختلاف کو ائمہ حدیث و فقہ نے [illegible]
اہمیت نہ دی تھی!

حیف ہے کہ مسلمان کہیں "سنیوں کی مسجد ہے شیعہ نہ گھسنے" "شیعوں کی [illegible]
نہ گھسنے پائے" دروازوں پر لکھ دیا جائے "حنفیوں کی مسجد ہے اور کسی [illegible]
میں نہ آئے" گویا مسجدیں لوگوں کی ہیں۔ اللہ کی نہیں۔ یہ کون [illegible]
سے پھر تو ادا اور مسلمانوں کو اللہ کی مسجدوں سے نکلواتا ہے [illegible]
ہیں۔ تا کہ مسلمانوں کے لیئے تمام زمین مسجد ہے۔ وہ ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں [illegible]
میں کوئی کسر نہیں اوٹھا رکھتے۔ اور وہی کام کرتے ہیں جو یہود و نصاری [illegible]
نے کیئے تھے پھر اوس وعید سے کیونکر بچ سکتے ہیں جو ان لوگوں کے [illegible]
خزي ولهم في الآخرة عذاب عظيم ذلت و رسوائی [illegible]
تک ہم پر ہنستے اور ہماری اس مسلمانی کو نام دھرتے ہیں [illegible]
ہے اور بدتر کر رہے گا۔

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا [illegible]
تمام اطراف زمین اللہ ہی کے ہیں۔ پس جا [illegible]
[illegible] نماز پڑھو [illegible] اسی [illegible]

Marfat.com

[illegible]

فرمایا [illegible] افضل [illegible]

کہ قرآن [illegible]

اور دنیاوی ترقی کا [illegible] ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] طرف [illegible]

[illegible] تعالیٰ عرض کیا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور صحت نماز کی خبر ملی

[illegible] سواری کی نماز نفل کی بابت نازل ہوئی ہے کہ جدھر اوس کی

[illegible] طرف موتھ کر کے نماز نفل پڑھ لے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

[illegible]

بعض کہتے ہین کہ یہ آیت تحویل قبلہ کی بابت نازل ہوئی۔ کیونکہ جب بجائے بیت المقدس کے

[illegible] مقرر ہوا۔ تو یہود مسلمانون پر طعن کرنے لگے۔ اوس وقت اون کو معقول کرنے کے لیے وحی آئی

وللہ المشرق والمغرب الخ

بعض کا بیان ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ اور آپکے صحابہ کو اختیار دیا تھا۔ کہ

جدھر چاہین نماز پڑھ لین۔ مگر آنحضرت اس وقت تک بیت المقدس ہی کی طرف موتھ کرکے پڑھا کرتے تھے

کہ آیت تحویل قبلہ کا حکم آیا۔ تو یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

اس آیت مین فی نفسہا جہانتک غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے

ذریعے سے مسلمانون کو جسطرف چاہین موتھ کرکے نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ اور تمام اطراف وجہات

[illegible] مگر سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص صورتون کے علاوہ جو اوپر مذکور ہو چکی ہین آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے بیت المقدس یا کعبہ ہی کی طرف موتھ کرکے نماز پڑھی۔ اور کسی سمت

موتھ نہین کیا پھر اس اختیار سے کیا فائدہ ہوا۔ اور با وجود اختیار مختلف سمتون کو کیون نماز نہ

[illegible] اور کیون نہین پڑھی جاتی۔ اسلیے کہ للہ المشرق والمغرب سے خدا تعالیٰ نے ظاہر کر

دیا کہ تمام اطراف وجہات مساوی و برابر ہین۔ اور ہر طرف اور ہر جگہ خدا یکسان طور پر موجود

[illegible] جس طرف ہو کر نماز پڑھو۔ اور اللہ کے حضور مین حاضر ہونے کا قصد کرو۔ وہین

[illegible] مسلمان قبل ازین ایک طرف موتھ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ طرف

[illegible] کے جانب ایسا ہی موجود تھا جیسا کہ اور اطراف مین۔ اس لئے

[illegible] اختیار کرنا بلا ترجیح اور بلا وجہ موجہ ہو جاتا۔ اور کوئی خاص

[illegible] سمت خاص کو ترجیح نہ ہونے دیا۔ تو رسول اللہ

[illegible] جدھر ممکن ہو سکا نماز پڑھ لی

[illegible] مسلمان ہر طرف [illegible]

ہو چکا ہے۔ اور حکم خداوندی [illegible]

طرح ہر چہار طرف بلکہ ہر طرف ادسی [illegible]

بھی ہر مُسلمان بغیر قبلہ رو ہونے کے [illegible]

ہوتی ہے۔

پھر قبلہ کیون مقرر ہوا؟ اسلیئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین [illegible]

و منزہ ہے۔ اور ممکن نہین کہ اوس کی طرف مُونھ کیا جا سکے۔ اہل [illegible]

نے ایک جگہ مقرر کر دی۔ اور کہدیا کہ اوس کی طرف مُونھ کرنا ہی خدا کی طرف

یعنی قبلہ رو ہو کر نماز پڑھا کرو۔

مُسلمان پہلے بیت المقدس کیطرف مُونھ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور [illegible]

موجود ہی ہے۔ پھر بیت المقدس کا استقبال موقوف ہو کر کیون کعبہ قبلہ مقرر [illegible]

ترجیح پیدا ہو گیا تھا۔ نہ خدا کی نسبتی حیثیت سے بلکہ بندون کی نسبتی حیثیت سے

آنے والا ہے۔ گویا آیہ لله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه [illegible]

قبلہ (مکان مخصوص) کوئی چیز نہین ہے۔ یعنی بذاتہ اوس کا کوئی [illegible]

خدا نماز مین اوسکی طرف مُونھ کیا کرین۔ جیسا [illegible]

اوس کو یہ شرافت حاصل ہوئی ہے۔ اور تبدیل قبلہ کا حکم [illegible]

خود قرآن مجید مین آگے آنیوالی ہے۔

اگرچہ مُسلمان غالب اوقات مین رو بقبلہ ہو کر ہی نماز [illegible]

لیکن اس آیت کے نزول اور اختیار مل جانے کے [illegible]

نماز پڑھ سکتے ہین تھا اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی [illegible]

[illegible] ہی نماز پڑھ سکتے۔ اور قبلہ [illegible]

[illegible]

...نہیں۔ اور اہل کتاب ہیکل و معبد ہی مین عبادت ادا ... ہی معبد و ... حضرت ہیاکل و معابد ہی مین عبادت ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالے ... مین عقیدہ باطل کی تردید کی۔ اور امر حق ظاہر کیا۔ کہ جیسے معابد و مساجد مین نماز ... ہی ہر جگہ ہوسکتی ہے۔

جب امر حق یہ ٹھیرا کہ عبادت ہر جگہ ممکن ہے۔ اور وعید آئی ہے اون لوگون کے واسطے جو مانع مساجد مین لوگون کو عبادت نہ کرنے دین۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ وعید اجتماعی عبادت و جماعت سے باز رکھنے کے متعلق ہے۔ کیونکہ نماز اگرچہ ہر جگہ ہوسکتی ہے۔ لیکن جمع ہو کر نماز پڑھنا وہ اعلیٰ نماز ہے۔ جس سے اجتماع کو ایسے فائدے پہونچتے ہین۔ جو تنہا کی نماز سے حاصل نہین ہوسکتے اور اسی لیے شارع علیہ السلام نے نماز جماعت کا حکم دیا ہے۔ اور مسجد مین مسلمان عموماً نماز جماعت ہی کی غرض سے زیادہ آتے ہین۔ پس اون کو مسجد مین نہ گھسنے دینا۔ اور آمین کہنے نہ کہنے وغیرہ پر جھگڑنا اور نکال دینا بہت ہی بڑا ظلم ہے۔ ایک طرف لوگ فوائد جماعت سے محروم ہوتے ہین۔ اور دوسری طرف حرمت الٰہی کا ہتک ہوتا ہے۔ یہ ظلم عظیم نہین تو کیا ہے۔ اور اس فعل کے مرتکب ظالم نہین۔ تو کیا عادل اور خدا سے ڈرنے والے ہین ؟

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۲﴾ ترجمہ اور کہتے ہین کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ زمین و آسمان مین ہے اسی کا ہے۔ سب کے سب اوس کے فرمانبردار ہین۔ وہی زمین و آسمان کا بنانے والا ہے۔ اور جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو اتنا کہتا ہے ہو۔ اور وہ ہو جاتا ہے۔

تفسیر وقالوا عطف ہے۔ قالوا لن یدخل الجنۃ.... وقالت الیہود... پر اور ... ہے کہ والذین لا یعلمون (مشرکین) پر بھی ہو۔ کیونکہ یہ تینون گروہ تقریباً ایسا ہی ... رکھتے تھے جیسا کہ اس آیت مین بیان ہوا ہے۔ نصرانی کہتے تھے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ ... کہتے تھے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ مشرکین عرب کہتے تھے کہ ملائک اللہ کی بیٹیان ہین۔ ... مین یہ اعتقاد ... عام نہ تھے۔ تاہم اتنے لوگ قائل تھے۔ جن کے اعتقاد کی بنا ...

... عملی و اعتقادی خرابیون کے ساتھ ہی یہ

[illegible]

مخلوق اور کسی کا محکوم و [illegible]

سبحانہ تنزیہ و تعجب کے لیے [illegible]

کہ اوس کے اولاد ہے۔ بلکہ وہ [illegible]

مخلوق ہے۔ مسیح و عزیر و ملائک اوس کے [illegible]

معترف بعجز و قصور بندے ہیں۔

یہود و نصاریٰ مسیح و عزیر علیہما السلام [illegible]

دیگر اولادِ آدم کی طرح کھاتے پیتے۔ چلتے پھرتے [illegible]

تھے۔ اور مشرکین نے ملائک کو بنات اللہ کہہ رکھا تھا [illegible]

والارض کل لہ قانتون سے ان تینوں عقائد باطل [illegible]

کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کی [illegible]

اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور وہ سب کا مالک ہے [illegible]

مخلوق عاجز و درماندہ ہے پھر کوئی کیونکر اوس کا بیٹا [illegible]

کہ وہ اپنے ہی جیسی مخلوق کو اس اسلام [illegible]

ان۔ اللہ اپنی مخلوق میں سے [illegible]

[illegible] مخلوقیت کے [illegible]

[illegible] کے وا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... ہوئے عیسائیون کے پاس

... مین نہین ہے اسلیے کہ اور صدہا مخلوق خدا ایسی موجود

... عقیدہ ... اوس کمال کے ساتھ دوسری کسی

... کو ابن اللہ کہنا چاہیے۔ اور ان کے ابن اللہ کہنے سے مسیح

... عقیدہ ایمان ہے باقی نہین رہتی۔ اور باین ہمہ مسیح کی خداوندی کا

... عیسائیون کو انہین مشرکین کے برابر سرابر کر دیتا ہے۔ جنہون نے چاند سورج وغیرہ

... مین مخلوق الہی یا مظہر جلال خداوندی سمجھکر پوجنا روا کر رکہا ہے۔ وہ چاند سورج کو خدا

... ہین۔ اور یہ ابن مریم کو۔

واذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون۔ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا کہتا ہے کن کہ وہ ہوجاتی ہے۔ کن فیکون احکام متشابہات مین سے ہے کہ اوسکی ... انسان کی سمجھ مین اسلیئے کہ وہ خود مخلوق ہے۔ نہین آسکتی۔ اسی لیئے جمہور علماء کی رائے ہے کہ کن فیکون تخلیق خداوندی کی تمثیل ہے جس سے صرف اتنا سمجھ مین آتا ہے کہ خدا کسی چیز کے پیدا کرنے کا جب ارادہ کرتا ہے۔ تو حکم دیتا ہے۔ اور حکم کے ساتھ ہی وہ چیز موجود ہوجاتی ہے ... مین ذرا بھی فاصلہ نہین ہوتا۔

اور ... مین یہان شبہ ہوتا ہے کہ جب کوئی چیز عدم محض ہو۔ تو پھر اوس کو وجود کا حکم دیا جاسکتا ہے کیونکہ حکم دیا جاتا ہے موجود کو۔ اور اگر موجود کو وجود کا حکم دیا جائے ... ل ہے۔ لیکن ذرا غور کرنے پر یہ شبہ باقی نہین رہتا۔ اس لیئے کہ خدائے تعالی ہر شئی ... سے قبل عالم ہوتا ہے۔ اس لیئے وہ چیزین بھی جو ابھی عدم سے وجود مین ... کہ موجود کے حکم مین ہوتی ہین۔ اس لیئے وہ کن کہتا۔ اور ... کا حکم دیتا ہے۔ گویا صورت علم الہی جو موجود ہوتی ہے وہ

... کا ... واسطہ ہے۔ اور آیت ...
... کن کا حکم دیتا ہے اور وہ ہوجا...
... غرض اپنے ادراک کے

ہے کہ کن ارادہ الٰہی [illegible]

ہم اتصل حکم کے سمجھتے ہو گر ہین انکے [illegible]

دیا ہے۔ ورنہ مراد اس سے صرف اتنی ہے کہ [illegible]

کرتا ہے۔ وہ فوراً موجود ہو جاتا ہے۔

جب خدا تعالیٰ کی تخلیق کی کیفیت ہے کہ جس چیز [illegible]

ارادے یا حکم ہی کے ساتھ بالارادہ بہ عدم سے وجود میں آجاتا ہے [illegible]

منسوب ہو سکتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ تو الدے پاک و منزہ ہے۔ اور [illegible]

ہے۔ اور جو کام اسکا پیدا کیا ہوا ہے۔ تو پھر مسیح کو عزیر اور ملائک کو [illegible]

صحیح ہو سکتا ہے۔ سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد

لله رب العالمين ۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ [illegible]

قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ [illegible]

لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٣﴾ ترجمہ اور جو لوگ علم نہیں رکھتے [illegible]

نہیں کرتا۔ یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اسی طرح سے انکے [illegible]

ہیں۔ ان انکے پچھلوں کے دل ایک ہی سے ہیں۔ ہم ورنہ جو لوگ یقین [illegible]

لیئے ہم نے نشانیاں ظاہر کر دی ہیں۔

تفسیر جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام [illegible]

کی وحی آئی ہے اور اس نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے [illegible]

یہ سن کر مشرکین عرب کہنے لگے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

نہیں آتی۔ اگر اللہ تجھ سے کلام کرتا ہے [illegible]

سے بھی کر سکتا ہے۔ وہ ہم سے کیوں نہیں [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ہین۔ وہ وہی اپنے انبیاء و رسل سے اسی قسم کی درخواست

[illegible] کلام کیون نہین کرتا۔ کہ ہم محمدؐ کی رسالت پر ایمان لے آئین۔

[illegible] اسرائیل نے بہی موسیٰ سے کہا تہا۔ ارنا اللہ جھرۃً ہمین کھلم کھلا خدا کو دکہا

[illegible] ہٹ دھرمی کی باتین ہین۔ ورنہ ہم محمدؐ کی رسالت کی ثبوت مین ایسی نشانیان ظاہر

[illegible] ہین۔ جو یقین و ایمان کی صلاحیت رکہنے والون کے لیئے کافی ہین۔ اور وہ انہین دیکھ کر

[illegible] اسکی رسالت پر ایمان لا چکے۔ اگر تمکو یقین و ایمان سے کچھ بہی واسطہ ہوتا۔ تو وہی آیات

[illegible] لیے کافی تہین۔ بلکہ یہ دلیل اور بہی موجود تہی۔ کہ بہت سے نیک بندے قرآن و رسالت

[illegible] چکے ہین۔ کیا انہون نے یہ سب کچھ بغیر دلیل و آیت کے مان لیا ہے۔ بغیر دلیل کے تو کوئی کسی کی

[illegible] مانتا۔ ہان فرق اتنا ہے کہ طالبانِ حق و یقین اک دلیل سے مان جاتے ہین۔ اور شکی و معاند

[illegible] دلیلون کو بہی خیال مین نہین لاتے۔ تم بہی انہی مین سے ہو۔ مزید آیات کا اظہار بہی تمکو کچھ

فائدہ نہ دے گا۔ اور تم اسیطرح انکار و اصرار پر اڑے رہوگے۔

مشرکین کہتے تھے لولا یکلمنا اللہ او تاتینا آیۃ "اللہ ہم سے کلام کیون نہین کرتا۔ یا

[illegible] پاس کوئی نشانی کیون نہین آتی" ظاہر ہے کہ یہان آیت و نشانی سے مراد کوئی خارق عادت

[illegible] جیسا کہ اللہ کا کلام کرنا خارق عادت ہے۔ گویا کہ مشرکین ایمان لانے اور رسالت کے تسلیم کرنے

[illegible] خارق پر موقوف رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جواب مین فرمایا قد بینا الآیات لقوم یوقنون

[illegible] تو یہ چاہتا ہے کہ یہان بہی آیات سے امور خارق ہی مراد ہون۔ تاکہ سوال و جواب مین

[illegible] مطابقت ہو جائے۔ لیکن قرآن مجید مین خوارق کے لیئے اکثر لفظ اعطینا آیا ہے۔ اور یہان بینا

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان آیات سے آیات کونیہ و آیات نفسیہ قرانیہ دونون مراد

[illegible] اور بینا مین دونون کو جمع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت کے نزول سے پہلے اعجاز نفسیہ قرآنی

[illegible] کونیہ خارقہ دونون کا ظہور ہو چکا تہا۔ مگر ان ہر دو اعجاز کو دیکھ کر بہی تو وہی لوگ ایمان

[illegible] جو یقین کی صلاحیت رکھتے تھے۔ باقی منکرانِ حق اور ضدی بدستور اپنے کفر پر اڑے

[illegible] گروہ بالا سوال کرنے والے مشرکین بہی انہین لوگون مین تھے۔ جو باوجود مشاہدہ

[illegible] عدم صلاحیت یقین کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ اسی لیئے خدا تعالیٰ نے فرمایا

[illegible] لقوم یوقنون یعنی اگر تم مین صلاحیت ایمان ہے۔ تو تمہارے ایمان لانے

[illegible] کر چکے ہین۔ غور و فکر سے کام لو۔ اور ایمان لے آؤ

Marfat.com

[illegible]

دوزخ والوں کی بابت [illegible]

یعنی اے محمد ہم نے تجھے [illegible]

گمراہ ہو سکتا ہے [illegible] اور اہل باطل [illegible]

کا اس کا ذریعہ تو بشیر ہے ان لوگوں [illegible]

کے حق میں جو اس حق کو چھوڑ دیں اور [illegible]

ہاتھ سے دوزخ کا ایندھن [illegible] کی بابت [illegible]

رہادی بنا کر بھیجا گیا ہے اور [illegible]

[illegible] میں دو قرائتیں ہیں [illegible]

قرأت کے معنی تو وہی ہیں جو [illegible]

کی صورت میں معنے یہ ہیں کہ [illegible]

سخت ترین عذاب [illegible]

[illegible] ہوتی ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ملتهم قل ان هدى
[illegible] بعد الذي جاءك من العلم
[illegible] من الله من ولي ولا نصير (۱۲۰) ترجمہ اور یہود و نصاری تجھ سے راضی نہ
[illegible] کہ تو اون [illegible] کی پیروی کرے۔ تو اون سے کہدے کہ ہدایت تو اللہ کی ہدایت
[illegible] اور اگر تو [illegible] پہونچ چکا ہے۔ ان کی خواہشون کی پیروی کرے گا۔ تو پھر
[illegible] دوست و مددگار نہ ہوگا۔
[illegible] اس سے پہلی آیت مین خدا تعالی نے فرمایا تھا۔ کہ ہدایت وارشاد مین تیری طرف سے
[illegible] نہین ہے۔ تو راہ حق لوگون کو بتا رہا ہے اس پر بھی اگر کوئی حق سے اعراض کرے گا۔ اور کفر
[illegible] کرے گا۔ تو اوسکی بابت تجھ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہی اپنے کرتوتون کی سزا پائیگا
[illegible] اب کسی کے پاس کوئی حجت انکار حق اور تکذیب اسلام کی باقی نہین رہی ہے۔ مذکورہ بالا
[illegible] مین وہ خبر دیتا ہے۔ کہ دشمنان حق کا کفر اس حد او رشدت کو پہونچ گیا ہے۔ کہ بجائے اس کے
[illegible] اور تیرے بتائے ہوئے حق پر کاربند ہو۔ یہ ہوس رکھتے ہین کہ تو خود اون کی
[illegible] ہوا ہوس کا پابند ہو جائے۔ تو ان سے کہدے کہ جن باتون کو تم حق سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ حق
[illegible] بلکہ حق وہ ہے۔ جو خدا نے بتایا ہے۔ اوسی کے اتباع مین فلاح دارین اور نجات ہے جس کا
[illegible] تم چلاتے ہو۔ اور کرتے ہو۔ وہ ہدایت نہین۔ بلکہ ہوا وہوس ہے۔
ولئن اتبعت ..... ولا نصیر۔ بظاہر بادی النظر مین شبہ ہوتا ہے کہ کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] و نصاری کے ہوا وہوس کے اتباع کیطرف مائل تھے۔ اگر مائل نہ تھے تو پھر اس وعید کی کیا وجہ ہے؟
[illegible] جواب یہ ہے کہ اگرچہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ لیکن مراد امت ہے۔ کیونکہ
[illegible] قوم کے فعل کو ہر وہ سارا قوم کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہین۔ خدا خوب جانتا
[illegible] یہود و نصاری کی من مانی باتون پر چلنے والا نہین ہے۔ لیکن اس
[illegible] حق ثابت ہو جانے کے بعد ان ناحق کوشون کی باتون مین نہ
[illegible] کے کہنے پر [illegible] طرح سے بیکار ہے [illegible] اور اپنی من مانی خواہشون
[illegible] کرتے [illegible] جو تم کو ان لوگون کے عقائد یا علم
[illegible] تو اللہ تمہاری حمایت و نصرت

Marfat.com

بیان آیت [illegible]

بھی اٹھا سکتے ہین۔ اور ہر وقت [illegible]

ضلالت سے بچا کر حق کی حمایت و نصرت پر آمادہ [illegible]

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ [illegible]

وَمَن يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (۱۲۱) ترجمہ جن [illegible]

ہے اور وہ اسکی جیسی چاہیے ویسی ہی تلاوت کرتے ہین۔ وہ [illegible] کتاب پر [illegible]

جو اوس سے انکار کرتے ہین۔ وہی ٹوٹے مین پڑتے ہین۔

تفسیر۔ اس آیت کے شان نزول مین اختلاف ہے۔ بعض مفسرین کا بیان ہے کہ ان [illegible]

کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے اور دلیل [illegible]

پیش کرتے ہین کہ گذشتہ آیات مین اہل کتاب ہی کے افعال قبیحہ کا بیان ہے [illegible]

بعض ایمان لے آئے تھے۔ اس لیئے ضرور ہے کہ اون کی مدح و ستایش ہی ہو [illegible]

والے وہی لوگ تھے جنہون نے توریت کو غور و تدبر سے پڑھا۔ اور اوس مین [illegible]

نہین کی۔ اور اوس سے آنحضرت صلعم کی رسالت کی بشارت پڑھ کر آپ پر ایمان لائے

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیت مسلمانون کے حق مین نازل ہوئی ہے [illegible]

یؤمنون سے ایمان کا حصر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی صرف بغور تلاوت [illegible]

گیا ہے۔ اگر یتلونہ حق تلاوتہ سے چند یہود مراد لیے جائین [illegible]

میرے خیال مین حصر غلط نہین ہوتا۔ اسلیئے کہ وہ حصر ہے اہل کتاب [illegible]

مین سے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ جن کو [illegible]

کو بغور و تدبیر نہین پڑہتے۔ بلکہ سطحی طور پر پڑھتے ہین [illegible]

ضلالت و گمراہی مین پڑے ہوئے ہین۔ [illegible] کہ اون کو مومن [illegible]

ہان جنہون نے اپنی کتابون کو بغور و تدبر پڑھا۔ اور [illegible]

اسلام لائین گے۔ اسلیئے کہ جو شخص توریت [illegible] پر [illegible]

ایمان لائے۔ اور [illegible]

کی رسالت کی بشارت [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہے ۔ [illegible]

[illegible] جاہیے ۔ [illegible]

[illegible] جاسکے ۔ او

[illegible] ایک [illegible] کا حد و حدگار بنجا کر ان آدمیون کی

[illegible] ہین کہ یورپ ایشیا سے زیادہ متمدن ہے یا اسلامی

[illegible] استعمالات مین تمدن سے مراد ہوتی ہے وہ کیفیت جو قوم یا

[illegible] ہے ۔ اور اسی لیے دو یا زیادہ کیفیتون کا باہم مقابلہ کرکے کہا جاتا ہے کہ

[illegible] ترقی پر ہے

[illegible] جامعہ انسانی کی کوئی ایسی بات نہین جو مذکور الصدر کیفیت

[illegible] انفرادی اخلاق و آداب نیک ہون یا بد ناقص ہون یا کامل

[illegible] علوم و فنون صنعت و حرفت زراعت و تجارت حکومت و سیاست ۔

[illegible] فوج و عسکر باج و خراج ۔ مداخل و مخارج اور سیاسی

[illegible] ۔ اور پھر اون کی بے شمار جزئیات سب ہی

[illegible] تغیر و تبدل مین رہتی ہین کوئی بڑھتی ہے اور

[illegible] ہے ۔ کوئی حد معلوم تک ترقی کرنے

[illegible] والی ۔ اور ہر ایک اپنی ایک خاص حالت مین

[illegible] ہوتی ہے ۔ اور یون تمدن یا کیفیت اجتماع کو ہمیشہ

[illegible] النظر مین اصول و فروع ۔ تمدن یا کلیات و جزئیات مین کچھ امتیاز

[illegible] تمدن [illegible]

[illegible] اگر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

...ی کی تلاوت کے متعلق ہو۔ یا قرآن مجید کی تلاوت کے
...ون مین ہدایت ہم مسلمانون کے لیے تنبیہ عظیم ہے۔ اس لیے کہ مسلمان عموماً
...جو ...سی کرنی چاہیے۔ نہین کرتے۔ کم ہین ایسے خدا کے بندے۔ جو حق تلاوت
...ہین قرآن کو بہت پڑھتے ہین۔ مگر بغیر غور و تدبر۔ بلکہ اکثر تو غور و تدبر کو گناہ سمجھتے
...افلا تدبرون القرآن کو نہین دیکھتے۔ حق ہے فرمان آلہی کہ وہ مومن بکتاب (قرآن)
...ہین۔ جو اسکی جیسی چاہیے ویسی تلاوت کرتے ہین۔ قرآن کیا ہے؟ اصل اسلام اور سرچشمہ
...ہے مگر صرف اسی صورت ہین کہ سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ ورنہ لفظون کے پڑھ جانے سے کوئی
...فائدہ نہین مترتب ہوتا۔ بلکہ حق تو یون ہے کہ اندنون محض گھمنڈ پیدا ہو جانے کا باعث
...ہوتا ہے۔ حافظ و مُلا کو۔ عوام تو خدا جانے کیا کچھ سمجھتے ہین۔ لیکن وہ بھی اپنے آپ کو اتنا خیال
...نے لگتے ہین۔ جس کے وہ ہرگز اہل نہین ہوتے۔ کاش یہ بہتمدان قوم قرآن مجید کو سمجھ کر
...ہین۔ تاکہ جو فرائض اون کے ذمہ سمجھے جاتے ہین۔ یا ہونے ... اون کے ادا کرنے کے قابل ہو
...کے سچے واعظ و ناصح بن سکین۔

تلاوت کے معنی ہین پیچھے پیچھے چلنا۔ جو لوگ قرآن کو بغور و تدبر پڑھتے ہین ضرور ہے کہ
...م قرآنی کی پیروی کرین۔ اسی لیے قرأت قرآن کو تلاوت کہتے ہین۔ اور چونکہ وہ مسلمان
...ن کی زبان عربی نہین ہے۔ قرآن کو نہین سمجھ سکتے۔ اس لیے فرض نہین تو یہ امر واجب تو ضرور
...اپنی زبان مین قرآن مجید کا ترجمہ بھی اصل قرآن کے ساتھ پڑھا ہین۔ ورنہ جیسے یہود و نصاری
...ت و انجیل کی لفظی تلاوت کو ایمان کے بارہ مین خدائے تعالی نے بے سود دیتا یا ہے۔ عام مسلمانون
...تلاوت قرآن بھی وہی حکم رکھتی ہے۔ اور نہین کہا جا سکتا۔ کہ وہ قرآن پر ایسا ہی ایمان رکھتے
...ہین۔ جیسا کہ رکھنا چاہیے۔

اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم واجعله لی اماما و نورا و ھدی و رحمة
... ذکرنی منه ما نسیت و علمنی منه ما جھلت وارزقنی تلاوته آناء اللیل
... النھار واجعله لی حجة یا رب العالمین۔

...یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ
... وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ
... وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ترجمہ اے بنی اسرائیل

فضیلت دی اور ...

قبول کیا جائے گا اور ...

تفسیر یہ دونون آیتین ...

انعام الٰہی وارد ہوئی ہین ...

چھوڑ دیا۔ لیکن اب خیال آیا کہ اگرچہ ...

حالت اس قدر خراب ہو رہی ہے کہ ایسے ...

شفاعت کچھ ایسا دلون مین اتر گیا ہے کہ اعمال ...

ہے۔ آہ اس سے زیادہ بیخبری اور کیا ہوگی ...

کی طرف سے بیفکر اور مطمئن ہو بیٹھے ہین۔ اور ...

یہی حال رسول اللہ کے زمانہ مین یہود کا تھا۔ وہ ...

سلف ہماری شفاعت کرینگے۔ اون کے ...

اس زعم باطل کی تردید کی۔ اور یہودی ...

قبول نہ کیا جائے گا۔ کوئی شفاعت ...

یہود اپنے اپنے وقت مین افضل ...

نے اون کو خاص اپنی قوم فرمایا ...

اون کی یہ حالت نہ رہی۔ وہ خدا کے ...

اور اپنی برتری پر گھمنڈ کرنے لگے ...

Marfat.com

[illegible] نہین رہی مگر اُنہین مسلمان
[illegible] ہونا اب بھی اون کو عام طور پر یاد رہا۔ کہ وہ خیر الامم ہین
[illegible] قیامت کے دن اون کی شفاعت کرے گا۔ جب جہالت عام ہو
[illegible] عقیدے یون اون کے دل مین بسا ہوا ہو۔ تو پھر اعمال وصالحات
[illegible] ضرورت [illegible] ہے۔ اور کسے غرض پڑی ہے کہ حقوق خدا و حقوق عباد کے ادا کرنیکی تکلیف
[illegible] موجود ہے۔ اور شفاعت سے جنت کا دروازہ اون کے سامنے کھلا ہے۔ کاش عام مسلمانون
مین اتنا سمجھنے کی بھی صلاحیت باقی رہی ہوتی۔ کہ مستحق شفاعت اُمت ہے۔ اور اُمتی ہونے کے زبانی
[illegible] سے کوئی اُمتی نہین بن سکتا۔ مگر آج کل اسلام کا نام لینے والے عوام محض زبانی دعویٰ ہی
سے اُمتی بن کر اپنے آپ کو رسول کی شفاعت کا حقدار سمجھ رہے ہین۔ یہود بھی محض ایسے ہی دعویٰ
کی بنا پر اپنے آپ کو انبیائے بنی اسرائیل کا پیرو خیال کرتے تھے۔ جیسے عام مسلمان خیر الامم تو بآسانی
بن جاتے ہین۔ اور اخیار ابرار کیسے کام نہین کرتے۔ ایسے ہی یہود بھی اپنے آپ کو اہل اللہ اور ابناء اللہ
اور افضل امم تو کہتے تھے۔ لیکن خدائی احکام کی اتباع و تعمیل سے اُنہین کوئی سروکار نہ تھا۔
اور اسلاف کی شفاعت ہی کے برتے پر پھولے نہ سماتے تھے۔ کیا خدا نے یہود کی ان آرزؤن کی تصدیق
کی؟ نہین تردید کی۔ اور فرمایا کہ نہ شفاعت مقبول ہوگی۔ اور نہ کوئی کسی کی مدد کرسکے گا۔ کیون؟
اسی لئے کہ یہود کو اعمال سے سروکار نہ تھا۔ اور انعام الٰہی کی وہ تکفیر کر رہے تھے۔ کیا مسلمان احسانات
الٰہی کی تکفیر نہین کرتے؟ کرتے ہین۔ کیا اعمال وصالحات سے اُنہین کچھ واسطہ ہے۔ ہرگز نہین پھر
یقینا یہ ہے کہ وہ لا یقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون کے مصداق
[illegible] ہین اور ضرور ہین۔ اور نری شفاعت ہرگز اون کو مواخذۂ آخرت سے نہین بچا سکتی
رہی [illegible] واقعی اُمت کے حق مین سومند ہو گی۔ اس کے متعلق ہم انشاء اللہ تعالیٰ آیہ و
من [illegible] الا باذنہ کی ذیل مین بحث کرینگے۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ط قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا ط قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ط قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۲۴﴾

[illegible] ابراہیم کو اوس کے رب نے چند باتون [illegible]
[illegible] کہا کہ مین تجھ کو لوگون کا امام بنا [illegible]
[illegible] میرا عہد ظالمون [illegible]

تفسیر۔ ابراہیم عبرانی زبان کا لفظ ہے ...

کے بیٹے تھے۔ جو بلقب آذر مشہور ہے ...

جو اصلی نام ہے۔ عام طور پر مشہور نہین ہے ...

اسی لیے اکثر عیسائیون کا مسلمانون پر اعتراض ہے ...

نہین ہے۔ پھر ناحق اسلام دین ابراہیمی کا ادعا کرتا ہے۔ لیکن یہ اعتراض ...

ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام مسلمانون کے ہان تارح ...

مین موجود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ زیادہ تر خلائق نہین جانتے والے جانتے ...

علیہ السلام کی فضیلت ہمیشہ سے تمام قومون مین مسلم چلی آتی ہے۔ یہود و نصاریٰ ان کی ...

مقر ہین یحتیٰ کہ ابو المومنین کہتے ہین۔ اور انکی نسبت و انتساب پر فخر کرتے ہین۔ عرب ...

مین بھی آپ کے فضل کے معترف تھے اسلیئے کہ آپ کی اولاد تھا۔ آپکے حرم کے ...

بنائے ہوئے معبد کے خدام تھے۔ غرضکہ محمد صلے اللہ کو تبلیغ رسالت کے وقت جن ...

پڑ رہا تھا۔ وہ سب فضل ابراہیمی کی معترف اور آپ کی نسبت سے مدعی ...

نے ابراہیم علیہ السلام کی بعض ایسی باتون کا ذکر کیا۔ جو ازروئے قیاس ...

و نصاریٰ کو آپ کا قول ماننے اور آپ کا دین اختیار کرنے پر مجبور کر سکیں ...

ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔ اوس کو دین محمدی و اسلام سے خصوصیت ...

ضرور تھا کہ جو دین ابراہیمی کا مدح ہو وہ بلا تامل دین محمدی ...

کی خصوصیتین کیا ہین؟ اونکا ذکر خود آیندہ آیتون مین ...

ابتلاء کے معنی ہین امتحان و اختیار اور امتحان اسلیئے ...

جو معلوم نہین ہے۔ یا جسکا امتحان لیا جائے ...

برائی یا حسن کو جزا و سزا کا مستحق ٹھیرایا جائے ...

... ہین تھے اوس کے امتحان لینے کی ...

... اس کے امتحان کی ...

[illegible] مرتب جزا نہیں ہوسکتی تھی۔ قوت سے فعل میں آئی جسکو [illegible] امتحان سے تعبیر کیا ہے۔

کلمات۔ کلمات کی تعیین میں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کلمات سے اشارہ ہے بدلیل وقیاس توحید اختیار کرنے کی طرف جسکا ذکر فرمائے تعالیٰ نے سورہ انعام رکوع ۹ میں یوں فرمایا ہے۔ واذ قال ابراهيم لابيه آزر اتتخذ اصناما الهة انى اراك وقومك فى ضلال مبين ۝ وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين ۝ فلما جن عليه الليل را كوكبا قال هذا ربى۔ فلما افل۔ قال لا احب الافلين ۝ فلما را القمر بازغا قال هذا ربى۔ فلما افل قال لئن لم يهدنى ربى لاكونن من القوم الضالين ۝ فلما را الشمس بازغة قال هذا ربى هذا اكبر فلما افلت قال يقوم انى برئ مما تشركون ۝ انى وجهت وجهى للذى فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ۝

اور یاد کرو وہ وقت کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو معبود مانتے ہو میں تمہیں اور تمہاری قوم کو گمراہ پاتا ہوں۔ اسیطرح سے ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کی سلطنت دکہائینگے۔ تاکہ وہ اہل یقین میں سے ہوجاوے۔ پھر جب اوسپر رات چھاگئی۔ اوسنے ایک تارہ دیکھا۔ اوسے دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے۔ مگر جب وہ ڈوب گیا۔ اوسنے کہا میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر اوسنے چمکتا ہوا چاند دیکھا۔ اوسے دیکھ کر کہا۔ یہ ہے میرا رب۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا۔ کہا۔ اگر میرے رب نے مجھے راستہ نہ دکھایا۔ تو میں بھی ضرور گمراہ قوم میں سے ایک ہوجاؤنگا پھر سورج کو چمکتا ہوا دیکھا۔ کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا۔ کہا اے قوم جن کو تم خدا کا شریک مانتے ہو۔ میں اون سب سے بری ہوں۔ میں نے یکسو ہوکر اپنا موںھ اوسی کیطرف کرلیا ہے جسنے زمین وآسمان کو بنایا۔ اور میں مشرک نہیں ہوں۔ ۱۱

بعض کا بیان ہے کہ ابتلائے کلمات سے ابتلائے آتش وہجرت وذبح فرزند مراد ہے۔ بعض کہتے [illegible] مناسک حج یا اور احکام شریعت مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ابراہیم علیہ السلام [illegible] تعمیل کا حکم دیا [illegible] احتمالات ہوسکتے ہیں لیکن بہتر مسلک یہی ہے کہ علوم [illegible] مرتب ہونا چاہئے۔ اور وہ نتیجہ آیت مذکورہ میں اپنے [illegible]

[illegible] اذا ما عطیہ [illegible]

Marfat.com

تفسیر [illegible] گزرا [illegible]

کیا ہے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے [illegible]

ہو کر بت شکنی کو کلان بت کی طرف [illegible]

واقعہ کو قبل از نبوت کا واقعہ مان لیا جائے [illegible]

نسبت نہیں کہ وہ بعد از نبوت صغائر [illegible]

ہے۔ اگرچہ مذکورۃ الصدر آیات میں ابراہیم علیہ السلام [illegible]

ہے نہ ہیچ۔ بلکہ یہ تینوں خیالات ابراہیم علیہ السلام کی [illegible]

اور ہر ایک کو کامل تر دیکھ کر یہ خیال کیا تھا [illegible] ہیں

کذب نہیں کہتے۔

قال انی جاعلک للناس اماما [illegible]

تیرے نقش قدم پر چلیں گے۔ اور تیری [illegible]

پورا ہوا۔ اور یہود و نصاریٰ اور [illegible] ابراہیم [illegible]

ابن عباس اور ابو حیوۃ رضی اللہ تعالیٰ [illegible]

رفع اور رب کو نصب پڑھا ہے [illegible]

[illegible] کی دعا کی۔ اور اللہ نے [illegible]

[illegible] ہونے کے علاوہ [illegible]

[illegible]

... تائب ... امام نہیں ہوسکتا۔ اور اسیطرح فاسق ...

... لیکن عجب ہے کہ بعض مسلمان تائب از کفر و شرک فسق

... کو بھی جائز نہیں رکھتے۔ اور بعد توبہ بھی اسکو انکے سابقہ

... ظالم ہی جانتے ہیں قطع نظر اسکے کہ تائب بعد از توبہ تمام بدکرداری

... تائب ہے۔ اسوقت میں اسے کوئی بد نہیں کہتا۔ آیہ مذکورسے بھی ایسے لوگونکی

... نہیں ملتی ... کیونکہ آیت کا مفہوم صرف اتنا ہے۔ کہ ظالم کو امامت نہیں ملیگی

... ظالم ہی ظالم نہیں رہا۔ اور اسکا ارتکاب نہیں کرتا ہے تو منشاء حکم پورا ہو گیا کہ ظالم کو امامت

... نہیں ملی کیونکہ امامت ملنے کے وقت وہ ظالم نہیں ہے۔ اسکے علاوہ لاینال عھدی الظلمین

... مراد نبوت ہے جیسا کہ ہم ثابت و بیان کرچکے ہیں۔ پھر نبوت نہ ملنے کی شرط کی تخصیص

... کو عام ہی امامت نہ ملنے کی شرط قرار دینا کیونکر درست وصحیح ہوسکتا ہے۔ الزاماً مان لو کہ

... تو پھر امامت میں امامت نماز بھی شامل ہوگی۔ اور وہ امامت بھی کسی مذکورہ

... ظالم کو حاصل نہ ہوگی۔ یا امام نہیں بنایا جائے گا۔ اور انہیں کے اصول کے موافق

... امام معصوم و پاک از گناہ ہونا چاہئے۔ لیکن اس شرط کا امام نماز ملنا محال

... کسی کے باطن کا حال ظاہر معلوم نہیں ہوسکتا۔ اسی لیئے مجبور ہو کر سالکان مسلک

... امامت نماز کے متعلق صرف یہ شرط لگائی ہے۔ کہ بظاہر کبائر سے مجتنب اور صغائر سے

... ہو۔ جب امامت نماز کے بارہ میں لاینال عھدی الظلمین معتبر نہیں رہا

... کے بارہ میں سابقہ ظالم کو بعد از توبہ کیونکر ثابت مانا جاسکتا ہے۔ یہ تمام رد و قدح

... ہے کہ آیہ مذکورہ میں لفظ امام کی تخصیص کو توڑ دیا جائے۔ ورنہ بحالت

... یعنی امامت سے نبوت مراد ہے۔ یہ امر بالکل مسلم ہے۔ جس نے ایک

... ہے

... ہے کہ فاسق کو بحالت فسق امام بنانا درست نہیں

... ہو تو اسکی امامت باطل ہو

... نہیں مانا جائے گا۔ اور اسکے

Marfat.com

[illegible] ابراہیم اوس پتھر کو کہتے ہیں جس سے
[illegible] یہ وہی پتھر ہے [illegible] جب کعبہ کی دیواریں کسیقدر اونچی ہو
[illegible] السلام [illegible] دیوار کی بلندی پر [illegible] نہ پہونچا۔ اور ضرورت ہوئی کہ
[illegible] دیواروں کو اونچا کریں۔ آپ نے یہ پتھر لگا کر رکہا اور دیواروں کو
[illegible] میں توجیح اور زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

واتخذوا کی قرأت میں اختلاف ہے۔ ابن کثیر۔ ابن عمر۔ حمزہ و عاصم و کسائی وغیرہ نے بکسر خا صیغہ امر پڑھا ہے۔ اور نافع و ابن عامر وغیرہ نے بفتح خا و بصیغہ ماضی پڑھا ہے۔ پہلی قرأت کی صورت [illegible] ایک جملہ معترضہ ہے۔ اور حکم ہے مسلمانوں کو کہ مقام ابراہیم کو مصلے بناؤ۔ اور دوسری قرأت کی صورت میں خبر ہے کہ اولاد ابراہیم علیہ السلام نے اوس جگہ کو نماز و دعا کی جگہ قرار دیا۔ لیکن پہلی قرأت زیادہ مشہور اور قوی ہے۔ اگرچہ سیاق میں اس آیت کی دونوں قرأتیں ہوسکتی ہیں

طہرا بیتی کے بہی مفسرین نے بہت سے معنی بیان کیے ہیں۔ ایک یہ کہ پہلے بیت اللہ کی زمین خس پڑی ہتی۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے اوسے مامن و مرجع بنا دیا تہا۔ اس لیے ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ اسے صاف کر دو۔ لیکن چونکہ بیت اللہ کی جگہ پہلے ویران تہی [illegible] کی آبادی کا دور دور تک کہیں نام و نشان نہ تہا۔ اس لیے باور نہیں آتا کہ وہ زمین [illegible] ہو۔ اسی لئے اکثر محققین نے اس سے انکار کیا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ وہاں کی زمین [illegible] نہ ہو۔ لیکن جہاڑ جہنکاڑ پڑے ہوں۔ خدا نے ان کے صاف کرنے کا حکم دیا تاکہ زائرین کو کسی [illegible] آمد و رفت میں ہو نہ طواف و رکوع و سجود اور اعتکاف میں۔

[illegible] یہ کہ طہرا بیتی سے مراد یہ ہے کہ اے ابراہیم و اسمعیل تم دونوں میرے گہر کی پاکی و [illegible] کرو۔ تاکہ وہ اوسکی زیارت کو آئیں۔ اور یہ [illegible] گہر بالفعل [illegible] مامن و مرجع [illegible] مفسرین کے بیان کردہ مختلف معانی میں سے [illegible]

[illegible] لیکن یہاں نہ اون کے بیان [illegible]

[illegible] ابراہیمی بنا پر قائم ہے

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] سب تباہ ہو کر ہلاک ہو جائے۔

[illegible] اور ماکو مومنوں کو رزق دونگا ہی۔ لیکن چونکہ منکر

[illegible] گر وہ مومنوں کی برابر نہ ہو سکینگے۔

[illegible] میں کچھ بلاوت کا۔ اور وہاں اون کے کفر کی سزا۔

[illegible] ایک پیشینگوئی تہی۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پوری [illegible] مشرکین کا خاتمہ ہو گیا۔

[illegible] اللہ تعالی نے خبر دی تہی کہ ہم نے بیت الحرام کو مرجع و امن بنایا۔ اب ابراہیم علیہ السلام [illegible] رب العالمین بیت الحرام کے ساتھ اس شہر کو بھی جس مین یہ گھر ہے۔ امن کا شہر بنا۔ اللہ [illegible] اس کے متعلق کچھ جواب نہین دیا لیکن دعائے رزق مین کچھ تعمیم فرمائی۔ اس سے [illegible] کہ اس شہر کی دعا منظور فرمائی۔ ورنہ عدم قبولیت کی خبر دیتا۔ جیسے کہ دعائے [illegible] کی خبر دی یا ظالمین کو امامت عطا کرنے کی خبر دی تہی۔

[illegible] السلام نے کیون اہل مکہ کے لئے امن کی اور عطائے رزق کی دعا کی۔ کیا خدائے تعالی [illegible] رزق نہین دیتا یا اسلئے کہ مکہ ایسا مقام تہا کہ وہان کہیتی نہین ہوتی تہی۔ اور نہ وہان ایسا کچہ سامان تہا۔ اگر وہان امن نہ ہوتا۔ بیت اللہ کی زیارت کو لوگ دور دراز [illegible] کر جانے کی جرات کرتے۔ اور کیونکر وہان ٹہر کر مناسک حج ادا کرتے۔ اگر رزق [illegible] کیونکر وہان آباد رہسکتے۔ بیت اللہ ویران پڑا رہتا۔ چونکہ دعا معقول [illegible] اور مکہ اوس دن سے لیکر آج تک امن کی جگہ چلا آتا ہے۔ اگرچہ وہان [illegible] حضرت وہان پہنچی ہین۔ اور اہل مکہ اون سے متمتع ہوتے ہین [illegible] میں خونریز جنگیں ہوتی تہیں۔ مگر مکہ محفوظ تہا۔ جو [illegible] خراب ہو کر واپس ہو گئے۔

[illegible] لیکن امن کا لفظ ایسا عام [illegible] کو شامل ہے۔ اور اغلب ہے

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ایک گروہ کہتا ہے کہ [illegible]

فرمایا ہے ان اللہ حرم [illegible]

پیدا کرنے کے دن ہی مکہ کو بلد الحرام و حرمت [illegible]

کی ہے بتا سکتا ہے من خدمت بعد [illegible]

بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مکہ کو حرمت و امن ابراہیم [illegible]

نے فرمایا اللھم ان حرمت المدینۃ [illegible]

حرمت و ثبات ہو نہ جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت [illegible]

دونوں قولوں میں وجہ مطابقت یہ ہے کہ اگرچہ [illegible]

اگرچہ اوس کی زمین قبل از دعائے ابراہیم علیہ السلام [illegible]

حرمت کا اعلان اور اوسکی فضیلت کا اعلام ابراہیم [illegible]

جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے [illegible]

وقت کی دعا ہے عجب کہ پہلے [illegible]

[illegible] کیونکہ اسی دعا [illegible]

[illegible] کہ اسمٰعیل علیہ السلام [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible] ابراہیم اسماعیل کعبہ کی دیوارین [illegible]

[illegible] ہماری یہ خدمت قبول کر۔ تحقیق تو ہماری

[illegible] حال جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا فرمانبردار بنا اور

[illegible] فرمانبردار پیدا کر۔ اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتلا اور

[illegible] بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور اے ہمارے پروردگار

[illegible] اہل مکہ میں ایک رسول بھیج۔ جو ان کے سامنے تیرے احکام پڑھے۔ اور

[illegible] حکمت سکھائے۔ اور ان کی اصلاح کرے۔ بیشک تو ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

[illegible] اکثر مفسرین نے آیات قرآن مجید سے استنباط کیا ہے۔ کہ بیت اللہ (کعبہ) قبل از ابراہیم

[illegible] موجود تھا۔ مگر عمارت باقی نہیں رہی تھی۔ اوسی عمارت کی جگہ خدائے تعالیٰ نے ابراہیم

[illegible] بیت اللہ بنانے کا حکم دیا تھا۔ کعبہ کی عمارت کے نشان پہلے سے کچھ موجود تھے یا نہ تھے۔

[illegible] اس میں کلام نہیں کہ تعمیر ابراہیمی کو وہ شہرت و عظمت اور قبولیت حاصل ہوئی جو پہلے

[illegible] مقام کو حاصل نہ تھی۔ اگرچہ وہان عمارت ہوتی تو اوسکا کچھ ذکر ضرور ہوتا۔

[illegible] مشیت خداوندی یہ ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام سے بندون کی عبادت کے لیئے ایک معبد

[illegible] تو خدائے تعالیٰ نے بعد وحی ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام نے ملکر تعمیر کا کام

[illegible] ابراہیم علیہ السلام رکھتے جاتے تھے۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام گارا اور پتھر دیتے جاتے تھے

[illegible] کسی قدر بلند ہو چکی۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے نشان کے طور پر جس سے تعداد طواف

[illegible] دیوار میں ایک پتھر نصب کرنا چاہا۔ تو آپنے اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا۔ ایک اچھا سا

[illegible] پتھر آپنے ناپسند فرمائے۔ آخر میں اسمٰعیل علیہ السلام جبل بوقبیس سے وہ پتھر لائے جو

[illegible] تھے آپنے اس کو پسند فرمایا اور دیوار میں نصب کر دیا۔

[illegible] آپنے مع اسمٰعیل علیہ السلام دعا کی ربنا تقبل منا [illegible]

[illegible] یعنی اگرچہ یہ عمارت تیری شان کو شایان نہیں۔ لیکن جو کچھ ہم

[illegible] ہماری خدمت کو قبول کرلے۔ تاکہ آیندہ یہ عمارت

[illegible] عبادت کیا کریں۔

[illegible] قربان ہر وار دکھ [illegible] مزید تصدیق [illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا [illegible]

فمن [illegible]

[illegible] کبھی آتا آتا ہے اور کبھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] احتمال [illegible]

[illegible]

Marfat.com

## [illegible] معدنیہ

[illegible] اول - (۱۳) مرزا غلام نبی بیگ صاحب نائب تحصیلدار ۱۲ (۵) الیاس احمد
[illegible] العلم ۱۰ (۶) منشی غلام جیلانی صاحب پنشنر منصف ۱۲
قسم دوم - (۱۲) نواب خاں صاحب سب پوسٹ ماسٹر ۸ (۳) محمد ابراہیم صاحب
[illegible] ماسٹر ۸ (۵) محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ۸ (۷) سید تجمل حسین
صاحب شہر پشاور ۸ -

---

## ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ - یہ بالکل نادر الوجود تھی - کارخانہ وطن نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوس کا ترجمہ کرایا ہے - حصہ اول و دوم تیار ہیں - قیمت ہر دو حصہ تین تین روپیہ (۳)

## ترجمہ تفسیر کبیر جلد اول - فاتحۃ العلوم -

سورۃ الحمد کی تفسیر - مؤلفہ امام فخر الدین رازی رح - اسے اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی [illegible] صاحب کو ہمت نہ پڑی تھی - مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ وطن لاہور نے اس بھاری کمی کو پورا کر دیا ہے - قیمت ۳ روپے -

## حقانیت عقائد اسلامیہ - (ترئین الکلام)

شام کے ایک نامور فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ - مصنف کی اس دینی خدمت پر خلیفۃ المسلمین [illegible] خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا - قیمت ایک روپیہ -

## حسن و زبیدہ

[illegible] نے معرکہ کا بیان ناول کے پیرایہ میں - قیمت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

(جسے)

وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب
حقیقہ سے آگاہ کرنیکے لیے پہلے اخبار مین شایع
کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار
صورت مین شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ ایڈیٹر وطن شائع ہوئی

مطبوعہ [illegible]

نمبر (۷)

ناظرین مندرجہ ذیل غلطیان قلم سے بنالین۔ رسالہ تفسیر ...

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۴۱ | ۲۳ | ابکے | اب کہ | ۲۶۴ | ۱۴ | سوےٹے | |
| ۲۴۸ | ۱۱ | کرتی ہین | کرتی ہے | ۲۷۶ | ۲۲ | اخرجت | اخرجت |
| ۲۵۵ | ۳ | بغو | لغو | ۲۷۹ | ۲ | المھن | المھن |
| ۲۵۹ | ۱۰ | نہ ہا | نہ مانا | ۲۸۲ | ۲۰ | بنتے | کہ بنتے |
| ۲۶۳ | ۴ | ذکرا | ذکراللہ | ۲۸۷ | ۱۲ | اگرچہ | اگر |
| | | | | ۲۸۸ | ۶ | نہ ہو | ہو |

# ناظرین کرام!

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت مین حتی الوسع کوشش فرماتے
ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا عام علم ہو
ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانون کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی باآ
پر ظاہر کر رہے ہین مثال کیلئے دیکھئے معزز ہمعصر سول ملٹری گز
لاہور کے ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کی وطن مین

المتمس

...ن ہے سوا کسی برائی کیطرف مائل نہین ہے
...ن ہو جاتا ہے کہ ہم اوس سے محروم ہی نہ ہوسکین بلکہ
...ے وابستہ ہے۔ اور ہر وقت اس صیانت و فضیلت سے محروم کیئے جاسکتے
...بنا پر وہ خدا کی طرف رجوع لاتے ہین۔ اور التجا کرتے ہین کہ بارالہا جو فضل و کرم
...تو ہمارے حال پر فرما رہا ہے۔ آیندہ اوس سے ہمین محروم نہ کیجیو۔ بلکہ جو توفیقِ خیر عطا
...ہے۔ اوسے اسیطرح جاری رکھیو۔ ظاہر ہے کہ یہ دعا نہ شان رسالت کی منافی ہوسکتی
...ور نہ ایسی دعا کرنے سے رسالت کے تقدس پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انبیاء علیہم
...انی فطرت کے موافق اپنے استقبال کیلئے دعائے خیر کرتے رہے۔ جیسے کہ ایک مومن و متدین
...مسلم احکام پر کاربند ہونیکے باوجود جب دست دعا بلند کرتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اھدنا الصراط
المستقیم۔ حالانکہ صراط مستقیم پر پہلے سے قائم ہوتا ہے۔ دعا اسلیئے کرتا ہے کہ جو سعادت
...یت حاصل ہے۔ تادمِ واپسین خدائے تعالیٰ کیطرف سے اوسکی توفیق ملتی رہے۔ اور...
...ہوجائے۔

بیشک انبیاء علیہم السلام گناہ یعنی معصیت سے پاک و معصوم ہوتے ہین۔ مگر معصیت
...سے ہین نافرمانی کرنا۔ پس جو کچھ فرمان خداوندی ہوتے ہین۔ انبیاء علیہم السلام سرمو
...ت نہین کرتے۔ اور توفیق ربانی انہین خلاف نہین کرنے دیتی۔ لیکن اس سے یہ کہان
...م آگیا کہ اون سے اون واجباتِ خداوندی مین بھی جو اون پر خاص بندگی کی حیثیت
...لازم ہوتے ہین۔ کوتاہی و تقصیر نہ ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ کے عام احسانات ہی انسان پر...
...رہے

گر بہر موئے زبانے باشدت۔
شکر یک نعمت نہ گوئی از ہزار

...البحر مدادًا لکلمٰتِ ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
...مددا۔ اگر سمندر بھی میرے رب کے کلمات و احسانات یہ لکھنے کے لیئے
...کہ میرے رب کے کلمات ختم ہون۔ سمندر ختم ہوجائیگا۔ اگرچہ ہم...

طاعت و عبادت مین نہایت و مشغول رہتے ہین اسلئے ...
لیئے فرض نہین ہوتی - لیکن جب واجبات خداوندی کی شان اتنی بڑی ہو ...
سے ادا ہی نہین ہو سکتے - تو پھر کیا عجب ہے کہ اون کے ادا کرنے مین انبیاء علیہم السلام
کوتاہی و تقصیر ہوتی ہو - کیونکہ آخر ہوتے تو وہ بھی بشر ہی ہین - اور کوئی طاقت ان مین
خصوصیت وحی کے بشر سے بالاتر نہین ہوتی - اور چونکہ بعنایت الٰہی وہ دل دانا و چشم
رکھتے ہین - اسلیئے جانتے ہین کہ ہم سے وہ نہ ہو سکا جو ہمین کرنا واجب تھا - پس بخضوع و خشوع
خدا کو پکارتے ہین - اور کہتے ہین بار الہا - تو ہمارے عجز و قصور کو جانتا ہے - ہمین معاف کر - اور
جو تقصیرین ہم سے ہوئی ہین - اون سے درگذر کر -

دنیا کے بادشاہون - ولی نعمتون اور اون کے خواص کے تعلقات پر نظر کرو - عام رعایا کے
لیئے ایک عام قانون ہوتا ہے - اور اسپر اوسکی پابندی کافی سمجھ لی جاتی ہے - خواص کے لیئے
اور خاص بندشین اور ہدائتین ہوتی ہین - وہ دونون کو نباہتے ہین - مگر اون سے اسپر
قناعت نہین کی جاتی - اور اون کے لیئے شاہی لطف و عتاب کا مدار کچھ اور ہی باتین ہوتی ہین
اور عجب کہ دار و مرتبہ مین اون کا وقت گذرتا ہے - اور پہلے درجہ کا ادا شناس نبکر رہنا پڑتا ہے
مگر پھر بھی آئے دن آقائے ولی نعمت کا مزاج بگڑتا ہی رہتا ہے - اگر دیکھئے تو نہ کوئی امر
عام کے خلاف کیا - اور نہ قانون خاص کی حد سے تجاوز کرنے کے مرتکب ہوئے - بلکہ دونون کی
کے باوجود ہر طرح سے آقا کو خوش رکھنے کی کوشش مین مشغول رہے - اسی لیئے کہتے ہین جنکے
رتبے ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے - یہی حال بلکہ اس سے بھی بہت کچھ بڑھ کر انبیاء علیہم السلام
خداوند جل و علا کے معاملہ کا ہوتا ہے - اگرچہ سچے عاشقان الٰہی اپنے محبوب کے خوش رکھنے کی
کوئی کسر اوٹھا نہین رکھتے - لیکن اللہ جیسے محبوب کے حقوق و واجبات کوئی عاشق کیا ادا کر
سکے اگرچہ وہ کیسا ہی والا شان کیون نہ ہو - پھر جب کسیطرح سے اوسکے حق ادا ہی نہ ہو سکین
تو انبیاء علیہم السلام بہ خضوع و عاجزی یہ بھی نہ پکارین تب علینا انک انت التواب
الرحیم - بار خدایا! ہم سے تیرے حقوق و واجبات کے ادا کرنے ...

[illegible] ہو جاوی
[illegible] کسی طرف بیان ہو
[illegible] اور جو انگی ترتیب ہے اور اصلاح [illegible]
[illegible] صنعت تجارت زراعت تینون تمدن کے
[illegible] لیکن ان تینون کا تعلق جہان تک
[illegible] کی جزئیات بہی فروعات مین داخل ہو جاتی
[illegible] سے ہاں جس قدر یہ جزئیات نسبتہ ضروری و غیر
[illegible] اور کمال پاتا جاتا ہے۔ اور جس قوم کے ہاتھ سے یہ بڑہتی ہین وہ
[illegible] طبیعت انسانی اور اوس کے مقتضا پر عملدرآمد کرنے اور اوس
[illegible] اور ایسے ہی دیگر طبعی اصول محتاج نہین ہین کسی مزید تحریک
[illegible] اس لیے تمدن کے جامع قانون وضعی کو ضرورت نہین کہ وہ تمدن
[illegible] ضرورت و حکمت خاص۔ مگر مذکورہ بالا اصول طبعی کی طرف
[illegible] اور پہر اوس کام سے فائدہ اوٹہاتا اور تمام مشکلات محتملہ سے
[illegible] قانون مین بہی ضرور ہے کہ کچہ باتین اصول ہون اور کچہ
[illegible] انسان کی تمام ترین تمدن کے سارا آہیہرتے ہین۔ اور جو ملک و قوم اون
[illegible] ترقی کر سکتا ہے۔ انہین اصول کے متعلق ہمارا دعوی
[illegible] بخلاف دیگر مذاہب کے کامل تمدن کی تعلیم دیتا
[illegible] جزئیات تعلیم دی ہے۔ اور اوس حد سے آگے بڑہ کر کلی
[illegible] تعلیم بقید جزئی ہے۔ کوئی ایسی اہم بات نہین کہ نہ بتائی گئی
[illegible] قابل رہتا ہے کہ کلیات سے جزئیات کو قیاس کیا جائے
[illegible] ہے۔ مثلاً عام اعتدال اور میانہ روی
[illegible] کی اعتقادی و اخلاقی و معاشرتی
[illegible]
[illegible]

... ابراہیم و اسمٰعیل علیٰ نبینا و
علیہ ... کے وقت فرمایا تھا (تب علینا انک انت التواب الرحیم) اور تمام
انبیاء ... دعاؤن مین اسی قسم کے الفاظ فرماتے رہے۔ اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اون کا
... یہی دعا کرنا ہرگز منافیِ عصمت نہ تھا۔ اور نہ ہرگز اس قسم کی دعاؤن سے یہ نتیجہ نکل
سکتا ہے۔ کہ وہ کبھی گناہ و معصیت مین مبتلا ہوئے نہ کبیرہ مین نہ صغیرہ مین۔ اگرچہ معتزلہ
انبیاء علیہم السلام کے حق مین صغیرہ جائز قرار دیتے ہین۔ لیکن اغلب ہے کہ ان کی مراد صغائر
سے وہ صغائر ہین۔ جو واجبات خداوندی کے ادا کرنے مین پیش آتے ہین۔ اور ناز و نیاز
کی اداؤن کیطرح غیر از انبیاء اون کے سمجھنے کی بھی طاقت نہین رکھتے۔ نہ صغائر شریعت
جن کو طاعت و معصیت سے تعلق ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ معتزلہ کے مسلک پر بھی انبیاء علیہم السلام
عاصی نہین کہے جا سکتے۔ کیونکہ جو صغائر ان سے ہوئے اون کو احکام خداوندی سے کچھ تعلق
ہی نہ تھا۔ اور معصیت کا مدار ہے حکم کی نافرمانی پر۔ اور ایسی نافرمانی کے وہ زنہار مرتکب
نہین ہوئے۔ اسلئے انہین عاصی نہین کہا جا سکتا۔

اس کے علاوہ انبیاء السلام کو خالق و مخلوق کے مابین واسطہ ہونے کی وجہ سے دوہرے
فرض ادا کرنے ضرور ہوتے ہین۔ ایک طرف وہ رسالت کے خاص تعلق کی بنا پر بندون
احکام خداوندی کی تبلیغ کرتے ہین۔ اور دوسری طرف بندگی کی حیثیت سے خود ان احکام
پر عمل کرکے اپنا بشری فرض ادا کرتے ہین ؎

خدا برا شخوانش گل دانا د

شہیدی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق مین شامل
خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا

بحیثیت رسالت کی وجہ سے اگرچہ انبیاء علیہم السلام خدا کی طرف سے معصوم ہوتے ہین۔ اور کوئی
معصیت اون سے سرزد نہین ہوتی۔ اور نہین ہو سکتی۔ لیکن توبہ کرکے وہ اپنے ارادی اجتناب
سے معصیت کے عزم کا جو توبہ کو لازم ہے۔ بندگانہ ثبوت دیتے ہین۔ اور چونکہ احکام خداوندی
... اون کا فرض ہوتا ہے۔ وہ توبہ کی تعلیم دینے کے لئے خود توبہ کرتے ہین اور
... کیا ہی خوش کر دیا ... کیون نہ ہو

اور سیراوسے نادان اور آئندہ ...

مذکورہ بالا تقریر سے ظاہر ہے کہ توبہ کرنا اور آئندہ ... اسی طرح پر انبیار علیہم السلام کا فرض ہے اسی لیئے تمام انبیائے کرام ورسل عظام ... کرتے رہے۔ اور کبھی اوس سے غافل نہین ہوئے۔

انبیار علیہم السلام کی توبہ وانابت کی عام وجہ تو یہ ہے جو بیان ہو چکی۔ لیکن ابراہیم کی زیر بحث دعاء تب علینا توبہ کی ایک خاص وجہ اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ آپنے یہ دعا صرف اپنے اور اپنے فرزند (علیہما السلام) ہی کے لیئے نہین فرمائی تھی۔ بلکہ اپنی تمام ذریت کو بھی جو ہونے والی تھی۔ اوس مین شامل کر لیا تھا۔ جیسے کہ اکثر آبا اپنی اولاد کے حق مین قبل اسکے کہ وہ موجود ہو۔ دعائے خیر کر لیا کرتے ہین۔ اور چونکہ آپ کو یہ پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ بعض اولاد بد بھی ہو گی۔ اسلیئے مجموعی حیثیت سے سب کے حق مین دعائے خیر فرمائی جیسا کہ آیت کے ماسبق وما لحق سے عیان ہے۔ واللہ اعلم وھو ملہم الصدق والصواب۔

وابعث فیھم رسولاً منھم ......... انك انت العزیز الحکیم دیکھ لو کہ یہ دعا بھی اولاد ہی کے حق مین ہے کہ اے اللہ میری اولاد مین کوئی اوسی کا یگانہ رسول بنا کر بھیجنا ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول قوم مین سے ہو یا غیر قوم مین سے۔ دونون صورتین برابر ہین۔ اور دونون حالتون مین ہدایت واہتدا ممکن ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے معلوم ہو گا کہ یہ خصوصیت بھی فائدے سے خالی نہین ہے۔ غیر قوم مین رسول وہ عزت نہین جو اپنی قوم مین ثبوت صداقت کے بعد پا سکتا ہے۔ غیر قوم کو اوس کا وہ پاس نہین ہو سکتا جو اپنی قوم کو ہو سکتا ہے۔ اور خود قوم مین سے پیدا ہونے والے رسول کو ہی قوم کا درد ہوتا ہے۔ یعنی منصب رسالت کی خیر اندیشی کو رشتہ قرابت اور قوی کر دیتا ہے۔ انہی وجوہ کو مد نظر رکھ کر جناب ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ کہ اے میرے اللہ میری ذریت مین رسول بھی کوئی اسی مین سے پیدا کرنا۔ تاکہ وہ ہدایت بھی زیادہ پا سکے۔ اور قومی عزت ... دوبالا ہو جائے۔

رسولاً منھم کا مصداق ہین روحی فداہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسلیئے کہ ذکر ... جناب ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبۃ اللہ کے بعد مکہ معظمہ ... اسماعیل علیہ السلام ...

Marfat.com

...ن پیدا ہونے والی تھی جیسے کہ دعا کا ابتدائی حصہ ہی
اون ہی کے حق مین ہے۔ اسکے علاوہ یہ امر بالکل بعید از قیاس ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام
...لت کے منصب کے باوجود اپنے دونون نور نظر اسمعیل و اسحق علیہما السلام کو جب کہ دونون
...بید ہون برابر نہ سمجہین۔ اور بلا کسی وجہ کے اسحق علیہ السلام کو ترجیح دیکر اون کی اولاد کے
حق مین تو دعائے خیر فرمائین۔ اور اسمعیل علیہ السلام کو اس برکت سے محروم رکہین۔ جب کہ وہ
کعبۃ اللہ کی تعمیر جیسے فرض مین اون کے ساتھ رہے ہون۔ اور دعاء کے وقت بہی سامنے موجود ہون
اسکے علاوہ آپنے دعا مین فرمایا تہا وابعث فیھم رسولاً ایک رسول کا لفظ بتا رہا ہے کہ
اوسکا مصداق وہی اسمعیل علیہ السلام کا پوتا قرشی ہاشمی آفتاب ہے جو مکہ کی خاک پاک پر غار
حری سے طلوع ہوا۔ کیونکہ آل اسحق کے لیئے اوسی مین کوئی ایک رسول مبعوث نہین ہوا۔ بلکہ
سینکڑون ہوئے۔ پھر وہ کیونکر دعائے وابعث فیھم رسولاً کے مصداق ہو سکتے ہین۔ اور یہ دعا
آل اسحق کے حق مین سمجہی جا سکتی ہے۔ آل اسمعیل مین نہ کوئی نبی و رسول آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے سوا ہوا۔ اور نہ کسی نے رسالت کا دعوے کیا۔ اسلیئے لاریب یہ دعا آل اسمعیل سے مخصوص
ہی۔ اور روحی فداہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے مصداق ہوئے۔ اسی لیئے آپ فرمایا
کرتے تھے کہ مین دعائے ابراہیم اور بشارت مسیح ہون (علے نبینا و علیہما السلام)۔

اکثر معاند اہل کتاب کہا کرتے ہین کہ مذکورہ بالا دعا (وابعث فیھم رسولاً) ابراہیم علیہ السلام
کی اوس دعا کا سرقہ ہے۔ جو آپنے اسحق علیہ السلام کو برکت دیتے ہوئے اونکی اولاد کے حق مین کی
تھی۔ اور نہ توریت مین کہین یہ مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مین کوئی معبد بنایا تہا۔
جب کعبہ ہی ابراہیمی معبد نہین۔ تو پھر یہ دعا جو اوسکی تعمیر کے بعد کی ظاہر کی گئی ہے۔ کیونکر
ابراہیم علیہ السلام کی دعا مانی جا سکتی ہے۔ جو آپنے اسمعیل کے حق مین کی ہو۔ لیکن یہ اعتراض بالکل
...نی کا اعتراض ہے کیونکہ توریت مین تعمیر کعبہ اور دعائے مذکورہ کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم
...آتا کہ درحقیقت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ نہ بنایا ہو۔ اور اسمعیل علیہ السلام کے حق مین دعا
...کی ہو۔ کیونکہ بہت سے ایسے واقعات ہین۔ جو توریت مین مذکور نہین۔ حالانکہ اونکا تاریخی
وجود ہے۔ توریت مین اونکا ذکر نہ ہونے سے اونکا عدم وقوع لازم نہین آتا۔

اسکے علاوہ توریت مین کعبۃ اللہ کی تعمیر اور اس ابراہیمی دعا کے مذکور نہ ہونے کا ایک
... اسرائیل کے حالات مین لکہی گئی ہے۔ اور اسمین ابراہیم

اسمٰعیل علیہم السلام کا ذکر ...

حالات کو اون سے کچھ تعلق ہے۔ اور جہان سے کہ اسمٰعیل علیہ السلام ...

ہوتے ہین۔ وہان سے اسمٰعیل علیہ السلام کا کچھ ذکر ہے۔ اور نیز اون ابواب ...

اسمٰعیل علیہ السلام سے خاص تعلق رہا۔

یتلوا علیہم اٰیٰتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز

اسپر عام اتفاق ہے کہ آیات سے وحی آلہی (قرآن پاک) مراد ہے۔ اور کتاب کی تعلیم سے نہ صرف آیات قرآنی کا پڑھانا بلکہ معانی و حقائق کا سمجھانا مقصود ہے۔ اسلیئے کہ جو تعلیم اسرار و حقائق کو منکشف نہ کرے، وہ درحقیقت تعلیم ہی نہین ہے۔ مگر حکمت کے بارہ مین اختلاف ہے کہ یہان اوس سے کیا مراد ہے۔ اسلیئے کہ حکمت کی تعریف مین ہی مختلف رائین ہین۔ بعض مفسرین کا مسلک ہے کہ حکمت سے مراد یہان سُنّت ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ حق و باطل مین فرق کرنے کا نام حکمت ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ قرآن مجید مین جو دینی و دنیوی احکام ہین۔ اون کے اسرار و مصالح کو حکمت سے تعبیر کیا ہے۔ بعض لکھتے ہین کہ جو بات ہی نیکی کا راستہ سجھائے اور برائی سے روکے وہی حکمت ہے۔ اگرچہ یہ سب باتین اپنی اپنی جگہ درست اور حکمت کا مصداق ہو سکتی ہین۔ لیکن درحقیقت کلمۂ حکمت ان سب سے عام اور ہر طرح کی علمی و عملی اصابت (صحت و صواب) کا نام ہے۔ اور یہی مفہوم لفظ حکیم سے بہی مترشح ہوتا ہے۔ جو آیت کا آخری لفظ ہے۔ تزکیہ کہتے ہین پاک وصاف کرنے کو۔ اور یہان شرک و بُت پرستی و نجاست خصوصاً اخلاقی رذائل سے پاک وصاف کرنا مراد ہے۔ اور چونکہ تعلیم کا لفظ پہلے آچکا ہے اسلیئے مناسب ہے کہ تزکیہ کو عملی برائیون سے پاک کرنے پر محمول کیا جائے۔

ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا فرمائی تہی آخر وہ پوری ہوئی۔ یعنی روحی فداہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوکر لوگون کو قرآن سنایا۔ اوسکے معانی و حقائق سے آگاہ کیا۔ علمی و عملی سچی باتین بتائین۔ جن پر انسانی کمال و نجات موقوف ہے۔ اور صرف تعلیم ہی پر اکتفا نہین فرمایا۔ بلکہ اون پر عمل بہی کرایا۔ جو باتین اون مین بُری تہین اون سے پاک وصاف کیا۔ اور یہی اِسلام کی غرض و غایت تہی۔ بلکہ اِسلام ہی پر کیا منحصر ہے ہر دین کی یہی غایت رہی ہے۔

...

... راہ ہدیٰ امت بنتا ہے۔ اگرچہ دنیا مین مسلمانون کا شمار بہت ہے لیکن
... صفات کو مسلمانی کا معیار بناکر دیکھا جائے۔ تو یقیناً مسلمان کم نکلین گے۔ اور مدعیان
... انہین امراض مین مبتلا ملین گے۔ جن کے ازالہ کیلئے اسلام آیا تہا۔ بیشک یہود کی
... کلام اللہ کی تلاوت بہت ہوتی ہے۔ لیکن نہ اسرار و حقائق کے سمجھنے کے ساتھ۔ نہ اعتقاد درست
... اور نہ اعمال ٹہیک تاکہ نفوس پاک و مطہر ہون۔ رسول اللہ موجود نہین کہ کتاب اللہ اور
حکمت کی تعلیم دین۔ اور علم پر عامل بناکر تزکیہ فرمائین۔ مگر جانشین رسول علمائے امت
موجود ہین۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ وہی ان مریضون کے چارہ گر و طبیب ہین
اون کا فرض ہے کہ کتاب اللہ امت کو سنائین۔ اوس کے حقائق و اسرار سمجہائین۔ وہ باتین بتائین
اور وہ کام کرائین جو حق و صواب ہون۔ اور امت کو بندون کی بندگی کی قید سے چہڑاکر اوسے
روحانی و مادی رذائل سے پاک و صاف کرین۔

نام کو مولوی و عالم کہلانے والون کا تو ذکر کیا ہے۔ ان کی تو رو بہی پہرتی ہے لیکن اگر
تحقیق کیا جائے تو واقعی عالم ہی جو اپنے ذاتی علم و عمل کے لحاظ سے عالم کہے جانیکے مستحق ہین
اسلام کے ابتدائی عہد کے مسلمانون کے شمار سے ہرگز کم نہ ہون گے۔ لیکن اون مین سے ایسے
نفس بزرگوار واقعی کم ہین۔ جو رسول کی جانشینی کا مذکورہ بالا فرض جیسا کہ چاہیئے ادا کرتے
ہین۔ ورنہ علے العموم عزلت پسند ہین۔ اور کہتے ہین کہ اگر کسی کو دین کی کوئی بات پوچھنی ہوگی
آپ پوچھ جائے گا۔ مانا کہ شرعاً نہ جاننے والیکا فرض ہے۔ کہ دین کی بات جاننے والے سے
پوچھے۔ لیکن جب جہالت و نادانی کا یہ حال ہو کہ نادانون کو اتنی بہی خبر نہ ہو کہ جاننے والون
سے پوچھنا اون کا فرض ہے۔ تو کیا علماء کا فرض نہین ہے کہ پہلے وہ افراد امت کو اتنا تو بتا
دین۔ کہ وہ اپنے اس فرض کو تو جان لین۔ کہ اونہین پوچھنا چاہیئے۔ یہ فرض علما کا محض عامت
پر ہے۔ ورنہ جانشین رسول ہونے کی حیثیت سے اون کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ خود
اور قوم کو متنبہ کیے جائین۔ اسلام کے ابتدائی عہد مین مسلمانون کا یہی دستور تہا۔ اسی لیئے
... اشاعت روز بروز وسیع ہوتی گئی۔ اور جو مسلمان ہوتے گئے وہ اپنے دینی و دنیوی
... آگاہ اور کتاب اللہ کے اسرار سے باخبر ہوتے گئے۔ حق یہ ہے کہ جب سے علماء نے وعظ و
... کیا ... اوسی وقت سے مسلمانون کی حالت بگڑی۔ اور وہ دین و دنیا دونون سے
... ہون نے بغرض ...

Marfat.com

اختیار کیا ہے۔ اور اہلبیت والون نے خدا جانے کیون خاموشی اختیار کی ... منصب کے خلاف ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ
فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ
قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٦﴾ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَ
يَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ ﴿١٢٧﴾ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ
لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٢٨﴾
تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ
بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٠﴾ قُولُوا آمَنَّا
بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَ
يَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٣١﴾ فَإِنْ
آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي
شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٢﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ
أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٣﴾ ترجمہ اور ابراہیم علیہ السلام

کے مذہب سے کون مونھ پھیرے گا۔ سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو حماقت مین ڈالا۔ خود بیوقوف بنایا۔ اور ہم نے یقیناً اوس کو دنیا مین اپنا برگزیدہ اور خاص بنایا۔ اور وہ آخرت مین بھی ضرور نیکون مین سے ہے۔

جب اوسے اوسکے رب نے کہا کہ فرمانبردار بن جا تو اوسنے کہا کہ مین عالمون کے ... کا فرمانبردار ہون۔

اور یہی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹون کو اور ...

تم ... مرنا ...

... اور [illegible] ہوب ۔ کیا تم جب یعقوب کو موت آئی تم حاضر تھے جبکہ اوس نے اپنے بیٹون سے کہا تہا ۔ کہ تم میرے بعد کس کی پرستش کروگے ۔ اور اُنہون نے جواب دیا تہا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق کے خدا کی پرستش کرینگے اور اوسی کے حکم پر چلین گے ۔

وہ ایک گروہ تہا جو گذر گیا ۔ جو اونہون نے کمایا (کیا) وہ اون کا ہے ۔ اور جو تم نے کمایا (کیا) وہ تمہارا ہے ۔ "اپنے کیئے کی سزا / جزا تم کو بھگتنی ہے" ۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اوس کی پرسش تم سے نہین ہوگی ۔

اور "یہ یہود و نصارے" کہتے ہین کہ یہودی ہوجاؤ یا نصرانی بنجاؤ ۔ راہ پر آجاؤ گے ۔ اے محمدؐ تو ان سے کہدے ۔ بلکہ ہم نے ابراہیمؑ کا طریقہ اختیار کیا ۔ جو ایک کا تہا ۔ اور مشرک نہین تہا ۔

"مسلمانو!" تم اون لوگون سے کہدو ۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ۔ اور جو کچھ اوسنے ہمارے لیئے اُتارا ۔ اور جو کچھ ابراہیم و اسمٰعیل ۔ اسحاق و یعقوب اور اوسکی اولاد پر اُتارا ۔ اور جو کچھ کہ موسیٰ و عیسٰے کو ملا ۔ اور جو کچھ دیگر انبیاء کو اون کے رب کی طرف سے ملا ۔ ہم نے اوس سب کو دل سے مانا ۔ ہم اون مین سے کسی ایک سے ہی جدائی نہین کرتے ۔ اور ہم اوس کے "اللہ کے" حکم پر چلتے ہین ۔

پس وہ لوگ ایمان لے آئین ۔ انہین باتون پر جن پر تم ایمان لائے ہو ۔ تو البتہ وہ ہدایت پائین گے ۔ اور اگر روگردانی کرین ۔ تو وہی نزاع کی بات پر ہین ۔ پس عنقریب اللہ ان کے مقابلہ مین تیرے لیئے کافی ہوگا ۔ اور وہ سُننے اور جاننے والا ہے ۔

ہم نے اپنے آپ کو اللہ کے رنگ مین رنگ لیا ہے ۔ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہو سکتا ہے ۔ اور ہم اوسی کی بندگی و عبادت کرتے ہین ۔

تفسیر ۔ ومن یرغب عن ملة ابراهیم ...... لمن الصالحین ۔ مفسرین نے اس آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام یہودیون کے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے تو آپنے چاہا کہ آپکے دونون بھتیجے مہاجر و سلمہ بھی مسلمان ہوجائین ۔ اسلیئے اون کو اسلام کی حقانیت

---

مسلمانون! یہ حال تہا ابتدائے اسلام مین مسلمانون کا کہ ادہر اسلام لائے ادہر وعظ و تلقین شروع کردی اور اون کے حال پر ترس آنے لگا ۔ اور بھی کرسُننے لگا ۔ اور اپنے ساتھ دوسرون کی فکر بھی دامنگیر ہوئی ۔ یہی [illegible] سچے مسلمان کی ہے ۔ اگر عالم بھی اس فکر سے غافل ہون تو وائے بر حالِ مسلمانان ۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے [illegible] آمد ز خانقاہ ۔ بشکست عہد صحبت اہلِ طریق را ۔ گفتم میان عابد و عالم چہ فرق بود ۔ تا [illegible] این فریق را ۔ گفت آن گلیم خویش بدر می برد ز موج ۔ وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را ۔

[illegible]

ہی کا اپنے انکار ہی پر اڑا رہنا۔ اوس وقت مذکورہ بالا آیت [illegible]
کی سفاہت و نادانی کی بین دلیل ہوئی۔ اور بتعریض و اشارہ و کنایہ یہود [illegible]
اور مشرکین عرب کو للکارا۔ کہ اے یہود و نصاریٰ اور اے مشرکین عرب جو ابراہیم
کی نسبت پر فخر کرتے ہو۔ اور اوسے ابو الملۃ کے لقب سے یاد کرتے ہو۔ اور اوسکی اولاد ہو
پر نازان ہو۔ یہ کیا سفاہت و حماقت ہے۔ کہ اوس رسول کی دعوت سے موہنہ موڑتے ہو
رسالت کی خود ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔ تم محمدؐ کی دعوت سے اعراض نہیں کرتے
بلکہ ملت ابراہیم کو پاؤن سے ٹھکرا رہے ہو۔ کیونکہ محمدؐ جو کچھ تم کو پڑھ پڑھ کر سنا رہا ہے۔ اور
جس کتاب کے اسرار و حقائق کی تعلیم دے رہا ہے۔ جو حکمت تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے
جس آلودگی سے تم کو پاک کرنا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ دعائے ابراہیمی کے موافق تو ہے
جس کا حال تم سن چکے ہو۔ اور جسکی واقعیت کو اے عرب والو تم ابا عن جد متواتر سنتے
آتے ہو۔ اور اے یہود و نصاریٰ تم بھی اہل عرب سے اوسکی واقعیت کا حال سن چکے ہو
پھر بھی محمدؐ کی دعوت اور اسلام سے کنارہ کرتے ہو۔ یاد رکھو کہ یہ برگشتگی محمدؐ سے نہیں ملت
سے برگشتہ ہوتے ہو۔ اسلام سے نفرت نہیں کرتے۔ ملت ابراہیم سے نفرت کرتے ہو۔ کیونکہ
جو دین تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ یہ وہی دین ہے۔ جسکی دعا ابراہیمؑ نے کی تھی۔ اور
جانتے ہی ہو کہ ابراہیمؑ کون اور کیسا تھا۔ نہیں جانتے۔ تو اب سن لو۔ کہ وہ دنیا میں ہمارا
منتخب اور برگزیدہ بندہ تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیکون میں ہوگا۔ اب تم سمجھ سکتے ہو
ایسے نیک بندے کی دعا بھی کیسی نیک ہوگی۔ لاریب ایسا شخص جو دعا کرے گا وہ اسکے
اور خدائی دین کے موافق ہوگی۔ اسلئے دین اسلام جو محمدؐ پیش کر رہا ہے۔ دین ابراہیمی کے
ہے بلکہ وہی اور اوسی کا دین ہے۔ پھر تمہاری سفاہت و نادانی اس سے زیادہ اور کیا
کہ ابراہیمؑ کی نیکی و عظمت کے قائل ہو۔ اور اس کے دین سے الگ الگ پھرتے ہو۔ اور
نصاریٰ اور لات و عزیٰ کے بندے کہلانے پر خوش ہو۔ کان کھول کر سن لو۔ اللہ [illegible]
کہ ابراہیم علیہ السلام کے دین سے وہی موہنہ موڑے گا۔ جو سفیہ ہے اور اپنے آپ کو [illegible]

اذ قال له ربه ...... لرب العالمین [illegible]

[illegible]

[illegible] خالق عالم کی عبادت بلا شرکت غیرے کی [illegible]
شرک و بت پرستی عام تھی۔ اور آپ چارون طرف سے مشرکون مین گھرے ہوئے
یہان تک کہ جس گھر مین پیدا ہوئے وہ گھر بھی شرک کا گھر تھا۔ باوجود ان تمام رکاوٹون
آپنے خالص توحید اختیار کی۔ اور شرک سے بالکل کنارہ کیا۔

ووصی بہا...... وانتم مسلمون۔ اور جب مرنے کا وقت قریب آیا۔ تو اولاد کو بھی
یہی وصیت کر گئے۔ کہ شرک و بت پرستی کے پاس نہ جانا۔ یہی وصیت اسحاق نے اپنی اولاد
کو کی۔ اور یہی یعقوبؑ نے جس کی اولاد مین اے بنی اسرائیل تم ہو۔ اب اے یہود و نصاریٰ
اور مشرکین عرب بتاؤ۔ کہ جب ایسے خدا کے خاص بندے جن کی عظمت کے تم بھی قائل ہو۔ اپنی
اولاد کو ماسوی اللہ کی پرستش سے یون منع کرتے رہے۔ اور توحید کو یہان تک اہتمام بالشان
سمجھا کہ دم واپسین وصیت بھی کی۔ تو اسی کے متعلق۔ پھر تم کیونکر غیر کی پرستش پر راضی ہو۔ عزیر
و مسیح کو خداوند سمجھتے۔ اور لات و عزیٰ کو خدا کی طرح پوجتے ہو۔ کیا ابراہیمؑ کا دین حنیف یہی تھا
بلکہ وہ ان باتون سے پاک تھا۔ اور اسکا دین یہی تھا کہ وہ ایک خدا کی پرستش کرتا تھا۔ اور بس۔
کہنے کو اے یہود و نصاریٰ تم بھی یہی کہتے ہو۔ کہ ہم بھی ایک خدا کی پرستش کرتے ہین۔ ابراہیم
کے واحد معبود کو اپنا معبود جانتے ہین۔ لیکن اگر تم نے بحقیقت ایک ہی خدا کی پرستش کرتے
ہوتے۔ اور جس ابراہیم کو تم ابوالملۃ کہتے ہو۔ اور جس کی دینداری کے قائل ہو۔ اگر تم اوسی کے
دین کے پابند ہوتے تو باہم تمہارے عقائد و اعمال مین اختلاف نہ ہوتا۔ اور نہ ایک گروہ
دوسرے گروہ کے دین کی توہین و تحقیر کرتا۔ اور نہ تم ایک دوسرے کو گمراہ و ناحق پر رہ کہتے۔

وقالت الیھود لیست النصاریٰ علےٰ شئ و قالت النصاریٰ لیست الیھود علےٰ
شئ۔ وھم یتلون الکتاب ؕ کذٰلک قال الذین لایعلمون مثل قولھم فاللہ
یحکم بینھم یوم القیامۃ فیما کانوا فیہ یختلفون ۔

ام کنتم شھداء...... ونحن لہ مسلمون یعقوب علیہ السلام جب مصر مین پہنچے تو
دیکھا کہ ملک مصر کے لوگ بتون کی اور آگ کی پرستش کرتے ہین۔ اسلیئے آپ وقتاً فوقتاً اپنے
بیٹون کو نصیحت فرماتے رہے کہ دیکھو اللہ نے تمکو چن کر بہترین دین عطا کیا ہے۔ خبردار۔
[illegible] سے کسی دین کو اختیار نہ کر لینا۔ بلکہ مرتے دم تک
[illegible] جب آپ [illegible] ہو گئے۔ اور مرنے کا وقت

قریب آیا۔ تو باوجود سابقہ وصیتون کے پندرہ نصائح ... بلایا۔ اور یہ پوچھا کہ یقین اب مرنے والا ہون بتاؤ تم میرے بعد کس کی پرستش کرو گے۔ اگر کوئی بیٹا اپنے عقیدہ مین متزلزل ہو۔ تو مرتے دم ہی اوس کو دین کی وصیت کرو۔ ایسے وقت کی نصیحت کا عموماً زیادہ اثر ہوتا ہے۔ سب بیٹون پوتون نے بالاتفاق جواب دیا بابا۔ ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادا اون کے واحد معبود کی عبادت کرین گے۔ اور آپ اطمینان فرمائین۔ کہ ہمارے عقائد مین کسی قسم کی کجی نہین ہے۔ بلکہ ہم خدائے واحد ہی کی پرستش کرتے ہین۔ اور پکے مسلمان ہین۔

یہود کہا کرتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے مرتے وقت اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت کی تھی۔ مذکورہ بالا آیت تعریض ہے اون کے اسی اعتقاد کے بطلان کی طرف کہ اے یہودیو کیا تم یعقوبؑ کی موت کے وقت حاضر تھے کہ دعویٰ کرتے ہو کہ اوسنے مرتے دم یہودیت کی وصیت کی تھی لاریب تم حاضر نہ تھے۔ اگر تم حاضر ہوتے تو ہرگز ایسا نہ کہتے۔ بلکہ تم حاضر نہ تھے۔ اور جسنے تم سے کہا کہ یعقوبؑ نے یہودیت کی وصیت کی تہی۔ جھوٹ بولا۔ یا تم خود جھوٹ بولتے ہو۔ اسلیئے کہ یعقوب علیہ السلام خود یہودی نہ تھے۔ بلکہ اپنے باپ اسحاق اور دادا ابراہیم (علیہما السلام) کے دین کے پابند تھے۔ جیسے وہ ایک خدا کی پرستش کرتے تھے۔ ویسے ہی یعقوبؑ بہی ایک خدا کا سچا بندہ تھا اسی لیئے تو جب اوسنے مرتے دم اپنی اولاد سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی پرستش کرو گے۔ اولاد نے کہا کہ تیرے معبود اور تیرے باپ دادا کے معبود کی۔ تو اوسکی تسلی ہو گئی۔ اگر وہ خود اسحاق وابراہیم (علیہما السلام) کے دین کے سوا کسی اور دین کا پابند ہوتا۔ تو اس جواب سے کیونکر اوسکی تشفی ہو سکتی تہی۔ لو اب تم ہی بتاؤ۔ کیا ابراہیم واسحٰق (علیہما السلام) یہودی تھے؟ نہین نہین۔ وہ تمہارے جیسی یہودیت کے ہرگز پابند نہ تھے۔ بلکہ خدائے واحد کے ماننے اور پرستش کرنے والے تھے۔ جیسا کہ تم خود بھی مانتے ہو۔ پھر کس مونہہ سے اور کس دلیل سے کہتے ہو کہ یعقوب علیہ السلام نے دم واپسین یہودیت کی وصیت کی تہی۔ لاریب اگر تم یعقوب علیہ السلام کے نزاع کی حالت مین موجود ہوتے یا اوس وقت جو کچھ اونہون نے کہا اوسکی تمکو صحیح خبر ہوتی تو جو کچھ کہہ رہے ہو نہ کہتے۔ اور جس دین سے گریز کرتے ہو۔ اوس سے ... اوسے اختیار کر لیتے۔ اور یہودیت کو چھوڑ بیٹھتے کیونکہ ...

وابائک اسمٰعیل ...

[illegible]

تفسیر کا نام [illegible]

جو قرآن مجید کے تذکرہ و تفسیر کا [illegible]

ہے۔ اور یہ حوصلہ و ہمت کہ کلام الٰہی [illegible]

سامنے پیش کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام اور [illegible]

اعلام جواب تک باوجود انتصار [illegible]

اس تفسیر کو شروع ہو کر افادہ [illegible]

باعث غلطی ہو جائے۔ تحریر شروع کے ذریعہ [illegible]

افادے سے دریغ نہ فرماویں۔ تاکہ اس طرح [illegible]

[illegible] واسطے نہیں بلکہ صدہا علما کی [illegible]

جہاں تک ممکن ہوگا تفسیر میں تحقیق و [illegible]

و اصلاح اور انسانی تہذیب و ترقی سے [illegible]

بیان کیے جائیں گے۔ [illegible] ایسے مسئلہ [illegible]

[illegible] کا بجز [illegible] اور خود اپنی [illegible]

---

[illegible] (۲۷) اعتدال [illegible]

[illegible]

[illegible] لا تسئلون عما کانوا یعملون۔ ابراہیم و اسمٰعیل۔ اسحٰق و یعقوب اور [illegible] اچھے لوگ تھے۔ دین حق کے پابند رہے۔ جو اون کے باپون نے اونہین وصیت کی تہی [اس]ی پر عمل کیا۔ لیکن وہ اچھے لوگ دنیا سے چل بسے۔ مگر تم اون کے بُرے خلف ہو کر اون سے وہ [باتی]ن منسوب کرتے ہو۔ جن سے وہ بری تھے۔ اونہون نے اپنی نیک کرداری کی جزا پائی۔ اور تمکو [ا]پنی بد کرداری کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ نہ اون سے تمہارے اعمال کی پرسش ہو گی۔ اور نہ تم [س]ے اون کے کردار کی پرسش ہو گی۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ دادا کے اعمال اولاد کے حق مین کچھ مفید نہ ہونگے۔ اور تعریضاً یہود کے دو اہم عقائد کی تردید ہوتی ہے۔ اوّل اسکی کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے نیک باپ دادون کے اعمال ہمارے حق مین مفید اور ہماری نجات کا باعث ہون گے۔ دوسرے اسکی کہ اون کا خیال تھا کہ جن قدیم یہود یون نے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے گوسالہ کی پرستش کی تہی۔ اون کے گناہ کے باعث عموماً یہودی اوتنے دن عذاب الٰہی مین گرفتار رہین گے۔ جتنے دن کہ وہ گوسالہ کو پوجتے رہے تھے۔

سب سے زیادہ یہ آیت اس وقت خود ہم مسلمانون کے لئے تنبیہ عظیم ہے۔ جو اسلاف اسلام کے تدین و تقرب کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ کر صحیح اعتقاد اور نیک اعمال کی طرف سے بیفکر ہو رہے ہین۔ اور نہ صرف آیہ ولا تسئلون عما یعملون ہی پر غور نہین کرتے۔ بلکہ اون صریح احکام و [ا]شارے سے بھی متنبہ نہین ہوتے جو قرآن مجید مین جا بجا ایسے اعتقاد کے خلاف موجود ہین جیسے [قو]ل اللہ تعالیٰ۔ فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون۔ (اس دن نہ نسب ہون گے اور نہ باہم ایک کا دوسرے سے سوال ہو گا) لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجز بہ (نہ تمہاری آرزوون کے موافق ہو گا۔ اور نہ اہل کتاب کی آرزوون کے موافق۔ بلکہ جو برائی کرے گا۔ اوس کو اوسکا بدلہ دیا جائے گا) ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (اور کوئی نفس دوسرے کا بوجھ خود نہ اُٹھائے گا) فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم (اوسکے اوپر وہی ہے جو اوسکے اوپر رکھا گیا ہے۔ اور تمہارے اوپر وہ ہے۔ جو تمہارے اوپر رکھا گیا ہے)۔

وقالوا کونوا ھودا او نصاریٰ ...... من المشرکین۔ یہ آیت جواب ہے یہود و نصاریٰ کے [قول] لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ کا۔ جس کا اجمالی جواب پہلے [illegible]

Marfat.com

دونون گروہ ... [illegible]

بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔

زان بعد یہود ونصاریٰ وغیرہ نجات کے واحد مالک ہونے کا ادعا رکھنے کے باوجود جن ... کے مرتکب ہوتے رہے اور تھے۔ چند آیات مین اون کا حال عبرت انگیز پیرایہ مین بیان فرمایا کہ محمدؐ تمہارے بے بنیاد اور خود تراشیدہ مذہب کا اتباع کرنے والا نہین۔ بلکہ تم خود ہوش مین آؤ۔ عقل وخرد سے کام لو۔ آبا و اجداد کے مذہب کو یاد کرو۔ جس کی خود وہی مدح کرتے ... اور اوسی مذہب کے پابند ہو جاؤ۔

زان بعد آیہ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ الخ کی تفصیل ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے فرمائی اور دین ابراہیمؑ کو اوسکا مصداق ثابت کیا۔ اور پھر بیان کیا کہ جو دین ابراہیمؑ کا تھا وہی اسحٰق ویعقوب اور اوس کے فرزندون کا تھا۔ وہ بھی ایسے ہی خدا کے طاعت گذار اور مومن رسول اور اللہ کے پیارے بندے تھے۔ جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام۔ اور ان سب کا ایک ہی مذہب ... ان تمام مراتب کے طے کر دینے کے بعد پھر یہود ونصاریٰ کو سرزنش کی۔ کہ جب حقیقت حال ... تو پھر تم لوگون خصوصاً مسلمانون سے کس برتے پر کہتے ہو کہ یہودی ہو جاؤ۔ نصرانی ہو جاؤ ... پاؤگے۔ اے محمدؐ۔ ان یہود ونصاریٰ سے جو تجھے یہودی ونصرانی بنانا چاہتے ہین۔ اور باوجود گمراہی کے ہدایت کا دعوےٰ کرتے ہین۔ کہدے کہ سچا اور برحق دین تو ابراہیمؑ کا ہے۔ جس کا اسمٰعیل ... اسحٰق ویعقوب نے اتباع کیا۔ ہم بھی اوسی دین کا اتباع کرتے ہین۔ جن کی فضیلت وشرف پر ... اتفاق ہے۔ اور اوسکی پہچان یہ ہے کہ شرک نہ ہو۔ کیونکہ ابراہیمؑ مشرک نہ تھے۔ اہنین کی مانند ... بھی شرک نہین کرتے۔ اور تمہاری یہودیت ونصرانیت جسے تم مدار ہدایت بیان کرتے ہو شرک ... ملوث وآلودہ ہے۔ اب تم مین ایک شمہ بھر بھی انصاف ہے۔ تو ہمارا دین اختیار کرو کیونکہ ... کا دین ہے جسے تم ابو الملۃ کہتے ہو۔

قولوا امنا باللہ ...... ونحن لہ مسلمون۔ اور اے مسلمانو! تم بھی رسول کی طرح ... کہدو ان یہود ونصاریٰ سے جو تمہین یہودیت ونصرانیت مین شامل کرنا چاہتے ... اللہ پر اور جو کچھ اوس نے ہمارے پیشوا ... پر اتارا ... جو ابراہیم ...

... ہے کہ اونہون نے اللہ کی طرف سے پایا۔ بغیر اس کے
... ان میں سے کسی ایک سے ہی علیحدگی کرین۔ اور اوسے کافر بتائین جیسے کہ
اے یہود و نصاریٰ تم کرتے ہو ہم سب پر ایمان لائے۔ اور ان سب نبیون کو حق و ہدایت کا پابند
... ہین۔ اور جیسے وہ سب خداوند جل وعلا کے طاعت گذار تھے۔ ہم بھی اوس کے مطیع فرمانبردار ہین
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کے پاس توریت عبرانی زبان مین تھی
جب کبھی کوئی موقعہ آتا۔ تو وہ مسلمانون کے سامنے اوسکی عربی زبان مین تفسیر کرتے چونکہ مسلمان
عبرانی نہین جانتے تھے۔ اسلیئے وہ نہین جان سکتے تھے کہ وہ جو کچھ بیان کرتے ہین۔ اونکی توریت
مین ہے بھی یا نہین۔ یا جو کچھ کہتے ہین توریت کے موافق ہے یا من گھڑت کہہ رہے ہین۔ اسلیئے
رسول خدا نے مسلمانون کو ہدایت کی کہ تم نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو۔ نہ تکذیب۔ اسلیئے ممکن ہے کہ
کسی ایسی بات کی تصدیق کردو جو واقعی توریت مین نہ ہو۔ یا ایسے بیان کی تکذیب کردو۔ جو واقعی
توریت مین ہو۔ بلکہ ایسی حالت مین یون کہدیا کرو۔ اٰمنا باللہ وما انزل الی ابراھیم و
اسمٰعیل...... ونحن لہ مسلمون۔

فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ......... وھو السمیع العلیم۔ اگر یہود و نصاریٰ
اسیطرح ایمان لے آئین۔ جیسے کہ تم ایمان لائے ہو۔ تو اے محمدؐ اور اے مسلمانون! تم سمجھ لو کہ انہون نے
ہدایت پائی۔ اور اگر وہ تمہاری طرح ایمان لانے سے روگردانی کرین۔ تو وہی جھگڑالو اور دین
حق سے پرے رہنے والے اور راستی سے عداوت کرنیوالے ہین۔ لیکن اے محمدؐ ان کی عداوت
اور پرخاش کرنیسے کیا ہوتا ہے۔ اللہ عنقریب اون کے شر کو تجھ سے دفع کردے گا۔ کیونکہ وہ تیری اور
مسلمانون کی دعاؤن کو سنتا اور جانتا بھی ہے کہ تمہارا اور ان جھگڑالو دشمنان حق کا کیا حال ہے
فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ اس کا لفظی ترجمہ ہے "اگر وہ ایمان لائین اوس چیز کی مانند
جس پر تم ایمان لائے ہو" اس پر مفسرین نے بہت کچھ بحث کی ہے۔ کہ مانند کہنے سے کیا مراد ہے
مذہب راجح اور قول فیصل یہ ہے کہ مثل سے کوئی دوسری چیز اوس کے مشابہ مراد نہین ہے
بلکہ وہی چیز مراد ہے۔ جیسے کوئی کہے "ایسا کرو جیسا اونہون نے کیا ہے" اس سے مقصد
یہ ہے کہ وہی کرو جو اونہون نے کیا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ خدا اور انبیاء پر ٹھیک ٹھیک
ایمان لانا ہدایت پانا ہے۔ اور اون سب کے ماننے سے انکار کرنا حق کی مخالفت کرنا۔ اور گمراہی

فسیکفیکھم اللہ ویغضب لی اسامہ ...

نصاریٰ کے شر کو اللہ نے مسلمانون کو سر پرسے دفع کیا اسلام کا ...
حجت ہے قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی
محال ہے کہ کوئی آدمی آیندہ کے متعلق صحیح صحیح خبر دے سکے۔ جیسی کہ اس آیت کے ...
نے خبر دی۔ اور اوسکا بعد مین ظہور رہوا۔ یعنی بنی قریظہ قتل و اسیر ہوئے۔ اور بنی نضیر
ہونا پڑا۔ اور وہ تمام یہود و نصاریٰ جو مدینہ مین مسلمانون کو تنگ کیا کرتے اور ایذا
تھے مقہور و مغلوب ہوگئے۔ اور نہ صرف اس قابل نہ رہے کہ مسلمانون کے مقابل نہ آسکین بلکہ
جلد عرب مین اون کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ہان یہ یاد رہے کہ یہ پیشین گوئی صرف یہود و نصاریٰ
ہی کے متعلق تھی۔ جو مسلمانون کی تکلیف و پریشانی کا باعث ہوتے رہتے تھے۔

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون۔ اس آیت کا تعلق
ہے آیہ قولوا امنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی..... ونحن له مسلمون سے
قاضی عیاض نے بیان کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس آیت کا تعلق قل بل ملة ابراهیم حنیفا
سے ہو۔ کیونکہ آیہ قولوا امنا بالله الخ بھی اسی کی تفصیل و تفسیر ہے۔ اس صورت مین مطلب
کہ اے مسلمانون کہو کہ ہم نے اللہ کے رنگ کو اختیار کیا۔ اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ کیا اچھا
کہ ہم اوس مین رنگے جانے کی خواہش کرین۔ اور دوسرے تعلق کی بنا پر معنے ہون گے کہ
ان یہودیون اور نصرانیون سے کہدے۔ جو کہتے ہین یہودی ہو جاؤ۔ نصرانی ہو جاؤ۔ اور
رنگ اختیار کرو کہ ہمین تمہارے رنگ اور اصطباغ کی ضرورت نہین۔ ہم نے اللہ کا رنگ
اصطباغ اختیار کیا۔ اللہ کے رنگ کے سامنے تمہارے رنگ و اصطباغ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ا...
آیۃ کا دونون صورتون مین ایک ہو جاتا ہے۔

جس وقت کہ آفتاب اسلام دنیا مین طلوع ہوا یہود و نصاریٰ دونون مین اصطباغ کی ...
تھی۔ پہلے اس رسم کا رواج یہود مین ہوا۔ اور پھر عیسائیون نے بھی اس رسم کو جاری ...
حتی کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام (یوحنا بپتسمہ دینے والا) ...
اصطباغ لیا تھا۔ اور اب تک عیسائیون مین یہ رسم چلی آتی ہے کہ جب بچہ پیدا ...
عیسائی بنتا ہے۔ تو اوس کو زرد پانی کے حوض مین غوطہ دیتے ہین یا ...
پھر پانی ڈالدیتے ہین۔ اسکا ...

... کی ایک دلیل ہے یا عیسائیت کا پہلا فرض ہے ممکن ... یہ رسم موجود ہو جیسے کہ ابتدائے اسلام مین موجود تھی۔ چونکہ یہود و نصاریٰ ... سے کہتے تھے۔ کہ یہودی و نصرانی بن جاؤ۔ اسلیے گویا وہ انہین اصطباغ کی دعوت ... تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو یہود و نصاریٰ کی دعوت اصطباغ کا یون جواب بتایا کہ ... سے کہدو۔ ہم تمہارے اصطباغ کو لیکر کیا کرینگے۔ ہم نے تمہارے ظاہری زرد پانی کے اصطباغ ... اللہ کے معنوی و روحانی رنگ مین اصطباغ لیا ہے۔ کیا کسی کا اصطباغ اوس سے بڑھ کر اور بہتر ہو سکتا ہے۔

اس تقریر سے ظاہر ہے کہ صبغۃ ۃ رنگ" سے مراد دین ہے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوگیا کہ اے یہود و نصاریٰ ہم نے اللہ کا دین اختیار کیا۔ ہم تمہارے پانی کے اصطباغی دین کو لیکر کیا کرینگے۔ صبغہ و دین مین وجہ مشابہت یہ ہے کہ جیسے رنگ کا اثر کپڑے وغیرہ پر عیان ہوتا ہے ویسے ہی دین کا اثر بھی روح و اخلاق پر پڑتا ہے۔ اور چونکہ دین روح و اخلاق ہی کے اصلاح و کمال کے لیئے اختیار کیا جاتا ہے۔ اس لیئے اصطباغ ہونا ہی چاہیے۔ روحانی نہ کہ جسمانی غرضکہ اسلام مین داخل ہونے کے لیئے ظاہری اصطباغ موقوف ہوا۔ اور روحانی اصطباغ قائم ہوا۔ یعنی صرف دل سے خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور یقین کرنا اسلام کا اختیار کر لینا ہے۔ نہ یہ کہ دل مین کچھ بھی اثر نہ ہو۔ اور زرد پانی مین رنگنے سے آدمی دیندار بن جاوے۔ جیسا کہ بچون کے اصطباغ کے دستور سے جو عیسائیون مین جاری ہے ظاہر ہوتا ہے

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ (۱۳۲) ترجمہ۔ اے محمد ان یہود و نصاریٰ سے کہو۔ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے مین جھگڑتے ہو۔ اور وہی تمہارا اور ہمارا رب ہے۔ اور ہمارے لیئے ہمارے عمل ہین اور تمہارے لیئے تمہارے عمل۔ اور ہم اوسی کی خالص عبادت کرتے ہین۔

تفسیر۔ اغلب ہے کہ جب مسلمانون نے یہود و نصاریٰ سے کہا ہوگا کہ ہم نے اللہ کا اصطباغ لیا ہے اور اوس کے اصطباغ سے بہتر کس کا اصطباغ ہو سکتا ہے۔ تو اونہون نے مسلمانون سے کہا ... کہ اللہ کا اصطباغ تو ہمارا اصطباغ ہے۔ کیونکہ ہمارا دین تمہارے دین سے قدیم ہے ... انبیاء علیہم السلام ہوئے جن کو تم بھی مانتے ہو۔ اور وہ اسی دین پر تھے جبکہ ... زیادہ مخلص تھے۔ اور ہمارا ہی اصطباغ اللہ ...

Marfat.com

اصطباغ اور ہمارا ہی دین اللہ کا دین ہے...

کہ اے محمدؐ۔ تم ان یہود و نصاریٰ سے کہو کہ اب تک تو تم رسل ورسالت ہی ...
تھے۔ کیا اب خدا کے بارے مین جھگڑنے لگے۔ وہ تو ہمارا اور تمہارا دونون کا یکسان اور برابر ہے
پھر تم اللہ کے بارے مین اپنی اولیت کا استحقاق کیسے جتاتے ہو۔ رہا اعمال کا معاملہ تو ہمارے
اعمال ہمارے لیے۔ اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ اور چونکہ ہم خالص اوسی کی عبادت کرتے ہین
اور کسی کو اوس کا شریک و سہیم نہین بناتے۔ اس لیے از روئے عقل ہمین تم سے زیادہ اللہ
سے خصوصیت حاصل ہے۔ کیونکہ ہم اوسی کے ہو رہے ہین۔ اور تم اوس کے ساتھ اورون کو
ملاتے۔ عزیر و مسیح کو ابن اللہ اور اپنا خداوند سمجھتے ہو۔ اور پھر بڑھ بڑھکر دعوی کرتے ہو کہ اللہ
سے تمہین کو خصوصیت حاصل ہے۔ حالانکہ ہم مخلص ہین۔ اور تم اخلاص سے دور جا پڑے ہو۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ
كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ
شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ ترجمہ کیا تم کہتے
ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل۔ اسحٰق و یعقوب اور اسباط یہودی یا نصاریٰ تھے۔ اے محمدؐ۔ ان سے
کہدو کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جس نے اللہ کی گواہی
چھپائی۔ جو اوس کے پاس تھی۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ اوس سے غافل نہین ہے

تفسیر یہ آیت بھی یہود و نصاریٰ کا سرزنشی جواب ہے۔ اور خود اون کے اقوال و مسلمات
سے ان کی ادعائی تردید کرتا ہے۔ بایں طریق کہ اے یہود و نصاریٰ تم کہتے ہو۔ کہ ہمارا دین قدیم
ہے ہمین مین سے انبیاء و رسل ہوئے۔ اور ہمارے ہی دین پر رہے۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح
ہے۔ تو لو اب تمہین بتاؤ۔ کہ کیا ابراہیم و اسمٰعیل۔ اسحاق و یعقوب اور اسباط جو خدا کے برگزیدہ
رسول تھے۔ اور جن کی رسالت کو تم مانتے ہو۔ اور تھے بھی وہ اے بنی اسرائیل تمہارے اجداد
ہی مین سے۔ کیا وہ یہودی یا نصرانی تھے؟ ہرگز نہین۔ یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ابراہیم ع
دین حنیف (جو شرک سے الگ ہو) کے پابند تھے۔ اور یہ وصیت یہی دین اون کی اولاد
کو ہو چکا۔ اور یہان تک تو تم خود بھی مانتے ہو۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے دم واپسین اپنی اولاد
کو یہودیت کی وصیت کی تھی۔ کیا تمہارے ہی قول کے موافق ابراہیم و اسمٰعیل
یہودیت و نصرانیت سے بری نہین ہوگئے

نصرانیت کا وجود ہوا ہے۔ دیکھو لو اب تمہارے ہی مسلمات سے ثابت ہو گیا کہ
انبیائے کرام مثل ابراہیم و اسمعیل وغیرہ ہرگز یہودی نہ تھے۔ نصرانی ہونے کا تو ذکر ہی کیا ہے
اسلئے کہ اوس کا وجود تو یہودیت سے بھی بعد مین ہوا ہے۔ غرضکہ یہ امر یقینی ہے کہ ابراہیم و
اسمٰعیل۔ اسحٰق و یعقوب اور اسباط یہودی و نصرانی نہ تھے۔ کیا اب بھی تم یہی گمان کرتے ہو کہ ابراہیم
اور اوس کی اولاد دین و ملت کی پابند تہی۔ بتاؤ تمہارا یہ گمان بڑا یا اللہ کا علم۔ جو بتا چکا ہے
کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ نہ تھے۔ اور یہ بات تمہین بھی اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہودیت و
نصرانیت کی ابتداء اون کے بعد مین ہوئی۔ اور توریت انجیل سے بہی ثابت ہے کہ وہ یہودی
یا نصرانی نہ تھے۔ اور مقتضائے عقل بھی یہی ہے۔ مگر تم جان بوجھ کر اس شہادت کو چھپاتے ہو
پھر تم سے زیادہ ظالم و ناحق کوش اور کون ہوگا؟ لاریب تم جو کچھ کر رہے۔ اللہ اوس سے غافل
نہین۔ بلکہ خوب جانتا ہے۔ یعنی اخفار شہادت کے حال سے اچھی طرح واقف و آگاہ ہے۔ اور
تمہین تمہارے اس فعل کی ضرور سزا دیگا۔

ومن اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ سے اس امر کی طرف بہی تعریض ہے
کہ اے یہود و نصاریٰ تم اوس شہادت کو چھپا کر اظلم الناس بن گئے۔ جو تمہاری کتابون مین
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق موجود ہے۔ اور تم اوس کو جانتے ہو۔ یعنی جو صفتین رسول آخرالزمان
کی تمہاری کتابون مین موجود ہین۔ اگرچہ وہ من وعن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر صادق آتی
ہین۔ اور تم اس بات کو جانتے ہو۔ لیکن پھر بھی اوس کی رسالت کا اقرار نہین کرتے۔ یہ اخفائے
شہادت ہی ہے۔ اور جو خدا کی شہادت کو چھپائے اوس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؟ یا یہ کہ
تم اون اوصاف ہی کو چھپاتے ہو۔ جو تمہاری کتابون مین نبی آخرالزمان کے بیان ہوئے
ہین۔ اس فاسد نیت سے کہ ان کے ظاہر ہو جانے سے کہین لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو
ہو جائین۔ جیسے کہ بدنیت لوگ کسی کے حق مین مفید ثابت ہونے والی شہادت کو اس لئے چھپایا
کرتے ہین۔ کہ اوس کو زک دین۔ اور واجبی حق اسکے ہاتھ نہ آنے دین۔ چونکہ تم دین حق کے
بارے مین واجبی شہادت کے اخفار کے مرتکب ہو رہے ہو۔ اس لئے تم سے زیادہ اظلم الناس
کون ہوگا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا

یہ ایک جماعت گذر گئی جو اس نے کمایا وہ اوس کے لئے ہے

# الجزء الثانی

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ
لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٣٧﴾ وَ
كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ
الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ
هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ﴿١٣٨﴾ ترجمہ اب یہ بیوقوت آدمی کہین گے کہ مسلمان اپنے قبلہ سے جسپر تھے کیون پھر
گئے۔ اے محمدؐ تو کہدے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدہے راستہ پر چلاتا
ہے۔ اور اسیطرح ہمنے تمکو اعتدال کے درجہ کی اُمت بنایا۔ تاکہ تم لوگون پر گواہ ہو۔ اور رسول
تم پر گواہ ہو۔ اور نہین مقرر کیا ہم نے اوسکو قبلہ جسپر (اے محمدؐ) تو تھا۔ لیکن اس لیئے کہ ہم
اون مین سے جو اُلٹے پاؤن "اپنے دین کی طرف" پھر جائین گے۔ ان لوگون کو دیکھ لین جو
رسول کا اتباع کرینگے۔ اگرچہ یہ "اتباع رسول" بہت دشوار ہے۔ بجز اون لوگون کے جن کو
اللہ ہدایت کرے۔ اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع "بے جزاء" نہین رکھے گا۔ البتہ اللہ لوگون کو
شفقت کرنے والا اور مہربان ہے۔

تفسیر۔ آیہ سیقول السفہاء الخ تبدیل قبلہ کی تمہید ہے۔ مراد یہ ہے کہ اب تک تو یہود و
نصاریٰ اور مشرکین عرب اے مسلمانون تم پر یہی اعتراض کیا کرتے تھے۔ جو بیان ہو چکے اور
جن کے جواب بھی ہم بتا چکے۔ اب عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ بے وقوف دشمن تم
پر بھی یہ اعتراض کرینگے کہ یہ کیسا دین اور کیسا رسول ہے کہ قبلہ بدلتا رہتا ہے اور
کہ مسلمانون نے اپنا سابقہ قبلہ کیون چھوڑ دیا
اکثر مفسرین ۔۔۔

... اون کے دلون مین اوسکی کھٹک اُبھی۔ کیونکہ جب تک
... اون کے قبلہ کو اپنا قبلہ سمجھتے رہے۔ انہین امید تھی۔ کہ شائد مُسلمان ہمارے دین کیطرف
... کرین۔ قبلہ تو مشترک مانتے ہی ہین۔ لیکن جب یہ جھوٹی اشتراک بھی جاتا رہا۔ تو اون کے
... و غضب کی کوئی انتہا نرہی۔ اور اسلام پر طعن کرکے مُسلمانون کو ارتداد پہ آمادہ کرنے لگے۔
بعض کی رائے ہے کہ یہ آیت مشرکین عرب کے حق مین نازل ہوئی۔ جو کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
... دین پڑ گیا ہے۔ اور آخر وطن کی محبت نے اوسے کعبہ کو قبلہ بنانے پر مجبور کر دیا ہے۔ عجب
... ین کہ آیندہ وہ ہمارے دین کی طرف بھی رجوع لائے۔ بعض کہتے ہین کہ یہود و مشرکین
... تخصیص کی کوئی وجہ نہین۔ تمام کفار و منافق۔ یہود و نصاریٰ سب ہی کے حق مین یہ آیت
... ئی تھی۔ کیونکہ تبدیل قبلہ کے وقت موقعہ پاکر سبھی دشمنان اسلام نے زبانِ طعن درازکی ہو گی
... و سفہاء کی عمومیت بھی یہی معنے چاہتی ہے۔

قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ یہ آیت عام ہو۔ اور کسی ایک فریق سے مخصوص نہ کی جائے
... اِس مین بھی کلام ہے کہ مخالفانِ اسلام کے طعن و تشنیع کرنے پر یہ آیت اون کے حق مین نازل
... ئی ہو۔ کیونکہ اِس آیت کے نزول کے وقت تک قبلہ تبدیل نہین ہوا تھا۔ البتہ ہونیوالا تھا
... لیکن جب تک قبلہ ہی تبدیل نہ ہوا ہو گا۔ مخالفون کو طعن و تعریض کا موقعہ بھی نہ ملا ہو گا
... ن کفار و منافق یہود و نصاریٰ جو آیندہ قبلہ تبدیل ہونے پر طعن و طنز کرنے والے تھے۔ وہ
... ن آیت کا مصداق ہو سکتے ہین۔ جیسا کہ لفظ سیقول سے خود مترشح ہے کہ ابھی وہ ما
... ولٰهم عن قبلتهم التی کانوا علیها کہکر مرتکب طعن نہین ہوئے تھے۔ بلکہ عنقریب ہونے
... والے تھے۔ چنانچہ صاحب مدارک التنزیل نے بھی اِس آیت کو تحویل قبلہ سے قبل کی نازل شدہ
... آیت مانا ہے۔ اور قبل اسکے کہ یہود و مشرکین وغیرہ ما ولٰهم عن قبلتهم التی کانوا
... علیها کہین۔ اون کے اِس طعن آمیز قول کے آیندہ وقوع کی خبر دینے کی مصلحت یہ بیان کی
... مُسلمان نیا قبلہ مقرر ہونے سے پہلے تحویل قبلہ کی خبر پاکر آیندہ ہونے والا تقرر سننے اور
... ن کا مخالفون کو جواب دینے کے لیئے تیار ہو جائین۔ اور یکدفعۃً تحویل قبلہ کی خبر پاکر گھبرا نہ
... خلاصہ یہ کہ کعبۃ اللہ کے قبلہ مقرر ہونے سے پہلے اِس آیت کے نزول سے دو فائدے
... ایک یہ کہ مُسلمان تحویل قبلہ کی خبر سننے کے لیئے تیار ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ اوس وقت
... ... اللہ تعالیٰ نے انہین آیت مین

بتایا ہے دینے کے قابل نہین گے۔ ...

دفعتہً تبدیل کی وحی آتی۔ تو ایک طرف وہ خود حیران رہجاتے ... دینے مین سٹ پٹا جاتے۔ اور یکلخت جواب نہ بن پڑنے کی وجہ سے خدا جانے کتنے مُسلمان شبہات مین پڑجاتے۔ اِس آیت سے ان تمام احتمالات کا جو یقینًا پیش آنیوالے تھے سد باب کیا۔ کیونکہ مُسلمانون کو معلوم ہو گیا۔ کہ مشرق و مغرب تمام اللہ کا ہے کسی مکان اور کسی زمین کو بذاتہ خدا یتعالیٰ سے کچھ خصوصیت نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بندون کی مصلحت کے موافق جس زمین کو چاہے۔ اور جس مکان کو چاہے۔ قبلہ بنا دے۔ اور اسی کی طرف ہو کر بندون کو عبادت کا حکم دیدے۔ یہی معنے ہین قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کے۔

اِس آیت سے قبل کی چند آیتون کو دیکھو۔ اون مین اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ کر رہے تھے۔ اور اس آیت مین جواب ہے اوس اعتراض کا جو آیندہ وہ کرنے والے تھے۔ معلوم ہو جائے گا۔ کہ سیاق قرآنی کیونکر مربوط و مسلسل چلا آتا ہے۔ ذٰلك جعلنكم امة وسطا یعنی ہم نے تمکو افراط و تفریط سے بچا کر وسط و اعتدال پر قائم کیا۔ و خیر الامور اوسطھا۔ مفسرین نے اِس آیت کا تعلق کئی آیتون سے بیان کیا ہے۔ اوّل یہ کہ اِس کا تعلق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلقہ آیت ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا سے یعنی جیسے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا مین انتخاب کا درجہ دیا تھا۔ اسیطرح اے مُسلمانون تم کو بھی معتدل امت بنایا ہے۔ جو فضیلت کا بہترین درجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اِس کا تعلق ہے۔ آیہ یھدی الی صراط مستقیم سے یعنی جیسے کہ ہم جس کو چاہتے ہین سیدھی راہ دکھاتے اور سیدھے راستہ پر چلاتے ہین۔ ویسے ہی ہم نے تمکو اپنی مشیت و قدرت سے معتدل اُمت بنا کر خاص فضیلت دی ہے۔ یہی مسلک زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قریب کا تعلق ہوتے ہوئے دور کا تعلق اختیار کرنا۔ اور وہ بھی بلا ترجیح قوی دلیل کو چھوڑ کر ضعیف کو اختیار کرنا ہے۔

رہا مُسلمانون کا اعتدال وہ یہ ہے کہ نہ اون مین نصاریٰ کا سا غلو ہے کہ عیسیٰ علیہما السلام کو خداوند مان بیٹھے۔ اور نہ یہود کی سی تفریط ہے کہ ... بلکہ اوس کلمۃ اللہ کو ...

Marfat.com

... معلوم ہوگا ترجمہ

... حضرت ... شاہ ... کی مرضی کا بیان بھی ...

... ہین اور ... ہے۔ اوس ترجمہ ...

... زبان ... عربیت کی بحث نا گزیر ہوگی اور

... سے ... کی جائے گی۔ اور جہان حوالہ

... واللہ الموفق والمعین ۔

# تفسیر القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۝ الرحمن الرحیم ۝ مالک یوم
الدین ۝ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۝ اھدنا الصراط المستقیم ۝
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

... مہربان سے شروع کرتا ہون۔ ساری تعریفین خدا
... والا اور نہایت ہی رحم والا۔ بڑا ہی مہربان۔ اور
... تیری ہی عبادت کرتے ہین۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہین
... جن پر تونے اپنا فضل و کرم کیا۔ نہ ایسے لوگون کا
... بھٹک گیا ہون کا راستہ۔

... صورت ... اس لیے فاتحہ الکتاب کہتے ہین۔ اور
... بھی ... ہر رکعت نماز مین دوہرائی جاتی
... کے نام ... یعنی خدا تعالیٰ کی ...
...
...

...اون مین مبتلا ہے اور دوسرا تفریط مین۔

لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہود نصاری اور دیگر فرقون والے افراط وتفریط مین پڑے ہوئے ہین۔ اور جو احکام انبیاء علیہم السلام اون کو پہونچائے۔ اونپر ٹھیک ٹھیک عمل نہین کرتے۔ یا اعتقاد نہین رکھتے۔ اور جو کچھ کر رہے ہین۔ اوسی کو خدائی شریعت کہتے ہین۔ اس افراط وتفریط کے خلاف جب اون سے خدا تعالی پرسش کرے گا۔ اور فرمائیگا کہ مین نے اپنے انبیاء کے ذریعہ تم کو یہ یہ احکام بھیجے۔ تم نے اون پر اون عمل نہین کیا۔ تو چونکہ وہ بزعم خود یہ سمجھے ہوئے ہون گے کہ ہم کو جو احکام پہونچے ہم نے اون کی تعمیل کی۔ اس لیئے کہین گے کہ خداوندا تیرے یہ احکام ہمکو نہین پہونچے۔ پھر وہ مالک الیوم ان لوگون سے خطاب کرے گا۔ جو اعتدال پر قائم رہے۔ وہ اقرار کرین گے اور کہین گے کہ بارالہا تیرے یہ احکام پہونچے۔ اور ہم نے اونپر عمل کیا ہے یہ غلط کہتے ہین۔ کہ انبیاء علیہم السلام نے تیرے احکام نہین پہونچائے۔ اور رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اون کے قول کی تصدیق فرمائین گے اور شہادت اسی کی قبول ہوتی ہے جو عادل ہو۔ اسی لیئے اللہ تعالی نے غیر عادل لوگون پر شہادت کے لیئے مسلمانون کو معتدل امت بنایا۔ تاکہ تخصیص ہدایت کا شرف بھی انہین حاصل ہوجائے اور ایک دوسری غرض یعنی (شہادت علے الکفار) بھی پوری ہو۔

یہ تفسیر تو آیت کی اوس حالت مین ہے۔ جب کہ شہادت کے معنی اصطلاحی (گواہی) مانے جائین اگر شہادت کے معنے (بتانا۔ آگاہ کرنا) ہون۔ تو پھر آیت کا مآل یہ ہوگا۔ کہ اللہ نے تم کو معتدل امت بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگون کو سیدھا راستہ بتاؤ۔ اور رسول تم کو صراط مستقیم سے آگاہ کرے۔ جعلناکم امۃ وسطا مترادف ہے آیہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ ولو امن اھل الکتاب لکان خیرا لھم منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون۔ کا۔

وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا۔ مفسرین کی رائین اس کی تشریح مین مختلف بعض کہتے ہین کہ التی کنت علیھا۔ قبلہ کی صفت ہے۔ جس کے معنی اردو مین یہ ہوتے ہین نہین بنایا ہم نے وہ قبلہ جسپر تو تھا مگر...... اس صورت مین قبلہ موصوف برائے اکثر ... قرار پاتا ہے اور برائے بعض کعبۃ اللہ۔ کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب تک رسول اللہ ... کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ برائے اکثر مطلب یہ

Marfat.com

ہو اکہ ہمنے بیت المقدس کو ...

اور بعض کی رائے کی بنا پر یہ مطلب ہوگا کہ ہمنے کعبہ کو ...
اب صرف اس لیئے قبلہ بنایا ہے کہ......

اور بعض یہ کہتے ہین کہ التی کنت علیھا قبلہ کی صفت نہین ہے بلکہ ...
مفعول ہے۔ اس صورت مین اسکا ترجمہ بزبان اردو ملون ہوگا۔ کہ ہم نے نہین بنا...
جس پر تو تھا۔ لیکن اس لیئے کہ...... یہی ہم نے ترجمہ مین اختیار کیا ہے۔ اس مین
دونون احتمال ہین کہ جسپر تو تھا سے کیا مراد ہے۔ بیت المقدس۔ یا کعبہ۔ لیکن کثرت رائے ...
ہی کی طرف ہے۔ اور یہی مسلک حق معلوم ہوتا ہے۔ اسی مسلک مین بعض مفسرین کی رائے
جعلنا کے بعد لفظ صرف "پھیرنا" محذوف ہے۔ اس لیئے کہ قرینہ بتا رہا ہے کہ اصل یون ...
وما جعلنا صرفك عن القبلة التي كنت عليها۔ اگرچہ اس تقدیر پر آیت کے اصل ...
نہین بدلتے۔ لیکن نتیجہ کے اسباب کی صورت بدلجاتی ہے۔ یعنی معنے یہ ہوجاتے ہین۔ کہ اے ...
اللہ علیہ وسلم، جس قبلہ پر کہ تم تھے "بیت المقدس" ہمنے تمکو اوس سے اسلیئے پھیرا ہے۔ تاکہ صا...
کاذب یا مخلص ومنافق مین تمیز ہوجائے۔ گویا کہ کعبہ کی طرف پھرنا باعث تمیز ہے۔ اور اگر ...
کا لفظ مقدر نہ ہو۔ تو معنے یہ ہون گے۔ کہ اے محمد ہم نے اوس کو قبلہ جسپر تم تھے یا ہو یعنی
صرف اسلیئے بنایا تھا کہ صادق وکاذب اور مخلص ومنافق مین امتیاز کرین۔ اگرچہ امتیاز دونون
مین ہوتا ہے۔ لیکن اوس کے خارجی اسباب جدا جدا ہین۔ ایک مین کعبہ کی طرف پھر جانا ...
اور دوسرے مین بیت المقدس کا قبلہ ہونا۔ چونکہ ابھی تحویل قبلہ کا حکم نہین آیا تھا۔ بلکہ ...
طرف صرف اشارہ ہی ہوا تھا۔ اور کعبۃ اللہ کا قبل از ہجرت قبلہ ہونا مرجوح رائے ہے
بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ معنی اس جزکے یہ کیئے جائین۔ کہ ہم نے بیت المقدس کو صرف اس ...
بنایا تھا۔ کہ جھوٹے سچے مسلمانون مین تمیز کرین۔ ہمیشہ کے لیئے اوس کو قبلہ نہین بنا دیا تھا ...
تحویل قبلہ ضروری ہے۔ اول تو اسلیئے کہ بیت المقدس کو ہمیشہ کے لیئے قبلہ نہین بنایا گیا
اس لیئے کہ جو وجہ پہلی بیت المقدس کو قبلہ بنانے کی تھی۔ وہی اب بھی موجود ہے ...
یہ ہے۔ کہ جبتک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت نہ فرمائی
کہ آپ نماز پڑھا تو کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھتے ...
جاتا ہے۔ اگر ...

Marfat.com

[illegible] بیت المقدس کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھنا شروع کی۔ جیسا کہ صاحب [illegible] نے لکھا ہے۔ قرآن مجید سے تو کسی ایسے حکم کا بصراحت پتہ نہین لگتا۔ جس کی بنا پر حضرت نے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ کسی غیر تبلیغی وحی جو داخل قرآن مجید [illegible] وحی کے ذریعہ آپ کو یہ حکم ہوا ہو کہ بیت المقدس کو قبلہ بناؤ۔ بیت المقدس کو مکہ معظمہ کے [illegible] کے خلاف قبلہ بنانے مین دو مصلحتین تہین۔ اول یہ کہ مشرکین عرب مین سے جو لوگ بطور نفاق اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہین۔ اور در حقیقت مسلمان نہین تھے۔ اون مین اور سچے مسلمانون مین امتیاز ہو جائے۔ کیونکہ منافق پیشہ لوگ ایسے تغیر عظیم کے بعد اپنی دو روئی اور نفاق کو نہین چھپا سکتے۔ بلکہ فوراً بدلجاتے ہین۔ اور دل کی بات اون کی زبان پر آجاتی ہے۔ اور دیگر اعضاء و جوارح سے اوس کا اثر ظاہر ہونے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مشرکین عرب مین سے بہت سے منافق جو اوس وقت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوتے ہی کھلم کھلا مرتد ہو کر جیسے تھے۔ ویسے ہی رہ گئے۔ اور منافق و مخلص بندون مین تمیز ہو گئی۔

دوسری مصلحت بیت المقدس کو قبلہ قرار دینے مین یہود کی استمالت تہی۔ (جیسا کہ صاحب مدارک التنزیل نے لکھا ہے) جو اس نواح مین بکثرت آباد تھے۔ اور اون کی شریعت نسبتہً اسلام سے بہت ملتی جلتی تہی۔ اس لئے امید ہوتی تہی۔ کہ جیسے یہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین۔ ویسے ہی ایمان بھی لے آئینگے۔

جب ہجرت کو کچھ مدت گذر گئی۔ اور یہود مین سے بہت تھوڑے مسلمان ہوئے۔ اور جو ہوئے اون کے اسلام مین بھی ویسے ہی شبہ تھا۔ جیسا کہ زمانہ ہجرت مین منافق مشرکین کے اسلام کی نسبت۔ بیت المقدس اگرچہ اس وقت مسلمانون کا قبلہ تہا۔ لیکن وہ مصلحت کی بناء پر جو بیان ہو چکی مقرر ہوا تھا۔ اس لئے اس کے دوام کی ضرورت ہی نہ تہی۔ اور نیز خدا یہ بھی مسلمانون کو بتا چکا تھا مشرق و مغرب اس کے نزدیک سب برابر ہین۔ کسی مقام اور کسی جہت کو اوس سے بالذات کوئی نسبت نہین ہے۔ تم جدھر کو چاہو۔ رُخ کرکے نماز پڑھو۔ وہ ہر طرف موجود ہے۔ اس کے علی[illegible] لئے بھی تحویل قبلہ کی ضرورت تہی۔ تاکہ مسلمان قبلہ کی حقیقت کو اچھی طرح سے سمجھ لین [illegible] یہ ہے کہ آیندہ اون کا قبلہ بت پرستون کے بتون کی مانند نہ ہو جائے۔ یہ تمام [illegible] بیت المقدس [illegible] بلکہ کسی اور طرف مقرر ہو۔ چنانچہ

Marfat.com

ہو گئے۔ یعنی اس دفعہ بھی تحویل قبلہ سے منافق و مخلص مسلمان ...
اسلام کا دم بھرتے تھے۔ وہ مخلصون سے الگ ہوئے۔ اور یہودی ...
لباب التاویل نے لکھا ہے۔ کہ جب کعبۃ اللہ قبلہ مقرر ہوا۔ تو ایک جماعت کی جماعت ...
فی السابق یہودی بن گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آبا و اجداد کے دین کی ...
کر گیا۔ اور اللہ تعالی کا قول پورا ہوا۔ کہ عنقریب سفیہ و احمق کہین گے۔ کہ مسلمانون نے اپنا ...
جیسے تھے۔ کیون بدل لیا سیقول السفھاء من الناس ما ولٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ...
دونون دفعہ تحویل قبلہ پر صرف وہی لوگ اسلام پر قائم رہے۔ جو صدق دل سے مسلمان ہوئے تھے ...
اسی مطلب کو خدائے تعالی نے مختصر لفظون مین یون بیان کیا الا لنعلم من یتبع الرسول
ممن ینقلب علی عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ھدی اللہ۔

وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرءوف رحیم یعنی اے مسلمانو
تم نے جو طاعت و عبادت بیت المقدس کو قبلہ بنا کر کی ہین۔ وہ ضائع نہین جائین گی بلکہ ان کا
اجر تم کو ملیگا۔ کیونکہ طاعت کا مدار تو ایمان اور دل کی صداقت پر ہے۔ نہ کہ کسی سمت پر جیسا کہ
تم کو بتایا جا چکا ہے کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے ہین۔ اور تم جدھر کو رُخ کرو۔ اور
عبادت کرو بشرطیکہ مخلصانہ ہو۔ اللہ وہین موجود ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بیت المقدس کا استقبال یعنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے
ہوئے مونھ کرنا۔ موقوف ہو کر کعبۃ اللہ مقرر ہوا۔ اور منافق یہود اپنی ایڑیون پر پھر گئے
تھے۔ اونھون نے اور دیگر یہود نے مسلمانون کو ورغلانا اور طرح طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے مسلمانون کو بدظن و برگشتہ کرنا چاہا۔ چنانچہ حیی ابن اخطب اور اوس کے حوالی موالی نے مسلمانون
سے کہا کہ تم اپنی اون نمازون کے بارہ مین کیا کہتے ہو۔ جو تم نے بیت المقدس کی طرف مونھ کر کے
پڑھی ہین۔ اگر بیت المقدس کی طرف مونھ کرنا درست تھا۔ تو تم اوس سے مونھ موڑ کر ضلالت ...
اور اگر درست نہ تھا تو بھی سالہا سال ضلالت کے مرتکب ہوئے۔ اور جو تم مین سے مر گئے وہ گمراہ
مرا۔ مسلمانون نے کہا کہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالی جس کام کے کرنے کا حکم دے ... 
سے منع کرے وہی ضلالت و گمراہی ہے ...
جب اس ...

... کی بابت ... یہ اعتراض سنکر بعض قبائل کے
... صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور پوچھا کہ ہم مین سے جو لوگ
... المقدس کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھتے ہوئے مرگئے اون کا کیا حال ہوگا۔ آیا اونکی نمازین
... ہوگئین یا اکارت گئین؟ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمانون
... اجر نہین رکھے گا۔ بلکہ جس نے ایمان وصداقت قلبی کے ساتھ اللہ کی نماز ادا کی ہے۔
... کسی طرف مونھ کرکے کیون نہ ادا کی ہو۔ وہ اوس کا بدلہ و ثواب دے گا۔ کیونکہ وہ دلون کو
دیکھتا ہے۔ نہ ظاہری باتون کو۔ اور وہ بندون پر شفقت و رحمت کرنے والا ہے۔

اگر وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم کی وحی اپنے
ماسبق سے منقطع ہوکر آئی۔ اور وہ بھی تحویل قبلہ کے صریح حکم کے بعد۔ یا کم از کم اپنے ماسبق
ہی سے (جس مین تحویل قبلہ کی طرف اشارا ہے۔ اگرچہ کعبۃ اللہ کے قبلہ مقرر کیئے جانے کی طرف
اوس مین کوئی اشارہ نہین ہے) کچھ دنون بعد نازل ہوئی تب تو بیشک مفسرین کا مذکورہ بالا
بیان صحیح ہوسکتا ہے۔

اور اگر آیہ سیقول اور آیہ وما جعلنا القبلۃ کے ساتھ ہی یہ جزء آیت بھی نازل ہوا تو
مذکورہ بالا بیان صحیح نہین ہوسکتا۔ کیونکہ جبتک کہ قبلہ کی تحویل ہی کی خبر لوگون مین نہ پہیلی ہو
اوس وقت تک یہود کو مذکورہ بالا جیسے اعتراضون کا کیونکر موقع ملنا ممکن ہوسکتا ہے۔ پس اگر
وما کان اللہ ..... آیہ سیقول اور آیہ وما جعلنا کے ساتھ ہی نازل ہوا۔ تو مطلب اس کا یہ ہے
کہ خدا تعالیٰ نے بیت المقدس کی جگہ دوسرا قبلہ مقرر کرنے سے قبل اور تحویل قبلہ کی اجمالی خبر
کے بعد مگر فوراً وما کان اللہ لیضیع ایمانکم سے ان کے تردد کو رفع فرمایا۔ کہ تم یہ خیال
نہ کرنا کہ اب تک ہم نے جو عبادت بیت المقدس کی طرف مونھ کرکے کی ہے۔ کیا وہ ضائع ہی جائیگی
اللہ تمہارے ایمان کے اجر و جزاء سے تم کو محروم نہین کرے گا۔ بلکہ اوس طاعت کا بھی تم کو اسی
طرح ثواب دے گا۔ جیسا کہ اوس عبادت کا دے گا۔ جو تم اب مقرر ہونے والے قبلہ کی طرف منھ کر
کے کروگے۔ کیونکہ وہ رؤف ورحیم ہے۔ واللہ اعلم وھو ملھم الصدق والصواب۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا
وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۴) وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

Marfat.com

بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ

قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ

اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ترجمہ ہم آسمان کیطرف تیرے موُنھ

پھرانے کو دیکھتے ہین۔ سو ہم یقیناً تجھ کو اس قبلہ کی طرف پھیرینگے۔ جس کو تو پسند کرتا ہے پس

تو اپنا موُنھ مسجد الحرام کی طرف پھیر لے۔ اور جس جگہ تم ہوا کرو ” وہین سے “ تم اپنے موُنھ اوس

کی طرف پھیر لیا کرو۔

اور جن لوگون کو کتاب دیگئی ہے ” اور اہل کتاب “ لاریب جانتے ہین۔ کہ ان کی رب کی

طرف سے ” یہ تحویل قبلہ کا حکم “ بالکل ٹھیک ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہین۔ اللہ اوس سے غافل نہین ہے

اگر تو تمام نشانیان بھی ان لوگون کے پاس لائے۔ جن کو کتاب دیگئی ہے ﴿اگر تو اہل

کتاب کے یہان سے تمام نشانیان بھی پیش کرے﴾ تو بھی یہ تیرے قبلہ کی پیروی نہ کرینگے۔ اور نہ تو

اون کے قبلہ کی پیروی کرے گا۔ اور نہ ان مین ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے

اور اگر تو اون کی خواہشون کی پیروی کرنے لگے۔ بعد اس علم کے جو تجھے حاصل ہو چکا ہے تو تو

بیشک ظالمون مین سے ہو گا۔

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے۔ اس بات کو (یا اس نبی کو) ایسے ہی جانتے ہین جیسے کہ اپنے بیٹون کو اور

ایک فریق اون مین حق کو چھپاتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ حق وہی ہے جو تیرا رب کہتا ہے پس تو

شک کرنے والون مین سے نہ ہو۔

قد نری تقلب وجہک ...... وما اللہ بغافل تعملون۔ تفسیر۔ مفسرین نے لکھا ہے

بعد ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف موُنھ کرکے نماز ادا کی

لیکن کعبۃ اللہ کے قبلہ ہو جانے کا خیال لگا رہا۔ یا اس مدت کے بعد دل مین خیال پیدا ہوا کہ کعبہ

قبلۂ اسلام ہونا چاہیئے۔ جس کو ابراہیمی تعمیر ہونے کا ایسا شرف حاصل ہے کہ بیت المقدس

برابری نہین کر سکتا۔ بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس بارہ مین آپ جبرائیل سے ...

کعبہ قبلہ مقرر ہو۔ ایک ضعیف سی روایت یہ بھی ہے کہ آنحضرت ...

سے آیا جو کہتے تھے کہ محمد ہمارے دین ...

...کہ ...قبلہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ تاکہ یہود و یہ بھی طعن نہ کر سکین۔
...ایسی تمیز ہے شرف خاص پا جائے۔
...تمام بیانات کچھ ایسے مجمل ہین کہ اگر سطحی نظر سے کام لینے والے اور غور سخن تک نہ پہونچنے والے
...دہوکا کہا جائین۔ اور تردد مین پڑ جائین۔ تو عجب نہین۔ اس لیئے ضروری ہے کہ تحویل قبلہ
...تنا یا دعا کی کیفیت کو جو آنحضرت کے دل مین پیدا ہوئی۔ ذرا وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔
...یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون بیت المقدس کو قبلہ بنایا۔
...مذہب بعض کیون اوس کے استقبال کا حکم خداوند تعالیٰ کی طرف سے آیا تھا۔ اصل لم تو
صرف اتنی تہی۔ کہ منافق و مخلص مسلمانون مین تمیز ہو جائے۔ اور ساتھ ہی یہود کی تالیف قلوب
...ہو۔ اگرچہ پہلی غرض بہت جلد پوری ہو گئی۔ لیکن یہود کی استمالت کی وجہ سے تا دیر بیت
المقدس کو قبلہ رکہا گیا۔ اس مین اصل مصلحت یہ تہی۔ کہ اگر یہود بھی منافقانہ اسلام مین داخل
...ون۔ تو بالآخر اون کے امتحان کا بھی موقع مل سکے۔ اگر فوراً بیت المقدس کا استقبال خدا تعالیٰ
...طرف سے موقوف ہو جاتا۔ تو پھر تحویل قبلہ کے ذریعہ سے اون کے اخلاص و نفاق کو عیان کرنا
...کن نہ تھا۔ اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے پہلے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانون کو خبر دیدی
...تہی کہ تم ملت ابراہیم کی تجدید کرنے والے ہو۔ جیسا کہ اس آیت مین ہے۔
وقالوا کونوا ھودًا او نصارٰی تھتدوا قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا۔ اسلیئے یقینی امر ہے
...اوس راز دان رسالت نے سمجھ لیا ہو گا۔ کہ یکن اگرچہ اس وقت بیت المقدس کو قبلہ بناتا ہون
...کن آیندہ خدائے تعالیٰ ضرور کعبہ کو قبلہ بنائے گا۔ اس لیئے کہ وہ اوس برگزیدہ کا بنایا ہوا معبد
...جس کی دعا ربنا تقبل منا قبول ہو چکی ہے۔ اور جسکی ملت کی تجدید پر یکن مامور ہون اسلیئے
...کی مسجد کو بھی مسجد سلیمانی پر ترجیح دیجائے گی۔ مطلب یہ کہ جو رسول دین ابراہیم کو دوبارہ
...کرنے کیلیئے آیا ہو۔ اگر وہ مسجد سلیمان کو قبلہ بناتے ہوئے بھی مسجد ابراہیم کے استقبال کی طرف
...مائل کسی وقت ہو جائے۔ تو یہ کونسی بعید از قیاس بات ہے۔ اور کیونکر اوس کی اس تمنا
...کو خواہش نفسانی قطع و برید سے منسوب کیا جا سکتا ہے خصوصاً ایسی حالت مین مذکورہ
...کے علاوہ آیندہ کعبۃ اللہ کے قبلہ مقرر ہونے کا ایک زبردست قرینہ پیدا ہو گیا ہو کہ
...اشارۃً اوسے آگاہ کیا ہو کہ اب قبلہ بدلنے والا ہے سیقول السفہاء من الناس ما ولٰھم
...کانوا علیھا ...اسکی تاکید ہی موجودہ قبلہ کی تعیین کی مصلحت بتا کر

کر دی ہے۔ وما جعلنا القبلۃ التی [illegible]

علی عقبیہ۔ کیا ممکن ہے کہ ایک رسول جو ملت ابراہیم [illegible]

خبر دی جائے کہ جس قبلہ پر تم نماز پڑھتے ہو۔ اوس کو ہم نے صرف [illegible]

و منافق میں تمیز کریں۔ اور اب عنقریب یہ قبلہ بدلنے والا ہے۔ اور وہ یہ بھی نہ سمجھے

کون سی جہت اور کون سی جگہ قبلہ مقرر ہونے والی ہے۔ جب کہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ [illegible]

و افضلیت کے لحاظ سے معبد سلیمانی سے بہتر مسجد موجود ہے۔ اور اوسی ابراہیمؑ کی بنائی [illegible]

جسکی ملت کی تجدید پر میں مامور ہوں۔ لاریب وہ سمجھ جائے گا۔ کہ اب کون سی جگہ قبلہ ہو گی

اپنے نفس پر خیال کرو۔ واقعات کے بعض اسباب جہاں پیدا ہوئے۔ اور طبیعت نے انجام [illegible]

نظر ڈالی۔ نتیجہ قبل از وقوع معلوم ہو جاتا ہے۔ اور تم دعوے سے کہدیتے ہو کہ ایسا ہو گا [illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اسباب و قرائن سے آیندہ کعبۃ اللہ کے قبلہ ہونے کو معلوم کر لیا تو [illegible]

تعجب کی بات ہے؟ اور ملت ابراہیم علیہ السلام کے احیاء کے خیال سے جو آپ کا فرض تھا اگر

تحویل و تعیین کا انتظار کرنے یا اس پر مائل رہنے لگے۔ یا دعا فرمائی تو باعث حیرت کیوں ہے [illegible]

ایسی حالت میں کہ یہود جیسے دشمنان اسلام طعن و طنز کرتے ہوں۔ اور کہتے ہوں کہ محمد صلے اللہ

وسلم۔ دین میں تو ہماری مخالفت کرتا ہے۔ لیکن متبع ہمارے ہی قبلہ کا ہے۔

علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ۔ قبل اسکے کہ مفصل احکام کی [illegible]

بعد اُترے ان کے پاس آئے" دین کی تمام باتوں سے بالاجمال آگاہ و باخبر ہوتے [illegible]

روحانی اشراق و شہود کی وجہ سے امت کی مصلحتوں کو جانتے ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی

حاجت پیش ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق حکم کا شعور روحانی احساس بھی زیادہ [illegible]

ہیں۔ اوس وقت انکے آئینہ صفت قلوب اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے اور زبان [illegible]

اجمالی علم کی تفصیل اور غیر واضح شعور کی توضیح کے ملتجی ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں [illegible]

اون کے آئینہ صفت قلوب کو وحی الٰہی پہونچاتا۔ اور اون کی زبان میں اون [illegible]

اور جب کہ کوئی شرعی حکم کسی خاص وقت تک کے لیئے ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو

کو اوس معین و مقدر وقت کا اجمالی شعور پہلے سے موجود ہوتا ہے [illegible]

آتا ہے۔ اور وہ [illegible] حکم [illegible] وقت قریب [illegible]

ان کے دل ہی [illegible]

...ہین۔ اس قسم کی توجیہ کو۔ جو بیت المقدس کے
...اور کعبہ کو قبلہ مقرر کیئے جانے کی نزدیکی مین آپ سے ظاہر ہوئی ہو
...یون بیان کیا ہے کہ آپ چاہتے تھے یا تمنا رکھتے تھے۔ یا دعا کرتے تھے کہ کعبہ قبلہ
...اور خدا تعالیٰ نے اسی توجیہ کو قرآن پاک مین یون ظاہر فرمایا ہے۔ کہ ہم تمہارے
آسمان کی طرف دیکھنے اور وحی کا انتظار کرنے کو دیکھ رہے ہین۔ قد نری تقلب
وجھک فی السماء۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بار بار اسی طرف دیکھا کرتے ہین جس طرف سے
...کے ظہور کا انتظار ہو۔

اس توجیہ و التفات اور انتظاری کی حالت مین خدائے تعالیٰ نے اور وعدہ کیا۔ کہ اے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) جس قبلہ کی طرف تم مائل ہو۔ جسے تم پسند کرتے ہو۔ ہم تمہین وہی قبلہ دین گے
پھر اس وعدے کے ساتھ ہی حکم دیا۔ فول وجھک شطر المسجد الحرام تم اپنا موںھ کعبہ کی
طرف کر لو۔ اور چونکہ تحویل قبلہ ایک حادثہ عظیم تھا۔ مسلمانون کے اطمینان اور اپنی عنایت کی
...کیلیئے اون کو بھی خطاب فرما کر کہا۔ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ۔

شطر کا اطلاق اگرچہ لغت کی رو سے عین کعبہ پر ہو سکتا ہے۔ لیکن یہان اوس سے مراد
...جہت ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ کعبہ نظر سے اوجھل ہو یا دور ہو۔ ہان اگر نظر آتا
ہو تو اعلیٰ بلکہ فرض ہے کہ نماز مین موںھ بالکل اوسی کی طرف ہو۔

جب بیت اللہ قبلہ مقرر ہو چکا۔ اور مسلمان نماز مین اوسی کی طرف موںھ کرنے لگے۔ تو یہود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہ تم نے اپنے آپ کعبہ کو قبلہ
...تمہارا بھی عجیب حال ہے۔ کبھی بیت المقدس کو قبلہ بناتے ہو۔ اور کبھی کعبہ کو۔ ان باتون
سے تمہارا حال معلوم ہو گیا۔ اگر تم ہمارے ہی قبلہ پر قائم رہتے۔ تو ہمکو ضرور یہ خیال آتا کہ
...ہمارے وہ رسول ہو جس کا ہم انتظار کر رہے ہین۔ لیکن اب اوس کا وہم بھی ہمارے
...مین آ سکتا۔ اس وقت وحی آئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین اوتوا الکتاب
...انہ الحق من ربھم۔ اہل کتاب اچھی طرح سے جانتے ہین کہ کعبہ کا قبلہ مقرر ہونا بالکل
...کے موافق لیکن اسلام کی دشمنی کی وجہ سے اس امر کی حقانیت کا اقرار نہین
[illegible] لیکن اللہ ان کی کرتوتون کو خوب جانتا ہے۔ وما اللہ

Marfat.com

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی نسبت یہود سے اسلام ...
کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اگرچہ اونہون نے شریعت کو بہت کچھ مسخ کر دیا ہے ...
اون کو مس ہے۔ اور توریت کے بہت سے احکام اسلام کے احکام سے ملتے ہوئے ہین ...
یہود آپ کی توقع کے خلاف اسلام اختیار کرنے کی بجائے طرح طرح کے شبہات پیش کرتے ...
کو بہت ملال ہوتا۔ اور آپکے دل مین تمنا پیدا ہوئی۔ کہ کاش خدائے تعالیٰ مجھے ایسی آیات ...
عطا کرے جن سے یہود کے تمام شبہات رفع ہو جائین۔ اور وہ ایمان لے آئین۔ لیکن جب تحویل قبلہ
کا حکم آیا۔ اور یہودیون نے مسلمانون کو بہکا بہکا کر ارتداد پر آمادہ کرنا شروع کیا۔ اور ایک فتنہ
بپا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہودیون
کو دین کے بارہ مین واقعی شبہات نہین ہین۔ کہ تم اون کے مٹانے کی خواہش کرو۔ بلکہ یہ
معاند اور دشمن حق ہین۔ اور معاندون پر آیات و اعجاز کا کچھ اثر نہین ہوا کرتا تم اون کو ...
صداقت کی نشانیان دکھاؤ۔ یہ ایک ماننے والے نہین۔ اور نہ تمہارے قبلہ کا اتباع کرین گے
لئن اتیت الذین اوتوا الکتاب بکل ایۃ ما تبعوا قبلتک۔ اور جیسے وہ تمہارے
قبلہ کا اتباع کرنے والے نہین۔ آیندہ تم بھی اون کے قبلہ کو قبلہ نہ بناؤ گے۔ وما انت بتابع قبلتہم
کیونکہ اب تم قبلہ ابراہیم کے متبع ہو۔ وہی ابراہیم جس کی مشرک و یہود و نصاریٰ بہت ہی تعظیم
کرتے ہین۔ اور اوس کے دین کی حقانیت کو بلا اختلاف مانتے ہین۔ اس لیئے اوسی کا قبلہ بلا اختلاف
سب کا قبلہ ہونیکا حق رکھتا ہے۔ لیکن یہ لوگ تو عناد و تعصب مین گرفتار ہین۔ قبلہ کی حقیقت
تک کو نہین جانتے۔ نہ اوس کے فائدہ سے واقف ہین۔ قبلہ ہے تو اجتماع و اتحاد کے لیئے لیکن
اونہون نے اوس کو بھی باعث افتراق بنا رکھا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہین کہ یہ کتابی باہم قبلہ
کے بارہ مین مختلف ہین۔ نصاریٰ کا قبلہ اور ہے۔ اور یہود کا اور۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ
علیہ السلام ہی کے قبلہ پر قائم رہے تھے۔ جب یہ باہم ہی متفق نہین۔ اور ایک قبلہ پر نہین
ہوتے۔ وما بعضہم بتابع قبلۃ بعض۔ تو تمہارے قبلہ کا اتباع کب کرینگے اگر ...
ہی آیات کیون نہ دیکھ لین۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم اب اون کے قبلہ کا اتباع ...
مصلحت اور وقت کا تقاضا ... اون کے قبلہ کو اپنا قبلہ ...
بلکہ اور اوس کے ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] اللہ [illegible] ہے [illegible]

دعا اور ثنا کے بغیر کوئی بھی [illegible]

[illegible] کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور [illegible]

کے سامنے دستِ دعا بلند ہو رہے ہیں [illegible]

سچا اور اچھا طریقہ یہ ہے جیسے دعا [illegible]

اپنی التجا پیش کرتی ہے۔ پہلے وہ اس کی [illegible]

[illegible] سے زبان سے معرفت [illegible]

[illegible] کے اچھا [illegible] پیش کریں۔ یہی دعا کا [illegible]

خدا تعالیٰ نے بھی یہی طریقہ اپنے رسول [illegible]

[illegible] و کبریائی کا بیان ہے۔ اور [illegible]

ہے کہ [illegible] کو ہم پڑھتے ہیں [illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible]

اس کے ماتحت [illegible]

اور نیز ... کے لحاظ سے بیت المقدس سے کہین افضل
... بی نہین ہے۔ کہ اون کا قبلہ مسلمانون کا قبلہ رہے۔ کیونکہ ایسے ...
... جیسی ایک ظاہری بات مین شریک رہنا آیندہ کے لیئے مسلمانون کے حق مین
خطرناک ہے۔ کیونکہ یہ معنوی ضرور اون کو بہکائین گے۔ اور قبلہ کے اشتراک کو اپنی افضلیت
کی دلیل بنائین گے۔ جیسے کہ تحویل قبلہ سے قبل کیا کرتے تھے "محمد ہمارے ہی قبلہ کا متبع ہے"
ان تمام باتون کو سمجھ لینے کے بعد بھی اگر اب کوئی مسلمان ان معاندانِ حق کی استمالت کی خاطر
اون کی ہوا و ہوس کا اتباع کرے گا۔ تو وہ بیشک ظالم ہے ولئن اتبعت اھوأھم بعد
ما جاءك من العلم انك اذالمن الظالمین کیونکہ اب استمالت کا وقت نہین رہا۔ اور
تجربہ سے بہی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ لوگ ضدی ہین۔ حق کیطرف مائل ہونے اور اوس کے ماننے
والے نہین۔

الذین اتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ یعرفونہ کی ضمیر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ باین قرینہ کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے جو حکم قبلہ کے بارہ مین پہونچایا ہے۔ وہ حق اور خدا کا حکم ہے۔ لیکن اہل کتاب اوس سے انکار
کرتے ہین۔ اس لیئے کہ محمدؐ کی رسالت سے منکر ہین۔ حالانکہ دینی کتابون مین اوسکی متعلقہ بشارات
اور اوصاف پڑھ چکے ہین۔ اور اون بشارتون اور اوصاف کا پورا مصداق محمدؐ کو پاتے ہین۔
اور جانتے ہین کہ یہی وہ رسول ہے جس کی خبر ہماری کتابون مین موجود ہے۔ جیسے کہ وہ اپنے
بیٹون کو اون کے خاص اوصاف و علامات سے ہزارون مین پہچان لیتے ہین۔

روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن عبداللہ بن سلام سے جو قبل از اسلام
یہود کے ایک زبردست عالم تھے پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ والذین
اتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اس معرفت کی کیا کیفیت ہے۔ اور
کیونکر مرحی فداہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بیٹون کی طرح پہچانتے تھے۔ عبداللہ نے جواب
دیا میں نے جس وقت آنحضرت کو دیکھا فوراً پہچان لیا۔ جیسے اپنے بیٹون کو پہچان لیتا ہون
بلکہ اون سے بھی زیادہ پہچانتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیسے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ مین نے
... کے ایسے اوصاف و نشان پائے ہین۔ کہ ... کہہ سکتا ہون کہ آپ اوہی کے
... ہے۔ اس لیئے کہ ممکن ہے ہوی

بعض کے نزدیک یعرفونہ کی ضمیر امر قبلہ کی طرف راجع ہے
اہل کتاب تحویل قبلہ کا حق ہونا ایسا ہی جانتے ہین جیسے کہ اپنے بیٹون کو ...
مین لکھا ہے۔ اور اون کا اعتقاد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ...
مین بسایا۔ اور توریت کے روسے انہین یہ بھی معلوم تھا کہ ابراہیم علیہ السلام عبادت کے لئے
بیت اللہ ضرور بناتے ہین تھے۔ اس لیئے یقیناً اونہون نے حجاز مین بیت اللہ بنایا۔ اس کے علاوہ
اون کو اپنی قومی روایتون سے بھی یقین تھا۔ کہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا بیت اللہ
ہے۔ اور یہ بانی کی بزرگی کے لحاظ سے بیت المقدس پر شرف رکھتا ہے۔ اس لیئے اس کا سمت قبلہ
بنایا جانا بالکل صحیح و درست ہے۔ انہین وجوہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون
ابناءھم کہ کعبہ کے قبلہ ہونے کی وجوہ اور اوس کی حقانیت کو جانتے تو ہین۔ لیکن پھر بھی ...
سے اخفاء و انکار کرتے ہین۔ وان فریقاً منہم لیکتمون الحق وھم یعلمون مگر اے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم۔ تم ان کے انکار کا خیال تک نہ کرو۔ اس لیئے کہ وہ حق جو تمہارے رب کے
پاس سے بذریعہ وحی تمہارے پاس آیا ہے۔ شک کی گنجایش ہی نہین رکھتا۔ والحق من
ربك فلا تكونن من الممترين۔
اگرچہ آیہ ولئن اتبعت ...... اور فلا تکونن من الممترین مین خطاب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف ہے۔ لیکن مراد اس سے امت ہی ہے۔ کیونکہ اکثر قوم کے افعال کو رؤسا قوم کی طرف
منسوب کرتے ہین۔ جیسے کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین ◆

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ
اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ
فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ
ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ ...

...رف وہ مونھ کرتا ہے۔ تم نیکیون مین سبقت کرو۔ جہان کہین تم ... لائے گا۔ بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

اور جہان کہین تم جاؤ مسجد الحرام کی طرف مونھ کر لو۔ اور یہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ اوس سے بے خبر نہین ہے۔

اور جہان کہین تم جا نکلو۔ اپنا مونھ کعبہ کی طرف کر لو۔ اور جہان کہین تم ہو۔ وہان سے ہی اپنا مونھ اوسی کی طرف کرو۔ تاکہ لوگون کو تم سے جھگڑنے کا موقعہ نہ ملے۔ بجز اون لوگون کے جنھون نے ان مین سے ظلم کیا۔ نا انصافی کی۔ لیکن تم اون سے نہ ڈرو۔ اور مجھ سے ڈرو۔ اور تاکہ مین تم پر اپنی نعمتون کو پورا کرون۔ اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ جیسے کہ ہم نے تمہارے پاس تمہین مین سے ایک رسول بھیجا۔ جو تمہارے سامنے ہماری آیتین پڑھتا ہے۔ اور تم کو آلودگیون سے پاک کرتا ہے۔ اور کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ باتین بتاتا ہے جو تم نہین جانتے۔

پس تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد رکھون گا۔ اور میرا شکر کرو۔ ناشکری نہ کرو۔

تفسیر۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات۔ یہ آیت ایک طرف قبلہ کی حقیقت بیان کرتی ہے۔ اور دوسری طرف قبلہ کی تمام گذشتہ بحث کا نتیجہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ پہلے خدا تعالی نے قبلہ کی بحث کو شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تمام روئے زمین میرے نزدیک یکسان ہے کسی قطعہ کو بالذات مجھ سے کوئی ایسی خصوصیت نہین۔ کہ وہ قبلہ خلائق بن سکے۔ اسلئے تم جس طرف بھی مونھ کر لو۔ اور متوجہ ہو۔ میری طرف مین وہین موجود ہون للہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ اس سے نتیجہ نکلا تھا۔ کہ اگرچہ قبلہ خاص کی طرف متوجہ ہو کر اوسکی عبادت کی جاتی ہے۔ لیکن خدا اوسکا پابند نہین ہے۔ بلکہ ہر جگہ موجود ہے۔ پھر اوس نے کہا کہ مسلمانون! ہم نے بیت اللہ کو اسلئے تمہارا قبلہ بنایا تھا۔ کہ صادق وکاذب مین امتیاز ہوجائے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قبلہ کا تقرر بندون کی کسی مصلحت کے لیئے ہوتا ہے۔ اوسکے بعد تحویل قبلہ کا حکم بھیجا۔ اور بیت المقدس کی جگہ کعبہ کو قبلہ مقرر کیا۔ اور ضمناً یہ بھی ظاہر کیا کہ کعبہ کو کیون ترجیح دیگئی۔ اور یہ بھی کہ قبلہ کا تعین امت کی یک رنگی واتحاد کے ...

... ہے کہ قبلہ کا تعین اگرچہ بہت ضروری ...

Marfat.com

...رت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس حکم اور نتیجہ پر پہونچانے کے بعد ...
اور مشرکین سب ہی کعبہ کی اضافی عظمت کو جانتے اور مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ...
نہیں کرینگے۔ اور اپنے اپنے قبلہ پر قائم رہیں گے۔ جیسے کہ تم اپنے اس قبلہ کعبہ ...
اب صاحب قبلہ ہونے کی حیثیت سے تم سب برابر ہو گئے۔ کیونکہ اگرچہ تمہارا قبلہ مسجد ابراہیم
اور تم نے اس کو ہمارے حکم سے قبلہ بنایا ہے۔ لیکن جب کہ قبلہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں
کہ وہ مصلحت اور امت کی یک رنگی کے لیئے اختیار کیا جاتا ہے۔ اور میں ہر جگہ موجود ہوں۔ تو
مختلف اور متعدد قبلوں میں بھی کوئی ذاتی امتیاز نہیں رہا۔ ہاں اضافی فرق موجود ہے
کہ ایک ابراہیمؑ کی تعمیر ہے۔ دوسرا سلیمانؑ کی۔ ایک کو میں نے اب حکماً قبلہ قرار دیا۔ اور دو...
کے استقبال کو موقوف کیا سوائے مسلمانوں! تم اس اضافی تمیز و برتری کے گھمنڈ میں آکر ...
باتیں نہ کرنے لگ جانا جیسے یہود کر رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ ہمارے دین کی
کرتا ہے۔ مگر ہمارے ہی قبلہ کا پابند ہے۔ اور ایسی باتوں پر فخر و ناز کرتے تھے۔ اب چونکہ تمہارا قبلہ
مقرر ہو گیا ہے۔ اور وہ ہے بھی اون کے قبلہ سے من وجہ افضل و اعلےٰ اس لیئے کہیں تم اپنے قبلہ
اور اس کی فضیلت پر نہ اترانے لگنا۔ بلکہ بھلائیوں میں ان سے آگے بڑھنا۔ اور سبقت ...
اون کو اپنے قبلہ پر ناز کرنے دینا ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات۔ کیونکہ
آنیوالا ہے۔ کہ ہم تم سب یعنی مسلم و اہل کتاب وغیرہ کو ایک جگہ اکٹھا کرینگے۔ اینما تکونوا
یات بکم اللہ جمیعًا۔ اور ہر ایک کو اوسکی بھلائی برائی کی جزا دیں گے۔ نیک ثواب پائیں
اور بد عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ اسی دن ٹھیک معلوم ہو گا۔ کہ کون اچھا ہے۔ کون ...
اعلےٰ ہے۔ اور کون ادنےٰ۔ اور یہ سب کچھ ہو گا۔ اور ضرور ہو گا ان اللہ علی کل شیء قدیر

ومن حیث خرجت ...... وجوهکم شطرہ۔ یہ آیت تاکید ہے۔ سابقہ آیت کی
قبلہ کی بابت نازل ہوئی۔ لیکن صرف تاکید نہیں۔ بلکہ تاسیس یعنی نئی بات کی بنا ...
تحویل قبلہ ایک عظیم الشان واقعہ تھا۔ اس لیئے شبہات کے دفعیہ اور ...
کی توضیح کے لیئے تاکید کی حاجت تھی۔ چنانچہ ...
فائدہ حاصل ہوا کہ ...

Marfat.com

... بت ملائکہ بین دونون احتمال ہو سکتے تھے جب
... بین حیث خرجتم کی قید لگا دی۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ حکم سفری حالت
... اور لئلا یکون للناس علیکم حجۃ سے۔ نہ صرف اسی سخت پابندی کی لم معلوم ہو گئی
... بھی ظاہر ہو گیا کہ کعبہ کے استقبال کا حکم دائمی حکم ہے۔ نہ بیت المقدس کے استقبال
... موقت۔ یعنی قبلہ کی متعلقہ سابقہ آیات سے دل مین جو یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ ممکن ہے
... کعبہ بھی قبلہ نہ رہے۔ جاتا رہا۔

مختصر یہ کہ تحویل کی پہلی حکمی آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے رسول اور اے متبعان رسول تم
اپنا موئنھ کعبہ کی طرف کر لو۔ کہ ہم نے اوسے قبلہ بنا دیا۔ اور آیہ زیر بحث کا مفہوم یہ ہے کہ اے
... ل اور اے متبعان رسول سفر مین ہو۔ یا حضر مین۔ ہر جگہ سے تم اپنا موئنھ قبلہ کی طرف کر لیا
... و اور ضرور کر لیا کرو۔ یہی تمہارے رب کا حکم ہے۔ یہی حق ہے۔ کسی جگہ ہو۔ اس کے خلاف
نہ کرنا۔ تاکہ لوگون کو تم پر حجت ہو جائے۔ اور عام طور پر تمہاری نسبت یہ خیال نہ پہیلجائے۔
... مسلمانون کا کوئی قبلہ ہی نہین ہے۔ کبھی کسی طرف کو نماز پڑھتے ہین۔ اور کبھی کسی طرف
... لیکن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو انصاف سے سروکار نہین رکھتے۔ اور ناحق کوشی اون کا
... ہو گیا ہے۔ وہ کعبہ کو ہر جگہ اور ہر حالت مین قبلہ بنانے کی صورت مین بھی تم پر اعتراض
... ین گے۔ طرح طرح کی باتین بنائین گے۔ اور لوگون کو ارتداد پر آمادہ کرنے کی کوئی کوشش
... نہ کین گے۔ اور اپنی بے سرو پا اور دور از حقیقت باتون کے ذریعہ تم پر غالب آنے کی
... شش کرین گے۔ سو اے مسلمانون! تم اون کے باطل مجادلے سے نہ ڈرنا۔ بلکہ مجھ سے ڈرنا۔ فلا
... ھم واخشونی۔ کیونکہ وہ تمہارا بگاڑ ہی کیا سکتے ہین۔ ہان میرا عذاب بہت سخت ہی
... نے نافرمانی کی۔

جب قبلہ کی تحویل کا حکم آیا۔ اور مسلمانون نے بیت المقدس کا استقبال ترک کر کے کعبہ کیطرف
... نا شروع کیا۔ تو مشرکین عرب بولے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آبا و اجداد کے قبلہ کی طرف
... اب وہ ہمارا مذہب بھی اختیار کریگا۔ یہود بولے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس
... ... ہونے کے باوجود کعبہ کو قبلہ بنا کر اپنی خود رائی کا ثبوت دیا ہے۔ ابھی یہ ابتدا
... ... ہے۔ چونکہ یہ تمام باتین غلط اور بے بنیاد تہین۔ انہین کے قائلون
... ... ان پر کان نہ دھرو اور نہ ان

کعبہ کو دائمی قبلہ قرار دیئے جانے کی جہان ایک وجہ ...

کی تعمیر ہے۔ ایک وجہ یہ بہی تہی۔ کہ بیت المقدس کے استقبال سے ...

ہوگیا تھا۔ اور کعبہ کے قبلہ قرار دیئے جانے سے اون منافق اہل کتاب کے دلون کی بات ...

گئی تہی۔ جو کہ جہوٹ موٹ اسلام کا نام لیتے تھے۔ اور سوائے ان دو لون قومون کے عرب میں

کوئی قوم آباد نہ تھی۔ کہ تیسری دفعہ اوس کے اخلاق و نفاق کا حال دریافت کرنا ہوتا ...

کعبہ کو دائمی قبلہ بنایا۔ اور اوس کی پابندی کا پورا حکم دیا گیا۔ تاکہ دشمنانِ اسلام کسی مسلمان کو

کسی اور سمت کو نماز پڑہتا ہوا دیکھ کر دوبارہ وہی فتنہ بپا نہ کر دین۔ جو کعبہ کے قبلہ مقرر ...

پہ برپا کیا تھا۔

اسلام ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی تجدید کے لیئے آیا تھا۔ تاکہ جیسے تمام کتابی ...

اوس کی عظمت پر متفق ہین۔ اوس کے دین پر بھی باہمی اختلاف کو چہوڑ کر متفق ہو جائین ...

کعبہ ابراہیمؑ کا قبلہ یا خاص معبد تھا اس لیئے ضرور تھا۔ کہ اسلام کا وہی قبلہ مقرر ہو جب ...

وہ مقرر نہین ہوا تہا۔ اسلام اس ابراہیمی خصوصیت سے خالی تہا۔ جب خدا تعالی نے اس ...

استقبال کا حکم دیا۔ تو وہ کمی پوری ہوگئی۔ اور منافقون کے الگ ہو جانے کی وجہ سے ...

مسلمان رہگئے۔ جو کعبہ کی طرف مونھ کرتے تھے۔ اس تعین سے دو فائدے ہوئے۔ اول یہ کہ اسلام

وہ ابراہیمی خصوصیت جو اب تک نہ تھی آگئی۔ اور دوسرے مسلمان مزید ہدایت حاصل کرنے ...

قابل بن گئے۔ کیونکہ اب اون مین کوئی ایسا مذبذب باقی نہین رہا تہا۔ کہ احکام ہدایت ...

ماننے مین پس و پیش کرتا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا کی خاص نعمت کا مستحق وہی ہے۔ جو اوس ...

و فرمانبردار ہو۔ تحویل قبلہ پر جو فتنہ برپا ہوا تھا۔ اوس مین جو لوگ اسلام پر ثابت ...

وہ لاریب خدا کے مطیع و فرمانبردار بندے تھے اس لیئے وہ اس کے انعام کے مستحق تھے ...

تعالی نے فرمایا و لاتم نعمتی علیکم و لعلکم تہتدون۔ یعنی اے مسلمانون تم ...

ہر حالت مین کعبہ کی طرف مونھ کر لیا کرو۔ تاکہ لوگ تمہارے خلاف کوئی حجت نہ قائم کر ...

لیکن بہی تم کو مطیع و فرمانبردار پا کر اپنی نعمتون سے سربلند کرون اور تم ...

کار بند ہو کر کامل ہدایت یافتہ بندے بن ...

...

...عبادت ظاہر کرتے ہین۔ اس لیے کہ حکم نہایت مہتم بالشان تھا

...تکفرون۔ اس آیت کا تعلق ہے لاتم نعمتی سے۔ یعنی اے مسلمانون! مین
...تم پر اسی طرح کامل کرون گا جیسے کہ مین نے تمہارے پاس تمہین مین سے اپنے ایک بندہ
...انتخاب کرکے اور رسول بناکے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ جو تمہین ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے
...ہماری کتاب کے اسرار و نکات کی تعلیم دیتا ہے۔ اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ باتین بتاتا ہے جو
...کی بعثت سے پہلے تم نہین جانتے تھے۔ جیسے مین نے تم پر یہ احسان کیا ہے۔ ویسے ہی تم ہی دل
...زبان سے۔ دیگر اعضا سے میری تسبیح پڑھو۔ میری عظمت کا خیال کرو۔ میری طاعت بجالاؤ۔ مین
...تم کو اس یاد کا اجر دونگا۔ تم میری طاعت کروگے۔ مین تمہاری مدد کرونگا۔ تم مجھے راحت
...آرام مین یاد رکھوگے۔ مین مصیبت و بلا مین تم کو نہ بھولونگا۔ تم موحدانہ میری عبادت بجالاؤگے
...تمہین جنات خلد عطا کرونگا۔ تم اخلاص دکھاؤگے۔ مین تمہین مخلصی دونگا۔ مختصر یہ کہ تمہاری
...بھلائی یہی ہے کہ تم مجھے یاد رکھو۔ میرا شکر کرو۔ اور میری نافرمانی و انکار سے بچو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (۱۴۸)
...تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (۱۴۹)

...جمہ اے مسلمانو! تم صبر اور نماز سے مدد لو تحقیق اللہ صبر والون کے ساتھ ہے۔
اور جو لوگ کہ راہ خدا مین مارے جائین۔ اون کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہین۔ لیکن
...خبر نہین۔

**تفسیر**۔ یا ایھا الذین آمنوا ...... ان اللہ مع الصابرین۔ اے مومنو! تمہارے
...بیشک تمہین طرح طرح سے ڈرائین گے۔ طرح طرح کے شبہات تمہارے دل مین پیدا کرین گے
...دار تم اون سے نہ ڈرنا۔ بلکہ مجھ سے ڈرنا۔ اور مجھکو یاد کرنا۔ میرا شکریہ ادا کرنا۔ مصیبت
...اور دشمنون کی دھمکیون کے برداشت کرنے اور اون کے اغواء کے اثر سے بچنے کے لیے
...و نماز سے مدد لینا۔ کیونکہ مین انہین لوگون کے ساتھ ہون۔ جو صبر کرتے ہین۔ اور بالآخر
...غالب کرتا۔ اور مظفر و منصور بناتا ہون۔

...تقولوا لمن یقتل ...... ولکن لا تشعرون۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت شہدائے
...بدر...ل ہوئی۔ اس لیے کہ مسلمان راہ خدا مین جہاد کرتے ہوئے مارے جاتے تھے۔ لوگ
...مردہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اون کی موت کی نفی کی

اور ذریا یا راہ خدا مین جان دینے [illegible]

واحساس نہین ہوتا - اور تم اون کو زندہ نہین دیکھتے

احیاءؑ کی تفسیر مین اختلاف ہے - بعض مفسرین کی رائے ہے کہ جو لوگ [illegible]

مین وہ فوراً زندہ ہو جاتے ہین - بعض کہتے ہین کہ بل احیاءؑ سے مراد ہے کہ وہ زندہ [illegible]

ہون گے - جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحت فی جنات

جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے نیک کام کیئے - وہ جنت مین ہین - حالانکہ جنت مین

جزاء داخل ہون گے -

بعض کی یہ رائے ہے کہ احیاءؑ سے یہ مراد نہین ہے کہ شہید بصفات حیات زندہ ہین

ہے کہ وہ بحیات صفات زندہ ہین - یعنی وہ نہون نے حق کا بول بالا کرنے کی خاطر جان دیکر ا[illegible]

پیچھے ایسی نیک یادگار چھوڑی ہے - جس پر ہزار جانین بھی قربان کر دین جائین - تو بھی حق [illegible]

نہ ہو - یہی نیکی جو اون کے احیاء حق کی یادگار باقی ہے - ان کی زندگی ہے - جیسے کہا گیا

ما مات رجل خلف مثلک وہ شخص نہین مرا جو تجھ جیسا خلف چھوڑ گیا

نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت

ان تینون مسلکون مین سے پہلا مسلک نہایت مجمل ہے - اور اوس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ شہید

راہ خدا مین قتل ہوتے ہی کس قسم کی حیات حاصل ہوتی ہے - آیا وہ بہ صفات حیات زندہ ہو

جاتے ہین - یا بحیات صفات - اس لیئے ضرور ہے کہ حیات شہداء کی حقیقت سمجھنے کے لیئے حدیث

سے مدد لی جائے -

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء اللہ کے پاس زندہ ہوتے ہین - ا[illegible]

رزق اون کی روحون کو دیا جاتا ہے - اور وہ راحت و آرام پاتے ہین - ان الشہداء

عند اللہ تعالیٰ تعرض ارزاقہم علیٰ ارواحہم ویصل الیہم الروح

والفرح یہ حدیث گویا توضیح ہے آیہ آل عمران کی ولا تحسبن الذین قتلوا فی [illegible]

امواتا بل احیاءؑ عند ربہم یرزقون - اور ایک دوسری حدیث [illegible]

کی روحین جنت مین فرشتون کے پوٹون مین اڑتی رہتی ہین - ارواح الشہداء [illegible]

طیر خضر تسرح فی الجنۃ - ان دونون حدیثون سے [illegible]

کی حیات [illegible]

... ہوتی ہے ... ہی اون کا رزق ہے۔ اور یہی اون کی
... کی رزق یعنے کھانا پینا وغیرہ مخصوص ہے بدن سے۔ اور شہدار کے اجسام کو
... نہین دیا جاتا۔ بلکہ جیسے وہ روحاً زندہ ہوتے ہین۔ ویسے ہی اون کی روحون کو رزق دیا
جاتا ہے۔ اور وہ جنت جو دار الجزا ہے۔ اوس مین بہی کوئی قبل از قیامت کہاے داخل نہین ہو
سکتا۔ جیسا کہ آیات قرآنی سے ثابت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو لوگ راہ خدا مین مارے جاتے ہین وہ
روحانی طور پر زندہ ہوتے ہین۔ اور دیگر طبعی و غیر طبعی موت سے مرنے والون پر اون کو
روحانی امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ اور ہونا بہی چاہیئے۔ کہ جان تک کو راہِ خدا مین نثار کیا ہے لیکن
اس روحانی زندگی کے حصول سے لازم نہین آتا۔ کہ اون کو جسمانی حیات بہی قبل از قیامت
حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ دنیا مین اوسی طرح سے چلتے پہرتے باتین کرتے سُنتے ہین جیسے کہ وہ
دنیا کی زندگی مین کیا کرتے تہے۔ بلکہ جیسے قیامت کو اور طبعی و غیر طبعی موت سے مرنے والے قبرون
سے اوٹہین گے۔ اور زندہ ہون گے۔ شہدار کے اجسام بہی اوسی وقت زندہ ہون گے۔ لیکن
چونکہ اوس سے شہدار کی روحانی زندگی کا ثبوت نہین ملتا۔ اس لیئے بظاہر وہ ناقص معلوم ہوتا
ہے اگر یون بیان کیا جاتا۔ کہ شہدار بحیاتِ روحانی تو شہید ہوتے ہی زندہ ہو جاتے ہین۔ اور
اون کے اجسام قیامت کو زندہ ہون گے۔ تو مطلب صاف ہو جاتا۔ دوسرا مسلک اگرچہ وہ بظاہر
پہلے مسلک کی توضیح سے کسی قدر بعید معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ پہلے مسلک کی توضیح کا
تتمہ ہے۔ باین طور کہ شہدار اللہ کے نزدیک تو بحیاتِ روحانی زندہ ہین۔ اور رزق پاتے ہین
اور دنیا مین بقائے نام کی زندگی سے زندہ ہین۔ پہر ایسے زندون کو عام مردون کی برابر کرنا
بھلا نہین۔ تو اور کیا ہے۔ مانا کہ وہ دنیا کی نعمتون سے فائدہ نہین اوٹہا سکتے۔ لیکن روحانی
رزق اور اللہ کا تقرب جو اون کو شہادت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ دنیا کی نعمتون سے کرور درجہ
بہتر و افضل ہے۔ مگر تم ان کی اس حیات اور نعمت کو معلوم نہین کر سکتے۔ کیونکہ وہ روحانی ہے
شہدار کو کہنے والے اسی لیئے مردہ کہتے تہے۔ کہ وہ حیات دنیا سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اون کے
خیال کی تردید کی۔ اور خبر دی کہ روحانی ابدی حیات کے مقابلہ مین دنیاوی حیات چیز ہی
... پہر تم کیون کر اون کو مردہ کہتے ہو۔ اور یہ خبر تحریص ہی مسلمانون کو کہ راہ خدا مین لڑنے
... جیسا کہ اس آیت کے سابق و لاحق کی آیتون سے عیان ہے۔ اور سورہ آل عمران
...

یہ ہے راہ خدا میں شہید ہو ... ان کی ...

مسلمان غیر شہدار کو بھی ہے جن کی حیات کے متعلق کوئی ایسی صریح نص موجود ...
روحانی بلکہ بحیات جسمانی زندہ مانتے ہین۔ بآواز پکارتے ہین۔ اور سمجھتے ہین کہ اون کی آواز ...
کان تک پہونچتی ہے۔ اعتقاد رکھتے ہین۔ کہ شہدار جسمانی حیثیت سے خاص خاص جلسون مین آ کر
شریک ہوتے ہین۔ بلکہ خاص خاص لوگون سے ملتے اور باتین کرتے ہین ؎

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اللھم ارحمنا واھدنا سواء السبیل انک علیٰ کل شئ قدیر ۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ
وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٠﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥١﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٢﴾ ترجمہ اور ہم تمکو بالتحقیق تھوڑے سے خوف اور بھوک اور
مال وجان اور ثمرون کے نقصان سے آزمائین گے۔ اور اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) صبر کرنے والون
کو خوشخبری سنادو۔ ایسے صبر کرنے والون کو کہ جب اون پر کوئی مصیبت آپڑے۔ تو کہین ہم اللہ
کے ہین۔ اور اسی کیطرف رجوع کرینگے۔ ایسے ہی لوگون پر ان کے رب کی طرف سے رحمت اور مہربانی
تھی۔ اور وہی ہین جنھون نے ہدایت پائی ہے۔

تفسیر۔ ولنبلونکم ..... والثمرات تحویل قبلہ سے اللہ تعالی نے اون مسلمانون کا امتحان
کیا تھا۔ جن مین مومن ومنافق صادق و کاذب ملے ہوئے تھے۔ اس امتحان سے دودہ کا دودہ
کا پانی کر دیا۔ جھوٹے الگ ہوگئے اور سچے الگ۔ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ اس امتحان کی غرض
بالاغرض کے علاوہ یہ بھی تھی۔ کہ خدائے تعالی اپنے خالص بندون پر اپنی نعمت تمام کرے
جہان اس کی اور نعمتین ظاہر ہونے والی تھین۔ وہان ایک نعمت یہ بھی ابھی چیز فوقتین تھی
کہ مسلمانون کو ناحق کوش اہل کتاب اور مشرکین پر غلبہ ہو۔ کیونکہ اب وہ وعظ و پند اور
ترغیب سے راہ راست پر آنے والے نہ رہے تھے۔ بلکہ اون کے جور وظلم روز بروز بڑھتے جاتے
اعلاء کلمۃ اللہ کے لیئے ضرور تھا کہ ان ظالمون کو پست کیا جائے۔ اور ان کے پست ...
صورت تھی کہ مسلمان مدافعانہ جدال وقتال پر کمربستہ ہوجائین۔

ان اللہ مع الصابرین ...

[illegible] ہیں کہ کونسا انعام یا انعام
[illegible] ہی ہیں دنیاوی بھی ہیں۔ خالی بھی ہیں
[illegible] صراط المستقیم اور صراط الذین انعمت علیہم کی ہے
[illegible] بلکہ دونوں کو شامل۔ اس لیئے کہ صراط الذین بدل اور
[illegible] دینی بھی ہوئے اور دنیاوی بھی۔ جب ہم اوس راستہ پر
[illegible] دونوں قسم کے الطاف و انعام ہوں گے۔
[illegible] آیہ مذکورہ میں انعام سے مراد اسلام ہے۔ اس لیئے کہ اسلام وہ نعمت ہے
[illegible] کو شامل ہے۔ جس کو سچا اسلام مل گیا سب کچھ مل گیا۔ اور کسی نعمت سے دینی ہو
[illegible] سچا اسلام ایسی ہی نعمت ہے۔ اور خیر القرون کے مسلمان اس نعمت سے
[illegible] ان کے دل میں خیال آئے کہ اسلام تمام برکات کا جامع ہو
[illegible] قابل غور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جہاں دعا کی تلقین یوں کرتا ہے کہ کہو اهدنا
[illegible] صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین۔ صراط
[illegible] صراط الذین انعمت ہے۔ بیشک بالاجمال دعا مانگنے کے لیئے ہم کہہ سکتے
[illegible] کردے۔ لیکن جب تک ہم اونہیں کو نہیں جانتے جن کی مانند ہونا
[illegible] لازمی رکن ہیں۔ بالکل خالی ہونگے اور [illegible]
[illegible] سے پناہ مانگتے ہیں۔ جب تک
[illegible] اور [illegible] ہوئی بلا سے ڈرنا ہوگا۔ قرآن مجید
[illegible] کہ نیک اور بد بندوں کو خود معلوم کرو کہ وہ کون
[illegible] بغیر معلوم کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگرچہ قرآن مجید
[illegible] بتاتے ہیں۔ لیکن وہ بھی مختصر [illegible]
[illegible] ومن یطع الله والرسول
[illegible] والصالحین
[illegible] لیکن تفصیل ان کی نہیں
[illegible]

... اون کے لیے تیار رہو جائین۔ یہ خبر بھی اب تک اسلام پر ثابت قدم رہنے
مسلمانون کا ایک امتحان تھا۔ تاکہ اگر اون مین کوئی ضعیف الایمان باقی رہگیا ہو۔ تو وہ الگ ہو
جائے۔ اور انعام خاص سے وہی سر بلند ہون جو کہ ہر طرح سے دین مین پکے ہین۔ کیونکہ خوفناک باتون
مین پڑنے۔ فاقون کی تکلیف سہنے۔ جان و مال کو قربان کرنے اولاد کو موت کے موںھ مین دیکھنے "یا
باغون کو تباہ و برباد ہوتے دیکھنے" کی وہی لوگ جرات کرسکتے ہین۔ جو بالکل اللہ اور اوس کے
دین کے ہو رہے ہون۔ گو کہ تحویل قبلہ سے مسلمانون کا امتحان ہو چکا تھا۔ لیکن وہ عرض تھا اور یہ جوہر
اسی لیئے خدائے تعالیٰ نے اس کی خبر بھی نہایت اہتمام و تفصیل کے ساتھ دی۔ اور پہلے سے بتادیا کہ اے
مسلمانون! اب تمہارا ایک اور امتحان ہونے والا ہے۔ اس وقت اگرچہ تم اسلام پر قائم ہو لیکن
اس امتحان مین ثابت قدم رہو۔ تو معلوم ہو کہ واقعی تم پورے اور کامل ایماندار ہو۔ کیونکہ قبلہ
تحویل کرنے پر تم کو کوئی مصیبت ایسی نہین اوٹھانی پڑی۔ جس کو بالذات تم سے کوئی واسطہ ہوتا۔ زیادہ
سے زیادہ یہ ہوا۔ کہ تم نے طعن و طنز سنے۔ لیکن آیندہ ابتلاء اس سے بہت زیادہ سخت ہے۔ تم کو جہاد فی
سبیل اللہ کے لیئے تلوار پکڑکر اوٹھنا پڑے گا۔ دشمن کی جمعیت اور جنگ کے خوف و ہراس کا سامنا
ہوگا۔ بھوک اور فاقہ کی تکلیف بھی پڑے گی۔ جان و مال کا نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ دشمنون کے
ہاتھ سے تمہاری اولاد قتل ہوگی " یا نخلستان کے پھلون کو دشمن نقصان پہونچائین گے "۔ کیونکہ
جدال و قتال مین کسی وجہ سے اور کسی نیت سے کیون نہ ہو۔ یہ باتین پیش آتی ہی ہین ان سخت
مصیبتون مین جو قائم رہا۔ وہ بیشک پورا ایماندار ہدایت کا پابند اور پورا صابر ہے۔ ایسے ہی صابر
ہمارے خاص انعامون اور خاص جزاؤن کی بشارت کے مستحق ہین۔ انہین پر ہم اپنی رحمت بھیجتے
اور مہربانی کرتے ہین۔ اور ایسے ہی بلاؤن مین ثابت قدم رہنے والے مصیبت کو دیکھ کر استقلال کے
ساتھ کہا کرتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ
عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٥٦﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ

Marfat.com

عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ ...

هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ﴿١٥٨﴾ اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ...
وَالۡفُلۡكِ الَّتِىۡ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِمَا يَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصۡرِيۡفِ ...
وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿١٥٩﴾ ترجمہ

صفا و مروہ اللہ کے دین کی نشانیان ہین۔ پس جو کوئی اس گھر کعبہ کا حج یا زیارت کرے تو ان دونون کا طواف کرنا اوسپر کوئی گناہ نہین ہے۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اللہ اوس کا قدر دان اور جاننے والا ہے۔ ہم نے جو صاف نشانیان اور ہدایت کی باتین آتار ین سا اون کو لوگون کے لیئے کتاب مین ہمارے بیان کر دینے کے بعد جو چھپاتے ہین۔ اون پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی۔ مگر اون مین سے جنہون نے توبہ کی۔ اور اپنی اصلاح بھی اور اُن نشانیون اور ہدایت کی باتون کو کھول کر بیان بھی کر دیا۔ ان کی مین توبہ قبول کرتا ہون۔ اور مین توبہ قبول کرنے والا مہربان ہون۔ جن لوگون نے کفر اختیار کیا۔ اور کفر ہی پر مر گئے۔ اون پر اللہ ملائکہ اور آدمیون کی سب کی لعنت ہے۔ وہ ہمیشہ اس لعنت مین رہین گے۔ نہ اون پر سے عذاب ہلکا ہوگا۔ اور نہ اون کو مہلت دی جائے گی۔

اور تمہارا معبود اکیلا معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہین۔ وہ مہربان اور رحم والا ہے۔

بالیقین آسمان و زمین کا بنانا اور رات دن کا بدلنا اور کشتی کا چلنا جو ایسی چیزین لیکر چلتی ہین جو آدمیون کو فائدہ دیتی ہین۔ اور وہ پانی "مینہ" جو اللہ نے آسمان سے اتارا۔ پھر اوس زمین کو اس کی موت "بے سبزہ" کے بعد زندہ "ہرا بھرا" کیا۔ اور اس مین سب طرح کے چلنے والے جانور پھیلائے۔ اور ہواؤن اور مسخر بادل کا زمین و آسمان کے درمیان پھیرنا یہ باتین ایسی ہین۔ جن مین عقلمند لوگون کے لیئے خدا کی قدرت کی نشانیان ہین۔

تفسیر۔ ان الصفا والمروۃ الخ اس سے قبل خدا تعالی نے کعبہ کو قبلہ عبادت ... کیا تھا قبل از اسلام کعبہ کے حج کا بھی دستور تھا۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ... اس کے متعلق کوئی حکم یا خبر نہین آئی تھی سکہ حج قائم رہا۔ یا منسوخ ... ہوئی۔ اگرچہ حکم نہیت ... لیکن آیت ... ازکل اس سے ...

Marfat.com

[illegible] کے دین کی وضاحت بیان ہین اون کے طرف ہین [illegible] نہین ہے

ان الذین یکتمون ...... لاعنون یہ آیت علمائے یہود کے حق مین نازل ہوئی۔ جو بہت سے [illegible] کو جو توریت مین موجود تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شہادت دینے والی [illegible] اوصاف مخصوصہ کو چھپاتے تھے۔ اگرچہ آیت خاص لوگون کے حق مین نازل ہوئی لیکن [illegible] کی لفظی عمومیت تمام حق کے چھپانے والون کے لیئے کوئی کیون نہ ہو۔ باعث عبرت ہے اور [illegible] لوگون کے لیئے وعید سخت ہے جو دین کی بات کو جانتے ہین۔ مگر چھپاتے ہین چھپانے کی بھی دو [illegible] ایک ارادۃً اخفائے حق کرنا اور پوچھنے پر بھی نہ بتانا۔ جیسا کہ اہل کتاب کا شیوہ تھا دوسرے [illegible] ارادۃً اور کسی بُری نیت سے تو اخفا نہین کیا جاتا۔ لیکن بے پروائی اخفا ہی کے نتیجہ پر [illegible] ہے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اظہار کی ضرورت ہو اور بے پروائی برتی جائے اگرچہ وعید لعنت ارادی اخفا کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ سیاق اور شان نزول کی خصوصیت سے [illegible] ہوتا ہے۔ لیکن تاہم جو اخفائے حق بے پروائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اوس کے مرتکب بھی [illegible] وعید کے کچھ نہ کچھ حصہ کی ضرور سزاوار ہین۔ بیشک جیسے علما کا مرتبہ بلند ہے۔ ویسے ہی اونکی [illegible] ذمہ واری بھی بہت بڑی ہے۔ لیکن کم ہین ایسے فرض شناس بزرگوار جو اپنے عالمانہ فرض کو [illegible] القرآن کے اظہار و بیان سے پورا کرتے ہون۔

الا الذین تابوا ......... وبینوا۔ علمائے یہود مین سے بعض ایسے بھی تھے [illegible] دنون تک توریت کے بعض احکام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے شواہد کو چھپاتے رہے [illegible] پھر اخفائے حق سے توبہ کی اور اپنے اعمال و نیات کو درست کر کے جو باتین پہلے چھپاتے رہے تھے [illegible] کا اظہار بھی کیا۔ اور ایمان بھی لائے۔ خدا تعالیٰ نے انہین لوگون کو الا کے ذریعہ سابقہ وعید [illegible] لعنت سے مستثنیٰ فرمایا۔

ان الذین کفروا ....... ماسبق سے ملا کر آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اکثر علمائے یہود [illegible] کی تقلید مین حقانیت اسلام کا وعظ سننے کے باوجود اپنے کفر ہی پر جمے رہے اور [illegible] والے یہود کا اتباع کیا۔ اور نہ اپنی عقل و فہم سے کام لیا۔ اور کافر ہی مرے۔ وہ بھی

---

[illegible] کا ایک جزو ہے۔ اس لیئے اس کے متعلقات ضروریہ

حق پوش علمائے یہود کی طرح ... عذاب ...
جو اون پر ہمیشہ یکسان سختی کے ساتھ رہیگا۔ اور دم بھر کے لیئے بھی مہلت نہ دیجائے ...
معنی یہ ہونگے کہ جن لوگون کے سامنے حق پیش کیا گیا۔ اگر چہ کسی ہی نے کیون نہ ...
وہ کسی کی تقلید کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ یا اپنی ذاتی ہٹ دھرمی اور اصرار کی وجہ سے
عذاب کے مستحق ہین۔ جو نہایت سخت اور دائمی ہوگا۔

جمہور علمار کا مسلک ہے کہ کسی کا فر پہ بھی بتعیین (نام لیکر) لعنت نہ کرنی چاہیئے۔ اس
لعنت کرنے کی شرط ہے۔ کفر پر مرنا۔ اور یہ معلوم نہین ہو سکتا۔ کہ مرتے وقت کیا حال ہوگا۔ ...
کفر ہی پر مرنا محقق ہو چکا ہو۔ اوس پر بتعیین بھی لعنت کی جا سکتی ہے۔ رہا بغیر تعیین کفار پر لعنت کر...
وہ بالاتفاق درست ہے۔ اور بعض علمار کی رائے ہے کہ ہر کافر پر بتعیین لعنت کر سکتے ہین جیسے
اوس سے قتال کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ مذہب ضعیف ہے۔ رہے عاصی مومن و مسلمان اون
بتعیین لعنت کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ ہان بلا تعیین ان پر بھی لعنت درست ہے۔ مگر
خیال مین صرف اس حالت مین کہ دوسرے مسلمانون کو اوس سے عبرت و نصیحت حاصل ہو ...
سے احتراز کا باعث ہو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر متعین لعنتون سے نتیجہ ...
ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چور چغلخور سود خوار وغیرہ پر لعنت کی ہے
سمجھتا ہون کہ ان لعنتون سے یہی غرض تھی کہ مسلمان ہمیش از پیش اس قسم کے معاصی ...

والٰھکم اللہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ ایہا الناس تمہارا معبود اور ...
آقا ایک ہی ہے خبردار جسنے اوس کی بندگی سے موںھ موڑا۔ اور جو اوس کو چھوڑ کر کسی ...
طرف دوڑا۔ وہ اوس کی رحمت سے دور ہوا۔ اور انس و ملک کی لعنت کا نشانہ بنا۔ پھر اوس ...
ٹھکانہ نہین۔ کیونکہ جب حقیقی آقا ہی نے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ راندۂ درگاہ کر دیا۔ تو پھر کہان
پناہ امن و ماوی پا سکتا ہے۔

ان فی خلق السموات ....... لایات لقوم یعقلون یہ آیت ثبوت ہے وحدانیت
اللہ واحد کا۔ اور بقول بعض مفسرین اس کی رحمت عامہ کا بھی۔ اس لیئے کہ جب ...
ہوئی۔ تو کفار نے جنہون نے اپنا اپنا الگ الگ ایک خدا بنا رکھا تھا اور اوس ...
سمجھتے تھے۔ اعتراض کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ... کہتے ہین کہ ...
ایک خدا کی ...

... اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ... نازل فرمائی۔ جو توحید کی بھی
... رحیم رحمت کی بھی۔

توحید کی دلیل تو اس لیئے کہ عالم کی ایک ایک چیز اور اوس کا نظام توحید باری کا ایک مظہر بشرطیکہ آدمی دل دانا اور چشم بینا رکھتا ہو خصوصًا کائنات کے حوادث عظیم جو ہر شخص اپنی ... کی مین دیکھتا ہے۔ مثلاً آسمان کی بلندی۔ زمین کی پستی۔ اور ان کا باین ہمہ عظمت مخلوق ہونا۔ ... ان کا زمین کے گرد گھومنا یا زمین کا آفتاب کے گرد چکر لگانا۔ اور کبھی نہ رُکنا۔ اور نہ باہم ... انا۔ دن کے بعد رات کا ہونا۔ اور رات کے بعد دن کا آنا۔ کشتیون کا بوجھ سے لدکر سمندرون ... ن چلنا اور پانی مین نہ ڈوبنا۔ آسمان سے مینہ کا برسنا۔ اور مردہ زمین مین جان ڈالنا۔ اور ... خشک میدانون پہاڑون کو سرسبز کردینا۔ خشکی وتری مین طرح طرح کے جانورون کا پایا جانا۔ پھر اون کی نوعون کا اپنے حال اور خواص پر قائم رہنا۔ ہواؤن کا بمقتضائے حال ادلتا ... رہنا۔ اور بادلون کا زمین وآسمان کے مابین معلق ہونا۔ یہ سب بزبانِ حال خدا کی وحدت ... اظہار کرتے ہین۔ اس لیئے کہ اگر کئی ایک قادر مطلق اور مختار خداوند ہوتے۔ تو ممکن نہ تھا کہ ... کی مشینین کبھی بھی باہم معارض نہ ہون۔ اور دنیا کا انتظام ایک ہی روش ایک ہی وتیرہ ... پہ جائے۔ اور سر مو فرق نہ آئے۔ اور جب خالق ایک ہے۔ قادر ایک ہے۔ منتظم ایک ہے تو معبود ایک ہی ہونا چاہیئے۔ وہی طاعت وعبادت کا مستحق ہے۔ کسی مخلوق ومعبود ... اور کیا ... حق حاصل ہے۔ کہ عبادت مین اوس بے ہمتا کا شریک کیا جائے۔ اور بندے دوسرون اور ... اون معبودون کی پرستش کرین۔

رہا نگرانی ورحمت عام کا مسئلہ یعنی کیا خدائے واحد کی نگرانی اور رحمت اتنی وسیع ہوسکتی ... کہ جمیع انام کو کافی ہوجائے۔ وہ بھی مذکورہ بالا حوادث سے ظاہر وعیان ہے۔ کیونکہ اوس ... اون کو وہ صورت دی۔ اون مین وہ انتظام رکھا۔ اور وہ خواص عطا کیئے۔ جو سب کے سب ... عالم کے حق مین انتہائی رحمت ہین۔ اور اوس رحمت کے بغیر عمومًا مخلوق کا قوام اور پھر ... نظام اور اوسکی حیات محال ہے۔ اور بعض باتین ایسی بھی ہین جن سے خاص خاص مخلوق ... ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ خدائے تعالیٰ کی ذات مین رحم عام بھی ہے۔ اور رحم خاص بھی

... خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ خلق ارض وسماوات ... عظمت کے ساتھ اون کی خلقت کا خیال کرنا

خلق جیسے پیدا [illegible] ہین [illegible] ہے [illegible]

اور یہان تہیم مین جو عظمت ہے۔ وہ خصوصیت مین باقی نہین رہتی۔ اور عظام ا[illegible]
یہی چاہتا ہے کہ بیش از بیش مہتم بالشان امور کا ذکر ہو۔ چنانچہ عظمت استدلال ہی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی بابت فرمایا ویل لمن لاکہا بین لحیی[illegible]
یتفکر۔ اور بعض روایتون مین ہے ویل لمن قرأ ہذہ الایۃ فمج بہا یعنی افسو[illegible]
اوس شخص پر جو اس آیت کو اپنے دونون جبڑون مین چبائے پڑہ جائے" اور اس مین غور[illegible]
یا افسوس ہے اوس آدمی پر جو اس آیت کو پڑہے۔ اور غرارہ کے پانی کی طرح اوسے اگلے[illegible]
استدلال کی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی۔ کہ خدائے تعالیٰ نے تمام پیش نظر مخلوق اور ایسے حو[illegible]
عظام کو غور کرنے کے لیئے پیش کیا ہے۔ جو اپنی وسعت کے لحاظ سے حوادث عالم کے ابواب ہو[illegible]
کیونکہ جو کچھ ہم حوادث دیکھتے ہین۔ وہ یا تو زمین پر واقع ہوتے ہین۔ اور متعلق بہ زمین یا آسما[illegible]
ظاہر ہوتے اور متعلق بآسمان ہین۔ یا زمین وآسمان کے مابین ہوتے ہین۔ انہین تینون ا[illegible]
سماوی وجوی حوادث کی طرف خدائے تعالیٰ نے خلق ارض وسما۔ اور اختلاف لیل ونہار سے اش[illegible]
ہے۔ اور پھر اون کے بعض جزئیات جو خود ہزارون جزئیات کو شامل ہین۔ اس طرح
فرمائے ہین جن کے ذریعہ سے خیال کو خود وسعت ہوتی ہے۔ اور بیحد وشمار آیات قد[illegible]
تک جا پہونچتا ہے۔

اس وقت سینکڑون ہزارون حکمت وفلسفہ کی کتابین موجود ہین۔ اون مین کیا[illegible]
وہی حقائق عالم ہین جو آیت مذکورہ کے ابواب مین سے کسی نہ کسی باب مین شامل وداخل[illegible]
کسیطرح اون سے خارج نہین ہوسکتے۔ یہ کتابین کن لوگون نے مرتب کین؟ انہین لوگو[illegible]
حقائق عالم پر غور وخوض کرتے رہے اور کرتے ہین۔ اور انہین کو اللہ تعالیٰ نے عاقل بنایا[illegible]
مگر ان پر غور وتامل کرنے سے صرف حقائق اور سودمند قوانین قدرت ہی نہین معلوم[illegible]
قادر بیچون کی قدرت اور اوس کے نظام کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ[illegible]
اوسی قدر اوسکی عظمت کا تصور اور اوسکی توحید کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ ا[illegible]
یقین اصل [illegible]

## رسائل نذر شکریہ معدلہ

[illegible] اول (۹) منشی میر افضل خان صاحب گوجرانوالہ (۱۰) محمد حاجی صاحب پنجابی پتھر ڈی (۱۰۲) جمال نور [illegible] (۱۰۱) نواب احمد صاحب طالب علم ۔ قسم دوم (۷۸) الٰہی بخش صاحب کلکتہ (۸۱) مولوی [illegible] الرحمٰن صاحب حصار ؎

## ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اردو ترجمہ ۔ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ ۔ یہ بالکل نادر الوجود تھی ۔ کارخانہ وطن نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوس کا ترجمہ کرایا ہے ۔ حصہ اول و دوم تیار [illegible] قیمت ہر دو حصہ تین تین روپے (للعہ)

## ترجمہ تفسیر کبیر جلد اوّل ۔

### (فاتحۃ العلوم)

سورۂ الحمد کی تفسیر ۔ مؤلفہ امام فخر الدین رازی رح ۔ اسے اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی کسی صاحب کو ہمت نہ پڑی تھی ۔ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ وطن لاہور نے اس بھاری کمی کو بھی پورا کر دیا ہے ۔ قیمت تین روپے ۔

## حقانیت عقائد اسلامیہ ۔

### (تزیین الکلام)

[illegible] ایک زندہ فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ ۔ مصنف کی اس دینی خدمت پر خلیفۃ المسلمین [illegible] عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا ۔ قیمت عمر

## حسن زبیدہ

[illegible] کا ایمان [illegible] ناول کے پیرایہ میں قیمت [illegible]

[illegible]

قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب ہو

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے۔ عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے

قرآن کریم ہی

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ ہم قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے با آسانی حاصل ہو سکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر وطن سے شائع ہو رہی ہے چندہ سالانہ کاغذ قسم اول عہ قسم دوم ۲ معہ محصول

اسلامی حمیت غیرت کی سچی روح

اور سعادت دارین حاصل کرنے کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی مقصود ہے [illegible]

# تفسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابناءے ملت کو فلاح دارین کے اسباب

و موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کیلئے پہلے اخبار مین شایع کرنا

شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے

کتابی صورت مین شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ فروری ۱۹۰۸ء

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن

مطبوعہ

ناظرین ... [illegible]

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۰۷ | [illegible] | دین | تمہارے دین | ۳۱۹ | ۸ | توجیہہ | [illegible] |
| [illegible] | ۱ | مقرر | قبلہ مقرر | ″ | ۱۷ | کہ تم نے | [illegible] |
| ۳۱۰ | ۱ | بتین گے | بن گئے | ″ | ۲۳ | اور البد | [illegible] |
| ۳۱۶ | [illegible] | کے بہانے | کے سامنے | ۳۲۰ | ۴ | ملے ہوئے | [illegible] |
| ۳۱۹ | [illegible] | توجیہ | توجہ | ۳۲۱ | ۵ | قبل کیا | قبل |
| [illegible] | | | | ۳۲۹ | ۴ | اوس مین بہی | اوس |
| ″ | ۴ | توجیہہ | توجہ | ۳۳۳ | ۶ | کیون نہ ہو | کیون |

# ناظرین کرام!

رسالہ [illegible] القرآن کی اشاعت مین حتی الوسع کوشش فرماتے

ہماری [illegible] فلاح قرآن کریم کے مضامین عام علم ہے بہی

[illegible] مسلمانون کے ہندو عیسائی اخبار بہی باآواز بلند مسلمان

[illegible] کے لیئے دیکھئے ہمعصر معزز سول ملٹری گزٹ لاہور ایک

[illegible] ۱۹ [illegible] وطن مین درج ہے

Marfat.com

معرفت ہو جائے یا عقیدہ قدرت ... حکم ... راسخ ہو جائے مطلب

... اشیات کا تحقیقی علم حاصل کرنا ہر انسان پر فطرۃً واجب ہے جیساکہ انسانی فطرت ... وجوب کو خود

... محسوس کرتی ہے۔ اور اسلام بتاکید اوس کا حکم دیتا ہے۔ پھر اسلام کو علم حکمت کا منافی کہنا اور تمدن کا

... بتانا جب کہ تمدن علم و حکمت ہی کا نتیجہ ہے۔ اسلام پر یورپ کا بہتان نہین تو اور کیا ہے؟

... جب مسلمان کتاب و سنت سے باخبر تھے۔ اور ان پر عمل کرتے تھے۔ تو علم و حکمت ... اور حقائق

... اشیات کی تحقیق اون کا شیوہ تھا۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمن۔ اسی لیے علم و حکمت مین ... کا پلہ دنیا

... بھاری تھا۔ اسلاف کی تالیفات و تصنیفات ہمارے اس دعوی کا زندہ ثبوت ہین۔ لیکن جب سے

مسلمان کتاب و سنت سے بے خبر ہوے اور بے معنی آمنا صدقنا اون کا ورد ٹھیرا۔ اور خود تحقیق کرنے

کی بجائے غیرون کے محقق و نامحقق اقوال و آراء کو وحی آسمانی سمجھنے لگے۔ نہ صرف علم و حکمت ...

اون کو الوداع کہا۔ بلکہ اون کا شوق بھی ناپید ہو گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ (١٦٥) اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ

اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (١٦٦)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ

ترجمہ اور آدمیون مین ایسے بھی ہین جو غیر اللہ کو اللہ کا مثل (برابر کا) بنانے ... اون سے

... ہی محبت کرتے ہین۔ جیسی کہ اللہ سے کرنی چاہیے۔ مگر جو لوگ ایماندار ہین وہ اللہ ہی سے

... محبت کرتے ہین۔ اور کاش کہ ظالم جیساکہ عذاب کے وقت ... گے ...

کے وقت ...

اللہ [illegible]

لگین [illegible]

یہ ہم ہے [illegible]

وہ دوزخ سے نہین نکلنے [illegible]

**تفسیر** دونون آیتین بر معنوی آیۃ الٰھکم الٰہ واحد سے مربوط ہین کیونکہ خدا تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ تمہارا معبود تو وہی ہے جس نے تمہین پیدا کیا۔ پالا۔ پرورش کیا عقل تمیز دی۔ تاکہ کائنات کو دیکھ کر خدا کی ہستی اور اوسکی وحدانیت کے قائل بنو۔ لیکن چونکہ اعتقاداً اور عملاً سب ایسے ہی نہین ہوتے یا نہ تھے۔ اس لیئے پھر آگاہ کیا کہ باوجودیکہ توحید کے دلائل سے کائنات بھری ہوئی ہے۔ اور ذرہ ذرہ اظہار قدرت وحکمت کے ساتھ توحید کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ وفی کل شیٔ لہ آیۃ + تدل علیٰ انہ واحد۔ مگر پھر بھی ایسے آدمی ہین جنھون نے معرفت وعبرت کی آنکھین بند کرکے خدائے واحد کے بہت سے سہیم وشریک ومثل ومانند بنا رکھے ہین۔ اور ان سے ایسی محبت رکھتے ہین۔ جیسی کہ خدا سے رکھنی چاہیئے۔ یہ لوگ گویا خدا کی ہستی کے قائل ہی نہین ہو سکتے۔ اس لیئے کہ خدا پر ایمان رکھنے کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ وہی سب سے محبوب ہو۔ کیونکہ محبت ہوتی ہے محبوب کی عزت وکمال کے موافق۔ اور خدا سب سے بڑا اور سب سے کامل وہی منعم حقیقی ہے اور وہی سب سے بڑا محسن۔ لیکن جب اس کے بہت سے ہمتا اور مثل بنائے جاتے ہین۔ تو پھر ایسے وہم پرستون اور خیالی خداؤن کے ماننے والون کے دل مین خدا کی محبت کا تصور کیونکر آسکتا ہے۔ اور یہ کیونکر وہ اوس کے حقوق وواجبات کو سمجھ اور صرف اسی کی محبت کے گرویدہ ہو سکتے ہین۔ لاریب یہ خدا کی ہمتا اور مماثل ٹھیرانے والے اور خدا سے ایسی محبت کرنے والے بڑے ہی کور باطن۔ ناحق شناس اور ظالم اور حق یہی ہے کہ آخرت مین عذاب مین ڈالے جائین۔ آج تو یہ اپنے انداد کو بہت کچھ سمجھ بڑے قادر ومختار ایسے ویسے جانتے ہین۔ لیکن جب عذاب کا سامنا ہوگا۔ اور [illegible] ہوگا کہ خدا کا شریک [illegible] کوئی نہین کہ کام آسکے۔ اور تمام طاقت وقدرت [illegible]

اور حقیقت حال [illegible]

Marfat.com

... اون سے تبرا کرین گے
... اور ون ... کی اور حسرت و اندوہ کے
... لوگ ... ایک ... جاوے ... ہم بھی ان
اسیطرح تبرا کرین۔ جیسے اونہون نے یہان ہم سے ... اور کنارہ کیا ہے۔ بے
... دن یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اوسی دن یہ لوگ اپنے کرتوتون کو دیکھ کر حسرت و اندوہ سے ... ملنگیان
... گے۔ لیکن اوس وقت کی ندامت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ آتش دوزخ سے ...
ہو سکیگا۔ کاش اس پیش آیند کو بھی جو آگے ایک دن ضرور پیش آنی ہے یہ معتقدان انداد
... سمجھ لین۔ اگر سمجھ لین گے۔ تو فوراً انداد اور اون کی محبت کو چھوڑ دین گے۔ اور انہین
یقین ہو جائے گا۔ کہ واقعی خدا ایک ہی ہے (والھکم الہ واحد) اور صرف اسی سے محبت
کرین گے (والذین امنوا اشد حبا للہ) اور تمام بُرے انجامون سے بچ جائین گے
(الا الذین امنوا)

انداداً۔ جمع ہے ند کی۔ اور ند کہتے ہین مانند و مماثل کو۔ اور ماسوی اللہ کو اللہ کی مانند ماننے
کی دو صورتین ہین۔ یا تو یہ کہ کسی غیر کو اعتقاداً خدا کی خدائی مین شریک کر لیا جائے۔ جیساکہ یہود و
نصاریٰ نے عزیر و مسیح کو ابن اللہ بنایا۔ اور خدا کے خاص اوصاف و کمال کو اون کی طرف
منسوب کرتے۔ اور خدا کے اختیار مین اون کو شریک سمجھتے ہین۔ اور تثلیث کو داخل ایمان و اعتقاد
جانتے ہین۔ جیسے کہ بیٹے کو عموماً باپ کے اوصاف و اعمال مین دخل ہوتا ہے۔ یا یہ کہ زبان سے تو
خدا کے شریک و سہیم کا اعتراف نہین ہے۔ اور اوس کو واحد ہی مانتے ہین۔ لیکن کام ایسے کرتے
ہین جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوصاف خداوندی مین غیرون کو شریک بنا رکھا ہے۔ یعنی جو باتین
مخصوص بخدا ہین۔ اون کا اظہار غیرون کے ساتھ کرتے ہین۔ جو لوگ ایسا کرتے ہین۔ اگرچہ وہ زبان
سے اپنے شرک کا اقرار نہین کرتے۔ لیکن اون کے اعمال گواہی دیتے ہین کہ درحقیقت پہلا ...
... ہی اون مین موجود ہوتا ہے۔

جیسے انداد کے ماننے والے دو قسم کے ہوتے ہین۔ ویسے ہی مقتضائے عقل و قیاس ہے کہ ند
... ہین۔ ایک وہ کہ جنہون نے اپنے آپ ... شریک ... ٹھیرایا ...
... ہین اور ... بعد اللہ کا شریک
... گئے۔ جیسے کہ عزیر و مسیح

[illegible]

اون خدا کے نیک بندون اور رسولون [illegible]

ہم مسلمانون نے خدا کے عاجز بندون کو خدا کے انبیاء [illegible]

[illegible] کو واسطہ ٹہراتے ہین بلکہ مختارِ کل سمجھ کر اون سے دعائین مانگتے ہین۔ اون کی کبر[illegible]

کہتے ہین۔ اون کے مرقدون کے سامنے اسیطرح ہاتھ باندہ کر کھڑے ہوتے ہین۔ جیسے کہ نماز

وقت قبلہ رو [illegible] کر۔ حالانکہ جن محبانِ خدا اور نیک بندون یا اون کی قبرون کے ساتھ ہم مسلمان

ایسا کرتے ہین۔ اونہون نے زینہار ایسا کرنے کی اجازت نہین دی۔ اور تاحیات کسی کے ایسے فعل

بنظرِ استحسان نہین دیکھا۔ بلکہ ایسا کرنیسے منع کرتے رہے۔ حتی کہ بانی واتی روحی فداہ محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بے اختیاری و بے چارگی کی بابت یہ وحی خداوندی امت کو سناتے رہے

قل لا املک لنفسی نفعًا وضرًا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت

من الخیر ومامسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون (اے محمد لوگون

سے کہدے کہ مین اپنے لیئے بھی بھلائی برائی کا اختیار نہین رکہتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اگر مین غیب

بات جانا کرتا۔ تو فائدہ و نفع اپنے لیئے زیادہ کرلیتا۔ اور مجھو کوئی نقصان کبھی نہ چھوتا۔ مگر مین

تو صرف ایمانداروں کو ڈرانے اور بشارت دینے والا ہون۔ اور باین اندیشہ کہ کہین امت

یہود و نصاری کی طرح گمراہ ہو کر مرقد نبوی کو نہ پوجنے لگ جائے۔ آپنے فرمایا لا تتخذن قبری

صنما (میری قبر کو بت نہ بنا لینا) رسول سے بڑہ کر (اور پھر رسول بھی خاتم النبیین) ابن آدم

کیا مرتبہ پاسکتا ہے۔ لیکن ہم مسلمانون کی یہ حالت ہے کہ رسول اللہ کا تو بڑا مرتبہ ہے۔ سینکڑون

خدا کے اور نیک بندون کو بھی جنہون نے کبھی اختیار قدرت کا دعوی نہین کیا۔ اور با تبلیغ

قبر پرستی سے منع کرتے رہے۔ مختار مطلق سمجھے ہوئے ہین۔ بلکہ خدا سے بھی بالاتر۔ کہ خدا اون

کو ٹال ہی نہین سکتا۔ خدا کی مشیت مین اون کو دخل ہے۔ اور خدا کی مرضی اون کی مرضی

ہے۔ کوئی آئمہ کو یہ رتبہ دیتا ہے اور کوئی اولیاء کو۔ اور اسی اعتقاد پر اکتفا نہین

بلکہ اون کی قبرون کے سامنے سجدے ہوتے ہین۔ اور بصورت نماز دست بستہ

کی طرح قبلہ کی شبیہ [illegible] کر اون سے دعا مانگی جاتی ہے

پڑہنا تو ایک عام بات ہے [illegible]

غرض مسلمانون کا فعل [illegible]

[illegible] کرنے کو [illegible] ورنہ اون سے اس کی کچھ
[illegible] گی

[illegible] دوسری قسم کے انداد وہ ہین جنھون نے لوگون کو گمراہ کرنے دنیا کمانے اور اپنی گرم بازاری [illegible] ایسے دعوے کیے جن کو بندگی و بیچارگی کی نسبت خدائی اور عز و برتری سے زیادہ تعلق [illegible] لوگون نے اون کے دعوے کو مان کر ان کا اتباع کیا۔ اور خود بھی ڈوبے اور دوسرون کو بھی [illegible] ڈوبے (ضلوا واضلوا) ان سے ان کی بد کرداری اور بد تعلیم کی ویسی ہی باز پرس ہوگی [illegible] جیسی کہ ان کو ماننے والون سے۔

یہ آیت اصل مین تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے حق مین نازل ہوئی تھی۔ جن مین نزول [illegible] قرآن کے زمانہ مین انداد کا بڑا زور تھا۔ یعنی جیسے اون لوگون کو خدائی مین شریک سمجھا جاتا تھا۔ [illegible] بھی ایسے دعوی کے مرتکب نہین ہوئے تھے۔ ویسے ہی بہت سے گمراہ و گمراہ کن رہبان و ربیون [illegible] خدائی کے دعوے کر رہے تھے۔ اور سب مانے جاتے تھے۔ لیکن اسلام مین بھی آگے چل کر جیسے اول [illegible] قسم کے انداد کا ماننا پوجنا شروع ہوا۔ ویسے ہی گمراہ و گمراہ کن لوگون نے وہ دعوے کیے۔ جو [illegible] کے سوا کسی کو زیب نہین دیتے۔ اور لوگون نے اون کے دعوون کو مانا۔ اور اون کا اتباع [illegible] اب بھی ایسے لوگ موجود ہین۔ آنکھون سے دیکھ لو۔ اور کانون سے اون کے حالات سن لو۔ [illegible] جبرائیل کے نام پروانہ لکھتے اور حکم بھیجتے ہین۔ کہ جنت مین اس مرنے والے کو یاقوت یا موتی کا [illegible] محل باین ساز و سامان دیدینا۔ یا اے مالک دوزخ اسے اسفل السافلین پہونچانا۔ ایسی فی [illegible] رت کو تعین نے بھی دیکھا ہے۔ جس کو دعوی ہے کہ دو لاکھ مرید تک مجھو اپنے ساتھ جنت [illegible] لیجانے کی اجازت پیر سے حاصل ہے۔ اب بتاؤ کہ جب از خود انداد بننے والون کی یہ حالت [illegible] اور نہ بردستی انداد بنائے ہوئے بزرگون کی نسبت یہ اعتقاد و ارادت ہو۔ تو پھر کیونکر انداد [illegible] مسلمانون کو خدا سے وہ تعلق ہو سکتا اور وہ محبت ہو سکتی ہے۔ جو ہونی چاہیے۔ وہ لامحالہ [illegible] مفروض انداد سے ویسی ہی محبت کرتے ہون گے۔ جیسی کہ خدا سے کرنی چاہیے۔ یا کم از کم [illegible] ون کو خدا سے ہوگی۔ اوتنی ہی انداد سے بھی ہوگی۔ اس لیئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ [illegible] حب اللہ اگرچہ یہود و نصارے اور مشرکین کے حق مین آیا تھا۔ اور والذین امنوا اشد [illegible] کے مضمون کے [illegible] اس وقت مسلمانون کا بڑا حصہ جزو اول کا [illegible] بہت سے مسلمان دوسرے جزو کے مصداق بنے

Marfat.com

ہوئے ہیں ...

للہ صادق آ سکے نادر ہی کا حکم رکھتے ہیں ...
قریب تر زمانہ کے مسلمان تھے۔ جنہوں نے خدا کی محبت کے آگے ...
اور کبھاہ باپ کو۔ دشمن خدا کو دشمن سمجھے۔ اور قرابت کی محبت ان کے دلوں کو ابھی
سکی۔ نابرداشتنی ایذائیں سہیں۔ گرم لوہے کے داغ کھائے اور نہ خدا کی محبت سے مونھ
کم ہیں اب ایسے لوگ کہ مال و دولت کی خاطر۔ زن و فرزند کے باعث ظلم وجفا کے خوف
حاکم و بادشاہ کے سامنے خدا سے اور اوس کی محبت سے مونھ نہ موڑ لیں۔ یہ چیزیں بھی ایک قسم
ہی ہیں۔ جب کہ اون کی محبت خدا کی محبت سے باز رکھے۔ کیونکہ ند کے معنی جھگڑنے والا بھی ہیں
جسکی محبت خدا کی محبت سے جھگڑا کرے۔ اور اس کی اعلیٰ ترین محبت میں شریک ہونا یا اوس
فوق لیجانا چاہے۔ وہ ہی ند ہے۔ اور اون کی محبت سے متاثر ہونے والا انداد پرست
کی کامل نشانی یہی ہے کہ اوس کا پیارا اور محبوب سب سے زیادہ خدا ہی ہو۔ والذین
اشد حبا للہ۔

ولو یری الذین ظلموا ..... الآیۃ اس آیت کا ترجمہ باین تقدیر کیا گیا ہے کہ
یری الذین ظلموا ما یرون اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعا
القوۃ للہ جمیعا بیان وتفسیر ہے ما یرون کی۔ بعض مفسرین نے لو یری کی جزا
نکالی ہے۔ اور ان القوۃ للہ کو اوس کا مفعول ٹھیرایا ہے۔ اور اکثر مفسرین نے
للہ کو لو یری کا مفعول قرار دے کر جزا کو محذوف مانا ہے۔ اس صورت میں آیت
یہ ہونگے کہ جن لوگوں نے شرک کرکے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ وہ اگر دیکھیں کہ تمام قد
اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور قیامت کے دن عذاب دیکھ کر شدت عذاب کو معلوم کریں
ندامت وحسرت سے اونکی وہ حالت ہو جائے گی۔ جو کسیطرح بیان میں نہیں آسکتی

ایک صورت یہ بھی ہے لو یری کا فاعل عام مان کر محذوف ومقدر ...
جواب شرط قرینہ ہونے کی وجہ سے محذوف قرار دیا جائے۔ اس حالت میں آیت
ہوگا۔ کہ جب کہ ظالموں کو عذاب دیا جائیگا اگر اس وقت کی حالت کوئی دیکھ ...
طاقت اللہ ہی میں ہے۔ ہم نے پہلی ... اس لیے ...
نہیں ہے جیسا کہ ...

...طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
...اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٣﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ
...تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ
...اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٦٥﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ
الَّذِىْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ
فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٦﴾ **ترجمہ** اے لوگو زمین کی چیزون مین سے جو حلال و پاکیزہ ہین
انہین کھاؤ۔ اور شیطان کے قدم پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تم کو بُرے کام اور
بے حیائی اور اسی بات کا حکم کرے گا کہ تم اللہ کی نسبت ایسی باتین کہو۔ جن کو تم جانتے بھی
نہین ہو۔ اور جب اون سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے اوتارا ہے۔ اوس پر چلو۔ تو وہ کہتے
ہین نہین بلکہ ہم اوس راستہ پر چلین گے۔ جسپر اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا ایسی حالت
مین بھی کہ اون کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہون۔ اور نہ انہین راستہ معلوم ہو؟
۔ اون کافرون کی مثال اوس آدمی کی سی مثال ہے۔ جو پکارتا ہے ایسے (بے عقل) کو جو
پکار کے سوا اور کچھ سُنتا ہی نہین یہ بہرے ہین۔ گونگے ہین۔ اندھے ہین کہ سمجھتے ہی نہین
**تفسیر** اس سے پہلے انداد اور انداد پرستون کی کج روی و گمراہی اور اون کے اعمال کی
...ت کا بیان آچکا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے بعض انداد (دوسرے نوع کے) اپنے آپ کو
...نے انسانی مرتبہ سے بالاتر ظاہر و ثابت کرتے ہین۔ ویسے ہی بعض نفسانی غرضون کی وجہ سے
...حلال چیزون کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیتے ہین۔ جیسا کہ تقریبًا ہر مذہب و ملت کے
...خود غرض علماء نے اپنی شریعت و کتاب کے خلاف اپنی طرف سے حلت و حرمت کے احکام مقرر
...اور لوگون نے بغیر اس کے کہ حلت و حرمت کی دلیل اور اون کا ماخذ دریافت کرین۔
...کہ عالم کا قول ہی حلت و حرمت کی کافی سند ہے۔ اون احکام کی پیروی کی اور اب
...چونکہ اس قسم کی حلت و حرمت کا ماننا بھی درحقیقت انداد ہی کا ماننا ہے لہٰذا
...لوگون کی ہدایت اور انداد کو بے حقیقت ثابت کرنے کے لیئے عام حکم فرمایا۔ یا
...کلوا مما فی الارض حلالًا طیبًا و لا تتبعوا خطوات الشیطان انہ
...اللہ کے نقش ... پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا

دشمن ہے۔ جو تم کو حلال چیزون ...

جو چیزین زمین مین ہوتی ہین۔ اون مین سے ...

پیدا کی ہین۔ اون سے روکنا ہمارے حکم سے اور مشیئت سے جنگ کرنا ہے۔

حلال وہ ہے جس کو خدا اور رسول نے حلال کیا ہو (جس کی تفصیل انشاء اللہ ہم ... آیت حلت و حرمت کی ذیل مین بیان کرین گے) حلال کے ساتھ طیب کی قید اس لیے لگائی کہ بہت سی چیزین بذاتہا تو حلال ہوتی ہین۔ لیکن بالعرض کھانے کے قابل نہین ہوتین ... اور شرعاً بھی۔ جیسے کسی کھانے مین نجاست گر جائے۔ اور وہ کھانے کے قابل نہ رہے۔ طیب کی قید سے وہ حلال چیزین بھی خوردنی نہ رہین۔ جو کسی خارجی سبب سے کھانے کے قابل نہ رہی ہون ... غصب کی ہوئی۔ چُرائی ہوئی۔ رشوت و دغا سے حاصل کی ہوئی چیزین۔ یا آج کل کے درویش ... رہزنون کی نذر و نیاز تحف و ہدایا وغیرہ یا امراء و سلاطین کو اون کے حسب منشاء کھینچ تان کر خلاف شرع فتوی دے کر نقد و منصب سے جو آمدنی ہو۔ طیباً کی قید سے یہ اور اس قسم کی اور تمام باوجود ذاتی حلت کے حرام اور ناخوردنی ہوگئین۔

انما یامرکم ... الآیۃ یہ آیت علت ہے نہی لاتتبعوا کی۔ یعنی گمراہ کن انداد و شیاطین کے کہنے پر نہ چلو۔ کیونکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہین۔ اور تم کو بُری باتون کا حکم دیتے ہین۔ جن مین بعض باتون کی بُرائی عقل سلیم کو ابتدا ہی سے معلوم ہو جاتی ہے۔ اور بعض کی برائی ... بعد جا کر معلوم ہوتی ہے۔

وأن تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ اور تم سے اللہ کی نسبت ایسی باتین کہلا... ہین جن کو تم نہین جانتے۔ حقیقت مین یہ فعل سب سے زیادہ بدترین فعل ہے۔ اس ... اعتقاد و تخریب شریعت کا باعث ہوتا ہے۔

لوگ نزول قرآن کے وقت اللہ کے بارہ مین کیا تہمتین باندھتے تھے؟ یہ بات ... ہے یہی کہتے تھے کہ اللہ کے بیٹے ہین۔ بیٹیان ہین۔ وہ جسم بن کر دنیا مین آیا۔ شک ... بتون کو انبیاء اور صلحاء کو خدا کی مشیئت مین دخل ہے۔ شفاعت کی طاقت حاصل ہے ... ماننے والون کی حاجت روائی کرتے ہین۔ خدا اور بندون کے مابین واسطہ ہین ... باتین اس وقت بھی لوگ کہتے تھے۔ اور اب بھی کہتے ہین ...

کو خود ... [illegible]

Marfat.com

[illegible] الٰہ[illegible] نے حکم دیا کہ ایسے شیطانون کا اتباع نہ
[illegible] جانو اور اون کے کہنے سے اللہ کے بارہ مین وہ باتین نہ کہو جن کو تم خود بھی
[illegible] جانتے ہو۔

خطاب ایہا الناس مومن وغیر مومن دونون کی طرف اور عام ہے۔ اس لیئے غیر مسلم کو چاہیئے
[illegible]وہ عقل سے کام لے۔ اور غرض مندون کی تعلیم و تلقین کو جانچے۔ اور مسلمان ہے تو ہدایت کرنے وا[illegible]
[illegible]دینی مسئلہ بتانے والا کیسا ہی بزرگ صورت ملک سیرت کیون نہ ہو۔ اوس کے قون کو کتاب و
سنت کے حوالہ کیئے بغیر تسلیم نہ کرے۔ یہی ایک صورت ہے کہ آدمی جس کے ذریعہ شیطان کی پیروی
سے بچ سکتا ہے۔ اور جو کچھ دین و شریعت کے بارہ مین کہے۔ جانکر کہہ سکتا ہے۔ جس کا حکم خدائے
تعالیٰ نے آیہ مذکور مین التزامی طور پر فرمایا ہے۔ اسی شیوہ و طریق کی بدولت قرون اولیٰ کے
مسلمان مسلمان رہے۔ اور جو کچھ موںھ سے نکالا۔ جاننے اور سمجھنے کے بعد نکالا۔ اور بغیر تحقیق کے کبھی
کوئی بات کسی راوی و ناقل کی ثقاہت پر اعتماد کرکے کورانہ تقلید کے طور پر نہ مانی۔ اپنے مذہب
سے رجوع کیا۔ دوسرے کی خبر کو، رائے کو اختیار کیا۔ یعنی تقلید کی۔ لیکن وہ تقلید جو تحقیق کی
[illegible]م پایہ ہو جانے کی وجہ سے بہ نسبت تقلید کے تحقیق کہے جانے کی مستحق ہے۔ اسلام کی پہلی اور
دوسری صدی مین مسلمانون کی یہی حالت رہی۔ حتیٰ کہ اوس زمانہ کا عامی بھی مسائل دین کو
[illegible]لیل و سند و ماخذ جانتا تھا۔ اور اس زمانہ کے علمار کا طریقہ تعلیم و تلقین بھی یہی تھا کہ جیسے
[illegible]ل پوچھتا کہ اس بارہ مین خدا اور رسول کا کیا حکم ہے۔ ویسے ہی وہ بھی کتاب و سنت کے حوالہ
سے جواب دیتے۔ اگر دونون مین سوال کا جواب موجود نہ پاتے۔ تو سلف صالحین کا عقیدہ یا
عمل بیان کرتے۔ جب دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی مین علمار کرام نے استنباط احکام
اور اصول سے فروع نکالنے شروع کیئے۔ تو سلف کے طریقہ پر اونہون نے بھی احکام کو مع دلیل
[illegible]ن کرنا شروع کیا۔ انہین حاملان دین مین سے ائمہ اربعہ بھی تھے۔ جنہون نے بالاتفاق مانا کہ
جائز نہین ہے کہ اون مین سے کسی کے قول و رائے کو بغیر اوس کی دلیل معلوم کیئے اختیا[illegible]
[illegible]نہ بھی کہ اگر اون کا کوئی قول یا اون کی کوئی رائے کتاب و سنت کے خلاف پائی جائے۔ تو
[illegible] کر دینی چاہیئے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا
[illegible] من این قلنا (کسی کو روا نہین ہے کہ ہمارے قول کو اختیار کرے۔ جب تک کہ یہ
[illegible] کہان سے لیا ہے) مالک ابن انس نے فرمایا انما انا بشر اخطی و اصیب

والسنۃ فامرکی [illegible]

ہون پس جو بات کتاب اور سنت کے موافق پا[illegible]

اوسے چھوڑ دو۔اس کے بعد قرون وسطے مین علمائے مقلدین کا زمانہ آیا۔جنھون نے

قول کو عامی کے لیئے اس بنا پر بمنزلہ دلیل کے قرار دیا۔کہ اگر اوس کو حدیث پہونچی

اوسپر عمل کرتا۔تب بھی اسی نتیجہ کو پہونچتا۔ان بزرگون کے بعد ایسے لوگون کا زمانہ آیا۔جو

تقلید مین گھس پڑے۔اور لوگون کو کتاب وسنت سے احکام لینے سے روکنے اور کتاب وسنت

کے سمجھنے کی کوشش کرنے والیکو منحرف از راہ کہنے لگے۔اس وقت سے لوگون نے اقوال علماء

دلیل وسند کے بغیر اتباع شروع کیا۔اور صرف انہین کے کہنے پر اعتقاد وعمل کر کے اونکو ایک

طرح انداد بنالیا۔اور وہ باتین کہنے لگے۔جن کو درحقیقت خود نہین جانتے تھے۔احناف مین

تو بعض علماء (کرخی) نے یہانتک غلو کیا کہ کہدیا اصل فقہی حکم امام ابوحنیفہؒ اور اون کا

کاہے۔اگر کتاب وسنت ان کے احکام کے موافق ہین تو فبہا۔نہین تو کتاب وسنت کی تاو[illegible]

کرنی واجب ہے۔حالانکہ امام ابوحنیفہ رح کہتے رہے کہ سنت وقول صحابہ کی مخالفت کے وقت

قول کو چھوڑ دو۔اترکوا قولی لقول رسول اللہ ۔اترکوا قولی لقول الصحابہ

بعد علمائے متاخرین نے تجویز کیا۔کہ چونکہ اُمت جاہل ہے۔اور دین کے اصول وفروع

بالکلّ واقف نہین۔اور یہ ہو نہین سکتا۔کہ اسلام کے ماننے والون کی تکفیر کردیجائے۔او[illegible]

ممکن ہے کہ عقائد مع الدلیل اور احکام مع العلل حاصل کرنے پر اون کو مجبور کیا جائے۔اس

اس کے سوا کوئی چارہ نہین ہے کہ عامی کے لیئے تقلید فی الاصول کو جائز رکھا جائے۔یعنی

تقلیداً اللہ اور اونکی صفات اور رسالت ورسل پر اور غیب کی باتون پر۔جو نص قطعی سے

ہو چکی ہین۔ایمان لے آنا اوس کے لیئے کافی ہو۔اور جب اعتقادی اصول ہی مین [illegible]

ہوگئی۔تو فروع عملیہ مین بطریق اولی جائز ہونی چاہیئے۔اور اس وقت یہ حالت

واجب سمجھی جاتی ہے۔یہ تمام باتین اسلاف اُمت کے خلاف اور امت کو جاہل

رکھنے کا موجب ہین۔تاکہ امت عموماً ولقد ذرءنا لجہنم کثیراً من الجن [illegible]

لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون [illegible]

بہا اولئک کالانعام بل ہم [illegible]

[illegible] قرآن مجید مین بھی
[illegible] انہی سے شروع ہوتا
[illegible] خاص طور پر اس بیان کو مد نظر
[illegible] اس سورت مین کچھ آگے بڑھ کر گا تو قرآنی
[illegible] تو تین آیتیں مقبول از عام ہوا کہ اب
[illegible] نام لکھ دیا جاتے ہین الم جیسے حروف جو قرآن مجید
[illegible] مین سورتون کی طرح پڑھے جاتے ہین - اور مقطعات
[illegible] ہین

[illegible] اصحاب مین مختلف ہین مگر یہ حروف کیون آئے ہین - اور ان کے
[illegible] لیکن اکثر قوی کا اتفاق اس امر پر ہے کہ یہ سورتون کے نام ہین - اور بکنایہ لطیف
[illegible] کہ دیکھو یہ کلام ایسے ہی حروف تہجی سے تو مرکب ہے - جن سے کہ تمہارا
[illegible] مقابلہ مین ایسا کلام نہین پیش نہین کرسکتے - چاہتے ہو اور
[illegible] کلام الہی نہین - تو اور کیا ہے ؟ محمدؐ ہی کا بنایا ہوا ہے تو تم کیون
[illegible] نہین لاسکتے - اگر تم کو کچھ دم دعوی ہے - تو اتنا اور بتادیا جاتا ہے کہ
[illegible] باقی حروف تہجی سے زیادہ آئین گے - جو شروع سورہ مین بتائے
[illegible] اس کلام کو منزل من اللہ سمجھ کر خدا اور
[illegible]

[illegible] قرآن مجید مین واقع ہوا ہے اسلئے اکثر مفسرین
[illegible] لیکن درحقیقت یہان کتاب سے مراد تمام
[illegible] بلکہ صرف یہی سورت مراد ہے - یعنی الم یا البقرہ - پھر
[illegible] کی طرف [illegible] بعضوی اور مقدر کی
[illegible] یون کرتے ہین کہ اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے
[illegible] کتاب کے [illegible] ہونے
[illegible]

... حالانکہ خدا تعالی اپنے حق مین
... کو منع کرتا ہے جن کو درحقیقت وہ جانتے اور سمجھتے ہی نہ ہون ولا
... خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین انما یامرکم ...... ان تقولوا علی اللہ
... تعلمون۔ قل انما حرم ربی الفواحش ........ وان تشرکوا باللہ مالم
... بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ شاید کوئی کہے کہ علم کے لیے اتنا
... ہے کہ جزئی آگاہی ہو جائے۔ اگرچہ حجت وعلت کا علم نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی
... ہی علم ہی نہین۔ علم نام ہے پورے طور پر سمجھنے کا۔ لیکن اوس کے لیئے یہ ضرورت نہین کہ مثلاً
... کو متکلمین کے طریقہ پر منطقی دلائل کے ساتھ عقائد کے مسائل حاصل کرنے پڑین۔ یہ علم تو باین خصوصیات
صحابہ کرام کو بھی جو سب سے بہتر مسلمان تھے۔ حاصل نہ تھا۔ بلکہ اثبات مسائل مین جو قرآن کا طریقہ ہی
اسباب وعلل کے بیان کرنے مین جو اس کی روش ہے۔ اختیار کرنی چاہیئے۔ اور قرآن کا خطابی
طریقہ استدلال ایسا دلنشین اور آسان ہے۔ کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی اوس سے پورا علم حاصل
... سکتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے باوجود ان پڑھ ہونے کے حاصل کیا۔ اور پورے عالم وفقیہ بن گئے۔
... مسائل حلال وحرام اور واجبات وسنن اون کی دلیلین متواتر اور باعث بصیرت اور عمل پر
... وہ کرنے والے ہونے کے علاوہ اس قدر سہل ہین۔ کہ اون کی سہولت سے زیادہ سہولت وہم و
... ن مین بھی نہین آسکتی۔ ہان کچھ فروع دقیق بھی ہین۔ جو احادیث غیر متواترہ سے مستنبط ہوتے
... ن۔ اون کے متعلق سلف صالحین کا یہ مسلک رہا ہے کہ اون مین سے جو بات کسی کو یقینی طور
معلوم ہو گئی۔ اوس نے اوس پر خود عمل کیا۔ اور کسی کے حق مین اسکا حاصل کرنا اور پھر اوس پر عمل
... نا واجب نہین ٹھیرایا۔ ایسے ہی فروعات سی البتہ عامی معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ اور ایسی فروعات
... ن جبکہ اوسے کسیطرح سے پہونچین تحری سے کام لے سکتا ہے۔ اس طریقہ کے اختیار کرنے مین نہ
... ن کا کوئی دینی حرج ہے۔ اور نہ کوئی بڑی مشقت ہے۔ برخلاف اس کے جو روش کو رانہ تقلید
... ن مین پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اگرچہ اب تک کچھ کم دین وشریعت سے بےخبر نہین کر چکی۔
... پر اوکی صورت مین سخت اندیشہ ہے۔ آیندہ وہ رہے سہے دین کو بھی بالکل بھلا بیٹھین۔
... باپ دادا کی بعض مراسم اون مین رہجائین۔ اور وہی حالت ہو جائے جو آگے کی آیت
... لھم ... ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان
... ن ... از تفسیر الثنا ...

[illegible]

کہ شیطان اغوا کرکے حکم دیتا ہے کہ خدا کی نسبت وہ باتین [illegible]
جن کو تم کتاب اللہ سے یا رسول موحی الیہ کی سنت سے نہین جانتے ہو۔ مثلاً یہ کہ فلان [illegible]
کے درمیان واسطہ ہین۔ خدا جو کچھ کرتا ہے اونہین کے واسطہ سے کرتا ہے۔ یا یہ کہ فلان مال [illegible]
زکوۃ ہے۔ اور فلان پر نہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ سب ایسی باتین ہین جو اصل دین کی ط[illegible]
منسوب کی جاتی ہین۔ حالانکہ کتاب وسنت مین انکا کہین پتہ نہین ہے۔

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ ...... انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ جب وہ کورانہ [illegible]
اور رائے و درایت سے کام نہ لینے کا عادی ہو جاتا ہے۔ تو اپنے اوسی رسم و رواج کو حق سمجھنے لگ
جاتا ہے جسپر کاربند ہے پھر اوس کے سامنے کیسی ہی حق بات کیون نہ پیش کی جائے۔ اور
کیسی ہی صریح کیون نہ ہو۔ اور کیسی ہی زبردست دلائل سے ثابت کیون نہ کی جائے [illegible]
یہی کہتا رہتا ہے کہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ ہم تو انہین باتون پر چلین گے جن پر اپنے باپ داداؤن کو [illegible]
دیکھا ہے۔ جن چیزون کو وہ برا اور حرام سمجھتے تھے۔ ہم بھی حرام سمجھین گے۔ جن کو وہ اچھا [illegible]
حلال جانتے تھے ہم بھی اچھی اور حلال سمجھین گے۔ مذکورہ بالا آیت ایسے ہی فاقد العقل لوگ[illegible]
حق مین آئی جو اپنے رسم و رواج کے موافق بہت سے طیبات سے بھی اجتناب کرتے اور حلال [illegible]
حرام سمجھتے تھے۔ چونکہ وہ کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً کے بارہ مین بھی حجت پیش کرتے
تھے۔ کہ ہم اپنے اسلاف کے خلاف کیونکر کرین۔ ہم تو انہین کے راستہ پر چلین گے۔ اس [illegible]
تعالیٰ نے اون کی معقولیت کے لیئے فرمایا اولو کان اباءھم ...... الخ کہ کیا وہ [illegible]
اباؤ اجداد ہی کے نقش قدم پر چلین گے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا طریق عمل کے پابند [illegible]
رہے ہون نہ اور اعمال و اخلاق مین اعتدال کا راستہ نہ بھی پا سکے ہون۔ اور دین [illegible]
سے ناواقف ہی کیون نہ رہے ہون۔

آیہ مذکورہ اگرچہ خاص حکم کے بارہ مین اور خاص لوگون کی شان مین نازل ہے [illegible]
بیان کے لحاظ سے عمومیت کو لیئے ہوئے ہے۔ اور دین کی ہر بات کو شامل اور [illegible]
تنبیہ اور ما و شما سب کے لیئے باعث عبرت ہے۔

شائد کوئی کہے کہ آیہ اولو کان اباء ...... ان لوگون [illegible]
حق کو نہ سمجھا [illegible]

Marfat.com

[illegible] معلوم ہوا کہ متبوع و امام جانتے اور سمجھو والا تھا جب کہ متبوع کی دلیل ہی سے واقف نہ ہو؟ ہان اگر اس نے طریقہ استدلال مین امام کا اتباع کیا۔ اور از راہ بصیرت اوسی بات کو پہونچا جسپر کہ امام پہونچا تھا۔ تو یہ تحقیق ہے تقلید کہنا محض اصطلاحی ہے۔ اور نزاع لفظی۔ آیہ مذکور بھی ایسے لوگون کی مذمت نہین کرتی۔ اس لیئے کہ اس طرح علم کا استفادہ کرنا محمود ہے نہ مذموم۔ کیونکہ وہ حقیقت و دلیل یا سند تک پہونچا دیتا ہے اسی کا نام حقیقی علم ہے۔ یہ حال تو ہے عام تقلید و اتباع کا۔ دین کے بارہ مین اور بھی زیادہ احتیاط شرط ہے۔ کیونکہ کوئی امام کیسا ہی عاقل کیون نہ ہو۔ پھر بھی احتمال خطا اس کی نسبت باقی رہتا ہے۔ اس لیئے دین کے بارہ مین کتاب و سنت کے سوا کسی پر وثوق ہی نہ ہونا چاہیئے۔ اس حالت مین کیا یہ درست ہے کہ دعوے ایمان کے باوجود آبا و اجداد کی تقلید کو احکام کتاب و سنت پر ترجیح دیجائے۔ اگرچہ وہ غلط کار ہی کیون نہ ہون۔

اندھے مقلدون کے حق مین خدا تعالی نے فرمایا وھم لا یعقلون شیئا بظاہر یہان یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ کیا وہ کچھ بھی نہین سمجھتے۔ حالانکہ یہ بات بالکل ظاہر البطلان ہے۔ مگر یہ شبہ ذرا سے غور سے اٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا نادان اپنے آبا و اجداد ہی کی تقلید کرینگے گو ان کا حال کیسا ہی کیون نہ ہو۔ حتی کہ نادان و احمق ہی کیون نہ ہو۔ یا مراد یہ ہے کہ وہ بے عقل سے اون باتون مین کام نہ لیتے رہے ہون۔ جن مین عقل سے کام لینا ضروری ہوتا ہے بغیر غور و فکر ان باتون کو کسی سے دیکھ کر یا سن کر مانتے رہے۔ اور بس۔

ومثل الذین کفروا ..... فھم لا یعقلون۔ نعق کے معنی ہین کوے کا کائین کائین یا چرواہے کا بھیڑ بکری کو اونچی آواز مین آگے کو بلانا۔ یا پیچھے کو ہٹانا۔

پہلے خدا تعالی نے ان اندھے کانو مقلدون کی مذمت بیان فرمائی۔ جو بغیر سمجھے بوجھے اور معقول کے اپنے آبا و اسلاف کے نقش قدم پر چلنے ہی کو حق و ہدایت خیال کرتے [illegible] اون کی اندھے پن اور نادانی کی توضیح فرمائی۔ کہ ان اندھے مقلدون کی اور جن [illegible] مین۔ ایسی ہی حالت ہو جیسے ایک کوا کائین کائین کرکے اندھو ون کو بلا لیتا [illegible] تو اڑا دیتا ہے۔ اور وہ سب بغیر اس کے کہ معلوم کرین کہ کیون بلاتا اور [illegible] کرتے ہین۔ یا جیسے چرواہا اپنی بھیڑ بکریون کے گلے کو کبھی [illegible] اونچی آواز [illegible]

Marfat.com

پیچھے کو ہٹانا چاہتا ہے تو سب کا سب ...
بلکہ انہیں وہ جدھر چلاتا ہے۔ ادھر ہی چلی پڑتی ہیں۔ مطلب یہ ...
معذور رہیں۔ اون میں عقل ہی نہیں ہے۔ یہی حال کافرون کا ہے۔ حالانکہ اون میں ...
ہے۔ کہ خود تو عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور جدھر اون کے سرگروہ انہیں چلاتے ہیں چل پڑتے
آیت کو خاص کافرون سے مخصوص رکھنے کی صورت میں نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ عقل و درایت
بغیر دین کے بارہ میں سرگروہوں کی اطاعت کرنا اور اون کے کہنے پر بے سوچے سمجھے چلنا کا...
ہے۔ اور مومن کا خاصہ ہے اپنے دین کی باتوں کو سمجھنا اور اپنا اطمینان کرنا اس لیئے کہ ایمان کی
یہی نہیں ہے کہ آدمی خبر کے سامنے اپنی گردن ایسے ہی جھکا دے۔ جیسے کہ حیوان جھکا دیتا ہے
اور ... غرض ہے کہ علم و معرفت حاصل کرے۔ اور پھر خیر کو نافع سمجھ کر عمل میں لائے۔ اور ...
مضر جان کر اوس سے اجتناب کرے۔ کیونکہ وہ تصدیق جسے تصدیق کہا جائے بغیر علم و معرفت
حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہی علم آبار و اجداد کی باتوں کو بے دلیل اور بے سمجھے سوچے
والے کافرون میں نہیں تھا۔ اور نہ ایسے لوگوں میں ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اون کی بابت
صم بکم عمی فہم لا یعقلون یعنی وہ حیوان صفت ہیں۔ نہ سمجھنے کا سا سننا سنتے ہیں نہ
خیر کی بات کہتے ہیں۔ نہ آیات اللہ میں نظر کرتے ہیں۔ کہ حق معلوم ہو جائے۔ پس وہ آدمی
طرح سمجھیں گے بھی نہیں۔

تمثیل میں سے خود بخود ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مانا بھیڑ بکریوں کا گلہ چروا...
لانے یا پیچھے ہٹانے کی اصل لِم کو نہیں سمجھتا۔ لیکن کیا چرواہے کے اشارہ پر چلنے سے گلے کو ...
نہیں ہوتا۔ اور وہ خطرہ سے نہیں بچ جاتا ہے؟ بیشک فائدہ ہوتا ہے۔ اور خطرہ ...
جاتا ہے۔ لیکن اسی حالت میں کہ چرواہا سمجھدار ہو۔ نفع و نقصان میں تمیز کرتا ہو ...
اگر کوئی امر خیر کا بے علم و معرفت بھی پابند ہے۔ اسکی بھی مغفرت کی امید ہے۔ امدا ...
ایسے اتباع سے دنیا و آخرت میں وہ فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ جو حقیقت کو ...
کو حاصل ہوگا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا ...
اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا حَرَّمَ ...

...تم صاف ستھری چیزین کھاؤ جو ہم نے ... ہین۔ اور اللہ کا ... اگر تم اوسی کی پرستش کرتے ہو۔
... تم پر یہی مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا ... گیا ہو۔ حرام کیا ہے۔ پھر جو کوئی بے اختیار ہو گیا ہو۔ نا فرمانی کرتا ہو نہ زیادتی (اور ... ان مین سے کچھ کھالے) تو اوسپر کچھ گناہ بھی نہین۔ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

پہلا خطاب یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً۔ عام تھا۔ کہ اے بندو زمین میں ... حلال وطیب چیزین ہین۔ انہین کھاؤ پیو۔ اور جو شیطان تمہین اس کے خلاف چلانا چاہین ... ان کا کہنا نہ مانو۔ پھر بیان کیا کہ مگر جو لوگ آبا و اجداد کی رسم پر مرتے ہین۔ اور اندھون کی طرح ... عمل کرتے ہین۔ وہ ایسے صاف وصریح حق کو بھی نہ مانین گے۔ اور اوسی راستہ پر چلین گے جسپر ... چلتے آئے ہین یا جسپر اون کے سرگروہ چلا ئینگے۔ مطلب یہ کہ اس حکم کو وہی مانین گے جو خدا پر ایمان رکھتے ہین۔ اور عقل و خرد سے کام لینے والے ہین۔ اسی لیئے خطاب کو عمومیت کے بعد خاص کیا اور فرمایا یا ایہا الذین آمنوا۔

جس وقت قرآن مجید نے تمام طیبات کی حلت کا حکم پہونچایا۔ اہل کتاب اور مشرکین عرب ... حلت و حرمت اور طیبات سے متمتع ہونے اور متمتع نہ ہونے کے بارہ مین مختلف ہو رہے تھے۔ اور وجہ ... حلت یہ نہ تھا طیب و غیر طیب چیزین نہ تھین۔ بلکہ کسی نے کوئی کھانا کسی فاسد اعتقاد (منت ... وغیرہ) کی وجہ سے چھوڑ رکھا تھا۔ کوئی کسی جانور کو محض اوسکی وہمی عظمت کی وجہ سے نہین کھاتا ... نصاریٰ اس بارہ مین سب سے بڑھے چڑھے تھے۔ جو کہتے تھے کہ اللہ کے تقرب کا بڑا ذریعہ نفس کو ... تکلیف دینا بدن کو گھلانا اور طبیعت کا تمام لذتون سے محروم رکھنا ہے۔ روح انہین باتون سے ... ترقی کر سکتی اور قوت پا سکتی ہے۔ اور اللہ کی خوشی یہی ہے کہ ہم اپنی روح کو زندہ رکھین۔ ... اس اعتقاد پر بھی اکتفا نہ تھا۔ بلکہ اور بھی بہت سی قیدین کھانے کی چیزون پر لگی ہوئی تھین ... ہے اگر تو یہ نہ کھائے۔ قسیس ہو تو اسے نہ چھوئے۔ فلان دن گھی گوشت نہ کھایا جائے ... مچھلی منع ہے۔ اور یہ سب قاعدے قانون ایسے ہی تھے۔ جن کو خاص خاص سرگروہون ... نے گھڑ لیا تھا۔ ... انجیل سے انہین کوئی واسطہ نہ تھا۔ اور لوگ آبا عن جد انہین کی پیروی ... صفائے قلب و قوت روح کا باعث خیال کرتے تھے۔ قرآن نے ... حلت و حرمت کا مدار طیبات و غیر طیبات پر رکھا ...

Marfat.com

کو اون کا حصہ مل گیا۔ اور جب کھا چکو تو شکر [illegible]

طاقت حاصل ہو گی۔ نہ صرف پیٹ کے دھندے [illegible] پڑ کر حیوان بن جاؤ [illegible]

کرکے فرشتہ بننے کی ہوس کر۔ جیسی تمہاری فطرت مین ہے۔ ویسا ہی بین بین [illegible]

قرآن کے طرز بیان کو دیکھو۔ کہ خطابت سے کیونکر احکام کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اور [illegible]

برابر چلا آتا ہے۔ یہین سے وہ احکام شروع ہوتے ہین۔ جو سورہ بقرہ مین مقصود بالذات ہین

اور جس کی طرف ہم نے تفسیر ہدی للمتقین مین [illegible] اشارہ کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہدی للمتقین

فرمایا کہ اس سورۃ کے احکام جو کثیر ہین۔ انہین لوگون کے لیئے ہین۔ جو المتقین کی صفت یعنی الذین

یومنون بالغیب ....... کے زمرہ مین شامل ہو گئے ہون۔ باقی واعظانہ خطابات اور دعوت

الی التوحید کے دلائل ضمناً اور تبعاً آئے ہین (کما ذہب الیہ صاحب الکشاف وغیرہ من المفسرین)

---

لے ہم نے آیہ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون ... کی تفسیر

لکھا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۴۳) کہ ہدی للمتقین پر جملہ ختم نہین ہوتا۔ بلکہ الذین یومنون ... متقین کا بیان

ہے جیسا کہ صاحب کشاف اور امام فخر الاسلام فخر الدین رازی کا مسلک ہے۔ اور اس تقدیر پر یہ شبہ

اعتراض خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ کہ سورہ الم متقیون ہی کیلئے کیون ہدایت ہے۔ کیونکہ اس حالت مین

متقی معہود فی الذہن ہو جاتے ہین یعنی وہ لوگ مراد ہوتے ہین۔ جو سورۂ الم سے قبل کے نازل شدہ

واعتقادات پر عامل تھے۔ اور باقی احکام کے اتباع کو آمادہ۔ چونکہ اس سورہ مین بہت سے مہتم بالشان

ہین جن کو مومن اور مذکورہ بالا صفت کے متقی ہی مان سکتے ہین۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے ابتدا

مین فرمادیا ھدیً للمتقین۔ اور نہ کہا ھدی للناس اور چونکہ پھر متقی کی توضیح مین مومن

بیان آگیا تھا۔ برعایت تضاد اون کے بعد کفار کا اور پھر کفار مین سے منافقین کا حال بیان فرمایا

چونکہ اون کا ذکر آگیا تھا۔ اس لیئے اون کو بھی اس ہدایت وحق کی طرف بلایا گیا جس کی طرف

الم کے نزول سے پہلے دیگر سور قرآنی کے ذریعہ بلائے جا چکے تھے۔ اور اظہار حق وا علان [illegible]

یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب (جو سامنے موجود تھے اور حق سے اعراض کرتے تھے) کی [illegible]

الزامی جواب و کفران نعمت کا حال شروع کیا۔ تاکہ وہ سب بھی حق کے معترف ہو کر [illegible]

مین شامل ہو جائین۔ اور ان احکام کے [illegible] قابل بن جائیں [illegible]

ہونے والے ہین [illegible]

... سوال ... جیزون کے کہانے کی بابت

...کی توضیح فرمائی ... کہا انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر

...سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن اس مسلک کی اختیار کرنے پر ہمارے ایک غائر نظر دوست ابتدا ہی سے حالات
...نہیں مانتے تھے کہ ھدی للمتقین کے بعد الذین یومنون ...... متقین کا بیان یا اونکی صفت ہی۔ اور یہ
...بقرہ میں غیر مومنون کو جو دعوت حق دیگئی ہے سوہ ضمنی و تبعی ہے۔ بلکہ جیسے اس سورہ کے احکام مقصود بالذات ہین
...متقین کو اون کا پہونچانا مطلوب لذاتہ ہے۔ ویسے ہی غیر مومنون کی دعوت و ہدایت بہی سورہ بقرہ کی اصلی غرض
اصلی موضوع ہے۔ لیکن اوس وقت نہ ہمارے وہ دوست اپنے اس خیال کو موجہ طریق پر ہمارے ذہن نشین کر
...اور نہ ہمیں نے بجائے خود اون کے نقطۂ خیال پر زیادہ غور کیا۔ حسن اتفاق سے کچھ دن ہوئے کہ پہر یہ بحث
...درمیان آئی۔ مین نے بہی اپنی جگہہ پر خلی الذہن ہوکر غور کیا۔ اور اونہون نے بہی اپنے خیال کی کامل توضیح کی جس
سے مین اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ دونون مسلک بالآخر ایک نقطہ پر جاکر مل جاتے ہین۔ فرق صرف ... ہے اس لیے
ضروری سمجہا کہ وسیع نظر دوست کے قابل قدر مشورہ سے خود فائدہ اوٹھانے۔ اور خود ہی مان لینے پر ... کرون
...ربط کلام کا یہ دوسرا مسلک ناظرین کے سامنے بہی پیش کردون۔ وھو ھذا:۔

متقی کا مادہ ہے وقایت جس کے معنے ہین بچنا۔ اور بچا جاتا ہے یا بچنا چاہیے بچنے کی چیزون اور بچنے کی باتون
...اور آدمی اگر اپنی اصل فطرت پر باقی رہے۔ تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ بچنے کی چیزون سے بچے گا۔ خدا تعالیٰ نے بہی
...لیکہ یہ کتاب الم یا قرآن ان لوگون کے لیے ہدایت ہے۔ جو اپنی اصل فطرت پر باقی ہون (کما قال ابن العربی
تفسیر ھدی للمتقین) اور چونکہ نزول آیہ ذلک الکتاب الخ کے وقت تین طرح کے آدمی تھے۔ ایک مومن
دوسرے کافر تیسرے کافرون مین منافق۔ اور اصل فطرت پر مومن تھے۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ نے مومنون کا
...بیان کیا۔ ان بعد کافرون اور منافقون کا۔ پہر تیسرے رکوع مین یا ایہا الناس اعبدوا الآیۃ سے خطاب
عام فرمایا۔ اور توحید کی دعوت دی۔ اور اپنی ربوبیت پر استدلال کیا۔ اور ساتہ ہی مناسبت کی وجہ سے انحضرت صلعم
...رسالت کی دلیل پیش کی۔ اور پہر منکران حق سے جو دلائل و برہان کے باوجود حق کو نہ مانین۔ وجہ انکار پوچہی
...آدم و شیطان کا قصہ بیان کرکے اوس انکار کو اغوائے شیطانی کا نتیجہ بتایا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے
...گئے۔ اس لیے کہ اگرچہ حق کے منکر اپنے انکار کے لحاظ سے سب برابر تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کے حالات
...لیے کہ اگرچہ حق کے منکر اپنے انکار کے لحاظ سے سب برابر تھے۔ لیکن بنی اسرائیل جو اس وقت اہل
... تھے ... عقلاً نہایت شنیع انکار تھا کیونکہ اون مین بے شمار انبیاء مبعوث ہوچکے
... اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے حالات مین (باقی بر صفحہ ۳۵۴)

خون یا حرام الذات تو طیب ہون لیکن کسی ...
مرگئی ہو یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کی گئی ...

(بقیہ صفحہ ۲۵۱) انہین سب باتون کو بیان اور ان کو الزامی و تحقیقی جا بجا بحسب ... کیا ... سیقول کے تیسرے رکوع تک جاری رہا۔ اور بیچ بیچ مین ترغیب و تشویق کے طور پر مختلف ... کے بعض احکام پورے ربط کے ساتھ اور موضوع کے مناسب حال بیان ہوتے رہے۔ جب یہ سلسلہ ... تو پھر خدائے تعالیٰ خطاب عام والهكم اله واحد فرمایا۔ اور ربوبیت و توحید کی بہترین جامع ... ان فی خلق السموات ...... سے بیان کی۔ اور پھر آگاہ کیا۔ کہ ایسے بین دلائل کے ہوتے بھی۔ ایسے لوگ ہین۔ جو انداد پرستی کرتے ہین۔ پھر انداد پرستی کی خرابیان ظاہر کین۔ اور اس ... خطاب عام ... یا ایہا الناس کلوا حلالا ...... الخ لیکن چونکہ اوس کو غیر مومن ماننے والے۔ اور ... کا اتباع چھوڑنے والے نہ تھے۔ اس لیئے خطاب کو دوبارہ خاص کرکے مومنون سے فرمایا۔ یا ایہا الذین ... کلوا من طیبات ما رزقنکم ...... الخ

یہ دوسرا قابل قدر مشورہ تھا جو ہمین ملا۔ پہلا غیر المغضوب کے ترجمہ کے متعلق۔ اور دوسرا ... کے متعلق جن کو ہم نے خوشی کے ساتھ منظور کیا۔ اس کے سوا دو صلاحین ہمین اور پہونچین ایک ... تمام تفسیر میں جواب تک شائع ہو چکی ہے۔ معجزہ کی بحث بالکل لغو ہے۔ اور خوب صورت چہرہ پر ... داغ ہے۔ اس کو بدل دینا چاہیئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس بحث کا کوئی سقم بتایا گیا۔ اور نہ کوئی ... کی جاسکے۔ مجبوراً ہم اوس صلاح سے نہ کچھ فائدہ اوٹھا سکے۔ نہ اوس پر عمل کر سکے۔

ایک صاحب نے یہ رائے بھی لکھی تھی۔ کہ تفسیر مین دو ترجمے کیئے جائین۔ ایک لفظی دوسرا ... ترکیب جمل بھی ساتھ ہوا کرے۔ اور بیان اس قدر مبسوط کہ تفسیر کبیر کے دیکھنے کی حاجت نہ رہے ... قرآن کی توضیح مین حدیث سے زیادہ مدد لی جائے۔ چونکہ سوائے آخری بات کے ہر بات ... موضوع سے خارج تھی۔ اس لیئے اوس دن سے یہ التزام تو کر لیا ہے کہ موقعہ پر حدیث ... پر مدد لین۔ باقی امور پر نہ عمل ممکن تھا۔ نہ کیا گیا۔ قریب سوا پارہ کی تفسیر ہو جانے ... آثار بتا رہے ہے کہ یا تو یہ رسالہ علماء کے ہاتھون تک بہونچتا ہی نہین ... مین اور اردو کی مناسب وقت تفسیر کو ... فائدہ حاصل کرنے ...

Marfat.com

... اندر ...

... کی موت کی علت و حکمت کو سمجھو کہ آدمی غذا کا محتاج ہے۔ اور اس کے بغیر زندہ ... سکتا۔ اس لیئے ضرور ہے کہ غذا بہم پہونچائے۔ اور جن چیزون تک آدمی کی رسائی ہو سکتی ... دو قسم کی ہین۔ اول وہ کہ جن مین غذائیت ہی نہین ہے۔ اون کو تو آدمی غذا بنا ہی نہین ... جیسے کنکر۔ پتھر اور اکثر لکڑیان وغیرہ۔ دوسرے وہ کہ جن مین غذائیت ہے۔ ایسی چیزین بھی ... دو قسمون پر منقسم ہو سکتی ہین۔ اول وہ کہ جن مین غذائیت اور اجزاء سودمند ہی ہین جیسے ... میوہ وغیرہ۔ چونکہ یہ طیب محض ہین۔ ہر حال مین حلال ہین۔ دوسری وہ کہ جن مین غذائیت ... ہے۔ لیکن ضرر رسان اجزاء کے ساتھ ملی جلی۔ ان مین سے بھی بعض ایسی ہین۔ جن مین مضر اجزاء نہ ہونے کی برابر ہین۔ یا اس قدر زیادہ کہ غذائیت ان کی اس قدر فائدہ نہین دیتی جس قدر کہ اون کے مضر اجزاء نقصان پہونچاتے ہین۔ یعنی اون مین ضرر رسان اجزاء سخت یا کثیر ہوتے ہین مقتضائے عقل یہ ہے کہ ایسی چیزین بھی انسان نہ کھائے۔ یا اس کے لیئے حرام ہون۔ اور حلال اوس کے لیئے وہ چیزین ہون یا انہین کھائے۔ جن مین یا تو غذائیت بلا ضرر ہے۔ یا جس کے مضر اجزاء الگ کیئے جا سکتے ہون۔ تاکہ اون کو علیحدہ کر کے اون کے غذائی اجزاء سے فائدہ اوٹھائے۔ باقی پھینکدے۔ یا وہ چیزین جن مین مضر اجزاء برائے نام ہین۔ اور جسم پر کوئی بُرا اثر نہین ڈال سکتے۔ اس تقسیم کی رو سے ہر ... تقسیم ہے۔ تمام سمیات اور سرتا پا مضر چیزین حرام ہونی چاہئین۔ یہی مقتضائے عقل ہے اور یہی حکم شرع۔ چنانچہ زہر وغیرہ کھانا اور پارہ پی لینا۔ جو مہلک ہو۔ حرام ہے۔ لیکن نہ دوا کی صورت مین کہ اس حالت مین وہ مفید ہو جاتے ہین۔ نہ مضر۔ اور جو چیزین مفید اور کم و بیش مضر اجزاء سے مرکب ہون۔ عقل چاہتی ہے کہ اگر مضر اجزاء الگ ہو سکتے ہین۔ تو اون کو نکال کر مفید اجزاء کھائے ... اگر مضر اجزاء دور نہ ہو سکتے ہون۔ اور ہون بھی زیادہ اور جسم پر برا اثر ڈالنے والے تو ان کو ... کرے یعنی ایسی چیزین حرام ہون۔ اور حرام سمجھے۔ اور حیوانات مین سے جز جانور طیب و غذائی ... کے سوا سب کی یہی کیفیت ہے کہ اون مین مفید و مضر اجزاء ملے جلے ہوتے ہین۔ اور ... الگ ہونے کے قابل بھی۔ انہین کو ایک دوسرے سے جدا کرنے اور مفید اجزاء ... کرنے کا نام ذکاۃ و تذکیہ ہے۔ اور ذبح اوس کا طریقہ ہے۔

... یہ ہے کہ حیوان کا تنفس جیسی پاک و صاف ہوا اندر پہونچاتی ...

نکالتا رہتا ہے۔ یا ذہر کیا جاتا ہے۔ تمام عروق ...

وعضوون ہوتا ہے۔ اسی خون کو واسطے تازہ کرنے پھیپھڑون مین ...

جو پھیپھڑون مین پہونچتا جائے۔ باقی جو دوران مین ہوتا ہے۔ اوس کا بڑا حصہ ...

ہوتا ہے۔ اور چونکہ خون تمام بدن کے حصون کو دھوتا رہتا ہے۔ اس لیئے وہ خود ...

لیکن بدن کے اور اجزاء عموماً پاک و صاف ہوتے ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ طیب جانورون مین

اگر خون نکال دیا جائے تو اوس کے باقی اکثر حصے لطیف رہجاتے ہین۔ جو غذائیت کا پورا اور ...

حصہ رکھتے ہین۔ ذبح کرنے سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے کہ بدن کا تمام خون سمٹ کر نکلجاتا ہے ...

وہ جانور طیب اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر اوس کو ذبح نہ کیا جاوے گلا

گھونٹ کر مار دیا جاوے۔ یا لاٹھیون سے مار مار کر اوس کا دم نکال دیا جائے یا اوپر سے گر کر

یا کسی دوسرے جانور نے سینگ سے ہلاک کر دیا ہو۔ یا بیمار رہ کر موت طبعی سے مر گیا ہو۔ ان مین

کسی صورت مین بھی اوس کا مایہ فساد خون جسم مین سے نکل کر غذائی اجزاء کو خالص نہین ہونے

اسیطرح سے جو جانور مر گئے ہون یعنی بقصد تزکیہ اون کا خون نہ نکالا گیا ہو۔ یا گوشت سے جدا ...

ہو سو وہ بحکم حرمت علیکم المیتۃ حرام ہین۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ اون سے پرہیز کیا جائے

تاکہ خون فاسد یا وہ اجزاء جو خون بند ہو جانے کی وجہ سے خراب ہو گئے ہون۔ کھانے والیکے پیٹ مین

جاکر سمیت نہ پیدا کرین۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ پہونچائین۔ چنانچہ دیکھ لو کہ جو جانور

بیماری مین گھل گھل کر مرتے ہین۔ یا دفعتہً کسی طرح مر جاتے ہین۔ اور اون کا خون نہین نکلتا

وہ جلد پھول جاتے ہین۔ عفونت اون مین پیدا ہو جاتی ہے۔ اون کا گوشت بدمزہ اور بدبو ...

ہے۔ اور اون مین سمیت آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس قسم کے مردار جانورون کے گوشت سے ...

خود نفرت و کراہت کرتی ہے۔ اگرچہ بعض گندہ طبیعت مردار کو بھی کھا جاتے ہین۔ اور ...

سمیت کا اون پر کچھ اثر نہین ہوتا۔ یہ اس لیئے ؎

چو شد زہر عادت مضرت نیارد۔

لیکن پھر بھی اون کے اخلاق اون کی صورتین اور اون کے ... آ...

جائینگے۔ انہین حکمتون اور مصلحتون کو نظر کر کے ...

قرار ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان کی [illegible]

کیونکہ [illegible]

حضرت [illegible] ان کے ہاں قرآن کی شرح [illegible]

سمجھے کہ وہ ذالک الکتب ہے قرآن [illegible]

تمام قرآن مجید ہی مراد لیا ہے اس لئے [illegible]

ہوتا ہے اور جب ہوتا ایسی ہی شک [illegible]

ہے اور اطمینان نہیں ہوتا چنانچہ یکھتے [illegible]

کہ اهدنا الصراط میں کیونکہ [illegible]

ان [illegible] لکھا ہے اس کی مراد [illegible]

بعض [illegible] لکھتے ہیں کہ قرآن مجید ایک [illegible]

[illegible] ہی ہیں یا [illegible]

استقبال کو پیش [illegible] کہ [illegible]

یہ تمام جھگڑے اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ [illegible]

[illegible] علم [illegible]

المتقین کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الکتاب [illegible]

[illegible]

... بہت ہی کم اور نہایت
... نقصان کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے شریعت نے ان دونون کو بدون
... چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے بارہ مین فرمایا۔ ھو الطھور ماءہ
... یعنی سمندر کا پانی پاک کن ہے۔ اور اوس کا مردار (مچھلی) حلال ہے اسیطرح صحیحین مین
... ابی اوفیٰ سے روایت ہے۔ غزونا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات
... او ستا و کنا ناکل الجراد ونحن معہ یعنی ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سات
... کیئے۔ اور آپکی ہمراہی مین ٹڈی کھاتے رہے۔

جو مچھلی مرکر پانی پر آگئی ہو۔ یا جو ٹڈی مری ہوئی پائی گئی ہو اوس کی حلت وحرمت مین ائمہ
... اختلاف ہے۔ مچھلی کے بارہ مین قول راجح یہی ہے۔ کہ نہ کھانی چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کسی بیماری مین
مری ہو۔ اور ٹڈی کی نسبت جواز کی رائین زیادہ ہین۔

والدّم۔ خون کی حرمت کی وجہ مذکورہ بالا بیان ہی سے معلوم ہوگئی ہے۔ یہان اوس کا دہرانا
... تحصیل حاصل ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام حکمت نظام مین خون کی اس لیئے تصریح کی۔ کہ مبادا
... سمجھ لیا جائے۔ کہ جو جانور مرا نہین۔ بلکہ بقصد تزکیہ ذبح کیا گیا ہے۔ اوس کے گوشت کے ساتھ اوسکا
... خون بھی حلال ہے۔ جب والدم کہدیا۔ وہ احتمال جاتا رہا۔ نیز عرب کے بعض قبائل خون کو پکا کر
... کھایا کرتے تھے۔ اس مضرت رسان عادت کا چھڑانا بھی منظور تھا۔ اس لیئے تصریح کردی کہ خون بھی
... اور حرام ہے۔ چاہے ذبح کیئے ہوئے جانور کا ہو۔ یا کسی زندہ جانور کے بدن سے نکلا ہوا۔
... ان مین سے یہی دو خون کلیجی و تلی حلال و طیب ہین۔ اس لیئے کہ گو اون کی شکل خون کی ہوتی ہے
... درحقیقت وہ دونون گوشت کا حکم رکھتی ہین۔

ولحم الخنزیر۔ اس لیئے حرام ہوا کہ وہ گندا اور اوس کا گوشت بھی گندا ہے۔ اور سرتا پا گندگی
... مجسم ہے۔ یا نہایت ناپاک طبیعت۔ حریص۔ شہوت ران ہے۔ یہی بدترین اوصاف کھانے
مین پیدا کرتا ہے۔ اور ان سب باتون سے بڑھ کر یہ کہ اوس کے گوشت مین ایک قسم کے جرثوم
... ہوتے ہین۔ اور کھانے والیکے بدن مین بھی پیدا ہو جاتے ہین۔ اور باعث بیماری وہلاکت
... ہیں ... کی طبی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔
... اس لیئے خنزیر کے گوشت ہی کا ذکر کیا گیا ورنہ اوس کی ہر چیز نجس العین
... امت کا اس پر اتفاق ہے صرف امام ابو حنیفہ

Marfat.com

وما اهل لغیر اللہ بہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ ...

کیا جائے اوس کی حرمت معنوی اور محض دینی ہے نہ ذاتی یعنی جانور ... ہو لیکن جب ماسوی اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔ حرام ہو گیا کیونکہ قربانی بھینٹ غیر ... یا اوس کا تقرب حاصل کرنے کے لیئے کرتا گویا غیر کو خدا کا شریک وسہیم بنانا اور اسے خدا کا ... چونکہ ایسا کرنے سے توحید کو جو اصل دین ہے سخت صدمہ پہونچتا ہے۔ لہذا خدا تعالی نے بھی ... کو حرام قرار دیا۔ اور سچ یہ ہے کہ اوسکی حرمت باقی ان سب چیزون کی حرمت سے جو اوپر بیان ہو چکین۔ زیادہ سخت ہے۔ اس لیئے کہ اون سے صرف جسمانی ضرر متصور ہے۔ اور غیر اللہ کے لیئے قربانی کرنے سے اور اوس کے کھانے سے جو خود ایسا کرنے پر ابھارنے والا ہے۔ یقیناً دین میں خلل آتا ہے پس جس قدر دین کی حفاظت جسم کی حفاظت سے زیادہ مہتم بالشان ہے۔ اوسی قدر ما اھل لغیر اللہ کی حرمت بھی اور حرام چیزون کی حرمت سے زیادہ شدید ہے۔

اُھلّ صیغہ مجہول ہے اہلال کا۔ اور اہلال کے معنی ہین پکارنا۔ ما اھل بہ لغیر اللہ کے ... ہوئے وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ عام اس سے کہ وہ غیر کوئی ... یا دیوی دیوتا یا جن۔ یا پیر پیغمبر۔ غرضکہ کوئی کیون نہ ہو۔ خدا کے سوا جس کا نام بھی کسی جانور پر پکارا جائے گا۔ وہ حرام ہے۔

عرب مین مشرکین کا دستور تھا کہ وہ اللہ کے سوا اپنے بتون خیالی معبودون ... کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے۔ اور قربانی کے وقت نہ صرف ذابح اوس کا نام لیتا تھا۔ ... لوگ بھی جو اوس تقریب مین حاضر ہوتے تھے۔ اوس غیر اللہ کا نام لیکر شور مچایا کرتے تھے ... کا نام اہلال تھا۔ یہ دستور ہندوون مین اب تک رائج ہے۔ اور دیوی کی بھینٹ چڑھاتے ... نام کا شور مچایا کرتے ہین۔

بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ قربانی سے قبل بھی ماسوا اللہ کے قربانی کے جانور کی نسبت ... جاتا تھا کہ یہ جانور فلان کا ہے۔ جیسے ہندوون مین بتون اور مردون کے نام ... ہین۔ یا جیسے جاہل نام کے مسلمان شیخ سدو کا بکرا اور مدار کا ... نام کا ظاہر کیا کرتے ہین۔ ...

... سے موسوم ہوتا ہے۔ اور

اگر ذبح تو اللہ کے ہی نام سے شروع کیا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ کے ساتھ اوس غیر کا ... جیسا کم از کم اعتقاد قربانی کرنے والے کے دل مین موجود ہوتا ہے کہ یہ ... پیر پیغمبر مشکل کشا، حاجت روا کی ہے۔ چونکہ ان دونون صورتون مین ہی شرک ہوتا ہے۔ ایک مین زبان سے اظہار ہو جاتا ہے۔ اور دوسری مین زبان سے تو نہین لیکن دل مین اس کا وجود ہوتا ہے۔ اس لیئے بر بنائے شرک ایسا ذبیحہ بھی بحکم خداوی حرام ہے۔

ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ پہلے ایک جانور کو غیر اللہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ ذبح اللہ ہی کے نام پر کیا جاتا ہے۔ اور غیر کا نام نہین لیا جاتا۔ اس کی حلت وحرمت کے بارہ مین علماء و مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے اوس کو حرام مانا ہے۔ اور بعض نے حلال۔ حرام اس بناء پر کہ اس کو غیر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہی اہلال لغیر اللہ ہے۔ لہذا حرام ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ غیر اللہ کے نام سے جانور کو موسوم کرنا۔ یہ اہلال لغیر اللہ کا اقدام ہوا۔ نہ وقوع۔ وقوع تو جب ہوتا کہ ذبح پر بھی اوس کا نام تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ لیا جاتا۔ کیونکہ ایسا نہین ہوا۔ اسلیئے وہ جانور حرام نہین ہوا۔ حلال ہوا۔ اور ہونا چاہیئے۔ میرے خیال مین اگر ذبح کرتے وقت اگرچہ غیر کا نام نہ لیا گیا ہو۔ لیکن دل مین تقرب لغیر اللہ کا خیال باقی ہو تب تو وہ حرام ہو گیا۔ اور اگر دل مین اعتقاد نہین رہا یا زائل ہو گیا ہے تو وہ جانور حلال ہو گا۔ کیونکہ نذر کے جانور کو ذبح کرتے وقت خاص لغیر اللہ تقرب کا اعتقاد نہ ہونا یا سابقہ اعتقاد کا زائل ہو جانا از روئے عقل اس بات کا قائم مقام ہے کہ اوس کی منت ماننے والا اپنے سابقہ بد اعتقاد سے باز آچکا ہے۔ لیکن اعتقاد کا حال چونکہ غیرون کو معلوم نہین ہو سکتا۔ اس لیئے احوط یہی ہے کہ اوس کے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

یہان تک جو کچھ ہم نے بیان کیا۔ آیت لغیر اللہ کو ذبیحہ سے خاص کر کے بیان کیا ہے۔ اور سیاق بھی یہی چاہتا ہے۔ لیکن اس سے بطریق عموم یہ بھی نکلتا ہے کہ جو چیز بھی اللہ کے نام کے سوا اور کے نام تقرب وحاجت روائی وشفاعت دی جائے۔ وہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ بھی ویسا ہی شرک ہے فرق صرف اتنا ہے۔ کہ وہان ذبیحہ ہے اور یہان اور چیزین۔ ہان جو کچھ اللہ کے نام پر دیا ... کا ثواب آدمی جس کو چاہے اپنی طرف سے دے سکتا۔ اور بخش سکتا ہے۔ جیسے کہ اپنی ... محتاجین غریبون کو فائدہ پہونچے گا۔ اسی لیئے مرجانے والے ... اس کا مطلب نہ سمجھ لیا جائے کہ قربانی مردے ...

Marfat.com

خدا بڑا مہربانی کرنے والا ہے جسے چاہے بخشدے۔ ان اللہ ...

فمن اضطر غیر باغ ......... مگر جو مجبور و ناچار کر دیا جائے ...

بھوک سے بیتاب ہو اور کوئی حلال چیز کھانے کو نہ پائے۔ یا کسی ایسے مرض مین مبتلا ...
ہی ان محرمات مین سے کوئی ایک چیز ہو۔ یا کسی ظالم کے ہاتھ سے اپنی یا کسی عزیز کی جان کا خوف
ہو۔ اور وہ ان چیزون کو یا کسی ایک کو کھائے۔ مگر نہ کہ خدا کی نافرمانی کرنے یا لذت او ...
لیئے۔ اور کھائے بھی تو صرف بقدر ضرورت و احتیاج کھائے۔ وہ گنہگار بھی نہین ہے۔ اس
جب مجبور مجبوری کی حالت مین بکراہت و نفرت ان چیزون کو کھائے گا۔ اور کھائے گا بھی کم
تو ان چیزون کی خباثت و قباحت اوس کی روح پر کچھ اثر نہ کر سکے گی۔ اور اس حالت مین کھا
والیکو گنہگار نہ ٹھہرایا جانا بھی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ اس لیئے کہ اللہ غفور و رحیم ہے
اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔

تعجب ہے کہ بعض مفسرین نے طیبات و محرمات یعنی ماکولات کے بیان مین غیر باغ و لا
کی تفسیر بادشاہ پر خروج کرنے والے اور راہزن یا آقا سے بھاگنے والے غلام سے کی ہے ...
سیاق کلام سے کچھ بھی نسبت نہین۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فلا اثم علیہ کی ذیل مین چند سطرین نکتہ کے طور
جن سے دل دھل جاتا ہے۔ مگر بات سننے اور عبرت پکڑنے کے قابل ہے۔ آپ لکھتے ہین ...
کہ نزد اکثر علماء سوال خواہ بزبان باشد یا باظہار حال، مقدم است بر خوردن این چیزہا ...
محرمات۔ و خوردن محرمات مقدم است بر خوردن مال غیر بے رضامندی او مثل غصب ...
خیانت در امانت و رشوت۔ زیرا کہ در خوردن این محرمات ضررے بکسے عائد نمے شود ...
تلف نمے گردد۔ و شورشے در دل کسے پیدا نمے شود۔ و در خوردن مال غیر بے رضامندی ...
غیر مے رسد۔ و حق اسلام یا حق ذمہ و عہد تلف مے شود۔ و دل او ہم مے سوزد ...
بسبب دین فروشی و پوشیدن حکم حق آلہی برائے طمع فاسد دنیا کسب کردہ ...
در رتبہ حرمت او اشد و سخت تر از حرمت مردار و خون جانور است ...
در وسعت باشد و خواہ حالت ضیق و عسرت حلال نیست ...
... و اجزاء ...

... عذاب این مال خوری حرام ... را نادانسته مے انگارند۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا
[قَلِيْلًا] اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ
[الْقِيٰ]مَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۶۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
[ا]شْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ
[عَ]لَى النَّارِ ﴿۱۷۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا
فِى الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۱﴾ **ترجمہ** اللہ نے جو کچھ کتاب نازل کی جو لوگ اوس کو
چھپاتے ہین۔ اور اوس کے بدلے تھوڑا سا مال لیتے ہین۔ وہ اپنے پیٹ مین آگ بھرتے ہین۔ او
[خد]ا اون سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا۔ اور نہ انہین پاک وصاف کرے گا۔ اور اون کے
[لئ]ے دردناک عذاب ہے۔

یہ وہی تو ہین۔ جنہون نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب خریدا۔ پس یہ آگ
[پر ک]یسے صبر کرنے والے ہین۔

یہ اس لیئے کہ اللہ نے سچی کتاب نازل کر دی۔ اور تحقیق جو لوگ کتاب کے بارے مین مختلف ہوئے
[و]ہ بڑے اختلاف مین پڑے ہوئے ہین۔

**تفسیر** جب خدا تعالیٰ وہ حسی و مادی محرمات بیان کر چکا۔ جو کسی حسی یا معنوی و حسی وجہ سے
[ح]رام ہوئی ہین۔ تو پھر ایک خالص معنوی چیز کی حرمت بیان کی جو اپنے حرمت کے درجہ مین پہلو
[ن کے ب]اعث سے بھی بڑہی چڑھی ہے جس کا کھانے والا کسی حالت مین معاف ہی نہین ہو سکتا۔ وہ حرام
[مال ی]ہ ہے حق پوشی و ناحق کوشی کی کمائی۔ جو اکثر علماء ہی کھا سکتے ہین۔ اور چونکہ عالم ہو کر نیک
[و بد سم]جھ کر اس کے مرتکب ہوتے اور دوسرون کو گمراہی مین ڈال کر از خود شبہ انداز یا انداد
[کرتے ہ]ین۔ اس لیئے اون کی یہ کمائی بدترین کمائی اور اون کا یہ فعل بدترین فعل ہے۔ اسی لیئے
[حق ت]عالیٰ نے فرمایا۔ جو لوگ احکام خداوندی کو جو اللہ نے بندون کی رہنمائی کے لیئے نازل کیئے
[ر]د و بدل کرکے اور کچھ کا کچھ بنا کے عقبیٰ کے عوض بیچ دنیا کو حاصل کرتے اور اوس سے اپنا
[پیٹ بھرتے] وہ آپ اپنے پیٹ مین آگ کے انگارے بھرتے اور اپنے ہاتھ سے آپ دوزخ کماتے
... اور اس ... کہ انہون نے اللہ کے کلام کو

ساتھ غصہ مین بھی بات نہ کرے گا۔ اگر یہ بھی ...
بدلے مین دوزخ مین ڈالیگا۔ مگر بقدر گناہ عذاب ...
گویا آتش عذاب سے اون کا تزکیہ کرے گا۔ لیکن یہ اس سے محروم رہین گے ...
سے پاک کرنے کیلئے دوزخ مین نہین ڈالیگا۔ بلکہ ہمیشہ کے عذاب کے لئے دوزخ مین جھونکے
اون کو دردناک دُکھ اوٹھانا ہوگا۔ (وہم عذاب الیم) اور کیون ایسا نہ ہو یہ لوگ وہی
جنھون نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا پسند کیا۔ اور جان بوجھ کر وسائل عذاب کو مغ...
باتون پر ترجیح دی۔ اُف اُف۔ یہ آگ پر کیسے صبر کرنے والے ہین۔ بیشک یہ عذاب آنیوالا ہے
خدائے تعالیٰ حق کے ساتھ کتاب نازل کرچکا جس مین اوس نے کھول کر مغفرت و عذاب کا
بتادیئے۔ پھر بھی جن لوگون نے کتاب کے بارہ مین اختلاف کیا اور ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے
بالکل دور از حق جنگ و بیکار کر رہے ہین۔ یا خود ارادۂ خداوندی سے لڑنے پر کمربستہ ہین
عذاب ہی کے مستحق ہین۔ مانا کہ اونھون نے بعض آثار ہدایت کی ہی پیروی کی اور نماز ...
رہے۔ لیکن نجات و مغفرت کے لیئے یہی کافی نہین ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اور بہت سی اصلی ...
باتین اور بھی قابل عمل ہین۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ...
الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ...
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

ترجمہ۔ نیکی یہی نہین ہے کہ تم اپنے مونھ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی
... ہے) جو اللہ پر اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور کتاب اور انبیا ...
مال ... محبت کی حالت مین رشتہ دارون۔ یتیمون مسکینون ...
اور غلامون کے چھڑانے مین خرچ کرے نماز اچھی طرح ادا ...
[illegible]

(کو بین اور عذاب سے بچاؤ مین آئے)

...س البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب۔ علمائے بد باطن کی مذمت ...سیاق سے ظاہر ہے۔ نزول آیت کے وقت اس کے مصداق علمائے یہود و نصاریٰ ...ن مین سے نصاریٰ بیت المقدس کی مشرقی جانب کو اور یہود مغربی سمت کو نماز پڑھا کرتے ...اور باوجود اخفائے حق اور فساد عقائد نماز پر نازان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اون کے اون کے اس ...ب کی (جس کی خبر اوپر کی آیتون مین آچکی ہے) یہ وجہ اور دلیل پیش کی۔ کہ نماز ہی مدار نجات ...مین ہے۔ اور نماز بھی وہ نماز جو مشرق یا مغرب کی طرف مونہہ کرکے پڑھ لی جائے۔ بجائیکہ اعتقاد ...ہون۔ دل مین خدا کی عظمت نہ ہو۔ خدا کی طرف توجہ نہ ہو۔ ایسی نماز بیکار محض ہے۔ پھر وہ کیونکر ...مدار نجات یا اسباب نجات مین سے ایک سبب ہو سکتی ہے۔ ہان اگر خدا کی عظمت دل مین سمائی ہوئی ہو ...وہ قبلہ کی طرف ہو مشرق ہو یا مغرب۔ اور قلب صاحب قبلہ کی طرف۔ تو نماز سودمند ہو سکتی اگر ...تمہارے دلون مین خدا کی عظمت ہوتی۔ اور تم خلوص اوس کی طرف متوجہ ہوتے تو پھر کیونکر ممکن ...کہ تم احکام خداوندی کو چھپاتے۔ حق مین جھگڑتے۔ من مانی تاویلین کرتے۔ پس وہ نمازین بھی ...نہین تم نماز کہتے ہو۔ اور اون کے ذریعہ سے نجات کی امید رکھتے ہو۔ درحقیقت نماز ہی نہین تم ...نیکیون سے بالکل خالی ہو۔ اور جس کو تم اب تک نیکی سمجھتے رہے۔ وہ نیکی نہ تھی۔ نیکی یہ ہے۔ کہ اللہ پر ...ان لاؤ...... ولکن البر من امن باللہ الخ

آیت اگرچہ خاص لوگون کے حق مین نازل ہوئی۔ لیکن اپنے معنی کے لحاظ سے عام ہے۔ اور سب ...اوپر جو ان خاص لوگون کے اوصاف سے متصف ہون برابر صادق آتی ہے۔ اور نیز ظاہر کرتی ہے ...کون سی نماز اور کن باتون کے ساتھ سودمند ہو سکتی ہے۔ اور کون سی نماز اور کن باتون کے ...باعث بے سود محض رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قبلہ کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ یعنی اس کو ...کی دیگر متعلقہ آیات کے ساتھ (جو پہلے آچکی ہین) ملانے سے بوضاحت تمام معلوم ہو جاتا ہے ...کے اتباع کا حکم محض ایک ظاہری و مصلحتی حکم ہے۔ نہ کہ اصلی و تحقیقی۔

واتی المال علی حبہ۔ مین حبہ کی ضمیر یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ کی محبت ...خرچ کرو یا مال کی طرف راجع ہے۔ اس صورت مین معنی یہ ہون گے کہ مال کی محبت ہونے ...... صرف کرے۔ اور اس وسوسہ کو دل سے مٹادے کہ مجھے بھی ...... دونون بن سکتی ہین

دوسری صورت کو دو وجہ سے ترجیح ہے۔ اول اس لئے کہ [illegible]
کوئی مانع نہین ہے۔ دوسری کہ بعض احادیث سے بھی اسی کی سند ملتی ہے چنانچہ [illegible]
روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور پوچھا [illegible]
صدقہ کونسا بہتر ہے۔ آپنے جواب دیا۔ کہ جب کہ تم پر بخل کا غلبہ ہو۔ فقر کا خوف ہو۔ تونگری کی [illegible]
مائل ہو۔ اور پیسہ چھوڑنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ ایسی حالت مین جو صدقہ دو وہ بہتر
صدقہ ہے۔ انہی دونون وجہون کو مدنظر رکھ کر ہمنے دوسرے طریقہ پر ترجمہ کیا ہے۔ اگرچہ [illegible]
مسلک زیادہ صاف ہے۔

وفی الرقاب۔ ہمنے فلسفہ زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے رقاب کی تفسیر کی تھی مسلمان غلامون اور
مسلمان قیدیون کے چھڑانے سے۔ لیکن اب مزید غور سے معلوم ہوا۔ کہ وہ تخصیص درست نہین
فی الرقاب کا لفظ جامع ہے۔ کیونکہ جیسے سائل عام ہے۔ کافر و مومن دونون کو۔ اسیطرح رقاب
لفظ بھی عام ہی ہونا چاہیئے۔ یعنی مسلمان غلامون کو آزاد کرنا کرانا۔ اور اون لوگون کو تکلیف [illegible]
چھوڑانا جو غلام کے حکم مین ہون۔ مثلاً مسلمان قیدی جن کو دشمن نے قید کر لیا ہو۔ اور وہ مقروض
جو قرضخواہون کے ہاتھ مین گرفتار ہون۔ اور اون کے ساتھ غلامون کا سا سلوک کیا جاتا ہو
غیر مسلم غلامون کو بھی رہا کرنا کرانا خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ نا انصاف مالکون کے ہاتھ مین
اٹھا رہے ہون۔ اور اون کے آزاد ہو جانے کی صورت مین مسلمانون کو کسی قسم کے ضرر کا بھی احتمال [illegible]
ہو۔ یا خود حصول ثواب مقصود ہو۔ یہ سب آزادیان داخل نے الرقاب ہین۔

والیتمٰی۔ یتیم کہتے ہین اوس بچے کو جس کا باپ قبل اسکے کہ وہ تربیت کی منزل کو [illegible]
چکے۔ اور کسب معاش پر قادر ہو گذر گیا یا اسکو سن رشد کو پہونچ کر اپنے نفع نقصان۔ اخلاقی و مادی
اور شخصی و تمدنی مفاد و مضار کو سمجھنے کے بعد براءیون کو چھوڑکر بھلائیون کے اختیار کرنے کی [illegible]
و قدرت بہم پہونچانے سے پہلے مر گیا ہو۔ اگر باپ کا سایہ سن بلوغ کے بعد سر سے اوٹھا ہے تو وہ یتیم [illegible]
مان کا حیات ہونا نہ ہونا دونون برابر ہین اسلیئے کہ مان بچے خصوصاً لڑکے کی تربیت [illegible]
نہین کر سکتی۔ یا لڑکون پر بیوہ ماؤن کا کچھ دباؤ و اثر باقی نہین رہتا۔ الا ماشاء اللہ [illegible]
غم رسیدہ دل اس قدر نرم ہو جاتا ہے کہ بچون کی پوری تربیت نہین کر سکتین۔

یتیم اصل مین دو قسم کے ہوتے ہین۔ اول وہ کہ جن کے [illegible]
[illegible] چھوڑ جاتے ہین کہ اون کو [illegible]

...اور نتیجۂ اون کے بعد نان شبینہ کے محتاج اور غیرون کے دست نگر ہوگئے ہین
... یتیم مالی امداد کے تو محتاج نہین ہوتے - لیکن خاص قسم کی نگہداشت کے محتاج ہوتے ہین
... اون کا مال ضایع نہ ہو جائے - یا وہ اون کو ناسمجھی کی وجہ سے بیہودہ کامون اور فضول خرچیون
مین نہ اڑا دین - اس قسم کی نگہداشت کے متعلق خدائے تعالی نے جداگانہ حکم دیا ہے - مگر دوسری قسم
کے یتیم مالی امداد اور اخلاقی تربیت کے خاص طور پر حاجتمند ہوتے ہین - آیہ زیر بحث مین خدائے
تعالی نے ایسے یتیمون کی مالی مدد مومنین پر واجب اور ان کے ایمان کی نشانی ٹھرائی ہے -

فلسفۂ زکوٰۃ مین اِن تمام مصارف کے مصالح و فواید مفصّل بیان ہو چکے ہین جو کہ یہان اِس آیۃ
مین بیان ہوئے ہین - لیکن زکوٰۃ کے مصارف مین یتیم کی اعانت کا مذکور نہین آیا تھا - اس لیئے
ہم یتیم کی مالی اعانت کی حکمت بیان کیئے دیتے ہین - اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا کہ اسلام نے مالی
امداد کے ساتھ یتیم کی تربیت اور اون کے ساتھ اچھے سلوک کا کیون حکم دیا ہے -

یہ ظاہر ہے کہ قوم مجموعہ ہے افراد کا - جو حالت افراد کی ہوتی ہے - اوسی کی مجموعی اور انتزاعی
کیفیت قوم پر صادق آتی اور قومی حالت کہلاتی ہے - اور یہ بھی محتاج دلیل نہین ہے - کہ اگر قوم
کے افراد کسی اخلاقی مرض مین مبتلا ہو جائین - تو رفتہ رفتہ وہ مرض قوم کے باقی افراد مین
بھی سرایت کر جاتا ہے - اور اچھے خاصون کو بھی روگ لگا دیتا ہے - جیسا کہ مشاہدہ اس کی گواہی
دے رہا ہے - پس اب خیال کرو کہ جس کا باپ سن تربیت ہی مین اپنے بچون کو خالی ہاتھ چھوڑ
گیا ہو - اس سے بڑھ کر بچون کے حق مین اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے - انسانی رحم و شفقت کا مقتضا
یہی ہے کہ ان کی مدد کی جائے خواہ ان کی مان زندہ ہو یا نہ ہو - قطع نظر از رحم و شفقت قومی مصلحت بھی
یہی ہے کہ ان یتیمون کو سنبھالا جائے - ان کی ناگزیر ضرورتون کو پورا کیا جائے - کیونکہ اگر
ان کی مان زندہ نہین ہے - اور بچے بالکل یانے ہین - تو قوم کی خبر نہ لینے کی صورت مین اون کا
انجام ہوگا کہ بلک بلک کر مر جائین گے - اور چونکہ ایسی یتیمی کے واقعات بکثرت ہوتے رہتے
علاوہ اس کے کہ قوم قسی القلب کہلائے گی - اس کو اپنے آدمی ہاتھ سے کھو دینے کی وجہ سے
تمدنی و اجتماعی نقصان اوٹھانا پڑے گا - اور اگر مان زندہ ہے - اور محتاج تو چونکہ عورتین عموماً
معاش کے طریقون سے واقف نہین ہوتین - اس لیئے عدم امداد کی صورت مین یا تو وہ بھی
لقمۂ اجل ہوگی - یا اپنے بچون کو موت کے موُنھ مین دیکھ کر روزی کی فکر مین پڑیگی
... ڈالنا ہوگا - اس لیئے بعید از

Marfat.com

قیاس نہین کہ ناواقفیت امور مجبور کئے ...

جواس کے اخلاق کے دامن پر دھبہ لگا دے ۔ اور شفقت مادری کا ...

حد و نہایت نہین ہوتی ۔ اسے حسن و قبح کی تمیز نہ کرنے دے ۔ یا وہ مجبور رہو کہ تمیز نہ کرے ۔ اور ...

یقینی نہین ۔ کہ وہ اپنی اور اپنے بچون کی جان اسطرح بچا سکے گی ۔ اور چونکہ یتیمی کے ایسے وا...

بھی آئے دن قوم مین واقع ہوتے رہتے ہین ۔ اگر قوم یتیمون کی مدد نہ کرے گی ۔ تو یہ امر قرین قیا...

ہے ۔ کہ قوم مین اتنے اخلاقی امراض کے بیمار موجود ہو جائین ۔ جن کا مرض متعدی ہو کر قوم کی...

کو بیمار کر دے گا ۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ یتیم بچون کی مان اپنے آپ کو معاش سے عہدہ برآ نہ...

دیکھ کر دوسرا نکاح کرے ۔ اور سوتیلا باپ ان یتیم بچون کی کفالت سے جی چرائے ۔ یا اوس مین

اتنی طاقت نہ ہو ۔ کہ اون کو سنبھال سکے ۔ اس صورت مین بھی بچے بے والی وارث رہجائین گے جس...

نتیجہ یا تو یہ ہوگا ۔ کہ وہ ہلاک ہو جائین ۔ یا اپنی ضرورتون کو مہیا نہ پا کر (ان کے پاس ہون...

الگ یا ماں بھی مرچکی ہو) اور فی الجملہ اپنے آپ کو ہاتھ پاؤن ہلانے کے قابل دیکھ کر بھیک مانگنے

کرنے کے عادی ہو جائین ۔ اگر کسی قوم کے یتیم یہی پیشہ اختیار کرتے رہین ۔ تو اغلب ہے کہ اوس

کا بڑا حصہ اخلاقی خوبیون کو خیرباد کہکر جرائم پیشہ بن جائے گا ۔ اور قومی عزت کو بٹہ لگ...

تمام نقصانات ایسے ہین ۔ کہ قوم ان کی تلافی کسیطرح سے نہین کرسکتی اون کا سدباب اگر ہوسک...

تو اسیطرح کہ یتیمون کی مالی مدد کی جائے ۔ اسیوجہ سے خدا تعالٰی نے قرآن مجید مین جابجا یتی...

امداد کا حکم دیا ۔ اور ان کی امداد و اعانت کو ایماندارون کا فعل بتایا ۔ یا اون کی ایمان کی ...

اب غور کرو کہ یتیمون کی مدد کرنا یہ اپنی قومی عزت اور اپنے تمدن کی ہستی کو بچانا او...

ترقی دینا ہے یا نہین ۔ اور ان کی امداد خود اپنی مدد ہے یا نہین ۔ اسی لیئے آج تک ...

جس قدر متمدن قومین ہوئین ۔ اور ہین ۔ اون کی توجہ قوم کے یتیمون کی طرف خاص...

مبذول رہی اور ہے ۔ دیکھ لو کہ اس وقت یورپ کی قومین اپنے یتیمون کی کیسی مدد کر...

کیونکہ انہین اولاد کی طرح پالتی ہین ۔ کسی کو یہ بھی محسوس نہین ہونے پاتا ۔ کہ وہ بے ...

ہے ۔ پھر جب اون کو معلوم ہوتا ہے کہ ہم یتیم ہین ۔ باپ ہم کو بچہ ہی چھوڑ کر مر گیا ...

نہ کرسکی ۔ یا وہ بھی مرگئی ۔ اور دیکھتے ہین کہ قوم نے اون کے ...

پالا پوسا ۔ پڑھایا لکھایا ۔ علم و فن سکھایا ...

...

Marfat.com

Marfat.com

... ہیں سکتا اور دعا

... ہیں موجودہ ہیں

... جا سکتے تھے۔ جو سابقہ ...

... کو چھوڑکر ... تھا۔

... تعیین ... تفصیل ...

... کہ ... تفصیل مسائل کو وہی لوگ مان سکتے

... ہیں ... کتابوں کو دیکھتے ہوں۔ وحی کو مانتے ہوں

... تفصیلی ... احکام سے کیا فائدہ۔ جو دیتا وہ تاہی نہین

... بیانات ہی نہین لایا ہے اوس کو صوم و جہاد

... کیا واسطہ ہے کہ کیون پڑے گا۔ اور کیون اوس کا وجوب

... کیا غرض ہوگی قصاص و ربوا کے سخت حکم

... فرمایا ھدی للمتقین۔ اور پھر بتایا متقی کون ہین

... و بیان کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اب گویا اس

... ثابت ہوگئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مخاطب متقین

... ہین ... کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل کا جاننا ضروری ہے

... اجمالی احکام پر کاربند ہونے کے لیئے اجمالی احکام کا اتنا

... ہیں ... اس تفصیلی ہدایت سے الگ کر دیئے

... کو بھی بلا لیا گیا۔ الم ذلک الکتب لا ریب فیہ

...

احسان کا بدلہ ادا کرسکین۔ ا[illegible] صرف اپنی خیالی

[illegible] کا قائم نہین ہوجاتا۔ بلکہ عمر بھر وہ قوم کی خدمت کرتے ہین۔ اور جیسے خود
قومی یتیمون کو بھی اسیطرح پالتے ہین۔ پالنے مین حصہ لیتے ہین۔ اب دیکھو قوم کو ان کی امدادی
تربیت کی وجہ سے دوہرے فائدے ہوتے ہین۔ اوّل تو یہ کہ قوم مین کوئی جز و معطل نہین رہنے
پاتا۔ ساری قوم باکار و ہنرمند ہوتی ہے۔ اور رذیلانہ اخلاق کا اس مین پتہ نہین ہوتا جو یتیمون
کی عدم خبرگیری کی صورت مین پیدا ہوجاتے ہین۔ اور جس قوم مین کہ بداخلاق و بدکار اراذل
نہ ہون۔ وہ بالطبع عزّت کی مستحق ہوتی ہے۔ اور دنیا اس کی عزت کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قومی مشکلات و
مصائب کے دفع کرنے کے لیئے قوم مین ایسے لوگ موجود ہوجاتے ہین۔ جو اون کو دفع کیئے بغیر چین نہین
لیتے۔ اور اپنی زندگی کو تلخ سمجھتے ہین۔ مختصر یہ کہ یتیمون کی مدد اور اون کی تربیت سے قوم سینکڑون
خرابیون سے محفوظ اور بہترین قوام پر قائم رہتی ہے۔ اسی لیئے اسلام نے یتیمون کی امداد و تربیت
کی خاص تاکید فرمائی۔ مگر اے مسلمانون! تم ذرا اپنی قوم کے یتیمون کے حال پر نظر کرو۔ اور اپنے
گریبان مین مونھ ڈال کر دیکھو کہ ان کی کیا حالت ہے۔ اور تم اون سے کیا اور کیسا سلوک کرتے ہو۔
کیا وہ بدنصیب ٹھوکرون سے نہین ٹھکرائے جاتے۔ کیا دردمندی کی جگہ اون سے بیدردی کا سلوک
نہین کیا جاتا۔ ہم نہین کہتے کہ سبھی یتیمون کے ساتھ یہی برتاؤ ہوتا ہے۔ اور سب ہی دعائین مانگتے
رہتے ہین کہ اے خدا زمین پھٹ جائے۔ اور ہم اوس مین سما جائین۔ لیکن زیادہ یتیمون کی یہی
حالت ہے۔ بڑے خوش نصیب ہون گے وہ یتیم بچے۔ جو اپنے کسی آسودہ حال رشتہ دار کے یہان رکھ
دیئے گئے۔ اور طمانچے کھا کر جون تون اپنی زندگی بسر کر رہے ہون۔ یا اون کی تھوڑی بہت تربیت
ہو رہی ہو۔ کیا یہی فرمانِ خداوندی کی تعمیل اور مسلمان ہونے کی نشانی۔ اور اسلام کی پابندی ہے۔
سمجھاؤ۔ جب قوم کے درماندہ اور سب سے زیادہ قابل رحم گروہ کی ہڈیان تمہارے ہاتھون پس
رہی ہون۔ اور ہمارے بچے دیکھ رہے ہون کہ ہم ان فلکزدون کے ساتھ کیا سلوک کرتے
ہین۔ اور وہ غریب بھی جانتے ہون کہ اون کے ساتھ کیا برتاؤ ہو رہا ہے۔ تو پھر قومی درد آئندہ
نسل کے دل مین کہان سے پیدا ہو۔ کہان سے قوم کے نام پر جیبین خالی کر دینے والے اور
عزت بھرنے والے پیدا ہون جن کے دیکھنے کی آرزو رکھتے ہو۔ کیون تمہاری قوم کا
[illegible] کیون افراد قوم کے دل مین اخلاقی امراض جاگزین نہ ہوجائین
[illegible] نام ہی کرنے والے [illegible]

احسان رشد (۸) مادہ بھی تم [illegible]

حال پر رحم نہین آتا۔ مآل اندیشی سے تم اس قدر دور جا پڑے [illegible]
کہ جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اوس سے کچھ اپنا ہی بگاڑ رہے ہو۔ تمہاری قوم کے [illegible]
اس غفلت شعاری و بے پروائی کی بدولت غیرون کے ہاتھ پڑ گئے۔ اور نہ صرف تمہاری قوم [illegible]
بلکہ تمہارے دین و مذہب سے بھی گئے گذرے ہوئے۔ مگر تم آج تک نہ پسیجے۔ آج کل کال پڑا
ہے۔ ذرا سوچو تو بے یار و مددگار یتیمون کا کیا حال ہو گا۔ بتاؤ تم نے ان کی دستگیری کا زمانے کے
دستور کے موافق بالاتفاق کیا انتظام کیا۔ یا انصاف سے یہی کہو کہ بجائے خود کسی آس پاس کے
یتیم کی مدد کا بھی کوئی سامان کیا ہے؟ خدا کرے ہمارا گمان غلط ہو۔ اور تم نے اپنی جگہ نہ صرف یتیمون
کی پرورش کا بلکہ غریب رشتہ دارون۔ پاس پڑوس کے مسکین مسلمانون۔ بے زبان سائلون کی
امداد و اعانت کا بھی کافی بندوبست کر لیا ہو۔ اور نہ کیا ہو۔ تو اب کر سکو۔ ورنہ اے بعید دو
یاد رکھو کہ اس کال مین تمہارے ہزارہا بن باپ اور باپ والے بچے تم سے ہمیشہ کے لئے
جدا ہو کر بہت سے فریاد کنان خدا کی طرف کا راستہ لین گے۔ اور بہت سے غیرون کے ہاتھ جا
اور کیسی اور مذہب کے پابند ہو جائین گے۔ دین کو دنیا کے بدلے بیچین گے۔ خود تباہ ہون گے
اس کا وبال تمہاری گردنون پر رہے گا۔ اور یہ بلا نہ صرف یتیمون پر آئے گی۔ بلکہ اور غربا
بھی اسکا ہدف بنین گے۔ اور اس سب کا خمیازہ عاقبت مین تم کو بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے مسلمان وہ ہے (مسلمان کو چاہیئے) کہ رشتہ دارون۔ یتیمون مسکینون۔ سائلون مسافرون
مین اپنا مال خرچ کرے۔ اور مال کی محبت مین گرفتار ہو کر ان نیک کامون سے باز نہ آئے۔

تم مین سے اکثر کہین گے یتیمون مسکینون۔ مسافرون۔ سائلون کی مدد امیر کر سکتے ہین انہی
کا فرض ہے۔ مگر یاد رکھو یہ بالکل غلط ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ جو خود محتاج ہو۔ اوس پر کسی کی مدد [illegible]
نہین۔ لیکن جو خود محتاج نہین ہے۔ اگرچہ دولت مند بھی نہین ہے۔ اوس پر آیہ مذکورہ [illegible]
مصارف ششگانہ واجب ہین۔ زکوٰۃ اغنیاء اور دولت مندون سے خاص ہے۔ مگر آیہ [illegible]
رو سے ان چھیون مستحقین کی مدد کرنا ان لوگون پر بھی واجب ہے جو مالک نصاب [illegible]
نہ ہون۔ اور ان امیرون پر بھی جو زکوٰۃ ادا کر چکے ہون۔ یہی مفسرین [illegible]
لکھا ہے۔ مذکورہ بالا چھیون مستحقین کی مال سے مدد کرنا علاوہ زکوٰۃ [illegible]
پر بھی جو مالک نصاب نہ ہون [illegible]

[illegible] وسلم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی
حق ہے پھر یہ آیہ شریف تلاوت فرمائی۔ اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بروایت ابو
[illegible] بیان کیا ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا زکوٰۃ دینے
کے بعد بھی مال پر کوئی حق واجب رہجاتا ہے۔ آپنے آیہ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ....... الآیۃ
تلاوت فرمائی۔ ہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اِنَّ الزَّکٰوۃَ نَسَخَتْ کُلَّ حَقٍّ فِی الْمَالِ
یعنی لَیْسَ فِی الْمَالِ حَقٌّ سِوَی الزَّکٰوۃِ زکوٰۃ نے مال میں کے تمام حقوق کو منسوخ کردیا۔ اور مال میں کوئی
حق سوائے زکوٰۃ کے نہیں رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نام کا مقررہ حق سوائے زکوٰۃ کے اور
نہیں ہے۔ اور آیہ زیر بحث میں جس صدقہ کا بیان ہے۔ وہ حق خداوندی نہیں ہے۔ بلکہ خود
بندوں کا حق ہے۔ اور اگرچہ اللہ خود کسی مالی حق کا بھوکا نہیں۔ اور نہ وہ خود لیتا ہے۔ بلکہ اپنے حق
کو بھی اپنے نام سے مستحق بندوں میں ہی تقسیم کرادیتا ہے۔ پھر زکوٰۃ کے ہوتے صدقہ واجب (وَاٰتَی
الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ .......) یا صدقہ واجب کے ہوتے ہوئے زکوٰۃ کا حکم کیوں دیا؟ اس لئے کہ
اگرچہ مقتضائے عقل و رحم یہی ہے کہ آدمی اپنے درماندہ رشتہ داروں۔ نظر سے گذرنے والے یا
نظر رہنے والے حاجتمندوں کی مدد کرے۔ لیکن مال کی محبت کی وجہ سے سب ایسا نہیں
[illegible] بقدر کفایت دینے دلانے میں دریغ و مضائقہ کرتے ہیں۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے ایک
طرف تھوڑا سا اپنا لازمی حق مقرر کیا۔ اور دوسری طرف خود مستحقین کے استحقاق کو اون کی سامنے
بیان کرکے امداد و اعانت کی مقدار خود اون کے اختیار پر چھوڑ دی۔ تاکہ عام انسانی عقل و قلبی
احساس کے ذریعہ سے جہاں تک ہوسکے۔ آسودہ حال محتاجوں کی مدد کریں۔ اور پھر جو کمی رہجائے
[illegible] سے پوری ہوجائے۔ اور اس کے حاجتمند بندے جو بندگی کی حیثیت سے آسودہ حال
بندوں کی برابر ہوتے ہیں۔ حاجت و درماندگی کی تکلیف نہ اوٹھائیں۔ غور سے دیکھو تو مستحقین
[illegible] کی تفصیل ہم فلسفہ زکوٰۃ کی بحث میں بقدر کفایت کرچکے ہیں۔ وہی اوس صدقہ کی بھی
[illegible] ہے جو آیہ زیر بحث میں بیان ہوئے ہیں۔ فرق اتنا ہی کہ وہاں ذوو القربےٰ اور یتامےٰ کی تصریح
نہیں ہے۔ فقراء و مساکین کی ذیل میں وہ بھی آجاتے ہیں۔ اور یہاں صدقہ میں اون
[illegible] بیان کردیا ہے۔ اس لیئے کہ خود انسانی طبیعت و فطرت کا اقتضاء ہے کہ وہ غریب
[illegible] ہے۔ اور ایسا نہیں کرتا۔ وہ درحقیقت پہلو میں دل

سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیہ قرآن برجبت مین صدقہ [illegible]
خبر کے ساتھ ہی بطریق عطف اسی آیت مین واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ [illegible]
طور پر ظاہر ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ اور زکوۃ سے صدقہ موقوف نہین۔ بلکہ ایمان کی نشانی [illegible]
مستطیع دونون خیرات کیے یا کرتا ہو۔

والموفون بعهدهم اذا عاهدوا۔ مومن کا شیوہ ہے کہ جب وہ کسی سے عہد کر لیتا ہے تو اسپر قائم رہتا اور اوسے [illegible]
وفائے عہد اگرچہ بظاہر بہت ہی محدود دائرہ مین گھری ہوئی نظر آتی ہے لیکن اگر ذرا غور سے کام لو تو اس کا دائرہ اس قدر وسیع جانو
کوئی حد نہایت نظر نہین آتی مختصر یہ ہے کہ بندے کے تمام معاملات مین عہد و پیمان کا وجود ہوتا ہے عام اس سے کہ وہ عہد اپنے نفس سے ہو یا اپنے
ہو یا اوسکے سوا وہ تمام مخلوق جس سے بندے کو کام پڑتا ہے۔ کسیطرح بھی کیون نہ ہو۔ اب خیال تو کرو۔ کہ ایماندار کی
یہ کتنی بڑی صفت ہے۔ کہ وہ ہر ایک سے جس سے بھی سابقہ پڑے اپنے عہد کو پورا کرتا ہے۔ اور درحقیقت
آدمی اگر اہل وفا نہین تو کچھ بھی نہین۔ اوس کا کوئی کام بار آور نہین ہو سکتا۔ مگر کیا خوب ہین ہم
مسلمان مدعی ایمان کہ عہد و پیمان کی ہماری نگاہون مین کچھ وقعت ہی نہین۔ توڑتے نہین [illegible]
ٹھہراتے۔ عہد کرتے ہین۔ اور نہین سوچتے کہ اسے پورا بھی کر سکین گے۔ یا نہین۔ بات بات مین قول
و قسم ہمارا شیوہ ہے۔ لیکن کیا مجال کہ ایفاء کا ہمین خیال آتا ہو۔ اسی لیئے بے اعتبار ہین [illegible]
سارے کام خراب ہین۔ اور جگہ کی تو خبر نہین۔ لیکن ہندوستان مین سب سے زیادہ بدمعاملہ ہم ہین

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

والصابرین فی الباساء والضراء ایماندارون کا دستور ہے کہ فقر و بلا اور رنج و محن مین
کے مقابلہ اور جنگ کے معرکون مین بھی پابرجا اور صابر و ثابت قدم رہے ہین۔ ایسے ہی لوگ
راستباز اعتقاد کے سچے اور متقی و پرہیزگار ہین۔ اولئک الذین صدقوا واولئک هم
المتقون۔ نہ اے یہود و نصاریٰ تم جو مشرق و مغرب کی طرف مونھ کر کے جھوٹی سچی نماز
کو اصل نیکی سمجھتے ہو۔ اور اوسی پر نازان ہو۔ نہ اللہ پر تمہارا ایمان ہے۔ کیونکہ عزیر و مسیح کو
بیٹا کہکر اون کو اسکی خدائی مین شریک کرتے ہو۔ نہ آخرت ہی پر۔ کہ اپنے آپ کو نبیون
کے انتساب کی وجہ سے ناقابل عذاب سمجھتے ہو۔ نہ ملائکہ پر ایمان [illegible]
بتلاتے ہو [illegible] تمہین [illegible]
کو مانتے ہو [illegible]

...توں کو محروم بھیجتے ہو۔ غلاموں کی آزادی سوجی ... جاہیئے نماز ادا کرتے ہو۔ نہ زکوٰۃ دیتے ہو۔ بلکہ کتاب اللہ کو مال قلیل کے عوض ... نہیں شرماتے۔ نہ صبر کرتے ہو۔ حتی کہ تمہارے بڑوں نے موسیٰ سے کہا۔ لن نصبر علیٰ طعام ... جنگ کا وقت آیا۔ تو کہدیا اذھب انت و ربک۔ جب تم میں ایمانداروں کے اوصاف ... ایک وصف بھی نہیں۔ حالانکہ ایک وصف کا نہ ہونا بھی مومن کی نیک کرداری کو بٹہ ... ہے پھر تم کیسے کہتے ہو کہ ہم نیک ہیں نیک کردار ہیں۔ یہ تمہارا لاطائل دعویٰ ہے کیسطرح ... نہیں ہو سکتا۔ نیک اور نیک کردار وہی ہے۔ جو مذکورہ بالا اوصاف رکھتا ہو۔ اور وہی ... ... اصلی نیکی ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔ کہ جس نے ایہ و ... البر...... الخ پر عمل کیا۔ اوس کا ایمان کامل ہو گیا۔ اور درحقیقت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شرعی تکلیف اس آیت سے باہر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شامل ہے تمام اعتقادات و عبادات ... محاسن اخلاق و اعمال کو۔

نکتہ۔ جاننا چاہیئے کہ شرعاً سب سے مقدم ہے اعتقاد۔ ازاں بعد اخلاق و عبادات۔ پھر معاملات ... اس سے کہ معاملہ اپنے نفس سے ہو۔ یا نفس اور غیر کا۔ لیکن آیہ ولکن البر میں خدائے تعالیٰ نے یہ ترتیب نہیں رکھی۔ بلکہ اعتقادات کے بعد اخلاق و عبادت کی بجائے تصدق۔ یعنی عمل کو مقدم کیا۔ ... کے بعد نماز کا ذکر فرمایا۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ نماز فی نفسہ بندہ کا عمدہ ترین فعل ہے ... دیکھنے والا نہیں جان سکتا۔ کہ نمازی کیسی نماز پڑھتا ہے۔ آیا اخلاص سے پڑھ رہا ہے۔ یا ... عادی کے طریق پر۔ اگرچہ نماز بظاہر نمازی کے ایمان قلبی پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ... دیکھنے والے ریاکار کی نماز کو بھی مخلصانہ نماز سمجھ کر اوس کی نیکی و نیک کرداری کا یقین ... یا نمازی نماز ہی کو پورا دین سمجھ بیٹھے۔ آیہ زیر بحث کی ترتیب سے معلوم ہوا کہ تحقیق ... تصدق کا ادا کرنا نماز پر بھی مقدم ہے۔ یا کم از کم دونوں میں ایسا ارتباط ہے۔ کہ ایک کے ... تقدیم و تاخیر کے بغیر ملا ہوا ہے مستحق بندوں کا حق ادا کرنے والا نماز گذار ہو گا۔ اور ... بندوں کی امداد اپنا فرض سمجھے گا۔ اور جیسے نماز کو ادا کرتا ہے۔ اون کے حقوق ... ... نماز میں تو مشغول ہے۔ اور بندوں کے اور خصوصاً محتاج ... جب کسی کو دیکھو کہ صاحب مقدرت ہو کر ایسا کرتا ہے

سے خالی ہے۔ اور جو مارکی اپنے آپ کو ایذا پانے ...
لئے کہ شیطان رہزنی کر رہا ہے۔ اوس کے وجود سے اپنے آپ کی ...
بندون کے حقوق کی پروا نہین کرتا۔ درحقیقت اوس کو خدا کے خوف ...
کیا پروا ہوسکتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ ...
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ ...
فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۷۳)
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۷۴) تر...

لوگو جو ایمان لاچکے ہو۔ تم پر مقتولون مین برابر کا بدلا فرض کیا گیا (یعنے) آزاد کے ...
غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف ...
کیا۔ پھر اوس کی نیکی کی پیروی اور اوس (بھائی) کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے۔ یہ تمہارے ...
رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے۔ پھر اس کے بعد جو زیادتی کرے گا اس کے لیئے درد ...
اور اے عقلمندو تمہارے لیئے قصاص مین زندگی ہے۔ شائد تم پرہیزگار ہوجاؤ۔

تفسیر۔ چونکہ آیہ ولکن البر مین بسیاق خبر جامع احکام شریعت بیان ہو ...
اسلوب کلام بتدریج خبر سے انشا تک پہونچا۔ اور مذکورہ بالا آیت مین خدا کے تعالیٰ نے ...
امر بیان فرمائے۔

زمانہ جاہلیت مین عرب کا دستور تھا۔ کہ اگر کسی بے یار و مددگار کو کوئی زبردست ...
اوس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہ تھا۔ غریب مظلوم کے وارث رو دھو کر آپ صبر کر ...
اگر کوئی جتھے والا قتل کر دیا جاتا۔ تو اوس کے بدلے مین نہ صرف قاتل کو قتل کر ...
انتقام لینے کی کوشش ہوتی۔ بلکہ پہلے سے حلف اوٹھایا جاتا کہ ہم اپنے ایک ...
سو پچاس مار کر چین لین گے۔ اور ورثائے قاتل جوش انتقام ...
کرتی بلکہ ہم ایک کے بدلے مین انھون کے ...
اگر عورت قتل ہوجاتی اور ...

... قتل کیا جاتا۔ غلام مارا جاتا تو کہتے ہم غلام کے ... ہمیشہ تھا کہ یہی رسم ستم شعاری تقریبًا تمام عرب کا شیوہ تھی۔ نہ مقتولون کے ... انصاف سے کام لیتے تھے اور نہ قاتل کے لواحق اور نہ مقتول کی زیادتیان دیکھ کر تاب ... سکتے تھے علاوہ وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ جیسے کہ مقتول اول کے وارث کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ایک آدمی کے قتل کی وجہ سے قاتل و مقتول دونون کے قبیلون اور اون کے طرفدارون کے ... ہزارون آدمی کٹ جاتے۔ مگر کشت و خون اور ایک جان کے بدلے کا فیصلہ و خاتمہ نہ ہوتا ... سالہا سال تک فریقین مین تلوار چلتی۔ اور جب تک ایک بالکل بیدم نہ ہوجاتا۔ تلوار میان مین نہ ... خدائے تعالیٰ نے اس غیظ و غضب کی شعلہ زن آگ کو بجھانے۔ اور ستم شعاری کی عادت کو ... و انصاف سے بدلنے اور حق کی ہدایت کرنے کے لیئے مسلمانون کو حکم دیا۔ کہ اے مومنو!۔ تم کو ... مقتولون کا برابر کا بدلہ لینا واجب ہے۔ یہی انصاف ہے۔ اور یہی تم پر فرض کیا گیا ہے۔ تم جاہلیت کی رسم کو چھوڑ دو۔ اوس کی نا ملائم عصبیت کو خیرباد کہو۔ نصفت شعار بنو۔ اور مقتول کا برابر کا بدلہ لو۔ آزاد نے آزاد کو مارا ہے تو قاتل ہی کو مارو۔ عورت کو عورت نے قتل کیا ہے تو اسی سے بدلہ لو۔ ... نے غلام کی جان لی ہے۔ اسی کی جان لو۔ جاہلیت کی عصبیت نہ برتو کہ ایک مرد کے بدلے دو مرد ... کے بدلے دس مرد۔ غلام کے عوض آزاد کو مار ڈالو۔ یا ایسا کرنے کا ارادہ کرو۔ کیونکہ یہ بالکل نا انصافی اور فتنہ پردازی ہے۔

مذکورہ بالا حکم قصاص صرف مساوات کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جس کے خلاف عرب مین عمل ہو رہا ... مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت اوس و خزرج کے حق مین نازل ہوئی۔ جن مین سالہا سال ... جنگ چلی آتی تھی۔ اور ہر مقتول کے وارث عہد کر چکے تھے۔ کہ ہم یون بدلا لین گے۔ جب یہ دونون ... دشمن جن کے سینہ کینہ سے بھرے ہوئے تھے مسلمان ہوگئے۔ تو اونہون نے قصاص کا مسئلہ ... صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ وحی نازل ہوئی۔ اور آپ نے اون کو حکم دیا کہ قصاص ... مساوات کرو۔ مرد مرد کے برابر ہے۔ عورت عورت کی برابر۔ غلام غلام کی برابر۔ نہ یہ کہ تم ایک مرد کی ... کو۔ ایک عورت کی جگہ ایک مرد کو۔ غلام کی جگہ آزاد کو قتل کردو۔ اور اسی کو قصاص ... خیال ہے۔

... کا مقتول ... مین آزاد قاتل تو مارا جائے گا۔ لیکن عورت اور ...

... قصاص کی ...

Marfat.com

متعلق نہیں ہے جیسا کہ یہان بر سوال ہے ...

النفس بالنفس ہے جو کسی جگہہ آگے آنیوالی ہے - یہان یہ آیت ...

آئی ہے - اور تردید ہی سے مخصوص ہے - حر - وانثیٰ وعبد کا لفظ محض ...

مین مساوات ہونی چاہیئے - نہ کہ زیادتی - جیسی کہ قبائل عرب اب تک کرتے رہے ہین

فمن عُفیَ لہ من اخیہ شیٔ - جب اوس وخزرج یا عرب کے وہ دیگر قبائل ...

جن مین خونون کا جھگڑا مدتون سے چلا آتا تھا - تو اون مین بہت سے قاتل بھی تھے اور مقتو...

کے وارث بھی - اور انہون ہی نے آکر رسول اللہ سے سوال کیا تھا کہ ہم قصاص کیونکر لین ...

سابقہ دستور کے موافق یا اسلام لانے سے ہم پر کچھ اور فرض ہو گیا ہے - اللہ تعالیٰ نے یہ ...

کیا کہ مساوات اختیار کرو - اور پھر بتایا - کہ اگر قاتل کو مقتول کے وارث مقتول کے نفس وغیرہ ...

بارہ مین کچھ معاف کر دین - تو قاتل کو چاہیئے کہ نیکو کاری مین اون کا اتباع کرے - یعنی ...

معقول اور کوئی اچھی شرط پیش کرین - تو اوس کو مان لے اور پھر اوس شرط کو - بہ خوبی ...

اسلوبی پوری کر دے - فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان -

• معافی ہمیشہ حق واجب مین ہوا کرتی ہے - اور قاتل پر اوس زمانہ کے دستور کے موافق ...

جان یا دیت واجب ہوا کرتی تھی - اور مقتول کے وارث انہین دونون چیزون مین سے کسی ...

کو قاتل کے ذمہ واجب سمجھ کر اس کے طالب و داعیہ دار ہوا کرتے تھے - اس سے معلوم ہوا کہ قاتل ...

ذمہ سے جو کچھ معاف کیا جا سکتا ہے - وہ انہین دونون مین سے کوئی ایک ہو سکتا ہے - او...

معاف کرنے والے مقتول کے وارث ہی ہو سکتے ہین - اور وارث کبھی ایک ہوتا ہے کبھی ...

اور جو وارث برابر کے ہون اون کے حق بھی برابر ہی ہونگے - اگر وارث ایک ہی ہے ...

بدلے خون چاہتا ہے - تو پھر یہ نہین ہو سکتا کہ خون مین سے کچھ بخشدے - اس لیئے کہ خون ...

نفس و جان - اور اون کا تجزیہ ممکن نہین - ہان اگر وہ طالب قصاص نہین - بلکہ خون ...

یا خون بہا لینے پر راضی ہے - تو اوس مین سے البتہ کچھ معاف کر کے خون بہا کو ہلکا کر سکتا ...

وارث ہین - اور وارث بھی برابر سرابر کے - ایک اون مین طالب قصاص ...

قصاص چاہتا ہے دوسرا دیت - تو اس صورت مین از روئے ...

معاف ہو سکتا ہے - اس لیئے کہ نفس اگرچہ ...

...

[illegible]ن بہا ہی واجب ہوگی۔ اور وہا ہی دینی اور دینی پڑے گی۔ اور اگر چند وارث ہین [illegible] بہ [illegible]ے ہین۔ تو اون کو قدرت ہے کہ اپنا اپنا تمام یا کچھ حصہ معاف کر دین۔ یا بعض چھوڑ [illegible] اور بعض طالب ہون۔ انہین تمام صورتون مین سوائے صورت اوّل کے جس کو محال و [illegible]ن بیان کیا گیا ہے۔ لفظ شیٔ شامل ہے۔ اور جزو قصاص اور خون بہا کی طرف [illegible]ارہ کرتا ہے۔

[illegible]ین اخی سے مراد ہے وارث یا ورثاء مقتول۔ رہی اخوت کہ قاتل اور وارث یا ورثاء کے مابین جب کہ وہ طالب قصاص [illegible] خونبہا ہون کیسی ہے؟ سو وہ اخوت ہے۔ اخوت جنسی (بشری) یا وہ سابقہ اخوت و الفت جو مقتول [illegible] وارث یا ورثاء کو قاتل کے ساتھ قصاص و خونبہا کے طالب ہونے سے پہلے حاصل ہوتی ہے اور [illegible] اخی کا لفظ لانے مین یہ ہے کہ کینہ جو طبیعتین اخوت سابقہ کے خیال سے نرم ہون۔ یا یہ سمجھ کے [illegible]ل بہ لطف و احسان ہو جائین۔ کہ یہ بھی انسان ہے۔ ایک جان سے جا چکا وہ زندہ ہو نہین سکتا [illegible]س کی جان کو بھی کیون تلف کرتے ہو۔ اس نے تو برا کیا ہے۔ اگر تم اپنی طرف سے اس کی جان پر قابو [illegible] ہوئے بھی درگذر سے کام لو۔ اور احسان کرو۔

ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ۔ اے مسلمانو۔ یہ حکم کہ مقتول کے وارث چاہین تو تمہین کچھ [illegible] کر سکتے ہین۔ جب کہ مقتولون کا قصاص مساویانہ فرض ہو چکا ہے۔ اور تم اون کے مشروط [illegible] حق کو ادا کر کے اپنی جانین بچا سکتے ہو۔ بہت ہی تخفیف و رحمت کا حکم ہے۔ تخفیف و رحمت اس [illegible] زیادہ اور کیا ہوگی۔ کہ قصاص مین جو زیادتی تمہاری معمول بہا تھی جس کی وجہ سے ایک مقتول کے [illegible]ن کی کئی جانین جاتی تھین۔ موقوف کر دیگئی۔ خون بہا مین بھی کمی و معافی کا موقعہ دے دیا گیا۔ [illegible] جو خون تم مین مدت سے چلا آتا تھا۔ اور کسیطرح بند ہی نہین ہوتا تھا۔ اوس کا خاتمہ کر دیا [illegible] مگر یہ یاد رہے کہ یہ تخفیف و رحمت اسی دفعہ ہے۔ پھر اگر تم مین سے کسی قاتل نے معافی پا لینے [illegible] کے بعد کسی کو قتل کیا تو اوس کے لیئے عذاب سخت تیار ہے۔ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ [illegible]ذاب الیم۔ کیونکہ یہ تخفیف و رحمت اس لیئے ہے کہ قضیہ درمیان چک جائے۔ اور قاتل اپنی [illegible] کی اصلاح کر لیوے اپنے کیے پر پشیمان ہون آیندہ کے لیئے توبہ کرین۔ مکرر ارتکاب [illegible] اوس کے [illegible] ہون گے۔ کہ تم نے اس تخفیف و رحمت کی قدر نہ کی۔ اور جو تمہین کرنا چاہیے [illegible] الله [illegible] ڈالا۔ جور و ظلم کیا۔ رحمت کو زحمت بنایا۔ اس کی [illegible] وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ

يا اولي الالباب لعلكم تتقون

قتل کا ارادہ کرے گا۔ وہ یہ سمجھ کر اوس کے ارتکاب تو باز رہے گا کہ خود بھی قتل کیا جائے گا۔ اور اُسکے بچنے کی کوئی صورت نہین ہے۔ یون دونون کی جانین بچ جائین گی۔ گویا از سر نو حیات حاصل ہو جائے گی۔ یا یہ کہ جب قاتل کو بقصاص قتل ہوتا دیکھین گے۔ اس کے حال سے عبرت پکڑین گے۔ اور جن کا قتل ہون گے۔ اوس سے باز آجائینگے۔ یون بہت سون کی جانین محفوظ رہین گی۔ یا یہ کہ قاتل کو آخرت سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔ جو کسی طرح حصول حیات سے کم نہین۔ اے عقلمندو! یہ باتین ہین۔ کہ اگر تم عقلون سے کام لوگے۔ تو یقیناً قتل و خونریزی کے مرتکب نہ ہوگے۔ یا اولي الالباب لعلكم تتقون۔

آیہ زیر بحث مین ابھی بہت سی باتین قابل توضیح و تحقیق ہین۔ لیکن ہم اون کو انشاء اللہ آیہ النفس بالنفس کی تفسیر کے ساتھ بیان کرینگے۔ کیونکہ اون کو دونون آیتون سے تعلق ہے جب تک کہ دوسری آیت کی تفسیر نہ کی جائے۔ اسی آیت سے بحث کے باقی تمام مراحل بآسانی طے

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۱۷۷) فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۷۸)

حکم ہوا کہ تم مین سے کسی کی موت کا وقت آئے۔ اگر اوس نے مال چھوڑا ہو۔ تو ماں باپ کے رشتہ دارون کے لیئے بھلائی کے ساتھ وصیت کرے۔ یہ متقیون کے لیئے ضرور ہے۔

پھر سننے کے بعد جو کوئی اوس وصیت کو بدل ڈالے۔ تو اس کا گناہ انہین لوگون پر ہے جنہون نے اوس کو بدلا ہے تحقیق اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

مگر جس نے وصیت کرنے والی کی طرف سے غلطی یا گناہ سرزد ہونے کا خوف کیا (یا گناہ کو معلوم کیا) اور پھر اوس نے اون مین صلح کرادی۔ تو اوس پر کچھ گناہ نہین البتہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] زیادہ عزیز رکھتے تھے، قریب کے
[illegible] کو چھوڑ کر غیرون یا دور کے رشتہ دارون کے نام کر جاتا۔ اور چونکہ
[illegible] خیال سے کسی کو اوس کی وصیت کے خلاف کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ سارا مال بیگانے
[illegible] اور حقدار باوجود احتیاج کے محروم رہتے۔ اور اگر کوئی ایسی وصیت نہ کر مرتا۔ تو حق
[illegible] میں کوئی ایک ہی بلا شرکت غیرے اوس کا مالک بن بیٹھا۔ کبھی زن و فرزند مالک ہو جاتے
[illegible] صرف بیٹی ہی۔ یون دونون صورتون میں حقدار یا تو قطعاً محروم رہتے یا بعض سب کچھ لیلیتے
اور بعضون کو کچھ بھی نہ ملتا۔ چونکہ عرب کا یہ قومی دستور بالکل غیر منصفانہ تھا۔ اور خدائے تعالی کو
منظور تھا اون کو عادل و نصفت شعار بنانا۔ تاکہ مالدار مرنے کے بعد نیک نام بھی رہین۔ اور حقدار
بھی اپنا حصہ پائین۔ اس لیئے اوس نے حکم دیا۔ کہ مالدار جب مرنے کا وقت دیکھین۔ تو اپنے مال
سے نیکی اور بھلائی کے ساتھ اپنے والدین اور قریب کے رشتہ دارون کے حق مین وصیت
کر جایا کرین۔ تاکہ حقدارون کو اون کا حق پہونچے۔ اور وہ اس سے فائدہ اُٹھائین۔ اور چونکہ متقیون
کو ایسا کرنا چاہیئے ہی۔ اس لیئے اون پر اس قسم کی وصیت واجب کی گئی۔ اب اگرچہ متقی اپنے اتقا
کے مقتضا کے موافق آئندہ اپنے والدین اور قریبی قرابت دارون کے حق مین علے قدر مراتب
وصیت کرین گے۔ لیکن جو لوگ سارے مال پر متوفی کے بعد تصرف و تغلب کے عادی ہو رہے
[illegible] اس لیئے عجب نہین کہ وہ متوفی کی وصیت سننے کے بعد ہی اوس مین اپنے مفید مطلب ردو
بدل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور دوسرے لوگ بھی کسی نفسانی غرض سے یا قدیم ظالمانہ طریقہ ہی پر اڑے
رہنے کی خاطر اون کا ساتھ دین۔ کیونکہ دولت ہمیشہ باعث نزاع رہی ہے۔ اور کمزور باوجود
حق اوس سے محروم کیئے جاتے رہے ہین۔ پس اگر کوئی ایسا کرے تو اوس کا وبال اسی کی گردن
پر رہے گا۔ متوفی تو وصیت کر کے بری الذمہ ہو جائے گا۔ مگر ہان جیسے وصی اور گواہ شاہدون
کی جانب ایسی کجروی و ناحق کوشی کا احتمال ہے۔ ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ وصایت کرنے والا
اپنی سابقہ عادت و رسم کا ایسا گرویدہ ہو رہا ہو۔ کہ اوسے چھوڑنے مین تامل کرے۔ یا متعدد
حقدارون کے ہوتے ہوئے اون مین سے ایک دو کو ترجیح دے کر باقی کو محروم کرنا چاہے۔ یا اقربا
میں سے خاص طبعی میلان و نفرت کی وجہ سے غیر منصفانہ تقسیم و وصیت پر آمادہ ہو۔ اور آس پاس
کے سننے والے حق شناس ہون۔ اگر وہ وصیت کرنے والے کو غلطی و گناہ کا مرتکب ہوتا دیکھ کر
[illegible] اور اوس کے اور اوس کے حقدار قرابت دارون مین وہ اچھی مصالحت

یا اوس کے عوض ... ادا

کرا دین۔ تو اس مین کچھ ہرج بھی نہین ہے۔ اور خدا ...

جانتا اور سب کی باتون کو سنتا ہے۔ جس کی نیت اچھی ہوتی ہے۔ اوس سے ...

لغزش بھی ہو جائے تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

چونکہ ان آیات کے مباحث کو آیہ توریث سے خاص تعلق ہے۔ جو آگے آنیوالی ہے

یہان ہم اسیقدر توضیح معانی پر اکتفار کرتے ہین۔ آیہ توریث مین انشاء اللہ تعالی ان کے

تمام مباحث کو بالاستیعاب بیان کرین گے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ

مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ کَانَ

مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَی الَّذِیْنَ

یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ ...

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی

وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط وَمَنْ کَانَ ...

اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ

لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی ...

وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لاچکے ہو۔ تم پر کئی دن ...

فرض کیے گئے۔ جیسے کہ تم سے پہلون پر فرض کیے گئے تھے۔ اس لیے کہ تم متقی ہو جاؤ ...

کوئی تم مین سے مریض ہو۔ یا سفر مین۔ تو اور دنون مین اتنے ہی روزے اور ...

جن لوگون مین طاقت ہے (یعنی جو لوگ بشکل و مشقت سے روزہ کی قدرت رکھتے ہین ...

ایک مسکین کا کھانا فدیہ مین دینا چاہیے۔ پھر جو اپنے شوق سے نیکی کرے۔ تو وہ اوس ...

ہے۔ اور اگر تم روزہ ہی رکھو۔ تو یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو ...

کا مہینا (فرض کیا گیا ہے) جس مین قرآن نازل ہوا تھا لوگون ...

راہ راست و فیصلہ کی کھلی نشانی بھی پس تم مین سے جو کوئی ...

مین روزہ رکھے اور جو کوئی ...

...دشواری نہین چاہتا۔ اور تاکہ تم (روزون کے) شمار کو پورا ... کی عظمت بیان کرو۔ کہ اوس نے تم کو ہدایت کی۔ اور شاید تم اس کا شکر کرو۔

تفسیر۔ ان آیات کی تفسیر مین علماء و مفسرین کی راؤن مین بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے ... کی تمام صورتین اور اون علماء و مفسرین کی باہمی رد و قدح بیان کرنا تو طوالت اور ... بے سود محض ہے۔ اس لیئے ہم مفسرین کی ان بحثون کا نچوڑ اس طرح بیان کرنے پر اکتفاء ... گے۔ جس کو ان آیات کی واقعی و قریب الفہم تفسیر سے کچھ نہ کچھ تعلق ہو۔ اور بالآخر بآسانی ... مطلب تک پہونچا دے۔ جو سیاق کلام سے نکلتا ہے۔

خدا تعالی نے فرمایا کتب علیکم الصیام ........ ایاما معدودات ........ شہر رمضان ........ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ۔ اس طرح پر آیات صیام سے بیچ کے معترضہ اور وصفی جملون سے تھوڑی سی دیر کے لیئے قطع نظر کرلی جائے ... دو آیتون کا اصلی مفہوم یہ ہوگا۔ کہ تم پر چند دنون کے روزے فرض کیئے گئے ہین اور ... آیت کا مطلب یہ کہ تم مین سے جو رمضان کا مہینا پالے۔ اوسے اس مہینہ بھر کے روزے ... ہیئین۔ اب یہان خود بہ خود سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایام معدودات کے روزے ... پہلی دو آیتون مین پایا جاتا ہے۔ رمضان کے روزون سے جداگانہ ہین۔ یا وہی رمضان ... روزے ہین۔ مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے۔ آیام معدودات کے روزے جدا ہین۔ اور شہر ... رمضان کے روزے جدا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہین۔ جو ایام معدودات کے روزے ہین وہی عین ... رمضان کے روزے ہین۔ اور ان تینون آیتون مین دو جدا جدا روزن کا حکم نہین ہے۔

پہلے گروہ کے مسلک پر چند باتین تحقیق طلب ہوجاتی ہین۔ اول یہ کہ کیا اسلام مین اس ... دو طرح کے روزے ہین۔ یعنی ایک چند دنون کے۔ دوسرے پورے ایک مہینے کے۔ اور ... تو کون سے ہین۔ اور نہین تو کیون نہین۔ اور کون سے فرض نہین۔ اور باوجود کتب ... اور فلیصمہ کیون ان کی فرضیت باقی نہین رہی؟

گروہ اول اسکا یون جواب دیتا ہے۔ کہ اب صرف ماہ رمضان کے ایک مہینے کے روزے ... ہین۔ یعنی وہ روزے جو فلیصمہ کے حکم سے فرض ہوئے۔ اور آیام معدودات کے روزے ... تھے۔ مگر اب فرض نہین ہے۔ یہی یہ بات کہ وہ کون سے روزے تھے۔ جس کی طرف ... کی فرضیت اب باقی نہین رہی۔ سو وہ روزے ہر چاندکی

تعاقب کرتے ہوئے غرق ہوا تھا۔ یہ روزے ...

فرض تھے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے۔ اور صحیحین ...

تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت مدینہ ...

عاشورہ (محرم کی دسوین) کا روزہ رکھا۔ اور مسلمانون کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اب

فرض نہین رہے۔ اس لیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آیہ رمضان نازل ہونے کے بعد

کہ رمضان کے روزون سے اور تمام روزے منسوخ ہوگئے۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

سے بھی مروی ہے کہ اول ما نُسِخَ بعد الھجرۃ امر القبلۃ ثم الصوم یعنی جو حکم

ہجرت چلو پہل منسوخ ہوا۔ وہ قبلہ کا حکم تھا۔ اور پھر حکم صوم۔

نتیجہ اس جواب کا کل یہ ہوا۔ قبل از آیہ صوم رمضان ایام بیض و یوم عاشورہ کے

فرض تھے۔ آیہ شہر رمضان کے بعد ان کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اس نتیجہ مین دو باتین ...

طلب ہین۔ اول یہ کہ ایام بیض و عاشورہ کے روزے کون سے حکم سے فرض ہوئے تھے۔ کیا

حکم مین بھی ایسی ہی تصریح ہے جیسی شہر رمضان کے حکم کی تصریح ہے۔ اور ان کی فر...

آیہ شہر رمضان سے منسوخ ہوئی۔ یا کسی اور طرح سے۔ اس مسلک کے قایل اس کا ...

دیتے ہین۔ کہ بیض و عاشورہ کے روزے بحکم آیت کتب علیکم فرض ہوئے۔ گو ان کی تعیین ...

نہین ہوئی تھی۔ لیکن آنحضرت نے اسکا تعین فرمایا۔ اور آیہ شہر رمضان نے نازل ...

حکم کو منسوخ کیا۔ اور حدیث سے بھی اس کی تنسیخ ہوئی۔ یعنی آیہ کتب . . . . . . .

اور آیہ شہر رمضان ناسخ۔

وہ گروہ جو صیام ایام معدودات اور صیام ماہ رمضان کو ایک مانتا ہے۔ مذکور ...

اور مفروضات کی یون تردید کرتا ہے۔ اور وہ ہے بھی قرین قیاس۔ کہ اول تو ناسخ ...

کا یون متصل آنا قابل تسلیم نہین۔ کہ بغیر فصل کے ایک ہی صورت مین ایک ہی جگہ ...

آیت منسوخ ہو۔ اور ساتھ ہی ناسخ۔ اس کے علاوہ اگر آیہ کتب علیکم ایام ...

کے روزون کی فرضیت کی بابت نازل ہوتی۔ تو ضرور ایام کی تعیین ...

مین ہے۔ ایک جگہ تعیین ہونا ... ایک جگہ نہ ہونا ...

[illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل از ہجرت مکہ معظمہ مین بہی رکہا کرتے

[illegible] آپ بلکہ قریش کا بہی یہی معمول تھا چنانچہ صحیحین مین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت ہے۔ کان یوم عاشوراء لقوم قریش فی الجاهلیة وکان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یصومه فی الجاهلیة فلما قدم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم المدینة صامه وأمر بصیامه فلما فرض رمضان ترك عاشوراء ...... یعنی

عاشورہ کے دن قریش جاہلیت کے زمانہ مین روزہ رکہا کرتے تھے۔ اور آنحضرت بہی قبل از بعثت

یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ مدینہ مین آئے۔ آپنے یہ روزہ رکھا۔ اور لوگون کو بھی رکھنے

کا حکم دیا۔ پھر جب آیہ رمضان نازل ہوئی آپنے عاشورہ کا روزہ ترک کر دیا۔ اس سے صاف

طور پر معلوم ہوتا ہے۔ روزہ عاشورہ کا دستور پہلے سے چلا آتا تھا۔ اگر آیہ کتب کے نزول کے

بعد عاشورہ فرض ہوتا۔ جیساکہ اوس کی فرضیت کے نسخ کے قائل کہتے ہین۔ تو پھر کیونکہ ممکن تھا کہ

زمانہ جاہلیت مین قریش و آنحضرت پہلے سے یہ روزہ رکھتے ہون۔ اور مدینہ پہونچ کر اوسکی فرضیت

کا حکم آیہ کتب علیکم سے آیا ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو حدیث مین اس کی تصریح ہوتی۔ کہ آپنے

مسلمانون کو اس آیت کی بناء پر روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ حدیث مین صرف اتنا ہے فامر

بصیامه جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ممکن ہے آپنے بطریق استحباب حکم دیا ہو۔ یہی حال ایام بیض کی روزون

[illegible] کرو۔ اگرچہ ان کی سند اتنی بھی نہین ملتی۔ رہا آنحضرت کا یہ فرمانا کہ ماہ رمضان کے روزون

سے اور تمام روزے منسوخ ہوگئے۔ اور ابن عباس کا یہ قول کہ مدینہ پہونچنے کے بعد جو حکم اول منسوخ

ہوئے سو قبلہ اور روزون کے حکم تھے۔ اس سے بھی ان خیالی فرض روزون کی منسوخیت نہین ثابت

ہوتی۔ ممکن ہے کہ آنحضرت کا یہ فرمانا کہ اب اور سب روزے منسوخ ہوگئے۔ شرائع قدیم کے روزون

کے نسخ کی نسبت ہو۔ اور اسی سند پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہو کہ مدینہ مین پہونچنے کے

بعد قبلہ اور صوم کا حکم منسوخ ہوا۔ کیونکہ استقبال بیت المقدس کے منسوخ و موقوف ہونے کا یہ

مطلب نہین ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے اوس کے استقبال کا حکم دیا تھا۔ اور پھر وہ مدینہ مین پہونچ کر

بعد منسوخ ہوگیا جیساکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔

[illegible] ان وجوہ دلائل کے سامنے جب ایام معدودات اور ماہ رمضان کے روزون کو الگ الگ ماننے

[illegible] کہتے ہیں کہ سیاق قرآن سے خود دینہ

[illegible] ایام معدودات کے صوم [illegible]

Marfat.com

کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ چاہے روزہ رکھیں اور چاہے [illegible]
فدیۃ طعام مسکین) اور ماہ رمضان کے روزون مین یہ اختیار [illegible]
نکلتا ہے کہ ایام معدودات اور ماہ رمضان کے روزے جدا جدا تھے۔ جن مین سے پہلے [illegible]
اور دوسرون کی فرضیت قائم ہے۔ دوسرا گروہ اسکا بھی جواب دیتا ہے جو آگے بیان ہوگا [illegible]
یہ امر بلاشبہ قابل تسلیم ہو جاتا ہے کہ ایام معدودات اور ماہ رمضان کے روزے ایک ہی ہین [illegible]
کی نسبت کُتِبَ ہے۔ انہین کے لیئے فلیصمہ ہے۔

دوسرا گروہ جس کو جمہور کہا جا سکتا ہے۔ لکھتا ہے کہ ایام معدودات اور رمضان کے روزے
ایک ہی ہین۔ پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا کتب علیکم الصّیام روزہ تم پر لکھا گیا۔ یا فرض کیا گیا
لیکن اس سے یہ معلوم نہین ہوا کہ ایک دن کا روزہ یا زیادہ دنون کے روزے ایاما معدودات
سے یہ ابہام رفع ہوا۔ اور مسلمانون کو معلوم ہو گیا کہ چند روزے فرض ہوئے ہین۔ مگر ایاما معدودات
یا چند روز کا لفظ بھی مبہم ہے۔ تعداد ایام کی تصریح نہین پائی جاتی۔ شہر رمضان [illegible]
...... فلیصمہ سے یہ ابہام رفع ہوا۔ اور معلوم ہو گیا۔ کہ ایک مہینہ بھر کے روزے فرض [illegible]
اور وہ مہینہ رمضان کا مہینہ ہے۔

مذکورہ بالا دوسرا گروہ ایام معدودات اور رمضان کے روزون کو تو ایک مانتا ہے [illegible]
وہ اس امر مین مختلف ہے کہ وعلے الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کا حکم اب بھی [illegible]
ہے یا نہین۔ جماعت کثیر کی رائے یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اب باقی نہین ہے۔ اور قلیل [illegible]
یہ ہے کہ نہین یہ حکم اب بھی بدستور باقی ہے۔ جو اسے منسوخ مانتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ پہلے
اسلام مین تھا۔ چونکہ مسلمانون پر نئے نئے روزے فرض ہوئے تھے۔ اور ان کو بے عادتی کی [illegible]
متصل ایک ماہ کے روزے دوبھر تھے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیئے یہ سہولت کر دی تھی [illegible]
روزے رکھو چاہے فدیہ دیدو۔ مگر ساتھ ہی آگاہ کر دیا تھا۔ کہ روزے رکھو تو وہ تمہارے [illegible]
بہتر ہین۔ نسخ کے ثبوت مین یہ لوگ صحیحین کی اس روایت سے سند پیش کرتے ہین۔ اور [illegible]
کی آخری حجت کا جواب گردانتے ہین۔ کہ جب آیہ وعلے الذین یطیقونہ فدیۃ طعام [illegible]
نازل ہوئی۔ اسوقت جس کا جی چاہتا صوم رمضان افطار کر لیتا اور فدیہ دیتا [illegible]
اوس کے بعد کی آیت نازل ہوئی عن سلمۃ بن الاکوع [illegible]
علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین [illegible]

Marfat.com

... ھا فسخها۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ یہ اختیار آیہ فمن ... الشہر فلیصمہ کے نزول تک باقی رہا۔ وفی روایۃ حتی نزلت ھذہ الآیۃ فمن ... منکم الشہر فلیصمہ۔

انہیں لوگوں میں سے جو آیہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے حکم کو منسوخ ... تے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پہلے یہ آیت مسافر و مریض ہی کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ نہ اور کسی تیسری ... سم کے لوگوں کے حق میں۔ مطلب ماسبق کے ساتھ اسکا یہ تھا کہ مسافر و مریض رمضان کے روزے ... فطار کریں۔ تو اتنے ہی روزے اور دنوں میں رکھ لیں۔ اور ان میں سے جو صوم کی طاقت رکھتے ہیں ... وہ افطار کا فدیہ دیدیں۔ کیونکہ مسافر و مریض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ کہ جو روزہ کی طاقت ... ہی نہ رکھتے ہوں۔ اور دوسرے وہ کہ باوجود سفر و مرض کے روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں پہلی ... قسم کے مسافروں اور مریضوں کو اللہ نے حکم دیا کہ رمضان کے سوا پھر کسی دوسرے وقت میں روزے ... رکھ لیں۔ اور دوسری قسم کے مسافر و مریض کو فدیہ دینے کا حکم دیا۔ مگر پھر جب آیہ شہر رمضان میں حکم فمن کان منکم مریضا او علی سفر ........ نازل ہوا۔ تو فدیہ کا اختیار منسوخ ہو گیا ... اور روزہ قضا کرنا واجب ٹھیرا۔

رہے مفسرین قلیل جو ان آیات میں نسخ کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ عدم نسخ کے دلائل پیش کرتے ہیں ... وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ آیہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین مسافر و مریض کے ... آئی تھی۔ یہی مسلک ہم نے بھی اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اصولیوں نے بھی اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ ... کہیں دو آیتوں میں تعارض معلوم ہو۔ اور وہ تعارض تخصیص یا تنسیخ سے اٹھتا ہو۔ تو تخصیص ... اولیٰ ہوگا۔ اس کے علاوہ امام رازی نے بھی ایک جگہ (جیسا کہ کہیں آگے آئیگا) لکھا ہے کہ نسخ ... خلاف اصل ہے۔ بقدر امکان اوس کی عدم میں کوشش کرنی چاہیئے (یعنی ممکن ہے کہ بظاہر نسخ یا ... تعارض نظر آتا ہو۔ اور درحقیقت نہ ہو) چونکہ ان قلیل مفسرین ہی کے مسلک کو میں نے اختیار کیا ہے ... اس لیئے ضرورت نہیں۔ کہ اون کا استدلال الگ اور اپنے خیالات الگ بیان کروں۔ دونوں کو ... مختصراً بیان کرتے ہوئے میں اصل نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کرونگا۔ مگر قبل اس کے کہ میں اپنے یا ... قلیل کے مسلک کا سلسلہ بیان اور مفسرین کے دوسرے گروہ کے مذہب کی تنقید شروع کروں ... معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے مفہوم و معانی

سے پورا کرنا۔ کیونکہ عربی زبان میں بمشکل وآسانی ...
ایک وسع دوسرے طوق۔ طاقت۔ پہلا لفظ ایسے موقعہ پہ بولا جاتا ہے ...
کرے۔ اور دوسرا ایسی جگہ جہان کرنے والا کام کو بمشکل و دشواری کرسکے۔ ...
جو لوگ روزہ بدشواری وبمشکل رکھ سکین۔ اور بھوکا پیاسا رہنا اوبھین شاق ہو تو وہ ...
رکھنے کے فدیہ دیدین۔ اگرچہ روزہ رکہنا اون کے لیئے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس مفہوم کا کچھ ...
لوگون کے بیان سے بہی پایا جاتاہے۔ جو اس کو منسوخ مانتے ہوئے کہتے ہین۔ کہ ابتدائے اسلام
مین چونکہ بے عادتی کی وجہ سے مسلمانون کو روزہ رکہنا دشوار تہا۔ اس لیئے یہ رخصت دیدیگئی تہی
کہ چاہے روزہ رکہو۔ او رچاہے افطار کرکے اوس کے عوض فدیہ دیدو۔ اس کے علاوہ یطیقون
کی دو شاذ قرائین اور بہی ہین۔ اوّل یُطوِّقُونَ بضم یاء وتشدید واو۔ دوسرے یَطَّوَّقُونَ
بفتح یاء وتشدید طاء و واو۔ جن کے معنی ہین یتکلفونہ یعنی جو روزے سے تکلیف اوٹھائین ...
قرائن سے اچھی طرح معلوم ہو جاتاہے کہ یطیقونہ کے یہ معنی ہین جو لوگ روزہ رکھتے ہین تکلیف
اٹھائین نہ یہ کہ روزے کی پوری قدرت رکھتے ہون۔ اور اگر بفرض مان لو کہ یہان یطیقون کے
لغلی معنے یہی ہین کہ پوری قدرت۔ توہم یہان سے لا کو مقدر مانتے ہین۔ اور یطیقون کو لا یطیقون
کے معنی مین لیتے ہین۔ کیونکہ اس صورت مین سیاق بہی چاہتاہے کہ لا مقدر ہو۔ اور یہ مسلک
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بہی ہے۔ اور اسی آیت سے امام صاحب نے بوڑہے کے لیئے فدیہ تجویز ...
حاصل اس کا یہ کہ آیہ وعلے الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے لغلی یا سیاقی ...
یہی ہین کہ جو لوگ بدشواری و دقت تمام روزہ رکھ سکین۔ اون کو فدیہ دیدینا چاہیئے۔ اگرچہ ...
لیئے بہی افضل یہی ہے کہ روزہ رکہین۔

اب ہم اصل بحث پر آتے ہین کہ یہ آیت کیون منسوخ الحکم نہین ہے۔ اول اس لیئے کہ نسخ ...
الاصل ہے (کما ذھب الیہ الرازی فی تفسیر والذین یتوفون منکم ...
(الخ ...عا) دوسرے اس لیئے کہ ایسی متناسق ومتصل آیات مین نسخ نہین ہوسکتا ...
مین کہ نسخ کی طرف ناسخ آیت مین کوئی صریح اشارہ موجود ہو ...
... مین اس قسم کا کوئی صریح اشارہ نہین پایا جاتا ...
کا ذکر او ران کو ...

Marfat.com

# رسید زرمعہ شکریہ

... اول حصہ (۱۰۴) جناب شفیق محمد خان صاحب طالب علم۔ (۱۰۵) جناب منشی فضل الٰہی صاحب ... (۹۶) جناب بابو محمد قاسم صاحب ہیڈ ڈرافسمین۔ قسم دوم (۹۷) جناب قادر بخش ... دفتر ریونیو۔ (۹۲) منشی مرزا محمد اکبر صاحب منشی یوروپین سکول (۸۳) جناب قاضی عبداللہ خان ... (۸۲) جناب منشی احمد دین صاحب این نہر۔ (۸۸) چودھری فرزند علی خان صاحب امیدوار ... بندوبست (۸۹) جناب حاجی جیوا صاحب سنگل شاپ لاہور +

---

# ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اردو ترجمہ۔ خلفائے راشدین کی مستند ترین تاریخ۔ یہ بالکل نادر الوجود تھی۔ ... خانہ وطن نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوس کا ترجمہ کرایا ہے۔ حصہ اول و دوم تیار ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ تین روپیہ (۳ للعہ) +

## ترجمہ تفسیر کبیر۔ جلد اوّل۔

## (فاتحۃ العلوم)

... الحمد کی تفسیر مؤلفہ امام فخر الدین رازیؒ۔ اسے اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی کسی صاحب کو ہمت نہ پڑی تھی۔ مگر ... خانہ وطن نے اس بھاری کمی کو بھی پورا کر دیا ہے۔ قیمت تین روپے (عہ)

## حقانیت عقائد اسلامیہ

## (تزئین الکلام)

... ایک زندہ فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ۔ مصنف کی اس دینی خدمت پر خلیفۃ المسلمین ... عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ قیمت عمر

## حسن و زبیدہ

... الدین فاتح بیت المقدس اور رچرڈ و شیروں کے معرکوں کا بیان ناول کے پیرایہ میں۔ قیمت ۱؍

## المشتہر منیجر اخبار وطن لاہور۔

قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطا…

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمایئے (تو)۔ عام چندہ سالانہ للعہ…

## قرآن کریم پڑھو

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسطرح

ہو سکتی ہے کہ ہم قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکین۔ یہ عا…

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے باسانی حاصل ہو سکے گا۔ جو ماہوار ر…

صورت مین دفتر وطن لاہور سے شائع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ہے قسم دوم ہے معہ مح…

## اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

الملۃ

Marfat.com

[illegible]

[illegible] انفاق واجب ہے

[illegible] انفاق مستحب ہے جو عام خیر کے کامون

[illegible] گویا متقی کی ابتدائی نشانیان یہ ہوئین کہ

[illegible] اور جو خیرات کرتا ہو پہلی دونون

[illegible] پہلی دونون امور کا نتیجہ بالذات مرتب ہوگا

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے

[illegible] اور کفر واسلام کے مابین حد فاصل اور انفاق

[illegible] متعلق ہے چونکہ تہذیب الاخلاق مقصد

[illegible] اخلاق امور کا ذکر بھی پہلے ہے اور انفاق کا تعلق

[illegible] اخلاق و تمدنی مصالح و مفاد ہین ۔ ہم اون کے متعلق یہان بحث نہین

[illegible] انفاق کا مفصل بیان جس صورت مین آئے گا وہان بیان کرینگے ۔

[illegible] بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرة ھم یوقنون

[illegible] بلکہ اس مین بھی ایک نکتہ ہے ۔ وہ یہ کہ مذکورہ بالا آیت مین

[illegible] بیان کیے گئے ہین اون مین نزول وحی کے وقت تمام مسلمان شامل و برابر تھے

[illegible] بیان کیے گئے ہین ۔ اون مین متقیون کا ایک خاص حصہ ممتاز

[illegible] تو ایمان رکھتے ہی تھے لیکن پیغمبر آخر الزمان [illegible]

[illegible] مشرکین سے کروڑ درجہ بہتر

[illegible] ایک آسمانی شریعت

[illegible]

Marfat.com

ح لی صدری ویسر لی امری

واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کے لیئے پہلی اخبار مین شایع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر سے ماہوار رسالے کی صورت مین شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ مارچ ۱۹۰۸ء

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور شایع ہوئی

جلد (۱) نمبر (۹)

سالانہ چندہ ۸ کاغذ قسم اول معہ محصول ڈاک

سالانہ چندہ کاغذ قسم دوم

Marfat.com

الر

قومی ضروریات اور حالاتِ زمانہ سے آگاہی مطلوب ہے

(تو)

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمایئے۔ عام چندہ سالانہ للعہ طلبا سے

---

# قرآن کریم پڑھئے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار اسی پر ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکے گا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر وطن لاہور سے شایع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۲ روپے قسم دوم عہ معہ محصول ڈاک

---

# اسلامی حمیت و غیرت
# کی سچی روح

اور حصول سعادت دارین کی امنگ گر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی مقصود ہے تو دفتر وطن کی تالیفات کو خود بھی پڑھئے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھی مطالعہ کرائیے

الملتمس منیجر اخبار وطن لاہور

Marfat.com

[illegible] ہے جہان بغیر تعیین نسخ معانی درست ہو جائین
[illegible] نہ ہوتا ہو۔ وہان نسخ نہین مانا جاسکتا۔ اور یہان معنی درست ہو جاتے ہین اس لیئے
نسخ [illegible] تسلیم نہین۔ کیونکہ جو شخص روزہ رکھنے مین درحقیقت دشواری و مشکل مین پڑ جائے۔ یا
روزہ رکھنے کی قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو۔ اوس کو بالاجماع حق رخصت حاصل ہے۔ مثلاً پیر فانی وغیرہ۔
اور نص صریح بھی موجود ہے۔ خاص بھی اور عام بھی۔ خاص بحث صیام ہی مین ہے۔ یرید اللہ
بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور نص عام ہے لا اکراہ فی الدین۔ لا یکلف اللہ نفسا الا
وسعہا۔ چوتھی نص عام و خاص کے ساتھ مقتضائے قیاس بھی یہی ہے۔ کمزور ناتوان روزہ رکھ کر
سخت تکلیف اوٹھانے والے روزے سے معاف ہی کیئے جائین۔ اور اون پر دوسرے وقت مین
روزے کا ادا کرنا واجب نہ ہو۔ کیونکہ مریض و مسافر کو دوسرے وقت جب کہ وہ مرض سے صحتیاب
ہون۔ اور سفر سے واپس آچکے ہون۔ روزون کے ادا کرنے کا حکم اسی لیئے دیا گیا ہے۔ کہ مرض اور
سفر خود تکلیف دہ ہین۔ تاب و توان کو جس کی بدولت روزہ رکھا جاسکتا ہے سفر و مرض مین
نقصان پہونچتا ہے۔ اور مسافر و مریض تنگ آجاتا ہے۔ پس سفر و مرض کی حالت مین روزہ لازمی
کر دینا جو توانائی کو اور بھی گھٹا دینے والا ہے۔ برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنا تھا۔ مگر مریض مرض
سے صحت یاب ہو کر اور مسافر سفر سے واپس آکر اس مجبوری اور ناتوانی کے پنجہ مین گرفتار نہین
ہوتے۔ اور روزہ رکھا گیا ہے۔ اصلاح نفس کے لیئے۔ تعیین وقتی خاص مصلحت پر مبنی ہے۔ اس لیئے
مافات کی بہتر مین تلافی یہی ہو سکتی ہے۔ کہ جن مسافرون اور مریضون نے رمضان مین افطار کیا
ہو۔ وہ پھر روزے رکھ لین۔ اور روزے کے فائدہ سے محروم نہ ہون۔

حاصل یہ کہ مریض و مسافر پر دوسرے وقت مین روزہ رکھنا اس لیئے مقرر ہوا کہ امید غالب
بھی ہوتی ہے کہ مسافر و مریض سفر و مرض کی تکلیف سے جلد یا بدیر چھٹکارا پائین گے۔ لیکن جو شخص
کہ ایسا ہے کہ ہر وقت اوس کو روزہ مین سخت تکلیف و دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔ یعنی اوس کی
تکلیف و دشواری عارضی یا چند روزہ نہین ہے۔ بلکہ دائمی ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ مریض و مسافر
کے لیئے تو واجبی رعایت ہو۔ اور ایسے شخص کے لیئے نہ ہو۔ حالانکہ بروئے قیاس وہ رعایت کا مستحق
ہے۔ پس اوس کی رعایت ہونی چاہیئے۔ اور رعایت نہ ہونے کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی۔ ابن عباس
رضی عنہ نے بھی اس حکم کو بحال مانا ہے۔ اور عکرمہ۔ ایوب۔ عطا۔ سعید ابن جبیر۔ مجاہد وغیرہ کا بھی
[illegible] مذہب یہی ہے۔

Marfat.com

ہین چونکہ مسلمان روزون کے خوگر نہ تھے۔ سہولت ...

رکھین۔ چاہے صدقہ دیدین۔ اور جب وہ خوگر ہوگئے۔ تو رخصت واختیار ...

کہ اگر روزہ کے خوگر نہ ہونے پر سہولت ودشواری کا مدار اور رخصت واختیار کا انحصار

تو ہر وقت ایسے لوگ ہوئے اور ہوتے رہین گے۔ کیونکہ بالغ ہوتے ہی ہر شخص مسلمان پر روزہ

ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کا خوگر نہین ہوتا۔ اور خدانے یہ حکم نہین دیا ہے کہ بلوغ سے پہلے

روزہ کے خوگر ہو جاؤ۔ جب صحابہ کرام باوجود قوت ایمان خوگر نہ ہونے کے باعث کچھ

روزہ وفدیہ پر مختار کیئے گئے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اور مسلمانون کی بے عادتی کا اعتبار نہ کیا جا

اس لیئے یہ قول بھی کسیطرح قرین قیاس نہین ہوسکتا۔ کہ وعلی الذین یطیقونہ سے آغاز

اسلام کے مسلمانون کو بے عادتی کی وجہ سے رخصت دیگئی تھی۔ اور پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ بات

یہی ہے کہ جن کو پہلے رخصت تھی۔ اب بھی ہے۔ اور وہ اسی صفت کے لوگ ہین۔ جن کا ح...

اوپر بیان کرچکے ہین۔

یہ بھی ممکن نہین۔ کہ آیہ زیر بحث اوس روایت کی بنا پر منسوخ ہو جائے جو سلمۃ بن الاکوع

صحیحین مین منقول ہے۔ کیونکہ قرآن خبر سے منسوخ نہین ہوسکتا۔ وعلیہ المحققون کلام

یہ بھی نہین ہوسکتا۔ کہ آیہ زیر بحث آیہ شہر رمضان کے نزول سے منسوخ ہوئی ہو۔ یا اس

جزو فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے۔ اول اس لیئے کہ آیہ مابعد مین تنسیخ پر کوئی نص

اور دوسرے اس لیئے کہ جب تک آیہ شہر رمضان ... الخ نازل نہین ہوئی۔ گروہ دو...

مسلک کے موافق یہ بھی تحقیق ومعلوم نہ ہوسکا تھا۔ کہ ایام معدودات سے کون سے روزے مر...

جب تک یہ تعین ہی نہ ہوا ہو۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ رمضان کے روزے آیہ شہر رمضان

کے نزول سے پہلے کچھ مسلمان رکھتے ہون۔ اور کچھ روزہ فدیہ کے اختیار سے فائدہ اوٹھا...

اس کی بھی کوئی سند پیش نہین کی گئی۔ کہ آیہ شہر رمضان سے اوس کا دوسرا جزو

منکم الشهر فلیصمه موخر النزول ہے۔ حالانکہ اس کے خلاف قرائن موجود ہین۔ اول

سیاق ہی یہ چاہتا ہے۔ کہ آیہ شہر رمضان کامل الی آخرہا نازل ہوئی ...

ہونے کی صورت مین اوس کا ایامًا معدودات سے کوئی ...

حالانکہ گروہ دوم اوس کو ...

ہے۔ دوسرے یہ کہ مدینہ مین جو وحیان نازل ہوئین۔ وہ عموماً طولانی تہین
بہ صرف کسی خاص عارضہ اعذار یا انتظار کی حالت مین نازل ہوئین۔ بلکہ ایک قرینہ
ے پر اور بھی دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ پہلی خدا تعالی نے خبری اسلوب مین روزون کی فرضیت
دی۔ چونکہ روزہ فی الجملہ ایک سخت حکم تھا۔ اوس سختی کا خیال روزون کی مصلحت وحکمت بیان کرکے
ہلکا کیا۔ اور پھر حکمی صورت مین "فلیصمہ" کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی جہان تک صیام کی حکمت ومصلحت
قائم رکھنے کی صورت مین رعایت ممکن تھی۔ رعایت فرمائی۔ اور پھر بھی کہا یرید اللہ بکم الیسر
ولا یرید بکم العسر۔ یہ قرائن غور سے کام لینے والے کے لیئے یہ ماننے کو کافی ہین۔ کہ یا تو یہ تینون
آیتین ساتھ ساتھ نازل ہوئین۔ ورنہ کم از کم پہلی مرتبہ پہلی دو آیتین اور پھر آیہ شہر رمضان
تمام وکمال نازل ہوئی۔ نہ یہ کہ اوس کا ایک جزو ناتمام ایک دفعہ اور باقی اجزا معلق ایک
دوسری دفعہ مین پھر جب آیہ شہر رمضان مین نہ نسخ کی تصریح ہے۔ نہ کھلا اشارہ ہے۔ بلکہ نسخ کے خلاف
قرائن موجود ہین۔ اور بغیر نسخ کے معنی بھی درست ہو جاتے ہین۔ اور کوئی تعارض باقی نہین رہتا
پھر نسخ کو کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی ناممکن ہے کہ مان لیا جائے کہ آیہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
مسافر ومریض ہی کے حق مین ہے جیسا کہ مفسرین کی ایک جماعت کی رائے ہے چنانچہ حسن رہ سے منقول
عام اس سے کہ آیت کو منسوخ کہا جائے یا غیر منسوخ (کیونکہ وعلی الذین ..... کا واو عطف
ظاہر کر رہا ہے کہ یہان سے تیسری قسم کے لوگون کا بیان آغاز ہے) اگر یہ آیہ مسافر ومریض ہی کے حق
مین ہوتی۔ تو واو کی ضرورت نہ تھی۔ اگر کہا جائے (جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مسافر ومریض
دو قسم کے ہوتے ہین۔ ایک وہ جو سفر ومرض کی حالت مین روزہ نہ رکھ سکین۔ اونہین
دشواری پیش آئے۔ اور دوسرے وہ کہ مرض وسفر کی حالت مین بھی روزہ رکھ سکین۔ اور کوئی
قلیل احساس دقت ودشواری انہین پیش نہ آئے۔ پہلی قسم کے مسافر ومریض کو اللہ تعالی نے
مرض وسفر کے بعد دوسرے وقت روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور دوسری قسم کے مریضون کو فدیہ کا
دینے کر آگاہ کیا۔ کہ اگر روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیئے بہتر ہے۔ تو یہ صورت بھی ٹھیک نہین
اس لیئے کہ اس تقسیم کے رو سے جیسا کہ بیان ہوا۔ لازم آتا ہے۔ کہ جو مریض ومسافر طاقت
وہ تو فدیہ دے سکین۔ اور جو طاقت نہ رکھتے ہون۔ وہ دوسرے وقت مین روزہ
[illegible] یعنی جو مسافر ومریض مرض و

سفر کی حالت مین روزہ کی طاقت رکھتے ہون۔ اون کو روزہ ...
وقت۔ اور جو طاقت نہ رکھتے ہون۔ اون کو فدیہ دینے کا اختیار ملتا۔ حالانکہ مضمون کا بیان ...
شائد کوئی کہے کہ مریض و مسافر کی دو قسمین ہوسکتی ہین۔ اول قسم مین وہ کہ بحالت سفر و مرض
روزہ پر قادر ہون۔ اور سہولت سے روزہ رکھ سکتے ہون۔ دوسرے وہ کہ بحالت مرض و سفر روزہ
قادر نہ ہون۔ اور اگر روزہ رکھین تو صعوبت و دقت کا سامنا ہو۔ پہلی قسم کے مریضون اور مسافر
کو خدا یتعالیٰ نے بعنایت خاص حکم دیا عدۃ من ایام اخر۔ روزے چھوڑ دو۔ اور دوسرے
وقت رکھ لو۔ اور دوسری قسم کے مریضون اور مسافرون کے حق مین فرمایا وعلی الذین
یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ مسکین کو کھانا کھلا کر فدیہ ادا کر دو۔ ہم تم پر سختی کرنا نہین
چاہتے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھو۔ ہم اس کا یون جواب دین گے کہ جن مفسرین نے آیہ وعلی
الذین یطیقونہ ...... کو مسافر و مریض کے حق مین مانا ہے۔ وہ اس امر کے قائل ہین کہ یطیقونہ
کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ بدشواری و دقت روزہ رکھ سکین۔ بلکہ وہ یطیقونہ سے وسع کے معنی لیتے
ہین۔ جیسا کہ تفسیر کبیر سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب کہ اون کے نزدیک یطیقونہ کے معنی ہی وسع ہین
تو مذکورہ بالا قول با توجیہ ہے۔ کیونکہ اون کے مسلک کی تائید ہوسکتی ہے۔ اب فرض کرلو کہ یہ کسی کا ...
مسلک نہین۔ بلکہ قرآن ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی ٹھیک نہین۔ اس لیئے کہ کوئی وجہ نہین
ہوسکتی۔ کہ خدا یتعالیٰ مریض و مسافر کے ساتھ تو صعوبت و دشواری کے خیال سے رعایت فرمائے۔ اور
سوا دوسرے حقدارون کو اس رعائت اور انعام سے محروم رکھے۔ جب کہ وہ بلا امتیاز سب کے
آسانی چاہتا۔ اور کسی کو دشواری مین ڈالنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید
بکم العسر۔ اور یہ ہم بیان ہی کر چکے ہین۔ کہ مریض و مسافر کے ساتھ کیون مذکورہ بالا رعایت
بلکہ خود خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام حکمت التیام مین آیۂ محولہ بالا کے ذریعہ اوس کی لم بتا دی ہے
لم یہی ہے کہ سفر و مرض خود تکلیف دہ اور بدن کو گھلا دینے والے ہین۔ اون مین روزہ ...
روزہ رکھنے کا حکم دینا اپنے آپ کو ہلکان کرنا یا نا برداشتنی بوجھ ڈالنا ہے۔ جو ارادہ الٰہی کے ...
ہے۔ مگر مرض و سفر ہی مین روزہ باعث تکلیف و موجب صعوبت نہین ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات
و مسافر کے علاوہ اورون پر بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اور وہ مر مر کے روزہ تمام کر سکتے
ایک مہینہ روزہ رکھنے کی حالت مین وہ کسطرح مسافر و مریض ...

Marfat.com

...ی کر دو۔ جو فاقہ کی تاب ہی نہ لاسکین یکیونکر ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ مسافر و مریض کے
...تکلیف شرعی مین تخفیف فرمائے۔ اور اون کے مناسب حال حکم دے۔ اور جو لوگ اونہین کے
...صفات ہون۔ اون کے حق مین تخفیف کا حکم نہ دے۔ مقتضائے عقل یہی ہے۔ اور آیہ یرید اللہ
...م الیسر ولا یرید بکم العسر بھی اسی امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ کہ پہلے خدائے تعالیٰ نے
...صوص مریض و مسافر کا نام لیکر اون کے حق مین تخفیف رحمت فرمائی۔ اور پھر اون لوگون کے
...ق مین جو انہین کے ہم صفات۔ ہم مآل ہون۔ لیکن چونکہ اس صنف کے اوصاف کا تعین متعذر
...تھا یعنی کئی طرح آدمی مسافر و مریض کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس لیئے بلا تعیین اوصاف نہایت
...ہی مختصر و دل عبارت مین فرمایا وعلی الذین یطیقونہ ...... الخ یعنی مسافر و مریض کے علاوہ
اور بھی جو روزہ مین واقعی صعوبت و دشواری محسوس کرین۔ اور وہ صعوبت و دشواری بھی
سفر و مرض کی سی مؤقت و چند روزہ صعوبت و دشواری نہ ہو۔ بلکہ دائمی ہو۔ یا معلوم نہ ہو۔ کہ
...ب اس کا خاتمہ ہو گا۔ تو اون کو بھی رخصت ہے کہ روزہ کے بدلہ فدیہ دیدین۔ مگر بہتر و افضل
...ون کے لیئے یہی ہے کہ روزہ رکھین۔ تاکہ روحانی فائدہ سے جس کے لیئے روزہ مشروع ہوا ہے محروم
...ہین۔ ومن تطوع خیرًا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔
...ن اماھلانی زنی فی الصوم وھو اعلم۔

رہی یہ بات کہ آیہ شھر رمضان مین کیون دوبارہ ومن کان مریضًا او علی سفر
...ۃ من ایام اخر۔ آیا جب کہ وہ آیہ ماسبق مین بھی آچکا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ آیہ کتب
...لیکم ...... الخ ختم ہوئی تھی فمن تطوع خیرًا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون
...س کا مآل یہ تھا۔ کہ جو لوگ روزہ رکھ سکین۔ اگرچہ بدقت و دشواری رکھ سکین۔ اون کے لیئے
...وزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ اور پھر اخباری اسلوب کے بعد انشائی (امری) طریق پر روزہ کی فرضیت
...کم ہوا۔ تو اون لوگون کو بھی اس حکم مین شامل کر لیا۔ جن کے لیئے روزہ اولیٰ تھا۔ اور مسافر
...ریض کو جنہین پہلی آیت مین روزہ سے مستثنیٰ کیا تھا۔ اس آیت مین بھی مستثنیٰ کر دیا۔ اس سے
...فائدہ یہ بھی ہوا۔ کہ تکرار حکم کتب علیکم کے بعد فلیصمہ سے جو یہ احتمال ہوتا تھا کہ فلیصمہ
...من تاسیس (نئی بات۔ نیا حکم۔ پہلی بات سے ایک دوسری جدا گانہ بات) ہے۔ وہ بھی
...من شھد منکم کی تعمیم شاملہ بھی استثناء سابق کو نہ توڑ سکی۔ اگر ومن کان
... بالکل جدا ہو جاتی۔ اور دونون آیتون سے

دو جداگانہ حکم مفہوم و مستفاد ہوتے

اب اتنی بات اور قابلِ بحث رہ گئی ہے کہ کون سے سفر و مرض اور [illegible]
موجب افطار ہے۔ ایمہ کی رائین اس مین مختلف ہین۔ بعض صرف ایسے مرض کو قابل [illegible]
قرار دیتے ہین جس کے ساتھ روزہ کی کلفت جمع ہو کر جان کو خطرہ مین ڈالدے۔ اور بعض
مرض نما تکلیف کو بھی ظاہر الفاظ کی پابندی یا اختیار سہولیت کی وجہ سے موجب افطار بتا
ہین۔ اگرچہ بظاہر یہ اختلاف بہت بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہین
صرف شدت و رخصت کا فرق ہے۔ جو بشدت احتیاط رکھتے ہین۔ اونہون نے پہلا مسلک اختیار کی
اور جو رخصت کی طرف زیادہ مائل تھے۔ اُنہون نے دوسری رائے قائم کی۔ یون جس بزرگ کو جو
رائے زیادہ اچھی معلوم ہوئی۔ اوس نے باجتہاد وہی اختیار کی۔ لیکن خیر الامور اوسطہا۔ طریقہ
اعتدال یہی ہے کہ عرف مین جس تکلیف کو مرض کہین۔ اور مرض سمجھین۔ اور جس کے ساتھ روزہ
شاق ہو۔ وہی موجب افطار ہے۔ حکم یسر کے ہوتے ہوئے نہ زیادہ تشدد اختیار کرنا چاہیے۔ اور نہ
کی اہمیت کو مدنظر رکھنے کے بعد ظاہر بینی کی سی رخصت سے نفس کی دلجوئی کرنا واجب ہے۔

یہی حال سفر کا ہے۔ یعنی عرف عام مین جس کو سفر کہین۔ اور جس کے ساتھ روزہ تکلیف دہ
جائے۔ وہی سفر باعث افطار ہے۔ نہ ایک دو میل کا فاصلہ طے کرنا سفر کہا جاسکتا ہے۔ اور نہ
ضرورت ہے کہ ۱۶ فرسنگ اور تین دن کی مسافت سے کم سفر کا اطلاق ہی نہ کیا جاسکے۔ اگر
دونون رائین علماے امت اور آئمہ ملت ہی کی ہین۔ لیکن ان کا مبنی بھی وہی شدت و رخصت
ہان روزہ کی صعوبت کی تعریف و تحدید نہایت مشکل ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اس صعوبت
سے مخصوص کر کے تحدید کر دی ہے۔ لیکن یہ دل کو لگتی ہوئی بات نہین۔ اگر ایسی ہی تخصیص
تو خداے تعالی بھی مسافر و مریض کے ساتھ معترین جیسا کوئی صریح الدلالت لفظ فرما دیتا
وعلی الذین یطیقونہ نہ کہتا۔ اس لیے اس صعوبت اور دشواری صوم کو صرف [illegible]
مخصوص نہین مانا جاسکتا۔ اور چونکہ عرف مین بھی اس کی کوئی مشہور و معروف [illegible]
حد نہین ہے۔ اس لیے اس کی تحدید خود ہر بندہ اپنے لیئے آپ ہی کر سکتا ہے۔ اور [illegible]
اس مین نہ طبیب کو دخل نہ فقیہہ و مفتی کو جب بندہ مومن خلوص نیت اور [illegible]
روزہ رکھنے مین تکلیف اوٹھائے پھر بھی [illegible]

Marfat.com

ہین ... دیدہ و دانستہ روزہ نہ رکھین۔ اور کوئی ... ہین کہ ضعف و ناتوانی یا صعوبت کی وجہ سے روزہ افطار کیا ہے۔ ایسے بہانہ جو یا تبلع ... ن روزہ ترک کرتے ہین۔ نہ کہ وعلی الذین یطیقونہ کے موافق اسی لیئے وہ صدقہ و فدیہ ... ادا نہین کرتے۔ ایسے بھی ہین جو بہوائے نفس ترک صوم کے مرتکب ہوتے ہین۔ اور مواخذہ سے بری ہونے کے لیئے فدیہ دیدیتے ہین۔ اگرچہ یہ پہلے گروہ سے کچھ اچھے ہون۔ لیکن پھر بھی درحقیقت وہ خدا کے چور اور آپ اپنے رہزن ہوتے ہین۔ اور اون کا نفس انہین ملامت کرتا رہتا ہے بشرطیکہ پھر بھی احساس حق کی قوت ان مین باقی ہو۔ اب یہ کہنا غلطی ہوگا۔ کہ ایسے لوگون کو آیہ وعلی الذین سے بہانہ کا موقعہ ملا۔ یا مل سکتا ہے۔ اس لیئے کہ اس قسم کے بہانہ کا سرچشمہ نفس و شیطان ہے۔ نہ آیہ مذکور۔ وہ مجیز رخصت ہے۔ مگر صرف ان لوگون کے لیئے جو پہلو مین دل حق شناس رکھتے ہون۔ وہ بہانہ۔ اور واجب کو چھوڑ کر جائز پر اکتفا نہین کرسکتے۔ الا بمجبوری چنانچہ آیہ کتب علیکم مین مخاطب بھی وہی لوگ ہین۔ جو ایمان رکھتے ہون۔ نہ وہ کہ مدعی ایمان ہون۔ لیکن درحقیقت ایمان انکے پاس ہوکر بھی نہ نکلا ہو۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ...... ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هدٰكم

تم مین سے جو لوگ ماہ رمضان پائین روزہ رکھین۔ ...... اور شمار کو پورا کرین۔ یعنی مہینہ بھر برابر روزے رکھین۔ نہ یہ کہ ماہ رمضان پاکر دو ایک روزے رکھین۔ اور بس۔ ولتكملوا العدة سے معلوم ہوا۔ پورے مہینہ کے روزے فرض ہوئے ہین۔ نہ کہ دو چار۔ اگر خدا تعالیٰ ولتكملوا العدة نہ فرماتا۔ تو پھر آیت مذکور سے بصراحت تمام معلوم نہ ہوسکتا۔ کہ کتنے روزے فرض ہوئے ولتكملوا العدة سے اس کی بھی توضیح ہوگئی۔ اور ایاما معدودات کی تفصیل بھی ہوا۔ ولتكملوا العدة سے مراد یہ ہے سفر و مرض وغیرہ مین جو روزے فوت ہوئے ہین۔ اتنے ہی روزے رکھ کر مہینہ کا شمار پورا کرو۔ اور جب وہ شمار پورا ہوجائے۔ چاہے ماہ رمضان ختم ہوتے ہی یا قضا ادا کرنے کے بعد تو اللہ کی تکبیر و تمجید کرو۔ جسنے تزکیہ روح کے لیئے نزول ہدایت کی یادگار وقت مین روزے فرض کیئے۔ اور اون کو ادا کرنے کی تمہین توفیق دی۔ اور چونکہ بعض حالتون مین تم کو تمہارے حال کی رعایت کرکے افطار کی رخصت دی ہے۔ اس لیئے اگر اوس کا شکر بھی ادا کرو۔ تو یہ حق بجانب ہوگا۔ ولعلكم تشكرون۔

... اس سے کہ ہم حقیقی روزون کا فلسفہ اور اپنے رسمی روزون کی کچھ کیفیت لکھین مناسب ... کہ ماہ رمضان ہی روزون کے لیئے کیون مخصوص کیا گیا۔ اگرچہ

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ [illegible]

کے روزے مقرر تھے۔ اوہنون نے اون کو ردوبدل کرتے [illegible]

والاشان انبیاء کی اُمت پر بھی رمضان ہی کے روزے فرض ہوئے ہون [illegible]

قطعی ثبوت ہے۔ اور نہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رمضان کا مہینہ کیون مقرر کیا گیا [illegible]

ہم کو زیادہ غور وفکر کرنے کی ضرورت نہین۔ خدایتعالیٰ نے خود اس سوال کا جواب [illegible]

جہان وہ فرماتا ہے شهر رمضان الذی أنزل فیه القرآن هدًی للناس وبینات

من الهدیٰ والفرقان یعنی ماہ رمضان مین قرآن مجید خلق اللہ کی ہدایت کے لیئے نازل ہوا

ہوا۔ اور یہ معلوم و مسلم ہے۔ کہ جس زمانہ مین پہلی پہل وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نازل

ہوئی۔ آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ کئی کئی دن کوہ حرا مین آپ مشغول عبادت رہتے۔ اور انہماک

طاعت مین کھانے پینے سے خبر تک نہ ہوتی۔ اور جب کچھ کھاتے تو بہت ہی تھوڑا کھاتے۔ یہ دو

خصوصیتین ماہ رمضان مین ایسی تھین۔ جو کسی اور مہینہ مین اسلام اور مسلمانون کے لیئے [illegible]

تھین۔ پس یہی مہینہ بالواسطہ کفر وشرک کی تاریکی مٹانے اور اسلام کا نور پھیلانے کا پہلا [illegible]

ہوا۔ اسی لیئے خدایتعالیٰ نے روزون کے لیئے بھی جو تزکیہ روح کا باعث ہین۔ اور نبی صلی اللہ

کے اوس فعل کی نقل بھی جو نزول وحی کے قریب ترین زمانہ مین آپ کا مختار تھا۔ رمضان ہی کا

مقرر فرمایا۔

ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ صحف ابراہیم۔ توریت موسیٰ۔ انجیل عیسیٰ۔ زبور داؤد

ہی مین نازل ہوئی تھین۔ اس کے ساتھ ہی بفرض صحت اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ انبیائے [illegible]

کی اُمتون پر رمضان ہی کے روزے فرض ہوئے۔ تو ماننا پڑے گا کہ امم سابقہ پر

نزول کتاب اور آغاز ہدایت ہی کے دنون کے فرض ہوئے تھے[1]۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی [illegible]

کس قدر بجائے خود قائم رہنے اور قائم رکھے جانے کے قابل ہے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ [illegible]

نے اس اہم یادگار کے اصل مہینہ کو چھوڑ دیا کسی وجہ سے چھوڑا ہو۔ سہولت کی خاطر [illegible]

---

۱ یہان سے یاایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم [illegible]
وہ بھی صاف ہوگئی۔ یعنی تشبیہ فرضیت اور علت فرضیت مین ہے۔ نہ کہ شمار ایام اور [illegible]
مطلب یہ ہوگیا کہ جیسے امم سابقہ پر نزول ہدایت کی یادگار مین روزے [illegible]
تم پر بھی فرض ہوئے۔

Marfat.com

[illegible] زمانہ چھوٹ گیا۔ اور خلف وسلف کے مسلمان سب اس تغیر کو ناقابل [illegible] آتے ہین۔ اور از روئے عقل بھی ایسی اہم یادگار کو ادھر سے اُدھر کر دینا اچھا [illegible] ہو سکتا۔ خصوصًا اپنے اختیار اور اغوائی نفس سے۔ مگر افسوس ہے کہ اب بعض شوریدہ مزاج مسلمان بھی نہ صرف یہ خیال دل مین رکھتے ہین۔ بلکہ زبان سے بھی کہتے ہین۔ کہ روزے فرض ہین۔ مہینہ کی قید کی کیا ضرورت ہے۔ سال بھر مین جب بھی روزے رکھ لیئے جائین فرض خداوندی ادا ہو جائے گا۔ جیسے کہ رمضان مین رکھنے سے ادا ہوتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ گرمی ہو یا سردی رمضان ہی مین روزے رکھنے پر مُلّا یا نہ اصرار کیا جائے۔ کیون نہین کوئی جاڑے کا انگریزی مہینہ جو ہمیشہ یکسان ہی موسم مین آتا ہے۔ اور جس کے دن بھی چھوٹے ہوتے ہین مقرر کر لیا جاتا کہ فرض بھی ادا ہو جائے۔ اور بھوک پیاس کی تکلیف بھی نہ اُٹھانی پڑے۔ اگرچہ یہ تمام منطقی زور صرف اسلیئے ہے کہ۔ روزون سے پیچھا چھوٹے۔ توکم از کم ترک صیام پر مائل طبیعتون کی یہ خواہش تو پوری ہو جائے کہ روزے مین کوئی تکلیف ہی نہ اُٹھانی پڑے۔ لیکن ہم پوچھتے ہین۔ کہ مانا روزہ ہر زمانہ مین رکھا جا سکتا ہے۔ اور روحانی فائدہ بھی ایک حد تک وہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جو رمضان مین رکھنے سے۔ لیکن کیا اوس اہم روحانی انقلاب کی جو نزول قرآن جیسے مہتم بالشان امر سے دنیا مین رمضان ہی سے شروع ہوا تھا۔ از روئے عقل اتنی بھی قدر و قیمت نہین۔ کہ اسی انقلاب انگیز مہینہ کو صوم کی خصوصیت سے ممتاز رکھا جائے۔ کیا آپ کسی قومی ہیرو کی برسی کا جلسہ اور اپنی اور اپنی اولاد کی سالگرہ کا جشن کسی سخت مجبوری کے بغیر ہٹا کر کسی اور تاریخ یا اچھے موسم مین کرتے اور کرنے کو گوارا کرتے ہین۔ ہم جانتے ہین کہ ایسا نہین کرتے۔ اور نہ کرنے کو تیار ہون گے۔ اگرچہ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین۔ پھر کیا آپ کو اس مہینہ کی خاطر جس مین اسلام نے دنیا مین قدم رکھا اتنی بھی منظور نہین۔ کہ روزون کی روحانی خوشی کو اپنے رسول کے اقتدار مین اور اپنے خدا کے حکم کے موافق اسلام کے ماہ ولادت سے مخصوص رکھین۔ لیکن اصل تو یہ ہے کہ آپ دل سے رسول اور اس کے اقتدار کی پروا ہی کب کرتے ہین۔ رسول آپکے نزدیک رسول نہین۔ اور قرآن کلام خدا نہین۔ اگر یہ دونون باتین ہوتین تو پھر یہ خیال اور یہ سوال ہی آپکے دل مین نہ پیدا ہوتا۔ کیونکہ [illegible] کے روزے فرض کرنے ہوتے۔ اور تعیین ماہ غیر ضروری ہوتا۔ تو وہ رمضان [illegible] کے روزے رکھ لیا کرو۔ ماہ رمضان کی قید کو اُٹھا کر

Marfat.com

ہم اوتا ابھی ... سے ... [illegible]

اگر آپ معقول پسند ہین۔ تو عقلی ... بھی ... کا بیان ہے ... [illegible]
مخصوص ہونے چاہئین۔ مجبوری اور تکلیف مالایطاق کی حالت مین اللہ تعالیٰ ... [illegible]
بندون کو معذور رکھا ہے۔ اس لیئے کہ اوس نے روزے بندون کی بہتری کے لیئے مقرر کیے ہین ...
سے اوس کو کچھ ... ل نہین جاتا۔ اور نہ وہ طاعت و عبادت کا محتاج ہے۔ مگر شاید ہم خود سوء ظن
کے مرتکب ہوئے ہون۔ اور آپ کو ناحق اللہ کے کلام اور اوس کے رسول کا منکر مان لیا ہو اور آپ
صرف سخت موسم کے روزون کو تکلیف مالایطاق سمجھ کر یہ کہتے ہون۔ کہ دسمبر۔ جنوری مین کیون
۳۰ دن کے روزے نہ رکھ لیئے جائین۔ اس کے متعلق باادب گذارش یہ ہے کہ اگر گرمی کے روزون
مین آپ کو واقعی تکلیف مالایطاق ہوتی ہے۔ اور آپ کی جان پر آبنتی ہے۔ آپ بحکم خداوندی روزے
افطار کر سکتے ہین۔ ما و شما سے آپکے روزون کو کیا واسطہ۔ یہ تو آپ کا اور اللہ کا معاملہ ہے جس مین
کسی کو دخل نہین۔ وہ دانائے نہان و آشکارا ہے۔ آپ کی نیت کا حال اوس سے چھپ نہین سکتا۔
آپ اگر واقعی قابل معذوری ہون گے۔ وہ معذور رکھے گا۔ لوگون کی پرس و جو سے اندیشہ کیون
ہے۔ اور مفتی و طبیب کے سر پر اپنا بار ڈالنے کی کوشش کس لیئے۔ جیسی آپ اپنا بچاؤ سوچتے ہین
وہ کیون نہ سوچین۔ اور کیون انتہائی احتیاط اور شدت فی الدین سے کام نہ لین۔ اور اگر
تکلیف ہے۔ مگر مالایطاق نہین۔ اور آپ کو آپ کی سلیم عقل اور حق شناس ضمیر معذور نہین سمجھتا
تو آپ معذور بھی نہین۔ گرمی ہو۔ یا آگ برسے۔ روزے رکھنے چاہئین۔ تاکہ آپ کو روحانی فائدہ
بھی حاصل ہو۔ اور اخلاقی بھی۔ یعنی گرمی مین مسکینون کی بھوک پیاس کی قدر معلوم ہو
ان کی حالت پر آپ کو رحم اور ترس آئے ؎ قدر عافیت آن وقت دانی کہ با شوی ؎ اب ذرا
سے سوچیئے۔ اور ضمیر سے کام لیجئے۔ کہ اگر روزے چلتے پھرتے نہ ہوتے۔ بلکہ آپکے خیال کے مطابق
دسمبر و جنوری ہی مین آیا کرتے۔ تو آپ کیا جان سکتے۔ کہ جون جولائی مین بھوک پیاس کیسی
ہے۔ اور غریبون کا جو آپ ہی کے بھائی ہین۔ فاقہ و ناداری سے کیا حال ہوتا ہے ...
کہان تک رحم و امداد کے مستحق ہوتے۔ اور ان کی حالت جس کی آپ کو مطلق خبر ... [illegible]
انسانی احساس کو کس حد تک برانگیختہ کرنے والی ہوتی ہے۔ سچ پوچھیئے تو سخت موسم ...
آپ ہی جیسے دن بھر مین چار دفعہ کھانے والون اور آرام سے رہنے والون کو ...
مروت کا سبق دینے آتے ہین۔ بشرطیکہ آپ اون سے سبق لین

Marfat.com

## صحیفہ صیام

فلسفہ نماز کی ذیل مین ہم مفصل بیان کر چکے ہین کہ انسان روح وجسم کا مجموعہ ہے۔ اور اس کا کمال یہی ہے کہ اپنے وجود کے دونون جزون [illegible] کرے۔ لیکن چونکہ مشاغل جسمانی ہر وقت و ہر آن اس کا نرغہ کیئے رہتے ہین۔ اس لیئے [illegible] وروح کو روحانی کمال کی طرف توجہ کرنے کا بہت ہی کم موقعہ ملتا ہے۔ اسی نقص کے تدارک کے لیئے خدا تعالی نے طبعی شعور پر اکتفا نہ کرکے انسان پر ارادی و اختیاری نماز فرض کی۔ تا کہ جسمانی مشاغل مین منہمک رہنے سے جو زنگ فطرت پر چڑہتا رہتا ہے۔ ساتھ کے ساتھ کم و بیش دور ہوتا رہے پھر اس طرح پر جو کچھ کسر رہی۔ اسی کی بہت کچھ تلافی کیلیئے روزہ فرض ہوا۔ یعنی روزے کی اصل غرض ہے اصلاح نفس و تزکیہ روح۔ اور اسی کی طرف اشارہ وکنایہ ہے آیہ کتب علیکم مین ولعلکم تتقون سے۔

یہ بالکل عیان ہے کہ نفس انسانی اور روحانیت کے مابین جو حجاب قائم ہو جاتا ہے۔ اوس کا اصل سبب بہیمی خواہشین ہوتی ہین۔ جو ہر وقت آدمی کو اپنے سرانجام کی فکر و تردد مین غرق رکھتی ہین۔ اور جون جون نفس بہیمی بامراد ہو ہو کر قوی ہوتا جاتا ہے۔ نفس سبعی (قوت غضبی) بھی تیز اور قوی ہوتا جاتا ہے۔ یہان تک کہ ان دونون قوتون کا غلبہ نفس انسانی کو مقہور و مغلوب کر لیتا ہے۔ سلیم نفس انسانی کی حمایت کی بہترین تدبیر یہی ہے۔ کہ نفس بہیمی کو کمزور کیا اور اوس کی خواہشون کی طوفان کو روکا جائے۔ جب وہ کمزور ہو گا۔ نفس سبعی بھی کمزور ہو جائے گا۔ اور جب یہ دونون کمزور ہون گے تو نفس انسانی غالب آکر روحانیت کی طرف متوجہ ہو سکیگا۔ اور سوچے گا۔ کہ اوس کا روحانی فرض [illegible] ہے۔ اس لیئے حکم ہوا۔ کہ کچھ دنون (جتنے مین نفس انسانی امارہ و غضبی پر غالب آسکے اور مناسب حد تک معتدل ہو جائے۔ تاکہ بدن کو بھی جو آلہ نفس انسانی ہے۔ کوئی نقصان نہ پہونچے) بہیمی خواہشون کے طوفان کو روکو۔ اور حبس شہوت اختیار کرو۔ یعنی روزہ رکھو۔ جو زنگ طبعیت پر چڑہ گیا ہے اسکا [illegible] ہو جائے گا۔ اور تقریبًا فطری حالت پر آجاؤ گے۔ اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ گے۔ اور متوجہ ہونے کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ اپنے فرائض انسانی کو سمجھ لو گے۔ اور ان پر عمل کرنے کی قوت [illegible] جائے گی۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ جب طبعی شہوت نفس کے مغلوب ہو جانے پر حد سے زیادہ بڑہ جاتی ہے۔ تو [illegible] بھی جو فضائل نفسی کی بہت بڑی اصل ہے۔ بیخ و بنیاد سے اکھڑ جاتی ہے۔ یا اوسے ایسا [illegible] سکون۔ صبر و تحمل۔ قناعت و آزاد منشی۔ خوش خلقی و

ان بھی تغیر عظیم واقع ہو جاتا ہے۔ ... ہے۔ روزہ اس مرض کی دوا ہے پرہیزی ہے۔ جس سے نفسانی و جسمانی ...

آجاتے ہیں۔ اور جو فضائل و حسنات نفسانی بیماری کی حالت میں مفقود یا کم ...

وہ سب عود کر آتے ہیں۔ اسی لیئے روحی فداہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا دخل

رمضان فتحت ابواب الجنة و غلقت ابواب النار و صفدت الشیاطین ...

روزوں کا مہینہ آتا ہے۔ تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے ...

شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں۔ دروازہ ہائے جنت سے۔ فضائل و حسنات اور اطاعت و عبادت

الٰہی مراد ہیں۔ جن کا اثر روزہ میں زیادہ اور عام ہو جاتا ہے۔ اور دروازہ ہائے نار سے

رذائل و معاصی مراد ہیں۔ جن کا اثر روزہ میں مٹ جاتا ہے۔ اور شیطان سے مراد ہیں قوائے شر

جو روزہ کی وجہ سے مقید و پابجولان ہو کر شر انگیزی سے رک جاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیئے کہ ایک

مبادی شر تو یہ ہیں اپنی خواہشوں میں ناکام ہو کر مضمحل ہو جاتی ہیں۔ اور دوسری طرف

نفس انسانی جسمانی مشغلوں کے انہماک سے رہائی پا کر اللہ اور روحانیت کی طرف متوجہ ...

ہے۔ اور خلوئے معدہ بہت سی جسمانی قوتوں کو بیکار کر کے نفس کو اس توجہ کا اہل ...

ہے کیونکہ یہ ایک فطری و طبعی بات ہے کہ جب آدمی کسی خاص امر کی طرف متوجہ ہوتا ہے ...

غذا کی طرف رغبت و توجہ کم ہو جاتی ہے۔ اسیطرح تقلیل غذا اور خلوء معدہ کی حالت ...

وہ جس طرف توجہ کرنا چاہتا ہے یا کرتا ہے۔ زیادہ متوجہ کر دیتی ہے۔ مطلب یہ کہ ...

خدا کی عبادت اور روحانی فکر و خوض کی طرف جو سرچشمۂ معرفت ہے۔ آدمی زیادہ ...

ہے بہ نسبت اس کے کہ بغیر روزے کے ان باتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اور جب نفس ...

حقہ کی طرف متوجہ ہو گا۔ تو یقینی امر ہے کہ وہ برائی سے بچنے کی قوت پیدا کر لے۔ اسی لیئے رسول ...

علیہ وسلم نے ابو امامہ سے فرمایا۔ روزہ رکھو کہ وہ بہترین عمل ہے۔ جیسا کہ حاکم ...

ہے۔ اور ابو عبیدہ سے کہا کہ روزہ سپر دوزخ ہے۔ اور اسی لیئے ...

سوا اور روزے رکھنے کی بھی ہدایت فرمائی ...

...

[illegible] آتا ہے۔ لیکن جسمانی جو مادی حالات

[illegible] اجتماعی سارے فساد کی جڑ افراط شہوت ہی نظر آئے گی۔ اور سارے کام اسکی

[illegible] ہون گے۔ پس جب انسان کے مادی وجسمانی متعلقات فرط شہوت سے تباہ وبرباد ہو

[illegible] حالانکہ اس فساد کے بہت کچھ مادی وخارجی موانع بھی ہوتے ہین۔ اور شہوت پرست وبند

[illegible] ہوسون کو قدم قدم پر اون موانع سے سخت مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن پھر بھی اپنی بدروی

[illegible] نہین آتا۔ تو پھر فرائض روحانی کو فرط شہوت اور اتباع نفس امارہ سے کیا کچھ صدمہ

[illegible] ہوگا خصوصاً ایسی حالت مین کہ ضمیر کی ناچیز سی مخالفت کے سوا جو اس صورت مین خود ہی کمزور

[illegible] ہو جاتی ہے۔ کوئی اور زبردست مانع موجود نہ ہو۔

مادی متعلقات کی خرابی روزمرہ آدمی کے سامنے آتی رہتی ہے۔ اور جونہی کہ وہ کسی وقت

[illegible] امارہ کی قید سے کچھ آزاد ہوتا ہے۔ اپنی تباہ کاری کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔ مگر تلافی کی

تدبیر اوسی وقت پاتا ہے جب کہ نفس امارہ کے اثر سے جدا ہو کر فکر تدبیر کی طرف متوجہ ہو۔ اور

[illegible] تک متوجہ نہین ہوتا۔ دل لگا کر غور وخوض نہین کرتا۔ کوئی تدبیر ہی نہین سوجھتی۔ جب

مادیات کی یہ حالت ہے۔ جن سے ہر وقت کا زبردست خارجی سابقہ ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے

[illegible] شہوت سے جو فساد روحانیت اور روحانی معارف مین راہ پا جاتا ہے۔ آدمی اوسکی تلافی

بغیر توجہ وتفکر کے بغیر معلوم کرلے۔ اور اسپر عمل کرنے کی طاقت بھی پالے۔ انہین دونون

[illegible] مین روزہ مدد ومعاون ہوتا ہے۔ یعنی فاقہ وخلو معدہ جو حد سے زیادہ بڑھ کر بالاضطرار

توجہ اور خیالات کو اپنی طرف کھینچ لے۔ روحانیت اور روحانی معارف کی طرف متوجہ

[illegible] مین مدد دیتا ہے۔ اور پے بہ پے ایک مہینہ تک ایسا کرتے رہنا شہوت وغضب کی آگ کے

[illegible] کو جو دوزخ کا حکم رکھتی ہین۔ ٹھنڈا کر کے نفس انسانی مین وہ قوت لے آتا ہے۔ کہ اثنائے

[illegible] جو روحانی معارف وخیالات انسداد فساد کے متعلق دریافت یا یقین کیے ہین۔ اون پر عمل

[illegible] یہی اصلی غرض روزون کی فرضیت کی ہے۔ اور اسی لیے روزہ سپر دوزخ اور دوزخ کی

[illegible] ڈھال بتایا گیا ہے۔ مگر روزے کے فوائد کار روحانیت ہی پر خاتمہ نہین ہو جاتا۔ بلکہ جسم

[illegible] پر اوسکا اثر عمدہ پڑتا ہے۔ اور صحت کو بہترین قوام پر لے آتا ہے۔ اس لیے کہ روزہ

[illegible] کے تحلیل ہونا پیدا کرتی ہے۔ اور یہ قدیم وجدید طب

[illegible]

پھر چلکر ایسے امراض پیدا کرتی ہے جن سے ... [illegible]

جسمانی فائدہ کیا کچھ کم ہے کہ اوس سے یہ رطوبت جل جاتی ہے۔ اور ... [illegible]
ہے۔ جو لوگ کبھی کبھی روزہ رکھتے یا فاقہ کرتے رہتے ہین۔ وہ عموماً امراض معدہ مین کم مبتلا
ہین۔ اور اگر ہوتے بھی ہین۔ تو اون کی ایسی بیماریون کا وقت جلد آخر ہو جاتا ہے۔ برخلاف
جن کو فاقہ کی یا کسی اور محلل رطوبت ریاضت کی کبھی نوبت ہی نہین آتی۔ اور رطوبت فا[سدہ]
بدن مین بڑھتی رہتی ہے۔ وہ معدہ کے ایسے امراض مین اکثر مبتلا ہو جاتے ہین۔ جو علاج سے بھی
طرح نہین جاتے۔ بلکہ روز بروز رطوبت سمیت اختیار کرکے مرض کو بڑھاتی اور لا علاج کرتی
ہے۔ غرضیکہ روزہ جسمانی صحت کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔ ہان روزہ مین بدن کچھ افسردہ و پژمردہ
ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ پژمردگی بعینہٖ ویسی ہی ہوتی ہے جیسی ہرے بھرے کھیتون کی وہ چند روزہ
جو کسی قدر پانی کی کشش سے پیدا ہو گئی ہو۔ اور ظاہری حالت دیکھنے والا سمجھتا ہو۔ کہ کھیت کا حال
ہے۔ لیکن درحقیقت وہ پژمردگی نباتات مین آیندہ دیئے جانے والے پانی سے بہت بڑی ثروتمندی
حاصل کرنے کی قوت پیدا کر رہی ہو۔ چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ کھیت کو اگر بلا انقطاع پانی ملتا
دیا جاتا رہے۔ تو وہ بجائے قوت پانے کے کمزور ہو کر زرد زرد ہو جاتا ہے۔ اور نعمت اوس کے لیے ز[حمت]
بن جاتی ہے۔ برخلاف اس کے جب کھیت اور کھیت کی روئیدگی مین رطوبت و تری بڑھ گئی ہو۔ آ[ب]
کی کشش ہو جائے یا کر دیجائے۔ یہانتک کہ کھیت کملانے لگے۔ اور معلوم ہو کہ اب سوکھا۔ اور خرا[ب ہوا]
اور پھر اوسے پانی پہونچے۔ تو اب دفعتہً وہ رنگ و روپ لاتا اور پیداوار دیتا ہے کہ بائد و شائد
حال فاقہ و روزہ کی میعادی افسردگی و پژمردگی کا ہے۔ کہ درحقیقت قوت کی اصل ہوتی ہے
روزہ معدہ مین استعداد پیدا کرتا ہے۔ کہ غذا سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس ضعف سے محفوظ رہے جو
طعام اور غذا کے بلا انقطاع سے پیدا ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ روزہ تربیت نفسانی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ عادات پر غالب آنے کی [قوت]
دیتا ہے۔ اور صبر کا ملکہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بات محتاج بیان نہین کہ عادت و خواہش
نہ صرف فی نفسہٖ محمود ہے۔ بلکہ اور بہت سی صفات کا بھی موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ غلبہ عادت
وقت ناوقت ننگ و ناموس۔ مال و دولت کے ضائع ہونے کا جو خطرہ لگا رہتا ہے
آدمی کو زندگی مین ایسے خطرات پیش آہی جاتے ہین۔ عادت کے ترک ...
وہ سب مفقود و معدوم ہو جاتے ہین ... [illegible]

Marfat.com

[illegible] دیا اور مصائب و افتاد روزگار کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت
[illegible] ہے۔ دیکھ لو کہ جو لوگ عسرت و تنگ دستی مین گذر کرتے ہین۔ وہ زمانہ کی ہر طرح
[illegible] نا دیا سانی جھیل جاتے ہین۔ اور جو ناز و نعمت مین رہتے۔ عادت کے مغلوب۔ ارادے کے کچے۔
[illegible] ہوتے ہین۔ وہ ذرا سی خلاف معمول بات مین گھبرا جاتے۔ اور بد حواس ہو کر مرنے سے
مردہ ہو جاتے ہین۔ یہی وجہ تو ہے۔ کہ عادت و نفس کے ہاتھ انسانیت کی آزادی بیچ دینے
[illegible] گروہ ہی کی طرف سے یہ صدا بلند ہوتی ہے۔ کہ روزے بھو کی قوم کے لئے فرض ہوئے ہین
[illegible] روزہ و بجا طاعت۔ یا یہ کہ گرمی کے روزون مین تو تکلیف ہوتی ہے۔ جاڑے مین مقرر ہو
[illegible] یا ہوتے تو اچھا ہوتا۔ کوئی اُن پیٹ بھرون سے پوچھے۔ کہ جب گھر مین تمہین ایک وقت کا فاقہ
[illegible] ہے۔ تو اگر کسی قومی جنگ یا کسی اور افتاد کے وقت مین جو بدحواسی کو اور بھی دوبالا کر دے
[illegible] کیا حال ہو گا؟ کیا وہان سے بھی یہ کہتے ہوئے اور یہی منطقیانہ بحث کرتے ہوئے کہ سب کچھ
[illegible] ہوتا۔ تو اچھا ہوتا۔ نہ چل کھڑے ہو گے۔ اگر وقت پڑے تو ضرور ایسا ہی ہو۔ آپ تم ہی ذرا انصاف
[illegible] ہو کہ ایسا کہنا اور کرنا اچھا ہو گا۔ یا بُرا۔؟

روزہ مین ایک شرعی مصلحت اور بھی ہے۔ کہ وہ مومن و منافق۔ فرمان بردار و نافرمان بندہ
[illegible] امتیاز کا باعث ہے۔ ہر شخص بجائے خود بھی اپنے نفس کے میلان کو دیکھ کر اپنے حق مین ایمان و
[illegible] کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور روزہ دار و بے روزہ شخص کے صوم و عدم صوم کا حال معلوم کر کے
[illegible] بھی۔ اس لیئے کہ روزہ فی الجملہ تکلیف دہ ہے۔ اس کی تکلیف کی طرف برغبت وہی مائل ہو گا
[illegible] مین نور ایمان رکھتا ہو۔ نہ کہ منافق۔ دیگر اعمال شرعی چونکہ اکثر آسان ہین۔ اس لیئے دھوکہ
[illegible] کے لیئے اون کا کرنا آسان ہے۔ روزہ چونکہ خود بھی مشکل ہے۔ اور یہ بھی ممکن نہین۔ کہ غیرون
[illegible] مین کھانے پینے کا حال معلوم ہو سکے۔ تاکہ منافق کو فضیحت و رسوائی کا اندیشہ ہو۔ اور وہ اس
[illegible] کے لیئے روزہ رکھنے پر مجبور ہو جائے۔ اس لیئے درحقیقت روزہ رکھنا نہ آسان ہے۔ اور نہ
[illegible] غالب ریاکاری کی غرض سے رکھا جا سکتا ہے۔ غرضکہ روزہ وہی رکھے گا۔ جو نفاق پیشہ
[illegible] بلکہ حقیقی ایمان رکھتا ہو۔ اسی لیئے حدیث قدسی مین آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم
[illegible] اوس کے لیئے ہے۔ لیکن روزہ میرا ہے۔ اور مین ہی اوس کی جزا دونگا۔ کل عمل ابن آدم
[illegible] صوم فانہ لی وانا اجزی بہ۔ رواہ البیہقی۔

[illegible] روزہ کا فلسفہ اور اوس کے مفاد۔ لیکن نہ اوس عام عادی روزہ کے جو عموماً ان

Marfat.com

اوس کا بھی مسلمان روزہ داروں ۔۔۔ ت ۔۔۔
کرنے کی تھوڑی بہت قوت دیتا ہی ہے۔ اور ایمان کامل نہین ۔۔۔
ڈالتا ہے۔ رہی روحانیت۔ اوس سے ہمارے ایسے روزون کو واسطہ ہی ۔۔۔
روزہ کی اصلی غرض و غائت روحانیت ہی ہے۔ جیسا کہ ہم مفصل بیان کر چکے۔

جسمانی اور اخلاقی فائدہ سے لوگ اسلیئے محروم رہتے ہین۔ کہ روزہ سادگی سے نہین ہوتا چاہیئے سادگی اور معمولی طور پر فاقہ کرنے سے تاکہ معدہ بڑے وقت ہین خالی رہے۔ اور ۔۔۔ اوس کی حرکت و حرارت اوس بدنی رطوبت کو جلا دے۔ اور تحلیل کر دے۔ جو بدن مین ۔۔۔ مناسب سے زیادہ ہو گئی ہے۔ یا سمیت اختیار کرتی جاتی ہے۔ مگر عموماً مسلمانون کا یہ حال ۔۔۔ کوئی ممکن تدبیر ایسی نہین چھوڑتے کہ جس سے معدہ خالی رہے۔ اور اوس کی حرارت فاسد ۔۔۔ پر اثر کر سکے۔ رمضان مین تمام سال سے زیادہ کھانے مین تکلف ہوتا ہے۔ حتی الامکان ۔۔۔ زیادہ مقوی و مرطب غذا ر استعمال کی جاتی ہے۔ سحری کی سنّت کو اس طرح ادا کرتے ہین روزہ فرض کی عبادت تمامتر اسی سے پوری ہوگی۔ اکثر اناپ شناپ کھاتے اور پیٹ ۔۔۔ بھرتے ہین۔ یہان تک کہ افطار روزہ کے وقت تک نہ صرف گرانی رہتی ہے۔ بلکہ اکثر ۔۔۔ پر ڈکار لیتے اور طبیعت کی بدمزگی کا جو پرخواری کو لازم ہے۔ اظہار کرتے رہتے ہین بہت ۔۔۔ ڈکارون سے روزہ توڑ لیتے ہین۔ لیکن کہتے نہین۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہین۔ جن کو چار ۔۔۔ کرنی پڑتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روزہ کو روزہ سمجھکر نہین رکھتے۔ بلکہ ۔۔۔ پابندی کرتے ہین۔ اور بھوک کی تکلیف سے بچنے کے لیئے جہان تک بھی زہر مار کیا جاتا ہے ۔۔۔ کوئی کسر اوٹھا نہین رکھتے۔ پھر بھلا ایسے روزہ سے صحت پر کیا خاک اچھا اثر پڑے۔ ا ۔۔۔ روزگار کی برداشت اور خلاف عادت مصائب کے تحمّل کی قوت پیدا اور نفس ملکہ ۔۔۔ بلکہ مقتضائے عقل تو یہ ہے کہ اس قسم کے روزہ دارون کے روزہ کا اثر صحت و اخلاق ۔۔۔ چنانچہ یہی دیکھنے مین آتا ہے۔ کہ اُلٹا ہی اثر پڑتا ہے۔ اس قسم کے روزے ۔۔۔ کے اوس ایک وقتہ فاقہ کو بھی نہین پہونچ سکتے۔ جو اون کو کبھی ۔۔۔ ہین۔ ایسے روزون کو طاعت و عبادت کہنا ہے جا نہین ۔۔۔

جب معمولی رسمی روزون سے ۔۔۔

روزون کی خاصیت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور کیونکر نفس مین وہ نور معرفت
پیدا ہو سکتا ہے جس کے ذریعہ سے شہوت وغضب کا زور توڑ کر آدمی فضائل روحانی ومعارف الٰہیہ
تک پہونچ سکے۔ اس لیئے کہ یہ باتین منحصر ہین روحانی توجہ اور استمداد باطن پر جس کا ہمارے رسمی
روزون مین کہین نام ونشان بھی نہین ہوتا۔ روزون کی غرض وغایت ہے روحانیت کی تکمیل
اور شہوت وغضب کا توڑنا۔ مگر ہم اکثر روزہ مین نفس امارہ وغضب کے ایسے مغلوب ہو جاتے
ہین۔ کہ شائد اور دنون مین کبھی نہ ہوتے ہون۔ یہان تک کہ یہ فقرہ ضرب المثل کی حد تک پہونچ
گیا ہے۔ "انہین نہ چھیڑو یہ روزے سے ہین" گویا رمضان مین غصہ کی حدت کمال پر رہوتی ہے۔
ذرا بھی بات ہوئی۔ اور آگ بگولا ہو گئے۔ آئین۔ تو پھر جائین کہان۔ بالکل وہی مثل ہوتی ہے اللہ
دے اور بندہ لے۔ غرضکہ کسر غضب کی جگہ قوت غضبی کو اور گرمایا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ اس کی حدت کی
کمی کی کوئی فکر وتدبیر ہی نہ کی جاتی ہو۔ اور اس کا ارادہ ہی نہ کرتے ہون۔

عام بہیمیت کا تو اوپر مذکور ہو ہی چکا۔ اوس کے ساتھ ہی نفس امارہ کی بدترین آثار بھی
اس رسمی روزہ مین شائد ہی کچھ کم ہوتے۔ یا اون کے کم کرنے کی طرف توجہ کی جاتی ہو۔ کیونکہ جب
روزہ کی نسبت یہی خیال نہین کہ یہ اخلاقی رذائل کے ازالہ کی اصل تدبیر کا مؤید ہے۔ تو پھر کسی کو
کیا پڑی ہے کہ باختیار وجبر نفس کو اوس نزاع وخلاف سے روکے جس کا وہ کم وبیش گیارہ مہینے
مرتکب رہا ہے۔ سب وشتم سے زبان کو بند کرے جس کی وہ عادی ہو رہی ہے۔ اوس جھوٹ دغا
فریب غرضکہ جملہ بدیون سے اجتناب کرے۔ جو دامن اخلاق پر بدنما داغ ہین۔ لوگ عادت ورسم
کی بنا پر روزہ رکھتے ہین۔ اور ضروری سمجھتے ہین۔ لیکن ان باتون کے ترک کو ہرگز ضروری خیال
نہین کرتے۔ الا ماشاء اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ جو بداخلاقی کا ہنگامہ گیارہ مہینے گرم رہتا ہے۔ وہ رمضان
مین بھی سرد نہین پڑتا۔ اس لیئے روزدارون پر بھی دوزخ کا دروازہ بند نہین ہوتا۔ نہ اون کے
شیاطین پابجولان ہوتے ہین۔ اور نہ اون کا روزہ سپر دوزخ بنتا ہے۔ یہ محض اون کا خیال ہے
کہ جنت کی کھڑکیان کھلی ہوئی ہین۔ اور رحمت کے دروازے وا ہین۔ بیشک وا ہوتے ہین لیکن
انہین لوگون پر جو حقیقی روزہ رکھتے اور بالارادہ بدی سے باز رہنے اور نیکی کرنے کی کوشش
کرتے ہین ایسے ہی لوگون کو اللہ اون کی نیت کا پھل دیتا ہے۔ اور وہ تیس روزون کے بعد کچھ
بنتے ہین۔ اسلاف کرام مین سے ایک بزرگ سے منقول ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ

Marfat.com

کہا غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ... 
کے کھانے سے ٹوٹ جاتا ہو۔ غیبت تو مردار اور مردار ... 
بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا۔ ایسا ہی احادیث ... 
ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ہم رسمی روزہ رکھنے والے ہین۔ کہ ان باتون کی پرواہی نہین کرتے
غیبت۔ غضب۔ ناحق کوشی۔ ایذاء وہتک عزت ہمارے نزدیک کوئی بات ہی نہین ... 
کے جو روحانی فائدے ہونے چاہئین۔ اور جن کے حصول کے لیئے روزہ بطریق اعانت مقرر ... 
وہ حاصل نہین ہوتے۔ اور حاصل ہون تو کیونکر۔ نہ ہم کو ان کا حصول منظور ہوتا ہے۔ اور ... 
کے آداب واجبی کی رعایت کرتے ہین۔ بلکہ سمجھتے ہین۔ کہ اللہ نے ہم کو اپنے لیئے بھوکا رہنے کا ... 
ہے اس لیئے اوس کے نام پر بھوکا رہنا چاہیئے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے نہ اپنے لیئے روزہ رکھنے
بھوکا رہنے کا حکم دیا۔ نہ اوس کو اس کی کچھ حاجت ہے۔ بلکہ روزہ بھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر ... 
ہماری ہی صلاح وفلاح کے لیئے مقرر کیا ہے۔

یہ سب کچھ ہے کہ رسمی روزہ جسمانی وروحانی دونون حیثیتون سے ہیچ۔ یا قریب ہیچ ... 
لیکن ایسے رسمی روزہ رکھنے والے بھی ازروئے انصاف اُن روزہ شکنون اور حرمت ... 
ہتک کرنے والون سے بہتر ہین۔ جو سرے سے روزہ رکھتے ہی نہین۔ اور اس کبیرہ ہی ... 
نہین کرتے۔ بلکہ خدا کی شریعت کا استخفاف کرتے ہین۔ اوسے وحشیانہ و نامہذبانہ عباد ... 
ہین۔ اور سب کے سامنے نہ صرف کھاتے پیتے بلکہ نائے ونوش مین منہمک رہکر دوسرون ... 
ہی کرنے کی جرارت دلاتے ہین۔ اور طرفہ یہ کہ پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہین ... 
سے شرماتے ہین۔ نہ بندون سے۔ یہ لوگ رسمی روزہ دارون سے اس لیئے بدتر ہین کہ وہ اگرچہ روزہ ... 
نہین اوٹھاتے جیسا کہ اُٹھانا چاہیئے۔ یا جس کیلئے روزہ ہے لیکن پھر بھی اون کے دلون مین اس کی اور خدائی شریعت ... 
عظمت ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر وہ روزہ رکھنے پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ اور نہ صرف روزہ ... 
بہت اور نیک کامون پر بھی چالیس پچاس فیصدی ایسے ہی ہوتے ہین کہ گو سال ... 
رہتے ہون۔ لیکن اس مہینہ مین نماز کے پابند ہو جاتے ہین۔ چنانچہ ... 
اس لیئے ان کی وجہ سے ہتک شریعت کا برا اثر اور کسی پر ... 
برخلاف اس کے جو شیوہ پڑھے لکھے عقل ... 
اون کو ... 

[illegible]

[illegible] مین نجات

[illegible] ایسے لوگ ہونگے قریب ان کے اسلام مین داخل

[illegible] مین لینے کو تیار نہ ہے جیسا کہ ہوا

[illegible]

[illegible] دلائل سے اپنے خالق کی ہستی اور وحدانیت

[illegible] کا اقرار کرینگے اور حق کی جانب رجوع

[illegible] ہدایت پاجائے گی اور قرآنی ہدایت کسی خاص فرقہ اور قوم سے

[illegible]

[illegible] سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

[illegible] قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ

[illegible] وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا

[illegible] وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَ

[illegible] فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا

[illegible] جنہوں نے انکار کیا تم ان کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ

[illegible] ایمان نہیں لائینگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلون اور کانون

[illegible] پردہ ہے اور ان پر بڑا عذاب آنیوالا ہے۔ بعض آدمی

[illegible] ایمان لے آئے۔ حالانکہ وہ مومن نہیں

[illegible] اپنے نفس کو آپ ہی دھوکہ دیتے [illegible]

[illegible] ان کے بدلے مین ان کو

[illegible]

Marfat.com

تباہ تصور کرتے - اس کے علاوہ اون کی روش کچھ ایسی ہے کہ وہ خود ہی
مرتکب نہین ہوتے - بلکہ اورون کو بھی گناہ مین ملوث کرنے کا باعث ہوتے - اور
اون کی ذہنی تربیت کو تباہ کرکے بہت بڑا گناہ اپنے سر لیتے ہین - اور ضلوا واضلوا کا
مصداق بن کر بدترین خلائق ہوتے ہین - اللھم وفقنا خیر التوفیق واھدنا الصراط
المستقیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا
دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (۱۸۱) اُحِلَّ لَكُمْ
لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ
فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی
یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا
الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ (۱۸۲) ترجمہ جب میرے بندے تجھ سے میری بابت پوچھین (تو ان سے کہہ)
مین قریب ہون - جب مجھے پکارنے والا پکارتا ہے - تو مین اس کی پکار کو پہونچتا - اور سنتا
ہون - پس اون کو بھی چاہیئے کہ وہ میرا حکم مانین - اور مجھ پر ایمان لائین - تا کہ ہدایت پا کر
راستہ پر آجائین)۔

تمہارے لیئے روزے کی رات مین اپنی بیویون سے ہم بستر ہونا حلال کیا گیا - وہ تمہاری
پوشاک ہین - اور تم اون کا لباس - اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے نفسون سے خیانت کرتے تھے - سو
اس نے تم کو معاف کیا - اور تم سے درگذر کی - اب سے تم اپنی بیویون سے ہم بستر ہو - اور جو کچھ
تمہارے لیئے لکھا ہے - وہ چاہو - اور کھاؤ پیو بھی - یہان تک کہ تم کو سیاہ دھاری مین سے
سفید دھاری نظر آنے لگ جائے - اور روزہ کو رات تک پورا کرو - اور عورتون سے اس
حالت مین مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدون مین معتکف ہو - یہ اللہ کی حدین ہین - سو عہد لوگون کے
لیئے اسی طرح ظاہر کیا کرتا ہے تا کہ وہ متقی ہو جائین۔

انفصال یہ امر ہے کہ آیت کو ماسبق سے کیا ربط و تعلق ہے۔ ... متعلقات کے درمیان یہ آیت غیر مربوط سی معلوم ہوتی ہے۔

مفسرین نے لکھاہے کہ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ یہود مدینہ نے ایک دفعہ ... علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم کہتے ہو کہ ہمارے اور آسمانوں کے درمیان پانسو برس کا راستہ ہے۔ اور ہر ایک آسمان کا اتنا ہی حجم ہے۔ پھر بتاؤ کہ اللہ ہماری دعا سنتا ہوگا؟ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اونکا جواب ہوئی۔ (خازن)

ایک روایت یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے پوچھا کہ ہمارا رب ... کہ ہم اوس سے چپکے چپکے دعا کیں کریں۔ یا بعید ہے کہ اوسے پکاریں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ... ہمارا رب کہاں ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اونکا جواب بنی (منہ)

صحیحین میں بروایت ابو موسیٰ اشعری ہے کہ غزوۂ خیبر میں جب مسلمان گھاٹیوں ... تو با آواز بلند تکبیر کہتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایہا الناس اربعوا علی ... فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا۔ بصیرا ... یعنی لوگو! چلاؤ نہیں۔ کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے۔ بلکہ سمیع و بصیر ... پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اگرچہ شان نزول کے متعلق یہ روایتیں مختلف ہیں۔ اور ہر ایک بجائے خود ... ہوسکتی ہے۔ لیکن اون سے بوضاحت اشکال مذکور الصدر کا حل نہیں ہوتا تاہم ... روایت ایسی ہے جس سے مسئلہ زیر بحث پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس لیئے کہ وہ متعلق ہے ... ذکر تکبیر و تشکر کے ساتھ ہی آیۂ اذا سئلک عبادی عنی ...... آئی ہے۔ ہوسکتا ... اسی آیت کی تفصیل و توضیح ہو۔ اب آیۂ مذکور الصدر کو ماسبق سے یوں ربط ہوگا کہ ... رمضان کے آخر میں چونکہ و لتکبروا اللہ و لعلکم تشکرون آیا ہے۔ اور تکبیر ... ہوتا ہے۔ زبان سے باآہستگی یا بشور وغوغا سوال بھی یہی پیش ہوا تھا ... ہوتا ہے۔ اس لیئے یہ آیت اس سوال کا جواب ہے۔ اور یوں اپنے ماسبق سے مربوط ...

صاحب بیضاوی نے وجہ اتصال یہ لکھی ہے کہ آیات صیام ... اون کا شمار پورا کرنے اور تکبیر ...

... طور کہ اللہ تمہاری حالتون کو جانتا۔ باتون کو سنتا
... کو پہونچتا ہے۔ اعمال کی جزا دے گا تم کو جو حکم ملا ہے۔ اوسپر عمل کرو۔ صاحب سبق
...ت کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ ابو السعود نے بھی اپنی تفسیر مین اتصال کا یہی مسلک اختیار
...ہے عجب نہین کہ علامۂ بیضاوی نے بھی وہین سے لیا ہو۔

ان دونون صورتون کے علاوہ میرے ذہن مین وجہ اتصال ایک اور بھی آتی ہے وہ یہ کہ آیہ شہر رمضان الذی ...... مین تکبیر کی وجوبیت کا ذکر نہایت اہمیت کے ساتھ ہوا ہے۔ جس کی عظمت کی بنا پر یہ خیال آنا بعید از قیاس نہین ہو سکتا۔ کہ تکبیر صوم کو اللہ سے خاص خصوصیت حاصل ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے آیہ زیر بحث مین اپنی دائمی قربت اور ہر وقت پکارنے والے کی پکار اور دعا کرنے والے کی دعا کو پہونچنے اور سننے کی خبر دیکر آگاہ کر دیا کہ مین اگرچہ ہر وقت دعائے داعی کو سنتا ہون۔ لیکن روزہ تم کو دعا و تکبیر پر آمادہ کرنے والا ہے۔ آیۂ زیر بحث کے آخری حصہ سے بھی اس ربط کی تائید و تقویت ہوتی ہے۔ بایں طور کہ مین تمہاری دعاؤن کو ہر وقت سنتا اور توجہون کو دیکھتا ہون۔ اور ہدایت کرتا ہون تم کو بھی چاہیئے کہ میرے احکام کو مانو۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ تاکہ ہدایت پاؤ۔ روزہ بھی میرا ایک حکم ہے اور مین نے اس کو دعا و توجہ کی امداد و اعانت ہی کے لیئے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ تمہاری دعا و توجہ جس قدر قوی ہوگی۔ اوسی قدر تم میری ہدایت زیادہ قبول کرو گے۔ پس یہ حکم بھی تمہاری دعا الدین سے خاص تعلق رکھتا۔ یا اوس کا نتیجہ ہے۔ واللہ اعلم وہو الملہم بالصدق والصواب۔

ثانی قریب۔ تقرب خدا کے متعلق مفسرین کی عموماً دو رائین ہین۔ اول یہ کہ خدائے تعالیٰ بعلم خود جو کل مخلوق کو محیط ہے۔ ہر مخلوق سے قریب ہے۔ اس لیئے کہ خدا کی ذات قرب مکانی سے جس سے ذات کا تحیز و تجزیہ (گھرا ہوا ہونا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونا) لازم آئے۔ پاک و منزہ ہے۔ کیونکہ یہ دونون اوصاف خواص جسم مین سے ہین۔ دوسرے یہ کہ انی قریب تمثیل ہے سہولت اجابت یا کمال علم کی (کما ذہب الیہ الزمخشری والبیضاوی) اس لیئے قرب و بعد کا ... مکان پر جس سے ذات خداوندی مبرا ہے۔ لیکن جو لوگ فلسفیانہ طریق پر نظر کرنے کے عادی ہین وہ اللہ کے ذاتی وجود اور اوس کے علم کو متحد اور ایک ہی مانتے ہین۔ وہ ... مسلک پر بھی اعتراض کرینگے۔ اور کہین گے کہ احاطۂ علم کی صورت مین بھی ذات کا ... تحیز اور تجزیہ ... ہو جاتا ہے۔ اون کے لیئے اون کے

Marfat.com

یکسان ہوگی۔ اسی لیے خدا تعالی بالذات والوجود ... عالم ہے۔ اور اسی کے وجود سے ساری موجودات کو فیض پہونچ رہا ہے۔

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ چونکہ بظاہر اس جزو آیت سے ... دعا کے معنی یہان آرزو و مانگنا ہین۔ اس لیے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین بہت ... کج کاوی کی ہے۔ تاکہ از روی تجربہ و مشاہدہ جو اعتراض واقع ہوتے ہین۔ اون کا دفعیہ ... لیکن درحقیقت یہ آیت اس قسم کی دعا کے متعلق ہی نہین ہے۔ جس کو کہ عرف عام مین دعا ... ہین۔ مثلاً اے اللہ مجھے یہ دیدے۔ وہ دیدے۔ ایسا کردے۔ ویسا کردے۔ بلکہ مقتضائے سیاق ... ہے کہ یہان دعا کے معنی صرف خدا کی یاد اور اس سے مناجات کرنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا ہین اس لیئے چھپن کروڑ کی چوتھائی مانگنے والون کی دعا قبول نہ ہونے سے خدا کے وعدہ یا ... کا کذب لازم نہین آتا۔ تاہم مختلف رائین مفسرین کی سُننے کے قابل ہین۔ اور آئندہ کسی جگہ کام دینے والی۔

اوّل یہ کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کے معنی ہین کہ مین اپنے دعا گو کی دعا جب کہ وہ مجھ کو پکارتا ہے۔ اور مجھ سے مناجات کرتا ہے۔ سنتا ہون (یعنی تاکید اور توضیح اس بات کی کہ مین بندے سے قریب ہون۔ فانی قریب۔) یہی مسلک میرے نزدیک مربوط ... صاف اور اس جگہ مراد ہے۔ دوسرے یہ کہ دعا کے معنی ہین توحید و ثناء۔ مثلاً یا اللہ لا الہ انت۔ یا اسی قسم کی اور توحید و ثناء۔ چونکہ اس کا ابتدائی جز (یا اللہ) دعا ندا ہے۔ ... کا اطلاق کرکے مجموعہ کو دعا کہدیا گیا ہے۔ اور اس کی قبولیت کو اجابت۔

اسی دوسرے مسلک مین پھر یہ شاخسانہ اور نکالا گیا ہے کہ آیت مین اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جب بندہ اخلاص و تضرع کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔ اور یا اللہ کہکر کوئی اپنی ... کے لیئے اوس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو اللہ اوسکی دعوت کو قبول کرلیتا ہے۔

اسی اشارہ کے ماننے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ ... دعا مانگتا ہے۔ اور الحاح و تضرع کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتا۔ لیکن ... مراد پوری نہین ہوتی۔ ضرور تھا کہ اس کو وعدہ ... ہے ... نہین ... اس اشارہ کی ...

Marfat.com

... وارد ہوتے ہین ... جوابات کی تقریر حسب ذیل ہے۔
... تعالیٰ فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی۔ اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ادعونی
... لکم۔ حالانکہ مشاہدہ اور تجربہ سے اس کے خلاف بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس کا جواب چند طرح
... ہے۔ اول یہ کہ یہ آیت اجابت دعا کے متعلق مطلق ہے۔ اور ایک دوسری آیت مقید او رواقع
... ہے۔ وہ ہے قولہ تعالیٰ بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء اور جہان مطلق
و مقید دو آتین ایک امر کی بابت جمع ہو جائین۔ وہان مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے مطلب
یہ کہ ضروری نہین کہ ہر دعا اگرچہ کیسے ہی اخلاص و تضرع سے کیون نہ ہو۔ پوری ہو جائے۔ بلکہ
اللہ اگر کسی دعا کو چاہے گا۔ منظور کرے گا۔ ورنہ نہین۔

دوسرے یہ کہ یہان دعا کے معنی طاعت کے ہین۔ اور اجابت کے معنے ثواب کے اور یہ یقینی ہے
کہ ہر طاعت کے بدلے اللہ تعالیٰ آخرت مین ثواب دے گا۔

تیسرے یہ کہ دعا کی محولہ بالا دونون آیتون کے معنی خاص ہین۔ اگرچہ لفظ انکے عام ہین پس
اس صورت مین دونون آیت (اجیب .... و ..... ادعونی ......) کے معنی یہ ہوئے کہ مین
دعا کرنے والے کی دعا کو جب کہ وہ قضا کے موافق ہوتی ہے۔ قبول کر لیتا اور پوری کر دیتا ہون ورنہ
نہین۔ یا یہ کہ اگر دعا دعا کرنے والے کے حق مین اچھی ہوتی ہے۔ تو قبول کرتا ہون۔ ورنہ نہین۔
یا یہ کہ مین اس وقت داعی کی دعا کو پورا کرتا۔ اور اوس کی مراد کو بر لاتا ہون۔ جب کہ وہ کسی گناہ
کی یا امر محال کی درخواست نہ کرے۔

چوتھے یہ کہ دونون آیتون کے معانی عام ہین۔ یعنی بندہ جب کچھ کہتا ہے۔ مین اس کی بات
سن لیتا ہون۔ یہی معنے اجابت کے آیۂ مذکورہ مین مذکور ہوئے ہین۔ عطاء آرزو کا اوس مین ذکر ہی
نہین ہے۔ پس باین معنی ہر دعا کے ساتھ اجابت موجود ہے۔ ولا استحالۃ فیہ۔ کیونکہ دعا کی اجابت
... آرزو کا پورا کر دیا جانا مستلزم نہین۔ اجابت صرف یہ ہے کہ بندہ کہے یا رب۔ اوس کے جواب
... اللہ کہے لبیک یا عبدی (گویا اجابت جواب دینا ہے) باقی رہا آرزو کا پورا ہونا یا کیا جانا
... اللہ کی مرضی پر ہے۔ کرے نہ کرے۔ جب چاہے کرے۔ دنیا مین کرے۔ آخرت مین کرے۔ چاہی ہوئی
... کرے یا کسی اور صورت مین۔ مثلاً کھانا مانگے اور روپیہ پیسہ دیدے۔
... آداب و شروط ہین جو بمنزلہ اسباب اجابت کے ہوتے ہین جو انہین
... کرتا ہے۔ اور انہین پورا ...

وہ درحقیقت جادۂ دعا ہی سے تجاوز کرنے والوں میں ... نہین رہتا۔یعنی اوس کی دعا قبول اور پوری نہین ہوتی۔

چھٹے۔یہ کہ اجیب دعوۃ الداع کے معنی یہ ہین۔کہ خدائے تعالیٰ اوس دعا کو قبول اور پوری کرتا ہے۔جو بزبان حال واستعداد کی جائے۔یعنی حال واستعداد جس چیز کے مقتضی ہوتے ہین۔اللہ تعالیٰ اپنے فیضان سے وہ عنایت کردیتا ہے۔

مذکورہ بالا شبہ اور اوس کے جوابات سی یا دنئے تروتن تامل ظاہر ہوجاتا ہے۔کہ یہ جوابات خصوصاً پہلا۔دوسرا۔تیسرا اور چوتھے کا آخری حصہ دفع الزام اور مخاصم کو خاموش کرنے کے لیئے زیادہ موزون ہین۔نہ اطمینان قلب کے لیئے۔اور بنا انکی تاویل پر ہے۔پانچوان مسلک البتہ کچھ حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔لیکن پھر بھی کچھ تاریک سا ہے۔جس کی وجہ سے دھوکا کھاجانا اور اراد دھوکا دیدینا بعید از قیاس نہین۔چھٹا مسلک بھی نقص سے خالی نہین۔اگرچہ بادی النظر مین بہت معقول معلوم ہوتا ہے۔اور یہ بھی اس گروہ کا جو عقل کی نسبت کشف پر زیادہ زور دیتا ہے۔یعنی محی الدین ابن العربی نے اپنی تفسیر مین اختیار کیا ہے۔اور اکثر صوفیائے کرام نے بھی اس کو ... کیا ہے۔لیکن قطع نظر اس کے کہ یہان آیت کا سیاق لسان حال وقال دونون کی دعا کو چاہتا ہے جیسا کہ لفظ ولتکبروا اللہ اور آیت کی شان نزول سے ظاہر ہے۔شرعاً بھی قولی ولسانی دعا مطلوب و مشروع ہے۔قرآن وسنت سے بھی۔اور عمل رسول سے بھی۔جو حجت ہین مشروعیت کی جس کا انکار بغیر تاویل نامقبول ممکن نہین۔اس لیئے آیۂ زیر بحث کے معنے بحالیکہ اس کو عام دعاؤن کے لیئے مان لیا جائے۔جیسا کہ یہان اس بحث مین مان لیا گیا ہے۔صرف زبان حال وزبان استعداد سے سوال کرنا نہین ہوسکتے۔کما لایخفی علے المتامل۔

ہم بیان کرچکے ہین کہ آیۂ زیر بحث کے معنی یہان صرف اتنے ہین۔کہ بندہ جو کچھ دعا ومناجات کرتا ہے۔مین اسے سنتا ہون۔کیونکہ مین اس کے قریب ہون۔اور جب قریب ہون تو ضرورت نہین کہ وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلائے اور پکارے۔اور یہ معنی سیاق قرآنی اور شان نزول کی اور ... بھی بہت جوڑ کھاتے ہوئے ہین۔لیکن فرض کرلو۔کہ مذکورہ بالا معنی کے ساتھ ہی عام دعا ... جو بندہ اپنے کسی کام کے متعلق خدا سے کرے۔اس آیت کو تعلق ہے۔جیسا کہ اکثر ... اب بھی اس سے لازم نہین آتا کہ یہ آیہ نص ہے اس امر پر کہ ...

بھی جو ... اور ... [illegible]

Marfat.com

... کی حاجت رہے۔ بلکہ آیت نص ہے اس امر پر کہ دعا کا قبول کرنے والا
[illegible] ہی ہے۔ یہی معنی اجیب کی تقدیم سے پیدا ہوتے ہین۔ اور اگر اس سے بھی تجاوز کرو۔ تو نص ہے
اس امر پر کہ خدا کہتا ہے کہ مین ہی دعا قبول کرتا ہون۔ جب کہ دعا کرنے والا مجھ ہی کو پکارے نہ اور کسی کو
میرے ساتھ کسی اور ملا کر۔ اس سے یہ بھی لازم نہین آتا۔ کہ بندہ جو دعا کرے اگرچہ بلا شرکت غیرے اوسی
سے کرے۔ اللہ دعا کو قبول ہی کرے۔ دعا کو قبول کرنے نہ کرنے کا حصر اوس نے دوسری آیت مین بیان کیا
ہے جو مقید کے نام سے اوپر بیان ہو چکی ہے۔ دعا کی قبولیت سے اگر اس آیت کو کچھ تعلق ہے۔ تو یہی جو
ہم نے بیان کر دیا۔ اب وہ شبہ ہی باقی نہین رہا۔ جو اوپر بیان ہوا ہے۔

اگرچہ سلسلۂ بیان طول پکڑ گیا ہے۔ لیکن پھر بھی یہان ایک بات ضروری کھول دینی باقی ہے وہ
یہ کہ مانا مذکورہ بالا بیان سے یہ نتیجہ نکل آیا۔ آیۂ صدر مین خدائے تعالی نے یہ وعدہ نہین کیا ہے۔ کہ
وہ ہر دعا کو قبول کرے گا۔ لیکن پھر بھی یہ خبر ضرور دی ہے کہ جب بندہ مجھی کو پکارے۔ مجھی سے دعا
کرے۔ تو مین اس کی دعا کو قبول کرتا ہون۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس لیئے کہ رسم و معمول اور معلومات
عامہ کو مطلب فہمی میں بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی یہ سمجھ لے کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ
آدمی ہر گونہ وسائل و اسباب سے دستکش ہو کر خدائے تعالی کی طرف رجوع لائے۔ اور پھر جو مانگتا ہو
مانگے۔ اللہ اوس کو دے گا۔ اور ایسا سمجھ لینا غیر اغلب بھی نہین ہے۔ اسلیئے کہ مسلمان عموماً حقائق دینیہ
فراموش کر کے سطحی اور اپنی مفید مطلب باتون پر اُتر آئے ہین۔ دعا کی قبولیت کا خیال پہلے سے دلون مین موجود
اور موضوع قصون کے متوکلون کی کامیابی کی غیر معقول داستانین کم و بیش لوگون کے کانون
مین پڑی ہوئی ہین۔ جو ایسے دور از عقل مطلب نکالنے مین غیر معمولی مدد دیتی ہین۔ مگر یاد رہے کہ
یہ مطلب نکالنا بالکل درست نہین۔ اس لیئے کہ جو شخص خدا ہی کی طرف رجوع لاتا ہے۔ وہ ضرور
جانتا ہے خدا تعالی مین یہ طاقت ہے کہ کسیطرح میری حاجت کو پورا کر دے۔ اور اس کے ساتھ ہی
اپنے انسانی فرائض سے بھی غافل نہین ہو سکتا۔ اور جو شخص کہ اتنا سمجھدار ہے۔ ممکن نہین کہ وہ
ایسی دعا کرے۔ اور ایسی آرزو رکھے۔ جو نہ کرنی اور نہ رکھنی چاہیئے۔ اور ایسی طمع مین پڑے جو عقلاً و شرعاً
ناجائز ہو۔ وہ ضرور اپنی فطرت اور قانون قدرت کو دیکھ کر پہلے اپنے بس چلتی اپنی مراد و تمنا را ہین
اسباب و وسائل سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ جن سے اورون کو اونہین یا اون جیسی مرادون
کو حاصل ہوتا دیکھ رہا ہے۔ اگر یون اس کو کامیابی ہو گئی۔ تو خدائی خوان نعمت سے جو کچھ وہ
[illegible] اپنی طرف سے تمام ممکن کوشش کر لی۔ اور دامن امید کو ہر ...

سے ملا مال فرما ... اس حالت ...

اُس سے توفیق و اعانت کا بزبان حال و قال خواستگار ...

اوس کی نگاہ سے چھپا رہا ہے۔ اِس دعا و توجہ کی بدولت منکشف ہو جائے ...

مراد ہے۔ وہ حاصل کر سکے۔ مثلاً جب وہ کسب رزق کی کوشش کر رہا۔ یا اپنی طرف سے ...

اور پھر خدا تعالیٰ سے طالب رزق ہو گا۔ تو زنہار اوس کی غرض یہ نہ ہو گی۔ کہ اللہ آسمان سے

اُتارے۔ اوس کے لیئے خوان نعمت فرشتے لیکر آئین۔ بیمار ہو کر اور کی ہوئی دوا درمن کو بے سود

جب اللہ سے شفا کی دعا کرے گا۔ تو اس کی مراد یہ نہ ہو گی۔ کہ اللہ اوسے خود بخود اچھا کر دے۔ نہ دوا

پینی پڑے نہ کوئی اور تدبیر صحت کرنی۔ کیونکہ ایسی دعا مانگنا گویا خدا تعالیٰ سے خرق عادت کی التجا

کرنا ہے جس کے کرنے کا وہ عادی نہین۔ بلکہ اوس کی غرض و مراد یہ ہو گی۔ کہ بار آلہا تو جانتا ہے کہ مین

اپنی طرف سے جو مجھ سے ہو سکتا تھا۔ کر چکا یا کر رہا ہون۔ کامیابی کے لیئے تو نے جو اسباب و وسائل

مقرر فرمائے ہین۔ اگر اون مین سے کوئی مجھ سے چھوٹ گیا ہے۔ یا کسی کو لاعلمی کی وجہ سے چھوڑ

ہون۔ اوس کے سمجھنے اور اوس سے کام لینے کی توفیق عنایت کر۔ اور مجھ درماندہ کی مدد ایسے

کے وقت چونکہ وہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جو سرچشمہ ہے ہر گونہ علم و کشف کا اور مقصد کا خیال

پیش نظر رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ شخصے یا بلا واسطہ وسائل کامیابی (یعنی حصول

رزق و صحت) کا اوسپر انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور وہ اُن سے کام لیکر کامیاب و کامران ہو

یہ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ آدمی اپنے ایک مطلب کے لیئے بیسیون تدبیرین کرتا ہے۔ مگر

نہین ہوتی۔ پھر اللہ کی طرف رجوع لاتا ہے۔ اور ایک اور تدبیر کسی طرح اوس پر منکشف ہو

اور وہ اس پر کاربند ہو کر کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اِس قسم کی دعا مین

کہ آدمی خدا تعالیٰ کی طرف دِل سے متوجہ ہو۔ یہی دلی توجہ اصل دعا ہے۔ اور زبان

نکلتا ہے۔ اوس کا عکس و پرتو جیسا کہ ہم فلسفہ نماز کی ذیل مین بیان کر چکے ہین۔ اگر

نہین تو نرے زبان کے لفظ نہ دعا ہین۔ اور نہ باعث کشف و انکشاف ہو سکتے ہین۔

معرض انکشاف ہی۔ عام توجہ ہی جب عجیب عجیب معلومات کے انکشاف کا ...

توپھر توجہ الی اللہ اور مطلوب کا پیش نظر ہونا جو کچھ بھی منکشف کرے ...

اعانت ہے۔ جو کامیابی کا مبنیٰ ہے۔ اسی لیے بعض اسلا...

ہی ہوتی ہین ... اور ...

Marfat.com

... اور دے چھپّر پھاڑ کر۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ ... اور ... دعا کرنے والے۔ بلکہ وہ جاہل ہین۔ اور اون کا یہ فعل خدا کے ساتھ تمسخر کرنا ... اور بعینہ ایسا ہے۔ جیسے کہ ایک مرد نکاح تو نہ کرے۔ اور کہے اے اللہ دے بیٹا۔ ... کہ ہم مسلمان اکثر جہالت اور دین سے بے خبری کی وجہ سے ایسی ہی دعاؤن پر اترآئے ہین۔ اسی لیئے یہ گت بن رہی ہے۔ اور روز بروز بد سے بدتر ہی ہوتی جاتی ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ ان دعاؤن کے ساتھ ہی تقدیر کے بارہ مین عموماً وہ غلو ہے۔ کہ اللہ اکبر۔ اس اجتماع ضدین مین تطبیق کرنے کے لیئے تقدیر کو معلق وغیر معلق بنانے کی تو فکری تکلیف گوارا کرتے ہین۔ لیکن نہین کرتے تو حقیقت حال دریافت کرنے کے لیئے۔ بار خدایا ہمین علمی وعملی توفیق دے۔ اور دنیوی وآخروی ہلاکت سے بچا۔ انك علی كل شئ قدیر۔ والدعوة كل داعٍ جدیر۔ دعا کے باقی متعلقات کو انشاء اللہ ہم کہین اور آگے بیان کرین گے۔

فلیستجیبوالی ولیومنوا بی لعلهم یرشدون جیسے مین تمہاری دعاؤن کو سنتا ہون۔ اور عبادت کو قبول کرتا ہون۔ توفیق خیر سے مدد دیتا ہون تم بھی میری دعوت الے الایمان والاعمال کو قبول کرو۔ ابھی روزہ کا جو حکم دیا ہے۔ اور حکم بھی آئندہ بھیجون گا۔ ان کو مانو اور عمل کرو۔ مگر نہ صرف اعضاء وجوارح سے۔ اس لیئے کہ اعمال بغیر ایمان ہیچ ہین عملی احکام پر عمل کرو۔ اور ایمان کی باتون پر ایمان لاؤ۔

سیاق عبارت چاہتا ہے کہ یہان فلیستجیبوالی سے مراد اعمال ہین۔ کیونکہ اوس کے بعد ولیومنوا بی کہکر خدا نے ایمان کا بھی حکم دیا ہے اب اس جزو آیت کو صوم کی عملی آیت سے ملایا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ رسم کے طور پر روزہ رکھتے ہین۔ یا اورون کی دیکھا دیکھی۔ ایسے روزہ سے کچھ فائدہ نہین۔ بلکہ اگر وہ مفسد اخلاق بھی ثابت ہون۔ تو عجب نہین۔ اصل چیز ایمان ہے اسی اہمیت کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے عملی احکام کے ساتھ بھی ایمان کا مطالبہ کیا۔

احل لكم لیلة الصیام الرفث الی نسائكم۔ سلسلہ احکام مین خدا تعالیٰ نے پہلے روزون کا حکم دیا اور تقویٰ اوس کا ثمرہ بتا کر ایسے عظیم الشان حکم کی پوری پوری تعمیل ہو جانے پر تکبیر و شکر کو لازم ٹھہرایا۔ چونکہ یہان سے خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ شکر و تکبیر با آواز بلند کرین ... اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قربت و نزدیکی کی خبر دے کر آگاہ کیا۔ کہ مین ہر دعا کرنے ... تمہاری دعاؤن کو سنتا ہون۔ تم بھی میری دعوت کو سنو۔

اور جو حکم دیئے اور اب ودن - اون کو اوس شان بد [illegible]

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم - یعنی روزون کی شبون مین تم اپنی [illegible]

ہوسکتے ہو - یہ تمہارے لیئے حلال ہے -

عموماً مفسرین نے لکھا ہے کہ جب تک یہ آیت نازل نہین ہوئی تھی - تو مسلمان روزہ افطار [illegible]

بعد سے آخر عشاء تک یا افطار کے بعد سو جانے تک کھاپی سکتے - اور اپنی بیویون سے ہم بستر ہو

سکتے تھے - لیکن عشاء پڑھنے یا افطار کے بعد سو جاتے اور پھر بیدار ہوتے - تو اب کھانا پینا - ہم بستر

ہونا - اون پر حرام ہو جاتا - مگر اتفاق ایسا ہوا - کہ ایک شب کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء سے فارغ

ہوکر گھر پہونچے - اور ہم بستر ہونا چاہا - بیوی نے کہا کہ میری آنکھ لگ چکی ہے - آپنے کہا کہ پھر

مین تو نہین سو یا ہون - ہم بستر ہوئے - مگر دل مین کچھ کھٹکا سا ہوا - کہ مین نہ سویا تھا - تو نہ سہی

بیوی تو سو چکی تھی - آپنے صبح کو جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بافسوس یہ ماجرا بیان کیا - آنحضرت

نے فرمایا "ماکنت بذلک جدیرا (برروایتے حقیقتاً) یا عمر" یہ سُن کر جو صحابہ وہان جمع تھے - اور

مین سے بھی اکثر نے ایسا ہی کرنے کا اعتراف کیا - اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی - کہ مسلمانو! شب صیام

مین بیویون سے ہمبستری جائز کی گئی ........ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسون سے خیانت کرتے

اللہ نے تم سے درگذر کی - اور تمہارے سوابق کو معاف کیا -

دوسری روایت شان نزول کے متعلق یہ ہے کہ جب آیہ صوم رمضان نازل ہوئی - تو مسلمان

مہینہ تک اپنے بیبیون سے ہم بستر نہ ہوتے - یہ فعل اون کا اپنے ہی نفسون کے ساتھ خیانت کرنا

اس لیئے خدا تعالیٰ نے جس ہم بستری کو مسلمان حرام سمجھتے تھے - اوس کی حلت کی خبر دی - یا حلت کا حکم

اور یہ جو روش اُنھون نے اختیار کر رکھی تھی - اوس کو خیانت فرمایا - اور آیہ مذکور الصدر نازل کی

تیسری روایت یہ ہے کہ ایک صحابی نے رمضان کا روزہ رکھا - افطار کے بعد قبل اس کے

کھائین پیئین - اون کی آنکھ لگ گئی - زان بعد بیدار ہوئے - تو کچھ کھاپی نہین سکتے تھے - اسی

روزہ پر روزہ رکھا - اور دوسرے دن بھوک پیاس سے یہ بُرا حال ہوا کہ غش تک آ گیا

شدہ یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پہونچی - اوسیوقت وحی اُتری - اور آیہ مذکور

ہوکر ان تمام بندشون کو توڑ دیا -

ظاہر ہے کہ یہ تینون روایتین جو حدیث کی صحیح ترکتابون مین [illegible]

دوسری کی معارض ہین - لیکن پھر بھی اکثر [illegible]

Marfat.com

[illegible]

... کو ... کرین ... [illegible]

... ہے گرچہ ... سے ... [illegible]

... نے آئین۔ جو اپنی ہیئت ... ہے ... [illegible]

... ہے ... بین ... [illegible]

... سے ... [illegible]

... ہے۔ ... قرآن ... [illegible]

... ہے ... اور ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

[illegible]

...الذین من قبلکم کی۔ اوّل تو ہم جیسا کہ بیان کرچکے۔ کما سے تشبیہ فرضیت اور ...فرضیت مین ہے۔ نہ کہ نوع فرضیت مین۔ جیسا کہ عموماً مفسرین کا بیان ہے۔ مگر تھوڑی دیر کے ...مان لو کہ کما کی تشبیہ سے یہی مراد تھی کہ جیسے یہود ونصاریٰ پر شب و روز کا روزہ فرض ہوا ہی ...جیسے ہی اسے مسلمانون۔ تم پر بھی فرض کیا گیا ہے۔ اس حالت مین فرضیت کی نوعیت نہایت مہتم بالشان ...ہو جاتی ہے۔ جس کے لیئے ضرور ہے کہ یا تو اس کا حکم ہی اتنا صاف ہو۔ کہ ہر شخص سننے والا اوس کو سمجھ ...لے۔ یا ایسا نہ ہو تو ضرور ہے نبی موحیٰ الیہ اس مبہم حکم کی تفصیل و توضیح کر دے۔ تاکہ خدا یتعالیٰ نے جس ...طرح روزے فرض کیئے ہین۔ اوسی طرح رکھے جائین۔ لیکن نہ تو قرآن مین اوس کی تصریح ہے۔ اور نہ ...کسی حدیث سے ایسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ روزہ اس طرح رکھا کرو۔ ...افطار کے بعد سونے تک یا عشا پڑھنے تک دنیوی چیزون سے متمتع ہو۔ اور زان بعد باز رہو۔ اور نہ ...صحابہ کرام کے عمل و بیان سے ایسا ثابت ہوتا ہے۔ نہ روایتین اس بارہ مین لفظاً یا معناً ہی متفق ...ہین۔ بلکہ بالکل ایک دوسری کے خلاف ہین۔ ایک سے ثابت ہوتا ہے کہ روزون بھر روزون کی فرضیت ...کی ابتدا مین بیویون کو ہاتھ لگانا ممنوع تھا۔ حالانکہ اوس کی بھی کوئی علمی سند نہین۔ دوسری سے ...ثابت ہوتا ہے افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے تمتع جائز تھا۔ زان بعد حرام۔ اس کے متعلق بھی کوئی صریح ...مروی نہین۔ تیسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز عشاء سے بعد کھانا۔ پینا۔ ہم بستر ہونا ممنوع ...لیکن اس کی بھی کوئی دلیل کتاب و سنت مین نہین ملتی۔ پھر مفسرین کا یہ لکھنا کہ روزون کی ...فرضیت کی ابتدا مین حلت و حرمت کی یہ حد تھی۔ اور آیۂ زیر بحث نے نازل ہو کر اس حد کو توڑا۔ ...آیہ کما کتب علی الذین من قبلکم کی ناسخ ہوئی۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس کا کیا مطلب ...اور وہ کون سا نص ہے۔ جس کا اس آیت کو وہ ناسخ ٹہراتے ہین۔ اگر نص ہوتا۔ کتابی ہوتا۔ یا ...حدیثی۔ تو پھر روایات مین کیون اس قدر باہم تعارض پایا جاتا۔ اس لیئے مذکورہ بالا فرض بھی ہم کو ...مفسرین کی نسخ کی رائے پر نہین پہونچا سکتا۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب آیہ صوم نازل ہوئی۔ تو اوس مین صرف روزہ رکھنے کا حکم تھا۔ ...اس مین اللہ نے یہ نہین بتایا کہ کب سے کب تک روزہ رکھو۔ سیدھے سادے عربون سے آنحضرت صلی اللہ ...علیہ وسلم نے بھی یہہ فرمایا۔ کہ اس طرح روزہ رکھو۔ اسلیئے جیسے انہون نے اپنے ہمسایہ یہود و نصاریٰ کو روزہ رکھتے دیکھا۔ زیادہ تر ...لوگ۔ انکے یہان شب و روز کا روزہ ہوتا تھا یعنے افطار کے بعد ہی سے روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اور اثنائے صیام مین جا ...[illegible] ہم بستری سے کنارہ کرتے۔ مسلمانون نے بھی کچھ ان کی

دیکھا دیکھی اور کچھ اپنے اجتہاد سے روزہ کی حلت
وحرمت کے درمیان فاصل ٹھہرایا۔کسی نے نماز عشاء پڑھ لینے کو کسی نے ...
کی ہم بستری کو جائز رکھا کسی نے بالکل نہین۔ اسی لیے روائتین مختلف ہوئین ...
نے اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے کام لیا۔ اور جس صورت کو تقوی سے قریب ...
کی۔چونکہ اس خصوص مین آیہ زیر بحث کے نزول سے پہلے یعنی آیہ صوم کے نزول تک ...
صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی معنوی کوئی خاص صورت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین بتائی گئی
جب آپکے سامنے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ماجرا بیان کیا۔تو آپ نے اپنے اجتہاد کے ...
فرمایا۔کہ عمر یہ تمہین شایان نہ تھا۔تم اس قابل نہ تھے۔یہ نہین کہا کہ تم نے حکم خدا کے خلاف ...
توبہ واستغفار کرو۔کہ دفعتہً اس آیت نے نازل ہو کر قضیہ ہی چکا دیا۔آیت کوئی ناسخ ...
منسوخ۔اگر یہ آیت ناسخ ہے تو اون سخت اجتہادی رایون کی جن کو صحابہ نے از خود یا یہود ...
کی تقلید مین اختیار کر کے حلت وحرمت کا مبنیٰ قرار دے لیا تھا۔ رہا احل کا سیاق بیان
بھی یہ ظاہر نہین ہوتا کہ احل سے کسی سابقہ حرام کی حلت کا حکم ہے۔جیسے کہ ہے احل لکم ...
اگر مان لیا جائے کہ احل کا سیاق یہی چاہتا ہے کہ کسی سابقہ حرمت کی حلت کا مخبر ہو۔تو ...
مین بھی یہی ماننا پڑے گا۔حالانکہ صید البحر کی حرمت پہلے کہین بھی نہین آئی۔احل یہ ...
کے جواز یا اوس کے ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی جائز ہے۔ضروری و واجب نہین۔جیسے

هن لباس لکم و انتم لباس لهن۔زن وشو مین ایسی ہی ملابست ...
جیسی لباس و ملبوس مین۔ایسی حالت مین پرہیز مشکل ہے۔اس لیئے اثنائے افطار ...
کی بھی اجازت ہے۔

علم الله انکم کنتم تختانون...... میرے نزدیک اس بحث مین وہی ...
جو دوسری روائت کے نام سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔

تختانون انفسکم مین دیکھو کہ خیانت کی نسبت نفس کی طرف ہے۔نہ کہ ...
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون نے خدا اور حکم خدا کے خلاف نہین کیا تھا۔
.......... جس سے ان کی ...

تعالیٰ نے اپنے سابقہ حکم کو نا پر وشنی ... کر ...
منسوخ ...

...ین سے ...ین۔ اور بعض اوقات طبیعت سے مجبور ہو کر
...ن کو توڑا۔ اس لیئے اپنے ہی نفسون سے خیانت کی۔
...نت کی دو صورتین ہو سکتی ہین۔ اوّل یہ کہ اپنے عہد اور اپنی شرط کو خود ہی توڑ ڈالا۔ دوسری
...کما کتب علی الذین من قبلکم سے باجتہاد خود یہ سمجھا کہ ہم پر بھی یہود و نصاریٰ کے سے
...ے فرض ہوئے ہین۔ اور باوجود اس کے کہ اس قسم کی فرضیت کو خدا کی مقرر کی ہوئی فرضیت
...ھا اگرچہ بالاجتہاد سمجھا ہو۔ پھر بھی اوس کے خلاف کیا۔ دونون صورتون مین چونکہ باعتقاد
...و برا کیا تھا جس پر ضمیر چپکے چپکے انہین نہم وعزم کے خلاف کرنے پر ملامت کر رہا تھا۔ اور یہ بھی
اندیشہ تھا کہ آج کو تو اپنے اجتہادی اعتقاد وعزم کے خلاف کیا ہے۔ کل خدائے تعالیٰ کے حکم کے خلاف
...کر بیٹھین۔ اس لیئے وہ خود توبہ وانابت کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے بھی خبر دی کہ
...م نے جو خیانت اپنے نفسون سے کی۔ اور جس پر تم دلگیر ہو رہے ہو۔ ہم نے وہ معاف کی۔ فتاب علیکم
وعفا عنکم۔

وا بتغوا ما کتب اللہ لکم یعنی اللہ نے مباشرت بقاء نوع اور افزائش نسل کے لیئے مقرر
...ا اور اون کے مناسب فطرت دی ہے۔ چاہیئے کہ تم مباشرت کرو۔ تو اسی غرض و نیت سے کرو۔
...ہوائے نفس اور لذت کی خاطر۔ یا یہ کہ مباشرت باقتضائے فطرت کرو۔ نہ خلاف فطرت کہ وہ تم پر حرام ہے
عیسائی کبھی کبھی اعتراض کر دیا کرتے ہین۔ کہ مسلمان کہتے تو ہین۔ کہ روزہ پرہیز و اتقا کی طاقت
...ل کرنے کے لیئے فرض ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی روزہ کی شب مین مباشرت کرتے ہین۔ کیا خوب روحانی
...ب ہے۔ جس نے روزہ مین اس کی اجازت دیدی۔ مگر یہ دانا اتنا نہین سوچتے کہ یہ اجازت اس
...ت و تکلیف کو دفعیہ کے لیئے ہے جو آدمی کو بمقتضائے بشریت لاحق ہوتی ہے۔ اور جو تقاضائے
...بیعت کے بغیر رفع نہین ہو سکتی۔ نہ شہوت رانی و نفس پرستی کے لیئے۔ یہ مانا مسلمانون مین او نصاریٰ بھی
...کل شہوت ران و نفس پرست بھی ہین۔ لیکن جب خدائے تعالیٰ نے حکم جواز کے ساتھ یہ بھی کہدیا کہ
...شرت اگرچہ روزہ مین جائز ہے۔ لیکن نفس پرستی و شہوت رانی کے لیئے نہین۔ بلکہ اس لیئے کہ
...ل نسل وطلب اولاد مدنظر ہو۔ تو پھر قرآن پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیا یہ مقتضائے عقل
...ین و نعمت کھانے پینے اور دیگر بدنی تمتعات کی ضرورۃً اجازت ہو۔ تو مباشرت سے روکا جائے
...ممنوع ہونے کے قابل ہے۔ تو کھانا پینا بھی ممنوع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انسانی حاجتون
...مباشرت کو زیادہ مجبور کن کہا جائے۔ جیسا کہ وہ ہے

تو زیادہ مناسب ہے۔ اس کے علاوہ وہ قرات [illegible]

کلوا واشربوا......... ظاہر ہے کہ افطار کے بعد ہی سے [illegible]

یہود و نصاری مین معمول و مروج تھا۔ نہایت سخت روزہ تھا خصوصاً ایسی حالت مین کہ پ[illegible]

مہینے کے روزے ہون۔ اسلام مین خدا یتعالی نے اس سختی کو نرمی سے بدلا۔ تاکہ افطار کے بعد ہی سے

روزہ شروع کر کے ایک مہینہ تک روزے رکھنا دشوار اور ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔ اور تزکیۂ

نفس و اصلاح اخلاق کی بجائے آدمی کی تمامتر توجہ جسم اور بھوک ہی کی طرف نہ آپڑے۔ اس لیے

حکم دیا کہ افطار کے بعد سے طلوع فجر تک کھاؤ پیو۔ اور طلوع فجر سے لیکر ابتدا رشب تک روزہ رکھو

اتنی ہی ریاضت اصلاح نفس و تزکیہ روح کے لیے کافی ہے۔ یعنی بجائے دن رات کے روزہ کے

صرف دن کا روزہ رکھا کرو۔

یہود و نصاریٰ کے شب و روز کے روزہ کے مقابلہ مین اسلامی روزہ کی یہ تخفیف بھی خالی از

فوائد و اعتدال نہین۔ اس لیے کہ جب ایک مہینے کے پے در پے روزے ہون۔ اور ہر روزہ کے افطار

کے ساتھ ہی دوسرا روزہ شروع ہو جائے۔ تو روزہ رکھنے والے دو حال سے خالی نہین ہو سکتے۔ یا

افطار کے وقت ہی اناپ شناپ کھا پی کر صحت کی قوت پیدا کرنے اور تزکیۂ نفس کی بجائے بیمار ہو کر

و روح دونون کو خراب کر لین۔ یا یہ کہ نفس پر بے انتہا بوجھ ڈالکر جان کے لیئے ایک آفت کھڑی کر لین

اور جسم و روح کو روز بروز نڈھال کرتے چلے جائین۔ یہانتک کہ مہینے کے اندر اندر بہت سے مر جائین

اور بہت سے مراد کو پہونچ جائین۔ چونکہ یہ دونون صورتین بعید از اعتدال اور تکلیف مالا یطاق

تہین۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور پھر حکم یسر کی

تفصیل کی۔ کہ وقت افطار یعنی آغاز شب سے لے کر طلوع فجر تک کھاؤ پیو۔ سب چیزین تمہارے لیے حلال

ہو۔ اور آغاز فجر سے لیکر ابتدائے شب تک روزہ کو تمام کرو۔

حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ وہ سفید دھاری جو

کی طرف سے انتہائے شب مین نمودار ہوتی ہے۔ اور جس سے صبح صادق کا آغاز ہوتا ہے

اس وقت تک دکھائی دیتی ہے کہ فی الجملہ اندھیرا باقی ہو۔ کیونکہ جیون ہی روشنی پھیلی پھر

مشرق مین دکھائی نہین دیتی۔ اس لیئے سفید دھاری سے روشنی کا پھیلجانا یعنی [illegible]

نہین ہو سکتا۔ جیسا کہ بعض لوگون کا مسلک ہے۔

ثم اتموا الصیام الی اللیل [illegible]

... آجائے۔ اور یون منہ پھیر جائے اور آفتاب
... وقت روزہ کے افطار کا ہے۔ اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النہار من
... وغربت الشمس فقد افطر الصائم۔
... حدود خداوندی کو دیکھو کیسی صاف و صریح ہین۔ ایک جاہل گنوار سے لیکر علم الافلاک مین
مہارت تامہ رکھنے والے فاضل تک اون سے یکسان فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔ نہ گھڑی کی ضرورت ہی
... گھنٹہ کی۔ کھلی جگہ مین کھڑے ہو۔ اور دیکھ لو کہ فجر یا شام ہوئی کہ نہین۔ گنوار جاہل مشاہدہ سے
... نتیجہ پر پہونچے گا۔ اوسی پر عالم اپنے علم اور مشاہدہ دونون سے۔ گھڑیان اگرچہ کیسی ہی صحیح ہون
پھر بھی اون پر اعتبار کرنے مین غلطی کا احتمال باقی ہی رہتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پھر بھی مسلمان سحری
وافطار کے اوقات مین مختلف پائے جاتے ہین۔ ایک کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ۔ کسی کے نزدیک
سحر تارات ہی مین ہو جاتی ہے۔ اور کوئی اچھی خاصی روشنی ہو جانے پر بھی یہی سمجھتا رہتا ہے
کہ ابھی خیط ابیض نمودار نہین ہوا۔ ہاتھ کا رووان نہین دکھائی دیتا۔ بعض وقت افطار مین
اس قدر احتیاط کرتے ہین۔ نہین بلکہ تشدد فرماتے ہین۔ کہ اندھیرا ہو جائے۔ تارے نظر آنے لگ
جائین۔ لیکن اون کے نزدیک ابھی صبر ہی کرنا چاہئے۔ گویا کچھ رات گئے اون کے افطار کا
وقت ہوتا ہے ؎ ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا۔ ! اور صرف ایسا ہی کرنے پر اکتفا نہین
... بلکہ دوسرون کے روزون کو باطل اور شکستہ کہہ کر اون کا دل دکھاتے۔ اور ناحق کا نزاع
... لیتے ہین۔ حالانکہ جیسی سحر یعنی فجر کسی قدر اندھیرے ہی مین شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیئے کہ جیسے
آفتاب کی شعاعین قبل اس کے کہ افق حقیقی پر پہونچین۔ افق کے نیچے ہی سے بذریعہ انعکاس جو
... روشنی پیدا کر دیتی ہین۔ اسیطرح حقیقی غروب کے بعد بھی کچھ دیر تک شعاعین منعکس ہو کر فضا
کو روشن رکھتی ہین۔ مقتضائے قیاس و علم یہ ہے کہ جیسی فجر غیر حقیقی طلوع سے شروع ہو جاتی ہے
ویسی ہی حقیقی غروب ہی پر رات شروع ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن افسوس
... مسلمان ان باتون کو سمجھتے ہین۔ اور آنکھون سے کام نہین لیتے۔ مبتلا ر توہم ہین۔ اور
دوسرے کی دل آزاری پر کمر باندھے ہوئے نظر آتے ہین۔ حتیٰ کہ مین نے خود کئی ایک سنجیدہ
... احناف کا بھی کوئی روزہ ہے۔ ہم ایسے احناف کے قائل نہین" کون کہتا ہے کہ
اپنے مشاہدے سے کام لو۔ سارے نزاع خود بخود اُٹھ جائین گے۔ مین سمجھتا ہون کہ جیسا
... نے فرمایا۔ کہ بلال رات کی اذان دے گا۔ اسی ... ومنگر

کھاؤ پیو۔ یہان تک کہ ابن مکتوم اذان دے [illegible]

منحصر کی کہ بینا یہ دیکھکر کہ آفتاب ڈوب گیا ہے۔ اذان دیے گا اور نابینا [illegible]

لوگون کی بول چال اور کلمہ صبحت صبحت نہ سُن لے۔ اذان نہ کہے گا۔ اس کے علاوہ سحر کے

کے خلاف اور بھی احادیث موجود ہین۔ چنانچہ صحیح مسلم مین بروائت سمرہ بن جندب ہے قال

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایغرنکم من سحورکم اذان البلال ولا بیاض الافق

للستطیل ھکذا حتی یستطر ھکذا۔ یعنی سحری کے بارہ مین تم کو بلال کی اذان یا افق کی

مستطیل سفیدی ایسی (جو صبح کاذب مین ہوتی ہے) دھوکہ نہ دے۔ یہان تک کہ سفیدی اس طرح

پھیلنے لگ جائے۔ ترمذی شریف مین بھی یہ روایت اسی معنے مین کسی قدر لفظی تغیر کے ساتھ

بیان ہوئی ہے۔ ایسی واضح الدلالت دلیلون کے باوجود احتیاط کے نام نشدہ کا پابند ہونا زہد

خشک نہین۔ تو اور کیا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ بھی نہین ہے کہ دن نکلے تک کھاتے پیتے جائین

اور گھر کے اندر بیٹھے کہتے رہین۔ ابھی ہاتھ کا روان دکھائی نہین دیتا۔ ابھی سحری کا بڑا وقت ہے

یا یہ کہ آفتاب موجود ہو۔ اور روزہ افطار کر لیا جائے۔ ایسا کرنا تو وہی نوابون کے خوشامدیون

کا سا فعل ہے۔ کہ حضور سحری کا وقت لگا رکھا ہے۔ اور جہان نواب صاحب کا حال ندھال ہوا

سرواب مین کہدیا کہ جناب وقت کبھی کا ہو چکا۔ دیکھیے نہ کس قدر اندھیرا ہو گیا ہے۔ واللہ ہمین

یہ بھی نہین سوجھتا کہ آپ کا مونھ کس طرف ہے۔ بعض روائتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

یہ آیت الخیط الاسود تک من الفجر کے بغیر نازل ہوئی تھی۔ اس لیئے بعض لوگون نے یہ کام کیا

کہ سوتے وقت اپنی ٹانگ مین سفید و سیاہ دھاگے باندھ لیئے۔ یا سرہانے رکھ لیئے۔ اور [illegible]

تک کھاتے رہے کہ دونون متمیز نہ ہو گئے۔ جب رسول اللہ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپنے فرمایا خیط

وخیط اسود سے تو رات کی تاریکی اور دن کی روشنی مراد ہے۔ تب جا کر ان کو تنبہ ہوا۔ اور من الفجر

جزو آیت نازل ہوا۔ یہ تو بالکل بعید از قیاس ہے کہ آیت یون ناقص اُتری ہو۔ سیاق اس

متحمل ہی نہین۔ بات یہ ہے کہ عرب کے لوگ بالکل سیدھے سادے تھے۔ روشنی و تاریکی کی

شب و روز کی یہ نرالی اور نئی تشبیہ تھی۔ بعض فجر کی قید سے بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ اور

آیت کا یہ نکالا کہ فجر کی روشنی سیاہ و سفید دھاگے مین تمیز کر دے۔ اس لیئے اونھون نے

یا سرہانے رکھے۔ نہ یہ کہ آیت ہی من الفجر سے منقطع ہو کر نازل ہوئی تھی پھر جب [illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال بیان کیا۔ تو آپنے بتا دیا کہ خیط ابیض [illegible]

Marfat.com

... بندی مراد ہے۔ نہ کہ سفید و سیاہ دھاگے۔ جن پر تم نے سحر کا مدار سمجھا۔
ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ اعتکاف کے معنی ہین کسی امر کی طرف متوجہ ہونا۔ اور از روے تعظیم اوس سے چمٹ جانا۔ یہان مراد ہے خدا کی طرف بخصوصیت متوجہ ہونا۔ او۔ اوس کے ذکر و عبادت ہی کا ہو رہنا مطلب یہ ہے کہ جب تم مسجدون مین معتکف ہو تو عورتون سے اختلاط نہ کرو۔ یہان تک کہ اعتکاف پورا کر لو۔

چونکہ آیت کے ماسبق حصہ مین خدا یتعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ کہ دن کا روزہ پورا کر کے رات کو تمام دنیوی چیزون سے متمتع ہو۔ حتّٰی کہ بیویون سے مباشرت کی بھی اجازت ہے۔ اور جزو زیر بحث مین اوس سے منع کیا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ معتکف ہون۔ اونپر اعتکاف کے تمام ہونے تک دن اور رات دونون کو مباشرت ممنوع و حرام ہے۔ اس کے بیان کی ضرورت یہ پیش آئی۔ کہ کہین لوگ اعتکاف کو بھی روزہ ہی پر قیاس نہ کر لین۔

چونکہ مطلق اعتکاف مین خدا یتعالیٰ نے مباشرت سے منع کیا ہے۔ اس لیئے وہ ہر قسم کے اعتکاف مین ممنوع رہے گی۔ رمضان مین ہو۔ یا غیر رمضان مین۔ یہان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اعتکاف گو فرض نہین۔ لیکن بڑے درجہ کی عبادت ہی۔ اور ضمناً یہ بھی کہ اعتکاف مسجد مین ہونا چاہیئے اس لیئے کہ اعتکاف اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ تا بہ امکان توجہ پورے طور پر خدا کی طرف ہو جائے اور ایسی یکسوئی کے لیئے مسجد سب سے زیادہ بہتر جگہ ہے یہان ذکر و عبادت کے سوا اور کوئی چیز ہوتی ہی نہین۔ جو توجہ کو بانٹے۔ مگر افسوس کہ مسلمانون نے آج کل عموماً مساجد کو بھی نزاع و مخاصمت اور دنیا بھرکے قصون کا گھر بنا رکھا ہے۔ جو بات کہین ہو وہ مسجد مین نمازیون کو کہتے ہوے پاؤ گے دنیا بھر کے غیر دینی جھگڑون کے فیصلے وہان ہوتے۔ اور بد کلامی تک نوبت پہونچتی ہوئی سن لو۔ دیکھ لو۔
تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذلک یبین اللہ ایاتہ للناس لعلھم یتقون
حدود سے مراد ہین وہ احکام جو اس پہلی آیت مین بیان ہوے۔ اس لیئے کہ اون احکام کی تحدید کی گئی۔ اور اون کی اطراف و غایات بنا دیئے گئے ہین۔ اور وہ اطراف ایسی ہین کہ جب تک اون کے اندر ہین۔ وہ احکام ادا ہوتے اور اون کے متعلقہ اعمال پورے ہوتے ہین۔ اور اگر انکی رعایت نہ کی جائے۔ اور اون حدود و اطراف سے باہر آجائین۔ تو وہ عمل بھی باطل ہو جاتے ہین غرض اہتمام فرمایا اون حدود کے قریب نہ جاؤ۔ بیچ بیچ مین رہو۔ اس لیئے کہ جو اوس ... حق و باطل کے درمیان ہے ... ہے کہ حق سے نکل کر باطل ...

جاپڑے۔ یا یہ کہ حدود سے مناہی ... 
کہ مناہی و محرمات کے پاس نہ جاؤ۔ مگر انجام دونون حالتون مین ...
کی یہ بھی راز ہے کہ لاتقربوا ہا سے مراد ہے لا تقربوها بالتاویل والتحریف بل ...
ھی۔ یعنی خداوندی حدود مین تاویل وتحریف نہ کرو۔ بلکہ انہین جون کا تون مان ...
کذٰلک یبین اللہ اٰیٰتہ للناس لعلھم یتقون۔ اس آیت سے یہ نکتہ معلوم ...
کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام یون توضیح وصراحت سے بیان کیا کرتا ہے۔ جیسی آیۃ مذکور مین ...
فرمائے۔ نہ کہ مبہم کہ سننے والا جو چاہے مطلب نکال لے پھر اس سے بھی یہی مفہوم ہوا کہ آیہ ...
کتب علی الذین من قبلکم سے خدا کی مراد یہ نہ تھی کہ یہود ونصاریٰ کے سے دن رات کے
روزے رکھو۔ کیونکہ اگر اس کو ایسا ہی حکم دینا ہوتا۔ تو اوس کو بصراحت ہی نہ بیان کرتا۔ او ...
صحابہ اوس سے مختلف معنی نکالتے۔ اور مختلف الحیثیت اجتہاد کرتے۔ کما بیناہ سابقًا۔

روزون کے بارہ مین اب ضروریات مین سے صرف ایک بات رہگئی ہے۔ وہ یہ کہ منطقہ
(انقطاع شمالی) مین جہان دن اور رات بہت بڑے ہوتے ہین۔ یا جہان چھ چھ مہینہ دن اور ...
رہتے ہین۔ اور مہینہ ہوتا ہی نہین۔ یا کم از کم ماہ رمضان کا پتہ نہین لگ سکتا۔ وہان
کیونکر رکھا جائے ؟

بادی النظر مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہان ماہ رمضان نہین سو ہان روزہ بھی نہین ...
خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ومن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ جب شہر ہی نہین۔ تو روزہ ...
چاہیئے۔ اور یہ کہ جہان ماہ وشہور رہین۔ اگرچہ وہان کا دن کتنا ہی بڑا کیون نہ ہو مثلاً ...
گھنٹے۔ وہان اتنے ہی بڑے دن کا روزہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن درحقیقت یہ دونون خیال ...
اس لیئے کہ ماہ رمضان کے نہ ہونے سے صیام کی نفی نہین ہوسکتی۔ کیونکہ تعیین رمضان کے
قبل خدا تعالیٰ نے روزون کی فرضیت کا حکم دیا ہے۔ یعنی کتب علیکم الصیام کما کتب
...... پھر روزون کی نفی کیونکر ہوسکتی ہے۔ رمضان کا تعین خاص وجہ سے ہے
نہین سو ہان بلا تعیین رمضان سال بھر مین (دن رات مین) اوس کے ... روزے
رکھے جائینگے۔ اسیطرح جہان سال وماہ تو معمولی حساب ہی ہے ... لیکن
مثلاً ۲۲-۲۳ گھنٹہ کا وہان اتنے بڑے دن کے روزے نہین ...
... اور روزہ ... رکھ ...

...ن بالکل ہی نمودار ہونے لگی۔ اور پھیلنی شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی غروب
کے بعد ہی مشرق سے خیط ابیض نمودار ہو جاتا ہے۔ جو سحری کی حد ہے۔ ایسے دونون
اوقات کے لیئے صوم کے وقت کا اندازہ کیا جائے گا۔ اور مقام شریعت یعنی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
کے اوقات صیام (یعنی مقدار اوقات صوم) کے موافق وہان کے مسلمانون کو روزے رکھنے ہونگے۔ یعنی
جہان چھ چھ مہینہ کے دن رات ہوتے ہین۔ وہان تقریبًا ۱۶۔۱۷ گھنٹے کے تیس روزے رکھنے ہونگے
اور جہان ۲۴ گھنٹے کا دن ہوتا ہے۔ وہان اتنے وقت مین افطار کر لیا جائے گا۔ اگرچہ سورج نکلا رہے۔
تاکہ تکلیف مالایطاق بھی نہ ہو۔ اور مسلمان فائدہ رمضان سے محروم بھی نہ رہین۔ جہان چھ چھ مہینہ
کے دن اور رات ہوتے ہین۔ وہان ضرور نہین کہ گھڑی ہی سے کام ہوسکے۔ اس لیئے کہ وہان کے
لوگون کو وقت کا خاص طرح اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً طولانی رات مین اون کو قطب کی طرف ہر ۲۴
گھنٹے کے بعد روشنی کی ایک جھلک نظر آتی ہے جس سے وہ سمجھ سکتے ہین کہ ایک دورہ آفتاب یا زمین
کا پورا ہو گیا۔ اسیطرح طولانی دن مین بھی آفتاب کی خاص حرکتون سے اس کا اندازہ ہو جاتا ہے
جن کو ہم اوقات نماز کے ساتھ مفصل بیان کرین گے۔

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ
لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

ترجمہ۔ اور ناحق آپس مین ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ اور اون کو حاکمون تک اسلیئے نہ پہنچاؤ
کہ لوگون کے مال کا ایک حصہ گناہگاری کے ساتھ کھاجاؤ۔ بحالیکہ تم جانتے ہو۔

تفسیر۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت امرء القیس بن عابس الکندی کے حق مین نازل
ہوئی ہے۔ جب پر ربیعہ بن عبدان الحضرمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک زمین کا
دعوی کیا تھا۔ آپنے دعوی کو سن کر فرمایا۔ کہ کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟ حضرمی نے کہا
نہین۔ آپنے فرمایا گواہ نہین ہے تو تمہارے لیئے تمہارے خصم کی قسم ہے۔ اوسی وقت یہ آیت نازل
ہوئی۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ تم مین سے کوئی کسی کا مال ناحق وغیر مباح طریقہ پر نہ کھائے۔

لفظ باطل نہایت جامع ہے اور شامل ہے اون تمام صورتون کو جن مین کوئی دوسرے کا مال
ناحق دعوی بنا کے لیکر ہضم کر جائے۔ اگرچہ قرآن مجید مین باطل کی تمام صورتین بیان [نہین]
لیکن اس کا مفہوم ایسا صاف و صریح ہے کہ ہر شخص کا ضمیر ہی اوسے بتادیتا ہے کہ آیا
[illegible] سمجھ سکتا ہے اگرچہ زبان سے

Marfat.com

نہ کہے۔ اور اقرار نہ کرے کہ غصب۔ لوٹ۔ ظلم۔ رشوت ...
مال ہضم کر جانا باطل خواری ہے۔ از روئے قیاس و عقل کسی کا مال لہو و لعب میں ...
خواری ہی ہے۔ مثلاً جوا۔ ناچ رنگ وغیرہ۔ کیونکہ ان ذریعون سے دوسرون کا مال لینے ...
مال والے کو یا تو کوئی بدلہ دیتے ہی نہین۔ یا جو بدلہ دیتے ہین۔ وہ فی نفسہ بدلہ ہونیکی ...
نہیں رکھتا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی باطل خواری کی صورتین ہو سکتی ہین۔ مثلاً بیگار ...
کام لینا اور مطلق اُجرت نہ دینا یا گھٹا کر دینا مکوٹ اور حیلہ گری کرنا جس سے دوسرے کو ...
نقصان پہونچے۔ اور اپنا دوزخ بھرا جائے۔

تفسیر المنار مین اس موقعہ پر کیا خوب لکھا ہے کہ یہ گنڈے تعویذ اور ختمہ قرآن کے بیچنے والے
اوسی باطل خواری کے مرتکب ہوتے ہین۔ جس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے"

وتدلوا بها الى الحكام لتاكلوا فريقاً من اموال الناس بالاثم وال...

ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت اوس شخص کے حق مین ہے۔ جس کے اوپر کسی کا کچھ مال واجب ہو
کوئی گواہ نہ ہو۔ اس لیئے وہ ادائے مال سے انکار کرے اور معاملہ حکام و عدالت تک پہونچائے
وہ جانتا ہو کہ مال مجھ پر واجب ہے۔ اس طرح ہٹ دھرمی کرکے جو دوسرے کا حق مار کھائے
گنہگار ہے۔ اور خدا تعالیٰ ایسا کرنے سے منع کرتا ہے۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ آیت جھوٹے گواہون اور گواہ بنانے والون کے حق مین ...
کا مسلک ہی کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے مال کو بطور رشوت حاکمون کے پاس نہ پہونچاؤ
یہ کہ مطلق مالی قضیہ کو حاکمون کے پاس نہ لے جاؤ۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ ظلم تمہاری طرف ...
اس لیئے کہ حاکم کا فیصلہ حرام کو حلال نہین کر سکتا۔ اسی مسلک کے قریب قریب ہی بعض ...
ہے کہ تم اپنے بھائی کا ناحق مال نہ کھاؤ۔ اور اوسے حکام کی طرف منسوب نہ کرو۔ کہ اونہو ...
ہم کو دلوایا ہے۔ اس لیئے کہ جب تم اپنی ناحق ستانی کو جانتے ہو۔ تو حاکم و قاضی کا حکم
کیونکر حلال کر سکتا ہے؟

آیت کے مطلب مین علماء کے یہ جدا جدا مختار مسلک ہین۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ...
آیت ایسی جامع ہے کہ جس سے یہ تمام صورتین پیدا ہوتی ہین کسی ایک سے ... 
كما لا يخفى على المتأمل۔

...

Marfat.com

[illegible] مسلمانوں کو بھی کافر کہتے ہیں۔ اگر وہ سب بھی ان الفاظ [illegible]
[illegible] سب کو کافر مان لیا جاتا۔ تو نہ اسلام کی بقا [illegible]
[illegible] ایک نکتہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جائز نہیں
[illegible] کہا ہیں۔ جب تک کہ وہ خود حقیقت کا فر کہلانے کا مذکور
[illegible] اصل یہ ہے کہ تبھی عام بول چال میں کسی غیر کو کافر نہ کہنا چاہئے
[illegible] اسلام میں کافر کا لفظ صرف امتیاز کے لیئے بولا جاتا تھا۔ اور اسکا مطلب یہ ہوتا تھا
[illegible] میں کسی قسم کی تحقیر و تذلیل منظور نہ ہوتی تھی۔ برخلاف اس کے
[illegible] تحقیر و تذلیل کا لفظ ہو گیا ہے۔ اور ایک سخت سی گالی
[illegible] کا استعمال اس امر کا شاہد ہے۔ اسلیئے اب اخلاقاً یہ بہت بڑا گناہ ہے
[illegible] کو گالی دینا ایک گناہ ہے۔

[illegible] میں تکفیر کا فتویٰ دے دینا اور لیلینا اور مسلمان کو بھی کافر کہہ دینا ایک معمولی
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ کفر و تکفیر کے متعلق علمائے اسلام کا قول محقق یہی

[illegible] کے لیئے ہیں جن کو آنحضرت صلعم نے اختیار کیا۔ یا ان سب کے اختیار کرنے کا
[illegible] تین طریقوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اوّل بالضرورت و بالتواتر [illegible]
[illegible] اعاد [illegible] باتیں بالضرورت و بالتواتر معلوم ہیں۔ ان کے [illegible]
[illegible] ہے کہ ایک بات کا انکار کرے یا سب کا۔ مثلاً اسلام میں [illegible]
[illegible] ال ہے [illegible] نقصان و عیب سے پاک ہے۔ محمد [illegible]
[illegible]

...ین۔ بلکہ وہ تمام چیزین بھی مال ہی مین داخل ہین۔ جن سے معاملۂ د
...اشیاء باہمدگر ہو سکے۔ یعنی جو چیز بھی معاملہ کے طے کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مال ہے
اجتماع و تمدن کا وہ اعلےٰ رکن ہے۔ جو ذریعہ نظام عالم اور بہلا وسیلہ انصاف و عدالت کا ہے۔
...ن مین جور و ناانصافی کا مرتکب ہونا گویا تمدن و اجتماع کی عمارت کو ڈھانا ہے۔ بیشک زن و زمین
...بابت اکثر جھگڑے ہر قوم مین ہوتے ہین۔ لیکن اون قضیون سے بہت ہی کم۔ جو مال پر ہوتے
...ین۔ اور ان مین سے بھی اکثر بالکل دور از انصاف اور بے ایمانی ہی کے۔ زبردست اور بے ایمان
...ومی چاہتے ہین کہ دوسرون کا مال ناحق کھا جائین۔ اور اگر صاحب مال چپکے سے نہ کھانے دے
تو حکام سے سازباز کرکے یا حکام کو دھوکہ دے کر غیر کے حق کو ہضم کر لین۔ آیت کے پہلے جز نے پہلے
فعل سے اور دوسرے جز نے دوسری بدکرداری سے منع کیا۔ جو نہایت کثیر الوقوع ہے۔ کیون
منع کیا؟ اسی لیئے کہ قومی اجتماع و تمدن کا شیرازہ نہ بکھرنے پائے۔ اس لیئے کہ اگر کسی قوم مین بد
معاملگی اور ناحق کوشی پھیلجائے گی۔ تو ایک طرف تو صاحب مال اپنا مال کھو کھو کر درماندہ و
...ے ہو جائینگے۔ اور دوسری طرف مفت خوری کی عادت پڑ جانے سے کاروبار کرنا۔ اپنی محنت
سے کمانا شاق معلوم ہونے لگیگا۔ اور ہر وقت دوسرون ہی کے مال پر نیت رہیگی جس کا آخری
نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ افراد قوم یا افراد اجتماع مین کسی کو کسی سے دلی واسطہ نہ رہے۔ ایک دوسرے
...دشمن بن جائے۔ اور رفتہ رفتہ وہ قوم یا وہ اجتماع سرحد فنا کو جا پہونچے۔

خدا تعالیٰ باطل خواری سے کس صراحت کے ساتھ منع فرماتا ہے۔ اور بات بھی کتنی معقول و
...ح ہے کہ ناحق ستانی اچھی نہین۔ مگر مسلمان ہین کہ مذہب و عقل دونون کو کھو چکے۔ دن رات
...نون اور بیگانون سے اون کا مالی جھگڑا رہتا ہے۔ ہر وقت عدالت سے واسطہ ہے۔ جاکر دیکھ لو
...ر عدالت پر یہی لوگ زیادہ نظر آئینگے۔ انہین کے مقدمات زیادہ ملینگے۔ یہی بد معاملگی
...ضرب المثل ہین۔ پھر جس فریق سے پوچھیئے۔ وہ دوسرے ہی کا شاکی ہے۔ اسی کو ظالم و ناحق
...س بتاتا ہے۔ حالانکہ ظالم ایک ہی ہوگا۔ اس بات کو چھوڑ دو کہ غیر قوم اون کو تنگ کرتی
... وہی ظالم ہے۔ وہی اون کو کشان کشان در عدالت تک لاتی ہے۔ کیا باہم مسلمانون کی کچھ کم
...بازی ہوتی ہے۔ بلکہ جہان تک مجھے علم ہے۔ مین وثوق سے کہہ سکتا ہون کہ مسلمانون کے مالی
...زیادہ تر مسلمانون اور خود اپنے رشتہ دارون ہی سے ہوتے ہین۔ ایک فریق دوسرے کا
...ہے۔ اور مطالبۂ حق پر کہدیتا ہے کہ جاؤ۔ عدالت مین پکارو۔ پھر فریقین جھوٹے

ہے کہ ...

کر لیتا اور سمجھتا ہے کہ حکام عدالت نے جو کچھ ... دیا وہ میرے لیئے حلال ہے۔ حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ... مدعا علیہ میرے پاس آتے اور اپنی اپنی حجتین بیان کرتے ہین ممکن ہے کہ ان مین ... ایک دوسرے سے قوی الحجت ہو۔ اور مین سمجھ لون کہ وہی سچا ہے۔ اور اوسی کے حق مین وہ حق اوس کے لیئے پارۂ آتش ہے چاہیئے کہ وہ ہرگز نہ لے۔ انما انا بشر و انہ یاتینی الخصم فلعل بعضھم ان یکون ابلغ من بعض بحجتہ فاحسب انہ صادق لہ فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی قطعۃ من النار فلیحملھا او یذرھا ایک روایت مین ہے فلا یاخذن منہ شیئًا۔ مگر مسلمان ہین کہ ان حکمون کی مطلق پروا نہین کرتے پروا تو جب کرین کہ وہ جانتے ہون۔ اون کے اخلاق درست ہون۔ عقل ٹھکانے ہو جب یہ نہین تو پھر کیونکر اس بدترین فعل سے جو قوم کے حق مین سم قاتل ہے۔ اور دوزخ کا ایندھن باز آئین۔ اور طرفہ یہ ہے کہ ہمارے رسمی واعظ بھی اگر وعظ فرماتے ہین۔ تو اللہ کے حقوق اور ... کے معجزات ہی پر اون کا سلسلۂ بیان ختم ہو جاتا ہے۔ معاملات کو چھوتے تک نہین۔ اور اگر ... ذکر آ بھی جاتا ہے تو وہ انوکھے اور بعید از ورع قصے ہوتے ہین۔ من تلبس بقوم ... کی تو فوراً کفر و الحاد کے فتوے بغیر استفتا جاری ہو جاتے ہین۔ لیکن قرآن مجید کی ایسی عظیم الشان ... کے مرتکبون کی تکفیر کا فتویٰ آج تک ایک بھی نہ دیکھا نہ سنا اور اوس کے لیئے یہ حجت ہے کہ استفتا کس نے کیا تھا؟ مانا کہ نہین کیا۔ مگر کیا آپ نہین دیکھتے کہ مسلمان کس طرح ایک دوسرے ... حق کھا رہے ہین؟ کیون اون کو باز رکھنے کی کوشش نہین کی جاتی۔ کیون اون کو فتوی ... سے ہوش مین نہین لایا جاتا۔ انہین دو طرفہ خرابیون کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانون کی ... اون کے گھر تباہ ہوتے جاتے ہین۔ وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ اور اون کا شیرازہ ... تار ہو گیا۔ اور جب تک کہ اس قرآنی نہی کے پابند نہ ہون گے یقیناً اونکا حال یہ ... دنیا مین خراب ہون گے۔ اور آخرت کے گنہگار۔

لتاکلوا فریقًا من اموال الناس کے ایک معنی مفسرین نے یہ بھی بیان کیے ... مال لیکر اوس مال کو حکام تک بطریق رشوت اس حیلے سے ... ایسے واقعات بھی آج کل ...

Marfat.com

[illegible] وعصنا واهدنا الصراط المستقيم ۔
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط وَلَيْسَ
الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج وَاْتُوا
الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۸۹) ترجمہ لوگ
تجھ سے نئے چاندون کی بابت پوچھتے ہین۔ تو کہدے یہ آدمیون اور حج کے لیئے وقت ہین۔ اور
نیکی یہ نہین ہے کہ تم گھرون مین اون کی پشتون کی طرف سے آؤ۔ بلکہ نیکی تو پرہیز کرنا ہے
اور تم گھرون مین اون کے دروازون سے آیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ مراد کو پہونچو۔

تفسیر۔ پہلے اللہ تعالی نے صیام فرض کرکے اثناے صوم مین حلال چیزون کے کھانے پینے اور اون سے فائدہ اوٹھانے سے بھی ایک خاص وقت تک کے لیئے حبس نفس کا حکم دیا۔ اور چونکہ کھانا پینا مال کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس مناسبت کی بناپر حکم صوم کے بعد حرام مال کھانے اڑانے سے ہمیشہ ہمیشہ باز رہنے کی ہدایت فرمائی اور چونکہ روزے رمضان مین رکھے جاتے ہین۔ جس کا علم ہلال ہی سے ہوسکتا ہے۔ اور مال ہی کی بدولت حج کی استطاعت ہوتی ہے۔ اس لیئے احکام صیام و اموال کے بعد اہلہ (نئے چاند) کا اس طرح ذکر فرمایا۔ جس کو صوم و حج سے خاص تعلق ہے۔

اکثر مفسرین نے آیہ مذکور کی شان نزول یون بیان کی ہے۔ کہ یہ آیت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم دو انصاریون کے حق مین نازل ہوئی۔ جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ کہ یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ ہلال باریک سا نمودار ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ نور سے پُر ہو جاتا ہے۔ اور پھر گھٹنے لگتا ہے۔ حتّٰی کہ پھر ویسا ہی باریک ہوجاتا ہے جیسا کہ ابتدا مین نمودار ہوا تھا۔ اور ایک حال پر نہین ٹھیرتا۔ اوس وقت یہ آیت نازل ہو کر اون کے سوال کا جواب ہوئی۔ یعنی دونون سائلون نے ہلالون کی بابت جو سوال کیا تھا۔ وہ ہلال کے نقص و کمال کے فائدے اور حکمت کی بابت تھا۔ آیہ مذکور نے حکمت و فائدے بیان کردیئے۔ یعنی چاند اس لیئے گھٹتا بڑھتا ہے کہ آدمیون کو حج اور اپنی دیگر ضروریات کے وقت معلوم ہوتے ہین اور اون کے ایسے کامون مین جو خاص وقت سے وابستہ ہوتے ہین۔ خرابی نہ واقع ہو جس کا [illegible] اندازہ کرسکین۔ جاہل و عالم اس خصوص مین برابر رہین۔ اور دریافت اوقات مین کوئی دقت نہ پڑے۔ اگرچہ سال شمسی سے بھی یہ مطلب پورا ہوسکتا ہے۔ لیکن اوس کو [illegible] ہے خاص حساب کی جو علوم ریاضی مین معقول

Marfat.com

کمال حاصل کیئے بغیر ممکن نہین۔ اگر کوئی

کیونکر اپنے کام کاج کی میعاد مقرر اور دریافت کرسکتی ہے

جس سے ایک عامی سے لیکر علامۂ دھر تک یکسان وقت شناسی

چاند نکل کر ڈوب گیا۔ اور پھر نکلا معلوم ہوگیا کہ مہینہ بھی تمام ہوگیا۔ اور تعیین

کچھ مشکل نہین۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چاند کی صورت دیکھ کر اندازہ کرلیا جائے کہ آج کون

ہے۔ یہ سہولت بھلا ماہ شمسی مین کہان۔

شان نزول کی بعض روایتون سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہلال کی بابت سوال مطلق
گیا تھا۔ یعنی یہ کہ چاند کیا ہے؟ یا یہ کہ کیون پیدا کیا گیا ہے؟ اس کا جواب خدا نے یہ دیا کہ چاند
ہے کہ لوگ اپنے کاروبار اور ضروریات کے وقت معین کرسکین۔ اور یاد رکھ سکین۔ حج کے وقت
مین حج کرین۔ رمضان آئے تو روزے رکھین۔ اگر اس روایت کو مسلم مانا جائے تو پھر بظاہر
وجواب مین مطابقت نہین رہتی۔ اور معترض کہہ سکتا ہے۔ کیا خوب! سوال از آسمان جواب از
لیکن درحقیقت ایسا نہین ہے۔ اس لیئے کہ جب سوال مطلق ہے۔ یا مقید بعلت۔ تو ایسے سوال
اس امر پر محمول کرنا کہ مسائل حکمت دریافت کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر حکمتون یا علتون کا
منافی سوال نہین ہوسکتا۔ بلکہ ایسا جواب مطابق سوال ہی کہا جائے گا۔ اور فرض کرلو کہ جو
کچھ نہ کچھ سوال کے منافی ہے۔ تو اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ اے سوال کرنے والو تمہین ہلال
مختلف حالتون مین بدلنے کے فوائد وحکمت کے بارہ مین سوال کرنا چاہیئے تھا۔ شارع سے
بات پوچھنی ٹھیک نہین۔ جو مطالب شرع مین سے نہ ہو۔ جو بات شارع سے پوچھنے کے قابل
بشرطیکہ تم نہین جانتے تھے۔ تو وہ یہ تھی کہ چاند کے نقص وکمال مین کیا مصلحت وحکمت ہے
اسی کا جواب لو۔ اور شارع سے اسی پر اکتفا کرو۔ اس اجمال کی تفصیل مرحوم شیخ عبدہ
ہے۔ انہون نے مذکورہ بالا بنا ہی پر سوال وجواب کو باہم مطابق بیان کرنے کے بعد کہا
کے علم کا ہمین اپنی زندگی مین فی الجملہ شوق ہوتا ہے۔ یا حاجت وہ چند قسم کے ہین۔ اول
جن کے علم کے حصول کیلیئے ہم کو استاد وہادی کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ جیسے
محسوسات ووجدانیات کا علم ہے۔ دوسرے وہ کہ جن کا استاد ہی
کے علم ومعرفت کے مشتاق ہون۔ جن تک بشری طاقت کی رسائی
آفرینش وایجاد خواہ کسی چیز کی کیون

… بین بیرے اور کس طرح سے پیدا ہوتی ہین۔ کیونکر غذا حاصل کرتی۔ اور
… نشو ونما پاتی ہین۔ طبیب حیوان کے پیدا ہونے کی کیفیت جانتا اور اوس کی تدریجی ترقی
… زندگی کے اطوار و امراض کو سمجھتا ہے۔ لیکن وہ دونون نہین جان سکتے کہ ابتدائے آفرینش مین
کس طرح نبات و حیوان کا مادّہ وجود مین آیا۔ کس طرح اون کی گوناگون نوعین صورت پذیر ہوئین
… حقیقت کنہ سمجھ سکنے ہی کی بناء پر آدمی کا یہ اعتقاد ہوا۔ اور صحیح ہے کہ خلق و ایجاد کا جو تعلق
خالق و مخلوق کے درمیان ہے ہم اوس کی کنہ کو نہین پہونچ سکتے۔ اور نہ کنہ ذات باری کو۔
تیسرے وہ علوم ہین جن کو آدمی بحث و تجربہ اور نظر و استدلال سے معلوم کرسکتا ہے۔ مثلاً علوم
طبیعیہ و ریاضیہ۔ اسی تیسری قسم مین ہلال کا بڑھنا گھٹنا۔ اور ایک حال سے دوسرے حال مین
بدلنا بدلتا ہے۔ چوتھی قسم کا وہ علم ہے۔ جس سے آدمی اپنے خالق جل وعلا کے واجبات پہچان سکے
جس نے ہم کو وہ فطری شعور دیا جس سے اوسکی عظمت معلوم کرتے ہین۔ اور ہماری عقلون کو ایمان
و اقرار کی ہدایت کی۔ اگرچہ فطری شعور اور عقلی ہدایت ہر کس و ناکس کو کم و بیش حاصل ہے لیکن
شعور حواس و ہدایت عقل دونون مبہم و مہمل ہین۔ عمومیت کے ساتھ افراد انسانی مین کوئی
ایسی قوت نہین۔ جو ان دونون کی تحدید کرکے انسان کو اپنے خالق کے بارہ مین واجبی اعتقادات
کی تلقین کرے۔ اور آگاہ کردے کہ وہ کیون پیدا کیا گیا ہے۔ آخر مین انجام کیا ہوتا ہے۔ اوس
منعم حقیقی کا کیونکر شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح عبادت۔ اور یہ باتین ایسی بھی نہین ہین
کہ اکتسابی طریق پر ان کا علم حاصل ہوسکتا ہو۔ اس لیئے ان باتون کے سمجھنے کے لیئے آدمی کو اپنی معمولی
عقل سے بالاتر عقل چاہیئے۔ اسی عقل خاص کا نام نبی و مرسل ہے۔ پانچوین قسم کے وہ علوم ہین
کہ عقل انسانی اون کے ذریعہ سے بعض چیزون کے فوائد و نقصان کو پہچان تو سکے۔ لیکن پھر بھی نفس و
ہوا کی زد مین رہنے کی وجہ سے خطا و غلطی کا اندیشہ لگا رہے۔ اس لیئے کہ ہوا و ہوس عقل پر پردہ
ڈال دیتی ہے۔ کبھی حق تک نہین پہونچنے دیتی۔ اور کبھی مفید کو مضر۔ مضر کو مفید۔ حق کو باطل۔
باطل کو حق کے لباس مین جلوہ دیتی ہے۔ مثلاً چغلی بری ہے۔ عقل اس بات کو بآسانی معلوم کرسکتی
ہے بشرطیکہ ہوا و ہوس کی قید سے آزاد ہو۔ لیکن اگر یہ آزادی حاصل نہین ہے۔ تو اغلب ہے کہ
… ہوس یا نفسانی فائدے کا خیال آدمی کو اس نتیجہ تک نہ پہونچنے دے۔ اور چغلی کو خوب سمجھے
… جلوہ گر کرے۔ اسیطرح بھنگ … کا نشہ ہے جس کی مضرت کو آدمی جانتا ہے خصوصاً
اس کے مرتکب … جب اپنی باری آئے۔ اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو تو

ضرورت ہے کہ اللہ ... [illegible]

علم اللہ تعالیٰ کو شرح ... ہین لیئے آدمی ان قسم کی ... [illegible]

و تعلیم کا محتاج ہے۔ جو نفس وہوا کے خلاف عقل کی مدد کو ... [illegible]

آدمی کو سیدھے راستہ پر لگا دے۔ پس جو باتین کہ ایسی نہین کہ آدمی بنفس خود ... [illegible]

کر سکتا ہے۔ انبیاء سے اون کے پوچھنے کی حاجت نہین۔ اور اگر کوئی پوچھنے لگے تو وہ

انبیاء علیہم السلام کے فرائض کو نہین جانتا۔ اور ساتھ ہی اپنی اون فطرتون کو نکما بنا کر

اُن سے کام نہین لیتا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اوس کو اس لیئے عطاء کی ہین کہ اون کے ذریعہ سے ا[ن]

باتون کو خود دریافت کر لیا کرے۔ اسیطرح انبیاء علیہم السلام سے ایسی باتون کا بھی مطالبہ نہ کیا جا[ئے]

اور نہ کرنا چاہیئے۔ جن کو آدمی عموماً بوجہ عجز ہی نہین سکتا۔ جیسے کہ یہود نے موسیٰ علیہ [السلام]

السلام سے بطریق مطالبہ کہا تھا لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جہرۃً۔ رہین وہ باتین

اور ادراک ممکن ہے۔ لیکن اون کا اکتساب یا اوسکی تحدید عقل و حواس سے متعذر ہے۔ اون

علم ہمکو رسول موحی الیہ سے حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارا ادراک ایمان و تسلیم کے درجہ کو [پہنچ]

سکے۔ اور محدود بھی ہو جائے۔ چونکہ یہ تصدیق عقل سے نسبت رکھتی ہے۔ اسی لیئے ہم نے ا[ن]

رسل کو عقل امت کہا ہے۔ اور انکی ہدایت کو عقل و حواس کی ہدایت سے ماوراء و بالاتر۔

اگر انبیاء علیہم السلام کا کام یہ ہوتا کہ وہ علوم طبعیہ و فلکیہ بیان کیا کرتے۔ تو ان

عقل و حواس جو خدا تعالیٰ نے ہمین عنایت فرمائے ہین معطل و بیکار محض ہو جاتا۔ اور

استقلال کا نام و نشان نہ رہتا۔ اور ہر شخص ہر بات کو بطریق تسلیم مان کر آمنا و صدقنا

اور یہ بھی ضرور ہوتا کہ ہر قوم مین اتنے انبیاء و رسل ہر ایک وقت مین موجود ہوتے جو

قوم کی تعلیم کے لیئے کافی ہو سکین۔ اور ہر قسم کی ان کو تعلیم دیا کرین۔ اس صورت مین [...]

نہ رہتے۔ بلکہ موجودہ ہستی کے خلاف کچھ اور ہی ہو جاتے۔ نیتجہ اس بیان کا یہ ہے کہ ا[نبیاء]

اس قسم کے علوم سکھانے پر مامور نہین ہوتے۔ اور نہ عقل و حواس کو نکما کرنے پر ا[ون کا]

اہمال لوگون کو اپنے اپنے کامون مین عقل و حواس سے کام لینے کی ہدایت ... [illegible]

اون کو فائدہ حاصل ہو۔ معلومات طبعیہ یا ... اون کے ساتھ ... [illegible]

عقل و حواس سے کام لینے کا طریقہ بھی ... [illegible]

... [illegible]

Marfat.com

[illegible] سوال ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ گھرون کے دروازون کو چھوڑ کر اون کی پشتون پر سے آنا

[illegible] تا تو البیوت مین ظاہر ہوا۔ کیونکہ جو شخص رسول سے ایسا سوال کرتا ہے جسکے

[illegible] کیلئے وہ مامور و مبعوث نہین ہوا۔ اور نہ اس سوال کی حقیقت مطلوبہ کا علم وحی خداوندی

[illegible] منحصر ہے۔ تو وہ اپنا مطلوب فی غیر محلہ مین ڈھونڈھتا ہے۔ اور اس مین اوس مین

[illegible] کیاسی فرق نہین۔ جو دروازہ کو چھوڑ کر چھت کو آنے جانے کا راستہ بنائے۔ اس تقریر سے

[illegible] آیت مین جو نہایت گہرا اور محکم اتصال ہے۔ وہ ظاہر ہو گیا۔

اگر یہ آیت احکام حج مین سے ایک حکم کو مفید و شامل نہ ہوتی۔ تو اس کا مآل یہی ہوتا کہ وہ

[illegible] تمثیل سائلون کو ادب سکھاتی ہے۔ کہ رسول سے کیسو سوال کیا کرین۔ رہا وہ حکم جو اس آیت سے مستفاد

[illegible] ہے وہ جاہلیت کی ایک رسم کے باطل کرنے کی بابت ہے۔

جاہلیت مین دستور تھا جب لوگ احرام باندھ لیتے۔ تو پھر گھرون مین اون کی پشتون کی

طرف سے آتے اور دروازون مین سے آنے کو حرام سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری بے مغز قیدکو

[illegible] کر اتقاء کا حکم دیا۔ اور اتقاہی کو شایان عظمت و احترام ٹھہرایا (المنار)۔

صحیحین مین البراء سے روایت ہے کہ اوس نے کہا کہ یہ آیت ہمارے حق مین نازل ہوئی کیونکہ

[illegible] انصاریون کا دستور تھا کہ جب حج کر کے واپس آتے تو گھرون مین دروازون سے نہ گھستے۔

[illegible] ایک دفعہ ایک انصاری حج کر کے آیا۔ اور دروازہ ہی سے در آیا۔ گھر مین چلا آیا۔ لوگون نے اسکو

[illegible] بھلا کہا اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس نے لوگون کی زبانین بند کر دین۔ اور بحکم خداوندی

[illegible] انہین بھی ایسا ہی کرنا پڑا۔

ایک اور روایت مین آیا ہے کہ لوگ جاہلیت وابتدائے اسلام مین جب احرام باندھ لیتے

[illegible] کسی چار دیواری گھر یا خیمہ مین اوس کے دروازہ سے داخل نہ ہوتے۔ گھر یا چار دیواری

[illegible] آنا ہوتا تو نقب لگا کر آتے یا سیڑھی لگا کر اترتے۔ یا خیمہ مین اوس کی پیچھے کی قنات اٹھا کر داخل

[illegible] دروازے سے نہ آتے۔ اور اپنے اس فعل کو اچھا سمجھتے۔ یا یہ خیال کہ ادائے حج تک اونکے

[illegible] کوئی چیز حائل نہ ہونی چاہیئے۔ مگر قبیلہ قریش جو حمس و احمس کہلاتا تھا اس

[illegible] ایک دفعہ اتفاق یہ ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک گھر یا ایک باغ

[illegible]

بھی آپ کا اتباع کیا۔ حالانکہ وہ احرام باندھے ...
کی۔ آپنے بھی اوس سے کہا کہ تم احرام باندھے ہوئے اپنے ...
ہوئے۔ اور نکلے۔ اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ مین نے آپ کو دروازہ سے نکلتا دیکھا تو
اتباع کیا۔ آپنے فرمایا کہ مین تو احمسی ہون۔ اوس انصاری نے کہا کہ اگر آپ احمسی ہین تو مین
بھی احمسی ہون۔ کہ آپکے دین و مذہب پر ہون۔ اور آپ ہی کی ہدایت پر کاربند۔ اسی وقت یہ
آیت نازل ہوئی۔ جس نے لوگون کو اون کی سابقہ خطاء سے آگاہ کرنے کے بعد ظاہری توجہ الی اللہ
کی جگہ باطنی توجہ کا حکم دیا۔ اور حقیقی نیکی کا راستہ بتایا۔ ولکن البر من اتقی ...... یعنی
اصلی تقوی گناہون کو چھوڑکر حسنات اختیار کرنا اور باطل سے موُنھ موڑکر حق کا اتباع کرنا ہے نہ
کہ گھرون کی پشت کی جانب سے آنا۔ تم شوق سے گھرون مین اون کے دروازون سے آؤ۔ اس مین
کوئی حرج نہیں۔ مگر دل سے خدا کے سامنے رہو۔ کہ دل ہی مبدا توجہ و عبادت ہے۔ اور تقوی اختیار
کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اپنی امیدون کو جو تمہین خدا سے ہین۔ پہونچو۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٨٤﴾ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم
مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ
عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٨٥﴾ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا
فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨٧﴾ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ
وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٨﴾ وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ
إِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٨٩﴾

اور اللہ کے راستہ مین ان سے لڑو۔ جو تم سے لڑتے ہین۔ اور زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی
کرنے والون کو پسند نہین کرتا۔

اور جہان کہین ...

... قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور تم اون سے مسجد الحرام کے پاس نہ لڑو جب تک کہ وہ تم سے اس مین نہ لڑین۔ پھر اگر وہ لڑین تو تم اون کو قتل کرو۔ کافرون کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائین۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور تم اون سے لڑو۔ یہان تک کہ فتنہ نہ رہے۔ اور دین اللہ کا ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آجائین تو زیادتی نہین کرنی چاہیئے۔ مگر ظالمون پر۔

حرمت کا مہینہ مقابل ہے حرمت کے مہینہ کے۔ اور یہ حرمتین بھی بدلا ہین۔ پھر جس نے تم پر زیادتی کی (جو چڑھ دوڑا) تو تم بھی اوس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی کہ اوس نے تم پر کی ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ متقیون کے ساتھ ہے۔

اور اللہ کے راستہ مین خرچ کرو۔ اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔ اور نیکی واحسان کرو۔ اس لیئے کہ اللہ نیکی واحسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے۔

تفسیر۔ آیہ سابق مین خدا تعالی نے اہلہ کو لوگون کی عبادات ومعاملات کے لیئے عموماً اور حج کے لیئے خصوصاً ذریعہ میقات فرمایا۔ اور آیات مذکور الصدر کے ذریعہ سے احرام باندھنے والون کو شہور (ماہ) حرام مین لڑنے کی اجازت دی۔ جب کہ مشرک اون سے ظلم وتعدی کے طور پر جنگ شروع کر دین۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ نے سال حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو حج سے روک دیا تھا۔ مگر یہ عہد کر لیا تھا۔ کہ آپ اگلے سال اگر عمرہ کرین مکہ معظمہ تین دن کے لیئے جس مین آپ طواف کعبہ کر سکین۔ خالی کر دیا جائے گا۔ اگلے سال آنحضرت صلعم اور آپ کے رفقاء نے عمرۃ القضاء کی تیاری کی۔ مگر ساتھ ہی اندیشہ ہوا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ قریش عہد وپیمان کو توڑ کر آمادۂ جنگ اور سد راہ حج نہ ہو جائین۔ اور مسلمان یہ گوارا نہ کرتے تھے کہ شہور حرام اور بیت الحرام مین ان سے جنگ کرین۔ اسی حالت مین اللہ تعالی نے حکم قتال بھیجا و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم یعنے اے مسلمانون! جو قریش کی عہد شکنی اور مانع حج ہونے سے ڈرتے ہو۔ اور حرم وشہور حرام مین مشرکین سے مدافعانہ لڑتے ہوے پس وپیش کرتے ہو تو مین تمہین حکم دیتا ہون۔ کہ جفاکار عہد شکنون سے مدافعانہ لڑو۔ یہ گناہ نہیں ہے۔ اسلیئے کہ یہ دنیا اور ملک کی لڑائی نہیں ہے۔ بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہے تاکہ بیت اللہ مین اللہ کی عبادت کرنیکی طاقت حاصل کر سکو۔ اور جو تم ... سے ... لڑتے ہین۔ انکی تادیب ہو جائے۔ یہ عمدہ غرض اور اچھی نیت ہے پھر

یعنی ... [illegible]

جنگ شروع نہ کرو۔ اور اثنائے جنگ [illegible]

عورتون۔ بچون۔ بوڑھون۔ مریضون [illegible]

گذر جانا برائی ہے۔ جس کو اللہ کسی حال مین پسند نہین کرتا۔ چہ جائیکہ کوئی احرام [illegible]

حرم اور شہور حرام مین اس کا مرتکب ہو۔

واقتلوهم حيث ثقفتموهم۔ اور جب لڑائی شروع ہو جائے تو جہان بھی تم [illegible]

پاؤ۔ انہین قتل کر دو۔ اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم حرم مین کشت و خون کر رہے ہین۔ ہان مسجد حرام [illegible]

نزدیک یا مسجد حرام مین اس وقت بھی کسی کو خود ابتدا کر کے قتل نہ کرنا۔ اگر مشرک تم سے وہان [illegible]

لگ جائین۔ تو بیشک وہ مستحق قتل ہین ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتى يقاتلوكم [illegible]

اور جہان سے اونہون نے تم کو نکالا تھا۔ تم بھی اون کو وہان سے نکال دو۔

اس مین اشارہ ہے مکہ معظمہ کی طرف۔ جہان سے مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

اصحاب مہاجر کو نکال دیا تھا۔ اگرچہ یہ نہین کہا کہ نکل جاؤ۔ یا پکڑ کر انہین نکال دیا تھا لیکن جو

کہ وہ رسول اللہ اور مسلمانون کے ساتھ کرتے تھے۔ اون کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ

یا تو مسلمان اسلام سے ہاتھ اوٹھالین۔ یا وہان سے نکلجائین۔ یعنی وہ مسلمانون اور رسول کو

کی ایذائین دیتے تھے۔ لوگون کو دین سے برگشتہ کرنے کے لیئے طرح طرح کے فتنے کھڑے کرتے

سے تنگ آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آن کے اصحاب کو وہان سے ہجرت ہی کرنی

پر یہ اور مستزاد ہوا کہ جب رسول اللہ اور مسلمان ہجرت کے بعد فریضہ حج ادا کرنے کے لیئے

سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے تو مشرکین نے سد راہ ہو کر نہ اون کو مکہ مین گھسنے دیا۔ اور [illegible]

مسلمانون نے اسپر بھی صبر کیا۔ اور اس وعدہ پر راضی ہو کر چلے گئے کہ آیندہ سال آپ کو

دیا جائے گا۔ لیکن مشرکین نے پھر عہد کو توڑ ڈالا۔ اس حالت مین خدا تعالی نے حکم دیا

ان مشرکین سے لڑو۔ اور جہان سے اونہون نے تم کو نکالا تہا تم بھی اون کو وہان

جیسا کہ قرآن انصاف ہی [illegible] ایک طرف مسلمانون کے لیئے رحمت و [illegible]

مشرکین کے لیئے باعث تادیب [illegible] مسلمانون [illegible]

چھوڑا تھا۔ وہ اس کے حقدار تھے کہ [illegible] وطن [illegible]

Marfat.com

# ناظرین کرام!

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت میں حتی الوسع
کوشش فرماتے رہئے ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم
کے مضامین کا عام علم ہونے پر ہی موقوف ہے اس ضرورت کو تو اب
مسلمانوں کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی باواز بلند مسلمانوں پر ظاہر کر رہے
ہیں مثال کیلئے دیکھئے مغز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے
ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن میں درج ہے۔

الملتمس
منیجر اخبار وطن و رسالہ تفسیر القرآن لاہور

Marfat.com

## ازالتہ الخفا

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اُردو ترجمہ خلفائے راشدین کی ...
یہ بالکل نادر الوجود تھی۔ کارخانہ وطن نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم ...
اور اس کا ترجمہ کرایا ہے۔ حصہ اوّل و دوم تیار ہیں قیمت ہر دو حصہ تین ...

## ترجمہ تفسیر کبیر۔ جلد اوّل

### (فاتحۃ العلوم)

سورہ الحمد کی تفسیر۔ مولفہ امام فخر الدین رازیؒ۔ اسے اب تک ا...
کی کسی صاحب کو ہمت نہ پڑی تھی۔ مگر بعونہ تعالےٰ کارخانہ وطن نے اس ...
بھی پورا کر دیا ہے۔ قیمت تین روپے (سے)

## حقانیت عقائد اسلامیہ

### (تزئین الکلام)

شام کے ایک زندہ فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اُردو ترجمہ۔ مصنف ...
اس دینی خدمت پر خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان نے کمال ...
کا اظہار فرمایا تھا۔ قیمت (عہ)

## حسن و زبیدہ

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس اور رچرڈ شیر دل کے معرکے
ناول کے پیرایہ میں۔ قیمت ۶ر

المشتہر منیجر اخبار وطن لاہور

بابت اپریل ۱۹۰۸ء

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری
واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے
کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و
موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کے لیئے پہلے اخبار مین شایع کرنا شروع کیا
تھا مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت مین
شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

**بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۸ع۔**

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور شایع ہوئی
(مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور)

جلد (۱) نمبر (۱۰)

سالانہ چندہ کاغذ قسم اول عہ محصول ڈاک ۴ پیسہ
سالانہ چندہ کاغذ قسم دوم عہ محصول ڈاک ۲ پیسہ

ب

# اگر

## قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب ہو

(تو)

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے عام چندہ سالانہ للعہ ر طلباء سے

# قرآن کریم پڑھی

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسیطرح حاصل ہے۔ کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں یہ عار

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکے گا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں وطن لاہور سے شایع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ہے۔ ر قسم دوم عہ معہ محصول ڈاک

# اسلامی حمیت و غیرت

## کی سچی روح

اور حصول سعادت دارین کی اُمنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی [illegible] ہو تو خود بھی پڑھیئے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھی مطالعہ [illegible]

الملتمس مہتمم اخبار وطن

[illegible] کو پہونچین۔ مذکورہ بالا حکم سے یہ دونون غرضین پوری ہوگئین۔

[illegible] اشد من القتل۔ اول تو جو لوگ خود ابتدا کرکے لڑین ساون کی تادیب کے لیئے [illegible] یہی جُرم کافی ہے۔ چہ جائے کہ ابتدا قتال کے علاوہ وہ فتنہ پردازی سے بھی مرتکب ہوچکے ہون۔ جو قتل سے کہین بڑھکر سخت و شدید ہے۔

یہان فتنہ سے فتنۂ دین مراد ہے۔ یعنی مشرکین نے ایذاء و تکالیف دیکر اور وطن سے نکال کر مسلمانون کو دین سے برگشتہ کرنے مین کوئی کسر اوٹھا نہ رکھی تھی۔ اس فتنۂ دین سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہوگا؟ کیونکہ ایمان و اعتقاد کو نیست کرنے کی کوشش کرنا درپے جسم و جان ہونے سے کہین زیادہ ہے۔ اس سے جسمانی نقصان متصور ہے۔ اور اوس سے روحانی۔

ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتى يقاتلوكم فيه فان قاتلوكم فاقتلوهم كذلك جزاء الكافرين۔ پہلے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو تم سے لڑین تم اون سے لڑو۔ اور جہان پاؤ مارو۔ حرم و احرام کا خیال نہ کرو۔ ازان بعد اس حکم عام مین استثناء کیا۔ کہ مسجد الحرام کے آس پاس اون سے نہ لڑو۔ اور جو مسجد الحرام مین بغرض امن پناہ لین۔ اون کو نہ ستاؤ۔ لیکن اگر وہ تم کو مسجد الحرام کے اندر مارنے لگین۔ تو پھر تم بھی انہین قتل کرو۔ کیونکہ اگر وہ مسجد الحرام کے اندر بھی قتل کے مرتکب ہوئے۔ تو معلوم ہوگیا کہ وہ امان و حفظ جان کے لیئے اگر نہین چھپے ہین۔ بلکہ تمہاری گھات مین بیٹھے ہین۔ ایسے آدمیون کی سزا یہی ہے کہ قتل کر دیئے جائین۔ کذلک جزاء الکافرین

اس آیت مین عند المسجد الحرام اور فیہ قابل غور ہین۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب مشرکین تم کو مسجد الحرام کے اندر قتل کرین۔ یا تم سے لڑین۔ تو تم کو بھی اون سے لڑنے کی اجازت ہی اجازت تو دی۔ لیکن یہ نہ کہا فی المسجد الحرام۔ بلکہ کہا عند المسجد الحرام تاکہ مسلمانون کا مدافعانہ فعل بھی مشرکین کے ظالمانہ فعل سے کم ہی رہے۔

والفتنة اشد من القتل۔ فتنہ سے بعض مفسرین نے شرک مراد لیا ہے۔ اور اوس کو اس بنا [illegible] شدید و سخت ٹھہرایا ہے کہ شرک کرنے والا خلود فی النار کا ضرور مستحق ہے۔ اور قاتل خلود [illegible] نہین۔ اسیطرح کفر و شرک سے آدمی اُمت سے خارج ہوجاتا ہے۔ لیکن [illegible] فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔ میرے نزدیک یہ [illegible] قرینہ قریب موجود نہین ہے

Marfat.com

جس کی وجہ سے ...

سیاق بھی مربوط نہین رہتا۔ اور جملہ فتنہ ایک بے جوڑ سا جملہ ...
فتنہ سے فتنۂ دین مراد لین۔ تو نہ ربط کلام مین کوئی نقص پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ ...
دور جانا پڑتا ہے۔ جیساکہ ضمناً تفسیر ماسبق مین بیان ہو چکا ہے۔ اور آئندہ آیات سے ...

فان انتہوا فان اللہ غفور رحیم۔ پھر اگر مشرکین قتال سے باز آجائین۔ اور مسلمانون
سے لڑنا چھوڑ دین۔ یا کفر و شرک سے دست بردار ہو جائین۔ تو اللہ اون کے اعمال سے در گذر
کرے گا کیونکہ جب بندہ اپنے سابقہ گناہون سے اوس کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ بھی اوس کے
ان گناہون کو معاف کر دیتا ہے۔ اور آئندہ اتقاء اختیار کرتا ہے۔ تو اوس پر رحم فرماتا ہے۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ یعنی جو مشرکین تم سے لڑین
تم اون سے یہان تک لڑو کہ فتنہ نہ رہے۔ اور دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ جن مفسرین نے پہلی جگہ
فتنہ سے شرک مراد لیا ہے۔ وہ یہان بھی شرک ہی مراد لیتے ہین۔ اور معنی یہ بتاتے ہین کہ یہان تک
لڑو کہ شرک باقی نہ رہے۔ اور شرک باقی نہ رہنے کی یون تفصیل کرتے ہین کہ مشرکین یا تو ایمان لے
آئین۔ اور ایمان نہ لائین تو قتل کر دیے جائین تاکہ شرک بالکل اٹھ جائے۔ مگر جیسے پہلی آیت مین
فتنہ کے معنی شرک صحیح نہین۔ یہان بھی درست نہین۔ اس لیے کہ جنگ مکہ جو مشرکین سے تھی ختم
ہو چکی تھی۔ حالانکہ ابھی خاص مکہ اور حوالی مکہ مین شرک موجود تھے۔ جیساکہ تاریخ سے ثابت ہے

ہمارے نزدیک فتنہ سے فتنۂ دین مراد ہے۔ جس کو دوسرے لفظون مین سببیت کی بنا پر غلبۂ شرک
و زور مشرکین سے تعبیر کر سکتے ہین۔ کیونکہ یہ فتنہ مشرکین ہی کے غلبہ سے پیدا اور اسلام اور مسلمانون
کے مشکلات کا باعث ہوا تھا۔ یعنی مشرکین صرف اس لیے مسلمانون کی ایذا و تخریب کے در پے
ہو رہے تھے کہ کیون اونہون نے ایک نیا دین اختیار کیا۔ کیون اسلام پھیلا۔ اور لوگ مسلمان ...
جب تک مسلمان مکہ مین رہے مشرکین نے اون کی ایذا و تکلیف دہی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا ...
مقصد علانیہ یہی تہا کہ لوگ اسلام کو چھوڑ دین۔ مسلمان اون کے ہاتھون تنگ آکر مکہ ...
مدینہ چلے آئے۔ اسپر بھی مشرکین مکہ نے اون کا پیچھا نہ چھوڑا۔ حج کرنے ...
جانا تو داخل نہ ہونے دیا۔ یہی فتنہ تہا جس کی وجہ سے لوگ حج ...
فرائض بجالانے سے قاصر تھے۔ اور بہت سے ...

Marfat.com

[illegible] ادا نہ کر سکتے تھے۔ اور
[illegible] ہونا اور ناپید ہو جانے کا اندیشہ تہا۔ اس لیئے اللہ تعالی نے اعلائے
[illegible] مشرکین کے توڑنے کیلیئے مسلمانون کو اون سے لڑنے کا اور لڑائی کو اوس وقت
[illegible] رکھنے کا حکم دیا کہ شرک کا غلبہ نہ رہے۔ یعنی دین کے بارہ مین مشرکین کسی پر کسیطرح کا بیجا
دباؤ نہ ڈال سکین یا ڈالنے کے قابل نہ رہین۔ اور فتنہ درمیان سے اوٹھ جائے۔ جو جس مذہب کو
چاہے۔ اختیار کرے۔ اور اوس کے فرائض آزادی کے ساتھ بجا لا سکے۔ اسی کی توضیح و تفسیر ہے
ویکون الدین للہ۔ یعنی دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ اور کوئی کسی کے دین پر مزاحمت نہ کر سکے۔
اس لیئے کہ دین اللہ ہی کا ہے پھر کسی کو کیا حق ہے۔ کہ دوسرے کے دین پر جسے وہ اختیار کرتا ہو
اپنا اثر ڈالے۔ اور جتنے کے زور سے اسکو اپنے طریق ہی پر رکھنا چاہے۔ یہی معنے ہین حتی لا تکون
فتنۃ ویکون الدین للہ کے۔ یعنی لوگ دین کے بارہ مین آزاد ہون۔ اور کسی دین کو اختیار
کرنے یا کسی دین پر قائم رہتے ہوئے اللہ کے سوا کسی سے اون کو امید و بیم نہ ہو۔ نہ یہ کہ شرک ہی
اوٹھ جائے۔ اور خدا کے سوا کسی غیر معبود کی پرستش نہ رہے۔ تو اس سے یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ
آیت مذکور دنیا سے شرک اوٹھا دینے کا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اور آیہ صرف مشرکین
مکہ سے متعلق ہے۔ جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔

فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔ جب مسلمانون کو مشرکین مکہ سے لڑنے کا حکم
ہوا۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ سال گذشتہ کے عہد و پیمان پر قائم نہ رہکر پھر حج سے مانع ہونے کو
تیار تھے) تو یہ احتمال ہوا کہ اگر بعض مشرک لڑین۔ اور حج سے مانع ہون۔ اور بعض نہ ہون تو پھر دوسری
قسم کے مشرکین کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ یا اگر سب کے سب جنگ و جدال سے باز آجائین۔ اور
دخول مکہ و مناسک حج سے نہ روکین۔ تو اس صورت مین لڑنا چاہیئے۔ یا نہین۔ اس کا فیصلہ بھی اللہ
تعالی نے قبل از جنگ کر دیا۔ کہ جو لوگ اپنے پہلے رویہ سے باز آجائین۔ اون سے کچھ دار و گیر نہین
کرنی چاہیئے۔ سب ہون یا بعض۔ اور جو جفا کار اپنے سابقہ ظلم و ستم پر قائم رہین۔ انہین انکے
کیفر کردار کو پہونچایا جائے۔ فلا عدوان الا علی الظالمین۔

[illegible] نے لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام مین مشرکین سے دین کیلیئے لڑنا ممنوع تھا۔ عمرت
[illegible] فی سبیل اللہ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون نے نازل ہو کر مشرکین سے
[illegible] لڑین [illegible] الدین [illegible]

Marfat.com

قتل کا حکم آیا۔ عام اِس سے کہ وہ جو نمادۂ قتال ہو رہیں یا نہ ہوں

ہے اور دوسری ناسخ۔ اور پھر اسی ایک نسخ پر اکتفا نہین کیا دوسری [illegible]

الحرام حتی یقاتلوکم فیہ کو بھی جو بعد کی آیت ہے واقتلوھم حیث ثقفتموھم سے منسوخ

مانا ہے۔ اور بعض نے ایک تیسرا نسخ اور بھی نکالا ہے۔ وہ یہ کہ فان انتھوا مین اگر قتال سے انتہا

مراد ہے۔ تو یہ آیت بھی منسوخ ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہان ان تینون نسخون مین سے ایک نسخ

بھی صحیح نہین۔ پہلا مفروضہ نسخ اسلیے صحیح نہین کہ ایسی متناسق آیتون مین جو ایک ہی قصہ

یا جنگ کے متعلق ہون۔ اور جن کے احکام کا آغاز امر اتقاء اور نہی اعتداء (زیادتی ظلم) سے ہو

انتہا بھی کا عدوان کے ساتھ ہو۔ نہین ہو سکتا۔ کہ انہین آیتون مین نا کردہ گناہ اور جنگ پر

اقدام نہ کرنے والون کے حق مین بھی قتل ہی کا حکم ہو۔ اِس کے علاوہ یہ تمام زیر بحث آیتین مکہ

کی جنگ سے پہلے نازل ہوئین۔ اور یہ امر بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ مکہ مین داخل ہوتے وقت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص جماعتون کے قتل سے مُسلمانون کو منع فرمادیا تھا۔ مثلاً

بوڑھے۔ بچے۔ عورتین۔ خانہ کعبہ مین پناہ لینے والے۔ گھرون کو بند کرکے بیٹھ رہنے والے۔ خاص

خاص گھرون مین جا چھپنے والے۔ حالانکہ اوس وقت تک وہ سب مشرک تھے۔ اگر آیہ واقتلوھم

حیث ثقفتموھم مین کافۃ مشرکین کے قتل کا حکم ہوتا۔ تو یہ استثناء جو رسول خدا نے کیا

صحیح ہو سکتا۔ اور آپ کیونکر حکم خداوندی کے خلاف اس کی جراءت کرتے۔ اِس کے علاوہ

واقتلوھم مین ھُم کی ضمیر راجع ہے الذین یقاتلونکم کی طرف ہے۔ اور الذین مفعول

ہے قاتلوا فی سبیل اللہ کا۔ اِس سے صاف طور پر عیان ہے کہ واقتلوھم مین صرف انہین لوگون

لڑنے اور انہی کو مارنے کا حکم ہے جو خود مُسلمانون سے لڑین۔ اور لڑائی اپنی طرف سے شروع کرین

واقتلوھم حیث ثقفتموھم کا سیاق کسیطرح اِس امر کا متحمل ہی نہین ہو سکتا کہ یہ آیت مقصود

بالذات ہے۔ اگر واقتلوا المشرکین ہی ہوتا تو ایک بات ہو سکتی ہے۔ غرض کہ یہ آیہ حکم

تعمیم قتال وقتل کے لیے نہین۔ بلکہ صرف یہ ظاہر کرتی ہے کہ جب قتال شروع ہو جائے تو لڑنے

والے مشرکین کو جہان بھی پاؤ۔ حِلّ مین ہون یا حرم مین انہین قتل کرو اور [illegible]

---

[1] الربیع بن انس نے آیت کو وقاتلوا المشرکین کافۃ سے بھی منسوخ [illegible]

[illegible]

الحرام ... یا اون کے اندر

ان کے اندر وہ تم سے نہ لڑین۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اونہون نے مسجد الحرام

یعنی اپنی طرف سے بیت اللہ کی عزت و حرمت کی ہتک نہ کرو۔ و لا یقاتلوکم

الحرام حتی یقاتلوکم ............ دوسرا نسخ اسلیئے صحیح نہین کہ اول تو

کو ناسخ مانا جاتا ہے۔ وہ مقدم ہے اور منسوخ مؤخر۔ حالانکہ نسخ کی صورت مین بھی منسوخ

مقدم اور ناسخ مؤخر ہونا چاہیئے۔ رہی یہ بات کہ ممکن ہے ترتیب آیات اُلٹ گئی ہو۔ یعنی پچھلی

پہلی اور پہلی پیچھے نازل ہوئی ہو۔ اس کا کوئی ثبوت نہین۔ اور نہ پیش کیا گیا ہے۔ برخلاف

کے موجودہ ترتیب کی واقعیت پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے۔ اس لیئے کہ آیہ و لا تقاتلوھم

المسجد الحرام بمنزلہ استثناء کے ہین جس کے ماقبل مستثنٰی عام ہونا چاہیئے۔ اور وہ مستثنٰی

واقتلوھم حیث ثقفتموھم ہے۔ اور واقتلوھم کا حکم مقید و مشروط ہے۔ وقاتلو.....

الذین یقاتلونکم سے جیسا کہ ابھی ابھی اوپر بیان ہوا۔ حاصل یہ کہ دوسرا مفروضہ نسخ بھی صحیح

نہین۔ رہا تیسرا نسخ۔ جس مین وقاتلوا المشرکین کافۃ کو فان انتھوا کا ناسخ مانا گیا ہے۔ یہ

ٹھیک نہین۔ اسلیئے کہ کافۃ المشرکین سے قتال کرنے کا حکم خدا تعالی نے اسی حالت مین دیا ہو

کہ کافۃ المشرکین مسلمانون کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے وقاتلوا

المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ یعنی تم بھی تمام مشرکین سے لڑو۔ جیسے کہ وہ سب کے سب

لڑتے ہین۔ اس آیت سے یہ کیونکر ثابت ہوا۔ کہ جو مشرک جنگ سے باز رہین۔ یا باز آجائین۔

ان سے لڑنا اور اون کو مارنا بھی واجب ہے۔ خدا تعالی نے لڑائی کا حکم لڑائی کی حالت مین دیا

نہ لڑائی سے باز رہنے کی صورت مین۔ اس لیئے آیہ فان انتھوا بھی منسوخ نہین۔ بلکہ محکم ہے۔

اسلام نے مسلمانون کو مشرکین عرب سے لڑنے کا حکم دیا جس کو شرعی اصطلاح مین جہاد کہتے ہین اسکی

پوری بحث تو ہم وقاتلوا المشرکین کافۃ کی ذیل مین کرین گے۔ لیکن مذکورہ بالا آیات

مین مشرکین مکہ سے لڑنے کا حکم ہے۔ اور حکم بھی پہلا حکم۔ اسلیئے ہم یہان صرف اتنا دیکھنا چاہتے

ہین کہ اس پہلے حکم کو معترضین کے اس اعتراض سے کتنا کچھ تعلق ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر

پھیلا

معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ دو چار دس پانچ بلکہ سو پچاس آدمی کسی جم

سکتے اور نہ کوئی دانا نہین لڑنے کا حکم دیسکتا ہو۔

لڑنے پر مامور ہوئے جبلتے ضرور [illegible]

لڑنے کا حکم ہوا۔ اون کی تعداد بہت کافی تھی۔ اور مشرکین [illegible]

ان مین آگئی تھی۔ اور اسلام بہت سے دلون مین اپنا گھر کر چکا تھا۔ [illegible]

کہ اوس وقت کتنے مُسلمان تھے۔ اور کتنے اسلام کے گرویدہ۔ لیکن اس مین [illegible]

اون کی تعداد کفار عرب سے بہت ہی کم اور بالکُل بے نسبت تھی۔ تاہم اون کی تعداد [illegible]

معتد بہ تھی۔ اور یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ سالِ حدیبیہ تک نہ مُسلمانون کو مشرکین سے

اور نہ کبھی اس سے پہلے اونہون نے از خود مشرکین کے مقابلہ مین شمشیر علم نہ کی۔ ہان جب

اون پر چڑہ کر آئے۔ تو اپنی حفاظت کے لیئے وہ مدافعانہ لڑے۔ اور کبھی غالب اور کبھی [illegible]

اس سے بہی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مدینہ پہونچکر مُسلمانون کا شمار اتنا ہو گیا تہا کہ وہ کثیر التعداد

کی طاقت کا مقابلہ کر سکین۔ اور یہ بہی کہ اون مُسلمانون کا اعتقاد اس قدر پختہ اور ایمان [illegible]

تہا۔ کہ مشرکین سے شکست کھانے کی حالت مین بہی اوس کو تزلزل نہ ہوا۔ وہ اپنے آپ مین

دیکھتے تھے۔ کہ مشرکین سے عہدہ برآ ہو سکین۔ اسی بنا پر صلح حدیبیہ کو اُنہون نے بہ ناخوشی

یہ سب باتین مجموعی حیثیت سے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہین۔ کہ مشرکین مکہ کے غلاف

سے پہلے پہلے مُسلمانون کی ایک بڑی جماعت تیار ہو چکی تہی۔ اور اوس کا ایک ایک فرد

حقانیت کا پورا یقین رکہتا تہا۔ اب ہم معترض سے پوچھتے ہین کہ جنگ مکہ کے قبل ہی

بغیر اسلام نے اتنی بڑی جماعت اور اتنی طاقت کیونکر فراہم کر لی تہی۔ کیا اس وقت بہی

کے ساتھ اسلام کے ہاتھ مین تلوار تھی۔ اور اگر نہ تہی۔ تو پھر اس بے بنیاد اعتراض کے کیا

کہ اسلام بزور شمشیر قائم ہوا۔ اور پھیلا؟

دوسری بات قابل غور حامیانِ انصاف یہ ہے کہ جس وقت مُسلمانون کو لڑنے اور مشرکین

کرنے کا حکم ہوا۔ اوس وقت اس حکم کے موجبہ اور منصفانہ اسباب موجود ہی تہے [illegible]

حکم انصاف پر مبنی تہا۔ یا جور و ظلم پر؟ اس امر کی حقیقت سمجھنے کیلئے ضرور ہے [illegible]

بلکہ آغاز اسلام سے لیکر صلح حدیبیہ تک جس کے بعد حکم قتال نازل ہوا [illegible]

کیا اور کیسا سلوک کیا تہا۔ مشرکین کے [illegible]

واقعات کی طرف [illegible]

[illegible] بیان کیا ہے [illegible]

[illegible] مسلمانون کا اقرار کرنا بھی [illegible] دل مین اعتقاد نہ

[illegible] نہ تھی اور اعتقاد دلی بھی اور صدق وزبان کے اختلاف

[illegible]

[illegible] يخدعون الله والذين امنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون [illegible]

[illegible] دنیا اور [illegible] روزمرہ کے واقعات اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ دھوکہ دینے والا

[illegible] نقصان پہونچا نا چاہا کرتا ہے۔ اور شرارت سے ایسی باتین بنا تا اور جتا تا ہے کہ بظاہر تو اون

[illegible] فائدہ نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت اون مین نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔ منافقین

[illegible] آنحضرتؐ اور مسلمانون سے ایسی باتین اکثر کیا کرتے تھے۔ مقصد اون کا بھی اسلام

[illegible] نقصان ہی پہونچا نا تھا۔ یعنی آنحضرتؐ کے پاس آتے یا کسی مسلمان سے ملتے تو کہتے کہ

[illegible] مسلمانون کو یہ دیکھہ کر تقویت ہوتی تھی اور سمجھتے کہ اسلام عظمت و شان حاصل کرتا جاتا

[illegible] درحقیقت مسلمان نہین ہوتے تھے۔ بلکہ صرف دھوکہ دینے کے لیئے زبان سے اپنے

[illegible] اور کفار سے ساز باز رکھنے کی وجہ سے مسلمانون کے حال کی ٹوہ لینے کے لیئے

[illegible] ایسی باتین بناتے اور یہان کا حال دریافت کرکے کافرون سے جا کر کہتے تھے۔

[illegible] مسلمانون کو مزید دشمنون کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کی جعل

[illegible] حال اپنے پیغمبر کو جتا دیا تاکہ اون کی باتون مین نہ آئین۔ اور اون کی چالون سے بچینے

[illegible] انکار کرین [illegible] کے انجام سے خبر دے کر تشفی کر دی کہ اے پیغمبر

[illegible] پاک بندون کو کیا دھوکہ دیتے ہین اپنے ہی نفسون کو دھوکہ دے رہے ہین

[illegible] سمجھتے ہین اپنا ہی کچھ بگاڑ رہے ہین۔ چونکہ خداع (دھوکہ) کی غرض و غایت

[illegible] وما يخدعون الا انفسهم بالکل مطابق حال ہے دنیا [illegible]

[illegible] ہمیشہ پوشیدہ نہین رہ سکتا۔ جہان پردہ اوٹھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جب سے برا سلوک مشرکین مکہ کے ساتھ کیا تو وہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ کہ
[illegible] حسن کی منادی کی۔ اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ پرستش اور عبادت کی مستحق وہی
[illegible] ہے جس نے تمہین پیدا کیا عالم کو باین حسن و خوبی بنایا۔ اور انسان پر وہ انعام و
[illegible] کی خلعت اور جن کا شمار حد و حساب سے باہر ہے۔ وہی ذات اس قابل ہے جس کے
[illegible] سر جھکایا جائے۔ نہ وہ سنگین و چوبی بت جنہون نے آج تک دنیا مین کچھ نہین کیا۔ بلکہ
عاجز و درماندہ ہین۔ کہ کبھی بھی اپنے اوپر سے نہین اڑا سکتے۔ صرف یہی اسلام اور پیغمبر
[illegible] وہ ایک بدسلوکی تہی جس نے مشرکین کو اسلام و پیغمبر اسلام اور اسلام لانے والون کا
[illegible] بنا دیا تھا۔ انصاف کرو۔ اور بے حیف و میل کہو کہ اسلام نے جو کہا کیا برا کہا تہا۔ مگر مشرکین
[illegible] اس دعوت حقہ کو رد کیا۔ بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر زبان طعن دراز کی۔ دست تعدی
[illegible] مجنون کہا۔ دیوانہ بتایا۔ آسیبی ٹھیرایا۔ راستہ مین کانٹے بچھائے۔ دھکے دیئے۔ پتھر برسائے۔
[illegible] دی۔ اوپر گوبر ڈالا۔ کعبہ سے نکالا۔ گلے مین پھندا ڈالا۔ قتل کی دھمکیان دین۔ درپے
[illegible] ہے۔ قتل کے لیئے تلوارین ہاتھ مین لیکر خوابگاہ نبوی پر پہونچے۔ پیغمبر اسلام بھاگا۔ تو تعاقب
[illegible] تو ہین سے جان سے مار ڈالنے تک انہون نے اپنی سی کرنے مین کسر اوٹھا نرکھی۔ مگر ؎

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

[illegible] بدسلوکیان کچھ پیغمبر اسلام ہی تک محدود نہ رہین۔ بلکہ جو لوگ اسلام کی حقانیت کے قائل
[illegible] ایمان لائے۔ اون کے ساتھ اس سے کچھ بڑھ کر کیا۔ مارا پیٹا۔ گھسیٹا۔ قابو پایا تو کھانے تک کو نہ
[illegible] دھوپ مین ڈالا۔ جلتی ریت مین جلایا۔ گرم لوہے کے داغ دیئے۔ پتھرون کی بوچھاڑ
[illegible] ہوئے دھکیل دیا۔ داڑہیان پکڑ کے نوچین۔ موُنھ پر طمانچے مارے۔ چوٹیان پکڑ کر گھسیٹین
[illegible] ہو کر توحید سے انکار کرانا چاہا۔ اور مار ڈالنے کے درپے ہوئے۔ مگر مسلمانون نے اُف
[illegible] منھ موڑا۔ نہ کبھی زبان کو گندہ کیا۔ اور نہ ہاتھ کو انتقام کے لیئے بڑھایا۔ صبر کیا۔
[illegible] اور جب طاقت طاق ہو گئی۔ جان پر آبنی۔ تو رسول سے اجازت لیکر بہتون
[illegible] خانمان کو خیر باد کہا۔ چلتے ہوئے عزیزون تک سے نہ ملے۔ اکثر
[illegible] کیا۔ اور جان خطرہ مین نظر آئی۔ تو صرف حق
[illegible] مدینہ مین جا کر پناہ لی

Marfat.com

چاہیے تھا کہ اب تو مشرکین کی ہم سا...

لیکن اون کے دل کی کھٹک نہ گئی۔ پر نہ گئی۔ حبشیون کو ... اور د...
کی کوشش کی۔ تاکہ تنگ آکر اسلام سے باز آئین یا جان سے ہاتھ دھو بیٹھین
اور اسلام کے مٹانے کے لیئے بدر مین لڑے۔ اُحد مین لڑے۔ اور ایک دن کے لیئے ...
کا بہانہ چھوڑا۔ جب مسلمان مدینہ سے حج کے ارادہ پر روانہ ہوئے۔ کہ بیت اللہ شریف ...
کرین۔ تو اس پر بھی یہ ناحق کوشش سدِّ راہ اور آمادہ پیکار ہوئے۔ اس لیئے کہ اللہ کے گھر
کا نام نہ لیا جائے۔ اس زیادتی کی کوئی حد نہ تھی۔ مگر اب بھی اونہون نے ضبط سے کام لیا
گو بہ ذلت و خواری گوارا کی۔ مگر خونریزی پر کمر نہ باندھی۔ صلح کی۔ اور مشرکین سے یہ عہد لیا
سال آیندہ حج کی اجازت دیدیجائے گی۔ اور تین دن کے لیئے مکہ خالی کر دیا جائے گا۔ اپنے
احساس کو دبا کر واپس چلے گئے۔ انصاف کرو۔ کیا یہ مذہبی ضبط و صبر کی انتہا نہ ہو چکی تھی
دو برس ظلم و ستم نہین سہا۔ انیس بیس برس صبر و تحمل کا پتھر چھاتی پر رکھے رہے۔ اور
اتنی بڑی تھی جس مین اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا۔ کہ قسی القلب عقل کے اندھے ...
مارے مشرک اپنی بدکرداریون سے باز آنیوالے نہین ہین۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائین گے
یہ اپنی عادت سے نہ ہٹین گے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد ہی قرائن و شواہد سے یہی معلوم
کہ آیندہ بھی مشرکین مکہ مسلمانون کو حج نہ کرنے دین گے۔ اب صرف یہی دو صورتین رہ گ...
یا تو یہ کہ مسلمان اپنے دین سے دست بردار ہو جائین۔ یا یہ کہ مشرکین لڑین۔ اور عہد و پیمان
نہ کرین۔ تو مسلمان اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جانین دیدین۔ لیکن دین سے منہ نہ موڑ...
کی پہلی صورت تو کسی طرح بھی قابل عمل نہ تھی۔ کیونکہ ممکن تھا کہ مسلمان اسلام کو حق ...
صرف مشرکین کے ڈر سے اپنی جان بچانے کی خاطر اسلام کو چھوڑ بیٹھین۔ اس لیئے کہ ...
مین دنیا دین کے مقابلہ مین کوئی وقعت ہی نہین رہتی۔ اور نہین ہو سکتا کہ ...
حق سمجھتا ہوا دین کو دنیا پر قربان کر دے۔ نہین کر سکتا۔ اور کبھی کسی دیندار نے
پر قربان نہین کیا۔ غرضکہ مسلمانون پر دین کی حفاظت کے لیئے جان دینا ...
جان دینے کی دو صورتین تھین۔ ایک یہ کہ سارے مسلمان ...
اور ہاتھ نہ ہلائین۔ گویا اپنے ہی دین کی ...

Marfat.com

...کرین۔ اور اپنے ایمان کی اور دین کی ہستی کی حفاظت کرین۔ اگر مسلمان ...صورت اختیار کرتے۔ یا اون کو پہلی صورت اختیار کرنے کا ...تا۔ تو اب سب وہ سفیہ ہوتے۔ اور ایسا حکم سفیہانہ حکم ہوتا۔ کیونکہ حق کی خاطر مظلومانہ جان دینا اوسیوقت پسندیدۂ عقل ہو سکتا ہے۔ جب کہ حق کے ناصر و مددگار موجود نہ ہون۔ جب کہ ناصر و مددگار موجود ہون یا مخالف کی مزاحمت کی طاقت حاصل ہو۔ اوس وقت خوشی سے اپنا گلا کٹوانا سفیہانہ فعل ہے۔ نہ عاقلانہ۔ اُسے حماقت و سبکسری کہین گے۔ نہ صبر و تحمل۔ اسی لیے اسلام نے مسلمانون کو اس طریق پر کاربند ہونے کا حکم نہین دیا۔ اور اگر حکم دیتا۔ تو اس کے سوا اور کچھ نتیجہ نہ تھا کہ مسلمانون کے ساتھ ہی اسلام بھی مشرکین کے ہاتھ سے ذبح ہو جاتا۔ اور دنیا مین کہین اوس کا نام و نشان نہ رہتا۔ اور مسلمان سفیہ کہلاتے کہ طاقت کے باوجود اونہون نے مقاومت نہ کی۔ اب صرف یہی صورت باقی رہ گئی کہ اسلام حکم دیتا کہ مشرکین لڑین۔ تو تم بھی اون سے لڑو۔ مگر ظلم و زیادتی نہ کرو۔ چنانچہ اس نے یہی حکم دیا۔ اور مسلمانون نے یہی کیا۔ جس سے اپنے دین کو مشرکین کے بے پناہ حملون سے بچا لیا۔ اب کوئی بتلائے کہ اگر اسلام کا یہ حکم ظالمانہ و وحشیانہ تھا۔ تو پھر عاقلانہ منصفانہ کیا حکم ہو سکتا تھا۔ اور ایسی صورت پیش آجانے پر اب کیا ہو سکتا ہے۔ رحم و صبر مین مدعیانہ ...کرنے والے معاملہ نافہم عیسائی کہین گے۔ کہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ مگر پھر بھی سچے مذہب کا صبر و تحمل اس سے زیادہ ہونا چاہیے۔ سچے مذہب مین اتنا رحم تو ہو سر کٹوا دے۔ اور قاتل کو دعائین دیتا ہے۔ سولی پر چڑھ جائے۔ مگر انتقام کے درپے نہ ہو۔ جو حق ہے وہ آپ بالا ہو کر رہے گا۔ وہ کسی کے دبائے دب نہین سکتا۔ مگر ہم اپنے ان نامہربان دوستون سے پوچھتے ہین۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو مثال پیش کیجیے۔ اور کیا ایسا کرنا عاقلانہ فعل ہو گا؟ وہ کہین گے ممکن ہے۔ اور نہ صرف ممکن بلکہ مسیح نے کر دکھایا۔ اور نہ صرف مسیح نے بلکہ اوس کے ماننے والے ...قدیسیون نے بھی۔ لیکن نہین۔ یہ غلط ہے۔

ہم بھی جانتے ہین کہ عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح اپنے دشمنون کے ہاتھ سے مصلوب ہوئے اور ...نے بھی قاتلون کو دعا دیتے ہوئے اپنی جان دی۔ اور نہ صرف مسیح اور عیسائیون نے ...دنیا کے نیک بندون نے بھی۔ مگر سخت مجبور و مظلوم اور ناقابل مدافعت ہونے ...کی جان خطرہ مین پڑی۔ اور آزمائش کا وقت آیا۔ تو اون کو سامنے ...جان قربان کر دین۔ کوئی تیسرا پہلو

سامنے تین صورتین تھین۔ یعنی وہ مقاومت ...
کی توقع تھی۔ مسیح نے مجبور ہو کر وہ صورت اختیار کی جس سے حفظ ...
نے وہ صورت جس مین حفظ حق وحفظ جان دونون کی توقع تھی۔ مسیح ...
حق پر قربان نہ کر دیتے۔ تو اور کیا کرتے؟ اور کیونکر حق کو بچاتے؟ اعوان وانصار ...
تھے۔ اور دشمن یہود کی ساری قوم اور سلطنت تھی۔ مدت العمر مین آپ کو بارہ حواری ملے
ایسے ضعیف اور ڈھلمل یقین جنہین مومن کہتے ہوئے بھی تامل ہوتا ہے۔ کیا اس سے بھی ...
ضعف ایمان ہوسکتا ہے۔ کہ شاگرد خاص ہوکر استاد کو دشمنون کے ہاتھ بیچے۔ ...
تین دفعہ استاد کا انکار کرے۔ پھر کس برتے پر مسیح یہود اور سلطنت کی مقاومت کرسکتے تھے
مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اور حفظ حق فرض تھا۔ اس لیئے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالا۔ مگر حق کو
نہ آنے دی۔ اور پیغمبر اسلام کو چونکہ ہدایت وارشاد کے بیس برس مین ہزارون جان نثار
ایمان ملے۔ اور دشمن کی مقاومت کی طاقت حاصل ہوئی۔ اسلیئے اونہون نے بالآخر مسیح کی ...
مظلومانہ حق کی حفاظت نہین کی۔ بلکہ قادرانہ حفاظت کی۔ اگر آپ مقاومت کی طاقت رکھنے
باوجود خود مشرکین سے اپنا اور اپنی اُمت کا گلا کٹوا لیتے۔ تو آپ کا یہ فعل اسیطرح ناقابل
اور دوراز عقل ہوتا۔ جیسا کہ مسیح کا بارہ ضعیف الایمان حواریون کے زور کے بھروسہ پر
سلطنت سے لڑائی شروع کرنا۔ مسیح نے وہ کیا جو اون کے مناسب حال تھا۔ اور پیغمبر اسلام نے
آپکے مناسب۔ نہ یہ قابل گرفت ہے۔ نہ وہ قابل ملامت۔ بلکہ اگر پیغمبر اسلام مسیح کی جگہہ ہوتے
کرتے جو مسیح نے کیا۔ اور اگر مسیح پیغمبر اسلام کی جگہہ ہوتے۔ تو وہی کرتے۔ جو پیغمبر اسلام نے
زنہار مشرکون کے ہاتھ سے اپنا گلا نہ کٹواتے۔ اون کے ظلم کی مدافعت کرتے۔ اور مقاومت
یہ خود اون کے کلام سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اگر قدرت رکھتے ہوتے تو یون بیچارگی ...
کے حوالہ نہ کرتے۔ بلکہ ناحق کوش دشمنون کو پامال کرواتے۔ چنانچہ لوقا کی انجیل مین ...
"میرے دشمن ہین وہ لوگ جو مجھے اپنے اوپر حکمرانی کرتا ہوا نہین چاہتے۔ اون کو
میرے قدمون کے نیچے ذبح کرڈالو" خیال تو کرو کہ جو شخص ...
دیکھتا۔ اور زبان سے یہ کہتا ہو۔ وہ ...

Marfat.com

[illegible] انتقام نہ لے سکا۔ تو اب یہ کہنا کہ مسیح
[illegible] دل مین انتقام کا خیال بھی نہین آیا۔ ادعاء محض ہے۔ اور ان کی مجبوری
[illegible] معنوی فائدہ اوٹھاتا نہین۔ تو اور کیا ہے؟ پھر اگر پیغمبر اسلام نے بحکم خداوندی
[illegible] جنگ کی۔ اور وہ بھی ایسی حالت مین کہ وہ خود بادی ہوے۔ تو کیون باعث استعجاب
[illegible] اسلام کو خونی مذہب کہکر ناحق کوشی کی داد دیجاتی ہے۔ کیون کہا جاتا ہے کہ اسلام
[illegible] پھیلا۔ کیا مشرکین مکہ کی بیحد وشمار زیادتیان۔ اور اسلام اور مسلمانون کے مٹانے کی
[illegible] کوششین کرنا (جو پہلے بیان ہوئین) اور کسیطرح اون سے باز نہ آنا فرائض مذہب کی بجاآوری
[illegible] سد راہ ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے موجّہ اور معقول اسباب نہ تھے۔ کہ مسلمان ان سے انتقام لینے پر
[illegible] ہون۔ اور خدا یتعالیٰ ان کو انتقام لینے کا حکم دیتا۔ کیا اس قدر زیادتیون کے بعد بھی حکم
[illegible] کو یون مقید کرنا انتہاے رحم وعدالت نہین ہے۔ کہ دین کے لیئے اور راہ خدا مین انہین
[illegible] جو تم سے لڑتے ہین۔ اور خبردار کوئی زیادتی نہ کرو۔ مجھے زیادتی اور زیادتی کرنے والے محبوب
[illegible] ہین۔ اور جب وہ سب فتنہ وفساد جنگ وجدال سے باز آجائین یا جو جنگ سے کنارہ کرین
[illegible] ہم نہین سمجھ سکتے کہ مشرکین جیسے دشمنان حق اور دشمنان اسلام کے حق مین
[illegible] اپنی ہی کنے مین کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی ہو۔ اس سے زیادہ بھی کوئی نرم اور رحم وعدالت کا
[illegible] سکتا ہے۔ کیا یہ صریح ہٹ دھرمی نہین۔ کہ عیسائی موسیٰ ویہود کو تو مورد طعن نہ بنائین جو
[illegible] موجودہ کی قومون سے صرف اس لیئے لڑنے جائین۔ یا آمادہ ہون۔ کہ اپنے آبائی ملک پر قبضہ
[illegible] حالانکہ ان کے ابا واجداد کے از خود ہجرت کر آنے کی وجہ سے اوس سرزمین پر یہود کا کوئی
[illegible] حق باقی نہ رہا تھا اور مسلمان اور پیغمبر اسلام اپنے وطن کو فتح کرین۔ اور اپنے دشمنون سے
[illegible] طرف سے اقدام ہونے کی حالت مین لڑین۔ جنہون نے طرح طرح کی ناقابل برداشت
[illegible] دے کر وطن سے بیوطن خانمان سے بے خانمان کیا۔ اور غربت مین بھی پیچھا نہ چھوڑا
[illegible] سہام ملامت کا ہدف بنائین۔ اور کہین کہ اسلام تلوار کے زور سے قائم ہوا۔ اور پھیلا۔
[illegible] سفاک وخونریز تھا۔ اور ظلم سے اس نے اپنا دین پھیلایا۔ حالانکہ قبل اس کے کہ مسلمان
[illegible] اسلام [illegible] کی بہترین تعداد پیدا اور ہزارون کے دل مین
[illegible] وسعت نہ پاسکی۔ جب تک کہ تلوار اس کے

Marfat.com

مشرکین سے لڑنے کا حکم دیا تھا اور وہ بھی شہر حرام اور ...
زمانہ حج مین تھا اور اب حج کے لیئے قرار داد سابقہ کے موافق مسلمان عمرۃ القضا ادا کرنے
والے تھے۔ اور چونکہ مسلمان شہور حرام وحرم مین جنگ و پیکار کرنے سے کارہ تھے۔ خدا نے
آیہ الشہر الحرام ........ سے شہور حرام وحرم مین حکم قتال کی علت بیان فرمائی تا کہ مسلما
کے دلون مین جو اکراہ شہور حرام وحرم مین قتال کی نسبت ہے۔ وہ زائل ہو جائے۔ اور آیندہ
اکراہ کا کوئی برا اثر اسلام اور مسلمانون پر نہ پڑنے پائے۔
مطلب الشہر الحرام بالشہر الحرام ..... الخ کا مفسرون نے یہ لکھا ہے کہ حرمتین بھی قابل ...
ومساوات ہین۔ جب مشرکین نے شہر حرام کی حرمت کی ہتک کی تو قصاص واجب ہوا یعنی مسلمانون
کو بھی برابر کا بدلا لینا چاہیئے۔ اور چونکہ مسلمانون کو مجبوراً شہور حرام اور حرم اور احرام کی حالت
مین مشرکین سے لڑائی پیش آنے کا احتمال تھا اور اوس مین نہ صرف شہر حرام کی حرمت کا ہتک
ہوتا تھا۔ بلکہ احرام وحرم کا بھی۔ اسلیئے خدا تعالیٰ نے فرمایا والحرمات قصاص۔ یعنی شہر حرام
کی حرمت مین قصاص نہین ہے بلکہ ہر طرح کی حرمت مین قصاص ہے۔ اگر مشرکین شہر حرام
تم سے لڑین تم بھی اون سے بطور قصاص شہر حرام مین لڑو۔ وہ اگر تم سے حرم مین لڑین
اون سے حرم مین لڑو۔ تمہارا یہ فعل قصاص ومعدلت پر مبنی ہوگا۔ نہ زیادتی وعدوان
قصاص وانصاف محمود ہے۔ نہ مذموم۔ مذموم ہے زیادتی وعدوان۔ سو خبردار۔ اس کے
نہ ہونا۔ بلکہ جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے تم بھی اون کے ساتھ بالمثل سلوک کرنا اور اس
آگے قدم نہ بڑہانا۔ اور خدا سے ڈرتے رہنا۔ اللہ انہین کے ساتھ ہے۔ جو اس سے ڈرتے ہین
حالت مین اندازہ واجب سے تجاوز نہین کرتے۔ فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا ...
ما اعتدیٰ علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔
مذکورہ بالا آیت مین عدل ومساوات کی تعلیم ہے۔ یعنی اسلام بتاتا ہے کہ خود عدل ...
پر قائم رہو۔ اور جو عدل ومساوات کو درہم برہم کرین اون سے لڑو۔ یہان تک کہ ...
مساوات پر آجائین۔ کون نہین جانتا کہ عدل ومساوات قصر تمدن کے ... و ...
ہون۔ نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ قوی ضعیفون کو کھا جائین

[illegible] اور عیسائیت کی بیجا منبہ داری سے
ذرا سوچئے کہ کیا فطرۃً یہ ممکن بھی ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا گال اوس کے سامنے کر دیا جائے۔ اور مدافعت کی طاقت ہوتے ہوئے ظلم سہکر تحمل کا ثبوت دیا جائے اور فرض کر لو کہ ممکن بھی ہے۔ لیکن کیا یہ بھی ممکن ہے کہ دفعۃً ساری دنیا اسی منش اور طبیعت کی ہو جائے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ تو پھر کیا بنی آدم کا اس سے پہلے دنیا ہی سے خاتمہ نہ ہو جائے گا۔ کہ سارے کے سارے ایسے بن سکیں۔ خود عیسائی ہی بتائیں۔ کہ اونہوں نے اپنے اس زرین اصول پر کہاں تک عمل کیا۔ اور کیا نتیجہ پایا۔ اسلام نہیں کہتا کہ تحمل و رحم سے کام نہ لو وہ جیسے ظلم و زیادتی کے تدارک کا حکم دیتا ہے۔ رحم و تحمل کو بھی ضروری ٹھہراتا ہے۔ اور یہی ہونا بھی چاہیئے۔ "ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد"۔ نہ یہ کہ موقعہ ہو یا نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نکلے یا برا۔ رحم و تحمل ہی سے کام لیئے جاؤ اور مسیح کی بھٹکی ہوئی بھیڑ کی طرح سر جھکائے رہو۔

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ...... الخ پہلی آیتوں میں خدا تعالی نے مشرکین سے لڑنے اور حفظ دین کے لیئے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اور اس آیت میں اسباب جہاد کے مہیا کرنے کے لیئے مال خرچ کرنے کو فرمایا۔ اور خرچ نہ کرنے کا نتیجہ بتایا۔ اگرچہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے۔ جو تمام مصالح دینیہ و دنیویہ از قبیل حج و عمرہ۔ تجہیز لشکر و صلہ رحم و صدقہ خیرہ وغیرہ سبھی کو شامل ہے۔ لیکن سیاق کلام نے اوس کو یہاں خاص کر دیا ہے۔ اور انفقوا فی سبیل اللہ کے معنی یہ ہو گئے۔ کہ مسلمانوں تم کو مشرکین جفاکیش سے اپنے دین کی حفاظت و حمایت کے لیئے لڑنا ہے لیکن تم نہیں لڑ سکتے۔ جب تک کہ لڑائی کا پورا سامان نہ کر لو۔ کافی مقدار میں گھوڑے اور ہتھیار۔ علف و آذوقہ تمہارے پاس نہ ہو۔ اور یہ سامان اسی وقت مہیا ہو سکتا ہے۔ کہ تم راہ خدا میں مال خرچ کرو۔

ابی عمران اسلم نے بروایت ابوایوب انصاری بیان کیا ہے۔ کہ ابوایوب نے کہا کہ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس لیئے کہ جب گروہ انصار نے دیکھا کہ اللہ نے اسلام کو عزت دی۔ اور اوس کے ناصر و مددگار بڑھ گئے۔ تو بعض نے بعض سے کہا کہ ہمارے مال ضائع ہو گیئے۔ اور اسلام عزت دے چکا اگر اب بھی ہم اپنے مالوں کو روک لیں۔ تو جو کچھ ضائع ہو چکا ہے۔ اوسکی اصلاح و تلافی کر سکتے ہیں۔ [illegible] ہوئی۔ اور اودھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرما کر ہم کو انفاق فی سبیل اللہ [illegible] کے تلافی کرنے کی فکر میں پڑ کر جہاد و اسباب

کہ راہ خدا مین مال خرچ کرکے دین کی ...
جانون کو ہلاکت مین ڈالوگے۔
اس آیت سے ایک عجیب نکتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دین کی حمایت ...
وہ خطرہ مین ہو۔ اور دشمنانِ دین دین اور دینداروں کو معدوم اور پامال کرنا ...
قتال فرض ہے۔ ویسے ہی مال کا خرچ کرنا بھی مسلمانون پر واجب ہے۔ تاکہ مدافعت کا حق ...
برادا ہوسکے۔ اور دین دشمنانِ دین کی زد سے بچ جائے۔ اور یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مدافعت کے ...
سازوسامان اور مصالح وضروریات کے تہیہ کے بغیر خطرہ مین نہ پڑنا چاہیئے۔ اور ضمناً یہ ...
اصول بھی کہ کسی فرد یا جماعت کو جان بوجھ کر اپنے آپ کو ایسے خطرہ مین نہ ڈالنا چاہیئے جس سے
عہدہ برآ ہونے کی وہ طاقت نہین رکھتی۔ عام اس سے کہ معاملہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی۔ اس کا مطلب
یہ نہین ہے کہ مثلاً اگر ایک مسلمان کو ایک زبردست طاقت اسلام سے انکار کرنے پر مجبور کرے
چونکہ وہ اوس طاقت سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا اسلیئے اسلام ہی سے انکار کردینا چاہیئے۔ نہین
اسلام اور اعلائے ایمان کے شان کے خلاف ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ زور کی کمزوری سے مقاومت
اور جہاد وقتال پر آمادہ نہ ہو۔ اس لیئے کہ ایسا کرنا اپنے ہاتھون اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا ...
ہے کہ مدافعت سے دست بردار ہوکر حق کی خاطر مظلومانہ جوروظلم سہتے سہتے مخلصی ہوجائے ...
سے الگ اور دور ہوجانے کی کوئی تدبیر نکل آئے۔ یا خدا اون کے دلون مین کچھ رحم ڈالدے ...
وہ اُس کے جان وایمان کے خواہان نہین۔ اور دونون بچ جائین۔ حکم شریعت بھی یہی ہے ...
بھی یہی۔ کہ جہان تک ہوسکے۔ ایمان اور جان دونون کو بچایا جائے۔ اور جب ایمان بچتا ...
تو پھر جان ایمان پر قربان کردے۔ اور ایمان کو آنچ نہ آنے دے۔ مگر جان دینے کی ...
ہین۔ اوّل یہ کہ باہمہ کمزوری زبردست طاقت کے مقابلہ مین آجائے۔ یا مظلومانہ جان ...
صورت بے بس کو اختیار نہ کرنی چاہیئے۔ اس لیئے کہ حمایت ومدافعت شرعاً وعقلاً مشروط ...
سے۔ جب شرط ہی گم ہے۔ تو پھر مشروط بھی واجب الادا نہین ہوسکتا۔ اس کے علاوہ ...
ومدافعت کا اثر نہ اصل حق پر ہوتا ہے۔ اور نہ حق کا اثر دوسرون ...
اس کے مظلومانہ مارے جانے کا اثر ہوتا ہے۔ اور دشمنون کے ...
... کر جاتی ...

[illegible] زبردست دشمن سے جٹ جانا
[illegible] مخالفت کرتا ہے اور اوسکی سزا یہ ہے کہ ہلاک و تباہ ہو۔

[illegible] مسلمان سنہ ۱۰ ہجری تک اتنی طاقت پیدا کر چکے تھے۔ کہ دشمنانِ دین سے نپٹ سکین۔ [illegible] نے ان کو جہاد اور جہاد کی تیاری مین مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اس لیئے کہ جہاد کی تیاری [illegible] اگر وہ مال سے دریغ کرتے۔ تو مدافعت کا پورا سامان نہ ہو سکتا جس کی وجہ سے ضعیف و کمزور [illegible] تھا اور اون کے دشمن جو ہر طرح مستعد و تیار تھے۔ اون پر غالب آتے۔ خود بھی ہلاک ہوتے [illegible] کا بھی کہین نام و نشان نہ ہوتا۔ اور آج ایک مسلمان نہ پایا جاتا۔ اگرچہ انصار مین سے [illegible] کی طبیعتین بخل کی طرف مائل ہوئین۔ لیکن وحی سے فوراً متنبہ ہو گئے۔ اور طبیعت کے خلاف دین [illegible] نصرت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور مشرکین کی نہ صرف گردنین جھکین بلکہ [illegible] توحید کو یون درخشان دیکھ کر کفر و شرک کی اندھیری بھی مبدل بضیا ہو گئی۔

اسلام کے لیئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔ جان و مال دونون ملکر ہی اس کی ہستی کو خطرے سے بچا سکتے تھے۔ مگر اُس وقت کے مُسلمان بھی سچے مُسلمان تھے۔ اونھون نے جانین لڑا دین۔ مال قربان کر دیا۔ [illegible] اسلام کو آنچ نہ آنے دی۔ وہ تھوڑے سے تھے۔ مگر حق نے اون مین وہ زور پیدا کر دیا تھا۔ کہ بہتون پر [illegible] ہو گئے۔ اور دنیا کے بڑے حصہ مین اون کی اس حمایت سے اسلام کا جھنڈا گڑ گیا۔ اور دنیا [illegible] مذاہب اسلام کی آب و تاب کو دیکھ کر اوس کی طرف کھنچنے لگے۔ کچھ مدت تک اسلام کی شوکت بڑھتی [illegible] گئی۔ لیکن جب مُسلمانون کی حالت بدلنی شروع ہوئی لیکن وقت اسلام کی صورت بھی بگڑنے لگی۔ یہانتک [illegible] اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہی مذاہب و ادیان جو کبھی اسلام اور مُسلمانون کے سامنے سے اسی طرح [illegible] تھے۔ جیسے آفتاب سے تاریکی۔ سب اسلام پر امنڈ آئے ہین۔ ہر چہار طرف سے حملے ہو رہے ہین۔ [illegible] کی کوششین۔ مگر نہین ہین اب وہ مسلمان اور اسلام کے وہ ناصر و مددگار۔ جن کی غیرتین [illegible] جہاد کے آنے سے قبل سالِ حدیبیہ مین جوش مین آ گئین۔ صلح کو ذلت سمجھا۔ اور دشمنانِ حق کے [illegible] پیر ہوتے ہوتے بہزار مشکل رُکے۔ مگر سال آیندہ نہ رکے پر نہ رکے۔ اب بھی اسلام پر وہی وقت [illegible] زبان حال سے نصرت و امداد کی دہائی دے رہا ہے۔ اوس وقت چند ہزار مُسلمان تھے [illegible] فدائی اور فخر اسلام تھے آج کروڑون مسلمان ہین۔ لیکن اون مین سو پچاس بھی [illegible] ناصر و مددگار نہین [illegible] مسلمان ہین۔ مگر ننگِ اسلام ہین۔ اسلام کو خطرہ [illegible] آتی ہے حالانکہ اب نہ جان جوکھون کا

کام ہے۔ تیغ وسنان اور توپ و تفنگ ...

کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی۔ حق و ناحق کی جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ ایسا نہیں ...

جو پہلو تہی ہے۔ اب اسلام اور مسلمانون پر دشمن نہ تلوار چلاتے ہین۔ نہ توپ و بندوق۔ نہ زمین پر

خون کا قطرہ نہین گرنے پاتا۔ مگر اسلام کا خون ہو رہا ہے۔ کیون؟ اس لیئے کہ دشمنون کی طرف

زور اور اسلحہ کی جنگ و جدال نہین۔ امن و امان کا زمانہ ہے۔ معنوی و علمی جنگ ہے۔ دشمن کی طرف

پے در پے حملہ اور تابڑ توڑ وار ہو رہے ہین۔ اور مسلمان کٹ کٹ کر میدان ارتداد مین گر کے جہنم رسید

ہوتے جاتے ہین۔ مگر اون کے اور بھائیون کو خبر تک نہین کہ اسلام اور مسلمانون کے ساتھ کیا ہو رہا ہے

جو با خبر ہین۔ وہ بھی غیرت و حمیت کو خیر باد کہکر غفلت کی نیند سو رہے ہین۔ کچھ بے سروسامان جرات

کرنے والے ہین۔ جو جنگ اور مقابلہ کے ساز وسامان کے بغیر دشمن سے ٹکر لینا چاہتے ہین۔ اور اپنی سابق

عظمت کے گھمنڈ مین یہی تصور کر رہے ہین۔ کہ ہم دشمن سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت رکھتے ہین مگر

یہ خیال غلط ہے۔ اور تخمینہ نادرست۔ جو یہ نہین جانتا کہ دشمن کن کن اسلحہ سے کام لے رہا ہے۔ اور اس کا

طریقۂ جنگ کیا ہے۔ وہ کتنا ہی شہزور کیون نہ ہو۔ تاب مقاومت نہین لاسکتا۔ اور نہین لا سکتا۔ کیا

اسلام کی توحید عرب کے شرک پر بھاری نہ تھی۔ تھی اور ضرور تھی۔ لیکن جب تک توحید تنہا رہی سامان

شرک کے ساتھ اسلحہ کفار۔ توحید کو وہ فروغ نہ ہوا۔ جو سلاح مدافعت ساتھ لینے کے بعد ہوا۔ حالانکہ

تائید آلہی اوس کے ساتھ تھی۔ اور نبوت کا روحانی زور اوس کا مددگار۔ جب تک ہزارون مسلمانون

نے اپنے جان و مال کو اسلام پر قربان نہ کر دیا خطرہ سے اوسکی مخلصی نہین ہوئی۔ اب بھی اسی

بات کی ضرورت ہے۔ کہ مسلمان متفقانہ کوشش کرین۔ جان کے بدلے مین اللہ اور اللہ کے دین کے لیے

کچھ مال خرچ کرین۔ اور تیغ و سنان سے مسلح ہونے کی جگہ علم کے اسلحہ سے آراستہ ہون۔ مین نہین

کہتا کہ ہمارے علماء علم نہین رکھتے۔ رکھتے ہین۔ مگر اپنے دین کا یا آپس ہی مین لڑنے جھگڑنے کا

اسلام کے دین و اعتقاد کا۔ حالانکہ دشمنون کے زیر کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ جو مذہبی ہین

مذہب سے پوری واقفیت ہو۔ اور جو لا مذہب ہین۔ اون کے خیالات کا علم ہو۔ اور ...

ایک حد تک دستگاہ۔ جن کی وجہ سے اون کے موجودہ خیالات قائم ہوئے۔ میں یا ور نہین کر

علم مسلمان تو ایک طرف رہے۔ زبردست علماء بھی یہ ضروریات جنگ اپنے ساتھ رکھتے

کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ جو کوئی بھی خلیج ابلیع ہو کر غور کرے ...

کہ بغیر مذکورہ بالا ساز وسامان کے علماء ...

Marfat.com

Marfat.com

پیدا ہونے والے اعتراضات کا بھی خاطر خواہ
اور ان لیکن یہ صرف مدافعت ہوئی جس سے اغلب الوجوہ دشمن کا کچھ بگاڑ نہ
اون کے وار خالی گئے۔ کوئی دلیر اس سے ہمت نہین ہار سکتا۔ اس لیئے ضروری ہے۔ کہ
کے ساتھ ساتھ اقدام بھی ہو۔ ہر چیز کے کمال کے لیئے دو قوتون کی ضرورت ہے۔ اوّل وہ کہ
کی مزاحمت کرے اور ضعف نہ آنے دے۔ دوسرے وہ کہ آگے بڑھے اور خود مزید طاقت حاصل کرکے دوسرے کو کمزور بنائے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مدافعت کی
طاقت علماء مین موجود ہے۔ تو اس سے خود علماء کو بھی انکار نہ ہوگا۔ کہ دشمن کے قلب مین گھس جانے
کی طاقت ان مین موجود نہین ہے۔ اور جب تک یہ قوت نہ پیدا ہو۔ اسلام نرغہ اعداء سے نہین
چھوٹ سکتا۔ اور چونکہ مسلمانون مین اسلام اور سچا اسلام باقی بھی بہت کم رہگیا ہے۔ اور اس کا اثر
عام مسلمانون کے دلون پر نہایت ہلکا ہے۔ اس لیئے اندیشہ ہے۔ کہ اون کا اسلام دشمنون کے حملون کی
تاب زیادہ نہ لاسکے۔ اور وامصیبتاہ کہتا ہوا اون سے جدا نہ ہو جائے۔ جس کا آغاز ہو گیا ہے۔

لیکن بطریق امکان اور اپنی تنگی معلومات کی بناء پر یہ بھی مانتا ہون کہ ممکن ہے کچھ لوگ ایسے
بھی موجود ہون۔ جو نہ صرف اسلام کے سامنے سے دشمنون کے ہٹا دینے کی طاقت رکھتے ہون بلکہ
اون مین یہ بھی قوت ہو کہ قلب دشمن تک پہونچ کر اوس کے شیرازۂ نظام کو اس قدر درہم برہم
کر دین سکے اسے بالآخر سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہے۔ لیکن وہ ابھی تک نہ دشمن
کے سامنے آئے۔ اور نہ امید ہے کہ جب تک من حیث القوم مسلمانون کی موجودہ غفلت و بے اعتنائی
باقی ہے۔ وہ جنگ کا ذمہ لیکر میدان مین آسکین۔ اس لیئے کہ مسلمانون پر من حیث المجموع فلاکت
و افلاس چھایا ہوا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی حاجتون مین ڈوبا ہوا ہے۔ اور کسی کو قوم کی یہ حالت
دیکھ کر یقین نہین۔ کہ اگر مین قوم کا کام کرون گا۔ تو قوم میری ذاتی ضرورتون کی (جن کو
مین قومی فرائض اپنے سر پر لیکر پورا نہین کر سکتا) کفالت کرتی رہیگی۔ صرف یہی وہ دو اصلی سبب
ہین جن کا انسداد نہ ہونے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانون کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور روز بروز
حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اور اگر یہی حال رہا تو ایک دن کم از کم ہندوستان مین اسلام
کے لالے پڑ جائین گے۔ اس لیئے کہ دشمن روز بروز زیادہ اور پر قوت ہوتے جاتے
اور اسلام کے مٹانے کی ایسی ایسی تدبیرین نکالتے ہین۔ جو مسلمانون کے خواب و خیال

[illegible] دیکھ رہے ہین۔ کہ زمانہ بزبان حال کہہ رہا اور

Marfat.com

اول یہ کہ اسی غفلت مین پڑے رہو۔ اور رفتہ رفتہ اسلام

ہاتھ دھو بیٹھو۔ اور اپنی ہستی مٹا بیٹھنے کے لیئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہاری

کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہی نہ رہا۔ تو تم بھی نہ رہو گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ

غیرت وحمیت سے کام لو۔ جو مذہبی جوش تمہارے اسلاف کا سرتاج و مایہ ناز اور باعث

ہے۔ وہ دکھاؤ۔ اور مذہبی حمایت پر کمربستہ ہو جاؤ۔ اور ہر طرح سے تیار ہو کر دشمنان

سامنے آؤ۔ اس سے نہ صرف اون کا موُنھ پھر جائے گا۔ بلکہ پاؤن بھی اکھڑ جائین گے۔ اور

قدم آگے بڑھین گے۔ دین کا آفتاب چمکتا ہوا بدلی سے باہر نکل آئے گا۔ اور اپنی ضیاء سے

پر نور کر دے گا۔

مسلمانو! اگر تم دین کی حمایت اور اپنی بھلائی چاہتے ہو۔ تو اسکی تدبیر کے لیئے تمہین زیادہ

غور وخوض اور صلاح ومشورہ کی بھی ضرورت نہین۔ اللہ تعالی نے خود بتا دیا ہے فمن اعتدی

علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم...... وانفقوا فی سبیل الله ولا

تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ یعنی جنہون نے تمہارا دین مٹانے کے لیئے تم پر زیادتی کی اور

ستایا۔ تم بھی اون سے برابر کا سلوک کرو۔ اور برابر کا سلوک کرنے کے لیئے اوس کے اسباب

بہم پہونچاؤ۔ اور اسباب ووسائل فراہم ہوتے ہین روپیہ سے۔ اس لیئے تم بھی راہ خدا مین

کرو۔ اور بخل کرکے اپنے ہاتھون اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔ اور خسر الدنیا والآخرۃ

مصداق نہ بنو۔ اگر تم انفاق فی سبیل الدین کے لیئے تیار ہو۔ تو پھر حفاظت دین کچھ مشکل نہ

جن باتون کی تم مین کمی ہے۔ اور جن کے نہ ہونے سے تم نقصان اوٹھا رہے ہو۔ اور

وضعیف ہوتا جاتا ہے۔ وہ روپیہ سے بہت جلد پوری ہو جائین گی۔ اور پھر تم دنیا پر

اب دیکھنا ہے کہ زمانہ کی اس صدا کو مسلمان کس دلی جوش سے لبیک کہتے ہین۔ اور فرائض

پر جو انہین کی بہبود کا باعث ہے۔ کس استقلال سے عمل کرتے ہین۔ مانا کہ مسلمان غریب

ابتدائے اسلام کے مسلمان بھی بہت بڑے دولتمند نہ تھے۔ وسو سے اون کو بھی استغنا

پر غالب آئے۔ موجودہ مسلمان انصار سے افضل نہین بلکہ اون کو فخر

اپنے دین کو اور اپنی ذات کو ہلاکت وتباہی سے بچا

راہ خدا مین دینے نکلو

Marfat.com

... جو صبر کرتے ہیں خدا کے دین کی حمایت

... دنیا میں اپنی آبرو رکھتے ہیں۔ اگر تھوڑے بھی ایسے نہیں ہیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا
أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا
أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ
لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ
كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٨٠﴾ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ ۚ فَمَنْ
فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا
تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ
وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٨١﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ
رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ
وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿١٨٢﴾
ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَحِيمٌ ﴿١٨٣﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ
أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ
فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿١٨٤﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٨٥﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٨٦﴾ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي
أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٨٧﴾

... خدا کے واسطے حج و عمرہ تمام کرو۔ پھر اگر تم روک لیے گئے (یا روکے جاؤ) تو جس قدر ممکن
... اور اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ پہنچ جائے پھر جو کوئی
... تکلیف ہو ... سر منڈوالے اور ... روزے رکھ کر ...

سے ملاکر فائدہ اوٹھائے۔ تو طاقت وانسان کے موافق قربانی
قربانی کا مقدور نہ رکھتا ہو۔ تو تین روزے حج مین رکھے اور سات جب
ہو) یہ پورے دس روزے ہوگئے۔ یہ (حکم) اوس کے لیئے ہے جس کے گھر والے مسجد الحرام کے
حاضر نہ ہون۔ اور اللہ سے ڈرو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
حج کے معلوم مہینے ہین۔ پس جو کوئی اون مہینون مین اپنے اوپر حج فرض کرلے (حج کی
نیت کرلے) تو نہ بیوی سے ہم بستر ہو نہ گناہ کرے۔ اور نہ حج مین لڑائی جھگڑا (ان پابندیون کے
تم جو کچھ بھلائی کروگے۔ اللہ اوس کو جانتا ہے۔ اور اپنے ساتھ زاد لو۔ اس لیئے کہ بہترین زاد تقوی
ہے۔ اور اے عقل والو اللہ سے ڈرو۔
یہ تم پر کچھ گناہ نہین ہے کہ اپنے رب کا فضل وکرم اثنائے حج مین تلاش کرتے رہو۔ اور جب
عرفات سے چل نکلو۔ تو مشعر الحرام کے قریب اللہ کو یاد کرو۔ اور یاد رہی جیسے کہ اوس نے تم کو ہدایت
کی ہے۔ اگرچہ تم اس سے پہلے راستہ بھولے ہوئے تھے۔
پھر جہان سے لوگ چلین تم بھی چلو۔ اور اللہ سے گناہون کی بخشش چاہو کہ اللہ بخشنے والا اور
اور جب تم اپنے مناسک (حج کے ارکان) پورے کرچکو۔ تو اللہ کو اپنے باپ داداؤن کی طرح
کرو۔ بلکہ باپ داداؤن کی یاد سے بھی زیادہ۔
پھر لوگون مین سے کوئی کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمین دنیا ہی مین دے۔ اور اس کے لیئے
آخرت مین کوئی حصہ نہین ہے۔ اور کوئی ان مین سے کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمین دنیا مین
بھلائی دے۔ اور آخرت مین بھی۔ اور ہمین عذاب سے بچا۔ انہین کے لیئے اون کی کمائی سے حصہ
اور اللہ جلد حساب کردینے والا ہے۔
اور اللہ کو گنتی کے دنون مین یاد کرو۔ پھر جو کوئی جلدی کرکے دو دن مین چلا گیا
کچھ گناہ نہین۔ اور جو کوئی دو دن سے زیادہ رہا اوس پر بھی کچھ گناہ نہین ہے۔ یہ اوس کے لیئے
اور تم اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ تم اسی کے پاس اکٹھے کیئے جاؤگے۔
تفسیر۔ مذکورہ بالا آیات قرآن مجید مین حج کے متعلق حکم جہاد کے
و جہاد تیا... دونون مین معلوم نہین ہوتی۔ لیکن ذرا سے غور کے
کہ جہاد کی فرضیت کی آخری علت ...

Marfat.com

... تھے جس کے بعد مسلمان آیندہ سال حج کرنے دینے کا
... لیکر مدینہ کو واپس آ گئے تھے۔ چونکہ اب انہین عمرہ کے لیئے جانا تہا۔ اس لیئے ضرور
... احکام حج اون کو بتائے جائین۔ لیکن چونکہ یہ بہی ظن غالب تہا۔ کہ مشرکین سالگذشتہ
... پھر سدراہ ہوکر مسلمانون کو حج نہ کرنے دین گے۔ اور یہ صریح ناقابل درگذر زیادتی ہتی اسلیئے
خدا تعالی نے مسلمانون کو حکم دیا۔ کہ دین کی حفاظت کی خاطر مشرکین سے لڑو۔ اور پھر اکثر ضروریات
حج کو بیان فرمایا۔ تاکہ مسلمان اسلامی حج کے طریقہ سے واقف ہو جائین۔ اور جاہلیت کا سا حج نہ کرین
واتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج و عمرہ بخلوص نیت اللہ کے نام پر کرو۔ اور اوس کا ادب
اب پورے طور پر بجالاؤ۔

حج عرب جاہلیت بہی کیا کرتے تھے۔ لیکن نہ حج اللہ کے لیئے۔ بلکہ اپنے شرک کی بنا پر اپنے فرضی
معبودون کے نام پر حج کرتے تھے۔ یا حج کا صرف نام ہوتا تھا۔ اور کسب و تجارت کے لیئے ایام موسم
مین مکہ مین جمع ہوتے۔ اور برائے نام الٹے سیدھے پورے ادھورے حج کے ارکان ادا کر کے الگ
ہو جاتے۔ اور کہتے کہ ہم نے حج کر لیا۔ چونکہ حج قدیم تھا۔ اور اسلام نے بہی اسے قائم رکھا تہا۔ اس لیئے
بعید نہ تھا۔ کہ مسلمان بھی مشرکین ہی کا سا حج کرنے لگ جاتے۔ اور جو غرض حج کی ہتی۔ وہ فوت ہو
... اس لیئے خدا تعالی نے مسلمانون کو ہدایت کی۔ کہ حج اچھی طرح دل لگا کر کرو۔ اور صرف اللہ کے لیئے
... اللہ کے لیئے اور تریو و ریا کے طور پر کہ ایسے حج سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ اور صرف اسی ہدایت پر
... نہ کیا۔ بلکہ حج کے ادب آداب اور مناسک (ارکان بہی) بیان کیئے (جو آگے آتے ہین) تاکہ مسلمان
... حج پر قادر ہو سکین۔ اور اس لیئے بہی کہ مشرکین نے ارکان حج مین جو ناواجب باتین داخل
... ہین مسلمان اون کے مرتکب نہ ہون۔

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے لیئے حج کرو۔ مگر افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان اس حکم کی تعمیل
... ریاکارانہ حج کرتے ہین تاکہ حاجی کہلائین۔ اور فخر و مباہات کے طور پر یا ایمانداری
... کے لیئے اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھا کرین۔ تاکہ سادہ لوح جال مین پھنس سکین۔ ایسے ریا کار
... حج سے کچھ فائدہ نہین پا سکتے۔ بلکہ اُلٹے مواخذہ مین گرفتار ہوتے ہین۔

... فرض یا سنت ہونے کے بارہ مین علماء امت کا اختلاف ہے۔ جو لوگ فرضیت کے قائل
... امت ... کرتے ہین۔ لیکن کثرت رائے اس طرف ہے۔ کہ فرض نہین۔ اور مقتضائے
... سنت ... مین ... نہین ہوئی بلکہ اُنہین

اتمام حج کا حکم آیا ہے۔ اور خطاب ہوا ہے لوگوں ...

سے عمرہ کی فرضیت پر کیونکر استدلال کیا جا سکتا ہے سنت ...

(غیر فرض) یا تطوع ہونا ثابت ہے۔ اور ان دونوں مذہبوں میں سے وجوب کا ... نفل ہے

معلوم ہوتا ہے۔

فان احصرتم ..... من الھدی۔ احصار کے معنی لغت میں حبس و منع ہیں۔ اور

احصرتم فاذا امنتم کے مقابلہ میں آیا ہے۔ اس لیئے یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم

حج کے مناسک تمام کرنے سے بزور روک دیں۔ تو تم سے جو قربانی ممکن ہو کر دو۔ فریضہ حج تم سے سا...

احصار سے حج کی فرضیت کے ساقط ہو جانے میں تو امت کو اتفاق ہے۔ لیکن اس میں ...

کہ آیا عمرہ واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ بعض ائمہ وجوب کے قائل ہیں۔ اور بعض عدم وجوب کے۔

ولا تحلقوا رؤسکم ..... محلہ احرام باندھنے سے مسلمان حج میں داخل ہو جاتا

سر منڈوانے یا بال کتروانے سے حج سے خارج ہوتا ہے۔ جیسے احرام کے مقابلہ میں احلال

ہیں۔ اسلیئے آیہ مذکورہ میں حلق الراس سے احلال ہی مراد ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے

کہ قربانی کے جانور اس جگہ پہونچیں۔ جہاں ان کا ذبح کرنا حلال ہے۔ احرام والو

کو حج سے باہر نہ ہونا چاہیئے۔

اس امر میں بھی علمائے امت کا اختلاف ہے کہ بحالت احصار محل ذبح کیا ہے۔ بعض

ہے کہ جہاں حاجیوں کو روک دیا جائے وہی محل ذبح ہے اس لیئے آنحضرت صلے اللہ ...

سال حدیبیہ میں قربانیوں کو وہیں ذبح کرا دیا تھا۔ جہاں مسلمان آگے بڑھنے سے روکے

تھے۔ جیسا کہ قوی روایتوں سے ثابت ہے۔ اور بعض کا مسلک یہ ہے کہ احصار کی حالت ...

کو اپنی قربانی کے جانور کعبہ یا کم از کم حرم کے نزدیک بھیجدینے چاہیئیں۔ اس ...

کعبہ ہے۔ کما جاء فی القرآن الکریم ثم محلھا الی البیت العتیق۔ اس میں ...

کعبۃ اللہ ہے۔ لیکن احصار کی حالت میں جب کہ مسلمان کعبہ تک نہ پہونچ سکے ہوں

کا وہاں تک پہونچانا اور پھر یہ اٹکل لگا کر کہ جانور محل میں پہونچ چکے ہوں ...

متعذر بلکہ اکثر صورتوں میں محال ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ...

تکلیف دے۔ ہاں اگر احصار کی حالت میں قربانی ...

Marfat.com

...بعد سر منڈوا سکتا ہے فائدہ ہوتا ہو یا

... باعث ایذا و تکلیف ہو۔ یا سر مین کوئی پھوڑا وغیرہ تو محرم قبل اس کے کہ ہدی کے ... کو پہونچین۔ سر منڈوا سکتا ہے لیکن اس حالت مین اس کو روزے رکھ کر یا صدقہ دیکر ... کر کے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ روزے رکھے تو تین رکھے۔ اور صدقہ دے تو ۱۶ رطل چھ فقیرون ... تقسیم کر دے۔ اور قربانی کرے تو قربانی کے جس جانور کا مقدور ہو اوس کی قربانی کر دے۔

فاذا امنتم..... من الهدی عطف ہے۔ فان احصرتم پر مطلب یہ ہے کہ جب احصار جاتا رہے۔ اور دشمن کا خوف نہ رہے۔ اور تم مین سے کوئی عمرہ ادا کر کے احلال کرے۔ یعنی محظورات حج سے متمتع ہونے لگے۔ اور حج آیندہ تک مکہ مین اس لیئے ٹھہرا رہے کہ مکہ ہی سے حج کرے۔ تو اوس کو اپنے مقدور کے موافق قربانی کرنا چاہیئے۔ اس لیئے کہ اوس نے آفاقی ہو کر حج کا احرام مکہ ہی مین باندھا ہے اور میقات اوس سے فوت ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ قربانی کا مقدور نہ رکھتا ہو۔ تو احرام حج کے زمانہ مین یوم النحر تک تین روزے رکھے۔ اور سات جب کہ وطن کو لوٹنے لگے فصیام ثلاثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة كاملة۔ چونکہ عرب مین سات کا عدد اکائی کی تقلیل کے ... بھی بولا جاتا تھا۔ اس لیئے خدا تعالی نے دونون روزون کا شمار دس بتا کر آگاہ کر دیا کہ یہان قلت مراد نہین ہے۔ بلکہ سات کا عدد ہی مقصود ہے۔

ذلك لمن لم يكن..... المسجد الحرام۔ عمرہ سے متمتع ہونے اور پھر عمرہ کو حج سے ملانے کو حکم جو اوپر بیان ہوئے۔ یہ آفاقی حجاج کے لیئے ہین۔ جن کا گھر اور عیال مکہ مین نہ ہو۔ بایں وجہ ایسے لوگون کو حج و عمرہ کے لیئے دو دفعہ جدا جدا سفر کرنے مین زحمت ہوتی ہے۔ اس لیئے یہ رعایت ... انہین کے لیئے ہے۔ پس جو لوگ اس رعایت کے مستحق ہون۔ وہی اس سے فائدہ اوٹھائین۔ ... مستحق۔ جو ان اوامر و نواہی کے خلاف کرے گا۔ وہ مستوجب عذاب ہی۔ اور اللہ سے سخت عذاب ... گا۔ واعلموا ان الله شديد العقاب۔

الحج اشهر معلومات یعنی وہ وقت کہ جن مین حج ادا کیا جاتا ہے۔ چند مہینے ہین جنکو ... جانتے ہین۔ اس لیئے کہ حج کا دستور پہلے سے چلا آتا ہے۔ جو مہینے حج کے پہلے تھے۔ وہی اب بھی ... اسلام نے اون مین کچھ تغیر و تبدل نہین کیا۔

... مہینے شوال۔ ذی قعدہ ذی الحجہ۔ اس کا مطلب یہ نہین ہے کہ شوال کی پہلی سے ... مقصد یہ ہے کہ شوال کی پہلی سے حج کا احرام باندھا

Marfat.com

یعنی یوم النحر اور ایام تشریق ہین۔

چونکہ مناسک حج عموماً ایام تشریق ہین تمام ہو جاتے اور ہو...

مین اختلاف ہے کہ آیا مذکور الصدر تینون مہینے پورے کے پورے شہور حج ہین یا ...

ہین۔ قوی مذہب یہی ہے کہ یہ تینون مہینے پورے شہور حج ہین۔ اس لیئے طواف زیارت

ذی الحجہ تک مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا ضعیف مذہب یہ ہے کہ شوال و ذیقعدہ پورے مہینے

ہین۔ اور ذی الحجہ مین سے صرف اوّل کے دس دن۔ اس آیت سے ایک خاص بات یہ معلوم

ہے کہ مذکورہ بالا تینون مہینون کے سوا کسی اور مہینے مین حج کا احرام نہین باندھا جا سکتا۔

فمن فرض ...... فی الحج۔ پھر ان مہینون مین جو کوئی حج کو اپنے اوپر فرض کرلے

حج کا احرام باندھ لے۔ اوسے نہ بیوی سے ہم بستر ہونا چاہیئے۔ نہ وہ کوئی بدی کرے۔ اور نہ کسی

کی لڑائی جھگڑے مین پڑے (یا نہ بڑھ بڑھ کے باتین مارے) اس لیئے کہ یہ باتین حرم اور حضور

کے ادب کے خلاف ہین۔ حج کیا ہے۔ اللہ کی ایک عبادت ہے۔ کم از کم وقت عبادت مین اتنا

کہ عبادت کرنے والا فحش و لغویات سے بچا رہے۔ خیال کرو کہ جب کوئی اپنے سے بڑے کو ملنے جاتا

اپنے آپ کو کس قدر بنا سنوار کر جاتا ہے۔ اور جب اوس کے پاس پہونچتا ہے۔ تو بالقصد

رکھتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جو اس صحبت و مجلس کے خلاف ہو۔ خدا تعالیٰ

بڑا کون ہوگا۔ اس کی حضوری مین حاضر ہونے کے لیئے کس قدر شائستہ و مہذب بننا چاہیئے

وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اور یہ محض خیال ہے کہ خدا فلان جگہ ہے۔ لیکن قاعدہ ہے کہ جو چیز دیر سے

مشکل سے ملتی ہے۔ اوس سے آدمی زیادہ لُطف پاتا ہے۔ اور اوس کا اثر زیادہ ہوتا ہے ...

خدا تعالیٰ نے اپنے ایک نیک اور برگزیدہ بندہ کی مسجد کو مرجع خلائق مقرر کیا۔ اور دور دور ...

خلقت کو وہان جا کر عبادت کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگ مشقت اوٹھا کر عبادت سے خاص ...

اوس کا اثر دیر تک اون کے دلون پر رہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرض کیا کہ جس وقت ...

قصد کرو۔ اپنے آپ کو متوجہ الی اللہ سمجھکر بری باتون سے احتراز کرو۔ جہان تک ...

لذتون اور دنیا کے جھگڑون سے الگ رہو تاکہ مدت تک بالقصد اجتناب کرنا ...

خاص اثر ڈالے۔ اور رذائل کا جو ملکہ ہو گیا ہے۔ وہ زائل ...

زنگ طبیعت پر چڑھ گیا ہے ...

[illegible] دنیا کی بری باتون کو چھوڑ کر جہان تک [illegible] ایک طرف نفس رذائل سے پاک وصاف ہو۔ ویسی ہی دوسری طرف [illegible] مین جا گزین ہوتے جائین۔ اور حج کا جو مقصد ہے۔ وہ بوجہ اتم حاصل ہو سکے۔ اس کے [illegible] اللہ تم کو نیکیون کا نیک بدلا دے گا۔ اس لیئے کہ تم جو نیکیان کرو گے۔ وہ اللہ سے نہان نہین [illegible] ان سب کو جانتا اور دیکھتا ہے۔

وتزودوا فان خیر الزاد التقوی۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت یمنی حجاج کے حق مین نازل ہوئی۔ جو گھر سے بے توشہ و زاد حج کیلیئے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہین (رواہ بخاری)۔ اور پھر لوگون سے بھیک مانگتے اور بسا اوقات لوٹ گھسوٹ چوری چکاری سے انکو پیٹ بھرنا پڑتا۔ یہ آیت انہین یمنی حاجیون کے حق مین نازل ہوئی۔ اور مسلمانون کو بھی ایک گونہ ہدایت ہو گئی۔ کہ گھر سے حج کے قصد پر نکلو۔ تو توشہ راہ ساتھ لو۔ اس لیئے کہ وہ زاد جو آبروریزی سے بچائے۔ بہترین زاد ہے۔ اگرچہ سیاق کلام مین آیت کی یہ شان نزول اور آیت کے یہ معنے جو اوپر بیان ہوئے۔ سمانے کی گنجائش نہین رکھتے۔ اس لیئے کہ اس جزو آیت کے ماقبل بصراحت نیکی کی ترغیب ہے۔ اور آخر مین تقوے کا حکم جو نیکی کو مستلزم ہے۔ اس لیئے آیت کے یہ معنی تو میرے خیال مین صحیح نہین ہو سکے۔ جو اوپر بیان ہوئے۔ لیکن صحیح بخاری کی روایت بجائے خود صحیح اور [illegible] ہے۔ آج کل کے اون مفلوک الحال حاجیون کے لیئے جو باوجود بے استطاعت ہونے کے گھر سے سوچے سمجھے حج کے لیئے نکل کھڑے ہوتے اور دوسرون کے احسان و کرم کے بھروسہ پر مارے مارے پھرتے ہین۔ اور ہر وقت دولتمندون کے ہاتھون کی طرف تکا کرتے ہین کسی کے دل مین رحم آگیا تو جہاز مین بٹھا دیا کھانے کو دیدیا۔ ورنہ خیر۔ اس لیئے عموماً ایسے حاجیون کو بھیک مانگنی پڑتی ہے اور عرصہ تک بھیک مانگتے رہنے سے مانگنے کا ملکہ راسخ ہو جاتا ہے۔ یہان تک کہ واپس آکر بھی اوسے نہین چھوڑ سکتے۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے حاجیون اور جنھون نے بھیک مانگنا۔ اور وہ بھی عجیب عجیب طریقون سے اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ یہ لوگ جاتے تو ہین بغرض حصول ثواب لیکن ثواب تو خاک نہین [illegible] الٹے موجبات عذاب اپنے ساتھ لاتے ہین۔ پہلے خود خراب ہوتے ہین پھر قوم کو بدنام کرتے اور آخر مین وبال جان ہو کر قوم کو ناقابل تلافی اخلاقی و مالی نقصان پہونچاتے ہین۔ خیر یہ تو [illegible] تھا۔ آیت کے معنی یہ ہین کہ فلاح آخرت کے لیئے تم حج کا سفر کرتے ہو۔ لیکن یہ سفر اور نام کا [illegible] کا ذمہ دار نہین ہے نیکیان کرو۔ اور آخرت کے سفر کے لیئے توشہ تیار۔ اور

نکل آئی کہ حاجی کو توشہ لیکر نکلنا چاہیے۔ تاکہ خلاف تقویٰ [illegible]

زمانہ جاہلیت مین سال کے اندر اندر مکہ کے قرب و جوار مین تین بڑی بڑی [illegible]
تھین۔ جن کے نام عکاظ۔ مجنۃ۔ ذوالمجاز تھے۔ عکاظ ۲۰ دن ذیقعد مین لگتی۔ اور وہان [illegible]
اوٹھکر مجنۃ پہونچتے۔ یہ دس دن ذیقعد کے اور آٹھ دن ذوالجہ کے قائم رہتی۔ مجنۃ کی منڈی
کے پاس ہی قائم ہوتی۔ یہین سے میلا اٹھکر ۹ ذی الحجہ کو عرفات مین پہونچتا اور لوگ حج کرتے
یہ بازار اگرچہ تجارت کے تھے۔ لیکن رفث و فسق و جدال کی بہی ان مین خوب داد دیجاتی تہی
وارفتہ طبیعت لوگ عشق و محبت کے مزے لوٹتے۔ عیش و عشرت نائے و نوش سے لطف اٹہاتے۔ شعرا
قبائل جمع ہو کر اپنے شعر پڑہتے۔ خطیب خطبے سناتے۔ شعرا کے شعر۔ اور خطیبون کے خطبے عموماً اپنی اور
اپنے قبیلہ کی مدح و ستائش اور غیرون کی ہجو مین ہوتے تھے۔ جن پر اون کے قبائل فخر و مباہات کر
اور دوسرے قبائل آمادۂ توہین ہوتے۔ جب آیہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال نازل ہوئی
ان باتون کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی مسلمانون کو گمان ہوا کہ جیسے رفث و فسوق و جدال سے ہم
منع کئے گئے ہین۔ ایسے ہی تجارت سے بھی جو سابقہ رسم ہے ہم ممنوع ہو گئے ہین۔ اگرچہ یہ خیال عام
تاہم بہتون مین پھیل گیا تھا۔ یہان تک کہ ایام حج مین جو لوگ تجارت یا کرائے وغیرہ کا کام کرتے
اون سے کہنے والون نے کہا کہ تمہارا حج نہین ہوتا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ ہمارا حج ہوتا ہے یا نہین۔ آپنے دریافت کیا کہ تم اپنے کاروبار ہی مین
رہتے ہو۔ یا ارکان حج بہی ادا کرتے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ ارکان حج تو ادا کرتے ہین
فرمایا کہ پھر تم حجاج ہو۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ یہ سوال سنکر خاموش ہو گئے۔ یہان تک کہ وحی نازل ہوئی
اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ کہ کسب و تجارت مین کوئی ہرج نہین ہے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اوس
خداوندی سمجھا جاتا ہو۔ کیونکہ کسب و تجارت اخلاص و عبادت کے منافی نہین ہے۔ ہان اگر کسی
کا ارادہ صرف کسب معاش اور تجارت ہی ہو۔ نہ حج۔ ایسا کہ اگر تجارت و کسب معاش کا خیال نہ ہو
تو مکہ بھی نہ جاتے۔ تو البتہ اس قسم کی تجارت اور دیگر کاروبار منافی اخلاص و عبادت
علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم) علما کی رائے ہے کہ اگر حج ادا
کرنے سے قبل و بعد تجارت کرنا مباح و جائز ہے [illegible] اگر [illegible]

[illegible] کو [illegible]

[illegible] م کی ترقی کے ساتھ ان مین بڑھتے

[illegible] کے جب [illegible] اپنی غرض پوری نہین کرسکتا تو

[illegible] دل کا مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ترجمہ وفاون ٹھیک

[illegible] عذاب الیم یا کا ہوا یکن یون جو جھوٹ بولتے ہین۔ اوس کے بدلہ مین انپر

[illegible] کی وجہ سے عذاب آخرت کے تو مستحق ہی ہین۔ دنیا مین بھی کاذب

[illegible] بہت سی رسوائیان بڑینگی بلکہ پہلے جھوٹ کا مزا دنیا مین چکھین گے اور پھر

[illegible] عذاب [illegible] پڑین گے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ

هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ۝ ترجمہ اور جب اون سے کہا جاتا ہے کہ دنیا مین فساد

[illegible] کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہین خبردار ہو تحقیق وہی فسادی ہین لیکن سمجھتے نہین

[illegible] کے متعلق ہمارے مفسرین نے بڑی بڑی لمبی چوڑی بحثین کی ہین۔ لیکن

[illegible] آیت کے واقع ہونے سے سیاق کلام نے مطلب بالکل صاف کردیا ہی

[illegible] خواہ مخواہ لمبی چوڑی بحث مین پڑین۔ بات صرف اتنی ہے کہ جیسے

[illegible] اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ ایسے ہی یہود و مشرکین مین

[illegible] مین [illegible] جاتے تھے۔ کہدیتے۔ اور جو لوگ مسلمان ہونے کو ہوتے اون کو

[illegible] روکتے تھے آنحضرت صلعم سے لڑنے مرنے پر آمادہ کرتے تھے۔ مسلمانون کو جب

[illegible] سمجھایا کہ لوگون کو کیون بگاڑتے ہو۔ اور ناحق کیون فساد کھڑا کرتے

[illegible] ہم تو اصلاح کرتے ہین ہم بگاڑنے والے کیون ہونے لگے۔ مسلمان جب

[illegible] ابھی تک منافقین ایسی چالین چل رہے تھو اتنہ

[illegible] جو اپنے آپ کو مصلح کہتے ہین یہی فساد کی جڑ ہین۔ جیسے وہ ور

[illegible] فسادی [illegible]

[illegible]

فاذا افضتم ..... المشعر الحرام۔ عرفات کو عرفات اس لیئے کہتے ہین کہ بندہ عبادت کے وہان معرفت آلہی حاصل کرتا ہے۔ یا یہ کہ لوگون کے سے تعارف پیدا کرتا ہے۔ اور عرفہ اوس کو کہتے ہین جس دن کہ حجاج عرفات مین ٹھہرتے ہین۔ یعنی نوین ذی الحجہ کو۔ اور وقوف عرفات کا بہت بڑا رکن ہے۔ اور مشعر الحرام مزدلفہ پر ایک ٹیکری ہے جس پر امام کھڑا ہوتا ہے۔ اور اوس عبادت پر برانگیختہ کرنے والا خطبہ پڑھتا ہے۔ اس جگہ کو مشعر اس لیئے کہتے ہین کہ یہان سے اوس عبادت کا علم وسبق ملتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب عرفات سے مزدلفہ آؤ۔ تو مشعر حرام کے نزدیک ہو کر اللہ کو یاد کرو۔ اور اوس کی عبادت بجالاؤ۔ لیکن نہ اوس طرح جیسی کہ عرب جاہلیت یا تم شرک وکفر کے زمانہ مین کیا کرتے تھے مگر نام تو خدا کی عبادت کا ہوتا تھا۔ اور پکارتے تھے۔ غیرون کو یا انہین خدا کا شریک بناتے تھے۔ بلکہ اوس طریقہ سے جو اللہ نے تم کو بتایا ہے۔ واذکروہ کما ھدٰیکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین۔

ثم افیضوا من حیث ..... یعنی زمانہ جاہلیت مین قریش وکنانہ مزدلفہ مین ٹھہرتے اور باقی حجاج عرفات مین۔ اس لیئے کہ قریش وکنانہ کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ اور ساکنان حرم ہین۔ اسلیئے حرم کو نہین چھوڑین گے۔ اور اصل بات یہ تھی۔ کہ وہ اپنے آپ کو دیگر قبائل سے افضل واعلا خیال کرکے اون کے ساتھ عرفات مین ٹھہرنے کو اپنی ذلت سمجھتے تھے۔ اس لیئے اون سے الگ مزدلفہ مین ٹھہرتے اور جب اور حجاج عرفات سے چل دیتے تو قریش وکنانہ مزدلفہ سے روانہ ہوتے۔ چونکہ یہ رسم عجب وتکبر کی تھی خدا تعالی نے اس کو منسوخ کیا۔ اور امتیاز فما بین کو جو تواضع عبادت کے خلاف تھا مٹا دیا۔ اور بطریق عموم عام حاجیون کو حکم دیا کہ جیسے عرفات سے مزدلفہ کو چلے تھے۔ ویسے ہی سب مزدلفہ سے بھی منٰی کو چل پڑین۔

واستغفروا اللہ ..... یعنی تم نے جو گناہ کیئے ہین۔ حج مین یا حج سے خارج اوس سے معافی مانگو اللہ بخشنے والا ہے۔

فاذا قضیتم مناسککم ..... ذکرا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے۔ ایام حج مین جا بجا عربون کے [illegible] لگتے یعنی اور اپنے باپ دادون کی بڑائی اور ان کے انساب لوگون کے سامنے [illegible] تعالی نے اس رسم [illegible] سے ساتھ خدا [illegible] کی

Marfat.com

یادگار بتاں کے حسینوں میں تازہ ...

کیا۔ اور کہا کہ مناسک حج سے فارغ ہو کر بجائے باپ دادوں ... یاد بھی اوسی ذوق وشوق سے جیسے اپنے آبار کو یاد کرتے تھے۔ بلکہ اوس سے ...

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ آیہ مذکور الصدر کے معنی ... کو اسی طرح سے یاد کرو۔ جیسے کہ چھوٹے چھوٹے بچے پیار اور محبت سے اپنے باپون کو ... اور یاد کرتے ہین۔

عیسائی اسلام اور مسلمانون پر اعتراض کیا کرتے ہین کہ اسلام کا خدا قاہر وجبار ہے ... سے زیادہ مسلمانون اور اللہ مین غلام وآقا کی سے نسبت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نسبتون مین ... بدترین نسبت ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیون اور عیسائیون کے خدا کے مابین عیسویت کی باپ بیٹی کی سی نسبت ہے۔ مسلمان خدا کی عبادت ڈر کر کرتے ہین۔ اور اون کا خدا کہتا ہے کہ تم مجھ ... ڈرو۔ مین سخت عذاب دینے والا ہون۔ عیسائیون کا خدا سراپا رحم ہے۔ وہ آدمی سے پدرانہ ... کرتا ہے۔ اور اون سے فرزندانہ محبت چاہتا ہے۔ یہی اس کی طاعت ہے۔ اور از روے عقل ... طاعت ہے۔ لیکن یہ اعتراض نادانی کا اعتراض ہے۔ کیونکہ اسلام یہی حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کو ... باپون کی طرح ذوق وشوق اور پوری محبت سے یاد کرو۔ بلکہ باپون کی یاد سے بھی کچھ ... گویا خدا کے سامنے معصوم بچے بن جاؤ۔ جیسا کہ مسیح نے کہا کہ جب تک تم خدا کے سامنے معصوم ... جاؤ گے۔ اوس کی ملکوت مین راہ نہ پاؤ گے۔ لیکن اسلام جانتا تھا کہ باپ کے سادے بیٹے ... اور نیک نہین ہوا کرتے۔ بعض بلکہ اکثر بگڑ بھی جاتے ہین۔ اور وہ پیار سے روبراہ نہین ... ڈراؤ دھمکاؤ ہی سیدھا کر سکتا ہے۔ اس لیے اوس نے حکم اُلفت کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ... ڈرو۔ اگر تم میری نافرمانی کرو گے۔ میرے حکم پر نہ چلو گے۔ تو یقین جانو کہ مین تمہین سخت ... بیشک خدا رحیم ہونے کے ساتھ ہی قاہر بھی ہے۔ لیکن اوس کا رحم وقہر دونون پدرانہ ... رحم تو پدرانہ ہو سا اور قہر دشمن کا سا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو باپ رحم وقہر دونون سے ... وہ ابوت کے فرائض پورے طور پر نہین ادا کرتا۔ بلکہ بجاے اس کے کہ ایسے ... نادان باپ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

فمن الناس ... خلاق ...

Marfat.com

[illegible] قبولیت و عدم قبولیت کے متعلق کچھ خبر نہ دی۔ ہان یہ بتا دیا کہ آخرت مین [illegible] کچھ نہ ملے گا۔

اس قسم کی دعا کون مانگتا ہے؟ وہی جس کو آخرت پر یقین نہ ہو۔ یا یہ کہ آخرت کا قائل تو ہو لیکن دنیا مین اس قدر پھنسا ہوا ہو سکا اس کے سامنے کبھی اوس کو آخرت کا خیال ہی نہ آتا ہو۔ ممکن ہے کہ نزول آیت کے وقت مشرکین اپنی دعاؤن مین دنیا ہی طلب کرتے ہون۔ اور کوشش کر کے مدعا پاتے ہون۔ لیکن اس وقت مُسلمانون مین ان کا شمار سب سے زیادہ ہے۔ مُسلمان عموماً صرف دعا کو حصول مدعا کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ لیکن یہ انکی خام خیالی ہے۔ اس لیے ایسی دعا والون کے لیے نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ ازین سو راندہ وزان سو درماندہ۔

ومن الناس من یقول ...... عذاب النار لھم نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ دنیا و آخرت کی فلاح کی دعا کرتے ہین۔ وہ از روئے عمل اچھے ہین۔ اس لیے چاہیئے تھا کہ خدائے تعالیٰ اون کی دعا کی قبولیت کی خبر دیتا۔ ہان خدا تعالیٰ نے ایسے لوگون کی دعا کی قبولیت کی خبر دی۔ مگر اس انداز سے کہ مُسلمان یہ نہ سمجھ لین۔ کہ دعا۔ اور صرف زبان ہلا دینے ہی سے دنیا و آخرت حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا لھم نصیبٌ مما کسبوا یعنی بندے جس قدر کوشش کرتے ہین۔ اور حصول مدعا کے لیے ان کے اسباب و وسائل سے کام لیتے ہین۔ اور ساتھ ہی اپنی کوشش پر مغرور نہ ہو کر خدا سے دعا بھی کرتے رہتے۔ اون کو اپنی کوشش کا نتیجہ ملتا ہے۔ اور جو کچھ کرتے ہین اسکا صلہ پاتے ہین۔ واللہ سریع الحساب۔

کس قدر حیرت و تعجب کی بات ہے کہ مُسلمان عموماً ادعونی استجب لکم اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی کو تو یہان تک یاد رکھین۔ کہ جاہل سے جاہل تک جانتا ہو کہ اللہ دعا کو قبول کرتا ہے۔ اگرچہ جاہل دعا کی ماہیت بھی نہ جانتا ہو۔ اور اس اعتقاد کی بنا پر یہ امید رکھتا ہو کہ مین جو کچھ دعا مانگون گا۔ اگرچہ حصول مدعا کے اسباب و وسائل سے کام نہ لون۔ خدا اوس کو قبول کر کے مہیا کر دے گا۔ اور دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور لھم نصیبٌ مما کسبوا سے مدعیان علم [illegible] بھی بے خبر ہون۔ اور حصول مدعا کے لیے خود طرح طرح کے اوراد و وظائف پڑھتے اور دوسرون [illegible] ہون۔ یہ دین و قرآن سے بے خبر ہونے کا نتیجہ نہین۔ تو اور کیا ہے۔ ورنہ کیا ممکن ہے کہ آیہ [illegible] صرف دعا پر آسرا لگائے بیٹھا رہے۔ اور کسب و عمل سے [illegible] عمل کو لا بدھ ٹھرا رہا ہے۔ جیسا کہ ہم

اجیب دعوۃ الداع کی ذیل میں بیان کر چکے ہیں ۔

چونکہ ذکر اللہ اور دعا میں چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیئے خدا تعالیٰ نے اپنی ...
کا حکم دے کر دعا کرنے والون کی دعائیں اور اون کے نتائج ظاہر کیئے۔ اور ضمناً حصول دعا کا
طریقہ بیان فرمایا۔ اور اس معترضہ کو ختم کر کے پھر متعلقات حج بیان کرنے شروع کیئے۔ اور ...
اذکروا اللہ فی ایام معدودات ۔ ایام معدودات سے مراد ہین۔ ایام تشریق یعنی ایام
منیٰ اور ایام رمی الجمار (تشریق کے تین دن ہین۔ جن کے تعین مین اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک
تشریق کا پہلا دن گیارھوین ذی الحجہ ہے۔ اور یہی مسلک ہے۔

فمن تعجل فی یومین ...... ایام معدودات یعنی ایام منیٰ مین اگر کوئی جلدی
کرے۔ دو دن ہی مین چل پڑے۔ بشرطیکہ اس عجلت کی علت کم از کم خلاف تقویٰ نہ ہو تو اس مین
کچھ حرج نہین ہے۔ اور ایسا کرنے والا گنہگار نہ ہو گا۔ اسیطرح اگر کوئی بر بنائے تقویٰ تاخیر کرے
اور ریاکاری و ترفع وغیرہ مد نظر نہ ہو۔ تو تاخیر مین بھی کوئی حرج نہین ہے۔

فمن تعجل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حج جلدی سے جلدی کب ختم ہو سکتا ہے۔

حج کے دخول کا آخری وقت نوین ذی الحجہ کی دسوین رات ہے۔ اور خروج کا ابتدائی وقت منیٰ
کے تین دنون مین سے۔ دوسرا دن ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ الحج عرفۃ من جاء لیلۃ
قبل طلوع الفجر فقد ادرك ایام منی ثلثہ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ
من تاخر فلا اثم علیہ ۔ قرآن اور اس حدیث کی رو سے حجاج منیٰ کے دوسرے دن منیٰ سے چل
سکتے ہین۔ لیکن قبل از زوال نہین چل سکتے۔ اس بارہ مین اختلاف ہے کہ وقت زوال سے
کس وقت تک چل سکتے ہین۔ بعض کی رائے ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے چل دین۔ ...
کا مسلک ہے کہ تیسرے دن کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پہلے روانہ ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ تیسرے دن
رمی کا وقت آجائے گا۔ اور پھر نہ چل سکین گے۔

ایام منیٰ ہی مین رمی الجمار بھی کیا جاتا ہے۔ جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین ...
اس لیئے کہ اس کا پہلے سے دستور تھا جس کو اسلام نے باقی رکھا۔ اگر اوس مین کچھ ترمیم
ہوتی۔ یا اسے منسوخ کرنا ہوتا۔ تو بیان کر دیا جاتا۔

ایام منیٰ مین ذکر اللہ فرض ہے جیسا کہ اذکروا اللہ فی ایام ...
اور ... شعائر ...

Marfat.com

...وقت بھی۔

...قرآن مجید میں حج و احکام کا بیان مذکورہ بالا آیات کے سوا اور بھی کئی جگہ آیا ہے۔ لیکن جس قدر احکام بیان ہوئے ہیں۔ اور کسی جگہ اس کثرت کے ساتھ بیان نہیں ہوئے۔ اور ہم آیہ ان الصفا والمروۃ الخ کی ذیل میں یہ کہکر اس آیت کی تفسیر چھوڑ چکے ہیں۔ کہ حج کی دیگر آیتوں کے ساتھ اس کی تفسیر اور معنوی توضیح کی جائے گی۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا آیات کے علاوہ جو آئتین قرآن مجید میں حج کے متعلق اور آئی ہیں۔ اون کو بھی مختصر معنوی توضیح کے ساتھ یہاں جمع کرکے۔ حج کی مجمل کیفیت بیان کر دی جائے۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ قرآن مجید میں مناسک حج کیا کیا بیان ہوئے ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور کیا کیا واجبات ہیں۔ اور پھر ساتھ کے ساتھ فلسفۂ حج بھی بیان کر دیا جائے گا۔

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ قرآن مجید میں حج اور حج کے احکام کے متعلق ذیل کی آیتین اور ہیں:۔ (۱) واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ اس کی تفسیر پہلے بیان ہو چکی۔

(۲) ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما۔

(ترجمہ) صفا و مروہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو یہ اوس پر گناہ نہیں ہے کہ ان دونوں کا طواف کرے

تفسیر صفا و مروہ چھوٹی چھوٹی دو پہاڑیاں ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اساف نامی ایک بت رکھا ہوا تھا۔ اور مروہ پر نائلہ۔ جاہلیت کے عرب کعبۃ اللہ کے طواف کے بعد جب صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے۔ تو ان دونوں بتوں کو تعظیماً بوسہ دیتے۔ جب آنحضرت مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اور سورۂ حج میں طواف کعبہ کا حکم نازل ہوا۔ تو اس میں صفا و مروہ کے مابین کی سعی کا کچھ مذکور نہ تھا۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اہل جاہلیت صفا و مروہ کے مابین اساف و نائلہ کے لیے سعی کیا کرتے تھے۔ یہ سعی شعائر اللہ میں سے نہیں معلوم ہوتی۔ پھر نہیں معلوم ہے کہ صفا و مروہ کے مابین سعی کریں۔ بلکہ سعی کرنے کی صورت میں اہل جاہلیت سے مشابہت ہو گنا ہے۔ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور مسلمانوں کے دلوں سے یہ خیال مٹایا کہ صفا و مروہ کی سعی کرنا گناہ نہیں ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے متعلق ایک روایت تو یہ ہے جو بیان ... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں

قبیلے کے بت کے پاس تک نہ جانا رہتا ...

ایام جاہلیت مین انصار اساف و نائلہ کے خیال سے صفا و مروہ ...

دودہ ہو۔ تو بھی انصار نے اپنی سابقہ عادت کے موافق صفا و مروہ کے مابین سعی ...

وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرماکر انصار کے وہم کو توڑا۔ میرے خیال مین اسلام ...

بعد انصار کا سابقہ اعتقاد سے اِس قدر متاثر رہنا تو اون کے ضعف اسلام پر دلالت کرتا ہے۔ اور

وشواہد ایسے موجود ہین کہ عموماً انصار کو ضعیف الایمان نہین کہا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ جاہلیت

انصار اساف و نائلہ سے بغض و عداوت یا نفرت و کراہت رکھتے ہون۔ مگر اسلام کے بعد اون ...

و نفرت کا بدستور موجود رہنا چاہتا ہے کہ اون کو منات سے وہی اعتقاد باقی ہو۔ حالانکہ اشہد ان

لاالٰہ الا اللہ کہکر یہ اعتقاد باقی نہین رہ سکتا۔ اِس لیئے زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ اساف و

نائلہ کی موجودگی مین اون کو سعی سے بت پرستی کی بو آتی ہو۔ اور وہ اس سے پیش پیش کر ...

ہون۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو۔ اس طرح پر ان دونون روائتون مین

ایک ایک حد تک تطبیق ہو جاتی ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ صفا و مروہ شعائر اللہ مین سے ہین۔ اس لیئے اون کے مابین سعی ...

سے کفار و مشرکین سے مشابہت نہین ہو سکتی۔ پس مسلمانون کو چاہیئے کہ صفا و مروہ کے مابین

کرین۔ اِس سے شعائر اللہ کی تعظیم کا اظہار ہوگا۔ نہ کہ گناہ و معصیت کا ارتکاب۔

سعی بین الصفاء والمروہ کے وجوب و جواز مین علمائے امت کو اختلاف ہے لیکن قو...

یہی ہے کہ سعی واجب ہے۔

صفا و مروہ یا اون کے مابین سعی کے شعار اللہ ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ جب ابراہیم

اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کو لیکر عرب کے اس ویرانہ مین پہونچے۔ جہان اب ...

تو اپنے زن و فرزند اسی جگہ بٹھاکر جہان اب کعبہ ہے۔ واپسی کا قصد کیا۔ ہاجرہ نے کہا کہ

ہمین کس پر چھوڑتے ہو۔ کیا یہ خدا کا حکم ہے؟ آپنے فرمایا کہ ہان۔ یہ سنکر ہاجرہ نے ...

بھروسہ کیا اور ابراہیم علیہ السلام وہان سے چلدیئے۔ کچھ دیر کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام

لگی۔ ماں نے بیتاب ہوکر ادھر اودھر نظر کی۔ دیکھا کہ وہان سے قریب ...

کی تلاش مین آپ اوس کی طرف روانہ ہو گئی ...

...السلام ... آپ معمولی چال سے چلتی رہیں اور جب
... ہوگئے تو آپ دوڑیں۔ اور صفا پر پہونچیں۔ اور پانی نہ پایا سو ہاں سے آپنے دیکھا
قریب دوسری پہاڑی مروہ تھی۔ آپ اس کی طرف بھی پانی کی جستجو میں چل پڑیں۔ جب تک بلندی
پر رہیں۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام نظر آتے رہے۔ آہستہ آہستہ چلیں۔ اور جب دکھائی نہ دیئے تو
دوڑیں اور مروہ پر پہونچیں۔ یہی وجہ ہے کہ طواف صفا و مروہ میں سنت ہے کہ صفا سے
آہستہ اتریں۔ اور جب وادی میں پہونچ جائیں۔ تو وہاں سے دوڑیں۔ یہاں تک کہ جب
نشیب سے نکل کر بلندی شروع ہو تو پھر آہستہ آہستہ چل کر مروہ پر جائیں۔ اور اسی طرح مروہ سے
صفا پر آئیں۔ چونکہ ہاجرہ نے نظر بر خدا اس ویرانہ میں تنہا و بیکس ہو کر استقلال سے کام لیا تھا۔
خدائے تعالیٰ نے اون کے فعل کو اپنے شعائر میں داخل کیا۔ اور ابن اسمٰعیل کی امت کو حکم دیا
کہ اسماعیل کی ماں کے فعل کی تقلید کرو۔ اور اوس کے اخلاص وللہیت کو یاد کرکے خود بھی ویسا ہی
خلوص پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کعبہ کا طواف۔ صفا و مروہ کے مابین سعی کرنا اور رمی الجمار یہ سب اللہ کی یاد قائم کرنے کے لیے ہیں
نہ کسی اور غرض سے۔ اس میں کلام ہی کیا ہے کہ طواف و سعی و رمی تینوں اللہ کے یاد کرنے کی تین
مختلف صورتیں ہیں۔ لیکن اس سے پہلی روایت کی تردید نہیں ہوتی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سعی
ہاجرہ کی دوڑ کی یادگار ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر و یاد کے لیئے مقرر کی ہو۔

صفا و مروہ کے مابین جو سعی کی جاتی ہے۔ اوس کا راستہ اب پہلے راستے سے بدل گیا ہے اس لئے
کہ مہدی عباسی نے وہ وادی جس میں ہو کر پہلے سعی ہوتی تھی۔ اور جس میں سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سعی فرماتے ہوئے گذرے تھے مسجد حرام میں ملا لی ہے۔ اس لیے مجبوراً راستہ بدلنا پڑا۔
لیکن چونکہ صفا و مروہ کی سعی مقصود شریعت ہے نہ کہ خاص اسی راستہ میں سے گذرنا۔ اس لیے
اس تغیر سے کوئی شرعی نقص سعی میں نہیں ہوسکتا۔ کما ذہب الیہ المحققون۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین فیه
آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخله کان امنا ولله علی الناس حج البیت من
استطاع ...

... کے لیے بنایا گیا۔ یہی مکہ کا برکت والا اور خلقت کی

[illegible]

اوس نے امن پا لیا۔ اور اِس گھر کا طواف کرنا [illegible]
کی طاقت رکھتے ہون۔

مآل اِس آیت کا یہی ہے کہ کعبہ اوّلین معبد ہے۔ اور اِس مین خدا کی بہت سی [illegible]
ہین۔ جن کی عظمت کا حال عرب کی موجودہ نسلین جانتی اور آباعن جدًا سنتی چلی آتی ہین۔
آیات خاص کی وجہ سے اللہ نے یہ فرض ٹھیرایا کہ جو لوگ اِس جلیل القدر معبد تک پہونچنے کی
واستطاعت رکھتے ہون۔ وہ جاکر اس کا حج اور آیات اللہ کو دیکھکر اللہ کی عظمت وکبریائی کا
اور اون واقعات کو یاد کرین۔ جن کی بنا پر کعبہ وحوالی کعبہ آیات اللہ بنا۔ عبرت پکڑین۔ اور [illegible]
کرین جن سے قلب وروح کو صفا وضیا حاصل ہو۔

(۴) احلّت لکم بهیمة الانعام الا ما یتلیٰ علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم
یا ایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد
ولا آمّین البیت الحرام یبتغون فضلاً من ربهم ورضواناً واذا حللتم فاصطادوا
ولا یجرمنکم شنأن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا۔

(ترجمہ) تمہارے لیئے چوپائے حلال کیئے گئے۔ نہ وہ جو تم کو پڑھ کر سنائے جائین گے۔ [illegible]
(تمہارے لیئے) ان کا بہی شکار حلال نہ ہوگا۔ جب کہ تم احرام مین ہو۔

اے ایمان والو تم اللہ کے مناسک کی بے حرمتی نہ کرو نہ ماہ حرام کی۔ اور نہ قربانی کے [illegible]
کی۔ جن کے گلے مین نذر کے پٹے ڈالدیئے گئے ہون۔ اور نہ خانہ کعبہ کی زیارت کو جانے والے
اپنے رب سے اوس کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہون۔ اور جب تم احرام کھولدو [illegible]
کہو۔ اور تم کو قوم کی یہ عداوت کہ اوس نے تم کو مسجد حرام سے پہیر دیا۔ اِس پر نہ برانگیختہ کرے کہ
تم زیادتی کرنے لگو۔

اِس آیت سے معتنے بہ یہ احکام حاصل ہوتے ہین۔ کہ احرام مین شکار ممنوع ہو۔ شعائر
کعبہ کے نام کے جانور اور حج کو جانے والون پر دست تعدی دراز نہ کرنا چاہیئے۔ [illegible]
کے بعد شکار جائز ہے۔

(۵) یا ایها الذین امنوا لیبلونکم الله [illegible]
[illegible]

... مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل
منكم هديا بالغ الكعبة او كفارة طعام مساكين او عدل ذلك صياما
ليذوق وبال امره عفا الله عما سلف ومن عاد فينتقم الله منه والله عزيز
ذو انتقام۔ احل لكم صيد البحر وطعامه متاعا لكم وللسيارة وحرم عليكم
صيد البر ما دمتم حرما واتقوا الله الذي اليه تحشرون جعل الله الكعبة البيت
الحرام قياما للناس والشهر الحرام والهدي والقلائد۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ تم کو بعض چیزون کے شکار سے جو تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے حاصل کرتے ہیں تم کو آزمائے گا۔ تاکہ جان لے کہ اوس سے بن دیکھے کون ڈرتا ہے۔ پھر اس کے بعد جو کوئی زیادتی کرے گا۔ اس کو دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان والو تم شکار نہ مارو جب کہ احرام مین ہو۔ اور جو کوئی تم مین سے عمداً مار بیٹھے۔ تو اس کی سزا ہے کہ جیسا چوپایہ مارا ہے۔ ویسا ہی بدلے مین دے جس کی بابت تم مین سے دو ثقہ آدمی فیصلہ کرین۔ بحالیکہ وہ کعبہ کو پہونچنے والی قربانی ہو۔ یا مسکینون کو کھانا دے کر کفارہ ادا کرے نہین تو ان کی برابر روزے رکھے۔ تاکہ اپنے کام کا مزہ چکھے۔ (ہان) جو اب تک ہو چکا۔ اللہ نے اوس کو معاف کیا اور جو کوئی دوبارہ ایسا کرے گا۔ تو اللہ اس سے انتقام لیگا۔ اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے۔

دریائی شکار اور اوس کا کھانا تمہارے اور مسافرون کے فائدہ کی غرض سے حلال ہوا۔ اور زمین کا شکار جب تک کہ احرام مین رہو۔ تم پر حرام کیا گیا۔ اور ڈرو ایسے اللہ سے جس کے سامنے کھینچے جاؤگے۔ اللہ نے کعبہ جو حرمت کا گھر ہے۔ اور ماہ حرام اور گلے مین پٹے والی قربانیان (یہ سب) آدمیون کی مصلحت کے لیئے بنائی ہین۔

یہ آیات بھی اپنی سابقہ آیات سے قریب قریب ہین۔ مگر مفصل۔ پہلی آیتون مین اللہ تعالے نے صرف اتنا حکم دیا تھا کہ بحالت احرام تم پر چوپایون کا مارڈالنا حرام ہے۔ چوپایہ کی تخصیص سے خود خیال پیدا ہوتا تھا کہ کیا کوئی اور جانور حلال ہے۔ لیکن آیات اول مین اس کی توضیح نہین تھی اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ جو احرام مین کسی جانور کو مارے۔ اوسے کفارہ مین ... کی قربانی چاہیئے ...... اور یہ کہ احرام مین دریائی شکار کرو۔ کھاؤ۔ تو مضائقہ نہین
... کعبہ شہر حرام۔ ہدی و قلائد کی حرمت اللہ تعالیٰ ...

والقائمین والرکع السجود واذن فی الناس [illegible]

کل فج عمیق - لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما

رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثھم

ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق - ومن یعظم حرمات اللہ

فھو خیر لہ -

(ترجمہ) اور جب کہ ہم نے ٹھیک کر دی ابراہیمؑ کے لیئے کعبہ کی جگہ (تو کہا) کہ کسی کو میرا شریک نہ بنا اور میرا گھر طواف کرنے - قائم رہنے - رکوع وسجدہ کرنے والون کے لیئے پاک وصاف کر - اور لوگوں مین حج کی منادی کردے کہ تیرے پاس پا پیادہ اور دُبلے اونٹون پر دور دور سے آئین تاکہ اپنے فائدے پائین - (دیکھیں) اور اللہ کا نام معلوم دنون مین اُن جانورون پر لین (یعنی) کو ذبح کرین) جو اللہ نے اون کو دیئے ہین پس کچھ ان مین سے تم کھاؤ - اور بدحال فقیرون کو (کھلاؤ) پھر چاہیئے کہ وہ لوگ اپنا میل اتار ڈالین - اور اپنی نذرون کو پورا کرین - اور قدیم گھر کے گھومین - اور جو اللہ کی حرمتون کی عزت کرتا ہے - تو یہ اوس کے لیئے اوس کے رب کے سامنے بہتر ہے

یہ آیتین اپنے ماقبل کی آیتون کے پچھلے حصہ کی تفسیر کرتی ہین - کیونکہ پہلی آیتون کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی مقرر کردہ حرمتین خود آدمیون کی بھلائیون اور مصلحتون کا مدار ہین - یہان تک اس مصلحت کو ظاہر کر دیا کہ لوگ بیت اللہ آکر اپنے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرینگے غرباء و مساکین کو ان کی ذبح و قربانی سے فائدہ پہونچے گا -

(۲) لکم فیھا منافع الی اجل مسمیٰ ثم محلھا الی البیت العتیق - ولکل امۃ جعلنا

منسکاً لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام ...

والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ [illegible]

فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر .......

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

(ترجمہ) چوپاؤن مین ایک عرصہ تک تمہارے لیئے فائدے ہین پھر [illegible] پرانا گھر ہے - اور ہم نے ہر قوم کے لیئے [illegible] مقرر کی تاکہ اللہ کا نام لین [illegible]

Marfat.com

... اور جب کہ ان کے پہلو گر پڑیں (جھک ...) ... کھاؤ اور قانع جب ... کو کھلاؤ ...... اور اُن کے خون اور گوشت ... میں پہونچے۔ بلکہ تمہارا تقوےٰ اُس کو پہونچتا ہے۔

(۸) ولیطوفوا بالبیت العتیق (چاہیئے کہ قدیم گھر کا طواف کریں)

حج اور روحِ حج کی نسبت جو آئیتن قرآن مجید مین آئی ہین۔ وہ مذکورہ بالا ہین جن مین ... احکام ہی احکام نکالو۔ تو یہ ہون گے:۔

احرام باندھنا فمن فرض فیھن الحج۔ احرام مین شکار نہ مارنا۔ لا تقتلوا...... احرام مین مباشرت۔ فخر و مباہات۔ جھگڑے ٹنٹے سے الگ رہنا۔ فلا رفث ...... سر نہ منڈوانا ... تحلقوا رؤسکم....... عرفات سے چلنا۔ مزدلفہ مین پہونچنا۔ فاذا افضتم...... مزدلفہ مین رہنا۔ ثم افیضوا...... منا مین آنا۔ واذکروا اللہ فی ایام...... صفا و مروہ ... مین سعی کرنا فلا جناح ان یطوف...... قربانی کرنا والبدن جعلنا...... روین کیروا ... اسم اللہ...... کعبہ کا طواف کرنا...... ولیطوفوا......

اب ہمین یہ دکھانا ہے کہ معمولاً حج کس طرح کیا جاتا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ ہم حج کی ترتیب اعمال ... کرین ہمین حج کے اقسام اور بتا دینی چاہئیں۔

جاننا چاہیئے کہ حج کی تین قسمیں ہین۔ اوّل افراد۔ وہ یہ ہے کہ پہلے حاجی صرف حج کرے۔ اور احرام ... اور ... مین حل مین جا کر پھر عمرہ کا احرام باندھے۔ اور عمرہ کرے۔ دوسرے قران۔ وہ یہ ہے ... احرام باندھتے وقت حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے۔ ایسے حاجی کو صرف حج ہی کرنا ہوتا ہے۔ اور ... مین عمرہ بھی آجاتا ہے۔ تیسرے تمتع۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حاجی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے ... عمرہ کے ارکان پورے کرکے احرام کھول دے۔ اور مکہ ہی مین ٹھہر کر احرام مین جو امور ممنوع ہو گئے تھے ... حج کے وقت تک ان سے متمتع ہوتا رہے۔ اور جب حج کا زمانہ آئے تو مکہ ہی سے پھر حج کا احرام ... ادا حج کرے۔ جس کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج۔ ... آفاقی کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی حج تمتع وہی لوگ کرسکتے ہین۔ جو مکہ کے رہنے والے نہ ہون۔ ... کی مسافت پر رہتے ہون۔ اور عمرہ و حج کے لیئے جدا جدا سفر کرنے مین انکو زحمت و تکلیف ...

... کے ... ہین علے سبیل الترتیب

لوازمات حج و عمرہ ادا ...

راستہ مین سے کسی جگہ سے حج کا احرام باندھ لیتے ہین۔ اور احرام ...
سے یا راستہ مین کسی غیر معین جگہ سے احرام نہ باندھین۔ تو اپنے اپنے میقات ...
کو احرام باندھنا فرض ہوتا ہے۔

میقات مکہ مین داخل ہونے کے ہر راستہ پر حرم سے باہر کچھ مقامات ہین۔ جن سے ہو کر
کو مکہ مین جانا پڑتا ہے۔ جو حاجی جس راستہ سے آتا ہے۔ اسی راستہ یا اوسی سمت کے میقات
احرام باندھنا پڑتا ہے۔ جو لوگ ہندوستان اور یمن سے جاتے ہین۔ وہ یلملم پر احرام باندھ
مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والے ذوالحلیفہ پر۔ عراق کی طرف سے آنے والے ذات العرق پر
شام والے جحفہ پر اور نجدی قرن پر۔

احرام کا طریقہ یہ ہے کہ حجاج خط بنوا اور ناخن ترشوا کر اچھی طرح سے غسل کرتے ہین۔ ا...
کسی وجہ سے غسل نہین کر سکتے۔ تو وضو کر کے کپڑے اور سلے ہوئے معمولی لباس کی جگہ صرف د...
چادرون کو تہبند اور چادر کی طرح شانون پر سے اوڑھ لیتے ہین۔ سر کو نہ کسی اور کپڑے سے ڈ...
ہین۔ نہ چادر سے۔

حجاج یہ احرامی لباس پہننے کے تھوڑی دیر بعد میقات سے چلتے ہین۔ اور چلتے ہی احرام ...
کرتے ہین۔ کہ احرام عمرہ کا ہے یا حج کا۔ اور حج مین سے بھی حج افراد کا۔ یا حج قران کا۔ اگر ...
نیت دل کے ارادہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن مسنون طریقہ کے اتباع مین حجاج ...
بھی کہتے ہین۔ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ
والملک لاشریک لک لبیک۔

مذکورہ بالا طریقہ پر احرام باندھ کر حاجی اعمال حج مین داخل ہو جاتے ہین۔ ا...
چیزین ممنوع الاعمال بن جاتی ہین۔ اول پائجامہ۔ کرتا۔ موزہ پہننا۔ اور عمامہ باندھنا۔ دوسرے ...
تیسرے بال کتروانا اور منڈوانا۔ چوتھے ہم بستر ہونا۔ پانچوین لوازم ہمبستری ...
ہونا۔ چھٹے جنگل کا شکار مارنا۔

احرام باندھنے کے بعد حجاج لبیک کہتے ہوئے مکہ معظمہ کو روانہ ہو ...
لگتے ہین۔ تو پھر غسل کرتے ہین۔ اور داخل حرم ہوتے ...
[illegible]

Marfat.com

... مکاشفہ میں داخل ہیں۔ مسجد الحرام میں

... اور اوس کو ہاتھ سے چھوتے اور اوس کو یا ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں۔

... کی وجہ سے ممکن نہ ہو۔ تو دور ہی سے ہاتھ یا لکڑی سے اشارہ کرکے اوس کی داہنی طرف کو

شروع کرتے ہیں۔ اور پورے چکر کے بعد جب پھر حجر اسود کے سامنے آتے ہیں۔ تو اسیطرح آ

دیتے یا اشارہ کرتے ہیں۔ اور اسیطرح سات چکر پورے کرتے ہیں۔

طواف کرنے کے وقت ضرور ہے کہ طواف کرنے والے پاک وصاف اور باوضو ہوں۔ کپڑے

پاک ہوں۔ اور جائے طواف بھی۔ اور اگر ہوسکے تو پہلے تین طواف رمل کے ساتھ کریں۔ یعنی اکڑتے

... تمام طواف میں حجاج حمد الٰہی وصلوۃ علے النبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اور دعا میں مشغول رہتے

... اور جب طواف ختم ہو چکتا ہے۔ تو ملتزم یعنی حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے مابین کھڑے ہو کر

... مانگتے ہیں۔ اور توبہ واستغفار اور دعا کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کی طرف کھڑے ہو کر معمولی

... دوگانہ نماز ادا کرتے اور پھر مشغول دعا ہوتے ہیں۔

طواف اور دوگانہ مقام ابراہیم سے فارغ ہو چکنے پر باب الصفا سے نکل کر صفا پر آتے ہیں۔ اور

... طرح کہ بیان ہو چکا بین الصفا والمروہ سعی کرتے ہیں۔ اور دعا مانگتے جاتے ہیں جس کا بڑا حصہ

... شعار کا ہوتا ہے۔ اگر عمرہ کی نیت تھی۔ تو عمرہ تمام ہو گیا۔ احرام کھولدیتے ہیں۔ اور بغرض حج تمتع

... میں کو پھر احرام باندھتے ہیں۔

جو حاجی بہ نیت افراد وقران عرفہ سے پہلے مکہ میں پہونچ جاتے ہیں۔ وہ عرفہ کے دن سے پہلے

... عرفات میں جانے سے قبل طواف وسعی سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اور مکہ میں با احرام ٹھہرے

... ہیں۔ اور جو دیر سے پہونچتے ہیں۔ وہ پہلے عرفات جاتے اور پیچھے طواف وسعی کرتے ہیں۔

ساتویں ذی الحجہ کو امام بعد ظہر خطبہ پڑھ کر حاجیوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ آٹھویں کو منا چلے جائیں۔

حجاج آٹھویں کو لبیک کہتے ہوئے منیٰ میں جاکر ٹھہرتے ہیں۔ اور رات وہیں بسر کرکے نویں

... صبح کو نماز فجر پڑھ کر عرفات جاکر ٹھہرتے ہیں۔ اور وقوف عرفات کیلئے بھی غسل کرتے ہیں عرفات

... امام بعد زوال حج کا خطبہ پڑھتا۔ اور حجاج کو اتقاء ودینداری کی نصیحت کرتا ہے۔ اور حجاج

... میدان عرفات ہی میں ٹھہرے رہتے ہیں۔ اور تلبیہ وتکبیر (لبیک اور اللہ اکبر کہنا) اور

... عرفات کی مسنون دعا میں زیادہ حصہ اپنے عجز و

... [illegible]

Marfat.com

مانگتے ہوئے مزدلفہ کو روانہ ہوتے اور مزدلفہ

ہی میں رہتے۔ اور تمام رات ذکر و عبادت میں گذارتے ہیں۔ اور

صبح پڑھ کر مزدلفہ سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہیں سے نخشہ تک چھوٹے چھوٹے

اوٹھا لیتے ہیں۔ موقف مزدلفہ سے چل کر جب مشعر الحرام پر پہونچتے ہیں۔ جو ادس کا آخری

تو کچھ دیر کے لیے وہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ اور اچھی طرح روشنی پھیلجانے تک مشغول دعا

اور سورج نکلتے نکلتے وہاں سے چل دیتے ہیں۔ اور لبیک اللھم ..... کے ساتھ تکبیر بھی

ہیں۔ (یعنی کبھی کہتے ہیں لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد

والنعمة لک والملک لاشریک لک لبیک اور کبھی اللہ اکبر اللہ اکبر لا اله الا

اللہ اکبر وللہ الحمد) یہاں تک کہ منی میں آجاتے ہیں۔ اور جمرات کے قریب پہونچتے

جمرات شمار میں تین ہیں۔ پہلے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو ان تینوں جمروں میں سے پہلے اور

کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھتے اور تیسرے یعنی جمرة العقبہ پر پہونچکر چاشت کے وقت قبلہ رو

ہوتے اور سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں انہیں کنکریوں میں سے جو مزدلفہ سے اٹھائی تھیں

سے مارتے ہیں۔ اور ہر کنکری مارنے پر کہتے جاتے ہیں اللہ اکبر علی طاعته و رغم الشیطان

اللھم تصدیقاً بکتابک واتباعاً لسنة نبیک۔

جمرة العقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد لبیک و تکبیر جو برابر پڑھتے رہے تھے موقوف

ہیں۔ اور صرف فرض نمازوں کے بعد دسویں ذی الحجہ کی ظہر سے تیرھویں کی صبح تک

پڑھتے رہتے ہیں۔

جمرة العقبہ کی کنکریوں سے فارغ ہو کر اگر حاجی کے ساتھ ہدی ہے یا نذر کی

اس قربانی واجب ہے تو اس کو ذبح کرتے ہیں۔ اور بعد ذبح مرد سر کے بال منڈواتے اور

قدر چھوٹا کرا دیتی ہیں۔ سر منڈوانے کے بعد احرام کھلجاتا ہے۔ یعنی جو باتیں احرام

حرام ہوئی تھیں۔ وہ حلال ہو جاتی ہیں صرف بیویوں سے ہم بستری نہیں کرتے

جب تک کہ کعبۃ اللہ کا طواف نہ کرلیں۔ یہ طواف بھی بالکل طواف مقدوم کی

جب تک کہ یہ طواف ادا نہ ہو جائے۔ حاجی کو تھوڑا سا تعلق احرام سے رہتا

طواف زیارت و افاضہ کہلاتا ہے۔

Marfat.com

... کی جائے تو کوئی ہرج نہین ہے۔ ذی الحجہ کی آخری ... ہین۔ جب یہ طواف کر لیا تو حجاج کو احرام سے کوئی تعلق نہین رہا۔ اور ہم بستری ... ہو گئی۔

جو لوگ عرفات مین جانے سے قبل طواف قدوم نہ کر سکے تھے۔ وہ بھی انہین دنون مین قدوم ... سے طواف کر لیتے ہین۔ اسیطرح سعی بین الصفا والمروہ بھی۔

اگر دسوین کو طوافِ زیارت کر لیا۔ تو اعمال حج مین سے صرف یہ باقی رہا کہ منیٰ مین رہکر تین دن رمی الجمار کرین۔ اور رات کو منیٰ ہی مین ٹھیرے رہیں۔ یہ رمی الجمار گیارھوین ذی الحجہ سے شروع ہے۔ اور اس کا وقت بعد دوپہر ہے۔ حاجی غسل کر کے اور ۲۱ کنکریان لیکر رمی الجمار کا قصد کرتے ہین۔ اور عرفات کی طرف چلتے ہین۔ اور پہلے اور دوسرے اور تیسرے جمرہ پر مذکورہ بالا طریق پر سات سات کنکریان مارتے ہین۔ اور ہر جمرہ کے پاس دیر تک کھڑے رہکر اللہ کی حمد وثنا کرتے ... نہایت عجز وانکسار اور حضور قلب و فروتنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور خیر و توفیق کی التجا کرتے ہین۔ اور پھر واپس پڑاؤ پر آجاتے ہین۔ دوسرے دن بھی بعد ظہر یہی عمل کرتے ہین ... کے بعد اون کو اختیار ہوتا ہے۔ کہ چاہین تو مکہ کو چلے جائین۔ اور اگر چاہین تو تیرھوین ذی الحجہ کو بھی اسیطرح رمی الجمار کے لیئے منیٰ مین قیام رکھین۔ اگر پورے تین دن کنکریان مارین تو پوری ... یان صرف ہو جائین گے۔ ورنہ اکیس بچ رہین گی۔

اگر حجاج دو دن کے رمی کے بعد منیٰ سے چلنا چاہین۔ تو ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب کے ڈوبنے ... کا آفتاب نمودار ہونے سے پہلے پہلے منیٰ سے مکہ کو چلدیتے ہین کیونکہ ایسا کرین تو تیسرے رمی کا دن یا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

رمی الجمار سے فارغ ہوتے ہی یا کچھ دن مکہ معظمہ مین قیام کرنے کے بعد جب حجاج اپنے گھر اور ... ن کو چلنے لگتے ہین۔ تو پھر کعبتہ اللہ کا مذکورہ بالا طریق پر طواف کرتے اور مقام ابراہیم کے پیچھے ... پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق کی دعا مانگتے ہین۔ یہ طواف طوافِ وداع کہلاتا ہے۔ اور ... فارغ ہوتے ہی حجاج مکہ معظمہ سے چل کھڑے ہوتے ہین۔

... بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معمول بہ حج مین کئی اعمال ایسے ہی ... نہین ہے۔ اس لئے طبعًا یہان یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ آیا وہ اعمال ... شان مین جیسے کہ وہ اعمال جن کا ذکر

اون کو خود خدا یتعالی نے بیان کر دیا اور بعض کو

رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رائے پر چھوڑ دیا جن کو آپ نے معین فرمایا [illegible]

قدیم مین کچھ اصلاح فرمادی۔ مثلاً رمی الجمار۔ حجراسود کو بوسہ دینا طواف وداع کرنا [illegible]

یہ لوازم حج ہین۔ لیکن نہ ویسے ضروری اور اہم جیسے وہ کہ خدا یتعالی نے بیان فرمائے ان

قسمون کے اعمال مین بین فرق ہے۔ چنانچہ جو اعمال خدا یتعالی نے بیان فرمائے۔ وہ ارکان

فرائض حج ہین۔ اور جو اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیے یا جاری رکھے۔ وہ

یا حج کی ذاتیات مین داخل نہین۔ اون مین سے کوئی واجب ہے اور کوئی مستحب۔ ایسے کہ اگر

نہ بھی کیا جائے۔ تو اون کے کفارہ کے ساتھ حج کے ادا ہو جانے مین شک نہین ہو سکتا جیسے کہ

برہنہ ہو تو بھی آدمی ہے۔ اور لباس مین ہو تب بھی آدمی۔ فرق جو کچھ ہے۔ وہ خارجی فرق

اسی بناء پر ارکان حج صرف پانچ ہین۔ (۱) احرام۔ (۲) طواف زیارت (۳) سعی بین الصفا

(۴) عرفات مین ٹھہرنا۔ اور ایک قول کی بنا پر (۵) سر منڈوانا۔ اور واجبات چھ ہین۔ (۱) اول میقات

احرام باندھنا (۲) رمی الجمار کرنا (۳) عرفہ مین آفتاب کے غروب ہو جانے تک ٹھہرنا۔ (۴) رات

مین رہنا۔ (۵) منی مین شب بسر کرنا۔ (۶) طواف وداع کرنا۔

ان چھیون واجبات مین سے پہلے دو واجب زیادہ اہم اور مؤکد ہین۔ اس لیے اون

ترک کر دینے پر بالاتفاق قربانی کفارہ واجب ہو جاتی ہے۔ اور باقی چارون کے ترک [illegible]

مین بھی ایک روایت کی بناء پر قربانی واجب نہین ہوتی۔ بلکہ مستحب ہوتی ہے۔ اب [illegible]

مان لیا جائے کہ جس عمل کے چھوٹ جانے سے قربانی لازم آئے۔ وہی واجب ہے۔ تو [illegible]

واجبات ششگانہ مین سے پچھلے چار واجب درحقیقت مستحب ہین۔ اسی لیے اون کی ترک پر قربانی [illegible]

اب قبل اس کے کہ حج کے مصالح ومفاد اور اس کے فلسفہ پر کچھ بحث کی جائے

حج کی نوعیت وحقیقت پر عام اس سے کہ وہ اعمال فرض ہون یا واجب۔ مستحب ہون

فروعہ۔ موحدانہ نظر ڈالو اور دیکھو۔ کہ اعمال حج مین سے کوئی عمل مشرکانہ یا ایسا

بوئے شرک آتی ہو؟ کیونکہ معترضین کبھی کبھی حج کے بعض اعمال کو

ارکان کو لو۔ احرام حج کی نیت ہے۔ جس [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے سامنے کوئی بت ہوتا ہے۔ اور نہ اون [illegible] بت یا ماسوی اللہ کی طرف متوجہ۔ لیکن اثنائے طواف مین چونکہ مستحب طریق پر حجر اسود [illegible] استلام (مس کرنا۔ چھونا بوسہ دیکر یا ہاتھ لگاکر) کیا جاتا ہے۔ یہ امر توحید کے جھوٹے داعیہ دارون کو شرک کی صورت مین نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ غلطی اور سخت غلطی ہے۔ اس لیئے کہ استلام الحجر شرعاً نہ فرض ہے نہ واجب۔ اور جب فرض و واجب ہی نہین۔ تو پھر اس سے اسلام پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ مگر چھوڑ دو اس بات کو کہ استلام فرض و واجب نہین مسلمان او سیرعال تو [illegible] اون پر اعتراض کرنے کے لیئے اون کا فعل ہی کافی ہے۔ لیکن پھر بھی استلام سے شرک یا شرک کی مشابہت لازم نہین آتی۔ اس لیئے کہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا۔ استلام کے معنی چھونا ہین۔ اور کسی چیز کو چھونا اوس کی عبادت کرنا نہین۔ عام اس سے کہ اس کو ہاتھ سے چھوئین یا مونھ سے۔ ہاتھ سے چھونے کا طاعت و عبادت نہ ہونا تو ظاہر ہے۔ محتاج دلیل نہین۔ رہا مونھ سے بوسہ دینا اس کو بھی پرستش سے کوئی خاص علاقہ نہین۔ اگر بوسہ دینا ہی پرستش ہو۔ تو کسی کے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ پیار مین بچہ کو چومنا۔ محبوب کی پیشانی کا بوسہ لینا۔ سب ہی پرستش ہونے چاہئین۔ حالانکہ ایسا نہین اور جن کو بوسہ دیا جاتا ہے۔ انہین کوئی بھی معبود نہین کہتا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ حجر اسود کے بوسہ دینے کو پرستش کہا جائے۔ اور مسلمانون کو پتھر پوجنے والا بتایا جائے۔

اگر کوئی کہے کہ مسلمان از روئے تعظیم و تکریم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہین۔ اس لیئے اون کا یہ فعل شرک یا کم از کم مشابہ شرک ہے۔ تو ہم کہین گے کہ یہ دعوے ہی بے دلیل ہے۔ اور بالکل ایسا ہی بے بنیاد اور دور از قیاس ہے جیسے کہ کوئی کسی کو کسی پتھر کے سامنے سے گذرتا ہوا یا ہاتھ لگاتا ہوا دیکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ شخص بت پرست اور ماسوے اللہ کو پوجنے والا ہے۔ اور اوس کا پتھر کے سامنے سے گذرنا اور ہاتھ لگانا ہی ثبوت ہے۔ اوس کے عقیدہ کا۔ کیا کوئی عقلمند ایسے قیاسی دعوے کو صحیح مان سکتا ہے؟ نہین اور ہرگز نہین۔ بلکہ جو کوئی ایسا قیاس کرے۔ وہ ضرور خاتر العقل ہے۔ یا افترا پرداز۔ ہان اگر کوئی کسی کے سامنے کھڑا ہونے والا یا اون کو ہاتھ سے چھونے والا خود مان لے کہ مین معبودانہ عظمت و جلال و اعتقاد سے اس پتھر کے سامنے کھڑا ہوتا۔ یا اوس کو ہاتھ لگاتا ہون۔ یا کسی پتھر کے ساتھ وہ ایسا [illegible] برتاؤ [illegible] عقلاً مخصوص ہے معبود کی پرستش و عبادت ہے۔ تو وہ بے شک مشرک ہے اور [illegible] الّذی پرست کہین۔

[illegible] لیکن [illegible] معبودیت نہ حجر اسود کی عبودیت کا

اون کا اعتراض ہے ... [illegible]

ماسوا پرستی پر استدلال کیا جا سکے۔ اس لیے ... [illegible]

نافہم کہینگے کہ بُت کو تو بت پرست بھی اپنا معبود نہین مانتے۔ وہ ... [illegible]

مین بُت کے سامنے سر جھکاتے ہین۔ لیکن در باطن اون کا روئے توجہ کسی اور ہی طرف ہوتا ہے

یہ صحیح ہے۔ اور بُت پرست ایسا ہی کہا کرتے ہین۔ لیکن اون کے قول و فعل مین دو باتین قابل

اور اون کے تخیل کو باطل کرنے والی ہین۔ اوّل یہ کہ وہ ایک بت یا پتھر کے سامنے وہی فعل کرتے

ہین جو عقلاً و عرفاً مخصوص ہے طاعت و پرستش سے۔ اور یہ مشاہدہ دلیل ہے اس امر کی کہ وہ اس بت

یا پتھر کو معبود یا معبود سے کچھ اعلےٰ واسطہ رکھتا ہے۔ اور یہ صریح شرک ہے۔ دوسرے یہ کہ پتھر یا بُت

کے سامنے سر نیاز اور دست دعا بلند کرتے ہوئے وہ دو حال سے خالی نہین ہو سکتے۔ اوّل یہ کہ اس

وقت اون کے دل مین صرف معبود حقیقی کا تصور ہوتا ہے۔ یا کسی اور کا بھی جس کے نام سے وہ اس

پتھر یا بت کو پکارتے ہین مثلاً ...... یا ...... یا ...... پہلی صورت مین وہ معبود کے

تصور کو ایسی شکل دیتے ہین جس سے وہ پاک و منزہ ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی شکل یا جسم کے سامنے

عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہین۔ اس لیئے وہ مشرک ہوئے۔ اور دوسری حالت مین غیر معبود کے تصور

کو حقیقی معبود کے تصور سے ملا کر شرک کے مرتکب ہوتے ہین۔ یعنی حقیقی معبود کے تصور مین بت کے

مسمّی کے تصور کو ملا کر بت سے اپنی بندگی کا اظہار کر کے ماسوا پرست بنے۔

ہمارا خیال ہے کہ ایسے آدمی تو شاذ ہونگے۔ جو کسی بت کو صرف اسکے مسمّی ہی کے تصور مین جا

سوا ہے اوس کی پرستش کرتے ہون۔ اور ایسے تو ڈھونڈے سے بھی نہ ملین گے۔ جو ایک پتھر یا درخت

ہی کو اسم و مسمّی دونون سمجھکر پوجتے ہون۔ یعنی پتھر اور درخت کی پرستش اون کو پتھر اور درخت

ہی سمجھ کر کرتے ہون۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہنود گنیش جی۔ کنہیا جی کی مورت کو سجدہ کرتے ہین لیکن

مورتی کو معبود سمجھکر۔ بلکہ گنیش جی اور کنہیا جی تصور کر کے۔ اور پھر گنیش اور کنہیا کو معبود حقیقی

اوتار خیال کر کے۔ اسیطرح اکثر عیسائی مسیح کے بُت یا تصویر کے سامنے طاعت و عبادت کے طور پر

بل کھڑے ہوتے اور دعا مانگتے ہین۔ لیکن نہ اس بت اور تصویر کو آسمانی باپ سمجھ کر بلکہ اس

کے تصور مین یسوع کو آسمانی باپ کا اکلوتا بیٹا اور اقنوم ثلثہ مین سے ایک اقنوم ... [illegible]

یہان ہم اس امر سے مفصل بحث نہین کرنا چاہتے۔ کہ ان ... [illegible]

شرک کی بابت پہلے کیا جا چکا ہے۔ وہی کافی ... [illegible]

[illegible] وہ بت ہے۔ پتھر ہے۔ اور تصویر ہے۔ بلکہ اون [illegible] کا اظہار کرنے کے لیئے ایک اور خارجی تصور مستعار لیا جاتا ہے۔ جو کبھی حقیقی معبود کا [illegible] اور نہ کبھی کسی خدا کے ایسے بندے کا جس کو خدا کا ظہور و بروز مان لیا گیا ہوگا۔ اور اس پتھر یا [illegible] یا تصویر کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہو۔ کیونکہ کوئی آدمی اتنا احمق و لایعقل نہین۔ اور نہ [illegible] کے خیال مین کبھی ہوا ہوگا۔ کہ وہ کسی پتھر کو اس لیئے پوجنے لگ جائے یا لگ گیا ہو کہ وہ پتھر ہے [illegible] انصاف سے کام لو۔ اور عقل سے سوچو کہ کیا ممکن ہے کہ مسلمان حجر اسود کو اس لیئے پوجتے [illegible] کہ وہ حجر اسود ہے۔ دنیا مین اور بھی ہزارون کالے پتھر موجود ہین۔ پتھر مین بالذات کون سی [illegible] کی شان ہے۔ جس کی پرستش پر کوئی مجبور رہا ہو۔؟ جب مسلمان حجر اسود مین کوئی معبودیت [illegible] شان بالذات نہین مانتے تو اسے مشرکانہ معبود بنانے کے لیئے کسی ارفع و اعلےٰ ہستی کی طرف خاص [illegible] ہونی چاہیئے۔ جیسے پتھر اور بتون کے ماننے والے اون کو کسی خاص اوتار یا اور کسی ہستی کی [illegible] منسوب کر کے گنیش جی۔ کنہیا جی۔ شیو جی وغیرہ کہا کرتے ہین۔ لیکن حجر اسود کو کسی ایسی نسبت [illegible] منسوب نہین کیا گیا۔ اور نہ مسلمان حتےٰ کہ عوام کالانعام بھی اوسے کوئی ایسی مستعار نسبت دیتے [illegible] اور ان دونون باتون پر مستزاد یہ کہ بوسہ جو اثنائے طواف مین دیا جاتا ہے پرستش و بندگی [illegible] خصوصیات مین سے نہین نہ عقلاً نہ عرفاً۔ پس جب حجر اسود کو بوسہ دینا نہ حجر اسود کی پرستش [illegible] اور نہ مسلمانون کا اس کے متعلق کوئی ایسا خیال ہے۔ جیسا کہ ایک بُت کی نسبت ہونا چاہیئے یا [illegible] وبت پرست قومین اپنے بتون اور ظاہری معبودون کی نسبت رکھتی ہین۔ یا رکھتی رہی ہین [illegible] مسلمان حجر اسود کو بوسہ دینے سے کیونکر مشرک کہے جا سکتے ہین۔ اور کیونکر حجر اسود کو بت صفت کہنے [illegible] جراءت کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ حجر اسود کعبۃ اللہ مین جس جگہ پر نصب ہے۔ وہ جگہ اور اوس کے نصب ہونے [illegible] حیثیت خود ظاہر کرتی ہے۔ کہ وہ نہ پرستش کے خیال و اعتقاد سے کعبۃ اللہ مین نصب کیا گیا۔ اور نہ [illegible] ناتراشیدہ سڈول پتھر کا بُت ہے۔ اس لیئے کہ دنیا بھر کے بتون اور بت خانون کو دیکھ لو سارے [illegible] بت خانون مین میر مکان اور صدر مجلس پاؤ گے۔ یعنی اگر وہ کسی مکان مین رکھے۔ یا نصب کیئے [illegible] اون کو وہ جگہ دی گئی ہے جو اوس مین بہترین جگہ ہے۔ حتی کہ اگر مکان نہین ہے تو بھی [illegible] نصب کر کے ممتاز کر دیا گیا ہے۔ بُت خانہ ہے تو وہ وسط مکان مین تخت [illegible] مسند خاص انداز [illegible] کے لیئے مہیا کی گئی ہوگی [illegible]

بایں حیثیت کہ اگر کوئی بت ... 
نظر آئے گا۔ اور ایسا ہونا ہی چاہیے کیونکہ ...
معبود کی فرضی صورت یا معبود سے خاص نسبت رکھنے والا سمجھکر اوس کے ... 
طاعت خم کرتے ہوں۔ وہ فرط تعظیم کی وجہ سے طبعاً مجبور ہوتے ہیں کہ اس کو بہترین جگہ ... حجر
اسود کو بھی بت یا شبیہ معبود یا نشان معبود فرض کرکے کعبۃ اللہ میں نصب کیا جاتا۔ یا مسلمان
بُت کی طرح پوجتے ہوتے۔ تو اوس کو بھی کعبہ کی عمارت کے صدر میں جگہ دی جاتی۔ یا مسلمان
ایسی تدبیر کرتے کہ اوس کی جگہ صدر ہو جاتی۔ لیکن ایسا نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ کعبہ کے
کونے میں بتوں کی سی کرسی و تخت کے بغیر نصب ہے۔ ہم نے آج تک نہیں دیکھا اور نہیں سنا
بُت جس کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہو۔ اس طرح کونے میں رکھا گیا ہو۔ کیونکہ اس طرح اس کا کونے
میں ہونا اوس کی خواری اور اوس کے ماننے والوں کی بے اعتنائی و بے پروائی کی دلیل ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اگر حجر اسود بُت نہیں۔ اور کوئی حیثیت بھی اوس پر بت ہونے کی
نہیں آتی۔ تو پھر آخر کیا چیز ہے۔ اور کیوں وہ کعبۃ اللہ میں نصب کیا گیا۔ اس کی تحقیق یہ
ہے کہ کعبہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ ابراہیمی معبد و مسجد ہے جسکو ابراہیم علیہ السلام نے اپنی
لیے بغرض عبادت گذاری بنایا تھا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یا ابراہیم علیہ السلام
کا طریقہ یہ تھا۔ کہ عبادت کرنے والے اللہ کو یاد کرتے ہوئے اس معبد کے گرد طواف کیا کرتے
کے لیے خدا کے نام پر بنایا گیا ہوتا تھا۔ اور جیسے کہ آج کل عموماً ایک خاص شمار میں خدا
یا ایک محدود وقت تک خدا کی عبادت کرنے یا دو۔ چار۔ دس۔ بارہ رکعت نماز پڑھنے
طریقہ ہے۔ اس عہد قدیم میں خدا کی یاد کے وقت یا رکعت نماز کا تعین معبد کے طواف
تھا۔ یعنی معبد کے گنتی کے طواف کیا کرتے تھے۔ اور گنتی کے واسطے چاہیے۔ علامت و نشان
معلوم ہو سکے۔ کہ کتنے طواف ہوئے۔ طوافوں کی گنتی ہی کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے
معبد میں نصب کیا۔ مگر اس طرح کہ بُت ہونے کا احتمال ہی نہ ہو سکے۔ دفع احتمال
اور کیا صورت ہو سکتی تھی۔ کہ آپنے صدر جگہ کو چھوڑ کر اوسے ایک کونے میں
بھی اس حیثیت سے کہ کسیطرح بھی بُت سے تشابہ نہ ہونے پائے۔ ...
ان دونوں دستیاب ہوئے ہیں بُت ... میں ...

… نظر آئے گی۔ کہ اگر اون کی …

… دوسرے قسم کے اعتقاد و اعمال پیش کیے جاوین تو …

… عقل و شعور سے کام لینا تو دور کی بات ہے

… ہین کہ منافقین یہود بھی معاند نہ تھے۔ بلکہ کورانہ تقلید کے

… بربنائے تقلید اپنے آپ کو مصلح اور اسلام کو فساد جانتے تھے۔ چنانچہ آگے

… ہے۔ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ مذکورہ بالا آیت مین خدائے تعالیٰ نے منافقین

… اور کہ فساد فی الارض کا تعلق عمل سے ہے۔ اگلی آیت مین جہل بالایمان کا ذکر ہے۔

… لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا أنؤمن كما آمن السفهاء ألا

… ولكن لا يعلمون کا ترجمہ اور جب اون سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان

… ایمان لائے ہین … کیا ہم بے وقوفون کیطرح ایمان لائین خبردار

… وہی ہین۔ لیکن انہین اسکا علم نہین۔

… سے کہا جاتا ہے کہ جن کو تم کامل سمجھتے ہو۔ جن کی تعظیم و تکریم کرتے ہو۔ جن کی

… موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ان کی اور اون پیروؤن کی طرح

… ایمان … مضبوط تھا۔ جن کے وجدان پر ایمان موثر تھا۔ جن کے اعمال پر ایمان

… کی طرح ایمان لاؤ اور مسلمانون مین شامل ہو جاؤ۔ جو مذکورہ بالا بزرگون

… کے اسلام کرتے ہین۔ تو کہتے ہین۔ کیا ہم ان سفیہون کی طرح ایمان

… ایمان ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے آن بزرگان دین اور پیشوایان مذہب

… خدا کہتا ہے اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہی لوگ بیوقوف

… صالحین کا اعتقاد اور اتباع چھوڑ دیا۔ اور سمجھے

… دنیا … کے …

... اور لاون کی کہ ... بتاتی ہے کہ

... نہین ہین۔ اون کے سامنے ہی کہنا اون کے پاؤن تلے سنگین تخت ہے جو
... والون کی عقیدت کی خبر دیتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو اس خصوصیت سے
... رکہا تھا کہ آپنے اس شمار طواف پتھر کو زمین پر بہی نہین جمایا۔ کہ مبادا آگے آنے والے
... سمجھ لین۔ کہ اسی پتھر کی پوجا کی خاطر اون کے گرداگرد مکان بنا دیا گیا ہے۔ بلکہ دیوار مین
... اس طرح کہ اوس کا کچھ حصہ دیوار کے اندر رہے اور کچھ باہر دکہائی دیتا ہے۔ اور مسجد کا طواف کرنے
... اثنائے طواف مین اس سے پتہ لگا سکین۔ کہ طواف پورا ہو گیا۔ اور کے طواف ہوئے۔ ابراہیم
علیہ السلام کی اسی مآل اندیشی اور پیش بینی کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ جب عرب ابراہیم علیہ السلام کے دین کو
... بسرا کر بت پرستی مین مبتلا ہوئے۔ اور گھر گھر کا جدا جدا معبود بن گیا۔ اور کعبہ مین لات و منات
... نے جگہ پالی۔ تب بہی عربون نے حجر اسود کے سامنے سجدہ نہین کیا۔ کعبہ کے اور بتون کے سامنے
... کفر کرتے رہے۔ لیکن حجر اسود کی نسبت جو دستور چلا آتا تہا۔ بدستور قائم رہا۔

اس وقت جو کتابین میرے پاس موجود ہین۔ اون سے مین یہ تو معلوم نہ کر سکا کہ ابراہیم علیہ السلام
آپکے دین کے پیرو کس طریق پر حجر اسود سے طواف کا پورا ہونا اور طوافون کا شمار دریافت کیا
کرتے تھے۔ لیکن اغلب ہی کہ جب اسلام کا دور دورہ ہوا۔ تو عرب حجر اسود کو بوسہ دے کر یا اوسے چھو
کر طواف کے پورا ہونے اور طواف کے شمار کو معلوم کیا کرتے تھے۔ اور چونکہ موسم حج جاہلیت
مین اژدحام کثیر ہو جاتا تہا۔ اس لیئے اغلب ہے کہ طواف کرنے والے دور سے اشارہ کرنے پر ہی
... کر لیا کرتے ہون گے۔ چونکہ ان تینون مین سے کسی ایک صورت مین بہی سنگ پرستی لازم
... نہ آتی تہی۔ اس لیئے اسلام نے جیسے ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہین اون کے طریقہ عبادت
... معبد کو جاری رکہا حجر اسود کے بوسہ دینے۔ چھونے۔ اشارہ کرنے کو بہی بدستور قائم رکہا اس بیان
... امید ہے کہ اچھی طرح سمجھ مین آگیا ہو کہ مسلمان اسلیئے حجر اسود کو بوسہ نہین دیتے۔ کہ اوس کی معبودانہ
... سے تعظیم کرتے ہین۔ بلکہ صرف اس لیئے بوسہ دیتے ہین کہ معلوم ہو جائے۔ طواف پورا ہو گیا اگر
... ہوئے۔ اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی معبودانہ تعظیم کی حیثیت سے اسے بوسہ دے تو وہ
... پرست ہے۔ اور اسلام اوس کے فعل کا روادار نہین۔ معبودانہ عزت و عظمت خدا
... ہی کا حق ہے۔ والعزة لله جميعاً۔ حجر اسود نہ بخشندہ ہے نہ بخشانندہ جیسی
... صیت ذاتی اوسے حاصل نہین۔ ہان یہ عرضی

Marfat.com

ہی عزت و توقیر ہے۔ جو خدا کے نیک بندوں

اولاد اپنے آبا و اجداد کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو کس عزت و منزلت کی نگاہ سے

اور اوس کا یہ فعل مستحسن ہوتا ہے۔ نہ کہ قبیح و مذموم۔ مسلمان بھی نسلاً کسی قوم سے کیوں نہ ہو

ابراہیم علیہ السلام کی روحانی اولاد ہیں۔ پھر کیا بجا ہے کہ وہ اوس ابو المومنین کی مذہبی

کی واجبی عزت و توقیر کریں جس نے ہر چہار طرف سے کفر و شرک کی ملکی میں گھرے ہوئے

کے باوجود اپنی فطرت صحیح اور نور ایمان سے متاثر ہو کر کسی ملامت کرنے والیکی ملامت کی

پروا نہ کر کے کہا تھا کہ میں ان لوگوں کے ان فرضی ناکارہ و بے حقیقت معبودوں

کو چھوڑ کر اس حقیقی معبود کی طرف رجوع لایا جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور نہ صرف مجھے

بلکہ زمین و آسمان اور ان تمام چیزوں کو بھی جو ان میں ہیں۔ اور مجھے خیر و شر

کی تمیز دی۔

حجر اسود کے متعلق کچھ روائتیں بھی ہیں۔ جن سے اوس کی عظمت ثابت ہوتی ہے لیکن

وہ عظمت جس کو معبودانہ عظمت کہا جائے۔ معہذا وہ ضروریات دین میں سے نہیں۔ یعنی اسلام

میں اون کا اعتقاد ماننا ضروری نہیں۔ اس لیئے نہ معترض کو اون سے حجت پکڑنے کا

حق حاصل ہے۔ اور نہ ہم انہیں یہاں بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ بحث کی پوری گنجائش ہے۔

بالآخر نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ اسی بناء پر ہم نے انہیں نظر انداز کیا ہے

اعمال حج کی حقیقت نہ سمجھ کر اور اپنے بے جا شک و شبہات سے ناواجب فائدہ اٹھانے والے

معترض رمی الجمار پر بھی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور مبنیٰ اون کے اعتراض کا وہی مشہور

روایت ہوتی ہے۔ کہ جمروں پر کنکر مار کر شیطان لعین کا سر کچلا جاتا ہے۔ معترض بجائے اس

تحقیق اور دریافت کریں۔ کہ اس روایت کی حقیقت کیا ہے۔ اور کیوں اسلام میں جمروں پر کنکر

کی رسم و سنت قائم ہوئی۔ اور ہے۔ یہی کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اسلام کی خام خیالی اور

تو دیکھو کہ شیطان کے کنکریاں مارنے کا حکم دیتا ہے۔ خدا جانے مسلمانوں کی عقلیں کہاں

ہیں۔ کہ نفس کی تو خبر نہیں لیتے۔ شیطان ہے تو خود اپنے اندر موجود ہے۔ مگر

کے لیئے ہزاروں کوس کا سفر کرتے ہیں۔ اور میدان منیٰ میں جا کر

ہیں کہ گلی میں شیطان کے

باب ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء

# ناظرین کرام!

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت مین حتی الوسع کوشش فرماتے رہیئے ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا عام علم ہونے پر ہی موقوف ہے۔ اِس ضرورت کو تو اب مسلمانون کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی بآواز بلند مسلمانون پر ظاہر کر رہے ہین۔

مثال کے لیئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کے وطن مین درج ہے۔

الملتمس

مینیجر اخبار وطن و رسالہ تفسیر القرآن لاہور۔

[illegible]

[illegible] حصہ تین تین روپیہ [illegible]

## ترجمہ تفسیر کبیر جلد اول

(مفاتیح العلوم)

[illegible] کی تفسیر مؤلفہ امام فخر الدین رازی رح۔ اسے اب تک اردو کا جامہ [illegible]

[illegible] نہیں ہوا تھا۔ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ ہٰذا نے اس بہادری کی کوشش [illegible]

## حقانیت عقائدِ اسلامیہ

(تزیین الکلام)

[illegible] ایک زندہ فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ [illegible]

[illegible] سلطان عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار [illegible]

## حسن و زبیدہ

[illegible] صلاح الدین فاتح بیت المقدس اور [illegible]

قیمت صرف ۱ [illegible]

## المشتہر

منیجر [illegible]

Marfat.com

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری
واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی

# تفسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ سے آگاہ کرنے کے لیے پہلے اخبار میں شایع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے

بابت ماہ مئی ۱۹۰۸ء

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور شایع ہوئی
جلد (۱) مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور نمبر (۱۱)

قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی ...

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے۔ عام چندہ سالانہ للعہ طلبار ...

# قرآن کریم پڑھو

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے باآسانی حاصل ہو سکے گا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت دفتر وطن لاہور سے شائع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۴ روپے۔ قسم دوم عہ معہ محصول ڈاک

## اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

اور حصول سعادت دارین کی اُمنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی مقصود ہے تو ...
اسلامی تالیفات کو ضرور پڑھیے۔ اور اپنے عزیزوں و احباب ...

[illegible] کی معلومات [illegible] اسلام کا کچھ نہین بگاڑ سکتے۔ بلکہ اپنی ہی سبکسری اشہرت وغیرہ [illegible] وہ کوئی ایسی شرعی سند نہین پیش کر سکتے جس سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ شرعا جمرون کو کنکر مارنا واقعی شیطان کے پتھر مارنا ہے۔ رہا عام یا خاص کا غیر محقق اور بے سند قول۔ وہ شرعی امور مین حجت نہین ہو سکتا۔ یہ ہم بھی جانتے ہین کہ مسلمانون مین ایسے ایسے لایعقل بھی ہین کہ حکم تو اونکو [illegible] جمرون پر کنکر پھینکنے یا مارنے کا۔ لیکن وہ یہ خیال کرکے کہ شیطان کو مارین تو کیون چھوٹے چھوٹے پتھر نہ مارین؟ اپنے بوتے بھر بھاری سے بھاری پتھر اوٹھا کر مارتے ہین۔ لیکن یہ تو اون کی جہالت و نادانی ہے۔ اون کی اس حرکت سے اسلام پر حرف نہین آسکتا۔ کیونکہ کسی شرعی حکم کے اتباع مین ایسا نہین کرتے۔ بلکہ اپنے وہم و خیال سے ایسا کرتے ہین۔

سائل سوال کر سکتا ہے کہ پھر آخر یہ خیال مسلمانون مین کہان سے آیا؟ ہم اگرچہ اس کا جواب دینے کے ذمہ دار نہین۔ ہمین اسلام سے سروکار ہے نہ فاسد الاعتقاد مسلمانون سے۔ لیکن پھر بھی ہمارا خیال ہے کہ نافہم مسلمانون مین شیطان کے پتھر مارنے کا خیال اوسی دعا سے آیا ہے جو وہ جمرون کے کنکر مارتے ہوئے پڑھا کرتے ہین۔ وہ دعا ہے اللہ اکبر علی طاعۃ الرحمن ورغم الشیطان اللھم تصدیقا بکتابک واتباعا لسنۃ نبیک (اللہ بزرگ و برتر ہے۔ مین یہ کنکریان اے اللہ تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت کی پیروی کرتا ہوا تیری طاعت اور شیطان کو ذلیل کرنے کے ارادہ پر پھینکتا (مارتا) ہون) علی رغم الشیطان سے ظاہر بینون اور نافہمون کو مغالطہ ہوا ہوگا۔ کہ یہ کنکریان شیطان کو خوار و ذلیل کرنے کے لیے پھینکی اور ماری جاتی ہین۔ تو اسی کے لگتی بھی ہون گی۔ اسی سے اونہون نے نتیجہ نکالا ہوگا کہ جمرون کے کنکریان مارنا شیطان کے پتھر مارنا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زمانہ جاہلیت مین عرب جہان اور مناسک حج مین تغیر و تبدل کرنے کے مرتکب ہوئے۔ اور جہان اونہون نے [illegible] سی اصلی علتون کو بھلا دیا تھا۔ رمی الجمار کی اصل وجہ کو بھی فراموش کرکے اپنے بت پرستانہ مذاق [illegible] سمجھنے لگ گئے ہون کہ منی کے تینون ستون تین شیطان یا شیطان کے تین [illegible] کے پتھر مارے جاتے ہین۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ اس اعتقاد کے خلاف [illegible] کے وقت پڑھی جاتی [illegible] خود اس خیال کے منافی ہے [illegible] جاتی ہے [illegible] اس سے کہ جہان اور [illegible] مین علاوہ

[illegible]

[illegible] ہے۔ اس کے علاوہ [illegible]

شیطان کے ماری جاتی ہین۔ اور کتاب وسنت کا اتباع بھی مار[illegible]

ماری [illegible]۔ اس لیئے کہ کتاب وسنت مین کہین یہ حکم نہین ہے کہ شیطان [illegible]

مت بچلو۔ بلکہ حکم ہے تو یہ ہے کہ خدا کی طاعت وعبادت کرو۔ اور شیطان کو جو [illegible]

کا [illegible] سرچشمہ ہے۔ ذلیل وخوار کرو۔ اوس کے وسوسہ مین نہ آؤ۔ یہی معنی علے طاعۃ [illegible]

ورغم الشیطان کے ہین۔ یعنی مسلمان خدا کی طاعت کے اقرار واعتراف اور شیطان کے [illegible]

خوار کرنے کے ارادہ پر کنکریان پھینکتے یا مارتے ہین۔ اور چونکہ دونون باتون کی توفیق [illegible]

خدا سے خواستگار ہوتے ہین۔ اون کا یہ فعل بھی ایک طرح کی طاعت ہوتا ہے۔ جیسے کہ طواف [illegible]

سعی دونون طاعت ہین۔ اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف

بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ لا لغیر

(کعبہ [illegible] طواف اور صفا ومروہ کے مابین سعی کرنا اور جمرون کو کنکرین مارنا۔ یہ صرف [illegible]

یاد قائم کرنے (رکھنے) کے لیئے مقرر کیئے گئے ہین نہ کسی اور وجہ سے) یہ روایت [illegible]

داؤد نے بروایت عائشہ صدیقہ رض بیان کی ہے۔ جس کی ضرورت اغلب ہے کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل عربون کی بداعتقادی دیکھ کر پیدا ہوئی ہوگی۔ پس یہ قول [illegible]

جیسے اوس وقت ایک غلط فہمی کے دور کرنے کا باعث ہوا۔ ویسے ہی ہمارے لیئے یہ ایک [illegible]

سند ہے اس امر کی کہ جمرون کے کنکر مارنا شیطان کے کنکر مارنا نہین۔ بلکہ اس طرح [illegible]

کی یاد دہانی خدا کی بندگی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ جو ابراہیم علیہ السلام کی ایک [illegible]

[illegible] قائم ہوا۔ جیسے سعی۔ طواف۔ وقوف وغیرہ ابراہیمی معین عبادت یا توجہ الی اللہ [illegible]

نقشہ ہین۔ ویسے ہی رمی الجمار بھی اون کی ایک عملی یادگار کی جو باقی رکھنے [illegible]

قابل تھی نقل ہے۔ جو ذون کی تون یاددہانی ترین اضافہ اُس وقت [illegible]

اور اس ابوالائمہ کی واردات قلبیہ کو یاد دلاکر خلوص اور [illegible]

کو جو لوگ شیطان کی [illegible]

[illegible]

[illegible] ابراہیم علیہ السلام کے یہاں ہوا تھا

[illegible] اولاد [illegible] نہ ہوئی۔ تو آپ نے باقتضائے بشریت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بار [illegible]
فرزند عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور فرزند عطا کیا۔ [illegible] میں جاتا
[illegible] اسد آیین کے بچے نے ماں باپ کو کیسی کچھ محبت ہوتی ہے۔ مگر استغنائ خدا [illegible] کو دیکھو
جب خلیل کا وہ نورِ نظر چلنے پھرنے لگا۔ تو اپنے خلیل کی خلت کی آزمایش کے لیے بھی اللہ
تعالیٰ نے رویا میں حکم دیا کہ "بیٹے کو میری راہ میں قربان کر"۔ خیال تو کرو۔ یہ حکم پاکر خلیل
[illegible] فرمانبردارِ خدا کا کیا حال ہوا ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے۔ مگر بشریت رکھتے تھے۔
[illegible] لیئے بشری خیالات کا ہجوم کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ طرح طرح کے خیالات آئے۔ اور آپنے
[illegible] کو خواب و خیال سمجھ کر ٹالنا چاہا۔ مگر وہ کب ٹلنے والا تھا۔ خدا پرستی اور خدا کی محبت بار بار
[illegible] رویا کو سامنے لے آتے تھی۔ اور آپ بے چین ہو ہو جاتے تھے۔ خواب کے بعد کا تمام دن
اسی کشمکش اور سوچ میں گذر گیا۔ کہ کیا کرنا چاہیے۔ اسی لیئے یہ دن (یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں)
یوم الترویہ (سوچنے اور رائے قائم کرنے کا دن) کہلایا۔ رات آئی تو ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی
[illegible] خدا دودلی سے نجات دے۔ اگر درحقیقت بیٹے کی قربانی چاہتا ہے تو اپنے حکم کی تاکید فرما۔
[illegible] تردید کر سوئے تو پھر عالم رویا میں وحی آئی کہ (بیٹے کو قربان کر) بیدار ہوئے تو یقین
ہو گیا کہ درحقیقت خدا کا حکم ہے کہ فرزند کو ذبح کروں۔ چونکہ دوسرے دن آپ کو اس حکم کا
یقین ہوا تھا۔ اس لیئے ذی الحجہ کی نویں تاریخ عرفہ[1] کہلائی۔ اگرچہ نویں کو آپ کو یقین ہو چکا
[illegible] کہ لختِ جگر کی قربانی کرنی چاہیئے۔ اور آپ اس پر آمادہ بھی ہو گئے تھے۔ لیکن بیٹے کا اپنے ہاتھ

---

[1] عرفہ کی وجہ تسمیہ میں مفسرین مختلف الرائے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ جب ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام
[illegible] چکے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ کہ بار آلہا تیرے نام پر تیری عبادت کے لیئے ہم نے معبد بنالیا اب
[illegible] ہدایت کر کہ کس طرح تیری عبادت کیا کریں۔ (ارنا مناسکنا) جبرائیل علیہ السلام نے طریقہ عبادت
[illegible] اور پھر پوچھا اعرفت یا ابراہیم۔ آپ نے فرمایا عرفت۔ اسی لیئے جس مقام پر یہ سوال جواب
[illegible] عرفات اور وہ دن عرفہ کہلایا۔
بعض [illegible] کہ آدم و حوا نے ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد اسی میدان میں آکر ایک [illegible]
[illegible] اسی لیئے یہ دن عرفہ اور یہ مقام عرفات کے نام سے موسوم ہوا
[illegible] حکم کا ابراہیم علیہ السلام کو یقین ہوا تھا

Marfat.com

ابہام کو دور کیا ہیں۔ اس باب میں روایتیں ... اور بیٹے کو سنایا یا نہیں۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ... کرنے کے ارادہ پر ساتھ لیکر جنگل کو چل دیئے۔ اور راستہ تک باپ نے فرزند اسماعیل کو حکم ... دیا تھا جس نے سن کر جواب دیا۔ بابا اللہ کی طرف سے جو حکم آپ کو ہوا ہے۔ اوس کی تعمیل کیجئے انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ قال یا ابت افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لیئے اور بیٹا باپ کے ہاتھ سے گلا کٹوانے کے لیئے تیار ہے۔ اور دونوں ساتھ ساتھ چلے جاتے ہیں۔ مگر کیا ممکن ہے کہ اس جیسے وقت میں وسوسے نہ آئیں۔ وہ دونوں پیغمبر خداپرست تھے۔ مگر پھر بھی آدمی تھے۔ بشری جذبات سے کیونکر بچتے۔ ابراہیم علیہ السلام کی پدری محبت جوش میں آئی۔ اور وہی خیال آنے لگے۔ جو ایک آدمی کو آنے چاہئیں۔ کہ ابراہیم کیا کرتا ہے خواب و خیال کی باتوں کا بھلا کیا اعتبار۔ ہوش میں آ۔ آج تک کس نے بیٹے کا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹا ہے کاٹنے جاتا ہے۔ اس معصوم بچے کی جان اور اوس کی ماں کے حال زار پر اور اپنے بڑھاپے پر رحم کر اس ارادے سے باز آ۔ ادھر یہ خیال دل میں چٹکیاں لے رہا تھا۔ کہ ادھر خلت و خداپرستی نے ... دی۔ کہ ہاں وقت امتحان ہے خبردار خلیل کہلاکر ان شیطانی وسوسوں میں نہ آنا۔ ورنہ دفتر ... جریدۂ خلت سے نام کٹ جائے گا۔ دیکھ تو۔ تو کسے اختیار کرتا ہے۔ ایک طرف خدا ہے۔ اور دوسری طرف خدا کا دیا ہوا بیٹا۔ سمجھ کر کام کیجو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کف افسوس ملنا پڑے۔

ایمان و شیطان اور عقل و نفس کی یہ طبعی جنگ و کشمکش تھی۔ جو نہ جانے کس وقت سے شروع ہوگی۔ لیکن جب ابراہیم علیہ السلام اپنے اس صابر لخت جگر کو ساتھ لیئے ہوے اوس میدان میں جہاں ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا جہاں آپ کا مذبح تھا۔ تو دل و دماغ سے اضطراب کا ایک

(بقیہ صفحہ ۲۸۳) اس لیئے وہ دن عرفہ کہلایا۔ اور چونکہ اس دن کی یادگار میں ابراہیم علیہ السلام ... ایک میدان میں جمع ہوتے اور ابراہیم علیہ السلام کی خلت و خداپرستی کا ذکر کرتے۔ اور ... تعارف ہوتا۔ اس لیئے اس میدان اجتماع کو عرفات کہنے لگے۔

ان تینوں روایتوں سے بالاتفاق آنا ضرور نتیجہ نکلتا ہے کہ ... ہمارے نزدیک پچھلی دونوں ...

Marfat.com

[illegible] ی وشیطانی وسوسون نے آگھیرا۔ آگے [illegible] ب کردی اور بیٹے کی قربانی کو ناجائز ٹھہرانے کے لیے اپنا تمام زور صرف کرنے [illegible] مشعل ایمان نے روشنی دکھائی۔ اور خداپرستی نے پیش روی کی طاقت دی۔ اور [illegible] یم علیہ السلام جمہور فاسد خیالات کے ہجوم کو چیر کر آگے بڑھے۔ اور جمرۃ العقبہ سے چلکو جمرۃ [illegible] ی پر پہونچے۔ وہان بھی یہی پیش آیا۔ مگر آپ وہان سے بھی وسوسہ ہاے شیطانی کو ہٹاتے [illegible] ے جمرۃ الکبرے پر آگئے۔ یہان پر ایمان یزدانی ونفس شیطانی باہم دست وگریبان ہوئے [illegible] ایمان غالب آیا۔ اور نفس وشیطان راندہ درماندہ ہوکر سامنے سے بھاگ نکلے۔ اور ابراہیم [illegible] السلام نے آگے بڑھ کر بیٹے کے دست وپا باندھے۔ اور زمین پر لٹایا۔ اور راہ خدا مین قربان [illegible] ے کی نیت سے گلے پر چھری پھیری ہی تھی۔ کہ دریاے رحمت آلہی جوش مین آیا۔ اور وحی پہنچی [illegible] یا ابراھیم قد صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین۔ کہ بس کر۔ تو نے اپنا خواب پورا کردیا۔ ہمارے حکم کی تعمیل ہوگئی۔ ہم نیکون کی نیکی کا یون ہی بدلا دیا کرتے ہین۔ یہ وحی پہونچتے ہی ابراہیم علیہ السلام چونک اُٹھے۔ آنکھین جو باین خیال بند کرلی تہین۔ کہ کہین پیارے فرزند کی صورت دیکھ کر رحم نہ آجاے۔ کھُل گئین۔ دیکھا کہ کوہ ثبیر سے ایک بڑا مینڈھا اترا ہوا چلا [illegible] ہے۔ آپ نے اسے پکڑ کر انعام خداوندی کے شکریہ مین وہین ذبح کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بہیجی [illegible] ی قربانی منظور وقبول فرمائی۔

ابراہیم علیہ السلام کا یہ امتحان اور امتحان مین پورا اترنا۔ اور عین وقت پر خدا تعالیٰ کا رحم کرنا [illegible] یا واقعہ نہ تہا۔ جو ذابح و ذبیح کے دل سے جلد یا بدیر فراموش ہوسکتا۔ اور خلیل و ذبیح کی سرگذشت [illegible] سننے والے اس سے متأثر نہ ہوتے۔ یہ تو ٹھیک پتہ نہین چلتا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے خود اس [illegible] اقعہ کی یادگار قائم کرکے اوس کے زندہ رکھنے کی امت کو ہدایت کردی تھی۔ یا بعد مین آپ کی اولاد [illegible] امت نے اس یادگار کو زندہ وقائم رکھنے کی طرف توجہ کی۔ لیکن اس مین ہرگز شک وشبہ کی [illegible] نش نہین ہے کہ خلیل و ذبیح ہی کے عہد حیات مین لوگون کو وہ ہر سہ مقامات جہان شیطانی [illegible] سون نے ابراہیم علیہ السلام پر برے طرح ہجوم کرکے آپ کو پھسلانا چاہا تہا۔ معلوم ہوچکے تھے۔ [illegible] بھی جہان آپ نے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کی نیت سے زمین پر لٹایا۔ اور پھر ایک مینڈھے [illegible] ا تہا [illegible] اس [illegible] کے زندہ رکھنے کی لوگون کو ہدایت کی ہو۔ یا نہ کی ہو [illegible] باقی رکھی جاتی۔ چنانچہ باقی رکھی گئی۔ اور سال کے

Marfat.com

ابراہیمی کے ایسے اہم واقعہ کی یادگار

ایسے واقعات کی یاد سے متاثر ہونا ایک طبعی امر ہے

جب اس واقعہ کی یادگار میں لوگ میدان منی میں جمع ہوتے ہیں

ابراہیمی کی یاد کس طرح کرنی چاہیے۔ چونکہ یاد کا بہترین طریقہ نقل ہے۔ نقل

ممکن نہ تھی۔ لیکن وسوسہ ہائے شیطانی اور جذبات نفسانی کے دفع کرنے اور اٹھانے کی

تھی۔ کیونکہ کسی کی واردات قلبیہ کو اپنے دل میں لے آنا اختیاری بات نہیں ہے۔ لیکن

کہ جب کسی کے دل میں نا ملائم خیالات کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور وہ نہیں بقوت ارادی ہٹا سکتا

اکثر اوقات اوس کے ہاتھ سے بھی ایسی اضطراری حرکتیں ہو جاتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا

کہ وہ کسی ناپسند چیز کو ہاتھ سے دفع کر رہا ہے۔ اسی لیے ان لوگوں نے ان مقامات پر جن کو

جمرات کہتے ہیں۔ چٹکی سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھینکنا اختیار کیا۔ تاکہ جس طرح ابراہیم

نے وسوسہ ہائے شیطانی کو بارادہ دفع کیا تھا۔ اوس کی ایک طرح سے ظاہری نقل ہو جائے

تمثیل سے اصل واقعہ یاد آتا رہے۔ یہی علمائے اسلام کی تحقیق ہے کہ جمرات پر کنکریاں پھینکنا

تمثیل[1] ہے اس بات کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے شیطانی وسوسوں کو بعزم ارادہ دفع دفع کیا

علاوہ کنکریاں پھینکنے میں ایک مصلحت یہ اور بھی تھی۔ کہ ابتداءً وہ مقامات جہاں

کو شیطانی وسوسوں نے گھیر کر ارادہ ذبح سے باز رکھنا چاہا تھا۔ اس طرح ممتاز نہ تھے

کل ہیں۔ بلکہ ایک میدان تھا اور ان مقامات کو پہچاننے کے لیے ممتاز کرنا ضروری

پھینکنے سے وہ مطلب بھی پورا ہو گیا۔ یعنی کنکروں کے ڈھیر سے وہ مقام پہچانے

اغلب ہے کہ ایک مدت تک کنکروں کا ڈھیر مقامات یادگار کی امتیاز کا باعث

لیکن جب بمرور ایام کنکریاں بڑھتی اور پھیلتی گئی ہوں گی۔ تو اصل مقامات مشتبہ

اور پھر اصل مقامات کو ممتاز کرنے کی ضرورت پیش آئی ہوگی۔ اور بعد تحقیق

---

[1] رمی الجمار کی حقیقت کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ جب کوہ ثبیر سے ابراہیم

اترتا ہوا نظر آیا تو آپ نے سات پتھر مار کر اسے پکڑا تھا۔ اسی کی یادگار

قائم ہوئی۔ لیکن ہمارے نزدیک

...ی الجمار کے متعلق بھی لوگون ...
... کہ ... مناسک کے بیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
... الطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ و رمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ
اور رمی الجمار کی دعا یون تلقین فرمائی اللہ اکبر علے طاعۃ الرحمن ورغم الشیطان
... تصدیقا بکتابک واتباعا لسنۃ نبیک۔ تاکہ مسلمانون کو اچھی طرح سے معلوم ...
... مقصد ابراہیم علیہ السلام کی یادگار زندہ رکھنے کے علاوہ یہ ہے۔ کہ وہ بھی ابراہیم
... کی طرح اللہ کی طاعت کرنے اور شیطان کے علے الرغم چلنے کا عہد کرین۔ اور وہی کام ہر
... خدا پرست کو کرنے چاہئین۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے وسوسہ ہائے شیطانی سے
... ہی مین جو اب منحر کہلاتا ہے۔ فرزند کو بقصد ذبح زمین پر لٹا کر ذبح کا اقدام کیا۔ اور
... حکم خداوندی بیٹے کی جگہ مینڈھے کی قربانی کی تہی۔ اسی کی امکانی تقلید مین مسلمان رمی الجمار
... منحر مین جاکر شکریہ کی قربانی کرتے ہین۔
... کی ذیل مین یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ اسلام کی مشروع قربانی قدیم امتون
... تھی تو مون کی سی قربانی نہین ہے۔ یعنی از روے اسلام مسلمانون کا اعتقاد قربانی کے
... نہین۔ جیسا کہ اور قومون کا تہا اور ہے۔ اگلی امتون کا اعتقاد تہا کہ اللہ اپنے تام ...
... لیلیتا ہے۔ اسی بنا پر وہ قربانی کو آگ مین ڈالتی تہین۔ اور جو قربانی جل جاتی تہی
... آگ آکر جلا دیتی تہی۔ اس کو مقبول سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ قربانی خدا کے پاس پہونچ گئی
... اعتقاد تہا کہ خدا تعالیٰ قربانی سے خوش ہوتا ہے۔ اور قربانی تقرب الٰہی کا بہترین وسیلہ ہے
... قومون مین قربانی کا رواج اب تک ہے۔ وہ بھی عموماً اسی خیال مین مبتلا ہین۔ کہ قربانی خدا ...
... کو جس کے نام کی کی جائے۔ پہونچتی ہے۔ اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین۔ جاہلیت کے ...
... مین پھیلی ہوئی تہی۔ مومن ملانے معبودون کے نام پر قربانی کرتے اور ان کو تقرب ...
... تھے۔ اسلام نے ہدایت کی کہ غیر اللہ کو کوئی حق نہین ہے ... کہ ...
... ہے۔ تو دوسرون کے نام پر ان کی قربانی ...

Marfat.com

...زیادہ ... غرض کی ضرورت نہین۔ خدا تعالیٰ نے خود فرضیت
...مقام الحج ... ساتھ اوس کی غرض وغائت بھی بیان کر دی ہے
...ہین۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ مقام الحج کے تعین کی نسبت فرماتا
...ت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدًی للعالمین فیہ
...ینات مقام ابراھیم ومن دخله کان آمنا و لله علی الناس حج
... من استطاع الیه سبیلا۔ موضوع بحث کے لحاظ سے اس آیت کا مآل اور مطلب
...یہ ہے کہ کعبہ عالم مین پہلا معبد ہے۔ جو باین غرض بنایا گیا کہ لوگ وہان جمع ہو کر
...طاعت وعبادت کیا کرین واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً وعلی کل
ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ اور یہ بھی وہی ابو الملۃ کا بنایا ہوا جس کے دین
...کو اسلام نے آکر زندہ کیا ہے۔ اور حج کا دستور بھی اسی برگزیدہ خدا کا قائم کیا ہوا
...ابھی تک اس روحانی باپ کی یادگارین وہان باقی ہین۔ انہین خصوصیات کے
...سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو بھی حج کرنے کا حکم دیا۔ اور بہترین روحانی اور خدا پرستی
...کعبہ کو اسلام کا مقام الحج ٹھرایا۔ نہ باین معنی کہ کعبہ خدا کا گھر ہے۔ اور خدا اوس
...ہے۔ اور اوس کی زیارت کر لینا خدا کو دیکھ آنا ہے۔

اور حج کی غرض وغایت کو یون بیان کیا کہ جعل الله الکعبة البیت الحرام قیاماً للناس
...الحرام والھدی والقلائد۔ اور ایک دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ توضیح کے
...واذن (اے ابراہیم) فی الناس بالحج یاتوک رجالاً وعلی کل ضامر یاتین
...عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم الله فی ایام معدودات
...ن آیتون کا ماحصل یہ ہے کہ کعبہ کے حج اور شھور حرام کی حرمت اور ہدی
...لوگون کی دینی و دنیوی مصلحتون کے قوام و انتظام کے لیے ہے یعنی
...اجتماع ہوگا جو اور کسیطرح ممکن نہین
...پیدا ہوگا۔ خدا کی عبادت...

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] اور ان مقامات کو قریب سے دیکھتے ہیں [illegible]

[illegible] اور طلاطت شہر کا انتہائی [illegible]

[illegible] مسلمانوں پر جہاں سے اسلام کا [illegible]

[illegible] جہاں [illegible]

[illegible] جہاں [illegible]

[illegible] مگر ابوجہل [illegible]

[illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] جہاں [illegible] رسول اللہ

[illegible] جہاں سے آخر کار

[illegible] دیکھ کر نہیں بلکہ جان کر خطرہ میں [illegible]

[illegible] تمام مسلمانوں کی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] مالی [illegible]

[illegible] قومی شکل [illegible]

[illegible] نہیں ہے جس کے لیے [illegible]

[illegible] محمد ابتعالی مسلمانوں کو [illegible]

[illegible] دینی و دنیوی مصالح کے تو ام [illegible]

[illegible] منافع لھم کے مفہوم و مصداق [illegible]

[illegible] فائدوں کے علاوہ تیسرا فائدہ تجارت [illegible]

[illegible] تبتغوا فضلا من ربکم قرآن مجید میں [illegible]

[illegible] کی علت جواز کا حکم دیا [illegible]

[illegible] اور قومی ترقی کا ایک اعلیٰ ترین رکن ہے

[illegible] ہے چونکہ اسلام رہبانیت نہیں [illegible]

[illegible] ہے اس لیے اس نے اجازت دی [illegible]

[illegible] میں لگ جاؤ۔ استدلال [illegible]

[illegible] ایام حج میں بھی تجارت [illegible]

[illegible]

... ان میں ...

... سے لیا جاتا ہے۔ یعنی اون کی یہ بہ بور دیت قومی ...

... ہو سکتی ہے۔ کہ کس کس جگہ کیا کیا چیزین اچھی قیمت پا سکتی ...

... آج کل کی متمدن سلطنتون کو دیکھو کہ وہ اسی تحقیق کے لیئے کروڑ ہا ...

... ہون؟ اسی لیئے کہ اس تحقیق سے اون کو بہت بڑا تجارتی نفع حاصل ہوتا ...

... کی کچھ بھی حقیقت نہین ہے۔ مسلمان قیام مکہ کے زمانہ مین اپنے مذہبی ...

... گئے یہ بات حاصل کرسکتے ہیں اور پورا فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔ کاش اس طرف ...

... خدا تعالیٰ نے حج مسلمانون کی دینی و دنیوی مصلحتون کے قوام و نظام ...

... فرمایا ہے۔

... حقیقی حج اور سچے اور دانا مسلمانون کے واقعی حج کا فلسفہ۔ نہ اُس ...

... کا معمول یہ ہے کہ حج فرض ادا ہو یا نہ ہو قطع راہ کی استطاعت رکھتے ہون ...

... مین آکر چل کھڑے ہوئے بھیک مانگتے چلے جاتے ہین۔ اور نہین ...

... فرمایا ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوی۔ یہان تک بھی ...

... تو یہ ہے کہ حج کو بھیک مانگنے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے۔ بہت سے ...

... کرتی ہین۔

... حج کو جاتے ہین۔ لیکن نہین جانتے کہ حج کے مناسک کیا ہین اور ...

... کیا اور کس طرح فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک حج ...

... بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور گناہ جھڑنے لگے۔ ...

... گئی ...

Marfat.com

[illegible] اوقات عرفات مین حاجی بے ایمان کا
[illegible] ہے۔ اور یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ بہت سے حاجیون نے لفظ حاجی
[illegible] کرنے اور دھوکہ دینے کا جال بنا رکھا ہے۔ بہت ہی کم ہین۔ ایسے اللہ کے نیک لوگ
بندے جو حج اس لیئے کرتے ہون کہ اپنے نفس کو آلائش بدی سے پاک کرین۔ اور نفس کے
[illegible] اور بدسے نیک اور نیک سے نیک تر بننے کی ارادی کوشش کرین۔ لیکن درحقیقت
[illegible] یہی لوگ ہین۔ اور باقی سعدی کے اس قطعہ کے واقعی مصداق ہین ؎

از من بگوے حاجیٔ مردم گزائے را　　کو پوستینِ خلق بآزار مے درد
حاجی تو نیستی شتر است از برائے آنکہ　　بیچارہ خار مے خورد و بار مے برد

[illegible] کا یہ مقولہ بہت خوب ہے کہ حج ایک کسوٹی ہے جو اصل جوہر کو ظاہر کردیتی ہے۔ جو آدمی حج سے
واپس آکر زیادہ نیک کردار بن جائے سمجھ لو کہ اوس کا حج قبول ہوا۔ اور وہ سچا حاجی ہے اور
حج ہی کی نیت سے مکہ معظمہ گیا تھا۔ اور جو جیسا گیا تھا ویسا ہی آجائے۔ اور حج کرکے اترانے
[illegible] جان لو کہ ایمان و اسلام سے اسے کچھ واسطہ نہین۔ اس کا حج مقبول نہین ہوا۔ اور یہ
[illegible] اس لیئے مکہ معظمہ گیا تھا۔ کہ حاجی کہلاکر اور مواخذۂ آخرت سے بے باک ہوکر خوب کھل
[illegible] اور کوئی اسپر حرف گیری نہ کرسکے۔
[illegible] حاجیون کی یہ اخلاقی حالت دیکھ کر یون ایک طرح صبر آسکتا ہے کہ بیچارے کیا کرین
[illegible] و شریعت سے بے خبر ہین۔ حج کو فرض سن لیا ہے۔ جاکر بوجھ اُتار آتے ہین۔ ان سے تو اچھے
[illegible] جو حج کو فرض جانتے ہین۔ اور استطاعت رکھتے ہین۔ لیکن فرض سے سبکدوش نہین ہوتے۔
[illegible] حیرت و استعجاب تو یہ ہے کہ مسلمان دین اور حقائق دینیہ کو بھولے سو بھولے۔ سگ دنیا ہوکر
[illegible] دنیا کمانا نہین جانتے۔ حج سے کوئی روحانی و مذہبی فائدہ حاصل نہین کرتے تو دنیا ہی کما
[illegible] صنعتون کے سرانجام ہی مین حج سے کچھ کام لیتے۔ مگر اُن سے یہ بھی نہین ہوتا۔ حج کے ساتھ
[illegible] ان کے نزدیک کبیرہ ہے۔ یا کم ازکم مخظور تو ضرور ہے۔ گویا یہ حضرات قرون اولی کے
[illegible] ہین۔ اور تویت کو کیون ہاتھ سے جانے دین۔ حج تبادلہ خیالات کا ایک عمدہ
[illegible] ہین۔ اور علما ہین آکر اپنے اپنے حلقہ مین اہم
[illegible] ضروریات پر گفتگو کرین [illegible]

... دنیا بھر مین ہو رہی ہے ...

کی بے نظیر کانفرنس سے کام لینا مسلمانون کا اولین فرض ہے ...

معلوم اور اُن پر عمل درآمد کرنے کے لیے بہترین تدبیرین سوچی اور ... کی جا سکتی ...

کے ذریعہ سے دنیا بھر مین ایک ایسی حرکت شروع ہو سکتی ہے۔ جس سے آئندہ مسلمان ...

قوم بن سکین۔ کیا یہ حیرت و تعجب کی بات نہین ہے کہ یورپ تو اس خیال سے ... کہ

مسلمانون مین حج ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے وہ دنیا کی سیاست کے ورق کو اُلٹ سکتے اور

چاہین و دل یورپ کے لیے خطرناک ہو سکتے ہین۔ اور مسلمان یہان تک غفلت کی نیند مین ...

ہون سکے سیاست و ملکداری کو بالائے طاق رکھ کر اس سالہاسال منعقد ہونے والی کانفرنس کو

اجتماعی و تمدنی اصلاح و ترقی کا ہی مرکز نہین بنا سکے۔ اور خدا جانے کب تک نہ بنا سکین گے

حالانکہ مقام الحج قومی اصلاح و ترقی کا بہترین مرکز بن کر بآسانی اسلامی دنیا مین اصلاح و ترقی

دور شروع۔ اور سال بسال حاجیون کی رپورٹ سے معلوم کرا سکتا ہے۔ کہ کہان کہان کیا کیا ...

مسلمانون نے کتنی ترقی کی۔ اور کہان کی حالت خراب ہے۔ اور کیون ہے۔ اور کس طرح ...

حالت سدھر سکتی ہے۔ کاش! مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہون۔ اور اجتماع حج سے کام ...

اس سے لیا جا سکتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ

عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۱۸۸﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ

فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۱۸۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ

لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۰﴾ وَمِنَ

النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ

ترجمہ اور بعض آدمی ایسے ہین۔ جن کی بات دنیا کی زندگی مین تجھ کو حیرت ...

(پسند آئے) اور وہ جو کچھ اوس کے دل مین ہے۔ اوس پر اللہ کو گواہ بناتا ...

سخت جھگڑالو ہے۔

اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین مین ...

Marfat.com

[illegible] کردے [illegible]

[illegible]

[illegible] ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضا جوئی مین بیچتے ہین۔ اور اُسے [illegible]

[illegible] کرنے والا مہربان ہے۔

[illegible] مدارک التنزیل اور لباب التاویل مین ہے کہ آیہ ومن الناس من یعجبک۔
[illegible] اخنس بن شریق کے حق مین نازل ہوئی۔ اس لیئے کہ اگرچہ اوس نے جنگ بدر
[illegible] اپنے حلیف بنی زہرہ کے تین سَو جنگ جو مردون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے سے
[illegible] واپس کیا۔ لیکن درحقیقت وہ بڑا منافق ومکار تھا۔ اس مین بھی اوس نے اپنا کوئی
[illegible] سوچا ہوگا۔ اخنس جیسے مکار اور منافق تھا ویسے ہی چرب زبان بھی بڑا تھا۔ آنحضرت
[illegible] اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتا۔ اور ادعائے ایمان کے ساتھ کہتا کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ بدر کے دن دیکھ چکے تھے۔ کہ اسنے بنی زہرہ کو لڑنے سے باز رکھا تھا
[illegible] کی باتون کو باور فرما لیتے۔ اور یوماً فیوماً مقرب کرتے جاتے۔ لیکن چونکہ وہ درحقیقت منافق
[illegible] کو موقعہ پاکر نقصان پہونچانے کی فکر مین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر منافقین کے حال
[illegible] اوس کے اصلی حال سے بھی آپ کو آگاہ کرنے کے لیئے فرما دیا۔ کہ اے پیغمبر، جو دنیوی امور
[illegible] پاس آکر باتین بناتا ہے۔ اور قسمین کھا کھا کر کہتا ہے انی مومن بک وللہ محب
[illegible] ان باتون سے خوش ہوتے اور اوس کو ایمان دار وخیر خواہ اسلام سمجھتے ہو۔ وہ تو بڑا
[illegible] ہے چرب زبانی سے تم پر قابو کرنا چاہتا ہے۔ تم اس کے دھوکے مین نہ آؤ۔ کیونکہ یہ تو ایسا
[illegible] کہ جب تمہارے سامنے سے جاتا ہے تو خلق اللہ کے ستانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتا
[illegible] ہے۔ اور اللہ فسادی کو دوست نہین رکھتا۔ تم بھی اس سے محبت نہ کرو۔ لیکن میرے
[illegible] یہ آیت عام ہے۔ اور سیاق بھی عموم ہی کو چاہتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس عموم مین خصوص
[illegible] اور آیت کے عام مصداق مین ایک فرد اخنس بھی شامل ہو جائے۔

[illegible] مین حکم ذکر وعبادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا تھا کہ آدمی دو قسم کے
[illegible] وہ ہین جو [illegible] ہونے کی وجہ سے یا عاقبت سے بے پروا اور دنیا کے حریص
[illegible] کہ اے اللہ ہمین دنیا کی عمر میان اور
[illegible]

بیدردی کہہ بیٹھو بات آخر ...

لیکن دعار مین ابھی ایک بات قابل توضیح ...

ہے۔کیا وہ دعا ربھی جس کا اثر دل مین کچھ بھی نہ ہو۔ جو دل سے نکل کر ...

بلکہ دل مین کچھ ہو اور زبان پر کچھ۔ دعا ہو سکتی ہے؟ آیہ زیر بحث کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے

کہا کہ دعا ایک قول ہے۔اور قول اس وقت تک قابل عتبار نہیں جبتک کہ اعمال سے اوس کی تصدیق

ہو جائے۔کیونکہ ایسے آدمی بھی ہوتے ہین جو اپنی چرب زبانی اور دوروئی سے سامع و عام

کو دھوکا دیتے ہین۔اور وہ دھوکے مین آکر اون کو اچھا سمجھنے لگ جاتے ہین۔لیکن درحقیقت

وہ ہوتے ہین بُرے۔اور فسادی۔ جیسے وہ اپنی باتون سے درحقیقت اچھے اور نیک نہین ہوتے

ویسے ہی اگر کوئی اعمال کو چھوڑ کر زبان سے کہتا رہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة

حسنة تو اس سے اوس کو کچھ فائدہ نہین ہو سکتا۔اس لئے کہ حقیقت اور جزاء کا مدار ہے نیت

اعمال پر لھم نصیب مما کسبوا۔

آدمی جیسے اپنے اصل مقصد کے لحاظ سے دو قسم کے ہوتے ہین۔ایک صرف دنیا کے طالب

اور دوسرے عقبیٰ و دنیا دونون کے بھلائی کے خواستگار ویسے ہی اظہار حال مین بھی دو ہی طرح

کے ہوتے ہین۔ایک صادق دوسرے منافق۔انہین دونون قسم کے آدمیون کا حال خدا تعالیٰ

آیات مذکور الصدر مین بیان فرمایا ہے۔منافق کے لئے فرمایا ومن الناس من یعجبک ...

یعنی اے پیغمبر چونکہ دنیا مین ظواہر ہی پر قیاس کیا جاتا ہے۔اس لئے تمہین ایسے آدمی

ملین گے جو خلاف ضمیر اور فعل و عمل کے برعکس باتین بناتے ہین۔کہتے تو ہین کہ ہم حامی

و دشمن باطل ظاہر و باطن مین اللہ سے ڈرنے والے بُری باتون سے بچنے والے۔اور

صرف بھلائی کرنے والے ہین۔اور اپنے ان دعوون پر اللہ کو گواہ بناتے اور قسمین کھا کر

آپ کو لوگون کی نگاہون مین سچا ثابت کرتے ہین۔حالانکہ درحقیقت وہ سخت کینہ تو ...

درجہ کے خصومت کرنے والے ہوتے ہین۔

فی الحیوٰة الدنیا کے ظرفی تعلق کی بنا پر دو معنی ہین۔ایک تو یہی جو بیان ہوا

کہ دنیا کی زندگی مین چونکہ ظاہری باتون ہی پر اعتبار ہوتا ہے۔اس لئے ...

کی باتون کو بھی پسند کر لیتے ہو۔ جو دھوکا دینے کے لئے ...

... کو گواہ بناتے ہین ...

[illegible] حاصل ہوتی ہے۔ اور عجیب عجیب
وہ دنیوی جاہ و جلال۔ مال و منال۔ زن و فرزند قوم و اشخاص کا ذکر کرتے ہین تو
وہ باتین بہت ہی پیاری اور بھلی معلوم ہوتی ہین۔ اور یہ چونکہ دین و آخرت سے انہین
کچھ واسطہ نہین ہوتا۔ بلکہ دنیا طلبی مین وہ منہمک بن چکے ہوتے ہین۔ اور یہ بھی جانتے ہین
کہ ہم بدیانت اور دین کے بارہ مین نہ کچھ کہہ سکتے ہین۔ اور نہ ہمارے کہنے سننے کا کچھ اثر ہو سکتا
ہے۔ اس لیئے اپنی پاک باطنی اور دینداری اور خوش اعتقادی منوانے کے لیئے لوگون سے کہا کرتے
ہین۔ کہ اللہ ہمارے دلون کو خوب جانتا ہے کہ ہم کیسے ہین۔ اور کیسے اعتقاد رکھتے ہین۔ تاکہ لوگ
جیسے اون کو دنیوی معاملات مین مانتے ہین۔ دیندار اور پاک بازہ بھی ماننے لگ جائین۔ لیکن وہ حقیقت
مین بڑے خصیم و جھگڑالو ہوتے ہین۔ یا یہ کہ وہ بڑے جھگڑتی ہوتے ہین۔ اس لیئے کچھ نہ کچھ اپنا
سکہ جما ہی لیتے ہین۔ اس صورت مین ویشہد اللہ علی ما فی قلبه پہلی صورت کا جملہ حالیہ
نہ ہوگا۔ بلکہ از سر نو جداگانہ ایک جملہ ہوگا۔ اور یعجبک پر اوس کا عطف۔ اسیطرح الد الخصام کے
وہ دوسرے معنی بھی جو [illegible] تحت مین بیان ہوئے ہین۔ جب کہ خصام کے معنی جدال لیئے جائین۔

اب سے پہلے ایک فرقہ متصوفین بدنام کنندہ نکونامے چند کا ایسا تھا۔ جو مذہب کی ظاہری قیود
سے از خود آزاد ہو کر کہا کرتا تھا کہ اعمال ظاہری سے کیا ہوتا ہے۔ اصلی طاعت و عبادت دل سے
ہوتی ہے۔ ہم اللہ کی دل سے عبادت کرتے ہین۔ اور ہر وقت اسی سے مشغول رہتے ہین۔ لیکن
اب نئے پرانے پڑھے لکھون اور سمجھدارون مین بھی جو درحقیقت صرف دنیا اور دنیا کے کامون
کو ہی [illegible] کہتے۔ اور دنیا ہی پر مٹے ہوئے ہین۔ ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ ترک اوامر اللہ
و ارتکاب مناہی کے باوجود اپنے آپ کو متقیون اور پرہیزگارون سے اچھا سمجھتی اور بیان کرتی
ہے۔ اور یہی کہتی ہوئی سنائی دیتی ہے کہ ان مولوی ملانون نے ظاہری ڈھونگ بنا رکھا ہی لیکن
ان کے باطن خراب ہین۔ اور اعتقاد فاسد۔ ہم ظاہر خراب باطن آباد ہین۔ ہم سود کہاتے جوا کھیلتے
ہین لیکن حرام جانتے ہین۔ برے کام کرتے ہین لیکن انہین اچھا نہین سمجھتے۔ اور جب اس قسم کی
[illegible] حجت و استدلال مین کسی کو [illegible] نہین ہونے دیتے۔ اور کم [illegible] طبیعت کے لوگ
[illegible] ملانون کے جال مین آ پھنستے ہین۔ او من یعجبک قوله ...... کا مصداق
[illegible] گمراہ [illegible] دیانت و دینداری سے اسے واسطہ ہی نہین
[illegible] اپنی پاک اعتقادی [illegible]

نیک باطن سے ہے نیک اعمال ...

اقرار ہو۔ اور پھر اعمال نیک صادر نہ ہون ایسے ہی ...

واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ ...

تولی کے معنی مفسرین نے دو لکھے ہین۔ اور دونون ہی ہو سکتے ہین۔ پہلے ... 

داعیہ دار جو خلاف واقعہ اپنے آپ کو اچھا دکھاتے ہین۔ یا بزعم خود اچھا سمجھتے ہین جب ... کے سامنے سے ہٹتے ہون جس سے اپنی خوش کرداری کا اظہار کر چکے ہون۔ تو خلاف قول ... کرتے ہین۔ دعوے تو کرتے ہین خیر و اصلاح کا۔ اور کوشش کرتے ہین فساد و خرابی کی ... کر اپنی خواہشین پوری کرین۔ اور چونکہ بندۂ ہوا و ہوس ہوتے ہین۔ اہل حق کو ستاتے ہین۔ اور جو اون کو ان کی خواہشون کے پورا کرنے مین مانع ہوتا ہے۔ اس کی تخریب کو ... ہوتے ہین۔ اور رزق و نسل کو تباہ کرتے ہین۔

تولی کے پہلے معنی مین جو بیان ہوئے حرث و نسل کے متعلق زہری کا یہ قول بھی مناسب سیاق معنوی سے بہت مربوط ہے کہ حرث سے مراد عورتین ہین۔ اور نسل سے اولاد ... تعالی والنساء حرث لکم۔ اور اگر حرث و نسل کے معنی بطریق توسع کھیتی اور عورتین ... حیوان کی اولاد لیئے جائین۔ تو آیت اور بھی زیادہ جامع ہو جائے گی۔ اور مھذا مطابق ... ہوگی۔ اس لیئے کہ مذکورہ صفت کے مفسد ہر قسم کے فساد کے مرتکب ہوتے ہین۔ ... اغراض پوری کرنے کے لیئے دوست و دشمن کی دولت و ذریعہ دولت کو بھی نقصان ... ہین۔ یعنی کھیتون اور جانورون کو بھی تباہ و ہلاک کرتے ہین۔ اور اپنے اور غیر ... فرزند کو بھی۔ غیر گھرانون کی بہو بیٹیون کو بری نگاہ سے دیکھتے۔ گھرون اور گھرانون ... ڈلواتے۔ اپنی بد چلنی سے۔ اپنی بیوی بال بچون کا بھی ستیاناس کرتے۔ غرض ... نہ کرنا چاہیئے سب ہی کچھ کرتے ہین۔ چنانچہ مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ تفصیل کی حاجت نہین۔

دوسرے معنی واذا تولی کے یہ ہین کہ جب وہ مدعی خیر و اصلاح جو اپنی ... خیر پسندی پر خدا تعالی کو گواہ بناتا ہے کسی ... والی ... حاکم ہوتا ہے تو حکومت و طاقت کے گھمنڈ مین ...

Marfat.com

پاۓ … باندہ کر لوگون کے دلون سے نشاط
… تا ہے جس کا تجربہ ہوتا ہے کہ نہ ملک و ولایت مین کھیتی رہتی ہے۔ نہ آبادی۔
… تاریخ عالم بتا رہی ہے۔ کہ جن والیون نے ظلم اختیار کیا۔ اور ناحق لوگون کو ستایا۔ ان کے
… وبرباد ہوئے۔ نہ وہ پیداوار رہی۔ نہ وہ آبادی۔ اور ساتھ کے ساتھ چونکہ اخلاق بہی
… ن کی رعایا کے خراب ہو گئے۔ رفتہ رفتہ وہ خود بہی کٹ کر نیست و نابود ہو گئے۔ الملک یبقی
مع الشرك ولا یبقی مع الظلم۔

اس قسم کے مفسدین کے مفسدانہ اعمال کے بعد چونکہ وہ لوگون کو دہوکہ دینے کے لیئے کہا
کرتے ہین۔ کہ اللہ ان کی نیتون کو خوب جانتا ہے۔ بیان کیا کہ جیسے اللہ فساد کو پسند نہین کرتا
مفسدون کو بہی پسند نہین فرماتا۔ تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے۔ کہ اعمال کی خرابی دلیل ہے
نیتون کی خرابی پر۔ مآل اس آیت کا یہ ہے کہ جن کا ظاہر اچھا ہو۔ اور زبان سے بہت سی اچھی
باتین بناتے ہون۔ وہ پسندیدۂ خدا نہین۔ پسندیدۂ خدا وسی حالت مین ہو سکتے ہین۔ کہ وہ
اپنے اعمال بہی درست رکہتے ہون۔ یا درست کرلین۔ اس لیئے کہ خدا ظاہر اور باتون کو نہین دیکھتا
بلکہ نیتون اور عملون کو دیکھتا ہے۔ یہی ایک معیار ہے۔ جس سے کہوٹے کہرے پرکھے جا سکتے ہین
بیشک نیتون کا حال معلوم ہونا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن نہین اعمال عموماً پرتو ہوتے
ہین نیتون کے۔ اور قول کے بعد ہر ایک کو کام کرنا پڑتا ہے۔ چاہے وہ کچھ ہی کیون نہ کرے۔
اگر نیک کام کرتا ہے سمجھ لو کہ نیک ہو۔ اور اگر برے کام کرتا ہے۔ جان لو کہ برا ہے۔

واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم۔ مفسد بہی دو قسم کے ہوتے ہین ایک
وہ کہ فساد و خرابی کے مرتکب تو ہوتے ہین۔ لیکن جہالت و خطا سے ایسے لوگ عموماً اپنی غلطی و
بدکاری پر جلد متنبہ ہو کر اپنے فعل پر نادم ہوتے اور آیندہ کے لیئے توبہ کر لیتے ہین۔ دوسرے کہ
جو قصداً برائی کرتے ہین۔ اس قسم کے بدکار و مفسد ہمیشہ اپنی بدکاری پر اڑے رہتے ہین۔ مذکورہ
بالا آیت مین خدا تعالیٰ نے انہین دوسری قسم کے مفسدون کا حال بیان فرمایا ہے۔ کہ جب اون سے
کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو۔ یعنی اوامر الٰہی بجالاؤ۔ اور
… سے الگ رہو۔ تو اون کو یہ حق بات سن کر غصہ آجاتا ہے۔ اور شاق گذرتا ہے۔ کہ کیون
… وک ٹوک کرتا ہے۔ اور غصہ اور لڑائی کا خیال انہین مزید گناہ پر آمادہ کرتا ہے یعنی
… تے ہین۔ اور نیک صلاح دینے والے کے درپے ہو جاتے ہین

Marfat.com

یہ فرعونیت جو اس آیت مین بیان ...

ہے جن کی اخلاقی حالت انتہا درجہ تک بگڑ چکی ہو کیونکہ ...
سے ڈرانے سے اور بھی زیادہ جوش مین آجاتے۔ اور ایک کی جگہ دو گناہ کرنے ...
ہین۔ لیکن حکام اور ذی اختیار لوگون مین اس فرعونیت کا ظہور اور بھی زیادہ ...
کا ہوتا ہے۔ کیونکہ خود دار خود نما خود پسند جفا پیشہ حاکمون کو یہ بالکل اور کسیطرح بھی گوارا
نہین ہوتا۔ کہ انہین کوئی نصیحت کرے۔ بھلائی کا راستہ بتائے۔ اور اون کے کامون سے ...
انہین آگاہ کرے۔ اس لیئے کہ وہ اپنے آپ کو اس سے کہین بالاتر سمجھتے ہین۔ کہ کوئی انہین نصیحت
و ہدایت کرے۔ وہ بزعم فاسد خود خیال کرتے ہین کہ حکومت پاکر جیسے وہ اورون سے مرتبہ اعلیٰ
ہو گئے ہین۔ ان کی رائے بھی سب سے زیادہ صائب اور عقل سب سے زیادہ سلیم ہو گئی ہے۔ وہ اپنی
نادانی و جہالت کو بھی اورون کے عقل و علم سے افضل جانتے اور اپنی برائی کو بھی بھلائی ...
پھر کیونکر ممکن ہے کہ کسی کی زبان سے ٹھنڈے دل کے ساتھ اتق اللہ سن سکین۔ اور یہ خیال
اس سبکی کو برداشت کر جائین۔ یہ ایک بلا ہے جو ان دنون مسلمان امیرون اور حاکمون کے ...
اس کنارہ سے اوس کنارہ تک وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔

ان مفسدون کے لیئے کسی قسم کے کیون نہ ہون۔ جہنم کا عذاب تیار ہے۔ جو بدکارون اور سزا کے
مستوجبون کا برا ٹھکانا ہے فحسبه جهنم ولبئس المهاد۔

ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤوف بالعباد

ایک تو وہ لوگ ہین کہ مرتکب فساد ہوتے اور حکم آلٰہی کے خلاف کرتے ہین۔ اور اس پر بھی جب
نصیحت کی جاتی ہے۔ اور اللہ سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے۔ تو غیظ و غضب اور لڑائی کا بے جا
اون کو گناہ اور مزید گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ اون سے برائی ہو سکتی
اوس کے کرنے مین ذرا بھی پس و پیش نہین کرتے۔ ایک ایسے بھی ہین جو اپنے
کو خدا کی رضاجوئی کے ہاتھ بیچ چکے ہین۔ یعنی وہ ہمیشہ نیک کام کرتے ہین۔ حق اور
اون کے دل اخلاص سے معمور ہین۔ وہ دو روئی اور دو زبانی سے انہین کچھ واسطہ ہی
من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله سے یادی النظر مین ...
اللہ تعالیٰ نے یہ امر بندے کے انتہائی فضلیت کے اظہار ...
کو خدا کی رضاجوئی کے ...

Marfat.com

...ان ہے دعائے ربنا آتنا فی الدنیا
...ن ایک سرسری نظر مین پیدا ہوتا ہے۔ اور ذرا سا غور کرتے ہی رفع
...اس لیے کہ اچھے اور مشروع طریقون سے دنیا کا طلب کرنا اللہ کی رضاجوئی کا منافی نہین
...عین رضاجوئی ہے۔ کیونکہ رضاجوئی کا بہترین طریقہ ہے۔ احکام کا ماننا اور یہ خود اللہ
کا حکم ہے کہ ہم اچھے طریقون سے دنیا کو حاصل کرین۔ اسی لیے دنیا طلبی کے اوس نے اچھے طریقے
...ے۔ اور یہ بھی کہ کیا طلب کرین اور کیا طلب نہ کرین۔ پس جو چیزین اوس نے ہمارے لیے حلال
...ین۔ اون کا طلب کرنا بھی عین رضاجوئی ہوا نہ کہ منافی۔ جیسا کہ شبہ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت مین خدا تعالی نے اپنے خالص اور نیک بندون کی جنہین وہ پیار کرتا ہے
ثنائی ہے کہ وہ اپنے نفس اللہ کی رضاجوئی کے ہاتھ بیچ دیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نفس
...ن افضل و اعلی ہے مال سے۔ اس لیے لازمی ہے جو جو اپنے نفس بیچ چکے ہون۔ وہ اپنے مال بھی خدا
...ی رضاجوئی کو دے چکے ہون۔ قرآن مجید مین بھی اس کی تصریح ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ ان اللہ
اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع نفس اسی وقت
...م اور متحقق ہو سکتی ہے کہ بندہ ضرورت کے وقت خدا کی راہ مین جان و مال سب کچھ خرچ کر دے۔
...خدا کے یہ معنی تو ہین نہین کہ خدا کو دیدے۔ اس لیے کہ خدا تعالی تو ہر چیز سے غنی ہے۔ نہ کبھی اُسے
...ی کی جان کی حاجت نہ مال کی ضرورت۔ پھر سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟ سبیل اللہ سے مراد ہے وہ
...م جن سے اوس کے دین کی حفاظت متصور ہو۔ جس سے اوس کے بندون کی جو اوس کے عیال
...ے کا حکم رکھتے ہین ضرورتین پوری کر دین۔ اب پہلی مذکورہ آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ
...الی مومن سے اسی پر اکتفا نہین کرتا کہ وہ حلال طریقہ سے کماتا اور اوس سے فائدہ اٹھاتا ہو
...سی طرح بھی کسی غیر کو نقصان نہ پہونچاتا ہو۔ اور نماز پڑھتا اور روزہ ادا کرتا ہو۔ اس لیے کہ
...ب کام وہ اپنے لیے کرتا ہے۔ نہ راہ خدا مین۔ بیع نفس کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ لوگون کو بھی
...پہونچائے۔ اور شریعت کی اور قوم کی مال و اعمال خیر کی دعوت اور شر کی مقاومت کر کے
...و نصرت کرے۔ یا کرتا ہو۔ یہان تک کہ ان کامون مین اگر جان بھی خطرہ مین پڑ جائے تو
...سے بھی مضائقہ نہ کرے۔ کیونکہ اگر حفظ ملت اور نصرت امت مین کوتاہی کی۔ تو خدا
...نفسانی خواہش کو عمر بیچ دی۔ اور زمرۂ کاملین سے خارج ہو گیا۔ اور اس سے زیادہ
...ی کے نفس کو نقصان پہونچتا ہے۔ اس لیے کہ ایک کا

Marfat.com

نقصان ہونا کمتر ہے اس سے [illegible]

ہو اعمال حسنہ و اخلاق پسندیدہ سے نفس کی تربیت کے حکم [illegible]

تک ترقی کرے کہ اوس کا وجود وسیع ہو جائے۔ اور خیر عظیم اور لوگ اوس کی ذات [illegible]

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کے مال و نفس کو اسی لیئے خریدا ہے۔ یا بندون کے بیچنے کی علت غائی

ہوسکتی ہے کہ دوسرے اللہ کے بندے ان کے وجود سے فائدہ پائین۔ اور اللہ کے دین کی حفاظت

حمایت ہو۔ اب مدعیان ایمان اپنے آپ کو اس آیت کی کسوٹی پر گھس کر دیکھین۔ کہ اون

کیا حال ہے۔ اور آپ ہی فیصلہ کرلین کہ نفس کو خدا کی رضاجوئی پر نثار کرنے والے ہین یا ہوائے نفس کو خدا کی رضا پر ترجیح [illegible]

(والله رؤف بالعباد) اور اللہ بندون پر شفقت کرنے والا ہے۔ کہ اپنے نیک بندون کو توفیق دے کر ان کی [illegible]

بلند کرتا ہے۔ تاکہ وہ اوس کی رضاجوئی اور راوس کی راہ مین بندون کے سرون پر سے شر و فساد کو دفع

کرنے اور اون مین عدل و خیر اور احکام الٰہی کے قائم کرنے کے لیئے جان تک دیدین۔ اگر دنیا مین

ایسے لوگ نہ ہوتے تو زمین پر شر و فساد غالب آجاتا۔ اور خیر و صلاح کا کہین نام بھی نہ [illegible]

(ماخوذ از المنار)۔

مسلمانون! کیا تم کو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کا ادعا نہین۔ مین جانتا ہون کہ ہے۔ اگر سب [illegible]

نہین تو بھی بہتون کو ہے۔ وہ سمجھتے ہین کہ ہم دین اور دینداروں کی حمایت مین جان دینے

سے بھی دریغ کرنے والے نہین۔ لیکن یہ ایک ادعا ہے جس کا عملی ثبوت ابھی تک وہ نہین د [illegible]

اور جب تک عملی ثبوت پیش نہ کرین خیالی و زبانی ادعا لاحاصل اور بے سود محض ہے۔ کیا مسلما [illegible]

ہین۔ کہ دین اور اُمت کی حمایت کی اس وقت ضرورت ہی نہین ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہین کہ [illegible]

کی حمایت اور قوم کی نصرت کا اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور وقت آنے والا ہے۔ کہ دشمنان [illegible]

پر حملے کر رہے ہین۔ اور مسلمانون کو استخفاف قرآن اور ارتداد پر ابھار رہے ہین۔ خود مسلما [illegible]

دین کی طرف سے اس قدر جہالت آچکی ہے۔ کہ وہ نہین جانتے کہ اسلام کیا ہے۔ اور [illegible]

و واجب ہے۔ بلکہ اس سے گذر کر خود مسلمانون مین الحاد اور دہریت کا اثر زور پکڑتا جا [illegible]

اور تعلیم کی خرابی سے اون کے دل مین دین کی طرف سے ایسے ایسے شبہات پیدا ہوتے [illegible]

امام المشککین کو بھی نہ سوجھے ہون گے۔ یہ دین کی توہین اور امت کی ذلت [illegible]

مسلمانو! ہوش مین آؤ۔ اور اپنے فرض کو پہچانو [illegible]

دکھاؤ [illegible]

اور ... ان کی جنبہ داری کا علاج کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ امر خداوندی
... سبیل اللہ کی خلاف ورزی کرکے دنیا میں ہلاک و تباہ ہوگے۔ اور آخرت
... عذاب و عقاب ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۹۲﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ
الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۹۳﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ
اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۹۴﴾

ترجمہ۔ اے ایمان والو سب کے سب اسلام " مصالحت " میں داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے
قدموں پر نہ چلو کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

پھر اگر بعد اس کے کہ صریح حکم تمکو پہونچ چکے پھسلوگے تو جان لو کہ اللہ زبردست اور
حکمت والا ہے۔

اور نہیں انتظار کرتے ہیں وہ (لوگ) لیکن اسکا کہ اللہ اور فرشتے بادلوں کے سائبانوں
میں اون کے پاس آئیں۔ اور جو ہونا ہو وہ ہو چکے۔ اور اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع ہوتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا ...... انہ لکم عدو مبین۔ پہلی آیت سابق الذکر میں
اللہ تعالیٰ نے بھلائی برائی اور صلاح و فساد کے لحاظ سے لوگوں کی واقعی حالت بیان کی۔ اور پھر
زیر بحث کے ذریعہ سے آگاہ کیا کہ مومنوں کی شان استقامت و خوش کرداری اور اتحاد و اتفاق
اور آگاہ بھی اس عمدہ طریقہ سے کیا کہ مدعیان ایمان اور جہالت و نادانی سے غلطی کرنے والے جو
... کر رہے ہیں۔ اور جس شان ایمان سے دور پڑے ہیں غلطی کو چھوڑ کر اوس ایمان کی
... کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور ادعائی اور نام کے مومن ہونے کی جگہ سچے مومن بن جائیں۔
... بطریق خطاب و امر فرمایا یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔

... کے دو معنی ہیں۔ اطاعت و انقیاد اور باہمی صلح و صفائی۔ اس لئے بعض مفسرین نے پہلے
... اور بعض نے دوسرے۔ چونکہ آیت میں بمقتضائے مقام دونوں معانی کی گنجائش
... ترجمہ میں بھی ہمنے دونوں معانی اختیار کئے ہیں۔

... ہیں ... دونوں مفسرین کے مختار ویسے ہی کافۃ کے تعلق کے بارہ میں
... اسلام ... کے معنی اطاعت و انقیاد " میں لیکر

کافۃ کو ادخلوا کا حال ٹھرایا ہے

مختار وراجح مسلک یہی ہے۔ یا اور بعض نے سلم کو صلح و صلاح

امنوا کا حال کہا ہے۔ جیسا کہ مدارک التنزیل مین ہے۔ معنی آیت کے دونون طرح

ہین۔ بلکہ ہر دو صورت مین مناسب مقام ہونے کے علاوہ نہایت نتیجہ خیز اور عبرت

پہلی صورت مین مآل آیت کا یہ ہوگا۔ کہ اے ایمان والو اسلام کے تمام احکام کی پیروی

کرو۔ اور شریعت کے سارے ہی احکام پر غور وخوض کرو۔ اور انہین مانو۔ نہ یہ کہ ہر ایک

سے اسلام کی ایک یا چند باتون کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ بیٹھو۔ یا اوس سے چھوٹ جائین۔ اور

ہی اختیار کی ہوئی باتون سے دوسرون پر حجت قائم کرنا شروع کردے۔ اور جو باتین خود

دی ہین یا چھوٹ گئی ہین۔ جب وہ پیش کی جائین۔ تو تاویل و متویل سے کام لیکر تقریباً

سابقہ رائے ہی پر اڑا رہے۔

مفسرین نے لکھا ہو کہ یہ آیت اُن اہل کتاب کے حق مین نازل ہوئی تھی۔ جو اسلام لانے

بعد بھی اسلام کے بعض احکام کو مانتے اور بعض کے ماننے سے پہلو تہی کرتے اور حیلے حوالے

تھے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ یا یہ کہ آیت اپنے عموم کی وجہ سے اون کی حالت پر صادق آتی ہو

لیکن اس وقت اُن لوگون پر صادق آتی تھی۔ اور آج خود ہم مسلمان اس کے پورے مصداق

رہے۔ اور آیت کے صریح مفہوم کے خلاف کر رہے ہین۔ اہل کتاب بہت جلد اُس اختلاف سے

آگئے۔ لیکن مسلمان مدتون سے اپنی بیچ پر اڑے ہوئے ہین۔ اور بظاہر امید نہین کہ موجودہ

اختلاف کو جو شریعت و اسلام کے بعض احکام کو ماننے اور بعض کو نہ ماننے سے یا ماہیت

ہی مین جدا جدا رائے رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ چھوڑ کر ادخلوا فی السلم کافۃ

مصداق بن سکین۔

موجودہ مسلمان ان نام نہاد مسلمانون کو چھوڑ کر جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے

نہین جانتے۔ اور معبودیت و رسالت کی عرفی حقیقت کو بھی نہین سمجھتے۔ اپنی تعلیم

کی وجہ سے باسانی دو قسمون پر منقسم ہوسکتے ہین۔ جن کے امتیازی نام پرانے تعلیم

تعلیم یافتہ دو اچھے نام ہین۔ پرانے تعلیم یافتہ باستثنار قدر قلیل عموماً

وطلاق ہی کے احکام وغیرہ کو پورا اسلام سمجھے ہوئے ہین

پکا مسلمان ہے۔ اس قسم کے احکام کا

... اور وہ جانتے بھی ہون کہ فلان شخص ایسا ہے ... کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ ادہو دا وس کو وعظ و پند کرین ساوس کے حق مین کفر ... بر خلاف اس کے جو نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ ادا کرے - خدا کا چور ہو - مگر زنا سے ... تہ کرتا ہو - ظلم و فساد سے واسطہ نہ رکہتا ہو - حقوق عباد ادا کرتا ہو - وہ نہ نماز روزہ چہوڑنے پر بلکہ ڈاڑہی منڈانے اور انگریزی لباس پہننے کی بنا پر بہی من تشبہ بقوم ... منہم کی تحت مین لاکر بآسانی کافر بنایا جاسکتا ہے - اور بنایا جاتا ہے - تر ہنئے تعلیم یافتہ ... ان سے بہی کچہ بڑہ چڑہ کر ہین - الا ماشاء اللہ - اون کے نزدیک علم و فن مین ترقی کرنا تہذیب و تمدن مین آگے بڑہنا - قومی کامون مین چندہ دینا - مگر خود اکثر زبانی جمع خرچ ہی پر اکتفا کرنا - قومی عزت و اقبال کے لیئے باہم اتحاد و اتفاق رکہنا وغیرہ ہی پورا اسلام ہے - باین حیثت کہ قرآن اور اسلام ان باتون کا حکم دیتا ہے - وہ نماز کو فضول - روزہ کو لاحاصل - حج کو لاطائل سمجہتے ہین - اور ان احکام کے پابندون کو سادہ لوح و احمق خیال کرتے ہین - اور بزعم خود سمجہتے اور رکہتے ہین کہ مسلمان ہین تو ہم ہین - یہ لبنی لبنی نماز پڑہنے والے تو میمون حرکت اور آن کار دیگرے کنند کے مصداق ہین - قرآن و اسلام کو اُنہون نے اپنی ہوا پرستی کی آڑ بنا رکہا ہے - نعوذ باللہ من ذالک -

مسلمانون مین یہ اختلاف کیون ہے؟ اور کیون ایک فریق دوسرے فریق کو بُرا بہلا کہتا - کافر و مکار بتاتا ہے - مین جہان تک سمجہ سکا ہون - صرف اسی لیئے کہ فریقین پورے اسلام کے پابند نہین - ایک فریق احکام عبادت کا زیادہ گرویدہ ہے - اور دوسرا ان احکام کا جن کا فائدہ ... اور دنیا ہی مین مل جاتا ہے - یعنی احکام دنیوی کا - ایسے سچے مسلمان دونون فریق مین کم ہین گے جو پورے احکام اسلام کو مانتے اور اون پر کاربند ہون - اور اون کم مین سے بہی نئے تعلیم یافتہ گروہ مین سے اتنے کم نکلین گے - جن کو شاذ و نادر کہنا ذرا بہی مبالغہ نہین - اس لئے ... ابہی تک اس گروہ کا صرف تخیل بڑہا ہوا ہے - عمل سے جس کو اسلام کہتے ہین یہ گروہ گریز ... کرتا دکہائی دیتا ہے -

... مسلمانون مین جو دیندار اور اکثر احکام اسلام کے پابند ہین - وہ پرانی طرز ہی کے گروہ ... اندر ... پابند کرنا کچہ بے محل نہین - کہ پورے اسلام کے ماننے ... اِدہر بہی مایوسی ہی مایوسی ہے -

جن اضافی مذہبون سے ہم مسلمان اپ اپ ...
ہی ہوتا۔ تو جو مذہبی اختلاف ہم مسلمانون مین پایا جاتا ہے ...
اور کیون ہم مسلمانون مین یہ نہ فرو ہونے والی دائمی مذہبی جنگین قائم ...
بھی بنتے۔ اور ہمارے ہی اقوال سے ہم پر اور اسلام پر حملے کرتے ہین۔ کیون ہم مسلمان ...
دوسرے کو گمراہ کہتے۔ اور خود ناجی بن کر اورون کو ناری بناتے۔ اور بدعتی و کافر کا خطاب
دیتے دیتے۔ یہ باتین جو برا العین مشاہدہ مین آرہی ہین۔ بصراحت اس امر پر دلالت کرتی
کہ ہم مسلمان جو مختلف اور جدا جدا فرقون مین بٹے ہوئے ہین۔ ہرگز پورے اسلام کو نہین ...
اور ہرگز کامل اسلام یعنی اسلام کے تمام واقعی احکام ہمارے موجودہ اضافی مذہبون کا مجموعہ
نہین ہین۔ اور یہ امر دو حالتون سے خالی نہین۔ یا تو یہ کہ مسلمانون کے موجودہ فرقون نے ...
سے نہین۔ بلکہ جب سے کہ اون کا موجودہ صورت پر قیام ہوا۔ مجموعہ احکام اسلام کی جگہ ...
احکام کو اپنا اپنا مدنظر بنایا۔ اور بنا رکھا ہے۔ بعض احکام کسی نے پکڑ لیے ہین۔ اور بعض ...
اور پھر ایک اپنے اختیار کردہ احکام ہی کو اسلام جانتا ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ ہم مین بھی ...
ہوتی رہے۔ جو ہو رہی ہے۔ اس حالت مین ہم امر ادخلوا فی السلم کافۃ کے خلاف کر رہے ...
یا یہ کہ اسلام کے واقعی احکام و عقائد پر ہم مسلمانون نے ایسا اضافہ اپنی طرف سے کر لیا ہے
درحقیقت اسلام سے واسطہ نہین رکھتا۔ اور چونکہ یہ اضافہ لوگون نے بغیر کسی نص صریح کے ...
سے کیا ہے۔ اور ایسا کرنے کا سب کو موقعہ تھا۔ اس لیے ان زوائد کی بنا پر ہم مین باہم ...
اور ہم ایک دوسرے کو سخت سست کہتے اور نزاع و پرخاش پر آمادہ رہتے ہین۔ اس حال ...
ہم امر ادخلوا فی السلم ہی کی مخالفت نہین کرتے۔ بلکہ شیطان کے نقش قدم پر بھی چلتے
اور چونکہ وہ ہمارا کھلا دشمن ہے۔ اور نہین دیکھ سکتا کہ ہم کبھی متفق ہون۔ اور ہم ...
سے اپنی بیجا ہٹ کی وجہ سے متنبہ و باخبر نہیں ہوتے۔ اس لیے ہماری اس نزاع و پرخاش ...
ہم مین بپا ہے۔ اور دین دنیا سے کھو رہی ہے کبھی خاتمہ ہوتا نظر نہین آتا۔ کاش ...
بصیرت سے دیکھین کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ اور خدا اُن کو اپنے احکام کی اطاعت کی ...
تاکہ ہم اس دنیا کو خراب کرنے      اور آخرت کو ہاتھ سے کھونے والے اختلاف ...
اسلام بے خلاف ہے۔ ویسے ہی ہم ...
...

... معنی مصالحت و اتفاق مان کر لفظ کافۃ کو الذین ... داخل تسلیم کریں تو معنی آیت کے یہ ہوں گے۔ کہ اے ایمان والو تمام نزاع و خلاف ... کی ضد سے چھوڑ کر سب کے سب باہم متفق اور مصالحت میں داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ یعنی تفریق و تفرقہ میں نہ پڑو۔ کہ یہ شیطان کی "جو تمہارا کھلا دشمن ہی اور تمہیں برباد کرنا چاہتا ہے" پیروی ہے۔ اور اگر سلم کو اسلام ہی کے معنی میں سمجھا جائے اور کافۃ کو الذین یومنون کا حال۔ تو مطلب یہ ہو گا۔ کہ اے ایمان والو! تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور اعمال و حسنات سے ایمان کا ثبوت دو محض اقرار باللسان اور تصدیق بالجنان سے جس کی تصدیق اعمال سے نہ ہوتی ہو کچھ فائدہ نہیں ہی۔

دوسرے مسلک کی دوسری صورت تو نہایت صاف و صریح ہے۔ پہلی صورت کو لو۔ اور اس پر ذرا غور کرو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے تمام مسلمانو! تم باہم صلح و آشتی اور اتحاد و اتفاق رکھو کیا اے واعیہ داران اسلام تم خدا تعالیٰ کے اس فرمان سراسر حکمت کو مانتے اور اس پر چلتے ہو۔ کیا تم انہیں برگزیدہ بندوں میں سے ہو۔ جو اپنے نفسوں کو خدا کی رضا جوئی میں وقف کر چکے۔ اگر تم ایسے ہی ہوتے تو جو نزاع و خلاف تم میں موجود ہے۔ وہ کیوں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی تم سب کے سب مصالحت میں داخل ہو جاؤ۔ سلم کا لفظ عام ہے دینی و دنیوی۔ لیکن از روئے سیاق تم اس سلم کو دنیا ہی سے مخصوص کر لو۔ اور پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر کہو کہ کیا تم باہم صلح و امن سے بسر کر رہے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تم خلاف کرتے ہو اور خلاف بھی انتہائی خلاف مکابرہ اور مجادلہ تمہارا شیوہ ہے۔ جو دار و گیر اور دست و گریبان ہونے تک منجر ہوتا رہتا ہے۔ ذرا انصاف کرو۔ کیا تدین و تقویٰ یہی ہے۔ غضب ہے اور اندھیر ہے۔ کہ قرآن تو بصدائے بلند کہے کہ باہم مصالحت رکھو۔ اور تم فرمان خداوندی کو چھوڑ کر بے راہ ہو جاؤ۔ شیطان کی پیروی کرو۔ اور پھر یہی کہو کہ ہم قرآن کو مانتے اور اس پر چلتے اور شریعت کے موافق ہیں۔ بتاؤ تو اسلام تمکو اس تفرقہ و تفریق کی جو تم میں پایا جا رہا ہے۔ اور جس کو تم مقتضائے ایمان سمجھ رہے اور اصرار کرتے ہو۔ کہاں اجازت دیتا ہے۔ قرآن تو کہتا ہے ادخلوا فی السلم ... واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ ولا تنازعوا فتفشلوا۔ پھر تم ... و تفریق ہی کو دین کی ... اور دینداری کا فرض سمجھتے ہو۔ سن لو اور اچھی طرح ... دینداری اور صراط مستقیم سے دور ہے اور صرف ...

شیطان کی پیروی ہے جس سے تم کو خدا ...
انه لكم عدو مبين - اس پر بھی اگر تم نزاع وخصومت سے باز ...
نہ رہو - تو اللہ کے عذاب کیلیئے تیار رہو جاؤ - جو نافرمانی کی سزا دینے کی قدرت رکہتا ...
کہ عزیز ہے - اور انہین کو سزا دیتا ہے - جو اوس کے سزاوار ہوتے ہین - اس لیئے کہا ...
زللتم من بعد ما جاءتكم البينات فاعلموا ان الله عزيز حكيم - اور ...
ان کو یہ سزا ملنی چاہیئے جو آیات بینات اور صریح احکام خداوندی کے بعد بھی اون کے خلاف ...
اور خلاف ورزی ہی کو دین وحق سمجھتے رہے -

هل ينظرون الا ان ياتيهم الله . . . . . . اس آیت کی تفسیر مین سلف وخلف اور
جمہور مفسرین مختلف الرا ہین - اس لیئے کہ یہ آیت ہے صفات باری اور امور غیبیہ کے متعلق اور
آیات صفات مین سلف وخلف کے دو جدا مسلک چلے آتے ہین - اگرچہ اصل مآل دونون فریق کا
یہی ہے کہ خدا کو کسی ایسی صفت سے متصف نہ سمجھ لیا جائے - جو درحقیقت اوس کی شان کے شایان
نہ ہو - اور جس سے تنزیہ کے اعتقاد مین خرابی واقع ہو جائے - لیکن اس غرض تک پہونچنے کے
لیئے دونون فریق نے دو الگ الگ راستے اختیار کیئے ہین - سلف کا مسلک ہے کہ چونکہ صفات باری
کا سمجھنا ماوراء عقل ہے - اس لیئے آیات صفات کے اصل مفہوم کو کما ہو نہین سمجھا جا سکتا اور اس
صورت مین بہتر یہی ہے کہ اون کی تفسیر وتوضیح نہ کی جائے - بلکہ آیت کے ظاہری معنی کو تسلیم
اوس کی حقیقت کو خدا کے علم پر چھوڑ دینا چاہیئے - اور یہ اعتقاد رکہنا چاہیئے - کہ اللہ صفات حوادث
سے پاک ومنزہ ہے - مثلاً اسی آیت مین ہے ان ياتيهم الله کہ اللہ اون کے پاس آئے
اس مین خدا کے آنے کو مان کر یہ بھی یقین رکہنا چاہیئے - کہ اوس کا آنا ایسا آنا نہین ہے جیسا
حوادث کا آنا جانا ہوتا ہے - اس لیئے کہ جس آنے اور نہ آنے کے ہم خوگر ہین - اور جس کی حقیقت
کو فی الجملہ کچھ سمجھتے ہین - وہ مخصوص ہے حوادث سے - جس سے خدا کی شان ارفع واعلی ہے - اس
مین نہ تو اصل آیت چھوٹتی ہے - اور نہ تنزیہ کا اہم عقیدہ ہاتھ سے جاتا ہے - یہ تو ہوا سلف کا مسلک
خلف کہتے ہین کہ یہ یقینی طور پر معلوم ہے - کہ اللہ تعالی مجیٔ وذہاب (آنے جانے) سے پاک ہے
کیونکہ جس پر آنا جانا صادق آتا ہے - وہ حرکت وسکون سے خالی نہین ہو سکتا ...
دونون حادث ہین - اور حادث ہی کے ساتھ پائے جاتے ہین ...
ظاہری مفہوم مراد نہین ہے - اور جب ...

آیا تو اوس کو جملہ

Marfat.com

[illegible] کی طرف لوٹانا چاہیے " اسی بناء پر مفسرین خلف نے سلف [illegible] اِن آیات کی یہی تاویل کی ہے۔ اور چونکہ یہ واقعی امر ہے کہ آیات صفات کی حقیقت [illegible] انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہے۔ پھر جائے کہ اوس کے ساتھ غیب یا غیب آخرت بہی ہو اوس لیے ممکن نہین کہ تمام غور کرنے والے ایک نقطہ پر جمع ہوسکین۔ جو جس کی سمجھ مین آئے گا وہی [illegible] گا۔ اسی بناء پر خلف یعنی جمہور متکلمین مفسرون کی رائین بھی اس آیت کی تفسیر مین باہم بہت کچھ مختلف اور جدا جدا ہین۔ چنانچہ بعض کی رائے ہے کہ مراد ان تاتیھم اللہ سے یہ ہے کہ اللہ کا حکم اون کے پاس آئے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ بتصریح بھی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملئکۃ او یاتی امر ربک۔ اور حکم سے مراد ہے۔ عذاب وعقاب اور بعض نے لکھا ہے کہ ان یاتیھم اللہ مین لفظ وعدہ جو اللہ کا مضاف ہے محاورہ زبان عرب کے موافق حذف ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کا وعدہ " قیامت و وقت عذاب " آجائے۔ پھر اس بارہ مین بہی اختلاف ہے کہ آیا آیہ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ مقام امید مین ہے۔ یا مقام خوف مین۔ یعنی نافرمان اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے اللہ کے آنے کا انتظار امید وار انہ کرتے ہین۔ کہ ہمارا استقبال اچھا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اُنھون نے دل مین ٹھان لیا ہے۔ کہ جب تک عذاب آلہی نہ آجائے۔ ہم اس موجودہ رویہ کو نہ بدلین گے۔ یا یہ کہ جو کچھ بھی قیامت کو ہوگا۔ وہ دیکھ لیا جائے گا۔ بعض کی رائے ہے کہ وہ نافرمان باوجود نافرمانی کے امید یہ رکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا یا اپنی صفتون مین اپنا جلوہ دُنیا یا آخرت مین ہم کو دکھائے گا۔ یہ اون کی خام خیالی ہے۔ ان کی ہلاکت [illegible] حکم نافذ ہوچکا ہے۔ یہی مسلک محی الدین ابن عربی کا ہے۔ اور وہ ظلل سے صفات آلہی مراد لیتے ہین۔ اس صورت مین آیت کا اصل مآل یہ ہوگا۔ کہ بدکار اور خدا کی نافرمانی کرنے والے امید تو یہ رکھتے ہین کہ دُنیا و آخرت مین اون کو بھلائی ملیگی۔ لیکن درحقیقت انکی ہلاکت وتباہی علم آلہی مین مقرر ومعیّن ہوچکی ہے۔ جس سے وہ کسیطرح نہین بچ سکتے یہی حال ہم جیسے مسلمانون کا ہے۔ کہ احکام خداوندی کے خلاف کرتے ہین۔ اور اپنی اپنی جگہ امید رکھتے ہین کہ ہمین ہمارے اعمال کا اچھا بدلہ ملیگا۔ ہمین اچھے ہین۔ لیکن یہ سودائے خام ہے [illegible] کے حاکم قانون تباہی وبربادی اون کا حق مقرر ہوچکا ہے " وقضی الامر " چنانچہ [illegible] عذاب آلہی بھگتنا پڑے گا۔

Marfat.com

جو مفسرین یہ کہتے ہین کہ اللہ ...

هل ینظرون ..... الملئکۃ کو مقام خوف و تہدید مین مانتے ...
سرکش و نافرمان آیات بینات کے آنے کے بعد بھی راہ پر نہین آتے۔ اور ہدایت ...
لیئے خدا کے ... عذاب ہی کا انتظار کرتے رہتے ہین۔ اللہ تعالیٰ بھی اون سے بطریق ...
فرماتا۔ اور انہین پیش آیندہ سے ڈراتا ہے۔ کہ تم ہماری نافرمانی اور شیطان کی پیروی کر کے
اس امر کا انتظار کر رہے ہو۔ کہ ہمارا عذاب تمہین دفعتہ آدبوچے۔ اور خبر تک نہ ہو۔ مگر انتظار
کرنے والے اس کا انتظار کیا کر رہے ہین۔ یہ تو ہو چکا۔ کیونکہ ہم اپنے غیر متبدل قانون مین ہر ...
کی ایک جزاء مقرر کر دی ہے۔ پس جو نافرمانی کر رہے ہین۔ اُنپر اس کا عذاب آنا ہی ہے۔
ظلل جمع ہے ظلہ کی جس کے معنی ہین سایہ کرنے والی چیز = سایبان ۔ چونکہ بادل = غمام =
بھی سایہ کر دیتے ہین۔ اس لیئے اون کو بھی ظلل کہا گیا ہے۔ یعنی ظلۃ الغمامۃ۔ بادل کے سایبانون
مین عذاب کا آنا اس لیئے بیان کیا ہے۔ کہ بادل درحقیقت منشاء خیر و رحمت ہین۔ کسی کو خیال بھی
نہین ہوتا کہ انہین مین سے عذاب الٰہی ٹوٹ پڑے گا۔ پھر اگر اون سے عذاب ٹوٹ پڑے۔ تو
سخت گھبرا دینے والا ہو گا۔ کیونکہ خلاف توقع دفعتہ اوس کا ظہور ہو گا۔ اور یہی شان ...
الٰہی کی ہے کہ وہ دفعتہ آتا ہے۔ اور سنبھلنے نہین دیتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو آیات بینات دیکھ ...
بھی نافرمانی پر اصرار کرنے والون کو ڈرانا تھا۔ اور ان کے لیئے تہدید سخت چاہیے تھی۔ اس لیئے
اُس نے آگاہ کیا کہ ہمارا عذاب اور ملائکہ تو اب دفعتہ اور ایسی جگہ سے آجائین گے۔ جہان سے
رحمت و خیر کی توقع کر رہے ہوگے۔ کیا تم اسی کا انتظار کر رہے ہو؟ انتظار کی کیا حاجت ہے ...
ہو چکا۔ اور تم نافرمانی کر کے ویل و ہلاکت مین پڑ چکے۔ وقضی الامر۔ اس لیئے کہ سارے ہمارے
طرف تو لوٹتے اور رجوع کرتے ہین = والی اللہ ترجع الامور ۔
آیہ هل ینظرون ...... کی تفسیر مین مفسرین کے اور بھی مسلک ہین جو ...
و معانی کے لحاظ سے مذکورہ بالا مسلکون سے جو ہم نے اختیار کیئے ہین۔ کسیطرح کم نہین ...
اون کے بیان و توضیح کے لیئے قرآن کی متعدد ایسی آیتون کی تفسیر کی ضرورت ہے۔ جو ...
اس لیئے ہم اون کو کسی دوسرے مناسب مقام کے لیئے چھوڑتے ہین۔ اور ...
ایک دفعہ پڑھ ہین۔ یا ایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم ...
الشیطان انه لکم عدو مبین ...

Marfat.com

... الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ ... الی اللہ ترجعُ الامور۔ لیکن ان آیات کو دوبارہ پڑھوانے سے ہمارا مطلب ... کہ تلاوت کے طریق پر سرپڑھ جائیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ان آیات کے مطالب میں سے جو ... ہم نے بیان کیے اور مفسرین نے لکھے ہیں۔ کوئی ایک ہی اختیار کرکے تھوڑی دیر کے لیے خالی ... ہو کر سوچیں۔ کہ کیا وہ سلم میں کافۃ یا السلم کافۃ میں داخل ہیں۔ اور شیطان کی نقش قدم پر تو نہیں چلتے ہیں۔ اور کہیں یہی تو انتظار نہیں کر رہے ہیں کہ دفعۃً خدا کا عذاب آجائے ... اور توبہ و تدارک کا موقعہ تک نہ دے۔ اگر ادخلوا فی السّلم کافۃ پر کاربند ہیں۔ تو فہو المراد۔ ورنہ توجہ و رجوع میں جلدی کریں۔ اور بہت ہی جلدی کرنی چاہیئے ان لوگوں کو جو امت کے دینی و دنیوی اختلاف کا سرچشمہ ہیں۔ کہ مبادا قضاء آسمی پہونچے۔ اور امت خسر الدّنیا والاٰخرۃ کا مصداق ہو جائے ۔

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍۭ بَیِّنَۃٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ
نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۵﴾ زُیِّنَ
لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ
اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۹۶﴾

ترجمہ۔ (اے پیغمبر) بنی اسرائیل سے پوچھ کہ ہم نے اون کو کتنی کھلی نشانیاں دیں۔ اور جو کوئی اللہ کی نعمت کو بدلے۔ بعد اس کے کہ اُس کو پہونچ چکی ہو۔ تو اللہ (اوس کو) سخت عذاب دینے والا ہے۔

جو لوگ کافر ہیں دنیا کی زندگی اون کی نگاہوں میں کھپ گئی ہے۔ اور اُن لوگوں پر ہنستے ہیں جو ایمان لائے (حالانکہ) اور جو متقی ہیں۔ وہ قیامت کے دن اُن (کفار) سے اونچے (اور بہاہو) ... اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

ہم آیہ یا ایہا الذین امنوا دخلوا فی السلم کافۃ کی ذیل میں بیان کرچکے ہیں۔ کہ ... سے بعض مفسرین نے اہل کتاب اور بعض مومنین اہل کتاب مراد لیے ہیں۔ اور سلم ... اور بعض نے خود مسلمان اور سلم سے طاعت و اتفاق تقدیر اول پر تو آیہ سل بنی اسرائیل

---

... بعض مراد اہل کتاب ... ہی مسلمانوں کے حق میں ادخلوا فی السلم کافۃ کا حکم دیا ہے ... کو تو ایک ... کی دعوت دی جائے اور مسلمانوں کو ... دی جائے

کے یہ معنی ہونگے کہ بنی اسرائیل سے ...
اُن سے پوچھ لو لیکن وہ پھر بھی ضلالت و گمراہی سے باز نہ آئے ...
کہ اب بھی اپنی ہٹ پر قائم رہیں۔ اور اسلام اختیار نہ کریں۔ اگرچہ اسلام کی ...
بینات دیکھ ... ہیں۔ آخر یہ وہی بنی اسرائیل تو ہیں جن کے انبیاء و رسل کو ہم نے آیات
دیکر ان کے پاس بھیجا۔ یہی کچھ کم احسان نہ تھا۔ لیکن ہم نے ان پر اور بھی بہت سے احسان کئے ...
یہ کفرانِ نعمت ہی کرتے رہے۔ اسی لئے اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ کیونکہ جو اللہ کی نعمت کو بدلتا
ہے۔ وہ مستحق سزا ہے۔ ومن یبدل نعمة اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید
العقاب۔ اور تقدیر ثانی پر مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ کہ اے ایمان والے مسلمانو! تم صلح و اتفاق
اور پورا پورا اسلام اختیار کرو۔ اور صلح و اتفاق اور کامل اسلام کو چھوڑ کر جمعیت کو پراگندگی سے
اور حق کو ناحق سے نہ بدلو۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ جو اُن قوموں اور اُمتوں کا ہوا۔ جنھوں
نے آیات بینات کی پہونچنے کے بعد بھی اپنی اپنی من مانی چلائی۔ بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ ہم نے
اون کو کتنی کھلی نشانیاں دیں۔ جیسی کہ تمہیں دی ہیں۔ لیکن وہ ان پر کاربند نہ ہوئے ...
اللہ کے راستہ کو چھوڑ کر شیطان کے پیچھے چلے۔ اسی لئے اون پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ کیونکہ
ہماری قضاء اور ہمارا قانون ہے۔ کہ جو ہماری نعمتوں کو بدلتا ہے۔ اور شکر کی جگہ ناشکری کرتا
ہے۔ ہدایت کی جگہ ضلالت اختیار کرتا ہے۔ عذاب سخت میں گرفتار ہوتا ہے۔ ومن یبدل
نعمة اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب۔
بیشک وعدۂ الٰہی سچ ہے۔ دیکھ لو جب تک مسلمانوں میں دینی تفرقہ جو آج کل اون کو ...
طرف سے نرغہ کئے ہوئے ہے۔ نہ پڑا۔ اور وہ سب کے سب صلح و اتفاق سے رہے۔ ان کی عزت
دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئی۔ اللہ کی نعمتوں کا حد و شمار نہ رہا۔
مگر جوں ہی کہ گروہ گروہ کا جدا جدا اسلام ہوا۔ اور جمعیت کی جگہ تفرقے نے لیلی ان کی
بنی بات بگڑنے اور اون کا عروج و اقبال پستی و ادبار سے بدلنے لگا۔ اور اللہ کی نعمتوں کے ...
نزول کا دروازہ بند ہوا۔ اور قہر الٰہی اون پر نازل ہونے لگا اور یہ حال ہو گیا ...
ہو۔ ان کی دنیا ہی پر عقبیٰ کو بھی قیاس کر لو جیسے یہاں خستہ حال ہیں ...
الدنیا سجن المومن وجنة الکافر کے ... عامیانہ اور ...
مومن دنیا میں تکلیف ہی سہا کرتے ... ہوتا ...

...ن ... اسلام بھی اغلب ہو کہ آج کل کے اچھوت سی
... اسی دعوی کی تردید کر رہی ہے۔ بات یہی ہے کہ جو اللہ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے۔ دین و دنیا
... دونوں میں اوس کا مرتبہ بڑھتا ہے۔ اور جو کفرانِ نعمت کرتا ہے۔ وہ خود اپنے ہاتھوں سی خدا کا قہر سمیٹتا
... یہاں وہاں دونوں جگہ خراب ہوتا ہے۔ کیا یہ خدا کی نعمت نہیں کہ وہ ہمیں دین اور دنیا میں
... سرخروئی حاصل کرنے کا اصول بتاتا ہے۔ "ادخلوا فی السّلم کافۃ" جب ہم اس پر کاربند
... نہوں۔ اور اوس کے خلاف عمل کریں۔ تو کیا یہ تبدیل نعمت نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اوس کے عذاب
کی شدت سی بچے رہیں۔ نہ بچے اور نہ بچ سکے۔ جبتک کہ خدا کی آیات بیّنات سے فائدہ نہ
... اٹھائیں۔ اور اپنے اعمال کی اصلاح نہ کریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بلا استثنار فرماتا ہے ومن یبدل
نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب۔
زین للذین کفروا ........ یہ آیت جواب ہے اس سوال یا خیال کا جو جوابات
... سبق کے پڑھنے اور سننے سے خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیونکر ممکن ہے کہ جب خدا کی کھلی نشانیان
... آچکی ہون۔ تو بھی نشانیان پانے والے پابند ہدایت نہ ہون۔ اور شیطان کے نقش قدم پر چلکر اور
خدا کی نعمتون کو بدل کر یا کفران نعمت کے مرتکب ہو کر اپنے ہاتھون عذاب سمیٹین۔ چونکہ بظاہر ایسا
ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ ہوا۔ اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے
ایسا ہوتا رہنے کی وجہ بیان کی زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا۔ یعنی جو لوگ کافر ہین
... دنیا اون کی نگاہون مین زینت دیگئی ہے۔ اسی زیب و زینت کو دیکھ کر دنیا پر پھسل پڑتے اور
اسی کے ہو رہتے ہین۔ یوم الدین اور اوس کے مالک کا اون کے دل مین خیال تک نہین رہتا اور
حب جاہ و دنیا طلبی سے اون کی فطرت و سرشت مین یہان تک فساد آجاتا ہے۔ کہ وہ اللہ کی
آیات بینات سی بھی مونھ موڑ لیتے ہین۔ اور اپنی تباہی و بربادی کے سامان فراہم کرتے ہین یعنی
ہدایت کی جگہ ضلالت اور طاعت و صالحات کے بدلے نافرمانی و بداعمالی اختیار کرتے ہین۔ تو وہ خود
آپ مستوجب عذاب بنتے ہین۔
ویسخرون من الذین امنوا .... یہ بدکردار زینت دنیا پر ایسے لوٹ ہوتے ہین۔ کہ جو
... دولت دنیا نہین رکھتے۔ اون کو ہیچ سمجھتے ہین۔ اس لیئے یہ اُن بعض مسلمانون پر جو فقر و
... میں ... سمجھتے ہین۔ اور اون کی نزاہت و تقوی کی کچھ بھی قدر نہین کرتے
... ہونگے ... رزق دنیا کا معاملہ سو رزق نہ کسی متقی و

[illegible] خاص ہے۔ اصنعد [illegible]

خدا جس کو چاہتا ہے۔ مومن ہو یا کافر بے حساب دیتا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ آیہ مذکورہ الصدر کفار اور زنادقہ کے یہود کے حق میں نازل

نہین ہوئی [illegible] سے بے تعلق تھے یا بے تعلق ہو چکے تھے۔ اور اپنے مال و دولت پر نازان ہو

ابن مسعود۔ عمار یاسر۔ صہیب و بلال جیسے نادار پختہ ایمان مسلمانوں پر ہنستے۔ اور کہا کرتے

کہ محمد ان کے بل پر غالب آنا چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ آیت تعمیم کو لیے ہوئے ہے۔ اس لیے ان تمام

کفار اور کافر صفت لوگون پر صادق آتی ہے۔ جو متقی ایمانداروں پر اس لیے ہنستے اور انہیں ذلیل

و خوار سمجھتے ہون کہ وہ جاہ و منصب مال و منال نہین رکھتے۔

آیت مین کافرین سے وہ لوگ مراد تھے۔ جو اللہ اور اُس کے بندون کے مشروع و واجبی حقوق

تسلیم اور ادا نہ کرتے ہون۔ اور تعلیم آخرت پر حیات دنیا کو ترجیح دے کر اللہ اور اوس کے عذاب

و ثواب سے بے فکر ہو گئے ہون۔ اور والذین آمنوا سے مراد ہین وہ مخلص سچے ایمان والے

معبود و عباد دونون کے ہر گونہ واجبی حق ادا کرتے اور حق و واجب کو دنیا اور دنیا کی ا

لذتون پر جو آخرت کو خراب کر دین۔ اور خدا کی مخالفت و ناخوشنودی کا موجب ہون۔ ترجیح

دیتے ہون۔ نہ وہ مدعیانِ ایمان جن کے پاس زبانی دعوی کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔ اسی لئے

تعالی نے فرمایا والذین اتقوا فوقهم۔ اور نہین کہا والذین آمنوا۔ کیونکہ اس قسم کے

کے مدعی تو وہ اہل کتاب ہی تھے۔ جن کی تباہی اور ہلاکت و سزا کا ذکر اوپر کی آیتون

آچکا ہے۔ اور جن کے حق کو چھوڑ بیٹھنے اور شیطان کی پیروی کرنے کی علت اس آیت مین ب

ہے۔ آب مسلمان یہ خود سوچ لین کہ آیا وہ قیامت کے دن بھی کفار سے بالا بر تر رہنے کے مستحق

یا یہ بھی نری تمنا رہے۔ اور اعمال و اتقا سے نہین کوئی واسطہ نہین۔

واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب کے کئی معنی ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ خدا بے حد و شمار

دوسرے یہ کہ خدا جو کچھ بندون کو دیتا ہے۔ بے حساب دیتا ہے۔ اس لئے کہ اوس کے خزانہ

کمی ہی نہین آتی۔ پھر اُسے حساب کی کیا ضرورت ہو۔ تیسرے یہ کہ خدا اپنے بندون

رزق پہونچاتا ہے کہ اوس کے وہم و گمان سے باہر ہوتا ہے۔ یعنی وہ [illegible]

سے رزق ملیگا۔ لیکن مل جاتا ہے۔ چوتھے یہ کہ کفر و ایمان اور [illegible]

رزق نہین دیتا۔ بلکہ بغیر اس [illegible]

# ناظرین کرام!

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت مین حتی الوسع کوشش فرماتے رہیے
ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا عام علم ہونے پر
ہی موقوف ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانون کے ہمدرد عیسائی
اخبار بھی باآواز بلند مسلمانون پر ظاہر کر رہے ہین۔
مثال کے لیئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے
ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن مین درج ہے

## الملتمس

مینجر اخبار وطن و رسالہ تفسیر القرآن لاہور

ازالۃ الخفا

# خلافۃ الخلفاء

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب کا اردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند تاریخ [illegible] تھی ۔ کارخانہ وطن لاہور نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہونچا کر اوس کا ترجمہ کرایا ہے دوم و سوم تیار ہیں ۔ قیمت ہر سہ حصہ تین تین روپیہ ۔ ہر سہ حصہ نو روپیہ ۔

## ترجمہ تفسیر کبیر ۔ جلد اوّل ۔

## (فاتحۃ العلوم)

سورۂ الحمد کی تفسیر ، مؤلفہ امام فخر الدین رازی رح ۔ اب تک اردو کا جامہ پہنانے کی کسی [illegible] ہمت نہ پڑی تھی ۔ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ وطن نے اس بھاری کمی کو بھی پورا کر دیا ہے ۔

## حقانیت عقائد اسلامیہ

## (تزیین الکلام)

شام کے ایک زندہ فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ ۔ مصنف کی اس [illegible] پر خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا [illegible]

## حسن و زبیدہ ۔

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس اور رچرڈ شیر دل کے معرکوں کا [illegible] پیرایہ میں ۔ قیمت صرف ۶ ر

المشتہر

مینجر اخبار وطن لاہور

# تفسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

ادارۂ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب
و ہدایات حقّہ سے آگاہ کرنے کیلئے پہلے اخبار میں شائع کرنا
شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ
کی صورت میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۸ء

جلد (۱) نمبر ۱۲

مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر وطن شائع ہوئی

مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور

Marfat.com

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | طبیعت | ۳۵۸ | ۲۳ | بندول |
| [illegible] | [illegible] | قائل ہو | قائل ہو | ۳۵۹ | ۱۲ | کیونکر |
| [illegible] | [illegible] | آپ ہی | ابھی | ۳۶۲ | ۱۴ | اور |
| [illegible] | [illegible] | تاسدہی | تاسدبھی | ” | ۲۴ | کرے |
| [illegible] | [illegible] | ہوتاہے | ہے | ” | ۲۴ | نکالے |
| [illegible] | [illegible] | اورخود | وہ خود | ۳۶۵ | ۶ | ایسے |
| [illegible] | [illegible] | حوالہ کئے | حوالے کئے | ” | ۱۵ | جس کا |
| [illegible] | [illegible] | یہی حجت | یہی محبت | ۳۶۶ | ۲۳ | کیا پدرانہ |
| [illegible] | ۱۰ | طرق مل | طریق حق | ۳۶۹ | ۲۴ | کھاتا |
| ۳۶۹ | ۲۰ | کرتے | کرتے تھے | ۳۷۰ | ۲۴ | جلاتے |
| ۳۷۰ | ۴ | کرخود | مگرخود | ۳۷۳ | ۳ | اور ورثا |
| [illegible] | [illegible] | نافرمانی | نہ نافرمانی | ” | ۱۴ | مارڈالو |
| [illegible] | [illegible] | ہوس کر | ہوس کرو | ” | ” | سکرو |
| [illegible] | [illegible] | بکثرت اشارہ | اشارہ | ۳۷۵ | ۱۶ | معقول[illegible] |
| [illegible] | [illegible] | زکاۃ وتذکیہ | زکاۃ وتزکیہ | ۳۷۷ | ۴ | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | اسی | اسی سے | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ون کو بالا رکھے گا۔ ہم نے ابھی پہلو

[illegible] ن بنا بریں آیات آخرت مین جس کی ترتیب کا اصول بیان کر لی ہیں

[illegible] ت ظاہر ہوتی ہیں کہ اوس کا مدار خدا کی مرضی پر ہے جسے جتنا چاہے دے

[illegible] ی اور یہ چاہنے کی تفصیل جو اور آیتون سے معلوم ہوتی ہے۔ جو اپنی جگہ پر مذکور ہو گی

کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ

مُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا

اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا

جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا

اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ترجمہ سارے آدمی ایک ہی دین پر تھے (یا سب ایک طرح کے۔ یا

ایک قوم کے افراد تھے) پھر اللہ نے بشارت پہونچانے والے اور ڈرانیوالے نبی بھیجے۔ اور

ان کے ساتھ سچی کتاب اُتاری تاکہ لوگ جس بات مین اختلاف کرین سو وہ کتاب یا اللہ)

لوگون مین اسکا فیصلہ کردے۔ اور کتاب مین انہین لوگون نے آپس کی ضد سے اختلاف

کیا جن کو وہ کتاب دیگئی تھی (اور وہ بھی) بعد اس کے کہ اون کے پاس صاف حکم (کھلی

نشانیان) آچکے تھے۔ پھر اللہ نے اپنے حکم سے اس کتاب کی حق بات کی جس مین وہ (کتاب

والے) اختلاف کر رہے تھے۔ ہدایت کر دی۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے۔ سیدھا راستہ (حق

کا) دکھا دیتا ہے۔

تفسیر[1] اُمت کا لفظ کتاب اللہ مین متعدد معانی کے لیئے آیا ہے۔ اوّل ملت یعنی عقائد و

اصول شریعت کے لیئے۔ چنانچہ خدا تعالی سورہ انبیاء مین فرماتا ہے۔ ان ھذہ امتکم

امة واحدة وانا ربکم فاعبدون۔ اور سورۃ المومنین مین ارشاد ہوا۔ یاایہا الرسل

کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعلمون علیم ہ وان ھذہ امتکم

---

[1] اس آیت کی تفسیر مین اگرچہ ہر مفسر نے بہ خیال خود بہت زور مارا ہے۔ لیکن اس وقت جتنی تفسیرین

[illegible] موجود ہین اُن سب کی مجموعی تفسیر کا لب لباب بھی جو اس آیت کی ذیل مین آسکتا ہے تحقیق

[illegible] ہے انہین پہونچتا اس لیئے ہم اس آیت کی تفسیر مین اپنے

[illegible] گذشتہ تفسیر ان کچھ زوائد کا اس مین تحقیق کر [illegible]

Marfat.com

جن مفسرین نے اس مذہب کو اختیار کیا ...

عقائد اور اصول شریعت ہین۔ اور مطلب آیتون کا یہ ہے کہ تمام انبیاء ... دین ...
ملت پر تھے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ ویسے ہی آیہ کان الناس امۃ واحدۃ
بھی امت سے ملت ہی مراد ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ سارے آدمی ایک ہی دین و ملت پر تھے۔
دوسرے معنی امت کے جو کتاب اللہ مین مستعمل ہوئے ہین۔ جماعت۔ ہین۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ اور دوسری جگہ ارشاد
ہوا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون
عن المنکر۔ مفسرین کے گروہ نے آیہ کان الناس مین امت کے یہی معنی جماعت کے مانے
ہین۔ لیکن امت کے معنی مطلقاً جماعت تو ہو نہین سکتے۔ اگر امت سے جماعت ہی مراد ہے
ایسی جماعت مراد ہوگی جس مین جمعیت کا کوئی ایسا رابطہ موجود ہو جس کی بنا پر بہت سے
آدمیون کو امت جیسے ایک نام سے موسوم کیا جا سکے۔ تیسرے معنی امت کے قرن و سال ہین جیسا
کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولئن اخرنا عنھم العذاب الی امۃ معدودۃ اور دوسری
جگہ ہے وادکر بعد امۃ۔ چوتھے معنی ہین امام جس کا اقتدا کیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا۔

پانچوین مشہور امم و اقوام مین سے ایک امت جیسے کہ ہے کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس۔ لیکن یہ پانچوین معنی مفہوم جماعت سے خارج نہین۔ صرف عرف نے اوس مین
تخصیص پیدا کر دی ہے۔

آیہ کان الناس امۃ واحدۃ مین جمہور مفسرین نے لفظ امت کو پہلے یعنی ملت کے
معنون مین مانا ہے۔ مگر ان مین سے اس امر پر اختلاف ہے کہ کیسی اور کس بارہ مین تھی
ہدایت مین یا ضلالت مین جمہور مین سے اکثر کی رائے ہے۔ کہ لوگ جس ملت پر تھے۔ وہ ہدایت
دین صحیح کی ملت تھی۔ ان مفسرین کی رائے کی بنا پر آیہ کان الناس ..... کے معنی یہ
کہ سارے آدمی ایک ملت پر تھے۔ دین اون کا درست تھا اور عقائد صحیح تھے۔ اور ...
احکام شریعت کے موافق۔ پھر اللہ نے ان مین بشارت دینے اور ڈرانے ...
والی بھی کتاب اور ... کے ساتھ ...

اور کتاب اون کے درمیان فیصلہ کرے۔ لیکن جب یہ مسلک رکھنے والے مفسرین نے دیکھا کہ اس تقدیر پر آیت کے معنی درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ بعثت یا نزول کتاب کی غرض کو فرض کرو امت میں باہمی اختلاف نہیں تو پھر رسول وکتاب کا بھیجنا بالکل عبث اور تحصیل حاصل ہے۔ کہ وہ امت جس بات میں اختلاف کرے کتاب اُن میں فیصلہ کر دیا کرے کیونکہ اقامت حدود اور استقامت عمل کے ہوتے ہوئے امتہ میں ایسا اختلاف نہیں ہو سکتا جس کے مٹانے کے لئے رسول کے بھیجنے کی ضرورت پڑے۔ اسی اشکال کی وجہ سے مفسرین کے اس گروہ کو امتہ میں ایک جزو کلام مقدر ماننا پڑا اور انہوں نے اس جزو مقدر کو ظاہر میں لے آئیں تو آیت یوں ہے کہ کان الناس امۃ واحدۃ فاختلفوا فبعث اللہ النبیین ...... یعنی پہلے سب آدمی ایک امت تھی پھر اون میں اختلاف پڑ گیا۔ اوس کے رفع کرنے کے لئے اللہ نے انبیاء بھیجے۔ اور کتاب نازل کی۔ چونکہ تقدیر فی الکلام کسی قرینہ کے بغیر نہیں ہوتی اس لئے ان مفسرین کو قرینہ بھی بتانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آیت کے جزو مابعد یعنی لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ کو قرینۂ تقدیر مانا لیکن یہ تقدیر اور اوس کا یہ قرینہ بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ "زید عالم تھا پھر میں نے اسکے پاس ایک معلم بھیجا تاکہ وہ اُسے ایسی باتیں سکھا پڑھا دے جو وہ نہیں جانتا تھا۔ یا بھول گیا ہو" اور پھر کہنے لگے کہ میرے اس کلام کی تقدیر اور اصل یہ ہے کہ زید عالم تھا۔ مگر پھر اس کا علم جاتا رہا اور وہ بہت کچھ بھول گیا اس لئے میں نے اوس کے پاس ایک معلم بھیجا تاکہ جو وہ بھول گیا ہے۔ اُسے سکھا پڑھا دے۔ کیا اس قسم کی تقدیر اور قرینہ کو کوئی ذوق سلیم پسند کر سکتا اور کلام کے حسن و قبح کا ذوق رکھنے والا یوں بول سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب اس قسم کی تقدیر اور قرینہ کو ہمارا ذوق ہی ناپسند کرتا ہے تو پھر کلام الٰہی میں ایسی تقدیر اور ایسا قرینہ کیونکر ذوق سلیم مان سکتا ہے۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ ایسے تکلفات سے منزہ ہونا چاہیئے۔

ان مفسرین کے مسلک کی بنا پر ضرور ہے کہ بنی آدم پر کوئی ایسا وقت گذرا ہو جس میں سب خیر و ہدایت پر قائم رہے ہوں۔ ازاں بعد اون میں اختلاف [illegible] بحث پر یہ گروہ باہمی طریق استدلال [illegible] خیر و ہدایت کی پابند

رہی۔ یہاں تک کہ اون سے ... 

قتل کیا یہیں سے نزاع و خلاف کی بنیاد قایم ہوئی ...

انسان کی موجودہ فطرت سے بھی ملتا ہے۔ اس سے کہ جب وہ پیدا ہوتا ہے ...

اور دین حق پر ہوتا ہے۔ پھر جب اوس پر ہوا و ہوس کا غلبہ ہوتا ہے نفس اغوا کرتا اور ...

کا زنگ آئینہ خاطر پر جم جاتا ہے۔ تو آدمی اپنی فطرت سے منحرف ہو کر کجروی اختیار کرتا ...

اسی طرح ابتدائے آفرینش میں بھی انسان کو جو دور اور طور پیش آیا۔ وہ اس میں بالطبع ...

پسند۔ عادل۔ اور حق پر قایم تھا۔ اوس کے اعتقاد صحیح تھے اور اعمال اچھے۔ ازاں بعد ...

شر و فساد کیطرف رغبت ہوئی۔ اور وہ قبیح اعمال کا مرتکب ہونے لگا۔ اگرچہ ان مفسرین کی

معنوی توجیہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ لیکن تقدیر آیت پر جو خدشہ بیان ہوا ہے وہ اس سے

کم نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بنی آدم پر مذکورہ بالا دونوں دوروں کے سوا اور بھی

بہت سے دور گزرے۔ جن میں سے بعض میں جہالت نے اون کو کفر اور بداعمالی کی ایک

امتہ بنا دیا تھا۔ جیسا کہ نوح اور ابراہیم علے نبینا و علیہما السلام کے عہد میں ہوا۔ اور آیت

وہ زمانہ نہیں بتاتا جس میں سارے آدمی ایک امت بن گئے تھے۔ پھر جبکہ کئی دوروں میں

سارے آدمی ایک امت بن گئے ہوں تو پھر آدم کے زمانہ اور اتحاد فی الخیر کی تخصیص بلا کسی

مرجح کے کیونکر لگائی جا سکتی ہے حاصل یہ ہے کہ اس امر کے مان لینے کی کوئی وجہ

موجود نہیں ہے کہ پہلے ایک وقت میں سارے آدمی نیک اور پابند حق تھے۔ بلکہ اگر یہ

کہا جائے کہ ایک وقت میں سارے آدمی گمراہی کی امت بنے ہوئے اور ملت نادان

تھے اور ایسے ہی وقت میں انبیا مبعوث ہوئے تو یہ بعثت انبیا کی ایک معقول وجہ ہو سکتی ہے

اسی لئے مفسرین کا ایک گروہ جس میں ابن عباس عطا و حسن۔ پیش پیش ہیں لکھتا ہے

آیہ کان الناس میں امت واحدۃ سے امت ضلالت مراد ہے۔ جس کو نہ حق سے ...

ہو اور نہ اوس کے اعمال کو شریعت الہی سے تعلق۔ کیونکہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ ...

آدمی ایک کیش و ایک رنگ کے تھے۔ پھر ہم نے اون میں نبی بھیجے۔ اس میں ...

امت کی ایک رنگی کے تابع ہے۔ یعنی امت کی ایک رنگی ہی موجب بعثت ...

کی ایک رنگی ایسی حالت میں مقتضی بعثت ہو سکتی ...

انبیا علیہم السلام ...

Marfat.com

... رعایت ذکر نے کیوجہ سے پیدا ہو
... روایت ان کے اگر آیت میں کان الناس امۃ واحدۃ سے یہ مراد ہو کہ
... پابند حق تھے۔ اور ہدایت یافتہ تو پھر اس قسم کی وحدت پر انبیا علیہم السلام کی
... ہونیکا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔
اس گروہ پر بھی چونکہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آدم نبی تھے۔ اور اون کی اولاد و احفاد میں
... بھی رہی جو اُن کی شریعت پر قائم تھے۔ مثلاً شیث و ادریس و نوح وغیرہ۔ پھر کیونکر کہا
... سکتا ہے۔ کہ تمام بنی آدم ضلالت کی ایک اُمت ہو گئے تھے۔ یہ گروہ اعتراض کا یوں
... اب دیتا ہے کہ حکم غالب و اکثر پر ہے۔ یعنی چونکہ ضلالت و گمراہی والے زیادہ تھے اللہ تعالےٰ
... نے سب کو ملاکر اور غالب عنصر کے لحاظ سے امۃ واحدۃ کہا۔ اور امت ضلالت مراد
... ہے جیسے کہ اوس ملک کو بھی عرف عام میں دار الکفر ہی کہتے ہیں جس میں رہنے والے زیادہ
... کافر ہوں۔ اگرچہ وہاں مسلمان بھی موجود ہوں۔ یہی حال نوح وغیرہ کے زمانہ میں تھا کہ قدرے
... اہل کے سوا کافر ہی کافر تھے۔ اتحاد فی الضلالت ماننے والوں کی طرف سے گویہ اعتراض
... جواب ہو گیا لیکن درحقیقت یہ جواب ایسا نہیں اور نہ ہی وہ بگر جواب جو دیئے جاتے ہیں ایسے ہیں کہ
... ... کی تشفی اور دل کا اطمینان ہو جائے۔ کیونکہ ان جوابوں سے اصل اعتراض دفع
... نہیں ہوتا۔ اور یہ بات باقی ہی رہجاتی ہے۔ کہ آدم بھی رسول تھے۔ اور اونکی اولاد میں سے
... کچھ اونکی شریعت پر قائم رہے۔ پھر سب کو امت ضلالت کہدینا خالی از تحکم نہیں تو کیا ہے۔
ابو مسلم اور قاضی ابوبکر کا مسلک یہ ہے کہ تمام بنی آدم کے ایک امت پر ہونے سے یہ مراد
... کہ وہ سب مقتضائے فطرت پر تھے۔ اعتقاد و اعمال کے بارہ میں جو کچھ اُنہیں اُن کی
... ہدایت کرتی تھی۔ وہی مانتے اور وہی کرتے تھے۔ وجود صانع پر دلالت کرنیوالی آیات
... ہی کو دیکھکر اُنہوں نے عقل و نظر سے کام لیا۔ اور وجود صانع کو پہچانا اور جن چیزوں
... ... ہوئے۔ اور وہ ان کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ انہی سے اُن لوگوں نے خالق کے شکر
... ... حسن و قبح میں اور باطل و صحیح میں اضطرار و اتفاق کے طور پر یا منافع و مضار
... ... عقل کی ہدایت سے خدا کی نسبت اعتقاد قائم کئے۔ عام اس سے کہ وہ
... ... مناسب اور یہ ظاہر ہے کہ بنی آدم کا خدائی و
... ... ایسی بات ہے جو اُن میں اختلاف

پیدا کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اور فطرت ...
کا تجربہ بتا رہا ہے کہ عقل کے ہوتے ہوئے بھی لمبا اوقات وہم آدمی کو
نہیں پہونچنے دیتا۔ اور آدمی غلطی میں پڑ جاتا ہے اور باہم رائوں میں اختلاف پڑ جاتا ہے
تاویل کی بنا پر چونکہ وحدت امت ہی سے جو کان الناس امۃ واحدۃ میں بیان ہوئی
اختلاف کا بھی مفہوم نکلتا ہے۔ اسی لئے وہ بعثتِ انبیاء کی موجب و مقتضی ہوئی۔ اور اللہ نے
انبیا علیہم السلام بھیجے تا کہ جس بات میں لوگ اختلاف کریں انبیا علیہم السلام کتاب اللہ
اوس کا فیصلہ کر دیں۔

ابو مسلم اور قاضی ابو بکر کے مذکورہ بالا مسلک کا خلاصہ یہ ہے کہ کان الناس امۃ
واحدۃ سے مراد یہ ہے کہ بنی آدم قبل از بعثت انبیاء آسمانی اور آلہی شریعت نہ رکھنے کی
وجہ سے باہم مختلف تھی۔ اللہ نے اس اختلاف کے مٹانے کے لئے۔ اون میں انبیا و رسل
بھیجے۔ چونکہ آدم علیہ السلام بھی بنی تھے۔ یا مانے گئے ہیں۔ اور ابو البشر بھی۔ اسلئے یہاں
بھی شبہ ہوتا تھا کہ امت ہدایت سے مقدم ہے۔ قاضی ابو بکر نے اوسکا خود بایں طریق دفعیہ کیا
ہے۔ کہ ممکن ہے کہ آدم اور اولاد آدم کا کام پہلے پہل مذکورہ بالا سنت فطرت ہی سے
شروع ہوا ہو اور عقل و نظر پر اون کا دار و مدار رہا ہو اور جب اولاد آدم بڑھ گئی ہو اور ظاہر
ہو گیا ہو کہ صرف عقل ہی کی ہدایت عقائد کی صحت و سلامتی اور اعمال کی اصلاح و درستی کے
لئے کافی نہیں ہو سکتی تو اللہ نے اپنی خاص ہدایت اون کے پاس بھیجی ہو۔ (یعنی آدم
علیہ السلام کو رسالت یا نبوت ملی ہو) اور یہ بھی احتمال بلکہ یقین ہے کہ اولاد آدم پر ایسی
حالت اور ایسا وقت آیا جس نے اون کو اپنی شریعت سے غافل اور شریعت کو ان کے
دل سے نسیًا منسیا کر دیا۔ اور وہ پھر بدستور سابق اپنی عقلوں ہی کے بل بوتے پر چلنے
اور عقل و نظر کو مدار کل بنا لینے سے پھر وہی وحدت عود کر آئی جو موجب اختلاف
اور یہ حالت دیکھکر خدائے تعالےٰ نے اپنے متعدد بنی اون کے پاس بھیجے فبعث
اللہ النبیین ......... الخ۔

مفسرین کی ایک جماعت نے امت کے معنی میں توقف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں
میں اس سے بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ وہ امۃ
تھی۔ یا ضلالت کی یا عقل و نظر کی ...

Marfat.com

[illegible] ایک ... ثانی۔ اور وحدۃ امۃ پر انبیا کی
[illegible] حجت بھی نہ سمجھنی چاہیئے۔ اور اس سے بھی عجیب تر ہے۔ بعض مفسرین
[illegible] جسے مجاہد کیطرف منسوب کرکے کہتے ہیں کہ آیۂ کان الناس امۃ واحدۃ میں جو
[illegible] آیا ہے۔ اُس سے صرف آدم علیہ السلام مراد ہیں اور یہ کہ آدم ایک امام تھے۔ جنکی اقتداء
[illegible] کی تھی ہم نہیں سمجھتے کہ یہ مسلک اختیار کرنے والے باقی آیت کی تفسیر کیا کریں گے
[illegible] کیونکر۔

چند مفسرین برعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ امۃ واحدۃ سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو موسےٰ
علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور پھر باہمی ضد و عناد کی وجہ سے اختلاف کرنے لگ گئے
اسی اختلاف کے مٹانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اون میں انبیا و رسل مبعوث کئے
اور اُن کو ایسی کتابیں دیں جو اون کی اصلاح کرسکیں۔ چنانچہ داؤد کو رسالت دی اور
زبور عنایت فرمائی۔ اور عیسےٰ کو رسالت دیکر اون میں بھیجا اور اُن پر انجیل اُتاری۔ تاکہ
[illegible]ن لوگوں کو اختلاف سے پھیر کر حق کیطرف لائیں۔ اس مسلک میں یہ خرابی ہے کہ آیۂ کان
الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین۔ میں الناس۔ اور النبیین کے لفظ جو عام اور
[illegible] تخصیص آئے ہیں۔ اونکی تخصیص ہوجاتی ہے۔ اور تخصیص بھی بلا کسی دلیل کے۔

ابن عادل قرطبی سے نقل کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "مفسرین کے جو اقوال کان الناس امۃ
[illegible]حدۃ کے متعلق بیان ہوچکے۔ اون کی روسے لفظ کان ماضی سے مخصوص ہوجاتا
[illegible]۔ اور احتمال یہ ہے کہ وہ ثبوت کے لئے ہو۔ اور کان الناس امۃ واحدۃ سے تمام
[illegible]وں کا جو سب کے سب ایک ہی جنس کے ہیں۔ شرائع سے خالی اور حقایق سے جاہل ہونے
[illegible]یت سے ایک امت ہونا مراد ہو۔ بایں معنی کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنی عنایت سے انبیا علیہم السلام
[illegible] بنی آدم پر احسان نہ کرتا۔ تو وہ سب کے سب شریعت سے محروم اور حقایق سے جاہل ہوتے
[illegible]حالت میں لفظ کان جو آیہ زیر بحث میں آیا ہے ماضی سے مخصوص نہیں ہوسکتا
[illegible]ہیں کہہ سکتے کہ ایک وقت ایسا تھا جسمیں ساری آدمی ایک امت تھی۔ ... بلکہ یہ کان ثبوت
[illegible] بالکل ایسا ہو جیسا کہ "وکان اللہ غفوراً رحیما" میں ہے۔

[illegible] ابن عادل نے مذکورہ بالا ثبوتیت کان کا جو احتمال بیان کیا ہے۔ وہ
[illegible] ایسا ... ہے کہ اگر ذہن [illegible] مفسرین کے بیان

شدہ مسلکوں کی قبول جتنیاں ہیں [illegible]
نظر میں اسی احتمال یا مسلک پر پہونچتا بہرحال ہم بھی آیۃ کان [illegible]
الناس امۃ واحدۃ میں کان کو ثبوتیہ ہی مانتے ہیں کہ کافی ہے [illegible] اور
پر آیت کی تفسیر کریں گے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم آیت کی تفسیر شروع کریں مناسب
ہوتا ہے کہ تمہیداً اتنا اور بیان کردیں کہ قرآن مجید میں امت کا وصف وحدۃ یا واحدۃ کے
ساتھ کہاں اور کیونکر آیا ہے۔ اور اس وصف کے "وحدت و واحدہ" سے مختلف
مقامات پر کیا معنی ہیں۔ تاکہ جو کچھ ہم بیان کریں گے اوسکے سمجھنے میں سننے والے کو
سہولت ہوجائے۔ اور ہمارے لئے معنوی سند۔

سورہ انبیا میں اللہ تعالٰے نے امت کی صفت واحدہ بیان کی ہے حیث قال
ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ۔ وانا ربکم فاعبدون ہ وتقطعوا امرھم بینہم کل
الینا راجعون"۔ انبیا علیہم السلام کی ایک جماعت کا حال اور قوم کے ساتھ اوکی
حالت وشان بیان کرنے کیلئے اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے "ان ھذہ امتکم ....."
اور اُس میں خطاب انبیا ہی کیطرف ہے چنانچہ سورہ المومنین میں بھی انبیاء و مرسلین
حال اور اُن واقعات کو جو انہیں قوم کے ساتھ پیش آئے بیان کرنے کے بعد فرمایا۔
یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم ہ وان ھذہ
امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون ہ فتقطعوا امرھم بینہم زبرا کل حزب بما لدیہم فرحون
ان دونوں آیتوں میں لفظ امت جہاں واحدۃ اوس کی صفت بیان ہوئی ہے۔ حال
کی بنا پر منصوب آیا ہے۔ اور خبر "وان ھذہ امتکم" ہی پر تمام ہوگئی ہے۔ اور [illegible]
آیتوں کا یہ ہے کہ انبیاء و مرسلین کی یہ جماعت (جو بیان ہوچکی) تمہاری امت یعنی [illegible]

---

لہ یہ (انبیاء سابقین جنکا بیان ہوچکا) تمہارے گروہ ہیں بحالیکہ یہ ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا [illegible]
سو میری ہی عبادت کرو۔ اور لوگوں نے اپنے کام کو اپنے درمیان پارہ پارہ کر ڈالا ہے۔ ہر ایک ہماری ہی طرف لوٹنے [illegible]
لہ اے رسولو! ستھری چیزیں کہاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم جو کچھ کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں
(انبیاء سابقین جن کا بیان ہوچکا) تمہاری جماعت میں یہ سب ایک ہی جماعت [illegible]
تمہارا رب ہوں بس مجھ سے ڈرو۔ اور لوگوں نے اپنے دین کو [illegible]
ہر ایک گروہ اسی [illegible]

Marfat.com

ت ہو... اسی جماعت میں جو دوسرے کے تعلقات و روابط
جماعت بنی ہو۔ جیسے کہ اختلاف ملت و اختلاف حال و قال کے ہوتے ہوئے
... دوسرے کے تعلقات (ملکی وغیرہ) کی بنا پر ہند والوں کو امت الہند کہدیا جائے۔
... امت ایسی امت نہیں بلکہ وہ ایسی امت اور ایسی جماعت ہے جس کے افراد میں
... تعلق اور رابطہ ہے۔ اور وہ تعلق و رابطہ ہے اللہ کے نور سے ہدایت پانے اور
... کی توحید کی طرف بلانے اور اوس کی شریعت پر قائم رہنے اور لوگوں کو اوس کے احکام
... اتباع پر آمادہ کرنے کا ان قریبی روابط سے تمہاری جماعت و امت ایک امر پر متفق
و مجتمع ہے۔ یعنی عدل و حق پر اس لئے وہ مستحق ہے کہ اوس کو ایک امت "امۃ
واحدۃ" کہا جائے۔

امۃ واحدۃ کے یہ معنی تو ہوئے اس حالت میں جبکہ امت کے معنی جماعت
لئے جائیں۔ اور اگر دونوں مذکورہ بالا آیتوں میں اُمّت کے معنے مِلّت لو
جیسا کہ مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے۔ تو پھر مراد دونوں اُمتوں سے یہ ہوگی۔
کہ اللہ تعالےٰ انبیا و مرسلین کو خبر دیتا ہے۔ کہ یہ جو سیرت لوگوں کو اللہ کیطرف ہدایت
کرنے اور اوس پر بالاستقلال قائم رہنے اور اون کی تکذیب و تعذیب وغیرہ کی پروا نکرنے
کی آیات گذشتہ میں بیان ہوئی ہے۔ اسے انبیاء و مرسلین یہ تمہاری مِلّت ہے اور وہ
ایک امر واحد ہے اور اوس میں تعدد نہیں۔ پہلے آنیوالا اوس کو لاتا ہے۔ اور پیچھے آنے
والا اوسکا اتباع کرتا ہے۔ اوس میں نہ ایک نبی دوسرے نبی سے اختلاف کرتا ہے اور نہ
اوس کے بارہ میں ایک رسول دوسرے رسول سے لڑتا جھگڑتا ہے۔

وحدت کے یہ معنی جو بیان ہوئے وہی معنی ہیں جو سورہ ہود اور سورۃ الشورےٰ کی دو
آیتوں میں خدائے تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں "[5] ولو شاء ربک لجعل الناس
امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت
کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین" سورۃ

---

[5] اگر تیرا رب چاہتا تو تمام آدمیوں کو ایک امت کر دیتا۔ اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہتے ہیں مگر وہ کہ
جس پر تیرے رب نے رحم کیا۔ اور ان کو اسی واسطے پیدا کیا۔ اور تیرے رب کا حکم پورا ہوا کہ تحقیق میں جہنم کو جنوں
اور آدمیوں سے بھروں گا۔

ہو دیو ولو شاء اللہ لجعلہم امۃ واحدۃ [illegible]

ما لہم من ولیّ ولا نصیر۔ سورۃ الشوریٰ۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو [illegible]

عطا کرتا کہ اس سے وہ حق ہی کیطرف مائل ہوتے۔ اور اگر اوس کی مرضی ہوتی تو [illegible]

دیتا کہ اوس کا ہدایت صفت نور انہیں حق ہی پر پہونچاتا۔ نہ ہوا و ہوس کا حجاب بانڈ کہہ سکتا

نہ فکر و نظر کی تاریکی و ضلالت و گمراہی کا پردہ اون کے نور بصیرت کو بیکار کرکے منزل مقصود تک

پہونچنے سے مانع و سدّراہ ہوتا۔ اور اسطرح تمام بنی آدم انبیاء و مرسلین اور صالحین کے

مانند ہو کر اہل سعادت اور نعیم خلد کے مستحق ہو جاتے۔ لیکن اللہ نے یہ نہیں چاہا بلکہ اونے

چاہا کہ انسان کو ایسا بنائے کہ اوسے آپ اپنے کام کرنے پڑیں۔ اور وہ جو کچھ بنے اپنے

کسب و سعی سے بنے۔ ہمیشہ بادیۂ اختلاف میں سرگرداں پھرے۔ اور اوس کا یہ اختلاف

اوسے دنیا میں رسوا و ذلیل کرنے کے بعد ابدی شقا میں جا ڈالے۔ لیکن اللہ نے اس مشیت

سے اُن لوگوں کو مستثنےٰ کیا جو عالم کے ہادی اور بنی آدم کے رہنما ہیں۔ اور جن کو ان خاص

بندوں کی دعوت کو قبول کرنے اور اون کے طریقہ پر چلنے کی توفیق دی۔ انہیں لوگوں

اس نے اپنی خاص رحمت میں داخل کیا ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم من حیث المجموع کبھی ایک امت

نہیں تھے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو فطرت ہی ایسی دی ہے کہ حق و عدالت

کبھی اوس کا اجتماع و اتفاق ہو ہی نہیں سکتا۔ بنی آدم میں ہمیشہ سے نیک و بد [illegible]

یافتہ و گمراہ چلے آتے ہیں۔ اور چلے جائیں گے۔ یہی اللہ کی سُنّت ہے۔

اس خلقت میں جاری ہے۔

یہاں تک جو کچھ ہم نے بیان کیا۔ اوس کا لب لباب یہ ہے کہ بنی آدم من

المجموع ہدایت یا ضلالت پر کبھی متفق و متحد ہو کر ایک امت نہیں [illegible]

سورہ یونس کی ایک آیت سے بصراحت پایا جاتا ہے کہ اللہ نے چاہا کہ تمام [illegible]

---

سلہ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک امت بنا دیتا۔ لیکن وہ جس [illegible]

ہے اپنی رحمت میں لیتا ہے۔ اور ظالموں کا کوئی [illegible]

ہے۔

Marfat.com

... ایک امت ہونے فرماتا ہے۔ ومَا كان الناس الا ... فاختلفوا ولولا كلمة سبقت من ربك لقضي بينهم فيما فيه يختلفون" اس ... سے تمام بنی آدم کا ایک اُمت ہونا تو ظاہر ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس آیت ... کان کو ماضی کے معنی پر محمول و قیاس کرلیا جائے۔ اس لئے کہ تمام آدمیوں کا ایک ... ت ہونا حصر کے ساتھ بیان ہوا ہے اور یہ حصر باقی نہیں رہ سکتا۔ جبکہ آیت مذکورالصدر ... ے کسی زمانہ میں آدمیوں کا ایک امت ہونا مراد لیا جائے۔ دراصل آیت سے مراد یہ ہے ... تمام آدمی ہمیشہ سے ایک امت ہیں اور ہمیشہ ایک ہی امت رہیں گے۔ اور انکی خاص ... ی وحدت سے اون میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور اللہ میں یہ قدرت تھی اور ہے۔ کہ اگر ... ا ہتا اور چاہے تو بایں طریق اختلاف کو کلیۃً مٹا دیتا یا مٹا دے کہ جس نے سلیم فطرت ... سے انحراف کیا اور کرے۔ اوسے ہلاک کر دیتا یا کردے۔ یا صرف وہی آدمی باقی رہجاتے ... یا رہجائیں جنہوں نے سلامت روی اختیار کی ہو۔ لیکن اوس نے یہ نہیں چاہا۔ اور نہیں ... چاہتا۔ اوسکا حکم جاری ہوچکا اور اوس کی مشیت یہی ہے کہ آدمی اپنی بھلائی برائی کیلئے ... د ہی کوشش کرے۔ اور کاسب بنے۔ اور جو آیات و شواہد اوس کے سامنے آئیں اُن میں ... ر و خوص کرنے کا مکلّف رہے۔ کوئی اون میں سے گمراہ ہو اور کوئی ہدایت پائے۔ کوئی عادل ... ے اور کوئی ظالم و نا انصاف۔ تاکہ دار آخرت میں ہر ایک کو اوس کے کسب و سعی اور کام کا ... دیا جائے۔ اور اسی لئے اون میں رسول بھیجے کہ حصول ایمان میں اوس کے امام ... ں۔ اور اعمال صالحات میں اچھے راہنما۔

جب یہ آیت کا مطلب ہو تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو امت کی وحدت اوس میں بیان ... ں ہے۔ اسکو عقیدہ اور عمل کی وحدت پر محمول کرلیا جائے۔ جیسے کہ ان آیتوں میں جس میں کہ ... علیہم السلام کا ایک امت ہونا بیان ہوا ہے" عقیدہ و عمل کی وحدت پر محمول کیا گیا ہے ... ی نہیں سکتا۔ کہ تمام آدمیوں کو عقائد و اعمال کے لحاظ سے امۃ واحدۃ کہا جاسکے ... لئے کہ تمام آدمی بایں معنی ایک امت ہیں ہی نہیں۔ بلکہ مختلف ہیں۔ اس لئے ضرور ہے ... و اس میں جو تمام بنی آدم کا ایک ہونا بیان ہوا ہے اوس کو کسی دوسرے معنی

---

... ایک ہی امت میں۔ پھر وہ مختلف ہوگئے۔ اور اگر تیرے رب کا ایک حکم نہ ہو چکا ہوتا ... فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

پر محمول کیا جائے۔ وہ دوسرے معنی یہ ہیں جو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں
آیۂ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین ...
اختیار کئے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے تمام آدمیوں کو فطرۃً ایک امت بنایا اور ہر رنگ پیدا کیا ہے۔ یعنی انسانی معاش کے بارہ میں باہم دیگر مربوط و وابستہ ہیں۔ ہرگز اس دنیا میں اس وقت تک جو اللہ نے اون کے لئے مقرر و مقدر کیا ہے بغیر ایسے اجتماع کے نہیں رہ سکتے اور نہیں سکتے جس میں کہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔ محال ہے کہ دنیا کی زندگی میں افراد انسان ایک دوسرے سے مستغنی ہو جائیں۔ اور ہر ایک فرد اپنے ہی برتے پر جیے۔ اور اپنی ضروریات آپ ہی بہم پہنچائے۔ کیونکہ فرداً فرداً ہر شخص کی طاقت اس امر سے قاصر ہے کہ اپنی تمام ضروریات زندگی کو پوری کرے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دوسروں کی قوتیں بھی اوسکی شریک حال ہوں اور وہ اون سے اپنے کام میں مدد لے جیسے کہ وہ اس سے لیتے ہیں۔ یہی بات حکمانے اس قول سے مراد لی ہے کہ "انسان مدنی بالطبع ہے" یعنی آدمی کو اتنی قدرت و طاقت اور بے انتہا قوتیں نہیں ملی ہیں جن سے وہ اپنی تمام مایحتاج کو سرانجام کرسکے۔ بلکہ اس کو یہی مقدر ہے کہ اوسکی جماعت کے ایک ایک فرد کا وہی حکم ہو۔ جو بدن کے ایک ایک عضو کا۔ جیسے بدن تمام اعضاء کے کام کئے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ ویسے ہی انسانی جماعت من حیث الاجتماع کام کرنے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی اور جیسے بدن کا قیام و نظام اعضا کے کام کرنے پر اور اعضا کا کام کرنا بدن کی سلامتی پر موقوف ہے۔ ویسے ہی اجتماع کا افراد کے کام کرنے پر اور افراد کا کام کرنا منحصر ہے اجتماع کے نظام پر۔

اب غور کرو کہ جب سب آدمی ایک امت ہیں اور بمقتضائے فطرت ان کو ایک امت ... چارہ و گزیر بھی نہیں ہے۔ اور وہ کام کرتے ہیں اپنی ہی رائے کے موافق۔ اور ... خاص نفع مند چیزوں اور حالوں کے لئے۔ جن کو اپنی حیات اور معاش کے قیام ... دیکھتے ہیں۔ اور ان کو عموماً الہام کی وہ قوت بھی نہیں ملی ہے جس سے ہر ایک اصل مصلحت کو سمجھ سکے جو غیروں کے حقوق کی حفاظت پر آمادہ کرتی ... مصلحت کی رعایت سے اوسی کا زیادہ نفع ہو۔ تو ایسی حالت ... کچھ بعید نہیں۔ بلکہ ضروری ہے ...

انبیاء و رسل بھیجے۔ اسی معنی کے لحاظ سے امت الناس
پر انبیاء و مرسلین کی بعثت مترتب ہوئی۔ اور اسی ترتیب پر ہم آیہ زیر بحث
کی تفسیر کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ تمام آدمی ایک امت ہیں۔ اور ضرور ہے کہ وہ ایک نظام اور ایک ایسی
قانون کے نیچے زندگی بسر کریں۔ جو اس دنیا میں اون کے زندہ رہنے تک کے لئے اونکی
تمام ضروریات بہم پہنچا دینے کا کفیل ہو۔ اور ساتھ ہی اس امر کا بھی ذمہ دار ہو کہ آدمی اوس کے
بندرہ کر آخرت میں بھی سعادت حاصل کرسکیں گے۔ لیکن جو وحدت کہ اُن کو فطرۃً عطا ہوئی
ہے۔ اور وہ لازمی تعلقات جو بمقتضائے ضرورت اون کو باہم دگر ہوتے ہیں۔ ان کے
ہوتے ہوئے ممکن نہیں کہ وہ باہم ملکر ایک مذکورہ بالا صفت کا قانون آپ تیار کرلیں۔ اسلئے
اون کی فطرتیں مذکورہ بالا وحدت کے باوجود بھی مختلف ہیں اور عقلیں متفاوت اور ایسی
الہام سے محروم جو اون میں سے ہر ایک کو صحیح صحیح بتا سکے۔ کہ اوس پر اوس کے ساتھیوں
کے کیا کیا حقوق ہیں۔ آدمیوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یہ اللہ کا لطف اور کرم ہے کہ اوس نے
ان کے پاس خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانے والے انبیاء و رسول بھیجے۔ جو اون کو دنیا و آخرت
میں سعادت پانے کی خوشخبری سناتے ہیں۔ بشرطیکہ ہر آدمی اس حد پر قائم رہے۔ جو اوس کے
لئے مقرر کیگئی ہے۔ اور اپنے ہی حق اور مال پر اکتفا کرے۔ غیروں کے حقوق پر ہاتھ نہ ڈالے۔
اور ناکامی اور کاموں کی بے ثمری اور عذاب آخرت سے ڈراتے ہیں بجالیکہ لوگ موجودہ شہوتوں
میں پھنسکر انہیں پر پھسل پڑیں۔ حد اعتدال سے جو مقرر ہے تجاوز کر جائیں۔ اور خلاف مصلحت
غیروں کے حقوق کو غصب و پامال کریں۔ اور انجام و عاقبت کی طرف سے آنکھ
بند کریں۔

آیۂ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین ...... اُن اوامر و اخبار کی
علت بیان کرنے کے طور پر آئی ہے۔ جو اس سے پہلے کی آیتوں میں بیان ہو چکے
ہیں۔ اس سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی اور اپنی کتاب پر ایمان لانے والوں کو حکم
دیا تھا۔ ادخلوا فی السلم کافۃ۔ سلم کے معنی ہیں اتفاق اور اسلام۔ اور مآل دونوں صورتوں
کا یہ ہے کہ جن کے پاس اللہ کی ہدایت آ چکی۔ اور وہ راستے بتا چکی جو اون کو اپنی
طرح ایمان رکھنے والے ابنائے نوع کے ساتھ سلوک رکھنے چاہئیں

Marfat.com

اون کو شایاں اور لایق نہیں کہ کسی ایک کام ...
نزاع و خلاف کا موجب ہو۔ بلکہ ان پر واجب ہے کہ وہ اسی حد پر ...
سنن نبوی نے اون کے لئے معیّن کر دی ہے۔ اس حکم کے بعد خدائے تعالٰی نے
کیا کہ لوگوں میں جو بمقتضائے فطرت ایک امت ہیں کیوں اختلاف پڑتا ہے۔ اور کس
وہ حیطۂ نظام سے باہر نکلجاتے ہیں۔ اور فرمایا۔ " زین للذین کفروا الحیاۃ الدنیا ویسخرون
من الذین آمنوا" یعنی حق سے انکار کرنے والے اور اللہ کی ہدایت سے موہنہ پھیرنے والے
جن کو اللہ رسولوں کے ذریعہ سے اپنی طرف کھینچتا اور بلاتا ہے اپنی عملی زندگی میں اپنا مطمح
نظر انہی باتوں کو رکھتے ہیں جن سے حیات دنیوی میں نفسانی لذتیں اور خواہشیں پوری
ہو سکیں۔ اون کی ساری سعی و کوشش دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ اور وہ بھول کر بھی عاقبت
و انجام پر نظر نہیں ڈالتے۔ پھر جن کی یہ حالت اور یہ شان ہو ضرور ہے کہ اونمیں باہم تفرقہ
و اختلاف رہا اور نفاق آموجود ہو۔

مذکورہ بالا وجہ اختلاف بیان کرنے کے بعد اللہ تعالٰی نے آیات زیر بحث میں بدلیل
بیان کیا کہ نوع بشری کے لئے انبیاء علیہم السلام کی ہدایت سے ہدایت پانا نہایت ضروری
ہے۔ اگرچہ افراد انسانی کی عقلیں کیسی ہی بالغ النظر کیوں نہوں اس لئے کہ اللہ نے بمشیت
تمام آدمیوں کو ایک امت بنایا ہے۔ ایک فرد دوسرے سے مربوط و وابستہ ہے۔ اور
عقل انسانی ان ضروری اور اصولی باتوں تک نہیں پہونچ سکتی۔ جو اجتماع کی مصلحتوں
کی تو فیر اور مضار و نقصان دفع کرنے کے لئے لازمی ہیں۔ اسی لئے اللہ نے بشارت
اور خوف دلانے والے انبیاء و رسل بھیجے اور انکی صداقت و راستبازی دلائل قاطعہ سے ثابت
کی۔ "کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین"

وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ پہلے خدائے تعالٰی نے بیان
کیا کہ بشارت دینے اور خوف دلانے والے انبیا بھیجے۔ اور پھر کہا کہ اون کے ساتھ کتاب
اتاری۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشارت و انذار کتاب کے نزول سے مقدم ہے۔ اور
صحیح اور حق ہے۔ اس لئے کہ انبیا علیہم السلام بعثت کے ابتدائی زمانہ میں انسان کو
غفلت شعاری و جہالت پر متنبہ کرتے ہیں۔ اور جو بری عادتیں
ہوتے ہیں اون کے برے انجام سے ...

Marfat.com

... پایا جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر کتاب نازل
... بیان کرتا ہے جو قوم کے حال و استعداد کے موافق اور اونکی اصلاح
... جب ہوتی ہے۔

انزل معھم الکتاب میں ہم کی ضمیر راجع ہے النبیین کیطرف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے ہر نبی کو ایک کتاب دی تاکہ وہ سلف سے خلف کو پہنچ سکے۔ عام اس سے کہ وہ معجز تھی یا غیر معجز بڑی یا چھوٹی وہ لکھی اور حفظ کیگئی یا نہیں لکھی اور نہیں حفظ کیگئی۔

لیحکم بین الناس میں دو قرائتیں ہیں یزید نے بضم یا اور بفتح کاف یعنی مجہول پڑھا ہے اور باقی نے بفتح یا او بضم کاف یعنی معروف۔ قرائت اوّل یعنی یزید کے مذہب کی بنا پر اس کے یہ معنی ہیں اللہ نے ہر نبی پر کتاب حق کے ساتھ نازل کی یعنی اوس میں بیان کیا کہ کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے جو کہ مطابق واقع ہو اور کیا کرنا چاہیئے جس میں سراسر مصلحت و فائدہ ہو اور کوئی نقصان نہ ہو اس صورت میں کتاب ایک قانون سے بڑھکر نہیں۔ اور حاکم ذمہ دار ہے اس بات کا کہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں جب اور جہاں اختلاف ہو۔ وہ اوسکا کتاب حق کے موافق فیصلہ کرے۔ اور ہمیشہ یہی بات کہے جو نصوص کتاب کے مطابق ہو۔

اور دوسری قرأت کی بنا پر حکم اصل کتاب ہی کیطرف اسناد ہوتا ہے۔ یعنی کتاب ہی وہ حاکم ہے جو لوگوں کے اختلاف کا بذات خود فیصلہ کرتا ہے۔ اس صورت میں حاکموں کو قرآن دعوت دیتا ہے کہ اوس کے حکم پر چلیں اور اوس کو چھوڑکر اغوائے نفس میں نہ آئیں۔ اور خواہشیں جس بات کو اچھا کر دکھائیں اور ہوں وہ حکم کتاب کے خلاف اون سے اجتناب کرتے رہیں۔ اس لئے کتاب اللہ ہی اصل حاکم ہے اور اُس کے سوا درحقیقت کوئی حاکم نہیں۔ اب اگر لوگ اپنی ... کے مطابق کسی ایک نص کی باقی نصوص سے چشم پوشی کرکے تاویل کریں۔ حالانکہ تاویل ... مجموع ما فی الکتاب پر ہے۔ تو نزول کتب کا کچھ بھی فائدہ نہ رہیگا۔ اور کتاب درحقیقت ... نہ رہے گی۔ بلکہ نفس و ہوا کی حکومت ہوگی۔ اور مختلف نفوس مختلف راہیں اختیار کرینگے اختلاف فوائد و منافع کے علاوہ ایک اور اختلاف "اختلاف تاویل" پیدا ہوجائیگا ... جو چاہے گا حکم کرنے لگے گا جس سے اصلاح فساد ہوجائیگی۔ اور دوا بیماری۔ اسی لئے ... حکومت اپنی کتاب کو دیکر حاکموں کے ہوا و ہوس کو۔

... واحدۃ میں جو وحدۃ ہم نے مراد لی ہے اختلاف

باہمی اور اسکا تابع رہا اور ہے ...

ہے۔ جیساکہ تاریخ انسانی سے عیاں ہے۔ ...
اختلاف سابقہ کے فیصلہ کی ذمہ دار ہیں۔ آئندہ اختلاف ...
ذمہ دار ہیں اور رہیں گی۔

رہی یہ بات کہ آیا حکم کی نسبت کتاب کی طرف ہو بھی سکتی ہے یا نہیں۔ یہ نسبت ...
ہے اور ایسی ہی ہے جیسی کہ نطق وہدایت اور تبشیر کی نسبت حیث قال اللہ تعالٰے۔ ہذا
کتابنا ینطق علیکم بالحق" " ان ہذا القران یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المومنین" اور ا...
شاعر بھی کہتا ہے ۔ ضربت علیک العنکبوت بنسجھا + وقضی علیک ...
الکتاب المنزل۔

لیحکم بین الناس کی ضمیر اللہ تعالٰے کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں
آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالٰے نے انبیاء علیہم السلام پر اس لئے اپنی حق اور ...
کتابیں نازل کیں کہ آدمیوں میں جو اختلاف پڑا ہوا ہے اور پڑے اوس کا خود فیصلہ کر...
اس تقدیر پر بھی مآل آیت کا وہی رہتا ہے جو دوسری قرات میں بیان ہوا ہے۔ یعنی
اور حکومت اللہ ہی کو شایاں اور اوسی کا حصہ ہے۔ لوگوں کی رائے ا...
زعم کو اس میں کچھ دخل نہیں۔

وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیا بینھم ...
بیان ہو چکا ہے کہ آدمی اپنی باہمی عملی شرکت اور پیش آمد معاملات میں باہمد گر بغض...
رکھنے کی وجہ سے امر حق پر متفق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ضرور ہے کہ نزاع وخلاف کے ہدف ...
اس لئے کہ صرف ان کی عقلیں کیسی ہی کامل کیوں نہ ہوں ایسی کامل ہدایت اور پوری ...
کی کفیل نہیں ہو سکتیں۔ جو ان کی جمعیت کو یہاں اضطراب خلاف سے بچائے۔ او...
کمال وسعادت کو پہنچا سکے۔ چونکہ نوع بشری کو دنیا میں یہ اختلاف پیش آنا تھا۔ جو
پیش آیا۔ اور آتا رہیگا۔ اور خدا کی مشیت یہی تھی کہ انسان سعادت دارین حاصل ...
اور نزاع وخلاف کے ہوتے ہوئے یہ کسی طرح ممکن نہ تھا اس لئے اس اختلاف ...
مٹانے کے واسطے اللہ تعالٰے نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ...
فرمائیں۔ اور اون کو حق وباطل میں فرق کرنے کا وسیلہ ...

Marfat.com

[illegible] کیونکہ اگر حق ہی کیطرف راجع ہو۔ تو آیت [illegible]
[illegible] میں انہیں لوگوں نے اختلاف کیا جنہیں کو کتابیں دی گئیں۔ اور کیا معنی ہوئے
[illegible] بینات اون کو پہونچ چکی تھیں۔ حالانکہ دربارۂ حق بنی آدم کا اختلاف قدیم الایام
سے چلا آتا ہے۔ ابھی کتابیں نازل نہیں ہوئی تھیں کہ وہ مختلف الرای تھے۔ اور بتقاضا [illegible]
[illegible] ایسا ہونا ہی چاہیئے تھا۔

تعجب ہے اون مفسرین سے جو اس آیت کو اس امر پر نص و دلیل مانتے ہیں۔ کہ ابتدا میں
جب تک انبیا علیہم السلام مبعوث نہیں ہوئے اور اُن پر آسمانی کتابیں نہیں آئی تھیں جنس
بشری میں دربارہ حق کچھ اختلاف نہ تھا جب انبیا مبعوث ہوئے اور اُن پر کتابیں آئیں تو
بنی آدم میں اختلاف کا ظہور ہوا۔ اور جو اجتماع و اتباع حق پر اون میں پہلے سے چلا آتا تھا وہ
جاتا رہا۔ گویا ان مفسرین کے نزدیک نزاع و خلاف جیسی رذیلت نے انبیا کی بعثت کے ساتھ
جنم لیا۔ اور انبیا اور کتابوں کا آنا فساد کی جڑ بنا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ کسی دیندار کی زبان
سے یہ بات نہیں نکل سکتی [1]

حق یہ ہے کہ فیہ کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے۔ اور تفصیلی مطلب آیت کا یہ ہے کہ جبکہ
انسانی اجتماع بمقتضائے فطرت نزاع و خلاف پر آمادہ تھا (خصوصاً ایسی حالت میں کہ افراد
اجتماع کو مطلق العنان چھوڑ دیا جاتا۔ کیونکہ جنس بشری کو بشری عقل اُس ربانی ہدایت و تعلیم سے
مستغنی نہ کر سکتی تھی۔ جو فلاح دارین کا راستہ دکھلائے۔ اور برائیاں چھوڑوا کر نیکیوں کا عامل
بنائے) اللہ تعالےٰ نے انبیاء و رسل مبعوث کئے۔ اور اپنی شریعت ان کے ذریعہ سے بنی آدم کو

---

[1] یہ اعتراض مفسرین پر اسی وقت ہو سکتا ہے۔ کہ اُنہوں نے وحدۃ امۃ سے وحدۃ فطرت مراد
[illegible] حالانکہ یہ بالکل نیا اور جداگانہ مسلک ہے۔ برخلاف اس مسلک کے اگر مان لیا جائے۔ کہ آیۂ زیر بحث میں
وحدۃ امۃ سے مراد وحدت ضلالت ہے۔ جیسا کہ اکثر مفسرین کا مسلک ہے۔ تو پھر یہ اعتراض باقی نہیں رہ سکتا۔
[illegible] اور چونکہ بعض مفسرین نے یہ مسلک بیان کیا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا اعتراض بھی اُن پر عاید نہیں
[illegible] یہ دوسری بات ہے کہ آیا وحدۃ ہدایت مراد لینا صحیح بھی ہے یا نہیں۔ قطع نظر اس کے
[illegible] حق کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے۔ مگر اس حق سے عام حق مراد نہ ہوگا۔ بلکہ وہی
[illegible] بیان پہلے بھی مسلک ابن العربی کا ہے اور قریب قریب ایسا ہی کشاف

پہونچائے۔ تاکہ انبیا علیہم السلام انسانی...
اُنہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ مگر جنس بشری ہے کہ اسی اختلاف میں ...
ونزاع کو نہیں چھوڑتی۔ جس سے اس کے اجتماع وتمدن میں خرابی پڑتی ہے اور خود اسکے ...
اندیشہ ہے انسان میں وہی اختلاف قائم ہے۔ بلکہ کچھ ترقی ہی کرتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ انبیا علیہم السلام
کی بعثت سے پہلے جنس بشری میں جو کچھ اختلاف تھا۔ وہ جلب منفعت اور توسیع شہوات کی بنا ...
ہر شخص کی خواہش وآرزو یہی ہوتی تھی کہ سارے فوائد خود سمیٹ لے۔ جتنی اسکی نفسانی خواہشیں ہیں
وہ سب پوری ہو جائیں اور کوئی مانع وسدّراہ نہ ہو۔ اُس وقت ان بھلے برے مقاصد ومطالب کے حاصل
کرنے کا ذریعہ ان کے پاس صرف قوت تھی یا حیلہ۔ زور سے کام لیتے تھے۔ یا مکر وفریب سے
اللہ تعالےٰ نے ان کے پاس اپنی کتابیں بھیجیں۔ تو اس شور اشوری اور اختلاف کے مٹانے کے لئے
لیکن ان ہوا وہوس کے بندوں نے ان کتابوں کو بھی اپنی انہیں اور ان جیسی خواہشوں کے پورا
کرنے کا ایک آلہ بنالیا۔ پہلے دو آلے تھے۔ اب تین ہو گئے۔ اور تیسرا آلہ ان دونوں آلوں
بڑھ گیا۔ یعنے ہر شخص اسی کتاب کے ذریعے سے جو جھگڑا چکانے کے لیے آئی تھی۔ دوسروں
اپنی خواہشیں منوانے لگا۔ ہر ایک نے یہ وتیرہ اختیار کرلیا۔ کہ کتاب کی کوئی ایک آیت یا صاحب
کی کوئی بات لے لے۔ اور باقی آیات وکلمات کی طرف سے دانستہ چشم پوشی کرکے ان کی
تاویل کرنی شروع کردے۔ جس سے اپنا مطلب پورا ہو جائے۔ اور دوسروں کو انگشت نمائی
خورده گیری اور منع ومزاحمت کی جرأت نہ رہے۔ اور جو جرأت کرے۔ کتاب وصاحب کتاب
کے حوالہ وسند سے اُسے خاموش کردیا جائے۔ اگرچہ وہ تاویل حقیقت اور واقعیت سے
بالکل دور ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کے معنے ایسے ہی کیوں نہ گھڑ لئے جائیں۔ جو نہ تو قائل کی مراد
اور نہ وہ اُن سے خوش ہو۔ یہ تاویل کرنے والے کتاب اور صاحب کتاب کے کلمات
مسمات پر عمل کرنے کا قصد نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی غرض اس سے صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی ...
نفسانی ہوس پوری ہو۔ اور شوکت وسطوت دوبالا۔ عام اس سے کہ احکام الٰہی کی خلاف
ہو۔ یا بجا آوری۔ کجروی اختیار کرنی پڑے یا صراط مستقیم۔ جب ایک گمراہ اسیر نفس ایک آیت
ایک اثر نبوی سے اپنی جا وبیجا غرضیں حاصل کر چکتا ہے۔ تو دوسرا چاہتا ہے ...
آیت اور ایک اثر میں تاویل کرکے حاصل کیا ہے۔ میں دوسری آیت ...
حاصل کروں۔ ...

[illegible] سے لڑائی شروع کرتا ہے۔ اور

[illegible] دین میں اختلاف و اضطراب پھیل جاتا ہے۔ اور سبب اختلاف وہی کتاب ہے جو ازالۂ اختلاف کے لئے نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ اس قسم کا خلاف و نزاع ایام [illegible] میں یہود و نصاریٰ وغیرہ قوموں میں ہوا۔ اور آج تک قائم ہے اور نہ صرف یہود و نصاریٰ بلکہ مسلمانوں میں بھی یہی ہوا ہے۔ تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ مسلمانوں میں باہم کتنے اور کیسی کیسی لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں لڑائیوں نے مسلمانوں کی کمریں توڑیں اور اُنکی قوت کو فنا و برباد کیا۔ باطل سے حمایت دین اور اعلائے دین اور لوگوں کو راہ حق پر لانے ہی کو بہانہ بنا کر باہم جھگڑے قائم کئے۔ اور مسلمانوں کے خون بہائے۔ اور بجائے خود حق و صواب کا دعوے کرتے رہے۔ حالانکہ وہ کاذب و خطاکار تھے جنہوں نے جو کچھ کیا جھوٹ کیا۔ اور جو کچھ کیا برا کیا۔ اور ہر گروہ دین و کتاب کے موافق نہ تھا۔ دین کا نام اور تائید کتاب کا دعوے صرف اس لئے درمیان میں لائے۔ اور لاتے رہے۔ کہ نفس کو خوش کرنے کی یہ ہی ایک تدبیر تھی۔ اور قابو پانے کا ایک وسیلہ۔ یہ تو وہ اختلاف تھا۔ جو بدنفسوں نے نفس پرستی کو ملحوظ رکھ کر اور کتاب اللہ کو ذریعۂ تفریق بنا کر پیدا کیا۔ اس کے سوا کتاب اللہ ہی سے اختلاف پیدا ہونے کا ایک باعث اور بھی ہے۔ وہ کتاب فہمی میں لوگوں کا مختلف الرائے ہونا ہے۔ ہر شخص جو کچھ سمجھتا ہے۔ اُسی کو سب کے لئے واجب الاعتقاد بناتا ہے۔ اور بسا اوقات جو کچھ وہ کہتا ہے۔ نیک نیتی سے ہی کہتا ہے۔ لیکن مخالف اپنے زعم میں اسے خطاکار اور اس کے فہم کو غلط سمجھ لیتا ہے۔ اور پھر دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی رائے کی پچ کرنے لگتا ہے نیک نیتی درمیاں سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور ہر ایک بغیر دلیل کی رعایت اور برہان پر غور و فکر کئے بغیر اپنے مسلک کی تائید و تقویت پر اُتر آتا ہے۔ اور یوں وہی کتاب جو رفع اختلاف کے لئے آئی تھی۔ سرچشمۂ اختلاف بن جاتی ہے۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر جنس بشری کو بعثت انبیاؑ اور نزول کتب سے کیا فائدہ ہوا؟ فائدہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ بلکہ نزاع و خلاف کا ایک نیا سبب اور نیا موضوع جو پہلے نہ تھا پیدا ہو گیا۔ کیا یہ بھی اللہ کا کچھ احسان ہے۔ کہ اس نے سوئے ہوئے فتنہ کو جگا دیا۔ اور انسانی [illegible] کو بھڑکا دیا۔ اور اُنکی بصیرت کی آنکھوں کو مزید اندھا کر دیا؟ اسی سوال یا شبہ کا اطلاق [illegible] نے [illegible] کیا۔ اور وجہ خطا بیان کی اور فرمایا۔ وما اختلف فیه .... الخ

[illegible] کہ انسان کی فطری قوتیں اس کو ایسے اعمال و اخلاق

کی طرف متوجہ ہونے کے لئے کافی نہیں ...

نے ضروری کر دیا تھا کہ عقل ہدایت کے فواتی قال ایک ہدایت اور

نے انبیا مبعوث کئے اور اپنی شریعتیں نازل کیں۔ اور اس خصوصیت سے نوع

اور چونکہ انبیاء وکتب شرعیہ سے استفادہ اسی وقت ممکن تھا کہ لوگ رسالت کو

اس لئے اللہ تعالے نے اپنے انبیا اور کتب کی عصمت پر استدلال کیا۔ اور حجتیں قائم کیں

بنی آدم کا پہلا فرض یہ ہوا۔ کہ انبیا کی رسالت وعصمت کی دلیلوں کے سمجھنے میں عقل و ذہن سے

کام لیں۔ اور جب وہ دلیلیں رسالت وعصمت کو منوا دیں" اور استعداد والوں کو ...

رہی ہیں" تو الہی شریعت پر قائم ہو جائیں اور اپنے کسی فعل وعمل میں احکام کتاب اللہ سے ...

تجاوز اور انحراف نہ کریں۔ اور یہ ایسی حالت میں ہو سکتا ہے۔ کہ تمام احکام اللہ کو من حیث المجموع

سمجھیں۔ نہ یہ کہ بعض احکام اور بعض آیات پر حسب خواہش اکتفا کریں۔ اور بعض یا باقی

چشم پوشی واغماض برتیں۔ اس کے بعد ان پر فرض ہے۔ یا یوں کہو کہ احکام شرعیہ پر عمل ...

ہو سکتا ہے۔ کہ جان لیں اور ٹھیک ٹھیک جان لیں کہ شریعت کے مقرر کرنے اور احکام

وضع کرنے میں کیا مصلحت اور کیا حکمت ہے۔ اس لئے کہ حکم وعمل کی حکمت سے غفلت

کرنا اور بے خبر رہنا۔ ان کے فوائد سے بے خبر رہنا ہے۔ اور فائدہ سے بے خبر ہونا حکم وعمل کی

حقیقت وروح سے مونہ پھیر لینا ہے۔ جن کے بغیر احکام واعمال کی تعمیل نہیں ہو سکتی ...

قاصر الفہم عوام اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ فرض ہے۔ ان خواص کا جنکو انبیا علیہم السلام

اپنی نیابت کا حق دے دیا ہو یعنے علما کا۔ اور درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کو کتاب دی گئی

یہی اوتوا الکتاب کا مصداق ہیں۔ اور اللہ تعالے نے ان کو اپنی کتاب اس لئے دی ہے

اس کے احکام کو قائم کریں اور دیکھتے رہیں کہ عوام ان پر چلتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہ چلتے ہوں اور

گمراہ ہونے لگیں۔ تو ان کو پھیر کر اسی صراط مستقیم پر لائیں۔ جو اللہ نے مقرر کی ہے۔ چونکہ

اسی قسم کے لوگ اوتوا الکتاب کا مصداق ہیں۔ اور یہی حقائق ومعارف کو سمجھتے ہیں اس لئے

خدا تعالے نے انہیں لوگوں کے حق میں فرمایا "من بعد ما جاءتہم البینات" اور ...

میں بھی علما کی نسبت ایسا ہی کہا۔ اور بینات سے مراد ہیں وہ دلائل جو انبیا ...

کی عصمت اور نزاع وخلاف سے اس کے پاک ہونے اور اس کو ...

کا وسیلہ ثابت کرتے ...

Marfat.com

Marfat.com

...اس کے بعض اجزاء اور بعض آیات کی طرف

...نے تمام اجزاء ایک دوسرے سے جوڑ کر سمجھنے چاہئیں۔ ادخلوا فی السلم کافۃ" نہ اسطرح

...کسی کو اختیار کیا اور کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ لیکن چونکہ ان لوگوں میں

...جو اوتوا الکتاب کا مصداق ہیں ایسا نہیں کیا۔ یعنے اسلام کامل میں داخل نہیں

... اور جمیع احکام و اعمال پر عمل نہیں کیا۔ بلکہ بعض احکام کو اختیار کیا اور بعض کو ترک۔ اسی

...تعالے نے وجہ بیان کی "بغیا بینہم" یعنے ان علما اور کتاب والوں میں یہ اختلاف خود نہیں

...بھی ضد اور افراتفری سے پڑا ہے۔ ایک نے کچھ سمجھا اور دوسرے نے کچھ۔ اور پھر دونوں

...اپنے رائے کی پچ کرنے لگ گئے۔ یا ایک نے بیجا ضد سے کام لیا۔ اور جھگڑا بڑھتا اور فتنہ

پھیلتا چلا گیا۔ حالانکہ اگر یہ لوگ درحقیقت کتاب اللہ کے متبع ہوتے۔ تو ان کا اختلاف بھی

...ق سے بدل جاتا۔ اس لئے کہ کتاب اللہ ان کو اتفاق و اجتماع کا حکم دیتی اور تحقیق واجب

...ی ہے۔ اس کی ہدایت ہے کہ ہر گونہ میل ہوا سے نفس کو پاک کرو۔ اگر اہل کتاب اور علما اس

علم کی پابندی کرتے۔ تو اختلاف نہ رہتا۔ ممکن تھا کہ مختلف الطبیعت ہونے کی وجہ سے ابتدا

...ان کی رائیں جدا جدا ہوتیں۔ مثلاً ایک اپنے قصور فہم کی وجہ سے اصل حقیقت تک نہ

پہنچتا اور ایک سطحی رائے قائم کرلیتا۔ دوسرا حقیقت کو پہنچتا۔ اور صحیح رائے قائم کرتا۔

...بیعت اثر کی بنا پر کچھ کہتا اور دوسرا اثر صحیح کی سند پر کچھ اور کہتا۔ اور یوں دونوں کی رائیں

...ہوتیں۔ لیکن جب دونوں خالی الذہن ہو کر احقاق حق کی نیت سے دلیل و سند پر نظر

...تو جو حق تھا اس پر پہنچ جاتے۔ اور جو اختلاف ان میں پیدا ہو گیا تھا۔ وہ اتباع کتاب سے

...لیکن علما نے اپنی اپنی برتری کے لئے بدترین خیال میں پڑ کر ایسا نہیں کیا۔ اور جہانتک

...اس اختلاف کو چمکایا۔

بعض اوقات آدمی کو عزت و ریاست کی امید یا ارباب ریاست کی جانب کا میلان یا ان کا

...دیگر نفسانی خواہشیں بھی احقاق حق سے باز رکھتی ہیں۔ اور دل میں جگہ پاکر صاحب رائے

...تی ہیں یہانتک کہ وہ باہمی تفرقہ اور عداوت کا باعث بن جاتا ہے۔ کبھی یہ مذکورہ بالا

... لوگوں کے سامنے آتے ہیں اور کبھی اس طرح چپکے سے دل میں اتر جاتے

... حالانکہ اللہ اور بندوں کے اُن حقوق کی پامالی کا سبب بنتے

... ان علما لوگوں کا جو کتاب الٰہی

Marfat.com

کی صلاحیت واستعداد نہیں رکھتے

کے مصداق علما کی گردن پر۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا

الذین اوتوہ من بعد ماجاءتہم البینات بغیا بینہم یعنی جبکہ رسولان مذہب

خاص عداوت وضد کی وجہ سے اس جرم عظیم و اختلاف کے مرتکب ہوئے ہوں

اللہ کی ہدایت میں جو امر حق پر لوگوں کو متفق کرنے اور اس کا نزاع مٹانے کے لئے نازل

کیونکر جائے گرفت ہوسکتی ہے۔ اور کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ انبیا کی بعثت اور آسمانی کتابوں کے

سے سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ کتاب اللہ سے فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا

لوگوں کا کام ہے۔ جو لوگ اس پر چلے اور جب تک چلے فائدہ اٹھاتے رہے۔ اور جب انہوں

نے حقیقی اتباع کو چھوڑ کر نام کا اتباع اختیار کیا۔ اور اپنی من مانی چلانے لگے۔ تو وہی اختلاف

نزاع ان میں عود کر آیا۔ جو پہلے تھا۔ بلکہ اس پر کچھ مستزاد ہی ہوا۔ چنانچہ مذہب وملت کی

تاریخ کو دیکھو معلوم ہوگا کہ ہر دین اپنے ابتدائی زمانہ میں بعیدوں کو قریب بناتا بکھرے ہوؤں کی

شکستگیوں کو جوڑتا اور نزاع وخلاف کے اسباب کو مٹاتا رہا اور بیگانوں میں ایسی اخوت

رہا ہے۔ جو حقیقی بھائیوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ کیا بھائی بھائی کی خاطر ایسا ایثار کرسکتا

جیسا کہ دیندار اپنے دینی بھائیوں کی خاطر کرتے رہے۔ اگرچہ ان کے پاس جو کچھ تھا۔ وہ

کیوں نہ تھا۔ کیا بھائی بھائی کی خاطر جان دینے کو یوں تیار ہوسکتا اور جان دے سکتا ہے

طرح کہ دینداروں نے اپنے دینی بھائیوں پر جانیں دیں۔ دین کی سچی شان یہی ہے۔ اور

پہلے تھا اب بھی ویسا ہی موجود ہے۔

یہی وہ الٰہی دین تھا اور ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نوع بشر کی ہدایت کے لئے

یہی وہ ہدایت تھی اور ہے جو خدائے تعالیٰ نے عقل وحواس کی ہدایت سے بالاتر

عطا کی۔ اس دین اور اس ہدایت سے بھی اگر وہ لوگ جن کو یہ ہدایت دی گئی۔ اور

دین کہلاتے ہیں ہدایت نہ پائیں اور تحریف وتاویل اور قال وقیل میں مبتلا ہیں

سے اس دین اور اس ہدایت پر کوئی عیب عائد ہوسکتا ہے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں

بلکہ یہی لوگ جن کو اللہ نے عقل دی۔ اور عقل کی مدد کے لئے اپنی شریعت

اس میں عقل سے کام نہیں لیتے۔ قابل مواخذہ وگرفت ہیں

میں عقل ہے۔ اور اللہ نے ان کو عقل

ہے۔ اور یہ لازم آتا ہے کہ فضل اللہ کی نعمت نہیں ہے کہنے والا
ان میں کیا کہہ سکتا ہے۔ بلکہ اللہ نے آنکھیں دیں کان عطا کئے۔ لیکن وہ نکما
ہے اور آنکھیں بند کر لی ہیں۔ ان سے کام نہیں لیتے اور راستہ نہیں پہچانتے۔ اپنے
کانوں سے نہیں بچاتے۔ اور گڑھے سے جو موجب ہلاکت ہو سکتا ہے۔ نہیں ہٹتے
ایک نگاہ اٹھا کر بھی دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھ لیں۔ تو تمام تر خطرات سے بے خوف
ہیں۔ ان کے کان میں ایسی آوازیں آتی ہیں جو عنقریب پیش آنے والے خطرات سے
ہی ہیں۔ لیکن وہ ان آوازوں پر نہ کان دھرتے ہیں اور نہ انکی پروا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ
بلا میں جا پڑتے ہیں۔ جس سے پھر چھٹکارہ نہیں ہو سکتا۔ کیا ان لوگوں کے ایسا کرنے سے
کان کی قدر و قیمت میں کچھ فرق آسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کوئی ایسا دعوے
نہ کر سکتا۔ اور جو کرے وہ احمق ہے۔ اور اسکی بات قابل التفات نہیں۔

آیۃ زیر بحث کا ابتدائی حصہ دین کی شان کو بلند کرتا ہے۔ اور ان سفیہوں کے طعن و اعتراض
کو رد کرتا ہے۔ جن کی آنکھوں کو سفاہت اور نادانی کے پردوں نے ڈھانپ لیا ہے۔ اور جن کو
ادراک معارف و حقائق تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ اگرچہ حق باواز بلند ان کو بلاتا ہے لیکن
کے کان میں صدائے باطل ہی پہنچتی ہے۔ اور آیت کا آخری حصہ مومنین کے مرتبہ کی بلندی
دیتا ہے۔ حیث قال اللہ تعالے ''فہدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من
باذنہ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم''

اذن سے مراد ہے تسہیل و توفیق اور الذین امنوا سے سچے مومن کسی دین و مذہب
کے ہوں یا خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے بہرحال مومنین سے مومنین
مراد ہوں یا مومنین عام۔ اللہ تعالے ان کی نسبت خبر دیتا ہے۔ کہ مومنین وہ لوگ ہیں۔ کہ
بابی حق میں اور لوگ مختلف ہوتے ہیں اور باہم جھگڑتے ہیں۔ وہ اس حق کی طرف ہدایت
اللہ اس واقعی اور حقیقی نقطہ پر پہنچتے ہیں۔ جس پر غیر مومن نہیں پہنچ سکتے۔ گر ان میں سے
سمجھتا ہے۔ کہ حق پر میں ہی ہوں۔ حالانکہ درحقیقت وہ حق سے یا تو اتنا ہی دور ہوتا ہے
جیسے یا حق سے کسی حد قریب ہوتا ہے۔ لیکن یہ قربت اتفاقی ہوتی ہے نہ ارادی
... کا خیال ان کے دل و دماغ میں سمایا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی نیتیں
... نہیں ہوتا۔ بلکہ نفسانی خواہشیں اور تنازع

وخصومت کا میلان جد ہو الو...

کے لوگوں کو حق سے بُعد ہو یا فی الجملہ قرب لیکن وہ جو ... ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر اتفاقاً بصیرت کے بغیر حق تک رسائی ہو بھی جائے ... نہیں کہتے اور نہیں کہہ سکتے۔ برخلاف اس کے ایمانِ صحیح کا نور عقل کو جلا دیتا ہے۔ اور شبہات کی گمراہ کن تاریکی میں بھی راستہ دکھاتا ہے۔ اور ہدایت کی آخری منزل تک ... کے لئے مستقل راہ بنتا ہے۔ اس لئے وہ ان تمام عوائق سے جن پر سالکانِ راہ ٹھوکر کھا... اور گر کر ضلالت و ہلاکت کے گڑھوں میں پہونچتے ہیں بچتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور جہاں اسے پہونچنا چاہیے وہیں جا پہنچتا ہے۔ ایمان صحیح مومن کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کوئی بات بھی پوری تحقیق اور دلیل کی کافی چھان بین کے بغیر اختیار کرلے۔ مومن بمقتضا... ایمان دیکھتا ہے کہ امر در پیش ہے۔ وہ یقینی اور واقعی طور پر دین میں یا دین کی مخالفت بغیر دنیا میں مفید و نفع رساں ہے بھی یا نہیں۔ اگر مفید و نفع رساں ہوتا ہے۔ تو اسے ا... کرتا ہے۔ ورنہ رد کر دیتا ہے۔ ایمان صحیح مومن کو خود اپنا آپ نگہبان بنا دیتا ہے۔ ... کوئی خطرہ اس کے دل میں آیا اور اس نے خود اس کو دفع کیا۔ اس کا خیال جب جاتا ... حق کی صورتوں کی طرف جاتا ہے۔ اس لئے جو اعتقاد کرتا اور رکھتا ہے۔ وہ واقع کے ... ہوتا ہے۔ اور جب تخیل سے کام لیتا ہے۔ واقع کی صورت اس کے سامنے آجاتی ہے۔ ... لئے توفیق الٰہی اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اور وہ بسہولت اُس حق و ہدایت کو پا... جس کے بارہ میں اور لوگ مختلف ہوتے اور جدا جدا راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مومن ... مطمئن اور فارغ البال ہوتا ہے۔ اور غیر مومن ہمیشہ مذبذب و مضطرب رہتے اور نزاع ... خصومت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ اللہ کی ہدایت سے منہ موڑتے ہیں۔ اس لئے ... توفیق سے محروم رہتے ہیں۔ عقل و دین جیسی نعمتوں کو ٹھکراتے اور کفران نعمت کے مر... ہیں۔ اس لئے اللہ کا عذاب ان پر مسلّط ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ... کی عقلیں شر کے غلبہ سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے سارے کام خراب۔ کیونکہ اللہ ... کے کاموں کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور اختلاف فی الدین سے بڑھ کر کوئی فسا... ... لئے تعالےٰ فرماتا ہے " ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً ... اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون " ...

... اللہ ین ولا تتفرقوا فیہ کبر علی المشرکین ما

... فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ہم فی شقاق

... اللہ وھو السمیع العلیم ۵ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ

... ان آیتوں سے اس شخص کے سوا اور کوئی اعتراض نہیں کرسکتا جو اللہ سے واسطہ

... رکھتا ہو۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیم۔

آیۂ زیر بحث میں ہم نے یہ تاویل اختیار کی ہے۔ رہا ابو مسلم اصفہانی اور قاضی ابوبکر کا وہ مسلک جس کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں " یعنے پہلے سارے آدمی سنت فطرت اور قانون عقلیہ کے رو سے ایک اور ایکساں تھے۔ فطرت وعقل ہی کی ہدایت کے موافق ان کے اعتقاد تھے۔ وہ جو کچھ کرتے اور جو کچھ چھوڑتے تھے وہ بھی عقل و فطرت ہی کے ایما سے کرتے اور چھوڑتے تھے۔ اسی اتحادی حیثیت کے بعد انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کتابیں نازل کیں۔ کیونکہ فبعث اللہ کی ف تعقیب کو واجب کرتی ہے۔ یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت امت تمام الٰہی شریعتوں سے مقدم تھی۔ اور کھرا کھوٹا پرکھنے کی کوئی کسوٹی عقل کے سوا نہ تھی۔ ذیل میں ہم اس مسلک کی تفصیل کرتے ہیں۔

گذشتہ امتوں کی جو خبریں ہم تک پہونچی ہیں اور جو ان کے رہے سہے آثار ہم نے پائے ہیں نیز جو حالات کہ بعض قوموں کے اس وقت دیکھ رہے ہیں وہ اس امر پر بہترین اور ناقابل شک شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی عنایتیں جیسی افراد بشری پر ہوتی اور اس کے انعام رفتہ رفتہ پہنچتے ہیں۔ اسی طرح بشری جمعیت پر بھی اس کی عنایتیں ہوئیں اور اس کے بے حد و شمار عنایات تدریجی طریق پر امۃ الناس کو پہنچے۔ دیکھو آدمی پہلے پہل کمزور و فاقد العلم پیدا ہوتا ہے کسی بھی امر سے جبر نہیں ہوتی کما قال اللہ تعالےٰ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون " پھر وہی بے توان توانائی پہنچاتا۔ اور ضعف کی جگہ قوت پاتا ہے۔ یعنے ماں باپ اس ضعف البنیان لقمۂ اجل کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس ضعیف کو قوت پہونچاتے ہیں۔ ایسے حوادث وبلیات سے بچاتے ہیں جو اس کی موت کا سبب ہوسکیں۔ بتاتے ہیں کہ کس طرح سننا اور کیونکر دیکھنا چاہئے۔ اگر آنکھ میں کچھ آ پڑے تو کیسے ان کو اس سے بچائے۔ یہاں تک کہ بچہ اس سن کو پہنچ جاتا ہے کہ جس میں ان کو قوت عقلیہ سے کام لینے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ جو ابھی تک کام کرنے

کی لائق نہیں ہوتی کی بدولت جب ...
ماضیہ کو سوچ سکتا ہے۔ اور موجودہ میں ...
نیا طریقہ قبل از وقت معلوم ہونے لگتا ہے۔ جب اُسے آئندہ ...
قابل ہوتی ہے۔ کہ شخصی حالات میں فکر و توجہ سے کام لے سکے۔ قولے مدرکہ اپنے کمال ...
ہوتے ہیں۔ اسی وقت یا اسی سن کو سن رُشد کہتے ہیں۔

بچپن کے زمانہ میں اپنی ناقص اور ناتمام قوتوں سے بشری اجتماع کی حقیقت اور ...
کے وہ روحانی و معنوی روابط و تعلقات جن کے بغیر اجتماع کا قوام و قیام نہیں ہو سکتا ...
سمجھ سکتا۔ اور نہ اس میں یہ طاقت ہوتی ہے۔ کہ محسوسات کے پردوں کو پھاڑ کر معرفت خدا ...
جل جلالہ، تک پہنچ سکے۔ اور اس کے قلب و عقل پر نور الہی کا پرتو پڑ سکے۔ بچہ کی ہمت بچپن ...
میں ان تمام باتوں سے بالکل دور رہتی ہے۔ اور اسکی تمام تر طاقت تغذیۂ بدن اور قوا ...
کی ریاضت کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ ان باتوں کے سوا اور کسی امر سے اسکو سروکار نہیں ...
ہوتا۔ اور اگر احیاناً مذکورہ بالا معانی و تجلیات کا اس کے سامنے کچھ ذکر کیا جائے تو ...
کے ذہن میں ان کی ایسی خیالی صورتیں آتی ہیں۔ جو بہ نسبت حق و حقیقت کے باطل ...
قریب ہوتی ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں۔ جن کو ہر وہ شخص نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے ...
کہ کوئی بچہ پیدا ہوا اور بچپن سے لڑکپن کو پہنچا۔ پھر خود شناس بنا اور آخر میں ایک ...
ہو گیا۔ اس لئے اس بحث کو طول دینے کی حاجت نہیں ہے۔

اسی قاعدہ و قانون کے موافق عنایت الٰہیہ نے اجتماع بشری کو نقصان سے کمال ...
درجہ پر پہونچایا۔ اس لئے کہ جب اللہ نے انسان کو پیدا کیا۔ تو ایسا پیدا کیا کہ زمانہ ...
تک اپنے جیسوں کی ایک جماعت میں زندہ رہے۔ اسی جماعت کا نام امت ہے۔ اگر ...
اس جماعت کو اجتماع عظیم کی بنیاد کہہ لو۔ اور اس کی ہر ایک فرد کو اس بنیاد کا ایک ...
پھر جیسے کہ ہر ایک فرد قاصر القوی اور ضعیف الاعضا پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ہی انسان ...
ابتدائی جمعیت بھی ایک قسم کی سادگی ساتھ لے کر وجود میں آئی۔ اسکی طاقت سے ...
تھا کہ امور رفیع و معانی بلند تک اُن کی رسائی کا ہاتھ پہنچ سکے۔ جیسا کہ بیان ...
تربیت کرنے والے اور اُن کی قوتوں کو بڑھانے والے تو ...
والدین یا وہ والدین کے تمام ...

[illegible] اور زمانہ کے حوادثات ہوتے ہیں۔ یعنے حاجتیں اور ضرورتیں پیش
[illegible] واقعات اجتماع بشری کو طرح طرح سے ادب دیتے ہیں۔ لیکن بشری اجتماع کو اس
[illegible] اپنے بدنی حاجات پورا کرنے اور اپنی جسمانی محافظت کے سوا اور کچھ خیال ہی نہیں
[illegible] اور درحقیقت اس دور میں اس کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہوتا۔ کہ جسمانی ضرورتیں پوری کر
[illegible] کچھ بچ سکے۔ اور اجتماع انسانی کسی دوسری طرف بھی متوجہ ہوسکے۔ جیسے کہ بچوں کو بچپن میں
[illegible] پینے اور جسمانی تربیت کے سوا نہ اور کچھ کام ہوتا ہے۔ نہ اُنکا وقت۔ انسانی صنعت
[illegible] کے ابتدائی اور اس کے دور ترقی کے جو آثار تحقیق و دریافت ہوئے ہیں۔ اور جن کو
[illegible] موجودہ حالات سے گویا کچھ نسبت ہی نہیں ہے۔ بزبان حال بتا رہے ہیں کہ بشر و بشری
اجتماع ابتدائی حال میں ایسے ہی قاصر القویٰ تھے۔ جیسے کہ نوزائیدہ بچہ ہوتا ہے۔ چنانچہ
اجتماع و تمدن کے بعض دوروں میں لوہے تانبے وغیرہ سے آلات مدافعت بنانا نہیں جانتے
تھے۔ اور پتھر سے موٹے بھدے آلات بنا کر انہیں کو مدافعت کے کام میں لاتے تھے پھر ترقی
[illegible] کے تانبا استعمال کرنے لگے۔ اور جب اس حد سے بھی کچھ آگے بڑھے۔ تو لوہے کا استعمال
سیکھا غرضکہ صنعتوں کے ہر باب میں انسان نے یونہی تدریجی ترقی کی۔ خط و کتابت جو آج
[illegible] پیمانہ پر ہے۔ ابتدا میں اس کا آغاز مسماری خط سے ہوا جسکے رہے سہے آثار دیکھ کر ہنسی آتی
ہے۔ ان تمام حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماع کی ترقی میں بھی اللہ کی وہی سنت ہے۔ جو
[illegible] میں دیکھی جاتی ہے۔ یعنے تدریجی ترقی ہوئی۔ اور اجتماع ضعف سے قوت کو اور
[illegible] نقصان سے کمال کو پہونچا ہے۔

[illegible] انسان اپنے ضعف و نقصان کے دور میں حسّ و محسوس میں ڈوبا رہا۔ جب ان سے کچھ
[illegible] کارا ہوا۔ تو وہم کے ہاتھ میں پڑا جو بالکل سراب کا حکم رکھتا ہے۔ آدمی اسکو سمجھتا ہے کہ کچھ
ہے لیکن درحقیقت ہوتا کچھ بھی نہیں۔ جب آدمی نے دیکھا کہ اس کے بھائی اور ساتھ رہنے
[illegible] مرتے ہیں۔ اور موت کی حالت کو عجیب پا کر اس کی حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ تو محسوسات
[illegible] پر اس نے خیال کیا۔ کہ مرنے والا اس کے پاس سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور غائب
[illegible] کوئی ناخوشی ہوتی ہے۔ اسی خیال کی بنا پر لوگ سمجھنے لگے کہ مرنے والا اپنے
[illegible] ناخوش پاتا ہے۔ اس لئے وقتاً فوقتاً ایسے کام کرتا رہتا ہے
[illegible] اور [illegible] میں عداوت پیدا کر دیتی ہے۔

اور چونکہ مرنے والا [illegible] ناخوشی [illegible]
یہی خیال آگے بڑھ کر یہ اعتقاد بن گیا کہ مُردوں کی روحیں بھی منجملہ [illegible]
چیزوں کی ہیں۔ اسی لئے اس اعتقاد کے زمانہ میں لوگ بزعم خود ایسے کام کرتے تھے [illegible]
روحوں کے راضی ہو جانے کا گمان ہوتا۔ مُردوں کا نام لیتے ہوئے بھی انہیں ڈر معلوم ہو[illegible]
اگر بادل گرجتا۔ یا بجلی چمکتی یا مینہ برستا یا پرزور آندھیاں آتیں تو واہمہ ان کی نگاہوں کے
سامنے مرنے والوں کی خیالی تصویریں پیش کر دیتا اور انہیں نظر آتا کہ یہ سب کچھ مرنے والے
ہی کر رہے ہیں۔ اور یونہی واہمہ بڑھتے بڑھتے ان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتا۔ اور طرح طرح
کی شبیہیں انکو کام کرتے دکھائی دینے لگتیں۔ یہی حال اُنکے اعتقادات کا نباتات و حیوانات
کے بارہ میں تھا۔ جہاں انہوں نے کسی درخت یا کسی حیوان میں کوئی نفع نقصان کی عجیب شان
دیکھی فوراً اس کی تعظیم کرنے لگ گئے۔ اور یقین کر لیا۔ کہ اُس میں ان سے زیادہ قدرت ہے
اور اُس کا ارادہ ان کے ارادہ سے بڑھا ہوا ہے۔

مدتوں آدمی ایسا ہی کرتا رہا۔ اور تجربہ رفتہ رفتہ اس کی ان خطاؤں سے پردہ [illegible]
رہا۔ جو انہوں نے وہم کی ایما و اشارہ سے کی تھیں۔ اور نئے نئے پیش آنے والے حوادثات
واقعات انہیں ایسی باتیں بتاتے رہے۔ جنہیں وہ اب تک نہیں جانتے تھے۔ یہانتک کہ [illegible]
نے اپنے اجتماع کے بہت سے اصولوں کو سمجھ لیا۔ اور کچھ نہ کچھ اپنی معنوی ہستی کے ارکان
کو پا گئے۔ پھر رفتہ رفتہ استعداد کی اس حد پر پہنچ گئے جہاں ظاہری حیثیت سے سمجھی ہوئی [illegible]
کی اصل حقیقت کو سمجھ سکیں۔ اور عالم جسمانی سے بڑھ کر اس عالم روحانی میں قدم رکھ سکیں
جس کا راستہ نامعلوم حیثیت سے طے کرتے تھے۔ یہی وہ منزل یا وہ وقت تھا جس میں سارا
سامان مہیا ہو گئے تھے کہ انسانی اجتماع بچپن کے دور سے نکل کر سن رشد کی پہلی منزل [illegible]
داخل ہو جائے۔ اسی لئے اس میں نبوت کا ظہور ہوا۔ جس نے ان کو اس نئے دور کی
کی طرف صحیح صحیح ہدایت کی۔ یہی اجتماع کا وہ دور تھا۔ جس کے نظام کا قانون خود خدا نے
اور اپنے اور اس کے درمیان کے تعلقات کی توضیح فرمائی۔ اس لئے کہ وہ قانون [illegible]
ایسے نہ تھے جنکی تہ کو انسانی عقل اور بشری علوم کما حقہ پہنچ سکتی [illegible]
ان کے نارسا فہم کی رسائی وہاں [illegible] نہیں ہو سکی [illegible]
[illegible]

...س ... کے پیچھے پیچھے چلتی تھی۔ اس لئے کہ ظہور نبوت اور قبول نبوت کا ... ہے کہ جس تک نوع انسانی کی رسائی بہت سی تدریجی منزلیں طے کرنے کے بغیر نہیں ... اس لئے کہ یہ انسانی کمال یعنے نبوت انسانی ترقی کی طولانی راہ میں ایک دور کی منزل

...نبوت کے ظہور اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی قبولیت کا زمانہ اس وقت سے شروع ...تا ہے۔ جبکہ بشری اجتماع کی عقول نے قوت و اختیار کی پہلی منزل میں قدم ہی رکھا ہو۔ اور ...نسانی نفوس کی وہ قوت جس سے آدمی اپنے منافع حاصل کرتے۔ اور مضار کو دفع کرتے ہیں ...س حد تک بڑھ گئی ہو کہ اندیشہ ہو کہ کہیں اس کی محض زوری آدمی کو ہلاکت کے گڑھے کیطرف ...کھینچ لے جائے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ شہوت و خواہش کا میدان وسیع ہو۔ اسوقت ...بشری جمعیت کو اپنے کل یا بعض افراد سے وہی خوف ہوتا ہے۔ جو زور شباب سے فرد واحد کو ...پس جیسے اللہ کی یہ حکمت ہے کہ قوائے شباب کے بروے کار آتے ہی وہ افراد انسانی کو عقل ...دیتا ہے تاکہ جب شہوت و خواہش بڑھ کر اور مرغوبات کر فراہم کرنے کی ترنگ دل میں ...پیدا ہو کر آدمی کو راہ سے بے راہ چلنے پر آمادہ کرے تو عقل اسے روکے تھامے ویسے ہی اس نے بشری ...اجتماع کو بھی ہلاکت سے بچانے کے لئے جبکہ افراد اجتماع کے معارف و علوم مذکورہ بالا حد ...پہنچ گئے۔ انبیاء مبعوث کئے۔ اور ایک نئی ہدایت بھیجی۔ اور نبوت و انبیا کی ایسی دلیلوں ...تائید کی۔ جن کے سمجھنے کی طاقت عقول بشری پیدا کر چکی ہوں۔ انہیں دلائل کو آیات ...ت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ آیات بینات جن کو انبیاء علیہم السلام اپنے زمانہ اور اپنی قوموں ...اختلاف کے موافق لے کر آئے۔ ہر قوم کی نفسی و عقلی حالت کے مناسب تھیں۔ گویا انبیاء ...اپنی قوموں میں ایسے ہی تھے۔ جیسے کہ سر بدن۔ یعنے جیسے ضعف و قوت کے لحاظ سے ...حالت بدن کی ہوتی ہے۔ اسی کے مناسب سر میں خیال آتے ہیں۔ ویسے ہی جو حالت جس ...کی تھی۔ اوس قوم کے انبیائے بھی ان کو ویسے ہی کام کرنے کی ہدایت کی۔ معہذا تمام انبیاء ...اپنی قوموں کے سامنے خیر کا اظہار کیا۔ اور خیر کرنے والوں کو نیک و بد کی بشارت ...اس قوم کو سمجھائے۔ اور ان پر چلنے سے منع کیا۔ اور برائی کرنے والوں کو انجام کی

... ہوتی ہے اور تغیر کے اسباب

بھی مختلف۔ اس لئے ایک قوم دوسری [illegible]
کا مدار ہوتا ہے۔ نبوت کی قربت پر یعنے جس قوم کو کہ نبوت سے قرب [illegible]
نبوت کا ظہور ہوا وہ افضل ہوتی ہے۔ اس قوم سے جس میں نبوت کا ظہور نہیں ہوا [illegible]
زمانہ ظہور نبوت سے دور ہو گیا ہے۔ اور وہ قوم جس نے نبوت کو پایا۔ اس قابل ہوتی ہے
کہ بعد میں آنے والی قوم اس کا اقتدار کرے۔ اسکو اپنا امام بنائے اور خود مقتدی بنے
سنۃ اللہ فی الخلق لیکن قومیں ایسا نہیں کرتیں۔ اسی لئے ان میں اختلاف جگہ پاتا ہے
اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی ہونے لگتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبوت کا دور انسانی
خیر وسعادت اور ہدایت وارشاد کا دور ہوتا ہے جو لوگ نور نبوت سے ہدایت پاتے ہیں ان میں
رشتہ اخوت قائم ہو جاتا ہے۔ اور سارے سابقہ نزاع وخلاف اُٹھ جاتے ہیں۔ ان کے
اعمال درست اور انکی عادت راست روی ہوتی ہے۔ اپنی تکمیل کے ساتھ ساتھ وہ دوسروں کو
بھی اپنے ہی جیسا کامل بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جس نور سے خود مستفید ہوتے
ہیں۔ اسی کا پرتو دوسروں پر ڈال کر انکے دل ودماغ کو نورانی بناتے ہیں۔ پھر ایک مدت
تک ان کا یہی حال رہتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدائت وشریعت پر وہ قائم
ہیں۔ اور اپنے نفوس وعقول کو اُن حدوں کے اندر اندر رکھتے ہیں۔ جو اللہ نے ان کے لئے
مقرر کی ہوں۔ اعمال وعقائد کے اسرار سمجھتے اور روحِ دعوت کو پکڑے رہتے ہیں۔ اگر
ان میں سے کوئی شاہراہ ہدایت سے اِدہر اُدھر ہوتا ہے۔ تو ہر ایک اُس کو راستہ پر لانے کی
کوشش کرتا ہے۔ اور جب تک راہ پر نہ لے آئے اُسے چین نہیں پڑتا۔ یہی معنے ہیں
تعالےٰ کے اس قول کے کہ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتٰب
بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔

ظہور نبوت تک انسان شاہراہ ترقی میں ایک یا متعدد منزلیں طے کرنے کے بعد
ہدایت میں قدم رکھتا ہے۔ اور اس منزل کو طے کرنے کے بعد ایک دوسری منزل اس کے
سامنے آتی ہے۔ لیکن اس منزل کی حالت خلاف توقع ولغزش کن اور ناپسندیدہ ہوتی ہے
اس لئے کہ جب عہد نبوت کو زمانہ گذر جاتا ہے۔ اور لوگوں کو اس سے [illegible]
جاتا ہے۔ تو ان کے دل سخت اور نفس [illegible] ہو جاتے ہیں
دعوت انبیاء کی حقیقت [illegible]

[illegible] وھوشیار

[illegible] ہے [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] ۹ اور [illegible]

[illegible] اشرف المخلوقات

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے اور [illegible]

[illegible] ساری مخلوق صبغة الله

[illegible] اور کسی کو کسی پر ترجیح نہیں

[illegible] ہے کہ آدمی اشرف المخلوقات [illegible]

Marfat.com

[illegible] اجتماع پر [illegible] سے راستہ پر آنے کی طرف مائل
[illegible] دینیہ کو ایسے مواقع پر استعمال کرنے لگتے ہیں۔ جو دین کی
[illegible] اور اس کے حقیقی اثر کو محو و ناپید کر دیتے ہیں۔ یوں تمام اجتماع میں ایک
[illegible] جاتی ہے۔ اور اضطراب و اختلاف کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ اور وہی چیز جو پہلے
[illegible] سعادت کا باعث ہوتی ہے۔ تباہی و شقاوت کا موجب ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس وقت
[illegible] علماء کے دل و دماغ میں ریاست و حکومت کی ہوس سما چکی۔ اور گمراہ کن سیاست اُن
[illegible] قابو پا چکی ہوتی ہے۔ اور اس دور کے علما کا حال خدائے تعالے نے یوں بیان کیا ہے۔ وما
اختلف الا الذین اوتوہ من بعد ماجاءتھم البینات بغیاً بینھم

یہ انسانی جمعیت کا تیسرا دور اور تیسری منزل ہے۔ جس میں اُسے جب تک اللہ چاہتا
ہے۔ چلنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی بداعمالی کا مزہ چکھ لے۔ اور نزاع و خلاف کے انجام
[illegible] الفت و التیام کے فوائد دیدۂ بصیرت کے سامنے متشکل ہو کر پھرنے لگیں۔ اور ضرورتیں
اس کو پھر انہیں باتوں کی طرف متوجہ کر دیں۔ جن سے وہ اب تک اغماض یا خلاف کرتا رہا تھا
[illegible] حالت کو پہونچنے کے بعد آدمی اپنے رسوم و عادات بد کے چھوڑنے اور مٹانے اور ردی ملکات
[illegible] اعتقادات سے نفس و قلب کو پاک و صاف کرنے لگتا ہے۔ جس سے پھر وہی آفتاب
[illegible] اس پر جلوہ افگن ہوتا ہے۔ اور گمراہ راہ پر آجاتا ہے۔ نفس مطمئن ہوتے ہیں اور حاکم و محکوم
[illegible] و لے علے السویہ برابر۔ کتاب اللہ پر عمل ہونے لگتا ہے۔ اور تاویل صحیح اور مفہوم حقیقی
[illegible] جمع و متفق ہو جاتے ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے آیہ ذیل کا۔ "فھدی الذین
[illegible] لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ

مذکورہ بالا ادوار زندگی اجتماع بشری کو ضرورۃً دیکھنے اور طے کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں
[illegible] کہ وہ کمال کو پہونچ جائے۔ اور سارے نشیب و فراز اسکی نظر سے نکل جائیں یہ ہے ابو مسلم
ابوبکر کے مسلک کی تفصیل اور یہ تاویل ہمارے مختار مسلک سے بھی خلاف و بعید نہیں
[illegible] ابو البشر آدم علیہ السلام کی رسالت سے اس مسلک و تاویل پر کوئی اہم اعتراض
[illegible] مذاہب کی رو سے جنہیں ہم ابتدا میں بیان کر چکے ہیں اور جنہیں سے
[illegible] پہلے سارے آدمی حق پر متفق تھے۔ اور پھر انبیا کی بعثت سے ان میں اختلاف
[illegible] الناس میں ناس سے آدم علیہ السلام مراد ہیں۔

اس لئے کہ ... 

لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ صحیح طور پر معلوم ... 

لوگوں کی طرف تھی۔ اور جب یہ تحقیقی طور پر معلوم نہیں تو جائز ہے کہ ...

ان کے ایک یا چند بیٹوں کی طرف ہو۔ اور ایسے امور کے متعلق جو اس وقت کی ...

ابتدائی حالت کے مناسب و موزون ہوں۔ پھر وہ لوگ اس رسالت کو بھول گئے ہوں

جنہیں پہونچی ہو۔ اور جن کو نہ پہونچی ہو وہ اس سے جاہل رہے ہوں۔ اور پھر یہ نسیان و جہل

اسی اختلاف کا موجب ہوئے ہوں۔ جو دور نبوت کے بعد ظاہر ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ

بیان کر چکے۔

اس کے علاوہ آیہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء کی تاویل و تفسیر

میں ابن عباس اور چند دیگر جلیل القدر بزرگوں کی رائے یہ بھی ہے۔ کہ آدم علیہ السلام سے

پہلے زمین آباد تھی۔ اور ایسی مخلوق رہتی تھی جو بنی آدم ہی کے سے کام کرتی تھی۔ اس مسلک

کی بنا پر شیخین کے مسلک کے ماننے والے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں آدم اور اسکی اولاد کی ...

ایسی ہی ہے۔ جیسے کہ نوح اور انکی اولاد کی۔ یعنے دنیا پہلے سے آدم صفت اقوام سے آباد چلی

آتی تھی۔ پھر وہ قومیں فنا ہو گئیں اور آدم اور اولاد آدم انکی جانشین ہوئی۔ جیسے کہ ایک

قوم فنا ہوتی ہے۔ اور دوسری اسکی جگہ لیتی ہے۔ اور یہ دستور ہے۔ کہ فنا ہونے والی قوم کچھ

نہ کچھ آثار اپنے پیچھے ایسے چھوڑ جاتی ہے کہ باقی رہنے والی ان میں غور و فکر کرتی ہے ...

عبرت پکڑتی ہے۔ اور یہی عبرت اس کی ترقی و کمال کا موجب بنتی ہے۔ پس ممکن ہے

آدم سے پہلے جو قوم آباد تھی۔ وہ سب ایک رنگ اور ایک مشرب کی ہو۔ یعنے سب کی ...

موجبات ہلاکت پر عامل ہو۔ اور اسی لئے فنا ہوئی ہو۔ اور آدم علیہ السلام بشیر و نذیر ہو کر آئے

ہوں۔ تاکہ اب جو اختلاف پیش آئے اسے مٹائیں۔ اور لوگوں کو سعادت کا راستہ دکھائیں

اگرچہ یقینیات کے انکار کر جانے کی حالت میں شیخین کے مسلک پر اور بھی متعدد ...

ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ سب عقلاء و علماء دین کے نزدیک یا در ہوا ہونے سے زیادہ ...

نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ دین اسلام نے کوئی ایسی خاص تاریخ مقرر نہیں کی ہے ...

نوع انسانی کا وجود نہ ہونا پایا جائے۔ اس صورت میں علمائے دین جو کچھ ...

قائم کریں۔ وہ اس کے قائم کرنے میں آزاد ہیں ...

Marfat.com

...ی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ ام حسبتم

ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا

حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب (۱۹۸) ترجمہ کیا

تم جنت میں داخل ہو جاؤگے اور حال یہ ہے کہ ابھی تم کو ان لوگوں کے حالات پیش نہیں آئے ہیں جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ کہ انکو سختی و تکلیف پہنچی اور جھڑ جھڑا دئیے گئے۔ یہانتک کہ رسول کہنے لگا۔ اور وہ لوگ بھی جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے۔ کہ اللہ کی مدد کب آئیگی۔ خبردار، "سن لو" اللہ کی مدد قریب ہے۔

تفسیر۔ پہلے خدائے تعالےٰ نے حکم دیا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ تم سب آپسمیں صلح و اتفاق رکھو اور پھر خصومت و نزاع کی وجہ بتائی اور اسی نزاع و خصومت پر بعثت انبیاء علیہم السلام کے مترتب ہونے کی خبر دی۔ اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے الٰہی شریعت کے ذریعہ سے لوگوں کا باہمی اختلاف مٹایا۔ اور پھر جب بعثت کا زمانہ گزر گیا۔ اور لوگ عہد نبوت سے دور جا پڑے۔ تو نسیان شریعت اور ہوا و ہوس کے غلبہ سے پھر ایک طوفان بپا ہو گیا۔ اور اسی کتاب کو جو صلاح دارین کے قانون لے کر آئی تھی داعیہ داران علم و دین نے تفرقہ و خصومت کا آلہ بنا لیا۔ اور من مانی تاویل کر کے اپنی خواہشیں پوری کرنے لگ گئے۔ لیکن پھر جب فساد و خرابی حد کو پہونچ گئی۔ اور لوگوں کو اپنی بداعمالی کا احساس ہوا۔ تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض و معروض شروع کی اور ہدایت کی طرف رجوع لائے۔ اس لئے توفیق ربانی ان کے شامل حال ہوئی۔ اور انہوں نے ہدایت پائی۔ جو جھگڑے ان کے باہم پڑے ہوئے تھے۔ وہ سب رفع دفع ہو گئے۔ لیکن جب ان نیک بندوں نے حق کی تلاش شروع کی تو گمراہ و مخالف حق ان کے دشمن بن گئے۔ اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ اور انہوں نے حق کی محبت میں سب کچھ برداشت کیا۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد پھر انہیں لوگوں کو خطاب کیا۔ جنکو پہلے حکم دیا تھا کہ ادخلوا فی السلم کافۃ اور فرمایا اے مسلمانو! تم بھی انہیں لوگوں کی طرح ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کرو گے جو ایمان اور حق و ہدایت کی خاطر تم سے پہلے دشمنان حق کے ہاتھوں سے اٹھا چکے ہیں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ تمہیں یونہی جنت مل جائیگی۔ "ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل

...متعلق مختلف روایتیں بیان کی ہیں بعض کا

بیان ہے ... رسول اللہ ...

ہی ابتدا میں آپ کو اور ان مومنین کو ...

و منال مشرکین کے ہاتھ میں چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ... ایک طرف ...

اور دوسری طرف یہود عداوت پر کمربستہ ہو کر ایذا رسانی کرنی میں کچھ کسر نہ چھوڑ رہے تھے۔ منافق ...

دیتے تھے۔ اللہ تعالے نے اس وقت مسلمانوں کو ڈھارس بندھانے کے لئے یہ آیت نازل ...

اور آگاہ کیا کہ جنت اسی طرح حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کہ تم رضائے خداوندی میں جان ...

کا نقصان اٹھا کر اور طرح طرح کی ایذائیں سہہ کر حاصل کر رہے ہو۔ تنگدل نہ ہو۔ اور جو کچھ ...

صادقانہ و مردانہ وار برداشت کرو۔ تم جو آزردہ خاطر ہوتے ہو تو کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اگلو ...

سی تکلیفیں سہے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگر تم نے یہ سمجھا تو غلط سمجھا۔ جنت مصائب

و آلام برداشت کرنے ہی سے ملتی ہے۔

اکثر کا بیان ہے کہ آیت غزوہ احد میں نازل ہوئی جس میں مشرکین مسلمانوں پر غالب ...

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان پیشین دشمنوں کے پتھر سے ٹوٹ گئے۔ اور ...

ہو گیا تھا۔

اور بہت سے لوگوں کا قول ہے کہ غزوہ خندق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین اور اہل کتاب

دونوں نے مل کر مسلمانوں اور اسلام کو نیست و نابود کر دینے کا بیڑا اٹھا کر جنگ ...

تھی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو سخت ترین تکالیف کا سامنا ہوا۔ ایک طرف دشمن ...

طرف جاڑا اور بھوک دم نکال رہی تھی۔ اور ان سب سے بڑھ کر منافق جو ابھی تک اپنے

کو مسلمان کہتے تھے۔ مسلمانوں سے ٹوٹ کر مشرکین و اہل کتاب کے ساتھ جا ملے تھے۔ مگر ...

بھی مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری اور ان کے ایمان و یقین میں کچھ فرق نہ آیا۔ ان ہی مسلمانوں

کو خطاب کر کے اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اگلے مومنین صادق ...

تکلیف و ایذا اٹھائے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگرچہ تم نے تکلیف ضرور اٹھائی

دشمنان دین کے جور و ستم سہے ہیں۔ لیکن ابھی تم کو ایسی تکلیف اور ایسا جان و مال کا

اٹھانا پڑا ہے۔ جیسا کہ تم سے پہلے دیگر انبیاء و صلحا اٹھا چکے ہیں۔

خباب بن الارث سے روایت ہے کہ جب ہم مسلمانوں ...

... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت ...

Marfat.com

... اور ... کو اذان میں توپ کے ...
... گیا۔ اور وہ دو پارہ کاٹے گئے ان کا گوشت اُستروں سے کاٹا۔ اور
... سے ... گیا۔ مگر پھر بھی ان کی ثابت قدمی میں فرق نہ آیا۔ اور یہ ایذائیں بھی انکو دین ...
... نہ کر سکیں۔ اللہ کی نصرت بیشک آئیگی۔ لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

شان نزول کی مذکورہ بالا ہر سہ روایات میں سے اگر کوئی صحیح ہے۔ تو وہ ضرور ایک ہے
... ایک ہی ہونی چاہئے اور اب یہ فیصلہ کرنا کم از کم دشوار ضرور ہے کہ ان تینوں مواقع میں سے
... سے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن آیت کا سیاق ایسا عام واقع ہوا ہے کہ تینوں روایتوں
... ان جیسے اور واقعات کو بھی شامل ہو سکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ آیت کن اور کیسے لوگوں کے
حق میں نازل ہوئی یہ ظاہر ہے۔ کہ عہد نبوت کے بہترین مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جنکو
مذکورہ بالا روایات میں مذکور یا ان کے مانند واقعات پیش آئے اور انہوں نے صبر و استقلال سے
ان کو برداشت کیا۔ اب ذرا سوچو کہ وہ مسلمان کیسے مسلمان تھے وہ وہی مسلمان تھے۔ جن کی
... پر آج سچے مسلمانوں کا بھی ایمان ہے اور نام کے مسلمان تو نہ جانے ان کو کیا کیا سمجھتے
ہیں انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ اور استقلال و ثابت قدمی اور حق پسندی
... ثبوت اظہار کہا۔ مگر ان سے بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اس غلط اٹکل کے بھروسہ پر نہ
... تمہیں جنت یونہی مل جائیگی۔ یا یہ کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ اگلوں کے سے مصائب برداشت
... اور حق پژوہی میں انتہائی ثابت قدمی دکھائے بغیر جنت مل جائیگی۔ جنت ملتی ہے حق کی خاطر
... اٹھانے سے۔ اور تم نے ابھی تکلیف ہی کیا اٹھائی ہے۔ مانا کہ اُحد میں تم نے دشمن سے
... پائی۔ تمہارے آدمی مارے گئے۔ تم زخمی ہوئے۔ غزوہ خندق میں مشرک و اہل کتاب ... تم پر
ٹوٹ پڑے۔ جن کو تم مسلمان سمجھ رہے تھے۔ اور وہ بھی اسلام کے مدعی تھے۔ وہ تمہارا ساتھ
... کر دشمن سے جا ملے اور تمہاری جان کے درپے ہوئے۔ تم کو بھوکا پیاسا رہنا پڑا۔ جاڑے
... نہیں ستایا۔ دشمن نے نقصان پہونچایا۔ لیکن با ایں ہمہ تم کو ابھی حق کی حمایت اور دین
... ان میں وہ مصائب برداشت نہیں کرنا پڑا۔ جو تم سے پہلے مومن لوگ برداشت کر چکے ہیں العظمۃ
... تمہاری حق کی دوستی بھی کیسی کٹھن ہے کہ مدینہ کی سی تکلیفیں اور اُحد و خندق کی سی ایذائیں
... اختیار کرنے کو خدا نے تمہارا ... حصول جنت کے لئے ناکافی بتایا۔ مگر آج ہم مسلمان
... انتہا ... میں ... عمل کے بغیر صرف صاحبان ...

Marfat.com

تیج نکرتے جیسے چند اعمال کامل دین ... 

پیدا کئے جاتے ہیں جس عاقبت اور جنت کی قیمت خیال کئے گئے ہیں ...

است تا بکجا۔ خدا کے ایسے برگزیدہ بندے جنکی وہ خود قرآن مجید میں تعریف و توصیف ...

رسول کے وہ سچے تابع وصاحب جو ہمیشہ اسلام اور رسول اسلام کے فدائی رہے۔ سب کچھ کیا

اور اُن کو یوں عتاب ہوا اور اُنکی طاعت وخدمت ناکافی سمجھی جا کر مزید استقلال طلب ہو

ہم کچھ نہ کریں اور جنت کو اپنا اجارہ سمجھ لیں ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد    وائے گر از پس امروز بود فردائے

مسلمان کہتے ہیں کہ عہد نبوت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مسلمانوں کے استقلال وصبر کی

زیادہ ضرورت تھی۔ اور اس خاص ضرورت کے پورا کرنے کے لئے بھی اللہ نے خاص ہی لوگ پیدا

کئے تھے۔ انہیں سے مزید استقلال وصبر طلب کیا گیا۔ انہیں سے کہا گیا کہ جو کچھ تم اب تک کر

چکے ہو وہ ناکافی ہے۔ حق پژوہی و دینداری کے ثبوت کے لئے ابھی نہیں بہت کچھ کرنا چاہئے

ابھی تم نے وہ تکلیفیں نہیں اُٹھائی ہیں جو اگلے دین وحق کی خاطر اُٹھا چکے۔ اور جن کے اٹھانے

کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو۔ جو کچھ تم کر چکے ہو اسی پر یہ نہ سمجھ لو کہ حسن عاقبت اور جنت کے مستحق

ہوئے۔ مگر اب اسلام پھیل چکا ہے۔ اسکی حمایت ونصرت کی وہ صورت نہ رہی جو جو ...

میں تھی۔ اور ہم گنہگاران دنیا اس جیسے کاموں کے لئے پیدا ہی نہیں کئے گئے ہیں۔ ہمارے

لئے بس یہی ہے کہ احکام اسلام کی پیروی کئے جائیں۔ مگر درحقیقت مسلمانوں کا یہ خیال کرنا ...

خیالی اور غلط فہمی ہے اس لئے کہ جو فرائض اُن بہترین مسلمانوں پر فرض اور واجب الادا

اور تھے۔ وہ محض دینداری اور حق پژوہی کی وجہ سے۔ چونکہ انہوں نے انکو پورا کیا ...

خاصان خدا ہوئے اور بہترین مسلمان اعلائے حق و دینداری کی بنا پر ہمارے بھی وہی

جو اُن کے تھے۔ حمایت حق کی اُسوقت بھی ضرورت تھی اور اب بھی ہے۔ اور ہر وقت

اور رہیگی۔ اُس وقت کے مسلمان عموماً سچے اور پکے مسلمان تھے۔ اور مشرک ...

اینا کے درپے۔ اس لئے ان کو ضرورت تھی صبر واستقلال کی اور ...

اسلام کے احکام مشرکین وغیرہ کو پہونچانے کی ...

مسلمان ...

[illegible] تھے۔ آج بھی وہ دوست نہیں ...
[illegible] اسلام و مسلمانوں کو معدوم کرنے کی کوشش میں سرگرم ہیں
[illegible] کتلوار لے کر مسلمانوں پر حملہ آور نہیں ہوتے۔ غیر مسلم قوموں کے سامنے اسلام
[illegible] جو ضرورت اُس وقت تھی وہی اب بھی ہے اور جیسا کہ یہ فرض تھا رسول علیہ السلام
[illegible] وقت کے مسلمانوں کا اس وقت بھی جانشین رسول علماء اور سچے مسلمانوں کا فرض ہے
[illegible] اسلام ایک عام دین ہے اور روحی فداہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سرخ و سفید
[illegible] و زرد سبھی قوموں اور نسلوں کی طرف ہے۔ مگر بعثت کی عمومیت اسی وقت صحیح ہو سکتی
ہے کہ تمام قوموں بلکہ افراد کو باقاعدہ اسلام کی دعوت دی جائے۔ دعوت پہونچنے کے بغیر
[illegible] ناری و جہنمی اور کافر و ملحد کہنا سراسر تحکم ہے۔ اور اپنے آپ کو ناجی و جنتی اور خدا کا
[illegible] بندہ سمجھنا تمنائے محض جو کبھی اور کسی طرح سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ افسوس کی بات
[illegible] مدعیان اسلام کو ڈوب مرنے کی جگہ نہیں کہ اسلام کو عام دین تو کہیں۔ لیکن اُسکی دعوت
[illegible] نہ کریں۔ اور خواہ مخواہ سمجھ لیں کہ دعوت ہو چکی۔ اور پوری طرح ہو چکی۔ اور جن قوموں کے
[illegible] کے الٰہی دین ہونے میں بھی شک ہو۔ اور جن کا دین ایک خاص قوم کے لئے آیا ہو وہ
[illegible] اپنے دین کی دعوت عام کر رہے ہیں اور کرنے کی کوشش میں ہیں اور مسلمان اپنے
[illegible] سے بالکل غافل و بے خبر پڑے ہیں۔ اگر کوئی ضرورت کو بیان بھی کرے۔ تو کہدیتے ہیں کہ
[illegible] ہے امام و خلیفہ کا ہمیں کیا۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ فرض عام ہے۔ اور اسلام کی جہت سے
[illegible] ادا کرنا مسلمانوں پر واجب۔ خلیفہ و امام کا فرض یہ فرض ہے کہ چونکہ وہ تنہا اس امر اہم کو پورا
[illegible] کر سکتا۔ جیسے کہ فرداً فرداً ایک ایک مسلمان۔ اس لئے سب مسلمانوں سے یہ کام لے۔
[illegible] اگر خلیفہ و امام نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسلمانوں کے ذمہ سے اُنکا ذاتی فرض ساقط
[illegible] ہے۔ یا اگر خلیفہ و امام بعرض اپنے فرض کو ادا نہ کریں تو عام مسلمان ذمہ دار نہیں رہتے
[illegible] حالت میں تو ان کا فرض اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اول یہ کہ خلیفہ و امام کو خدمت دین
[illegible] دوسرے یہ کہ اپنے فرضِ دعوت کو آپ پورا کریں۔ اور منتظر حکم نہ رہیں خدا
[illegible] کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر
[illegible] اسلام پر حملہ کرنے والوں اور اسکی بربادی چاہنے
[illegible] مسلمانوں کو سچا مسلمان بنا

اور ان کی اصلاح و ہدایت کی کوشش کر

ہے۔ کیا مسلمان اپنے ان فرائض و واجبات کو ادا کر

میں بذات خود ایسے بزرگوں کو جانتا ہوں کہ مذہبی امور میں سے کسی خاص امر میں ان کا

اعتقاد عوام سے جدا ہے۔ لیکن لوم لائم کے خوف سے وہ اس اعتقاد کو جسے خود صحیح

ہیں لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ وہ اعتقاد دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا تو یہ کہ جو کچھ

ان کا اعتقاد ہے۔ وہ ان کے نزدیک ہی درحقیقت صحیح نہیں یا یہ کہ ان کے نزدیک صحیح ہے

دونوں حالتوں میں مواخذہ انہیں پر ہے۔ اور فیصلہ ان کے خلاف۔ جب مسلمانوں کی یہ حالت

ہو۔ اور عموماً یہی ہے۔ تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ کیوں ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما

یاتکم مثل الذین خلوا۔ کے مصداق نہ ہوں۔ اور کیونکر مان لیا جائے کہ عہد نبوت میں جو

اشد ضرورت صبر و استقلال اور نفس و مال کے ایثار کی تھی۔ وہ اب باقی نہیں رہی۔ کیا یہ ممکن

ہے کہ مسلمان فرض شناس ہو کر غیر مسلموں کے سامنے اسلام پیش کریں اور دین کی

دعوت دیں اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں حق کی حمایت کا حق ادا اور نام کے مسلمانوں

کی ہدایت و اصلاح کا کام شروع کریں۔ اور کرنا ہی چاہئے۔ تو ان کو کم و بیش وہی مشکلات

پیش نہ آئیں۔ جو خیر القرون کے مسلمانوں کو پیش آئی تھیں۔ یقین ہے کہ پیش آئیں اور ضرور

آئیں۔ پھر یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ اب حمایت اسلام اور حفاظت حق کے لئے

صبر و استقلال اور ایثار نفس و مال کی حاجت ایسی نہیں رہی جیسی کہ ابتدائے اسلام میں

تھی۔ لاریب ضرورت اب بھی وہی ہے۔ اور جب تک دنیا میں حق باقی ہو باقی رہیگی۔ لیکن

ویسے فرض شناس مسلمان نہیں ہے۔ اسی فرض شناسی اور فرائض بجا لانے سے ان کے مراتب

اعلیٰ ہوئے تھے اور انکو خصوصیت ملی تھی اور اسی فرض ناشناسی کی وجہ سے جو اس وقت مسلمانوں میں

عام ہے۔ آجکل کے مسلمان عموماً کالانعام بل ہم اضل کے مصداق ہو گئے ہیں اگر یہی فرض شناسی

اور واجبات ادا کریں تو شرف تقدم کے سوائے سارے مراتب و خصوصیات کو یہ مستحق

ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ رہیں خالی تمنائیں۔ کہ جزوی فرائض رسمی یا حقیقی

کر کے حسن عاقبت اور جنت کے مالک بن جائیں گے ایں خیال است و محال است

مستہم الباساء ..... پہلے خدائے تعالےٰ نے اطاعت

تھی اور حمایت حق کی وجہ سے تکالیف

... سے زیادہ مصائب و آلام اٹھانے
... اٹھائی ہیں۔ اور جو تکلیفیں وہ برداشت کر چکو
... سے سابقہ ہی نہیں پڑا۔ چونکہ نفس اجمال کو سنکر تفصیل کا خواہاں ومشتاق
... اس لئے اللہ تعالے نے تفصیل بھی کردی اور فرمایا مستہم الباساء والضراء وزلزلوا
... ول الرسول والذین معہ متیٰ نصر اللہ

باساء اسم ہے بوس کا جس کے معنے ہیں سختی و فقر۔ اور ضراء کہتے ہیں اس صدمہ کو جس
... جسم وجان کو نقصان پہونچے۔ اور زلزلوا سے مراد ہے کہ بہت سے مصائب و آلام
نے انکو پکڑ کر ہلایا۔ جھڑجھڑیاں دیں یعنے بے دم کردیا مطلب یہ ہوا۔ کہ تم سے پہلے مومنوں
... فقر ومسکنت کی تکلیفیں ہوئیں۔ انکے جسم وجان کو نقصان پہنچا۔ اور وہ یہانتک گرفتار
... ہے کہ بے دم ہوگئے۔ جب انکی یہ حالت ہوگئی تو اس وقت رسول نے اور اس کے سچے
ساتھی ایمانداروں نے یہ دیکھ کر کہ جو کچھ بشری ضبط وطاقت سے ہوسکتا تھا ہم کرچکے۔
... کہ یا الٰہا تیری نصرت کب آئیگی۔ چونکہ وہ اپنی طاقت بھر سب کچھ کر چکے تھے۔ اور کوئی [illegible]
... باقی نہیں رہی تھی لہذا ہم نے ان کو خبر دی۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ یعنے اسی وقت ہماری
... انکے شامل حال ہوئی۔ اور انکو ہر گونہ مصائب و آلام سے چھڑا لیا۔

رسول چونکہ بڑا ضبط وحوصلہ لے کر آتا ہے۔ اس لئے اسکی زبان سے نہیں نکل سکتا۔ کہ
... اللہ۔ لیکن اسی وقت کہ ضبط انسانی کی حد ہوچکی ہو۔ اور سوا نصرت خداوندی کے
... ممکن نہ ہو۔ اسی لئے خداوند تعالے نے اگلے مومنوں کے ضبط واستقلال کی یہ حد بیان
... اس وقت تک صبر واستقلال سے کام لیتے رہے۔ کہ ضبط واستقلال انسانی کی
... اور رسول نے یہ دیکھ کر کہا متیٰ نصر اللہ رسول کے ضبط واستقلال کا اور انسانی
برداشت کی حد کا اس سے اندازہ کرلو کہ عہد نبوت کے مسلمانوں نے مشرکین و اہل کتاب
... سے بجان آکر یا غزوہ احد وخندق میں برداشت و پامردی کا ثبوت دیکر رسول اللہ
... وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ نصرت طلب کیجئے اور ہمارے حق میں دعا فرمایئے کہ
... سے چھٹکارا ہو۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ تم جلدی کرتے ہو۔ خدا کی نصرت ضرور آئیگی۔

... نہیں چاہیئے کہ اسی حد تک صبر ...

استقلال سے کام لیں۔ جانی [illegible]

کریگا۔ اور سارے مخصموں سے نجات دیگا۔ [illegible]

بات طبیعت کے خلاف ہوئی۔ اور پکارنے لگے اللہ مدد کیا اور دشمنان حق سے

خدا منتقم ہے اور مخالفان حق سے انتقام لیتا ہے۔ لیکن اسی حالت میں کہ مخالفت کی

ہو۔ اور انبیا کی مخالفت یہی ہے کہ دوستداران حق کے ضبط و استقلال کی طاقت

طاق ہو چکی ہو۔ نہ یہ کہ ذرا ذرا سی مخالفت پر وہ آمادہ انتقام ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا درحقیقت

مخالفان حق کے حق میں قہر ہے۔ دشمنان حق پر اسکا قہر آتا ہے۔ لیکن اسوقت کہ حق کے مخالف

موافق قہر و رحم کے پورے مستحق ہو چکے ہوں۔

آج کل حامیان حق تو بہت سے بنتے ہیں۔ لیکن جہاں حق گوئی اور حق کی طرفداری میں ذرا سی تکلیف ہوئی اور مخالفوں پر عذاب و لعنت آنے کا انتظار کرنے لگے۔ اور جب دیکھا کہ کبھی نہیں ہوا۔ تو حق و حق گوئی سے یہ کہہ کر دستکش ہو گئے۔ کہ خدا ہی اپنے کام کی تائید نہیں کرتا تو ہم کیا کریں۔ ہم کیوں ناحق برے بنیں۔ وہ جانے اور اس کا کام جانے۔ اس قسم کے لوگ تائید و نصرت کی حقیقت کو سمجھتے نہیں اور نہ اپنے فرائض کی حدو مقدار کو۔ اور جیسے یہ لوگ حق کی خاطر ایذا و تکلیف اٹھانے کی حدوں کا صحیح اندازہ نہیں کرتے۔ ویسے ہی یہ خیال بھی میں عام پھیلا ہوا ہے۔ کہ جس کی مخالفت ہوئی سمجھ لیا کہ یہ جھوٹا مکار ہے۔ حالانکہ حق گوئی اور حق کی طرفداری میں نہ صرف ہدف طعن و ملامت بننا ضروری ہے۔ بلکہ ایسی تکلیفیں بھی ضروری ہے۔ جو بظاہر ناقابل برداشت معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ آیہ مذکورۃ الصدر سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہاں یہ ضروری نہیں کہ جس کی مخالفت کی جائے۔ جس کو ایذا دی جائے حق ہی پر ہو۔ تاہم اتنا ضرور ہے۔ کہ حامیان حق میں مخالفت و تکلیف برداشت کرنے کی طاقت ہوتی ہے سچے اور حق کے طرفدار مخالفت و ایذا سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ ان سے اور بڑھتے ہیں۔ اور حق ان دلوں میں اور زیادہ جمتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے اہل طمع کرتے والے جلدی اپنے دعوے سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا [illegible] جسکو ضبط و استقلال کہا جا سکے۔ انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ [illegible]

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ [illegible]

Marfat.com

[illegible] آیات میں بتایا تھا کہ کافروں کے [illegible]

[illegible] یہ ہے۔ کہ دنیا کی چمک دمک انکی نگاہوں میں کھب گئی ہے [illegible]

[illegible] کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں اور انکے نزدیک ایمان و ہدایت کی [illegible]

[illegible] میں رہی ہے۔ پھر سلسلہ کلام میں آگے بڑھکر بیان کیا۔ کہ جو حق پسند [illegible]

[illegible] دنیا کے مال و دولت کو چھوڑتے کہ جان کو بھی دین و حق کے سامنے ہیچ اور بالکل [illegible]

[illegible] جان جائے مگر وہ حق سے منہ نہیں موڑتے۔ یوں چونکہ اہل ایمان کے [illegible]

[illegible] میں آگیا تھا۔ اور ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی ایثار و انفاق کا حکم دینا [illegible]

[illegible] کہ مسلمانوں نے سوال کیا ہو کہ ہمیں راہِ خدا میں کیا خرچ کرنا [illegible]

[illegible] تعالے نے اس سوال کا جواب بھی دیا۔ اور جو حکم پہونچانا تھا وہ حکم بھی مسلمانوں [illegible]

[illegible] میں مال بھی خرچ کرو اور جان بھی۔ جان چونکہ زیادہ عزیز ہے۔ اس لئے پہلے

[illegible] دیا اور پھر ایثار نفس کا۔ اور فرمایا اے پیغمبر لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں [illegible]

[illegible] میں خرچ کیا کریں۔ سو تو ان سے کہدے کہ مال میں سے [illegible] خرچ

[illegible] کرو اور پھر مستحقین خیرات کی تفصیل کر دی۔

[illegible] کے شان نزول کے متعلق مفسرین نے مختلف روائیتیں لکھی ہیں جو تقریباً سب

[illegible]۔ اور لفظ ابن السبیل کے معنے پر ان سے کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔ ایک روایت

[illegible] ہے کہ یہ آیت عمر ابن الجموح کے حق میں اسکے سوال کرنے پر نازل ہوئی

[illegible] بہت بوڑھا اور مالدار آدمی تھا۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible] کہا یا رسول اللہ ہم کیا صدقہ دیں۔ اور کس پر خرچ کریں۔ اس [illegible]

[illegible] کیا صدقہ کرنا چاہیے اور کہاں خرچ کرنا [illegible]

ن کرکہا

نے فرمایا اے اخی ہمیں پہنچا

وہ بولا ایک دینار دیتا ہے ایک

آپ نے حکم دیا خادم

کہ تو خوب جانتا ہے

لکھا ہے کہ یہ اتفاق

اچھا ہمیشہ آدمی اپنے مال کا صرف

قلیل کا صرف اور

کرتا ہے اس کے

Marfat.com

ماں باپ بھائی وغیرہ ... کے خیال سے ...
... یہ دونوں قسمیں ضروری ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم
... بالا آیۃ انفاق آیۂ زکوٰۃ سے منسوخ ہو گئی۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال
... دونوں آیتیں اپنی اپنی جگہ محکم ہیں۔ اور محکم ہی ہونی چاہئیں۔ چنانچہ اکثر مفسرین
... ہے۔ زیادہ تعجب ہے اُن مفسرین سے جنہوں نے اس آیۂ انفاق کو آیۂ توریث
... سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ انہیں معنوی تعارض مطلقاً نہیں پایا جاتا۔
... روایت سے اس امر پر بھی کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔ کہ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ
... سلسلے انفاق کے آخری مصرف کو نزول آیت سے قبل خود صاحب انفاق کی رائے
... جیسا انت القربہ" اور جب آیت نازل ہوئی تو پچھلا مصرف ابن السبیل ...
... تعجب نہیں کہ ابن السبیل درحقیقت انت القربہ کا مترادف ہو ...
... ابن السبیل کہکر صاحب انفاق کو اختیار دیا ہو۔ کہ ...
... جتنیں خود نظر آئیں۔ ان میں خرچ کرو۔ اور آیۂ مصارف زکوٰۃ میں بھی
... معنے ہوں۔ خصوصاً اس لئے کہ وہاں لفظ ابن السبیل فی سبیل اللہ جیسے
... مذکور ہوا ہے۔ اسی بنا پر ہم نے فلسفۂ زکوٰۃ میں ابن السبیل کو عام ...
... جنکی احتیاج و ضرورت عیاں ہو۔
... ............ ہادی النظر ...
... پوچھا ہے کہ کیا خرچ کریں ...

کریں یعنے انفاق کی پوری کیفیت

سمجھنا چاہی ان المتقی

میں بھی ہے یا بہت پوچھنی

اللہ تعالےٰ نے سوال کے مطابق

کہ خرچ کرنے کی کیا چیز ہے اور ہو سکتی ہے

اللہ تعالےٰ نے مصارف انفاق کی تفصیل

ان نے کہ ... دعوے ...
... روکنا۔ اور اس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا
... کو وہاں سے نکال دینا۔ اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور
... کرنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ اور وہ تم سے برابر لڑتے رہیں گے۔
... قدرت پائیں۔ تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔ اور جو تم میں سے اپنے دین سے
... پھر وہ مرے بحالیکہ کافر ہوگا۔ تو ایسے لوگوں کے اعمال دین و دنیا میں ضائع گئے
... ہیں اور وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔
... جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ وہ
... کے امید وار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
... علیکم القتال" میں فرضیت قتال کا حکم ہے۔ اس لئے یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے
... یا حکم فرضیت کے کیا معنے ہیں۔ فرضیت کے بارہ میں علمائے امت کا اختلاف
... مذہب ہے کہ جہاد و قتال نفل و تطوع ہے۔ اور آیت میں صرف اصحاب رسول
... علیہ وسلم کو حکم ہے نہ اور مسلمانوں کو اور یہی ثوری کا مذہب ہے۔ اور اوزاعی کی بھی
... نفل و تطوع اس لئے کہ کتب ایجاب کو چاہتا ہے اور ایجاب کے لئے ایک دفعہ
... جو ہو چکا۔ اور صرف اصحاب رسول کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے۔ کہ لفظ علیکم خطا
... ان لوگوں سے چاہتا ہے۔ جو نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ بعض کا مسلک
... ان پر فرض ہے۔ بعض نے اس میں اتنا اور اضافہ کیا۔ کہ عمر بھر میں ایک دفعہ
... غرض یہ مسئلہ علماء اسلام کا معرکۃ الآراء رہا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی
... ہو گیا۔ کہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ لیکن جس وقت دشمن مذہبی عداوت کی بنا پر
... تو قتال فرض ہو جاتا ہے
... مسلم ... اسلام ...

Marfat.com

... ہو ... ہیں

... تیں مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ تم اس سے بچنا چاہتے ہو ... کا
ہے کہ حکم خدا کی بجا آوری سے مسلمانوں کو نفرت و اکراہ تھا بلکہ ...
... میں جان و مال کا نقصان ہوتا ہے۔ اور مسلمان اس وقت تھوڑے تھے ... کو
... کہیں ہماری قلیل تعداد مشرکین کثیر کے ہاتھ سے اتنا صدمہ اٹھائے کہ اسلام
... کا ہی کوئی نہ رہے اور جو غرض مشرکین کی ہے وہ پوری ہو جائے۔ اس لئے وہ لوگ
... و نفرت کرتے تھے۔ یا یہ کہ وہو کرہ لکم میں جس کراہت کا حال خدا تعالیٰ نے بیان
... کراہت کا حال ہے۔ جو مسلمانوں کو نزول آیت سے پہلے تھی۔ پھر جب حکم
... بلا فاصلہ خدا نے خبر دے دی۔ کہ جس سے تم اکراہ کرتے ہو۔ اس میں تمہاری
... جس کو تم پسند کر رہے ہو یعنے عدم جنگ کو اس میں تمہارا نقصان ہے۔ تو مسلمانوں
... سے کراہیت معدوم ہو گئی۔ اور وہ مشرکین سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے

... رحمۃ اللہ نے اس مقام پر کراہیت کی ایک اور عمدہ توجیہ کی ہے۔ وہ
... میں امی فداہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ عرب
... تھے۔ اور چونکہ یہ خانہ جنگی اور قتل و غارتگری ان کے قبائل میں بہت
... کسب معاش کا بڑا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ اور صحابہ بھی زمانہ جاہلیت میں ...
... تو ان کو جنگ و جدال سے نفرت و کراہیت ہو نہیں سکتی ...
... کی دو وجہیں تھیں۔ اول یہ کہ وہ ...

Marfat.com

[illegible] انہیں میں ہے [illegible]

[illegible] انہوں کی خاصیت [illegible]

[illegible] طبیعت کی نفسانی بھی نہیں [illegible]

[illegible] کی امید اور یہ گروہ قوم میں بالکل [illegible]

[illegible] کو تبین ہے نکالا جائے تو [illegible]

[illegible] ہے تمام قوم [illegible]

[illegible] سکتے ہیں جنکی فطرتیں سالم ہیں اور [illegible]

[illegible] تو حق کو نہ سمجھے اور نہ جاننے کی [illegible]

[illegible] کی وجہ سے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] رن یہ قتال فرض کیا تھا اس کے ساتھ ہی یہ مسئلہ بھی بیان

[illegible] بیان ہونا ہی چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ اس کے متعلق سوال بھی پیش

[illegible] تھا ماہ حرام میں لڑائی کا جسکو خدائے تعالےٰ نے یسئلونک عن الشهر الحرام

[illegible] ن کیا ہے۔

[illegible] میں قدیم الایام سے ذی قعدہ ذی الحجۃ محرم و رجب میں جو شہور حرام کہلاتے ہیں [illegible] بند ہا کرتی تھی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ لوگوں پر [illegible] رسمیں ہوتیں۔ انکو نہ مٹاتے بلکہ قائم رکھتے۔ اور چار مہینہ تک لڑائی سے دستکش [illegible] یقیناً ایک عمدہ رسم اور اچھی سنت تھی۔ اس لیئے کہ شر و فساد کم ہوجاتا یا بند ہوجاتا [illegible] لہذا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دستور کو بدستور قائم رکھا۔ لیکن [illegible] رجب کی پہلی کو مسلمانوں کے ایک گروہ سے دھوکہ میں ایک خون ہوگیا۔ اور [illegible] ماہ حرام میں مسلمانوں کی طرف سے خون پہلے پہل ہوا تھا۔ غالباً مسلمانوں اور مشرکوں [illegible] ایک نے بطریق استفسار اور دوسرے نے بطریق طنز و تحقیر رسول اللہ صلی [illegible] آلہ و اصحابہ وسلم سے شہر حرام کی حرمت کی بابت سوال کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے بذریعہ [illegible] فیصل نازل فرمایا۔

[illegible] میں خون ہونے اور شہر حرام کی حرمت کی بابت سوال پیش آنے کی کیفیت یہ ہے [illegible] کے بعد وہاں سے لوٹتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمادی الثانی کے [illegible] ایک سریہ عبداللہ ابن جحش کی امارت میں مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک ملفوف خط دے [illegible] دو دن تک چلتے رہو اور جب دو دن کی مسافت طے کرکے کسی جگہ ٹھہرو۔ تو اس خط [illegible] اور جہاں جانے کا اس میں حکم ہے۔ خدا پر بھروسہ کرکے اس طرف کو روانہ ہوجاؤ۔ اور [illegible] ں میں سے کسی کو ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرو۔ عبداللہ ابن جحش یہ حکم پاکر اور خط لے کر [illegible] ساتھ چل دیئے۔ اور جب دو دن کی منزل طے کرلی۔ تو خط کھولا دیکھا سمیں لکھا [illegible] تک بطن نخلہ میں جا اترو۔ اور وہاں ٹھہر کر قریش کے ارادوں [illegible] اور اپنے ہمراہیوں سے خطاب کیا کہ جو

[illegible]

[illegible] ساتھ ہولئے ہیں [illegible] واپس [illegible]

دیے نیوں ساتھ رہے۔ لیکن نجران پہنچ کر سعد ابن ابی وقاص اور [illegible]
اونٹ کھو گیا۔ اور یہ اس کی تلاش میں نکل گئے۔ اور اپنے باقی ساتھیوں [illegible]
باقی سات آدمی آگے بڑھ کر وادی نخلہ میں اترے۔ چونکہ وہ طائف کے درمیان [illegible]
اپنے چھ ہمراہیوں کے ساتھ یہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ قریش کے چند گدھے سودے سلف
بھرے ہوئے اور طائف سے آتے ہوئے وہاں سے گزرے اور عمر ابن الحضرمی اور الحکم
کیسان اور عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور نوفل بن عبداللہ ان کے ساتھ تھے۔ جب ان
نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فروکش دیکھا۔ تو سہم گئے۔ اور ان کے قریب
ہی اتر پڑے۔ عبداللہ ابن جحش نے کہا کہ یہ لوگ تم سے ڈر گئے ہیں عکاشہ بن محصن کا
منڈا ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف جھانکنے لگے۔ اور انہوں نے سر منڈا ہوا دیکھ کر سمجھ لیا کہ
عمرہ کرنے آئے ہیں۔ خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ دن جمادی الآخر کا آخری دن یا
پہلا دن تھا۔ یا کم از کم لوگوں میں تاریخ کی بابت اختلاف تھا۔ عبداللہ ابن جحش نے کہا کہ
ہمیں کرنا کیا چاہیئے۔ کسی نے کہا انہیں مار دینا چاہیئے۔ کسی نے کہا کہ رجب کا مہینہ
ہو گیا ہے۔ ماہ حرام میں خون نہ کرنا چاہیئے۔ آخر میں فیصلہ یہی ہوا کہ انہیں قتل کر دیا
اس لئے کہ یہ لوگ مکہ میں پہونچ کر بندوبست کر لینگے۔ اور ہم جس غرض کے لئے آئے ہیں [illegible]
ہو گی۔ اس پر واقد ابن عبداللہ نے عمر ابن الحضرمی کے ایک تیر مارا اور اس نے [illegible]
دی اور عثمان ابن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کو مسلمانوں نے پکڑ لیا۔ اور نوفل بھاگ [illegible]
عبداللہ ابن جحش ان دونوں قیدیوں اور گدھوں اور ان کے سارے ساز و سامان کو
مدینہ کو روانہ ہو پڑے۔ اور انہیں سب کو لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا عبداللہ میں نے تم کو حرمت کے مہینہ میں قتل و قتال کی [illegible]
دی تھی۔ یہ تم نے کیا کیا۔ آپ کو مسلمانوں کی اس حرکت سے نہایت رنج و افسوس [illegible]
مسلمانوں نے بھی اس کو برا سمجھ کر عبداللہ ابن جحش اور اس کے ساتھیوں [illegible]
[illegible]

Marfat.com

زیادہ خیرگی آتی

Marfat.com

اور ... ابھی ... مسلمانوں کو یہ خبر لگی۔ تو ... بھی آزردہ ہوئے۔ اور سوچنے لگے کہ کیا ہوا
... نے ان پر طعن و طنز کئے۔ تو اور بھی ان کے دل پارہ پارہ ہو گئے۔ مسلمانوں میں
اضطراب پیدا ہی ہوا تھا۔ کہ وحی آئی اور آیہ یسئلونک نازل ہوئی۔ جس کے نازل
ہی یہ سارا اضطراب جاتا رہا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اسباب اور گرفتار
... مال روک رکھے تھے۔ کہ انکا کیا کیا جائے خمس نکال کر مستحقین میں تقسیم کر دیئے۔
ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ قریش نے واقعہ نخلہ پر مطلع ہو کر اپنا ایک وفد مدینہ کو روانہ
... نے آنحضرت کے پاس آکر طنزاً دریافت کیا کہ ماہ حرام میں قتل کیسا ہے۔ اسوقت
... نازل ہوئی۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وفد مسلمانان مکہ نے بھیجا تھا۔ اور دیگر مسلمانوں
... آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا تھا۔ جس کے جواب کے لئے
... تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ بہرحال اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چونکہ قریش کو اپنے
... کی طرف کا بھی کھٹکا ہوا۔ اس لئے انہوں نے فدیہ بھیج کر ان کی رہائی چاہی۔ لیکن
... سعد و عقبہ واپس نہیں آئے تھے۔ اور خیال تھا کہ وہ قریش کے ہاتھ پڑ گئے ہیں۔ رسول
... جواب دے دیا کہ جب تک سعد و عقبہ صحیح سلامت یہاں نہ آ جائیں۔ قیدیوں کی رہائی
... ہے۔ جب سعد و عقبہ آ گئے۔ تو فدیہ لے کر آپ نے ان کو رہا کر دیا۔ جن میں سے
... کیساں ایمان لے آئے۔ اور مکہ کو واپس نہ گئے دوسرا واپس چلا گیا۔ اور غزوہ
... میں کام آیا۔
... قتال فیہ کبیر کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ کوئی کبیر سے حرام مراد لیتا ہے
... حرمت کو دائمی قرار دیتا ہے اور کوئی ناسخ منسوخ کی بحث شروع کر دیتا ہے۔ مجھے ان
... میں سے المنار کا یہ مسلک بہت اچھا اور سیاق میں زیادہ مربوط معلوم ہوتا ہے
... سے اللہ تعالیٰ نے حرمت نہیں بیان کی ہے۔ بلکہ قتال فیہ کبیر سارا جملہ تمہید
... ابن جحش کے فعل کی صحت و درستی کی اگرچہ وہ قتل ہی جیسا امر عظیم تھا اور ...
... دو امر متعدد ہوں۔ اور ان سے چارہ نہ ہو تو ان میں سے خفیف ...
... جحش نے بھی اسی اصول کی بنا پر ترک قتال کے منافی ...
... اگرچہ ... امر عظیم ...

... من سبيل الله وكفر به ... اكبر عند الله"

والفتنه اشد من القتل۔ یہ دلیل وعلت ہے اس امر کی کہ قتل ... مرتکب ہوتے رہے ہیں اور ہیں یعنے فتنۂ دین قتل سے بھی زیادہ شدید ہے ... ابن جحش اور اس کے ساتھیوں سے ایک قتل ہو بھی گیا۔ اور وہ بھی اس فتنہ کی ... کے لئے۔ تو وہ اتنا مہتم بالشان نہیں ہوسکتا تھا کہ ان نادانوں نے سمجھ لیا ہے۔ اور ... رہے ہیں۔ یہ مشرک شہر حرام میں ایک خون مسلمانوں کے ہاتھ سے ہوجانے پر تو ... بدنداں اور محو حیرت وعجب ہیں۔ اور خود جس فتنہ کے مرتکب ہیں۔ اس کو خیال ... نہیں لاتے۔ حالانکہ وہ قتل سے کہیں زیادہ شدید ہے۔

یہ پہلے بھی بیان ہوچکا تھا کہ اسلام کے ظاہر ہوتے ہی مشرکین نے رسول اللہ ... وآلہ واصحابہ وسلم کی مخالفت پر ایسی کمر کس لی تھی کہ وہ کسی طرح کھلنے ہی نہیں آتی ... جب مخالفت سے کچھ نہ بنا۔ اور اسلام لوگوں کے دل میں جگہ کرنے لگا تو انہوں نے ... عام بپا کر دیا جو مخالفت صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی وہی ... صد چند ہر مسلمان سے ہونے لگی۔ کیونکہ رسول اللہ کو بنی ہاشم کے خیال سے ... تھے۔ جتنا کہ اور کمزور مسلمانوں کو۔ اور غرض اس فتنہ سے صرف یہی تھی کہ ... نہ آئے۔ جو لوگ اپنی فطرت سلیمہ سے کام لے کر ذرا بھی اسلام کی طرف مائل ہو ... دل بدلنے کی انتہائی کوشش کرتے۔ مواعظ میں نہ آنے دیتے۔ جو نئے نئے مسلمان ... بھلے طرح طرح کے شکوک وشبہات ان کے دل میں ڈالتے۔ اور جب ... دیکھتے تو جور وتعدی پر آمادہ ہوجاتے۔ وحشیانہ طریق پر ستاتے۔ اور ... منقول ہے۔ کہ عمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بدن پر آگ سے داغ دئے جاتے ... سلوک عمار کے والد یاسر اور بھائی عبد اللہ اور ماں سمیہ کے ... ... یاسر ...

...اپنی زندگانی میں کوئی کسر اٹھا
...صدمہ پہنچائے۔ اور کہتا رہا کہ تو محمد (صلی
...عاشق ہے۔ اسی لئے اس کا دم بھرتی ہے۔ لیکن جب وہ مومنہ کسی طرح
...اسلام سے برگشتہ نہ ہوئی۔ اور ابوجہل بالکل مایوس ہوگیا۔ تو اس ضعیفہ کے اندام میں کوئی
...مارا کہ فوراً اُسکا کام تمام ہوگیا۔ عمار کو مہینوں بھاری زرہ پہنا کر جلجلاتی دھوپ میں کھڑا
...اور کہا کہ اسلام سے باز آ۔ بلال کو دن رات بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔ جلتی ہوئی ریت میں
...لٹایا جاتا۔ اور پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یونہی مرجا یا محمد کی رسالت اور
...اسلام سے انکار کر۔ اور لات وعزیٰ کی پرستش کر کبھی شریر لڑکوں کے حوالے کردیا جاتا اور
...رسیوں میں باندھ کر مکہ کے محلوں میں پھراتے۔ تشہیر کرتے۔ اور لڑکے پکارتے جاتے۔
...احد یعنی دیکھو یہ ہیں اللہ واحد کے پوجنے والے جناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی
...بابت خود بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میرے سامنے مجھے عذاب دینے کے لئے آگ جلائی گئی۔ اور
...میری پیٹھ پر رکھدی۔ یہاں تک جب آگ کھال کو جلاتی ہوئی چربی تک پہونچی۔ تو چربی کی
...نے اُسے بجھایا۔

...ادنےٰ سا نمونہ ہے۔ مشرکین کے ہاتھوں بیکسوں کے ستائے جانے کا جن کا کوئی
...نہ تھا۔ رہے عصبیت اور کنبے والے۔ ان کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں تو نہ ہوتی تھیں لیکن
...بھی کچھ کم نہ تھیں۔ رسول اللہ سے زیادہ کسی کی عصبیت کیا ہوتی۔ مگر آپ بھی ان
...سے نہ بچ سکے۔

...حال تو مشرکین کی ایذارسانی کا قبل ہجرت رہا۔ اس کو تو وہ گویا عین ثواب سمجھتے تھے
...جب مسلمانوں کے ہاتھ سے بخیال فتنہ عظیم ایک خون ہوگیا۔ تو لگے کہنے کہ محمد نے حرمت
...کی۔ یہ سراسر بیجا نہ تھا تو اور کیا تھا۔ اس لئے خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ تم جو کچھ فتنہ
...رہے ہو۔ اس سے یہ قتل اب بھی کم ہی ہے۔ اور یہی کہکر ان مسلمانوں کو بھی سمجھا دیا
...کی ہتک سے سخت مضطرب ومتردد ہو رہے تھے۔ بلکہ اتنا اور مزید کیا کہ
...مشرکین سے چھٹکارا ہوگیا۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے
...ابھی تمہارے درپے ہیں۔ اور تمہارے دین کی بیخ
...اس وقت تک جنگ وجدال

... دستگیری ... [illegible]

دینکم ان استطاعوا ...

و لا یزالون یقاتلونکم کے بیان سے ایک فائدہ اور ہوا ...
بتادیا کہ جن سے لڑنے سے تم اکراہ کرتے ہو۔ وہ تم سے لڑنے کے لئے تیار ہیں اور ان
کو جڑ بنیاد سے کھود پھینکنے کے سوا اور کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ پس ایسے لوگوں کی لڑائی سے
کراہیت اور پہلوتہی کرنا حق اور اہل حق کو خود ہلاک کرنا ہے۔ اور محض دعوت کے ذریعہ سے
اُن کے ایمان کی امید رکھنا سراسر خام خیالی ہے۔ اور شہر حرام میں قتل وقتال کا مرتکب
ہونا بہر حال اس فتنہ سے کم ہے۔ جس کی تیاریاں مشرکین کر رہے ہیں۔ خاصکر اُس حالت میں
کہ فتنہ کے ساتھ اللہ کے راستہ سے روکنا۔ اللہ سے انکار کرنا مسجد الحرام تک نہ جانے دینا اور
اہل مسجد کو نکال دینا مستزاد ہو گیا ہو۔ تم اپنے موجودہ خیالات کو چھوڑو۔ کراہیت قتال سے
کنارہ کرو۔ اور ان مشرکوں کے ساتھ اسی طرح پیش آؤ۔ جیسا کہ ان سے پیش آنا
چاہیے۔ اور اگر تم میں سے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اور مشرکوں کے کہنے سننے ڈراؤ دھمکاؤ میں
آکر مرتد ہو گیا۔ اور پھر رجعت کے بغیر کفر ہی پر مر گیا۔ تو اس کے سارے اعمال دین و دنیا
بیکار گئے۔ اور ہمیشہ دوزخ ہی میں جلیگا۔ اس لئے کہ جس نے اسلام سے ارتداد اختیار
کیا۔ وہ دنیا میں تو آئندہ مسلمانوں کے بروے کار آنے سے جو ضروری ہے گیا گذرا ہوا۔ یہاں
بھی کفر کی شامت اس کے سر پر سوار ہو گی۔ اور آخرت میں بھی۔ پس اے مسلمانو یاد رکھو
مشرکین تم کو اسلام سے مرتد بنانے کے لئے نہیں لڑتے۔ بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے کھونے
کے لئے تمہیں مرتد بنانا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس خسارہ یا غم برداشت کرنے کے لئے تیار ہو
اور اگر تیار نہیں ہو۔ تو مشرکین کی لڑائی سے اکراہ بھی نہ کرو۔ بلکہ لڑو اور شوق سے لڑو
اس عضو فاسد کو قوم کے جسم سے جدا کرو۔ اور حق کی حفاظت و حمایت کا حق بجالاؤ

چونکہ یہاں تک مشرکین و مرتدین کا حال بیان ہو چکا تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ مؤمنین
اور حامیان اسلام کا ذکر بھی ساتھ ساتھ ہو جائے۔ اور ان کے مراتب کی تشریح کر...
اس لئے خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ اِنَّ الذین امنوا والذین ہاجروا وجاہدوا ...
اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم۔ ایمان کے ...
مہاجرین و مجاہدین ... [illegible]

Marfat.com

... اسلام کی خاطر ہر قسم کی ...
... جنگ میں اشتعال ہو یا بعد جنگ لوگ ان کی تکلیف کا باعث
... بعضوں نے پامردی و ثابت قدمی کا اظہار کیا ہو۔ وہ سب مستحق رحمت خداوندی
... عبداللہ ابن جحش اور اس کے ہمراہیوں پر کیوں طعن کیا جاتا ہے۔ وہ تو مستحق رحمت
... اللہ معاف کرنے والا اور مہربان۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش اور اہل مکہ کی ایذا رسانی اور فتنہ پردازی سے تنگ آ گئے۔ اور مدینہ والوں میں سے جو لوگ ایمان لا چکے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ سے ... کیا کہ جہاں تک ہم اپنے نفوس کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ کی بھی حفاظت کرینگے اور ہجرت وطن کو چھوڑ کر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ تو تمام مسلمانوں پر فرض ہو گیا تھا کہ وہ بھی ہجرت میں آپ کا اتباع کریں۔ تاکہ مسلمانوں کی جماعت ایک جگہ فراہم ہو جائے۔ اور اسلام کی شوکت و عزت بڑھے۔ اور سب مل کر اپنے نفسوں کی حفاظت پر قادر ہو سکیں۔ اس لئے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کرنے کے دن سے لے کر فتح مکہ تک جسمیں مشرکین کو اللہ ذلیل وخوار کیا۔ اور حق کا بول بالا ہوا مسلمان برابر ہجرت کرتے رہے۔ اور ہجرت کا ثواب ... اس کے بعد چونکہ ہجرت کا یہ اصلی سبب باقی نہیں رہا۔ ہجرت کا ثواب بھی نہیں رہا رسول اللہ نے فرمایا۔ لا ہجرۃ بعد الفتح

اس بارہ میں علماء امت مختلف الرائے ہیں۔ کہ مہاجرین مکہ کی طرح الذین ھاجروا.... ... اللہ کے مصداق بطریق عموم وہ مسلمان بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں جو اب بلاد کفر سے ... شریفین یا دیگر ممالک اسلام کی طرف ہجرت کریں۔ اور آیا اب بھی بلاد کفر سے ہجرت واجب ہے یا نہیں۔ اگرچہ بعض نفی کی طرف بھی گئے ہیں۔ لیکن جماعت کثیر کا اور راجح مذہب یہ ہے کہ اگر عہد نبوت جیسے اسباب اب بھی کہیں موجود ہو جائیں۔ تو وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ یعنے جس ملک یا شہر میں کفار کا اس قدر غلبہ ہو۔ کہ وہ مسلمانوں کے ... دین سے برگشتہ کرنے کے لئے فتنے اٹھاتے ہوں۔ اور جب مسلمان اپنے عقائد ... مذہبی اعمال بجا لاتے ہوں۔ تو ان کو ان سے روکا جاتا اور ایذا پہنچائی جاتی ہو ... مسلمانوں کو ... نہیں۔ بلکہ وہاں سے ہجرت کرنا ان پر واجب ... کی حکومت کیوں نہ ہو۔ ایسے ہی وہ جگہ بھی

Marfat.com

ترک کردینے کے قابل ہے۔ جہاں ...
متفق علیہا اوامر و نواہی کے متعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر ...
مسلمانوں ہی کی کیوں نہ ہو۔ برخلاف اس کے اگر کفار اہل کتاب کی حکومت ...
کو آزادی ہو۔ کہ اپنے مذہبی عقائد پر قائم رہیں اور ظاہر کر سکیں۔ اور مذہبی احکام کو ...
بجا لا سکیں جیسے کہ آج کل ہندوستان کا حال ہے۔ تو وہاں سے ہجرت واجب نہیں ... دوسری
بات ہے۔ کہ کوئی مسلمان بغیر کراہیت ترک وطن کرے۔ اور اپنی طاعت و عبادت سے مزید
ثواب حاصل کرنے کے خیال سے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ جا رہے۔ مگر یہ ہجرت نہ ہوگی۔ اور نہ
وہ حقیقت میں مہاجر کہلائیگا۔ کیونکہ مہاجر وہی ہے جو موجبہ اسباب سے ہجرت کے واجب
ہو جانے پر ہجرت کرے۔ جیسی کہ صحابہ کرام نے حفظ دین و حمایت اسلام کے خیال سے
ہجرت کی تھی۔

یرجون رحمۃ اللہ رجا کہتے ہیں ممکن الحصول امر کی توقع کرنے کو جیسے دوسرے لفظوں میں
یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ بھلائی اور نفع کی ان کے اسباب سے امید کرنا رجاء ہے۔ اور بغیر
اسباب کے توقع کرنا تمنا۔ جو کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جن لوگوں
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ یا آپ کی جانب دین و حق کی نصرت کے لئے
ہجرت کی اور جنہوں نے اسلام کی خاطر کفار کی ایذا کو برداشت اور حق مقاومت ادا کیا۔ وہ
اللہ کی رحمت کی امید باسباب کرتے تھے۔ اور مستحق تھے۔ کہ انکی امید پوری کی جائے چنانچہ
وہ فائز المرام ہوئے۔ اور اللہ نے ان پر رحم کیا۔ اور خبر دی واللہ غفور رحیم۔ کہ وہ انکی لغزشوں
سے درگزر کریگا۔ اور اپنی رحمت میں رکھیگا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ
اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ؁۲۰۳ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰي ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ
وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؁۲۰۴ ترجمہ لوگ تم سے شراب اور جوے کی بابت دریافت کرتے ہیں
تو ان سے کہدے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں۔ مگر
ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے فائدے سے ...

Marfat.com

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | ۶ | کچ کاوی | کنج کاوی |
| [illegible] | [illegible] | ۴۰۸ | ۲۱ | ادرایتوں | روایتوں |
| ہوتی | نہ ہوتے | ۴۰۹ | ۴ | ادر | ادرکو |
| بس | × | ۴۱۱ | ۲۲ | تکبر | تکبیر |
| لعلکم | لعلکم | ۴۱۲ | ۱۶ | مراد | مزراد |
| ہوبے گا | ہوگا | ۴۱۷ | ۲۱ | سمجھنے | نہیں سمجھتے |
| آتک | تک | ۴۱۸ | ۶ | بیتطل | لیستطیر |
| روزے رکھتے | روزے رکھنے | 〃 | ۸ | کرکسی | کسی |
| اور صبر اور عادت کے خلاف | اور عادت کے خلاف صبر اور | ۴۲۰ | ۳ | راء | رای |
| بڑے | بڑے | ۴۲۱ | ۱۰ | دور | دورہ |
| نہیں چھوڑتے | نہیں کرتے | ۴۲۷ | ۲۳ | خون | خوبی |
| الی تک | الی | ۴۲۸ | ۱۶ | ہوجاتا | ہوجاتے |

## غلطنامہ رسالہ تفسیر نمبر ۱

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| سببت | سببیت | ۴۵۶ | ۱۳ | بڑے کو | بڑے سے |
| ہیں | ہے | ۴۶۰ | ۱۳ | اسلام ہی | اسلام بھی ہی |
| [illegible] | سو بڑھکر | 〃 | ۲۰ | قاہرہ | قاہر |
| | علم کی | ۴۶۱ | ۱۵ | کرتے رہتے | کرتے رہتے ہیں |
| | مشرکین سے | ۴۶۲ | ۷ | یہی | یہی تو ہی |
| | اور وہ | ۴۶۲ | ۱۵ | ایام | وایام |
| | | ۴۶۴ | ۱۱ | پیش پیش | پس پیش |
| | | | ۲۱ | اپنے | آپنے |
| | | | | | [illegible] |

Marfat.com

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۱ | ۵۰۷ | جن کی | [illegible]ان کی |
| ۱۲ | " | ہٹانے | [illegible]ٹھانے |
| ۱۷ | " | عیال اللہ ہیں | عیال الیہ میں |
| ۲۱ | " | جن کی | [illegible] سی |
| ۱۹ | ۵۰۹ | اور بھی | اور |
| ۱ | ۵۱۰ | رہے | رہتا ہے۔ |
| ۹ | " | بھی | بھی و |
| ۲۳ | ۵۱۲ | گریباں | گرہباں |
| ۱۵ | ۵۱۳ | ہیں | [illegible] |
| ۲ | ۵۱۵ | حج کرے | [illegible] کے لئے |
| ۱۷ | ۵۱۶ | اعمال و احوال | اعمال و احکام |
| [illegible] | " | نہ ہو | رہیں |
| [illegible] | [illegible] | ہو سکتی | ہو سکتی۔ اور |
| [illegible] | [illegible] | کرتی ہیں | [illegible] ہے |
| [illegible] | [illegible] | پانہیں | یا نہ |
| [illegible] | [illegible] | [illegible]یال | [illegible] |

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

# تفسیر القرآن

## بزبان اُردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے مِلّت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقّہ سے آگاہ کرنے کیلئے پہلے اخبار میں شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب اکثر احباب کے اصرار پر اُسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔

بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۱)


باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر وطن شائع ہوئی

مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور

[illegible] قیمت اوّل معہ محصول ڈاک (۳ روپیہ سالانہ) [illegible]

[illegible] معہ محصول ڈاک (۱۲ سالانہ)

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست برخاک ادب خفتن

سجودے میتوان کردن - درودے میتوان گفتن

واہب العطایا کی مرحمت کا شکر ہے کہ اُس کی بے نظیر توفیق نے مجھکو کلام الٰہی
کی سچی خدمت ادا کرنے کی قوت عطا فرمائی۔ اور میں نے جہاں تک اپنے امکان میں تھا
ایزدی اور صحیفۂ الٰہی کے جواہر زواہر حکمت و احکام کو اون کی اصلی آب و تاب کے ساتھ
ناظرین کے زیر نظر کردیا۔ جیسا کہ تفسیر کے مطالعہ سے واضح ہوا ہوگا میری کوشش یہی رہی ہے
کہ فرمان باری کو اوس کے حقیقی اور صریح معنوں سے خواہ مخواہ پھیرنے کی جدوجہد نہ کی
جائے۔ اور احادیث صحیحہ کی سند پر آیاتِ قرآنیہ کے وہی مطالب بیان ہوں جن کو شارع
علیہ السّلام اور سلف صالحین نے مراد لیا تھا۔

میں نے اثنائے سال میں کئی بار علمائے کرام اور باخبر ناظرین سے اپنے طرز تحریر
نکتہ چینی اور اوس کے اسقام ظاہر کرنے کی التجا کی۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی شافی جواب
اور کوئی قابل قدر مشورہ مجھکو نہیں دیا گیا۔ دو ایک بزرگوں نے گول گول باتیں لکھیں
جن سے اون کا صحیح اعتراض سمجھ میں نہ آیا۔ باقی بالعموم خاموشی چھائی رہی۔ حالانکہ
ضرورت ہے کہ ایسے اہم دینی کام میں مجھکو بزرگان ملت کی طرف سے
دونوں قسم کی امداد ملے۔

تفسیر کو اخبار کے کالموں سے جدا اور علیحدہ رسالہ کی صورت میں شائع
تو صرف اتنا تھا کہ شائقین کے پاس بتدریج ایک کتاب جمع ہوتی جائے
خریداروں دونوں کو معاملات کی سہولت رہے۔ لیکن رسالہ تفسیر
میں جس قدر درخواستیں کیگئیں وہ بہت کچھ بے اثر ہیں۔ اور کم
تھا کہ رسالہ کی اشاعت معقول ہوجانے پر اس کا
کرنے کی سعی کرونگا

...ہی اور لوگ تم سے یتیموں کے...

...کی اصلاح کرنی اچھی ہے۔ اور اگر تم اون سے مل جلکر رہو تو...

...مفسد مصلح کو جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر مشکل ڈالدیتا تحقیق...

...زبردست اور حکمت والا ہے۔

تفسیر: ابتدائے اسلام میں مسلمان بھی تمام قوم عرب کی طرح شراب پیتے اور جوا کھیلتے تھے کیونکہ یہ ایسے رسم تھے جو ان سے لپٹے ہوئے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی مہاجر و انصار کا عرصہ تک یہی وتیرہ رہا۔ یہاں تک کہ روح اسلام نے بعض کے دلوں میں یہ خیال پیدا کیا کہ شراب و قمار عقل و مال کو برباد کرنے والی چیزیں ہیں۔ اس خیال کے پیدا ہونے پر عمر ابن الخطابؓ اور معاذ ابن جبلؓ اور کچھ انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شراب کی بابت فتوے طلب کیا۔ اللہ تعالے نے اون کے جواب میں آیہ یسئلونک عن الخمر..... نازل فرمائی جس کے نازل ہونے کے بعد بعض آدمی شراب پینے سے باز آگئے۔ اور بعض صریح نہی نہ آنیکی وجہ سے پیتے پلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالرحمن ابن عوف نے کچھ مسلمانوں کو اپنے ولیمہ کی دعوت میں بلایا اور کھانے کے ساتھ شراب بھی پلائی۔ ابھی لوگ نشہ میں چور تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ انہیں بے ہوشوں میں سے ایک کو امام بنایا گیا۔ اور جماعت قائم ہوئی لیکن نشہ میں امام نے سورۂ کافرون کو غلط سلط پڑھا۔ اور نماز خراب گئی۔ اس پر اللہ تعالے نے سورۂ نساء کی یہ ایۃ نازل فرمائی۔ یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون۔ اس آیت کے آنے پر مسلمان ذرا دیکھ بھال کر شراب پینے لگے۔ یعنی اس وقت پیتے کہ نماز کے وقت نشہ باقی نہ رہے۔ مثلاً بعد نماز عشا پیتے کہ صبح تک ہوشیار ہو جاتے صبح کو پیتے کہ ظہر تک خمار اتر جاتا۔ اور بعض بعض نے ترک بھی کر دیا۔ اس کے بعد پھر ... کے یہاں ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ جیسا کہ عبدالرحمن ابن عوف کے یہاں ... مسلمان ولیمہ کی دعوت میں گئے۔ کھانا کھایا شراب پی اور شراب میں ... سعد ابن ابی وقاص نے اپنی قوم کی مدح ...

... انصار کی ہجو ...

اور یہی آیت حرمت شراب کا باعث ہوئی۔

بعض راویوں نے یہی آیت کسی قدر تغیر و تبدل کے ساتھ بیان کی ہے
اور واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ لیکن اصل مفہوم میں اوس روایت کو جدا کا
ایک روایت ہے جو متعدد طریق سے بیان ہوئی ہے۔ شان نزول کی
اور قرآن مجید کی مختلف الحیثیت آیتوں سے جو شراب کی روک تھام اور حرمت
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے دفعۃً شراب کی حرمت کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ
کی نہیہ کی اور دوسری آیت سے شراب خوری کی تقلیل فرمائی۔ اور تیسری آیت
حرام و نجس اور فعل شیطانی قرار دیا۔ حکم شراب میں اس قدر اہتمام اس لئے کیا گیا
لوگ بے طرح عادی ہو رہے تھے۔ اللہ تعالے جانتا تھا کہ اگر دفعۃً
منع کر دیا گیا تو ترک میخواری اون کو نہایت شاق گذرے گا۔ اور عادت سے
تو عجب نہیں ہے۔ اسی لئے اس نے سہولیت و تدریج سے
کی معقولیت سمجھائی۔ اور جب اون کی عقلیں عادت پر غالب آ
حکم دے دیا۔

انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ جن دنوں شراب حرام
شراب نوشی سے بڑھ کر اور کوئی عیش پرستی نہ تھی۔
اون کو شاق نہ گذری۔ اس روایت سے
امر تھا لیکن

... [illegible] ... تھی۔ ورنہ ممکن تھا کہ ...

... کی خبر سنکر یونہی شراب لنڈھا دیجاتی۔

... خمر ... "خمرہ" سے جس کے معنی ہیں اوس نے ڈھک لیا۔ چونکہ شراب ... پردہ ڈال دیتی ہے اور خود اوسپر غالب آجاتی ہے۔ اس لئے عربی میں اوسے خمر ... یا خمر ماخوذ ہے خمر الشی "تغیر" سے جس کے معنی ہیں کہ اوس کی بو بدل گئی۔ جو ... میں بھی جب خمیر اُٹھ آتا ہے اور بو پیدا ہو جاتی ہے تو اُس میں نشہ آجاتا ہے۔ اور خمیر ... ہے۔ اور یہ دونوں خصوصیتیں تمام مسکرات اور نشہ دار چیزوں میں ہوتی ہیں۔ اسی لئے مسکرات کو خمر کہتے ہیں کسی چیز کی کیوں نہ بنائی گئی ہو۔ اور تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ... میں اون کا یہاں بیان کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ خمر کی حقیقت میں یا جس جس چیز سے خمر ... جاتی ہے۔ یا جس مسکر پر خمر کا اطلاق کیا جاتا ہے فقہا میں جزئی اختلاف ہے۔ لیکن مسکرات ... پر سب کا اتفاق ہے۔

میسر کہتے ہیں قمار (جوے) کو یہ ماخوذ ہے یسر سے جس کے معنی ہیں سہولت چونکہ جوے میں ... سے مال ملجاتا ہے۔ اور محنت و مشقت نہیں اُٹھانی پڑتی۔ اس لئے اوسی میسر کہتے ہیں۔ ... جاہلیت میں لوگوں کا دستور تھا کہ چند آدمی ملکر ایک یا چند اونٹ خریدتے تھے۔ اور اسکو ... اوس کے گوشت کے متعدد چھوٹے بڑے حصے کرتے جو جزور کہلاتے تھے۔ اور اون ... جوے کی تیروں یا پانسوں سے مخصوص کرتے کہ یہ فلانے کا ہے یہ فلانے کا۔ یہ حصے حقدار ... یک چند دو چند سہ چند چہار چند وغیرہ ہوتے تھے۔ اور جوے کے تیر یا پانسے کل ... فذ۔ توام۔ رقیب۔ حلس۔ نافس۔ مسبل۔ معلی۔ منیح۔ سفیح۔ وغد۔ ان میں سے ... حصہ دوسرے کا اوس سے دو چند تیسرے کا سہ چند ہوتا۔ یہاں تک کہ ... باقی تین خالی اور محروم رہتے۔ جواری اونٹ کے گوشت کے حصے کرنے ... اون کو ایک تھیلی میں ڈال دیتے جن کو اچھی طرح سے ہلا ... کے نام سے تھیلی میں ہاتھ ڈالکر ایک ...

Marfat.com

ان سے پہلے بھی شرط لگا کر بازی لگائی جاتی

دوڑ اور تیر اندازی میں بازی لگانا البتہ جائز ہے

کسائی نے کبیر کو کثیر (با لثا) پڑھا ہے لیکن معنی دونوں

اثم سے مراد ہے ضرر اس لئے کہ ضرر اثم معصیت کو لازم ہے

بہت اور بے حد ہیں یہاں تک کہ مستقل کتابیں قاد و شراب

تمام مضار کو بالاستیعاب اور بالتفصیل بیان کرنا تو یہاں مشکل

لئے دیتے ہیں جن سے ان کے جزئیات پر بھی بادنیٰ تامل

چکے ہیں کہ شراب کو عربی میں خمر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عقل

عقل پر غالب آجاتی ہے کہ وہ اپنے طبعی فعل سے رک جاتی

کی یہ حالت ہو جائے تو شرابی کو خود جس قدر نقصان ہو گے

نقصان ہو کم ہے اس لئے کہ عقل ہی ایک ایسی قوت ہے

میں تمیز کرتی اور ناواجب سے باز رکھکر واجب میں

ہو گئی تو اس حالت میں آدمی جو کچھ بھی کر گذرے

لہذا اگر مے نوشی کی مضرتوں کو نوعاً تقسیم کیا جائے

دوسری مادی و جسمانی۔ اگرچہ کوئی روحانی

Marfat.com

اور امراض ... مرکب ...
... ہو جاتا ہے۔ اور فرائض خداوندی کی کوئی قدر ...
... نہیں رہتی۔
... خواری باہم عداوت و دشمنی پیدا کرتی ہے۔ اور تعلقات فیمابین کو توڑ دیتی ہے
... کے مضار میں سے اوّل ضرر یہ ہے کہ شرابی کا مزاج اعتدال سے منحرف ہو جاتا ہے۔ اور
... میں فرق آجاتا ہے۔ یعنی اوس کی تمام جسمانی قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے کہ
... میں غذائیت نہیں ہے۔ کہ وہ ہضم ہو سکے۔ چونکہ معدہ میں جاکر وہ تحلیل نہیں ہوتی۔
... کے معدہ کو کمزور کرتی جاتی ہے۔ قے کا مرض لگ جاتا ہے۔ اور قلت غذا کی وجہ سے بدن میں
اتنا خون پیدا نہیں ہو سکتا جو تقویت بدن کے لئے کافی ہو۔ اور جس قدر بھی خون پیدا ہوتا ہے اسمیں
... کی حدت موجود ہوتی ہے۔ جو بدن کو روز بروز گھلاتی جاتی ہے۔ اور نظام عصبی میں فرق آجاتا
... عضلات و عروق بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اکثر حس کی قوت اندازہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ معدہ
... بڑھ جاتا ہے۔ جگر لٹک پڑتا ہے۔ رودوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ
... گلنے لگتا ہے۔ مہلک کھانسی اور سل ہو جاتی ہے۔ اکثر اطبا کا بیان ہے کہ اگرچہ سل کی
... بغیر شراب پینے کے بھی ہو جاتی ہے لیکن ۹۵ فیصدی مریض سل کے شرابی ہی ہوتے ہیں
... نادر ہی بچتے ہیں۔
... سے شرابی کی نسل منقطع ہو جاتی ہے اور قلت نسل تو ضرور ہی ہے۔ اور جو لوگ
... کے بچے ہوتے ہیں ناکردہ گناہ اور لاولد بھی اون امراض سے بطریق وراثت حصہ
... اکثر بھی ہوتی ہے۔
... شرابی قوی کے ضعیف ہو جانے کی وجہ سے اکثر کام کاج سے جی چرانے لگتا ہے ...
... کرسکتا۔ کام کرنے کے لئے بھی اوسے شراب پینی پڑتی ہے ...

[illegible] ہیں اور [illegible]

[illegible] کی طرح استعمال کرو۔ فائدہ دیگی ورنہ نقصان پہنچ جائیگی [illegible]

[illegible] لطیفہ ہے۔ شراب عموماً دوا کی طرح نہیں پی جاتی۔ بلکہ اوس کو جیسے پہلے [illegible]

[illegible] کر استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر جہاں اسے موہنہ لگایا پھر نہیں چھوٹی [illegible]

[illegible] دوا پی جاتی ہے ازالۂ مرض کے لئے۔ لیکن شراب عموماً بیماری مول لینے کے [illegible]

[illegible] اور مغز بہکتے بہکتے اوس میں غرقاب ہوجاتے ہیں۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے اس کے

لازمی ہے خمار اور خمار کا علاج ہے شراب۔ جو چیز اپنے نتیجہ کا آپ علاج ہو۔ اوس کا [illegible]

[illegible] اپنے کی بات ہے۔ یوں جان بوجھکر اس حالت میں پڑنا بغرض علاج بیمار [illegible]

[illegible] کے علاوہ دوا کی ایک مقدار ہوتی ہے۔ اور شرابی شراب کی مقدار قائم ہی [illegible]

[illegible] دعوے کرے وہ جھوٹا ہے۔ اور اوس کے جھوٹ پر اوس کی صورت گواہ ہوتی [illegible]

[illegible] طرح شرابی کہا کرتے ہیں کہ شراب سے نشاط اور امنگ دوبالا ہوتی ہے۔ اور

ہوجاتی ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن شراب کا یہ اثر عارضی ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ طبعی [illegible]

[illegible] ہوتی۔ کو کسی محرک سے تیز و تند کیا جائے تو وہ محرک کے اثر تک تو تیز [illegible]

[illegible] سست اور ڈھیلے پڑجاتے ہیں۔ یہی حال شراب کا ہوتا ہے۔ کہ [illegible]

[illegible] قوے کو حد اعتدال سے گرادیتی ہے۔ خمار اس کا بین ثبوت ہے [illegible]

[illegible] ہیں اور مسلم ہونے کے قابل۔ اسی لئے قرآن پاک نے اوسکو نجس [illegible]

[illegible] اور اس کے پینے والے کے لئے حد مقرر کی۔ تاکہ جو [illegible]

[illegible] باز نہ رہے۔ اوسکو زور بازو کہا جائے [illegible]

[illegible] مقرر کی۔ اور [illegible]

[illegible] کے قیام پر [illegible]

[illegible] عالم ہے کہ [illegible] کو نوع بشری کا دشمن سمجھے

[illegible] کی تجارت کو کم کرنے کے بجائے مختلف ذریعوں سے

[illegible] اسلام کی تعلیم تھی کہ جہاں مسلمان گئے۔ وہاں سے شراب و شراب خواری کا بھی

[illegible] یورپ کو اپنی آزادہ روی پر ناز ہے۔ چاہے وہ بُرے نتائج ہی کیوں نہ پیدا کرے۔ مگر

[illegible] ایسی آزادی لعنت کے قابل ہے۔ اِسی آزادی کا طفیل ہے کہ جابجا مسلمانوں میں اور

[illegible] تعلیم یافتہ جماعت کے بعض افراد میں شراب کا چسکا پڑ گیا ہے۔ پیتے ہیں اور اکثر کھلم کھلا

[illegible] ہیں۔ خود تباہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو تباہی کا راستہ دکہا رہے ہیں۔ کیا شرابی پر حد شرع

[illegible] کرنا شرعی اور مذہبی حکم نہیں ہے۔ پھر کیوں مسلمان اجرائے حد کا حق گورنمنٹ سے حاصل

[illegible] قوم کو تباہی سے بچانے کی فکر نہیں کرتے۔ مگر رونا تو یہ ہے کہ خود اکثر اسلامی ممالک میں بھی

شراب متروک ہے۔ سچ ہے مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب۔

جوا اس لئے بڑا گناہ ہے۔ کہ وہ باہم بغض و عناد پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ ہارنے والوں کو

غیظ و غضب آتا ہے اور کینہ و انتقام پر آمادہ کرتا ہے۔ اور چونکہ ہار جیت کسی سے خاص نہیں رہتی

[illegible] لئے جواری ایک دوسرے کے دشمن بنجاتے ہیں۔ اور ذرا بھی انہیں دوسرے پر رحم نہیں آتا۔

[illegible] ل کے ساتھ اون کی جانیں بھی خطرہ میں رہتی ہیں۔ چنانچہ جہاں جوے کی زیادہ گرم بازاری

[illegible] ہے وہاں خاص قمار خانوں میں اور اون کے باہر جواری خون ناحق کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

[illegible] جوے میں چونکہ بے محنت و مشقت ملتا ہے۔ اس لئے جواری عموماً کاہل آرام طلب اور فکر معاش

[illegible] غافل ہوجاتے ہیں۔ اور وہی منصوبوں میں پڑے ہوئے وقت گذاری کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ

[illegible] کہ جواری شاذ و نادر ہی کسب معاش کے طبعی کاموں میں سرگرم نظر آئیں گے۔ اور چونکہ کسب معاش

[illegible] لوگ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ یا محنت و مشقت کی وجہ سے اون سے جی چراتے ہیں۔ اور یہ

[illegible] ت کے وقت جوے میں انکو کچھ مِل ہی جائے۔ اس لئے قرض لیتے رہتے ہیں۔

[illegible] قرض لئے۔ اور ترنگ اٹھی جیت کی امید پر جوا کھیلا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

کے جوئے ہمیشہ تین کانے ہی ہاتھ آتے [illegible]

اور ہو رہے ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ جواریوں میں باہم ہار جیت [illegible]

کنگال حتی کہ جو بڑے جیتنے والے ہوتے ہیں اور جن کی نسبت جواریوں کا خیال [illegible]

دھنی ہے ہمیشہ جیت اسی کی رہتی ہے۔ وہ بھی خالی ہی نظر آئے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جوا [illegible]

برابر اونہیں لگ ہوتا رہتا ہے۔ اور خرچ ہوتا رہتا ہے۔ اور اوس کے سوا کمائی کچھ ہوتی نہیں [illegible]

برابر گھٹتا ہی جاتا ہے۔ اور آخر میں سب فنا ہو جاتا ہے جس قوم میں جوے کی لت پڑ گئی سمجھو کہ اوس کی [illegible]

کو گھن لگ گیا۔ اور جلدی ایک دن اُس کا خاتمہ ہو جائیگا۔

جواری جوے میں پھنسکر کچھ ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ اوسے جوے کے سوا اور کچھ نہیں [illegible]

اور نہ کسی کام میں اوس کا جی لگتا ہے۔ بھوک۔ پیاس۔ رنج وغم اپنے اور دوسروں کے [illegible]

اوسے کچھ پروا نہیں ہوتی جب طبعی احساس یہاں تک مرجاتا ہو تو پھر ارادی افعال و اعمال [illegible]

کیا خاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اوسے نہ خدا و رسول کا خیال رہتا ہے۔ نہ طاعت و عبادت

نہ زن و فرزند اور عزیز و اقربا کا۔ اوسکی ساری دُنیا قمار خانہ ہوتی ہے۔ اور اوس کے سارے [illegible]

کہ صرف ایک جوا رہجاتا ہے جس میں وہ اپنی جان تک لگانے سے دریغ نہیں کرتا۔ اثاث [illegible]

اور زن و فرزند کی بازی لگا دینا تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالے [illegible]

روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب زن و فرزند تک کو بازی میں لگا دیتے۔ اور ہارنے [illegible]

جو جیتتے وہ اون کو غلام بنا کر اپنے ساتھ لیجاتے۔ اب بھی ایسے واقعات پیش آتے رہتے [illegible]

جواری زن و فرزند کی بازی لگا دیتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اس زمانہ میں جیتنے والے [illegible]

کنیز بنا کر نہیں رکھ سکتے۔ غرضکہ جوا بھی شراب کی طرح دشمن عقل و مال۔ اور جوا [illegible]

کے جرائم پر آمادہ کرنے والا اور مخرب نظام تمدن ہے۔ اسی لئے اسلام نے [illegible]

جیسی قوم سے جو جوے کو قابل فخر سمجھتے تھے چھوڑا دیا۔ اور چھوڑایا بھی تو ایسا [illegible]

تک نہ لیا۔ اور جہاں مسلمانوں کا قدم گیا۔ وہیں سے قمار بازی [illegible] والا

[illegible]

Marfat.com

… کا دشمن ہے …

… اصلاح … یہ ہے کہ جو انسانیت … ہو جائے

… خرابی مقرر ہے۔ اور برائے نام دیکھ بھال بھی ہوتی ہے

… صحت میں … کرتا ہے۔ اور دولت مندوں کا خون چوس رہا ہے

… و اختراع کا سہرا آجکل یورپ ہی کے سر بندھا ہوا ہے۔ اس لئے وہیں نئے نئے قسم

… ہوتے ہیں۔ اور یورپین ہی اون کو لیکر مشرقی ممالک میں آتے۔ اور اپنی عیاری سے

اون کو لوٹتے ہیں۔ یورپ دیکھتا ہے اور کچھ نہیں کہتا۔ اس لئے کہ یا تو وہ درحقیقۃ جوے

نہیں کرنا چاہتا۔ اسی لئے اوس نے جوے کی تعریف ایسی تنگ و تاریک تسلیم کر رکھی ہے کہ جواری

… گرفت میں نہیں آسکتے۔ اسلام کی تعریف کو دیکھو کہ جس میں بازی لگائی جائے وہ جوا ہے اور حرام

… یا یہ کہ قانون لوگوں کو ارتکاب جرائم سے نہیں روک سکتا۔ کتنی ہی نگرانی کیوں نہ ہو۔ صرف دینی

مذہبی تربیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو اس قسم کے تمام جرائم کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ پھینکتی ہے

… ضروری ہے کہ ملکی قانون کے ساتھ مذہبی احکام اور مذہبی تربیت ہو۔ ورنہ آدمی ہرگز جرائم سے

نہیں رک سکتا۔ اور واقعی امر بھی یہی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ شراب و قمار جیسے جرائم میں

… مبتلا ہوتے ہیں جو دین سے بیخبر ہیں یا جن کی تربیت دینی تربیت نہیں۔ بلکہ آزادی کی تربیت

… اس لئے یقینی امر ہے کہ جس قدر یورپ کی بے قید آزادی زیادہ ہوگی اور زیادہ پھیلیگی عیسائی

کے موافق ہو یا نہ ہو اس سے ہمیں غرض نہیں ہے۔ مے خواری و قمار بازی جیسے جرائم زیادہ

… جائیں گے۔ اور بالآخر یورپ کا یہ آزادانہ تمدن جس کو دنیا کا بہترین تمدن سمجھا جاتا ہے نہیں

… وبال جان ثابت ہونے کے بعد بے قید آزادی جیسے اصول کی بدولت پارہ پارہ ہوجائیگا

… اثمہما اکبر من نفعہما ۔ شراب میں نفع یہ تھا کہ وہ ایک تجارت کی چیز

… اوسکی تجارت سے نفع اوٹھاتے تھے۔ اور عرب اوسکی خریداری میں خوب دل کھول

… یا کہ تمام شراب خواروں کا دستور ہوتا ہے بلکہ گراں قیمت پر شراب خریدنا

… فخر کرتے تھے۔ اب بھی شراب خواروں کا یہی حال

… لیکن … سے گذر …

... ہوئے ہر گز کوئی برکت نہیں آ سکتا ...

... برکت تھی کہ میخانہ دشمن انسانیت سمجھکر کھود ...

... اشخاص شراب کے خلاف لیکچر دیتے رہتے ہیں جو مسلم ...

... اور ان کے وعظ و پند کا کچھ اثر ہوتا ہے اور نہ شراب کے کارخانے ...

... انسان شراب کی ساخت اور تجارت میں کمی کرتے ہیں۔ بلکہ روز بروز ...

... زیادتی ہی ہوتی جاتی ہے۔ یہ کلام الہی اور زبان رسالت ہی کی تاثیر تھی ...

... من عمل الشیطان کے سنتے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے جام و مینا ...

... گئے۔ پینا اور بنانا کیسا اور تجارت کا کیا ذکر کسی نے پھر شراب کو ...

... لگی ہوئی کافر کو نہ کوئی قانون چھوڑا سکتا ہے اور نہ فلاسفر اور فلسفہ ...

... سکتی ہے تو اسلامی تعلیم اور اسلامی تربیت ہی چھوڑا سکتی ہے۔ اور اسلام ...

قوت و حوصلہ پیدا کر سکتا ہے جو شراب سی چیز کے ناجائز نفع پر تھوکنے کی بھی ...

... ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہو سکیگا۔

... شراب میں یہ ہے کہ وہ کبھی کبھی بعض بیماریوں میں دوا کی طرح ...

... جیسے سنکھیا وغیرہ زہریلی چیزیں بھی دوا میں استعمال ...

... نافع ہوتی ہے خاص خاص امراض اور خاص خاص مقدار میں ...

... کی تجویز ... مقدار ہی میں ...

Marfat.com

پھرنا اور آسمان کو

Marfat.com

[illegible] بیر ہے [illegible]

[illegible] ھا لیکن [illegible] سب بڑا نقصان ہے اس [illegible]
[illegible] انسان میں پیدا کرکے بیجا نزاع و خصومت پر آمادہ کرتی اور شرابی
[illegible] تا ہے۔ اور شرابی بیجا اقدام کرنے لگ جاتا ہے۔ آج کل اثنائے جنگ میں اس قسم
[illegible] بجائے سودمند ہونے کے سراسر باعث نقصان ہیں۔ اس لئے کہ اندنوں جنگ بھی ایک علمی
[illegible] گیا ہے جس کے لئے بہت کچھ فکر و غور کی ضرورت ہے۔ سپہ سالار کی اونکی اسی غلطی ساری فوج
[illegible] اور دشمن کو کامیاب بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ آجکل فوجی افسر فوج کے عقل کل اور تدبیر
[illegible] میں اور سپاہی آلات ذی شعور۔ اور کامیابی اسی پر منحصر ہے۔ کہ دونوں عقل و ہوش سے کام لیں
حسن تدبیر سے اور دوسرے سرعت تعمیل سے۔ نشہ جب عقل و ہوش کو رخصت کر دے تو پھر حسن
تدبیر اور سرعت تعمیل کہاں۔ اور کیونکر ممکن ہے۔

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ شراب غذا اور قابل تحلیل نہیں ہے۔ گو یہ کہ بعض قسم کی نو ایجاد
شرابیں محلل غذا بھی ہیں۔ لیکن پھر یہ جمہور اطبا کی مانی ہوئی بات ہے کہ روٹی کا ایک نوالہ
اس قسم کی شرابوں کے ایک پیالہ سے زیادہ غذا اور پانی کا ایک گلاس اونکی ایک بوتل سے زیادہ
[illegible] ہے۔ اون میں پھر بھی کم و بیش ضرر ہے۔ اور روٹی پانی میں کسی قسم کا ضرر نہیں بلکہ
سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

زمانہ جاہلیت میں جوے کا ایک فائدہ یہ تھا کہ غربا و مساکین پلتے تھے۔ کیونکہ عرب جوے کی جیت سے
بہت کم متمتع ہوتے تھے فقرا و مساکین ہی میں اکثر تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آج یہ بات بھی نہیں
[illegible] جیتنے والا خوش ہوتا۔ اور جیت کر اہتزازی کیفیت اوسپر طاری ہوتی ہے۔ لیکن اس فوری
[illegible] طبیعت کے طبعی اصول پر زیادہ ملول ہونا پڑتا ہے۔ جو فقیر کو دم کے دم میں غنی بنا
[illegible] اس غنا کے ساتھ ہی فقر بھی پیچھے پیچھے ہوتا ہے۔ غرضکہ اوس کے نقصان فائدہ
[illegible] زیادہ ہیں۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے فرمایا اثمہما اکبر من نفعہما
[illegible] اصول کا منشا ہے۔ کہ مفاسد کا مٹانا حصول منافع [illegible]
[illegible] نقصان کی [illegible] اوس کا ترک [illegible]
[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ہاتھوں جہالت [illegible]

[illegible] قوم بچاؤں۔

یورپ کے فلاسفہ اور اطبا بھی اس امر پر اتفاق کر چکے ہیں کہ شراب و قمار کا نقصان [illegible] فائدہ سے زیادہ ہے۔ یورپ و امریکہ میں مانع مسکرات انجمنیں اسی بنا پر قائم ہو [illegible] کر چکے ہیں کہ شراب نہ پئیں گے۔ اور یہی دعوت وہ اور لوگوں کو بھی دیتے۔ اور [illegible] سے اپیل کرتے رہتے ہیں۔ کہ شراب سازی و شراب فروشی پر قانونی تشدد بڑھایا جاوے [illegible] کہ جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا اور ترقی کرتا جائیگا۔ قرآن مجید کی اس واقعی خبر کی تصدیق ہوتی جائے گی کہ شراب و قمار کا نقصان اون کے فائدوں سے زیادہ ہے [illegible] کرتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے اطبا بھی شراب کے ایسے ایسے نقصان تحقیق و معلوم [illegible] جن کی پہلے طبیبوں کو خبر تک نہ تھی۔ خدا چاہتا تو شراب و قمار کے سارے نقصان بیان [illegible] لیکن اوس کی مشیت یہی ہوئی کہ لوگ خود کد و کاوش کریں اور خود تحقیق کر کے کلام [illegible] کو پہونچیں تاکہ وجوب اجتناب کے بارہ میں اون کی عقلیں کتاب اللہ کی موئد ہو جائیں [illegible] کے اسباب و علل کو سمجھکر اون کا ایمان و یقین پختہ ہو۔ لیکن ہم بہت سے عقل و خرد اور علم و تمدن کے مدعیوں کو دیکھتے ہیں کہ قرآن کی صریح نہی کے ہوتے ہوئے بھی [illegible] لذت اور ہوا پرستی نے اون کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ اور شراب و قمار کے اخلاقی [illegible] سے ایسے ہی بھاگتے ہیں جیسے کہ دینی ہدایت سے۔ حتی کہ بہت سے ان میں سے [illegible] کی عقلیں ادھیڑ ہونے سے پہلے بوڑھی بلکہ فنا ہو گئی [illegible] کی خوشی [illegible] سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اون کے گھرانے [illegible]

[illegible] ذات سے [illegible]

... ان کے زمانہ ... کی ...
... یہاں تک کہ وہ حکومتیں بھی جو شراب کی تجارت
... اکثر ... کو روکنا چاہتی ہیں۔ اور مجرموں کو سزائیں دیتی ہیں۔
... نقصان ذاتی اور فائدہ وہمی ہیں۔ اس لئے کہ جواری ایسی چیزیں جو درحقیقت ...
... کی ہوتی ہیں۔ موہوم نفع کی امید میں لگا تار رہتا ہے اور جو وہمیات کو یقینیات
... جاتا ہے۔ اوس کی قوت فکریہ فاسد اور عقل ضعیف ہوجاتی ہے۔ اسی لئے اکثر
... پے در پے ناکامیوں سے تنگ آکر خودکشی کر لیتے یا مخبوط الحواس ہوجاتے ہیں یا انہیں
... ذلت وخواری کی زندگی پر راضی ہونا پڑتا ہے۔

... اور جوئے دونوں کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ جہاں کسی کو ان کی ایک دفعہ لت پڑی
... نہیں چھوٹتی الاماشاء اللہ۔ کیونکہ شراب اعصاب پر ایک ایسا اثر ڈالتی ہے جو شرابی
... پینے اور مقدار میں اضافہ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ شراب اوّل اوّل تو پینے
کے بدن میں حرارت اور قوت زیادہ کر دیتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ عارضی ہوتی ہے اس نشے
... ہی پینے والے کو کرب وتکلیف اور ایسی غیر معمولی تکان محسوس ہوتی ہے جو وہ برداشت
... اور اس کا علاج صرف یہی ہے کہ شراب اور پی جائے۔ اس لئے خمار کے ازالہ
... پینے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور پینی پڑتی ہے۔ اور جوں جوں اعادہ ہوتا جاتا ہے
... خواہش زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی حال جواری کا ہوتا ہے۔ کہ اگر جیت گیا تو زیادہ
... دامن گیر ہوتی ہے۔ اور اگر ہار گیا تو خسارہ پورا کرنے کے لئے پھر داؤں لگانا پڑتا ہے
... کی قوت اس قدر ضعیف ہوجاتی ہے کہ وہمی طمع کی مقاومت نہیں ہوسکتی۔

... یہ کہ آیۂ زیر بحث شراب وقمار کے مضار اسکے مفاد سے زیادہ بتا کر ہمیں ہدایت
... نقصان خود تحقیق کریں اور وہ اس قابل بھی ہیں کہ ہماری انسانی تحقیق
... دیکھتے ہیں کہ وہ قومیں جن کو اسلام سے واسطہ نہیں اور جن کو خدائی
... نہیں ہوئی شراب وقمار کے ایسے مضار دریافت کر
... کہ ان دونوں اخلاق وتمدن کے

[illegible]

[illegible] ان [illegible] کہ یہ تو محض فلاح و [illegible] کی مد [illegible]

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب اسباب [illegible]

ابن ابی حاتم سے روایت کی ہے کہ جب مسلمانوں کو راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم [illegible]

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے [illegible]

مال میں سے کیا خرچ کرنا چاہیئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بر [illegible]

لکھا ہے کہ معاذ ابن جبل اور ثعلبہ آں حضرت کے پاس آئے اور پوچھا [illegible]

متعلق ہمارے اہل و عیال اور غلام بھی ہیں۔ ہمیں راہ خدا میں کیا خرچ [illegible]

سوال کے جواب میں یہ آیت آئی۔

پہلے ہے ویسئلونک عن الخمر والمیسر اور پھر ہے ویسئلونک ما [illegible]

اس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شراب و قمار کے متعلق سوال واقع ہو [illegible]

انفاق کے متعلق سوال پیش آیا۔ لیکن ایسا واقع ہونے کی کوئی دلیل نہیں [illegible]

مراد صرف یہ ہے کہ یہ سوال وقتاً فوقتاً صحابہ کیطرف سے رسول اللہ کے [illegible]

نہیں کہا جا سکتا کہ دونوں سوال ساتھ ساتھ ہی ہوئے تھے یا جدا جدا [illegible]

[illegible] آیا اللہ تعالے نے سائلوں کو جواب دیئے۔ اور وہ احکام بیان [illegible]

لئے مسلمان تیار ہو چکے تھے۔ قل العفو سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]

[illegible] ان وہ [illegible] اس میں سے خرچ کریں۔ حالانکہ تنزیلاً اس حکم سے [illegible]

[illegible] سے کبھی میں انفاق [illegible] تعین کا کسی [illegible]

[illegible] اس لئے کہ وہ آیتیں [illegible] احکام [illegible]

[illegible]

...رین کے ابتدائی زمانہ میں ایسا ہی ہوا۔ اور
... محتاج اور قوم کو شوکت و کثرت حاصل ہو جاتی ہے
... نفس پر اس تشدد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ غنی و دولت مند جو کچھ
... یا اہل وعیال کی حاجتوں کے پورا کرنے کے بعد اور لوگ جو کچھ دے سکتے
... ضروریات کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اور ضرورت مقتضائے وقت کے بدل جانے
... نہیں رہتا کہ ہر شخص نفس و عیال پر ایثار کر سکے۔ اسی لئے جب اسلام کو ایک حد تک
... حاصل ہو گئی اور مسلمانوں کا شمار بھی بڑھ گیا انفاق کے سابقہ مطلق اور وسیع المعنی احکام
... دیئے گئے۔ اور لوگوں نے خود دریافت کیا کہ ہمیں کیا خرچ کرنا چاہیئے۔ اور کیا خرچ کریں
ان کو جواب دیا گیا العفو۔

عفو بمذہب جمہور حاجت سے زیادہ کو کہتے ہیں۔ اور بعض کا بیان ہے کہ یہ لفظ جہد کا مقابل
اور مراد اس سے وہ چیز ہے جو حاجت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے بسہولت و آسانی دی جا سکے
... صورت زیادتی ایک امر مجمل اور محتاج بیان ہے۔ اکثر نے زیادتی سے وہ زیادتی مراد لی ہے جو
... بعد بچ رہے۔ اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی گھر والوں کے لئے سال
... رکھنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید میں لفظ عفو مطلق آیا ہے۔ اسی لئے کہ ہر زمانہ میں ہر
... مناسب حال اپنی طرف سے اس کا اندازہ کرے۔ کیونکہ قل العفو عام خطاب ہے نہ عرب سے مخصوص ہے
... حال سے جو بعثت کے زمانہ میں مسلمانوں کا تھا۔

... سے بھی جو انفاق مراد ہے وہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ جیسے کہ صدقہ زکوٰۃ کے علاوہ
... عفو زکوٰۃ پر بھی صادق آتا ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ بھی زیادتی ہی میں سے دی جاتی ہے
... بھی ثابت ہے صدقہ زیادہ عن الحاجت ہی میں سے دیا جاتا ہے اور دینا چاہیئے
... سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الصدقۃ
... من الید السفلی وابدأ بمن تعول تقول المرأۃ انفق علی
... الی من تکلنی "

[illegible]

[illegible] اپنے تمام افضل الانبیا ہے تمام قوموں پر فوقیت [illegible]

[illegible] ہے کہ پہلے قوم کا فرد فرد قوم کا حکم رکھتا ہے۔ قوم ہر حال میں اوس کی

اور اوس کو اپنا ایک جزو سمجھتی ہے جیسے کہ وہ قوم کو اپنا کل سمجھتا ہے

مجموعہ ایک شخص واحد کے برابر بھی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔ اس لیے

فرد دوسرے فردوں سے بے تعلق اور ان کے بدخواہ ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کی موت کو اپنی

[illegible] ہیں۔ ایسی قوم کا ایک ایک شخص مردہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ پھر وہ کیسی

عہدہ برآ ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح اوس کے مقابلہ میں اپنی ہستی کو قائم

[illegible] دونوں میں کشاکش اور ان بن ہو جائے۔ مسلمان بھی چونکہ بدنصیبی سے

اپنی [illegible] فراموش کر کے دوسری صفت کے منتشر قوم ہو رہے ہیں اسی لیے ہلاک

ہوتے جاتے ہیں۔ اور اتحاد و جمعیت والی قومیں انہیں پامال کرتی جاتی ہیں۔ کاش اب

رہ کر بیدار ہوں اور سب ایک دوسرے کی مدد کر کے رہی سہی جمعیت کی حفاظت

[illegible] کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ قوم کہلانے کے مستحق ہوں۔ دنیا میں آج تک

[illegible] کے بغیر نہ قائم ہوئی اور نہ قومیت کو محفوظ رکھ سکی ہے جب کہ

[illegible] غیروں کی مدد کی اور زبردستوں نے زیردستوں کی دست گیری کی

[illegible] طرح عامہ کی حفاظت و تکمیل کے لئے مال خرچ کیا تو وہ قلت عدد کے

[illegible] آئی۔ اور اوس کو سرداری ملی۔ اور جب یہ باتیں بڑھتی بڑھتی [illegible]

[illegible] اور ملک و دولت ان کے ہاتھ سے نکل گئی

[illegible] اتفاق کے دو [illegible]

[illegible]

... کرو ... بہتر یا کروہ۔

... سے بھی منع کرتا ہے۔ اگرچہ راہ معصیت میں نہ ہو۔ لیکن ... صرف کرتے ہیں اور معصیت کے کاموں میں کرتے ہیں۔ مصالح عامہ ساری معطل ... اور یہ بے ہوش خبر نہیں ہوتے۔ ہوا و ہوس اور جھوٹے فخر و مباہات نے ان کو ... بنا رکھا ہے۔ اسی لئے یہ خود تباہ ہوتے ہیں اور قوم کی شان روز بروز گھٹتی چلی ... ہے۔ حالانکہ جو کچھ بیہودگیوں میں خرچ ہو رہا ہے اگر یہی قومی ضروریات کے پورا کرنے ... صرف کیا جائے۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں قوم کی حالت بدل جائے۔ سچی تعلیم اور قومی ترقی بہت ... زمانہ میں قوم کی سب سے بڑی ضرورتیں ہیں۔ کاش مسلمان اپنے بیہودہ اسراف کا ... عشر عشیر بھی اس ضرورت میں خرچ کریں اور اپنی بگڑی ہوئی کو بنائیں۔

کذلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون۔ اللہ تعالے مصالح و منافع کے متعلق احکام یونہی وضاحت کے ساتھ بیان کیا کرتا ہے۔ تاکہ لوگوں کی عقلیں اشیاء کے مفاد و مضار کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ پھر جس کو بالکل مضر پائیں یا جس کا ضرر زیادہ دیکھیں مصلحت و بصیرت کی بنا پر اوسے ترک کریں۔ اور جسے مفید و نافع جانیں اوسے طلب کریں۔ پس یہ اوسکی تم پر ایک ... ہے کہ اوس نے تم کو کوئی ایسی تکلیف نہیں دی کہ جس کے فائدہ اور نقصان کو تم نہ سمجھ سکو ... تمہاری عقل اور ارادے پر بیجا دباؤ نہیں ڈالا۔ بلکہ اوس نے اپنے احکام کے اسرار تم کو بتائے ... تم کو عقل سے کام لینے کی ہدایت کی۔ تاکہ تم اس ہدایت کے ذریعہ سے روحانی و عقلی ترقی حاصل ... اس لئے کہ خداوندی احکام سب تمہارے فائدہ کے لئے ہیں نہ خدا کے لئے۔ فی الدنیا والآخرۃ پھر یہ احکام جو خدائے تعالے نے تم کو پہونچائے ہیں نہ صرف مصالح دنیوی ہی میں غور و فکر سے مخصوص ہیں۔ اور نہ صرف طلب آخرت ہی ہیں۔ بلکہ دونوں سے متعلق ہے۔ اس لئے دنیا و آخرت دونوں کے کاموں میں فکر و غور کرو۔ تاکہ جسمانی و روحانی مصالح دونوں حاصل ... اور امت وسطی اور کامل آدمی بن جاؤ۔ اور ان کے ساتھ نہ رہو جنہوں نے خیال کیا کہ آخرت ... اور اوس کے منافع و مصالح سے دست بردار ہونے کے بغیر نہیں ملسکتی۔ اور ... کی بنا پر دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ اس لئے کہ دنیا آخرت ... تو یا ہی نہیں تو وہاں کاٹنے کو کیا دہرا تھا۔ اور نہ اون لوگوں کے مانند ہو ... اور ... سے یہانتک اون کے اخلاق

اور دو حالت میں ...

کو بگاڑنے کا باعث ہوئے اور آخر کار دنیا و آخرت میں ...

لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ ۔ دنیا و آخرت دونوں کی مصلحتوں ...
واشارہ جو اس آیت میں ہے موافق ہے آیہ دعاء ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ ...
کے جس کی تفسیر ہوچکی ہے۔ ان اور اس قسم کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے گویا ظاہر کیا ہے ...
دائرہ فکر کی توسیع۔ اور مصالح دارین میں عقل سے کام لینے کی ہدایت کرنا ہے۔ اور آخرت پر دنیا کو
اس لئے مقدم کیا ہے کہ وہ وجوداً و طبعاً مقدم ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس امر کا اللہ تعالیٰ نے ہمکو
حکم دیا اور ہدایت کی ہے وہ ہمارے دین میں داخل ہے۔ اسی لئے علمائے اسلام نے کہا ہے کہ
کہ وہ تمام صنائع و فنون جن کی انسان کو حصول معاش کے لئے حاجت ہوتی ہے فرض دینی ہیں
اس لئے جب قوم ان صنائع و فنون میں سے کسی فن و صنعت کو چھوڑ دے اور افراد امت میں سے
کچھ فرد ضرر حاجت کے روکنے کے لئے اون کو نہ سنبھالیں۔ تو ساری امت گنہگار اور
دین الٰہی کی مخالف ہوتی ہے۔ صرف وہ عاجز اس گناہ و مخالفت سے بچتے ہیں جو کسی طرح
اون کاموں کو کر ہی نہ سکتے ہوں۔

اسی اصل و بنیاد پر کئی صدیوں تک کاخ اسلام قائم رہا۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں علم
و تمدن کی وسعت کیوجہ سے کوئی نئی صورت پیش آئی۔ اور جس کی حفاظت اور تعمیم کی حاجت
پڑی۔ مسلمان اس کے اختیار و قیام اور حفاظت کو اپنے ذمے لیتے اور ذمہ داری کا حق ادا ...
اور مذکورہ بالا آیتوں کی بنا پر اس کو دینی فرض سمجھتے۔ کئی صدیوں تک یہی دستور رہا ...
کہ لوگوں نے دین میں غلو کرنا شروع کیا۔ اور امم سابقہ کے نقش قدم پر چلکر مصالح دنیا کو چھوڑ
بیٹھے۔ اور اسی ترک کو زہد و توکل کہنے لگے۔ حالانکہ وہ نہ زہد ہے نہ توکل۔ اور رفتہ رفتہ
یہ اثر ہوا کہ شریعت کیطرف سے بے پروائی ہونے لگی۔ اور اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ ...
پر کوئی اسلامی حکومت بھی ایسی باقی نہیں۔ جو احکام شریعت کو قائم کرسکے۔ اس ...
بھر میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس زمانہ میں لوگوں پر حکومت کرنے کی قابلیت
رکھتا ہو چہ جائیکہ علوم و صنائع کی وسعت اور جمیع عالم کے باہمدگر ...
قومی و ملکی مصلحتوں کا واقف ...

Marfat.com

... علوم وفنون کو مفسد اعتقاد اور

... کرتے ہیں اور یہ خیال واعتقاد جیسے قدیم امتوں کا خیال

ایسے ہی قرآنی ہدایت کے بھی بخلاف ہے کبھی کبھی علما کی جماعت سے یہ صدا بھی

... ہے کہ جب مصالح دینوی وعلوم عصریہ ضروریہ میں فکر وتدبیر کرنے سے انہیں لوگوں

... اعتقاد فساد وخرابی سے محفوظ ومامون نہیں تو پھر کیا حال ہوگا اون مسلمانوں کا جو

دنیوی علوم پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اور علوم دین سے بقدر معتدبہ آگاہی نہیں رکھتے۔ علما کے

اس فیصلہ کے معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں کہ اسلام عمران وتمدن کی ضد اور علم ونظام

عالم کا دشمن ہے۔ لیکن قرآن اس فیصلہ کو باطل کرتا ہے۔ اور اسلاف کرام کی سیرت وعمل سے

اس اعتقاد وخیال کی تکذیب ہوتی رہی ہے۔ مگر کہاں ہیں اب وہ لوگ جو اون کا اتباع کریں۔

... علما کی ایک جماعت جس نے کتاب اللہ کو کبھی عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ اور اس کی

ایک آیت کو بھی فکر وتدبیر سے نہیں پڑھا۔ بخیال خود مسلمانوں کو دو قسم پر منقسم کرتی ہے۔ اور

کہتی ہے کہ ایک قسم دنیا دار ہونی چاہیئے۔ اور دوسری دیندار۔ دنیا دار جو کچھ چاہیں کریں۔ نہ اونکے

شک ویقین کو قابل اعتبار سمجھا جائے اور نہ اون کے اعمال کی پروا کیجائے وہ صالح بنیں یا طالح

ہو لکیں۔ رہے دیندار اون کو دنیا میں ملوث نہ ہونا چاہیئے۔ دنیاوی علوم فنون سی انہیں

سروکار نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ وہ تمام تر وسائل عمل میں لانے چاہئیں۔ کہ جو اون کی عقل و

فکر کو دنیا اور دنیاوی کاموں کیطرف رخ ہی نہ کرنے دیں۔ انہیں کچھ خبر نہ ہو کہ دنیا دار کیا

کرتے ہیں۔ اور دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اور دنیاوی خیر وشر اور نفع وضرر کیا چیز ہے۔ اور

اسی قسم کے لوگوں کو دینی ریاست واقتدار دنیا اور اون کو اپنا پیشوا ومقتدا ماننا چاہیئے

لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کے کوتاہ اندیش نا معاملہ فہم کاروان امت کے سالار بنکر کارواں سالاری

کے فرائض ادا کر سکیں۔ کیونکہ قوم کا بڑا حصہ بحکم ضرورت پہلی ہی قسم کا ہوگا۔ اور دوسری قسم

کے لوگ اون کے حالات سے ناواقف جو عقل معاش ونظام میں اون سے کم اور جہل وغباوت

میں اون سے زیادہ ہونگے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ کسی ایک ہی کو اپنے پیچھے لگا سکیں۔ اور کیونکر

... ہو سکتی ہے " ماخوذ از تفسیر المنار "

... قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ ...

... لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۲۲۰)

Marfat.com

اور اگر تم اون کو ملا جلا کر رکھو یا اون ... [illegible]

کو جانتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تم پر مشکل ڈال دیتا البتہ اللہ زبردست حکیم ہے۔

تفسیر۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آیۂ ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ نازل ہوئی تو مسلمان یتیموں کے مال سے سخت اجتناب کرنے لگے۔ یہانتک کہ جن لوگوں کے پاس یتیم تھے۔ اُنہوں نے یتیموں کے مال و اسباب کو اپنے مال و اسباب سے الگ کر دیا۔ اور کہانا پینا الگ کر کے اون کے ساتھ ملکر رہنے سہنے سے پرہیز کرنے لگے۔ اگر یتیم کے کھانے میں سے کچھ بچ رہتا۔ اوسے ڈہک دبا کر رکھ چھوڑتے۔ خود ہرگز نہ کھاتے۔ اور جب کہاتا اوسی کو کھلاتے چونکہ یہ بندشیں جو اُنہوں نے اپنے اوپر فرض کر لی تھی۔ نہایت سخت تھی اور اُنہیں تکلیف بھی ہوتی تھی۔ اِس لئے اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا۔ اسپر اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا آیت بھیجی۔

صحابہ کی طرف سے مذکورہ بالا سوال پیش آنے کی مفصّل کیفیت یہ ہے کہ اسلام کے ابتدا زمانہ ہی سے یتیموں کے متعلق وصیتیں شروع ہو کر اس سے پہلے کہ سورہ نساء کی آیت آئے متعدد احکام یتیموں کی نگہداشت اور دلداری کے آچکے تھے۔ اور اس بار بار کی تاکید سے مسلمانوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ یتیموں کے حق میں خدائے تعالےٰ کی عنایت و توجہ کس درجہ ہے۔ اور اون تمام احکام کے پابند بھی تھے۔ یہانتک کہ سورہ نساء میں ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونہم نارا نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی تمام سہم گئے۔ اور اون کے خوف و ہراس کی کوئی حد نہیں رہی۔ اِس لئے کہ یہ ممکن نہ تھا کہ یتیم اور ہر حال میں اون کے شامل حال رہیں۔ اور دونوں کا مال ملا جلا رہے۔ اور پھر کسی نہ کسی وقت تہوڑا بہت اون کے مال میں سے یا کہانے پینے کے چیزیں میں سے جو مال ہی کے ... خود نہ کھا پی لیں۔ اگرچہ اس صورت میں جیسے یہ ممکن تھا کہ یتیموں کے حق کا کوئی دانہ بے خبر گیروں کے پیٹ میں چلا جائے ویسے ہی یہ بھی یقینی تھا کہ اون کے مال سے ... پی لے۔ اور عوض معاوضہ ہو جائے۔ لیکن اون سچے مسلمانوں کو ... الذکر کے نزول کے بعد وہ ایسے گھبرائے کہ اُنہیں ...

بھی ...

Marfat.com

Marfat.com

...حق میں سے بھی کچھ اپنی تصرف
...کا کھانا پینا اور تمام مفروضات الگ کر دیں لیکن جب تجربہ ہوا
...اختیار کی ہے اس سے خود اپنے کو پھر تکلیف ہونے لگی۔ اور یتیموں کی بھی
...مصلحت نہیں ہے۔ بلکہ اس حالت میں اون کی تربیت بگڑ رہی ہے اور اون کا مال
...ہوتا ہے اور ایکطرح ان پر قہر بھی ہو رہا ہے کہ گھر میں ایک کتے یا پلے ہوئے جانور کی
...ہو گئے تھے۔ کہ کھانا پی لے اور الگ رہے۔ یہ حالت دیکھکر نہ انہیں یہ گوارا ہوا کہ پھر اون کے
...اسی طرح مل جلکر رہنے لگیں۔ اور نہ طبیعت نے یہ مانا کہ وہ یوں خراب وخستہ الگ تھلگ
...اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہوا کریں۔ اسی حیرت وپریشانی میں آکر آں حضرت
...اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا۔ چونکہ سوال میں دو باتیں دریافت طلب تھیں۔ اصلاح اور مخالطۃ
...لئے اللہ تعالےٰ نے بھی جواب میں ان دونوں کی تفصیل کر دی۔ اور فرمایا کہ اِن سوال والوں
...کہ یتیموں کی اصلاح اچھی ہے۔ اور اگر تم اون سے مل جلکر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ قل اصلاح
...خیر وان تخالطوہم فاخوانکم۔
...اصلاح لہم خیر کے معنی یہ ہیں کہ یتیموں کو تربیت وتہذیب سے آدمی بنانا اور نمو وافزائش سے
...کے مال کی اصلاح کرنا یہ بہتر ہے اِس سے کہ اون کو یونہی شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے اور
...کے اخلاق خراب اور حقوق ضایع ہو جائیں۔ ان کے اصلاح ہی میں اون کی اور ان کے
...اور اون کے کفیلوں کی بھلائی ہے۔ اس لئے کہ نگرانی وتادیب سے وہ خود درست
...دوسروں کے لئے اچھی مثال قایم ہو گی۔ کفالت وتادیب کرنے والوں کو اِس
...کا ثمرہ ملیگا۔ اور اون کے ذریعہ جو خرابی قوم میں بطریق تعدی وصحبت پھیلنے والی
...اس کا سدباب ہو جائے۔
...رازی نے اِس آیت کی تفسیر میں قاضی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اصلاح لہم خیر یتیم
...مصلحتوں کی اصلاح از قبیل تادیب وتہذیب وغیرہ کو شامل ہے۔ تاکہ یتیم تفضل وادب
...اس لئے کہ یہ بھلائی اوس کے حق میں زیادہ مفید وموثر ہے۔ اصلاح
...مال بھی اس میں داخل ہے۔ تاکہ نفقہ اوس کے مال کو ختم نہ کر دے
...وان تخالطوہم فاخوانکم کا مطلب یہ ہے کہ یتیموں
...اون کو امداد اون کے مال کو

بھائی ملک معاش میں شریک [illegible]
نقصان نہیں پہونچتا بلکہ سب کا فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اس [illegible]
ہر ایک اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے سب کی عام مصلحت کی رعایت [illegible]
آیت کا یہ ہے کہ اگر تم یتیموں کے ساتھ مل جلکر رہو تو تم پر واجب ہے کہ اون کے ساتھ
کا ایسا سلوک کرو۔ اور یتیم گھر میں اسی طرح رہے۔ جیسے چھوٹا بھائی جس کی مصلحت کی
امکان رعایت کیجاتی ہو اور کوشش یہی رہتی ہے کہ پلڑا اوسی کا بھاری رہے۔

قرآن کا یہ حکم کہ یتیموں کے ساتھ بھائیوں کا ایسا سلوک کرو اقربا کی اوس محبت
پر مبنی ہے جو ہر سلیم الفطرت میں پایا جاتا ہے لیکن ان دنوں یہ نسبی تعلق بھی قومی سیاست
فساد یا اوس کے ساتھ ساتھ بگڑ چکا ہے۔ بھائی بھائی کے مال میں بیجا طمع کرتا ہے ا[illegible]
راستے میں گڑھا کھودتا ہے۔ چونکہ اسوقت کچھ لوگوں کی طبیعتیں بگڑ چکی ہوتی ہیں۔ ا[illegible]
فطرت زنگ آلودہ ہوگئی ہوتی ہے۔ اس لئے اون کو فطرت ہی پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ [illegible]
خیر اندیشی و بدخواہی کی تمیز کے واسطے ایک جداگانہ قاعدہ مقرر کر کے اللہ تعالے نے فرمایا
یعلم المفسد من المصلح۔ یعنی اللہ نے تم کو یتیموں کے ساتھ رہنے سہنے کا تو در[illegible]
وجہ سے حکم دیدیا۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تمہارے دل کیا کیا اصلاح و فساد کا قص[illegible]
پس تم پر واجب ہے کہ اپنی نیت و عمل کی پوری محافظت کرو اور جان رکھو کہ یتیموں [illegible]
جو کچھ تم کرو گے اوس کے ذرہ ذرہ کا تم سے حساب لیا جاویگا۔ خدائے تعالے کا [illegible]
صرف اس لئے ہے کہ یتیموں کے نگراں پوری احتیاط رکھیں اور خدا کو حاضر و ناظر [illegible]
حالتوں میں بھی یتیموں کے مال سے اجتناب کریں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سوا خوف خدا کے
بیکسوں کا مال کھانے سے اور کوئی بات اور کوئی خیال نہیں روک سکتا۔ اور [illegible]
دیکھنے بھالنے اور پرس وجو کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اکثر یتیموں [illegible]
دیکھتے ہیں کہ یتیموں کا مال کھا کھا کر دولتمند بنجاتے ہیں۔ اور کہنے کو بھی [illegible]
رہتی ہیں کہ ہم یتیموں کی اصلاح اور اون کے مال کی توقیر کرتے ہیں [illegible]

ولو شاء اللہ لاعنتکم۔ ان اللہ [illegible]

... اور اون ... بنے ... اور اون کا الگ

... لیکن اللہ بڑا رحمت ہے ... سے زیادہ تم کو تکلیف نہیں

... نہیں بنایا۔ اس لئے مباح کیا کہ یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہو۔ بایں شرط کہ

... بھائیوں کا الیا سلوک کرو اور اپنے مال کے ساتھ ارادۃً اون کا مال نہ کھاؤ۔ ہاں

... سے درگذر کے قابل ہے اور جس سے مل جل کر رہنے والے بچ ہی نہیں سکتے وہ

... یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہنے میں تم ان باتوں کا پورا خیال رکھو۔ اور یہ خدا دیکھتا

... کہ تم کس طرح اوس کے حکم کو بجا لاتے ہو۔ اس لئے کہ تمہارا کوئی عمل اور کوئی ارادہ اوس سے

... نہیں۔ ان اللہ عزیز حکیم۔ اللہ زبردست و غالب ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تم کو تکلیف

... یا بردشتنی بوجھ تم پر ڈالتا۔ اس سے اوس کو کون روک سکتا تھا۔ لیکن اوسکی رحمت

... نے چاہا۔ بلکہ یہی چاہا کہ شریعت مصالح عباد کی جامع اور انسانی فطرت کے مناسب ہو

... لئے اوس نے تمکو تکلیف نہیں دی بلکہ تمہارے اوپر رحم کیا۔ (ماخوذ از تفسیر المنار)

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ
اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٠٥﴾

... اور مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ یہانتک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور تحقیق

... لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ (اپنے حسن و جمال سے) تم کو حیرت ہی میں کیوں نہ ڈالدے

... مسلم عورتوں کا مشرک مردوں کے ساتھ۔ یہانتک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور تحقیق مومن غلام

بہتر ہے اگرچہ وہ تمکو بہت ہی بھلا کیوں نہ معلوم ہو۔

... دوزخ کیطرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت و مغفرت کیطرف بلاتا ہے۔ اور اپنے

... بیان کرتا ہے اس لئے کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔

... مرثد ابن ابی مرثد الغنوی کے حق میں نازل ہوئی جب کو رسول اللہ صلی اللہ

... مکہ بھیجا تھا کہ وہاں سے کچھ مسلمانوں کو چپکے سے نکال لائے۔ جب

... مشرکہ آشنا کو بھی خبر ہوئی۔ اور وہ آکر خلوت

... اسلام ...

Marfat.com

ہو گیا ہے اوس سے

میں مدینہ جاکر رسول اللہ سے اجازت لے لوں۔

ملول رکھیگا۔ اور یہ کہکر اپنی قوم کو پکارا۔ لوگ آگئے اور انہی فرزند کو

جب وہ مکّہ سے مدینہ میں آئے تو سارا ماجرا آں حضرت کو سنایا۔ اور پوچھا کیا میں

کر سکتا ہوں۔ اُسوقت حرمت کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن رواحہ کے حق میں

جس نے ایک مومنہ لونڈی سے نکاح کرلیا تھا۔ اور لوگ اُن کو یہ کہہ کر ننگ کرتے

لونڈی سے نکاح کیا ہے۔ زبان ملامت بند کرنے کیلئے یہ آیت آئی۔

مشرکہ کی تفسیر میں علمائے امّت کا اختلاف ہے۔ بعض کا مسلک یہ ہے کہ آیت ہر

عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کو منع کرتی ہے۔ عام اس سے کہ وہ مشرکہ بت پرست

مجوسیہ۔ یا یہودیہ۔ یا نصرانیہ وغیرہ۔ لیکن اس آیت کے بعد سورۂ مائدہ میں اللہ ت

عورتوں کو مستثنیٰ کردیا۔ اور فرمایا۔ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم

تفسیر پر آیہ زیر بحث منسوخ ہوگی اور سورۂ مائدہ کی یہ آیت اوسکی ناسخ۔

اور بعض کا مسلک یہ ہے کہ یہ آیت مشرکات عرب کے ساتھ نکاح کرنے کو منع کرتی

مشرکات سے وہی مشرکات عرب مراد ہیں جن کے پاس کتاب نہ تھی۔ اس مسلک کے

سورۂ بقرہ وسورۂ مائدہ دونوں کی دونوں آئتیں محکم ہونگی۔ اور کوئی ناسخ منسو

میرے نزدیک یہی مسلک زیادہ قوی اور پسندیدہ ہے۔

مبنیٰ مذکورہ بالا اختلاف کا یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض اوصاف اہل کتاب

مذکور ہیں جن سے اون کا مشرک ہونا پایا جاتا ہے۔ انہیں اوصاف کو فریق اول

اور کہتا ہے کہ جب قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے " وقالت الیہود عزیر ابن

النصاریٰ المسیح ابن اللہ۔ واتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون

بن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الٰہ الا ہو سبحانہ عما یشرک

مشرک ہے تو پھر کتابیہ عورتیں کیوں مشرک نہ ہوں۔ وہ فرور مشرک

اون کو سورۂ مائدہ کی آیت سے مستثنیٰ کردیا۔

سے سوائے کتابیہ کے

... اہل الکتاب اور المشرکین بعطف بیان ...
... مغایرت کو چاہتا ہے۔
... عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں بھی اختلاف ہے۔ اور اختلاف کی اصل یہ ہے ...
... شرک کو اسمیت کے درجہ پر پہنچاتے ہیں۔ اور وہ حرمت کے قائل ہیں۔ اور جواس کے ...
... وہ جواز کے۔ اور بعض فقہا نے اون کے متعلق کتابیہ ہونے کا شبہ کیا ہے اور سورہ ج ...
... الذین امنوا والذین ھادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ...
... یفصل بینھم یوم القیمۃ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ عطف مغایرت کا مقتضی ...
... ہے مشرکین و مجوس میں غیریت ہونی چاہیئے۔ اور اسی بنا پر مشرک و مجوس کے جزیہ ...
... فقہا نے فرق کیا ہے۔
... نکحوا المشرکات ...... مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مشرک ہیں اور تمہارے اور اون کے
... اعتقاد میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ تم اوس سے رابطۂ نکاح نہ پیدا کرو۔ نہ خود اون کے
... نکاح کرو۔ اور نہ اون کا اپنے یہاں۔ لیکن کتابی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔
... المحصنات من الذین اوتوا الکتاب ....... الخ
... کتابی مرد اور مسلمہ کا نکاح اس سے قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور مفسرین نے لکھا
... ہے اور سنت و اجماع سے اوسکی تاکید ہوتی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ اصل میں
... نکاح ہے۔ لیکن شرک کی غلاظت کی وجہ سے مشرکین و مشرکات کے ساتھ حرام
... تالیف قلوب کے لئے کتابی عورتوں کے ساتھ نکاح حلال کیا گیا تاکہ اہل
... اسلام میں ہمارے حسن سلوک اور ہماری شریعت کی سہولت سے باخبر ہوں ...
... حسن سلوک اور دینی سہولت کا اندازہ ...

Marfat.com

کتابی عورت کے ساتھ موقوف ... 

بہذا ہے کہ کتابی کا نکاح مسلم کے ساتھ نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے

ممانعت کی دلیل ہیں۔ نہ کہ آیۂ قرآن۔

(تنکحوا الصیغہ مذکر) یہی ظاہر کرتا ہے کہ مرد ہی اپنا اور اُن عورتوں کا

ہیں جن کے وہ ولی ہوں۔ اور عورت بالاستقلال اپنا نکاح آپ نہیں کر سکتی

نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔

بعض مفسرین نے امۃ اور عبد سے بردہ و کنیز مراد لئے ہیں۔ اور مطلب یہ بیان

کہ مومنہ کنیز مشرکہ آزاد عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ کیسی ہی حسین و جمیل کیوں نہ ہو اور

مشرک آزاد سے اچھا ہے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی حسن و جمال کیوں نہ رکھتا ہو۔ اور بعض

نے لکھا ہے کہ امۃ سے امۃ اللہ اور عبد سے عبد اللہ یعنی مومن و مومنہ مراد ہیں

مومن و مومنہ ہی درحقیقت اللہ کے غلام ہوتے اور اوسکی اطاعت کرتے اور اس سے

ڈرتے ہیں۔ اور اسی لئے وہ مشرکوں سے بہتر ہوتے ہیں۔

مشرک و مشرکہ کے ساتھ نکاح کی حرمت کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ نکاح ...

صرف بھی خواہش کا پورا کر لینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ نکاح کا اصل مقصود یہ ہے کہ ...

تمام حالات و امور میں ایک دوسرے کے شریک ہمدرد و غمخوار اور ہر حال میں ...

اور یہ مقصد اوسی حالت میں بر آسکتا ہے کہ مرد کو عورت پر بھروسہ ہو۔ اور ...

اور اوس کے اولاد اور اوس کے مال و متاع کی ایسی خیر اندیش و محافظ ...

او ... ان چیزوں میں اوسکا برابر کا حصّہ ہے۔ ویسی ہی وہ اپنے واجبی ...

اگرچہ حسن و جمال بعض اوقات طبیعت پر قابو پا کر جبراً نکاح کرا دیتا ہے

دلکش ... فریب ... ایسا نہیں ہوتا کہ زوجہ کے تمام لوازم ...

... و خیال و اعتقاد ... کسی ... خرابی ... کا ...

Marfat.com

...مشرکہ پر اوس کی اہلیت یا اوس کے گھرانے کی

...ہوتی ہے اوس لئے شیطانی خواہشیں اور بت پرستانہ توہمات اوس کے

...ین ہوگئے ہیں۔ جو اوسے خیانت پر ابھارتے اور اوس کی اولاد کے عقائد کو

...ے ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ شوہر حسن و جمال کی وجہ سے اوس کے ہاتھ بک چکا

...ب اختلاف اعتقاد کے باوجود شوہر کو بیوی کی خرابیاں معلوم ہوتی ہیں خصوصاً

...حالت میں کہ حسن و جمال کا خاتمہ ہوچکا ہو یا وہ شوہر کی نگاہ میں بے وقعت ہوچکا ہو تو

اوس کی میت وبال جان ہوجاتی ہے۔ اور عیش منغص و مکدر۔ انہیں اور ان جیسے امور پر

...ے جو خانہ برانداز معاشرت ہیں اسلام نے مسلمانوں پر مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح حرام کیا

...ور آزاد مشرکہ پر مومنہ کنیز کو ترجیح دی۔

رہی کتابیہ اور مومن کے نکاح کی حلت وہ اس لئے کہ کتابیہ اور مومن میں بہت بڑا فرق

نہیں۔ اللہ پر وہ ایمان رکھتی ہے اوسکی پرستش کرتی ہے۔ انبیا کو مانتی ہے آخرت اور جزا و

...کی قائل ہے اور مذہباً خیر کو واجب اور شر کو حرام جانتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی صلی اللہ

...وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتی۔ اور جو شخص کہ عام نبوت پر ایمان رکھتا ہو وہ نبی صلی اللہ

...سلم کی نبوت سے صرف اسی حالت میں انکار کرسکتا ہے کہ آپ کی شریعت سے جاہل اور

...سے ناواقف ہو۔ کیا آپ کی شریعت بھی بالکل ایسی ہی شریعت ہے جیسی کہ اور انبیا

...سلام کی۔ جو کچھ زیادتی ہے وہ صرف باقتضائے وقت اور انسان کی استعداد بڑھانے کی

...ا انکار رسالت کی وجہ ظاہری عناد و خصومت ہوسکتی ہے۔ جس کے ساتھ دیا ن...

...ہے۔ اور یہ فرق کوئی بڑا فرق نہیں اور ممکن ہے کہ مسلم مرد کے ساتھ رہ سہکر

...ن کی حقیقت اور شریعت کی خوبی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اون آیات

...سے آپ کی تائید ہوئی اور اس علم کے ساتھ اوس کا ایمان کامل اور

...ں ہے اگر کتابی کا مومنہ کے ساتھ نکاح کیا جائے تو ... غا...

...لبہ ہوگا اور ممکن ہے کہ عورت جہل و ضعف کی

[illegible]

[illegible] سے منافی تساہل و تسامح کرجاتا ہے۔ اور شرک [illegible]

[illegible] تساہل اور تسامح خطرناک ہوسکتا ہے۔ کہ مشرکانہ عقائد [illegible]

[illegible] اور ایک ہدایت یافتہ گمراہ کے قریب میں آجائے۔ اور شبہے میں پڑکر

[illegible] سمجھنے لگے۔ اس قسم کے شبہات ہی نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کیا

[illegible] والے بھی اس فتنہ سے نہ بچ سکے جنہوں نے مشرکین سے اجتناب

[illegible] شرک کیا۔ اون میں شرک داخل ہوا اور اون کو خبر تک نہ ہوئی

[illegible] معبودوں کو اپنا معبود و شفیع نہیں بنایا لیکن اپنے انبیا [illegible]

[illegible] درمیان وسیلہ و واسطہ ٹھیراکر شرک میں مبتلا ہوگئے۔ اور خیال کیا کہ

[illegible] کے منافی نہیں ہے جس کے ماننے کا اون کو حکم دیا گیا

[illegible] روحانی اور عقلی ترقی کی بنیاد ہے۔ اُنہوں نے ظاہری الفاظ

[illegible] کا نام بدل کر یا حقیقت کا جداگانہ نام رکھکر مشرکانہ کام کئے۔ غیر اللہ کی

[illegible] کو عبادت نہ کہا بلکہ توسل و شفاعت طلبی سے موسوم کیا

[illegible] اور شفیع و وسیلہ ٹھیرالیا۔ اور خیال کیا کہ اون کو رب [illegible]

[illegible] بالاستقلال خالق و رازق و محی و ممیت ہیں اور اگر وہ [illegible]

[illegible] موجود ہیں تو انکو معلوم ہوتا کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں اور [illegible]

[illegible] سمجھتے ہیں پس جبکہ مشرکین کے [illegible]

[illegible] اسلام مشرکین [illegible]

Marfat.com

...کی خصوصیت ...
... خدائے واحد کی عبادت کا حکم ... اور یہی اعتقاد
... محبت کا اولین واسطہ ترتیب ہے۔ جبکہ وہ ...
... اس لئے کہ معصیت وخطا موحد کی روح پر غالب نہیں آسکتی۔ اور اس لئے
... شریر النفس نہیں بنا سکتی۔ چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے۔ ان الذین اتقوا اذا مسہم
... من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون۔
... کہے کہ مشرک ومشرکہ کے ساتھ نکاح کرنے میں جو خرابی پیدا ہوتی اور حرمت کی علت
... کے ساتھ نکاح کرنے میں بھی موجود ومتحقق ہے۔ اس لئے کہ کتابیہ بھی اپنے عادات و
اقوال وافعال اور عقائد فاسدہ کا پرتو شوہر اور اولاد پر ڈالے گی۔ مانا کہ عقائد صحیحہ
... شوہر سے متفق ہوتی ہے۔ یعنی اللہ اور نبوت اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے۔ لیکن
... کا یہ اختلاف کیا کم ہے۔ کہ کتابیہ مسلم کے خلاف اپنے اعتقاد میں اللہ کو ایسی صفات
... مانتی اور انبیاء اللہ و انداد اللہ کی قائل ہوتی ہے۔ جو اسلام کے بالکل خلاف
... تمام اعتقادات باعث ہیں عذاب آخرت کے۔ پس کتابیہ قابو پاکر شوہر کو اور اولاد کو
... کی دعوت دیگی۔ اور یدعون الی النار کا مصداق ہوگی۔ اور غالباً اسی وجہ سے
... کا ایک فرقہ کتابیہ کیساتھ بھی نکاح کی حرمت کا قائل ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے
... برابر نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ کتاب وسنت نے مشرکین واہل کتاب میں فرق کیا ہے اور
... دونوں کو ایک حکم میں جمع نہیں کیا۔ جیسا کہ مومنین اور اہل کتاب کو جمع کیا ہے چنانچہ
... ان الذین امنوا والذین ہادوا والنصاری والصابئین من امن باللہ والیوم
... صالحا فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اسی قسم کی اور بہت
... موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب مسلمانوں سے بہت ہی
... مسلمان اور اہل کتاب کا معبود ایک ہے۔ اور جو کتابیں ان دونوں کے
... دونوں فرق میں صرف اتنا ہے کہ مسلمان ... مخلص ہیں
... انہوں نے اپنی کتاب کے خلاف رہبان ...
...

...سے تحریف ہو گئے ہیں۔ جیہوں...

...بدعت و بدرسم پر چلے۔ حالانکہ اصل دین قرآن کے ذریعے...

ہے۔ اور اہل کتاب کی کتابیں اس طرح محفوظ نہ رہ سکیں پس جبکہ ہم میں

ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ مخلص موحدوں میں جو کتاب وسنت پر عامل ہوں اور

...جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ چکے ہیں۔ تو پھر اہل کتاب

کے مانند ہو سکتے ہیں بیشک کتابیہ میں بعض باطل اعتقاد ہوتے ہیں لیکن وہ خود اون

دین کے خلاف ہوتے ہیں اور شبہ کیوجہ سے جن کو ایک سچا مسلمان بآسانی مٹا سکتا

کتابیہ کو باطل سے ہٹا کر حق وصواب پر لا سکتا ہے۔ اور اسلام کی قوی حجتوں سے

کتابیہ کے شبہات میں پڑکر اوس کا مذہب اختیار نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر مسلمان نام

اور حقائق دین سے خبر نہیں رکھتا اور پھر عالمہ کتابیہ سے نکاح کرے تو اوس کا...

...میں پھنس لیگی۔ یہ خود اوس مسلمان کا قصور ہوگا۔ نہ اسلام کا اور کتابیہ کا۔

ویبین آیاتہ للناس لعلہم یتذکرون۔ یعنی اللہ اپنے احکام کو اس لئے

بیان کرتا ہے تاکہ بندے سمجھ لیں کہ مصلحت وسعادت اونہیں کی پابندی میں ہے اور

عمل کریں۔ اس لئے کہ جب تک عامل اپنے عمل کے فائدے کو اچھی طرح نہ

...سے ملول ہو جاتا ہے اور چھوڑ بیٹھتا ہے۔ یا فراموش کر دیتا ہے...

...اوس کی علت ودلیل کو سمجھ لینا۔ اور اوسے مقتضائے مصلحت...

...ہوتا ہے۔ ماخوذ بالتصرف از تفسیر المنار۔

ویسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء...

...یطہرن فاذا تطہرن فاتوہن من حیث...

Marfat.com

... ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمکو اللہ ...

... اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور صاف ستھروں سے خوش

... تمہاری کھیتی ہیں سو تم ان میں جب "یا جیسے جسطرح" چاہو جاؤ۔ اور اپنے آگے واسطے تدبیر کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے۔ اور اے ... ایمان والوں کو خوشخبری سنا دے۔

یسئلونک عن المحیض۔ سائل ہمیشہ سوال ضرورت پیش آنے یا کسی امر کے متعلق کوئی ... پیدا ہونے ہی پر کیا کرتا ہے جب تک عربوں کے پاس کوئی کتاب نہ تھی اور اون میں ... نہیں آیا۔ اون کو کبھی کسی سے یہ پوچھنے کا خیال بھی نہیں ہوا کہ آیا ایام حیض میں مباشرت ... چاہیئے یا نہیں۔ سارا دار و مدار طبیعت پر تھا جسنے جیسا چاہا کیا۔ جب اون میں نبی صلعم مبعوث ہوئے اور احکام الٰہی وحی کے ذریعہ اور رسول کے واسطے سے پہنچنے لگے۔ یعنی صاحب کتاب ... ہو گئے۔ اور تمام قوم کے عقائد و اعمال ایک جنتری میں کھنچنے لگے تو وہ وقت آیا کہ ... میلان و نفرت کی بنا پر ایام حیض کی مباشرت کے بارہ میں جو عملی اختلاف چلا آتا تھا۔ ... خداوندی مبدل بہ اتفاق ہو جائے۔ اور سب ایک آئین و قانون کے پابند ہو جائیں۔ ... کے احساس نے بھی لوگوں کو مجبور کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام حیض ... دریافت کریں۔ اس کے علاوہ بہت سے عرب چونکہ جاہلیت کے زمانہ میں مدت یہود و نصاریٰ کے آس پاس رہتے تھے۔ اور اون کو صاحب کتاب ہونے کی وجہ سے ... افضل جانتے تھے۔ اور ایک حد تک اون کا مذہبی اعتبار عربوں کی نگاہوں میں جما ... اس لئے ممکن ہے کہ بعض حکم حیض کے بارہ میں نصاریٰ کا اتباع کرتے ہوں۔ اور ... کا عمل ایک دوسرے کے خلاف تھا۔ دین داری کا پرتو پڑتے ہی لوگوں کو یہ ... ایام حیض میں مباشرت و عدم مباشرت دونوں ٹھیک ہو نہیں سکتے ... دریافت کر کے یقینی بات جان لیں۔ مذبذب ... وسلم سے دریافت کیا ...

Marfat.com

... طہارت ... کا پورا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ ...
... والوں سے خوش اور محبت کرتا ہے۔ قل ہو اذیً ...
... میں دو حکم بیان ہوئے ہیں۔ اوّل یہ کہ ایام حیض میں عورتوں ...
... کہ جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں اور نہا دھولیں تو اون کے پاس ...
... طہارت پورا کرو۔ اس دوسرے حکم سے یہ احتمال پیدا ہو سکتا تھا ...
... صرف حیض سے پاک ہونے اور غسل کرنے کے وقت کے لئے ہے
... حکم مذکورہ بالا حکم کا یہ منشا نہ تھا۔ بلکہ صرف ایام حیض کی ممانعت ...
... لئے خدائے تعالیٰ نے پہلی آیت کے دوسرے مجمل حکم کی بطریق ...
... بیان فرمائی کہ۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم یعنی تمہاری ...
کھیت ہیں تم اپنے کھیتوں میں جب چاہو جاؤ تمہیں اختیار ہے۔ یعنی یہ حکم ...
... سے پاک ہونے اور غسل کرنے کے بعد ہی تم بیویوں کے پاس جا سکو۔ ...
... حیض سے فارغ ہونے تک نہ جاؤ۔ اور نہ جا سکو۔ ممانعت صرف ...
... دوسرے حیض کے شروع ہونے تک جب ...
... تمہاری بیویاں تمہارے کھیتوں کی مانند ہیں جیسے تم ...
... کھیتوں میں جاتے ہو۔ ان اولاد جیسی پیداوار ...
... جاؤ۔ اور جیسے کھیتوں میں جانے اور ...
... میں جانیکی ... غرض ہوئی ...
... آیتوں کے ...

Marfat.com

...ت" اور ...ایت میں یہ آچکا ہے۔ فاتوھن من حیث
...جن ...کا اس کے بعد ہی بالکل اُلٹا حکم ہو۔ اور پس وپیش کے امتیاز کو
...ائی۔ این کے معنی میں آیا ہو۔ اور اگلی آیت میں بیویوں کو کھیتیوں سے
...یا ہے۔ جن میں جب ضرورت ہو اور جی چاہے جانا پڑتا ہے۔ یا جاتے ہیں۔ یہ سب قرائن
...کے لئے کافی ہیں کہ انی شئتم میں انّٰی بمعنی این نہیں بلکہ متٰی کے معنی میں ہے "کما ذہب
الیہ صاحب المدارک لیکن جیسے انّٰی متٰی کے معنی میں آیا ہے ویسی این وکیف" جہاں جس طرح کے
معنی میں بھی آیا ہے۔ اگر کوئی متٰی اور کیف کو چھوڑ کر انّٰی کو این کے معنی میں مان لے تو علاوہ اس کے
...مذکورہ بالا بلیغانہ عقلی قرائن اس کے خلاف موجود ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دوسری آیت میں لفظ انّٰی این کے معنی میں نہیں
ہے۔ چنانچہ آپ نے بیان کیا کہ چونکہ انصار مدینہ میں مدت سے یہود کے جوار میں رہتے چلے
آتے تھے۔ اس لئے اُنہیں کے طریق پر مباشرت کیا کرتے تھے۔ جب مسلمان مکہ سے ہجرت
کر کے مدینہ پہنچے۔ اور انصار میں ان کے نکاح ہوئے۔ تو مدینہ کی عورتوں نے اپنے قومی
دستور کے موافق کروٹ کے سوا اور طریقوں سے اپنے شوہروں کو مباشرت کی اجازت نہ دی
...اس کے خوگر نہ تھے۔ رفتہ رفتہ یہ بات پھیلتی گئی۔ اور آپس میں چرچے ہونے لگے۔ اس پر
...ت نازل ہوئی۔ اور حکم آیا کہ ایام حیض کے بعد اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو۔ اور فطرتی طریقہ
...مباشرت کرو۔ کروٹ کی پابندی کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں جس
...سے چاہو ان میں جاؤ۔ تب جا کر یہ نزاع ختم ہوا۔ اور مدینہ کی عورتیں شوہروں کی رام
...اس روایت سے پوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسری آیت میں انّٰی
...کے معنی میں ہے۔ اور اس تفصیل سے وہ لایعنی شبہ بھی خود بخود دور ہو جاتا ہے جو
...عباس کی ایک مجمل روایت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اوس روایت کے الفاظ کلام بالکنایۃ
...کی وجہ سے ذو مجمل ہیں۔ اور یہ روایت جو ہم نے بیان کی ہے اوسی روایت کے اجمال
...وضیح ہے۔ پس اگر کوئی خوش فہم کسی پر اوس مجمل روایت کی سند سے اعتراض
...عباس کی مذکورہ بالا روایت اوسے ماننی پڑے گی۔ کیونکہ یہ مفصل روایت
...کی توضیح ہے۔ اور قائل اپنے قول کی آپ ہی
...مفصل روایت کو تفصیل مان لیا

جائے۔ تو نہ شبہ باقی رہتا ہے۔ اور ...

الزام ابن عباس کی مفصّل روایت سے کلیۃً رفع ہوجاتا ہے

کہ انّی شئتم کیف کے معنی میں ہے۔ یہ احتمال باقی نہیں رہتا کہ قرآن مجید میں انّی ...

میں آیا ہو گا یا آسکتا ہے۔ کیونکہ عقلی ونقلی دلائل اس کے خلاف موجود ہیں کیونکہ

ہے کہ جہاں دو مفصّل اور متناسق آیات میں سے ایک میں حکم ہوتا ہے من حیث امرکم اللہ

اور ساتھ ہی یہ بھی خبر ہو کہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اور دوسری

آیت کا ایک حصّہ فاتقوا اللہ ہو۔ وہاں انّی شئتم سے ایسے معنی مراد لئے جائیں جو ان سب

باتوں کے خلاف ہوں۔ اور ان سب دلائل پر مستزاد ہیں وہ احادیث جو اس دور از قیاس احتمال

کے خلاف ہیں۔ اور اسلام کے تنزیہ کی بیّن دلیل۔

قرآن کے داب بلاغت کو دیکھو کہ شرم وحجاب کی باتوں کو کس خوبی سے بیان کیا ہے

جن باتوں کا اور جن لفظوں کا جلوت میں ذکر نہ آنا چاہیئے۔ ضرورۃً اون باتوں کو بیان کیا

لیکن ایسے لطیف مجاز میں کہ سمجھ میں سب کچھ آجائے۔ اور مکروہ لفظ ایک نہ آنے پائے

اس پر بھی اگر کوئی نہ سمجھے اور غلط روی اختیار کرے۔ تو یہہ خود اوس کا قصور ہے

نہ کہ قرآن و اسلام کا۔

قدموا لانفسکم۔ مرنے سے پہلے ایسے کام کرو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں یعنی جن

باتوں سے منع کیا گیا ہے۔ وہ نہ کرو۔ یا یہ کہ بیویوں کے پاس جاؤ۔ تو فرزند طلب کرو کہ ...

میں خدمت اور مدد سے اور آخرت میں دعا سے کام آئے اور اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح

جان لو کہ آخر تم کو اللہ کے پاس جانا ہے۔ اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلا دیگا۔ وا

واعلموا انکم ملاقوہ۔ اور اے پیغمبر مومنوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اون کو اون کے ...

کا اچھا بدلا دیا جاویگا۔ وبشر المومنین۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

ترجمہ۔ اور اللہ کو اپنی قسموں سے اس بات کی ...

کرو اور ...

...... عبداللہ ابن رواحہ کے حق میں نازل ہو کر عام
کی عبرت کا باعث ہوئی۔ عبداللہ ابن رواحہ اور بشیر بن نعمان میں کچھ ان بن تھی
بات پر کہ عبداللہ نے قسم کھالی کہ نہ بشیر کے پاس جاؤں گا نہ بات کروں گا۔ اور نہ اس
اور اوس کے مخالف میں صلح کرانے کی کوشش کرونگا۔ جب کوئی اس سے کہتا کہ بقرابت
بشیر سے تمہاری یہ کیسی بے اعتنائی ہے۔ غصہ کو چھوڑ بھی دو۔ وہ ہر دفعہ یہی کہدیتے کہ
نے قسم کھالی ہے۔ اور قسم کو پورا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ مسلمانو! یہ ٹھیک
نہیں ہے کہ تم اللہ کی قسم کو لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے متقی بننے اور اصلاح کرانے کی آڑ
بناؤ۔ ہرگز یہ قسم نہ کھاؤ۔ کہ ہم فلاں کے ساتھ نیکی نہ کریں۔ اون کے مابین صلح نہ کرائیں۔ اور اس
بارہ میں اتقا کی پابندی نہ کریں گے۔ اگر قسم کھاؤ تو نیکی اور نیک نیتی سے کھاؤ۔ بری نیت
سے قسم کھا کر اس قسم کے پورا کرنے کو اچھا سمجھنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اللہ تمہاری قسموں
سنتا اور نیتوں کو جانتا ہے۔ بری نیت کی قسم قسم ہی نہیں۔ پھر تم کیوں اوس کی پاسداری
ہے اور اللہ کی قسم کو نیکی کی آڑ بناتے ہو۔ اس برے طریقہ کو چھوڑو۔ اور قسم کھالینے پر بھی
ان کے ساتھ سلوک کرو۔ دو مخالفوں میں صلح کراؤ۔ اور متقی بنو۔ اور جانو کہ تم نے جو اس قسم کی
قسمیں کھا رکھی ہیں۔ اللہ اون پر تم سے کچھ مواخذہ نہ کرے گا۔ اور نہیں کرتا۔ بلکہ جو کمائی
ہے دلوں سے کی ہے اور جو وہ ارادہ کرتے ہیں اون پر مواخذہ کریگا۔ تم میں سے کچھ لوگوں نے
کی کہ ہم فلاں کے ساتھ نیکی نہ کرینگے۔ اوس کے کام نہ آئیں گے۔ یہ بری اور غصہ کی بے سوچے
کی قسم تھی۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔ اس پر اللہ بھی بازپرس کرنے والا نہیں۔ لیکن جو اس
قائم ہیں اور کہنے کو کہتے ہیں کہ ہم نے قسم کھالی ہے۔ اسے کیسی توڑ دیں۔ وہ اب جان بوجھ کر
برائی کی ٹھان چکے ہیں۔ اللہ اسی پر مواخذہ کریگا۔ پھر بھلا تمہیں قسم کی پاسداری سے نفع
اس خیال سے باز آؤ۔ لوگوں سے سلوک کرو۔ اور اون کے کام آؤ۔ اور قسم کو توڑ دو
... خیال ہے تو اللہ معاف کرنیوالا اور بردبار ہے۔
... یان کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ لیکن بدسلوکی
... کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دنیا

پھر سمجھانے ... کیا جاتا ...

حجت پیش کرتے ہیں کہ ہم قسم کھا چکے ہیں ...

ہمارے یہاں کی عورتوں میں یہ بلا حد سے تجاوز کر گئی ہے ...

گھروں کا تکیہ کلام ہے۔ بے قسم بات گویا بے اعتباری کی دلیل ہے۔ اور ... قسم

نہیں۔ خدا جانے کس کس کی کھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ شرعاً اللہ کے سوا اور کسی کی قسم جائز نہیں

اور وہ بھی بضرورت۔ یہ بدترین قسمیں جو ہمارے یہاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ایک دوسرے

درپے کرتی رہتی اور برائی پر اصرار کرنے کو واجب ٹھہراتی ہیں۔ ان کا اگر کوئی علاج ہے تو یہی

کہ قسم کھانے کی غیر مستحسن رسم اٹھ جائے۔ جب قسم ہی نہ کھائینگی تو بدسلوکی پر جو اصرار قسم کے

بہانہ سے کیا جاتا ہے وہ خود بخود جاتا رہیگا۔ اور کبائر سے الگ بچ جائینگی۔ کیونکہ تکیہ کلام

ہو جانے کی وجہ سے لوگ جھوٹی قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ ایک کام نہیں کرتے۔ ایک بات

نہیں ہوتی۔ اور جانتے بھی ہیں۔ مگر قسم کھا جاتے ہیں۔ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ایسا کریں گے۔ مگر

نہیں کرتے یہ سب قسمیں بالکل بیکار ہیں۔ اور کبائر میں داخل۔ گویا کبیرہ ہمارے نزدیک کوئی چیز

ہی نہیں۔ دن رات مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی خیال نہیں آتا کہ کیا کر رہے ہیں۔ اور

گناہ میں بھنس رہے ہیں۔ اور غیروں کی نگاہ میں بے اعتبار الگ بنتے ہیں۔ خدا جانے مسلمانوں کو کب

ہوش آئیگا۔ اور مذہبی داب جو بہترین داب ہے کون سے دن سکھیں گے۔

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢١﴾

ترجمہ۔ جو اپنی بیویوں سے قسم کھالیں ان کو چار مہینے کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ رجوع کر لیں

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر طلاق کا عزم کر لیں تو اللہ سنتا اور جانتا ہے۔

تفسیر۔ عرف شرع میں ترک ہم بستری کی قسم کھانے کو ایلاء کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ کہ جاہلیت کا دستور تھا کہ اگر شوہر بیوی سے کچھ مانگتا۔ اور

تو وہ ناخوش ہو کر انتقاماً قسم کھا لیتا کہ میں سال دو سال تک اس کے پاس نہ آؤنگا

نہ ہونگا۔ اور بیوی کو اس قسم کی بدولت معلق محض رہنا پڑتا۔ نہ تو وہ بے شوہر

کرے کیونکہ شوہر موجود ہوتا اور نہ شوہر والی رہتی ...

... آیا تو اس نے ایلاء ...

Marfat.com

ہیں کہ ایلاء جاہلیت کا دستور تھا

اسے ایذا دینا اور تکلیف دہی کے خیال سے اُس کے پاس نہ جاتا

اور اس کے خیال سے یہ بھی نہ گوارا کرتا کہ اوس کی بیوی کسی اور سے نکاح

کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتا تاکہ وہ زوجیت سے خارج بھی نہ ہو۔ اور شوہر

کی مانند بھی نہ رہے۔ اور بسا اوقات ایلاء کی مدت تمام تمام عمر ہوتی۔ اور غریب عورت

تی رہنے پر مجبور ہوتی۔ اور جیسے بن پڑتا اپنے دکھ مصیبت کے دن کاٹتی۔ ابتدائے اسلام

یہ دستور رہا۔ لیکن چونکہ یہ نہایت ظالمانہ دستور تھا۔ اور برائیوں کا سرچشمہ۔ اس لئے اسلام

اس دستور کی اصلاح کی۔ اور ایلاء کی مدت صرف چار ماہ رکھی۔ جو قابل برداشت ہی۔ یا برداشت

ور مرد کی نیت کے اظہار کی کافی مدت ہے۔

ہر ہے کہ عرب جاہلیت میں ایلاء کا دستور محض ایذا و ضرر کے لئے تھا۔ اسلام نے اس رسم

لاح کی اور بیکس عورتوں کو ظالموں کے پنجے سے چھڑایا۔ اور ان کو محروم ہونے کے

مسکا واجبی حق دلوایا۔ اور ایلاء کی میعاد مقرر کردی۔ یہاں طبعاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب

رسم ظالمانہ رسم تھی۔ اور عورتوں کے حقوق کی پامال کن۔ تو کیوں اسلام نے اس رسم

بن سے نہ اکھاڑ پھینکا۔ اور کیوں صرف میعاد کے کم کرنے یا مقرر کردینے پر اکتفا کیا۔

اد نہ کم کردینے سے صرف اتنا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام نے جاہلیت کے ظلم کو کم کردیا مگر ظلم

ی ہے۔ اِس سے لازم آتا ہے کہ اِسلام نے اصلاح کے باوجود ایک بڑی اور ظالمانہ

رکھا لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ زن و شوہر ایک جان دو قالب

کم رکھتے ہیں۔ اور زوجیت کے اس بے نظیر اتحاد کی بنا پر ہرگز زوجین کا ایک خاصہ

ن یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہر زن و شوہر کی یہی حالت ہوتی ہو اور انھیں شکر رنجی ہو کر طول کھینچے ہی

بت ایسے ہوتے اور ہو سکتے ہیں کہ ہمیشہ پیار و محبت سے رہیں۔ اور ان بن سے

بھی نہ ہوں۔ وہاں بہت سے یا کم و بیش ایسے بھی ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں کہ ان

اور طول پکڑ جائے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جو میاں بیوی پیار و محبت

کبھی رنجش کا نام ہی نہ آئے۔ جب آدمی بعض اوقات خود اپنے نفس سے

کا وقوع اور پھر اوس کا طول پکڑ جانا کوئی حیرت

سے زیادہ ہوتا ہے۔ اوسی کی کسی مناسب

میاں کے ارتکاب سے ہوتا ہے۔ ... کو ہوتا ہے وہ کسی اور کے ویسا ہی کرنے سے نہیں ہو سکتا ... کو طبعاً ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اِس لئے اسلام نے دونوں ... کی۔ اور حسن معاشرت کا حکم دیا۔ اور اس خصوص میں زن و شوہر دونوں برابر ہیں۔ اور اگر ... دیکھو تو مرد کو زیادہ تحمل و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ اسلام مرد کو ہدایت کرتا ... کہ بیوی کی سخت کلامی اور ضد کو برداشت کرے لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ مرد کو طبعاً گھر کی ریاست کا منصب حاصل ہے۔ اور بوقت ضرورت اسے سیاست سے بھی کام لینا پڑتا ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ بیوی سے کوئی ایسی بات ہو جائے کہ اوس سے درگذر کرنا گھر کے نظام کے فساد کا باعث ہو۔ اور محض سمجھانا اصلاح و انسداد کے لئے ناکافی۔ تو اس حالت میں منصب ریاست کی بنا پر مرد کا فرض ہوتا ہے کہ ایسی سیاست سے کام لے جو رفع فساد و اصلاح نظام کا باعث ہو سکے۔ اور تجربہ اور زوجیت کی طبیعت تقریباً ہر مرد کو بتا چکی ہے کہ اگر بیوی کے مزاج میں کوئی قابل اصلاح کجی آجائے تو اوس کے سیدھا کرنے کی کوئی تدبیر اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ کچھ دنوں کے لئے سابقہ محبت و تعلق کی جگہ نفرت و کشش کا اظہار کیا جائے۔ اور انتہائی کشش یہ ہے کہ ہم بستری سے بھی کنارہ کرے۔ تاکہ بیوی جب سابق کے خلاف سلوک دیکھے اس سے متاثر ہو۔ اور اس سلوک کو ناگوار خاطر پا کر شوہر کے اوس تاثیر کا صحیح اندازہ کرسکے خود اوسکی غلط کاری سے شوہر کے دل پر ہوا ہے۔ اور سمجھے کہ خود اوس نے شوہر کی کس قدر دل آزاری کی ہے۔ اور دوسرے کو دل ہی دل میں ملامت کرنے کی بجائے وہ خود کہاں تک قابل ملامت ہے۔ اور یہ انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جب سچے دل سے کسی امر پر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے تو آئندہ باعث ملامت فعل کے ارتکاب سے تائب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی اصل دل و دماغ سے نکل جاتی ہے۔ پس جب برائی کی جڑ اکھڑ گئی تو اوسکا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ بغرض تلافی شوہر کے خوش کرنے کی طرف مائل ہو گی۔ اور اپنے خطا کا اعتراف کر کے محتاط رہنے کا عہد کرے گی۔ اور منانے پر چلنے کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیگی ... کا خاصہ ہے۔ کہ جب قصور وار اپنے قصور کا اعتراف کر کے ندامت ... ناخوش کیا ہے اوسے خوش کر نا چاہے ...

[illegible] یا وجود عہد و قسم کے اسکی [illegible]
[illegible] بیویوں میں اس خاصہ کا ظہور بوجہ اتم ہوتا رہتا ہے۔ اسلئے
[illegible] عہد کرے کہ میں بیوی سے سروکار نہ رکھوں گا۔ اور جس نے میری
[illegible] کی ہے میں بھی اوس سے مہینے دو مہینے برس دو برس نہ بولوں گا۔ یا جب تک وہ اپنے
[illegible] پشیمان نہ ہوگی۔ میں اوس سے واسطہ نہ رکھونگا۔ تو ضرور ہے کہ شوہر کا یہ سلوک دیکھکر بیوی
[illegible] ہو۔ اور وہ مافات کی تلافی کیطرف متوجہ ہو جائے۔ اور ندامت کے ساتھ اپنے قصور
[illegible] اعتراف کرکے شوہر کو منانے لگے۔ چونکہ زناشوئی کا تعلق بڑا تعلق ہے محال ہے کہ شوہر کی
[illegible] پر اوس کا اثر نہ ہو۔ اور وہ ایلاء کو بالائے طاق رکھکر پھر سابق دستور شیر وشکر نہ ہو
[illegible]۔ اور اگر احیاناً بیوی کا دل و دماغ اس قدر بگڑ چکا ہے کہ شوہر کے اس سلوک کا بھی
[illegible] پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اپنے شوہر کو اپنے قصور کے باوجود خوش کرنے کی کوشش نہ کی۔
[illegible] ندامت کے ساتھ اپنا قصور تسلیم نہ کیا۔ تو پھر ظاہر ہے کہ ایسی بیوی سے نباہ نہیں ہو سکتا۔
[illegible] بیوی اوس اتحاد کی برہمزن ہے جو زوجیت میں ضرور ہونا چاہیئے۔ اس لئے بہتر یہی ہے
[illegible]س بیوی سے دائمی مفارقت ہو جائے۔ اور مدت العمر کے لئے اوس سے کوئی واسطہ
[illegible] ہو۔ لیکن مقتضائے انصاف یہ ہے کہ مرد جیسے خود اس سے دائمی نجات چاہتا ہے اوسکو
[illegible] بھی دے۔ اپنے لئے انصاف پسند کرتا ہے تو اوس کے واسطے بھی عدل و نصفت سے
[illegible] یعنی اسے بھی رشتہ نکاح سے آزاد کرے یعنی طلاق دیدے۔ تاکہ طرفین میں سے
[illegible]الم اور کوئی مظلوم نہ رہے۔
[illegible]ب باتیں چونکہ مقتضائے فطرت و طبیعت ہیں۔ اور زناشوئی کی زندگی میں بہتوں کو
[illegible]تی ہیں۔ اور یہ ممکن نہیں کہ تقاضائے طبیعت کو دبا دیا جائے اور نہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اسلئے
[illegible]نے حکم دیا کہ جو مرد کسی مصلحت سے مجبور ہو کر قسم کھالیں کہ ہم اتنے دنوں بیوی سے
[illegible] ملیں گے۔ اون کے اس قسم کی انتہائی مدت چار مہینے ہیں۔ اس چار مہینے میں یا تو
[illegible] موافقت ہو جائے گی۔ اور بیوی شوہر کو منائیگی۔ اور اگر اس چار مہینے کی مدت
[illegible] طرفین [illegible] وشوہر کی سی آشتی نہ ہو تو سمجھ
[illegible] کا شعور ہو جائے گا۔ پس اس حالت میں اگر
[illegible]

مقصود ہو لیکن ہو جائے ...

خبری میں بیان کیا۔ اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ ایلاء ...
ہے اور ہو گا۔ پس جب کہیں ہو جائے تو نیت اصلاح کی ہو ...
ناحق بھی بیوی کو عمر بھر کے لئے معلق رکھا جائے۔ اور اصلاح کی نیت کے ...
کہ چار مہینے انتظار کیا جائے۔ بیوی میں اگر اصلاح و درستی کی قابلیت باقی ہے تو وہ اپنی ...
کرے گی۔ اور اگر اصلاح کی قابلیت ہی باقی نہیں رہی ہے تو مقتضائے عقل و مصلحت یہ ہے
کہ اس سے دائمی قطع تعلق کر لیا جائے۔ مگر شرط انصاف یہ ہے کہ قطع تعلق اس طرح کیا جائے
کہ اوس پر بھی ظلم نہ ہو۔ اور یہ طلاق ہی سے ممکن ہے۔ نہ جاہلیت کی سی تعلیق سے۔ مختصر یہ
ایلاء فی حد ذاتہ کوئی ظالمانہ فعل نہیں۔ بلکہ وہ اصلاح کی ایک تلخ تدبیر ہے۔ جو طلاق سے
کم درجہ کی مجبوری کی حالت میں اختیار کی جاتی ہے۔ ہاں بدنیت مرد اوس کے ذریعے
گناہ عورتوں پر ظلم بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ عورتوں کی
و حرمت کی ہدایت کرتا ہے۔ اور بیجا دل آزاری سے منع کرتا ہے۔ اسپر بھی اگر کوئی اپنی
منشی سے عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کرے۔ بری طرح پیش آئے۔ اون پر اونکی ...
سے زیادہ بار ڈالے۔ تو یہ خود اوس کا قصور ہو گا نہ کہ اسلام کا۔ بلکہ ایسی حالتوں میں
اسلام کا مجرم ہو گا۔ اسلام نے جو ایلاء جائز رکھا ہے وہ منصفانہ ایلاء ہے۔ نہ جا...
مقتضائے اسلام یہ ہے کہ ایلاء اُسی وقت کیا جائے جبکہ بیوی کی اصلاح و درستی کی
نرم اور شفقت آمیز تدبیریں نکمی ثابت ہو چکی ہوں۔ اور دباغ کے بغیر کام ہی نہ چلتا ہو
بھی ایلاء کی انتہائی میعاد ایسی مقرر کی جو حد اصلاح سے تجاوز کر کے ظلم تک نہیں ...
اب یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ ایلاء ایک ظالمانہ دستور ہے۔ اور اسلام نے اسکو
ایک ظالمانہ دستور کو باقی رکھا ہے۔

یہ بھی کہنا صحیح نہیں ہو سکتا کہ چار ماہ کی مدت بھی بڑی مدت ہے۔ اور ایلاء ...
بھی یہ جابرانہ مصلحت آمیز سیاست اوس محبت و تعلق کے منافی ہے۔ جو زن و شو ...
چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ زوجیت ایک ...
سخت مجبوری اور انتہا درجہ کی ... کے ...
دے سکتا۔ شوہر اگر ...

... رت اوس کی دل آزاری ...
... ہے اور ہونا چاہیئے۔ جب وہ اپنا فرض نہ ادا کری
... بغیر شوہر کی دل آزاری کرے۔ اور محبت کی فہمائش کو خیال میں
... آخر کہان تک اور کیون بیجا ضبط سے کام لیکر اپنے نفس کو مارتا اور مگر
... دیکھتا ہے۔ شوہر کو بھی بدرجہ اولی بیوی کے ساتھ خود اسی کا سا سلوک
... خصوصاً جب کہ بہ مصلحت ایلاء پر آمادہ ہوا ہو۔ اور درحقیقت اوس کا مطمح نظر
... ادی نہ ہو۔ تو اوس کو کیون قابل ملامت ٹھرایا جائے۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بھی
... ہے کہ ایلا سے بیوی ہی کو روحانی صدمہ پہونچتا ہے۔ اور شوہر کی طبیعت پر
اثر نہین ہوتا۔ زوجیت کا تعلق ایسا تعلق نہین ہے کہ بیوی کو ملال ہو۔ اور
... ہو۔ اگرچہ باعث ملال خود وہی کیون نہ ہوا ہو۔ ملال تو قطع تعلق سے مرد کو بھی
کبھی بیوی کے برابر سرابر۔ اور کبھی کچھ کم و بیش۔ فرق اتنا رہجاتا ہی کہ بیوی کو
صبر کا پتھر بہ مجبوری رکھنا پڑتا ہے۔ اور شوہر کو حفظ مصلحت کے لیئے ارادہ جس سے
گرانی بسا اوقات اور بھی زیادہ روح فرسا ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے
کو اکثر اپنی قسم پوری کرنی دوبھر ہو جاتی ہے۔ اور قسم توڑ بیٹھتے ہین۔ رہا یہ امر
... نے کیون صرف مردون کو ایلاء کا اختیار دیا۔ یا اون کے ایلاء کو جائز رکھا اور
... کو کیون یہ حق نہین دیا۔؟ یہ اس لیئے کہ مرد فطرتاً عورت سے قوی و توانا
ہے۔ اور اسی بناء پر گھر کی ریاست و سیادت کا پر خطر تاج اوسکے سر پر رکھا
... وہی اس قابل تھا کہ ذی اختیار کیا جائے۔ اور زمام مصالح اوسکے ...
... جائے۔ اور اسی کو سیاست کا مالک بنایا جائے۔ نہ کہ ضعیف الخلقت عورت ...
... ملینت مزاج کے باوجود اگر یہ حق عورت کو بھی دیدیا جاتا۔ تو ...
... سیاست سے کام لینے پر قادر نہ ہوتی۔ اور ...
[illegible]

Marfat.com

[illegible] کے ذی [illegible] نے [illegible]

[illegible] سے ذی اختیار کیا اور دام سیاست [illegible]

[illegible] احتمال تہا کہ کہین مرد فطری طاقت و سیادت کے [illegible]

کرے اور مزور عورتون کے ساتھ برا سلوک نہ کرنے لگ جائے اس

عام حکم کے ساتھ مرد کو خصوصیت سے عورتون کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا

حکم [illegible] ایلا کی میعاد اور طلاق کے جواز سے مرد کی سیادت کو محدود کر دیا [illegible]

پر ظلم نہ کر سکین۔ بلکہ زوجیت کی زندگی اسی اتحاد و معیت سے گذارنی

گذارنی چاہیئے۔

ان اللہ غفور رحیم۔ اللہ تعالی نے بہ مصلحت ایلاء کو جائز رکہا۔ اور

حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنے پائین۔ اوسکی میعاد مقرر کر دی۔ لیکن پھر بھی

ترغیب دیتا ہے کہ بیویون سے جدا رہنے کے حلف کو توڑ دو۔ اور جلد ان سے

صلح [illegible] حلف توڑنے پر تم سے مواخذہ نہ کرون گا۔ بلکہ معاف کر دون گا۔ اس سے

اور کیا ہو سکتی ہے؟ مجبوری کے عالم مین طلاق کی اجازت دی۔ اور فرمایا [illegible]

گذر جانے پر بھی تم مین صلح و صفائی نہ ہو۔ اور تم نے طلاق کی دل مین [illegible]

طلاق دیدو۔ لیکن طلاق کی اجازت کچھ ایسے عنوان سے دی۔ جس سے [illegible]

[illegible] بعض المباحات سے روکنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے ان اللہ

[illegible] طلاق دینے کو اور جو کچھ تم زبان سے وجہ طلاق بیان کرتے ہو

[illegible] اور دلون کے حال کو خوب جانتا ہے کہ تم [illegible]

[illegible] طلاق دیتے ہو۔ یا صرف انتقام کے لیے [illegible]

[illegible] سے روکنے کے لیے اس [illegible]

ارشاد ... چار ماہ ... ایلا ر مانتے ہین اون
... بعد ... طلاق دیے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور جو چار ماہ کو
... اون کے نزدیک طلاق واقع نہین ہوتی۔ فقہا نے اور بہی کئی احکام
... استنباط کیے ہین جن کے بیان کی یہان ضرورت نہین۔
والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء ۚ ولا یحل لھن
ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن ان کن یؤمن باللہ والیوم
الاخر ۚ وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا ۚ
ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ۖ وللرجال علیھن
درجۃ ۗ واللہ عزیز حکیم ﴿۲۲۸﴾ ترجمہ اور جن عورتون کو طلاق دیگئی ہے
... حیض یا طہر تک اپنے آپ کو روکے رکھین۔ اور اون کو حلال نہین کہ اللہ نے
... اون کے پیٹ مین پیدا کیا ہے۔ اُسے چھپائین۔ اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر
... رکھتی ہین۔ اور اون کے شوہر اگر اصلاح کا ارادہ کرین۔ تو وہ اون کو پہیر لینے
... یعنی بلا لینے کے زیادہ مستحق ہین۔ اور ان کے لیئے بہی حسب دستور مردون پر ویسا ہی
... جیسا کہ مردون کا اون پر۔ اور مردون کا اون پر ایک درجہ ہے یعنے ایک طرح کی
... ہے اور اللہ زبردست تدبیر والا ہے۔
... اس سے پہلی کی آیت مین خدا تعالی نے بحالت ایلا، رجوع و طلاق کا ذکر کیا۔
... تہا اور اوسکی مناسبت ہی سے اس آیت مین بعض احکام طلاق بیان
... کیا والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء مطلقات سے
... عورتین۔ جن کی زوجیت ثابت و متحقق ہو چکی ہو۔ اور جن کو عادۃً طلاق
... بعد طلاق نکاح کر سکتی ہون۔ یعنی وہ آزاد عورتین جن کو ابہی حیض آتا
... ہے جو ان صفات متصف نہ ہون۔ یعنی جو سن یاس کو پہونچ چکی
... ... ہون۔ اون کا حکم سورۂ طلاق مین بیان ہوا ہے اور
... آیسہ کی شان ہی یہ ہے کہ طلاق ...
...

تعلق و محبت ... کو ادائی ...

کی ہی جرأت نہین کرتے - اور ایسے مؤکد عہد و پیمان ...

کو ہی طلاق دیدیتے ہین - جو کبر سن کی وجہ سے نکاح نہین کر سکتی اون

کو طلاق دینا شرع اور طبع سلیم دونون کے خلاف ہی - اور جو امر ...

اور سلامتی طبع کے خلاف ہو - وہ قابل اعتبار ہی نہین - اور جو عورتین

حیض کو نہ پہونچی ہون - اوّل تو بہت ہی کم زوجہ بنتی ہین - اور اگر ان

عورتون سے مرد نکاح کربھی لین - تو اون کو ایسی عورتون کی طرف خاص رغبت

ہوتی ہے - جس کے ہوتے ہوئے شاذ و نادر ہی وہ طلاق دے سکتے ہین - غرضکہ

مطلقات سے متبادر الی الذہن یہی ہے کہ اس سے مراد وہی عورتین ہین جو

بیویان سمجھی جاتی ہون - اور حمل و نسل کی قابلیت رکھتی ہون - جو زوجیت

غرض و غایت ہی تاکہ مرد اون کے ساتھ نکاح کرنے کی طرف مائل و راغب ہون

تربص سے مراد ہے عدم تزویج یعنی مطلقہ نکاح نہ کرے - یہان تک کہ ...

گذر جائین - اور قروء جمع ہے قرء بضم القاف و فتحہا - جو لغت حیض و ...

کے لیئے بولا جاتا ہے - اور اصل مین طہر سے حیض کی طرف انتقال کو ...

ہے - اس لیئے کہ اوس طاہرہ کو جسنے ابھی تک خون نہین دیکھا ہے ...

کہہ سکتے - اور نہ اوس حائضہ کو جس کا خون ابھی جاری ہے - چونکہ قرء ...

واسطہ ہے - اسی لیئے فقہاء مین اختلاف ہی کہ قرء سے کیا مراد ہے - بعض ...

لیا ہے - اور بعض نے حیض - مگر مآل و فائدہ دونون صورتون ...

اسلیئے کہ مقصود تربص سے صرف یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ ...

اور یہ مقصد تین حیضون سے بہی حاصل ہو جاتا ہے - ...

شاذ و نادر ہی کوئی ایسا واقعہ ... ہے کہ ...

Marfat.com

[illegible] ایک دوسری عورت مین بیان [illegible]

[illegible] اگر وہ حاملہ ہون تو اپنے حمل کو چھپائین۔

[illegible] مین اکثر عورتین ایسا کرتین کہ جب اون کو شوہر چھوڑ دیتا۔ یا وہ خود [illegible] اور حاملہ ہوتین تب بہی حالت حمل ہی مین دوسرے مرد سے نکاح کر لیتین [illegible] کہ پہلو شوہر سے حمل ہے۔ دوسرے شوہر کو اگرچہ بعد نکاح معلوم ہوجاتا [illegible] اوّل سے حاملہ ہے۔ لیکن عورت پھر بھی بچے کو دوسرے شوہر ہی کے سر چپکاتی۔ [illegible] اس کو حرام کیا۔ اس لیے کہ یہ ایک قسم کا شر و بہتان دھوکہ و فریب تھا۔ کہ ایک فرد [illegible] اوسکی قوم سے جدا کرکے غیر قوم مین شامل کیا جاتا تہا۔ اور اس سے طرفین کو جو نقصان [illegible] وہ محتاج بیان نہین۔ اس قبیح عادت کے استیصال کے لیئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ [illegible] عورت کا شوہر سے دائمی قطع تعلق ہو تو وہ عدۃ مین بیٹھے۔ اور تین قروء تک انتظار [illegible] کہ معلوم ہوجائے کہ حاملہ نہین ہے۔ اور جب حاملہ ہونا معلوم ہوجائے تو اخفائے [illegible] سے منع کیا جائے۔

[illegible] مفسرین نے لکھا ہے کہ ماخلق اللہ فی ارحامھن سے حمل و حیض دونون مراد [illegible] اسلیئے کہ بعض اوقات عورت حیض کو بہی اسلیئے چھپاتی ہے کہ عدۃ کی میعاد طولانی ہو [illegible] اور شوہر کے ذمہ کھاتی پیتی رہے۔ چونکہ یہ بہی دغابازی ہے۔ یہ بہی حرام ہے۔ آج [illegible] مسلمان عورتون مین جو دوسرا نکاح کرنا نہین چاہتین۔ یہ مرض کثرت سے پھیلا [illegible] کہ جب تک وہ عدت مین رہین۔ شوہر کو نان نفقہ دینا پڑتا ہے۔ اور اگر وہ [illegible] حاکم دلوا دیتا ہے۔ عورتین چونکہ اس بات کو جانتی ہین حیض کو چھپاتے [illegible] جاتی ہین کہ تین قروء پورے نہین ہوئے۔ تاکہ جہانتک بہی ہوسکے شوہر [illegible] مال کھاتے جائین۔ لیکن واقعی عدت کے بعد جو کچھ بہی وہ دھوکہ دیکر لیتی [illegible] کھاتی ہین۔ وہ سب اون پر حرام ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کو نہین [illegible] حلال و حرام کے احکام کی خبر نہین ہوتی ہے اور [illegible] کہ اون کی دینی تربیت نہین ہوتی اس لیے [illegible]

[illegible] نہین ہوتا [illegible]

ایمان رکھتی ہین تو اللہ ... ہون کی ... ہے ...

والی ہین جس مین ہر کام کا بدلہ پورے عدل وانصاف سے ...

اون چیزون کو نہ چھپائین گی جو اللہ تعالی نے اون کے رحم مین پیدا کی ہین ا

کرتین بلکہ چھپاتی ہین۔ تو اللہ پر اون کا ایمان کامل نہین۔ اور وہ اون ا

کرتی ہین۔ جو اللہ نے اون کی اور اون کے شوہرون کی بھلائی کے لیئے مقرر

اور اون کے شوہرون کے حقوق کے محافظ ہین۔ اس لیئے کہ اللہ تعالی نے یہ احکا

فرما کر اون کے ماننے پر ثواب اور اون کے نہ ماننے پر عذاب کا وعدہ کیا ہے

کو جانتا ہے۔ اوسکا ماننا ہی خدا تعالی کی فرمانبرداری کا طبعی سبب ہی او

موجب۔ اسی لیئے حدیث شریف مین آیا ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو

یعنی جب تک کہ ایک شخص کو خدا پر ایمان ہی۔ اور وہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعا

ہماری ہی مصلحت کے لیئے حرام کیا ہے۔ اور اوس کے ارتکاب پر عذاب آلہی ...

زنا کا مرتکب نہین ہو سکتا۔ اسوقت تک کہ یہ ایمان ویقین اوس کے دل سے

جائے اسیطرح جبتک عورتون کے دل مین ایمان صحیح موجود ہو۔ ممکن نہین

حیض کو چھپائین۔ اور فریب سے شوہرون کا مال کھاکر دوہرا گناہ ا

... عورتین دین واحکام دین سے کوسون دور پڑی ہین۔ انہین

... اور احکام دین کیا چیز ہین۔ مگر اس کا وبال ہے اون مردون

... ریاست حاصل ہی جسکی وجہ سے اون کا فرض ہی کہ لڑکی

اور ایسی عملی تربیت کہ عقائد اون کے دلون مین ...

... اپنا یہ اہم فرض ادا کرتے ہون خود اون ...

Marfat.com

[illegible] ایلار کی میعاد گذر جانے پر اگر شوہر عزم کر چکا ہو تو
[illegible] اجازت دی۔ لیکن پھر بھی ترغیب یہی دلائی۔ کہ جہانتک ہو سکے
[illegible] رجوع کر لو۔ مذکورہ بالا آیت مین بہی وہ بلطف خاص رجعت کا حکم دیکر ظاہر
[illegible] پہلی زوجیت کے بقار پر کس قدر حریص ہے۔ اور کہان تک مقتضائے
[illegible] ہے کہ زوجین مین افتراق واقع نہ ہو۔ اس لیئے کہ جب عورت کو کسی وجہ سے
[illegible] جائے۔ ایلار کے بعد یا بغیر ایلار کے۔ تو پھر اوس کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش
[illegible] کم ہی ہوتی ہے۔ اور اوس کے شوہر کو اکثر بعد طلاق ندامت ہوتی ہے۔ اور وہ
[illegible] لگتا ہے کہ جس وجہ سے طلاق دی ہے وہ ایسا سخت نہ تہا کہ دائمی مفارقت کا مقتضی
[illegible] بہت زیادتی کی کہ طلاق دیدی۔ ندامت اور ان خیالات کے ساتھ ہی اوس کے دل
[illegible] رجعت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ زن وشو مین مدت دراز تک
[illegible] سلسلہ رہا ہو۔ اور دونون مین محبت والفت پیدا ہو گئی ہو۔ اور ایک دوسرے کے
[illegible] ناز کو جانتا ہو۔ اور اگر اللہ نے اولاد دیدی ہے۔ تو طلاق دینے پر بہت جلد ندامت
[illegible] ہو جاتی ہے۔ اس لیئے کہ بچے کی تربیت کی مشترکانہ حرص غصہ وملال کا جوش فرو
[illegible] نفس پر غالب آجاتی ہے۔ اسی اقتضائے طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے بندون
[illegible] پر لطف خاص فرماکر حکم دیا۔ کہ مطلقہ عورت کا شوہر ایام عدت مین عورت کو پھر
[illegible] مین لیلینے کا زیادہ حق دار ہے۔

[illegible] آیت احد مذکورہ بالا بیان سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ عدت کے حکم مین صرف یہی مصلحت
[illegible] حمل وعدم حمل کا حال معلوم ہو جائے۔ بلکہ ایک دوسری حکمت امکان مراجعت
[illegible] مطلقہ عورتون کے اپنے آپ کو روکے رکہنے مین خود اونکا فائدہ بہی ہوتا ہے اور
[illegible] مردون کا بہی۔

[illegible] سے معلوم ہوا کہ شوہر مدت عدت مین رجعت کا مستحق اسی حالت
[illegible] کا ارادہ رکہتا ہو۔ نہ اس حالت مین کہ بیوی
[illegible] تا ہو تا کہ وہ بیچ ہی مین پڑی [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] ذکر ایک آیت کا

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن [illegible]

انتہائی ایجاز واختصار کے ایسی جامع ہے کہ تفصیل ہی اوس کے معانی [illegible]

[illegible] کا یہ ہے کہ عورت ایک خصوصیت کے سوا تمام حقوق مین مرد کی برابر [illegible]

[illegible] درجة اسی فوقیت وامتیاز کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی فوقیت کی [illegible]

[illegible] تفسیر کی ہے۔ الرجال قوامون علی النساء اس فوقیت یا درجہ [illegible]

عورت ہر طرح سے مردون کے برابر حقوق رکھتی ہے۔ اور دونون مین [illegible]

کوئی کمی بیشی یا چھوٹائی بڑائی نہین ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے عورت کی [illegible]

خود بیان نہین فرمایا۔ بلکہ عرف عام پر اون کے تعیین وتقرر کا مدار ٹھرایا [illegible]

کو عورتون کے ساتھ سلوک کرنے کی ایک صحیح میزان معلوم ہو گئی۔ اور جس طرح وہ

جب وہ خود بیوی سے کسی امر کے خواستگار ہون۔ اور حقدار کی طرح سے اون [illegible]

تو اون پر بھی اوس امر کے مقابلہ مین اسی جیسا امر واجب ہو جاتا ہے۔ اور [illegible]

ہے کہ اسکا مطالبہ کرے۔ اسی راز کو سمجھکر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible]

لاحب ان اتزین لامراتی کما تتزین لی۔ یعنی مین بھی بیوی کی خاطر [illegible]

[illegible] وہ میرے لیے سنگار کرتی ہے۔

ولهن مثل الذی علیهن مین مثل سے یہ مراد نہین ہے کہ جو [illegible]

[illegible] وہی بیوی کا حق [illegible] ہے۔ یا مرد کو بھی عوض [illegible]

[illegible] بادلہ حقوق ہی۔ بحالیکہ حقوق مین مساوات کی [illegible]

Marfat.com

...اس وقت بھی وہ امانت

...سلمانوں پر فرض ہے۔ اور اسی کی طرف سے اتنی غفلت ہو یہ کوئی
...میرا خیال ہے کہ اب مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو گئی ہے اور اس کو ترقی دینے
...کلام اللہ ہی کے ذریعہ سے پھونکی جا سکتی ہے۔ پس ایسے موقعہ پر ادھر سے
...بھی ٹھیک نہیں۔

رسالہ تفسیر القرآن کا نمونہ اکثر اصحاب بلا قیمت طلب فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ صورت کچھ
...نہیں۔ اس لئے معذرت کیجاتی ہے کہ وہ آئندہ نمونہ منگائیں تو قیمت ارسال فرما کر درخواست
... قسم اول کیلئے فی پرچہ ۱ر اور قسم دوم کے واسطے ۳ر ارسال کرنا چاہیئے۔

آخر میں معاونین کی قدر فرمائی کا شکریہ اور مزید اعانت کی توقع پر ختم کلام کرتا ہوا خدائے
پاک سے ملتجی ہوں کہ وہ مجھکو اور تمام مسلمان بھائیوں کو توفیق خیر دے اور اپنی راہ حق
میں سرگرم تگاپو رکھے۔ آمین۔

لاہور { خادم ملت
محمد انشاء اللہ ایڈیٹر وطن

---

# قرآن کریم پر ہی

...ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہو سکتی
...کہ ہم قانون الہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

# تفسیر القرآن

...سے آسانی حاصل ہو سکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر
...شائع ہوتی ہے۔ چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ... ہے۔ قسم

یعنی خلفوں میں کل اہم اسلامی ...

پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ قیمت جلد اول ... جلد دوم ...

**فیوچر آف اسلام** } یعنی اسلام کی آئندہ حالت پر مشہور ... مصر مسٹر بلنٹ کی رائے معہ حواشی ...

لاہور۔ قیمت دو روپیہ عاگر

**تاریخ مراکو و مغرب الاقصےٰ** } مراکو کے حالات معلوم کرنے کیلئے ... نہیں یہ کتاب اُردو زبان میں ...

جامع و مانع تاریخ ہے۔ ان دنوں مراکش میں جو خلفشار برپا ہے اُس کے سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت عہ۔ حصہ دوم ...

**ترکی زبان سیکھنے کی کتاب** } حصہ اول و دوم و سوم بزبان اُردو عہ ہر سہ جلد ایک سے

**کلید خزائن قرآنی** } اس کی مدد سے کسی آیت کا کوئی ایک لفظ ... بلا تامل پوری آیت کا پتہ معہ نشان سورت

مل جاتا ہے۔ مزید برآں اس کتاب کے ذریعہ بھی فوراً معلوم ہو سکتا ... کتنی مرتبہ اور کس کس سورت میں آیا ہے۔ مثلاً صلوٰۃ کا لفظ ... کل آیات معہ حوالہ سورت ملجائیں گی جن جن میں یہ لفظ آیا ہے ... سے زیادہ وقت صرف نہوگا۔ یہ کتاب نسخہ مطبوعہ استنبول کی ... صفحے تقطیع ۲۲×۲۹۔ قیمت ... روپے

**ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء** ...

کتب خانہ ولی نے خاص ...

Marfat.com

تعالیٰ نے

لازم ہے اور بیرایہ علم

کے بعد چونکہ اقرار ما ألست

Marfat.com

# القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و
خفہ سے آگاہ کرنے کے لئے پہلے اخبار میں شایع کرنا شروع
گراب اکثر احباب کے اصرار پر اوسے ماہوار رسالہ کی
صورت میں شایع کرنا مناسب سمجھا گیا ہے.

بابت ماہ اگست ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۲)

ی محمد انشاء اللہ مالک عرف ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شایع ہوئی

# تفسیر القرآن

[illegible] حل و اضحت [illegible]

[illegible] حکم ہے ۔ اور اسے علوم پڑھا کر اوس سے غلامانہ خدمت

[illegible] کیا جائے یعنی داخل ہو کر جس مین سعادت حاصل ہو سکتی

[illegible] دین ایک دوسرے کا احترام نہ کرین ۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کا

[illegible] ین ۔

غرضکہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ اسلام نے عورتون کو کتنا بڑا درجہ دیا ہے ۔ لاریب اسلام نے
عورتون کے ساتھ وہ احسان کیا اور اون کو وہ درجہ دیا ۔ جو اسلام کے قبل کسی شریعت نے
نہ دیا تھا ۔ بلکہ اسلام کے بعد بھی کوئی قوم ایسا نہ کر سکی ۔ حتی کہ یورپ کی قومین بھی جنھون نے
انتہائی ترقی پا کر عورتون کے عزت و احترام مین کوئی کسر اوٹھا نہین رکھی ہے ۔ اور اونکی تربیت
مین پوری کوشش کر رہی اور علوم و فنون پڑھا رہی ہین ۔ ابھی تک عورتون کو وہ
درجہ نہین دے سکین ۔ جو اسلام نے اب سے تیرہ سو برس پہلے سے دے رکھا ہے ۔ چنانچہ یورپ
کی بعض قومون کا قانون ابھی تک عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال مین تصرف
کی اجازت نہین دیتا ۔ حالانکہ یہ اور اسی قسم کے دیگر حقوق جن سے یورپ مین عورتین محروم
[illegible] اسلام عورتون کو مدت دراز سے عطا کر چکا ۔ اب سے پچاس ساٹھ برس ہی پہلے کا ذکر
[illegible] یورپ مین عورتین ہر باب مین غلامون کی مانند تہین جیسے کہ عرب جاہلیت مین بلکہ عرب
[illegible] سے بھی یورپ کی عورتین بد ترین حالت مین تہین ۔ ہم نہین کہتے کہ مسیحی دین نے
[illegible] کے ساتھ اس بد ترین سلوک کی ہدایت کی تھی ۔ اس لیے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ مسیح کی
[illegible] و زیادتی کے بغیر اون کو نہین پہونچی ۔ مگر اس مین بھی کلام نہین کہ عیسائیت کی
[illegible] زمانہ مین جو کچھ بھی اون کو پہونچی تھی عورت کو ترقی نصیب نہین ہوئی ۔ جنس لطیف
[illegible] مین تمدن جدید کے اثر سے اٹھارہوین صدی مین جا کر ترقی نصیب ہوئی ۔ جس کو ابھی
[illegible] زمانہ نہین گذرا ۔ مگر آج کل وہی یورپ جس کا تمدن ہماری شریعت سے [illegible]
[illegible] بلند کرنے مین ہمارے منہ آتا ہے ۔ اور ہم پر فخر کرتا ہے ۔ بلکہ عورتون [illegible]
[illegible] سلوک [illegible] اور [illegible] علمائے [illegible] اسلام
[illegible]
[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے عورتون و مردون دونون کے حقوق برابر رکھے [illegible]

اس لیے کہ مرد عورتون پر بے جا حکم کرین۔ بلکہ ریاست سے مردون کی [illegible]

تمام ریاست ہاتھ مین رکھنے کی وجہ سے جہان مصالح خانہ داری اور گھر کے انتظام [illegible]

سر پر آگیا ہے۔ وہان اون کا یہ بھی ضروری فرض ہے کہ عورتون کو ایسی تعلیم [illegible]

واجبات ادا کرنے کے قابل بنا سکین۔ اور اون مین ایسا وقار و احترام پیدا کرین [illegible]

اپنے حقوق کی ادائیگی مین معین و مددگار ہو۔ اور وہ بآسانی اپنے حقوق پا سکین [illegible]

آدمی بحکم طبیعت مجبور رہے کہ جسے عالم و باادب و ذی وقار پاتا ہے۔ اوس کا احترام کرتا ہے

اوس کے حقوق ادا اور اوس کی تحقیر و تذلیل پر جسارت نہین کر سکتا۔ اور اگر [illegible]

کے حقوق کے ادا کرنے مین کوتاہی یا کوئی اور نامناسب حرکت سرزد ہو جاتی ہے۔ تو [illegible]

نفس کو ملامت کرنے لگتا ہے۔ اور پھر ایسی حرکت کا مرتکب نہین ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے عورتون کو بھی ایمان و معرفت و اعمال صالحہ کی ویسی ہی تکلیف دی ہے

مردون کو۔ اور اون کے حقوق بھی مردون پر ویسے ہی ٹھہرائے۔ جیسے کہ مردون کے [illegible]

سی آیتون مین عورتون کے نام بھی مردون کے نامون کے ساتھ ذکر کیے۔ اور [illegible]

نے عورتون سے بھی اسیطرح بیعت لی جیسی کہ مردون سے۔ اور اون کو بھی کتاب [illegible]

مردون کی مانند حکم دیا۔ اور امت کا بھی اجماع ہے کہ عورتون کو بھی اون کے [illegible]

آخرت مین مردون کی طرح سے بدلا ملتا ہے۔ کیا ان تمام باتون کے بعد کسیطرح [illegible]

علم سے محروم رکھا جائے؟ جس سے وہ اپنے واجبات اور خدا کے حقوق کو [illegible]

[illegible] اولاد اور قرابت دار و قوم کے کیا کیا حق ہین۔ علم [illegible]

[illegible] اور علم تفصیلی سے اون کے فوائد و نقصان [illegible]

[illegible]

[illegible] ہی ایک [illegible] سب ہی قریب [illegible] ہو یعنی تمام

[illegible] کرتا ہے اور بہت سے عرصے سے [illegible] ترک کر رہا ہے۔ انہیں متروک

[illegible] واجب ہو رہی ہے کہ قوم نے نہ صرف ضعیف حصہ کی مدد کرکے اس قابل بنایا [illegible]

[illegible] کرا انہیں ادا کرنے کے قابل بن سکے۔ اور اگر ضرورت ہو تو مردانہ [illegible]

[illegible] کر عورتوں کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ضروری علم حاصل کریں۔ اور فرض شناس بنیں

مردوں کی طرح عورتوں کے واجبات بھی دو قسم کے ہیں۔ دینی و دنیوی۔ دینی واجبات

[illegible] عقائد و آداب معاشرت و عبادات محدود ہیں۔ اور زمان کے اختلاف سے اون میں اختلاف

[illegible] لیکن دنیوی واجبات کی شان بالکل اس کے برعکس ہے۔ اس لیے کہ نظام خانہ داری

[illegible] اولاد اور دیگر معاملات کا اسلوب زمان و مکان اور حالات و واقعات کے اختلاف سے

[illegible] ہے۔ اگرچہ عورتیں اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہوں۔ جیسے کہ اس تغیر سے مردوں کے فرائض

[illegible] بدلتے اور گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ زمانہ حال میں فروض کفایہ کا دائرہ نہایت وسیع

ہے۔ اور روز بروز وسیع ہی ہوتا جاتا ہے۔ ایک زمانہ میں نیزہ و شمشیر اور کمان لیکر مقابلہ

[illegible] میں مدافعت کیلئے کافی تھا۔ لیکن اس وقت یہ چیزیں بالکل ناکافی ہیں۔ اب مدافعت

[illegible] توپوں جنگی جہازوں اور بہت سے جنگی علوم و فنون کے بغیر ممکن ہی نہیں اسلیے

[illegible] ان تمام سامانوں کا مہیا کرنا واجب ہے۔ حالانکہ یہ پہلو واجب نہ تھا۔ عصر نبوی

[illegible] بعد کے زمانہ میں مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی عورتیں

[illegible] سکتی تھیں۔ لیکن اب تیمارداری اور زخمیوں کا مداوا متعدد علوم کے جاننے اور خاص

[illegible] لیے بغیر ممکن نہیں۔

[illegible] اسلام کی نظر میں ان دو باتوں میں سے کونسی افضل ہے۔ آیا یہ کہ بیوی اپنے

[illegible] داری کرے۔ یا ایک غیر محرم (نرس) عورت آکر دوا درمن کی ذمہ دار ہو

[illegible] اس کے جسم کے عیوب و صواب پر مطلع ہو جائے؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے اور اپنے اہل کو تیری کی تعلیم و [illegible]

[illegible] کے بدن یا [illegible] اور بعض نے غلام و کنیز کو بھی اہل میں داخل [illegible]

و تادیب کرو اپنے اہل کو آتش دوزخ سے بچاتا ہے۔ ویسے ہی اون کو خدا [illegible]

اور ستم ظلم سے نجات دیتا ہے۔

آیہ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف زوجین کے حقوق کے بار[illegible]

بغیر گزرا ہے جب تک کہ عرف حرام شرعی کو حلال۔ اور حلال شرعی کو حرام نہ کرے [illegible]

زمانہ اور آدمیوں کی حالت بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ اس لیے زن و شوہر کے حقوق [illegible]

تغیر و تبدل ہوتا رہنا غیر اغلب نہیں۔ لیکن اکثر فقہا کا یہ مذہب ہے کہ بیوی پر [illegible]

کہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو ہم بستری سے نہ روکے۔ اور بیوی کا حق شوہر پر نفقہ و [illegible]

اور یہ بھی لکھا ہے کہ گھر کا کام کاج مثلاً آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا اور شوہر کے [illegible]

کی دیگر مصلحتوں کی دیکھ بھال رکھنا بیوی پر واجب نہیں ہے۔ لیکن بعض [illegible]

خلاف ہیں چنانچہ حاشیہ مشکوٰۃ میں مذکورہ بالا خدمات کے وجوب کے [illegible]

ابی شیبہ و جوزجانی نے کہا ہے کہ بیوی پر یہ کام اور خدمات واجب ہیں [illegible]

تعالیٰ عنہا کے اثر سے ان دونوں نے استدلال کیا ہے۔ جس میں آنحضرت [illegible]

گھر کی خدمت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ ہے۔ اور جو کام کہ باہر کے ہیں [illegible]

جوزجانی نے کئی طریقوں سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا [illegible]

ولو امر امرأتہ ان تنقل من جبل اسود الی جبل احمر او من جبل [illegible]

لکان نولھا ان یفعل ذلک۔ اسنادہ [illegible]

[illegible] شوہر کی اطاعت [illegible]

[illegible]

… ہے۔ یعنی …

… اور … سی … معاش واجب ہوا اور …

… لیکن اس تقسیم سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ زن وشو اپنے اپنے فرائض

… میں نوکر چاکر سے مدد نہ لیں۔ مدد لے سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں مدد کام ہی کر سکتے ہیں

… زن وشوہر اپنے اپنے کاموں میں ایک دوسرے کو بھی ضرورت کے حال میں اپنا

… دیں۔ اس میں نہ کوئی حرج ہے۔ اور نہ تقسیم مذکورہ بالا کے خلاف۔ اس لیے کہ

… اس اصل قانون کو ظاہر کرتی ہے۔ جس سے کہ عام خانگی مصلحتیں منتظم ہو سکیں۔ ورنہ

… امانت کو بغیر امور خانہ داری پر کیا منحصر ہے آدمی کا کوئی بھی کام نہیں چل سکتا۔

… انصاف یہ ہے کہ کوئی کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے۔ لا یکلف اللہ نفسا

… بھلائی میں ایک دوسرے کے معین و مددگار رہو۔ نہ کہ برائی میں۔ وتعاونوا

… والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ۔ اسی طرح …

… رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مماثلت کی تفسیر کی ہے۔ اور مدار انصاف بین زوجین کے فرائض

… متوازن قرار دی ہے۔ وہ دونوں بالکل آیت قرآن کے موافق اور مفہوم آیت کے مطابق

… افسوس ہے کہ مسلمان اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف بیبیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور

… کرتے کرتے تھک نہ جائیں۔ ظلم سے دست بردار نہیں ہوتے۔ ان پر ایسا بار ڈالتے

… برداشت کی وہ طاقت نہیں رکھتیں۔ باوجود فرمان شوہری کو پورا کر سکتی ہیں اور

… سے پوچھو کہ بیبیوں کے تم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ تو آپ اتنی طولانی فہرست حقوق کی

… کا ایک جز بھی ادا نہیں کرتے۔ اور نہیں کیا جا سکتا۔

وللرجال علیہن درجہ۔ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر درجہ دیا۔ لیکن اس سے …

… غرض … مردوں کے فرائض چند در چند ہو گئے۔ اس لیے کہ یہ درجہ …

… ظلم کا بار مردوں کی گردن پر آگیا ہے۔ …

… قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم …

Marfat.com

[illegible]

ضرورت ہے کہ ابنائے جنس میں کوئی ایسا شخص موجود ہو [illegible]

مصلحت کے موافق ہو۔ اور افراد اجتماع ایک دوسرے کے خلاف [illegible]

اور نظام تمدن کو برہم نہ کردیں۔ اور مرد ریاست کا زیادہ حقدار ہے اس لیے کہ وہ [illegible]

کو اپنی قوت اور اپنے مال کے زور سے نافذ کر سکتا ہے۔ اسی لیے شرعاً اور عقلاً حاجت اور

نفقہ مرد پر واجب ہے۔ اور شوہر کی نیک کاموں میں اعانت کرنا عورت کا فرض ہے [illegible]

[illegible] ہے کہ اگر بیوی شوہر کی اطاعت سے سرکشی کرے۔ مرد کا حق ہے کہ وعظ و نصیحت اور [illegible]

اور آخر کار ہلکی سی مار پیٹ سے اوسے درست کرے۔ وہ اپنے گھر کا رئیس ہے۔ اور گھر کی [illegible]

گھر کے ممبروں میں حسن معاشرت قائم رکھنے کے لیے اسے مذکورہ بالا سیاست سے کام [illegible]

جیسے کہ رئیس قوم کو قوم کی مصلحت کے لیے بعض افراد قوم کے ساتھ یہی سیاست اختیار کرنی [illegible]

اوسے جائز و محمود ہے۔ زنا محض تحکم اور غصہ کی آگ بجھانے کے لیے عورتوں کو ستانا [illegible]

شرعاً کسی حال میں جائز نہیں۔ وکل راع مسئول عن رعیتہ۔

واللہ عزیز حکیم۔ لاریب وہ خدا حکمت والا ہے جس نے عورت کو مرد [illegible]

اور مرد کو مصالح خانہ داری کی حفاظت کے لیے گھر کا رئیس بنایا۔ پس جو کوئی ان [illegible]

تمدن نہ کرے۔ وہ اللہ سے اوس کی عزت کے بارہ میں جھگڑتا ہے۔ اور اوس کی حکمت [illegible]

مستوجب ہو غیرت خداوندی اسے اس مخالفت کا مزہ چکھائے۔ اور عذاب [illegible]

دوسروں کیلیے عبرت ہو۔ اور اللہ کی عزت و حکمت ظاہر ہو (ماخوذ از [illegible])

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ

اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ [illegible]

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ [illegible]

[illegible] وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] گز [illegible] اس [illegible]

[illegible] جو ہوتی تھی۔ ان بیچارون کے احساس و شعور کو کوئی خیال ہی ہوں نہین
[illegible] طرح مردون کے قابو مین تھین۔ ان کی قسمت بالکل انہین کے ہاتھ مین تھی
[illegible] اور اون کو چار و ناچار سب کچھ سہنا اور برداشت کرنا پڑتا۔ جب اسلام کا
[illegible] جہان اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی اصلاحین شروع ہوئین۔ وہان عورت کی بھی غمخوار [illegible]
[illegible] آیا۔ اور اون کے حقوق معین و مقرر ہوئے۔ اور مردون کو حکم ہوا کہ عورتون سے
[illegible] سلوک پیش آوین۔ اور ان پر ظلم نہ کرین۔ اگرچہ اس قسم کے احکام جن سے عورتون کی حیثیت
درستی ہو سکتی تھی۔ طلاق کے مذکورہ بالا تقیید کا حکم سے پہلے ہی آ چکے تھے۔ لیکن پرانی عادتون
[illegible] کچھ آسان نہین ہوتا۔ آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتی ہین۔ گو سابقہ احکام سے مسلمانون کا رویہ
[illegible] کے ساتھ نسبتہً مستحسن ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی وہ برا الحقہ پن کچھ نہ کچھ باقی تھا۔ اور بعض
[illegible] طلاق کے بارہ مین ابھی تک بالکل پرانے جابرانہ دستور ہی پر قائم تھے۔ بیوی سے
[illegible] طلاق پر طلاق سیکڑون دے جاتے۔ اور پھر بھی فراق کی نوبت نہ آتی۔ اور بعض [illegible]
[illegible] کرتے۔ اور ایسا ہی ہوتا۔ کہ طلاق دی۔ اور عدت ہی مین رجعت کر لی۔ پھر طلاق دی
[illegible] کر لی۔ گویا اونھون نے طلاق کو جس کی اجازت شریعت نے انصاف قائم کرنے اور ظلم و
روکنے کے لیے دی تھی۔ عورتون کے ستانے کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔ اور یہ امر
[illegible] شریعت کے خلاف تھا۔ اس لیے ضرور تھا کہ اس کا انسداد ہو۔ اس حالت مین ایک واقعہ
[illegible] کہ ایک مرد نے کسی بات پر ناخوش ہو کر بیوی سے کہدیا۔ کہ مین تجھے خوب ہی ٹھیک
[illegible] دون گا کہ مجھ سے جدا ہو جائے۔ اور نہ خود ہی کبھی مونھ لگاؤن گا۔ عورت نے کہا
[illegible] کہا پہلے طلاق دون گا۔ اور جب عدت ختم ہونے کو ہوگی رجعت کر لون گا۔ پھر طلاق
[illegible] رجعت کر لون گا۔ اور ہمیشہ یونہی معلق رکھون گا۔ یہ سن کر وہ غریب بہت گھبرائی
[illegible] ہوگی۔ گھبرائی ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس گئی [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
[illegible] کر خاموش ہو گئے۔ اور [illegible]

Marfat.com

انما الطلاق [illegible]

اس آیت کے نزول سے دو فائدے ہوئے۔ اول [illegible]

حل کیا تھا۔ لیکن جیسے مطلقہ کے واجبات کا بیان ہوا تھا۔ ویسے ہی طلاق کے [illegible]

کہ طلاق دے تو کس طرح دے۔ اس آیت سے ایک تو یہ بات معلوم ہو گئی اور دوسرے

باوجود طلاق کے عورتوں پر جو ظلم ہو رہا تھا یا آئندہ ہونے کا احتمال تھا۔ اس کا [illegible]

ہو گیا۔ اور مردوں کی یہ مجال نہ رہی کہ عورتوں کو ضرر دینے کے خیال سے طلاق [illegible]

کا سلسلہ شروع کیا کریں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا کہ کتنے طلاق پر رجعت ہو سکتی ہے [illegible]

معنی آیت کے یہ ہیں کہ طلاق رجعی صرف دو دفعہ ہو سکتی ہے۔ یا یوں کہو کہ طلاق دو تک

رجعی ہے۔ اور تیسری طلاق کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس سخت ترین شرط کے ساتھ

آگے بیان ہو گی۔

یاد رہے کہ الطلاق مرتان کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایک یا دو طلاق کے بعد رجعت

مرد کو پھر ایسی ہی دو طلاقوں کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرد ایک عورت

نکاح میں صرف دو طلاق دیکر رجعت کر سکتا ہے۔ چاہے وہ دونوں طلاقیں ایک دفعہ

دی ہوں۔ یا یہ کہ ایک طلاق کے بعد رجعت کرکے پھر طلاق دی ہو۔ یہ دو طلاق ہو [illegible]

تیسری طلاق دے کر رجعت نہیں کر سکتا۔

آئمہ کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ آیا تینوں طلاقیں جن کے بعد زن و شوہر

جدائی ہو جاتی ہے۔ ایک ساتھ دینی جائز ہیں یا نہیں۔ بعض جواز کے قائل ہیں [illegible]

حرمت کے۔ اور بعض باوجود حرمت کے یہ مانتے ہیں کہ طلاق اس صورت میں بھی

پڑ جائے گی۔ ہم اس فقہی موضوع اور اس کے متعلقات سے تو یہاں بحث نہیں کرنا چاہتے

مگر دکھا سکتے ہیں کہ الطلاق مرتان سے جیسے تثنیہ طلاق مراد نہیں ہے [illegible]

دو مختلف اوقات میں ہونا مراد ہے۔ جیسے کہ ثم ارجع البصر کرتین [illegible]

[illegible] طلاق کا مسنون طریقہ بھی [illegible]

[illegible] اسی صورت میں [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] بیان ہا [illegible]

[illegible] مسئلہ طلاق کی حقیقت و مصلحت بخوبی [illegible]

[illegible] طلاق [illegible] ہین۔ اور پھر رجعت کے لیے مقدمہ بازی کرتے پھرتے ہین۔

[illegible] الطلاق مرتان" اور طلاق کا سنت طریقہ جو گویا اس کی [illegible] خصوصیت سے یاد رکھنے کے لائق ہے۔

[فا]مساک بمعروف۔ جب مرد ایک یا دو طلاقون کے بعد رجعت کرے یعنی بیوی [کو] بیوی بنائے رکھے۔ تو اوس کو اسی دستور کے ساتھ رکھے۔ جس سے کہ بیوی کو رکھنا چاہیے [یعنی] اوس کے تمام حقوق ادا کرے۔ اور بحسن سلوک پیش آئے۔ جیسا کہ سابقاً بیان ہو چکا

او تسریح باحسان۔ یعنی اگر دو طلاق کے بعد بیوی کو روک رکھنا منظور نہین ہی۔ تو [اسے] بھلائی کے ساتھ رخصت کر دے۔ یا تین طلاق ہو چکی ہین۔ تو اچھائی کے ساتھ بیوی [کو] اپنے سے جدا کر دے۔ بھلائی سے مراد ہے کہ ایام عدت مین نہ بیوی کو تنگ کرے۔ اور نہ [کس]ی قسم کا نقصان پہونچائے۔ اگر اوس کے کچھ حقوق واجب ہون ادا کرے۔ بعد مفارقت برائی [سے] یاد نہ کرے۔ اور لوگون کے دل مین اوس کی طرف سے نفرت نہ پیدا کرے کہ مبادا اور مرد اس [سے نکا]ح کرنے سے گریز کرین۔ کیونکہ بعد طلاق برائی سے یاد کرنا لوگون مین مطلقہ کی طرف سے [نفرت] پیدا کرنا بھی ضرار ہے۔ جو مصلحت طلاق کے خلاف ہی۔

ولا یحل لکم ان تاخذوا۔ مما اٰتیتموھن۔ "اٰتیتموھن" سے مراد ہے مہر۔ [م]ال و متاع۔ جنس و نقد وغیرہ جو شوہر نے خوشی سے بیوی کو حسن سلوک کے زمانہ مین [دیا۔ ا]للہ تعالیٰ نے منع کیا کہ جو کچھ تم بیویون کو اپنی خوشی اور رضامندی سے دے چکے ہو ناخوش [ہو کر] طلاق دینے کے بعد اون سے وہ واپس نہ لو۔ اس لیے کہ جو چیز تم نے اپنی خوشی سے دیدی [وہ تمہاری ملک]یت سے نکل گئی۔ پھر تمہین کوئی حق نہین کہ اوس کا مطالبہ کرو۔

[اللہ تع]الیٰ نے مہر وغیرہ واپس نہ لینے کا حکم دے کر ظاہر کر دیا۔ کہ جو کچھ تم بیوی کو دیتے ہو [illegible] حسن معاشرت دیتے ہو۔ تاکہ بیوی تمہارے ساتھ رہکر تمہارے [illegible]

[illegible] مین [illegible] شرکت رکھے۔ اور مہر یا جہیز مین [illegible]

[illegible] اوس کی ذات کا مالک ہو [illegible]

[illegible]

کہ تم ان ...

لیسلو یہ بالکل ناانصافی ہے خصوصاً اس حالت ...
اپنی صحبت وشرکت سے نکالتے ہو۔ جو وانشہ نے جو کچھ بیویون کو دیا ...
واپس نہ لو۔ کہ یہ مروت وانسانیت کے بھی خلاف ہے۔ اور عدل وانصاف کے بھی
اور یہ تقریر مخالفین کے اس اعتراض کا بھی کافی جواب ہے۔ جو وہ مہر کی نسبت کیا کرتے
ہین۔ کہ اسلام مین نکاح کیا ہے۔ غلامانہ بیع ہے۔ عورت اپنے آپ کو مہر کے عوض شوہر کے
بیچتی ہے یا عورت کے ولی بیچ دیتے ہین۔ کیونکہ اگر یہ بیع ہی ہوتی تو عقلاً طلاق کے وقت
کو کم ازکم مہر کے واپس لینے کا اختیار ہوتا۔ حالانکہ اسلام اس سے منع کرتا ہے۔

الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ ....... فلا جناح علیہما فیما افتدت

پہلے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو کچھ تم از قسم مہر وغیرہ بیویون کو دے چکے ہو۔ ان سے فراق
کے وقت واپس نہ لو۔ اور پھر اس حکم عام مین سے ایک خاص حالت کو مستثنےٰ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر
حالت مین عورتین کچھ دیدین۔ تو ان کے دینے اور تمہارے لینے مین کوئی ہرج وگناہ نہی...
ہے۔ اور وہ حالت یہ کہ جب میان بیوی مین نہ بنے۔ اور بیوی یہان تک بیزار ہو کہ خو...
کہ احکام خداوندی کی پابندی نہ ہوسکے گی۔ اور عورت کی نفرت غالب آکر بُرا نتیجہ پیدا ...
مثلاً بدراہ ہوجائے گی۔ شوہر کی اطاعت سے نکلجائے گی۔ اور شوہر یہ حالت دیکھ کر ظلم
سے کام لینے لگے گا۔ یعنی زناشوئی کی جیسی پاک اور آرام کی زندگی چاہیئے۔ ویسی نہ رہیگی
اس حالت مین بیوی اگر کچھ دے دلا کر جدا ہونا چاہے۔ تو لیلو اس مین زن وشوہر کچھ
نہین یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کے قضیہ مین نازل ہوئی۔ جو ثابت بن قیس
کے نکاح مین تھی۔ اور شوہر سے سخت نفرت کرتی تھی۔ حالانکہ ثابت اسے بہت چاہتا تھا
کی وجہ سے ایک دن دونون مین تکرار ہوگئی۔ اور جمیلہ بگڑ کر اپنے باپ کے گھر چلی ...
کی شکایت کی۔ لیکن باپ نے شکایت نہ سُنی۔ اور یہ کہکر واپس شوہر کے گھر بھیج دیا کہ
لڑکی کو بہت بُرا سمجھتا ہون۔ جو جب دیکھو کوستی کاٹتی اور شوہر کی شکایت ...
دیتی ہے۔ جمیلہ چلی تو گئی۔ لیکن جب دل ... نہ ملے تو زیادہ کچھ ...
سے شکایت کی۔ اور مار پیٹ کے نشان ...
... دکھا کر ...

اور کہا رسول اللہ میرے اور

... اللہ لیکن نہین کہ میرا اور اون کا سر ایک تکیہ پر جمع ہو۔ آپ نے

... دریافت کیا۔ کہ تم میان بیوی دونون کا کیا حال ہے۔ ثابت نے قسم بیان کیا کہ

... بہت محبت ہے۔ سوائے آپکے اور کسی سے اتنی محبت نہین۔ آپنے جمیلہ سے کہا کہ تو

... ہے۔ اوس نے کہا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہین یہ مجھے ہلاک ہی نہ کر

... لیکن آپسے سچ عرض کرتی ہون۔ اور کوئی ایسی بات نہین کہتی۔ کہ وحی آکر اوسکی تکذیب

... ثابت مجھ سے بیحد و نہایت محبت کرتا ہے۔ نہ اوس کے خلق مین کوئی کجی ہے۔ اور نہ وہ مجھے

خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ لیکن مجھی کو اس سے نفرت ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ کہین اسلام مین

کفر کی بات نہ کر بیٹھون۔ مجھو اس کے نکاح سے نکالیئے۔ میرا اس کا نباہ ہو ہی نہین سکتا۔

ثابت نے کہا کہ یارسول اللہ مین نے جمیلہ کو ایک نخلستان دیا ہے۔ اس سے کہیئے کہ نخلستان واپس

دیدے۔ مین چھٹکارا دے دون گا۔ آپنے جمیلہ سے کہا کہ نخلستان دیدو۔ پھر تمہین اپنے نفس

کا اختیار ہے۔ اوس نے کہا بہت اچھا۔ غرضیکہ جمیلہ نے نخلستان واپس دیدیا۔ اور ثابت نے

... کو دیا۔ اسی اثنا مین یہ آیت نازل ہوئی۔

اس امر پر تقریبًا جمیع فقہاء و آئمہ کا اتفاق ہے کہ خلع بھی طلاق ہے۔ فرق صرف اتنا ہے

کہ طلاق و خلع دونون مرد ہی کی طرف سے ہوتے ہین۔ لیکن طلاق مین عورت کو کسی قسم کا

دخل نہین ہوتا۔ اور خلع مین عورت خود طلاق کی خواستگار ہوتی ہے۔ اور مرد اس

... کو قبول کرکے طلاق دیدیتا ہے۔

اس بارہ مین علمائے اُمت کا خلاف ہے کہ آیا خلع صرف ایسی حالت مین جائز ہے جب کہ

اندیشہ ہو کہ زن وشو کی باہمی نفرت اون مین سے کسی کو یا دونون کو حدود خداوندی سے

... کے سخت ترین معصیت مین ڈال دے گی۔ یا اس خوف کے بغیر بھی خلع جائز ہو سکتا ہے

... چونکہ آیت بصراحت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شوہر کو حق نہین کہ طلاق دیتے

... بیوی سے کچھ لے۔ لیکن اس حالت مین کہ حدود خداوندی سے نکل جانے کا خوف ہو

... اس خوف و اندیشہ کے خلع بھی جائز نہین ہو سکتا۔ کیونکہ شرعی مصلحت یہی

... ہے کہ زن و شوہر ... افتراق نہ ہو۔ اور عصمت اولیہ محفوظ رہے۔ اسی لیئے

... الحلال الی اللہ الطلاق۔ داخرجہ ابوداؤد

مطلب یہ ہے کہ اگر ...

نزدیک نہایت ہی مکروہ اور ناپسندیدہ جائز ...
مین جس کو طلاق کا اختیار ہے۔ طلاق دینے کی طرف سے نفرت قائم ...
رکھا جائے۔ اور چونکہ خلع مین ابتداء عورت کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسی لیے ارشاد ...
امراۃ سالت زوجھا الطلاق من غیر باس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ (اخ...
ابوداؤد والترمذی) مآل اس کا بھی یہی ہے کہ جیسے مرد پر واجب ہے کہ کسی سخت مجبوری
کے بغیر طلاق نہ دے۔ ایسے ہی عورت کو بھی چاہیئے۔ کہ بے وجہ موجہ شوہر سے چھٹکارے کی
درخواست نہ کرے۔

جیسے اللہ تعالی نے طلاق کو روکنے اور رجعت کا موقع دینے کے لیے دو طلاق مقرر کین ویسے ہی
خلع کا راستہ تنگ کرنے کے لیے بھی فدیہ کی ایسی قید لگادی ہے کہ انتہائی مجبوری واضطراری کے
بغیر واقع ہی نہ ہوسکے۔ ان دونون حکمون کی ماہیت وقیود سے صاف عیان ہے کہ شریعت کا
مقصود یہ ہے کہ زوجیت کا تعلق قائم ہوجانے کے بعد جہان تک بھی ہوسکے زوجین مین تفریق
نہ ہو۔ کیونکہ یہ افتراق بذاتہ بھی مستحسن نہین۔ اور اس کا اثر عموماً زوجین کی آیندہ زندگی پر
اچھا نہین پڑتا۔ لیکن جب نباہ کی صورت ہی نہ ہو۔ اور زن وشوہر دونون یا اون مین سے کوئی
ایک دوسرے سے اس قدر نفرت کرنے لگ جائے کہ پھر دونون کے اجتماع ویکجائی سے فائدہ
کی جگہ الٹا نقصان منظور ہو۔ اور جن اغراض کو مدنظر رکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ وہ پوری ہوتی
نظر نہ آئین۔ تو عقلاً بہتر یہی ہے کہ زن وشوہر مین جدائی ہوجائے۔ اسی لیے اسلام
مین اللہ تعالی نے طلاق وخلع کو جائز رکھا۔ اور اون کا حکم دیا ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے عیان ہے کہ اسلام نے اضطرار ومجبوری کے عالم مین زن ومرد دونون
ہی ایک دوسرے سے مخلصی حاصل کرنے کا حق دیا ہے۔ جیسے کہ دونون کو تا بحد ضبط علاقہ
قائم رکھنے کی انتہائی ترغیب دی ہے۔ اگرچہ زن وشوہر کے ایک دوسرے سے مخلصی حاصل
کے اختیار کی نوعیت مختلف ہے۔ مرد بظاہر مختار کل نظر آتا ہے۔ اور عورت مجبور محض
و مآل ان دونون حالتون کا ایک ہی ہے۔ اس لیے کہ جب مرد کو ...
نباہ کی کوئی صورت نہ ہے۔ تو اوسے طلاق ... حاصل ...

Marfat.com

... کرے ... چھٹکارا دے دو۔ اگرچہ بظاہر یہ
... نہیں لیکن اس کا جو اثر مرد کی طبیعت پر پڑتا ہے۔ اوس کا نتیجہ طلاق
... ہوتا ہے۔ اس لیئے کہ شوہر بیوی کی اس درخواست کو اپنی ذلت و
... اور اپنی طبعی ریاست و سیادت کے خلاف پاکر اپنے مین ضبط کی طاقت نہین
... جہان تک ہو سکتا ہے جلد ہی طلاق دیدیتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لیئے کہ یہ معلوم
... بیوی اس سے ناخوش ہے۔ وحشتناک خیال اوس کے دل مین ہجوم کر آتے ہین۔ اور
... کے ناخوش ہونے کے بُرے نتائج کا اندیشہ اور اپنے ننگ و ناموس کا خیال اوسے مجبور کرتا ہے
... طوق گران کو اپنے گلے سے نکال کر بے چینی کی تکلیف سے رہائی حاصل کرے۔ اور اگر ایسا نہ کرے
... حمیت کی حقیقی خوشی کو خیر باد کہکر روز کی بدکلامی سُننے اور بالآخر غیرت و حمیّت کے خلاف
... دیکھنے کے لیئے تیار ہو جائے۔ اگرچہ آج کل ہمین ایسے ضبط والے مُسلمان نظر آتے ہین
... در حقیقت یہ نتیجہ ہے حقیقی مسلمان نہ ہونے ہی کا۔ اسلام جس غیرت و حمیّت کی تعلیم دیتا ہے
... کے ہوتے ہوئے محال ہے کہ کوئی ایسے ناپسندیدہ نتائج کے برداشت کے لیئے تیار پایا
مختصر یہ کہ عورت کی طرف سے خلع کی درخواست ہی چونکہ مُسلمان کو طلاق دیدینے پر آمادہ
... ہے۔ اور چھٹکارا حاصل کرنے کے کامل اختیار کا حکم رکھتی ہے۔ اس لیئے عورت کو بالاستقلال
... حاصل کرنے کا اختیار نہین دیا گیا۔ تاکہ مرد کا تسلط و اختیار بھی جو اوسے فطری سیادت
... حاصل ہے۔ برقرار رہے۔ اور عورت کی مصلحتین بھی پوری ہو جائین۔
عورت کا کچھ دے دلا کر چھٹکارا حاصل کرنا وہ بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ مرد کا عورت کو
... مقرر کرکے اپنی زوجیت مین لینا۔ جب عورت مہر کے ساتھ اپنے نفس کو شوہر کی
... مین دے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب وہ شوہر کو ناخوش کرکے اپنی مرضی سے جدا
... ہے۔ تو اس کا کچھ دینا دلانا اور مرد کا لینا معیوب ہو۔ ہان آمادہ خلع ہو کر عورت کو
... اوس کی طاقت سے زیادہ چاہنا بُرا ہے۔ اسی لیئے اکثر علمائے ملّت کی رائے ہے
... زیادہ رقم شوہر کو بیوی سے بغرض خلع نہ طلب کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ
... ہو سکتا ہے۔ از روئے قیاس کے عورت کا چھٹکارہ بھی بغیر کچھ
... کہ ہم بیان کر چکے بمذہب جمہور طلاق ہی ہے
... لیکن اسی کو اصطلاح میں ...

Marfat.com

خلع کہتے ہین۔ اور جیسے عورت کی [illegible]
پر بدلے لیے بھی ممکن ہے۔ اسی لیئے خدا تعالے نے خلع کی [illegible]
کیا۔ بلکہ مباح و جائز کیا۔ اور فرمایا فلاجناح علیہما۔ لاجناح [illegible]
ہوتا ہے۔ نہ وجوب۔ اور پھر آگے فرمایا فیما افتدت بہ یعنی عورتین جو کچھ [illegible]
اوس کے عوض مین جدائی چاہین۔ وہ لیلو۔ اس مین کچھ ہرج نہین ہے۔ یہ نہین فرمایا
اون سے مانگو۔ یا جو کچھ تم نے دیا ہے۔ وہی واپس لیلو۔ اگرچہ اس صورت مین مانگ لینا بھی
ہے مصلحت اس کو لیلینے یا مانگ لینے مین یہ ہے کہ جب شوہر بیوی سے خوش ہے۔ اور بیوی [illegible]
اور وہ اپنی ناخوشی کی بناء پر خلع کی طلبگار ہو۔ تو مرد کو دوہرا صدمہ ہوتا ہے۔ ایک تعلق اور
حسن سلوک کی قدر نہ کرنے اور اوس کو ذلیل سمجھنے کا۔ اور دوسرے اوس تمام مال کے ضائع
ہو جانے کا۔ جو اب تک اوس نے بیوی پر خرچ کیا۔ عورت کا فدیہ اگرچہ اتنے بڑے نقصان
کی تلافی نہین کر سکتا۔ لیکن ایسی حالت مین ضائع شدہ مال مین سے جو کچھ بھی مل جائے
وہی غنیمت ہے۔ اور وہ لیلینا اور مانگ لینا ہی چاہیئے۔

فان خفتم خطاب ہے اولی الامر یعنی امراء و حکام کی طرف۔ کیونکہ خلع کے معاملات
بعض مجبوریون مین ان تک پہونچتے ہین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو یہ بھی
حاصل ہے کہ اگر شوہر چھٹکارا نہ دے۔ تو وہ حاکم کی طرف رجوع کر کے چھٹکارا حاصل کر سکتی
یہ فرض حکم کا ہے کہ دیکھ لے کہ مجبوری کیسی ہے۔ اور اس کا علاج ممکن ہے یا نہین۔ بلکہ یہ
ہے کہ اگر جدائی نہ کی گئی تو یہ زن و شوہر حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکین گے۔ اور [illegible]
گرفتار ہو جائین گے۔ اسی لیئے جب ایک ایسا مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے
پیش ہوا۔ تو پہلو آپنے خلع کی طلبگار عورت کو تین رات تک ایک لید بھرے ہوئے گھر مین
اور پھر حال پوچھا۔ اوس نے کہا کہ مین جب سے اس مرد کے پاس آئی ہون۔ کبھی ان تین راتون
سے زیادہ آرام کے ساتھ نہین سوئی۔ آپنے اس کی نفرت کا یہ حال دیکھ کر مرد کو حکم دیا کہ
چھوڑ دو۔ اگرچہ اس کا تمام مال ہی لیکر کیون نہ چھوڑ دو۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ [illegible]
طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا [illegible]
وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا [illegible]

... اوس کے بعد وہ عورت اوس کے لیئے حلال نہین۔ ... کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ اسے طلاق دیدے۔ تو پھر ... دوبارہ مل جانے مین کوئی حرج نہین۔ بشرطیکہ وہ دونون خیال کرین کہ ... حدون کو قائم رکھین گے۔ یہ اللہ کے باندہے ہوئے قاعدے قانون ہین اللہ انکو جاننے والے لوگون کے لیئے بیان کرتا ہے۔

**تفسیر**۔ پہلے خدا یتعالی نے عورتون کو ناحق ستانے کے دستور کو مٹا کر طلاق کی تحدید کی ... یا کہ دو طلاقون تک رجعت کر سکتے ہو۔ اس کے بعد یا تو بیویون سے رجوع کر لو۔ اور ... نہ کرو تو اون کو بھلائی کے ساتھ رخصت کر دو۔ یہی تیسری طلاق اور فراق اعظم ہے ... پہلے دو طلاقون کے بعد کا حکم بھی بیان ہو چکا تھا۔ اس لیئے اس آیت مین تسریح باحسان ... تیسری طلاق کے بعد کا حکم بیان فرمایا کہ جب کوئی بیوی کو تیسری طلاق بھی دے چکا۔ تو اب رجعت کا موقع نہین رہا۔ اور وہ عورت اسپر حلال نہین۔ ہان اگر وہ کسی اور سے نکاح کرلے اور بیوی بنا لینے کے بعد یہ دوسرا شوہر بھی کسی وجہ سے اس کو طلاق دیدے۔ اور پھر پہلے شوہر سے اور پہلا شوہر اس سے نکاح کرنا چاہے۔ اور یہ بھی خیال ہو کہ اس نکاح ... میان بیوی دونون احکام خداوندی کی پابندی کر سکین گے۔ اور پہلا سا حال نہ ہوگا ... حالت مین مطلقہ بطلاق ثلاثہ اور شوہر اول کے مابین رجوع و نکاح ہو سکتا ہے ... کے بیان کے بعد خدا یتعالی نے آگاہ کیا۔ کہ یہ ہمارے باندھے ہوئے قاعدے ہین علم والے ان کی حکمتون اور مصلحتون کو سمجھ سکتے ہین۔

حکمت و مصلحت یہ ہے کہ جب ایک مرد نے اپنی بیوی کو پے در پے تین طلاقین دیدین ... بطریق سنت وقفہ کر کر کے۔ تو ان تین طلاقون کا دیا جانا کافی دلیل ہے اس بات کی ... مین یہ صلاحیت نہین ہے کہ وہ شوہر کو خوش کر سکے۔ یا وہ خود ہی اس قدر نافر ہے کہ شوہر ... کرنا نہین چاہتی۔ اور شوہر بھی بیوی سے اس قدر برداشتہ طبیعت ہو چکا ہے۔ کہ ... صحبت کا تعلق اوس سے باقی رکھنا نہین چاہتا۔ یا اوس نے خوب سوچ سوچ کر ... تین طلاقین دی ہین۔ اور اوس کے نزدیک یہ ممکن ہی نہین ہے کہ اس بیوی سے ... اس امر کی سند ہے کہ وہ زن و شو نہین جانتے ... کر سکتے ہین۔ اس لیئے پھر ...

Marfat.com

کہ اس حالت مین زن و شوہر مین ... [illegible]

اور جس کو اس قابل سمجھتا ہو کہ اس کے ساتھ بسر ہو سکے ... [illegible]

اور ہمیشہ کے خدشہ سے نکل کر آرام و اطاعت کی زندگی بسر کرے ۔ اور ... [illegible]

انتظام مین جو فتور پڑا ہوا ہے ۔ اور عزیت کو بگاڑ رہا ہے ۔ وہ جاتا رہے ۔

تین طلاق پانے کے بعد جب عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا ۔ اور اس ... ہو گئی ۔ اور زن و شوہر مین اتفاق ہو گیا ۔ تو فیہا ۔ عام اس سے کہ یہ انس و اتفاق عورت اس خوف سی ہو کہ کہین یہ شوہر بھی طلاق نہ دیدے یا اوس کے اخلاق و اطوار حقیقت اچھے ہون ۔ اور پہلے شوہر سے اوسی کی کج خلقی کی وجہ سے نہ بنی ہو ۔ اور دوسرے شوہر کی عادتین اچھی ہون ۔ اور یون یک رنگی کی وجہ سے باہم سلوک ہو گیا ہو ۔ کسی طرح سے سلوک ہوا ہو ۔ بہتر ہے ۔ اور طلاق کا ایسا اچھا نتیجہ ہے ۔ جو بدون طلاق کبھی حاصل ہی نہین ہو سکتا ۔ اور اگر سوء اتفاق سے اس عورت کی دوسرے شوہر سے بھی نہ بنی ۔ اور وہ بھی یہان تک اوس کے ہاتھون تنگ آیا کہ طلاق دیدی ۔ تو دوسرے شوہر کی یہ طلاق اس امر کی دلیل ہو گی کہ بدخلق اور انسانیت سے خالی خود وہی عورت ہی ۔ اور پہلے شوہر سے جو جھگڑے پیش آئے جن کا انجام طلاق ہوا ۔ اون کا موجب خود بھی اپنی طرف سے ہوئی تھی ۔ اس لیئے اس کا اثر اوس کی طبیعت پر ہو گا ۔ اور شرمندہ ہو کر اپنے مزاج کی اصلاح کرے گی ۔ اور ایسی بن جائے گی ۔ کہ پہلے شوہر کے ساتھ نباہ سکے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد پہلے شوہر کی طرف رجوع کرنے کو مباح و جائز کیا ۔ اور عقلاً جائز ہونا ہی چاہیئے اس لیئے کہ منع و حرمت کی جو علت تھی ۔ وہ جاتی رہی ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر قصور عورت ہی کا تھا تو پہلا شوہر صرف اسی حالت مین اوس کی طرف رجوع کرے گا ۔ کہ یا تو خود بھی کسی قدر ... یا عورت کی کسی خاص بات کو پسند کرتا ہو ۔ یا کم از کم نباہ کا حوصلہ رکھتا ہو ۔ ورنہ ... ہے کہ پھر وہی طوق پہن لے ۔ جو پہلے گران پا کر اتار پھینکا تھا ۔ اور جب رجوع کرے ... ہے کہ اس دفعہ دونون زوجیت کے تعلقات کو اچھی طرح نباہ سکین ۔ اور خدا کی حدون کے اندر اندر رہ سکین ۔

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ کا ... یہ ہے کہ ... [illegible]

... [illegible]

Marfat.com

... اور بعد ... سے طلاق
... بغیر خلوت صحیحہ کے اوسے طلاق دیدے
... بعد رجوع اوس کے ساتھ نکاح صحیح نہین ہوسکتا۔
... رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رفاعہ
... کو طلاق دیدی۔ بعد طلاق اوس نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کرلیا لیکن
... اور ہم بستری نہ ہوسکی۔ اوس نے چاہا کہ پھر رفاعہ کو اپنے نکاح مین لیلے
... راضی ہوگیا۔ لیکن جب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین شوہر اول کے
... نکاح کی اجازت لینے آئی۔ اور سارا ماجرا بیان کیا۔ تو آپنے کہدیا کہ جب تک صحیح ہم بستری
... عبد الرحمن کے ساتھ نہ ہو۔ رجعت ممکن نہین۔ چند روز کے بعد پھر آئی۔ اور کہا کہ میرے شوہر نے
... مس کرلیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ ابھی رجعت ممکن نہین۔ اسیطرح آپ کی وفات کے بعد حضرت
... ابوبکر کے پاس اور اون کی وفات کے بعد حضرت عمر کے پاس آئی۔ اور رجعت چاہی
... چونکہ صحیح ہم بستری کی نوبت ابھی نہ آسکی تھی۔ اس کو طلاق پاکر شوہر اول سے نکاح
... کی اجازت نہ دیگئی۔ اسیطرح اگر نکاح کے بعد ہی شوہر ثانی مرجائے۔ اور صحبت کی
... نوبت نہ آئے تو یہ نکاح بھی شوہر اول کی طرف رجوع کا ذریعہ نہین ہوسکتا۔ رجعت کیلئے
... شرط ہے کہ نکاح کے بعد عورت شوہر کی پوری زوجیت مین داخل ہو۔ مرد نے نکاح قائم
... رکھنے کی نیت سے نکاح کیا ہو۔ نہ طلاق دینے اور حلالہ کی نیت سے۔ یہی مذہب صحیح ہے اور
... کتب و سنت سے ثابت ہے۔ اور اگر کوئی مرد مطلقہ بطلاق ثلاثہ کے ساتھ اس نیت سے نکاح
... کرے کہ شوہر اول پر حلال ہوجائے۔ تو یہ نکاح باطل ہے۔ اور موجب حلت نہین ہوسکتا
... بعض فقہا نے بکراہت شدیدہ اس نکاح کو اس حالت مین جائز رکھا ہے کہ مرد عقد نکاح
... کے وقت ... کرے کہ یقیناً اسے طلاق دیدونگا۔ اگرچہ دل مین ارادہ زن و مرد دونو کا
... ہو۔ ... ایک فقہی رائے ہے۔ اور محاسن شریعت کے مناسب نہین۔ اور نہ اس
... حرکت منسوب کی جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ
... الا انبئکم بالتیس المستعار۔ قالوا بلی یا رسول اللہ۔ قال
... لعن اللہ المحلل والمحلل لہ ... وغیرہما کیا
... کہ ... نے ...

فرمایا وہ حلالہ ...

روایت ہے کہ رسول اللہ نے تحلیل والے ...

دلسة لا استهزاء بكتاب الله عز وجل ثم تذوق ...

نصوص صریحہ کی بناء پر اس قسم کی تحلیل کو زنا سمجھا ہے جس کے متعلق ...
ہین۔ جن کے بیان کی یہان گنجائش نہین۔ حتی کہ بعض صحابہ و تابعین ...
دیا ہے کہ شوہر اول و زوجہ یا شوہر ثانی مین سے کسی ایک کے دل مین بھی یہ خیال ...
نکاح بغرض تحلیل کر لینا چاہیئے۔ اور نکاح کیا تو یہ نکاح باطل ہے۔ اور بعد طلاق بھی ...
شوہر اول کے لیئے حلال نہین ہو سکتی۔ غرض اس طول کلام سے یہ ہے کہ تحلیل بایں معنی ...
اوسی حالت مین ممکن و درست ہے کہ مطلقہ دوسرے شوہر سے نباہ اور کامل زناشوئی کے ...
نکاح کرے۔ اور پھر وہ دونون کچھ عرصہ زن و شو کی طرح بسر کرین۔ اور تینون یا کم از کم
شوہر ثانی کے دل مین یہ خیال نہ ہو کہ ہم تحلیل کے لیئے نکاح کرتے ہین۔ بر خلاف اس کے
شوہر اول بغرض حلالہ رات دو رات یا مہینہ دو مہینہ کے لیئے سازباز کر کے مطلقہ بیوی
سے نکاح کر دے۔ یا مطلقہ بیوی اسی غرض سے نکاح کرے۔ یا کوئی مرد کسی کی مطلقہ بیوی ...
غرض سے اپنے نکاح مین لائے کہ اوسے طلاق دے کر شوہر اول پر حلال کر دے۔ تو ...
لعنت کا فعل ہے۔ اور کتاب و سنت کے خلاف۔ اور دینی غیرت و حمیت سے کوسون دور
بعض صورتون مین پوری دیوثی ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ لیکن عرف عام مین
حلالہ ہے۔ اور بہت سے مسلمان غیر مسنون طریقہ پر طلاق دے کر رجعت کی ضرورت ...
حلالہ پر کاربند ہوتے اور مستحق لعنت بنتے ہین۔ اور حرام و زناء مین پڑتے ہین۔ ...
ہے عدم تدین کا۔ کبھی کوئی متدین و متقی ایسا کرتا ہوا نہین پایا جائے گا۔ بلکہ وہ شخص
سلیم رکھتا ہے۔ اور مغلوب نفس نہین ہوا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ شریعت ...
ابغض المباحات سمی ہے۔ اور الطلاق مرتان کا حکم اس لیئے ہے کہ ممکن حد تک ...
نہ ہونے پائے۔ اور جب ہو گیا۔ تو رجعت مناسب نہین۔ اور اگر احیانا ... ہو تو ...
ہین کہ آیندہ نباہ کا یقین ہو جائے۔ ... صورت مین کہ ... نباہ ...
اور اچھی نباہ ممکن ہو گیا۔ اور افتراق ...

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ۔اور [illegible] م کی یہ تعلیم دیگر اقوام کی موجو
[illegible] اور کہان تک انسانی طبیعت کے مناسب ہی۔ بعض مذہبون
[illegible] ہے کہ جہان رشتہ نکاح ایک دفعہ قائم ہو گیا۔ پھر وہ ٹوٹ نہی
[illegible] رت لاکہ بدچالیان کرے۔ اپنے اور شوہر کے ننگ و ناموس کو خاک مین ملادے۔ شوہر
[illegible] زندگی بسر کرنا اجیرن ہو جائے۔ دم ناک مین آجائے۔ یا عورت شوہر کے ہاتھون م
[illegible] کی زندگی تلخ ہو جائے۔ شوہر ناکارہ ہو۔ غرضکہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ اور باہمی معاشرت
[illegible] گی کیسی ہی تلخ اور ناپسندیدہ کیون نہ ہو۔ نہ مرد طلاق دے سکتا ہے۔ اور نہ عورت خلع
[illegible] ہان ہلا سکتی ہے۔ زن و شوہر دونون مجبور ہوتے ہین۔ کہ ناموافقت کی حالت مین جلین
[illegible] مگر ساتھ رہین۔ ننگ و ناموس سے ایک یا دونون ہاتھ دھولین۔ غیرت و مروت کو
[illegible] بیٹھین۔ مگر زن و شوہر ہی بنے رہین۔ اور میان بیوی ہی کہلائین۔ اگرچہ حقیقی
[illegible] کا ان کے درمیان کہین نام و نشان تک نہ ہو۔ اور بعض مذہبون مین اور بعض قومون
[illegible] فی الجملہ طلاق کا دستور ہے۔ لیکن ایسی سخت قیود کے ساتھ کہ جن کے ہوتے ہوے طلاق شاذ و
[illegible] واقع ہوتی ہے۔ اور قانون کی سختی یا طریقہ طلاق کی رسوائی کے روح فرسا اندیشہ کی وجہ
[illegible] و شوہر کو ہزار گونہ بدمزگیون کے باوجود ظاہر مین زن و شوہر ہی بن کر رہنا پڑتا ہے۔ اگرچہ
[illegible] دونون دل مین خوب جانتے ہین۔ کہ زوجیت کا جو تعلق قائم کیا گیا تہا۔ وہ اب ہمارے
[illegible] نہین ہے۔ بعض قومین ایسی بہی ہین۔ جن مین عورت کی کچھ قدر و منزلت ہی نہین۔
[illegible] صنف اپنی قسمت کے مالک شوہرون کے ہاتھ مین رہتی ہین۔ جب تک چاہا زوجیت
[illegible] رکھا۔ اور جب چاہا بے وجہ ہی گھر سے نکال باہر کیا۔ نہ کوئی آئین ہے۔ نہ دستور جس پر
[illegible] طلاق کا مدار ہو۔ اسلام چونکہ خدائی مذہب ہی۔ نکاح و طلاق کے متعلق اوس کا حکم بہی
[illegible] و طبیعت کے موافق ہے۔ بلکہ اسلام کے اس قسم کے احکام خود دلیل ہین اس امر کی۔
[illegible] کا حکم ہین۔ کیونکہ انسانی طبیعت اور انسان کی مصلحت کو وہی کچھ خوب سمجھ سکتا ہی۔
[illegible] کے حکم بہی ضرور فطرت و طبیعت کے موافق ہی ہون گے۔

[illegible] زن و شوہر کی جدائی و طلاق کے متعلق نام نہاد خدائی مذاہب کی افراط و تفریط
[illegible] حکم دیا۔ یعنی نہ طلاق کو ممنوع و حرام ٹہرایا۔ نہ طلاق بالکل زن و شوہر کی
[illegible] دیا۔ بلکہ بضرورت جائز رکھا۔ اور اچھی

طلاق فی نفسہ اچھی نہیں ہے۔ لیکن [illegible]
بُری ہے۔ لیکن اس کی غرض اچھی ہوتی ہے۔ [illegible]
وحلال چیزون کی طرح۔ بلکہ یہ ابغض الحلال ہے۔ اور خدا اس کو پسند نہیں کرتا [illegible]
روک تھام کے لیئے صرف اوس کی بُرائی پر۔ اور اس سے نفرت دلانے ہی پر اکتفا نہیں کیا [illegible]
شوئی کی زندگی کے اور طلاق کے ایسے قاعدے باندھے کہ باوجود جواز طلاق۔ طلاق [illegible]
پائے۔ اور خواہ مخواہ ہی مرد عورتون کو طلاق نہ دے دیا کرین۔ اور عورتین سخت مجبوری [illegible]
خلع کی درخواست نہ کیا کرین۔ چنانچہ حکم دیا کہ زن وشوہر دونون ایک دوسرے کے حق [illegible]
طرح پر ادا کرین۔ دونون مین سے کوئی کسی کے حق مین ظلم نہ کرے۔ اور درپے ایذا و آزار نہو۔ اور
اگر اتفاقاً کسی وقت کسی ایک دوسرے کے حق مین کوئی ایسی بات ہو جائے۔ جو اون کی [illegible] آزار
و ملال کا موجب ہو۔ تو دوسرے کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہیئے۔ اور اس خصوص مین مرد [illegible]
عورتون کی جفا، اور سخت کلامی سہنے کی مزید تاکید کی۔ کیونکہ جہان دو آدمیون کا ہر وقت کا
ہو۔ وہان قصداً اور بلا قصد کبھی نہ کبھی کسی ایسی بات کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہین ہے [illegible]
رنجش سے ملال خاطر تک منجر ہو جائے۔ خصوصاً ایسی حالت مین۔ کہ نیا شوئی کے مرحلے مین قدم
رکھا ہی ہو۔ اور زن وشوہر ابھی تک ایک دوسرے کی طبیعت سے پورے طور پر واقف نہ
ہون۔ اگر ایسے ملال ہی پر طلاق دیدیا کرین۔ تو دنیا ہی تباہ وخراب ہو جائے۔ [illegible]
زوجیت مین زن وشوہر مین سے فی الجملہ غیریت ہوتی ہے۔ جو دفعتہً نہین مٹ سکتی [illegible]
ہے کہ رشتہ نکاح کے ساتھ ہی زن وشوہر ایک دوسرے کے مزاج شناس اور یگانگی [illegible]
مرتبہ رفتہ رفتہ ہی حاصل ہوتا ہے۔ یہان تک کہ جو نکاح طرفین کے شغف سے بھی ہوتے [illegible]
کے بعد بھی فوراً یا کچھ دنون کے بعد دیکھا گیا ہے کہ فی الجملہ غیریت باقی رہتی ہے [illegible]
نہین ہوتا۔ جو زوجیت پر کچھ عرصہ گذر جانے پر عموماً دیکھا اور پایا جاتا ہے [illegible]
دو چار ناگوار باتون سے برافروختہ ہو کر طلاق دیدے۔ تو اس کا انجام [illegible]
ہو سکتا۔ کہ اپنی آتش مزاجی کی سند اپنے ہاتھ سے لکھ کر [illegible]
تبدیل کرنے مین متامل کرنے کے علاوہ [illegible] اخلاق [illegible]

Marfat.com

... اگر زن وشوہر باہم ...
... مین صبر وتحمل سے کام لین۔ تو یہ بالکل یقینی امر ہے کہ
... اور ایسا اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ اور اس درجہ ایک دوسرے
... جائینگے۔ کہ ناگوار باتون کو بھی کبھی خیال مین نہ لائین گے۔ بلکہ ایسی
... پائین گی۔ اسی مصلحت سے اسلام نے زن وشو کو صبر وتحمل سے کام لینے کا
... لیکن یہ ضرور نہین کہ ہر زن وشو مین اگر رنجش ہو۔ تو اسی حد تک ہو کہ ضبط وتحمل سے
... ہو جائے۔ بلکہ ممکن ہے۔ بات پر ضبط وتحمل نہ کیا جائے۔ دونون سے یا کسی ایک سے اور
زیادہ ہو جائے۔ تو شرعاً یہ حد بھی حد فراق نہین ہے۔ طلاق سے باز رکھنے کے لیئے اللہ تعالےٰ
حکم دیا کہ معاملہ بغرض اصلاح زن وشوہر دو حکمون کے سامنے پیش کرین۔ اگر اون کو اصلاح
... ہوگی۔ تو اللہ اون کو توفیق دے گا۔ کہ حکمون کے فیصلہ سے اسباب نزاع و ملال کو دور کر کے
باہم شیر وشکر ہو جائین۔ اور یہ بالکل واقعی امر ہے۔ دو آدمی باہم ایک امر مین مناسب فیصلہ
نہ کر سکین۔ اور نیک نیتی سے کسی کو حکم بنائین۔ تو اوس کے فیصلہ سے تمام جھگڑا رفع ہو جاتا ہے
کہ اس حالت مین خطا وار اپنی خطا پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ جس محض فریق ثانی کے کہنے سے باور
... کر سکتا۔ پس اگر حکمی فیصلہ نے زن وشو کے بگڑے ہوئے تعلقات اور پھٹے ہوئے دلون
... تو مقصود حاصل ہو گیا۔ اور فراق وطلاق سے بچنے کا وسیلہ ہو گیا۔ لیکن یہ بھی
... نہین کہ حکمون کا فیصلہ ہر جگہ اپنا پورا اثر کرے۔ اور فساد ونزاع کو اصلاح واتحاد
... دے۔ ہو سکتا ہے کہ حکمون ہی سے فیصلہ مین کچھ غلطی ہوئی ہو۔ یا اون کا فیصلہ تو درست
... زن وشو کا بگاڑ اس حد سے نکل چکا ہو کہ سمجھانے بجھانے سے رفع دفع ہو سکے۔ اور
... صحبت کی تغیر مین دوا کی جگہ داروئے تلخ کا حاجتمند ہو۔ تو اس حالت مین شریعت کا
... شوہر خود بھی کڑوی دوا کا ایک پیالہ پیئے۔ اور بیوی کو بھی پلائے۔ یعنی طلاق اول
... جدائی کی دھمکی دے۔ گویا طلاق اول سے سمجھا دے کہ اگر صحبت کا یہی رنگ ہو تو ہما
... ہے۔ جدائی کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ طلاق اولی کا یہ قدح تلخ ایسا نہین ہے۔ کہ
... زن وشوہر بجائے خود دونون یہ سوچنے پر مجبور نہ ہو جائین
... چلے ہین تو انجام ومآل کیا ہو گا۔ لازمی ہے کہ
... رہتا ہین۔ لیکن اس کی کیا ... آئندہ

Marfat.com

اور اگر بندہ ہی یا نکاح ہی نہ کیا۔ تو زندگی [illegible]
کیا آئندہ کی احتمالی بھلائی کی توقع پر سالہا سال کی صحبت کے حقوق [illegible]
اسی قسم کے خیالات مگر کسی قدر زیادہ شدت و زور کے ساتھ بیوی کے دماغ میں [illegible]
ہوں گے۔ اور آخر خیالات کا یہ تلاطم خطاوار کو چپکے چپکے اس امر پر مجبور کرے گا کہ [illegible]
اصلاح اور طلاق کی روک تھام کی تدبیر کرے۔ اور ایک طرف سے سلسلہ جنبانی ہوتے ہی
دوسری طرف سے بھی ایک ایسی ہی حرکت پیدا ہوگی۔ اور ۹۰ فیصدی انجام یہ ہوگا کہ طلاق
اولی کا خاتمہ رجعت پر ہو جائے گا۔ اور طلاق رک جائے گی۔ لیکن یہ بھی ضرور نہیں کہ اصلاح
کا یہ جادو ہر جگہ چل جائے۔ ممکن ہے کہ معاملہ اس سے بھی گذر چکا ہو۔ اس حالت میں شریعت
کا حکم ہے۔ کہ طلاق اولی مفید اصلاح نہ ہو۔ تو طلاق ثانی دو۔ تاکہ فراق و جدائی کی بھیانک
اور خوفناک صورت زن و شو دونوں کے سامنے آکھڑی ہو۔ اور جن خیالات نے ابتک ہجوم
نہیں کیا تھا۔ وہ سب یکبارگی امنڈ آئیں۔ اور ماضی و استقبال کے خیالات اور طرح طرح
کی مجبوریاں اور مصلحتیں سازکرنے پر آمادہ کرنے میں کوئی کسر اوٹھا نہ رکھیں۔ اس پر بھی اگر
زن و شو کا دل نہ پسیجے۔ اور خطاکار اپنے رفیق کو خوش کرنے اور فراق عظیم سے بچنے کی فکر نہ
کرے۔ تو سمجھ لو کہ مرض دوا کی حد سے نکل کر زہر کا طلبگار ہے۔ اور چونکہ اپنی اور کنبہ کی صحت
کی حفاظت ضروری ہے۔ اس لیئے ناچار شوہر کو چاہیئے کہ فراق عظیم کا زہر ہلاہل پیئے اور
پلائے۔ یعنی تیسری طلاق دے۔ جو درحقیقت طلاق و فراق ہے۔ جس کے بعد پہلی کی طرح
رجعت نہیں ہوسکتی۔ اگر احیاناً یہ زہریلا پیالہ زن و شو کے مزاج کے موافق پڑ جائے۔ اور
دونوں کو ہوش آجائے کہ یہ کیا گذر رہے۔ اور پھر دونوں یا کوئی ایک بے راہ روی کو چھوڑ کر نیکی
پر کاربند ہونے۔ اور آئندہ نباہ کرنے پر آمادہ و مستعد ہو جائے۔ تو چونکہ یہ کامل اعتبار نہیں
ہوتا کہ مرض کو افاقہ ہوا ہے۔ افاقہ عارضی ہے یا کامل ازالہ ہو گیا ہے۔ بلکہ مرض کے عود کر آنے کا [illegible]
باقی رہتا ہے۔ ایسی حالت میں اسلام کا حکم ہے کہ اس افاقہ کو ازالہ نہ سمجھو۔ اور بلا سے [illegible]
کر پھر بلا میں گرفتار نہ ہو۔ جب تک کہ اعادہ مرض کی طرف سے اطمینان نہ ہو جائے۔
اطمینان کے حصول کا صحیح طریقہ ہے۔ وداع [illegible] الله واعلی [illegible] اور [illegible]
نکاح کرے۔ اور زان بعد شوہر ثانی برضا [illegible]

[illegible] رجعت پر طلاق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اب
[illegible] بات کا - اور جو اعتدال کو چھوڑ چکا تھا - وہ چار و ناچار اعتدال
[illegible]

غرضکہ ان اہتمامی احکام سے ظاہر ہے کہ اسلام مین گو طلاق جائز ہے - لیکن ایسے
[illegible] قواعد کے ساتھ کہ جن کے ہوتے ہوئے بغیر کسی سخت مجبوری کے طلاق بائن کی نوبت
نہین آسکتی - اور جب نوبت آتی ہے - تو مقتضائے مصلحت طلاق ہی ہوتی ہے - اور امور
زوجیت کی مصلح بھی - اور جس اصلاح کے لئے وہ مقرر ہے - کوئی دوسرا عمل اوس کا قائمقام
نہین ہو سکتا اس حالت مین اگر کوئی اسلامی طلاق پر اعتراض کرے - تو وہ فاتر العقل اور
حق کوش نہین - تو اور کیا ہے؟ یورپ مدت تک اسلامی طلاق کو وحشیانہ رسم اور جنس
انسان کے حقوق کا پامال کن طریقہ بتاتا رہا - لیکن الحق یعلوا ولا یعلی - زمانہ اوس راہ پر
لا کر رہا - اور یورپ نے نہ صرف طلاق کی ضرورت محسوس کی - بلکہ اس پر عمل کرنا پڑا - اور اب
[illegible] یورپ مین جہان کبھی کوئی بھی رسم طلاق کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہین دیکھتا تھا دھڑا
دھڑ طلاقین ہوتی رہتی ہین - یہان تک کہ اوس کے بعض حصون مین تو سو نکاحون مین سے
[illegible] طلاق ہو جاتی ہے - جو صریح افراط ہے - اور باوجودیکہ مسلمان اسلام کے اصل طریقہ
سے دور جا پڑے ہین - اون مین بھی اس کثرت سے طلاقین نہین ہوتین - آگے
[illegible] یورپ مین ضرور ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ طلاق جاری تو رہے گی - لیکن نہ ایسی
[illegible] طلاق کے اسلامی صحیح اصول رواج پاکر اس کثرت کو گھٹا دین گے - اور صرف ناگزیر
[illegible] مین طلاق ہوا کرے گی - اور طلاق صحیح کی رسم کو یورپ اپنی تمدنی ترقی کا نتیجہ
[illegible] جیسا کہ آج کل اور بہت سے اسلامی قوانین کو مسلمانون سے سیکھ کر خاص اپنی کمائی
[illegible] حالانکہ ان دونون اس نے طلاق کا سبق اسلام اور مسلمانون ہی سے پڑھا ہے
[illegible] طرح ہندو اور ہندوؤن کا مذہب بھی مدتون تک طلاق کے خلاف رہا لیکن
[illegible] تون مین طلاق کی ضرورت محسوس ہوئے بغیر نہ رہی - اور مآل اندیشون کو [illegible]
[illegible] یا وضع کرنے پڑے جو طلاق کے قائمقام ہو سکین
[illegible] بتا [illegible] ہے - لیکن در حقیقت اس کو حقیقت
[illegible]

ہین۔ اور ایسی خرابیان موجود ہین ... کو پتہ لگتا ہے۔ جیسا کہ ہم کسی دوسرے موقع پر بیان کرینگے

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٣١﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ اور جب تم نے عورتون کو دو بار طلاق دیدی۔ اور پھر وہ اپنی عدت کی ... پہونچ چکین۔ تو انہین یا تو دستور کے موافق روک لو۔ یا بھلائی کے ساتھ ... کردو۔ اور اون کو ستانے کے لیئے مت روکو۔ کہ اون پر زیادتی کرو۔ اور جو کوئی ایسا ... وہ اپنے ہی اوپر ظلم کریگا۔ اور اللہ کے احکام کو مضحکہ نہ بناؤ۔ اور اللہ نے جو تم پر ... ہین۔ اون کو یاد کرو۔ اور یہ بھی کہ اوس نے تم پر کتاب و حکمت نازل کی ... نصیحت کرے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ ہر بات کو جانتا ہے۔ اور جب ... کو تین بار طلاق دیدو۔ اور وہ اپنی عدت کی مدت انتہا کو پہونچا دین۔ تو اون کو ... شوہرون کے ساتھ دستور کے موافق باہم رضامند ہو کر نکاح کرنے سے نہ روکو ... نصیحت کی جاتی ہے جو تم مین سے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ... پاکیزگی اور ستھرائی ہے۔ اور اللہ جانتا ہے۔ اور تم نہین جانتے

تفسیر۔ واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن ...

...

... اس سے یہی مطلب ... اون کو

... رجعت کیا جاوے یا نہ کیا جاوے۔ لیکن چونکہ مطلق

... اندر اندر رجعت کر لیجائے۔ یا عدت کے ختم ہوتے ہی رخصت کر

... اللہ تعالی نے بصراحت حکم دیا کہ طلاق ثانی کی عدت ختم ہونے پر بیویون

... اب اون کا روکے رکھنا نہ مصلحت ہو۔ اور نہ اون کا حق باقی رہا ہے۔ اور

... یہ احتمال تھا۔ بلکہ نزول قرآن کے وقت عملاً پایا جاتا تھا کہ لوگ بعد طلاق

... بیبیون کو گھرون مین روکے رکھتے تھے۔ یا تو بے جا بدنامی کے خیال سے۔ یا ایذاء و اضرار

... اس لیئے خدا تعالی نے حکم دیا کہ رجعت کا وقت نہین رہا۔ تو پھر بیویون کو

... کر دو۔ اور اسی حکم پر اکتفا نہین کیا۔ بلکہ روک رکھنے سے منع بھی کیا۔ اور فرمایا ولا

تمسکوھن ضرارًا لتعتدوا۔ جس کو درحقیقت سرحوھن کی معنوی تاکید مع العلت سمجھنا

چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالی اپنے ازلی علم مین جانتا تھا کہ لوگ بیویون کو تنگ کرنے اور ستانے

کیلیئے بعد طلاق بھی روکین گے۔ اس لیئے اوس نے روکنے کی علت کو ظاہر کرکے مردون کو

... روکنے سے منع فرمایا۔ لیکن اس سے کہین یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اگر ستانا اور نقصان

... مقصود نہ ہو۔ تو مرد عورتون کو طلاق ثانی کی عدت کے بعد روک سکتے ہین۔ کیونکہ

... ھن اس سے پہلے آچکا ہے۔ جو نہی مع العلت پر مقدم ہے۔ اور بلا قید و تخصیص ہے۔

ومن یفعل .....الخ اور جو شخص جھوٹے ننگ و ناموس کے خیال سے یا ایذاء و اضرار

... بیوی کو بعد طلاق بھی روکتا ہے۔ وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتا ہے۔ اور اس امر کا

... اوس کا رہا سہا ننگ و ناموس بھی خاک مین ملجائے۔ اور وہ اپنے ظلم و تعدی کے بدلے

... ہو اور مبتلائے عذاب و عقاب ہو۔

... ولا ... الخ احکام الٰہی کی ہنسی اڑانا اور اون کو کھیل سمجھنا یہی ہے کہ اون کی کچھ

... اور ان پر عمل نہ ہو۔ پس جو شخص طلاق کے بعد اوقات رجعت مین رجعت

... جدائی ہو جانے کے بعد بھی بیوی کو اپنے گھر سے حکم خداوندی کے مطابق

... احکام الٰہی کی ... کرتا ہے ... نہین کھیل تماشہ سمجھتا ہے۔ اور

... جس ... احسان گردن پر ...

فرمایا کہ کتاب اور حکمت کو جو ہم نے تمہارے لیے نازل کی [illegible]
احکام سراسر تمہارے مصلحت اور فائدے کے ہین۔ اس لیے تمہین [illegible]
تماشہ سمجھ کر اون کی پرواہ نہ کرو۔ اور ان پر عامل نہ ہو۔ اور جان رکھو کہ [illegible]
کی باتون کو خوب جانتا ہے۔ جن کو مدنظر رکھ کر تم اس کے سرتاپا حکمت و مصلحت [illegible]
خلاف ورزی کرتے ہو۔ اور کروگے۔

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ [illegible]
معقل ابن یسار مزنی کے حق مین نازل ہو کر حکم عام کا باعث ہوئی۔ معقل ابن یسار کا قصہ
کہ اوس کی بہن جمیلہ ابی القداح کے نکاح مین تھی۔ اوس نے جمیلہ کو کسی بات پر طلاق دیدی
اور پھر عدت گذر جانے پر معقل ابن یسار کے پاس آکر کہا کہ اپنی بہن سے میرا نکاح کردو۔ اوس نے
کہا کہ مین نے نکاح کے تمام خواہشمندون پر تم کو ترجیح دی۔ اور تمہارے ساتھ اپنی [illegible]
کا نکاح کیا۔ تم نے اوس کو طلاق دی۔ رجعت کا موقع تھا۔ لیکن تم نے خود اپنے ہاتھ سے
اور رجعت نہ کی۔ یہان تک کہ عدت پوری ہو گئی۔ اب تم پھر نکاح کے آرزومند ہو۔ [illegible]
اب تم سے اوس کا ہرگز نکاح نہ کرون گا۔ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ معقل نے [illegible]
جمیلہ کا ابن القداح سے نکاح کیا۔ (اخرجہ البخاری)

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ لاتعضلوهن کے مخاطب زن مطلقہ کے اولیاء ہین۔ لیکن
قرآنی الفاظ تخصیص کا متحمل نہین ہو سکتا۔ بلکہ مقتضائے سیاق تو یہ ہے کہ خطاب اون [illegible]
جو بیبیون کو طلاق دے چکے ہون۔ اور ضمناً اولیائے مطلقہ کو بھی شامل ہے۔ صاحب [illegible]
یہی مسلک ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ لاتعضلوهن کا خطاب اون شوہرون کی طرف [illegible]
وہ طلاق کے بعد بھی ظلماً بیبیون کو روکے رکھین۔ اور دوسرون سے نکاح [illegible]
اور اولیاء مطلقہ کی طرف بھی جو زن مطلقہ غیر مغلظہ کو پہلے شوہر کے ساتھ [illegible]
[illegible] نکاح پر راضی ہون۔ اور آیندہ حدود اللہ پر قائم [illegible]
ہمارے نزدیک بھی یہی مسلک [illegible] ہے۔ [illegible] بعض [illegible]
[illegible]

[illegible] رت پلٹے۔ کیونکہ ازن کی بیوی [illegible]

[illegible] ازن [illegible] جو پہلے اون کی بیوی رہ چکی ہے۔ اب بھی [illegible]

[illegible] اگرچہ اس سے پہلو بھی طلاق بائن کے بعد بیوی کو رخصت کر دینے اور [illegible] ہم آچکا ہے جن کے معنی درحقیقت یہی ہین۔ کہ دوسرے نکاح سے عورتون کو [illegible] لیکن یہان اس مفہوم کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے تاکید بھی ہو گئی [illegible] علاوہ اولیائے زن مطلقہ کو بھی ایک مزید ہدایت ملگئی۔

[illegible] ذلک یوعظ بہ ..... الخ جیسے آیہ گذشتہ مین خدا تعالیٰ نے کتاب و حکمت کے [illegible] [illegible] مین سے ایک بڑی نعمت ظاہر کر کے لوگون کو استہزاء کتاب اللہ سے منع کیا [illegible] اس آیت مین بھی مذکورہ بالا حکم کو وعظ و نصیحت اور عین مصلحت و حکمت قرار دیکر آگاہ [illegible] ہے۔ اس حکم اور اس نصیحت کو وہی مانے گا۔ جو اللہ اور آخرت کی سزا و جزا پر [illegible] [illegible] یا یہ کہ اس نصیحت کا خطاب انہین لوگون کی طرف ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے [illegible] [illegible] نہین۔ ایسے ہی لوگ اس سے فائدہ اوٹھائینگے نہ وہ کہ جو خدا و آخرت پر ایمان ہی [illegible] رکھتے۔ اور آیات الہیہ کی ہنسی اڑاتے اور انہین کمیل سمجھتے ہین۔

[illegible] ذلکم ازکیٰ لکم واطہر۔ یعنی مطلقات کی نسبت مذکورہ بالا جو حکم تمکو دیا گیا ہے اسکی [illegible] تم کو گناہون کی نجاست سے پاک و صاف رکھے گی۔ اور عصمت و عفت کو محفوظ خوب [illegible] [illegible] اس حکم پر عمل کرنے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہین۔ اور عمل نہ کرنے سے x x x x x [illegible] x x x x x جو خرابیان پڑتی ہین۔ اون کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اور [illegible] مصلحت سے اوس نے یہ حکم دیا ہے۔ اور تم ان مصلحتون اور منفعتون کو نہین جانتے [illegible] سکتے۔ کیونکہ نفس کی ضد اور جھوٹے ننگ و ناموس کا خیال ایسے موقعون پر تمہاری عقل و فہم [illegible] پر پردہ ڈال دیتا اور تمہین اندھا بنا دیتا ہے۔

[illegible] مسلمان شرعی مصلحت کے خلاف طلاق دینے پر بہت جری و دلیر پائے جاتے ہین۔ یہان [illegible] کے نزدیک کوئی بڑی بات ہی نہین۔ لیکن غضب یہ ہے کہ طلاق دینے [illegible] [illegible] نہین کرتے۔ نہ رجعت مین اور نہ رخصت مین۔ کیونکہ طلاق کو طلاق [illegible]

[illegible] غیظ و غضب کے کام میں لاتے ہین [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اجازت [illegible] ان [illegible]

ہوتی ہین۔ اور بیداس کا بھی اون کے شوہرون ہی کی گردن پر [illegible]

[illegible] نکاح کی اجازت نہین دیتے۔ اور ان کو اپنی بے عزتی [illegible]

[illegible] پھر نکاح کرین۔ حالانکہ زن و شو دونون نکاح پر راضی ہون تو ایسا کرنے [illegible]

عموماً یہی ہوتا ہے۔ کہ اون کی معزوضہ عزت بے عزتی سے بدلتی ہے۔ اور گھرانے [illegible]

نظر پریشان تعلقہ ہو کر نظام معاشرت کے درہم برہم کرنے کی ایک بنیاد قائم ہو جا [illegible]

[illegible] ان ناعاقبت اندیشون کو اپنے فعل پر نادم و پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ اسی لیئے خدا [illegible]

فرمایا کہ عورتون کو نکاح سے نہ روکنا ہی تمہارے لیئے ازکیٰ و اطہر ہے۔ اور یہی نظام [illegible]

لحاظ سے عین حکمت و مصلحت ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ [illegible]

أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

بِالْمَعْرُوفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ق وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْ [illegible]

وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا

سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۲۲۶) ترجمہ اور بچے والیان اپنے بچون کو اگر اون [illegible]

[illegible] پورے دونون دودھ پلوانا چاہین۔ تو پورے دو برس دودھ پلائین [illegible]

کھانا اور کپڑا دستور کے موافق ان مردون کے ذمہ ہے۔ جن کی وہ اولاد ہین [illegible]

طاقت و وسعت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے۔ نہ ماں اپنے بچہ کو کچھ نقصان [illegible]

[illegible] والا (باپ) اپنے بچہ کا کچھ ضرر چاہے۔ اور وارث پر بھی ایسا [illegible]

[illegible] کھانا کپڑا [illegible] حقوق دینے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ساتھ اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ کو [illegible]

[illegible]

[illegible] یرضعن اولادھن۔ کلام و حکم عام معلوم ہوتا ہے کہ مائین [illegible] زوجیت مین داخل۔ اگر اون کے شوہر اور بچون کے باپ چاہین تو بچون کو [illegible] دودہ پلانا چاہیئے۔ لیکن سیاق نے اس عموم مین تخصیص کردی ہے۔ اور [illegible] وہی مائین مراد ہین۔ جو مطلقہ ہون۔ اور اون کی گود مین بچے ہون۔ اگرچہ بعض [illegible] عموم کی طرف بھی گئے ہین۔ لیکن یہ مسلک بالکل ظاہری اور منافی سیاق ہے۔ اگر عام [illegible] مراد ہوتین۔ تو پھر لا تضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ کہنے کی کیا [illegible] تھی۔ اس لیئے کہ اگر یہ احتمال ہوسکتا ہے۔ کہ ماں باپ اپنی اولاد کا برا چاہین یا [illegible] ضرر و نقصان پہونچائین۔ تو صرف اسی حالت مین ہوسکتا ہے۔ زن و شو مین طلاق [illegible] ہو۔ اور باہم ایک دوسرے کی خیر اندیشی نہ رہی ہو۔ اس حالت مین ماں کو یہ [illegible] ہے کہ جب مجھ کو اس مرد سے واسطہ ہی نہین رہا۔ اور اس نے میرے حقوق کی قدر [illegible] تو مجھے کیا پڑی ہے کہ اب اوس کی اولاد کے واسطے پاپڑ بیلون۔ اور مصیبت [illegible] اگرچہ شفقت مادری اس حالت مین بھی بچہ کی غمخواری پر مجبور کرتی ہے لیکن [illegible] غصہ کا غالب آجانا بعید از قیاس نہین ہے۔ اسیطرح بعد طلاق مرد کو بھی یہ [illegible] ہے کہ اس بچے کو کیونکر پالون گا۔ اور یہ مصیبت کیونکر اوٹھاؤن گا۔ اس ترک کردہ [illegible] کو بھی اوسی کے ساتھ رخصت ہونے اور مرنے کھپنے دو۔ اسیطرح اگر عام [illegible] ہوتین۔ تو کھانے کپڑے کے وجوب کا ذکر آیت مین کیون ہوتا۔ کیونکہ کھانا کپڑا [illegible] رضاعت بھی واجب ہے۔ غرضکہ بیان ماسبق کے علاوہ اس مالحق کا ربط [illegible] اجازت نہین دیتا۔ کہ والدات سے عام مائین مراد ہون بلکہ [illegible] ہون۔ اور انہین کی طرف خطاب ہو۔ جو طلاق سے بائن ہوچکی [illegible]

[illegible] طلاق و مطلقات [illegible]

[illegible] گو [illegible]

Marfat.com

[illegible] دودھ [illegible]

[illegible] حالت میں [illegible] کا حکم [illegible] طلاق [illegible]

بچوں کو فوراً رخصت کر دینا پڑتا۔ تو بچے بے گناہ مارے پڑتے [illegible]

باقی ماندہ باپ الگ پریشان ہوتا۔ کہ کیا کرے۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے حکم [illegible]

ضرورت مستثنیٰ فرمائی۔ کہ اگر طلاق بائن کے واقع ہونے کے وقت عورتوں کی گود [illegible]

ہون۔ اور شوہر چاہین کہ اون کی اولاد کو مائین ہی دودھ پلائین۔ اور رضاعت [illegible]

پوری کرین۔ تو اس حالت مین باوجود اس کے کہ طلاق بائن واقع ہو چکی۔ [illegible]

سابق زن و شو مین فراق ہونا چاہیئے۔ لیکن بچون کی جان کی خاطر اور ابتدائی [illegible]

[illegible] ان کی مائین اپنے شوہرون کے گھر ٹھہری رہین۔ اور شوہرون کے کہنے [illegible]

کی شیر خوارگی کی مدت پوری کر کے جائین۔ اور یہ ان پر واجب ہے۔ اگر شوہر [illegible]

کی خواہش ظاہر کرے۔

وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف ممکن تھا کہ بعض سنگدل

خود غرض شوہر طلاق بائن ہو جانے کے بعد بیوی سے تو یہ چاہتے کہ نوزائیدہ بچہ [illegible]

اور خود ضد اور ناحق کوشی کی وجہ سے بیوی کی ضرورتون کی کفالت نہ کرتے۔ اس لیئے [illegible]

نے فرمایا کہ جو مطلقہ عورتین اپنے بچون کو دودھ پلانے کی خاطر ٹھہرین۔ یا ٹھہرائی جائین [illegible]

کھانا کپڑا شوہرون کے ذمہ ہے۔ جن کی اولاد کو پال رہی ہین۔ کیا ان عورتون [illegible]

[illegible] جنہون نے حمل و وضع کی تکلیفین اوٹھائین۔ اور بچہ کو پال رہی ہین [illegible]

کی طرف منسوب ہوگا۔ اور اس کے سلسلۂ نسب کو محفوظ رکھے گا۔ کہ ایام رضاعت [illegible]

شوہر اور بچون کے باپ اون کے کھانے کپڑے کی توخبر لیتے رہین۔ تاکہ وہ حق رضاعت [illegible]

[illegible] ادا کر سکین۔ اگر وہ دودھ نہ پلاتین۔ تو آخر دایہ کو بھی تو رکھنا پڑتا [illegible]

[illegible] مائین سب سے زیادہ اس کی مستحق ہین۔ اس لیئے جو غمخواری اون کو بچون سے [illegible]

[illegible] نہیں ہو سکتی۔ پس زن مطلقہ کی ایام رضاعت مین خبر گیری کرنا [illegible]

اپنی اولاد کو پالنا اور اسی کی کفالت کرنا ہے۔ اور جب [illegible]

[illegible] کفالت [illegible]

[illegible]

... کہ یہ حکم ... ہے لیکن حقیقت نے تخصیص کر دی ... اور
... مطلقہ مرضعہ کا کھانا کپڑا اوسی ولد طلاق دینے والے کے ذمہ ہے لیکن ...
... کہ مطلقہ مرضعہ اس پر اوس کی طاقت سے زیادہ بار ڈالے۔ بلکہ اوسے بھی ...
... سے زیادہ اوسے تکلیف نہ دے۔ اگر وہ تنگ دست ہو۔ تو اس سے اوس کی
... کے موافق مدد دے۔ اور اگر دولت مند ہے تو اس کی وسعت و گنجائش کے مناسب ...
لا تضار والدة بولدها...... لا تضار کی قرارت مین اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک
... صیغہ مجہول کا ہے۔ اور بعض کے نزدیک معروف کا۔ اور خبر بمعنی نہی ہے۔ اور بعض
... کے نزدیک بفتح آخر نہی ہے۔ یہی آخری مسلک ہم نے ترجمہ مین اختیار کیا ہے۔ اگر لا تضار کو بصیغہ
... معروف پڑہین۔ اور مانین۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ بچے کی ماں بچہ کی وجہ سے
باپ کو نہ ستائے۔ اور نقصان نہ پہونچائے۔ یعنی کھانا کپڑا اعتدال سے بڑہ کر نہ مانگے۔ بچہ کی نگرانی
... میں کمی نہ کرے۔ جب بچہ اوس سے ہل جائے۔ تو اوس کے باپ سے یہ نہ کہے کہ مین اب
... نہین پلاتی۔ دایہ بلا لو وغیرہ۔ اور مرد بھی نہ کرے کہ مطلقہ مرضعہ کو نقصان پہونچانے اور ستانے کے لیے
... کھانا کپڑا نہ دے۔ یا باوجود اس کے کہ ماں دودہ پلانے پر راضی ہو۔ اس سے دودہ
... بچہ کو چھین کر اوسے نکالدے۔ اور اگر بصیغہ مجہول پڑہین۔ تو معنی آیت کے یہ ہونگے
... کے سبب سے ماں کو ضرر پہونچایا جائے۔ اور نہ باپ کو۔ مثلاً یہ کہ ماں دودہ پلانے پر راضی
... سے بچہ چھین کر کسی غیر کو نہ دیا جائے۔ یا یہ کہ بچہ ماں سے مالوف و مانوس ہوگیا ہو
... باپ کو تنگ کرنے کے لیے اوسے باپ کی گود مین نہ ڈال دیا جائے۔ اور اگر لا تضار
... پڑہین۔ تو مآل آیت کا یہ ہوگا کہ نہ ماں بچہ کو نقصان پہونچائے۔ بایں طور کہ اس کی ...
... کے وقت پر دودہ نہ پلائے۔ یا باپ پر چھوڑ کر رخصت ہو جائے۔ اور نہ باپ بچہ کی ...
... مین کمی کرسکے یا باوجود انس ماں سے بچہ چھین کر بچہ کو ضرر نہ پہونچائے ...
... کثیر ہے۔ اس لیئے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اگرچہ مآل تینوں ...
... کے ساتھ ایک ہی ہوتا ہے۔

... وعلى المولود له رزقهن ...

... کہ یہ آیت چونکہ تمام ہے۔ اس ...

... نے مذکورہ بالا طمع کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اور کہا ہے ...

لا تضار والدۃ ...... سے مراد ہے۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ وارث پر ...

کہ ماں باپ کی طرح درپے ضرر نہ ہو۔ لیکن یہ قول مرجوح ہے۔ اور دل کو نہیں ...

فان ارادا فصالا ...... فصال سے مراد ہے بچہ کا دودھ چھڑانا ...

چھوٹتے ہی یا چھڑاتے ہی بچہ ماں سے اور ماں بچہ سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور ...

الگ کرنے لگتا ہے۔ اور چونکہ قبل ازین بیان ہو چکا ہے کہ زنانِ مطلقہ جن کی گود ...

بچے ہوں دو سال تک اپنے بچوں کو دودھ پلائیں۔ اور جزو زیر بحث میں باہمی

اور مشورہ سے دودھ چھڑانے کا مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلب آیت کا یہ ...

زن مطلقہ بائنہ اور شوہر دونوں باہمی صلاح و مشورہ اور رضامندی سے بچہ کی ...

کو مد نظر رکھ کر شیر خوارگی کے دو سال ختم ہونے سے قبل ہی بچے کا دودھ چھڑا ...

میں کچھ حرج نہیں۔ اور نہ ایسا کرنے میں کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ بسا اوقات شیر خوار ...

کی عمر سے کم ہی مدت میں اس قابل ہو جاتا ہے کہ غذا کھانے لگے۔ اور ماں کا دودھ ...

حالت میں ایسے بچہ کا دودھ چھڑا دینا اوسپر ظلم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صورت ...

بغیر یہ ممکن ہی نہیں کہ بچہ تو ابھی دودھ کا محتاج ہو۔ اور ماں باپ دونوں اوس کے

چھڑانے پر راضی ہو جائیں۔ کیونکہ اگر ایک کو بچہ کا خیال نہ ہو گا۔ تو دوسرے کو

ہو گا۔ یہ مطلب تو آیت کا اوس حالت میں ہوا کہ فصال کے معنی مذکورہ بالا ...

... دودھ چھڑانا لیے جائیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ فصال کے معنی ماں اور بچہ ...

کے ہوں۔ یا اس طرح کہ ماں راضی ہو جائے کہ بچہ کو باپ کے حوالہ کر دے ...

لیے کوئی فرشتہ رکھ لے۔ اور باپ بھی اس تجویز پر راضی ہو جائے۔ اور ...

... گر کوئی کسی کے اضرار کے درپے ...

Marfat.com

... ہیں ہو کہ ماں سے ان کی ...

... بعد از اس آیت کا نزول آیا اور آیت ...

...... جب بچہ کو ایام شیر خوارگی میں ماں باپ نے ...

... علاق و تشورہ سے اوس دودھ سے الگ کر لیا جو فطرت نے اوس کے لیے بنایا

... ہے کہ اس کی پرورش و غذا کا کوئی دوسرا سامان کیا جائے تو اس ...

... خداوند تعالی نے یوں فرمایا کہ اب اگر تم اپنے بچوں کے لیے دایہ و مرضعہ کا انتظام کرو

... ضرورت سے انہیں دودھ پلواؤ۔ تو اس میں بھی کچھ گناہ و حرج نہیں ہے اس لیے

... بچہ کی پرورش سے ہے تا کہ بے گناہ بچہ ہلاک نہ ہو۔ مرضعہ رکھ لینے سے چونکہ ...

... اس لیے پھر گناہ کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن مرضعہ بھی اوسی حالت میں

... اچھی طرح دودھ پلا سکتی اور اوس کی پرداخت کر سکتی ہے کہ اوس کو اس کی اجرت

... سے خوش رکھا جائے۔ اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا کہ مرضعہ سے دودھ پلوانے

... حرج نہیں۔ بشرطیکہ تم اوس کو دودھ پلانے کی اجرت دستور کے موافق یعنی اجر بالمثل

... کو کھانے کپڑے کے لیے دینا پڑتا ہے دو۔ کہ اس میں تمہاری اور تمہارے بچہ

... کی بھلائی ہے۔

... کے دوسرے معنی لیے جائیں۔ تو اردتم و سلمتم کا خطاب ماں اور باپ

... ہوگا۔ جو سیاق سے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور شامل ہوگا ان تمام حالتوں کو جن میں

... شرعی عذر کی وجہ سے اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ اور اسی لیے باہمی

... دودھ پلانے والی کا انتظام کیا گیا ہو۔ اور باہمی رضامندی سے بچہ کے والدین

... سے کسی ایک نے رضاعت کے مصارف کا ذمہ اپنے اوپر لیلیا ہو۔ اگرچہ ...

... ہے کہ رضاعت کا خرچ باپ ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔

... کا ایک مفعول محذوف ہو۔ اکثر کے نزدیک وہ مرضعہ ہے۔ اور یہی ...

... فرمایا ہے۔ اور آیت کے معنی یہ کیے ہیں۔ کہ مرضعہ مقرر کرنے میں ...

... دودھ پلانے کے دنوں کی تم اجرت دیدو۔ لیکن ...

... کے ساتھ ...

Marfat.com

کہ ... والدین ... [illegible]

... کرے ... گھرون ... [illegible]

... اسکی صلاح و مشورہ ... [illegible]

تو دنیا مین وہ تمہاری خوشی و شادمانی کا موجب ہون گے اور آخرت ... [illegible]

اور اگر تم احکام خداوندی کے خلاف اپنے نفسون کے کہنے پر چلے اور اپنے بچے کو

بگاڑا اور مان نے بچہ یا اوس کے باپ کو ضرر پہونچانا چاہا۔ تو بچہ یا تو ہلاک ہو ... [illegible]

دنیا مین فتنہ و بلا کا موجب ہوگا۔ اور مان باپ دونون اونکی بدی اور ... [illegible]

عذاب آخرت کے مستحق ہون گے۔

ہم سابقاً بیان کر چکے ہین کہ اگرچہ والوالدات یرضعن اولادھن ... [illegible]

علم ماؤن کو ہے۔ اور بعض مفسرین بھی اس کے قائل ہین۔ لیکن سیاق ... [illegible]

کو مطلقہ ماؤن سے خاص کر دیا ہے۔ اور اس آیت سے انہین ماؤن کے حق مین اپنے بچے

پلانے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ جو طلاق پا چکی ہون لیکن اس کا یہ مطلب نہین ... [illegible]

پر بچون کو دودھ پلانا واجب نہین ہے۔ کیونکہ جب طلاق و فراق جیسی اہم ... [illegible]

پر اپنے بچون کو دودھ پلانا واجب یا مستحب ہو۔ تو کوئی وجہ نہین کہ بغیر عذر ... [illegible]

نہ ہو۔ بیشک یہ واجب ہے۔ الا مجبوری و عذر شرعی۔ لیکن آج کل ... [illegible]

جہان ... فارغ البالی ہوئی۔ اور مان باپ دونون کو دایہ رکھنے کا ... [illegible]

کو ... قابل بچہ اون کی گود مین ڈالکر سبکدوش ہو گئے ... [illegible]

... کرنا تو مشکل ہو۔ لیکن یہ اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانون کے ... [illegible]

... لیکن انتخاب نہین ہوتی ہین۔ بھیڑ ہی گری ہوتی ہے ... [illegible]

... نہین ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دودھ کے ساتھ ساتھ ہی دایہ ... [illegible]

... اثر کرتے جاتے ہین۔ اور ... [illegible]

... [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] خراب ہو [illegible]

[illegible] ہو گا۔ اب مسلمان اپنے بچوں کو غیر [illegible]

[illegible] اپنی اولاد ہی کو خراب نہیں کرینگے بلکہ احکام خداوندی کے [illegible]

[illegible] اپنے ہاتھوں ضرر پہونچا کر گناہ گار بھی ہو رہے ہیں۔

[illegible] مسلمان دودھ کے بارہ میں بڑی احتیاط کرتے تھے۔ حتی الامکان ماں [illegible] اگر کوئی سخت مجبوری ہو غیر ماں مسلم ہو پیش آجاتی۔ تو دایہ کی جسمانی و اخلاقی [illegible] تحقیق کرتے۔ اور جب ہر طرح سے اطمینان ہو جاتا۔ کہ جسمانی صحت کے ساتھ [illegible] اچھے ہیں۔ تب بچہ اوس کے حوالے کرتے۔ بعض بزرگوں نے تو اس خصوص میں [illegible] ہے جس کو آج کل کے مشیخت مآب مسلمان دیوانگی کہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں [illegible] مورخوں نے لکھا ہے کہ ابو محمد عبد اللہ الجوینی امام الحرمین کے والد ماجد [illegible] حلال سے آپنے ایک نیک کنیز خریدی۔ اور ہمیشہ کسب حلال سے کھاتے [illegible] کہ اس نیک حمیدہ خصال بی بی سے امام الحرمین پیدا ہوئے۔ اوس وقت آپنے [illegible] فرمادیا۔ اس بچہ کو کسی غیر عورت کا دودھ نہ پینے دینا۔ ایک دن اتفاق سے آپ گھر [illegible] بیوی بیمار تھی اور بچہ رو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ایک پڑوس کی عورت نے [illegible] دودھ پلا دیا۔ آپنے جب یہ دیکھا سخت رنج ہوا۔ اور فوراً امام الحرمین کو اوس کی [illegible] پہنچا کر کے لٹکا دیا تاکہ وہ تمام دودھ نکلجائے۔ پھر خوب پیٹ کو ملا۔ موتھ میں [illegible] کرائی۔ اور اس اثناء میں برابر یہی کہتے رہے کہ مجھے یہ گوارا ہے۔ اور [illegible] مرجائے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں دیکھ سکتا کہ اس کی طبیعت غیر کا دودھ پی کر [illegible] احتیاط کا نتیجہ تھا کہ وہ بچہ آگے بڑھکر امام الحرمین کے لقب سے [illegible] روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ مناظرہ کی مجلس میں جو کبھی کبھی [illegible] اوسی دودھ کے [illegible] کا اثر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ۔ اور جو مرد تم مین سے مر جائین۔ اور عورتین پیچھے چھوڑ جاوین وہ اپنے تئین چار مہینے دس دن روکے رکھین۔ اور جب اپنی عدت کو پہونچ چکین۔ تو جو کچھ وہ اپنی بابت کرین۔ اس سے تم پر کچھ گناہ نہین۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو۔ اللہ اس کو خوب جانتا ہے

تفسیر۔ اس آیت مین دو حکم ہین۔ اول یہ کہ جن عورتون کے شوہر اون کی زندگی مین مر جاوین وہ چار مہینے دس دن عدت مین بیٹھین۔ یعنی اس عرصہ مین کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرین۔ دوسرے یہ کہ جب عدة کی میعاد گذر جائے۔ تو وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہین۔ اور [illegible] کے روکنے کا کوئی حق نہین ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک تربص کے معنی نہ صرف نکاح سے احتراز کرنا ہین بلکہ زیب و زینت نہ کرنا۔ خوشبو نہ لگانا۔ نقل مکان سے احتراز کرنا بھی تربص مین داخل ہے۔ فیما فعلن کے معنے بھی ان کے نزدیک نہ صرف نکاح کرنا ہین۔ بلکہ بناؤ سنگار [illegible] لگانا عدت کے مکان سے اٹھ کر دوسرے مکان مین جانا وغیرہ بھی فیما فعلن مین داخل و شامل ہے۔ لیکن حقیقت مین نہ تربص اس قدر عام ہے۔ اور نہ فیما فعلن [illegible] سکتا ہے کہ قرینہ ہونے کے باوجود بھی فیما فعلن سے ایسے عام معنی مراد لئے [illegible] ایام عدت مین نہ صرف نکاح کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ بلکہ زیب و زینت [illegible] رنگے ہوئے کپڑے پہننا اور اس مکان سے بلا عذر شرعی نکلنا بھی [illegible] ہوتا ہو۔ اور عدت کے ختم ہونے پر رخصت نکاح کے ساتھ [illegible] لیکن اس بحث [illegible]

Marfat.com

... ہے کہ چار ماہ دس یوم تک عدت میں بیٹھے اور نکاح
... تعبدی ہے یا بربنائے مصلحت۔ اکثر کا خیال یہی ہے کہ حکم تعبدی ہے
... حکمت و مصلحت کا حکم ہے۔ کیونکہ اگر تعبدی حکم ہوتا۔ تو بیوی کو ہر حالت
... دن عدت میں رہنا پڑتا۔ حالانکہ بحکم خبر حاملہ عورتوں کی عدت تا وضع حمل
... ہے وضع حمل شوہر کے مرنے کے چھ سات ماہ بعد ہو۔ اور چاہے ایک لمحہ بھر کے بعد
... معلوم ہوتا ہے کہ عدت کا حکم تعبدی حکم نہیں۔ میرے نزدیک بھی یہی پچھلی رائے زیادہ
... قابل اعتبار ہے۔

... مصلحت عدت میں یہ ہے کہ اگر بیوی حاملہ ہو۔ اور ابھی اسے خود بھی اس کا علم نہ ہو تو ایام
... ... کا حال معلوم ہو جائے۔ اور اگر وہ کسی مصلحت سے نکاح کرنے پر آمادہ ہو تو ابھی
... یہاں تک کہ شوہر سابق کی امانت کو وضع حمل سے ادا کرکے اپنے فرض سے سبکدوش
... لیکن عدت کی یہ علت عام و مطرد نہیں ہے۔ کہ ہر بیوہ پر عدت کے وجوب کے لیے
... ضروری ہو سکتا ہو۔ اس لیے کہ بہت سی عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ کہ حیب اور
... استقال ہوتا ہے۔ ان کا حاملہ نہ ہونا بالیقین معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً وہ عورتیں جن کے
... سفر میں ہوں۔ مذکورہ سابقہ تعلیل ایسی عورتوں کی عدت نشینی کی موجب وجہ نہیں
... لیکن قاعدہ اکثر یہ بھی عام ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہیے۔ اس لیے اس قسم کی عورتوں
... کا بھی حکم جاری ہوا۔ اس کے علاوہ حق صحبت بھی یہی ہے۔ کہ بیوی جو تا بمدت
... خوش گذرانی سے بسر کرتی رہی۔ دفعتہً اس کی یاد کو دل سے نہ بھلا دے
... دن بھی غم و سوگ کیے بغیر عیش و عشرت میں مشغول ہو جائے۔ ان دونوں باتوں
... کی تعیین میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ زمانہ جاہلیت میں عدت نہایت طولانی
... کا تو عام رواج تھا۔ جو قابل ازدواج جوان عورتوں کے لیے بہت ...
... کہ اس طولانی عدت کو پورا کریں۔ اس لیے بعض اوقات
... ... اور اس جابرانہ اور ظالمانہ ... کر ...
... ... ...

بچاو [illegible]

انہوں مین ایسی طرح جب معلوم ہوسکے کہ تا [illegible]

بعض حمل دس پانچ ہی دن مین اور بعض مہینوں و مہینے [illegible]

لیکن بعض ایسے بھی ہوتے ہین کہ اس عرصہ مین معلوم نہین ہوتے۔ اس لیے [illegible]

کی ایسی میعاد مقرر کی جائے جو زیادہ سے زیادہ مدت حمل کے احساس و ظہور کی [illegible]

اس لیئے چار مہینے دس دن کی میعاد مقرر ہوئی۔ کیونکہ اتنے دن گذر جانے پر [illegible]

حیوانی روح پڑجاتی ہے۔ اور وہ ماں کے پیٹ مین حرکت کرنے لگتا ہے جس سے [illegible]

یقینی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حاملہ ہے۔ اور یہ معلوم ہونے پر تا وضع حمل [illegible]

مین رہنا ضرور ہوتا ہے۔

بالفرض اگر عدت کا حکم نہ ہوتا۔ اور عورتین اپنے شوہرون کے انتقال کے بعد [illegible]

دوسرے نکاح کی فکر مین پڑکر اس سے قبل نکاح کر لیا کرتین۔ کہ حاملہ ہونے یا نہ ہونے [illegible]

ہوجاتا اس سے جو خرابیان اور دقتین پیدا ہوتین۔ وہ ظاہر و عیان ہین۔ عورت کو اپنے دوسرے

شوہر کے یہان ہونے پر جب معلوم ہوتا کہ حمل ہے۔ تو اس لیئے کہ اوس کا آئندہ پیدا [illegible]

شفقت پدری سے محروم نہ رہے۔ اگر موقع ہوتا۔ تو اوسے اپنے پہلے شوہر کا حمل دوسرے کی

طرف منسوب کرنا پڑتا۔ جیسا کہ عرب کی بعض عورتین کیا کرتی تہین۔ اور اگر یہ [illegible]

کہنا پڑتا کہ یہ حمل پہلے شوہر کا ہے۔ دونون صورتون مین اس حمل کے بچہ کو

باپ کی میراث سے محروم رہنا پڑتا۔ بلکہ وہ باپ کی قوم سے بھی جدا ہو کر رہتا [illegible]

کم عمری کی وجہ سے نہ اوس کی تربیت ہو سکتی۔ اور نہ اس کی قوم مین [illegible]

[illegible] ہوکر زندگی بسر کرتا۔ اور ان سب باتون کا بار ماں کی گردن پر

[illegible] ان سب خرابیون کا سد باب ہوگیا۔ چار مہینے دس دن مین [illegible]

[illegible] معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ حاملہ ہے یا نہین۔ اگر حاملہ نہ [illegible]

[illegible] اور اگر حاملہ ہے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ل ہے اور اگر [illegible]

[illegible] کی جاتی ہے۔ اس طریق پر وہ بلکہ صرف
[illegible] پاتی ہے۔ بلکہ باپ کی میراث کا حقدار ہوتا ہے۔ اور [illegible]
[illegible] اپنے گھر بار میں عزت و آبرو کے ساتھ بسر کرتا ہے۔ اور بیوہ کو وضع حمل
[illegible] اور دودھ پلانے دونوں کے بعد اختیار ہوتا ہے۔ کہ اگر چاہے تو دوسرا نکاح
[illegible] حمل سے فارغ ہو کر جب وہ نکاح کرتی ہے۔ تو نہ اوسے جھوٹ بول کر کسی کا حمل کسی کے
[illegible] پڑتا ہے۔ اور نہ پہلے شوہر کا حمل بتا کر دوسرے شوہر کی نگاہوں میں اپنے بچہ کو
[illegible] کر چلتو اور کرنے کی نوبت آتی ہے۔ مرد بھی اس کو تنہا پا کر اس سے نکاح کرنے کی
[illegible] راغب ہوتے ہیں۔ اور وہ کسی کے لیے بار خاطر نہیں ہوتی۔ اور اگر شوہر اول کے
[illegible] وہ صرف اس لیے نکاح کرنا چاہتی تھی۔ کہ اولاد نہ تھی۔ تو اب اولاد ہو جانے پر وہ
[illegible] باقی نہ رہی۔ اب اگر اوس کا جی چاہے۔ تو وہ اپنے پہلے شوہر ہی کے گھر میں شادی و
[illegible] رہ سکتی ہے۔

[illegible] بحث کے متعلق اب ایک بات اور رہ گئی۔ وہ یہ کہ علمائے امت میں اس امر کے متعلق
[illegible] زن آزاد اور کنیز کا قاعدہ ایک اور برابر ہی ہے۔ یا کم و بیش۔ جمہور فقہا کا
[illegible] کہ کنیز کی عدت زن آزاد کی عدت سے نصف ہے۔ یعنی دو ماہ پانچ روز۔ اور ابو بکر الاصم
[illegible] مذہب اس کے خلاف ہے۔ وہ زن آزاد اور کنیز کی عدت برابر ہی مانتے ہیں۔ اور
[illegible] کو مانتے ہیں۔ لیکن جمہور اس کو تمسک بظاہر کہہ کر ٹال دیتا ہے۔ حالانکہ قیاس
[illegible] مسلک کا مؤید ہے۔ اس لیے کہ جب حاملہ کی عدۃ عام اس سے کہ وہ آزاد ہو یا
[illegible] کیا وجہ ہے کہ بدون حمل دونوں کی عدت برابر اور یکساں نہ ہو۔ [illegible]

[illegible] عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ
[illegible] عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ
[illegible] قَوْلًا مَعْرُوفًا (۲۳۸) وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ
[illegible] أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
[illegible] (۲۳۹) [illegible]

کو تم ... جب ان کی یاد ... [illegible]

عدت ایسی بات کہنا جس کا دستور ہے

اور نکاح کی گرہ کا پکا ارادہ نہ کرو۔ یہان تک کہ عدت [illegible]

کو پہونچ جائے۔ اور جان رکھو کہ جو کچھ تمہارے دل مین ہے۔ اسے اللہ جانتا ہے تم

اور آگاہ ہو کہ اللہ بخشنے والا اور تحمل والا ہے۔

**تفسیر۔** جب عورتین عدت مین ہون۔ اور کوئی مرد خیال کرے کہ اگر یہ بیوہ [illegible]

تو مین اون سے نکاح کر لون گا۔ اور اس خیال سے بیوہ کو آگاہ کرنے کے لیئے کسی اشارہ

سے کام لے۔ تاکہ وہ بھی ایام عدت مین اس کے متعلق سوچ سمجھ لے۔ تو ایسے اشارہ کنایہ

یا سوچنے مین کچھ ہرج نہین۔ کیونکہ اس سے کوئی خرابی نہین ہو سکتی۔ مردون کی فطرت [illegible]

کہ عورتون کا چرچا کرین۔ دل مین ان کے خیال کو جگہ دین۔ اون کی تمنا اور آرزو کرین

دل بھی اوس سے خالی نہین ہو سکتے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ تم عنقریب عورتون [illegible]

کا ذکر کرو گے۔ اس لیئے وہ تمہین اجازت دیتا ہے۔ کہ چاہو تو ابھی سے کنایۃً [illegible]

ذکر کر دو۔ لیکن خبردار ابھی اون سے اون نہانی باتون کا ذکر نہ کرنا۔ جو خلوت [illegible]

ہین۔ بلکہ وہی اور ایسی ہی بات کہنا جو دستور و رواج کے موافق ہو۔ اور نہ ابھی [illegible]

جزم کرنا بلکہ اتنا انتظار کرنا کہ عدت کی میعاد پوری ہو جائے۔ یاد رکھو کہ جو [illegible]

دل مین اٹھتے ہین۔ اللہ اون کو خوب جانتا ہے۔ اس سے ڈرتے رہنا تاکہ کسی [illegible]

کے مرتکب نہ ہو سکو۔ اور آگاہ رہو کہ اللہ غفور و حلیم ہے کہ عقوبت و عذاب [illegible]

بلکہ گناہون پر پردہ ڈالتا۔ اور انہین چھپائے رکھتا ہے۔

لا تواعدوھن سرا کے معنی مین مفسرین کا اختلاف ہے [illegible]

ہوتی ہے کہ سر سے مراد خلوت و نکاح ہے۔ اور لا تواعدوھن سرا [illegible]

عدت مین ایسی باتین نہ کہو کہ بعد نکاح ایسا ہو گا۔ ویسا ہو گا۔ کہ [illegible]

کی شان کے خلاف بھی۔ کیونکہ ایسی باتون سے طبیعت کا [illegible]

الا ان تقولوا قولا معروفا [illegible]

الا ان تقولوا قولا معروفا [illegible]

Marfat.com

[illegible] یہ دستور کے خلاف ہے۔ اور صرف [illegible]

[illegible] دونون مین قبل از نکاح مبتلائے معصیت ہو جانے کا بھی

[illegible] ہے۔

[illegible] اعلموا ان اللّٰہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ واعلموا ان اللّٰہ غفور حلیم۔ ختم آیت پر واعلموا دو دفعہ [illegible] دونون جگہ جدا جدا ہی۔ ایک جگہ ہی کہ اللّٰہ تمہارے دل کی بات کو جانتا ہی تم اوس سی ڈرو۔ اور کسی آفت کو مرتکب [illegible] دوسری جگہ کہ اللّٰہ غفور و حلیم ہے۔ ان دونون کا تعلق اس طرح پر ہے کہ پہلی آیت کے شروع [illegible] اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم عدت نشین عورتون کو کنایۃً نکاح کا پیغام دو۔ یا اس ارادے [illegible] مین چھپائے رکھو۔ تو اس مین کچھ حرج نہین۔ اور پھر چپکے چپکے عدت مین نکاح کے عہد [illegible] کرنے اور نکاح کا عزم بالجزم کرنے سے منع فرمایا۔ چونکہ اس نہی پر کاربند ہونے کے لیئے [illegible] بندے کے دل مین خدا کا خوف ہو۔ اس لیئے اسی سے متصل کر کے فرمایا۔ اور اگر تم اس [illegible] دل مین خیال بھی لاؤگے۔ تو اللّٰہ اوس کو جانتا ہے۔ تم اس سے ڈرو۔ اور اوس کے [illegible] بکرو۔ اور چونکہ پہلے نکاح کا پیغام دینے اور اوس کا ارادہ دل مین رکھنے [illegible] دی تھی۔ اس کے متعلق فرمایا۔ کہ اللّٰہ غفور و حلیم ہے۔ اگر تم ایسا کروگے اللّٰہ اس [illegible] کرے گا۔

[illegible] تقدیم و تاخیر مین خوبی یہ ہے کہ پہلے دل مین خوفِ خدا ہونا چاہیئے۔ اور پھر اوس کے [illegible] بھروسہ۔ اس لیئے خوف کا ذکر پہلے کیا۔ اور حلم و مغفرت کا بعد مین۔

[illegible] ظاہر ہے کہ لاجناح نفی حرج اور نفی امتناع کے لیئے آیا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ خدائے تعالیٰ [illegible] حلیم فرمایا ہے۔ اس سی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ عدت نشین عورت کو نکاح [illegible] یا اوس سے نکاح کا ارادہ کرنا جب کہ وہ عدت ہی مین ہو۔ جائز ہے۔ لیکن [illegible] اولی یہی ہے کہ جب تک عورت عدت مین ہو نہ اوس سے نکاح کرنے کا خیال [illegible] اور نہ اوس کو کوئی ایسا پیغام ہی دیا جائے۔ جس سے معلوم ہو کہ [illegible] [illegible] چونکہ ایام تربص مین اس قسم کی

[illegible]

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ ...
مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً
فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ ...
وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۱﴾ ترجمہ اگر تم عورتون کو طلاق دو قبل اس کے کہ

اون کو چھوا ہو۔ اور (یا) ان کا مہر مقرر کیا ہو۔ تو تم پر کچھ گناہ نہین۔ اور اون کو کچھ دستور کے موافق فائدہ اوٹھانے کے لیئے مال متاع دو۔ جو وسعت والے پر اوس کی حیثیت کے موافق ہے۔ اور تنگ دست پر اوس کی حیثیت کے موافق۔ اور نیکی والون پر واجب ہے۔ اور اگر تم عورتون کو طلاق دو۔ قبل اس کے کہ اون کو چھوو۔ اور اوس کا مہر مقرر کر دیا ہو۔ تو جو کچھ مقرر کیا تھا اوس کا آدھا اس کا حق ہے۔ سوائے اس کے کہ عورتین اپنا حق معاف کر دین۔ یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ مین نکاح کی گرہ اور تم (مرد) معاف کر دو۔ تو یہ تقوے سے زیادہ قریب ہے۔ اور آپس مین بڑائی ... کو نہ بھلاؤ۔ تحقیق جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اوسے جانتا ہے۔

تفسیر۔ لاجناح مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طلاق کی سختی منع کیا کرتے تھے جس سے لوگون کو خیال ہوا کہ طلاق دینا گناہ ہے۔ اللہ تعالی نے ... کہکر اسی گناہ کی نفی کی۔ اور آگاہ کیا۔ کہ طلاق گناہ نہین ہے۔ لیکن درحقیقت ... لاجناح صرف منع طلاق کی نفی ہے۔

او تفرضوا لھن فریضۃ آو بمعنی اوہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ یا کے معنی ... اگر یا کے معنی مین تسلیم کیا جائے تو معنی یہ ہون گے۔ کہ تم نے اوس کا مہر مقرر کیا ہو۔ دونون صورتون مین تمہین کچھ دینا آئے گا جس کا بیان آگے آتا ہے۔

ان طلقتم النساء مالم ... تفرضوھن سے بصراحت ... نکاح بغیر مہر کے بھی ہو سکتا ہے۔ وہ فرض نہین ہے کہ اوس ... اور جب نکاح بغیر مہر کے شرعًا درست ...

... مطلب ... یہ ہے کہ انہین مہر کے بعد اوس کا
... ضروری ہے - اور ... ضروری - اور اقرار کے بعد فرض
... مگر مہر بدل بیع نہین - بلکہ سند ہے اوس اچھے سلوک اور برتاو کی جسکا
... کے وقت شوہر رکہتا ہے - جیساکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین -

مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر کسی اپنی مصلحت کی وجہ سے تم ایسی عورتون کو طلاق دو جن
سے نکاح تو کر لیا ہو - لیکن نہ ابھی خلوت ہوئی ہو - اور نہ بوقت نکاح اون کا مہر مقرر کیا ہو -
طلاق دے سکتے ہو - کیونکہ خلاف مصلحت نکاح کے قائم رکھنے مین سوائے خرابی کے کوئی
فائدہ نہین ہے - لیکن اس حالت مین تم پر واجب ہے کہ تم انہین کچھ مال و متاع اپنی
... سے دو - تاکہ وہ اس سے فائدہ اوٹھائین - یہ مطلقات کا حق ہے - اور اچھے لوگون
پر واجب ہے - لیکن سارے نکاح کرنے والون کی حالت یکسان نہین ہوتی - کہ اس متاع
کی مقدار مقرر کی جاسکے - اور وہ سب کے مناسب حال بھی ہو - اس لیئے اوس کا تعین خود
... کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے - صرف اتنی ہدایت کافی ہے کہ جو لوگ مالدار ہون - وہ
... کی حیثیت کے موافق دین - اور جو تنگ دست ہون - وہ اپنی حالت کا اندازہ
... جیسی کہ مہر کے تعین و تقرر کا دستور ہے -

یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے - وہ یہ کہ جب مہر عورت کی قیمت نہین - بلکہ وہ شوہر کی
... کی ایک عملی سند ہے - تو پھر کیا وجہ ہے کہ جس عورت کو مرد نے چھوا تک نہین -
... معاشرت کی نوبت نہین آئی - اور جس سے مہر کا عہد و پیمان بھی نہین ہوا اُسکو
... طلاق دے تو کچھ مال و متاع دینے پر مجبور ہو - اور اسے حکم دیا جائے کہ تو اپنی
... کے موافق مطلقہ سے ضرور سلوک ہو -؟

... جواب یہ ہے کہ مہر کے قول و قرار کے بغیر نکاح کا ہو جانا بھی اس کا موجب ہے
... عورت کو طلاق دی جائے تو اس کے ساتھ کچھ سلوک کیا جائے - کیا جس نے خوش
... کی سند کے بغیر اپنے آپ کو مرد کے حوالہ کر دیا - اور نکاح مین دیدیا - وہ اسی
... مطلقہ ... جیسے سلوک ... اور وہ بھی اس کی کسی ادنا ترین خطا
... برتاو کیا جائے - اور ایسا کرکے کسی اور طرح
... اور ... قول ... کا ... رکھا جائے

تلافی نہین ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی ...

اور اوسے یقین دلا سکتی ہے کہ مجھے کسی سخت مجبوری کی وجہ سے طلاق ...
اور محض ایذا رسانی کے لیئے۔ شوہر کا یہ سلوک دیکھ کر نہ صرف زن مطلقہ ...
خیال آئے گا۔ بلکہ اوس کے خاندان کو بھی چار و ناچار ایسا ہی خیال کرنا پڑے گا۔ اور
طلاق دینے سے جو غم و غصہ اون کو لاحق ہوا ہوگا۔ اور جس سے وہ مجبور ہو کر اس ...
انتقام لینے پر آمادہ ہوئے ہون گے۔ وہ بھی فرو ہو جائے گا۔ اس لیئے کہ اگر کوئی مرد کسی کی
بہن بیٹی کو نکاح کے بعد اس کنبہ کے ساتھ رہنے سہنے کی نوبت آئے۔ طلاق دیدے۔ تو یہ امر
طبعی ہے کہ اون کو سخت صدمہ ہو۔ اور وہ یہ خیال کرے کہ اس نے صرف ہماری آبرو خراب
کرنے کے لیئے نکاح کیا تھا۔ اس کے درپے ہو جائین۔ تو کچھ بعید نہین ہے۔ برخلاف اس کے اگر
زن و شوہر مین باہم ساتھ رہنے سہنے کے بعد طلاق کی نوبت آئی ہو۔ تو لڑکی والون کے دل ...
انتقام کا خیال نہین آسکتا۔ کیونکہ وہ سمجھ سکتے ہین۔ کہ زن و شوہر کا مزاج موافق نہ ...
ہوگا۔ جب ساز نہ ہو سکا۔ تو مجبورًا فراق اختیار کرنا پڑا ہے۔ اور عدم موافقت کی حالت مین
طلاق کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ چلو خاموش ہو رہو۔ جو شدنی تھا وہ ہوا۔ اور جو کچھ ہوا اچھا ہوا
اس سے بھی قطع نظر کر کے دیکھو۔ کہ عام طور پر غیر ممسوسہ کا طلاق پا جانا لوگون کے دل پر
ایسے واقعہ سے کہین زیادہ اثر اور بڑا اثر کرتا ہے۔ کہ جس مین ایک ایسی عورت کو طلاق ...
ہو۔ جو شوہر کے ساتھ رہ چکی ہو۔ اس لیئے کہ سب جانتے ہین کہ اخلاق و اطوار کا حال ساتھ
رہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ جب میان بیوی ساتھ رہے ہے۔ اور ایک کو دوسرے کے ...
واطوار معلوم ہوئے۔ اور باہم موافقت نہ ہو سکی۔ تو مجبورًا طلاق کی نوبت آئی ...
سے عام مردون مین عورت کی نسبت کوئی ایسی بدگمانی نہین ہوتی۔ کہ پھر کوئی اوس سے
نکاح ہی نہ کرنا چاہے۔ برخلاف اس کے جب عورت کو بغیر اس کے طلاق دیدی ...
شوہر کے گھر جائے اور شوہر اوس کو ہاتھ بھی لگائے۔ تو طلاق راز ... کہ جب ...
ہے کہ وہ مشہور ہو۔ اور عورت کی تشہیر اس حالت مین اور بھی ...
جانب جا بجا خیال قائم ہون کہ ...
جب تک کہ ...

...عورت ہی کی طرف ہوتا ہے۔ اور مرد یقین کر
... عورت میں کوئی ایسا عیب ہے کہ اوس کا پتہ لگتے ہی شوہر نے طلاق
... طلاق دیدی۔ اور مردون مین اس خیال یا یقین کے قائم ہو جانے کے ہی
... کہ پھر کوئی اوس کی طرف رُخ نہ کرے۔ اور خواستگار نہ بنے۔ اور وہ بدنصیب تنہائی
... کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو۔ حالانکہ خطا اوس کی ذراسی بھی نہ ہو۔ اور صرف
... کسی مصلحت کی وجہ سے اوس پر غم واندوہ کا یہ پہاڑ گرا ہو۔ اور اگر ایسی مطلقہ کو وقت
... کچھ مال ومتاع دیدیا جائے۔ تو وہ عوام کی نظر مین اس امر کی سند ہو گا۔ کہ عورت
... بے عیب ہو۔ کوئی مصلحت ذاتی شوہر کی ایسی ہوگی۔ کہ اسے مجبوراً طلاق دینی پڑی۔
... نقصان اُٹھایا۔ اگر عورت مین فے الواقع کوئی عیب ہوتا۔ اور اوس کی خبر لگنے پر شوہر
طلاق دی ہوتی۔ تو بھلا وہ یہ نقصان کیون گوارا کرتا۔ گویا زن غیر ممسوسہ کو وقت طلاق
... کچھ دے دلا کر رشتۂ نکاح کو توڑنا عورت کو ہر قسم کے عیب وقصور سے پاک صاف کر کے
... اس کے ساتھ نکاح کرنے کی طرف مائل وراغب کر دیتا ہے۔ اور یہ اتنی بڑی مصلحت
... قصور عورت کے طلاق دینے والے شوہر کو ضرور اوس کی رعایت کرنی چاہیئے۔ اسی
... تعالیٰ نے اس کا حکم دیا۔ اور مطلقہ کو کچھ مال ومتاع دینا باوجود احسان ہونے کے واجب
... حقاً کے کہنے سے وجوب معلوم ہوتا ہے۔ اور علے المحسنین سے اس سلوک کا احسان
... ہے۔ اگرچہ بعض فقہاء نے حقاً کو نظر انداز کر کے اس داونی کو مستحب ہی ٹھرایا ہے
... کے علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ ایسا زبردست وجوب کا قرینہ
... جس کے ہوتے ہوئے استحباب کسیطرح سے درست ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ
... کا ذکر قرآن مجید مین کئی جگہ وجوب کے موقعہ پر اور بھی آیا ہے۔ چنانچہ سورہ
... علے الضعفاء ولا علے المرضی ولا علے الذین لا یجدون ما
... اذا نصحوا للہ ورسولہ ما علے المحسنین من سبیل۔ اسی طرح
... ترٰی العذاب لو ان لی کرۃ فاکون
... آخر ... عذاب کیا ...
...

لیکن یہان اس آیت مین معنی فریضت ... 
اس کے علاوہ علمائے سلف مین سے علی و ابن عمر ... البصری
الزہری قتادہ ضحاک وغیرہ کا بھی مذہب یہی ہے۔ کہ زن غیر ممسوسہ کو ...
وسعت دینا واجب ہے۔

متاع قدر وسعت کی تحدید مین بھی علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عباس کا مسلک ...
اعلے ایک خادم ہے۔ اور اوسط تین جوڑے۔ اور ادنی ایک مقنعہ۔ امام شافعی کا مذہب
یہی ہے۔ اور ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ...
بائین قرآن مین غور و تدبر کرنے والے کیلئے خصوصاً امام شافعی کی رائے کسیطرح حجت نہین
ہوسکتی۔ اس لیئے کہ یہ معاملہ اللہ تعالی نے خود لوگون کی رائے پر چھوڑا ہے۔ اور اوس کا ...
وافلاس بتا دیا ہے۔ یہ دولتمند ہی اپنے لیئے کچھ خوب سوچ سمجھ سکتا ہے کہ مجھے کیا ...
کہ میری حیثیت کے لائق ہو۔ اور مفلس ہی کچھ خوب اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ مجھ سے کیا ...
سکتا ہے۔ ہان اختلاف کی حالت مین امام ابو حنیفہ کا مسلک بالکل قرین قیاس ہے
اس لیئے کہ زن و شوہر مین متاع کی بابت اختلاف ہونے کی صورت مین ہی آپ کا ...
ہے کہ متاع مطلقہ مہر مثل کے نصف تک ہو۔ لیکن جو سچے مسلمان ہون گے۔ وہ اس ...
کی نوبت ہی کیون آنے دین گے؟ اور نہ آنے دینا چاہیئے۔ کہ یہی مومن محسنین کی ...

وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة
فنصف ما فرضتم۔ پہلی آیت مین تو حکم تھا۔ اوس زن غیر ممسوسہ مطلقہ کا ...
طلاق دی جائے۔ اور مہر وقت نکاح معین نہ ہوا ہو۔ اور اس آیت مین حکم ہے
غیر ممسوسہ مطلقہ کا جس سے مہر ٹھہر چکا ہو۔ اور حکم یہ ہے کہ جس قدر مہر ٹھہرا تھا
آدھا طلاق کے وقت اوسے دیدو۔

سلف کا دستور تھا کہ نکاح کے وقت ہی سارا مہر دیدیا کرتے تھے ...
جلالین نے لکھا ہے کہ جو مہر مقرر کیا تھا۔ اوس کا آدھا مطلقہ ...
واپس لیلو۔ لیکن ... تہائی ...

[illegible] اگر نہیں [illegible]

[illegible] جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

[illegible] عورتیں اپنا مذکورہ بالا حق "مہر مقرر کا نصف" معاف کر دیں یا وہ جس کے ہاتھ میں عقدۃ النکاح یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں عقدہ نکاح ہے۔

اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ من بیدہ عقدۃ النکاح سے کون مراد ہے یعنی عقدہ نکاح کس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جماعت کثیر کا مذہب ہے کہ من بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد ولی ہے۔ کیونکہ وہی عورت کی طرف سے شرعاً و عرفاً عقد نکاح کا کفیل و ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس لیئے جب عورت کو طلاق دیدی جائے۔ تو وہی اوس کا متولی ہونے کی حیثیت سے اوس کی نیابت میں شوہر کو نصف مہر معاف کر سکتا ہے۔ اور کرے گا۔ خاصکر ایسی حالت میں کہ زن و شو میں بات چیت تک نہ ہوئی ہو۔ اور دونوں کے مابین کسی قسم کا معاملہ بھی پیش نہ آیا ہو۔ اگر من بیدہ عقدۃ النکاح سے شوہر مراد ہو۔ اور وہ اپنا نصف گرفتنی حصہ بیوی کو دیدے تو یہ ہبہ ہو گا۔ نہ عفو۔ اور قرآن مجید میں لفظ عفو ہی ہے۔ اس کے علاوہ بعد طلاق عقدۃ النکاح شوہر کے ہاتھ میں نہیں رہتا۔ اور اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ من بیدہ عقدۃ النکاح سے شوہر مراد ہے۔ اس لیئے کہ ولی زن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہوتا ہے نہ نکاح جس کو عقد کا نتیجہ کہنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ولی زن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی [illegible] کا مال بخشدے۔ اور معاف کر دے۔ اس لیئے کہ عورت اپنے مال کی آپ مالک ہوتی ہے اور اوس میں تصرف کرتی ہے۔ اور ولی کو اوس پر اوس کے مال پر تصرف کا کوئی حق نہ تھا۔ اگرچہ مآل آیت کا ان دونوں صورتوں میں ایک ہی رہتا ہے۔ کیونکہ اگر مرد اپنا نصف حصہ چھوڑ دیا تو یہ بھی عفو ہی ہے۔ اس لیئے کہ دستور یہی تھا کہ نکاح کے ساتھ مہر دیدیا جاتا تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اور جو مال کسی کو دے دیا گیا۔ اور پھر اوس [illegible] اپنا حصہ قائم ہو گیا۔ تو اوس کا نہ لینا اور چھوڑ دینا عفو ہی کے حکم میں ہے [illegible] واجب نصف حصہ آپ اپنی زبان سے معاف کیا تو۔ اور ولی کی زبانی معافی [illegible] فی الحقیقت عفو ہی رہے گی لیکن باوجود اتحاد مآل پہلا مسلک

خطاب شامل فرمایا ...

رہا۔ شایان نہین کہ وہ اس عقدہ کو ...

مناسب و مستحب یہی ہے کہ وہ ہمت و کرم سے کام لے۔ اور ...

تمام مہر۔ وہ سب کا سب مطلقہ کو بخش دے۔ اگرچہ وہ مستحق نصف ہی کی ہے ...

آیت کا اسی تقدیر پر اچھا ہوگا کہ من بیدہ عقدۃ النکاح سے شوہر مراد لیا جائے ...

یہان سے کلام کی ایک نئی ابتدار ماننی پڑے گی۔

بعض کی راے ہے وان تعفوا ..... مین خطاب زن و مرد دونون کی طرف ہے ...

جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ اونہون نے سعد ابن وقاص کی ایک بیٹی سے نکاح کیا ...

پھر قبل از خلوت اوسے طلاق دیدی۔ اور جو مہر مقرر ہوا تھا۔ وہ بھی سب کا سب ادا کر دیا ...

لوگون نے پوچھا کہ کیون نکاح کیا۔ اور کیون طلاق دیدی۔ اور قبل از خلوت طلاق دی ...

تمام مہر کیون دیا؟ آپنے جواب دیا کہ سعد نے مجھ سے درخواست کی کہ میری بیٹی سے نکاح ...

مین اون کی درخواست رد نہ کرسکتا تھا۔ اس لیئے نکاح کر لیا۔ رہا آدھے مہر کا معاف کرنا ...

یعنی فضل و احسان کرنے کا زیادہ احق تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنسوا الفضل بینکم

اور تفسیر کبیر مین ہے کہ آپنے کہا کہ مین عفو کا زیادہ احق تھا۔ اس لیئے اپنا نصف حصہ ...

کر دیا۔ اگر جبیر ابن مطعم کے یہی لفظ تھے۔ جو تفسیر کبیر مین بیان ہوئے ہین۔ تو بلاشک ...

کا خطاب عام ہے۔ اور زن و شوہر دونون کے واسطے ہے۔ اور خطاب موجہ بعلت یہی ہے

کہ طلاق کبھی شوہر کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور بیوی کی کوئی خطا موجب علت ...

اور کبھی معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس لیئے حسب موقع کبھی مرد کو عفو و کرم ...

لینا چاہیئے۔ اور کبھی عورت کو۔

اقرب للتقوی کے یہان معنی یہ ہین کہ زن و شوہر مین سے ہر ایک کا حسب مصلحت ...

دوسرے کو بخشدینا۔ یا صرف شوہر کا اپنا حصہ واجب بعد طلاق بیوی کو معاف کر ...

رنجشون سے بچانے کی بہترین تدبیر ہے جو ایسی طلاق کے وقت زن و شوہر کے خاندان ...

جاتی ہین۔ یا روک ہے اون بدگمانیون کی جو اس قسم کی طلاق کے ...

ہوجایا کرتی ہین۔ اسی لیئے عفو کا حکم دے ...

یعنی ...

Marfat.com

# ناظرین کرام

...التفسیر القرآن کی اشاعت میں حتی الوسع کوشش فرما رہے ہیں

...ینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا عام علم ہونے پر

...ف ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانوں کے ہمدرد عیسائی

...ی بآواز بلند مسلمانوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔

...ل کے لئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک مضمون

...۱۸ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن میں درج ہے۔

## الملتمس

منیجر اخبار وطن و رسالہ تفسیر القرآن لاہور

Marfat.com

Marfat.com

# تیسیر القرآن

بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات
سے آگاہ کرنے کے لئے پہلے اخبار میں شائع کرنا شروع کیا تھا مگر
بعض احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۳)

مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں۔

Marfat.com

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے۔ عام چندہ سالانہ

## قرآن کریم پڑھی

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض ا

ہو سکتی ہے۔ کہ قانون الہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت

وطن لاہور سے شائع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اوّل ۴ قسم دوم ۲ معہ محصول

## اسلامی حمیت و غیرت

## کی سچی روح

Marfat.com

خاص مردون ہی کی طرف

۔۔۔ ہے کہ جو مرد ایک خاندان مین بیاہا جاچکا ہو۔

۔۔۔ اون کو چاہیئے کہ طلاق خاندان کی قرابت و محبت کو دل سے نہ بھلا دے بلکہ

۔۔۔ ملحوظ رکھے۔

اللہ بما تعملون بصیر۔ جو کچھ تم کو حکم دیئے گئے ہین۔ اون پر عمل کرو۔ اور یہ خیال

۔۔۔ و زوجیت کی اچھی بُری زندگی کے اچھے بُرے چھپے ہوئے واقعات کون دیکھتا ہے اور

۔۔۔ ہین فرمانِ خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھ کر ملامت کرے گا۔ اور سخت سُست

۔۔۔ ہے کوئی بھی نہ دیکھتا ہو۔ اور وہ جانتا ہو کہ تم کیا کرتے ہو۔ لیکن اللہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو

دیکھتا ہے۔ اوس کے دیکھنے سے شرماؤ۔ اور جس کا حکم ہے۔ اور واجب العمل ہے۔ اوسی کے سامنے

۔۔۔ کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اور دنیا و آخرت کو نہ بگاڑو۔

کس قدر حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ قرآن مجید تو بعد طلاق بھی سابقہ قرابت کی وجہ سے

۔۔۔ شو کو ایک دوسرے سے یا ہر ایک کو دوسرے کے خاندان سے یا مرد کو عورت اور اوسکے

۔۔۔ کے ساتھ رعایت کرنے اور فضل و کرم کا سلوک رکھنے کی ہدایت کرے۔ اور مسلمانون کی یہ

۔۔۔ ہو کہ طلاق تو کجا قیام نکاح کی حالت مین بھی زن و شو مین جنگ و جدال دونون کے

۔۔۔ ن مین ہمیشہ چلتی رہے۔ مرد کسی گھرانے مین نکاح کرلینے کے بعد اپنے آپ کو اس کا مستحق

۔۔۔ کہ بیوی کے خاندان کے ساتھ جس قدر بھی برائی کرے۔ اور بدکلامی سے پیش آئے

۔۔۔ سلوک ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ یہ سب نتیجہ ہے جہالت اور حقائق دین سے بے خبر ہونے

۔۔۔ ن دین کو چھوڑ بیٹھنے کا۔ اسی لیئے مسلمان خراب ہین۔ اور بدنام ہین۔ اور جب تک ان کے

۔۔۔ قابل شرم حالت ہی انکی بھی حالت رہے گی۔ (ماخوذ از تفسیر المنار مع التصرف)

۔۔۔ عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (۲۳۸)

۔۔۔ جَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا

۔۔۔ مْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (۲۳۹) ترجمہ خبردار رہو (حفاظت کرو) ۔۔۔

اور ۔۔۔ سامنے ادب سے کھڑے ہو

... یہ ہوتا رہتا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ...
... آگے بڑھ کر اعمال شرعیہ پر کاربند ہونے کے لیئے آمادہ ہو ...
... کی روح اور اخلاص کی بو سما جائے۔ اور وہ احکام دین کا علاوہ ...
... پھر بھی اس لیئے کہ آدمی بضرورت فکر معاش مین منہمک اور دنیا کے ...
... مستغرق رہتے ہین۔ اور نفس انسانی اور قوائے روحانی پر اس انہماک ...
... یہان تک اثر پڑتا۔ اور غلبہ ہو جاتا ہے۔ کہ اکثر احکام شرعیہ کی یاد اوس کے دل ...
جاتی۔ اور عقل و ہوش پر ایک غفلت کا سا پردہ پڑجاتا ہے۔ اور وہ حق و ہدایت ...
... کر ہوا و ہوس کے راستہ پر ہو لیتا ہے۔ اس لیئے ہوا و ہوس کی سرزنش اور نفس ...
... کے لیئے اسے ایک ایسے وعظ کی حاجت ہوتی ہے۔ جو اس بھول اور غفلت ...
... روحانی منزلت یاد دلائے۔ اور روحانیت کی بہترین یاد دلانے والی ...
... آدمی کو ایسے مشاغل سے بھی جو اوس کے لیئے بالکل ناگزیر ہین چھڑا کر اللہ کی ...
... کی ہمت کو بلند اور نفس کو پاک و صاف کر دیتی ہے۔ اور نفس پاک ...
... سے رو گردان۔ اور فسق و فجور سے الگ ہو کر عدل و احسان کی طرف ...
... بن جاتا ہے۔ کہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدون کو قائم کرے۔ اسی ...
... حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی۔
... مفاعلہ سے ہے۔ جو مشارکت کو چاہتا ہے۔ اس لیئے ...
... ہین۔ کہ اے بندے تو نماز کی حفاظت کر۔ اللہ تیری ...
... بین العبد والمعبود کو ظاہر کرتا ہے ...

[illegible] الصلوٰت [illegible] یہان حافظوا [illegible]

[illegible] کے ساتھ یہ معنی درست نہین ہوسکتے۔ کیونکہ باب مفاعلہ کا خاصہ [illegible]
ہوتا ہے کہ فعلہ اوس کا مقابلہ نہ ہو۔ حافظوا علی الصلوٰۃ کے معنی ہین کہ نماز کی
محافظت مین کوشش کرو۔ اور ہمیشہ اوس کے پابند رہو۔ کیونکہ جب مفاعلہ کا صیغہ
[illegible] ہے تو اوس کے معنی مین عموماً جد و جہد سے کام لینا اور کسی فعل کی مداومت کا اظہار ہوتا
ہے جیسے کہتے ہے۔ واظب علیہ۔ اور نماز کا بدوام و بجد و جہد حفاظت کرنا یہی ہے کہ ہر نماز
اپنی شرطون اور عملی ارکان اور پورے آداب اور توجہ قلب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جو نماز
ایسے ادا کی جائے۔ وہی محفوظ اور ہر قسم کے نقص سے مبرا ہوگی۔

صلوٰت سے وہی پانچون نمازین مراد ہین۔ جو عملی تواتر سے معلوم و مشہور ہین۔ اور جن کے
پانچ ہونے پر مسلمانون کے تمام فرقون کا دیگر اختلافات کے باوجود اتفاق عام ہے بلکہ
[illegible] اجماع ہے کہ جو نماز پنجگانہ سے منکر ہو۔ وہ مسلمان نہین۔ تواتر عملی کے علاوہ بعض
[illegible] نے اس سے بھی استنباط کیا ہے کہ آیہ زیر بحث مین لفظ وسطی جمع (صلوٰت) کے ساتھ
جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے۔ اور دیگر آیات قرآنیہ سے بھی بالکنایہ نمازون کا پانچ ہونا
[illegible] ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ لیکن آیہ زیر بحث سے پانچ نمازون کا تعین نکالنا محض
نکتہ رسی ہے۔ آیت سے از خود یہ مفہوم نہین پیدا ہوتا۔

صلوٰۃ الوسطی سے عام مفسرین کے نزدیک انہین پانچون نمازون مین سے ایک
[illegible] اور وسطی کے معنی مین بیچ کے۔ یعنی دو چیزون کے درمیان کی چیز۔ یا ایسی چیز جس
[illegible] مساوی چیزین ہون۔ یا وسطی اور اوسط کے معنی ہین بہتر و افضل۔ مفسرین نے
[illegible] اختیار کیے ہین۔ اسی وجہ سے اون کا اس بارہ مین اختلاف ہے۔ کہ کونسی
[illegible] ہے۔ یا کونسی نماز افضل ہے۔ اگر [illegible]
[illegible] کہ علامہ شوکانی نے [illegible]

Marfat.com

... بيوتهم نارا كما شغلونا عن الصلوة الوسطى ...

اور گھر ون کو آگ سے بھرے۔ جیسے اونھون نے ہم کو صلوۃ وسطی سے باز ...

ڈوب گیا۔ اس روایت مین چونکہ عصر کا ذکر نہین ہے۔ اسی لیئے بعض علماء کا خیال ...

وسطی نماز عصر نہین بلکہ نماز ظہر ہے۔ کیونکہ احزاب کے دن مسلمان ظہر و عصر دونون ...

سکے تھے۔ اور متوسط نماز ظہر ہے۔ اور اوس کی محافظت کا خصوصیت سے آیت مین ایسا ذکر

ہوا ہے۔ کہ چونکہ وہ گرمی اور کام کے وقت مین پڑھی جاتی ہے۔ اس لیئے مسلمانون پر اوس کی

محافظت شاق گذرتی ہے۔ عبد اللہ ابن احمد کے نزدیک ایک روایت علی کرم اللہ وجہہ سے

یہ بھی ہے۔ کہ ہم صلوۃ وسطی فجر کی نماز کو سمجھتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ صلوۃ وسطی تو نماز عصر ہے۔ كنا نعدها الفجر فقال رسول الله صلى الله عليه

وسلم هي صلوة العصر

بعض کے نزدیک صلوۃ وسطی نماز فجر ہے۔ اور بعض کے نزدیک نماز ظہر۔ بعض ...

کو مانتا ہے۔ اور بعض نے صبح کو۔ اور یہ گروہ اپنے دعوے کی سند مین حدیثین پیش کرتا ہے

جو ان ... یہ تو ہین ہو چکین۔ جو نماز عصر کے صلوۃ وسطی ہونیکے بارہ مین وارد ہوئی ہیں۔ ...

کے نزدیک صلوۃ وسطی غیر معلوم ہے۔ اور اللہ تعالی نے اوس کو اس لیئے کہ وہ افضل نماز ہے

اور اوس کا ثواب زیادہ ہے۔ مبہم رکھا ہے۔ تاکہ زیادہ ثواب کے حاصل کرنے کے خیال سے ہر ...

محافظت کرین۔ اور کسیوقت کی بھی ترک و قضا نہ ہونے دین۔

ہوسکتا ہے کہ صلوۃ وسطے سے مراد افضل و اعلے نماز ہو۔ جو پورے حضور قلب

اور خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ وقوموا للہ قانتین سے بھی ایسا ہی ...

اس قسم کی نماز کے اعلی و افضل ہونے مین کلام بھی نہین ہوسکتا۔ اور ایسا ہی ...

... ہے جو صلوۃ وسطی سے قطعًا کامل ترین نماز مراد لینے کا مانع اور ...

... بیان کرتا ہو ...

Marfat.com

ایک مرد اپنے ساتھی سے نماز میں باتیں کرتا یہان تک کہ آیہ قوموا للّٰہ قانتین۔ نازل ہوئی۔ اس پر ہم ... سے ممنوع ہوے (تم کلامہ)۔

... کے معنی ہین دنیا کے جھگڑون سے موُنھ موڑ کر خدا سے مناجات کرنا اور ذکر و دعا کی ... رہنا۔ اور آدمیون سے بات چیت کرنا اس توجہہ کے منافی ہے اسی لیے علم قنوت کے ... سے نماز مین بات چیت کرنا چھوڑ دیا گیا۔

... محافظت علی الصلوٰۃ ایمان کی بہت بڑی نشانی ہے۔ چنانچہ شریعت نے نماز و زکوٰۃ کو صحت ... اخوت فی الدین کی شرط ٹھرائی ہے۔ سورۂ توبہ مین اللہ تعالیٰ جفاشعار مشرکین مکہ کے متعلق کلام کرتا ہوا فرماتا ہے۔ فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ پھر اگر وہ توبہ کرلین۔ اور نماز قائم کرین اور زکوٰۃ دین۔ تو وہ تمہارے دین کے ... اسی آیت کے ہم معنی بہت سی احادیث بھی ہین۔ ایک انمین سے ابن عمر کی حدیث ... احمد و بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمداً رسول اللّٰہ ویقیموا الصلوٰۃ و یوتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دمائہم واموالہم الا بحق الاسلام وحسابہم علی اللہ عز وجل۔ مگر یاد رہے کہ اس حدیث اقاتل الناس ... عام آدمی مراد نہین ہین۔ بلکہ عرب کے بُت پرست مشرک مراد ہین۔ کیونکہ وہی لوگ ... مخالفت کر رہے اور دشمنی سے کام لے رہے تھے۔ اور اون کے اسلام مین داخل ہوئے ... کا قائم ہونا محال تھا۔ جیسا کہ ہم سابقاً بیان کر چکے۔ اور آیندہ مناسب موقع ...

... و ترمذی ابن ماجہ نے بروایت ابن جابر بیان کیا ہے ...
... الکفر ترک الصلوٰۃ۔ آدمی اور کفر مین ...

...فرمایا من حافظ علیہا کانت له نورا...
القیامة ومن لم یحافظ علیہا لم تکن له نوراً ولا برہاناً ولا...
القیامة مع قارون وفرعون وہامان وابی بن خلف۔ ...
...سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ اِس پر متفق تھے۔ کہ ترک صلوۃ کفر...
...نے عبد اللہ بن شقیق العقیلی سے روایت کی ہے۔ اور حاکم نے ...
...ہے کہ عبد اللہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب...
...کے ترک کرنے کو کفر نہین سمجھتے تھے۔
نماز کے بارہ مین ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو دیکھو کہ وہ کیسی...
... تاکیدی حکم دیتے ہین۔ اور پھر خیال کرو کہ ایام ماضیہ مین ان کی ...
...زمانہ مین مسلمان کس بے پروائی کے ساتھ نماز کو چھوڑ بیٹھے ہین...
اور نماز سے غفلت کرنے اور نماز کو ہیچ اور غیر ضروری سمجھنے والون کا...
...اور کم رہگئے ہین ایسے لوگ بھی جو نماز کو بھول بھول کر قضا و ترک کرتے ہو...
...جو نماز پڑھتے ہون۔ اور محافظ علے الصلوۃ ہون۔ کیونکہ مسلمان ...
...مین ان کا تو ذکر ہی کیا ہے جو غرق جہالت اور کالانعام بل...
...بھی جو اپنے آپ کو مہذب تعلیم یافتہ سمجھتے ہین۔ اور ہین ...
...نماز سے بے پروا ہین۔ اور اسلام اون کے نزدیک دین کی...
...ہے۔ اور وہ صرف سیاسی مسلمان رہگئے ہین۔ اسلام ...
...واسطہ ہی نہین۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے آپ ...
...مسلمانی ...

[illegible]

[illegible] دنیا [illegible]

[illegible]

[illegible] دنیا میں [illegible]

[illegible] آبادیوں کے [illegible]

[illegible] کیا تھا

[illegible] خدا تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] ایسا ہے کہ انسان مختلف الطبیعت

[illegible] اختلاف، مذاق کا اختلاف [illegible]

[illegible]

[illegible]

... اور اون کی عزت کے درجہ کو بلند کرتا ہے۔ اور ...

... تمام سلطنت۔ نماز و زکوٰۃ دونون اسلام کے اہم ترین رکن ہین۔ نماز

ہے۔ اور زکوٰۃ اصلاح اجتماع کا بہترین وسیلہ ہے۔ لیکن مسلمانون نے انہین چھوڑ

چھوڑ دیا۔ چھوڑتے ہین۔ اور چھوڑواتے ہین۔ اسی لیے تباہ وخستہ حال ہین۔ اور

روز بروز قومیت کے درجہ سے گرتی جاتی ہے۔ پھر سیاست وسلطنت مین کیونکر کامیاب

... نماز کا یہ نتیجہ نہین ہوا کہ مسلمانون مین فسق وفجور پھیل گیا۔ خرابات آباد ہین۔ اور

... سود و مال نے انہین اپنا غلام بنا لیا ہے۔ اور حلال وحرام کی تمیز باقی نہین ہے۔ نیک

... سے اون کے ہاتھ کوتاہ ہوگئے ہین۔ اور بدیون کی طرف دراز ہین۔ رحم وشفقت کا نام نہین

... سے بھروسہ نہین کرتا۔ کیا جس قوم کی یہ حالت ہو۔ اور رشتہ اتحاد و یکجائی اتفاق

... چکی ہو۔ وہ قوم بننے کے مستحق ہوسکتے ہین؟ اگر مسلمان محافظ علی الصلوٰۃ ہوتے تو فسق

... ہر طرح کی برائیون کی جڑ ہے۔ محفوظ ہوتے۔ اور قوم مین قومیت کی ایک شان ہوتی

نماز گذار حقدارون کی مدد کرتے ہین۔ غیرون کا حق نہین مارتے۔ نیک کامون مین

... مین خیرات کرتے ہین۔ اہل وعیال۔ اقارب واعزہ بلکہ ہمسایون اور معاملہ والون

مین۔ اور اون کے حقوق ضائع نہین ہونے دیتے۔ وہ حق کو حق اور باطل کو

... وہ اپنی اور اپنی قوم کی ذلت وخواری نہین دیکھ سکتے۔ اور ناحق کوشون کی ساتھ

... مین نہین گھبراتے۔ اور کسی حال مین ہمت کو نہین توڑتے۔ دولت و نعمت

نہین ہوتے۔ اور افلاس ونکبت مین امید نہین چھوڑتے۔ لوگ اون کے شر سے

اور اون کی نیکی کے امیدوار۔ اگر ہم مین ایک گروہ بھی سچے نماز گذارون کا ہوتا

... کے لیے حجت ہوتا۔ لیکن افسوس کہ وہ عنقا ہین۔ اور کثرت امر ...

... اور ... مسلمانون سے نہین ...

... نقصان ... کرتا ...

[illegible]

قیام کے لیئے عذر شرعی ہے۔ ویسے جان و مال کا خوف بھی [illegible]

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ سے آگاہ کر دیا۔ کہ نماز کسی حال میں بھی اگرچہ

ہی کا کیوں نہ ہو۔ ترک نہیں ہو سکتی۔ وجہ عدم ترک کی یہ ہے کہ نماز درحقیقت عمل [illegible]

قلب کسی وقت اور کسی حال میں معذور نہیں ہو سکتا۔ رہے اعمال ظاہری جو اوس کے ساتھ [illegible]

[illegible] گئے ہیں۔ سو وہ محض اسلیئے کہ وہ عمل قلبی کے جو مقصود بالذات ہی مساعد و مددگار ہیں

آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کوئی قلبی کام کرنا چاہتا ہے جس کے لیئے اجتماع فکر و حواس اور

توجہ خاطر کی ضرورت ہو۔ تو توجہ قلب کے لیئے بعض ایسے اقوال و اعمال سے مدد لیتا ہے

اوس کے مناسب ہوں۔ نماز کے لیئے بھی جو ہیئت اللہ تعالیٰ نے بوسطہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

فرمائی سو وہ اللہ کی حضوری میں حاضر ہونے اور اوس کے کرم و احسان کی یاد دلانے کے

[illegible] میں معین و مددگار ہے۔ مثلاً جب نمازی آغاز نماز میں اللہ اکبر کہتا ہے۔ تو اس کا [illegible]

نفس و قلب کو بیش از بیش متوجہ خدا کر دیتا اور خدا کو ایسی عظمت کے ساتھ دکھاتے جو ہر [illegible]

عظمت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور سورۂ فاتحہ اللہ کی ربوبیت و رحمت و معبود و منفرد [illegible]

بالعبادت و الدعاء وغیرہ سے دل پر وہی عکس ڈالتی۔ اور اسی نور کو بڑہاتی ہے جسکی [illegible]

پھیل کر زبان تک پہونچتی ہیں۔ جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں اور فلسفہ نماز کے ضمن [illegible]

ہو چکا ہے۔ اسیطرح سورۂ فاتحہ کے بعد جب قرآن کا کچھ اور حصہ پڑھا جاتا ہے۔ تو اس

متوجہ بروحانیت ہو کر حسنات کی قبولیت کی زیادہ استعداد بہم پہونچا چکا ہوتا ہے [illegible]

[illegible] و ہدایت کا دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ رکوع و سجود بھی عبودیت کی [illegible]

میں زیادہ مرتکز کر دیتے اور خضوع و خشوع کے اظہار قلبیہ میں مدد دیتے [illegible]

[illegible] ان اعمال بدنیہ کا پورا کرنا متعذر ہو جائے۔ تو وہ عبادت قلبی [illegible]

[illegible] ہے اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے عاجزی کے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

...چونکہ ارکان ظاہری...
...لئے ان کی زیادہ پروا بھی نہ کرو۔ پیادہ ہو تو چلتے
...ہو تو سواری پر دل سے نماز پڑھو۔ اور جہان تک ہو سکے ارکان ظاہری
...نماز بھی ادا کر لو۔ اور اگر بالکل نہ ہو سکیں۔ تو نہ سہی۔
...یہان ایسا خوف مراد ہے جو بالکل پیچھے لگا ہوا ہے۔ مثلاً یہ کہ لڑائی جاری ہو اور
...ہو۔ یا کوئی درندہ پیچھے لگا چلا آتا ہو۔ یا سیل پیچھے ہو۔ اور اس سے یک سو ہونا ممکن
...مجبوری کی حالت مین وقت نماز آجائے تو دوڑتے۔ بھاگتے۔ اور تیغ و سنان کو آ
...بھی بقدر امکان رکوع و سجود کا اشارہ کرکے نماز پڑھنی چاہیے۔ رہی جنگ کی
...فوج دشمن کی فوج کے مقابلہ مین جمی کھڑی ہو۔ اور ابھی جنگ شروع نہ ہوئی ہو
...یہان سورۂ نساء مین جدا گانہ آئے گا۔
...امنتم .... تعلمون۔ اور جب تم بے خوف ہو جاؤ۔ تو پھر اللہ کو اسی طرح یاد
...اسی طرح نماز پڑھو جیسی اوس نے امن کے وقت پڑھنی بتائی ہے۔ تاکہ قلب کے ساتھ
...شریک نماز ہو جائے۔ یعنی کھڑے ہو کر اور قبلہ کی طرف مونھ کرکے رکوع و سجود بجا لا
...(تفسیر المنار مصری)۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ
...اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا
...اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ
...مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ
...لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ترجمہ اور جو تم مین سے
...چھوڑ جاوین۔ وہ اپنی عورتون کے حق مین وصیت کر دین کہ
...گھر سے نہ نکالی جائین پھر اگر وہ خود نکل جاوین
...نہین۔ اور اللہ
...

جنہوں نے رفع کی صورت اختیار کی ہے۔ وہ آیت کی اصل

ازواجا فعلیھم وصیۃ لازواجھم۔ اور جنہوں نے نصب کو ...

اصل بتاتے ہین ویذرون ازواجا فلیوصوا وصیۃ۔ اور بعض نحوی ...

یذرون ازواجا وقد وصوا وصیۃ لازواجھم۔

جن مفسرین نے مذکورہ بالا اعراب کی پہلی دو صورتین اختیار کی ہین۔ ان کی ...

رائے آیت زیر بحث کی تفسیر کے متعلق ایک تو یہ ہے کہ ابتدائے اسلام مین عرب جاہلیت ...

دستور کے موافق۔ متوفی کی عدت ایک سال کی تھی۔ لیکن شرط یہ تھی کہ اگر متوفی مرد کی بیوی

اسی کے گھر مین رہتی۔ ورثہ پر متوفی کے ترکہ مین سے اس کا نفقہ ضروری بھی واجب ...

اور گھر سے اس کا نکالنا بھی حرام۔ اور اگر وہ خود متوفی شوہر کے گھر کو چھوڑ کر چلی جاتی ...

نفقہ ورثہ میت کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا۔ ان مفسرین کی یہ بھی رائے ہے کہ ابتدا ...

مین بیوی کو شوہر کے ترکہ مین سے میراث نہین ملتی تھی۔ صرف یہی سال بھر کا نان و ...

اس کے میراث کا قائمقام ہوتا تھا۔

جمہور مفسرین لکھتے ہین کہ ابتدائے اسلام مین سالہا سال تک متوفی کی عدۃ اور

بیوی کی میراث کا یہی دستور رہا۔ جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ زان بعد سال بھر کے عدۃ ...

مسلمانون کو آیہ زیر بحث کے ذریعہ سے پہونچا تھا۔ اس آیت کے ذریعہ سے جس مین ...

کی میعاد چار مہینے دس دن مقرر کی گئی۔ اور پہلو آچکی ہے۔ منسوخ ہوا۔ اور یون ...

سال بھر کی عدت کی جگہ چار ماہ دس یوم عدت جاری ہوئی اور پھر آیہ میراث مین

... متوفی کا وارث قرار دیکر۔ اس کے حق مین از روئے سنت وصیت حرام کر ...

... زیر بحث کے دونون حکم منسوخ ہو گئے۔ نہ سال بھر کی عدت رہی۔ نہ بیوی شوہر کے ...

سے محروم رہی۔ اور سال بھر کا نان نفقہ ہی میراث کا قائمقام رہا۔ رہا یہ امر کہ ...

... منسوخ متقدم۔ حالانکہ برعکس ہونا چاہئے تھا۔ اس ...

[illegible] کی رائے سے بعد ازان [illegible]

[illegible] آپ کو روکنے کا جو حاصل مدۃ کفیلیتی ہے۔ اس آیت [illegible]

[illegible] آیت سورۂ بقرہ مین ہے۔ صرف وصیت کا ذکر ہے۔ اور حکم ہے۔ یا شوہر

اگر وہ بیبیان چھوڑ کر مرین۔ تو اُن کے حق مین یہ بھلائی کی وصیت کر جائین کہ

[illegible] اسی گھر مین رہین۔ اور ترکہ مین سے سال بھر کا خرچ پائین۔ اس لیے کہ جہان ایسی

[illegible] ہوتی ہین۔ کہ عدت ختم ہوتے ہی نکاح ثانی کی فکر کرتی ہین۔ وہان ایسی بھی ہوتی ہین

[illegible] کے غم والم مین ابھی اُن کو ہوش نہین ہوتا۔ اور نہین چاہتین۔ کہ دوسرا نکاح کرین۔

[illegible] کے سے گھرے اور قوی تعلق کے بعد یہ مناسب نہین۔ کہ شوہر اُن کی ذرا بھی پاسداری

[illegible] کرے۔ حالانکہ اُسے رعایت کرنی چاہیئے۔ خصوصاً ایسی عورتون کے ساتھ جو دل سے عدت

[illegible] ہوتے ہی شوہر کے گھر کو چھوڑنا نہ چاہین۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مردون کو حکم دیا۔ یا اُسے

واجب کر دیا۔ کہ مرنے سے پہلے بیوی کے حق مین سال بھر تک اپنے گھر مین رہنے اور خرچ پانے

کی وصیت کر دین۔ پھر اگر کوئی عورت اس وصیت کے بعد عدت فرض کے دن پورے کر کے

[illegible] متوفی کے گھر سے نکل جائے یا دوسرے نکاح کی فکر کرے۔ یا نکاح کر لے۔ تو اس مین کوئی

[illegible] نہین۔ عدت مفروض پوری ہو چکی۔ شوہر بھی حق تعلق نباہ چکا۔ ورثا بھی جب تک وہ

[illegible] مین رہی۔ اُس کے مزاحم نہ ہوئے۔ اور اب چونکہ اُس نے متوفی شوہر کا خیال چھوڑ دیا ہے

[illegible] نکاح کی فکر مین ہے۔ یا کر لیا ہے۔ اس لیئے ضرورت باقی نہین رہی کہ اُس کے

[illegible] رعایت کی جائین۔ لہذا اگر ورثاء میت اب اُسے نان نفقہ نہ دین۔ تو اس مین کچھ گناہ نہین

[illegible] آیت عدت کے متعلق نہین۔ بلکہ شوہر کی وصیت اور حق زوجیت کے خیال رکھنے

[illegible] ہے۔ لیکن صحابہ و تابعین وغیرہ اسلاف کرام کے زمانہ مین اس پر عمل نہین ہوا [illegible]

[illegible] ہے۔ بعض نے اس وصیت کے حکم کو مندوب کا حکم مانا۔ اور لوگون نے اس حکم [illegible]

[illegible] تساہل ہوتا۔ جو اکثر احکام مندوب مین ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید مین حکم [illegible]

[illegible] گھر مین داخل ہوتے ہوئے [illegible]

[illegible] حکم پر عمل [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] مفسرون میں سے مجاہد و ابومسلم بھی [illegible]

[illegible] یہ ہے کہ جن عورتون کے شوہر مرگئے ہون۔ اونکی عدۃ سے متعلق قرآن [illegible]

ہین۔ اول آیہ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن [illegible]

اربعۃ اشہر وعشرا جس کی تفسیر پہلے بیان ہو چکی۔ اور دوسری آیہ والذین [illegible]

منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجهم متاعا الی الحول غیر اخراج [illegible]

خرجن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسهن من معروف واللہ عزیز حکیم

اس لیے ان دونون آیتون کو دو حالتون پر محمول کرنا چاہیے۔ یعنی اگر بیوی شوہر کے گھر

مین رہنا اور اُس کے مال سے نفقہ لینا چاہے۔ تو اس کی عدۃ ایک سال ہے نہیں تو [illegible]

دس دن۔ مجاہد کے اس قول ومسلک کی بنا پر عدۃ کی دو میعادین ہونگی۔ ایک ضروری

حتمی میعاد۔ جو اقل میعاد ہے۔ اور دوسری اختیاری میعاد جو ازید واکثر ہے۔

ابومسلم کا مسلک یہ ہے کہ آیہ زیر بحث کی تقدیر اس طرح پر ہے کہ من یتوفی منکم [illegible]

ازواجا وقد وصوا وصیۃ لازواجهم بنفقۃ الحول وسکنی الحول فان [illegible]

قبل ذلک وخالفن وصیۃ الازواج بعد ان یقمن المدۃ التی ضربها [illegible]

لهن فلا جناح فیما فعلن فی انفسهن من معروف۔ اے نکاح صحیح لان [illegible]

[illegible] الوصیۃ غیر لازمۃ۔ یعنی تم مین سے جو لوگ مرین اور بیویان چھوڑ جائین [illegible]

لیے سال بھر کے نفقہ اور گھر مین رہنے کی وصیت کر گئے ہون پھر اگر وہ سال بھر [illegible]

[illegible] کے بعد جو اللہ تعالی نے اُن کے لیے مقرر کی ہے۔ گھر سے نکل کر [illegible]

اپنے شوہرون کی وصیت کے خلاف کرین۔ تو اس کے بعد جو کچھ وہ اپنے نفس [illegible]

موافق کرین۔ اُس مین کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لیے کہ عورتون کا [illegible]

[illegible] ابومسلم کا قول ہے [illegible]

Marfat.com

...سو جب جمہور نے ... اختیار کرنے ... ان کی ...
... نسخ ... اصل ہے ... یہ ہے جہانتک ہو سکے عدم نسخ کی
... اگر نسخ کو تسلیم بھی کیا جائے۔ تو چاہیے کہ ناسخ منسوخ سے موخر
... نزول مین ناسخ موخر ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ ترتیب و تلاوت مین بھی موخر ہو کہ
... مین ہو۔ اگرچہ تلاوت مین ناسخ کا منسوخ پر مقدم ہو جانا جائز ہے۔ لیکن پھر بھی
... بد نظمی ہے۔ جس سے بقید امکان کلام اللہ کی تنزیہہ واجب ہے۔ اور چونکہ آیہ
... موخر ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اُس پر منسوخ ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔ تیسرے یہ کہ
... مسلمہ ہے کہ جب کہین نسخ و تخصیص مین تعارض واقع ہو۔ تو تخصیص اولیٰ ہوگی
... اگر ہم ان دونون آیتون کو جنہین جمہور نے ناسخ و منسوخ مانا ہے۔ دو حالتون سے
... کرلین جیسا کہ مجاہد کا قول ہے۔ تو نسخ باقی نہین رہتا۔ اس لیے نسخ بلا دلیل کے تسلیم
... جاہد کے قول کا ماننا اولیٰ ہے۔ رہا ابومسلم کے مسلک کی بنا پر نسخ کا نہ ہونا۔ وہ ظاہر ہے
جمہور کے نزدیک آیت کی اصل ہے۔ فعلیھم وصیۃ۔ یا فلیوصوا وصیۃ یعنی
... طرف منسوب کرتے ہین۔ اور ابومسلم کے نزدیک تقدیر آیت کی ہے۔ والذین یتوفون
... ویذرون ازواجًا ولھم وصیۃ لازواجھم۔ یا۔ وقد اوصوا وصیۃ لازواجھم
... الکلام کو جو آگے بیان ہوا ہے۔ شوہر کی طرف اضافت کرتا ہے۔ رہا ضمیر کا معاملہ سو
... ابومسلم کے اضمار سے بہتر نہین۔ بلکہ اوسی کا اضمار بہتر ہے۔ جمہور کے اضمار سے
... لازم آتا ہے اور ابومسلم کا اضمار ایسا نہین۔ کہ نسخ اُس کو لازم ہو۔ ابومسلم کے مسلک
... ماننا اور یہی جان لیا جائے کہ اُس کے مسلک کی بنا پر آیہ زیر بحث ایک جملہ
... ہے شرط شروع ہو کر غیر اخراج پر ختم ہوتی ہے۔ اور فان خرجن سے آخر تک
... تو کہنا بالکل صحیح ہے۔
... کہ اُس ... کے ...

علامہ رازی نے ... 

... کا یہ قول ہے ...

... کے فہم میں جو دشواری ان کو پیش آتی تھی اس نے ...

ناسخ و منسوخ کے ذکر مذکور نے انہیں دھوکہ میں ڈالا۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کیا

ہے کہ دو صورتوں میں دو آیتیں ایسی آتی ہوں جن میں سے ایک دوسری کو منسوخ

اور ناسخ ترتیب قرآن کے لحاظ سے پچھلی سورۃ میں ہو تو یہ کیونکر مانا جا سکتا ہے کہ ایک ہی

کی متناسق آیتوں میں پہلی ناسخ ہو اور پچھلی منسوخ اور علامہ رازی کے اس کہنے سے کہ اس

کی بد ترتیبی سے کلام اللہ پاک ہونا واجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بد ترتیبی کو جائز نہیں

اور وجوب فی التنزیہ داخل ہوتا ہے عقائد میں اور وجوب اعتقادی ابلغ ہے وجوب

پھر وجوب اعتقادی کا ترک کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور جب وہ ناجائز ہے۔ تو یہ جمہور کے

بالتنسیخ کے بطلان کی قاطع دلیل ہے۔

علامہ رازی نے اگرچہ مجاہد کے قول کو جمہور کے قول پر ترجیح دی ہے۔ لیکن ہمارے

مجاہد کا قول تاویل مجتہد ہے۔ البتہ ابو مسلم کا قول بدو وجہ راجح ہے۔ اول اس لئے کہ

الذین یتوفون کو ظاہری معنے پر محمول کیا ہے۔ اور جمہور نے الذین تحضرھم الوفاۃ کے

میں لیا ہے۔ گویا اس کے نزدیک وصیتہ اسی پر واجب ہے جس نے سمجھ لیا ہو کہ موت

اور دوسرے اس لئے کہ عرب جاہلیت کا واقعی یہ دستور تھا کہ عورت کو متوفی شوہر کے گھر میں

سال بھر تک رہنے کے لئے مجبور کرتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اس نے عدت چار مہینے

کی مقرر کر دی تو اس حکم کا مقتضا تھا کہ عدت گذرتے ہی میت کے ورثا اسکی بیوی کو

نکال دیں۔ اگر عورت نکاح کی طرف راغب نہ ہوتی تو یوں نکالا جانا اس کو شاق

لئے مناسب تھا کہ شوہر سابقہ تعلقات کی رعایت کر کے بیوی کے شکستہ دل کی تسلی کے

حق میں وصیت کر جائے کہ سال بھر اس کو گھر سے نہ نکالا جائے۔ ...

... کبار بھی اس پر ڈالا جائے۔ بلکہ ترکہ میں سے ...

...

[illegible] قول حق اہل الفیر کے مطابق ہے جو ہم پہلے لکھ کر

[illegible] مندوب بتا چکے ہیں بلکہ وصیت کو مندوب ماننے کی حالت میں بھی

[illegible] کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ کہ وصیت شوہر کی طرف منسوب ہے یا حکم وصیت

[illegible] کی طرف منسوب رہنے سے بھی کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ اس لئے کہ قرآن سے

[illegible] کی طرف سے وصیتوں کا ہونا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آیا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم

[illegible] سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وصیۃً لازواجہم میں وصیت کی نسبت اللہ ہی کیطرف

ہے۔ کہ نظم قرآنی سے بھی متبادر ہے اور یہ تبادر ابو مسلم کے قول سے زیادہ ظاہر ہے

[illegible] نہ یہ آیت نہ تو آیت عدۃ سے معارض ہوتی ہے اور نہ آیت میراث ہے۔ اور نہ حدیث

وصیۃً لوارث ایسی ہے۔ کہ نسخ کی ضرورت محسوس ہو۔ عام اس سے کہ وصیت مندوب ہو یا

واجب۔ ہم نے جو مندوب کہا ہے وہ اس لئے کہ اس پر عمل ہوتا نہیں پایا جاتا۔ جیسے کہ دیگر

[illegible] احکام پر عمل نہیں ہوا۔

واللہ عزیز حکیم فرما کر اللہ تعالےٰ بندوں کو یاد دلاتا ہے۔ کہ اس کو ہر ارادے میں عزت و

[illegible] حاصل ہے اور جو امر مقتضائے حکمت ہوتا ہے۔ اس کے کرنے میں اسے کوئی دشواری نہیں

[illegible] عرب میں چاروناچار عورتوں کو سال بھر سوگ میں گزارنا پڑتا تھا۔ اُس نے اس رسم کو

[illegible] کے اسکی جگہ ایسا حکم دیا جو دستور قدیم سے بہتر ہے۔ اور جس سے عورت کی عزت ہوتی

[illegible] تک کہ وہ شوہر کے گھر میں رہے۔ اور دائرہ شریعت میں رہکر جب وہ شوہر کے گھر

[illegible] چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ حکیمانہ حکم افراد امت کی مصلحت کے موافق ہم

[illegible] عزت و غلبہ سے اسے پورا کریگا وللمطلقات متاع بالمعروف حقاً علے المتقین [illegible]

[illegible] مطلقات چار قسم کی ہیں اول وہ کہ جبکا مہر مقرر کیا گیا۔ اور جن سے خلوت ہوئی۔ ایسی

[illegible] حق میں خدائے تعالےٰ کا حکم ہے لا یحل لکم ان تاخذو مما اٰتیتموھن شیئا

[illegible] دوسری وہ کہ جبکا مہر مقرر کیا گیا ہو اور نہ اس سے خلوت کی [illegible]

[illegible] و متعوھن علے الموسع قدرہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

کی مطلقہ کا اس آیت میں حکم ہے۔ کہ مہر دی ... نصف دیا جائے۔ اور یہ حکم ان کے نزدیک سورہ نساء کی اس آیت فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ "ای اعطوہن مہورہن" اور فخر المتاخرین علامہ شیخ محمد عبدہ کی رائے یہ ہے کہ غیر ممسوسہ عورتوں کا حکم کہ ان کا مہر مقرر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو سابقہ آیتوں میں آچکا۔ رہ گئیں وہ عورتیں خلوت و مس طلاق دی گئی ہو۔ عام اس سے کہ مہر مقرر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ ان کا حکم میں بیان ہوا ہے۔ (اس صورت میں آیت لا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموہن شیئا عطاء مہر کے متعلق نہ ہوگی بلکہ صرف نہی ہوگی۔ اس بات کی کہ جو کچھ عورتوں کو ایام زوجیت اور قبل مہر وغیرہ دے چکے ہو۔ طلاق کے وقت اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ اور چونکہ متاع بالمعروف میں زن ممسوسہ کے مہر کا تعین نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اس کا تعین بالمعروف "سے اخذ کیا جائیگا یا سورہ نساء کی مذکورہ بالا آیت سے۔ اس کے مثل مہر کے ہونگے مولف) بعض مفسرین کا یہ بھی مسلک ہے کہ آیہ زیر بحث میں سابق حکم کا تکرار ہے اور اسکی سند میں ابن زید کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ جب آیہ ومتعوہن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ میں احسان کرنا چاہونگا تو ایسا کرونگا اور مطلقہ کو کچھ متاع دونگا ورنہ نہ دونگا۔ اوس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بجائے علی المحسنین کے علی المتقین نازل ہونے سے کسی کو یہ موقعہ نہ رہا کہ چاہے متاع دے اور چاہے نہ دے لیکن قابل بحث نہیں ہے۔ بعض مفسرین کا مذہب یہ ہے کہ اس آیت کا حکم عام المعنی ہوتا ہے کہ ہر قسم کی مطلقات کو عام اس سے کہ وہ ممسوسہ ہوں یا نہ ... کیا گیا ہو متاع دینا چاہئے۔ آیت کو اس ...

Marfat.com

... نے اس آیت کا مفہوم ہے جسے ان سے قبل تجھ کو ...

... غیر مفروضۃ المہر کو طلاق دی ہو۔ سیاق میں ان ہی کا ...

... حسب مقدرت ان کے ساتھ سلوک ہونا چاہیئے۔ اس تقدیر پر ہر ایک مطلقہ

... مشروع و واجب ہوگا۔ اور یہی ابن عباس۔ ابن عمر۔ عطاء۔ جابر۔ ابن زید۔

... بن جبیر۔ ابی العالیہ۔ الحسن البصری۔ شافعی۔ احمد۔ و اسحٰق کی روایت ہے۔ اور ان ہو

... نے اس مسلک پر سورۃ احزاب کی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ "یا ایہا النبی

... ازواجک ان کن تردن الحیاۃ الدنیا و زینتہا فتعالین امتعکن و اسرحکن

... جمیلا" اے نبی تم اپنی ازواج سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت

... کی ہو تو آؤ میں تم کو متاع دیکر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ تمام ازواجات مطہرات

... مدخول بہا اور مفروضۃ المہر تھیں۔ اگر متاع زنان غیر ممسوسہ ہی سے مختص ہوتا۔ اور آیہ زیر

... ت تاکیدی ہوتی حکم سابق کی تو ازواج مطہرات کو متاع دینے کے معنے ہی کیا ہو سکتے تھے

... مدخول بہا ازواج کو متاع دینے کے لئے کہا گیا۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ حکم متاع عام

... تمام مطلقات کو چاہیئے وہ ممسوسہ ہوں یا غیر ممسوسہ۔ اور مفروضۃ المہر ہوں یا غیر مفروضۃ

... مفسر کہ تمام مطلقات کو متاع دیئے جانے کے قائل ہیں۔ ان میں سے بعض کا

... تو یہ ہے کہ متاع ہر مطلقہ کے لئے واجب ہے اور بعض کی رائے ہے کہ زنان

... و غیر مفروضۃ المہر کے لئے تو واجب ہے۔ اور باقی مطلقات کے لئے مندوب

... ان کی حجت یہ ہے کہ غیر ممسوسہ اور غیر مفروضۃ المہر کا متاع بدل ہے مفروضۃ المہر

... مہر کا یا غیر مفروضۃ المہر کے مہر مثل کا یا مہر مقرر کا جب باقی تینوں قسم کی عورتوں

... مہر ان کو متاع دینا واجب کیوں ہو۔ یہ نزاع دونوں فریقوں میں دراصل

... متاع کو ہر مطلقہ کے لئے واجب ٹھہراتے ہیں۔ وہ متاع و مہر کو ایک

... نہیں ... وہ متاع و مہر میں فرق کرتے ...

... او ... مطلقہ کو دینا ...

وہ تھے ان کے ... ایک ...

ان مطلقات میں سے بعض مطلقہ تو ایسی ہیں جنکا متاع ...

مقدر یا مقدر بالمثل اور بعض مطلقہ ایسی ہیں جنکا متاع غیر محدود ہے ...

پر اس کی کمی بیشی کا دارومدار ہے۔ اس طرح پر دونوں فریق کا مآل درحقیقت ایک

جائیگا۔ کما لا یخفیٰ علی المتامل۔

کذالک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تعقلون۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ احکام

دین ایسی ہی توضیح اور فوائد وحکم کے ساتھ بیان کیا کرتا ہے۔ تاکہ یہ طریقہ بیان معین بر عمل

ہو اور مکلف ہر عمل کو بخیال استفادہ بجالائیں۔ پس تم پر واجب ہے کہ جو حکم تم کو دیئے گئے

ہیں۔ ان میں عقل سے کام لے کر غور وفکر کرو۔ تاکہ دین کی بصیرت حاصل ہو اور سمجھ سکو کہ

دین کے تمام کام اور احکام تمہاری ہی مصلحت کے موافق ہیں۔ کوئی تزکیہ نفس کرتا ہے

اور کوئی تالیف قلوب اگر تم عقل وہوش سے کام لوگے اور بصیرت تام حاصل کروگے تو

اس قابل ہو جاؤگے کہ احکام شرعیہ پر قائم رہو اور انکی محافظت کرو۔

کیا خوب ہے قول یگانہ دہر علامہ محمد عبدہ کا کہ عقل کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کسی بات کو

سمجھ کر گوشۂ دماغ میں رکھ لے نہ ذہن میں اسکو استقرار ہو اور نہ نفس وقلب پر اس کا کچھ اثر

بلکہ معنے تعقلون کے یہ ہیں کہ بات کو سمجھے۔ اس میں غور وتدبر کرے یہاں تک کہ نفس کو

یقین حاصل ہو جائے کہ وہ یقین محرک عمل ہو۔ پس جو کلام اللہ کو بایں معنے نہ سمجھے وہ ...

ہے۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو زندہ اور عقل کل ہی کیوں نہ خیال کرتا ہو۔ ہم مسلمان اور ...

ہی کم احکام الٰہیہ کو جان بھی لیتے ہیں تو عقل سے کام لیکر انکو سمجھتے نہیں۔ اگر پورے طور پر سمجھتے

ان کو ترک نہ کرتے اور عمل سے کوسوں نہ بھاگتے" ملخص از تفسیر المنار بتصرف"

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ...

لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ...

... لَا يَشْكُرُوْنَ (۲۴۳) وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ...

Marfat.com

ان آیات سابقہ میں بہت سے احکام بیان کرنے کے بعد قرآن
لوگوں کے حالات و واقعات سے نصیحت و عبرت دلانے کی غرض سے احکام
جباری کی طرف آگیا ہے اور ایسے ایسے واقعات بیان ہونے شروع ہوتے ہیں۔
عبرت کو بڑھاتے اور سننے والوں کو عبرت حاصل کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور ان واقعات
ساتھ ہی ساتھ ایسے احکام بھی لگے ہوئے ہیں۔ جن کو ان سے خاص تعلق ہے یا یوں
کسی واقعہ کے بعد ایسا حکم ہوا ہے کہ وہ واقعہ اور اس کا نتیجہ عبرت انگیز اس حکم کی تعمیل
بناتا اور آمادہ کرتا ہے۔ انہیں مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں سے پچھلی آیت میں حکم ہے
خدا میں لڑو اور اس سے اگلی آیت میں بذل مال فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔ ان دونوں حکموں
آیت اول سے یا آیت اول کے واقعہ سے ان دونوں حکموں کو خاص تعلق ہے۔ اور جو
قتل کے واقعہ میں غور و تدبر کرے اسکا جی بھی چاہیگا کہ ان حکموں کو بجالائے۔ اور وسوسہ
لانی کو دل میں راہ نہ دے۔ اس کے علاوہ سابقہ آیات میں جہاں سے احکام کے بیان کا
شروع ہوا تھا۔ اس سلسلہ کے ابتدا ہی میں قتال کا حکم آیا تھا۔ اس کے بعد ایسے
بیان ہوتے رہے۔ جو اشخاص کے متعلق اور گھر کے انتظام کی بابت تھے۔ مذکورہ بالا
میں پھر اسی حکم قتال کی یاد تازہ کی گئی اور ایسے احکام کا بیان شروع ہوا۔ جو قوم کی ہستی
اور اس کے استقلال سے نسبت رکھتے ہیں۔ یعنے حکم ہے کہ قومی مصالح کی حفاظت
عام کی توفیر کے لئے قوم پر ظلم کرنے والوں سے لڑو۔ اور جان و مال خرچ کر کے
میں کامیابی حاصل کرو۔ چونکہ یہ احکام قوم اور قومیت کے متعلق تھے۔ اس لئے
واقعات بھی قومی ہی پیش کئے۔ کیونکہ شخصی واقعات ایسے اہم اور عام مطالب
کر سکتے تھے۔ جس قدر عام لوگوں کے خیالات اس قسم کی باتوں سے دور ہوتے
واقعات کے بغیر حرکت میں نہیں آسکتے۔ اسی قدر واقعات بھی بیان
کئے گئے ہیں۔ تاکہ جو غرض ان واقعات کی

Marfat.com

روایت جو سیاق قرآنی سے بعید ہے ...

طاعون پڑا تو وہاں سے بہت سے لوگ بھاگ گئے۔ اور جو رہ گئے
اکثر لقمۂ طاعون ہو گئے۔ اور جو زندہ رہے تھے وہ بھی طرح طرح کی بیماریوں میں
ادھ موئے ہو گئے۔ جب بیماری طاعون جاتی رہی تو جو لوگ گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے
صحیح سلامت گاؤں میں آئے۔ گاؤں میں جو لوگ بچ رہے تھے۔ جب انہوں نے بھاگنے والوں کو
صحیح سلامت دیکھا تو بولے کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ زندگی کے حریص ہیں۔ اگر ہم بھی انہیں کی
طرح بھاگ جاتے۔ تو آفت و بیماری سے بچ جاتے۔ اگر اب کی دفعہ طاعون پڑا تو ہم بھی
ضرور بھاگ جائینگے۔ اتفاقاً پھر طاعون پڑا اور وہ اپنے ارادے کے موافق بھاگ گئے۔ جو تیس
ہزار سے کچھ زیادہ تھے جب وہ گاؤں کی حد سے نکل چکے۔ تو ایک فرشتہ وادی کے اوپر
سے اور ایک نیچے سے پکارا کہ مرجاؤ۔ اس آواز کے سنتے ہی وہ سب مر گئے۔ اور ان کے
اجسام وہیں پڑے پڑے گل گئے۔ اسی اثنا میں اس جگہ سے حزقیل نام نبی کا گذر ہوا
وہ اس ہڈواڑ پر کھڑے ہو کر مرنے والوں کے حال میں فکر کرنے لگے۔ کہ اللہ کی وحی پہنچی
حزقیل کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے دکھا دوں کہ میں انہیں کیسے جلاؤنگا۔ حزقیل نے
کہا ہاں وحی آئی کہ کہو "ایتھا العظام ان اللہ یامرک ان تجتمعی" اے ہڈیو تمہیں اللہ
ہے کہ جمع ہو جاؤ۔ حزقیل کا یہ کہنا تھا کہ ہڈیاں ہڈیوں کی طرف دوڑنے اور اڑنے لگیں
کہ ڈھانچ بن گیا۔ پھر حکم آیا کہ کہو ایتھا العظام ان اللہ یامرک ان تکتسی لحما و
ہڈیو تمہیں اللہ کا حکم ہے کہ گوشت و خون پہن لو۔ فوراً ہڈیوں پر گوشت چڑھ آیا اور
جاری ہو گیا۔ پھر وحی آئی کہ حزقیل کہو کہ "ان اللہ یامرک ان تقومی"۔ اللہ تمہیں
کہ کھڑی ہو جاؤ۔ حزقیل کی زبان سے یہ جملہ نکلا تھا کہ وہ سب کھڑے ہو گئے اور
سبحانک ربنا و بحمدک لا الہ الا انت" پھر وہ سب اپنے قریہ کو لوٹ گئے
... ان میں کچھ ایسے آثار تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ...

ان کے طاعون کے خوف سے بھاگنے والوں کا شمار باختلاف روایات تین ... میں بیان کیا گیا ہے۔ کم سے کم تعداد چار ہزار اور زیادہ سے زیادہ ستر ہزار ... ہے۔ اور یہ بھی کہ زندہ ہونے کے بعد وہ لوگ مدت دراز تک زندہ رہے اور ... آثار انکے بشروں سے عیاں تھے۔ اور پھر زندگی بھر انہوں نے معمولی کپڑے ... بلکہ صرف ایک کفنی سے لپٹے رہے۔

... روایت یہ بھی ہے کہ سلاطین بنی اسرائیل میں سے ایک بادشاہ نے اپنی فوج کو ... کی پر بھیجنا چاہا۔ لیکن جہاں اسکو لڑنے کے لئے بھیجنا چاہتا تھا۔ اس سرزمین میں ... پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے فوج نے جنگ و جہاد پر جانے سے انکار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان ... بھیج دی۔ یہ دیکھ کر وہ وہاں سے بھی بھاگ نکلے۔ بادشاہ نے جب یہ حالت دیکھی تو ... دعا کی کہ بارالہا تو نے اپنے بندوں کی نافرمانی دیکھی۔ تو انکو اپنی قدرت کی نشانی ... دکھا۔ تاکہ وہ جان لیں کہ وہ تجھ سے نہیں بھاگ سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے یہ دعا ... قبول فرمائی۔ اور ان سے کہا کہ مرجاؤ۔ پس وہ سب کے سب مرگئے۔ اور ساتھ ہی انکی ... جانور بھی مرگئے۔ آٹھ دن نہیں گذرے تھے کہ ان کی لاشیں پھول گئیں۔ اور بدبو ... ان کو دفن کرنے کے لئے نکلے۔ لیکن دفن نہ کرسکے۔ اور ان کے گرد ایک گھیر بنا کر ... درندے نہ کھائیں۔

... روایت میں بعض نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پھر ان کو زندہ کیا۔ اور ... ان کے سڑنے کی کسی قدر بو باقی رہی۔ اور بعض نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ ... ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوئی۔ اور برابر باقی رہیگی۔ یہاں تک کہ ان کی نسل کا ... کیا ہے۔ اچھا خاصہ جھوٹ کا پل ہے۔ جسے علما تو درکنار ...

نے ان کے حق میں بددعا کی اور ان پر ...

بھی موت کو مسلط کر دیا جب مری کی کوئی حد نہ رہی تو حزقیل نبی نے ...
سے دعا کی کہ ان نافرمانوں کے حال پر رحم فرما۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالے نے
سر نو زندہ کر دیا۔

ادنے تامل سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا روائتیں بزور آیت کے
دامن سے باندھی گئی ہیں۔ جو جو قصے اسرائیلیات میں اس قسم کے مل گئے جو کھینچ تان کر کسی
طرح سے آیت کے ذیل میں آسکتے تھے۔ وہ سب اسکی تفسیر میں بیان کر دیئے گئے۔ تاکہ
آیت کا مطلب سمجھنے میں سہولت ہو جائے۔ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ان سے کچھ سہولت
کے لئے معنے فہمی میں پیدا ہو گئی ہو۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ان روایتوں کی بدولت درحقیقت
آیت کا مطلب ہی دور از قیاس ہو گیا۔ بلکہ مفسرین کی یہ ذمہ واری اور بڑھ گئی۔ کہ ان
کو جو غایت درجہ کے اختلاف کی وجہ سے روایتاً بالکل ناقابل اعتبار ہیں یا ہو گئے ہیں
ثابت کریں۔ اغلب ہے کہ مفسرین کو ان روایتوں کے جمع کرنے اور تفسیر میں لینے
شان نزول لکھنے کی عادت ہوئی ہوگی۔ لیکن جب حال یہ ہے کہ اکثر ان آیات کی ...
بھی مفسرین وصحابہ کی متفق علیہ نہیں۔ جو عہد اسلام کے واقعات کی نسبت نازل
آیت کی معنوی عمومیت کی وجہ سے کسی نے کسی واقعہ کو باعث نزول آیت قرار دیا
کسی نے کسی اور قصہ کو حالانکہ تعین کے قرائن بھی موجود تھے۔ تو پھر خیال کیجئے
آیات کے نزول کے وقت ایسے قرائن موجود نہ تھے۔ ان کے متعلقہ حقائق یا قصہ
تعین میں کہاں تک غلطی کا ظن واحتمال ہو سکتا ہے۔ آیۂ زیر بحث میں کلام پاک
ہر گونہ قیود سے مبرا ہے۔ اللہ تعالے نے نہیں بتایا کہ نکلنے والی قوم کہاں ...
قوم تھی اور کتنی تھی۔ اگر ان باتوں کے تعین میں کوئی فائدہ ہوتا تو خدائے تعالے
ان کو معین فرما دیتا۔ اس لئے مقتضائے احتیاط ...

Marfat.com

... نہ تھا کہ ... 
... پیدا کیا ہو۔ بلکہ وہ ہزاروں یعنے کثیر التعداد تھے۔
... جائے تھا وہ یوں خائف بھی نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اس موت
... ڈر پوک بنایا اور نکل بھاگنے پر آمادہ کیا تھا۔ جو نامردوں کے دل میں نامردی
پیدا ہوا۔ اور دل میں یہ خیال لایا کرتا ہے کہ لڑائی سے بھاگنا موت سے بچادیگا
... خود باعث موت ہے۔ ؎
... الجبناء ان الجبن حزم و تلک خدیعۃ الطبع اللئیم
... سمجھتے ہیں کہ نامردی حزم و ہوشیاری ہے لیکن یہ کمینی طبعت کا دھوکا ہی دھوکا ہے"
... جب وہ ناجوان مرد قوم دشمن کے حملہ کے ڈر سے اور موت سے بچنے کے لئے بھاگی
... نے ان سے کہا مر جاؤ" قال لھم اللہ موتوا" یعنے اللہ نے اون پر اُن کے
... کر جو ایسی حالتوں میں ضروری ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کو ہلاک و فنا کر
... کی یہ سنت پوری ہوئی کہ جو موت کے اسباب اختیار کرے۔ وہ موت و فنا کا
... اس حکم کے بعد بطور خبر نہیں فرمایا" ماتوا" کہ وہ مر گئے۔ اس لئے کہ حکم سابقہ
... کا تقاضا تھا۔ جس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ "ثم" احیاہم"
... جانے کا ایک زبردست قرینہ آگے بیان ہونے والا تھا۔ اور احیاء بعد موت کے
... 
... کے حق میں ہے نہ افراد کے بارہ میں اس لئے کہ اللہ تعالے نے اس آیت میں
بیان فرمائی ہے۔ جو اُن قوموں میں جاری ہوئی ہے جو بزدلی و نامردی سے
... تعدی کرنے والوں کی مدافعت نہیں کرتیں اور قوم کی موت و زندگی کے معنے
... معروف ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس بھاگ نکلنے والی قوم کو ...
... کی قوت کو فنا کر کے اُسے استقلال سے محروم کر دیا یہاں تک
... کے بعد اس میں سے جو لوگ بچ رہے
... گئے ... غالب کو وجود ...

Marfat.com

غالب کے ظلم کی بختیوں میں اللہ تعالٰی نے اس کی نامردی اور
بُرے انجام سے آگاہ کیا جس سے متاثر ہو کر اس نے پھر اپنا ازدست رفتہ
حاصل کر کے جرأت و مردی سے کام لے کر اپنی ہستی اور قومی وجود قائم کر لیا۔ اور
اور قوت پالی۔ اور بڑھی یہاں تک کہ عبودیت کی ذلت سے نکل کر استقلال کی عزت
کریہی معنی ہیں قوموں کی موت و زندگی کے۔ کیونکہ قوم کا ایک حصہ ظلم و ستم
ہے تا در باقی ذلیل و خوار مُردوں کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ زندہ قوموں کے
سکتے۔ اور کچھ لوگ ان حالات سے عبرت پکڑتے۔ اور مافات کی تلافی کے
اپنا استقبال سنوارنے کی تیاری کرتے ہیں۔ اور اسی سلوک سے جو دشمن نے
کے لئے کیا تھا۔ یہ سبق پاتے ہیں کہ کس طرح مدافعت کریں۔ چنانچہ حضرت علیؓ کا
قول ہے۔" ان بقية السيف هي الباقية التي يحيا بها اولئك الميتون
بچے کھچے ہی وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن سے پہلے مُردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ غرض
زندگی افراد کی طرح سے مجموعۂ قوم پر بھی واقع ہوتی ہے اور قرآن مجید میں
و زندگی کا بکثرت مذکور ہے۔ چنانچہ خدائے تعالٰی عہد تنزیل میں بنی اسرائیل
اسلاف کے حالات کے ساتھ خطاب کرتا ہوا فرماتا ہے۔ انجينا كم
... ثم بعثناكم من بعد موتكم۔ یعنی تم کو فرعون کی قید و عبودیت
اس حالت میں تم مردہ تھے پھر تم کو تمہاری موت کے بعد اللہ تعالٰی نے
اور ہی استقلال دیا۔ جو تمہیں پہلے حاصل تھا۔ اور جسے تم کھو چکے تھے
اسی طرح اشخاص و اقوام کی عمدہ و بہترین حالت پر زندگی کا
اور زندگی پر موت کا اطلاق بھی معہود فی القرآن ہے

بیان کو دیکھو کہ موت کا حکم "تا" کے ساتھ ہے۔ جس سے

کہو نہیں کہ وہ ڈرپوک قوم ڈر کر بھاگی۔ فوراً اس کے نتیجہ کو پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ

موتوا" اور فنا ہوگئی اور احیا کا ذکر ثم کے ساتھ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

بعد زندہ ہوئی۔ اس لئے کہ جب قوم کو بلا میں پڑنے اور استقلال کھو دینے کے بعد

اور استقلال کے جانے کی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ تو مافات کا تدارک کہیں ایک زمانہ

کر ہو سکتا ہے۔

رہی یہ بات کہ جب وہ بھاگنے والی قوم سب کی سب فنا نہیں ہوئی تھی۔ اور کچھ نہ کچھ بقیۃ السیف باقی رہی۔ جنسے پھر قوم زندہ ہوئی۔ تو پھر کیا وجہ ہے حکم موت وحیات عام و تمام سب کو شامل ہے یہ اس لئے کہ قوم افراد کے ارتباط کی وجہ سے شخص واحد کے برابر ہوتی ہے اس کی ہر ایک ایک جماعت شخص واحد کے ایک ایک عضو کے قائم مقام۔ اگر وہ شخص اپنے کسی عضو سے کوئی کام کرے اور پھر وہ کاٹ دیا جائے تو یہ امر اسکا مانع نہیں ہو سکتا۔ کہ اس شخص کو اس عمل کے ساتھ خطاب کیا جائے۔ یہی حال قوم کا سمجھو۔ کہ اگر اس کے اجزا کثیر پر خاص حالت طاری ہوئی ہے۔ تو ساری کی ساری قوم کو عرفاً اس صفت سے متصف سمجھا جاتا اگرچہ ہر زبان میں ایسا ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں یہ استعمال بہت ہی زیادہ معہود و معمول ہے کہتے ہیں سمجھنا طے بنی فلان حتے افنیناہم

اس بیان سے خوب ظاہر ہو گیا کہ آیۂ زیر بحث میں بھاگنے والی قوم کی موت سے اس کی ت مراد نہیں۔ بلکہ قوم کی وضعی موت مراد ہے۔ جو وقتاً فوقتاً قوموں پر طاری ہوتی رہتی اس آیت میں موت سے طبعی موت مراد لینا نہ صرف سیاق کے خلاف ہے۔ بلکہ کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ طبعی موت دو دفعہ نہیں آتی اور خدائے تعالےٰ خود لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ۔ اسی سے بعض مفسرین نے آیت میں ... کہ ... اگر ... کو ایک قسم کا سکتہ ہو گیا تھا یا شدید ... ہو ... لکھا ہے کہ آیت ...

ی اسرائیل ہی میں سے تھے۔ جیسا ...

اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ مفسرین کا یہ بیان صحیح ہے کہ ...

اس قصے کے بیان کرنے سے فائدہ یہ ہے۔ کہ معلوم ہو جائے کہ موت سے ...

ثم احیاھم کی تفسیر میں اس سے چارہ نہ ہو گا کہ مانا جائے۔ کہ کچھ لوگ اس قوم میں

تھے۔ انہیں سے نسل بڑھی اور پھیلی اور قوم زندہ اور ذی عزت بنی تاکہ آیت ...

بن سکے۔ اور کلام ابتدا سے مربوط ہو جائے۔ کیونکہ آگے کی آیت میں خدا نے ...

قتال فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے۔ اور قتال کا حکم ہی اس لئے نہیں دیتا کہ ہم ...

قتل ہو جائیں وہ ہمیں پھر اسی دنیا میں زندہ کر دیگا۔ اور اسی زندہ کرنے کا یقین ...

کے لئے اس نے یہ خارق عادت واقع بیان کیا ہو۔ کہ ایک قوم موت سے بھاگی ...

ہوئی اور پھر اللہ نے اُسے زندہ کر دیا۔ بلکہ مابعد کی آیت صاف بتا رہی ہے۔ کہ قتال سے

بھاگو۔ بلکہ جرأت و بہادری سے اپنی ہستی کی حفاظت کرو۔ موت سے نہ ڈرو ...

موت سے بچا نہیں سکتا۔ بالفرض اگر تم ہلاک بھی ہو جاؤ اور تمہاری موجودہ قومیت

ہو جائے تو کچھ غم نہیں۔ بقیۃ السیف تمہاری قومیت کو پھر زندہ کر دینگے۔ چنانچہ ...

بھی رہا ہے۔

"ان اللہ لذو فضل عظیم" اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ اس لئے ...

کی موت میں بھی ایک ایسی بات رکھ دی ہے جس سے پھر حیات حاصل ہو جائے

... آفات ہمت و عزم کو زندہ کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ خوف و نامردی وغیرہ اخلاق ...

ضعیف کرتے اور زبردست قوموں کو آمادہ کرتے ہیں کہ اس کو پامال کر ڈالیں ...

... فضل کرنے والا ہے جس نے غالب و قوی کی تعدی و جفاکیشی کو مظلوم کی ...

قوتوں کو مدافعت پیدا ابھارنے والا اور ان اسباب و مواہب فطرت ...

... جو اللہ نے اُسے ایسی لئے دی ہیں کہ ظالم کے ...

غرض

میں یہ کہ اپنا خیال

لطف الطبیعت ہے اور سب کے

Marfat.com

... عمارت ... جاتا ہے لیکن یہی قومی عمارت کا
... عمارت جو چاہتا ہی پامالوں کی ہمتوں کو ایک نئی عمارت کھڑی
... ہے۔ اور جہاں جیسی متحد و متفق ہوئیں قوم کو نئی قومی زندگی حاصل ہو

... کے سبق آموز صفحات پر عبرت پذیر نگاہیں ڈالو۔ دیکھو گے کہ جب کسی قوم کے
... بگڑتے ہیں۔ اعمال کی نوعیت بھی بدل کر ان میں بدی غالب آجاتی ہے۔ ایسے
... میں اللہ تعالےٰ فاسدالاخلاق لوگوں پر طرح طرح کی آفتوں اور بلاؤں کا عذاب
... بھیجے۔ تاکہ جن کے اخلاق و اعمال ابھی بالکل یا من وجہ درست ہیں۔ وہ یہ حالت
... عبرت پکڑیں اور فساد کے مٹانے اور اصلاح کی ترویج میں کوشش کریں۔ اس قہر
... عذاب کے زمانہ میں جو افراد مرکھپ جاتے اور تباہ و برباد ہو جاتے ہیں وہ عضو فاسد کی
... مانند ہوتے ہیں۔ کہ اگر اس کو نہ کاٹا جاتا تو تمام جسم میں سمیت پھیل جاتی اور کل جسم فنا ہو جاتا
... اگر وہ افراد نیست نہ ہو جاتے تو قوم کی قوم فنا ہو جاتی۔ اور جن کے ہوش و حواس اس
... تنبیہ پر بھی درست نہیں ہوتے تو پھر خدائی قانون ان کو مٹا کر چھوڑتا ہے۔ وما
... من الضار ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔ پہلے خدائے تعالےٰ نے ایک
... قانون بیان فرمایا۔ اور اس کو اپنا فضل و احسان بتایا۔ اور اب فرماتا ہے "لیکن
... اس فضل و احسان کا شکر نہیں کرتے"۔ یعنے مذکورہ بالا انعام کا حق نہیں بجا لاتے
... الٰہی قانون الٰہی و سنت اجتماعی سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بلکہ جہالت و غفلت میں
... ہیں۔ اور اپنے رب کی حکمت کو نہیں پہونچتے۔ اے مسلمانو تم بھی انہیں اکثر
... نہ ہو جانا بلکہ جو کتاب و حکمت تم پر نازل ہوئی ہے۔ تم اس سے عبرت پکڑو
... بنا کر ادب سیکھو۔ تاکہ تم زمانہ کے حوادثات سے استفادہ حاصل کر سکو
... اچھی طرح جان رکھو کہ دشمن کی مدافعت کے وقت ...
... اس ... کر دینا ... امر

Marfat.com

کے دین کو ناخنوں ہر محفوظ رکھنے کا اس کے دین کی حفاظت

چھوٹی بڑی جماعت کی طرف سے مدافعت کرنے کو قتال فی سبیل اللہ

قتال فی سبیل اللہ قتال فے الدین سے عام ہے۔ اس لئے کہ قتال فی سبیل اللہ

کی حمایت اور مدافعت کو شامل ہونیکے۔ علاوہ اس قومی مدافعت کو بھی شامل ہے جو اس

وقت عمل میں لائی جائے۔ جبکہ کوئی حریص حملہ آور دشمن قومی سرزمین پر استیلا کا ارادہ رکھتا

ہو۔ یا اسکی پیداوار سے مستحق قوم کو محروم کرکے خود بلا استحقاق اُسے حاصل کرنا چاہتا ہو۔ یا قوم کو

کوئی باغی و دشمن قوم کو پامال کرنے اور اس کا استقلال چھین لینے پر تلا ہوا ہو۔ اگرچہ دین میں

کوئی رخنہ ڈالنے اور فتنہ کھڑا کرنے کی نیت نہ بھی رکھتا ہو۔ غرضکہ قتال فی سبیل اللہ کا حکم

مطلق ہے اور حکم دیتا ہے کہ مسلمان زیور شجاعت سے آراستہ اور قوت و عزت کی زرہ

سے لیس رہیں تاکہ قومی حقوق محفوظ رہیں اور قومی عزت قائم۔ نہ دین ہی کی طرف کوئی ابتلا

ہونے پائے اور نہ دنیا ہی کی طرف میں کوئی خسارہ اٹھانا پڑے۔ بلکہ دین و دنیا دونوں میں عزت

و محترم رہیں۔ اسی لئے اللہ تعالٰے نے انہی لوگوں کی موت و زندگی کا حال ہماری عبرت کے لئے

بیان کیا ہے۔ ان کے متعلق یہ تصریح نہیں فرمائی۔ کہ وہ دین کے لئے لڑے یا دینی لڑائی میں

مارے گئے۔ بایں توجیہ اپنے حقوق کی حمایت بھی دین کی حمایت کی طرح جہاد فی سبیل اللہ

ہے۔

ان اللہ سمیع علیم مذکورہ بالا جیسے مہتم بالشان حکم کے بعد اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ سننے

اور جاننے والا ہے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے۔ کہ ہر حال میں وہ ہماری زبان کی باتیں

دل کی جانتا ہے۔ اور کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ کہ ہم عذر کر سکیں کہ ہم حکم مذکور کی تعمیل

تیار تھے۔ اور مدافعت و مقاومت کا پورا تہیہ نہ کرنے پائے تھے۔

سمیع علیم کے دونوں لفظ ہمیں اشارہ کر رہے ہیں کہ نامرد اپنے آپ کو

کہ کیا کہتے ہیں ... ہم کیا کرتے ... تعالٰے ...

... نہیں ماننا پڑیگا کہ
... ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت اللہ کو اور اپنے
... کو دہوکا دیتے ہوتے ہیں۔ عموماً بدبخت ذلت نصیبوں کا یہ حال بھی ہوتا
... کو بھی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور اس سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ حقیقت سے بھی
... اللہ تعالےٰ نے سمیع علیم کہکر مسلمانوں کو ڈرایا۔ کہ تم ایسا نہ کرنا۔ اللہ کو دہوکا
... سکتا۔ اور اُس سے کوئی بات اور کوئی راز چھپا ہوا نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے
... واقعی طور پر نہ صرف زبان سے کہنے کے لئے یہ یقین ہو جائے۔ کہ اللہ سمیع وعلیم ہے
... سے محاسبہ کریگا۔ اور اس سے جھگڑے گا اور جو ایسا کریگا۔ اس کی کوتاہیاں
... ظاہر ہو جائینگی۔ اور وہ مافات کی تلافی کرکے آئندہ کے لئے سرگرم کوشش ہوگا۔ یہی
عامل ... عمل کی پہچان ہے۔ کہ جو توبہ کے لئے روز بروز زیادہ مستعد ہوتا جاتا ہے۔ عالم ہے
... ہی کرتا ہے وہ غافل ہے۔ اور دہوکہ میں پڑا ہوا۔" ماخوذ از تفسیر المنار"

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ
وَیَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (۲۴۹) ترجمہ کون ایسا ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے کہ وہ
... کئی بار یا چند در چند کردے اور اللہ ہی تنگی دیتا ہے۔ اور کشائش عطا کرتا ہے۔
... طرف تم لوٹو گے۔

تفسیر۔ قتال مدافعۃ عن الحق کے لئے ہو یا حمایت حقوق کے لئے وہ موقوف ہے۔ ایسی
... قتال کی تیاری و فراہمی میں مال و دولت خرچ کرنے پر۔ جنسے بدویت و حضریت دونوں
... میں عجیب لڑائی بدو قبائل میں ہوا کرتی تھی۔ تو بدوؤں کے روساء کو عموماً ان کے
... لڑائی کے دیگر سامان بہم پہنچانے کی خود تکلیف اُٹھانی نہیں پڑتی تھی کیونکہ
... پہلے سے مسلح ہوتا تھا۔ اور ہر شخص اپنے ہی مال سے اپنے لئے ہر طرح کا
... اگر احیاناً قوم کے کچھ نادار اس سے عاجز و قاصر ہوتے۔ تو وہ ...
... ہو جاتا تھا۔ لیکن متمدن سلطنتوں کو مدافعت
... [illegible]

حکمت بتائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عام مال ...

بذلِ مال پر آمادہ و برانگیختہ کیا۔ لیکن بذلِ مال سے مال ہی خرچ کرنا ...
بھی لڑائی میں مدد دے۔ جو کچھ بھی دین کی شان کو بڑھائے۔ قوم کو بچائے اور ظالموں ...
روکے اور دنیا و آخرت میں مرتبہ بلند کرے۔ وہ سب اس بذل و قرض میں شامل ...
۔ اللہ تعالیٰ کو بیان کرنا مقصود تو یہ تھا کہ نہ صرف لڑو۔ بلکہ لڑائی میں غالب ...
جو سامان ہو سکتے ہیں۔ ان کے فراہم کرنے میں بھی دل کھول کر خرچ کرو۔ لیکن اس ...
کے اس علم مقصود کو ایک ایسے اسلوب میں بیان فرمایا جو نفسوں کو انفاق پر ابھارے
اور ہمتوں کو گرمائے یعنی فرمایا من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسناً" اس جوش
لے آنے والے اسلوب میں کیوں بیان کیا؟ اس لئے کہ مصالح عام میں خرچ کرنے کی
اکثر نفسوں میں ضعیف و قلیل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس خرچ کرنے میں وہ لذت ...
نہیں آتا جو افراد پر خرچ کر کے آتا ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ نہایت پر اثر ...
اختیار کیا جاتا۔

دولتمند کو بہت سی باتیں مجبور کرتی ہیں کہ وہ اپنے مال میں سے کچھ اُن لوگوں ...
میں خرچ کرے۔ جن میں وہ رہتا ہے۔ یا جن سے سابقہ پڑتا ہے" وہ بھوکوں ...
دیکھ کر دل کو جو ملال ہوتا ہے۔ اس سے رہائی حاصل کرنے کے لئے" شریر فقراء کی
وغیرہ سے بچنے کے لئے" بڑائی کے اظہار اور اپنی بزرگی کا خیال قائم کرنے
کے لئے" ان تمام صورتوں میں نفس کو ایک گونہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ قرابت
والوں کو دینے دلانے میں جو لذت اور راحت ملتی ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے
بھلائی میں نفس کو مزہ آتا ہے۔ یا اس کی کوئی خاص غرض ہوتی ہے ...
کے انفاق و خیرات کے بارہ میں جو خداوندی احکام ہیں۔ اگر ...
... آسان ہے لیکن جو خلاف ...

Marfat.com

قرض لینے کی ضرورت

ہی ان ... کا مطالبہ بھی ایک ...

... ہے۔ کیونکہ "کون ہے ایسا جو کیا کام کرے ایسے ہی کام کے بارے

... کم ہی لوگ اس کے کرنے کا بیڑا اٹھائیں۔ اور پھر اس اہتمام پر بھی

... بلکہ ساتھ ہی فرمایا۔ فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ۔ کیونکہ پہلے بیان کیا کہ قرض

قرض یہی تھا کہ ایک آدمی دوسرے کو کچھ دے اس شرط پر کہ وہ اسی جیسی چیز اسکو واپس

... اس لیئے اس بذل کو قرض سے تعبیر کرنے کے معنے یہ ہوئے کہ یہ قرض ضائع نہیں

اور مقتضائے مقام کے لحاظ سے اتنی ترغیب کافی نہ تھی۔ اس لیئے اللہ تعالے

صریح کر دی۔ کہ تم جو کچھ قرض دوگے۔ وہ بمثلہ نہیں لوٹائی جائیگی۔ بلکہ وہ چند در چند

... دی جائیگی۔

... تعالے نے انفاق فی المصالح کا یوں حکم دیا کہ مجھے قرض دو کہ وہ یہ بیان ایسا نہیں

... کے دل کو بیچین نہ کردے۔ اور اللہ کو قرض دینے کا خیال اسکے وجدان کو گدگدا نہ دے

... بہت جلد خدا کے سامنے شرمندہ ہو کر اسکی مرضی حاصل کرنے کے لئے سب کچھ نہ

... دے۔ چہ جائیکہ اللہ اسکو چند در چند کر دیکا بھی وعدہ فرماتا ہو۔ یہی اسلوب بیان

... سے ایمان والوں کے دل ہل گئے۔ اور ہل جاتے ہیں جو دل اس پر بھی نرم نہ

... لی وہ انفاق پر آمادہ نہ کردے۔ اصل میں اس دل کو ایمان سے واسطہ نہیں۔ وہ

... خالی اور شر و فساد سے بھرا ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا لطف و احسان

ہوگا کہ وہ خود لوگوں کو دولتمند بنا کر ان کو کسی قدر مال سے اپنے بھائیوں اور

... ست لوگوں کے ساتھ سلوک ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور بطور ... اسلام الہی

... خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جن میں خود ان دولتمندوں کی بھلائی اور ...

... ہے۔ اور حکم بھی امر کی صورت میں نہیں۔ بلکہ استفہام کی صورت ...

... ہے کہ خود متقرض بنا ... دولتمند ...

... اور ... انفاق کو ...

Marfat.com

کا بھروسہ نہیں کرتا اور پھر بھی اس نے یاد ...

ہے۔ اور جو دولت و ثروت اسکے پاس ہے۔ وہ اللہ ہی کی دی ہوئی ہے

ایسا ناسپاس ہمہ پندار بندہ خدائے تعالیٰ کے اس لطف و احسان کا کسی طرح

ہو سکتا۔ اپنے دل میں خیال کرو کہ دنیا کے بادشاہوں میں سے اگر کوئی بادشاہ

کے لئے چندہ جمع کرنا چاہے۔ اور پھر باین لطف و احسان تم سے چندہ طلب کرے

دل پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ اور کس حد تک تم کو دریا دل نہ بنا دیگا۔ اور اگر باوجود تو

استطاعت جو بادشاہ سے مخفی نہ ہو تم اس کی دعوت کو لبیک نہ کہو۔ تو تم ہی خیال کرو

پھر اسکی نظروں میں تمہاری کیا وقعت رہیگی۔ اور آئندہ وہ تم کو کہاں تک

حرمت کا مستحق سمجھیگا؟

قرضاً حسناً اللہ تعالیٰ قرض حسن طلب کرتا ہے۔ اور چونکہ قرض سے مراد

اس لئے اس سے مراد ہوا انفاق حسن۔ اور انفاق حسن وہ ہے جو موقع و مصلحت

جائے۔ مگر جس سے عظمت و تکبر کا اظہار یا ریا و شہرت منظور ہو۔ اگرچہ جو کچھ مصالح

خرچ کیا جائے خواہ اس سے شہرت ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ وہ اچھا ہی ہے۔ لیکن

سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خرچ کرنے والا صاحب ایمان ہے۔ خدا پر اس کو بھروسہ

کی رضا مندی کا خواہاں و جویاں ہے اور فضائل دینیہ و تہذیب نفس کی

خیرات کو بذاتہٖ محبوب و پسندیدہ رکھتا ہے۔ اس لئے ایسے خرچ کرنے والے کو

انفاق سے تقرب خداوندی و خوشنودی ایزدی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کی جزا

صرف وہی شہرت ہوگی۔ جس کے لئے اس نے سخاوت کی۔

ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اچھی نیت سے تو صرف کرتے ہیں۔ لیکن

جیسے مثلاً کوئی ایسی جگہ مسجد بنائے۔ جہاں پہلے سے بہت سی مسجدیں

مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کا باعث ہو جائے

Marfat.com

...بات کہ حق ... ہو کہ ...

... بلکہ ... اچھی جگہ مصلحت کے موافق اور نیک نیتی سے دیا

... یا انفاق حفظ دین یا حفظ مصالح مسلمین یا عام خلائق کی نفع کی بات ...

... سے جو شروع اسلام میں ضرور چند در چند کہ کے صاحب انفاق کی

... دیا جائیگا۔

... اضعافاً کثیرۃ سے مراد ہے کثرت یعنے صرف دو چند وسہ چند ہی نہ کریگا۔ بلکہ بہت سی

... دو چند کریگا۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں چند در چند کریگا یا آخرت

... تو وہ دنیا میں بھی کریگا اور آخرت میں بھی۔ اس لئے کہ جب بذل و انفاق کرنے

... اعلاء کلمۃ اللہ۔ قوم کی عزت و تقویت۔ حق اور حقوق کی طرف سے مدافعت کرتا ہے

تو وہ درحقیقت اپنے نفس کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ اسی کو عزیز و قوی بناتا اور اپنے

... حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے کہ قوم پر ظلم ہوتا ہے۔ افراد پر ظلم ہونے سے اس

... لت میں قوم ضعیف و ذلیل نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے حقوق پامال اور غصب نہیں

... سکتے۔ جب تک کہ افراد ضعیف و ذلیل اور پامال و تباہ نہ ہو جائیں۔ اور ہر بذل و انفاق

... الٰہی انہیں افراد میں شامل ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے وہ ہر گونہ ذلت و خواری و تباہی

... بادی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اور پھر قوم کو۔ اگرچہ بظاہر بعض اوقات اس کے

... معلوم ہوتا ہے " واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ "

... جس قوم میں مال خیرات کرنے والے غنی ہوتے ہیں اور کاروبار میں لوگ باہمد گر مدد

... ہیں۔ اس قوم کا کوئی فقیر اور کوئی ضعیف تباہ نہیں ہونے پاتا غنی فقیروں کی کفالت

... میں قوی ضعیفوں کو سنبھالے رہتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ اُس قوم کے مصالح و

... وسیع ہو جاتا ہے۔ زمین اس کے آگے خزانہ اگلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے ...

... ہے۔ اور جب تک کہ مصالح عامہ میں بذل و تعاون قائم رہتا ہے قوم

... ترقی ... ہیں۔ یوں ان بذل و انفاق والوں کو دنیا میں

... آخرت ثواب ... کے مستحق ہو جاتے ہیں

Marfat.com

... میں چند دنوں میں ... زندگی ...

کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ اور جن قوموں نے اس نعمت کو اپنا اصول ...

... اور ... یہ انفاق دنیا میں چند در چند ہوا اور ہو جاتا ہے ...

اس سنت الٰہیہ سے اپنی ہستی کی حفاظت اور اپنی سلطنت کی تقویت میں ...

عالم اس سے کہ انہوں نے اس بذل و انفاق سے اجر عند اللہ کی توقع کی ...

اور چند در چند بھی اتنی بار ہوا۔ جسکا اعداد سے گننا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

کس قدر جاہل و بے خبر ہیں وہ قومیں جو اس زرین اصول کو نہیں جانتیں ...

ان قوموں کو دیکھتی ہیں۔ جنہوں نے اس پر عامل ہو کر چار دانگ عالم میں اپنا ...

تو حیران رہ جاتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ ہم بھی عظمت حاصل کریں۔ لیکن نہیں جانتیں

کیونکر اس عظمت کو پہونچیں۔ کس قدر تعجب و حیرت کی بات ہے کہ مسلمان ...

اللہ کو پڑھتے ہیں۔ لیکن وہی تمام قوموں سے زیادہ اس سنت الٰہی اور ترقی ...

زرین اصول سے زیادہ بیخبر ہیں۔ اس آیت کو پڑھ کر بھی نہ ان کے دل میں جوش ...

ہے۔ اور نہ ان کے ہاتھ بذل و انفاق فی سبیل اللہ کے لئے دراز ہوتے ہیں۔ ...

طرح سے یاد رکھیں کہ جب تک اس بذل فی سبیل اللہ پر عامل نہ ہونگے ہرگز ...

عظمت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں بھی ٹوڈی رہیں گے۔ اور آخرت میں بھی ...

ذلک ہو الخسران المبین۔

"واللہ یقبض ویبسط" اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں پر رزق تنگ کرتا ...

... ان راستوں ہی سے بے خبر و غافل ہو جاتے ہیں۔ جو اس نے ارزاق ...

کے لئے مقرر کئے ہیں۔ یا وہ ان راستوں میں چلتے تو ہیں۔ لیکن نہایت ...

رزق ... جس کے ساتھ چاہتا ہے رزق کے راستے کھول ...

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اور اُن نعمتوں پر [illegible]

[illegible] شکر باری تعالےٰ بجا لائے۔

[illegible] ویبسط کو ماسبق سے ربط و تعلق یہ ہے کہ لوگو راہ خدا میں خرچ کرو [illegible] کہ ہم تنگدست ہو جائینگے۔ تنگی و کشائش تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جس نے [illegible] کشائش دی۔ کیا جب تم اس کے حکم کے موافق اس مال و دولت کے کسی قدر حصہ [illegible] عامہ میں خرچ کروگے۔ تو وہ تمہاری وسعت کو اور نہ بڑھائیگا۔ اس کا تو وہ خود [illegible] ہے۔ اگر تم کو اُس کا یہ وعدہ باور نہیں تو سمجھ رکھو کہ تنگی و کشائش اس کے ہاتھ [illegible] نے تم کو دولتمند بنایا وہی تم کو فقیر و حقیر کردیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس قوم [illegible] یعنی مصالح عامہ میں بذل و انفاق سے جی چراتے ہیں۔ اور مال کو جان سے عزیز [illegible] اور قوم کو ذلیل دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ بہت دن نہیں گذرنے پاتے کہ آخر خود بھی [illegible] ہو جاتے ہیں اور انکی ساری دولت و ثروت خاک میں مل جاتی ہے۔ اور اور خود [illegible] جاتی ہے۔ " واللہ یقبض ویبسط۔ اس طریق بیان کی حالت میں واللہ یقبض و [illegible] بھی ہے اور آیہ تخویف بھی۔ کما لا یخفی۔

[illegible] الیہ ترجعون۔ تم آخر خدا ہی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔ اور بعد ہدایت جو کچھ تم نے اپنے [illegible] کیا ہے۔ اسکا بدلا پاؤگے۔

[illegible] بھی تہدید ہے اس امر پر کہ اگر فی سبیل اللہ خرچ نہ کروگے۔ جس کو اللہ نے تمہارا مال [illegible] فرما کے خود اپنا قرض لینا فرمایا ہے۔ حالانکہ اس میں فائدہ سراسر تمہارا ہی [illegible] آخر لوٹ کر اُسی کے پاس آؤگے۔ اور وہ تم کو اس کی سزا دیگا۔ اس [illegible] انفاق یعنی مصالح عامہ میں خرچ کرنا۔ جو ہر زمانہ میں مختلف و متعدد [illegible] اس کا ترک باعث غضب و عقاب [illegible]

[illegible] کہ تم اسکے وعدہ [illegible] [illegible]

غنی نہیں کرتیں دنیا میں ذلیل و خوار ہے ... عذاب کی ذلت کے اور کیا معنی ہے۔

دنیا میں اس وقت کوئی ذی عزت و شوکت قوم ایسی نہیں کہ اس کی عزت ... اسباب کی تحقیق کی جائے۔ اور یہ بالآخر معلوم نہ ہو کہ اس عزت و شوکت کا راز صرف یہی ... کہ اس قوم کے غنی و مالدار اپنا مال علوم کے پھیلانے اور فنون و اعمال کے عمدہ بنانے ... قوم کی مدد میں حسب مصلحت صرف کرتے ہیں۔ یہی باتیں اس قوم کی عزت و رفعت ... حقیقی اسباب ہیں اور کوئی ذلیل و مقہور قوم دنیا میں نہیں۔ جس کی ذلت و خواری کا ... اس کے سوا کچھ اور ہو کہ اس کے غنی بخیل ہیں ضروریات قوم کے پورا کرنے کی طرف ... نہیں کرتے اور افراد قوم ایک دوسرے کی مدد سے بھاگتے ہیں۔ یہاں سے ہمیں ... معلوم ہوا کہ آیت واللہ یقبض و یبسط بذل و انفاق کو چند در چند کرنے اور کم کر دینے کی طرف ... کرتا ہی رجوع الی اللہ بھی دو طرح ہوتا ہے۔ ایک اسی عالم میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام ... قانون کی طرف رجوع ہونا جو ضروری و لابد ہے۔ مثلاً یہ جانکر کہ تونگری فلاں فلاں یا ایسے ... کاموں اور توفیق الٰہی کے شامل حال ہونے سے حاصل ہوگی۔ ان کاموں کی طرف رجوع کرنا ... بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور یہ سمجھ کر کہ فقر و تنگدستی ایسی ایسی باتوں سے ... پھر ان کی طرف رجوع کرنا بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اسی طرح یہ کہ ... کریم کی ذات کو فلاں فلاں خاص فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اور قوم کو فلاں فلاں عام ... جس کے مستفید ہونے سے وہ خود بھی اس کی عزت سے عزیز اور اس کی سعادت سے ... ہوتا ہے اور ترک بذل سے فلاں فلاں عام و خاص مفاسد و مضار پیدا ہوتے ہیں ... و مضار کا اکتساب خود حاصل کرنا بھی رجوع الی اللہ ہی ہے۔ اس لئے کہ یہ فوائد و نقصانات ... کی مقررہ سنت و عادت کے موافق پیدا ہوتے اور کاسب و عامل اور ... کاسب ... مستغنی عن اللہ اس ... حالت میں ...

... کیونکہ یہ خدا کے تعالیٰ کی ...
... مصالح عامہ میں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اس سے عوام کو فائدہ پہنچ
... والے کو بھی کشائش و وسعت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر لوگ مصالح عامہ میں
... تو ان کو چار و ناچار خدا کی اس سنت کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ کہ وہ اپنے
... میں مبتلائے ضیق و تنگی ہوں۔ غرضکہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ ہر ایک
... کے لئے اللہ کا ایک قانون مقرر ہے۔ جس کی طرف آدمی کو کشاں کشاں
... جاتا ہے۔

... رجوع الی اللہ ہے۔ رجوع فی الآخرت جہاں آدمی کے اعمال کے نتائج و آثار
... اور ان کی جزا سزا پائیگا" ماخوذ از تفسیر رسالہ المنار مصری"

... تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا
... نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْاؕ قَالُوْا
... اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَاؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ
... تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ (۲۴۶) وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
... لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًاؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ
... سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ
... وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۲۴۷) ترجمہ۔ کیا تو نے موسیٰ
... اسرائیل کے سرداروں کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا۔ جب اس نے اپنے نبی سے
... ایک بادشاہ مقرر کر کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑینگے۔ اس نے کہا نہیں قریب
... تم پر قتال فرض کیا جائے تو تم نہ لڑو (یعنے تمہاری حالت کو دیکھتے ہوئے قرین
... تم قتال پر مامور ہوئے۔ تو تم نہ لڑو گے) انہوں نے کہا ہمیں کیا ہو گیا ہے
... حالانکہ ہم اپنے گھروں سے نکالے اور اپنی اولاد سے جدا کئے
... ان میں سے تھوڑے کے سواسب پھر گئے اور
... تم کو ...

دیا ہے اور اللہ وسعت والا ہے اور دانا ہے

تفسیر اکثر مفسرین نے اس قصہ کو بھی جو آیات زیر بحث سے شروع ہے مطابق کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور خوب یہود و نصاریٰ کی کتابوں سے بیان کر کر تطبیق کے مواقع پیدا کرکے ان کو اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے لیکن ان قصوں کو قرآن کی تفسیر سے کچھ واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ جو قصے قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی وہ تاریخی حیثیت سے بیان نہیں ہوئے۔ کہ تاریخی واقعات ان کے ساتھ ضم کرنے سے اصل مطلب کی کچھ توضیح ہو سکے۔ قرآن تاریخ و قصص کی کتاب نہیں ہے جیسے کہ اکثر کتابیں یہود و نصاریٰ کی ہیں۔ بلکہ قرآن وعظ و ہدایت کی کتاب ہے اس میں واقعات تاریخ کا مذکور رہے قصے بھی بیان ہوئے ہیں۔ لیکن نہ واقعات کی تاریخ و کیفیت بیان کرنے کے لئے بلکہ عبرت دلانے کے لئے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے "لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب" یا اجماع انسانی کے قوانین کے اظہار کے لئے تاکہ بنی نوع انسان ان سے فائدہ اٹھائیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین ان قوانین کے اظہار کا بہترین ذریعہ چونکہ واقعات گذشتہ اور قصہ ہائے دیرینہ ہیں۔ اس لئے خدا اپنی کتاب میں ان کو جا بجا بیان فرماتا ہے۔ لیکن اسی موقعہ سے جہاں کوئی عبرت کی بات ہوتی ہے۔ اور جس قدر واقعہ یا قصہ سے یہ مطلب پورا ہو جاتا ہے اسی پر اکتفا کرتا ہے نہ واقعہ کی کلی تفصیل کرتا ہے نہ قصہ از اول تا آخر بیان فرماتا ہے غیر ضرورت کو قطعاً چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہی حال اس قصہ کا سمجھو۔ جو آیات زیر بحث سے شروع ہوا ہے۔

وجہ اتصال آیات ماسبق سے یہ ہے کہ پہلی آیتوں میں ... اللہ ولی الذین آمنوا ... کے ... تھا ...

[illegible]

[illegible] کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ پہلے قصے
[illegible] اتنا معلوم ہوا تھا کہ ایک قوم باوجود کثرتِ دشمن کے سامنے سے
[illegible] ہوئی۔ پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندہ فرمایا۔ لیکن نہ اس کی موت کا سبب
بیان ہوا تھا نہ زندگی کا۔ آیات زیر بحث کے قصہ میں ضمناً یہ معلوم ہوا کہ اسکی موت
[illegible] دی سے بھاگنا ہی تھا۔ اور چونکہ اُس قوم کے احیاء کے بعد قوم کے لئے قتال و
انفاقِ مال کا حکم آیا ہے۔ اس سے خدا کی وہ سنت معلوم ہوئی۔ جس سے اوس
[illegible] زندگی پائی۔ اور جس سے خدائے تعالےٰ مردہ قوموں کو زندہ کیا کرتا ہے بنی اسرائیل
کی موت واحیاء کی ایک تمثیل ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ بالآخر مردہ قومیں اس سنت
[illegible] رجوع لاتی ہیں۔ یعنے ظالموں کے ظلم سے نکلنے اور اپنا وطن ان کے پنجہ سے
[illegible] کوشش کرتی ہیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل نے کیں اور اپنے نبی سے ایک ایسے
[illegible] طلبگار ہوئے جو انہیں جمع کر کے دشمن سے لڑائے۔ لیکن چونکہ انکی پست ہمتی و نامردی
[illegible] ہتے ہتے حد کو پہونچ چکی تھی۔ اس لئے وہ باوجود کثرتِ دشمن کے ساتھ لڑنے
[illegible] گئے۔ تھوڑے ہی ایسے تھے جو ثابت قدم رہے۔ جو دشمن سے مردانہ لڑ کر فتحیاب
[illegible] فتح تھی۔ جس نے ناچیز قوم کو چیز بنایا۔ اور جس نے اس کی موت کو زندگی

[illegible] وقت یہ آئتیں نازل ہوئیں مسلمانوں کو بھی دشمنوں سے لڑنے کی ضرورت تھی
[illegible] غلبہ بڑھتا جاتا تھا۔ اور احتمال تھا کہ اگر یہی حالت رہی تو مسلمان نیست و نابود
[illegible] تعالےٰ نے پہلے قصہ سے ظاہر کیا کہ جو لوگ لڑائی سے بھاگے ہیں وہ قانون
قدیم کے موافق ہلاک وتباہ ہوئے ہیں۔ تم جنگ درپیش سے پہلو تہی نکرو
[illegible] لڑائی کا سامان [illegible] کرو۔ اگر یہ نکروگے تب بھی انجام وہی ہلاکت [illegible]
[illegible] لڑائی سے [illegible] اس وقت نہ لڑے [illegible]
[illegible]

Marfat.com

سردار از سردار رسول ... طرف ...

پہلے مجمل قصہ میں اللہ تعالٰے نے نہ صاحب قصہ قوم کا نام ...

کیونکہ جتلانا صرف یہ تھا کہ لڑائی سے بھاگنے کا نتیجہ اچھا نہیں۔ دوسرے ...

قوم کا نام بھی بیان فرمایا۔ اور یہ بھی کہ اُن میں ایک نبی انکا مرجع و مآب تھا۔ اور ...

شریعت تھی۔ اور طالوت و جالوت و داؤد کا بھی ذکر فرمایا۔ اس لئے کہ اب ...

مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا تھا۔ کہ انبیا کی مخالفت دستور قدیم ہے۔ یہاں تک کہ ...

نے خود التجا کی اور خود ہی انبیا کے فیصلہ کی مخالفت کی۔ مگر جہاں مخالفت کرنے والے ...

ہیں وہاں مخلص و مطیع بھی ہوتے ہیں وہ اگرچہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ لیکن بہتوں پر بھاری ...

ہوتے ہیں۔ دیکھو بنی اسرائیل نے خود سردار طلب کیا۔ ان کے نبی نے طالوت کو ان کا ...

مقرر کیا اور انہوں نے اس کو ہیچ سمجھا۔ لیکن وہ اللہ کا مخلص بندہ تھا۔ توفیق الہی ...

شامل حال ہوئی اور معدودے چند دیگر مخلصوں کے ساتھ مل کر اُس نے اوس زبر ...

بادشاہ جالوت کو شکست دی۔ جس کے مقابلہ کی ساری قوم کو بھی جرأت نہ تھی ...

تم دشمن سے مرعوب نہ ہو جانا اور رسول کی مخالفت نہ کرنا۔ گو تم قلیل ہو۔ لیکن ...

خیال کثیر سے قوی ہوتے ہیں۔ گو تم طالوت کی طرح ناچیز ہو اور دشمن جالوت کی طرح ...

لیکن اپنے رسول کا کہا مانے جاؤ۔ غلبہ تمہیں ہی حاصل ہو گا۔

الم تر الی الملاء.......... الم تر استفہام ہے اور استفہام حقیقی ذات بار ...

کی طرف سے محال ہے اس لئے کہ وہ جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کو ...

پھر کیونکر ممکن ہے کہ کسی کو مخاطب بنا کر اس سے دریافت کرے کہ تو فلاں ...

یا نہیں جانتا یا تو نے فلاں واقع دیکھا ہے یا نہیں۔ اس لئے یہاں یہ استفہام ...

حقیقی تو ہو نہیں سکتا اور یہیں پر کیا منحصر ہے۔ قرآن مجید میں کسی جگہ ...

کی طرف سے کوئی استفہام استفہام حقیقی نہیں۔ جہاں کہیں مخاطب ...

شخص ہے جو قصہ مذکور بعد از استفہام کا ...

... اور اس بات کو ظاہر کر لیتے

... ہوالاہے۔ وہ کمال وضاحت و تحقق کی وجہ سے مرئی کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے

... آیت کا یہ ہے کہ اے رسول کیا تیرا علم اس قصہ مذکور تک نہیں پہنچا۔ حالانکہ وہ

... اور کمال درجہ واضح و عیاں ہے۔ حتےٰ کہ باوجود غیر مرئی ہونے کے مرئی ہونے

... کہتا ہے۔

الملاء کہتے ہیں اوس قوم یا جماعت کو جو کسی معاملہ میں مشورہ کے لئے جمع ہو۔ جیسا کہ

... نے لکھا ہے۔ بعض علما کا مسلک یہ بھی ہے کہ ملاء شرفاء قوم کو کہتے ہیں۔ اس لئے

... ہیبت و جمال سے آنکھوں کو پھیر دیتے ہیں۔

... قالوا النبیّ لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ" شرفاء بنی اسرائیل نے جس

... سوال کیا۔ قرآن مجید نے اس کا نام نہیں لیا۔ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کو وہ شموئیل

... یہی قول قوی تر ہے اور بعض نے یوشع نبی کا نام لیا ہے۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے اس لئے

... موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔ اور یہ قصہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں واقع

... موسیٰ و داؤد علیٰ انبینا و علیہما السلام کے درمیان بہت زمانہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ تو

... سے ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ قصہ یوشع علیہ السلام کو پیش آیا ہو۔ قرین قیاس یہی ہے

... شموئیل ہونگے۔ اگرچہ تفسیر قرآن کے لئے ان کے نام کے تعین کی بھی کوئی حاجت

... اگر اسمی تشخص ایسا ہی ضروری ہوتا تو خود قرآن مجید اس کو بیان کر دیتا۔ لیکن

... تمہارے کی اصل مذہبی کتاب تو نہیں نہ کہ انکی مذہبی خرافات ہیں۔ شموئیل نبی کے بعض

... قصے سے بہت کچھ ملتے ہیں اور نصاریٰ آج کل قرآن کے اس قصہ پر خیال

... گفت کرتے ہیں۔ اس لئے ہم تو تشفیاً مان لیتے ہیں کہ گو قرآن نے نبی کا نام

... اور اس میں لفظ ...

Marfat.com

[illegible]

ذ تقاتلوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا [illegible]

یعنی عجب ہے جو ہمیں ترک قتال پر آمادہ کرے اور لڑنے سے باز رکھے حالانکہ
موجود ہے کہ ہم کو دشمن نے ہمارے وطن سے نکالا۔ اور ہماری اولاد کو قید کرکے
کہ ہم کو ان سے جدا کر دیا۔

"فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلا منہم" خود لڑائی پر آمادگی ظاہر کرنے کے
بعد لڑائی کا حکم آنے پر اوس سے روگردانی کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جب کسی قوم پر دشمن کا
پورا تسلط و استیلا ہو جاتا ہے اور وہ اُسے عرصہ تک ظلم سے روندتا اور پامال کرتا رہتا
ہے۔ تو اس کی ہمت و جرأت ماری جاتی ہے اور خواری و نامردی طبیعت پر غالب ہو جاتی
ہے۔ بنی اسرائیل بھی چونکہ اس وقت تک دشمن کے ہاتھوں خوب پس چکے تھے۔ اور ان
سے جرأت و خودداری رخصت ہو چکی تھی۔ اس لئے اُنہوں نے لڑنے سے انکار کیا۔
یہ امر کہ پھر کیوں اُنہوں نے خود درخواست کی تھی۔ اور کیوں انہیں سے کچھ لوگ ثابت
قدم رہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالے جب کسی قوم کو قومی موت کے بعد زندہ کرنا چاہتا
تو اخیارِ قوم میں شجاعت و اقدام غیرت و خودداری کی روح پھونکتا ہے۔ اور قوم
لوگ ہمیشہ تھوڑے ہی ہوا کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں بھی وہ تھوڑے ہی تھے۔ انہوں
انہیں نے اپنے نبی سے التجا کی تھی۔ کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجئے۔ کہ ہم حق کی راہ
انہیں لوگوں کی جماعت کو اللہ تعالے نے "الملاء" سے تعبیر فرمایا۔ جس کا ترجمہ
کیا ہے اور یہی لوگ حکم قتال آنے کے بعد ارادۂ جنگ پر ثابت قدم رہے
اور الا قلیلا منہم کو ملاؤ۔ خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ نہ تمام بنی اسرائیل نے
کی تھی نہ انہوں نے حکم جنگ کو پسند کیا۔ تھوڑے سے برگزیدہ لوگوں نے جنگ
کی تھی اور حکم جنگ آنے پر بھی تھوڑے سے ثابت قدم رہے۔ اس لئے
نے ہی خواہش کی تھی۔ اور جن کے دل میں اللہ تعالے نے قوم [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے [illegible] ہو سکتا [illegible]

[illegible] وہ [illegible] قومیں بھی جن کے اخلاق بگڑ [illegible] چاروں طرف سے گھر چکی ہوتی ہے۔ مدافعت کی سخت [illegible] پر مدافعت کی فکر میں پڑتی اور عزم کرتی ہیں کہ جب مدافعت کی شرطیں موجود [illegible] کو مدافعت کے لئے اٹھ کھڑی ہونگی۔ لیکن چونکہ سالہا سال سے جرأت و ہمت [illegible] سے بالکل جا چکی ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام تر شرائط و اسباب مدافعت کے موجود و فراہم [illegible] پر بھی اکثر ضعف و نامردی کا اظہار کرتی ہیں اور ان کے افراد خیال کرتے ہیں۔ کہ [illegible] اسباب مدافعت مکمل نہیں ناکافی ہیں گو وہ یہ ایک قسم کا عذر اپنے لئے پیدا [illegible] لیکن درحقیقت وہ معذور نہیں ہوتے۔ خواہ مخواہ قدرت کو بھی عجز خیال کرکے آپ [illegible] پر ظلم کرتے ہیں "واللہ علیم بالظالمین" اللہ ان عذر تراش اور قوم کو نامرد بنانے والے لوگوں کو خوب جانتا ہے جو مدافعانہ جہاد اور اپنے قومی حقوق کی حفاظت کی خاطر لڑنے [illegible] جی چرا کر اپنے نفسوں پر اور اپنی قوم پر ظلم کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے وعدہ و خبر کے موافق [illegible] ناموں کی سزا دے گا۔ دنیا میں وہ ذلیل و خوار رہیں گے۔ اور آخرت میں گرفتار [illegible] و عذاب ہونگے۔

[illegible] اسرائیل نے اپنے نبی سے کہا کہ کسی کو ہم پر بادشاہ بنا دیجئے۔ تاکہ ہم اپنا اس دشمن [illegible] انتقام لیں۔ جس نے ہم کو بے خانماں اور اولاد سے جدا کیا ہے۔ بنی اسرائیل کا یہ قول سنکر [illegible] دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اور وہ انتقام [illegible] لینا چاہتے تھے۔ پہلے سوال کا جواب خود سوال سے نکلتا ہے۔ کہ اگر کوئی انکا [illegible] ہوتا تو وہ بادشاہ مقرر کئے جانے کی التجا ہی کیوں کرتے۔ اور دوسرے سوال [illegible] جالوت کا نام آجانے سے لگ جاتا ہے۔ اور تاریخ بتا دیتی ہے کہ وہ فلسطینی قوم [illegible] اہل کتاب کی کتابوں اور تاریخ سے ثابت ہے۔ بنی اسرائیل اور فلسطینو [illegible] کے مبعوث ہونے سے پہلے پہلے بنی اسرائیل موسوی شریعت کو بہت [illegible] پستی آگئی تھی۔ جس نے [illegible]

[illegible]

...ہی ہے جس کو ... پامال ...
فلسطینیوں نے تابوت بھی چھین لیا تو بنی اسرائیل کی ہمتیں
پست ہو گئیں۔ تقدیر ہو کر بیٹھ رہے۔ اسی اثنا میں شموئیل نبی مبعوث ہوئے اور ان کو
موسیٰ کی شریعت پر چلنے کی ہدایت کرنے لگے۔ اور بنی اسرائیل نے ان کی ہدایت کے
موافق بتوں کی پرستش چھوڑ کر پھر خدائے واحد کی پرستش شروع کی۔ جس سے
ازدست رفتہ مذہبی اتحاد کو پھر تازہ کر دیا۔

اس وقت تک بنی اسرائیل میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا تھا۔ مذہبی قضاۃ ہی ان کے
رئیس ہوا کرتے تھے۔ شموئیل نبی بھی اس لئے کہ مذہبی قاضی تھے۔ نبی ہونے کے علاوہ
بھی تھے۔ جب وہ بوڑھے ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو قاضی مقرر کر دیا لیکن
رشوت خوار و جفا شعار نکلے۔ اس پر شیوخ بنی اسرائیل شموئیل کے پاس آئے
کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنا دیجئے تاکہ وہ دیگر قوموں کے بادشاہوں کی طرح ہم پر
حکومت کرے۔ شموئیل نبی نے پہلے تو ان کو اس خیال سے باز رکھنا چاہا لیکن
مصر دیکھا تو بوحی خداوندی طالوت کو بادشاہ بنا کر بنی اسرائیل کو اس کی اطلاع دی۔

قالوا لنبی لھم میں اگر لفظ نبی سے شموئیل نبی مراد ہیں۔ اور تفسیر آیات کے لئے
تشخص ضروری ہے۔ تو پھر اس میں بھی شک نہیں کہ آیت" وقال لھم نبیھم ان اللہ قد
بعث لکم طالوت ملکا قالوا انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ
ولم یوت سعۃ من المال" میں طالوت سے وہی شخص مراد ہے جس
کی کتاب اول شموئیل میں شاؤل کے نام سے کیا گیا ہے۔ اور طالوت و شاؤل میں جو فرق
پایا جاتا ہے۔ وہ یا تو تعریب "لفظ غیر عربی کو عربی بنانے" کا نتیجہ ہے۔ یا اصل
جس کو شموئیل نبی نے بوحی خداوندی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا تھا
کتاب شموئیل کے لکھنے والے نے جہاں اور غلطیاں کتاب میں کی ...
... طالوت کا شاؤل بنا دیا ...

... اپنے لیئے بہتر ہو دو آدمی کو اپنا بادشاہ تسلیم ...
... اپنا احق ہونا بیان کیا۔ یہود و نصاریٰ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں
... کی کتابوں میں بصراحت موجود ہے۔ کہ جب شموئیل نبی نے طالوت کو اپنی طرف سے
... بنایا۔ تو بنی اسرائیل نے اسکو اپنا بادشاہ ماننے سے انکار کیا۔ یا اس کو حقیر و ذلیل
... اور اس کی تحقیر کی۔ لیکن ان کی کتابوں میں انکار و تحقیر کی کوئی علت نہیں بیان ہوئی
... مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ ماننے سے اس لئے انکار
... اپنے آپ کو زیادہ حقدار بتایا تھا کہ طالوت بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ جو خورد ترین
... مانا جاتا تھا۔ نہ یہودا کے خاندان سے تھا۔ جو بادشاہی خاندان تھا۔ اور نہ لاوی کی اولاد
سے جو نبوت کا گھرانا تھا۔ اور بعض نے "لم یوت سعۃً من المال" سے یہ خیال کیا ہے کہ طالوت
فقیر تھا۔ اور چوپائے چراتا یا سقائی کرتا یا چمڑا رنگا کرتا تھا مفسرین کا یہ قول تو قابل اعتبار
نہیں ہو سکتا کہ طالوت شاہی خاندان "آل یہودا" سے نہ تھا۔ اس لئے کہ ابھی تک بنی اسرائیل
میں بادشاہ ہی نہیں ہوتے تھے۔ پھر شاہی خاندان کیونکر ہو سکتا تھا۔ اور مال کے نہ ہونے سے
یہ لازم نہیں آتا۔ کہ طالوت فقیر و محتاج تھا۔ اور نہ آیۂ قرآن سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔
بلکہ صرف اُس وقت کے لوگوں کی طبیعت کا حال معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتے تھے
کہ بادشاہ کوئی بڑے نسب والا اور بڑا دولتمند ہونا چاہیئے۔ تاکہ شرفاء و روساء اس کے سامنے
اطاعت خم کر سکیں۔ اور یہ خیال ان کے دل میں اس لئے پیدا ہوا تھا کہ وہ شرفاء و اغنیاء
کے مطیع و منقاد تھے۔ اور رہتے تھے۔ اگرچہ وہ صفاتِ ذاتیہ کچھ بھی نہ رکھتے ہوں نسبت
و مال ان کے یہاں بڑا خیال تھا۔ اسی لئے انہوں نے طالوت کو اُن سے بے بہرہ پاکر اس
سے انکار کیا۔ اور اپنا احق ہونا بیان کیا۔ لیکن چونکہ یہ ان کی غلطی تھی۔ اس لئے
بیان کر دیا کہ تمہارا یہ زعم غلط ہے۔ کہ سلطنت کے لئے بہت سا مال و نسب
... اوصاف سلطنت کے استحقاق کے لئے ضروری ہے
... اصطفٰہ علیکم وزادہ بسطۃ ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ان اللہ اصطفاہ علیکم ہے یعنی کہ اللہ تعالے نے تم پر

سے طالوت کو تم پر فضیلت دی اور بادشاہی کے لئے اسی کو اختیار کیا ہے۔ [illegible]
کے باقی حصے میں اللہ تعالے نے طالوت کو بادشاہی کے لئے اختیار کرنے کے اسباب
فرمائے ہیں۔ اس لئے یہ اختیار و اصطفا بھی بسبب ہونا چاہئے۔ اسباب چار ہیں۔ اول استعداد
فطری جسکو اللہ تعالے نے اصطفاء سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرے وسعت علم جس سے تدبیر ملکی
وابستہ ہے۔ تیسرے توانائی جسم یعنے صحت و طاقت جو صحت فکر کو مستلزم ہے۔ اور
شجاعت و ہیبت اور وقار قدرت علے المدافعت کا موجب ہے۔ چوتھے توفیق الہی کا شامل حال
ہونا۔ جس کو خدائے تعالے نے واللہ یوتی ملکہ من یشاء سے ظاہر فرمایا ہے۔

استعداد مرتبہ میں رکن اول ہے۔ اسی لئے اللہ تعالے نے اسکو مقدم کیا اور قوم کا حال
جاننا۔ اوسکے ضعف و قوت کے مواقع کو پہچاننا۔ اور قومی معاملات کی درستی کے لئے غور صحیح
سے کام لینا۔ یہ دوسرا رکن ہے۔ جس کو علم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور استعداد فطری سے موخر
رکھا ہے۔ بہت سے ایسے ذی علم زمانہ شناس ہوئے ہیں جو سلطنت کی استعداد اپنے ساتھ
نہیں لائے اور ذی استعداد نے ان کی رائے سے فائدہ اٹھا کر اپنی سلطنت قائم کر لی [illegible]
ان کو عدم استعداد کی وجہ سے کبھی یہ خیال ہی نہیں ہوا کہ خود بادشاہ یا صاحب الامر
بنیں۔ اور جسمانی کمال تیسرا رکن ہے۔ اور عموماً جسمانی کمال والے پہلے دونوں طرح کے آدمیوں
سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالے نے بھی جسمانی کمال کو تیسرے درجے پر [illegible]
رہا مال وہ سلطنت قائم کرنے کے لئے ضروری نہیں۔ اس لئے کہ جہاں مذکورہ بالا [illegible]
جمع ہوں مال بآسانی فراہم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں بہت سے آدمی ایسے ہوئے
وہ بالکل محتاج و فقیر تھے اور پڑھے لکھے ہوئے بھی نہ تھے۔ لیکن اپنی فطری استعداد اور
طبیعت شناسی کی بدولت انہوں نے اپنی سلطنت قائم کر لی۔ ان کی شجاعت
استقلال کے لئے کافی آلہ ثابت ہوئی اور اہل علم کی مدد سے ملک [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] میں [illegible] اہل [illegible] ہیں ۔

[illegible] کی تصدیق [illegible] کرتے ۔ اور رسالت کی دلا

[illegible] میں [illegible] بغیر کسی دلیل کے محمد کی رسالت

[illegible] کہ اللہ کی [illegible] سے کہا اور [illegible]

[illegible] ہیں ؟ [illegible] اہل کرتے کہ اور [illegible] کرتے کریں

[illegible] کو [illegible] ہی اور [illegible]

[illegible] ہی وجہ سے تھا اور جیسے بہتوں کو گمراہ کر [illegible]

[illegible] کہ آپ نا محرم کو زائغ کرتے ہیں [illegible]

[illegible] ہے کہ آپ نے خود نفس وغیرہ کا چہرہ [illegible]

[illegible] لیکن آپ نے نفس کی ایسی کیفیت

[illegible] اپنے [illegible] میں اللہ تعالیٰ کی رسالت میں

[illegible] ہیں ؟

[illegible] آپ کی [illegible]

[illegible]

... دیا تھا ... مقصود جواب بھی باعین متعین
... جاتے ہیں طالوت کو کوئی دخل نہ تھا۔ اس لئے اسباب
... توفیق و مشیئت کو سب سے پیچھے بیان کیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جہاں کسی کام
... اسباب مہیا ہوتے ہیں۔ توفیق الٰہی بھی وہاں موجود ہو جاتی ہے۔

... یؤتی ملکہ من یشاء کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے بے سبب
... سنت جاریہ کے خلاف ملک دے دیتا ہے۔ جیسے کہ عوام میں "اللہ جو چاہتا ہے
... ہے" کے معنے سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ جو کچھ کرتا ہے ایک سنت و اندازہ
... موافق کرتا ہے "وکل شیء عندہ بمقدار" پس بمقتضائے سنت جسکو چاہے
... کا ملک دینا یہ معنے رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جسکو ملک دینا چاہتا ہے اُسے فی نفسہ ملکداری
کے قابل بنا دیتا اور ایسے مناسب اسباب پیدا و موجود کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ
... سلطنت تک پہنچ جائے۔ یعنے اللہ تعالےٰ دو سببوں سے سلطنت دیتا ہے۔ ایک
... بادشاہ کی ذات میں موجود ہوتا ہے اور دوسرا اس قوم میں جس میں کہ وہ ہونہار اور
... بننے والا شخص ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور یا مرسل حدیث میں ہے۔ کہ کما تکونوا یولّی
علیکم یہ واقعی بات ہے کہ جیسا اللہ تعالےٰ کسی قوم کو سعاد تمند بنانا چاہتا ہے تو ایسا
... حکمران کرتا ہے۔ جو قوم کی اچھائی کی استعداد کو بڑھاتا اور طاقت دیتا ہے یہاں
... قوم کی بھلائی اس کے شر پر غالب آجاتی ہے۔ اور وہ سعید ہو جاتی اور سعید کہلاتی
... جس قوم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ تو ایسے شخص کو اوس پر حکمران کرتا ہے۔ جو اسکی
... دیتا ہے۔ یہانتک کہ اس کا شر خیر پر غالب آجاتا ہے۔ اور وہ شقی و ذلیل
... زور آور قومیں اس پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ادھر اُدھر سے اس کا ملک چھینتی
... تک کہ آخر کار اس قوم کی سلطنت نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ سعادت و
... جاتا ہے اور بمقتضائے سنت اس کا یہ ارادہ پورا ہوتا ہے۔ پس ...
... اللہ جسے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ لیکن ...
... ہے "لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ..."

[illegible]

ان کے توابع سے بچتے ہیں [illegible]

قوموں کی سیاست کی اچھی استعداد [illegible] قابلیت رکھتے ہیں

عطائے ملک کے بارہ میں مشیت الٰہی کے متعلق یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اسلئے لکھا کہ [illegible]
اس قسم کی موہجز آیتوں سے یہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہوں کو ملک بقوتِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور
اس حصول کو ان اسباب و سنن سے کچھ تعلق نہیں ہے جن پر آدمی کو اپنے کسی اعمال
میں چار و ناچار چلنا اور گذرنا پڑتا ہے۔ اصل میں یہ اعتقاد بُت پرست قوموں کا ہے اور
قدیم سے چلا آتا ہے۔ اسی اعتقاد کی بدولت بہت سے بادشاہوں نے ان لوگوں کو اپنا
غلام بنایا جو سمجھتے تھے کہ دنیاوی بادشاہی خدا کی آسمانی بادشاہی کا ایک شعبہ ہے اور
بادشاہوں کی مقاومت کرنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس کی مشیت سے نکلنا ہے
حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط تھا۔ اور جو اب بھی ایسا خیال رکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں
لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اپنی سنت کو جو عین حکمت ہے اور نظامِ خلق کے لئے مستقر [illegible]
باطل نہیں کرتی۔ کتاب و سنت بلکہ عقل و وجود میں بھی کوئی دلیل اس بات کی نہیں
کہ قوموں پر بادشاہوں کا تصرف بقوتِ الٰہی و بخارق عادت قائم ہے۔ بلکہ شریعت
کارخانۂ خدائی اس کے خلاف شہادت دیتا ہے۔ پس اگر کوئی قوم اپنے بادشاہوں [illegible]
کرکے یا اسکی سلطنت کو ایک غیبی قوت خیال کرکے اپنی اصلاح میں کوتاہی کرے
مشیت خداوندی پر ڈال کر اپنے آپ کو معذور بنانا چاہے۔ تو ہرگز معذور نہیں [illegible]

واللہ واسع علیم آئینِ حکمت کے بیان کے بعد بیان گذشتہ کی [illegible]
ہے۔ کہ اللہ وسیع تصرف و قدرت والا ہے۔ ایسا کہ جب وہ کچھ چاہتا ہے [illegible]
کے لئے اس کی حکمت کے موافق ہوتا ہے۔ تو وہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ اور [illegible]
کا جاننے والا ہے۔ اس لئے اس نے استحقاق حکومت کے لئے [illegible]
طالوت [illegible] کئے۔ اور بندوں کے اجتماعی معاملات کو [illegible]

[illegible]

# ناظرین عظام

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت میں حتے الوسع کوشش

کئے رہے ہیں۔ ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین

کے عام علم ہونے پر ہی موقوف ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانوں

کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی بہ آواز بلند مسلمانوں پر ظاہر

کر رہے ہیں۔

مثال کے لئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک

مضمون کا ترجمہ جو ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن میں درج ہے

الملتمس

مینجر اخبار وطن و رسالہ تفسیر القرآن لاہور

Marfat.com

مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ۔ اردو ترجمہ خلفائے راشدین کی مستند تاریخ

تھی۔ کارخانہ وطن لاہور نے خاص کوشش سے ایک نسخہ بہم پہنچا کر اس کا ترجمہ کرایا ہے

دوم و سوم تیار ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ ... حصہ اول و دوم فی حصہ ... حصہ سوم ...

## ترجمہ تفسیر کبیر۔ جلد اوّل

## (فاتحۃ العلوم)

سورہ الحمد کی تفسیر مؤلفہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اب تک اردو کا جامہ پہننے کو

... پڑی تھی۔ مگر بعونہ تعالیٰ کارخانہ وطن نے اس بیماری کمی کو پورا کر دیا ہے۔ قیمت ...

## حقانیت عقائد اسلامیہ

## (تزئین الکلام)

شام کے ایک فاضل اجل کی بیش قدر تالیف کا اردو ترجمہ مصنف کی اس ...

سلطان عبد الحمید خان نے کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا قیمت ...

## حسن و زبیدہ

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس اور رچرڈ شیر دل کے معرکوں

... متی ...

... لی امری واحلل

... عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی

# تفسیر القرآن

## بزبان اُردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

...رخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملّت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات
...قہ سے آگاہ کرنے کے لئے پہلے اخبار میں شایع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر
اب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شایع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۴)

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں

چھپکر شایع ہوئی

... سالانہ ... محصول ڈاک ۲ روپے سالانہ) نمونہ ۴ر

# الر

## قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے ۳

# قرآن کریم پڑہی

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل
ہوسکتی ہے۔ کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

# تفسیر القرآن

کے ذریعے سے بآسانی حاصل ہوسکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں

وطن لاہور سے شایع ہوتی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ہے؎ چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم ؏ محصول

# اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

حصول سعادت دارین کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا
وطن کی اسلامی تالیفات کو خود بھی پڑہنا اور اپنے عزیزوں

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (248) فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ
فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ
لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ
قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (249) وَلَمَّا بَرَزُوْا
لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ (250) فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ
اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (251) تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا
عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (252)

**ترجمہ** اور ان سے ان کے نبی نے کہا کہ طالوت کی سلطنت کا نشان یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آ جائیگا جس میں تمہارے رب کی طرف دلجمعی ہے۔ اور وہ بچی ہوئی چیزیں بھی جو موسیٰ و ہارون چھوڑ گئے ہیں۔ بحالیکہ اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے۔ اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے۔

پھر جب طالوت فوجیں لے کر باہر نکلا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تم کو ایک نہر سے آزماتا ہے پس جس نے اس میں سے پانی پیا۔ وہ میرا نہیں اور جس نے اس کو نہ چکھا۔ وہ میرا ہے۔ لیکن جو کوئی اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے "تو وہ میری طاعت سے باہر نہیں ہوگا" پھر انہوں نے تھوڑے سے لوگوں کے سوا اس نہر کا پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور وہ ایمان والے جو اس کے ساتھ تھے نہر سے پار ہوئے تو لوگوں "نافرمانوں" نے کہا کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس پر ان لوگوں نے جن کو یقین تھا کہ ہمیں اللہ سے ملنا ہے کہا بہت دفعہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب آتی ہے۔ اور اللہ [illegible] ہے۔

[illegible] کے سامنے ہوئی تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب [illegible]

اعانت کرو

پھر انہوں نے اللہ کے حکم سے ... جالوت ... داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ نے اسکو سلطنت و حکمت دی۔ اور جو چاہا سکھایا۔ اور اگر اللہ بعض آدمیوں کو بعض سے دفع نہ کرے (زایک کا زور دوسرے نہ توڑوائے) تو زمین پر فساد ہی فساد ہو جائے۔ لیکن اللہ دنیا والوں پر اپنی عنایت رکھتا ہے۔

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تجھے صحیح صحیح سناتے ہیں۔ اور بیشک تو رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔

تفسیر وقال لہم نبیہم....... التابوت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل کو اونکے نبی نے طالوت کو بادشاہ بنائے جانیکی معقول وجہ بتاکر واقعی طور پر معقول کردیا تھا۔ لیکن وہ اس پر بھی اسکو اپنا بادشاہ ماننے میں پس و پیش ہی کرتے رہے۔ اغلب ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنی دیرینہ عادت کے موافق اپنے نبی کی اس خبر کی تصدیق کے لئے کہ اللہ نے طالوت کو بادشاہی کے لئے اختیار کیا ہے۔ کوئی نشانی مانگی ہوگی یا خود اون کے نبی نے اونکی طبیعت کا اندازہ کرکے اسلئے کہ وہ طالوت کو بادشاہ مان لیں بوحی خداوندی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی عنایت یعنی چھنے ہوئے تابوت کے واپس آجانیکو جسکا کسیکو وہم و گمان بھی نہ تھا طالوت کی بادشاہی کی نشانی بتایا۔ تب جاکر بنی اسرائیل کی زبان بند ہوئی۔ اور طالوت کی بادشاہی تسلیم کرنے کے لئے تابوت کے آنیکا انتظار کرنے لگے۔

تابوت کے بارہ میں مفسرین نے عموماً عجیب عجیب حکایتیں لکھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام پر ایک صندوق آسمان سے اوتارا تھا جو شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اور اوسمیں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ جبتک آدم علیہ السلام زندہ رہے اونکے پاس رہا جب انکا انتقال ہوگیا تو شیث کے پاس رہا۔ اور یونہی منتقل ہوتے ہوتے۔ موسیٰ علیہ السلام تک ...
... [illegible]

... [illegible] نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا موسیٰ ... [illegible] عت کے آگے آگے رکھا کرتے تھے جبتک وہ آگے بڑھتا آپ بھی ... کو آگے بڑھائے جاتے اور جہاں وہ رک جاتا آپ بھی رکجاتے۔ اور اوسکی ... سے بنی اسرائیل کے پاؤں جنگ سے نہ اکھڑتے بلکہ فتح کے یقین پر وہ لڑتے ... اور آخر میں فتحیاب بھی ہوتے۔ خازن ؏

ابن عربی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ تابوت سے مراد فرّ ملک ہی۔ اور تابوت ماخوذ ... توب بمعنی رجوع سے چونکہ بنی اسرائیل سے فرّ ملک رخصت ہو چکا تھا۔ اور اونمیں کوئی ... ایسا نہیں رہا تھا کہ لوگ اوسکو بادشاہ تسلیم کرتے اور سرِ طاعت اوسکے سامنے جھکاتی ... یہاں تک کہ طالوت اِس صفت کا آدمی پیدا ہوا۔ اوسی فرّ کے لوٹ آنیکو اللہ تعالےٰ نے تابوت سے تعبیر کیا ہے ؏

بعض بیعنے "زمخشری" نے لکھا ہے کہ تابوت توریت کا صندوق تھا۔ پہلی دونوں ... ایتیں بالکل بعید از قیاس ہیں۔ اور کوئی آدمی اوسکی شرعی سند نہیں لاسکتا۔ تیسرا مسلک ... واقعہ سے کچھ تعلق رکھتا ہے لیکن وہ بھی نہایت مجمل ہے۔ اگرچہ تفسیر قرآن کے لئے ... اتنا ہی کافی ہے کہ تابوت ایک صندوق تھا۔ اور اوسمیں وہی تھا جو آیت میں اللہ تعالیٰ ... نے بیان فرمایا ہے۔ یعنی سکینہ اور موسیٰ و ہارون کی کچھ یادگاریں لیکن اسلئے کہ مفسرین ... تابوت کے متعلق بہت سی بے حقیقت کہانیاں تفسیروں میں بھر دی ہیں ہمیں اسقدر ہی کو ... لینے کے باوجود بھی کہ تابوت ایک صندوق تھا یہ دیکھنا چاہیئے کہ خود اس قوم کی مسلّم ... تاریخی کتابوں میں تابوت کے متعلق کیا آیا ہے جسکا وہ تابوت تھا ؏

توریت کے کتاب خروج کی پچیسویں فصل میں تابوت کا یوں مذکور آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ... نے کہا کہ بنی اسرائیل میرے لئے نذرانہ میں سونا چاندی تانبا۔ قرمز۔ بکری۔ مینڈھے ... کی کھال۔ دلفین کا چمڑہ۔ شمشاد کی لکڑی۔ تیل۔ عطر۔ سنگین پتھر۔ دجواہرات وغیرہ ... لیے ایک مقدس "مسجد جائے عبادت"۔ اور اس کے لوازمات جیساکہ ... [illegible] ہیں ؏

... [illegible] جسکا طول ڈہائی ... اور عرض و ارتفاع ... [illegible] ہیں۔ اور اوسکے لئے سونے

نکالیں۔ اور شمشاد کی لکڑی کی ...

ڈالدیں تاکہ تابوت اوسکے ذریعے سے اٹھایا جائے۔ اور یہ ...

اون سے نکالی نہ جائیں۔ اور پھر تم اوس صندوق میں وہ شہادت جو میں تمکو دوں ...

اوس صندوق کے لئے ایک سنہری پوشش بھی ڈھائی ورع لمبی ڈیڑھ ورع چوڑی بنائی جائے

اور اوس کے دونوں طرف دو سونے کے فرشتے بھی بنائے جائیں۔ جن کے بازو کھلے ہوئے

ہوں۔ اور وہ اپنے بازوں سے پوشش صندوق پر سایہ کئے ہوئے ہوں۔ اور اون دونوں

کا منہ ایک دوسرے کے سامنے ہو۔ پھر یہ پوشش تابوت کو اوڑھا دیجائے۔ اور جو شہادت

میں تمکو دوں تم اوسکو اس صندوق میں رکھو۔

یہ خلاصہ ہے تابوت کے متعلق یہود کی شرعی تاریخی روایت کا چونکہ اسمیں اور قرآن کے بیان میں کچھ تعارض نہیں ہے اور بات بھی عقل کو لگتی ہوئی ہے خصوصاً مفسرین کی اون روایتوں کے مقابلہ میں جو کسی شرعی قابل اعتماد سند کے بغیر بیان کیگئی ہیں اور اُن قصوں میں سے ہیں جو یہود مسلمانوں کو دہوکا دینے کے لئے اونمیں مشہور کیا کرتے تھے اسلئے اُن روایتوں کے مقابلہ میں سفر خروج کی اس روایت کو تسلیم کرنے میں نہ صرف کہ کوئی ہرج نہیں ہے بلکہ آیات زیر بحث کی زاید از ضرورت توضیح و تفسیر میں بھی اس سے مدد مل سکتی ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

یہود کے لئے تابوت تو ایک مذہبی چیز تھی ہی لیکن اسکے ساتھ اور بھی اسی قسم کی چیزیں تھیں مثلاً فایدۂ دینیہ اور اوس کے برتن۔ مذبح۔ خیمہ عہد۔ منارہ۔ ضیاء وغیرہ۔ اور ان کا بھی اسی کتاب سفر الخروج میں آیا ہے کہ وہ کیسی کیسی تھیں اور کیونکر بنائی گئی تھیں۔ اور ان چیزوں کو مذہب کی مہتم بالشان چیزیں کہتے ہوئے لوگوں کو کتنا ہی تعجب کیوں نہ ہو لیکن جس عہد میں یہ چیزیں بنائی گئیں اور جس قوم کیلئے بنائی گئیں۔ اسکی اوس وقت کی حالت پر غور کرتے ہوئے کچھ بھی تعجب نہیں رہتا۔ اسلئے کہ بنی اسرائیل زمانہ دراز تک مصریوں کی غلامی میں رہے۔ اسکا لازمی نتیجہ تھا کہ اونکے دل میں بھی مصریوں کے ... زیب و زینت۔ ساز و سامان کا سکہ جم گیا۔ اور وہ ... اللہ تعالےٰ نے بھی انکی دلی ...

Marfat.com

Marfat.com

... کے بنانیکا حکم دیا جبکا
... نام تابوت شہادت رکھا گیا۔ یعنی اللہ کے شہود
... پھر وہ تابوت رب کہلایا۔ اور پھر تابوت اللہ نام رکھا گیا۔
... جس غرض سے بنایا گیا۔ اوسکو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ور
... تابوت ایک معبد تھا۔ اور گو اوسمیں بت پرستوں کے مندروں کی طرح سے کوئی بت
... لیکن پھر بھی بہت کچھ وہ مندروں سے ملتا جلتا تھا۔ اور بتوں کے مہاڈولی کیطرح
... اسرائیل کے ساتھ ساتھ رہتا تھا جسکے سامنے وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ جس دین کا معبد
... کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ وہ دین دائمی دین ہوگا۔ پھر کون سی تعجب کی بات ہے کہ
اسلام نے اگر اسلامی مساجد کو ان تمام غیر ضروری لوازمات سے پاک کر کے مسجد ونکو کسی جگہہ سے
... نہ رکھکر اونکو وہ شان دی کہ کوئی چیز نماز گذار کو مناجات خداوندی سے باز رکھنے والی
اون میں نہ رہی۔ تابوت یعنی بنی اسرائیل کی مسجد انہیں اور انہیں کے زمانہ کے مناسب تھی
کیونکہ توحید کی اشاعت کا آغاز تھا اور اس کے چاروں طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے
تھے۔ اگر آج کوئی ایسی ہی مسجد ہوتی تو لوگ اسپر ہنستے اور اسے تماشہ سمجھتے۔ اور بھولکر بھی اوسکی
طرف رخ نہ کرتے۔ خیر کچھ بھی ہو تابوت یہود کی مسجد تھی اور وہ اوس کے بڑے گرویدہ تھے۔ اور
... یہود کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اسلئے انہوں نے اوس کے واپس آجانیکو اس امر کی واقعی نشانی
... اور کچھہ بھی چون وچرا نہکی کہ طالوت کو اللہ تعالےٰ نے بادشاہی کے لئے اختیار کیا اور اوشاہ
... سفر خروج کی آخری فصلوں میں یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تابوت ہی میں
... تختیاں رکھی تھیں جسمیں اللہ کی شہادت یعنی وہ وصیتیں تھیں جو بنی اسرائیل کو کیگئی
... اور یہود کی دیگر کتابوں میں یہ بھی ہے کہ تابوت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع کے پاس رہا۔
... اسرائیل اس سے فتح و نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ جب کبھی لڑائی میں اپنی طرف ضعف
... اور تابوت لاکر اون کے آگے کر دیا جاتا تو اونکے دل جوش شجاعت سے بھر جاتے اور
... لیکن یاد رہے کہ فتح انکو تابوت سے حاصل نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اوس
... جو اون میں تابوت کے لانے سے پیدا ہوتی تھی۔ اسی لئے جب
... تابوت نے کچھ بھی فایدہ نہ دیا۔ باوجود تابوت کے

## تابوت کے واپس آنے کا واقعہ

بنی اسرائیل میں مدت سے دشمنی چلی آرہی تھی اور وقت ... عیلی
کاہن کے زمانہ میں بھی فلسطینیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ عیلی نے اپنے ...
ساتھ مع تابوت کے اونکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اوسکو امید تو یہ تھی کہ میری قوم کی فتح
ہوگی تابوت ساتھ ہے لیکن اب بنی اسرائیل پہلے کے سے نہیں رہے تھے۔ اہل فلسطین نے
بنی اسرائیل کو سخت کشت وخون کے بعد شکست دی جسمیں عیلی کے دونوں بیٹے بھی کام آئے
اور تابوت کو بھی اپنے ساتھ لیگئے۔ عیلی کاہن کو بیٹوں کے مارے جانے اور تابوت کے چھن جانے
کا ایسا صدمہ ہوا کہ فوراً مرگیا۔ عیلی کے مرنے کے بعد شموئیل نبی بنی اسرائیل کے قاضی ہو
چونکہ وہ نبی تھے اور بنی اسرائیل اونکی نبوت کو مان چکے تھے۔ اسلئے فلسطینیوں سے شکست
کھانیکے ایک عرصہ کے بعد انہوں نے شموئیل سے التجا کی۔ کہ کسیکو ہمارا بادشاہ بنا دیجئے تاکہ
ہم دشمن سے انتقام لیں۔ انہوں نے بوحی خداوندی طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور فلسطینیوں
کے پاس سے تابوت کے واپس آجانیکو طالوت کی بادشاہی کی صحت اور منجانب اللہ ہونے کی
نشانی قرار دی چنانچہ نشانی پوری ہوئی اور پیشنگوئی پوری اتری یعنے تابوت پھر
بنی اسرائیل میں واپس آگیا۔

یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ تابوت عہد کو فتحمند فلسطینی بنی اسرائیل سے چھینکر لیگئے تھے
پھر وہ اون کے پاس سے کیونکر بنی اسرائیل کے یہاں آگیا؟ اسکے متعلق خدا نے تعالیٰ نے کوئی
خبر نہیں دی۔ اسلئے عموماً مفسرین کو اہل کتاب کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑا ہے۔ اور
انکی کتابوں میں ہے وہی لکھا ہے کہ فلسطینی تابوت کو مقام ابن عیذر سے ازدود لیگئے اور
ایک بت خانہ میں عظیم ترین بت کے نیچے رکھدیا صبح دیکھا تو بت سرنگوں تھا چنانچہ
بت کو اٹھاکر پھر تابوت پر رکھدیا۔ مگر دوسرے دن بت کے ہاتھ بھی کٹے ہوئے پائے
حالت دیکھکر انہوں نے تابوت کو بت خانہ سے نکالا اور شہر کے کسی اور حصہ میں ...
حصہ میں بھی زن ومرد درد گردن میں مبتلا ہوکر ضایع ہونے لگے تو عقرون سے ...
تیسری جگہ پہونچایا۔ یہاں چونکہ بکثرت چوہے ظاہر ہوئے ...
یہ حالت دیکھکر لوگ بہت گھبرائے اور ...

Marfat.com

[illegible] اسرائیل کے پاس نہ پہونچ جائیگا
[illegible] فلسطینیوں نے تابوت کو ایک چھکڑے میں لادکر ارض بنی
[illegible] روانہ کردیا۔

[illegible] سر تا سر اسرائیلی اور خارق عادت ہے اور محض خوش اعتقادی کا نتیجہ۔
[illegible] اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین والے بنی اسرائیل کو شکست دیکر سوء اتفاق
سے کبھی چین آرام سے نہ بیٹھ سکے۔ کبھی انہیں کوئی بیماری پھیلی اور آدمی مرنے لگے
[illegible] پیداوار کو چوہوں وغیرہ سے نقصان پہونچا۔ جیسا کہ کبھی کبھی ہوتا ہی رہتا ہے۔ چونکہ یہ
[illegible] فتح اور تابوت ساتھ لانے کے بعد ظہور میں آئے تھے۔ اور تھے فلسطینی بت پرست
بت پرستی کا لازمہ ہے ضعف اعتقاد اور واہمہ پرستی۔ اسلئے انکو خیال بلکہ یقین ہوگیا
کہ تابوت کا یہاں رہنا اچھا نہیں۔ یہ ساری مصیبتیں ہم پر اسی کی بدولت آئی ہیں کہ الٰہ
بنی اسرائیل آمادۂ انتقام ہو رہا ہے۔ اس بلا کو یہاں سے نکالو۔ اور اسی خیال کی بنا پر انہوں
نے تابوت کو چھکڑے پر لادکر ارض بنی اسرائیل کیطرف روانہ کیا ہوگا۔ اور جب بنی اسرائیل کے
[illegible] ولایت پہونچا ہوگا اور فلسطینیوں کے ابتلا کی خبریں آئی ہونگی یا شکست کھانے کے بعد
بھی بنی اسرائیل سے ملے جلے ہونگے اور انہوں نے اپنا سابقہ خیال تابوت کے متعلق
اسرائیل سے ظاہر کیا ہوگا۔ تو خوش اعتقادی کی بنا پر انہوں نے فلسطینی بت پرستوں کے
[illegible] تابوت کے معجزات سمجھ لئے ہونگے۔ اور پھر یہی خیال دل سے زبان تک اور زبان
سے قلم تک آیا اور کتاب سموئیل کی صورت میں ظاہر ہوا جسکی صحت و عدم صحت کے متعلق
[illegible] نہیں سکتے :-

سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون۔ سکینۃ کی
متعدد روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ سکینہ زبرجد یا یاقوت کی ایک مورت
تھی۔ اوسکا سر اور دُم دونوں بلی کے سر و دم کی مانند تھے۔ مگر ساتھ ہی دو بازو بھی تھے
[illegible] یہ بھی ہے کہ اوس کے بازو زبرجد کے تھے۔ اور اسکی آنکھوں سے شعاعیں
[illegible] جب وہ چلتی تو تابوت آگے بڑھتا۔ اور بنی اسرائیل اوس کے
[illegible] تابوت کو آگے رکھتے۔ اور جب سکینہ
[illegible]

بنی اسرائیل بھی آدمی [illegible]
تو کب جاتا وہ بھی رک جاتے تھے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ [illegible]
آدمی کا سا تھا۔ اور تند و خوشگوار خوشبو اوس سے نکلا کرتی تھی تیسری روایت
سکینہ جنت کا سنہرا طشت تھا جسمیں انبیا علیہم السلام کے دل دھوئے جاتے تھے
چوتھی روایت ہے کہ سکینہ روح اللہ تھی۔ جو کلام کرتی۔ اور جب بنی اسرائیل میں کبھی
اختلاف ہو جاتا تو سکینہ امر حق سے آگاہ کر کے اختلاف کو رفع کرتی۔ پانچواں مذہب یہ ہے
بنی اسرائیل سکینہ کو ان آیات اللہ میں سے ایک آیت سمجھتے تھے جس سے ابتلاء و مصیبت کے
وقت وہ تسکین حاصل کرتے تھے چھٹا مسلک یہ ہے کہ سکینہ سے مراد ہیں وہ سنہرے چوہے
اور دانے سونے کے جو فلسطینوں نے چوہوں اور بواسیر کی مصیبتوں سے تنگ آکر اور ان مصیبتوں
کو تابوت کے باعث سے سمجھکر بطور کفارہ تابوت کو ارض بنی اسرائیل کی طرف روانہ کرنے سے
پہلے اوس میں رکھہ دیئے تھے۔ اور انکو اپنے بت پرستانہ اعتقاد میں دفع بلا کا وسیلہ سمجھتے تھے
ساتواں طریق تفسیر یہ ہے کہ سکینہ سکون سے ماخوذ اور فعیلۃ کے وزن پر ہے اور
اس کے معنے تسلی و اطمینان ہیں۔ اور سکینۃ من ربکم کا مطلب یہ ہے کہ تابوت میں تمہارے
رب کی طرف سے تمہارے لئے تسلی و اطمینان ہے۔ اور یہہ اسلئے کہ جہاں کہیں
تابوت موجود ہوتا۔ بنی اسرائیل اپنے اعتقاد کی بنا پر مطمئن ہوتے۔ پس سکینہ کے معنے
ہیں وہ چیز جس سے سکون قلب اور طمانیت خاطر حاصل ہو۔

یہ روایتیں ہیں جو مفسرین نے سکینہ کی تفسیر میں بیان کی ہیں۔ پچھلی دو [illegible]
طریق تفسیر کو چھوڑ کر باقی روایتیں اور مسلک تفسیر نہ صرف بعید از عقل اور قصہ [illegible]
بلکہ انکی لفظی و معنوی بے ربطی بھی عیاں ہے۔ اس سے قطع نظر کر کے باہم متعدد متضاد [illegible]
کسی طرح سے اون میں باہم تطبیق و توفیق ممکن نہیں۔ اور کوئی بھی اون میں
کسی نص پر مبنی نہیں۔ اسلئے ایک بھی اون میں سے قابل قبول نہیں ہے۔
ساتواں مسلک ایسا ہے جو دل کو لگتا ہے اور پانچواں بھی بعید [illegible]
ساتویں مسلک تفسیر کے لئے بھی اگرچہ کوئی نص موجود نہیں [illegible]
کے لئے [illegible] حقیقت [illegible] نص [illegible]

بنی اسرائیل کا یگانہ معبد تھا جو انکے خیال
کے حکم سے خاص وضع وشکل کا بنایا گیا۔ موسیٰ جیسے الوالعزم پیغمبر کے
زیر نگرانی تھا۔ اور تابوت شہادت کہلایا جسکے سامنے کھڑے ہو کر بنی اسرائیل
دیکھ لیتے تھے۔ ایسا معبد کوئی معمولی چیز نہیں ہو سکتا۔ اسکی عظمت جسقدر
اسرائیل کے دل میں ہوتی کم تھی اور وہ جسقدر بھی تابوت کو حصول برکت اور اپنی
کا موجب سمجھتے ایک حد تک حق بجانب تھا۔ ایسی چیزوں سے لوگوں کو عموماً حصول
برکت و فلاح کا یقین ہوا کرتا ہے۔ یہود کا زمانہ تو بہت دور کا زمانہ ہے۔ اُس وقت
عقل انسانی نے ہرگز ترقی کے وہ مدارج طے نہ کئے تھے جو اب تک طے کر چکی ہے۔ معہذا
یہ اعتقاد اب بھی نہایت زور وشور کے ساتھ لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ بزرگوں کی پاک
چیزوں اور یادگاروں سے برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ جسکے پاس بھی ہوں اوس کی
حفاظت وحراست کا ذریعہ ووسیلہ ہیں۔ پھر اگر یہود تابوت سے جو اللہ کا کہلاتا تھا اللہ
کے حکم سے بناتھا موسےٰ نے بنایا اور بنوایا تھا حصول برکت کا خیال رکھتے تھے۔ اور اوسکی
موجودگی کو اپنی صلاح و فلاح کا موجب سمجھتے اور فتح ونصرت کا ذریعہ جانتے تھے تو کیا
بعید تھا۔ اور چونکہ یہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا ایک انعام تھا کہ تابوت سے انکی دلجمعی رہتی
تھی۔ بلکہ بنی اسرائیل کے لئے موسیٰ علیہ السلام سے تابوت بنوایا بھی اسلئے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ
کو اوس میں حاضر وموجود اور اپنے ساتھ سمجھکر مطمئن رہیں اور دلجمعی سے اوسکی طرف
خلوص سے متوجہ ہوں تاکہ اونکی سب مشکلیں آسان ہو جائیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا۔ فیہ سکینۃ من ربکم۔
وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون۔ آل موسیٰ وآل ہارون سے بطریق
موسیٰ وہارون مراد ہیں جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لقد اوتیت
مزمارا من مزامیر آل داؤد۔ آل داؤد سے خود داؤد علیہ السلام مراد ہیں۔ موسیٰ
کی بقیہ "یادگار" میں اختلاف ہے کہ وہ بقیہ کیا چیزیں تھیں۔ ایک روایت یہ
ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور نعلین اور عصا وعمامہ ہارون۔
بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ بھیجا کرتا

چیزوں کا نام نہیں بتلایا ہے اسلئے ہمیں [illegible] نہیں
اسرائیلی روایتوں کو تسلیم کریں۔ وہ بقیہ چیزیں کچھ بھی ہوں لیکن اہل ایمان [illegible]
جانتے تھے اور نہ صرف جانتے تھے بلکہ اون کے دل میں اونکی عظمت بھی تھی اور [illegible] خیر و
برکت کا ذریعہ خیال کرتے تھے

تحمله الملائکة مفسرین نے حمل کے دو معنے لئے ہیں۔ "اٹھانا" اور "ہانکنا"۔ اور چونکہ
ملائک غائب از نظر اور غیر معمولی مخلوق ہے۔ اور اوسکے مقر و مسکن میں بھی لوگوں کا اختلاف
ہے۔ اسلئے ضرور تھا کہ اونکے تابوت اٹھا لانے یا ہانکنے کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف
ہو۔ چنانچہ بعض نے کہا کہ تابوت آسمان پر تھا ملائک اوسکو آسمان پر سے اٹھا کر
لائے۔ اور طالوت کے گھر میں رکھدیا۔ اور جسوقت تابوت آسمان سے اترا اور زمین و
آسمان کے مابین تھا بنی اسرائیل نے اوسے براہ العین دیکھا۔ بعض نے کہا کہ تابوت
تیہ بنی اسرائیل میں تھا جہاں موسیٰ علیہ السلام نے یوشع نبی کے پاس چھوڑا تھا۔ جب طالوت
بادشاہ بنایا گیا تو ملائک اسکو تیہ سے اٹھا لائے۔ اور طالوت کے گھر میں رکھدیا۔ تابوت
کا آسمان پر یا آسمانی ملائک کے پاس یا تیہ بنی اسرائیل میں ہونیکا دعوے بالکل بے
دلیل اور بے نص ہے۔ اور تاریخ و اہل کتاب کی کتابوں کے بھی خلاف اسلئے یہ دونوں باتیں
میرے نزدیک اعتماد کے قابل نہیں۔ تحمله الملائکة کی تفسیر میں قرین قیاس دو احتمال
ہیں۔ اول یہ کہ تحمله الملائکة میں حمل کے معنے اٹھانے ہی کے ہیں۔ اور مراد ملائکہ سے ا[illegible]
کی وہ دو تصویریں ہیں جو تابوت پر بنائی گئی تھیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ چونکہ تابوت [illegible]
اوپر تھا اسلئے کہا گیا کہ فرشتے اوسکو اٹھائے ہوئے ہونگے۔ جیسے کہ گھوڑے اور اسپر [illegible]
سوار کی تصویر دیکھکر کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں گھوڑے پر سوار تھے۔ حالانکہ وہاں فلاں
اور گھوڑے دونوں کا وجود نہیں ہوتا۔ صرف انکی تصویریں ہوتی ہیں اسی طرح تحمله
میں ممکن ہے کہ ملائکہ سے صرف اون کی تصویر مراد ہوں۔ دوسرا احتمال جبکہ تحمله کے
"اوسکو ہانکتے ہوں گے" مانے جائیں جیسا کہ اکثر مفسرین کا مسلک ہے [illegible]
گائیں جنہیں فلسطینوں نے تابوت لادکر [illegible] بنی اسرائیل [illegible]
[illegible]

Marfat.com

... والا نہ تھا جو تابوت کے چھکڑے کو لے
... محض الہام سے ہو اور کسب انسانی کو اوسمیں دخل نہ ہو وہ الہام
... منسوب ہوا کرتا ہے۔ مفسّر ابن جریر نے وھب بن منبہؔ کا یہ مسلک بھی بیان
کیا ہے کہ "جو دو گائیں تابوت کو لا رہی تھیں اللہ تعالےٰ نے اونپر چار فرشتے مقرر کر دیئے
تھے جو اونکو ہانکتے تھے"۔ اسمیں ملایک کے ہانکنے سے یہ مراد نہ ہوگی کہ وہ جسمانی صورت
میں گاڑی بان بنکر ہانکتے تھے بلکہ مطلب یہی ہوگا کہ وہ گائیں بالہام ملکی ارض بنی اسرائیل
کی طرف چلی جا رہی تھیں۔ کیونکہ اور کوئی اونکا ہانکنے والا موجود نہ تھا۔

اِنَّ فی ذٰلکَ لَآیَۃً لَّکُم اِن کُنتُم مؤمنین۔ یہ جزو آیت یا تو تتمہ ہے بنی اسرائیل
کے قول کا اور مطلب یہ ہے کہ تابوت کا واپس آجانا علامت وحجّت ہے اسبات کی کہ
اللہ تعالےٰ کی تمپر عنایت ہوئی اور اوسنے تمہارے لئے ایسا بادشاہ انتخاب کیا جو تمہاری
بگڑی ہوئی بات کو بنا دیگا اور تمہارے دشمنوں کو اچھی طرح روندے اور پامال کریگا۔ پس تمہیں
چاہیئے کہ اس برگزیدہ یعنے طالوت کی حکومت و بادشاہی پر راضی ہو جاؤ۔ اور انانیت و تفرقہ
کے خیال سے باز آؤ۔ یا ان فی ذٰلک سے ایک نئے کلام کی ابتدا ہے اور اللہ تعالےٰ اُمّت
محمدیہ کو خطاب فرما کر کہتا ہے کہ اس قصہ میں جو ہمنے بواسطہ نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" تم تک پہنچایا
ہے اس نبی کی نبوت کی دلیل ہے۔ اِسلئے کہ اگر محمد "صلے اللہ علیہ وسلم" رسول نہ ہوتا اور ہماری
وحی اوس کے پاس نہ آتی ہوتی تو اوسے اس دیرینہ واقعہ اور قصے کی کیا خبر ہوتی محمد تو ایک
اُمّی ہے نہ اوسے لکھنا پڑھنا آتا ہے اور نہ علم ہی کچھ اوسنے کسی سے سیکھا ہے۔ اوسے
کیا خبر تھی کہ طالوت کا یہ واقعہ کیونکر ہوا اور اوسمیں کیا کیا فایدے اور عبرت کی باتیں ہیں خصوصاً
یہ اُن شاہانہ اوصاف و لوازم کا کیا علم تھا جن کی بدولت کوئی سیاست و ریاست کا بار گراں
اوٹھانے کے قابل ہو سکتا ہے کیا ایسی پر عبرت اور حکیمانہ باتوں کا ایک اُمّی سے اظہار ہونا
اسبات کی دلیل نہیں ہے کہ تائید الٰہی اوسکے ساتھ ہے اور وحی خداوندی اوس کے
... ہے اور ضرور ہے لیکن یہ قصہ دلیل نبوّت اور مایہ عبرت انہیں لوگوں کے لئے
... اوسکی اور آیات پر ایمان رکھتے ہیں جنسے اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں

... بادشاہ کی اسلیے التجا کی تھی کہ

جنہوں نے اونکو بحر ... آل ...

نے طالوت کو اونکا بادشاہ بنایا اور شموئیل نبی کے ...

کیا۔ بنی اسرائیل نے ابتدا میں اگرچہ طالوت کو بادشاہ ماننے سے انکار و اکراہ کیا لیکن ...

انہیں طالوت کو بادشاہ ماننا ہی پڑا۔ جب طالوت بادشاہ ہوگیا تو ضرور تھا کہ وہ جہاد ...

شروع ہو جسکے لئے طالوت بادشاہ مقرر ہوا تھا چنانچہ اسکی تیاری شروع ہوئی اور طالوت

بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر فلسطینیوں سے لڑنے کے لئے نکلا جسکی خبر خدائے تعالےٰ نے اگلی

آیت میں دی ہے +

فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف غرفۃ بیدہ۔ چونکہ بنی اسرائیل نے عموماً طالوت کے سامنے سر طاعت خم کرنے سے ابتدا میں انکار کیا یا اکراہ کا اظہار کیا تھا آخر میں سب کو چار و ناچار اوسکی بادشاہی و حکومت ماننی پڑی۔ اسلئے طالوت کو ہرگز یہ اطمینان نہیں ہو سکتا تھا کہ جن لوگوں نے میری حکومت انکار و اکراہ کے بعد مانی ہے وہ اب تہ دل سے میرے فرمانبردار و ہواخواہ ہوگئے ہیں۔ اور جبتک طالوت کو یہ اطمینان نہ ہوجاتا کہ اوس کی ہمرکاب فوج کی سب تہ دل سے اسکی مطیع و فرمانبردار ہے اور ہر حالت میں اوسکے اشارہ پر کام کرے گی اوسکا دشمن کے مقابلہ میں جا پڑنا اور لڑائی شروع کردینا ایک غلط پرخطر طریق عمل تھا جسکا کسی طرح سے تدارک ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اسلئے ضرور تھا کہ طالوت اپنی فوج کی آزمایش کرے مشیت خداوندی بھی یہی ہوئی کہ طالوت اپنی ہمرکاب فوج کی آزمایش کرکے پہلے کھوٹے کھرے میں تمیز کرے اور پھر قابل اعتبار لوگوں کو اگرچہ وہ تھوڑے ہی ہوں دشمن کے مقابلہ میں لے جائے۔ اور جو ناقابل اعتبار نکلیں اونہیں جنگ میں شریک نہ کرے اور اپنا ساتھی نہ سمجھے۔ اس قسم کا انتخاب ہمیشہ سپہ سالار کیا ہی کرتے ہیں اور حتی الوسع انکی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قابل اعتماد صرف مردان کار لڑائی میں شریک ہوں جو ننگ و ناموس اور اپنے آقا کے حکم پر جان قربان کردینے کو ذریعہ فخر و باعث ... خیال کرتے ہوں۔ ... جان بچانے کی خاطر ...

... اور قوم ... کے ...

Marfat.com

ایک ... حکومت دی گئی ہو جو اوس کی
اور اسکے ہاتھوں میں ایسے لوگ موجود ہوں جو پہلے اوسکی حکومت
سے خود داری کا اظہار کر چکے ہوں۔ اگر فوج میں ایسے لوگ موجود
ہوں جو دل وجان سے سرلشکر کا حکم ماننے کو تیار نہ ہوں بلکہ دل میں اس سے نفرت رکھتے
ہوں اور موقعہ پا کر سرکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اور سرلشکر کو یہ بات معلوم بھی ہو تو پھر وہ دشمن
کے ساتھ جنگ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ غداروں اور بزدلوں میں سے
سپاہیوں اور شیر دلونکو الگ نہ کرے۔ چنانچہ خود اوسکو اعتبار ہو کہ فتح کی شرطوں میں سے
یہ ایک شرط ہے۔ طالوت کی حالت بھی چونکہ ایسی ہی تھی اسلئے اوسنے اپنی فوج کے آزمانے
کا عزم صمم کیا اور آزمایش کا طریقہ یہ نکالا کہ تمام فوج سے کہدیا کہ آگے ایک نہر پڑنے والی ہے
جس پر اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیگا۔ سُن لو کہ جو کوئی اوس نہر کا پانی سیر ہو کر پیئے گا۔ وہ میرے
ساتھیوں اور جنگ میں میرے ساتھ شریک ہونیوالوں میں نہیں شمار کیا جائیگا۔ ہاں
ایک آدھ چلو پی لے وہ ناقابل درگذر ہوگا۔ اور یہ بات میرے اتباع کی منافی نہ خیال
کیجائے گی اور جو نہر کا پانی مطلق نہ پئیں گے وہ میرے ہوں گے اور ان پر پورا اعتماد
اعتبار کیا جائیگا۔

طالوت نے مذکورہ بالا طریق آزمایش میں تین درجوں میں لوگونکو منقسم کیا پہلے درجہ
میں ان لوگوں کو رکھا جو سیر ہو کر پانی پی لیں اور اوس کے حکم کی مطلق پروا نہ کریں اور
ایسے لوگونکو اوسنے مردود ٹھیرایا۔ دوسرے درجہ میں ان لوگونکو رکھا جو سیر ہو کر
نہ پئیں اور صرف ہونٹ زبان تر کرلیں انکو فی الجملہ مقبول ٹھہرایا۔ تیسرے اعلےٰ ترین درجہ
میں ایک ہے جو مطلق پانی نہ پئیں اور حکم کی سختی کے ساتھ تعمیل کریں حتی کہ رخصت سے
فائدہ نہ اٹھائیں۔ طالوت نے ایسے آدمیونکو خاص اپنا رکھا۔ جو ہمیشہ کم ہوا کرتی ہیں
اب اوسکی فوج نہر پر پہونچنے کے وقت کیا پیش آیا۔ اوسکو خود خدائے تعالے یوں
فرماتا ہے فشربوا منه الا قليلاً منهم یعنی ٹھہرا لیا ان طالوت میں سے باستثنائے
چند کے سب نے نہر کا پانی پی لیا۔ ان لوگوں نے کیوں طالوت کے حکم کی خلاف ورزی
کی وہ ضعیف الایمان تھے سرکشی انکی طبیعت ثانیہ ہوگئی تھی نفس
... کا عادی ہونے کیوں نہ ... اٹھانی

Marfat.com

پڑے۔ طالوت نے اون سے صاف [illegible]
صورت بھی بتا دی تھی لیکن بنی اسرائیل نے جو اپنی جمعیت سے [illegible]
خداوندی کی مطلق پروانہ کی ایسے لوگوں سے بہلا کیا توقع ہوسکتی تھی کہ وہ [illegible]
اشارہ پر جان قربان کرنے پر تیار ہونگے اور دشمن سے مردانہ لڑیں گے۔ لیکن جہ[ان]
بنی اسرائیل میں جم غفیر طالوت کے حکم کی خلاف ورزی پر ذرا بھی باک کرنے والا [نہ تھا]
وہان کچہ ایسے بھی تھے جنہوں نے اوسکے حکم کی تعمیل کی یعنے پانی نہیں پیا یا ایک
چُلّو پیا۔ اگرچہ اونکا شمار تھوڑا تہا جیسا کہ ہر بگڑی ہوئی قوم میں اچھوں اور عزم و ارادہ
اور عہد و پیمان کے پکّوں احکام خداوندی کے ماننے والوں کا شمار کم ہی ہوا کرتا ہے
مگر ان اوصاف کے تھوڑے سے آدمی بھی وہ وست بستہ اور مشکل و متعذر کام کر گذرتے
ہیں جو بہت سے دودلے گناہ آلودہ لوگوں سے بھی نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلمّا جاوزہ ھو والذین آمنوا معہ قالوا لا
طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ۔ یعنے جب طالوت اور اسکے ساتھ ایمان[دار]
لوگ نہر کو عبور کرکے دشمن کے قریب پہونچے۔ اور آمنا سامنا ہوا۔ تو فوج کا وہی [گروہ]
جسنے پانی پی لیا تھا یعنے دل وجان سے طالوت کا حکم ماننے کو تیار نہ تھا فلسطین[یوں کے]
سرگروہ جالوت اور اوس کے لشکر سے مرعوب ہوکر کہنے لگا کہ ہم میں آج جالوت اور [اس کی]
فوج کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ طالوت اور اوس کے مخلص ساتھیونکو یہ پہلے [ہی معلوم]
تھا کہ یہ لوگ جو پانی پر صبر نہ کرسکے جنگ کی مصیبتوں میں کب پا برجا رہ سکیں [گے]
ایسا ہی ہوا لیکن اب بھی اون فاسد الاخلاق لوگوں نے صاف یہ نہیں کہا کہ [ہم جالوت]
سے نہیں لڑتے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیلہ گری و گریزی سے کام لے کر کہا کہ
ہم میں جالوت کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ گویا اپنی بزدلی اور سنا[ہ]
ارادہ کو اس بہانہ سے چھپانا چاہا کہ دونوں فوجوں کا برابر کا مقابلہ نہیں [جالوت]
کی جمعیت زیادہ ہے اور ہماری کم اسلئے جالوت سے اسوقت نہ لڑنا چاہ[یے]
سے اُن نامردوں نے نہ صرف اپنی جان بچانے ہی کی فکر کی [illegible]
اور اوس کے مخلص و [illegible]

انسانی اعمال

مساحات کا تعیین کیونکر

Marfat.com

ے۔ ماسوا اس کے

ہوتا ہے سو وہ ان سے

تاکہ فلسطینی نہ صرف ان
بنی اسرائیل بھی اونکے رہے سہے علاقہ میں گھسکر روندڈالتے
مال بھی چھین لیتے بنی اسرائیل مردہ ہوجاتے یہانتک کہ ایسے ناپاک افراد سے
ہوں یا اونکا شمار کم ہوجاتا۔ فلسطینیونکی فوج جو جالوت جیسے نامور سرلشکر کی
جالوت کے مقابلہ کیلئے نکلی تھی وہ بلاشبہ بنی اسرائیل کی فوج سے کہیں زیادہ
لیکن جسوقت فاسدالاخلاق نامردوں نے جنگ سے پہلوتہی کی رائے دی سچے مومنوں
طالوت کے فدائیوں نے جو شمار میں کم تھے کیا کہا اور کیا کیا اوسکو خدائے تعالے نے بیان
ہے۔ قال الذین یظنون انھم ملاقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ
کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ یعنی جن لوگونکو اللہ سے ملنے اور اوس کے
سامنے حاضر ہونیکا یقین تھا اور موت کو برحق سمجھتے اور اوس سے بھاگنے کو عیب جانتے
انھوں نے کہا کیا ہوا کہ ہماری جماعت چھوٹی اور دشمن کی بڑی ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ
چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑے بڑے لشکروں پر بحکم خدا غالب آتی ہیں اللہ ہمیشہ صبر کرنیوالوں
کا ساتھ دیتا ہے اگر ہم بھی صبر کریں اور مردانگی سے کام لیں تو یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ دشمن
پر غالب آجائیں۔ بے لڑے بھڑے ہمیں یوں ہمت ہارنا اور دشمن کے سامنے سے بھاگنا
نہیں چاہیے۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ طالوت کے ساتھ نہر کے پار وہی لوگ گئے تھے جو ایماندار
تھے جنھوں نے یا تو بالکل پانی نہیں پیا تھا یا ایک آدھ گھونٹ حسب رخصت پیا تھا
جنھوں نے پانی پی لیا تھا وہ نہر کے پار بھی نہیں ہوئے تھے۔ جنھوں نے تھوڑا سا
پیا تھا چونکہ انکے ایمان کامل نہ تھے اور نفس پر اونکو پورا قابو حاصل نہ تھا۔ اسلئے انھوں
نے کہا اسوقت طالوت سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے لیکن جب کامل الایمان
نے یہ کلمات زبان سے نکالے اونکی بھی ہمت بندھگئی۔ یہ قیاس اسلئے کیا گیا کہ
اون کا حال خدائے تعالے نے بیان نہیں فرمایا۔ اور خبر نہیں دی کہ وہ بھی نہر کو
کس ہمت سے جالئے تھے۔ صرف یہی فرمایا کہ طالوت اور اوس کے ساتھ
کے لوگ ... ضعیف الایمان یعنی تھوڑا سا پانی پی لینے
والے تھے ... نے ضعف ایمان کی

Marfat.com

وجہ سے جنگ ... اپنی فتح و نصرت کی ایک دلیل بھی بیان کی لیکن قرآن ...
کرتی کہ نہر کا پانی پینے والے نہر سے پار بھی نہیں ہوئے۔ ہاں طالوت کے ساتھ ...
انہیں لوگوں نے کیا جو ایمان دار تھے اور جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ اسلئے کہ یہ لوگ
پینے کی غرض سے نہر پر پہونچکر طالوت سے پیچھے نہیں رہ گئے تھے۔ لیکن اِن لوگوں
نہر کو عبور کرنیکا ذکر حصر کے ساتھ نہیں ہے بلکہ صرف معیت و مصاحبۃ کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنے
بالکل طالوت کے ساتھ ساتھ نہر کو عبور کر گئے۔ اور پانی پینے کے لئے پیچھے نہیں رہے۔ اور
جو لوگ پانی پینے کے لئے ٹھہر گئے اور طالوت سے پیچھے رہ گئے تھے چونکہ اون سے طالوت کو
کچھ واسطہ نہیں رہا تھا جیسا کہ اسکے قول ابتلا نہر سے ظاہر ہے اسلئے طالوت کے ساتھ ہی
اونکے نہر کو عبور کرنیکا بھی قرآن میں ذکر نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نہر سے
پار اُترے ہی نہیں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ فشربوا منہ الا قلیلاً۔ یعنے تھوڑے سے
لوگ تھے جنہوں نے مطلق پانی نہیں پیا۔ اور پھر بیان کیا کہ ایک فریق جو صاحب ایمان
اوسنے طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کیا۔ اس سے معلوم ہوا طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کرنے
وہی لوگ تھے جنہوں نے اسکی اطاعت اختیار کی اور پانی نہیں پیا تہا رہے وہ لوگ جنہوں
نے پانی پیا مگر ایک آدہ چلو پیا وہ بحکم خبر سابق قابل درگذر تھے اور اس لایق کہ طالوت کے
ساتھ ہوں۔ اونکا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ حالانکہ وہ ضرور طالوت کے ساتھ
بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب طالوت معہ فوج نہر پر پہونچا۔ وہاں اوسکی جماعت میں تفرقہ
ہوئی کچھ لوگ تو وہ تھے جنہوں نے پانی نہیں پیا۔ وہ طالوت کے ساتھ اور اوروں سے
نہر کو عبور کر گئے۔ اور اپنے سپہ سالار کے گرد اگرد ہو لئے۔ اور باقی پانی پینے کے لئے ...
سے پیچھے رہ گئے جنمیں سے کسینے ایک آدھ گھونٹ پیا۔ اور کسی نے سیر ہو کر پیا ...
نہر سے پار اُترے اور فی الجملہ اگلوں سے جا ملے۔ خلاصہ یہ کہ مطیع و عاصی دونوں
سے پار اُترے جیسا کہ انکی اِن باتوں سے ظاہر ہے جو نہر سے اُتر کر کہیں تھیں
یہی مسلک صاحب خازن کا ہے کہ نہر سے مطیع و عاصی لوگ دونوں ...
اوس طرف طالوت کے ساتھ دونوں ...

ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا

... جب طالوت اور اوسکی فوج ہموار میدان میں جالوت اور ... کے سامنے نکلی تو طالوت کے مومن ہمراہی اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور التجا ... ہمارے رب ہمارے دلوں کو صبر سے بھرپور کر دے اور جتنا صبر ہے سب اونہیں ... دے اور میدان جنگ میں طمانیت ایمان اور صبر و ثبات قلب کی بدولت ہمارے قدموں کو ثابت رکھ اور اوس کافر قوم پر ہمیں فتح و نصرت عنایت کر جو بتوں کو پوجتی ہے اور جنکے دل اوہام سے بھرے ہوئے ہیں ؞

طالوت کے مومن ساتھیوں نے تین باتوں کی دعا مانگی جنمیں سے ہر ایک بجسب اسباب دوسرے پر موقوف و منحصر ہے یعنی صبر استقلال کا سبب ہے اور ثبات و استقلال ایک علت ہے فتح و نصرت کی اور صبر کے مستحق سب سے زیادہ وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہوں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے ؞

فہزموھم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت یعنی اللہ تعالے نے خلوص و توجہ کی برکت سے مومنین کی دعا قبول فرمائی اور جو کچھ انہوں نے مانگا تھا وہ عطا کیا۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔

یہود کی کتابوں میں ہے کہ جالوت نے میدان میں نکلکر حریف سے مبارزہ طلب کیا۔ جالوت ... نہایت زبردست جنگجو تہا اور اوسکی دھاک بنی اسرائیل کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی اسلئے بنی اسرائیل میں سے کسیکو اس سے نبرد آزما ہونیکی جرأت نہیں ہوئی یہانتک کہ طالوت ... حالت دیکھکر کہا کہ جو کوئی جالوت کو قتل کریگا میں اوس سے اپنی بیٹی بیاہ دونگا اور ... کے املاک پر مختارانہ تصرف کرسکیگا۔ یہ سنکر داؤد بن لیسی جالوت کے مقابلہ کو نکلے ... لڑکے ہی تھے۔ اور ریوڑ چرایا کرتے تھے۔ اور مقابلہ میں جانیکے وقت نہ زرہ پہنی اور ... ہتھیار لیا۔ صرف اپنا گوپھیا "فلاخن" اور پتھر لیکر جالوت کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ... اپنے مقابل کو بایں حالت دیکھکر خوب قہقہا لگایا۔ اور غیظ میں آکر بولا کہ کیا میں ... کتا ہوں کہ تو ... لیکے میرے مقابلہ میں آیا ہے لیکن اوسکو اس تکبر کی سزا بہت جلد ... دیکر مارا جو اوس کے سر میں لگا اور اوسے گرا دیا۔ اور ... قدرت داؤد کو اس قدر

اقتدار حاصل ہوا کہ بنی اسرائیل ...

واتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء ...

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ و آتینا داؤد ... علمہ مما یشاء ...

چنانچہ سورۂ انبیا میں ہے۔ وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل

انتم شاکرون ۵ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض

ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین۔ آیات سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے قتال

دینے کے بعد اس آیت میں حکم قتال کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ اگر اللہ اہل باطل کو اہل

سے اور دُنیا میں فساد پھیلانے والوں کو اہل صلاح سے نہ دفع کرتا رہتا تو فسادی اور باطل پرست

دُنیا پر غالب آجاتے۔ نیکوں کا کہیں ٹھکانا نہ رہتا۔ ہر طرف فسادی ہی فسادی ہوتے اور

اونکے فساد سے روئے زمین فساد سے بھر جاتی۔ لیکن اللہ نے عالم والوں پر اپنا فضل و کرم

کہ مصلحین اور دین حق کے پابندوں کو مفسد کافروں اور حد سے تجاوز کرنے والے سرکشوں

لڑنے اور انکو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اسی لئے اہل حق ہر زمانہ میں باطل پرستوں سے لڑتے ر

اور اللہ اونکا ناصر و مددگار رہا جب تک کہ وہ حق کی نصرت کرتے اور اصلاح فی الارض

اصول پر قایم رہے ۔

تلک اٰیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین

آیت بھی دلیل ہے اسبات کی کہ ایک اُمّی کو اس قسم کے عبرت و حکمت سے بھرے

قصّے بیان کری۔ اور اس طرح سے بیان کری کہ عبرت و حکمت کی باتیں روشن و واضح

ضرور وہ نبی اور موئید من اللہ ہے تلک اٰیات اللہ اشارہ ہے اون لوگوں کے قصّے

جو موت کے ڈر سے اپنے دیار و وطن سے نکل بھاگے تھے اور بنی اسرائیل کے اس قصے

ابھی بیان ہوا۔ نتلوھا علیک بالحق یعنے یہ قصّے ہم تجھکو بالکل صحیح صحیح سناتے

میں بھی اشارہ ہے۔ اس امر کی طرف کہ بنی اسرائیل جو کچھ بھی اسکے خلاف کہتے ہیں

ہے حق یہی ہے جو ہم نے تجھکو بتایا۔ انک لمن المرسلین بالیقین تو رسول ہے

مامور بہ رسالت نہ ہوتا تو تجھے ان قصّوں اور واقعات کی کچھ بھی خبر نہ ...

نہ تھا جبکہ یہ واقع ہوئے اللہ تعالیٰ نے ...

... نے جو خبر دی کہ اوسکو بیان
... سے ... تتلوھا علیک بالحق کی تفسیر میں عموماً مفسرین نے
... مطلب اسکا یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہم یہ قصّے ایسے صحت و یقین کے ساتھ
... سے بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اونمیں شک نہیں کر سکتے۔ اسلئے کہ انکی کتابوں
میں بھی ایسا ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس وقت کہ وحی آنے پر امّی فداہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے سامنے یہ قصّے پڑھے اور سُنائے۔ اہل کتاب کو
انکی صحت میں شک نہ ہو۔ اور نہیں در حقیقت یہ معلوم ہو کہ واقعات یونہی ہوئے جیسے کہ
یہ امّی سُنا رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اب بھی بعض علماء اہل کتاب کی یہی تحقیق ہو۔ لیکن مفسرین
کا ان قصّوں میں اہل کتاب کے شک نہ کرنے کی یہ دلیل پیش کرنا کہ انکی کتابوں میں بھی ایسا ہی
ہے صحیح نہیں۔ یہود و نصاریٰ کی کتابوں اور قرآن کے بیان میں اختلاف ہے۔ قرآن مجید سے
معلوم ہوتا ہے کہ تابوت بنی اسرائیل میں طالوت کے بادشاہ ہونے کے وقت آیا جیسا کہ ہے
ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت۔ اور یہود و نصاریٰ کی تاریخی مذہبی کتابوں میں ہے
کہ تابوت طالوت کے بادشاہ ہونے سے پہلے اور بنی اسرائیل کی شکست سے صرف ۷ ماہ بعد
واپس آگیا تھا جیسا کہ شموئیل کی پہلی کتاب کے چھٹے باب میں ہے۔ اور تابوت واپس آنکے
بیس برس بعد بنی اسرائیل نے شموئیل کی ہدایت سے بتوں کی عبادت چھوڑ کر خدا کی پرستش اختیار
کی۔ اول کتاب شموئیل باب ۷۔ اور جب شموئیل ضعیف ہو گئے تو بنی اسرائیل نے کسیکو بادشاہ
مقرر کرنیکی اون سے درخواست کی جسکی بنا پر شموئیل نبی نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ یہ
ایک اختلاف ہوا۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اگرچہ کتاب شموئیل میں طالوت اور شاؤل یعنی
جالوت کی لڑائی کا اور جالوت کے مارے جانے کا ذکر ہے لیکن یہ واقعہ نہیں کہ طالوت نے
اپنے لشکر کو نہر کے پانی پینے سے منع کیا تھا۔ ہاں توریت کی کتاب قضاۃ کے ساتویں باب سے
معلوم ہوتا ہے کہ جدعون کے لشکر کو ایک چشمہ کا پانی پینے سے منع کیا گیا تھا۔ اور یہ واقعہ
... سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ برخلاف اِس کے قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طالوت نے
... نہر کا پانی پینے سے منع کیا جیسا کہ ہے۔ قال ان اللہ مبتلیکم بنھر...
... کتاب شموئیل کے ... مذکورہ بالا اختلاف کی وجہ سے عیسائی قرآن مجید
... اسرائیل کے واقعات کو ... تابوت کا طالوت کی بادشاہ

واقعات میں شامل کردیا ہے۔ لیکن قرآن پر یہ دونوں الزام نہیں
ہو سکتے اور بجا خیال کئے جاسکتے ہیں کہ پہلے یہ مسلم ہو یا ثابت کردیا جائے کہ کتب
ازاوّل تا آخر من کل الوجوہ صحیح اور قابل صحت ہیں۔ جو واقعات اونمیں بیان ہوئے ہیں
واقعات کی جو ترتیب اونمیں ہے وہ درست ہے۔ اور یہ کہ وہ شموئیل یا کسی ایسے ثقہ کی
لکھی ہوئی ہیں جو ہر طرح سے قابل اعتبار ہے اور یہ بھی کہ طالوت کے لشکر کا کوئی واقعہ ایسا نہیں
جو اس کتاب میں لکھنے سے رہگیا ہو۔ لیکن ان باتونکا مسلم ہونا یا تسلیم کرانا کجا۔ خود عیسائی مورخ
بھی ان باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ انکے نزدیک بھی یہ تحقیق نہیں کہ کتب شموئیل کس نے
لکھیں اور کب لکھیں بعض کہتے ہیں کہ کتاب کے چوبیس باب شموئیل کے لکھے ہوئے ہیں
اور باقی دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے۔ بعض کی رائے ہے کہ نہیں کتب شموئیل سب کی سب
یرمیاہ نبی کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور بعض نے اقرار کیا ہے کہ یہ کتابیں عہد شموئیل کے بہت بعد
میں لکھی گئیں۔ اور یہ خود کتاب مذکور کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوسکا مصنف جا بجا
ایسی چیزونکا ذکر کرتا ہے جنکو عہد شموئیل کے واقعات سے تعلق رہا۔ اور پھر کہتا ہے کہ وہ آج
تک باقی ہیں اور اونکے آثار پائے جاتے ہیں۔ گویا خود مصنف کے خیال میں عہد شموئیل کے
واقعات اور تحریر کتاب کے مابین اتنا زمانہ گذر گیا تھا جو اون واقعات کے وقت کے آثار مٹانے
کے لئے کافی تھا۔ اب خیال تو کرو کہ جو کتاب خاص واقعات کے متعلق وقوع واقعات سے مدت
مدید کے بعد لکھی جائے اسمیں کہاں تک واقعات اُلٹ پلٹ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور کہاں
تک یہ ممکن نہیں ہے کہ کسیکا کارنامہ کسی اَور کے نام سے منسوب نہ ہو جائے جبکہ پہلے
سے کوئی قابل سند یادداشت بھی کتاب لکھنے والے کے پاس موجود نہ ہو۔ یہ سب باتیں ایسی
ہیں جنسے بآسانی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کتب شموئیل میں اُلٹ پلٹ ہوتی۔ اور نہ صرف اُلٹ
پلٹ بلکہ اوسکے مضامین میں بھی جا بجا باہم تعارض ہے۔ چنانچہ کتاب اوّل شموئیل باب ۱۶
طالوت و داؤد کا مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت داؤد کو نہ صرف جانتا تھا
اسنے داؤد کو اوس کے باپ کے پاس سے بلا کر اپنا الحدام بھی کر دیا تھا۔ اور
جہاں ... کے ساتھ لڑائی ہو ... نکے ...

... میں قصہ الٹا پلٹ

... کے بعد طالوت کا علحدہ ہوا تھا۔ لیکن اس سے بھی دونوں

... متعارض ہے رفع نہیں ہوتا۔ کیونکہ سولہویں باب سے داؤد کا طالوت

... بربط نواز کے ملاقات کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کتاب کی انہیں بے ربطیوں

... کے بعض عیسائی علماء نے سترھویں اور اٹھارھویں باب کی کچھ آیتوں کو غیر صحیح تسلیم کیا

لیکن اون آیتوں سے قطع نظر کر لی جائے تب بھی سولہویں اور سترھویں باب میں تطابق

نہیں ہوتا۔ اسی لئے بعض عیسائی علماء کی رائے ہے کہ سارا سترھواں باب الحاقی اور ناقابل

اعتبار ہے۔ پس جس کتاب میں کہ خود اسکے ماننے والوں کے نزدیک ترتیب میں تقدیم و

تاخیر ہو اور اوسکا کوئی ایک باب یا چند آیتیں غلط و الحاقی ہوں تو پھر اوسکی نسبت کیونکر یقین

ہو سکتا ہے کہ اس کے باقی حصوں میں الحاق و تصرف نہ کیا گیا ہوگا۔ جس کتاب کے

... تصنیف و مصنف کی عدم تشخیص اور مضامین کی بے ترتیبی اور الحاق و اضافہ کی یہ کیفیت ہو

قرآن مجید کا بیان اگر اوسکی روایتوں کے خلاف ہے تو اس کتاب کی بنا پر کیونکر قرآن مجید پر اعتراض

صحیح ہو سکتا ہے۔ چونکہ کتاب سموئیل میں جسکے ساتھ قرآن کے مطابق نہ ہونے سے اس پر

... کیا جاتا ہے مضامین اُلٹ پلٹ ہوئے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور کسیکا واقعہ کسیکے نام

... منسوب ہو گیا یا عمداً کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ تلک

آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق۔ یعنی صحیح واقعات یہی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

... یا اوس کے اور ہم خیال جو کچھ اوس کے خلاف کہتے ہیں یا کہیں وہ سب باطل

... واقعی کتاب شموئیل کی حقیقت معلوم کر لینے کے بعد کوئی منصف مزاج صرف اسلئے

... شموئیل میں لکھا ہے نہ یہ مان سکتا کہ تابوت عہد طالوت کے بادشاہ بنائے جانے سے

... بنی اسرائیل میں آچکا تھا۔ اور نہ ابتلاء نہر کا ذکر طالوت کے حالات میں مذکور نہ

... وہ یہ یقین کر سکتا ہے کہ واقعی طالوت نے اپنی فوج کی نہر کی پانی سے آزمایش

... خلاف اِسکے قرآن مجید میں جو تابوت کا طالوت کے بادشاہ مقرر ہونے پر آتا

... نہر کے پانی سے آزمایا جانا لکھا ہے۔ اصول روایت سے قطع نظر کرکے درایتاً

... بالکل عقل و قیاس کے موافق ہے۔ کتاب شموئیل

... بنی اسرائیل

میں آگیا تھا۔ اور [illegible]

اندر اندر اتنی ضعیف و کمزور نہیں ہو سکتی کہ اپنی [illegible]

کر دے۔ ہاں باہم مصالحت ہو جانے سے ایسا ممکن ہے لیکن اس اثنا میں بنی [illegible]

فلسطینوں میں ہرگز مصالحت نہیں ہوئی۔ کتاب شموئیل سے تابوت عہد کی واپسی کی جو

معلوم ہوتی ہیں وہ سب خارق عادت ہیں جنکو درایت کے اصول پر ہرگز تسلیم نہیں کیا جا

اور نہ یہ ہی سمجھ میں آتا ہے کہ کیوں تابوت عہد کی برکت سے اثنائے جنگ میں فلسطینوں کے

مقابلہ میں اون خوارق کا ظہور نہیں ہوا جسکا ارض فلسطین میں اوسکے پہونچتے ہی تانتا بندھ گیا

یہاں تک کہ فلسطینی تابوت کو واپس کر دینے پر مجبور ہو گئے۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جائے کہ تابوت

عہد بنی اسرائیل کے ہاتھ سے صرف انکی تنبیہ کے لئے نکلا تھا تاکہ بد اطواری اور بت پرستی کو چھوڑ

کر خدا پرست اور نیک بنجائیں اور چونکہ تابوت کے ہاتھ سے نکلجانے سے بھی بنی اسرائیل کو متعدل

اور حسب ضرورت تنبیہ ہو چکی تھی۔ اسلئے تابوت خوارق عادات سے فلسطینوں کو تنگ کر کے جلد

اونکے پاس آگیا۔ تو یہ بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ یہ خود کتاب شموئیل سے ثابت ہے کہ

بنی اسرائیل نے تابوت کے واپس آجانیسے بیس برس بعد شموئیل نبی کی ہدایت سے بت پرستی

چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی تھی اور نہ عادۃً بھی ممکن ہے کہ صرف سات مہینے کے عرصہ میں بنی

اسقدر قوی و زبردست ہو گئے ہوں کہ فلسطینوں نے مرعوب ہو کر تابوت کو با ینخیال اونکی طرف

کر دیا ہو کہ تابوت بنی اسرائیل کی ایک مذہبی واجب التعظیم چیز ہے جسکے واپس لینے کے لئے وہ

ہونگے اور جنگ سے جسکا انجام نا معلوم ہے ہرگز پہلو تہی نکرینگے۔ بہتر یہی ہے کہ تابوت

انکے پاس پہونچا دیا جائے۔ تاکہ وہ انتقام کے خیال سے باز آجائیں۔ برخلاف اس

قرآن مجید کا بیان یہ ہے کہ تابوت بنی اسرائیل میں طالوت کے بادشاہ مقرر کئے جانے پر

آیا۔ اور بنی اسرائیل و فلسطینوں کی جنگ اور عہد طالوت کے درمیان خود کتاب شموئیل کی

بیس سال سے زیادہ کا عرصہ گذرا۔ جو ایک قوی قوم کے ضعیف ہونے اور ضعیف کے قوی

لئے عادۃً کافی اور پورا زمانہ ہے۔ قیاس یہی چاہتا ہے کہ ایک طرف تو فلسطینی [illegible]

تابوت کو ساتھ لیجانے کے بعد سالہا سال تک وبائی امراض اور [illegible]

سے کمزور ہوئے اور دوسری طرف بنی اسرائیل تابوت کے [illegible]

جو نکے او شموئیل [illegible]

ان کے نزدیک ... اور انکی غیرت و حمیت اوبھر آئی تھی کہ
... انتقام اور تابوت عہد کے واپس لینے کا خیال اونکے دلوں میں چٹکیاں لینے
... انہوں نے شموئیل نبی سے درخواست کی کہ کسیکو ہمارا بادشاہ بنائیے تاکہ اوسکی
... ہم اپنے دشمنوں سے لڑیں اور تابوت واپس لیکر اپنی دینی و دنیوی عزت قایم کریں
بنی اسرائیل اور اہل فلسطین دونوں پاس پاس رہتے تھے۔ یہ ممکن نہ تھا کہ فلسطینیوں کو
بنی اسرائیل کے ابھرنے اور طاقت پکڑنے اور آمادہ انتقام ہونیکی خبریں نہ پہونچتی ہوں۔ جب
انہوں نے سالہاسال کی وبا اور ابتلا کی وجہ سے اپنی کمزوری اور بنی اسرائیل کی طاقت کا
اندازہ کیا اور سوچا ہوگا کہ تابوت کی یاد بنی اسرائیل کے دلونکو بے چین اور گرم کین کر رہی ہے
جبتک کہ وہ اسے واپس نہ لے لیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے اور لڑائی سے باز نہ آئینگے
اپنے ضعف پر نظر کرکے جنگ سے طرح دینے کے لئے مصلحت یہی سمجھی ہوگی کہ تابوت معہ نذرانہ
کے بنی اسرائیل کو پہونچادیں تاکہ جنگ کا سامنا نہ ہو۔ سونا اور سونے کی جو چیزیں تابوت میں رکھی
ہوئی بنی اسرائیل کے پاس آئیں وہ یہی نذرانہ تھا جسکا مطلب تھا کہ فلسطینیوں نے بزبان حال
کہدیا تہا کہ ہم تمہاری قوت و عظمت کو تسلیم کرتے ہیں جنگ کی حاجت نہیں یہ بھی ممکن ہے کہ
فلسطینی فتح کے بعد گردش و ابتلا میں رہے انہوں نے اپنی بت پرستانہ ضعیف الاعتقادی کی
وجہ سے اس ابتلا کو تابوت کی نحوست اور خدائے بنی اسرائیل کے انتقام کی طرف منسوب کیا
جیسا کہ بت پرستونکا قاعدہ ہے اور تابوت میں سونا اور سونے کی چیزیں محض صدقہ اور
نذر کے طور پر رکھی ہوں۔ اور یہ خیال کیطرح بنی اسرائیل میں پہونچگیا ہو جسپر انہوں نے
تابوت کے تاثیر توڑ خوارق کی عمارت کھڑی کی ہو۔ جس سے کتاب شموئیل مملو ہے۔ خلاصہ ما فی الباب
یہ ہے کہ اصول درایت بھی یہی کہتا ہے کہ تابوت بنی اسرائیل میں سات مہینے کے اندر اندر
سات مہینے میں نہیں آیا۔ بلکہ ایک مدت کے بعد آیا۔ اور چونکہ طالوت بھی تابوت چھین جانیکے
بعد بادشاہ مقرر ہوا اور اوسکے بادشاہ مقرر ہونیسے پہلے ہی بنی اسرائیل نے جنگ کی
تیاریاں شروع کردی تھیں اسلئے اوسیوقت فلسطینیوں نے بھی تابوت گاڑی پر لاد کر بنی اسرائیل
... لیکن چونکہ بنی اسرائیل کو فلسطینیوں سے انتقام بھی لینا تہا نہ صرف
... فلسطینیوں سے لڑنے کے لئے اونکی سرزمین کیطرف

عقل ہے کہ طالوت نے اپنی فوج کا نہر کا پانی پینے ...
نکتے آدمیوں میں فرق کیا ہو۔ اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ طالوت نے ...
ہر کاب فوج کی کسی چشمہ کا پانی پینے اور نہ پینے سے آزمایش کرچکا تھا تو اس ...
نہیں آتا کہ طالوت نے ایسا نہ کیا ہو۔ بلکہ اگر جدعون طالوت سے پہلے اس تدبیر ...
فدائیوں اور وقت پر دغا دینے اور ہمت ہارنیوالوں میں بین تمیز کرچکا تھا اور طالوت
اسوقت اسکی اشد ضرورت تھی اسلیے کہ اسکے ساتھ ہر طرح کے آدمی تھے۔ بعض دل سے
مطیع و فرمانبردار تھے اور لڑائی کے کام کے اور بعض منافق وقت پر دغا دینے والے ڈرپوک
اور اسکو جدعون کا اپنا قومی واقعہ بھی معلوم تھا تو ایسی حالتمیں ضرور تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں
امتحان لے اور بھروسی کے آدمی الگ کرے حسن اتفاق سے رستہ میں ایک نہر بھی
تھی۔ کیونکہ فلسطینی سوکوہ یغریقا۔ آفس ہمیم میں جمع ہوتے تھے اور بنی اسرائیل وادی
میں یوں دونوں لشکروں کے درمیان دریائے شورق واقع تھا فلسطینی اوسکے بائیں ک...
یعنے جنوب کی طرف تھے اور بنی اسرائیل دائیں کنارہ یعنی شمال کیطرف اور بنی اسرا...
دریا کو عبور کرکے اونپر حملہ کیا۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل قوی اور دل ...
کہ دریا کو عبور اور راہ بازگشت بند کرکے دشمن پر جا پڑے اور یہ بھی کہ فلسطینی کمزور
تھے۔ اسی لئے انکو دریا عبور کرکے بنی اسرائیل پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ یعنی جب
کی فوج نے دریا کو عبور کیا۔ اور طالوت کو قدرتی طور پر فوج کے آزمایش کا موقعہ ملگیا
کون سی تعجب کی بات ہے کہ اوس نے فوجکو پانی پینے سے منع کیا۔ اور صرف انکو ...
سمجھا جو اوسکے حکم کی تعمیل کریں اور پانی نہ پئیں۔

عموماً مفسرین نے لکھا ہے کہ طالوت کے ہمراہیوں میں سے جن لوگوں نے نہر ...
اونکے ہونٹ سیاہ پڑ گئے اور پھر پیاس اسقدر غالب ہوئی کہ کسی طرح سے نہ بجھی ...
والونکے اس ابتلا کو محض حکم خداوندی کی نافرمانی کا نتیجہ نہ تصور کیا جائے اور ...
کام لیں تو اس نتیجہ پر بآسانی پہونچ سکتے ہیں کہ طالوت نے اوس نہر کا ...
کہ اوسکا پانی خرابی اور بیماری پیدا ...

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] نہیں [illegible] طالوت نے جدعون ہی کی طرح

[illegible] کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ہے"۔ اپنے حکم سے قابل اعتبار

[illegible] میں فرق کرنا چاہتا ہو۔ اسلئے کہ ایک قوم جب دوسری قوم پر فوج کشی

[illegible] قوم کے بہادر و بزدل سپاہی قومی لحاظ سے اوسکے ساتھ ہو لیتے ہیں لیکن جب

[illegible] کا وقت آتا ہے تو سپہ سالار کسی مناسب طریقہ سے ایسا انتخاب کرلیتا ہے کہ حملہ میں

[illegible] الگ شریک ہوسکیں جو بہادر اور ناموس دوست ہوں اور دلی جوش سے لڑائی میں

شریک ہوئے ہوں طالوت نے بھی نہر کا پانی پینے اور نہ پینے کا حکم اسی لئے دیا تھا کہ جو

لوگ لڑنے مرنے پر دل سے راضی نہ ہوں وہ علیحدہ ہو جائیں اور جو سر بکف ہو کر گھر سے

نکلے ہوں وہ الگ ممتاز ہو جائیں۔ تاکہ لڑائی میں انہیں سے کام لیا جائے اور انہیں پر

اعتبار کیا جائے ان دونوں سببوں کے علاوہ نہر کا پانی پینے سے طالوت کے منع کرنیکی

ایک علت میرے نزدیک اور بھی ہوسکتی ہے۔ وہ یہ کہ بنی اسرائیل اور فلسطینیوں دونوں

کی فوجیں نہر کے دونوں کناروں پر پڑی ہوئی تھیں۔ اور طالوت کو نہر عبور کرکے دشمن پر حملہ کرنا

مقصود تھا اور وہ جانتا تھا کہ دھاوے کے اثنا میں جو نہر کا پانی پینے پر جھک پڑا۔ وہ دوڑ

دھوپ کی پیاس میں ضرور سیر ہو کر اور اتنا پانی پی جائیگا کہ پھر لڑائی کے کام کا نہ رہے گا

چنانچہ یہ مشاہدہ و تجربہ ہے کہ جب آدمی چلتے چلتے زیادہ پانی پی لیتا ہے تو پھر اوس سے چلا

بھی نہیں جاتا۔ پس جب اپنے آپکو سنبھالنا بھاری ہو جائے تو جنگ کا تردد کیونکر ممکن ہے

یہی امر طالوت نے مدنظر رکھکر عاقلانہ حکم دیا کہ خبردار حملہ کیلئے کوچ کرنیکے بعد نہر پر پہونچ کر

کہیں پانی نہ پی لینا۔ جو کوئی میرے حکم کے خلاف پانی پیئے گا وہ میرا ساتھی نہیں میرے

ساتھی وہی ہیں جو پانی نہ پئیں یا چلتے چلتے خشک ہونٹوں اور زبان کو تر کرلیں اور پیٹ

بھر کر پانی نہ پئیں۔ تاکہ دشمن کے مقابلہ میں پہونچکر لڑ بھی سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ جن لوگوں نے

پی لیا تھا انکو دشمن کے مقابلہ میں پہونچکر کہنا پڑا کہ آج تو ہم میں لڑنے کی طاقت

نہیں آج نہ لڑو۔ لڑائی کسی دوسرے دن پر اٹھا رکھو۔ میرے نزدیک طالوت کے اپنی

فوج کو پانی پینے سے منع کرنیکی یہی تیسری وجہ تھی اور یہی وجہ لا طاقۃ لنا الیوم

[illegible] دوسری وجہ کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا

[illegible] سے یہ مطلب حاصل ہوسکتا تھا کہ مطیع عاصی

ہیں اور ان لوگوں [illegible]

اسقدر بھرے ہوئے تھے کہ انکو بھوک پیاس کی بھی [illegible]

کہ دشمن کے سامنے جاتے ہوئے بھی خلاف مصلحت تن پروری اور [illegible]

غرق تھے۔ حاصل کلام یہ کہ جس مقام پر طالوت و جالوت کی لڑائی ہوئی اور جس [illegible]

آدمی طالوت کے ساتھ تھے دونوں کے حالات کو مدنظر رکھکر طالوت کے لئے یہ ضروری تھا

وہ اپنی فوج کو رستہ میں پڑنے والی نہر کا پانی پینے سے منع کرے اور اس تدبیر سے اپنے ہمراہیوں

کو قبل از جنگ نہ صرف آزما لے اور پہچان لے بلکہ سرشکر ہونیکی حیثیت سے دشمن کے سر پہ پہنچنے

کے وقت تک فوجکو لڑائی کے قابل بھی رکھے چنانچہ اوسنے فوجکو بھی حکم دیا جیسا کہ قرآن مجید

میں مذکور ہے۔ عام اس سے کہ جدعون نے مدیانیوں پر حملہ کرتے وقت اپنی فوجکو اس قسم کا حکم دیا ہو

یا نہ دیا ہو۔ کیونکہ یہ کوئی عقل کی بات نہیں ہے کہ اگر جدعون نے ایک کام کیا تو طالوت

ویسا ہی موقعہ پیش آنے پر وہ کام نکرے۔ بلکہ نظیر موجود ہونیکی وجہ سے اوسی طریق اولیٰ [illegible]

کام کرنا چاہیئے۔ کتاب شموئیل میں اگر طالوت کی اس کارروائی کا ذکر نہیں تو اس

لازم نہیں آتا کہ طالوت نے وہ کارروائی کی ہی نہ تھی۔ کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ کتاب شموئیل [illegible]

طالوت کے تمام حالات بلا کم و کاست درج ہیں۔ بلکہ اگر یہ بھی کہا جائے تو ایک حد تک بجا [illegible]

کہ طالوت ہی نے اپنی فوجکو نہر کا پانی پینے سے بطریق ابتلاء و آزمایش منع کیا تھا کیونکہ میدان

جنگ سے قریب اور دشمن تک پہونچنے میں اوس کے سامنے نہر پڑتی تھی۔ جدعون نے یہ حکم

نہیں دیا۔ کیونکہ جہاں جدعون اور مدیانیوں کی لڑائی ہوئی وہاں کسی چشمہ کا ہونا تحقیق نہیں

غرضنکہ مذکورۂ بالا وجوہ سے مخالفین اسلام کا یہ کہنا کہ قرآن مجید میں غلطی سے جدعون کا [illegible]

طالوت سے منسوب کر دیا گیا ہے کسی طرح قابل وقعت و تسلیم نہیں ہو سکتا و ہذا ہو المراد

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کے ذیل میں جو دو قصے مجمل و مفصل بیان ہوئے

وہ بغرض عبرت اور قتال پر آمادہ کرنیکے لئے بیان ہوئے ہیں تاکہ مسلمان جنکو دشمنان [illegible]

لڑنے کا حکم دیا گیا ہے اِن قصوں سے نصیحت پکڑیں اور جنگ سے پہلو تہی کرنیکا [illegible]

دشمن کے مقابلہ میں کم ہونیکے باوجود پوری مستعدی کے ساتھ جنگ کے لئے [illegible]

ان قصوں سے صرف یہی دو عبرتیں حاصل نہیں ہوتیں [illegible]

عام قانون اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] ظلم و ستم پامال کیا جاتا ہے اور دشمن
[illegible] انکے حقوق کو نگل جاتے ہیں۔ تو ان قوموں کے دلوں میں
[illegible] خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ اسکی تدبیریں سوچتی ہیں اور بالآخر انہیں معلوم ہو جاتا
[illegible] وقت ایک عادل و شجاع سردار کے جھنڈے تلے جمع باتحاد و اتفاق کام کرنے
[illegible] ہو سکتی ہے۔ اسکے بعد ہی قوم ایسے سردار کی جستجو شروع کرتی ہے یہاں تک کہ پا لیتی
ہے جیسے کہ فلسطینیوں کے ہاتھ سے پامال ہونیکے بعد بنی اسرائیل کو یہی پیش آیا۔

"قانون دوم" قوم میں اپنے حقوق کی حفاظت اور استقلال کی صیانت کا احساس و شعور علی وجہ الکمال صرف خاص لوگوں میں ہوتا ہے۔ جب یہی خاص لوگ کسی قوم میں بڑھ جاتے ہیں تو وہی ایسے رئیس و سردار کے طالب و خواہاں ہوتے ہیں جو قومی کاموں کا کفیل ہو سکے۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں سے صرف انکے شیوخ و اہل فضل ہی نے بادشاہ مانگا تھا جیسا کہ قال الملاء من بنی اسرائیل سے ظاہر ہے۔

"قانون سوم" جب قوم کے خاص لوگوں میں حفظ استقلال و دفع ظلم اعدا کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور مستحکم ہو جاتا ہے تو پھر بہت جلد عوام میں بھی سرایت کر جاتا ہے اور ناقص افراد بھی بجائے خود یہی سمجھنے لگتے ہیں کہ قوم و ملت کے حق میں ہماری حمیت و غیرت بھی انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی ہے اور ہرگز کسی سے کم نہیں۔ لیکن جب خیالی حد سے بڑھ کر عمل کا وقت آتا ہے تو ایسے مدعیوں کا عجز ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور صرف صادق ہی ثابت قدم رہتے اور وہی کام کرتے ہیں جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔" فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلاً منہم واللہ علیم بالظالمین۔

"قانون چہارم" افراد قوم میں ہمیشہ اس رئیس کے انتخاب کے بارہ میں اختلاف ہوتا ہے جو آئندہ ان پر حکمرانی کرنیوالا ہو۔ اور اختلاف باعث تفرقہ ہے ایسی حالت میں ایسا مرجع ہونا چاہیئے جسکے قول و عمل کو جمہور تسلیم کرلے۔ اسی لئے خاصان بنی اسرائیل نے نبی کی طرف رجوع کیا اور درخواست کی کہ کسیکو ہمارا بادشاہ مقرر کر دیجیئے۔ اسلام [illegible] کے انتخاب و اختیار کے لئے اولی الامر کی بیعت کو مرجع قرار دیا ہے جسکو وہ پسند [illegible] اس لئے کہ قوم میں انکو وہ عزت و رسوخ حاصل ہوتا ہے [illegible] کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

تقلید واتباع میں نہیں مانتے۔ [illegible]

اپنے نبی سے بھی طالوت کو بادشاہ بنانے کے بارہ میں اختلاف کیا اور [illegible]
ایسی حجت بیان کی جو صرف طالوت کی بادشاہی سے انکار کرنیوالونکے ہی خیال میں [illegible]
تھی یعنی حجت بالکل پوچ تھی۔ لیکن وہ اسکو انکار کی کافی وجہ خیال کرتے تھے [illegible]
عام ہے۔ کچھ بنی اسرائیل ہی کیلئے مخصوص نہیں۔ دیکھہ لو کہ ہر شخص بزعم خود یہی سمجھتا ہے
کہ وہ سلطنتوں کے سیاسی معاملات اور قوموں کے اجتماعی نظام کے بارہ میں رائے دینے
کی پوری صلاحیت رکھتا اور حق وصواب کو جانتا ہے ایک عامی سے عامی کے سامنے
ایک مسئلہ پیش کرو۔ فوراً رائے دیگا۔ اور ایک دلیل پیش کردیگا۔ حالانکہ یہ علم تمام علوم سے
اعلےٰ اور مشکل ہے اور قوم میں اوس کے جاننے والے چند ہی لوگ ہوتے ہیں۔

"قانون ششم" جب تک قوم جہالت ونادانی میں گرفتار رہتی ہے یہی سمجھا کرتی
ہے کہ ریاست وسلطنت کے حقدار دولت مند ہیں (جیسے کہ طالوت کی بادشاہی سے انکار
کرنے والوں نے اپنے انکار کی وجہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔ لم یوت سعة من المال
اور شریف نسب والے (جیسا کہ ونحن احق بالملك کی تفسیر میں علما نے بیان کیا ہے) یہ عقیدہ
جاہل قوموں میں خصوصیت کے ساتھ عام ہے حتی کہ اگر اوسے جہلا کی سنت بھی کہا جائے
بالکل صحیح ہے۔ اسی اعتقاد کی وجہ سے جاہل قومیں ایسی وہمی وخیالی عظمت والوں کے
سامنے اپنا سر جھکاتی ہیں جنکو اوصاف نفسیہ سے کچھ بھی واسطہ نہ ہو جہلا کے نزدیک حقدار
ریاست وہی ہے جو مالدار ہو اور اونکے مسلمہ عرف میں نسباً کسی بڑے کی طرف منسوب ہو
عام اس سے کہ اوس بڑے نے وہ عرفی عزت وعظمت باستحقاق پائی ہو یا بدون استحقاق
ہی کسیوجہ سے اوسکی بزرگی وعظمت شہرت پا گئی اور مسلم ہو گئی ہو۔ طالوت چونکہ کوئی دولتمند
نہ تھا اور عرفاً اوروں کے مقابلہ کا نسب بھی نہ رکھتا تھا اسی لئے لوگوں نے اپنے آپکو
زیادہ شاہی وسلطنت کا حقدار سمجھا اور بیان کیا۔

"قانون ہفتم" سلطنت وریاست کے لئے رئیس سلطان بنانے کے لئے [illegible]
واقعی شرطیں ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے آیت [illegible]

Marfat.com

... وقت قوموں کے اجتماع کی حالت کے تغیر و تبدل میں اوسکی ... پوشیدہ ہوتی ہے وہ قوموں کو تخت عزت سے اٹھا کر ذلت کو گڑھے ... ہے لیکن اوسیوقت کہ خود ان قوموں نے اپنے اخلاق و اطوار بدل بگاڑ کر اپنے آپکو ... کا حقدار بنا لیا ہو۔ وہ ایک قوم سے ملک چھینتا اور دوسری کو عطا کرتا ہے لیکن ... حالت میں کہ پہلے نے ظلم و جفا کاری پر کمر باندھ کر ملک کو تباہ و خستہ حال کر دیا ہو اور دوسری ... ہو اور اصلاح کا تا کہ ظالم کے بگاڑ کو بنا سکے۔ چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے۔ افلا ... انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالبون اور دوسری جگہ ہے ... اللہ واطیعونی ولا تطیعوا امر المسرفین الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون +

"قانون نہم" لشکر کا اپنے سرلشکر کے حکم کو ماننا جو کچھ بھی حکم دے اور نہی سے باز آنا ... بات سے کیوں نہ منع کرے فتح و ظفر کی شرط ہے۔ اس زمانہ میں بھی فوجی قانون افسر و ... بالا کا حکم ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ اگرچہ سپہ سالار کیسا ہی حکم کیوں نہ دے معقول ہو یا غیر معقول ... دیوالا ہو۔ یا خون کے آنسو رُلانیوالا۔ سپاہی مجبور ہے کہ حکم کو بجا لائے۔ اگر سپہ سالار فوج ... کہ ملک و مال۔ دشمن کے سپرد کر دو یا اپنے آپکو اوس کے حوالے۔ ہر سلطنت کا قانون یہی ... فوجکو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ہاں اتنی بات اسوقت کے جنگی قانون میں ضرور زیادہ ہوگئی ... سپہ سالار بھی جنگی کاموں کی بحث و بنہ جنگی امور میں بصیرت رکھنے والے ذی رایوں کے مشورے سے ... ہے جنکو آجکل ارکان حرب کہتے ہیں۔

... دھم" بسا اوقات ہوتا ہے کہ تھوڑی سی فوج جو مصیبت کے وقت میں صابر اور ثابت ... سپہ سالار کی فرمانبردار رہے وہ بہت سے ایسے لشکر پر غالب آجاتی ہے جو مصیبت کے وقت ... اتحاد سے کام نہ لے اور سپہ سالار کے حکم کی پروا نہ کرے۔ کیونکہ سنت اللہ یہی ہے ... سے کام لیں فتح کا نشان بھی انہیں کے سر پر لہرائے۔ اور گھبرا جانے اور نامردی

---

... نہیں دیکھتے کہ ہم ملک کو اوس کے اطراف سے کم کرتے چلے آتے۔ تو کیا وہی ... کرو اور ... مسرفوں کا حکم نہ مانو جو زمین میں

Marfat.com

آپ اپنے نفس کے دشمن ہوکر دشمن کی صحیح ... کامیابی ...
قانون اکثریۃ ہے نہ کلیہ۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ نے مومنین طالوت کی ...
کم فئۃ قلیلۃ ...... الخ

"قانون یازدھم" ایمان باللہ اور اللہ کی حضوری کا یقین جرأت و شجاعت ...
میدان جنگ وغیرہ" یں صبر و شجاعت پیدا کر دینے کا ایک بہت بڑا سبب ہے اسلئے کہ جبکہ ...
اور یقین ہو کہ جس خدائے غالب و قادر نے مجھے روحانی وجسمانی قویٰ سے مدد دی۔ وہ ...
حال میں بھی اپنی قدرت کاملہ سے میری مدد کریگا۔ اور میں اگر کامیاب ہوا تو اوسکی مرضی کے ...
دنیا میں بھلائی پھیلاؤنگا ورنہ اوسکی رحمت میں جگہ پاؤنگا وہ اسکا مستحق ہے کہ ہول و ہراس ...
دل میں جگہ نہ پائیں اور وہ میدان جنگ میں کوہ صفت رہے چنانچہ آزمودہ کاران جنگ کا ...
متفقانہ فیصلہ ہے کہ میدان میں ہمیشہ وہی فوجیں اور وہی لوگ ثابت قدم و صابر ...
شجاع تر ثابت ہوتے ہیں جو قوی الایمان اور راسخ العقیدہ ہوتے ہیں۔

"قانون دوازدھم" میدان جنگ میں دعا کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہونا مفید ...
کہ دعا علامت ہے اوس ایمان صحیح کی جسکا فایدہ قانون مذکورہ بالا میں بیان ہو چکا ...
جیسا کہ خدائے تعالیٰ سورہ انفال میں فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ
فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ چونکہ مومنین طالوت کی دعا نتیجہ ایمان ...
صبر و ثبات جیسے اوصاف ذریعہ کامیابی پہلے سے اونمیں پیدا کر دیئے تھے دعا سے ...
دلونکو اور تقویت ہوئی اور دشمنونکو انھوں نے مار بھگایا۔ فھزموھم باذن اللہ

"قانون سیزدھم" اللہ کی عام سنت ہے کہ وہ بعض آدمیونکو بعض سے ...
اونکی قوت کو توڑتا رہتا ہے۔ یہ وہی سنت و قانون ہے جسکو عصری حکما تنازع بقا ...
زندگی" سے تعبیر کرتے اور کہتے ہیں کہ جنگ انسان کے لئے طبعی ہے۔ اسلئے کہ وہ ...
فرع ہے۔ لیکن فرمان الٰہی "ولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ...
بیان ہوا ہے وہ جنگ وجدال ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام ...
میں ہوتا رہتا اور عداوت و غلبہ کا مقتضی ...
یہی خیال کرتے ...

[illegible] ہے۔ اور کوئی دانا اون کے

[illegible] لفسدت الارض سے اوس سنت عامہ اور قانون کلی کی تائید [illegible] جسکو آجکل حکمائے تمدن "انتخاب طبعی" یا بقائے افضل" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی نزاع [illegible] طبعیت عالم اوسی کو انتخاب کرتی ہے۔ یا وہی چیز باقی رہتی ہے جو افضل و [illegible] ہے

لفسدت الارض سے اللہ تعالیٰ نے عدم تدافع کا لازمی نتیجہ بیان فرماکر ظاہر کیا۔ کہ جب کچھ [illegible] حق و مصلحت کے خلاف روش اختیار کرتے اور اسے پھیلانا چاہتے ہیں تو دوسرے کچھ مدافعۃ [illegible] کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی تدافع فساد فی الارض کا مانع و سدراہ ہے اور اسی سے دنیا [illegible] حق اور بھلائی باقی ہے اگر یہ تدافع نہ ہوتا اور ناحق کوش غلط کاروں کی مدافعت پر دوسرے کھڑے ہو جایا کرتے تو آج ساری دنیا میں حق اور بھلائی کا کہیں نام بھی نہ ہوتا ساری دنیا فساد و خرابی سے خراب و برباد ہو چکی ہوتی۔ اسی قانون کی موید ہے سورۂ حج کی یہ آیت جسمیں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتال کی حکمت سے آگاہ کیا ہے۔ "إِنَّ اللہ یدافع عن الذین آمنوا [illegible] اللہ لا یحب کل خوان کفور۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا [illegible] اللہ علی نصرھم لقدیر۔ اَلَّذِینَ اُخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان [illegible] ربنا اللہ ولولا دفع اللہ النّاس بعضھم ببعضٍ لھدمت صوامع وبیع [illegible] ت ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیراً ولینصرنّ اللہ من ینصرہ [illegible] اللہ لقوی عزیز۔ اَلّذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکاۃ [illegible] بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور۔" اس آیت سے بوضاحت

---

[illegible] لوگوں کی طرف سے مدافعت کریگا جو ایماندار ہیں تحقیق وہ دغاباز ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔ جن (مسلمانوں) سے کافر [illegible] لڑتے ہیں انہیں لڑنے کی اجازت دی گئی اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ اونکی نصرت پر قادر ہے۔
[illegible] قتال کی اجازت دیگئی ہے۔ جو بےوجہ اپنے گھر وں سے نکالدیئے گئے۔ سوائے اسکے کہ وہ کہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور [illegible] سے نہ دفع کرتا رہتا۔ تو صومعے گرجے۔ عبادت خانے مسجدیں جنمیں کثرت سے اللہ کا نام [illegible] جاتے۔ اور اللہ اوسکی نصرت کریگا جو اوسکی (حق) کی نصرت کریگا۔ تحقیق اللہ زبردست غالب ہے۔
[illegible] قتال و مدافعت کی اجازت دی گئی ہے کہ اگر ہم اونکو زمین پر جما دیں (حکومت دیدیں) [illegible] لوگوں سے کہیں گے اور بری باتوں سے منع کرینگے اھ

بقا اسی کو ہوتی ہے جو افضل و شریف تر ہو۔

اسی طرح سورہ رعد کی یہ آیت بھی اسی سنت اللہ کا فرق ہے انزل من السماء

ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا و مما یوقدون علیہ

فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک یضرب اللہ الحق والباطل

فاما الزبد فیذھب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک

یضرب اللہ الامثال ۔ مطلب ان آیات کا یہی ہے کہ طوفان حوادث و سیل تنازع بقا

باطل کے مضر اجتماع جھاگوں کو محل اجتماع سے باہر نکال پھینکتے ہیں اور صرف حق ہو سند کی بھلائی

باقی رہ جاتی ہے جس سے اجتماع پھلتا پھولتا اور ترقی کرتا ہے۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی آیتیں

ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حق ہمیشہ باطل کو نیست کر دیتا ہے۔ از تفسیر المنار بتصرف یسیر

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

الْقُدُسِ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا

اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ ترجمہ۔ ان سب رسولوں میں

بعض کو ہمنے بعض پر فضیلت دی۔ اونمیں سے بعض وہ ہیں جنسے اللہ نے کلام کیا

اور بعض کے درجے بلند کئے۔ اور ہمنے مریم کے بیٹے عیسے کو معجزات دیئے اور پاک روح

سے بھی اوسکی تائید کی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان رسولوں کے بعد کے لوگ آپسمیں نہ لڑتے

بعد اسکے کہ اونکے پاس کھلے احکام آچکے تھے۔ لیکن لوگوں نے کھلے احکام آجانے پر

خلاف کیا۔ پس انمیں سے بعض تو ایمان لائے۔ اور بعض اون میں سے کافر ہوگئے

اگر اللہ چاہتا تو یہ آپسمیں نہ لڑتے۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

---

لہ اسنے آسمان سے پانی برسایا۔ پس وادیاں اپنے اپنے اندازہ سے بہ نکلیں پھر سیلاب نے پھولے ہوئے جھاگ

کو اٹھا لیا۔ اور اوس میں بھی جسے لوگ زیور یا سامان کے لئے آگ میں جلاتے ہیں ...

یوں اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے ...

...انوں کو دشمنوں سے مقاتلہ

...خدا میں قتال صرف کرنیکا حکم دیا۔ اور پھر اسلئے کہ مسلمانوں
...قتال اگرچہ بظاہر گراں گذرتا ہے لیکن اوسکی بجا آوری میں کیا کیا
...ہیں اور عدم تعمیل میں کیا کیا نقصان دونوں حالتوں کے دونوں نتیجے سمجھانے
...دو مثالیں بیان کیں پہلے مجمل مثال میں ایک قوم کا حال بیان کیا جو کثیر التعداد
...نے کے باوجود دشمن کی لڑائی کا سامنا دیکھکر ڈر کے مارے گھربار چھوڑ کر نکل بھاگی اور
...ت تک کس مپرسی و مردگی کیحالت میں رہی۔ پھر اللہ نے اوسکو اسی میں کے چند ایسے
افراد کی بدولت زندہ کر دیا جنہوں نے اپنی سابقہ ردی حالت کو بہترین حالت سے بدل لیا
...دوسری مفصل تمثیل بنی اسرائیل کے حالات سے پیش کی جسکو پہلے فلسطینیوں نے غالب
آکر وطن اور اولاد سے جدا کر دیا تھا۔ پھر خدائے تعالٰے نے انہیں میں کی ایک مومن جماعت
کے ذریعہ سے جسکو لقاء خداوندی کا یقین تھا۔ اور جو موت کو برحق جانکر مصائب جنگ میں ثابت
قدم رہنے کا عزم رکھتی تھی اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہی شکست خوردہ و شکستہ حال
بنی اسرائیل کی نصرت فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ فلسطینیوں پر غالب آگئے۔ اس سراپا حکمت اور
...عبرت مذکور کے بعد خدائے تعالٰے نے اسلئے کہ مسلمان اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ
...لئے توی دل ہو جائیں اور مشرکین عرب سے جو دشمن حق تھے مردانہ لڑیں اور توفیق الٰہی کے
...قع رہیں اُن انبیاء مرسلین کا ذکر کیا جو قطب ہدایت اور موفق بہ عنایت خداوندی رہے
...میں سے ایک داؤد علیہ السلام تھے جنکا ذکر گزشتہ آیت میں آچکا ہے لیکن انبیا علیہم السلام
سے صرف انہیں انبیاء مرسلین کا اسماً یا وصفاً ذکر فرمایا جنکی اُمت نزول قرآن کے
...موجود تھی۔ اور اونکے ذکر کے بعد اونکی اُمتونکی وہ حالت بیان کی جو امیں انبیاء
...لام کے بعد باہمی اختلاف سے پیدا ہوئی۔ اسکے بعد پھر سیاق قرآن اوسی موضوع
...بذل فی سبیل اللہ کی طرف عود کر آیا۔ حیث قال اللہ تعالٰی۔ یا ایھا الذین
امنوا انفقوا مما رزقناکم......

...الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ تلک الرسل سے کون سے رسول مراد
...سے کہ الرسل سے وہ رسول مراد ہیں جنکا ذکر اس سورۃ میں اجتک
...لام رسول مراد ہوں جنکا کنایۃً ذکر آیات

جو عام و تام ہو جائے۔ یعنی یہ مطلب ہے کہ تمام انبیاء مرسلین ...

ہیں۔ فضلنا بعضہم علی بعض یعنی باوجودیکہ تمام انبیاء کو ...

نبوت کے لئے انتخاب کیا اور تبلیغ رسالت اور خلق کی ہدایت پر مامور کیا۔ تاہم

لیکن پھر بھی اونکے مدارج جُدا جُدا رکھے اور بعض کو بعض پر فضیلت و بزرگی دی۔

من کلّم اللہ" یہ تفضیل کی تصریح ہے اور بعض مفضل و بزرگتر انبیاء کا ذکر یہاں سے شروع

ہوتا ہے۔ من کلم اللہ سے مراد ہیں موسے علی نبینا وعلیہ السلام" جیسے کہ خدائے تعالے سورۂ

نساء میں فرماتا ہے وکلم اللہ موسی تکلیما اور سورۂ اعراف میں ہے ولما جاء موسی

لمیقاتنا وکلّمہ ربہ اور اسکے بعد کی آیت میں ہے۔ قال یا موسی انی اصطفیتک

علی الناس برسالاتی وبکلامی ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا کلام کرنا موسیٰ

علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھا اور ہر ایک نبی مرسل کو اللہ نے یہ خصوصیت اور مرتبہ نہیں دیا۔

اوسکی وحی تمام رسولوں کے ساتھ رہی اور اسپر بھی کلام آلہی ہونیکا اطلاق کیا جاتا ہے جیسا

خدائے تعالےٰ سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے" وما کان لبشرٍ ان یکلّم اللہ الا وحیًا او

وراء حجاب او یرسل رسولًا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علیٌّ حکیم۔ یعنی انسان کیلئے

یہ ممکن نہیں کہ اللہ اوس سے کلام کرے۔ لیکن الہام یا پردے کے پیچھے سے یا اپنا رسول

تلک" کسی کے پاس بھیجدے اور وہ اوسکے حکم سے جو وہ چاہے اسے پیغام پہونچا دے

البتہ اللہ اعلیٰ وحکیم ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں سے

طرح پر کلام کرتا ہے اور جیسے ان تینوں طرح کے کلام کا نام کلام خدا ہے ویسے ہی وحی

بھی ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے دوسری طرح یعنی از قسم وراء

بعض مفسّرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ کلام ماوراء حجاب اللہ تعالےٰ نے لیلۃ المعراج کو

صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اسلئے من کلّم اللہ سے آپ ہی مراد ہیں۔ لیکن قابل

ہی کا قول ہے اگرچہ لفظ من ایک سے زیادہ افراد کو بھی شامل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ اللہ کے کلام سے کیا مراد ہے۔ سو کلام اللہ ...

ارادہ۔ اور دیگر قدیم صفتوں کی طرح ...

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ترتیب سہی۔ لیکن اتنا

[illegible] تکوین زمین کے بعد کا واقعہ ہے

[illegible]

Marfat.com

... الٰہی کا ... کے وقت انبیاء و رسل پر وہ

... جو اللہ نے ان پر ظاہر کرنا چاہیے۔ اور جس طریقے سے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ رسولوں

... جسی کا نام اللہ کا کلام کرنا ہے۔ یہی مسلک اللہ کے کلام اور کلام کرنیکے بارہ میں

... مسلک ہے۔ اگرچہ اس بارہ میں علماء عقاید نے بڑی بڑی محنتیں کی ہیں۔ لیکن حق

... کہ جو کہ ... سے اللہ کے کلام قدیم اور اوسکے کلام کرنے کی کیفیت کے بارہ میں خوض

نہ کرنا چاہیے اللہ کے کلام کرنیکو وہی بشر کچھ سمجھ سکے۔ جنسے اللہ نے کلام کیا۔ لیکن خود

سمجھنے کے باوجود دوسرے کو کیفیت وہ بھی نہ سمجھا سکے۔ اسلئے کہ سمجھا جاتا ہے۔ الفاظ و عبارت سے

اور ایسے الفاظ اور ایسی عبارت کا وجود ہی نہیں جنسے اللہ تعالیٰ کے کلام کرنیکی کیفیت

سمجھائی جاسکے۔ کیفیت کلام آلٰہی کا بیان کرنا اور سمجھانا تو ایک مشکل بات ہے۔ جتنی وجدانی

کیفیتیں ہیں کوئی انکی حقیقت و کیفیت ہی نہیں بیان کرسکتا۔ حالانکہ اپنے وجدان میں

جانتا ہے۔ خوشی و غم کو کون نہیں جانتا۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اوسکی کیا کیفیت ہوتی

ہے۔ تنزلاً کلام آلٰہی اور وحی خداوندی کو بھی وجدانی کیفیت سمجھو جنکو انبیاء و رسل کا وجدان سمجھتا

ہے اور وہ اسے بیان نہیں کرسکتے۔ جب رسولوں کا یہ حال ہو تو پھر کوئی کیا بیان کرسکتا ہے

خدا کے کلام کی حقیقت کیا ہے اور وہ کلام کیونکر کرتا ہے۔

"ورفع بعضهم درجٰت"۔ اس بارہ میں مفسرین مختلف الرائے ہیں کہ بعضہم سے

کون رسول مراد ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ادریس علیہ السلام مراد ہوں۔ اسلئے

کہ خدائے تعالیٰ انکے حق میں فرماتا ہے "ورفعناہ مکانا علیا"۔ لیکن یہ رائے قیاس و

نصوص کے خلاف ہے۔ خلاف قیاس اسلئے کہ ایسے موقعہ و محل پر جہاں ایسے دو اُولوالعزم

رسولوں کا ذکر ہو جنکی اُمت نزول قرآن کے وقت موجود تھی جسکا حال آیت میں آگے بیان

ہے وہاں ایک ایسے رسول کا لفظ بعض سے ذکر کرنا اور وہ بھی بغیر کسی قرینہ کے جسکے متبع

... ہو ... تھے اور تحقیق نہیں کہ آیا انکی امت کی بھی وہ کیفیت ہوئی جو آگے بیان

... نہیں ہوئی بالکل بے جوڑ اور سیاق سے بے ربط ہے۔ اور خلاف نص اسلئے

... ایسی [illegible] کا وہ درجۂ بلند نہیں ثابت ہوتا جو اور انبیاء مرسلین

... تفصیل [illegible] کے "بعض" بیان ہونا بتارہا ہے

[illegible] ... کہ رفعنا بعضہم

Marfat.com

[illegible] بعضہم ... کوئی ایک رسول [illegible]

کا وہی ہے جو فضّلنا بعضہم علی بعض کا ہے یہ کہ اللہ نے بعض [illegible]

فضیلت دی ہے۔ لیکن یہ قیاس بھی صحیح نہیں قطع نظر اس کے کہ اس [illegible]

قرآن کی ایک آیت کی دو خبروں کا جنمیں کوئی بہت بڑا فصل نہیں ہے ایک [illegible]

قرار پاتا ہے جو قرآن جیسے بلیغ کے شایان شان نہیں۔ خود رفع بعضہم درجات

کے الفاظ بھی اس معنی کے متحمّل نہیں ہو سکتے۔ اسلئے کہ اس حالت میں ضرور تھا کہ خدا [illegible]

یوں فرمائے کہ رفع بعضہم درجات علی بعضٍ لیکن خدائے تعالےٰ نے یوں نہیں

فرمایا۔ بلکہ کہا رفع بعضہم درجاتٍ بغیر علیٰ بعضٍ رفع بعضہم درجاتٍ

فرمانا صاف بتا رہا ہے کہ آیت کا مصداق تفضیل کلی ہے پہلے فرمایا ہے کہ انبیاء میں ہم

بعض کو بعض پر فضیلت دی اور بوصف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ انمیں [illegible]

بعض یعنے کسی ایک کو سب پر درجہ دیا یہی لفظ درجات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس

بعض کو دیگر انبیاء پر ایک درجہ نہیں۔ بلکہ بہت سے درجے دیئے یا یوں کہو کہ اوسکے مرتبے کو

اور نبیوں سے بہت سے درجے بلند کیا۔ پھر وہ بعض کون تھے؟ وہ ہیں روحی فداہ محمد مصطفےٰ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہی مفسرین متقدمین کی رائے ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ قرآن مجید

کی دیگر نصوص صریحہ بھی اسکی مؤید ہیں۔ اور آپکے درجات کو تفصیلی طور پر بیان کرتی ہیں

رفع بعضہم درجات کا مطلب یہی کہ ہمنے ایک رسول کو اور نبیوں پر بہت سے [illegible]

دیئے۔ نصوص سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپکو بہت سے درجے دیئے جو اور

نبیوں کو نہیں دیئے۔ ان درجوں میں سے بعض درجے تو وہ ہیں جو حضور کے نفس مقدس سے

تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو انکی شریعت و کتاب سے مخصوص ہیں اور بعض

جو آپکی اُمّت کو ملے۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ سورہ قلم میں فرماتا ہے "وانّک لعلیٰ خلقٍ عظیم"

اور سورۂ انبیاء میں مشہور ترین انبیاء پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے "وما

ارسلناک الّا رحمۃً للعالمین" اور سورۂ سبا میں ارشاد کرتا ہے۔ "وما ارسلناک الّا

کافّۃً للناس بشیراً ونذیراً"۔ یہ آیتیں خاص حضور کے نفس [illegible]

ایسی بلند پایہ ہیں کہ اور کسی نبی کے حق [illegible]

نہیں فرمائی [illegible]

Marfat.com

[illegible] الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن [illegible] ولو کان بعضھم لبعض ظہیراً اور سورہ زمر میں ہے۔ اللہ نزّل [illegible] الحدیث کتاباً متشابھاً مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون [illegible] تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ اور اسی میں ہے۔ "واتبعوا [illegible] ما انزل الیکم من ربکم اور سورہ نمل میں ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب [illegible] لکل شیءٍ وھدی ورحمۃً وبشری للمسلمین اور انعام میں ہے۔ ما [illegible] فی الکتاب من شیءٍ۔ اور جابجا آیات میں قرآن مجید کا وصف حکیم ومجید عظیم و [illegible] وفرقان فرمایا۔ اور اوسکو تحریف اور تغیر وتبدیل سے محفوظ رکھا۔ اسی طرح شریعت محمدی [illegible] وہ رجہ کے متعلق سورہ اعلیٰ میں کہا۔ ونیسرک للیسریٰ اور اُمت کے حق [illegible] جسنے واقعی ا[illegible] اتباع کیا۔ نہ اُن لوگوں کے حق میں جو خواہ مخواہ اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں لیکن ہدایت قرآن سے بہرہ ور نہیں۔ سورہ بقر میں کہا۔ وکذلک جعلناکم [illegible] وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً [illegible] آل عمران میں ارشاد ہوا۔ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون [illegible] بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔ اسی قسم کی اور بہت آیتیں قرآن مجید [illegible] موجود ہیں جو روحی فداہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات اور انکی رفعت و [illegible] کا اظہار کرتی ہیں۔ احادیث صحیحہ سے بھی آپکی اسقدر خصوصیات معلوم ہوتی ہیں جو [illegible] کتاب میں سما سکیں۔ اور درحقیقت ان تمام خصوصیات کو بھی آپکے درجات بلند کہنا [illegible] ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات اور انکی بلندی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ کتاب [illegible] سے کسی رسول کے اسقدر درجات ثابت نہیں ہوتے۔ کما لا یخفی علی الناقد [illegible] تو پھر کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ رفع بعضھم درجات میں بعضھم سے آپ ہی [illegible] الصفات مراد نہ ہو۔ خصوصاً جبکہ یہ قرینہ زبردست بھی موجود ہے کہ اس آیت [illegible] انہی انبیاء اُولو العزم کا ذکر کیا ہے جنکی اُمت اسوقت موجود تھی اور [illegible] لا الہ تعالیٰ کو منظور رکھا۔ رہی یہ بات کہ جب بعضھم سے [illegible] بصراحت آپ کا نام [illegible]

[illegible]

اسلئے نہیں لیا کہ اہتمام ہیں ایک طرح کی عظیم [illegible]

وصف ہی ہے جس سے درحقیقت تمیز کی شان میں کوئی التباس باقی نہیں

بادنیٰ تامل معلوم ہو جاتا ہے کہ رفع بعضہم درجات سے آپ ہی مراد ہیں

درجات کی اجمالی تفصیل سے ثابت کر چکے ہیں۔ شاید کوئی کہے کہ اگر بعضہم

مذکورہ الصدر میں آپ ہی مراد ہوتے تو آیہ رفع بعضہم درجات ذکر عیسیٰ علیہ

کے بعد ہوتی جیسی کہ زمانا آپ عیسیٰ علیہ السلام سے مؤخر تھے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ

ضرور نہیں کہ تفصیل درجات کا ذکر زمانی ترتیب پر ہی ہوتا۔ داؤد علیہ السلام بھی موسیٰ

علیہ السلام کے بعد ہوئے تھے۔ حالانکہ اونکا ذکر اور انکے درجات کا بیان سب سے

آیہ زیر بحث بھی درحقیقت آیہ وقتل داؤد جالوت واتاہ اللہ الملک

وعلمہ مما یشاء پر مستدرک ہے جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے پس جیسے با

زمانی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے داؤد علیہ السلام کا ذکر فرمایا ویسے

مابعد میں عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضور انور کا ذکر فرمایا اور آپکے سب انبیاء سے بلند

ہونیکی خبر دی۔ فلا ضیر فیہ واللہ اعلم۔

وآتینا عیسے ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس

مراد ہیں وہ آیات ودلائل جن سے حق ظاہر ہو جائے۔ جیسے کہ اسی سورہ میں

جاء کم موسیٰ بالبینات " موسے تمہارے پاس ایسی آیات [illegible]

واضحہ لے کر آیا جنسے حق ظاہر ہو گیا۔" اور روح القدس سے مراد ہے وحی جس

اللہ تعالے اپنے انبیاء ورسل کی تائید فرماتا ہے جیسے کہ اللہ تعالے رسول اللہ

وسلم کے حق میں فرماتا ہے" وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا

ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ قل نزلہ روح القدس من [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] سے [illegible] کی تردید ہوگئی کہ عیسی علیہ السلام خدا تھے نہ
[illegible] ثابت ہوگیا کہ بعض آیات کا آپ سے ظہور بہ ارادہ اللہ کی وحی ہوتی
[illegible] علیہ السلام کو اوسکے وجود و ظہور میں کچھ دخل نہ تھا۔ اگر آپکا نام نہ لیا جاتا تو ممکن
[illegible] والے وصف وکنایہ ہی سے اور کسی رسول کو مراد لے لیتے۔ اور مسلمانوں سے
[illegible] کہ تم عیسیٰ علیہ السلام" کی خداوندی سے انکار کرتے ہو تمہاری کتاب تو انکی نفی
[illegible] کرتی۔ انکے علاوہ جو آیات اللہ تعالے نے عیسی علیہ السلام کو دی تھیں وہ مشترک تھیں
[illegible] تفضیل کے مقام پر آپکا ذکر ابہام کے ساتھ صحیح نہ ہوتا۔ اور اگر کیا جاتا تو ہرگز اس سے
معلوم ہوتا کہ اللہ تعالے نے عیسی علیہ السلام کو بھی بعض انبیا پر فضیلت دی ۔

"ولو شاء اللہ ما اقتتل الذین من بعدھم من بعد ما جاءتھم
البینات ولکن اختلفوا فمنہم من آمن ومنہم من کفر" مطلب آیت کا یہ نہیں
ہے کہ اللہ تعالے نے خود موسیٰ وعیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام کی امتوں میں لڑائی کرادی
اور خود ہی اختلاف کا بیج لوگوں کے دلوں میں بویا کیونکہ اگر اوسنے ایسا چاہا تو وہ امتیں باہم
اختلاف وقتال پر مجبور تھیں اگرچہ بحسب ظاہر انہیں کچھ اختیار رہو۔ اگر آیت کے معنے یہی
ہیں تو ہم سب درحقیقت مجبور محض ہونگے اور جبریت حق ٹھہریگی۔ اور ہمکو دین وشریعت کی
پیروی کرنے میں کچھ بھی دخل نہ ہوگا اور کلام وکتاب میں ہمارے لئے کچھ بھی عبرت نہ ہوگی
نہیں یہ معنی چھوڑ کر جو عموماً مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ آیہ زیر بحث کے الفاظ قلیل
[illegible] کیا اور انسانی فطرت کے بارہ میں اللہ تعالی کی حکمت ومشیت پر نظر کرنا چاہیئے۔ تاکہ
[illegible] صحیح معنی ومفہوم کو سمجھہ سکیں ۔

اللہ تعالے نے انسان کو ایسا پیدا نہیں کیا کہ اوسکے قویٰ محدود اور تمام افراد میں
[illegible] الہام فطری وادراک جزئی جلب ملائم ودفع مضار سے آگے ہی نہ بڑہیں
[illegible] چیز جس سے قوام جسمانی ہے۔ اور ترک کریں تو وہی جو قوام جسمانی کو وہم
[illegible] ثابت ہو۔ بلکہ اللہ تعالے نے انسان کو پیدا کرکے عقل دی
[illegible] سے اپنی جسمانی [illegible] حاجتیں کے پورا کرنے
[illegible]

تدریجاً اسکو کمال حاصل ہوتا ہے جیسے [illegible]

مکانی حوادث کا اوسپر اثر پڑتا ہے جیسا اوسے تجربہ ہوا ہے ویسا ہی [illegible]

ویسی ہی اوسکی عقل ہوتی ہے اور اس فطرت کے ساتھ ہی اسنے ہدایت دین [illegible]

اور نہ ہونا انسان کے لئے اختیاری امر ٹھیرایا۔ نہ جبری و اضطراری۔ دین اوسکے سامنے

کیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے کسبی فکر و قابلیت کے موافق اسے اختیار کرتا ہے۔ اور ہدایت پاتا

ہے جیسے کہ دنیا کی دیگر مفید و قابل ہدایت چیزوں سے مستفید ہوتا اور ہدایت پکڑتا ہے انسان

کی فطرت کے بارہ میں یہی اللہ کی سنت ہے اور یہی منشاء اختلاف ہے۔ اسیکے لحاظ سے

خدائے تعالے فرماتا ہے کہ اگر وہ چاہتا کہ تبلیغ دین کے بارہ میں یہ سنت مقرر کرے کہ دین

الہام عام و شعور فطری کے قبیل سے ہو۔ جیسے کہ حیوانات کا شعور و الہام ہے کہ بغیر کسب و اختیار

کے وہ مفاد و مضار کو سمجھتے ہیں تو سارے آدمی بھی دین کی ہدایت میں برابر ہوتے اور سب

ہی سعید ہوجاتے اور اونمیں اختلاف بھی نہ ہوتا جو بناء جدال و قتال ہے لیکن انسان کو حیوان

کے خلاف فطرت دیگئی۔ یہی اہل ادیان کے اختلاف کا سبب ہے کوئی اونمیں سے ایمان

صحیح لاتا ہے اور سمجھ لینے کے بعد دین کو دین کی طرح سے اختیار کرتا ہے اور کوئی اسے [illegible]

جامہ پہناتا ہے اور اپنی خواہش کے موافق اوسکی تاویل کرتا ہے اسلئے درحقیقت وہ اس [illegible]

منکر ہوتا ہے اگرچہ وہ اپنے آپکو دیندار کہتا ہو اور اپنے اس تاویل مذہب و طریق میں کتنا

غلو کیوں نہ رکھتا ہو۔ دین کے بارہ میں لوگونکا یہی رویہ باہمی خصومت و نزاع کا [illegible]

اور پھر اس سے جدال و قتال کی نوبت آئی۔ یہودنے باہم اپنے دین کے بارہ میں [illegible]

کیا۔ اور آپسمیں لڑے۔ نصاریٰ کے باہمی اختلاف کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ کسی [illegible]

بھی اونکا سا اختلاف نہیں ہوا۔ اور کسی ایک دین کے منتسبوں نے اپنے اپنے مذاہب

جدا جدا قایم کرکے اونکے برابر باہم جنگ و پیکار کو گرم نہیں رکھا۔ اوسکا ایک دین کئی [illegible]

میں منقسم ہوا۔ اور پھر ہر مذہب شاخ در شاخ ہوکر آپسمیں لڑتا رہا۔ مسلمانونکو

انہوں نوں امتوں کے حال سے عبرت پکڑنی تھی۔ اور عبرت نہ پکڑتے [illegible]

اختلاف سے باز رہنا ہے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ہی اختلاف سے محترز ... ہو کر رہے اور تفریق و اختلاف سے محترز
... امۃ اخرجت للناس کے مصداق ہوئے۔ لیکن پھر انہوں نے بھی
... اے طاق اور احکام خداوندی کو فراموش کر کے ایک دین کے بہتر مذہب
... اور جدا جدا مشرب تیار کر لئے۔ اور تھوڑے بہت دین کے لئے اور زیادہ تر
سیاست کی بنا پر جسکو دین کا رنگ دے لیا تھا لڑے اور رفتہ رفتہ اس تفریق و اختلاف
میں یہاں تک بڑھ گئے کہ اسوقت تمام قوموں اور امتوں کی نسبت اتحاد و اتفاق سے زیادہ
دور جا پڑے ہیں۔ نعوذ باللہِ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

ولو شاء اللہ ما اقتتلوا۔ اس آیت کی تفسیر مذکورہ بالا طریق پر بھی ہوسکتی ہے
اور ایک دوسرے طریق پر بھی جس سے تکرار آیت بھی لازم نہیں آتی اور جو طریق اول
سے اخص ہے۔ بایں طریق کہ کہا جائے کہ اگر اللہ چاہتا کہ انسان کو اختلاف کی فطرت عطا
کرنے کے باوجود بھی یہ سنت مقرر کر دیتا کہ مختلف الرائے لوگ اختلاف پر ایک دوسرے کو معذور
رکھتے۔ اور ہر فریق اسی پر راضی ہو جاتا کہ اپنی رائے کی حجت سے نصرت کرتا اور فقاہت و
دانائی سے اپنی مصلحت کی باتوں کے لئے کوشش کئے جاتا تب بھی اختلاف رائے کی وجہ
سے لوگ آپسمیں لڑتے۔ لیکن اللہ نے اونکو فہم و عزم بھی ایک درجہ کا نہیں دیا۔ اور انکی
... میں یہ بات رکھدی کہ بحسب طاقت قولاً و فعلاً اپنی مصلحت کیخاطر لڑیں اور جن باتونکو
... خود قابل حمایت سمجھیں اونپر حرف آتا دیکھکر مدافعت کریں یعنی قوی الارادہ رائے سے لڑے
... قوی بااسلحہ اسلحہ کے ساتھ۔ اسلئے یہ مصالح و آرا کا اختلاف بھی لامحالہ منجر بہ جدال و قتال ہوتا ہے
انسان کی فطرت یہ ہے جو بیان ہوئی یہ نہ کہو کہ کیوں اللہ نے اوسکو ایسی فطرت دی یہ
... خلقت سے بحث کرنا ہے اور بالکل ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ گدھے کے کان کیوں
... لمبے اور اونٹ کے کیوں چھوٹے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ولکن اللہ
... ما یرید یعنی انسان کو بایں خصوصیات مخصوص کرنا یہ ارادہ آلہی کا اثر ہے جو کسی
... نہیں ہوسکتا۔ تلخیص از تفسیر المنار مع التصرف)

... الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ
... شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

... سے پہلے خرچ ...

یوالے ہی ظالم ہیں ۔

تفسیر۔ انبیاء علیہم السلام اور انکی امت اور امتوں کے اختلاف ...

اور اونکے جدال وقتال کے ذکر کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر وہی انفاق کا حکم ...

پہلے آیہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً کے ذریعہ دے چکا تھا۔ لیکن حکم ...

کچھ اور ہے۔ وہاں محض ترغیب تھی یہاں حکم صریح ہے۔ وہاں انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ کو قرض

دینے سے تعبیر کیا تھا اور یہاں اپنے دیئے ہوئے میں سے دینے کا حکم فرماتا ہے۔ اور ...

ہی نہ دینے والوں کے حق میں وعید فرماتا ہے۔ یہ اسلئے کہ ایماندار ایماندار سب برابر نہیں ہوتے

کچھ وہ ہوتے ہیں جنکا ایمان ہوتا ہے۔ اور کچھ ضعیف الایمان۔ کامل ایمان والے انکے لئے ایک

ذرا سی تحریک و ترغیب کافی ہوتی ہے۔ اور وہ ایما واشارہ کو پا جاتے اور دل وجان سے

اوسکی تعمیل پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایمانداروں سے اللہ تعالےٰ نے بطریق ترغیب

ارشاد فرمایا۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً۔ لیکن ضعیف الایمان آلودۂ دنیا۔

مال و دولت ایسی ترغیب کو خیال میں نہیں لاتے۔ اونکے لئے ضروری ہے کہ تہدید ہو وعید ہو

عذاب کے خوف سے انکو ڈرایا اور ثواب کی امید سے للچایا جائے۔ اور چونکہ یہی ضعیف الایمان

لوگ اس شبہ میں پڑا کرتے ہیں۔ کہ یہاں کی کوتاہیونکی شفاعت و فدیہ سے تلافی ہو جائے گی

اور مواخذہ سے بچ نکلیں گے۔ اسلئے ایسے ہی لوگوں کو راہ راست پر لانیکے لئے اللہ تعالےٰ

نے فرمایا۔ "یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع

فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون"

مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک اس آیت میں انفاق سے انفاق واجب مراد

ہے کیونکہ آیت متضمن وعید ہے اور وعید ترک واجب پر ہوتی ہے نہ ترک مندوب پر اور دوسرے

گروہ کا مسلک ہے کہ اس آیت کا انفاق انفاق واجب و مندوب دونوں کو شامل ہے ...

نزدیک اگر جماعت اول نے انفاق واجب سے زکوٰۃ ہی مراد لی ہے تو ضرور دوسرا مذہب ...

قابل ترجیح ہے اسلئے کہ بعض اوقات ضروریات وقت کے لحاظ سے وہ انفاق

مندوب تھا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب قوم کی حالت ...

[illegible] مال سے [illegible] کا [illegible] کریں۔ اگر وہ اس واجب وقت [illegible] تو اس وعید کے مستوجب ہونگے جو آیہ زیر بحث میں وارد ہے۔ کیونکہ ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہے جو بخل کی وجہ سے اپنے اور اپنی قوم کے اوپر ظلم کریں اور کافر نعمت بنیں *

لا بیع فیه ولا خُلَّةٌ ولا شفاعة۔ بیع وشفاعۃ کے معنے مشہور و معروف ہیں اور خلۃ کے معنی ہیں صداقت و محبّت عام اس سے کہ بر بنائے قرابت ہو یا کسی اور تعلق کے باعث۔ بیع وخلۃ وشفاعۃ کی نفی کے بارہ میں مفسرین نے دو طریق اختیار کئے ہیں اوّل یہ کہ دنیا میں مال ومنال پیدا کرنیکے تین ہی طریقے ہیں۔ اوّل بیع وشری کسی قسم کی کیوں نہو دوسرے خلۃ وقرابت۔ کہ کبھی اوس سے یاری و مددگاری حاصل ہوتی ہے۔ اور کبھی وصیت ومیراث کے ذریعہ دولت ملتی ہے۔ تیسرے شفاعۃ وسفارش کہ کوئی بڑا آدمی کسی اور بڑے سے سفارش کرکے کوئی عہدہ منصب۔ زمین۔ جاگیر دلوا دے۔ لیکن یہ تینوں وسیلے دنیا ہی میں ذریعہ دولت ہیں نہ آخرت وقیامت میں۔ اسلیئے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ایمان والو انفاق اور خیر خیرات فی سبیل اللہ میں جلدی کرو۔ اسوقت جو تمہارے ہاتھ کماتے ہیں اور جسکے تم مالک بنے ہوئے ہو اوسمیں سے کچھ خوشنودی خدا کے لئے بھی اس سے پہلے خرچ کرو کہ قیامت کا وہ دن آجائے جسمیں تم تقرب الی اللہ حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی نہ پاؤ۔ وہ جو یہاں بیع وتجارت سے حاصل کرتے ہو نہ وہ ہو جو خلۃ وقرابت سے ملجاتا ہے اور نہ سفارش وشفاعت سے ہاتھ لگتا ہے۔ بلکہ ہر طرح سے بندوںکا عجز وفقر ظاہر ہوجائے۔

دوسرا طریق تفسیر یہ ہے کہ بیع سے مراد ہے فدیہ۔ کہ وہ بھی ایک قسم کی بیع ہی ہے اور خلۃ وشفاعۃ سے بعینہا خلۃ وشفاعت ہی مراد ہیں۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے ایمان والو خرچ کرو۔ کہ خیر اور بھلائی کے رستہ میں جو اللہ کا رستہ ہے خرچ کرنا ہی تمکو قیامت میں کام آویگا۔ جبکہ بخیلوں اور لئیموں کو نہ اللہ کے عذاب سے فدیہ ہی بچا سکیگا [illegible] نہ خلۃ ہی کام آئے گی کہ ایک دوست دوسرے دوست کے گناہ اپنے [illegible] لے یا اپنی نیکیوں میں سے کچھ اوسے دیدے اور نہ شفاعت ہی [illegible] [illegible] نفسی نفسی کا دن ہوگا اور کوئی [illegible] سے پہلے ہی [illegible]

[illegible]

واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا [illegible]

عدل ولا ھم ینصرون"۔ "لا تجزی نفس عن نفس شیئا" کی ہے [illegible]

کی۔ کیونکہ لازمۂ خلت یہی ہے کہ دوست وقت پر دوست کے کام آئے۔ اور عدل سے مراد ہے

فدیہ جو عوض میں جا کر نفس کو آزاد کر دے۔ اسی فدیہ کو آیہ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا میں

بیع سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس آیت میں جو آیہ زیر بحث سے پہلے دو دفعہ بنی اسرائیل کے حالات

میں آچکی ہے۔ خطاب اُن بنی اسرائیل کو ہے جو عہد تنزیل میں موجود تھے۔ اور بت پرستوں کی

طرح آخرت کی باتوں کو بھی دنیا ہی کے کاموں پر قیاس کرتے اور بزعم باطل خود سمجھتے تھے کہ جیسے

دُنیا میں امراء و سلاطین کے یہاں فدیہ و شفاعت سے کام نکلجاتا ہے ویسے ہی آخرت میں بھی

فدیہ اور انبیاء و صلحا کی شفاعت سے نجات ملجائیگی۔ اس خیال کا انجام یہی ہوتا تھا کہ لوگ

یقین کر بیٹھیں کہ آخرت کی سعادت اخلاق حسنہ و افعال پسندیدہ و اعتقاد صحیحہ کی جزا نہیں

یعنے خود آدمی کو اوس کے حصول میں کوئی بڑا دخل نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر وہ غیروں کی

امداد و اعانت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسے دُنیا کی دولت و عظمت اور جاہ و منصب اور

جب ان لوگوں نے آخرت کو بھی طرح دنیا ہی کے حالات و واقعات پر قیاس کر لیا۔ اور یہ بھی

دیکھا کہ جاگیر و منصب جو دولت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں انہیں لوگوں کو ملتے ہیں جنکی سفارشیں

امراء و سلاطین سے ہو جاتی ہیں تو پھر یہ قیاس کر لینا بھی ضرور تھا کہ آخرت میں بھی سعادت اور

درجہ بلند ملنے کا دار و مدار شفاعت ہی پر ہو گا۔ اسلئے جو آخرت میں بلند درجہ چاہیئے۔ اوسکو مقربان

خدا میں سے کسی مقرب پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور اوسکی رضامندی کی کوشش کرنی چاہیئے کہ

وہ شفاعت کر کے بلند درجہ آخرت میں دلوا دے اور خود اعمال نیک سے تزکیۂ نفس کی تکلیف

نہ اُٹھانی پڑے۔ اللہ تعالےٰ نے واتقوا یوما لا تجزی۔۔۔۔۔ ایکبار نہیں دو بار میں

بنی اسرائیل کی اس غلطی کی تردید فرمائی۔ بایں طریق کہ مسلمان اس سے عبرت پکڑیں پھر ان

خود مسلمانوں کو مخاطب ٹھیرا کر قیامت کی نفسا نفسی کی خبر دی اور جو بنی اسرائیل سے کہا

وہی ان سے کہا جیسے اونکو ڈرایا تھا انکو بھی ڈرا کر نیکی پر اُبھارا جیسا کہ خطاب کی

آیت کے سیاق سے ظاہر ہے لیکن سیاق کی مناسبت [illegible]

بھی بعض مفسرین کی رائے ہے [illegible]

Marfat.com

... اور شفاعت کے فایدہ سے محروم رہینگے
... منکر ہیں رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور اس
... نے جو آپ لیکر آئے۔ اور جو آپنے بندونکو پہونچائی۔ ظاہر ہے کہ یہہ تاویل
... ہے۔ اور اس معنی سے آیت اپنے اصل مفہوم سے کسقدر دور جا پڑی ہے خطاب کی
... اور آیت کا سیاق ہرگز اسکو متحمل نہیں ہو سکتا۔ قطع نظر ان دونوں باتوں کے
الکافرون ھم الظالمون میں لفظ کافر سے الوہیت و نبوت سے انکار کرنیوالے مراد ہیں
... مجید میں اس خاص اصطلاح کا التزام نہیں ہے کہ جہاں لفظ کافر آئے اس سے باطل الاعتقاد
مراد ہوں۔ یہ اصطلاح متکلمین و فقہا کی ہے جو بعد میں قایم ہوئی۔ "والکافرون ھم الظالمون"
لفظ کافرون کے معنی ہیں کفران نعمت کرنے والو نکے۔ کیونکہ آغاز آیت میں حکم ہے
... کا اسلئے وعید بھی آخر آیت میں تارکان انفاق یعنے کافران نعمت کے حق میں
... چاہیئے۔ نہ کفرۂ فجرۃ کے حق میں۔ کما لا یخفی علی المتامل۔

مسلمان اس کفر و ظلم کو جو آیہ والکافرون ھم الظالمون میں بیان ہوا ہے اب ہی
... مدتوں سے ہلکی سی بات سمجھتے چلے آتے ہیں۔ باین ظن کہ قرآن مجید میں جسقدر وعیدیں
... کافرین کے ساتھ آئی ہیں اون سب کے مستوجب وہی لوگ ہیں جو الوہیت یا رسالت
... جاء بہ النبی کے منکر یعنی فقہا و متکلمین کی اصطلاح خاص کے کافر ہیں نہ کہ مسلمان لیکن آیہ
الذین امنوا انفقوا ...... اونکے اس زعم باطل کی تردید کرتی ہے اور نہ صرف
... بلکہ اور بھی بہت سی آیتیں اسی کی ہم معنی قرآن مجید میں موجود ہیں۔

... کفر سے قرآن مجید میں ہر جگہ باصطلاح خاص کافر مراد لینے والے عطاؒ سے روایت کرتے ہیں
... آیہ والکافرون ھم الظالمون پڑھکر کہا الحمد للہ کہ اللہ تعالے نے نہ فرمایا۔
... ھم الکافرون" مطلب یہ کہ کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنے نفس پر یا کسی اور پر
... کرے۔ اور اگر اللہ تعالے والظالمون ھم الکافرون کہدیتا۔ تو سارے کافر
... بھی ہلاکت و عذاب ابدی سے نہ بچ سکتا۔ لیکن اس قول کے قائل کو یہ
... قرآن مجید میں ایک معنی کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ والکافرون
... "ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون"
... اعتقاد باطل کے معنی میں آیا ...

Marfat.com

چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے "ان الذین
الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئک لهم الامن ...
حدیث مرفوع متفق علیہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظلم کی تفسیر شرک سے
یہ آیت پڑہی" اور جس طرح ظلم عمل سے تعلق رکھتا ہے کفر بھی اعمال سے تعلق رکھتا
چنانچہ آیہ "لان شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید" میں کفر
بمعنی عمل مستعمل ہوا ہے۔ کیونکہ نعمت کا شکر نہ کرنا ایک برا عمل ہے نہ برا اعتقاد۔ اس
ہوتا ہے ظلم وکفر دونوں ایک معنی کے لئے آتے ہیں کبھی اونکا اطلاق ہوتا ہے ایسی باتوں پر
متعلق باعتقاد ہوں۔ اور کبھی متعلق بہ عمل پر اون دونوں کا اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ لفظ کفر کا
استعمال قرآن مجید میں لغوی معنی میں بھی ہوا ہے جو بالکل غیر مذموم ہیں چنانچہ خدائے تعالے
فرماتا ہے" کمثل غیث اعجب الکفار نباته" کفار جمع کافر کے معنی یہاں کسان
ہیں۔ اسلئے کہ کفر کے لغوی معنی ہیں چھپانا۔ اور کسان اناج کے دانے کو زمین میں چھپاتا ہے
برخلاف لفظ کفر کے ظلم کا استعمال کبھی اور کسی اچھے معنی میں نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے ظلم
تمام معانی میں کفر سے بھی بدتر ہے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالے نے ارتکاب ظلم پر ہلاکت و عذاب
کی اوسی طرح دہمکیاں دی ہیں جیسے کہ کفر پر۔ عام اس سے کہ کفر وظلم اعتقادی ہوں یا عملی
چنانچہ خدائے تعالے کفر پر وعید فرماتا ہے۔ "الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله کفرا
واحلوا قومهم دار البوار جهنم یصلونها وبئس القرار وجعلوا لله اندادا
لیضلوا عن سبیله قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار" ان آیتوں میں
وعید کفر نعمت "کفر عملی" یعنے بدکاریوں اور اعمال صالحہ کے ترک کرتے رہنے اور
شرک پر اور دونوں وعیدیں آخرت کی ہیں۔ اور دنیوی وعید کے لئے ارشاد ہوتا ہے
وضرب الله مثلا قریة کانت آمنة مطمئنة یاتیها رزقها رغدا من کل
مکان فکفرت بانعم الله فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون
ولقد جاءهم رسول منهم فکذبوه فاخذهم العذاب وهم ظالمون فکلوا
مما رزقکم الله حلالا طیبا واشکروا نعمت الله ان کنتم
ان تینوں آیتوں میں ... جیسے ...

[illegible] ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم ننجی الذین [illegible] الظالمین فیہا جثیا۔" اور دنیوی عذاب کی وعیدیں تو ظالموں کے حق میں [illegible]

[illegible] مندرجہ بالا اور اسی قسم کی دیگر آیات میں ذرا سا تدبر کرنے سے یہ بات معلوم ہوجاتی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ سے جو قول روایت و نقل کیا گیا ہے اوسکی صحیح و صواب ہونیکی کوئی وجہ موجہ [illegible] اور یہ بھی کہ ظالم و کافر کتاب اللہ میں برابر ہیں اور حکم میں بھی۔ اور یہ کہ عملی کفر و ظلم وہ [illegible] ہیں اعتقادی ظلم و کفر کا باستثناء اُن ادنیٰ ادنیٰ فروگذاشتوں کے جن سے انسان [illegible] محفوظ رہ بھی نہیں سکتا۔ جہالت و نسیان یا غلبہ انفعال سے بعض کام اوس سے [illegible] جاتے ہیں۔ لیکن بہت جلد اون سے باز آجاتا ہے اور مصر نہیں رہتا۔ لیکن انفاق [illegible] سبیل اللہ جسکی ضمن میں یہ تمام بحثیں آگئی ہیں اُن ادنیٰ فروگذاشتوں میں سے نہیں ہے [illegible] اوسکا ترک ایمان صحیح اور دین خالص کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ بیضاوی نے کیا [illegible] ہے کہ تارکان زکوٰۃ اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہیں۔ اسلئے کہ وہ مال کو فی غیر منفعہ کہتے [illegible] مصروف کرتے ہیں۔ اور یہہ ظلم ہے "پس والکافرون ہم الظالمون" میں لفظ [illegible] تعالیٰ نے بجائے ظالم کے بغرض تہدید و تغلیظ رکھا۔ اور یہہ خبر دینے کے لئے کہ زکوٰۃ [illegible] کفار کی صفت ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ بصراحت فرماتا ہے: "ویل للمشرکین الذین [illegible] الزکوٰۃ۔" واقعی سچ ہے کہ زکوٰۃ روک رکھنا کفار کی صفت ہے۔ اور کوئی مومن [illegible] [illegible] کرسکتا یہاں تک کہ عدم ادائے زکوٰۃ اوسکی صفت ہوجائے۔ کیونکہ اگر نفوس کو ٹٹول [illegible] تو زکوٰۃ اور دیگر نفقات واجبہ کے ادا نہ کرنیکی صحیح وجہ یہی نکلے گی کہ لوگ مال [illegible] دوست رکھتے ہیں اسلئے کہ نفس انسانی کا خاصہ ہی جہاں منفعت کی کئی صورتیں [illegible] ہوتا ہے وہاں ترجیح وہ اس صورت کو دیتا ہے جسمیں اوسے زیادہ فائدہ [illegible] مال کی محبت کو اللہ کی محبت اور اسکے حقوق پر جو اسنے خود ہمارے مصلحتوں [illegible] ہیں ترجیح دیتا ہے اسکو ایمان باللہ سے کیا واسطہ اگر دنیا بھر [illegible] کا ظلم یہاں ہی نکلیگا۔ جو فضائل بھی [illegible]

[illegible] تم

Marfat.com

کو جہالت سے بچائے اور ... پیدا ہو گئے ہیں یا اون رکاوٹوں کو اٹھائے جو ... اپنے اس ظلم عظیم کا کوئی عذر نام کے لئے بھی نہیں پیش کر سکتا اور کوئی وجہ عذر نہیں جبکہ دیگر انواع ظلم کے مرتکب کوئی نہ کوئی عذر اپنے فعل کا پیش کر سکتے ہیں اگرچہ وہ نا موجہ کیوں نہ ہو۔

اس وقت ہر جگہ کے مسلمانوں میں بہت سے ایسے دولتمند موجود ہیں جو جانتے ہیں کہ قوم شرائع دین و مصالح دنیا سے جہالت کی بدولت کسقدر بیخبر ہے اور اوسکے اخلاق اطوار کس درجہ تک بگڑ چکے ہیں اور باہمی اخوت اور تعلقات فیمابین کا رشتہ کس قدر گسستہ ہو چکا ہے اور یہ کہ ان باتوں سے کیونکر مسلمانوں کے حقوق پامال ہوئے اور رہتے سہتے پامال ہو رہے ہیں اور اونکے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اونکی اصلاح مال پر منحصر و موقوف ہے جو انکی تربیت و تعلیم اور ایسے ہی دیگر مصارف علّلہ میں صرف کیا جائے لیکن جب اونکو اپنے بہت میں سے تھوڑے سے کی خرچ کرنے اور دین وملت پر قربان کرنے کی دعوت دیجاتی ہے جو انکے آہنی صندوقوں میں بند ہے نفس پرستی میں اڑ رہا ہے تو بخل و دریغ کرتے ہیں۔ اور نادان سمجھتے ہیں۔ وہ بھولکر اُن وعدوں کو خیال میں لاتے ہیں جو اسنے راہ خدا میں خرچ کرنیوالوں کے حق میں فرمائے اور نہ اون وعیدوں سے ڈرتے ہیں جنکا بخیلوں کو سزاوار ٹھیرایا ہے۔ یہ لوگ مسلمان نہیں اور نہ مسلمان کہلانے کے مستحق۔ کیونکہ جن کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد ہے اور جو مال کو اپنے دین پر دل سے اور عمل سے ترجیح دیں اور ہوائے نفسانی کو رضائے خدا سے بڑھکر سمجھیں وہ درحقیقت کافر ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپکو مومن مسلمان ہی کہتے ہوں ایمان ایسا ہے جیسا کہ اون لوگوں کا جنکے حق میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ ”ومن الناس من یقول آمنّا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین“۔ لاریب وہ ... اور عذاب آخرت اونکے سر پر کھڑا ہے اور نہ صرف آخرت کا عذاب بلکہ دنیا کی ہلاکت انکے ہی لئے بنا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ”ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا ... فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ ...
...

# ناظرین کرام

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت میں حتی الوسع کوشش فرماتے ہیں۔ ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا علم ہونے پر ہی موقوف ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانوں کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی بہ آواز بلند مسلمانوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔

مثال کے لئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن میں درج ہے۔

الملتمس

مینجر اخبار وطن

دفتر تفسیر القرآن لاہور

# تازہ مطبوعات لیفافہ

ذیل کی کتابیں ابھی حال میں تیار ہوئی ہیں اور اپنی وضع میں خاص ہیں۔

**سفرنامہ جاپان** ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام جاپان میں آنا۔ اور ایک ماہ سے کم عرصہ میں بارہ ہزار معزز او خوش … جاپانیوں کو مشرف باسلام کر دینا۔ حیرت انگیز حالات۔ مجلس تحقیق مذاہب۔ مو… علماء و ثبوت فضایل اسلام۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ …

**تاریخ حجاز ریلوے** اُردو۔ انگریزی۔ اور عربی تینوں زبانوں میں۔ اس میں حجاز … کی تجویز۔ تحریک۔ تائید۔ آغاز اور اجرائے کار تک کے … بالتفصیل بیان ہوئے ہیں۔ ترکی اور انگلش تعلقات۔ مسئلہ مصر۔ مسئلہ خلافت … اور بہت سی مفید باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ہر حصص کی الگ …

**ہلال و صلیب** یہ بھی بیمثل کتاب ہے۔ خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم … ترکوں کے ایک فرد بھی ہیں۔ اُنھوں نے یہ کتاب اسلام اور … کے موازنہ میں لکھی ہے۔ کارخانہ وطن نے اسکو انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کرایا ہے اور مفید کتاب ہے۔ قیمت فی جلد (دس آنہ) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**ارژنگ فرنگ** انگریزوں کی معاشرت اور ان کے اصول زندگی … ولایت جانے والونکے لئے نہایت کارآمد۔ قیمت …

**جواہر قرآنی** گلوئے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہیئے۔ اس میں … قواعد دین اسلام کو اسرار فطرت کے مطابق کر کے … باری تعالی اور نبوت و رسالت پر بہت خوبی سے دلیل قایم کی ہے عمدہ چھپی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

المشـ…

Marfat.com

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل
عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی ؕ

# تفسیر القرآن

## بزبان اُردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

[illegible]رخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملّت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات
[illegible]سے آگاہ کرنے کے لئے پہلے اخبار میں شایع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر
[illegible]ب اکثر احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شایع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

بابت ماہ نومبر ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۵)

باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں

چھپکر شایع ہوئی

[illegible] چندہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] سالانہ) نمونہ ۴ر

# ال...

## قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب ہے

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے ۳ عے

# قرآن کریم پڑھی

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل ہوسکتی ہے۔ کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

# تفسیر القرآن

کے ذریعے سے بآسانی حاصل ہوسکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں

وطن لاہور سے شایع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ہے /، چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم عہ محصول

# اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

حصول سعادت دارین کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی ہے

وطن کی اسلامی تالیفات کو خود بھی پڑھیئے اور اپنے عزیز و اقارب ...

الملتمس ...

... سے لوگ نکلتے ہیں جو جرح

... ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے۔ اللہ تو بے نیاز ہے ... ہو تو تم ہو۔ اور اگر اب بھی تم حکم سے برگشتہ ہوئے اور بخل ہی کیا تو اللہ کسی اور قوم کو تم سے بدل دیگا اور اسے تمہاری جگہ دیگا۔ اور پھر تم جیسے نہ ہونگے" از تفسیر المنار"

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ **ترجمہ**۔ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ وہ زندہ اور سب کا سنبھالنے والا ہے۔ نہ اوسپر اونگھہ غالب آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھہ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اوسی کا ہے۔ وہ کون ہے ایسا جو اوسکے سامنے کسی کی شفاعت کرے لیکن اوسی کے حکم سے۔ وہ جو کچھہ خلقت کے سامنے اور پیچھے ہے سب کو جانتا ہے اور وہ اس کے علم میں سے ذرا کا بھی احاطہ نہیں رکھتی مگر جتنا کہ وہ چاہے اوسکی کرسی میں آسمانوں اور زمین کی گنجایش ہے۔ اور اون دونوں کی حفاظت اسے نہیں تھکاتی۔ اور وہی سب سے اعلی اور بڑا ہے ۔

**تفسیر**۔ لا الٰہ الا ھو۔ اِلٰہ کے معنی ہیں معبود اور مراد ہیں معبود حقیقی۔ اور معبود حقیقی وہ ہے جسکی عبادت باستحقاق کیجائے کیونکہ عبادت کہتے ہیں اس غیبی قوت کے سامنے روح کے عجز و انکسار کرنیکو جسکی کُنہ نہ سمجھی جائے۔ اور علم جسکو محیط نہ ہوسکے۔ اور یہی معنے ہیں کسیکو اللہ بنانے یا اللہ سمجھنے کے اور آدمی نے جن چیزوں کو از قبیل نبات وحیوان و انسان اللہ بنایا یا سمجھا اونمیں بھی غیبی قوت بالاستقلال یا باتباع موجود سمجھکر بنایا اور سمجھا۔ اور اسی سمجھہ میں غلطی کرنے سے انسانی اللہ متعدد ہو گئے مگر وہ تمام تعظیم و احترام ندا و دعا جو مذکورہ بالا اعتقاد کے ساتھ لوگوں سے ... لئے مانے ہوئے خداوندوں کے سامنے صادر ہوتی اور ہوتی ہے حقیقی عبادت ہے۔ اگرچہ اونکے معبود حقیقی نہ تھے اور نہیں ہیں۔ یعنی اونکے خداوندوں ... ہے جو اونہوں نے اونمیں بزعم خود سمجھی

Marfat.com

اور ہے ہیں اسی لئے ...

وہ غیبی قوت موجود ہو جسکے ہونے کے اعتقاد پر اسکی عبادت ...

ایک ہی ہے - اور وہ اللہ ہے اب اللہ لا الہ الا ھو کا مطلب یہ ہوا کہ ...
کوئی موجود مخلوق پر حقیقی حکومت رکھنے والا نہیں جو خلقت کو ایس اعتقاد اپنی تعظیم ...
برانگیختہ اور طاعت وبندگی کرنے پر مجبور کرے کہ عطائے خیر ورفع شر اوسی کی قبضہ قدرت میں ...

الحی القیوم - حی کے معنی ہیں حیات والا - اور حیات نبات وحیوان وانسان
میں مبدء ہے شعور وادراک نمو وحرکت - وغیرہ کا لیکن اس قسم کی حیات سے اللہ تعالیٰ
منزّہ ہے کہ اوسکے حق میں محال ہے - اسیلئے اکثر مفسرین نے الحی کی تفسیر دایم البقاء -
ہمیشہ باقی رہنے والا" سے کی ہے - لیکن یہ تفسیر لفظ الحی سے بالکل بعید اور غیر مناسب ہے
الحی کے معنے صاحب حیات ہی ہیں اور یہاں حیات مراد ہے مبداء علم وقدرت الٰہی یعنی
وہ صفت جسکے ساتھ اللہ کا علم وارادہ وقدرت سے متصف ہونا سمجھ میں آتا ہے - اور
دلیل اللہ کی حیات کی یہ ہے کہ حیات ایک وجودی کمال ہے اور ہر کمال جو کسی ایسے
نقص کو مستلزم نہ ہو جو واجب تعالیٰ کے حق میں محال ہو وہ اوسکے لئے واجب ہے تاکہ
کسی قسم کا نقص اوسکی ذات وصفات میں لازم نہ آئے - اسکو کسیقدر تفصیل کے ساتھ یوں
سمجھو کہ وجود کہتے ہیں ظہور مع الثبات والاستقرار کو اور اسکا کمال اور اوسکی قوت وضعف کا
مدار ہے اسی ثبات واستقرار پر یعنی وجود ظہور جسقدر زیادہ ثبات وقرار رکھتا ہے اسیقدر
وہ کامل وقوی ہے - اس لحاظ سے موجودات کے وجود کے بہت سے مراتب ہیں ...
ہر مرتبہ وجود بطور تبعیت کچھ وجودی صفتیں رکھتا ہے جو اس مرتبہ کا کمال ہوتی ہیں
اگرچہ موجودات کی نوعیں اور فردیں حصر واندازہ سے باہر ہیں لیکن اون میں
کاملتر نوع یا فرد وہ ہے جو مقرون بہ نظام ہو - اور اوس انتظام میں کسی قسم کا خلل
اضطراب نہ واقع ہوتا ہو - پھر اگر یہ نظام تام وجود مستمر رکھتا ہے تو نوعاً یا فرداً اسی امر ...
ہوگا کہ صاحب وجود" موجود" میں وجودی معنی بطریق کمال پائے جاتے ہیں ...
وجود میں بھی کوئی ایسا مرتبہ عیاں ہو جائے جو تمام نظام کا مصدر ومنبع ...
بایں صفت متصف ہونا اس امر پر دلالت کریگا ...

[illegible] ہے اور یکا

[illegible] الذی خلق لکم ما فی

[illegible] وسخر لکم ما فی الارض

[illegible]

...سب سے اعلیٰ ہے۔ اسلئے وہی تمام وجودوں میں اقوی و اعلیٰ ہے
... مذکورہ بالا کے موافق اس اعلیٰ ترین مرتبہ وجود کو بھی کچھ وجودی صفتیں جو اوسکے
شایان شان ہوں اپنے ساتھ رکھنی چاہئیں۔ مگر جیسے یہ مرتبہ نہایت بلند ہے۔ ویسے ہی
...کے اوصاف بھی بہت بلند اور بہت ہونی چاہئیں۔ یعنی تمام وہ اوصاف جنکو عقل کمال
...الوجود تصور کرتی ہے۔ بایں حیثیت کہ اونکو ظہور و ثبات و استقرار محیط ہے اور ممکن بھی
ہے کہ اس وجود اکمل کو ان سے متصف کیا جاسکے۔ تو واجب ہے کہ وہ تمام اوصاف اوس
وجود اکمل کے لئے ثابت کئے جائیں۔ اور اوس وجود کا مصدر نظام و منبع تعریف اعمال
بایں حیثیت ہونا کہ نظام و اعمال میں کسی قسم کا اضطراب و خلل نہ ہو کمال سمجھا جاتے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ وجود واجب اپنے ساتھ ایسی وجودی صفتیں رکھتا ہے جنکا وہ مقتضی ہے اور
جو اوسکی صفت ہو سکتی ہیں۔

صفت حیات بھی ایک وجودی کمال ہے۔ اسلئے کہ حیات مبدا ہے علم و ارادہ کا اور اوسکے
ساتھ ہو کر نظام تام اور قانون حکمت کا مصدر و منبع ہے۔ اور ممکن بھی ہے کہ وجود واجب اُس سے
متصف کیا جاسکے اور یہ پہلے بیان کیا جاچکا کہ ہر وجودی کمال جو وصف بن سکتا ہے وہ
بطریق وجوب وجود واجب تعالےٰ کو ثابت کرنا چاہیئے اور حیات ثابت ہے وجود واجب
تعالیٰ کو تو واجب الوجود حیؔ ٹھیرا۔ اگرچہ اوسکی حیات حیات ممکنات سے غیر مختلف ہے۔

اگر واجب الوجود کو حیؔ نہ مانا جائے۔ اور حیات اوسکی صفت نہ ٹھیرائی جائے جو مبدأ
علم و ارادہ ہے تو بعض ممکنات اوسکے مقابلہ میں وجود اکمل و اعلیٰ ٹھیرینگے اور یہ خلاف
مفروض ہے اسلئے وجود واجب تعالےٰ کو اکمل اعلیٰ ترین وجودات مان لیا گیا ہے۔ اسکے
علاوہ واجب تعالیٰ ہی وجود و لوازم وجودؔ از قبیل حیات و علم و ارادہ" کا بخشنے والا ہے۔
جب وہ خود فاقد الحیات ہو تو پھر ممکنات کو کیونکر حیات دے سکتا ہے۔ حالانکہ ممکنات
...حیات ہیں اسلئے ضروری ہے کہ وہ خود صاحب حیات ہو جیسے مصدر حیات ہے
القیوم۔ قیوم کے معنے میں مفسرین کی رائیں جدا جدا ہیں مگر بہترین معنی قیوم کے
...اپنے قائم ہونے والا۔ ایسا کہ تمام موجودات اوسکے ساتھ قایم ہو یہاں تک کہ
...اوسکے وجود کے بغیر تصور بھی نہ کیا جاسکے۔

...لاتاخذہ سنۃ ولا نوم ... اونگھ کہ جو نیند کا پیش خیمہ۔ اور

طاقت میں نیند سے کمزوری ہوتی ہے مطلب [illegible] آتی۔ اور اونگھہ کی تو طاقت ہی کیا ہے۔ نیند بھی باینہمہ قوت اوپر غالب [illegible] اوسے خلقت کی نگہداشت سے غافل بنا سکے اور نظام عالم میں کوئی خرابی پڑ سکے

یہ جزو آیت بھی حیات و قیوّمیت کے معنی کی تاکید کرتا ہے اسلئے کہ جسپر اونگھہ اور نیند غالب آجائے وہ ضعیف الحیات ہے اور اپنی اور غیر کی حفاظت سے قاصر۔ خدا کی حیات اور قیومیت ایسی نہیں کہ اوسمیں فتور راہ پاسکے۔ اسکے علاوہ اونگھہ اور نیند خاصہ ہے جسم کا۔ اور جسمانی عوارض سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالے صفات اور جسمانی عوارض سے منزہ ہے پھر اونگھہ اور نیند سے اوسے کیا واسطہ۔

لہٗ ما فی السّمٰوٰت والارض۔ زمین و آسمان میں جو کچھہ مخلوق ہے سب اوسکی ملک ہے اور غلام اوسکی سنت کے مقہور ہیں اور مشیت سے مجبور۔ وہی اکیلا ان سب کی حالت بدلنے اور انکے وجود کی حفاظت کرنے والا ہے۔ (ماخوذ از تفسیر المنار)

من ذا الذی یشفع عندہٗ۔ زمین و آسمان کی مخلوق میں سے کون ہے اور کس کی تاب ہے کہ اوسکے سامنے شفاعت کے لئے لب ہلائے۔ اور اوسکو اوسکی سنت غیر متبدل اور مقتضائے حکمت و وعدہ شریعت کے خلاف اون لوگونکو عذاب دینے سے باز رکھے جنہوں نے اپنے نفوس کو عقاید باطلہ سے آلودہ اور اخلاق ردیہ سے ناپاک کیا۔ دنیا میں فساد پھیلایا۔ اور سنت و فرض سے اعراض کیا۔ اسکے بندوں میں سے کوئی نہیں جو ایسا کرنیکی جرأت کر سکے۔ مگر اوسکے حکم سے۔ اسلئے کہ حکم ظاہر و امر باطن اوسیکے ہاتھ میں ہے اور کسی کو کچھہ دخل و اختیار نہیں۔

استثناء "الا باذنہ" کے مدلول و مقصود کے بارہ میں مفسرین و علماء امت کا اختلاف ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ استثناء نص ہے وقوع شفاعت پر۔ اور وہ آیتیں جنمیں شفاعت کی نفی بلا استثناء آئی ہیں۔ مثلاً خدائے تعالے فرماتا ہے۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منہا عدل ولا ینفعہا شفاعۃ ولا ہم ینصرون۔ یا تو کفار کے حق میں ہیں جنکی شفاعت ہو نیکو ہم [illegible] ہیں یعنی نفی شفاعت بلا استثناء [illegible]

[illegible]

[illegible] عت نہ ہوگی اور کسی دن یا کسی وقت نہ ہوگی۔ شفاعت کسی دن یا کسی وقت نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی دنوں یا باقی اوقات میں بھی کسی دن یا کسی وقت بھی شفاعت نہ ہو۔ مومنان عاصی کی شفاعت ضرور ہوگی۔ قرآن و حدیث دونوں سے یہ ثابت ہے۔ ہاں قرآن کی خبر مجمل ہے اور احادیث کی مفصل۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ استثناء وقوع شفاعت پر نص نہیں۔ کیونکہ بعض آیات بلا استثناء آئی ہیں اور سیاق نکرہ میں شفاعت کی بالکلیہ نفی کرتی ہیں جیسے۔ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس ........ رہی یہ استثناء جو بعض آیتوں میں آئی ہے وہ تمثیل وتاکید ہے اس امر کی کہ قیامت کے دن ملک وحکومت کا مالک صرف خدا تعالیٰ ہی ہوگا۔ اور کسیکو کسی طرح کا اختیار نہ ہوگا۔ یعنی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قول خداوندی یوم یاتی لا تکلم نفس الا باذنہ ہے۔ اندونوں اور ان جیسی اور بہت سی آیتوں میں صرف جبروت خداوندی کی تصویر ہے۔ اور بس۔ رہیں احادیث شفاعت سو انمیں سے بعض تو ضعیف و ناقابل اعتبار ہیں اور بعض مؤول۔ قرآن کے مقابلہ میں حدیث ہی کی تاویل ہونی چاہیئے نہ کہ حدیث کے معارض ہونے پر قرآن کی۔

شفاعت کے بارہ میں مذکورہ بالا دونوں مسلکوں میں سے پہلا مسلک عموماً تمام مسلمانوں کا ہے اور دوسرا معتزلہ کا۔ یہ اختلاف مدتوں سے مسلمانوں میں چلا آتا ہے۔ اور ہمیشہ دونوں خیال کے آدمی مسلمانوں میں رہتے ہیں۔ بلکہ یہ اختلاف اسی حد پر ختم نہیں ہوتا شفاعت کے ماننے والے بھی دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو کہتا ہے قیامت کے دن ہی اذن شفاعت ہوگا۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن مل چکا ہے۔

اس نزاع با دنیٰ تامل معلوم ہو جاتا ہے کہ اسکی اصل قرآن مجید کی وہ آیتیں ہیں جنمیں شفاعت کی بلا استثناء بھی ہے اور مع الاستثناء بھی۔ اسلئے احقاق حق کے لئے اس قسم کی تمام آیتوں میں غور کیا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ ان متعدد آیات سے مجموعی طور پر شفاعت کے بارہ میں کیا مفہوم ہوتا ہے۔ اور اس مفہوم سے [illegible] کے استثناءات کو کہاں تک لگا [illegible]

اور امر حق کیا ہے۔ اسی غرض سے ہم ذیل میں
قرآن مجید سے یکجا جمع کرتے ہیں مگر اون آیتوں کو عمداً چھوڑ دیتے ہیں جن میں
مومنین وغیرہ کے اپنے شفعا کو بحسرت یاد کرنے وغیرہ کا مذکور ہے۔ اسلئے کہ مشرک و
غیر مومن کی شفاعت کا کوئی مسلمان قایل ہی نہیں ہے[1]۔ اللہ تعالیٰ بھی بصراحت تمام
فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

## وہ آیتیں جن میں شفاعت بلا استثناء مذکور ہے

(۱) سورہ بقرہ دوبارہ۔[2] واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل
منہا عدل ولا ینفعہا شفاعۃ ولا ھم ینصرون ؕ
(۲) انعام۔ وانذر[3] بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم لیس لہم
من دونہ ولی ولا شفیع لعلہم یتقون ؕ
(۳) سجدہ۔ اللّٰہ[4] الذی خلق السماوات والارض وما بینہما فی ستۃ
ایام ثم استوی علی العرش مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع۔ افلا تتذکرون ؕ
(۴) الزمر۔ ام[5] اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئاً
ولا یعقلون ہ قل للہ الشفاعۃ جمیعا۔ لہ ملک السموٰت والارض ثم الیہ ترجعون

---

[1] اللہ مشرک کو نہ بخشیگا۔ اور جو بات شرک سے کم ہے وہ جسے چاہے گا معاف کر دیگا ؕ
[2] اور ڈرو اس دن سے کہ ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آئے۔ اور نہ اوسکی طرف سے کچھ معاوضہ
قبول کیا جائے اور نہ شفاعۃ اوسکو کچھ نفع دے اور نہ اسکو کسی طرف سے مدد پہونچے ؕ
[3] (اے محمد) قرآن کے وسیلہ سے اون لوگوں کو ڈرا جو کہ اپنے رب کی طرف اٹھائے جانے والے
کہ اونکا اسکے سوا کوئی دوست اور شفیع نہیں ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنجائیں ؕ
[4] اللہ ہی ہے جسنے زمین و آسمان اور جو کچھ اون دونوں کے درمیان ہے چھہ دن میں
کیا پھر عرش پر جا بیٹھا۔ اسکے سوا نہ تو تمہارا کوئی والی ہے اور نہ کوئی سفارشی کیا تم سوچتے
[5] کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو سفارشی بنا رکھا ہے کہدے کہ اگر
[illegible] کے مالک ہوں اور نہ سمجھتے ہوں [illegible]

... يردن الرحمٰن بضر لا تغن عني شفاعتهم
... ولا ينقذون ۞

(۶) مومن۔ وانذرهم يوم الآزفة اذ القلوب لدى الحناجر كاظمين
ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع ۞ يعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور ۞
والله يقضي بالحق ...... ۞

(۷) مدثر۔ كل نفس بما كسبت رهينة ۞ الا اصحاب اليمين ۞ في جنات يتساءلون
عن المجرمين ما سلككم في سقر ۞ قالوا لم نك من المصلين ۞ ولم نك نطعم المسكين ۞
وكنا نخوض مع الخائضين ۞ وكنا نكذب بيوم الدين ۞ حتى اتانا اليقين ۞
فما تنفعهم شفاعة الشافعين ۞

ان ساتوں آیتوں میں شفاعۃ یا شفیع یا نفع شفاعۃ کی نفی بلا استثنا وارد ہے اور یہ ساتوں آیتیں آئی بھی ہیں غیر مومنین یعنی کفار و مشرکین کے حالات کے ضمن و ذیل میں۔ پہلی آیت بنی اسرائیل کے حالات میں ہے جو مشرک یا کالمشرک ہو چکے تھے۔ دوسری اون غیر مومنوں کے ذکر کے ساتھ ہے جو ایمان لانیکی صلاحیت رکھتے تھے۔ تیسری رسول اللہ کو مفتری کہنے والے منکروں کے ساتھ آئی ہے۔ چوتھی اور پانچویں ذکر شرک کے ساتھ۔ چھٹی اور ساتویں بالکل کفار کے حالات و خیالات کے بیان میں جو آخرت کے منکر تھے۔ لیکن ان ساتوں وعیدوں کی نسبت یہ کہنا کہ کفار و مشرکین ہی سے مخصوص ہیں۔ میرے

---

ؔ کیا میں اوس کے سوا کسی اور کو معبود بنا لوں۔ اگر خدا مجھے کچھ تکلیف پہونچانیکا ارادہ کرے تو اونکی شفاعت مجھے کچھ بھی فایدہ نہ دے اور نہ وہ چھڑا سکیں ۔

ؔ اور انکو آنے والے دن سے ڈراؤ۔ جبکہ دل گلے کے قریب گھٹ رہے ہونگے۔ کہ ظالموں کا کوئی خالص دوست نہ ہوگا۔ اور نہ ایسا سفارشی جسکی سفارش چل جائے ۔

ؔ ہر ایک نفس اپنے کاموں کے بدلے گروی ہوگا۔ لیکن دائیں ہاتھ والے جنتیوں میں مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کونسی چیز دوزخ میں کھینچ لائی۔ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم باتوں میں گھسنے والوں کے ساتھ بری باتوں میں گھس پڑتے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں یقین آیا۔ پس شفاعت کرنیوالوں کی

صحیح نہیں جیسے ظاہر سیاق بعض کی ...

میں ویسی ہی بعض وعیدیں ہر طرح سے عام واقع ہوتی ہیں۔ میرے خیال میں ...
آیت کی وعیدوں کا سیاق مقتضی عمومیت ہے اور کسی طرح تخصیص کا محمل نہیں ہو سکتا
صرف کفار ومشرکین کے حالات کے ضمن ان وعیدوں کا بلا استثناء آنا کفار ومشرکین
کے ساتھ اونکی تخصیص کا قرینہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر تخصیص کا بھی قرینہ مان لیا جا
ئے کہ وعید کسی گروہ کے حالات کے ذیل میں آئے وہ اسی گروہ سے مخصوص ہوتا ہے تو نفی
شفاعت مع الاستثناء بھی کفار ومشرکین کے حالات کے ذیل میں آئی ہے جیسے کہ سورۃ
نجم میں ہے۔ "الکم الذکر ولہ الانثیٰ ۝ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ ۝ ان ھی
الا اسماء سمیتموھا انتم واباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ۝ ان
یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدیٰ ۝
ام للانسان ما تمنیٰ ۝ فللہ الآخرۃ والاولیٰ ع وکم من ملک فی السماوات
لا تغنی شفاعتھم شیئاً الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضیٰ ۝
ان الذین لا یومنون بالاخرۃ لیسمون الملائکۃ تسمیۃ الانثیٰ"۔ اور
اسی پر کیا منحصر ہے۔ نفی شفاعۃ مع الاستثناء اکثر جگہ کفار ومشرکین ہی کے حالات
میں آئی ہے۔ اگر مذکورہ بالا قرینہ ہی کافی سبب تحقیق کا مان لیا جائے تو کفار ومشرکین کے
حالات کے درمیان نفی شفاعۃ مع الاستثناء آنے سے لازم آئیگا کہ انکی شفاعت ہے
وہو خلاف النص اور مومنوں کی شفاعۃ کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ رہیگی۔ حالانکہ نفی شفاعۃ
مع الاستثناء کو انہیں سے مخصوص کیا جاتا ہے۔ ان تمام وجوہ کو مدنظر رکھکر میں
نتیجہ پر پہونچتا ہوں کہ قیامت کے دن نہ من مانے شفیعونکی چلیگی نہ کوئی کیسی شفاعت

---

ل کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں ہیں۔ یہ تو بڑی نامنصفانہ تقسیم ہے۔ یہ صرف نام
ہیں جو تمنے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھدیئے۔ اللہ نے اونکی کوئی سند نہیں اُتاری۔ یہ لوگ
ظن اور اپنے نفسوں کی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں۔ حالانکہ اونکے پاس اونکے رب کی طرف سے ہدایت آچکی
کیا کہیں آدمی کو جو کچھ وہ چاہے ملا ہے۔ دنیا وآخرت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور بہت سے
آسمانوں میں ہیں جنکی شفاعۃ کچھ بھی فایدہ نہ دیگی لیکن بعد اسکے کہ اللہ اجازت دے ...
تحقیق جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ...

بعض آیات سے کفار و مشرکین کے ساتھ جو نفی
... کی بظاہر تخصیص معلوم ہوتی ہے وہ صرف اسلئے کہ وعید کی آیتیں انہیں
کے حالات بیان ہوتے ہوئے ذکر ہوتی ہیں اسلئے لھم ولکم جیسے الفاظ اونمیں بمقتضائے
... یت لائے گئے ہیں ورنہ مراد تعمیم ہی ہے اور الیوم تجزی کل نفس بما کسبت اور
لا ظلم الیوم اور یقضی بالحق وغیرہ قرینہ تعمیم ہیں۔ کما لا یخفی علی المتامل۔ رہیں وہ
آیتیں جنمیں نفی شفاعت مع الاستثناء ہے اب انکو لو۔

(۱) سورہ بقرہ۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم

(۲) سورہ سبا۔ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ۔

(۳) سورہ زخرف۔ ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون

(۴) سورہ یونس۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنہ

(۵) سورہ نجم۔ وکم من ملک فی السماوات لا تغنی شفاعتھم شیئاً الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی

(۶) سورہ انبیاء۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۞ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون

---

۱ کون ہے جو اوسکے سامنے شفاعت کرے مگر اسی کی اجازت سے وہ جانتا ہے جو کچھ اون کے آگے ہے اور پیچھے ہے۔

۲ اس کے یہاں کسی "فرشتہ" کی شفاعت فایدہ نہ دیگی لیکن اوسکی جسے وہ اجازت دے۔

۳ اور جنکو یہ اوسکے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے لیکن وہ جنہوں نے سچی گواہی دی اور وہ جانتے تھے۔

۴ تحقیق تمہارا رب وہ ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو سات دن میں بنایا اور پھر عرش پر ہو بیٹھا اور کاموں کی تدبیر کر رہا ہے۔ کوئی شفیع نہیں ہے لیکن اوسکی اجازت کے بعد۔

۵ اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جنکی شفاعت کچھ فایدہ نہ دیگی۔ لیکن بعد اسکے کہ اجازت دے جسے چاہے اور پسند فرمائے۔

۶ ... نے کہا اللہ بیٹیاں رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ بل کہ وہ تو اسکے مکرم بندے ہیں قول ... نہیں کرتے۔ اور اسکے حکم پر چلتے ہیں جو کچھ اونکے آگے پیچھے ہے اللہ جانتا ہے ... اور وہ اسکے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون به علما ۝ [illegible]

وقد خاب من حمل ظلما ۝ ومن يعمل من الصالحات وهو مؤمن فلا يخاف ظلما

ولا هضما ۝

(۸) سورہ مریم۔ يوم[۲] نحشر المتقين الى الرحمان وفدا ۝ ونسوق المجرمين الى

جهنم وردا ۝ لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا ۝

ان تمام آیات کی نسبت جنمیں نفی شفاعۃ مع الاستثناء آئی ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ
سب میں جبروت خداوندی کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اور سمجھایا گیا ہے کہ قیامت کے دن
سارا اختیار خدا ہی کو ہوگا۔ اور استثناء تاکید نفی کے لئے ہے نہ یہ کہ استثناء وقعی ہے
مطلب ان آیات کا اور اسی طرح کے استثناء کی دیگر آیات کا یہ ہے کہ قیامت کے دن
اللہ کے حکم واذن کے بغیر کچھ بھی نہ ہو نہ یہ کہ اوسکی اجازت سے شفاعت ہوگی اور شفعاء شفا[عت]
کرینگے۔ اتنی واقعی ماننے کے قابل بات ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ "فلان کے سامنے اسکے ایما[ء]
و حکم کے بغیر کون بول سکتا ہے" تو اوسکی جباری وہیبت کا بیان کرنا ہی منظور ہوتا ہے لیکن
ساتھ ہی اسکے اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جب وہ حکم واذن دیتا ہے تو لوگونکو
کی جرأت ہوجاتی ہے۔ اور وہ کلام کرتے ہیں۔ کسیطرح بھی اس سے لازم نہیں آتا کہ اگر وہ
ایما کرے یا حکم دیدے تب بھی کوئی اوسکے سامنے زبان نہ ہلا سکے۔ یہی حال ان آیات
بھی ہے۔ خدائے تعالے کے جبروت واختیار کی شان بھی اون سے معلوم ہوتی ہے۔ ا[ور]
یہ بھی کہ اگر وہ کسیکو شفاعت کا حکم دیدے تو وہ شفاعت کرسکتا ہے اور کریگا۔ اسلئے
آیات سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہیں ہوسکتا کہ قیامت کے دن شفاعت ہوگی اور جن

---

[۱] اس دن کسیکی شفاعت فایدہ نہ دیگی لیکن اوسکی جسکو اللہ اجازت دے اور اوسکے قول کو پسند [کرے]
جو کچھہ اونکے آگے اور پیچھے ہے وہ اسے جانتا ہے اور از روے علم کے کوئی اوسکو محیط نہیں
اور اسدن حی وقیوم کے سامنے سبکے منہ جھکے ہوئے ہونگے اور جو ظلم اٹھا کر لائیگا وہ خا[ئب]
جو نیک کام کریگا اور مومن بھی ہوگا اسکو نہ ظلم کا خوف ہوگا نہ حق ضایع ہونیکا ۝

[۲] جب ہم پرہیزگارونکو رحمان کی طرف مہمانونکی طرح جمع کرینگے اور گنہگارونکو [illegible]
[illegible]

Marfat.com

... لیکن اب یہاں ایک مشکل یہ پیدا ہوتی ہے کہ نفی
... بلا استثنا کی آیتوں سے یہ نتیجہ نکالا جا چکا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسیکی شفاعت
نہ کریگا۔ ان دونوں متناقض نتیجوں میں تطبیق کیونکر ہوسکتی ہے۔ قبل اسکے کہ ہم وجہ
تطبیق بیان کریں شفاعت کی حقیقت عرفی بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ تاکہ وجہ
تطبیق کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے +

عرف میں شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ سفارش کرنیوالا۔ اگر کسی عادل حاکم و اعلیٰ منصب والے
سے کسیکی سفارش کرنا چاہے تو اوسکے پاس جا کر یا تحریر کے ذریعہ سے یا کسیکی زبانی
جسکی سفارش کرنا چاہتا ہے اوسکا حال اور استحقاق جو اب تک حاکم اعلیٰ کو معلوم نہ
تھا۔ یا اس کے خیال سے اُتر گیا تھا جتلا دے اور نتیجہ اس سفارش کا یہ ہوتا ہے کہ وہ حاکم
ذی منصب اس شخص کی نسبت اپنا خیال اور ارادہ بدل دیتا ہے جسکی سفارش کی گئی ہے
اگر پہلے اوسکی تکلیف و ایذا کے درپئے تھا تو مصلحت اس سے درگذر کرتا ہے اور اگر کسی عنایت سے
محروم رکھنا چاہتا تھا تو اوسے محروم نہیں رکھتا۔ اوسکا حق اوسے دیتا ہے۔ اسلئے کہ اسے پہلے
معلوم ہی نہ تھا اسکا استحقاق کیا ہے۔ اور مقتضائے حکمت و مصلحت کیا۔ اور جو استحقاق بزعم
ٹھیرایا تھا وہ جہل و لاعلمی پر مبنی ہونیکی وجہ سے غلط اور خلاف حکمت و مصلحت تھا۔ یہ تو
سفارش باستحقاق ہوئی۔ ثقہ ہمیشہ ایسی ہی سفارش کرتے ہیں اور عادل ایسی ہی سفارش کو
مانتے ہیں لیکن اگر سفارشی ثقہ نہیں اور حاکم بھی عدل و انصاف سے سروکار نہیں رکھتا۔
تو بیجا سفارش بھی ہوتی ہے۔ اس قسم کی بیجا سفارش مانے جانیکی وجہ عموماً یا تو یہ ہوتی
ہے کہ جس سے سفارش کی گئی ہے وہ سفارش کرنے والے کے برابر کا ہوتا ہے۔ اور سمجھتا
ہے کہ آج ایک کی مجھ سے سفارش کر رہا ہے کل مجھے بھی کسی کی سفارش لے کر اسکی
پاس جانا پڑیگا۔ یا سفارش کرنے والے کو اوسکے مزاج میں دخل ہوتا ہے یعنی اوسکی حکومت و
اختیار میں شریک ہوتا ہے۔ ان مجبوریوں سے دب کر اوسے سفارش ماننی پڑتی ہے۔
جیسا کہ روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نہ تو کسی مستحق کے حقوق سے لاعلم و
بے خبر ہے کہ کسی مستحق کا استحقاق جتلانیکی ضرورت پڑے۔ وہ خود فرماتا ہے۔ یعلم
ما بین ایدیھم و ما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء۔
... عالم ... ہے کما یقول

واللہ یقضی بالحق و "لاظلم الیوم" ...
ولم یکن لہ کفواً احد نہ کسی کو اوس کے کام میں دخل ہے۔ بل عباد
مکرمون لا یسبقونہ بالقول۔ اور نہ کوئی اوسکا شریک ہے۔ ومالہ من شفیع
پہر کیا حاجت ہے کہ کوئی کسی کی اوسکے سامنے سفارش کرے۔ اور وہ کیوں مجبور ہونے لگا
کہ کسی کی سفارش سنے ہی سنے اور ناانصافی کرے۔ اسی لیئے خدائے تعالےٰ نے آیات شفاعۃ
بلا استثناء میں شفاعۃ کی قطعاً نفی کی۔ جنکا مطلب یہ ہے کہ خدا کے سامنے کوئی بھی
اوسکو لاعلم ٹہیرا کر اور اپنا حق اور اختیار سمجھکر کسی کی سفارش نہیں کرسکتا۔ اسلیئے ہرگز یہ نہ
سمجھو کہ قیامت کے دن کوئی با اختیار اور بڑا ہو کر تمہاری سفارش کریگا اور علی رغم مشیۃ اللہ
تمکو نجات دلوا دیگا۔ اور ارادہ الٰہی کو جس طرح چاہیگا بدل دیگا۔ اور اگر تم دوزخ کے مستحق ہوگے
تو زبردستی اللہ کا ہاتھ یا اوس کے تخت کا پایہ پکڑ کر تمہیں جنت میں پہونچا ہی دیگا۔ لاریب ایسا
کوئی نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ کرامۃً لبعض عبادہ الصالحین اپنے لبعض
برگزیدہ بندونکو باختیار خود حکم و اجازت دیدے کہ تم کسیکی سفارش کرنا چاہتے ہو تو کرو۔
تو اس سے نہ جبروت و اعتبار خداوندی میں کچھہ کمی آتی ہے اور نہ باجازت و حکم سفارش
کرنے والونکا اختیار و زور اور اللہ سے بڑہ چڑھ کر بندوں کے استحقاق کا جاننا لازم آتا ہے
بلکہ اس حال میں بھی علیم و خبیر خدا ہی رہتا ہے۔ اور شفاعت کلی و اختیار مطلق بھی اسی کی ہاتھ
میں۔ اور شفاعت کرنے والے ویسے ہی مجبور رہتے ہیں جیسا کہ خدا کے سامنے اوسکے بندوں کو
رہنا چاہیئے۔ بلکہ اذن شفاعت ہونے سے اللہ کے جبروت و عظمت کی شان کے ساتھ
ہی اوسکی رحمت و مغفرت کی شان بھی عیاں ہوجاتی ہے۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے ما من
شفیع الا من بعد اذنہ اور من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ وغیرہ آیات
مذکورۃ الصدر میں نفی شفاعۃ مع الاستثناء فرمائی۔ میرے نزدیک نفی شفاعۃ بلا استثناء
. . . . . . . . نفی شفاعۃ مع الاستثنا کی آیتوں میں تطبیق کی بھی یہی صورت
اور تمام آیات شفاعت کے ملانے سے یہی معنی پیدا ہوتے ہیں۔ کما لا یخفی علی المتأ
رہا معتزلہ کے مقابلہ میں ہمارے مفسّرین کا یہ کہنا کہ قیامت کے لبعض دنوں میں شفاعت
اور لبعض میں نہ ہوگی جیسا کہ ہم مفصّل بیان کرچکے۔ یہ بالکل مجاد ...
والیکی اس سے تشفی نہیں ہوسکتی ...

Marfat.com

…ہے جب خدا تعالے نے کسی ایک یا چند بندونکو اور دن کی
…ت کرنے کا حکم دیدیا - تو پھر اُسے اختیارِ تام حاصل ہوگا کہ جبکی چاہے شفاعت کرے اگرچہ
…ن کے اعمال کیسے ہی کیون نہ ہون - اس صورت مین بھی وقوع ظلم کا ظن یا کم از کم احتمال
ضرور رہتا ہے - سوایسا نہین ہے - اللہ تعالیٰ نے آیات شفاعت مع الاستثناء مین اس امر
کو بھی صاف کر دیا - اور بتا دیا ہے کہ شفاعت کرنے والے کیسے ہون گے اور کن لوگون
کی شفاعت کرینگے - شفاعت وہ کرینگے - جن کو اللہ اجازت دے - اور جن کے قول بالشفاعت
کو پسند فرمائے - چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ طٰہٰ مین فرماتا ہے یومئذٍ لاتنفع الشفاعة الا
من اذن له الرحمان و رضی له قولا - اور یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی شفیع احیاناً کسی ایسے
کی سفارش کردے - جو مستحق نجات نہ ہو - تو ایسی سفارش کو خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہین کرسکتا اور
یہ ہو بھی کیونکر سکتا ہے - کہ جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دے - وہ کسی ایسے کی سفارش
کی جرأت کرے - جو قابل عفو و درگذر نہ ہو - اور ازلی مشیت خداوندی مین سزا اور عقاب
ٹھر چکا ہو - کیونکہ جیسے خدا تعالیٰ اپنے خاص بندون کو وحی کے ذریعہ سے شفاعت کا حکم
دے گا - ویسے ہی وحی یا اعلام کے کسی اور طریقہ سے بندون کے اعمال سے بھی آگاہ کریگا -
تاکہ وہ شفاعت کرنے کے قابل ہو سکین - یعنی جان لین کہ کسی نے کہانتک احکام خداوندی
کی تعمیل کی ہے - اس علم کے حاصل ہو جانے پر جسکی نسبت ان ماذون شفیعون کو معلوم
ہوگا کہ وہ مستحق عذاب ہی ہے - تو وہ مستحق عذاب ہی رہے گا - اور کوئی شفیع مشیت خداوندی
کے خلاف اس کی سفارش نہ کرسکے گا - اور جسکی نسبت ظاہر ہوگا - کہ اگرچہ اوس سے لغزشین
ہوئین - لیکن وہ اس کو خدا کی طرف سے پھیر کر اس قدر باطل مین منہمک نہ کر سکین کہ وہ
ہمیشہ خطا کرتا چلا جائے - یہانتک کہ معصیت ہر طرف سے اوس کو محیط ہو جائے - اور اس لیئے
اللہ کے وعدون کے موافق جو اسنے اپنی کتاب مین بندون پر فضل کرنے اور مغفرت سے
…ا ہونے کے متعلق کیئے ہین - علم ازلی خداوند کے مطابق مستحق رضوان و نجات ہی تو شفاعت
شفاعت کرینگے جس کی نسبت اللہ کی مشیت و مرضی ہو - اوس کی مشیت و مرضی کے خلاف
شفاعت نہ کرینگے - اور نہ کرسکین گے - رہی یہ بات کہ مشیت و مرضی کن کی نسبت
…ہے ہین - اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بطریق اجمال بیان کر دیا ہے چنانچہ سورۂ
… الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمان عهدا

Marfat.com

یعنی شفعاء ماذون کسی کی سفارش کے مالک نہ ہون گے [illegible]
کے جنہون نے اللہ سے نجات و مغفرت کا عہد لیلیا ہے[1]۔ عہد سے مراد ہے وعدہ۔ اور وعدہ
مغفرت و نجات کا مدار ہے ایمان صحیح اور اعمال صالحات پر جیسا کہ خدا یتعالیٰ سورہ مائدہ
مین فرماتا ہے[2]۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ واجر عظیم
اسلیے مستحق شفاعت وہ ہوے۔ جو ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ کرتے رہے۔ ایسون سے اگر
کچھ خطائین بھی ہوئین۔ تو اللہ اُن کو اپنے اس وعدہ کے موافق بخشے گا۔ اور ایمان اور
نیک اعمال کا اجر عظیم دے گا۔ اور انہین کی شفعاء ماذون شفاعت کرینگے۔ جو بمقتضاے مشیت
ہونے کی وجہ سے قبول ہوگی۔ فلا ضیر فیہ۔

رہی یہ بات کہ اذن شفاعت ہوچکا یا ہوگا۔ میرے نزدیک قیامت ہی کے دن ہوگا۔
یہی آیات قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر اسکے خلاف کوئی خبر بھی ہے تو وہ قابل تاویل ہے۔
یہ ہے شفاعت کی حقیقت جو بیان کیگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن جو درحقیقت
شفیع بھی ہونگے۔ اون کو بھی نجات و مغفرت کے متعلق کچھ اختیار نہ ہوگا۔ نجات و مغفرت کا اختیار
تو کجا۔ کسی کی یہ مجال نہ ہوگی۔ کہ خدا کی مرضی کے خلاف کسی کے حق مین کچھ کہہ سکے۔ مگر آج
کل عوام کالانعام ہی نہین۔ علم و فضیلت کے مدعی بھی روحی فداہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کو جنت اور نجات و مغفرت کا مالک علے الاطلاق کہتے ہوئے سنائی دیتے ہین۔ ان کی
نزدیک ایمان و اعمال صالحات کی کچھ قدر و قیمت نہین کسی کا اپنے آپ کو اُمتی کہنا اگرچہ وہ

---

[1] لایملکون الشفاعۃ الامن اتخذ عند الرحمن عہدا۔ کی تفسیر مین مفسرین مختلف الآراء
ہین بعض کی راے یہ ہے کہ من۔ اتخذ فاعل ہے لایملکون کا۔ اور اسی بناء پر محلاً مرفوع ہے۔ یا یہ
کہ بدلیت کی وجہ سے محل رفع مین ہے۔ اس صورت مین آیت کے معنی یہ ہون گے۔ کہ بندون مین سے
کوئی شفاعت کرنے کا اختیار نہین رکھتا۔ مگر وہ لوگ اختیار رکھتے ہین۔ جنہون نے اللہ سے عہد لیلیا ہے
بعض کی راے یہ ہے کہ من اتخذ محلاً منصوب ہے۔ اور مضاف الیہ اس کا محذوف ہے۔ یعنی اصل
ہے۔ لایملکون الشفاعۃ الاشفاعۃ من اتخذ عند الرحمن عہدا۔ مطلب یہ کہ بندے
شفاعت کا اختیار نہین رکھتے۔ لیکن اُن لوگون کی شفاعت کا جنہون نے اللہ سے عہد لیلیا ہے
یہی معنی مراد لیے ہین ۱۲ [2] اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا [illegible]

...ام الانبیا خریدنے اور نجات و مغفرت کا مستحق بننے کے لیے
...بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ (للمولف)۔

یعلم ما بین ایدیھم و ما خلفھم۔ یعنی اللہ ان سب باتون کو جانتا ہے جو بندون سے پہلے ہو چکین۔ اور بعد مین ہون گی یا دنیا کی اُن باتون کو جو اُنہون نے پیچھے چھوڑین اور آخرت کے اُن حالات کو جو اون کو درپیش ہین۔ یا جن باتون کو وہ جانتے ہین۔ اور نہین جانتے سب کو جانتا ہے۔

یہ آیت بھی آخرت مین مسئلہ عوام عرفی شفاعت کی نفی کی دلیل ہے۔ اسلیئے کہ جب اللہ تعالیٰ اُن تمام افعال و حالات کو جانتا ہے۔ جو بندے کر چکے۔ یا جو اس وقت اُن کو درپیش ہین یا آیندہ پیش آئین گے۔ اور پھر جو کچھ جزا و سزا بندون کو دے گا۔ وہ اسی علم محیط پر مبنی ہوگی۔ تو پھر شفاعت عرفیہ محال ہے۔ اس لیئے کہ شفاعت عرفیہ کے مستحق ہونے کی یہی صورت ہے۔ کہ شفاعت کرنے والا جسکی شفاعت کرنا چاہے۔ جو حاکم اعلیٰ کو معلوم نہین ہے۔ یا بھول گیا ہے اسے جتا دے۔ لیکن خدا تعالیٰ نہ بھولا ہے۔ اور نہ بندون کے کلی و جزئی حالات سے لاعلم ہے۔ بلکہ اسکا علم سب کو محیط ہے۔ تو پھر شفاعت عرفیہ کی گنجائش ہی کہان رہی۔

ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء۔ اور بندے اُس کے علم سے کچھ حصہ بھی حاوی و محیط نہین۔ لیکن اس چیز کے علم کو جسکا علم اسدا و نہین دینا چاہے۔ اور اپنی مشیت سے دے۔ اور جس کا علم خود اللہ کی طرف سے اور اوسی کا دیا ہوا ہو۔ تو کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ وہی اللہ کو خبر دے اور آگاہ کرے۔ اور جب خبیر کو کسی کی نسبت خبر دینا۔ اور علیم کو کسی کے حال سے آگاہ کرنا ممکن نہین۔ تو پھر شفاعت عرفیہ مختارانہ کہان رہی؟ حتی کہ اذن شفاعت ہو جانے پر بھی شفعاء کو لوگون کے حال و استحقاق بیان کرنے کی گنجایش نہ ہوگی۔ ان کی شفاعت جو وعدہ خداوندی کے بموجب حق ہے۔ صرف یہی معنی ہین۔ کہ وہ بندون کے حق مین ...ت و مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرینگے۔ اور چونکہ اون کی وہ دعائین خدا تعالیٰ کے علم کے موافق اور مرضی کے مطابق ہونگی۔ اور ان کی قبولیت سے ارادۂ الٰہی مین کچھ ...ل نہ ہوگا۔ اس لیئے وہ قبول ہونگی۔ اور چونکہ ان کی دعا کے بعد بہت سی بندون ...حاصل ہوگی۔ اسلیئے دعا کرنے والے بندے یا بندون کے حال پر خدا تعالیٰ ...نے بھی شفاعت کی یہ ہی معنی تفسیر کی ہے۔

وسع کرسیہ السموات والارض

ہونا بھی چاہیئے۔ اسلیئے کہ وہ مجاز ہے کسی حقیقت کا۔ اور وہ حقیقت ...
نہ مانا یا تو وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ کا تخت ہی کرسی ہے۔ یا یہ کہ کرسی ایک جدا گانہ
اور معمولی کرسی کی طرح ایک کرسی ہے۔ جو عرش کے نیچے ہے۔ اور پھر اس کی وسعت
کرتے ہین کہ اتنی ہے اور اتنی۔ لیکن ان دونون معانی مین سے کسی ایک کا بھی
متحمّل نہین ہوسکتا۔ اس لیئے میرے نزدیک وُہ صحیح نہین۔ جب تک کہ کسی خبر صحیح سے
قربت نہ ہو۔ جن مفسرین نے لفظ کرسی کو کسی حقیقت کا مجاز مانا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ
کرسی سے مراد ہے علم آلہی۔ چنانچہ لغتہً کہا جاتا ہے کرُس الرجل اے کثر علمہ وازدحم
علے قلبہ۔ یا مراد ہے قدرت وسلطنت۔ اس لیئے کہ ملک وسلطنت کے مفہوم سے بلفظ کرسی
کنایہ کرنا علے طریق المجاز بعید نہین ہے۔ میرے نزدیک یہی پچھلے دونون معانی کرسی کے
صحیح ہین۔

ولا یؤدہ حفظہما۔ یعنی تمام عالم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کو شاق وگران نہین
اس لیئے کہ وہ تمام کائنات کا علم رکھتا ہے۔ اور سب سے بڑا اور برتر ہے۔

وھو العلی العظیم۔ علی وعظیم ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اشباہ انداد سے اور اوہام
بشریہ سے بلند ہے۔ نہ کوئی ملک وسلطنت مین اسکا شریک وسہیم ہونے کی وجہ سے اس پر
دباؤ ڈال سکتا۔ اور مستحق عذاب کو مستحق رضا بنا سکتا ہے۔ نہ وہ آدمیون کی طرح محتاج ہے
کہ فصل قضایا مین کسی کی مدد لینے پر مجبور ہو۔ یا کسی کی شفاعت مانے (ماخوذ از المنار)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ
بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى
انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ترجمہ دین کے بارہ مین زور زبردستی نہین
گمراہی سے الگ ظاہر ہوگئی۔ اب جو کوئی منکر ہو شیطان کا

اللہ کارساز ہے اُن لوگون کا جو ایمان لائے۔ اون کو اندھیرے سے اجالے کیطرف نکالتا ہے۔ اور جنہون نے ایمان لانے سے انکار کیا۔ اون کے دوست سرکش شیطان ہین۔ جو اُن کو اُجالے سے اندھیرے کی طرف نکالتے ہین۔ ایسے آدمی دوزخی ہین۔ اور ہمیشہ اوسی مین رہین گے۔

ابو داؤد۔ ونسائی۔ وابن حبان وابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ زمانہ جاہلیت مین انصار کی عورتون مین سے جس کا بیٹا زندہ نہ رہتا۔ وہ منت مانتی کہ اگر بیٹا زندہ رہا تو مین اوس کو یہودی بناؤن گی۔ اور جب بیٹا زندہ رہجاتا تو اسے یہودی بننے کیلئے یہود مین بھیجدیتی۔ انصار کے اسلام لے آنے پر بھی کچھ ایسے لوگ تھے جن کے بیٹے یہود مین یہودی بن رہے تھے۔ حتی کہ جب بنی نضیر جلا وطن کئے جانے لگے۔ تو اس وقت بھی انصار کے کچھ لڑکے اون مین تھے۔ انصار نے یہ دیکھکر کہ کہین بیٹے بھی انکے ساتھ ہی نہ چلے جائین۔ کہا کہ ہم اپنے بیٹون کو نہ چھوڑین گے۔ اور یہود کے ساتھ نہ جانے دین گے۔ یہود نے کہا کہ یہ تو ہماری نذر اور ہمارے دینی بھائی ہین ہم انہین نہ چھوڑینگے۔ اس کشمکش کی حالت مین آیہ لا اکراہ فی الدین نازل ہوئی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تمہارے بیٹے تمہین اختیار کرین تو وہ تمہارے اور تم مین سے ہین۔ اور اگر اون (یہود) کو اختیار کرین تو اون مین سے ہین۔ اس حالت مین انہین نکالدو۔

ابن جریر نے بطریق سعید یا عکرمہ ابن عباس یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ آیہ لا اکراہ فی الدین حصین نامی انصاری کے بارہ مین نازل ہوئی۔ جو بنی سالم بن عوف مین سے تہا۔ اسکے دو بیٹے نصرانی تھے۔ جب وہ حصین کے مسلمان ہوجانے کے بعد چند نصرانیون کے ساتھ مدینہ منورہ مین آئے۔ تو اوس نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ کیا مین اپنے ان دونون بیٹون کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرون؟ کیونکہ انہین پرادڑے ہوئے ہین۔ اس وقت آیہ لا اکراہ فی الدین نازل ہوئی بعض تفاسیر میں ہے کہ حصین اپنے دونون بیٹون کو اسلام لانے پر مجبور کرنے کے درپے ہوا یہ معاملہ آپ تک پہونچا حصین نے کہا یا رسول اللہ کیا میرے

فیصلہ کے لیئے آیۂ لا اکراہ فے الدین نازل ہوئی۔

ابن جریر نے اور بھی کئی روائیتین ایسی ہی بیان کی ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین عورتین جب اون کی اولاد زندہ نہ رہتی تو منت مانتین کہ اگر بچہ جیئے گا۔ تو ہین اوس کو یہودی بناؤن گی۔ جب اسلام کا زمانہ آیا۔ تو مسلمانون نے اپنی اولاد کو جو یہودیون کے مذہب اور رسم و رواج کی پابند تہی۔ اسلام اختیار کرنے پر مجبور کرنا چاہا۔ لیکن آیہ لا اکراہ فی الدین نے نازل ہو کر اس قضیہ کو چکا دیا۔

یہ ہے اوس دین کا حکم جس کے دشمن و بدخواہ آج یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہین۔ کہ وہ زور اور تلوار سے قائم ہوا۔ لوگون کے سامنے پیش کیا جاتا تہا۔ اور تلوار اوس کے دائین ہاتھ پر ہوتی تہی۔ جس نے قبول کر لیا۔ وہ بچ گیا۔ اور جس نے رد کیا۔ تلوار نے اوسکی گردن پر اپنا حکم جاری کر دیا۔ کوئی ان سے پوچھے تو کہ کیا مکہ مین اون دونون لوگون کو اسلام پر زبردستی مجبور کرنے کے لیئے تلوار کام کر رہی تہی۔ جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھپ کر نماز پڑہتے تھے۔ مشرکین مکہ طرح طرح کی ایذاؤن سے مسلمانون کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی انتہائی کوششین کرتے تھے۔ یہان تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ یا زور زبردستی سے مدینہ مین کام لیا گیا جب کہ اسلام طاقت پکڑ رہا تہا۔ آیہ لا اکراہ فے الدین اسی زمانہ مین تو نازل ہوئی تہی۔ اسلیئے کہ غزوہ بنی نضیر ہجرت کے چوتھے برس ربیع الاول مین ہوا ہے۔ اور بخاری رح کی روایت یہ ہے کہ یہ غزوہ احد سے پہلے ہوا۔ (جو بلا خلاف ہجرت کے تیسرے سال شوال کے مہینہ مین ہوا ہے) جب کہ کفار مکہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

غزوہ بنی نضیر کی وجہ یہ ہوئی تہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا تہا۔ اوسے توڑ کر دو دفعہ مکر و فریب سے آپکے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ وہ مدینہ منورہ مین ہی رہتے تھے۔ اور ہر وقت کا پاس پڑوس تہا۔ اون کے مکر و ... سے بچنے کی کوئی تدبیر اس کے سوا نہ تہی۔ کہ اون کو مدینہ و حوالی مدینہ سے ... اسی لیئے آنحضرت نے مسلمانون کو ساتھ لیکر اون کا محاصرہ ...

...ہی-زبردستی اسلام پر مجبور کریں-اور
...ین کو یہود کے ساتھ جانے سے نہ روکا۔

بنی نضیر کی جلاوطنی کا دن پہلا دن تہا جس مین بعض مسلمانون کو اکراہ علے الاسلام کا
خیال ہوا تہا-لیکن اسی دن آیہ لا اکراہ فی الدین سے نازل ہو کر اس خیال کو ان کے
دل سے نکال دیا-قرآن مجید مین یہی ایک آیت اکراہ فی الدین کی مانع نہین-ایک دوسری
جگہ بہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے- ولوشاء ربك لآمن من فی الارض کلھم جمیعا-
افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین- ایسی ہی اور بہی بہت سی آئتین
ہین-جو مذکورہ بالا آیات کی تائید کرتی-اور سمجہاتی ہین-کہ دین لوگون کے لیئے
اختیاری ہدایت ہے-جو اون کے سامنے مؤید بہ آیات و بینات پیش کیا جاتا ہے-اور
یہ کہ انبیاء و رسول زور زبردستی کرنے کے لیئے نہین بہیجے گئے-بلکہ وہ صرف بشارت
دینے اور ڈرانے کے لیئے بہیجے گئے ہین۔

یہان ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب ہدایت اختیاری ہے-اور انبیاء و
رسل بشیر و نذیر ہی ہین-تو پھر اسلام مین قتال کیون شروع ہوا-؟ اگرچہ قتال کی
حکمت و مصلحت پہلے بیان ہو چکی-اور اِس اعتراض کے شافی جواب کے لیئے وہ بیان ہی
کافی ہے-لیکن یہان بہی چند باتین قابل بیان ہین-وہ یہ کہ یہ آیت جس کی تفسیر مین
گفتگو ہو رہی ہے-غزوہ بنی نضیر مین نازل ہوئی-جب کہ بعض صحابہ نے اپنی مُتَہوّد
اولاد کو مجبور کرنا چاہا-کہ وہ مُسلمان ہو جائے-اور جلاوطنی مین بنی نضیر کے ساتھ نہ جائے
جیساکہ بیان ہو چکا-اوس وقت اللہ تعالیٰ نے مُسلمانون کو آگاہ کیا کہ اکراہ فی الدین
منع ہے-اور عمدہ طریقہ دعوتِ دین کا یہی ہے کہ اُسے بیان کر دیا جائے-یہان تک
کہ ہدایت وضلالت الگ الگ عیان ہو جائین-پھر اوس کے قبول و عدم قبول کا لوگون
کو اختیار ہے-جو شق چاہین اختیار کرین-اکراہ فی الدین کا یہی موقعہ تھا-اِس لیئے کہ بعض
... اِس خیال مین مبتلا تھے-رہا قتال کا مشروع ہونا-وہ دعوت دین کی حفاظت و
... مُسلمانون کے سر سے کفار کا شر روکنے کے لیئے شروع ہوا ہے-تا کہ ضعیف الایمان
... ان کے دل مین اچھی طرح جڑ پکڑ لے-کفار کے ورغلانے سے پھسل نہ
... مسلمانون سے دبے کہ کفار

کہ ابتدائے اسلام مین علانیہ کرتے رہے

نے فرمایا وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ یعنی جفا کار
دین سے برگشتہ کرنے والی مشرکین سے یہان تک لڑو کہ ایمان مومنون کے ول
ان معاندان دین کے متزلزل کر دینے سے مامون ومحفوظ ہو جائے۔ اور اون کا دین
خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ اور محکم ومضبوط۔ نہ کہ مذبذب ومضطرب۔ اور یہ بات اسیوقت ممکن
ہوسکتی ہے کہ دین پر نرغہ کرنے والے فتنے اور فتنہ پرداز دور ہو جائین۔ اور دین کا اتنی
طاقت حاصل ہو کہ کوئی دشمن دین کسی دیندار پر کسی قسم کی بے جا جرارت نہ کرسکے۔ اور فتنون
کے انسداد کی دو ہی صورتین ہوسکتی ہین۔ اول یہ کہ معاندین اسلام اسلام کا اظہار کرین
اگرچہ اونکا اظہار صرف زبانی ہی کیون نہ ہو۔ اس لئے کہ جس نے زبان سے بھی اسلام کا
اظہار کر دیا پھر وہ مسلمانون سے خصومت نہین کرسکتا ہے۔ اور جب دشمنان دین کی فتنہ انگیز
زبانین اور موذی ہاتھ یون اخلاقی شکنجہ مین آگئے۔ تو دین بھی خالص اللہ ہی کے لئے
رہگیا۔ جو چاہے خالصاً لوجہ اللہ کسی کے خوف کے بغیر اختیار کرے۔ اور جو نہ چاہے۔ نہ
کرے۔ مگر جسنے ایک بار اختیار کرلیا۔ وہ پھر بامید وبیم اس سے برگشتہ اور اوسکی دعوت
سے منع نہین کیا جاسکتا۔

دوسری صورت دینی فتنہ کے انسداد کی جو عدم اکراہ فی الدین پر زیادہ دلالت
کرتی ہے۔ وہ جزیہ ہے۔ جزیہ یہ ہے کہ جو اب تک اسلام کی دشمنی پر کمربستہ تھے۔ وہ مسلمانون
کے مطیع ومنقاد ہو کر اپنے جان ومال ننگ وناموس کی حمایت وحفاظت کے عوض مین کچھ
مال دینا اور دیتے رہنا قبول کرلین۔ اس حالت مین انکے مطیع ہو جانے سے اسلام اور
مسلمانون کو ان کے شر سے چھٹکارا ہو جائے گا۔ غرضکہ فرمان خداوندی لااکراہ فی الدین
دین کے اہم قواعد مین سے ایک قاعدہ اور اسلام کے سیاسی ارکان مین سے ایک اہم رکن
ہے۔ نہ وہ یہ جائز رکھتا ہے۔ کہ کسی کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے۔ اور نہ یہ کہ کوئی کسی کو
بجبر واغوا حوزہ اسلام سے خارج کر دے لیکن مسلمان اس رکن عظیم کو اسی حالت مین
رکھ سکتے۔ اور اس قاعدہ پر اسی وقت چل سکتے ہین۔ کہ طاقت وشوکت رکھتے ہون
اور اپنے دشمنون کے مقابلہ مین اپنی اللہ دین کی اسی ذریعہ سے حفاظت کر سکین
دشمن اپنی حفاظت کر رہا ہے۔ اس لئے کہ

Marfat.com

[illegible] ہین۔ اور مخالفین سے ایسی باتون کے ساتھ مجادلہ کرین [illegible] ہون۔ باین اعتماد کہ دلیل سے ہدایت وضلالت خود روشن ہو جائے گی۔ اور ایمان ہدایت کا ایسا راستہ بھی یہی ہے۔ جب کہ دعوت دین کو آزادی حاصل ہو۔ اور فتنہ سے امن و امان۔ پس جہاد و امر قتال باین حیثیت دین کی بات ہے۔ یعنی جہاد اصل دین اور مقصد دین نہین۔ بلکہ دین کی ڈھال ہے۔ اور سیاسی حکم ہے جو ضرورت لازم دین ہے۔ اس حد سے تجاوز کر کے کہنے والے جو کچھ بھی کہتے۔ اور جہاد کو مطلوب بذاتہ بتاتے ہین۔ وہ سب ناقابل التفات ہیں۔ اور قرآن کریم باجمال وتفصیل ہمارے قول پر حجت ہی۔ اور اونکو خلاف۔

لا اکراہ فی الدین۔ اسلام سے پہلے بعض ملتون خصوصاً نصاریٰ مین بجبر واکراہ لوگون کو اپنے مذہب مین داخل کرنے کا دستور رہا ہے۔ لیکن یہ اکراہ اگر دیکھا جائے تو بہ نسبت دینی ہونے کے سیاسی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔ اس لئے کہ ایمان جو دین کی اصل ہے۔ یقین قلبی کا نام ہے۔ اور یہ محال ہے کہ جبر واکراہ سے یقین قلبی حاصل ہو سکے یقین قلبی صرف دلیل و برہان سے حاصل ہوتا ہے۔ اور بس۔ اسی لیے پہلے خدا تعالیٰ نے اکراہ فی الدین کی نفی کی۔ اور پھر فرمایا قد تبین الرشد من الغی یعنی ظاہر ہو چکا کہ یہ دین سر تا سر ہدایت و فلاح ہے۔ اور اسکی پابندی سید ہے اور روشن راستے پر چلنے کا حکم رکھتی ہے۔ اور جو ملّت و مذہب ہے۔ وہ ضلالت و گمراہی کا راستہ ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت ........ لا انفصام لھا۔ طاغوت مبالغہ کا صیغہ ہے طغیان سے۔ یا خود مصدر ہے۔ لغتہً سرچشمہ طغیان کو طاغوت کہین گے۔ مگر مراد اس سے ہر وہ چیز ہے۔ جس پر ایمان لانا اور جس کی عبادت کرنا دائرہ حق سے نکلجانے کا موجب ہو۔ عام اس سے کہ وہ کوئی زندہ و مردہ مخلوق ہو۔ جس کی ماننا اور پرستش جاری ہو یا کوئی نفسانی ہو۔ جس کا اتّباع کیا جاتا ہو۔

عروہ کئی معانی مین مشترک ہے۔ ڈول کی اوس لکڑی کو بھی کہتے ہین۔ جس مین رسی باندھی جاتی ہے۔ اور جسے ہاتھ سے پکڑ کر ڈول کا پانی انڈیلتے ہین۔ اور مجازاً رسی کو بھی۔ اور صراحی کے دستے کو بھی۔ اور تکمہ کو جس مین گھنڈی لگتی ہے۔ اور گھنی اور درہم پیچیدہ گیاہ کو بھی جس مین اونٹ چرتے ہین۔ جب کہ کہین اور گھاس پات نہین رہتی۔ [illegible] ہین۔ جن کے کبھی پتے جھڑتے ہی نہین۔ یا اُس

درخت و روئیدگی کو جس کی جڑ ابھی ...

بلکہ ابھی اوس کے پھوٹ آنے کی امید ہو۔ اگرچہ یہ معانی سب ...
آیت مین درست ہو سکتے ہین۔ لیکن سہل الفہم ہونے کی وجہ سے ہم نے ترجمہ مین ...
اور دوسرے مجازی یعنی دستہ۔ رسی کے معنی اختیار کیئے ہین۔ اس حالت مین عروۃ الوثقیٰ
سے مراد ہوگا۔ اوثق عری النجاۃ۔ یعنی نجات کا مضبوط ترین دستہ۔ یا محکم ترین رسی۔ اور
استمساک بالعروۃ سے مراد ہے نجات کے سیدھے راستے پر قائم رہنا۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جس نے تمام جھوٹے اور گمراہ کن معبودون سے قطعاً انکار کیا
اور اللہ پر کامل ایمان لایا۔ نہ اوس کے سوا کسی کی عبادت کی۔ نہ کسی سے امید رکھی اور نہ
کسی کا خوف کیا۔ اوسی کی عبادت کی۔ اور اوسی کو اپنی امید و بیم کا مرجع یقین کیا۔ تو اوس نے
نجات کے مضبوط دستے یا رسی کو پکڑ لیا۔ نہ یہ دستہ ہاتھ سے چھوٹنے والا ہے۔ اور نہ رسی
ٹوٹنے والی۔ کہ وہ گرے اور ہلاک ہو جائے۔

اگر آیت مین عروہ سے وہ درخت و روئیدگی مراد لین۔ جو خشک سالی مین بھی ہری
رہتی ہے۔ تو مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ کہ جس نے طاغوت کو چھوڑ کر اللہ کو پکڑا۔ اوسکی ایسی
مثال ہے جیسی کہ اُن اونٹون کی جن کو سدا بہار درختون کا سہارا ہے۔ جب اور اوہر اودہر
کی گھاس پات سے پیٹ بھرنے والے بھوکے مرتے ہون گے۔ یہ ان مبارک درختون مین
آرام سے بسر کرتے ہونگے۔ یعنی اون کی سعادت دائمی ہوگی۔ برخلاف اورون کے کہ
انکا عیش ناپائدار اور چند روزہ ہے۔

واللہ سمیع علیم۔ اللہ ان لوگون کی باتین سنتا ہے جو زبان سے انکار طاغوت و
ایمان باللہ کے مدعی ہین۔ اور جو کچھ اون کے دل مین دعوے زبان کے موافق و مخالف
ہے اسے جانتا ہے۔ اسی کے موافق ان کو سزا و جزا دے گا۔

اللہ ولی الذین آمنوا من الظلمات الی النور۔ یعنی جو لوگ ایمان کا ارادہ
کرتے ہین۔ یا باجمال اللہ پر ایمان لا چکتے ہین۔ اللہ تعالیٰ اون کو نور دلیل سے
ضلالت سے نکالتا۔ اور استقامت کی توفیق دیتا ہے نہ جبر و اکراہ سے۔ یہ آیت لا اکراہ
فی الدین کی دلیل ہے۔ اور تنبیہ ہے اُن لوگون کے حق مین ...

... اختیار ...

[illegible]

[illegible] کے لحاظ سے ہمارا مسلک

[illegible] کرنا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ

[illegible]

Marfat.com

... اللہ تعالی مومنون کے کام کا متولی ہے۔ اس لیئے ... ضلالت کی تاریکی سے نکالتا اور استقامت کی توفیق دیتا ہے۔ لیکن ... بیانِ تفسیر ہے۔ ورنہ از روئے سیاق آیت کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے عقائد ... کے سوا کسی کی ولایت وسلطنت نہین۔ اسی لیئے وہ اون کو حس وعقل و دین کی ... دیون کے بجا طور پر استعمال کی توفیق دیتا ہے۔ یعنی جونہی کسی مومن کو کوئی شبہ پیش ... آتا ہے۔ اللہ کی ولایت مین ہونے کی وجہ سے اس کے دل پر نور حق کی شعاعین پڑنے ... لگتی ہین۔ اور شبہ کی تاریکی دور ہوجاتی ہے۔ اور مومن بسہولت اس شبہ کے اندھیرے سے ... نکل کر ہدایت کے نورانی راستے پر آجاتے ہین۔ چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ ان الذین اتقوا اذا مسّھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ یعنی جو متقی لوگ ہین جب کبھی اُنکو کچھ وسوسے آتے ہین۔ تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہین کہ دفعتہً اون کی آنکھین کھل جاتی ہین۔ اور ہدایت کا سیدھا راستہ دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ اور تمام شبہات دور ہوجاتے ہین۔

والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات یعنی جو لوگ کفر کا ارادہ کرتے ہین۔ یا فی الجملہ کفر مین جا پڑتے ہین۔ اون کے ولی طاغوت ہین۔ اون کے نفوس پر انہین باطل اور سرکشی وطغیان کی طرف کھینچنے والے جھوٹے معبودون کی ولایت ہوتی ہے۔ اس لیئے وہ لوگون کو نور سے نکال نکال کر ظلمت مین ڈالتے ہین۔ ... اگر کوئی زندہ طاغوت ہو اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ اوس کے پوجنے والے کے دل پر کوئی حق ... شعاع پڑ گئی ہے۔ جو اوس کے اعتقاد کے فساد کو ظاہر کرتی ہے۔ تو وہ جھپٹ کر نور شعاع ... ... شبہات کے پردے ڈالدیتا ہے۔ اور اگر طاغوت غیر حیّ ہے۔ اور بت صفت ہو تو اسکی ... ... اور مندر کے پجاری اور اوس کی مانتا رکھنے والون کے سرگروہ شبہات کو آب و تاب ... اور سیاہ کو سفید دکھانے مین کوئی کسر نہین اٹھا رکھتے۔ اور راہ پر آتے ہوئے کو پھر ... دیتے ہین۔ اور چونکہ یہ لوگ داعی طاغوت ہوتے ہین۔ اور ان کی بات مانی جاتی ... بعینہٖ ہی عبادت مثال ہوتی ہے۔ اس لیئے یہ بھی ہر طرح طاغوت ہی کے

وہ لوگ جن کو ظلمت نے گھیر لیا۔ اور ذرا [illegible] ان
جو اون کو دار رضا تک پہونچا سکے۔ (ماخوذ از الشان)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِ
إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ط قَالَ إِبْرَا
فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي
كَفَرَ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَ
هِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا ج قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج فَأَمَا
اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ط قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ
يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ
يَتَسَنَّهْ ج وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ قف وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَا
كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ لا قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ
قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ط قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَ
مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ
ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ ترجمہ واسطے

کیا تو نے اوس کے حال پر غور نہین کیا جس نے اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے اسکو
ملک دیا رہا جسنے اس گھمنڈ پر کہ اللہ نے اوسکو ملک دیا تھا۔ یعنی وہ ملک و سلطنت
والا تھا) ابراہیم سے اوس کے رب کے بارہ مین جھگڑا شروع کیا جب کہ ابراہیم نے
میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے سا اوس نے کہا مین جلاتا مارتا ہون۔ اس
نے کہا (اچھا) اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے تو نکالدے۔ اس
کافر حیران رہگیا۔ اور اللہ ظالمون کو ہدایت نہین دیا کرتا۔ یا جیسے وہ شخص کہ ا
کے پاس سے جو اپنی چھتون پر ڈھیا ہوا پڑا تھا۔ گذرا تو کہنے لگا کہ اللہ اس کو ا
کے بعد کیسے زندہ کرے گا۔ پس اللہ نے اوس کو سو برس تک مردہ رکھا
تو کتنی دیر پڑا رہا۔ اوس نے کہا مین ایک دن یا دن کے کچھ
[illegible]

Marfat.com

...ابھارتے اور ان کو ... جب اوس پر سالم کھل گیا۔ تو وہ بولا اب مین یقین کرتا ... قادر ہے۔

جب ابراہیم نے کہا کہ اے رب مجھے دکھا دے کہ تو مردون کو کیونکر جلائے گا ... نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین نہین۔ ابراہیم نے کہا کیون نہین۔ لیکن یہ ... ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندے لے ... ون کو پارہ پارہ کر ڈال (یا انہین اپنے سے ہلا) پھر اون مین کا ایک ایک ٹکڑا ... ایک پہاڑ پر رکھ۔ پھر اون کو پکار۔ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئین گے۔ اور ... لے کہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

**تفسیر** قبل اس کے کہ مذکورہ بالا آیات کی تفسیر شروع کی جائے۔ یہان بطور تمہید چند باتون کا باختصار بیان کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ فہم تفسیر اور ربط کلام کے سمجھنے مین ایک سہولت ہو جائے۔ اول یہ کہ الم تر کے کیا معنی ہین۔ دوسرے یہ کہ ان تینون آیتون کو ... سے کیا تعلق ہے۔ تیسرے یہ کہ ان تینون آیتون مین یا پہلی دو آیتون مین ... تعلق کی کیا صورت ہے۔

امر اول۔ الم تر۔ کلمہ استفہام ہے۔ جب اس کو کسی ایسے شخص کو خطاب کیا جاتا ہے جو ... کو پہلے سے جانتا ہے جو متکلم الم تر کے بعد کہنا چاہتا ہے۔ تو الم تر کے لانے کا مقصود ... ہے اوس کو تعجب مین ڈالنا۔ اور بات یاد دلا کر اوس کا ذہن نشین کرنا۔ اور اگر ... جب ہے اوس بات کو نہین جانتا۔ تو الم تر سے بطریق تشویق متکلم مخاطب کو اپنے ... طرف متوجہ کرنا۔ اور وہ بات مع التعجب سمجھانا چاہا کرتا ہے۔ جو الم تر کے بعد کہنے ... الم تر الی الذی حاج ..... الخ مین بھی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کو ایک عجیب ... جسے آپ کو معلوم نہ تھا۔ آپ کو بتانا۔ اور اس سے تعجب مین ڈالنا چاہا ... ... کی وجہ سے کا لمرئی فرض کر لیا ہے۔ ... ... کہ گویا ... آنکھ سے

امر دوم ... بالا تینون ...

کافرون کا ولی طاغوت - اللہ مومنون کو شبہ و ضلالت کی تاریکی سے

کے نور مین پہونچاتا ہے - اور طاغوت اپنے پیروؤن کو ہدایت و حق کے ... سے

ضلالت کی اندھیرے مین ڈالتا ہے - آیات زیر بحث مین اللہ نے مومنون کو شبہ اور ...

کی تاریکی سے نکال کر ہدایت و حق کی روشنی مین پہونچانے کی چند حیرت انگیز مثالین

کی ہین - اسی لیئے اون کے اوّل مین اَلم تر آیا ہے -

امر سوم - چونکہ مذکورہ بالا تینون آیتون مین یکے بعد دیگرے اس امر کی مثالین

ہین کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کو شبہ اور گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر اون کو حق و

ہدایت کے پر نور راستہ پر پہونچا دیا - اسلیئے ان مین عطفی تعلق ہونا چاہیئے - اور یہی ...

مفسرین نے مانا ہی - لیکن اسبارہ مین اختلاف ہی کہ ان تینون آیتون مین مومنون کے

ہدایت پانے کی دو مثالین ہین - یا تین - جمہور کی رائے پر تینون آیتون مین تین مثالین

ہین - اور بعض کی رائے پر دو - یعنی وہ دوسری آیت بیان و واقعہ کو پہلی آیت سے

اور ابراہیم علیہ السلام کا قول مانتے ہین - جیسا کہ قاضی بیضاوی کا مسلک ہی - یا ...

کہ اس اختلاف کا مبنیٰ مفسرین کے فہم کا اختلاف ہی - اور سیاق کلام کا دونون با...

لیئے متحمل ہونا - نہ کہ کوئی نص - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

... اَلم تر الی الذی حاجّ ابراھیم ...... الخ مقصود بالذات مطلب آیت ...

کہ دیکھو ابراہیمؑ مومن تہا - اس لیئے اوس کو اللہ کی ولایت مین ثبوت اللہ کے ...

محکم حجتین سوجھین - اور وہ اُن شبہات کی تاریکی سے جو اوس کے سامنے پیش ...

... نور ہدایت کی طرف نکل گیا - اور جو طاغوت کے اثر اور ولایت مین تہا ...

... پردے پڑے ہوئے تھے - اور کس طرح ضلالت کی تاریکی مین ٹکرین مارتا ...

... نور ہدایت کی شعاع بھی اوس کے سامنے چمکی - تو تو وہ اس راہ پر نہ آسکا ...

... گمراہ تر کر دیا ...

Marfat.com

... مطلب آپ کا یہ تھا کہ

... میں عالم ہے جس کے زندگی دینے سے ہر زندہ زندہ ہوا اور

... پہچاننے سے زندہ ہے۔ اور جس کے زندگی جاری نہ رکھنے سے کوئی

... نہین رہسکتا۔ بلکہ مردہ ہوجاتا ہے۔ یعنی جس نے حیات و ممات کا قانون بنایا۔

... کو چلا رہا ہے۔ وہ میرا رب ہے۔ مگر چونکہ طاغوت اوس بادشاہ کی راہ مار چکا تھا۔

... ضلالت کی تاریکی مین پڑا ہوا تھا۔ یہ ہدایت کی بات بہی اوس کی سمجھ مین نہ آئی۔

چونکہ خود خدائی کا دعوے کر رہا تھا۔ اور سلطنت کے زور مین جس کو چاہتا تھا۔ مروا ڈالتا

... جسے چاہتا تھا چھوڑ دیتا تھا۔ اِس لیئے اوس نے ابراہیم علیہ السلام کا جواب سُن کر

... ملتا۔ اور وہین جلاتا ہون۔ یعنی اپنے حکم سے جس کی چاہتا ہون گردن اُڑا دیتا

ہون۔ اور جس گردن زدنی کو چاہتا ہون۔ معاف کرکے زندگی بخشدیتا ہون۔ مطلب یہ تھا

کہ ... معبود و الہ ہون۔ بادشاہ طاغی کا یہ بے دلیل دعوے انانیت سُن کر ابراہیم علیہ السلام

... اللہ کی اُلوہیت کی یہ حجت پیش کی۔ کہ میرا رب اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا

... اگر تو الٰہ ہے۔ تو اِس کو مغرب سے تو نکالدے۔ یہ حجت سُن کر وہ کافر ہکا بکا رہگیا۔ اور اس

... جواب نہ بن پڑا۔ چاہیئے تھا کہ ہار مان کر ایمان لاتا۔ اور خدائے ابراہیمؑ کو معبود مانتا۔

... وہ ایمان نہ لایا۔ اِس لیئے کہ اللہ کی ولایت سے اوسے کچھ واسطہ نہ تھا۔ اور بالکل طاغوت

... مین حد سے نکل چکا تھا۔ جہانتک کہ آدمی ہدایت پانے کے قابل رہتا ہے اِسی لیئے

... اوس کو ہدایت نہین دی۔ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین۔ ظلم سے مراد اِس مقام

... اعراض کرنا ہے۔ اور نورِ عقل ہی وہ شمع ہدایت ہی جس کو آدمی ہاتھ مین لیکر دین

... چلتا ہے۔ اگر کسی نے اِس شمع ہدایت کو بجھا کر اپنے اوپر ظلم کیا۔ تو وہ ظلمت ضلالت

... پھرا رہتا ہے۔ اور وہ سیدھا راستہ نہین پاتا۔ جو اسے منزل نجات و سعادت

... اور اسی سرگردانی مین ہلاک ہوجاتا ہے۔

... ابراہیم علیہ السلام نے حجتی بادشاہ کے سامنے اپنی پہلی حجت ...

... تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تجھ کو دعوا ...

... تو کیسے ... آفتاب ...

کیا الزام دے چھوڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اوسے اس ...

... نا نہ رکھا۔ اور اپنے رسول کی حجت پوری کر دی۔ اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کی ...

کرنا۔ اور اس معارضہ کی گنجائش باقی سمجھنا جیسا کچھ رکیک اور لاشے محض ...

لیکن فخر المتاخرین علامہ شیخ محمد عبدہ رح نے آیہ زیر بحث کی تفسیر مین وہ مسلک ...

کہ جس سے اس شبہ کی گنجائش ہی نہین رہتی۔ وہ کہتے ہین کہ جب محبتی بادشاہ ...

کے جواب ربی الذی یحیی ویمیت۔ کے مقابلہ مین خود مارنے اور جلانے (انا احیی وامیت ...

کا بے دلیل دعوے کیا تھا۔ اس کی ہار اوسی وقت ہو چکی تھی۔ کیونکہ اوس کا دعوے دلیل سے بالکل

منقطع تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کے کلام کا منشا یہ تھا۔ کہ حیات دینا اور سلب کر لینا یعنی کلام ...

انشاء و تکوین کے متعلق تھا۔ نہ یہ کہ زندہ کو ترک قتل سے زندہ رکھنے اور قتل سے ...

سے متعلق۔ اور ان دونون قسم کی حیات و ممات مین جو فرق ہے وہ عیان ہے۔ ابراہیم علیہ ...

ایسے نادان نہ تھے کہ انہون نے اس فرق کو نہ سمجھا ہو۔ اور دوسری حجت حریف کی دلیل ...

ہوجانے کے باوجود آپ کو محسوس ہوئی ہو۔ اور اسی خیال سے آپنے دوسری حجت پیش کی ...

درحقیقت فان اللہ یاتی بالشمس.... الخ دوسری جداگانہ حجت نہین ہے۔ بلکہ یہ ...

ربی الذی یحیی ویمیت کی۔ کیونکہ ربی الذی یحیی ویمیت۔ کے کہنے سے آپ ...

تھا کہ میرا رب وہ ہے۔ جس نے تمام ذی حیات کی حیات و ممات کا ایک قانون ...

جس کی بدولت ہر زندہ نے زندگی پائی۔ اور پاتا ہے۔ اور ہر مردہ نے موت پائی ...

ہے۔ کیونکہ کوئی زندہ اپنے آپ زندہ نہین ہوا۔ اور کوئی مردہ اپنے آپ نہین ...

ہے کہ موت و زندگی دینے والا کوئی ہو۔ وہی میرا رب ہے۔ یہی مطلب مزید ...

فان اللہ یاتی بالشمس مین بیان فرمایا۔ کہ گردش آفتاب کا موجود ...

ہے تو ہو نہین گیا۔ ضرور کوئی اس کا جاعل و فاعل ہو۔ وہی جاعل و فاعل ...

... کہ نہین بناتا ... تو خدا ...

Marfat.com

یعنی جُہلا انکے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام

... بلا لحاظ کے دعوئے ربوبیت اور مارنے جلانے کے دعویٰ داتا ہی ہے

... اس لیئے کہ جب اوس نے کہا مَیں جلاتا اور مارتا ہون۔ تو اوس کے مارنے او

... کی حقیقت ابراہیم علیہ السلام سے پوشیدہ نہ تھی۔ آپنے سمجھا کہ وہ کس حیثیت سے اپنے آپکو

... کہتا ہے۔ اور مَیں نے اپنے رب کو کس حیثیت سے محیٔ و ممیت کہا تھا۔ یہ سمجھنے کے بعد

... آپنے پہلو اللہ تعالیٰ یعنے اپنے رب کے وجود پر ایک اور حجت پیش کی۔ کہ میرا رب تو آفتاب

کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تجھے الوہیت کا دعویٰ ہے۔ تو تو اوس کو مغرب سے نکالدے۔ اور پھر کہا

تیرا جلانا اور مارنا اللہ کا سا جلانا اور مارنا نہین ہے۔ اور اگر تو بزعم خود یہی سمجھتا ہے تو

... مدفون کو کیا جلاتا ہے۔ جلاتا ہے تو کسی کو اوس شخص کی طرح جلا۔ جو ایک شہر کے پاس سے

گذرا ...... الخ یعنی مار کر تو جلادے۔

اس صورت مین آیہ او کالذی مرّ علےٰ قریۃ بالذات اللہ ولی الذین آمنوا

... من الظلمات الی النور کی مثال نہ ہوگی۔ بلکہ بالذات تتمہ و توضیح ہوگی ابراہیم

علیہ السلام کے قول اوّل یحیی و یمیت کی۔ اور تقدیر آیت کی یہ قرار پائے گی۔ ان کنت

... فاحی احدا کاحیاء اللہ الذی مرّ علےٰ قریۃ یعنی تشبیہ احیاء مین ہوگی۔ اور ابراہیم

علیہ السلام کا مطلب بھی یہی تھا۔ کیونکہ آپنے اوس سے یہی تو کہا تھا کہ اگر تو جلاتا ہے تو میرے

... طرح سے جلا۔ اور پھر کہہ کہ مین محی و ممیت ہون۔ نہ اس حالت مین کہ اللہ کے جلانے اور

... تیرے جلانے اور مارنے مین فرق ہے۔ رہا یہ شبہ کہ کاف تشبیہ تو الذی پر داخل ہے

... احیاء کی طرف کیون چلی گئی۔ یہ شبہ بالکل بیجا ہے۔ اس لیئے کہ کاف تشبیہ الذی پر

... بلکہ جملہ پر داخل ہے یعنی مشبّہ بہ الذی نہین ہے۔ بلکہ تمام جملہ کا حاصل مطلب ...

---

... اعجاز مین جہان ہمنے قرآن مجید سے اس مطلب کی آئیتین پیش کی ہین۔ کہ قرآن مجید مین ...

... معنی مین آیا ہے۔ وہان پہلی آیت یہی او کالذی ...... ہے جس کو ہمنے ...

... متعلق بحث کی ہے ...

... ہو ... بحث کی گنجائش ...

Marfat.com

[illegible] عطف یا ین اختلاف ہی [illegible]

کی ذیل مین یعنی عطف یا ین طریق ہے الم تر الی الذی حاج [illegible]

علیٰ قریۃ ۔ مگر اکثر کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ عطف صحیح نہین ہوسکتا۔ الم تر کی ذیل [illegible]
ابراہیم علیہ السلام اور اللہ کے بارہ مین حجت کرنے والے بادشاہ کا بیان ہوا ہے [illegible]
استفہام انکاری بیان ہوا ہے۔ یعنی اوس جیسی قصہ کی شان ہی یہ ہے کہ واقع نہ ہو [illegible]
اس کے آو کالذی سے جو قصہ بیان ہونا شروع ہوا ہے۔ اگرچہ عجیبت مین وہ پہلے قصے
کے ساتھ شامل ہی۔ یعنی عجب ہی۔ لیکن اوس کے وقوع سے انکار صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ شبہ
مومن کو بھی لاحق ہوتا ہے۔ اور وہ مومن ہی رہتا ہے۔ پھر وہ دلیل و برہان کے ذریعہ
اوس شبہ سے نکلنا چاہتا ہے۔ اور اللہ اوس کو اپنی ولایت مین ہونے کی وجہ سے ہدایت کا
اور شبہ و حیرت کی تاریکی سے برہان و طمانیت کے نور مین پہونچا دیتا ہے۔ غرضکہ بایں
وجوہ اکثر نے آو کو الم تر کی ذیل مین نہین مانا۔ اور نہ آرائیت اور کے بعد مقدر مانا ہے
جو اثبات تعجب کیلئے آتا ہے۔ نہ انکار کے لیئے۔ اور بعض نے الم تر کو اور آئیت کے معنی میں لیکر
آئیت کو الم تر کی تحت مین مانا ہے۔ ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر بھی عطف کیا
نہ مانا جاوے۔ یہ آیت بالاستقلال مومنون کو اللہ کی ہدایت کرنے اور ظلمت سے نور کی طرف
نکالنے کی مثال ہوگی۔

کالذی کے کاف کے بارہ مین بھی مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ زائد
یا بایں خیال کہ کاف مثل کے معنی مین نہین آیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ کاف مثل کے معنی مین آ [illegible]
جیسے کہ راجز کا شعر ہے ع بیض ثلاث کنعاج جم ۔ یضحکن عن کالبرد المنہم
[illegible] یا مثل حب البرد الذی [illegible]۔ بعض کہتے ہین کہ کاف نہ صرف اوکالذی
الم تر الی الذی حاج مین بھی ہے۔ یعنی اصل مین یون ہے الم تر کالذی
[illegible] اپنے دعوی کی کوئی دلیل پیش نہین کرتے۔ اکثر کا مسلک یہ ہے
[illegible] یعنی کاف تمثیل کا ہے۔ اور مثل کے معنی [illegible]

... اب گذر بائے اس کے قصہ اور حال کا طرف بڑھتے ...

... جا بجا شب کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تھا۔ اور اسد تعالیٰ نے اوس کو ...

... منزل مین پہونچا یا۔

... تعالیٰ نے اوس شہر پر سے گذرنے والے اور شہر کا نام نہین بیان کیا مگر عموماً ... نے تشخص کی کوشش کی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ شخص کافر تہا۔ اور بعض نے کہا مومن ... تھا۔ اس لیئے کہ کافر مؤید با یات آلہی نہین ہوسکتا۔ اس لیئے ضرور ہے کہ وہ کوئی نبی یا صدیق ہو۔ پھر ان مین سے کسی نے کہا کہ یہ عزیر نبی کا واقعہ ہے کسی نے کہا کہ ارمیاہ کا۔ یہ تو نہین کہا جاسکتا کہ یہ واقعہ کسی معین شخص کا ہے۔ اور نہ یہ تشخص ضروری ہے۔ اگر ضروری ہوتا تو خدا تعالیٰ خود بیان کر دیتا۔ جیسی کہ پہلی قصہ مین ابراہیم علیہ السلام کا نام بصراحت بیان کیا ہے۔ لیکن ہان یہ ضرور قرین قیاس ہے کہ یہ واقعہ کسی نبی و صدیق ہی کا ہے اسی لیئے شبہ ہوتے ہی تائید آلہی اوس کے شامل حال ہوئی۔ یہان تک کہ اوس کو بعث و نشر کا یقین ہوگیا۔

قریہ کے بارہ مین بہی ایسا ہی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ بیت المقدس مراد ہے۔ اور ... کہتے ہین کہ وہ قریہ جس سے ہزارون آدمی کے نکلنے کا قصہ پہلے آچکا ہے۔ لیکن یہ سب ... ہین۔ اور اعتبار کے قابل نہین۔ اور نہ آیت کی تفسیر قریہ کے تعین پر منحصر و موقوف ... اس لیئے تعین کا خیال ہی فضول ہے۔

... خاویۃ علی عروشہا۔ خاویہ کے معنی یا تو ہیں خالی۔ اور ماخوذ ہے خوی ... سے۔ یا معنی ہیں ساقطہ اور ماخوذ ہے خوی النجم سے۔ پہلی صورت مین علی ... خبر بعد خبر ہوگی۔ اور مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ کہ وہ شہر رہنے والوں سے خالی اور ... ڈھیا پڑا تہا۔ یعنی پہلی مکانات کی چھتین گری تھین۔ اور پھر اون پر در و دیوار ... صورت مین مطلب صرف اتنا ہی ہوگا۔ کہ وہ قریہ چھتوں پر ڈھیا پڑا تھا۔ لیکن ... معنی بہی بطریق لزوم لازم آئے گا۔

... الله بعد موتہا۔ یعنی اوس شخص نے موت کی بعد اس قریہ کے زندہ ...

[illegible] بالنفس اون کے جبرائیل و دم [illegible]

[illegible] پہلا زمانہ گر علامہ شیخ محمد عبدہ رہ نے عصری علوم و معارف کو [illegible]

کہ جیسے موت دفعتہ انفکاک روح ہوجانے سے دم کے دم مین واقع ہوچکی ہے [illegible] قسم کی موت طول بہی کہینچتی ہے۔ اور زمانہ دراز تک موت کی حالت مائت پر طاری [illegible] یعنی حس و حرکت و ادراک سب مفقود ہوجاتے ہین۔ اور زندہ ایک معنی مین مردہ ہو [illegible] لیکن روح ابہی جسم سے بالکل مفارق نہین ہونے پاتی۔ اسی قسم کی موت اہل کہف [illegible] جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف مین ضرب علی الاذان[1] سے تعبیر کیا ہے۔

ممکن ہے کہ ضرب علی الاذان سے اون کی نیند یا موت کو تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہو کہ [illegible] و خواب کی حالت طاری ہوتے وقت سب سے بعد مین جو حس مفقود ہوتا ہے۔ وہ حس [illegible] اور یہی موت یا ضرب علی الاذان۔ آیہ۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت [illegible] منامہا۔ مین شق ثانی یعنی والتی لم تمت فی منامہا۔ سے مراد ہے۔ غرضکہ جب صا[illegible] بعث پر شبہ کیا۔ اور استعجابًا کہا کہ اللہ مارنے کے بعد کس طرح اس قریہ کو جلاوے گا [illegible] اسپر موت کی حالت طاری کر دی۔ جو سو برس تک قائم رہی۔

بظاہر یہ محال معلوم ہوتا ہے کہ موت کی حالت سو برس تک طاری رہے [illegible] تک مردہ بنا پڑا رہے۔ لیکن یہ محال تو کجا۔ واقعات عالم کو دیکھتے ہوئے مستبعد [illegible] زمانہ مین یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بعض آدمیون پر ایک ایسی [illegible] ہے جس مین حواس و مشاعر ادراک بالکل مفقود ہو جاتے ہین۔ اور ان مین اور [illegible] کوئی فرق نہین رہتا۔ اور یہ حالت زمانہ دراز تک طول کہینچ جاتی ہے۔ [illegible] محفوظ رہتی ہے۔ اور اس مردگی کی حالت دور ہونے کے بعد وہ مردہ [illegible] ہین۔ حالانکہ اس سے پہلے اون مین اور مردون مین اس کے سوا اور کوئی [illegible]

---

[1] فضربنا علی اذانہم فی الکہف سنین عددًا۔ [illegible]

[illegible] یعنی اون کے کان [illegible]

Marfat.com

...ہے لگتا ہے۔ اور اس قسم کی موت مین مبتلا ہونے والون کا ...ہوت کا نون بنا رہتا ہے۔ اور یہ چونکہ یہ حالت ہماری عادیات مین خواب سی ملتی جلتی ہوتی ہے اور اس حالت مین مبتلا ہونے والا غفلت کی نیند مین پڑا سوتا معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے اس حالت کو آج کل مرض النوم یا سبات کہتے ہین۔ آیہ محولہ بالا مین شق ثانی سے اسی حالت کا وقوع ہونا پایا جاتا ہے۔

اس امر کے قطعی ثبوت مین کہ بعض آدمی مہینہ دو دو مہینے شب و روز بلا اتصال سوتے اور سبات مین گرفتار رہے۔ نہ اس اثنا مین وہ بیدار ہوئے۔ اور نہ اون سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا جس سے اون کے ہوش مین آنے کا احتمال ہو سکے۔ بلکہ بالکل مُردہ صفت پڑے رہے۔ ازان بعد اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اور اوس وقت بھی اون کو از خود یہ خبر نہین ہوئی کہ اون پر کیا گذری۔ اور کتنے دن سوتے رہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے کہ افریقہ مین مرض النوم بہت شدت سے پھیلا ہوا تھا۔ اور جہان اوس مین بہت سے آدمی ضائع ہوئے۔ وہان بہت سے اوس کے بعد صحیح و تندرست بھی ہوئے۔ آج کل بھی بعض مقامات پر یہ مرض پھیلا ہوا ہے۔ اور متعدی خیال کیے جانے کی بنا پر قرنطینون سے اوس کی روک تھام کی کوششین جاری ہین۔

یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آدمیون پر سالہا سال سبات کی حالت طاری رہی۔ اور پھر وہ ...ش و حواس مین آئے۔ اگرچہ چند سال تک طول کھینچنے والے سبات کو مقابلہ مین بھی سو ...س تک ایک آدمی کا مردہ بنا پڑا رہنا بادی النظر مین محال ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ محال نہین۔ کیونکہ جو اپنے قانون قدرت کے موافق مہینون بلکہ سالون تک خورد و خواب اور بے حس و حرکت سوتے یا مردہ رہنے والون کو زندہ رکھتا یا زندہ کرتا ہے اون کے جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔ وہ سو سال تک بھی ایک شخص کو بظاہر مردہ ہو جانے کے زندہ رکھ سکتا۔ یا پھر سے زندہ کر سکتا ہے۔ نہ یہ عقلاً محال ہے۔ اور نہ محال کو مستلزم۔ ...ا جو خبر کسی نص صریح مین وارد ہے۔ اس کے ماننے کی شرط صرف یہی ہے کہ وہ ممکن ہو۔ ...جو لذاتہ ثبوت کو قبول ہی نہ کرے۔

...سبات کے متعلق جو کچھ ہمنے اوپر بیان کیا ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ اس ...ہوا ہے۔ اون لوگون کے عقل و ذہن سے قریب کر دین

لیکن صرف اس لیے غیر عادی ہوتا ہے۔ اور ہمارے معلومات مین کوئی واقعہ ... ہوتا۔ لیکن اس سے وہ محال نہین ہو سکتا۔ محال وہ ہے جو بالذات ثبوت کو قبول ہی نہ ...

فبعثہ۔ بعث کے معنے ہین بہیجنا۔ جب صاحب قصہ کی موت بمصداق آیہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا۔ اس کی روح کہنیچ لینے سے ہوئی۔ تو پھر حالت موت کا ازالہ نفس کے بہیجنے کے ساتھ ہونا ہی چاہیئے تھا۔ فبعثہ کا یہی مطلب ہو کہ اس مردہ صفت کی روح کو جو سو برس سے بے جان پڑا تہا۔ لیکن ابہی اوس کے جسم سے اوسکی روح کا تعلق بالکل منقطع نہین ہوا تھا۔ بہیج کر اوسے زندہ کر دیا۔

قال کم لبثت قال لبثت یوماً او بعض یوم۔ قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامك وشرابك لم یتسنہ۔ جب اللہ تعالی نے اوس سو برس تک مردہ پڑے رہنے والے سے پوچھا۔ کہ تو یہان کتنی دیر ٹھہرا رہا۔ تو اس نے اس لیئے کہ اسے اس سو برس کی مردگی کا مطلق شعور نہین ہوا تہا۔ اور بدن کی کیفیت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دیر سو کر اور نیند سے سیر ہو کر اُٹھا ہے۔ کہا۔ کہ ایک دن بھر یا اس سے کچھ کم ہی رہا ہون۔ اسپر اللہ تعالی نے اوس کو اوس کی مُردگی کی حالت کا صحیح زمانہ بتایا۔ کہ نہین تو تو سو برس پڑا رہا ہے۔ اغلب ہی کہ سو برس تک پڑے رہنے کا یقین اوس کو خبر خداوندی کے سوا دیگر قرائن سے بھی ہوا ہوگا۔ جیسے کہ مرض النوم کے مریضون کو بعد مین ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی نے اس کا ذکر تفصیلی نہین کیا۔ البتہ فلما تبین لہ مین اجمالاً اوس کی طرف بہی اشارہ پایا جاتا ہے۔

جب صاحب قصہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ سو برس کے بعد اُٹھا ہے۔ تو اوس کا یہی علم اس کے لیئے حجت ہوا۔ اس امر کی کہ جس نے مجھے سو برس کے بعد زندہ کیا۔ وہ ہزارون برس کے مردون کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اور جب یہ یقین ہو گیا۔ تو جو شبہ اوس کے دل مین پیدا ہوا تھا۔ جاتا رہا۔

اللہ تعالی نے یہ بیان نہین کیا کہ وہ طعام کیا تھا۔ جس کی نسبت فرمایا کہ دیکھ ... نہین بگڑا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ وہ کھانا ضرور کسی ایسی قسم کا ...

بعض مفسرین کے نزدیک اسکو معنی یہ ہین کہ دیکھ تیرا گدہا مر گیا ہے۔ اور اس کی ہڈیان جو تیرے سامنے ہین۔ بکھری پڑی ہین۔ اگر اوس کو مرے ہوئے زمانہ نہ گذر گیا ہوتا۔ تو اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ جو تو دیکھ رہا ہے۔ اور بعض کا مسلک یہ ہے کہ اپنے گدہے کو دیکھ وہ اتنی مدت مدید کیونکر زندہ رہا۔ کوئی اوس کی داشت کرنے والا نہ تہا۔ اگر ہم اپنی قدرت سے اوس کی حفاظت نہ کرتے۔ تو کیونکر زندہ رہتا۔ علامہ شیخ محمد عبدہ نے بہی یہی مانا ہے کہ گدھا اوس وقت موجود تھا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سو برس تک گدہے پر بھی سبات طاری رکھا ہو۔ اور پھر پہلے صاحب قصہ کو ہوش مین لاکر گدہے کو بہی حس وحرکت کی طاقت دی ہو۔ اور یہ واقعہ صاحب قصہ کی آنکھون کے سامنے ہوا ہو۔ کہ مردہ صفت گدھا زندہ ہوا۔ اور اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے صاحب قصہ کو بتایا ہو کہ ہم اسیطرح قیامت کے دن مردون کو زندہ کرین گے۔ یہ مطلب علامہ کے اوس مسلک تفسیر سے بہی نہائت چسپان ہے جو اُنہون نے ولنجعلك کی تفسیر مین اختیار کیا ہے۔

ولنجعلك اٰیۃً للناس۔ واؤ حرف عطف ہے۔ اور معطوف علیہ کو چاہتا ہے لیکن وہ یہان مذکور نہین۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ واؤ زائد ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ تقدیر آیت یون ہے کہ وفعلنا ما فعلنا من الاحیاء والاماتۃ لنجعلك اٰیۃ للناس۔ مگر میرے نزدیک ان دونون مسلکون سے بہتر مسلک علامہ شیخ محمد عبدہ کا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ تقدیر آیت اس طرح پر ہے اور واو حذف محذوف پر کھلی دلالت کر رہا ہے۔ کہ وانظر الی حمارك لیزیل تعجباتك ونریك اٰیاتنا فی نفسك وحمارك ولنجعلك اٰیۃ للناس (یعنی اپنے گدہے کی طرف دیکھ تاکہ ہم تیرا تعجب جو تجھے بعث کے بارہ مین ہے۔ دور کرین۔ اور تجھے اپنی قدرت کی نشانیان خود تیرے نفس مین اور تیرے گدہے مین دکھائین۔ اور تجھے لوگون کے لیئے اپنی قدرت کی نشانی بنائین اور جو کچھ صاحب قصہ نے خود دیکھا۔ اوس مشاہدہ کا خود اس کے لیئے آیہ قدرت ہونا تو ظاہر رہا اوس کا لوگون کیلئے بھی نشانی ہونا ـــ یہ اس طور پر ہے کہ لوگون کے لیئے صاحب قصہ کے سو برس تک مردہ رہنے اور اوس کے پھر جی اُٹھنے کا علم قدرت کی ایک بہت بڑی [illegible] اور طبعاً اعتراف قدرت پر مجبور کرتی ہے۔

[illegible] ہوکہ صاحب قصہ حالت موت طاری ہونے کے وقت جوان تہا۔ اور سو [illegible] ہوچکی تہی سو برس کے

بعد بھی اس کے جوان ہی اٹھنے کی وجہ یہ ہے
کوئی ایسا کام ہی نہین کیا تھا۔ جو اُسے ضعیف کرتا۔ اور شباب کے رنگ روپ
لاتا۔ اور طبعی اصول پر بڑھاپے کے آثار نمایان ہو کر روز بروز ترقی کرتے۔ چونکہ مردگی کی
حالت طاری ہونیکے وقت وہ جوان تھا۔ اس لیئے اوسکی وہی حالت سو برس تک محفوظ رہی اور
جب زندہ ہوا تو جوان کا جوان ہی اُٹھا۔

وانظر الی العظام کیف ننشزھا۔ ثم نکسوھا لحما۔ ابن کثیر و نافع و ابوعمرو
یعقوب نے آیت مین ننشزھا کی جگہ ننشرھا (براء مہملہ) پڑھا ہے۔ جو ماخوذ ہے انشار سے جس کے معنی
ہین زندہ کرنے کے۔ اور باقی قراء نے ننشزھا (بزائے معجمہ) پڑھا ہے۔ جو ماخوذ ہے انشاز سے۔
جس کے معنی ہین ایک چیز کو اوس کی جگہ سے اُٹھانا بلند کرنا۔ مختار اور عام قراءت بھی یہی ہے
اور سیاق سے بھی یہی زیادہ ربط کھاتی ہے۔

ننشزھا (بزائے معجمہ) کی قراءت مین جو لوگ یہ مانتے ہین کہ گدہا مر گیا تہا۔ وہ کہتے ہین کہ
معنی کیف ننشزھا کے یہ ہین۔ دیکھ ان ہڈیون کو جو زمین پر پڑی ہین۔ کیونکر بلند کرتے
اور اون کو باہم ترکیب دے کر کس طرح گدھا بناتے ہین۔ یعنی ہڈیون سے مردہ گدھے کی
ہڈیان مراد ہین۔ اور جو لوگ گدھے کو اب تک زندہ ہی مانتے ہین۔ اون کو گنجائش ہے کہ
عظام سے جنس عظام یعنی گدہا ہی مراد لین۔ جو صرف سوکھی ہڈیون کا ڈہانچ ہی رہگیا تہا۔ لیکن
گدھے اور گدھے کے متعلقات (ہڈیون) کی نسبت دو دفعہ لفظ انظر آیا ہے۔ ایک دفعہ خدائے
تعالی نے کہا انظر الی حمارك۔ اور دوسری دفعہ فرمایا۔ وانظر الی العظام کیف ننشزھا
اس تکرار لفظ و تکرار خطاب کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ اور وانظر الی حمارك سے یہ صاف
عیان ہے کہ خطاب کے وقت گدہا موجود تہا۔ مردہ ہو یا زندہ۔ لیکن قرینہ چاہتا ہے کہ اس
وقت وہ مردہ ہو۔ جب گدھا مردہ موجود تھا تو اب ننشزھا کے معنی خطاب ثانی "انظر الی
العظام ......" مین یہ تو ہو نہین سکتے کہ دیکھ ہم ہڈیون کو کیونکر باہم گر ترتیب دے کر
ڈہانچ تیار کرتے تہے۔ کیونکہ ڈہانچ تو پہلے سے موجود تھا۔ صرف یہ معنی ہو سکتے ہین کہ دیکھ ہم
کیونکر اسے زندہ کرکے زمین سے اُٹہاتے اور بلند کرتے ہین۔ اور پھر اوسپر گوشت چڑھاتے
لیکن جہان یہ معنی ممکن ہین۔ وہان یہ بھی ممکن ہے۔ کہ حکم انظر الی الحمار
کی طرف اشارہ ہو۔ اور گو انظر خطاب ثانی

Marfat.com

...ستاہے۔ اس حالت مین خطاب ثانی وانظر الی العظام کیف
...کے معنی یہ ہون گے۔کہ تونے احیاء حمار کو تو دیکھ لیا۔اب یہ دیکھ کہ ہم ان نری ہڈیون
...نشو ونمو سے کیونکر بلند کرتے اور انہین گوشت سے ڈھکتے ہین۔علامہ شیخ محمد عبدہ نے ننشزہا
...متعلق یہی مسلک اختیار کیا ہے۔اس لیے کہ اون کی رائے ہے کہ وانظر الی العظام سے
...حجت خاص کے بعد حجت عام شروع ہوتی ہے۔یعنی جب اللہ تعالیٰ صاحب قصہ کو اسکے اپنے نفس
...اور گدھے مین اپنی خاص حجت دکھاچکا۔جو دیکھنے والے ہی کے لیے حجت ہوسکتی تھی۔اور ہوسکی
تو ایسی عام حجت اور ثابت دلیل کیطرف رجوع کیا۔جس سے بعث بعد الموت پر ہر وقت
...اور ہر جگہ استدلال کیا جاسکتا ہے۔یعنی انظر الی العظام کیف ننشزھا ونکسوھا لحما
...فرماکر تکوین حیوان بعد الموت کے متعلق اپنی یہ سنت صاحب قصہ کو دکھائی۔اور بیان کی
...ہم ہڈیون کو بڑہاتے ہین۔اور پھر گوشت سے ڈھکین گے۔کیونکہ انشاز کے معنی ہین بڑہانا نمو دینا۔
...مستلزم ہین۔بلند ہونے کو۔کیونکہ جو چیز بڑہتی۔نمو پاتی ہے۔وہ بلند ہوتی ہے۔

بعث بعد الموت کا یہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔بعینہٖ حیوان کی تکوین اول کا طریقہ
ہے۔کیونکہ حیوان کی ابتدائی آفرینش کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے فخلقنا المضغۃ
عظامًا فکسونا العظام لحمًا۔یعنی ہم مضغہ کو بڑہاکر ہڈیان بناتے اور پھر ہڈیون کو گوشت
سے ڈھکتے ہین۔یہی مطلب کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما کا ہے۔

مقام کلام کے لحاظ سے مطلب آیت کا یہ ہے کہ " دیکھ لے اب ہم تیرے گدھے کی ہڈیون کو
...نما دیتے اور بے گوشتون کو گوشت سے ڈھکتے ہین۔اسیطرح بعد الموت مین بھی حیوانات
...عمل مین آئے گی " قرآن کی دیگر آیات سے بھی جو بعث کی حقانیت کی عام حجتون مین
...پایا جاتا ہے۔کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا۔ویسے ہی اون کا اعادہ
...گا۔چنانچہ سورہ اعراف مین ہے کما بدأکم تعودون۔جیسے اوس نے تم کو پہلی بار پیدا
...کیا ہے ہی تم اعادہ کروگے۔اور سورہ مومنون مین ہے کما بدأنا اول خلق نعیدہ یعنی
...نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا۔ویسے ہی اس کو بعد موت لوٹائین گے۔

...عام حجت کا صاحب قصہ کی موقت خصوصیت کو مدنظر رکھ کر یہ ہوا کہ دیکھ یہ
...سامنے ہین۔اور جن کو اب ہم نشو ونما دیتے اور گوشت سے ڈھکتے
...مادہ سے بھی جاری ہوتی ہین۔پس جو قادر

Marfat.com

وحکیم ان کو نشو و نما کے ساتھ گوشت سے ڈھک دیا ...
ہے۔ وہ قادر ہے۔ کہ اس قریہ کو بھی سرسبز و آباد کر دے۔ جیسے کہ سو برس کے بعد
مردے کے احیاء پر قدرت رکھنے والا اس پر بھی قادر ہے کہ ہزاروں برس کے بعد بھی
کو زندہ کر دے ھکذا تشبہ بعض افعالہ بعضا۔

فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ جو کچھ اوپر بیان ہوا۔ جب
صاحب قصہ پر عیاں اور روشن ہو گیا۔ اور وہ اپنی ذات میں اور آفاق میں اللہ کی
قدرت کی نشانیاں دیکھ چکا۔ اور جو شبہ اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ جاتا رہا۔ تو اس نے
کہا کہ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

یہاں تک آیت کی تفسیر کے متعلق جو کچھ بیان ہوا۔ وہ مبنی ہے اس پر کہ قصہ کے تمام واقعات
خارج میں واقع ہوئے۔ اور ظاہر آیت بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن احتمال یہ بھی ہے
کہ تمام قصہ اور اوس کے واقعات سب از قبیل تمثیل ہوں۔ کیونکہ تمثیل میں ایسے حقائق
کو بھی جو خارج میں واقع نہ ہوئے ہوں۔ وقوع خارجی کا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔ واللہ
اعلم (ماخوذ از تفسیر المنار)۔

واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی۔ یہ آیت قاضی بیضاوی کے مسلک
کی بنا پر جو بیان ہو چکا۔ دوسری تمثیل ہے اس امر کی۔ کہ اللہ تعالی مومنوں کو ظلمت سے
نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور جمہور مفسرین کے نزدیک تیسری مثال ہے۔ اور اپنے نتیجہ کے
آیہ او کالذی کی طرح بعث قیامت کی حقانیت کی دوسری دلیل و نشانی ہے۔ اور پہلی
یعنی ابراہیم علیہ السلام سے ایک سرکش بادشاہ کے حجت کرنے کا قصہ۔ وہ وجود باریتعالی کی
دلیل تھا۔ وجود باریتعالی پر ایک دلیل اور حقانیت بعث پر دو دلیل بیان ہونے کی وجہ یہ
ہے کہ بعث قیامت کے منکر منکران الوہیت سے زیادہ ہیں۔

واذ قال ابراھیم۔ جمہور مفسرین کے نزدیک تقدیر آیت یوں ہے واذکر
ابراھیم اور بعض نے واذ قال ابراھیم کو الم تر الی الذی حاج ابراھیم پر معطوف
مانا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس آیت کو آیہ او کالذی پر معطوف ...
... آیت مقدر مانا گیا ہے۔ ...

Marfat.com

...ن اللہ تعالیٰ نے صاحب قصہ کا نام نہین بتایا۔
...صورت مین ابراہیم علیہ السلام کا نام بصراحت لیا ہے۔ یہ اس لیئے کہ ابراہیم علیہ السلام
...سوال بطریق دعاء اور ادب ہے۔ قرینہ کے ساتھ ہے یہ بات اس شخص کے سوال مین نہ
...جس کا قصہ پہلی آیت مین بیان ہوا۔ اوس کے سوال کی صورت ہی انکار کی صورت تھی
...ابراہیم علیہ السلام کے سوال سے اقرار عیان ہی۔ اور صرف مزید علم کی التجا ہے۔ بلکہ رب
...لفظ سے جو دعاء وثناء کو متضمن ہے۔ شروع ہوتا ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے بالطاف خاص
ابراہیم علیہ السلام کا نام آیت مین ظاہر کر دیا۔

رب ارنی کیف تحیی الموتی ۔ مطلب یہ ہے کہ اے خداوندا تو مجھے میری آنکھون سے
...مردون کو جلانے کی کیفیت دکھادے۔

مفسرین نے ابراہیم علیہ السلام کے یہ سوال کرنے کے وجوہ واسباب مین بہت سی روائتین
بیان کی ہین۔ بعض کہتے ہین کہ آپ ایک گدھے کی متعفن لاش کے قریب گذرے تھے۔ بعض کہتے
ہین کہ سمندر کے ساحل پر ایک مردار مچھلی دیکھ کر اپنے اللہ تعالیٰ سے کیفیت احیاء دکھانے کا
سوال کیا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ ایک دن آپ سمندر کے ساحل پر سے گذرے دیکھا کہ ایک
...کی لاش کو آبی جانور سمندر سے نکل کر کھا رہے ہین تھوڑی دیر مین وہ کھا کر سمندر مین
...گئے۔ تو سمندر مین مد آیا۔ اور مچھلیان لاش پر پہونچکر اسے کھانے لگین۔ پھر جب مد ختم ہوا
...جزر شروع ہوا تو درندون نے آکر لاش کو پھاڑا۔ جب وہ بھی اپنا حصہ کھا کر چلے گئے تو
...خور طائر اُترے اور اُنہون نے لاش کو نوچا۔ یہ حالت دیکھکر آپ کو استعجاب ہوا
...مُردون کو کیونکر جلائے گا۔ اور بارگاہ خداوندی مین عرض کیا کہ رب العالمین مین
...ہون کہ تو اس مردار لاش کو بعث کے وقت درندون۔ مچھلیون۔ طائرون کے پیٹ
...سے نکال کر جمع کرے گا۔ لیکن تو مجھے آنکھون سے دکھادے کہ ایسے مُردون کو کیونکر جلائیگا
...یقین زیادہ ہو۔ لیکن اس قسم کی روائتین جب تک کہ بطریق شرعی منقول نہون
...قابل نہین ہوسکتین۔ مگر ان سے بھی زیادہ مستبعد ہے وہ روایت جس مین بیان کیا
...کہ ابراہیم علیہ السلام نے جحتی بادشاہ سے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے
...کسی کو قتل کرا دیا۔ اور ایک کشتنی کو معاف کر کے کہا کہ جلاتا مارتا مین ہون
...بادشاہ نے کہا۔ کہ کیا تو نے یہ اپنی آنکھون سے

Marfat.com

دیکھاہے - اس کے جواب میں ابراہیم علیہ السلام ...
حجت کی طرف رجوع کرنا پڑا - اس روایت کا مآل درحقیقت یہ ہے کہ ابراہیم
مین بادشاہ سے ہار گئے - حالانکہ یہ بالکل نص صریح کے خلاف ہے - اس قسم کی روایت
قابل تسلیم ہوسکتی ہے - اصل مین آیت اس طرح کے قصون کی محتاج ہی نہین ہے
ابراہیم علیہ السلام نے اپنے سوال کرنے کی وجہ خود بیان کردی ہے - جو آگے آئیگی - اول
تؤمن - ہمزہ استفہام کا ہے - اور واؤ حرف عطف جو معطوف علیہ کو چاہتا ہے - عموماً مفسرین
نے الم تعلم معطوف علیہ کو مقدر مانا ہے - لیکن بہتر یہ ہے کہ تقدیر آیت الم نوح الیک
ولم تؤمن بذلك مانی جائے یعنی کیا وحی سے تجھ کو اس کی خبر نہین دیگئی - اور تجھے
اس کا یقین نہین ؟

کیا ابراہیم علیہ السلام کے بعث بعد الموت پر ایمان رکھنے کو اللہ نہین جانتا تھا - کہ اولم
تؤمن کہا - نہین جانتا تھا - لیکن اوس نے احیاء اموات کی کیفیت دکھانے کے سوال پر ابراہیم
علیہ السلام سے بطریق عتاب اولم تؤمن فرماکر معارف وحقائق کی وہ حد بیان کی جس
ورے ہی آدمی کو رک جانا چاہیئے - یعنی مطلب اولم تومن کا یہ ہے کہ اے ابراہیم بعث
بعد الموت کی تجھ کو وحی سے خبر دیگئی - اور تو اوس خبر کے واقعی ہونے کا یقین بھی رکھتا
پھر اس حد سے بڑھ کر کیون سوال کرتا ہے - بعث کی حقیقت ہمارا ایک راز ہے - اور بعث کے
بارہ مین ہمارا منتہائے طلب آدمی سے یہی ہے کہ اس کے ہونے پر ایمان لے آئے - اور
و دلیل وحی کو اس بارہ مین تسلیم کرلے - اور کیفیت وحقیقت کے درپے نہ ہو - اگر اس
آگے بڑھ کر عقل انسانی کی رسائی ہوسکتی - تو ہم اس راز کو خود نہ بیان کردیتے -

یہ ارشاد خداوندی تمام مومنون کیلئے تنبیہ وتادیب ہے - اور اون کو منع کرتا ہے
عالم کی کیفیت مین غور وخوض نہ کرین - کیونکہ جو راز چھپا رکھا گیا ہے وہ کسیطرح
ہوسکتا - بہتر یہی ہے کہ اوس سے بحث ہی نہ کی جائے -

بعض مفسرین نے رب ارنی کیف تحیي الموتیٰ سے یہ سمجھا ہے کہ ابراہیم
کو بعث بعد الموت کے اعتقاد مین تردد واضطراب تھا - لیکن ابراہیم علیہ السلام
تردد واضطراب کا قائل ہونا آپکے اعتقاد مین شک کا یقین کرنا
ثابت ہوتا ہے ...

[illegible] ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو [illegible]
[illegible] یعنی آپکے شک نہ ہونے کا ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ اپنی اعتقا[illegible]
ہونے کا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔

[illegible] خبر صحیح کے سوال ابراہیمی مین اور جواب کے جواب مین کوئی بات ایسی نہین ہے پایا جائے کہ آپ کو اعتقاد بعث مین تردد تھا۔ آپنے خود اولم تومن کے جواب مین فرمایا۔ بلیٰ۔ یعنی مین ایمان کیون نہین رکھتا۔ اور [illegible] ولکن لیطمئن قلبی سے آپ کی نسبت شک و تردد کو منسوب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ہم مین ہر شخص بہتیون باتون پر یقینی ایمان رکھتا ہے۔ مثلاً تار برقی ہی کو لو۔ ہر شخص کو یقین ہے کہ تار ایک چیز ہے۔ جو پل کے پل مین ہزارون میل خبرین پہونچا دیتی ہے۔ لیکن تار کی حقیقت کو ہر کوئی نہین جانتا۔ اور بہت سے ایسے ہین کہ جاننا چاہتے ہین۔ کیا ان کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ تار کے وجود پر انہین یقین نہین ہے؟ اسیطرح ابراہیم علیہ السلام کے یہ کہنے سے بھی کہ مجھے احیاء موتی کی کیفیت دکھا دے۔ تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔ یہ نہین کہا جا سکتا۔ کہ آپ کو اعتقاد بعث مین تردد تھا۔ اصل یہ ہے کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ زیادہ علم کی فکر مین رہتا ہے۔ چاہتا ہے کہ حقائق عالم کی کنہ اسے معلوم ہو جائے۔ ہر شخص اپنے خود اس شوق و فکر مین تھوڑا بہت لگا رہتا ہے۔ لیکن اکمل وہ ہوتا ہے جس کا شوق سب سے بڑھا ہوا ہو۔ لیکن اس سے بھی یہ لازم نہین آتا کہ وہ عالم جمیع حقائق ہو گئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جو سوال کیا۔ اوس کا محرک بھی علوم و حقائق کے جاننے کا یہی شوق تھا۔ نفس قدسیہ پیغمبری اسرار ربوبیت کی یہی معرفت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یہ بین کھلتا تھا۔ اور دل شوق کے ہاتھون مضطرب تھا۔ اسی اضطراب کی جگہ اطمینان ہونے کے لیئے ابراہیم علیہ السلام نے احیاء کی کیفیت دکھلانے کی التجا کی۔ نہ کہ بعث کے بارے مین اطمینان حاصل کرنے کے لیئے۔ جس کا علم آپ کو وحی سے ہوا۔ اور جس پر [illegible] تھے۔ یہی مطلب بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی کا ہے۔ کما لا یخفی۔

[illegible] الحدیث۔ صرف مین چار قرائن ہین۔ اول [illegible]
[illegible]

Marfat.com

بصیرا اور نعیتے کے معنی ...

صوارئ ہے۔ مگر بعض کے نزدیک صار یصیر کے معنی پارہ پارہ

مین اس لفظ کا صلہ الی نہین آتا۔ بلکہ متعدی بنفسہ واقع ہوتا ہے مثلاً

صوراً صورًا اوس نے اوس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ تیسری قرارت ہو صِرّهن

تشدید راء۔ اس کے معنی ہین اون کو آواز دے۔ اور چوتھی قراءت صُرّهن

تشدید راء۔ اوس کے معنی ہین انکو جمع کر۔ ہلا ملا۔

ان مختلف قراءتون کے معانی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرهن بکسر صاد و تخفیف

کے معنی بھی یہان پارہ پارہ کرنے کے نہین ہوسکتے۔ اس لیئے کہ یہان صر کے صلہ مین الی

واقع ہوا ہے۔ لفظ متعدی بنفسہ نہین ہے۔ لیکن باوجود اس کے عموماً تمام مفسرین صرهن

یہی معنی مراد لیتے ہین۔ کہ اون کو پارہ پارہ کر۔ حالانکہ مختار قراءت صرهن بضم صاد و تخفیف

راء ہے۔ اور بعض نے یہی معنی قائم رکھنے کے لیئے یہ صورت اختیار کی ہے کہ لفظ ہے تو

بضم صاد و تخفیف راء۔ اور معنی بھی صرهن الیک کے اپنے سے ہلانے ہی کے ہین

صُرهن کے بعد سے ثم قطعهن حذف کر دیا گیا ہے۔ اس لیئے کہ ثم اجعل علیٰ کل

منهن جزءًا ان کے پارہ پارہ کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ غرضکہ جس طرح بھی ہو

نے صرهن سے پرندون کے پارہ پارہ کیئے جانے کا حکم آیت سے نکالا ہے۔ اور

روایت بھی بیان کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے حکم خداوندی کے موافق چار

کو پارہ پارہ کر ڈالا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیون طائرون

لینے کا حکم دیا۔ اور اون کو دیگر حیوانات پر کیون ترجیح دی۔ اور پھر چار ہی جا

لیئے۔ اور وہ چارون کس کس نوع کے تھے۔ لیکن ان باتون کو آیت کی اصل

تعلق نہین۔ اور نہ اس موشگافی سے کوئی خاص شرعی فائدہ ہی حاصل ہوتا

بہتر یہی ہے کہ ان باتون کے علم کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔

ثم اجعل علیٰ کل جبل منهن جزءًا عموماً مفسرین ...

[illegible] ہدایت کی اور [illegible]

اور [illegible] کی کہ [illegible]

[illegible] کے سامنے [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] ایک [illegible]

[illegible] نکلیں [illegible]

[illegible] ہیں اور کن کی محبت [illegible]

[illegible] کے ساتھ ایسا

[illegible] کی کہ جب پر صبر کرو۔ اور

[illegible] وہ حجت و دلیل ہے

Marfat.com

سرون کو چار پہاڑون پر رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جو آپ کے

وان تھے۔ اور بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ

پھر طائر کے سات ٹکڑے کر۔ اور سات پہاڑون پر طائر کا ایک ایک ٹکڑا رکھ۔ مگر ان کے

پاس رکھ لے۔ پھر اون طائرون کو پکار۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب

تعالین باذن اللہ تو ہر طائر کا ہر قطرہ خون ایک جگہ سے اُڑ کر دوسری جگہ اور

ایک جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ پہونچنے لگی۔ اسیطرح سے گوشت و پر بھی ہر ایک کے

کے پاس پہونچ گئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام یہ سب کچھ اپنی آنکھون سے دیکھتے رہے۔ پھر

کے پرند دوڑتے ہوئے اپنے سرون کے پاس آئے۔ جو ابراہیم علیہ السلام نے رکھ لئے تھے۔

ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے اپنے سرون سے چمٹ گئے۔ اور سالم طائر بن گئے۔ لیکن یہ روایتین

جیسی کچھ بھی ہین ظاہر آیت اون پر دلالت نہین کرتا۔ کما لایخفی علی المتامل۔

ثم ادعهن یاتینك سعیا۔ پھر ان طائرون کو پکار۔ وہ جلدی سے دوڑ کر اور پاؤن

کر تیرے پاس آجائین گے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے کہا کہ دوڑ کر تیرے

آئین گے۔ اور نہین کہا کہ اڑ کر تیرے پاس آجائین گے۔ اس مین حکمت یہ تھی کہ دوڑ

مین کسیطرح کا شبہ اون طائرون کے بارہ مین نہین ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اُڑ کر آنے مین

تھا کہ یہ وہی طائر ہین۔ یا اور ہین۔ اور یہ بھی کہ ان کے پاؤن سالم بھی ہین یا

یاتینك سعیا کہکر اللہ تعالی نے شبہ کی گنجایش ہی باقی نہ چھوڑی۔

کے معنی کا خلاصہ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ ہوا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی

کہ مجھے برا العین احیاء اموات کی کیفیت دکھا دے۔ اللہ تعالی نے آپ کی یہ دعا

اور حکم دیا کہ چار پرندے لے اور اون کے ٹکڑے کر ڈال۔ اور پھر اون ٹکڑون

پر رکھ دے۔ اور پھر اون کو پکار۔ وہ تیرے پاس آجائین گے۔ چنانچہ ابراہیم

کیا۔ اور وہ جانور زندہ ہو کر اون کے پاس آگئے۔ اور احیاء موتے

لینے سے دل کو اطمینان ہو گیا۔ لیکن مشہور

کہ آیت مین کوئی ایسی بات

Marfat.com

اپنے پاس چلے آئے - آیت مین بے شک امر ہے ...

امر و حکم سے اوس کا کرنا اور بجالانا ہی مقصود نہین ہوتا۔ جبر ہی تو ...

ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ مزید بیان و توضیح مقصود ہو۔ تاکہ مخاطب اچھی طرح ...

جائے۔ مثلاً کوئی پوچھے کہ سیاہی کیونکر بنتی ہے - اور اوس سے کہا جائے کہ ...

اور اون کو یون اور یون ملا۔ سیاہی تیار ہو جائے گی" اس قول سے صرف ساخت ...

کی کیفیت دکھانی مقصود ہو گی۔ نہ بالفعل سیاہی بنانے کی تکلیف دینی۔ قرآن مجید ...

جگہ صیغہ امر آیا ہے - اور اس سے مراد خبر لیگئی ہے - یہی حال آیہ زیر بحث کا ہے - یعنی احیاء ...

کی خبری تمثیل ہے - اور معنی آیت کے یہ ہین۔ کہ چار پرندے لے - اور انہین اپنے پاس رکھ

اور اپنے ساتھ ہلا۔ یہان تک کہ وہ تجھ سے ہل جائین - اور جب تو انہین بلائے وہ ...

آجائین - اگر تو ایسا کرے گا - تو طائر تجھ سے ہل جائین گے۔ کیونکہ وہ دیگر حیوانات سے ...

ہل مل جانے کی استعداد رکھتے ہین۔ پھر اون طائرون مین سے ہر ایک کو ایک پہاڑ پر رکھ

اور پھر اون کو پکار - وہ سب دوڑتے ہوئے تیرے پاس آجائین گے - پہاڑون کی دوری ...

اون کی جدائی اون کو تیرے پاس آنے سے نہ روک سکیگی - بعینہ یہی مثال تیرے رب کی ...

ہے - جب وہ مردون کو زندہ کرنے کا ارادہ کرے گا۔ کلمہ تکوین سے پکارے گا۔ یعنی کو ...

کہے گا - اور وہ سب زندہ ہو جائین گے۔ جیسے اوس نے ابتدائے خلقت مین آسمانون ...

سے کہا ایتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین۔

ابو مسلم کے اس مسلک پر آیت کی غرض و غایت یہ ہے کہ اوس مین سہل طریقہ ...

کی طرف ارواح کے عود کرنے کی ایک محسوس مثال بیان کیگئی ہے۔

ابو مسلم نے جمہور کے قول (فقطعهن یعنی اون کو پارہ پارہ کر) سے ...

اول یہ کہ لغت مین مشہور معنی فصرهن کے یہی ہین کہ اون کو ہلا ملا - اور ...

لفظ نہین جو ذبح و قطع پر دلالت کرتا ہو۔ اس حالت مین فقطعهن ...

... الحاق کی ...

Marfat.com

... الزم ... تقدیم و تاخیر ... لہذا خلاف ...

... ثالث اذ بشهن الطیر فصرھن تو ہم کہین گے کہ تقدیم و تاخیر ... بغیر کسی ایسی دلیل کے جو التزام کو واجب ٹہیراتی ہو۔ خلاف ظاہر ہے اور ... ہین۔

... ثالث یہ کہ ثم ادعھن مین جو ھن ضمیر ہے۔ وہ راجع ہے طیور کی طرف نہ انکے ... کی طرف۔ اور جب اجزاے طیور متفرق ہوگئے ہون۔ اور ہر طائر کے بعض اجزا بعض ... پر رکھے ہوئے ہون۔ تو اس حالت مین لازم آتا ہے کہ ضمیر ھنّ کا مرجع اجزاء طیور ہون ... طیور۔ اور یہ ظاہر آیت کے خلاف ہو۔ اسی طرح یاتینک سعیا کی ضمیر طیور کی طرف ... ہے نہ اجزاء طیور کی طرف۔ اور ہم جب یہ کہتے ہین کہ طائر کے بعض اجزاء بعض کی طرف ... دوڑے تو یاتینک کی ضمیر بھی اجزاء کی طرف راجع ہوگی۔ نہ طیور کی طرف۔ اور یہ ظاہر آیت کے خلاف ہی۔ فکیف نسلم قولکم۔

علامہ رازی نے اس آیت اذ قال ابراھیم کی تفسیر لکھتے ہوئے آیت کے متعلق جمہور مفسرین کے قول اور ابو مسلم کے مسلک کو بیان کرکے جو دونون مسلکون مین ایک طرح کا محاکمہ کیا ہے ... بالآخر قول مشہور کے ماننے والون کی طرف سے وجوہ اور حجتین بیان کرکے قول مشہور ہی ... مسلم کے طریقۂ تفسیر پر ترجیح دی ہے۔

حجت اول یہ کہ جس قدر مفسر ابو مسلم سے پہلے ہوچکے اون سب کا اسپر اجماع ہے کہ طائر ... ہوئے۔ اور اون کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے۔ اس لیئے ذبح و قطع سے انکار کرنا اجماع سے ... کرنا ہے۔

حجت ثانی یہ کہ جو کچھ ابو مسلم نے طائرون کے متعلق بیان کیا ہے۔ اوس کو ابراہیم علیہ السلام ... خصوصیت نہین۔ اس لیئے ابراہیم علیہ السلام کو بھی کسی پر کچھ مزیت نہین ہوسکتی۔ یعنی ... علیہ السلام کے سامنے ایک عالم تمثیل پیش کیگئی جس سے درحقیقت احیاء اموات کے ... سمجھنے سے کچھ بڑھا نہین۔

... ابراہیم علیہ السلام ... تھی کہ اللہ اون کو یہ دکھادے کہ وہ ...

... [illegible] ...

پارہ پارہ کیے گئے۔

علامہ رازی نے اپنی تفسیر مین قول مشہور کے قائلون کی یہ چارون حجتین بیان
چوتھی حجت کے متعلق ابومسلم کا جواب نقل کیا۔ اور پھر اپنی طرف سے اوس جواب کا جواب
ہے۔ لکھتے ہین کہ ابومسلم نے ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءًا کے طیور کے پارہ پارہ کئے جانے
پر استدلال کرنے والون کے مقابلہ مین یہ جواب دیا کہ مین لفظ جزء کو اربعہ کا مضاف کہتا
ہون۔ اس حالت مین جزء سے واحد من الاربعۃ (چارون مین سے ایک) مراد ہوگا و
ہوظاہر۔ علامہ رازی نے ابومسلم کے اس جواب کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ جو کچھ تم نے کہا اگرچہ
آیت مین اوس کے احتمال کی گنجایش ہے۔ لیکن جزء کو اوس معنے پر محمول کرنا جو ہم نے بیان
کیے ہین (یعنی جمہور مفسرین کا قول کہ طائر بوٹی بوٹی کیے گئے) واضح تر و اظہر ہے۔ اور اصل
مین آیت کی تقدیر اس طرح پر ہے۔ فاجعل علی کل جبل من کل واحد منھن جزءًا
لیکن میرے (صاحب المنار علامہ سید محمد رشید رضا) نزدیک علامہ رازی نے جو باتین بیان
کی ہین۔ اون مین سے ایک بھی ابومسلم کے خلاف حجت نہین ہو سکتی۔ سب سے بڑی حجت مسئلہ
جزء ہے۔ (جو حجت رابع کے نام سے اوپر بیان ہو چکی ہے) پہلے اسی کو لو۔ متعدد کا جزو متعدد
مین کا ایک ہوتا ہے۔ اور واحد کا جزو واحد کا ایک قطعہ ہوتا ہے نہ اوس کا جزو۔ واحد کے
جزو کو خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ اپنے کل سے الگ ہو گیا ہو۔ جیسے کہ قول جمہور کے موافق
ہر طائر کا ایک ٹکڑا دوسرے سے جدا ہو گیا تھا۔ جزو نہین کہتے۔ بلکہ قطعہ کہتے ہین۔ سوتنا
لوگ جزء بھی کہتے ہین۔ لیکن متعدد مین کے ایک کو متعدد کا صرف جزو ہی کہتے ہین نہ قطعہ اس
مین بھی یہ کہنا کسیطرح صحیح نہین ہو سکتا کہ ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءًا
جزء کو واحد کے ایک ٹکڑے پر محمول کرنا زیادہ واضح و اظہر ہے۔ کما لایخفی۔ مؤلف) ا
کا قول مانا گیا۔ اور ماننے کے قابل ہے۔ اب قول جمہور کے قائلون کی باقی تین حجتو
کی حجت ہے اجماع۔ جس کا ذکر بھی علامہ رازی جیسے علم اصول کے عالم
... بھی کیونکہ جس اجماع سے اصول میں حجت

... قرار دیا ہم کو ... ہم پر حجت ہو۔ باوجودا کے
... آیت کی عبارت سے عیان و متبادر ہے۔ اور جو کچھ کہ عام مفسرین نے
... بعض روایتون سے ماخوذ ہے۔ جن کو اُنہون نے آیت کے معنی کی صحت و عدم
... حکم بنالیا ہے۔ حالانکہ یہ منصب آیات قرآنی کا ہے۔ اور جو کچھ ان روایتون مین ہی
او... آیت دلالت نہین کرتی۔

قول مشہور کے ماننے والون کی طرف سے دوسری حجت یہ ہے کہ جو کچھ ابومسلم نے آیت کی تفسیر بیان کی۔ اوس کو ابراہیم علیہ السلام سے کچھ خصوصیت نہین۔ اس لیئے اون کو غیرون پر کوئی مزیت بہی نہین ہوسکتی۔ یہ حجت بہی نا قابل قبول ہے۔ اس لیئے کہ ابومسلم کے طریقۂ تفسیر پر آیۂ زیر بحث احیاء موتی یا تکوین اشیاء کی کیفیت کی ایک واضح تمثیل ہی۔ اور ساتھ ہی اس سے بہی آگاہ کرتی ہے کہ اسرار خلقت مین بشری علم کی رسائی کس حد تک ہوسکتی ہی اور اس کی کوئی دلیل نہین کہ ایسی تمثیل اور اس تجدید کا علم ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تمام آدمیون کو حاصل تہا کہ یہ کہا جاسکے کہ اس تمثیل سے ابراہیم علیہ السلام کو خصوصیت ہی کون سی حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ اس قسم کا اعتراض تو ابراہیم علیہ السلام کی اوس حجت پر بہی ہو سکتا ہے۔ جو آپنے بادشاہ کے سامنے پیش کی تہی۔ اور پہلے آچکی۔ اور اس حجت پر بہی جو آپنے ستارہ پرستون کے مقابلہ مین ان کو معقول کرنے کے لیئے پیش کی تہی۔ اور جس کو اللہ تعالی نے سورۂ انعام مین ذکر کیا ہے[1]۔ حالانکہ اللہ تعالی اوس حجت کو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ

---

[1] و اذ قال ابراهیم لابیه آزر اتتخذ اصناما آلهة ج انی اراك وقومك فی ضلال مبین ٥ وکذلك نری ابراهیم ملکوت السماوات والارض ولیکون من الموقنین ٥ فلما جن علیه اللیل رآ کوکبا قال هذا ربی ج فلما افل قال لا احب الآفلین ٥ فلما رآ القمر بازغا قال هذا ربی۔ فلما افل قال لئن لم یهدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ٥ فلما رآ الشمس بازغة قال هذا ربی هذا اکبر فلما افلت قال یقوم انی بریء مما تشرکون ٥ انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما ...

اور علامہ رازی وغیرہ بھی [illegible]

پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ احیاء موتیٰ یا اکلوہن اشیاء کا اس تمثیل سے ابراہیم

علیہ السلام کو کوئی خاص ہدایت نہیں کی۔ اور نہ کوئی علم مزید نہیں بخشا۔ اور نہ

تاریکی سے جو آپکے زمانہ والون کو محیط تھی نکالکر آپ کو نور حق تک نہیں پہونچایا اور

یہ نہیں کہا جاسکتا تو تمثیل احیاء کو آپ سے خصوصیت بھی ہوئی۔ اور آپ کو غیرون پر

فوقیت بھی فاین قولکم لا مزیۃ فیہ لابراہیم۔

رہی تیسری حجت کہ ابو مسلم کے طریقہ تفسیر سے ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا اجابت کو

پہونچنا لازم نہیں آتا بلکہ اجابت دعا حاصل ہوتی ہے جمہور ہی کے مسلک پر۔ سو درحقیقت

معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی قول جمہور سے دعا کا مستجاب ہونا نہیں پایا جاتا اس

کہ پلہ پارہ کیے جانے اور پہاڑون مین متفرق کر دینے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کے

طائرون کا آجانا اس کا مقتضی نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اون کو زندہ کیے جاتے

دیکھ لی ہو۔ اس لیئے کہ فعل احیاء تو پہاڑون مین واقع ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے صرف

اپنی طرف طائر آتے دیکھے اور وہ اون کے پاس آئے۔ اور اونہون نے جیسا کہ انہین

دیکھا تھا۔ اب بھی دیکھ لیا۔ ان کے احیاء کی کیفیت کہان اور کب دیکھی۔ فرض کرو

ایک آدمی کو مقتول اور اوس کی لاش کو پارہ پارہ کیا ہوا پایا۔ اور دوسرے وقت

کو زندہ دیکھ لیا۔ تو کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ تم نے اس کے احیاء کی کیفیت دیکھ لی۔

جمہور مفسرین کا قول بھی تو اسی پر دلالت کرتا ہے۔ برخلاف اس کے ابو مسلم کا قول

مرضی خداوندی و اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون کی۔ اور احیاء موتیٰ کی

(بقیہ صفحہ ۱۵) ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل

افلا تتذکرون ۰ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم

بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون

[illegible]

Marfat.com

# ناظرین کرام

رسالہ تفسیر القرآن کی اشاعت میں حتی الوسع کوشش فرماتے رہئے۔ ہماری دینی و دنیوی فلاح قرآن کریم کے مضامین کا عام علم ہونے پر ہی موقوف ہے۔ اس ضرورت کو تو اب مسلمانوں کے ہمدرد عیسائی اخبار بھی بہ آواز بلند مسلمانوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔

مثال کے لئے دیکھو معزز ہمعصر سول ملٹری گزٹ لاہور کے ایک مضمون کا ترجمہ جو ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے وطن میں درج ہے۔

المُلتَمِسْ

مینجر اخبار وطن

و

رسالہ تفسیر القرآن لاہور

# تازہ مطبوعات و تالیفات

ذیل کی کتابیں ابھی حال میں تیار ہوئی ہیں اور اپنی وضع میں خاص ہیں۔

**سفرنامہ جاپان** ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام جاپان میں آنا۔ اور ایک ماہ سے کم عرصہ میں بارہ ہزار معزز اور خوش حال جاپانیوں کو مشرف باسلام کر دینا۔ حیرت انگیز حالات۔ مجلس تحقیق مذاہب۔ مع مباحثات علماء وثبوت فضائل اسلام۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ ۔ ۔ ۔ ۔ (عہ)

**تاریخ حجاز ریلوے** اردو۔ انگریزی۔ اور عربی تینوں زبانوں میں۔ اس میں حجاز ریلوے کی تجویز۔ تحریک۔ تائید۔ آغاز اور اجرائے کار تک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوئے ہیں۔ ترکی اور انگلش تعلقات۔ مسئلہ مصر۔ مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ہر حصص کی الگ۔ (عہ)

**ہلال وصلیب** یہ بھی بے مثل کتاب ہے۔ خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم جو نوجوان ترکوں کے ایک فرد بھی ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ میں لکھی ہے۔ کارخانہ وطن نے اسکو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرایا ہے قابل اور مفید کتاب ہے۔ قیمت فی جلد (دس آنہ) ۔ ۔ ۔ ۔ (۱۰)

**ارژنگ فرنگ** انگریزوں کی معاشرت اور ان کے اصول زندگی واخلاق کا ... ولایت جانے والوں کے لئے نہایت کارآمد۔ قیمت فی نسخہ (...)

**جواہر قرآنی** گلوئے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہیئے۔ اس میں بڑی خوبی سے قواعد دین اسلام کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا اور توحید باری تعالیٰ اور نبوت ورسالت پر بہت خوبی سے دلیل قایم کی ہے۔ کتاب عمدہ چھپی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

المشتہر

منیجر [illegible]

Marfat.com

باستاہ دسمبر ۱۹۰۸ء

رب اشرح لی صدری و یسرلی امری واحلل
عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ
سے آگاہ کرنے کے لیے پہلے اخبار مین شایع کرنا شروع کیا تھا مگر اب
احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء

جلد (۲) نمبر (۶)

مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیدیہ سٹیم پریس لاہور مین چھپکر شایع ہوئی
... کاغذ قسم اول مع محصول ڈاک (۳ روپیہ)، نمونہ ۶/
... (۲ آنہ) ... ۴/

قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب ہے

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے۔ عام چندہ سالانہ للعہ طلباسے ۳ہ

# قرآن کریم پڑھیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دارومدار ہے۔ مگر یہ غرض اسطرح حاصل ہوسکتی ہے۔ کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

# تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے باسانی حاصل ہوسکیگا۔ جو ماہوار رسالہ کی صورت میں دفتر وطن لاہور سے شایع ہورہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۳ہ۔ چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم ۱عہ مع محصول

# اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

اور

حصول سعادت دارین کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت میں پیدا کرنی مقصود ہے تو دفتر اخبار وطن کی تالیفات کو خود بھی پڑھیے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھی [illegible]

Marfat.com

[illegible] انسانی علم و معرفت کی انتہائی حد ہے۔ اگر اللہ [illegible] یہ توضیح و تنبیہ نہ کر دیتا تو طمع کرنے والے سرِ تکوین کے دریافت [illegible] کی بھی طمع کرتے۔ امام رازیؒ نے اگر آیت کی اس خصوصیت کو سمجھ لیا ہوتا تو ہرگز نہ کہتے کہ ابومسلم کی تفسیر سے ابراہیم علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی۔

مختصر یہ ہے کہ آیت سے وہی مطلب متبادر فی الذہن ہے جو ابومسلم نے بیان کیا ہے۔ سیاق و سباق و نظم آیت بھی اسی پر دال ہے۔ اور اسی کی تفسیر سے مسئلہ احیاء موتیٰ کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلئے کہ احیاء بعد الموت کی کیفیت بعینہٖ ابتدائی تکوین کے مطابق ہے۔ اور تکوین و تخلیق عمل میں آتی ہے ارادۂ الٰہی کے کلمۂ تکوین (کُن) کے ساتھ متعلق ہونے پر کما قال اللہ تعالیٰ واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون اس لئے تخلیق و تکوین کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ارادۂ الٰہی کی کنہ اور اشیا کے ساتھ اوسکے تعلق کی کیفیت نہ معلوم ہو جائے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا علم ناممکن ہے۔ کیونکہ صفاتِ الٰہیہ کم و کیف سے منزہ ہیں۔ اونکے ادراک سے عاجز ہونا اور عجز کا اعتراف کرنا ہی ادراک ہے۔ یہی ابومسلم کی تفسیر کا مآل و نتیجہ ہے اور آیت کا نظم لفظی بھی اسیکی تفسیر کا مؤید ہے۔ چنانچہ باوجود اسکے کہ لفظ صُرھن طائروں کے ہلانے پر دلالت کرتا ہے۔ ثم بھی توقف و درنگ کو چاہتا ہے جو طائروں کے ہلانے کے لئے ضروری تھا۔ اگر طائروں کے ہلانے کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو پھر ثم اجعل کہنے کی حاجت ہی کیا تھی جیسے اصل مقصود یہ تھا کہ چار پرندوں کو پکڑ اور اونکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہاڑوں پر رکھدے۔ ویسے ہی نظم کلام بھی یوں ہونا چاہئے تھا۔ فخذ اربعۃ من الطیر فقطعھن واجعل علیٰ کل جبل منھن جزءً نہ لفظ صُرھن ہی لایا جاتا جو طائروں کے ہلانے پر دلالت کرتا ہے اور نہ اجعل ہی کو ثم سے عطف کیا جاتا۔

خاتمۂ آیت میں بھی عزیز و حکیم آنا اور قدیر نہ آنا ابومسلم ہی کے بیان کا مؤید ہے کیونکہ عزیز کہتے ہیں اوس غالب کو جو دسترس سے بالا و اعلیٰ ہو۔ اس مفہوم کو ابومسلم کی تفسیر سے مناسبت بھی عیاں اور محتاج بیان نہیں۔ حق یہ ہے کہ ابومسلم نے جو معنے آیت کے [illegible] واضح ہیں اور وہی آیت سے سمجھ میں آتے ہیں۔ متقدمین [illegible] آیت سے نہ سمجھے کہ ابراہیم علیہ السلام فلاں

Marfat.com

دنیا کے پہاڑوں پر رکھکر طائروں کو بلایا۔ تو ہر طائر کا ...

جدا ہوا تھا اڑا جتی کہ بالآخر وہی سب ٹکڑے باہم مل جلکر صحیح سالم جانور بن گئے

دوڑتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے آئے۔ یہ روایت پاکر متقدمین مفسرین نے

کلام الٰہی کو بھی اسی پر منطبق کیا۔ ولو بالتکلف۔ اور متاخرین نے بزعم خود یہ فرض ہی خیال

کیا کہ انبیاء کے واقعات میں کوئی خاص خصوصیت ہونی چاہیئے۔ جو از قبیل خوارق ہو

واقعہ کیسا ہی اور کسی موقعہ کا کیوں نہ ہو۔ اسی لئے انہوں نے بھی اس آیت کے مفہوم کو

خارق سمجھا۔ حالانکہ یہ کوئی موقعہ تیہ کونیہ کے دکھائے جانے کا تھا۔ بلکہ علم و بیان کا مقام

تھا۔ اور ظلمت حیرت سے نور حقایق میں پہونچائے جانے کے متعلق کلام ہو رہا تھا۔

ہر زمانہ میں لوگوں کو کسی نہ کسی خاص بات سے شغف رہا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ آدمی کو جب

کسی بات سے شغف ہوتا ہے تو عقل و فہم پر بھی اسکی حکومت ہو جاتی ہے اور وہ ہر بات کو اپنے

اسی معیار سے اچھا برا صحیح غلط سمجھنے لگتا ہے۔ لیکن جو چاہے کہ کنہ اللہ کو سمجھے وہ اپنا

ذہن تمام خارجی باتوں کے اثر سے خالی کر کے سوچنا چاہیئے۔ اور کتاب اللہ ہی کو حکم بنانا

چاہیئے۔ اس لئے کہ کتاب اللہ سب کے لئے حکم ہے اور اوس پر کوئی حکم نہیں۔ (از تفسیر المنار)

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ

سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ

مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ

يَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال

خرچ کریں اونکی مثال اوس دانے کی سی ہے جو سات بالیں لگائے اور ہر بال میں سو دانے

ہوں۔ اور اللہ جسکے واسطے چاہتا ہے چند در چند کر دیتا ہے اور اللہ وسعت والا ...

جو لوگ اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کئے پیچھے نہ احسان ...

اور نہ ایذا دیتے ہیں اونکے رب کے ...

...... ان خیرات سے بہتر ہے جنکے پیچھے ایذا ہو

...... من الذین ینفقون ...... اگرچہ اس آیت میں حکم انفاق بصورت امر نہیں
... آیت حکم انفاق کو متضمن ہے جسکا ذکر گزشتہ آیات میں بھی آچکا ہے۔
... خداوند تعالیٰ نے حکم انفاق کے متعلق اسقدر اہتمام اسلئے فرمایا کہ انفاق فی سبیل اللہ
ایک دشوار بات ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ انفاق کے فواید کا دائرہ وسیع اور صاحب
انفاق سے اون لوگونکا تعلق دور کا ہونا چاہیئے جنپر مال خرچ کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اگرچہ یہ
ایک سہل بات ہے کہ آدمی اپنے نفس اور اہل وعیال کے لئے خرچ کرے۔ لیکن اپنے نفس اور
خاص اپنوں سے آگے بڑھکر خرچ کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ یہ وہی کرتے ہیں جنکو بالطبع
سخاوت سے کچھ حصہ ملا ہو۔ پھر جسکا یہ حصہ جسقدر زیادہ ہو اسیقدر اوسکی خیرات ومبرات کا
دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ ادنیٰ درجہ سخاوت کا یہ ہے کہ آدمی اپنے رشتہ داروں پاس پڑوس
کے رہنے والونکے ساتھ سلوک ہو۔ اور اس سے اونچا مرتبہ یہ ہے کہ گاؤں بستی قریہ شہر والے
بھی اوس کے مال سے فایدہ اٹھا سکیں۔ یونہی سلوک واحسان کا یہ دایرہ وسیع ہوتے
ہوتے قوم اور ابنائے نوع تک جا پہونچتا ہے۔ لیکن ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو طبعی سخاوت
کی بنا پر ان دور کے تعلق والونکی حاجت روائی کریں۔ اسلئے کہ انسانی فطرت ہی یہ ہے کہ آدمی
اس کام کرتا ہے جسمیں اوسے کچھ اپنا فایدہ دکھائی دیتا ہو۔ اگرچہ خیر واحسان بظاہر کیسے
ہی دور کے تعلق والوں کے ساتھ کیوں نہ کیا جائے لیکن بالآخر اوسکا فایدہ خیر واحسان
کرنے والے تک پہونچکر رہتا ہے۔ لیکن اکثر نہیں جانتے کہ اوسکے فوایدو مصالح کا سررشتہ
ان دور کے تعلق والوں سے وابستہ ہے اور انفاق کا فایدہ کیونکر رجعت قہقری کرتا
صاحب انفاق کے پاس واپس پہونچتا ہے۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ جہالت دور کرنے
... کرنے ضعیف الحال لوگونکی مدد کرنے صنعت وحرفت کو ترقی پہ پہونچانے شفاخانے
... خانوں کے قایم کرنے اور دین ومذہب کی نصرت وحمایت جیسے کاموں
... ہر شخص اوس قوم وملت کا بجائے
... انفاق کے حکم اور اوسکی نوعیت
... تکمیل ... مثال ...

کچھ وہ خدا کی راہ میں اوسکی خوشنودی و رضامندی [illegible]

یہی بخشش جو دنیا میں تمہاری فلاح کا موجب ہوتی ہے آخرت میں بھی نہایت [illegible]

سود مند ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ من ذا الّذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً

کثیرۃً۔ اس مفید تعلیم کے بعد اون لوگوں کے حالات اور قصے سنائے جنہوں نے راہ

خدا میں اپنا مال خرچ کیا۔ بلکہ جان تک سے دریغ نہ کیا۔ اور کامیاب ہوئے۔ پھر بعث و

احیاء موتی و دارِ آخرت میں حاضر ہونیکا مذکور کیا۔ جہاں ہر شخص کو اوسکے کردار کا بدلہ دیا

جائیگا۔ جہاں نہ فدیہ کام دیگا نہ خلّت و شفاعت سے مطلب برآری ممکن ہوگی۔ صرف اچھے

اعمال ہی کام آئیں گے جنمیں سے ایک عمل اہم انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اور جب بعث کا حال

بدلایل بیان کرچکا جسپر صحیح ایمان لانا بذلِ مال فی سبیل اللہ کا ایک زبردست سبب ہے تو

آیہ زیر بحث مثل الّذین ینفقون فی سبیل اللہ سے راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کے

اجر المضاعف کی تمثیل بیان کی۔

مثل الّذین ینفقون اموالھم ..... انفاق فی سبیل اللہ وہ انفاق ہے جو ایسی

عمیم المنفعت و دیرپا مصلحتوں میں کیا جائے کہ جنکی حفاظت و تکمیل رضائے خداوندی کا موجب [illegible]

کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃٍ مئۃ حبۃٍ۔ جو لوگ عمیم المنفعت

اور خدا کی پسند کئے ہوئی اعمال و مصالح میں کچھ خرچ کرتے ہیں اونکے خرچ کی مثال ایسی

جیسے کسی نے اناج کا ایک دانہ نہایت شاداب اور سیر حاصل زمین میں بویا جو اگا

خوب بڑھا۔ اور پھلا پھولا۔ اور بالآخر اسنے بیج کا سات سو گنا غلہ دیا۔ مطلب یہ کہ نیک کام

میں صرف کرنے والے دنیا ہی میں اپنے صرف کا اضعافاً مضاعفہ بدلا پالیتے ہیں

کہ پہلے کی آیت میں بیان ہوا۔

غرض انفاق فی سبیل اللہ کی یہ تمثیل تکثیر اجر کے لئے ہے نہ حصر کے لئے [illegible]

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں انکو صرف کا سات سو گنا [illegible]

بلکہ مطلب یہ ہے کہ انفاق کا اجر انفاق [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] لا [illegible] اور [illegible] کا حصر لیا جا سکتا ہے اور
[illegible] ہیں۔ اور اس وسعت کے ساتھ ہی وہ علیم بھی جانتا ہے کہ وہ کون
[illegible] ہیں جو با خلاص تمام اپنا مال اُن مواضع انفاق میں خرچ کر کے مستحق اضعافاً مضاعفہ
[illegible] جنکا نفع کثیر ہو اور جنکا فایدہ مدت دراز تک قایم و دایم رہے۔ مثلاً وہ ان سچے خیرخواہوں
کو جانتا ہے جنہوں نے حق کی شان بڑہانے اور قوم و ملت کو بنانے میں اپنا مال صرف کیا
[illegible] کے مستحق ہوئے کہ جب اون کی داد و دہش بار آور ہو یعنے قوم کو قوت نصیب ہو اور
دین کو وسعت۔ تو اونکو اپنی داد و دہش کے بدلے میں اتنی برکتیں اور ایسے فواید حاصل ہوں
جنکے مقابلہ میں اونکے انفاق اور داد و دہش کی کچھہ بھی حقیقت نہ ہو۔
اگر کوئی انفاق فی سبیل اللہ کے لاتعد و تحصی منافع و فواید عبرت کی نگاہ سے دیکھنا
چاہے تو اوسے یورپ کی اون قوموں کی حالت پر نگاہ کرنی چاہیئے۔ جنکا فرد فرد علی قدر
حیثیت اپنی قوم کی شان اور عزت بڑہانے کے لئے توسیع تعلیم۔ اور خیراتی و مذہبی انجمنوں میں
مصالح عامہ کی کفالت کی ذمہ داریں خرچ کر رہا ہے۔ اور خرچ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ صرف
[illegible] کا نتیجہ یہ ہے کہ ان قوموں کے ادنیٰ ادنیٰ طبقات کے افراد بھی اپنی قومی عزت کے ساتھ
[illegible] احترام کے ساتھ محترم ہیں۔ اور ہر فرد مجموعہ قوم کی عنایت و کفالت میں دکھائی دیتا
اور وہ خود قوم بھر کی قوت و شوکت اپنی ذات میں محسوس کرتا ہے۔ برخلاف اس کے
[illegible] قوم کے اعلیٰ ترین طبقات کے افراد بھی ان قومی فقیروں کے مقابلہ میں حقیر دکھائی دینگے
[illegible] اقوام کے مصالح عامہ اور خدمت ملت میں خرچ نہ کرنیکی وجہ سے ذلیل و ضعیف ہوگئی ہیں
[illegible] اُن کے ضعف و ذلت کی بھی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے قومی و ملی مصالح میں
[illegible] چھوڑ دیا ہے۔ کاش ہمیں یہ سمجھنے کی توفیق ہو کہ مصالح عامہ میں افراد قوم ہی کا خرچ
[illegible] عزت و سعادت کا باعث ہے۔ اور وہ تمام بیشقدر نفقات جو کسی قوم کے مصالح
[illegible] قوم و اصلاح کا ذریعہ ہوتے ہیں بذل افراد ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ کلیات
[illegible] ہی سے بنتی ہیں۔ ہر شخص کا بجائے خود یہ خیال کر لیناکہ میں کرہی کیا سکتا
[illegible] اپنا دان سمجھتا ہے بہت بُرا اور نہایا مگن خیال ہے۔ برخلاف اس کے
[illegible] صلہ لا تلہ [illegible] اپنے پیشرؤں کے نقش قدم
[illegible] کرنا انسانی فطرت کا خاصہ ہے

اس لئے جو من [illegible]

اقتدا کا مطلق خیال بھی نہ کریں کیونکہ ان [illegible]

اسے خبر بھی نہیں ہونے پاتی۔

قوم میں بہت سے خیر خیرات کرتے اور نیک کاموں میں خالصاً لوجہ اللہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں لیکن فضیلت اُن لوگوں کا حصّہ ہے جو کسی قومی و ملی مصلحت میں خرچ کرنیکی ابتدا کریں طریقہ و قواعد خیر کے واضح اور انتہائی اضعافاً مضاعفہ کے مستحق یہی لوگ ہوتے ہیں انکو اپنا اجر اور ان لوگوں کا سا اجر ملتا ہے جنہوں نے انکی سنت کا اقتدا کیا۔ چنانچہ خبر صحیح ہے "من سن فی الاسلام سُنۃً حسنۃً فعل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا" یعنے جسنے اسلام میں کسی اچھی سنت کی ابتدا کی اور پھر اوس پر عمل کیا گیا۔ تو ابتدا کرنے والیکو اس کے عمل کے اجر کے سوا اوسکی سنت پر دیگر عمل کرنیوالوں کی اجر کی برابر اور اجر دیا گیا۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ انفاق کے دنیوی فواید اور اوسکے نتایج کی عظمت ظاہر کرنے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انفاق کا اخروی ثواب اور ثواب کی شرط ترک منّ و ایذا بیان کی ہے۔

منّ یہ ہے کہ احسان کرنے والا محسن الیہ پر اپنا احسان جتائے۔ اور اپنی بڑائی اور فضیلت اوس پر ظاہر کرے۔ اور ایذا اس سے عام ہے۔ مثلاً یہ کہ محسن اپنے احسان کا غیر محسن الیہ پر یوں اظہار کرتا پھرے کہ میں نے فلاں کے ساتھ یہ احسان کیا ہے اور محسن الیہ کو اپنی رسوائی اس سے بھی زیادہ شاق گذرے کہ محسن خود اوسی سے اپنے احسان کا اظہار کرے۔ منّ یہ ہے کہ محسن اپنے احسانات محسن الیہ کو گنوا وے۔ اور یہ دکھائے کہ میرا احسان تجھ پر ایک حق ہے۔ اور ایذا یہ ہے کہ محسن احسان کرنیکی وجہ سے محسن الیہ پر زور و ظلم کرنے لگے۔ مفسّرین نے لکھا ہے کہ لفظ منّ کو اللہ تعالیٰ نے اسلئے مقدم کیا۔ کہ وہ کثیر الوقوع ہے اکثر لوگ احسان کرتے ہیں اور پھر جتاتے پھرتے ہیں۔ اور منّ و اذیٰ کے درمیان لا نفی پر دلالت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے۔ یعنی اسی لا کی وجہ سے آیت کا یہ مفہوم ہے کہ احسان کرکے منّ و ایذا میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوتا ہے وہ ثواب [illegible]

یعنے منّ و ایذا میں سے ایک بھی [illegible]

...مطلب ہو گا کہ احسان کرنیکے کچھ وقت بعد احسان نہ
... کہ اللہ تعالیٰ نے احسان کے ضائع جانے اور ثواب سے محروم
... اور احسان کرتے ہی احسان جتانے اور ایذا دینے کو حرمان ثواب کا موجب
نہیں ... لانکہ احسان کرتے ہی فوراً احسان جتانا اور در پئے ایذا ہو جانا زیادہ مضر ہے
... ہو کہ اوسکا ترک کرنا حصول ثواب کی شرط ہو۔ اسکا جواب علامہ شیخ محمد عبدہ نے دیا
دیا ہے کہ جو لوگ احسان کرتے ہی احسان جتانے اور ایذا دینے لگیں۔ یا ان دونوں میں سے
کسی ایک کے مرتکب ہوں وہ اصل میں اسی کے مستحق نہیں ہیں کہ انکو راہ خدا میں مال خرچ
کرنیوالا او سخی کہا جائے۔ جبکہ احسان کرنے کے مدت بعد ہی احسان جتانے اور ایذا کے مرتکب
ہونے والے کے احسان و انفاق کو اللہ تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ نہیں قرار دیتا۔ اور نہ اوسکو
اجر کا وعدہ دیتا ہے اور نہ خوف و حزن سے بچا ئیگا۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ احسان
کرتے ہی من و ایذا پر آمادہ ہو جانیوالا اسکا مستحق ہو کہ اللہ اوسکے انفاق کو انفاق فی سبیل اللہ
میں شمار کرے اور اونکے انفاق کا انہیں اجر دے اور وہ خوف و حزن سے مامون و محفوظ
بھی رہ سکیں۔ وہ تو بطریق اولیٰ اسی کے سزاوار ہیں کہ انکو نعمتیں حاصل ہوں کیونکہ درحقیقت وہ سخی ہی نہیں ہیں
اس آیت میں کلام ان اسخیا کے متعلق ہے جو خالصاً لوجہ اللہ مصلحت وقت اور قوم و ملت
کے نفع کے کاموں میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ نہ اون لوگوں سے خیر اور بدلے کے خواستگار
ہو کر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ایسے پاک طینت نیک نیت لوگونکو بھی ایسے امور
پیش آتے ہیں جو انہیں احسان جتانے اور ایذا پہونچانے پر مجبور کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ محسن الیہ
محسن کی بجگہ ناشکری و کفران نعمت کرنے لگے یا محسن کا واجبی احترام نکرے۔ ایسی حالت میں
طبعاً محسن کو غصہ آتا ہی ہے اور بالطبع وہ مجبور ہوتا ہے کہ احسان جتائے۔ یا در پئے
ایذا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اوسکو ڈرایا کہ اگر تمنے ایسی حالت میں بھی احسان جتایا۔ یا ایذا
دی تو گویا سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ خبردار ایسا نہ کرنا۔ اجر اوسی انفاق کا ہے جسکے
بعد کسی حال میں بھی محسن الیہ پر احسان نہ جتاؤ۔ اور اوسکی ایذا کے درپے نہ ہو۔ سلیقہ
... ہے وہ فی سبیل اللہ اور رضائے خداوندی کے حاصل کرنے کے لئے دیا ہے
... مقابل ... پھر اگر بعد احسان اوس سے کوئی ایسی بات بھی ہو
... سبحانہ کو احسان جتانا

لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون

اللہ کے پاس اونکے کام کا بہت بڑا اجر ہے۔ اور انکو اسدن کچھہ خوف نہوگا [illegible]

خوف کرتے اور ڈرتے ہونگے اور نہ انہیں اوسدن کچھہ غم ہوگا جبکہ انفاق فی سبیل اللہ [illegible]

رہنے والے بخیل اور احسان اور ایذا سے اپنے صدقات کو باطل کرنے والے گروہ رہے ہونگے۔

قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها اذى۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ قول معروف وہ کلام ہے جسکو دل قبول کرے اکراہ ونفرت نہ کرے اور مغفرۃ کے معنے ہیں پردہ پوشی اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ سایل کو بغیر کچھہ دیئے ہوئے کوئی اچھی بات کہکر محروم پھیر دینا اور اگر وہ اصرار والحاح کرے جو عموماً نفوس انسانی کو ناگوار گذرتا ہے تو اوسپر پردہ ڈالنا یا سایل و فقیر کی تشہیر کرنے سے اوسکے حال کی پردہ پوشی کرنا اوس صدقہ سے بہتر ہے جسکے دینے کے بعد ایذا ہو۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ مغفرت سے مغفرت خداوندی مراد ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ کوئی اچھی بات کہکر سایل کو پھیر دینا اور مغفرت خداوندی کا اُمیدوار ہونا اوس صدقہ سے بہتر ہے جسکے پیچھے ایذا ہو۔ اگرچہ ان دونوں معانی کی صحت کی بھی آیت میں پوری گنجایش ہے لیکن میرے نزدیک آیۃ ماسبق کی تفسیر سے آیت کے یہ معنے زیادہ مربوط معلوم ہوتے ہیں کہ اگرچہ احسان کے بعد محسن الیہ سے بعض ایسی حرکتیں بھی سرزد ہو جائیں جو بالطبع محسن کو ناگوار خاطر ہونگی وجہ ہی احسان جتانے اور درپے ایذا ہونیکی محرک ہوں اس حالت میں بھی احسان جتانے اور زبان سے برا بھلا کہنے اور دست و پا سے محسن الیہ کے درپے ہونیکی نسبت محسن کے لئے بہتر یہی ہے کہ اب بھی محسن الیہ سے اچھی بات کہے یا حق میں کلمہ خیر ہی نکالے اور اوسکی طرفسے جو زیادتی ہوتی ہے۔ اوس سے درگذر اور [illegible] ہی کرتا رہے۔ "مولف" بہرصورت یہ آیت جملہ مستانفہ ہے۔ اور منّ اذی کی نہی کے لیئے آئی ہے۔ کما ہو ظاہر۔

یہ آیت شریعت کا ایک اور بہت بڑا قاعدہ بھی مقرر کرتی ہے کہ ازالۂ مفاسد مصالح پر مقدم ہے۔ اور ساتھہ ہی بیان کرتی ہے کہ خیر وسیلۂ شر نہیں ہو سکتا ہے کہ نیک کام [illegible] باتونکی آمیزش سے پاک کرنا [illegible]

...دوم درجہ ہے مثلاً ایک آدمی صدقہ نہیں دے سکتا تو
...کی تسلی و دلداری ہی کردے۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ۔ اور اللہ بالذات
...صدقے اور خیر خیرات کی اسے کچھ احتیاج نہیں۔ اغنیا کو اوسنے بذل وخیرات
...لیکن نہ اسلئے کہ وہ اونکے مال کا حاجتمند ہے بلکہ اسلئے کہ دنیا کی محبت کے زنگ سے اونکے
...کو پاک و صاف۔ اور اونکی اجتماعی حالتونکی اصلاح کرے تاکہ وہ ذی عزت اور غالب ہو
...اور افراد اجتماع ایک دوسرے کے یاور و مددگار اور چونکہ محسن الیہ پر احسان جتانا اور اوسکو
...دینا منافی ہیں اس مصلحت کے۔ اسلئے اللہ بھی اوس صدقہ کے قبول کرنے سے مستغنی ہے جسکے
پیچھے منّ و اذیٰ ہوں غنی ہونے کے ساتھ ہی اللہ حلیم بھی ہے اون لوگونکو سزا دینے
...جلدی نہیں کرتا جو احسان کرکے جتاتے اور محسن الیہ کو ستاتے ہیں۔

جیسے مہلت دینا اور عقوبت میں جلدی نہ کرنا لازمہ حلم ہے۔ ویسے ہی چشم پوشی وعفو بھی لازمہ
حلم ہے لیکن یہاں پہلے ہی معنے مراد ہیں۔ کیونکہ اگر عفو وچشم پوشی ہی مراد ہو تو اس سے لازم آئیگا کہ
...تعالےٰ خود لوگونکو احسان جتلانے اور محسن الیہ کو ستانے کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ محال +

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِیْ
یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى
شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (۲۶۴) ترجمہ۔ اے ایمان
...خیرات احسان جتانے اور ستانے سے اس شخص کی طرح ضایع نکرو۔ جو لوگوں کے
...کو اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ سو اسکی مثال
جیسے ایک صاف سخت پتھر پر مٹی پڑی ہو۔ پھر اوسپر موٹی موٹی بوندوں کا مینہ پڑا اور
...سخت پتھر چھوڑ گیا۔ ان (ریاکاروں) کو اپنی کمائی میں سے کچھ بھی ہاتھ نہ لگیگا۔
...نے والوں (ناشکروں اور منکروں) کو ہدایت نہیں دیتا۔

...آدمی کی طبیعت اسکی شیفتہ ہے کہ اگر وہ کسیکے ساتھ کچھ احسان کرے تو اپنی
...اوسکا اظہار اور چرچا بھی کرے۔ اور یہ اظہار
...حالت میں کہ محسن کو معلوم

ہے معلوم ہونے پر محسن عموماً اسطے ... ایسے

احسان جتانے کو آمادہ ہوجاتے ہیں۔ اسلئے مقتضائے بلاغت ...
نہی مختلف عبارتوں میں بار بار بیان کی جائے تاکہ نفوس انسانی متاثر ہو کر ان ...
ارتکاب کی جرأت ہی نکر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آیات سابقہ میں منّ و ایذا کی نہی آچکنے
بعد بھی آیہ مذکور الصدر میں اللہ تعالے نے بمزید صراحت و مبالغہ تمام ایمان والونکو منّ
و ایذا سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی۔ اور تمثیل کے ساتھ اوسکو ذہن نشین کیا۔

لا تبطلوا صدقاتکم بالمنّ والاذی۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ منّ و ایذا صدقے ...
فایدہ مقصود کو باطل کردیتے ہیں۔ اسے ایمان والو تم منّ و ایذا سے اپنے صدقات کو باطل
یہ آیت نہیِ منّ و ایذا ہونیکے علاوہ دلیل ہے اس امر کی کہ ایسا احسان کرنے سے جسکے پیچھے
منّ و ایذا ہو بہتر ہے وہ احسان نکرنا جسکے ساتھ قول معروف و مغفرت ہو۔ اسلئے کہ اگر کسی ...
کسی سبب سے محتاج و درماندہ کے ساتھ مالی سلوک نکیا۔ اور قول معروف سے اسکے شکستہ دل
کی تسکین و تسلی کردی تو گو اوسنے احسان و سلوک نہ کیا۔ لیکن اوس کے فعل و عمل نے احسان
سلوک کی غایت پر اسے ضرور پہونچا دیا۔ کیونکہ محتاج کے ساتھ احسان و سلوک کرنیکی غرض
یہی ہوتی ہے کہ اوسکی مصیبت و تکلیف کم یا زایل ہوجائے۔ قول معروف و مغفرت سے فی الجملہ
بات حاصل ہوگئی۔ اور جسنے کہ محتاج کو مصیبت و تکلیف سے نکالنے کے لئے صدقہ دیا۔ ا...
دیئے پیچھے اوسپر احسان جتایا اور اوسے ایذا دی۔ تو جو صدقہ کی غرض تھی وہ باطل ہوگئی
کہ ہر وہ عمل جو مؤدی الی الغایۃ نہ ہو باطل و رایگان ہے۔ یہی معنے ہیں لا تبطلوا ...
بالمن والاذی کے اور یہی معنے ہیں ابطال صدقات کے۔

منّ و ایذا کو ابطال خیر کا سبب بیان کرنے کے بعد احسان جتا...
محسن الیہ کے ستانے والونکو اللہ تعالے نے ریاکاروں سے تشبیہ دی۔ اسلئے کہ جس ...
کے ریائی نیک عمل کو ریا باطل کردیتا ہے۔ ویسے ہی محسن کے احسان کو بھی منّ و ا...
کردیتے ہیں۔ کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم ...
ریاکار ہمیشہ لوگوں کے دکہانے کے لئے انفاق و سخاوت کرتا ہے ...
اوسکی تعریف کریں ...

Marfat.com

... ہی ہے اللہ تعالیٰ ...

... اور ... سے وہ ...

... اور الٰہک ...

... کی قدرت و جلالت ...

... اور ... و خلافت فی الارض کا استحقاق ...

... اور ... کا احتمال ہے اور ...

... بیان ہوچکے ہیں اور ان سے

... احتمال کے قائل ہیں۔ اور تسلیم کرتے

... ہیں ... اور ملائکہ خدا کے کاموں

... متاخرین و متقدمین کے ...

سے ہے۔ اسکا ایمان نہیں۔ اسلئے کہ اگر خدا پر ایمان ہوتا
خدا حاصل کرتا۔ اور اوسکے عقاب سے ڈرتا اور ثواب کی امید رکھکر
اللہ خدا کے ضعیف الحال بندونکی دستگیری کرتا۔ ملی و قومی مصلحتوں میں خرچ کرتا۔
ں کے دکھانے کے لئے اور جب لوگونکے دکھانے کے لئے ہی سب کچھ کرتا ہے تو وہ یقیناً
یمان رکھتا ہے اور نہ روز آخرت کا یقین ہے۔ اور چونکہ اوسکا یہ عمل لوگونکی طرف ہے
کی طرف۔ اسلئے ضرور ہے کہ وہ ثواب سے محروم رہے۔ اور اپنے انفاق سے فائدہ نہ اٹھانے
کی مثال اوس صاف چکنے پتھر کی سی ہو جسپر کچھ مٹی پڑ گئی ہو۔ پھر اوسپر موٹی موٹی بوندوں کا
پڑے اور تمام مٹی کو بہا لے جائے۔ اور وہ پتھر جیسا سپاٹ تھا ویسے کا ویسا ہی رہجائے
فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلداً۔

احسان کے بعد احسان جتانے اور محسن الیہ کو ستانے والے اور ریاکارانہ انفاق کرنیوالی
س وجہ شبہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنے اپنے نفس کو دہوکہ دیتے اور خود مکر کا لباس پہنتے ہیں او
سا کچھ کہ دیکھنے والا اوسکو سمجھتا ہے وہ درحقیقت ویسے نہیں ہوتے۔ لیکن بہت دن نہیں
نے پاتے کہ حقیقت حال ظاہر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اونکا وہ لباس مکر بعینہ ایسا ہی ہے جیسے
صاف سپاٹ پتھر پر کچھ مٹی پڑی ہو۔ جیسے وہ پتھر اوس تھوڑی سی مٹی سے ہمیشہ چھپا نہیں
بلکہ مینہ کا ایک زور کا دونگڑا پڑتے ہی مٹی دہلجاتی ہے اور وہ پتھر کا پتھر ہی نکل آتا ہے ویسے
دونوں قسم کے آدمیوں کا اصل حال بھی جامہ مکر کے دور ہوتے ہی جو جلدی دور ہو جاتا
ہو جائیگا۔ ظاہر ہو جاتا ہے یا ظاہر ہو جائیگا۔ اور وہ اپنے انفاق و اعمال سے کچھ
اٹھا سکیں گے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ دنیا میں اسلئے کہ من و ایذا دونوں غایت
کے منافی ہیں۔ اور اونکا مرتکب لوگونکی نگاہ میں بخیل سے بھی بدتر و ذلیل تر ہو جاتا
طرح ریاکاری بھی چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور آخرت میں اسلئے کہ من و ایذا بھی
سے منافی اخلاص نہیں۔ اور ثواب آخرت انہیں لوگونکا حصہ ہے جنہوں نے اپنے
ل میں اخلاص کو مد نظر رکھا ہو اور اپنے نفس کا تزکیہ اور لوگوں کے حال کی اصلاح
اون قدرت کے موافق کی ہو۔

القوم الکافرین۔ یعنی اللہ کی عادت و سنت یوں جاری ہے کہ
صدقہ و انفاق کے صحیح اور عمدہ مواقع بتاتا

Marfat.com

اور احکو ان اعمال و اموال ...

فایدونکو برباد کریں۔ کافر اللہ کی اس نعمت و عنایت کے ... ہیں

ہیں جو آدمی کی نیت اور اوس کے عمل کو درست کرتی۔ اور دنیوی ... ہوتی ہے۔ "از تفسیر المنار"

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی رضا جوئی میں اور اپنے دلوں کو ثابت کرکے اپنا مال خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بلند یا اچھی زمین کا باغ ہو۔ اسپر زور کا مینہ برسا تو دوچند پھل لایا۔ اور اگر زور کا مینہ نہیں پڑا تو اس کے لئے اوس ہے اور جو کچھ تم کرتے اللہ دیکھتا ہے۔

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کریگا کہ کھجوروں اور انگوروں کا اوسکا ایک باغ ہو اس کے نیچے بہتی ہوں۔ ہر طرح کے پھل اس کے لئے اسمیں موجود ہوں۔ اور اسکو بڑھاپا آلیا ہو اور بچے اس کے ابھی ناتوان ہی ہوں۔ اتنے میں اوس باغ پر ایک بگولا پڑا جس میں آگ تھی اور باغ جلگیا۔ اس طرح اللہ تمکو آیتیں (عقل و حکمت کی باتیں) سمجھاتا ہے تاکہ تم سوچو۔

جب اللہ ریاکاروں اور احسان کرنے کے بعد احسان جتلانے اور محسن الیہ کو ... والوں کا حال تمثیلاً بیان کرچکا تو مذکورہ بالا آیات میں سے پہلی آیت میں اونکے ... حال و مآل کی تمثیل بیان فرمائی جو اپنا مال خالصاً لوجہ اللہ خرچ کرتے ہیں تاکہ ... مآل سے دونوں فریقوں میں تمیز تام ہوجائے۔ اسکے بعد دوسری آیت میں ... انگیز مثال بیان کی جس سے فریقین کا حال ظاہر ہوتا ہے۔

وتثبیتا من انفسہم سے ... بیان ... ہوتا ...

Marfat.com

[illegible] قابل اعتبار نہیں

[illegible] صدقہ کی طمانیت و تسکین کی حالت میں کیا جائے۔ اگر [illegible] جمع کرتے ہوتے ڈانوا ڈول ہونے لگے تو پہلے دل کو منزل ایمان و احسان [illegible] قائم کرنا چاہیئے تاکہ بخل و حرص بر سر نزاع و پرخاش ہی نہ آسکیں اسلئے کہ ایمان [illegible] ہے حب خیر کو حب مال پر اور حکم خدا کو ہوائے نفس شیطان پر ترجیح دینا۔ جونہی آدمی [منز]ل ایمان پر پہونچیگا تمام وسوسے دل سے دور ہو جائیں گے۔ پھر اس حالت میں آدمی جو [کچھ] خیرات کریگا وہ قابل اجر و ثواب ہوگی۔

کمثل جنة بربوة اصابها وابل فآتت اکلها ضعفین۔ ربوہ کہتے ہیں پشتہ اور [زمین] بلند کو۔ اور جو باغات یا درخت پشتہ یا زمین بلند پر واقع ہوتے ہیں دھوپ اور ہوا [او]نپر اپنا پورا اثر کرتی ہے۔ اسلئے وہ دیکھنے میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔ اور پھل بھی اونکے عمدہ ہوتے ہیں۔ برخلاف اون درختوں اور باغات کے جو نشیب میں واقع ہوں جنکو دھوپ قدرے قلیل ہی پہونچتی ہو۔ وہ نہ سر سبز و شاداب ہوتے ہیں اور نہ اونمیں پھل ہی اچھا آتا ہے۔

امام رازی کی رائے یہ ہے کہ ربوہ سے مراد ہے زمین ہموار جسکی مٹی اچھی ہو۔ جو مینہ سے پھولے اور بڑھے۔ چونکہ لفظ ربوہ صفوان کے مقابلہ میں آیا ہے جسپر مینہ کچھہ اثر ہی نہیں [کر]تا اسلئے ربوہ سے اچھی زمین بھی مراد لیجا سکتی ہے۔ اور یہ معنی لفظاً لغةً بھی کچھ بعید نہ ہونگے۔

فان لم یصبها وابل فطل۔ یعنی اگر اوس باغ پر موسلا دھار مینہ نہ پڑا نہ سہی۔ مینہ کی [ہ]لکی پھواریں تو اوسکے لئے موجود ہیں۔ وہی اوسکے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ جو باغات اچھی [زمین] میں اور اچھے موقعہ پر ہوتے ہیں۔ رطوبت زمین و خوبی ہوا کی وجہ سے انکے لئے تھوڑی [تری] بھی کافی ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ درخت جیسے زمین سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ ہوا [سے] بھی غذا لیتے ہیں۔

[معنی] فان لم یصبها وابل فطل کے عموماً مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ اگر اچھی [زمین] کے باغ پر موسلا دھار مینہ نہیں برستا۔ تو ہلکی پھواریں ہی اوسکے لئے کافی ہوتی ہیں [اور ان] میں بھی وہ اتنا ہی پھل لاتا ہے جتنا کہ خوب بارش ہو جانیکی حالت میں۔ اس صورت [میں] [illegible] عمدہ زمین کے باغ میں یہ ہوگی کہ جیسے وہ باغ مینہ کم [illegible] خیرات کرنے والے کم خیرات کریں۔ یا

زیادہ اوسکا فایدہ و ثواب [illegible]

صاحب لمنار نے فان لم یصبہا وابل فطل کے یہ معنی بیان کئے [illegible] میں لگایا گیا ہے وہ ہمیشہ سرسبز رہتا اور پھلتا پھولتا ہے مینہ کم برسے یا زیادہ [illegible] مینہ کم برسنے کی حالت میں وہ دوچند چہار چند پھل نہیں لاتا۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوتا کہ پھلے ہی نہیں اوسکا معمولی پھل کہیں نہیں گیا۔ اسلئے اوسکا طالب کبھی محروم نہیں رہتا۔ اس حالت میں وجہ شبہ باغ ہیں اور باخلاص صدقہ دینے والونمیں یہ ہوگی کہ جیسے عمدہ باغ ہمیشہ اپنی وسعت اور ہیئت کے موافق اُمیدوارونکے دامنوں کو کم وبیش ثمر مراد سے بھرتا رہتا ہے۔ اور کسی حال میں مستحق کو محروم نہیں کرتا۔ اسی طرح اخلاص والے بھی جتنا پاتے ہیں اسی کے موافق دیتے دلاتے رہتے ہیں اونکی داد و دہش کسی حالت میں بھی بند نہیں ہوتی کیونکہ اوسکی داد و دہش کا محرک ریاکاروں اور احسان جتانے اور محسن الیہ کو ستانے والونکی طرح عرضی وخارجی نہیں ہوتا۔ بلکہ ذاتی ہوتا ہے۔ میرے نزدیک مذکورہ بالا دونوں معانی اور دونوں وجہ شبہ اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ پہلی تشبیہ فایدہ وانجام کے لحاظ سے ہے اور دوسری فعل وعمل کی حیثیت سے۔ کما لایخفی!

"واللہ بما تعملون بصیر" اللہ دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون ریاکارانہ خیرات کرتا ہے اور کون خلوص نیت سے دیتا ہے۔ خبردار تم ریا نہ کرنا۔ اور اپنے عمل کو اپنے ہی ہاتھوں رایگان وبرباد نہ کردینا۔

ایود احدکم ...... الخ۔ جنۃ من نخیل واعناب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باغ میں صرف کھجور اور انگور ہی کے درخت ہوں۔ بلکہ مراد یہ ہے اوس باغ کے زیادہ تر درخت کھجور وانگور کے ہوں۔ ان دونوں قسم کے درختونکی کثرت کی وجہ سے باغ کو انہیں کا باغ کہہ دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور قسم کے درخت اوس باغ میں ہوں ہی نہیں۔ اسی سے ولہ فیہا من کل الثمرات کا مطلب بھی صاف ہوگیا۔ اور کسی تاویل کی ضرورت نہیں رہی۔

اعصار کہتے ہیں بگولے کو۔ اور آگ سے مراد ہے لو۔ ہوائے گرم۔ جو اکثر باغونکو خشک کر [illegible] آیت میں استفہام انکاری ہے۔ اور مطلب آیت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] قابل نہ رہے ہوں اور وہ عمر میں

[illegible] ہوں نہ اپنا پیٹ پال سکیں۔ اور نہ اسکی خبر گیری کر سکیں

[illegible] ہو۔ اوس باغ سے ہر طرح ذریعہ عیش و آرام ہو کہ دفعتاً ایک گرم بگولا اٹھکر اوسے جلادے

[illegible] صاحب باغ بے موت مرجائے۔

عموماً مفسرین نے اس تمثیل کو ریاکاروں سے مخصوص کیا ہے۔ اور وجہ تشبیہ یہ قرار دی ہے کہ اگرچہ ریاکارانہ ظاہری حال دنیا میں ایسا ہے جیسے اوس مالک باغ کا جسے اسوقت سب کچھ اوسکی بدولت میسر ہے۔ لیکن آخرت میں جب ثواب انفاق کی سخت حاجت ہوگی اوسکا حال اوسی مالک باغ کا سا ہو جائیگا جسکے بڑہاپے اور درماندگی میں اوسکا باغ جل جائے اور حسرت و افسوس کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ریاکار بھی قیامت کے دن اپنے ریائی اعمال کی جزا سے یونہی محروم ہو کر کف افسوس ملیں گے اور کوئی تدبیر بن نہ پڑیگی۔ لیکن یہ تمثیل ریاکاروں کے علاوہ اون لوگونکے حالپر بھی صادق آتی ہے جو خیرات کرکے اسکو پھر احسان جتانے اور محسن الیہ کو ستانے سے تباہ و برباد کردیں۔ اسی طرح یہ تمثیل آخرت سے ہی مخصوص نہیں بلکہ خیر خیرات کرنے والونکے دنیاوی حالپر بھی صادق آتی ہے اسلئے کہ مصالح عامہ اور فقراء و مساکین پر اپنا مال خرچ کرنیوالا لوگونکی نگاہ میں موقر و ذی شان ہو جاتا ہے اور اسکی یہ شان و توقیر مشابہ ہوتی ہے نہایت اعلےٰ ہرے بھرے منفعت بخش باغ سے۔ [illegible] اگر اتفاقاً اوسکی دولت و ثروت کو زوال آنے لگا اور وہ وقت قریب آیا کہ جیسے ابتک وہ دوسرونکی دستگیری کرتا رہا تھا ویسے ہی اب دوسرے اوسکی دستگیری کریں اور جو خیال اوسکی [illegible] لوگوں کے دل میں ہے وہ اس سے فایدہ اوٹہائے۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے [باغ] کا پہل کہائے۔ لیکن ابہی یہ وقت بالکل سر پر نہیں آیا ہوتا ہے کہ دفعتاً اوسکی طرف سے [illegible] ایذا اور مکر و ریا کا بگولا اوٹھکر اوس مصیبت کے وقت اڑے آنے والے باغ کو جلادیتا ہے احسان سابقہ پر احسان جتانے اور محسن الیہ کو ستانے یا ریاکاری کا راز طشت از بام [ہو]کر وہ خلقت کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور وہی جو درماندگی میں اوسکے [illegible] اسکی صحبت سے نفرت کرتے اور دور ہی سے پرے پرے کہنے لگتے ہیں۔ یوں وہ [illegible] بالکل بے یار و مددگار رہجاتا ہے اور اوس مالک کی طرح ہوجاتا ہے جسکا ہرا بہرا باغ تہو۔ اور [illegible] سہارا ہو مگر دفعتاً بادگرم جلاکر نکما کردے۔

کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

اور ان کے جفا و مضا [illegible]

تاکہ تم اپنے فایدے اور نقصان کو سوچ اور انجام پر نظر کرکے [illegible] نیت [illegible]
کی رضا مندی کو مد نظر رکھکر ان ہی مواقع خیرات میں خیرات کرو جنہیں اللہ پسند کرتا ہے [illegible]
ریا سے بھی محفوظ رہو اور عجب و غضب بھی تمکو خیرات پر احسان جتانے اور محسن الیہ کو [illegible]
کی ترغیب نہ دے سکے اور تم صدقہ و خیرات کے دنیوی فوائد اور اخروی ثواب سے محروم
نہ رہو۔ "از تفسیر المنار"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ **ترجمہ** اے ایمان والو
جو کچھ تم نے کمایا اور اللہ نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا ہے اوسمیں سے ستہری
چیزیں خیرات کرو۔ اور اسمیں سے خراب شئے خیرات کرنے کا قصد نکرو۔ تم خود بھی تو اوس کے
لینے والے نہیں۔ مگر جبکہ اوسکی طرف سے آنکھیں ہی بند کرلو۔ اور جان لو کہ اللہ بے پروا
اور خوبیوں والا ہے۔

**تفسیر**: اس آیت سے پہلے پہلے جو آیتیں انفاق کے متعلق آچکی ہیں اونمیں اللہ تعالیٰ
نے انفاق کی اہمیت بیان فرماکر لوگوں کو انفاق پر اکسایا۔ اور اسے واجب ٹھیرایا ہے۔ [illegible]
کیا ہے معطی اپنے عطیہ سے کب ثواب پاسکتا ہے۔ اور یہ کہ عطیہ فوائد و اجر کا ذریعہ کیونکر
کیا کیا وجودی و عدمی شرطیں ہیں۔ آیہ محولہ بالا میں اوسنے یہ بھی بتادیا کہ صدقہ و عطیہ [illegible]
کیسا چاہیئے۔ مسئلہ انفاق میں یہ بات کہہ دینی بھی نہایت ضروری تھی۔ ورنہ لوگ ردی گری اور [illegible]
چیزیں دیکر بھی اکثر یہی خیال کیا کرتے کہ ہم مخیر ہیں اور خیرات کرتے ہیں۔ اس آیت کی
رو سے ایسے لوگ اپنے آپکو مخیر سمجھنے کے مستحق نہیں رہے۔

"یا ایہا الذین امنوا انفقوا" مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں [illegible]
بیان کی ہیں جنمیں سے بعض کا ماحصل یہ ہے کہ اکثر مسلمان جب کچھ [illegible]
برا بھلا چھانٹ کر دیتے [illegible]
[illegible]

چیزیں ... زکوٰۃ چیزوں میں
... حوالے کر دیتے۔ اس آیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ
... سے منع کیا۔
... بالا روایات ہی کی بنا پر مفسرین میں اختلاف ہو گیا ہے کہ آیا حکم انفقوا زکوٰۃ
... متعلق ہے یا صدقہ مستحب کی نسبت لیکن حق یہ ہے کہ سیاق آیت تخصیص کے منافی ہے
... صدقہ واجب (زکوٰۃ) اور صدقہ مستحب دونوں کو شامل ہے۔ کیونکہ تخصیص کی کوئی دلیل
... نہیں ہے۔
ایسا ہی اختلاف مفسرین میں طیّبات کے متعلق بھی ہے۔ اکثر کا مسلک یہ ہے کہ طیب
... جید اور خبیث سے ردّی مراد ہے۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ طیب سے حلال اور خبیث سے
... حرام چیزیں مراد ہیں۔ لیکن یہ قول مفسرین کا بوجوہ نادرست ہے۔ اوّل یہ کہ اس آیت کی شان
... نزول کے متعلق جو جو روایتیں ہیں عام اس سے وہ اس انفاق کے صدقہ واجب ہونے پر
دلالت ہوں یا صدقہ مستحب پر سب سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ طیّب و خبیث سے جید
... ردی چیزیں مراد ہیں دوسرے اسلئے کہ اسلوب قرآنی اسکا متحمل نہیں کہ اس آیت میں طیبات
... حلال اور خبیث سے حرام چیزیں مراد لی جائیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ صدقہ وجہ حلال
... میں سے ہونا چاہیئے۔ اور یہ صدقہ حرام حرام ہے۔ کیونکہ تیمّم کے معنی ہیں قصد اور ارادہ
... اسلئے لا تیمّموا الخبیث منہ تنفقون کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کی دی ہوئی اور
... کمائی ہوئی چیزوں میں سے ارادتاً بُری چیزیں خیرات نکرو۔ نہ یہ کہ بُری اور خراب
... کے صدقہ دینے ہی کا ارادہ نکرو۔ یعنی یہ نہی صدقہ کو خبائث میں حصر کرنیکے ارادہ
... سے بدون حصر و بغیر قصد بُری چیزیں بطور صدقہ دینے سے منع کرتی ہے۔ اسی لئے
... انفاق وہ صدقہ ردی بھی جائز ہے جو حصر و قصد کے بغیر ہو۔ یعنی اگر صدقہ دینے والے
... قصد نہیں کیا کہ میں بُری ہی چیز صدقہ میں دونگا۔ اور جیّد و ردی چیزوں کے ہوتے
... کو جنس ردی میں حصر نکیا۔ تو اوسکا صدقہ صحیح اور قابل اجر ہے۔ اگر آیت
... حرام چیزیں ہی مراد ہوتیں تو اونکے انفاق سے بالکل نہی ہونی چاہیئے تھی
... آیت بدون حصر طیبات کے انفاق و تصدق کا حکم دیتی ہے
... حاصل کرنے ... اچھی چیزوں کے بچا رکھنے سے

خلاف ہے کہ طیبات سے حلال ...
کے مال میں اصل یہی ہے کہ وہ حلال ہو۔ اسی حلال میں سے ...
انفاق کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر طیب سے وجہ حلال اور خبیث سے مال حرام ...
جائے۔ تو مومنوں کے مال میں حلال و حرام دونوں کا ہونا ماننے خطاب قرار پائے
مطلب آیت کا یہ ہو جائیگا کہ حلال میں سے خیرات کرو۔ اور قصداً حرام میں سے خیرات
نکرو۔ یا خیرات کو حرام ہی میں حصر نکرو۔ اور اگر آیت کا یہی مطلب مانا جائے تو تصدق ...
جائز ہو جائیگا۔ جیسے کہ صورت اوّل میں تصدق بالردی جائز ہے۔ لیکن اس مطلب ...
نظم قرآنی بھی مبرا ہے۔ اور شریعت کے عام اصول بھی۔ برخلاف اسکے طیب سے جیّد
اور خبیث سے ردی مراد لینا نہ صرف اس آیت کے سیاق سے مربوط اور روایت
و درایت کے موافق ہے بلکہ قرآن مجید کی اور آیتیں بھی اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ
طیب سے جنس جید ہی مراد ہے۔ چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر
حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔

ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه۔ یہ جزو آیت توبیخ و سرزنش آمیز ...
اون لوگوں کے خلاف جو اللہ کی راہ میں اچھا ہوتے ہوئے برا یا اچھے میں سے ...
چھانٹ چھانٹ کر خرچ کریں۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ تم راہ خدا میں بری اور نکمی چیزیں
دینے کا کیونکر ارادہ کرتے ہو۔ حالانکہ تم اپنے لئے ایسی چیزیں ہرگز پسند نکروگے۔ ہاں ...
ہی اور ہے کہ کوئی دیدہ دانستہ اس خصوص میں تساہل کرے اور اغماض سے کام لے۔ ورنہ
کوئی بھی ایسی نکمّی چیزیں لینا گوارا نکریگا۔ اگر کوئی لیگا بھی تو بیدلی سے اور یہ سمجھکر کہ ...
میں رہا۔ اور میرا حق مارلیا گیا۔

مفسرین نے اس اغماض و تجاہل کی یوں مثال دی ہے کہ فرض کرو کہ کسی کا ...
کچھ حق آتا ہو۔ اور جب وہ دینے لگے تو لئے ہوئے سے ردی و خراب دینے لگے ...
بھلا اسکو پسند اور گوارا کرسکتا ہے۔ لیکن یہ کہ وہ باول ناشاد ...
کر جائے اور طرح دیجائے۔ لیکن اغماض و تجاہل حقوق ...
...

...بعض کوئی ردّی چیز ہدیہ میں دیتا ہے وہ
...یہ ...ایک طرح بے عزتی اسکی تو قیری کرتا ہے اور جو کچھ کہ
...عیاجانے وہ بھی ایک طرح کا ہدیہ ہی ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ جو کچھ اوس کے
...ادس میں سے بہتر وعمدہ تر چیز ہدیئے کے لئے نکالے تاکہ وہ اس قابل ہو کہ اللہ
...اوسکی طرف سے قبول کر سکے۔ کیونکہ اگر کوئی ہدیہ لینے والا ہر اہدیہ قبول کرلیتا ہے اور
...کشادگی سے اغماض کرجاتا ہے تو اسلئے کہ اوسے اوسکی حاجت ہوتی ہے جو اوسکی چشم پوشی
...نے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خاتمہ آیت میں فرمایا۔ واعلموا ان اللہ غنی حمید۔
آیہ مقولہ بالا علاوہ اسکے کہ ہمیں بتاتی ہے کہ صدقہ وعطیہ بالذات کیسا ہونا چاہیئے
...سے بھی آگاہ کرتی ہے کہ صدقہ کس کس نوع میں واجب ومستحب ہے۔ آیت میں خدائے
...لے نے دو نوعوں میں خیرات وانفاق کا حکم دیا ہے۔ نوع اول میں وہ چیزیں ہیں جو اوسکے
...اپنے عمل سے کماتا اور پیدا کرتا ہے اور نوع ثانی میں وہ تمام چیزیں جو زمین سے نکلتی
...ر آدمی کے کام آتی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی تمام کار آمد ارضی چیزوں میں بھی انسانی
...کو دخل ہے اسلئے بظاہر ماکسبتم کہدینا کافی تھا۔ لیکن درحقیقت ارضیات کی
...ل میں انسانی اعمال کو جو دخل ہے وہ عدم کی برابر اور ناقابل اعتبار ہے زمین سے
...حاصل ہوتا ہے اوسکا بڑا سبب فضل خداوندی سے ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے
...حصولات ارضی کو جداگانہ اور اپنی طرف منسوب کرکے بیان فرمایا ہے۔ حیث قال
...ا اخرجنا لکم من الارض۔
...بھی بیان کرچکے ہیں کہ آیت میں جس انفاق کا حکم آیا ہے اوسکے واجب ومستحب
...کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے پھر جو اس سے انفاق واجب یعنی زکوٰۃ
...لیتے ہیں۔ انکے بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اللہ جو چیز بھی آدمیوں کے
...سے نکالتا اور پیدا کرتا ہے اون سب میں زکوٰۃ ہے۔ اسلئے کہ آیت کے لفظ
...زکوٰۃ بھی بلا تخصیص جنس ہونی چاہیئے۔ دوسرا گروہ بربنائے خبر زکوٰۃ
...کہ زمین سے جو چیز بھی پیدا ہو ہر ایک میں زکوٰۃ نہیں
...نے ممانعت فرمائی ہے۔ زکوٰۃ ارضی
...سمجھے جاتے ہیں لیکن

آیت در حقیقت نہایت ہی ....

پیدا ہوا ہے انفاق عام کو انفاق خاص یعنی زکوٰۃ پر محمول ... اور
روایتوں کے ضم کر دینے سے جو زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کے بارہ میں بطریق احسان
ہیں۔ اگر اختلاف آرا اور روایات مرویہ سے آیات کو الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو اس
و منشا صرف یہ ہے کہ جو رزق ہمکو دیا گیا ہے عام اس سے اوسکا سبب ہماری محنت
مشقت ہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ نے بمحض فضل و کرم زمین سے نکالکر ہمکو دیا ہو۔ اوسمیں سے
خیرات کرنی چاہیئے۔ اسلئے کہ جو رزق ہمیں ملتا ہے کسی طرح بھی کیوں نہ ملتا ہو۔ وہ فضل خدا
کا نتیجہ ہے اور ہمپر اوسکا شکر واجب ہے اور شکر کی بہترین اور اعلیٰ ترین صورت یہی ہے کہ ہم
اپنے موجودہ رزق میں سے کچھ اچھا اچھا راہ خدا میں دیں۔ اور محتاجوں کی دستگیری کریں
آیت فی نفسہ نہ انفاق و خیرات کو کسی خاص جنس سے مخصوص کرتی ہے۔ اور نہ اوسکی مقدار
مقرر کرتی ہے۔ بلکہ ان باتوں کو خود مومن کی رغبت و نیت پر چھوڑتی ہے۔ اگر تخصیص
تعیئن ہے بھی تو اوسکی دلیل اور ہے اور اسکا حکم بھی اسی کے ساتھ ہے۔

آیات انفاق میں جو ترغیب و تہدید آئی۔ اور انفاق کے متعلق جو کامل تعلیم دی گئی
ایسی نہیں کہ اوسکے بعد بھی مومن انفاق و تصدق فی سبیل اللہ پر بیش از پیش آمادہ
جائیں اور اپنی طاقت و وسعت کے موافق خیر خیرات نکر نکلیں اور ریو و ریا او دمن
سے محترز نہ ہوں۔ لیکن اسپر بھی بہت سے مسلمان اور ایمان کے مدعی ایسی نظر آ
جو اللہ کی ہزار طرح کی نعمتیں پا کر بھی کفران نعمت ہی کرتے ہیں اور بخل ہی سے کام ل
اگرچہ یہ ایک تعجب کی بات ہے کہ ایسی ترغیب و تہدید اور کامل تعلیم کے بعد بھی وہ کیونکر بخل
اور انفاق فی سبیل اللہ سے منہ موڑتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکا سبب
خود ہی بیان کر دیا ہے۔ اور اوس سے بچنے کی تدبیر بھی بتا دی ہے۔ آیہ ذیل
بیان ہے۔ "از تفسیر المنار"۔

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ ۖ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ
مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ
يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ...

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ہے۔ اور اللہ [illegible] علم والا ہے۔

[illegible] سمجھ اور علم دیتا ہے۔ اور جسکو سمجھ ملگئی اوسے بہت سی خیر و خوبی مل گئی

[illegible] نہیں سمجھتے اور عبرت نہیں پکڑتے، لیکن وہی جو سمجھدار ہیں۔

تفسیر "الشیطان یعدکم الفقر" یعنی شیطان وسوسہ سے تمہارے دل میں یہ خیال

[illegible]دہ دیتا ہے کہ انفاق مال کو ضایع اور آدمی کو بدحال میں مبتلا کردیتا ہے۔ اسلئے مال و دولت کو

[illegible]وکے رکھنا چاہیئے تاکہ آیندہ زمانے میں جو حاجتیں پیش آئیں وہ پوری کیجا سکیں۔ اور

[illegible] فقر و تنگدستی کی نوبت نہ آنے پائے۔

ویامرکم بالفحشاء۔ امر سے مراد ہے وہ خیال یا رائے جو وسوسہ شیطانی کے بعد دل میں

قایم ہو اور فحشاء سے مراد بخل و امساک۔ اصل میں فحشا کہتے ہیں اوس بات کو جو شدید القباحت

ہو بخل بہی عرب کے نزدیک نہایت قبیح اور افحش الفحش تہا۔ چنانچہ طرفہ کہتا ہے ؎

اری الموت یعتام الکرام ویصطفی۔ عقیلۃ مالِ الفاحِشِ المتشدّدِ

"واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا" یعنی اللہ اپنی وحی اور الہام صحیح و عقل سلیم کی واسطہ

سے بخشش و فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اسلئے کہ اسنے انفاق کو بہت سی خطاؤں کا کفارہ اور آدمی

کی فضیلت و برتری کا سبب قرار دیا ہے۔ صاحب انفاق اپنے ہم چشموں میں سربلند ہوتا اور قوم کا

سردار ہو جاتا ہی۔ لوگوں کے دل اوسکی طرف کھنچ آتے ہیں۔ یہ اللہ ہی کا تو فضل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ماثور ہے کہ فضل سے مراد ہے وہ رزق جو اللہ تعالیٰ

خیرات کرنے والیکو بعد خیرات دیتا۔ اور خیرات شدہ رزق کا خلف و قایم مقام بناتا ہے۔

آیہ "وما انفقتم من شیٍ فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین" بھی اسکی موید ہے۔

صحیحین میں بھی ہے۔ "مامن یوم یصبح فیہ العباد الا ملکان ینزلان یقول احدھما

اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا" ہر روز جب بندے

صبح کرتے ہیں دو فرشتے اُترتے ہیں اونمیں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خیرات کرنیوالیکو اوسکا

[illegible] بدلا دے۔ اور دوسرا پکارتا ہے۔ بار خدایا بخیل کو تلف دے۔ مطلب اس حدیث

[illegible] اللہ کی سنت و عادت ہے کہ وہ خیرات کرنے والے کے لئے اسباب رزق سہل

[illegible] لوگوں کے دلونمیں زیادہ کرتا ہے۔ یہی باتیں خلف

[illegible] بہترین مال کو چھانٹ چھانٹ کرلیتی ہو

معنی تسلیم کئے جائیں جو ابھی ... [illegible]

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہم سے دو قسم کی باتوں کا وعدہ کرتا ہے۔ ایک خیر [illegible]
ہے یعنی مغفرت۔ اور دوسری خیر دنیا کے متعلق یعنی وہ خلف (فضل) جو خیرات کے [illegible]
میں عطا ہوتا ہے۔ رزق معنوی یعنی خیر کی جاہ و عزت اور اسکا محبوب القلوب ہونا بھی [illegible]
فضل خداوندی کہا گیا ہے۔ اسی خلف میں داخل ہو جائیگا۔

"واللہ واسع علیم" اللہ کا فضل وسیع ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے پورا کرتا ہے۔ مگر
ساتھ ہی وہ جانتا بھی ہے کہ کون اوسکے فضل و مغفرت کا مستحق ہے اور کون نہیں۔ یا علیم
سے مراد یہ ہے کہ اللہ تو بندے کے غیب و مستقبل کی باتوں کو جانتا ہے اور شیطان نہیں جانتا
اسلئے اوسکا وعدہ سراسر دھوکہ ہی دھوکہ ہے جسے کوئی عاقل و دانا باور نہیں کر سکتا۔

یؤتی الحکمۃ من یشاء۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ خود کیا وعدہ کرتا ہے اور
شیطان کیا۔ لیکن ابھی یہ بات باقی تھی کہ ہم وعدہ الٰہی یعنی الہام ربانی اور وسوسہ نفس
یعنے اغواء شیطانی میں تمیز کیونکر کریں۔ تاکہ مغوی کے اغواء میں نہ آئیں۔ بلکہ راہ ہدایت
پائیں۔ اور اوس پر چل سکیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ ذریعہ امتیاز بھی بتا دیا کہ حکمت [illegible]
حکمت سے کیا مراد ہے مفسرین کا اس بارہ میں بہت کچھ اختلاف ہے جسکا کچھ حصہ ہم اس
سے پہلے ویعلمہم الحکمۃ کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں مفسرین نے جو مسلک حکمۃ کی تفسیر میں
اختیار کئے ہیں اونمیں سے بہتر مسلک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ حکمت
سے مراد ہے علم القرآن یعنی قرآن مجید میں جو ہدایت کی باتیں اور احکام ہیں اونکا علم
و حکمت جاننا حکمت ہے۔ اسی کے قریب قریب ہی فخر المتاخرین علامہ شیخ محمد عبدہ کا
مسلک کہ حکمت سے یہاں مراد ہے وہ علم جو نفس کی ایک مستحکم اور ناقابل زوال صفت
کے ساتھ ہی ارادہ پر حکومت رکھتا۔ اور نفس کو عمل کی طرف متوجہ کرتا ہو۔ یہی علم جب کسی
کا منبع و سرچشمہ بنتا ہے تو وہ عمل بھی بذاتہ اچھا۔ سودمند اور باعث خیر و سعادت
اور یہی علم اپنے صحت و وضاحت کی وجہ سے ہمیشہ حق و باطل میں [illegible]
کا کام دیتا ہے۔ برخلاف اسکے جو علم [illegible]

Marfat.com

...تمام ہیں اسلئے کہ غیر مستند علم کہلاتیں اور وقت پر
...کریں لیکن اونکا یہ ذخیرہ معلومات جسے وہ بزعم خود علم سمجھتے ہیں۔ نہ
...علم ہے اور نہ حق وباطل اور وسوسۂ شیطانی والہام ربانی میں تمیز کرنیکا ذریعہ۔ اسلئے کہ
...صحت ہی سے بعید ہوتا ہے یا نفس میں اس طرح متمکن معاً گزین نہیں ہوتا کہ ارادہ پر
...حکومت ہو یا علم محض تصورات وخیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جو عمل کے وقت عالم کے دل ودماغ
سے غائب ومفقود ہو جاتا ہے اور مکابرہ ومجادلہ کے وقت آموجود ہوتا ہے۔

ایتاء حکمت یعنے حکمت دینے سے مراد ہے آلۂ حکمت یعنے عقل اور عقل کو علوم صحیحہ کے
...عمل کرنے کے لئے باحسن وجوہ کام استعمال کرنیکی توفیق دینا۔ کیونکہ عقل ہی وہ میزان صحیح ہے
...سے وہم وحقیقت اور تصورات تصدیقات میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ اسلئے کہ جب میزان
...میں حقائق کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ اوہام کا پلڑا خود بخود ہلکا ہو کر اٹھ جائیگا۔ اور وسوسۂ
...شیطانی والہام ربانی میں تمیز ہو جائے گی۔
ظاہر ہے کہ علامہ شیخ محمد عبدہ کی یہ تفسیر حبر الامۃ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
سے کسقدر قریب ہے۔ اسلئے علم قرآن افضل الحقایق ہے اور نفس میں جگہ کرنیکے ساتھ ہی ان
وسوسوں کو جو نفس کو پیش آتے ہیں دور کرتا ہے حتیٰ کہ وہ نفس کو عمل نیک سے باز
...قدرت نہیں پاتے۔ بلکہ خود بخود ناپید ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جسنے آیات قرآنی سے جو انفاق
...وارد ہیں۔ انفاق کے فواید وآداب کو سمجھ لیا۔ اسکو شیطان کا یہ اغوا کہ انفاق فقر و
...کا موجب ہے اوس سے کنارہ کر اور بخیل بن تاکہ وقت حاجت کے تیرا مال تیری پاس
...کام آئے۔ انفاق اور خیر خیرات سے نہیں روک سکتا۔ لیکن قرآن کا واقعی طور پر سمجھنا
...عقل کو اچھی طرح استعمال کرنے ہی پر موقوف ومنحصر ہے۔ اسلئے کہ احکام قرآنی کی علتیں
...اور فواید کی دلیلیں عقل ہی سے معلوم ومتحقق ہوتی ہیں۔ خلاصہ مافی الباب یہ
...عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حکمت کی تفسیر برعایت مقام خاص (علم القرآن)
...شیخ محمد عبدہ نے عام (علم صحیح) سے جو اپنی عمومیت کی وجہ سے خاص کو
...ہے
...گا ... کہ حکمت یعنے

Marfat.com

خزانہ دیدیا گیا۔ کیونکہ حکمت ہی خیروخوبی کی اصل ہے ...

وما یذکر الا اولوا الالباب۔ یعنی خدائی قانون ہی کے علم و قرآن ... نصیحت پکڑتے اور متاثر ہوتے ہیں جو عقل والے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں۔

اگرچہ عقل ہر انسان کو فطرتاً ملی ہے۔ لیکن سب اس عقل سے جیسا کہ چاہیئے کام نہیں لیتے اسلئے وہ گویا عقل رکھتے ہی نہیں۔ عقل والے وہی ہیں جو عقل سے کام لیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ ہر آدمی کو عقل دی۔ فرمایا۔ وما یذکر الا اولوا الالباب۔ ماخوذ از تفسیر الندیٰ

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ **ترجمہ**۔ اور جو کچھ تم خیرات کرو۔ اور منت مانو اسے اللہ جانتا ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

**تفسیر**۔ "وما انفقتم من نفقۃ" یعنے جو کچھ تم قلیل وکثیر نہان وعیان خیرات کرتے ہو۔ اور جو کچھ حق میں لگاتے اور شر میں خرچ کرتے ہو۔ اور جو کچھ بہ خلوص نیت کرتے ہو۔ لوگوں کے دکھلانے کے لئے دیتے دلاتے ہو۔ اور جسے کئے پیچھے منّ وایذا سے برباد کرتے ہو۔ اور جسکے بعد منّ وایذا سے احتراز کرتے ہو سکو اللہ جانتا ہے اور اسی کے موافق جزا یا سزا

او نذرتم من نذر۔ نذر کے معنے یہ ہیں کہ آدمی اپنے نفس پر کوئی ایسی بات چیز واجب کرے جو فی نفسہ اوسپر واجب نہ ہو۔ مثلاً کہے کہ میں اللہ سے یہ منت مانتا اور نذر کی اصل ہے خوف سے اسلئے کہ آدمی کسی کسی کام میں تقصیر و خوف کی وجہ سے نفس پر نذر واجب کرتا ہے۔

یہاں لفظ نذر ہر قسم کی نذر کو شامل ہے۔ عام اس سے کہ محض تقرب خداوندی مانی جائے یا مشروط ہو کسی شرط کے ساتھ۔ مثلاً اگر ایسا ہوا تو میں یہ صدقہ و خیرات کرونگا لیکن نذر میں یہ ضروری ہے کہ وہ طاعت میں ہوں نہ معصیت میں۔ اگر فعل معصیت کی نذر مانی جاتی تو اسکا بجا لانا نذر ماننے والے پر حرام ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جو کچھ صدقہ اور صدقہ کا اپنی طرف ... جانتا ہے اسلئے کہ اسکا علم ہر عمل ...

ہے اور کسی کو کوئی نہیں نقش سوئی ہے تو اوسکا

ظالمین من انصار"۔ یہاں (مقام انفاق ہیں) ظالمین سے مراد ہیں وہ جو اپنے نفس پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ یعنی جو صدقہ ادا کرکے اپنے نفس کو بھی بخل کی بدترین اور ناپاکی سے پاک نہیں کرتے۔ اور جو صدقہ و انفاق اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے اوسکو ادا نہ کرینکی وجہ سے فقراء و مساکین پر اور قوم و ملت پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ اور غیروں کے لئے بُری مثال بنکر اونکے ظلم میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ یا یہ کہ صدقہ دیتے ہیں لیکن ریاکاری اور منّ و ایذا کے مرتکب ہوکر اپنے کئے کو آپ ہی خراب کرتے اور آپ اپنی نفس کو خسارہ میں ڈالتے ہیں۔ قیامت کے دن کوئی اونکا یار و مددگار نہ ہوگا۔ جو اونکو عذاب سے چھڑا سکے۔ ماللظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع ۔

قرآن کریم بصراحت تمام آگاہ کرتا ہے کہ صدقۂ واجب بمدکیر مستحقوں کا حق مارنیوالوں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے اور وہ کسی طرح عذاب خداوندی سے نہ بچ سکیں گے۔ دُنیا میں بھی بہ قانون فطرت تباہ و خراب ہونگے۔ اور آخرت میں بھی عذاب کا شکنجہ اونکے لئے یقینی ہے مگر مسلمان خصوصًا مالدار مسلمان ہیں کہ قرآن کریم کی اس ہدایت و خبر کو خیال ہی میں نہیں لاتے۔ کاش وہ عبرت پکڑیں اور دیکھیں کہ اونکی قوم اونکے بخل کی وجہ سے قعر ذلت میں جا پڑی ہے اور دنیا بھر کی قوموںکی نسبت خیر و سعادت سے دور ہوگئی ہیں۔ حالانکہ وہ ایک وقت میں بہترین امم عالم تھی۔ کنتم خیرا مّۃ اخرجت للناس۔

متمول مسلمان اس سے بے خبر نہیں ہیں کہ اس زمانہ میں قوموںکی تمام مصلحتوں کا دار و مدار مال ہی پر ہے۔ اور اگر وہ چاہیں تو قوم کو ذلت و پستی کی پستی سے نکالکر پھر عزت و عروج کی معراج پر پہونچا سکتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ ظالم اور بد قلب ہیں۔ نہ کئے ہوئے سے توبہ کرتے ہیں۔ اور نہ آیندہ کے لئے عبرت پکڑتے ہیں۔ ماخوذ از تفسیر المنار۔

إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۲۷۱)

اگر تم صدقے ظاہر کر کے دو تو بھی اچھا ہے اور فقراء کو دو تو تمہارے

[illegible]

ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

**تفسیر:** ان تبدوا الصدقات فنعما ھی یعنی [illegible]
علانیہ دیا جائے تو اچھا کیا ہے۔ آیا علانیہ دینے کی بات اچھی [illegible]
ہے۔ یا صدقہ کا اظہار اچھا ہے۔ ان تینوں مسلکوں میں سے پہلا مسلک اچھا ہے [illegible]
سے مراد ہی صدقہ کا اظہار اسلئے کہ ایک کو صدقہ دیتے ہوئے دیکھکر دوسرے کو بھی اسکی
ترغیب ہوتی ہے۔ وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم۔ یعنی فقراء و مساکین
کو چھپا کر صدقہ دینا علانیہ دینے سے بہتر ہے۔ اسلئے کہ وہ شبہ ریاء سے بھی پاک ہوگا اور
فقیر کا فقر بھی کسی پر ظاہر نہ ہونے پائیگا اور یہ نوبت نہ آئیگی کہ وہ ننگا ہو یا ہیں خوار ہو۔ خیر لکم
اخفاء تمہارے لئے بہتر ہے اسلئے کہ تم ریاء سے بھی محفوظ رہے۔ اور تمہاری طرف سے فقیر کے
فقر و حاجتمندی کی بھی پردہ پوشی ہوی۔ یہ تو تفسیر ہوئی اسحالت میں کہ خیر لکم کے معنے ہوں
افضل لکم کے۔ مگر بعض مفسرین نے خیر کے معنے محض خیر (اچھائی) کے لئے ہیں۔ اور خیر لکم
کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ اخفاء صدقات بھی تمہارے لئے منجملہ دیگر خیور کے ایک خیر
فنعما ھی اور خیر کے لفظ کا اگر لغوی حیثیت سے مقابلہ کیا جائے تو یہ معنے بھی بالکل صحیح
اسصورت میں صدقہ کا اظہار و اخفا دونوں اچھے ہونگے اور اخفا کو اظہار پر کوئی فضیلت
ویکفر عنکم من سیاتکم۔ یعنی اگر تم باخفاء فقراء کو صدقہ دوگے تو یہ اخفاء تمہارے
بعض گناہوں و بعض برائیوں کو محو کر دیگا۔ اسلئے کہ چھپا کر صدقہ دینے کیلئے ضروری ہے
اخلاص نیت۔ اور اخلاص نیت جوں جوں بالکہ ہوتا جائیگا بہت سی برائیوں کی جڑ دل
میں سے اکھڑ جائے گی۔

یکفر کی قرأت میں اختلاف ہے بعض قراء نے یکفر (بالیاء) پڑھا ہے اور [illegible]
اس حالت میں یہ جملہ مستانفہ ہوگا۔ اور بعض نے نکفر مجزوم الآخر پڑھا ہے۔ اسحالت [illegible]
جملہ معطوف ہوگا۔ جملہ جزائیہ فھو خیر لکم پر۔ اوپر جو تفسیر بیان ہوئی ہے وہ اسی قرأت [illegible]
نکفر (بالنون) پڑھا ہے [illegible]
ہوگا [illegible]
[illegible]

... دونوں قسم کو شامل ہے لیکن
... بعض فرائض کا بھی بالخفا ادا کرنا اور کھلے علانیہ کرنے سے افضل و بہتر
... اور بعض کہتے ہیں کہ انفاق مستحب ہی مراد ہے اسلئے کہ
واجب تو شعائر اسلام ہے جس کا چھپانا نمایاں نہیں ہے۔ اسلئے کہ اگر انفاق واجب بھی
چھپایا جائے تو متوہم کو عدم ادا کا توہم ہو سکتا۔ اور پھر یہ توہم خود اسے عدم ادا پر آمادہ کر سکتا
ہو سکتا ہے اسلئے کہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے دوسروں کے فعل سے متاثر ہونا۔ اسکے
علاوہ فرائض میں ریاکاری کا موقعہ نہیں ہوتا۔ اور خفا اظہار سے اسی لئے بہتر ہے کہ اعلان و
اظہار میں ریاکاری کی گنجایش ہوتی ہے۔ اور فرائض میں ریاکاری ہو نہیں سکتی کہ اس سے بچنے
کیلئے اخفا کو اختیار کیا جائے۔ کیونکہ فرض ہوتا ہے عام۔ اور جو بات عام ہو۔ اسمیں ریا کیوں
کر پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر احیاناً کوئی اسمیں بھی ریا سے کام لے تو درحقیقت وہ فرض کی فرضیت
ہی کا قائل نہیں۔ اور جو فرض کی فرضیت کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔

یہی دوسرا مسلک علامہ شیخ محمد عبدہ نے اس آیت کی تفسیر میں اختیار کیا ہے یعنی
صدقات سے صدقات مستحبہ مراد لئے ہیں۔ لیکن مؤلف کے فہم ناقص میں جیسے کہ انفاق
سابقہ آیات میں انفاق سے انفاق عام مراد ہے۔ ویسے ہی یہاں لفظ صدقات
واجب و مستحب دونوں قسم کے صدقات کو شامل ہے اور فقراء و مساکین کو چھپا کر صدقہ
دینے سے شعار اسلام کا اخفا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ صدقہ واجب کا مصرف فقراء و مساکین
ہی نہیں ہیں بلکہ اور بھی مصرف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیئے ہیں۔ اور مذکورہ بالا آیت
میں اخفاء تصدق کا حکم خاص فقراء ہی کے ساتھ مخصوص ہے نہ دیگر مصارف کے ساتھ بھی
اگر کوئی صدقہ واجب یعنی زکوٰۃ فقراء کو چھپا کر دے تو اس سے شعار اسلام کا اخفاء
لازم آسکتا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ باقی مصارف زکوٰۃ میں علانیہ صرف کیجا سکتی ہے جس سے
واجب کا اظہار ہو جائے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فقراء و مساکین کو برخلاف مصالح عامہ کے
خفیہ ہی بہتر ہے۔ رہا یہ کہنا کہ صدقہ چھپا کر اسلئے دیا جاتا ہے کہ ریا کا شائبہ نہ آنے
... کی بجا آوری میں ریا کا امکان ہی نہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ فقراء و مساکین
... علانیہ ... ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی صحیح نہیں
... چھپا کر دیا ... ہے کہ صدقہ دینے والا ...

بالکل محفوظ و ...

کہ انکو چھپا کر ہی دینا اعلیٰ ہے تاکہ وہ مخلوقات عام ...
ذلیل ہی میں وہ ذلت وخواری نہ اٹھانی پڑے جو فقر و مسکنت کے اظہار ...
نزدیک یہ آیت صدقہ کے اظہار واخفا دونوں کو اچھا بتاتی ہے جیسا کہ لفظ نعما ہی سے ...
عیاں ہے۔ اور ساتھ ہی اُس موقعہ کو بھی بیان کرتی ہے جہاں اخفا بہتر ہے۔ اور جب اخفا
خاص معلوم ہوگیا۔ تو اظہار صدقات کے مواقع عام بھی عیاں ہو گئے۔ جنمیں اظہار تصدق ...
مستحسن ہے۔ جیسا کہ اخفائے صدقہ اخفا کے موقع پر۔ مختصر یہ کہ میرے نزدیک اس آیت میں لفظ ...
عام ہے۔ جو واجب و مستحب دونوں قسم کے صدقات کو جامع و شامل ہے۔ اور اس عمومیت سے کوئی
قباحت بھی لازم نہیں آتی۔ رہی یہ بات کہ صدقہ خفی جو چھپا کر دیا جائے وہ بہتر ہے یا صدقہ
جو علی الاعلان دیا جائے۔ وہ افضل ہے۔ سو صدقہ اگر فقرا و مساکین کو دیا جائے واجب ہو یا مستحب
انکا تو چھپا کر ہی دینا بہتر ہے۔ اور جو حدیثیں اخفاء صدقہ کی فضیلت کے متعلق وارد ہیں وہ ...
صدقہ کے متعلق ہیں جو فقرا کو چھپا کر دیا جائے۔ اور اگر غیر فقرا کو دیا جائے اور مصالح عامہ
میں خرچ کیا جائے تو اُسکا اظہار بھی بہتر ہے تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو۔ اور یہ صدقہ
مفید اور وسیع تر ہو جائے۔ اور یہ کہنا کہ ظاہرا دینے میں ریا کی گنجایش ہو سکتی ہے صحیح نہیں
کہ ریا ایک قلبی فعل ہے جسکو خلوت بھی مانع نہیں ہو سکتی۔ بہت سے لوگ خلوت میں دیتے ...
اور ریا اُن کے پاس تک نہیں آنے پاتا۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خلوت میں بھی ریا سے نہیں ...
تاہم جب کسی کو صدقہ دیتے ہوئے کسی مستحق کو ہی کیوں نہ دیتا ہو۔ ریا کا اندیشہ ہو جائے ...
لئے بہتر یہی ہے کہ نفس کو ضبط اور قابو میں کر کے صدقہ خفیہ طریق ہی پر دے تاکہ بجز ...
بچا رہے اور جب دل کی طرف سے اطمینان ہو۔ اور ریا کی خلش نہ پائی جائے تو صدقہ فقرا
علاوہ دیگر مستحقین کو خصوصًا مصالح عامہ میں علی الاعلان دینا ہی بہتر ہے۔ تاکہ دوسروں ...
رغبت ہو۔ اور جو نیک نیت ہیں وہ سطرح بآسانی موقعہ موقعہ پر باخفاء واعلان صدقہ دیکر
اور کبھی رذیلت ریا سے بچ سکتے۔ اور کبھی فضیلت انفاق کو افضل بنا سکتے ہیں ...

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے فرمایا تؤتوها الفقراء اور نہیں فرمایا فقرا کو ...
ہوا کہ صدقہ ہر فقیر کو دینا مستحب ہے ... صدقہ کا ... لیکن ...
...

Marfat.com

... ایت اہل کتاب کو صدقہ دینے کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور فقہا ... مسلم کو یا ممنوع نہیں ٹھہرایا ہے۔ البتہ زکوٰۃ کو مسلمانوں سے خاص کیا ہے ... اسلام کا ایک رکن ہے۔ اسی طرح صدقہ فطر کو بھی۔ باقی صدقہ مستحب کو ہر ایک کے لئے جائز ... ہے مستحق مسلمان ہو۔ یا کافر۔ نیک ہو۔ یا بد۔ بلکہ یہانتک لکھا ہے کہ جب ذمی یا معاہد محتاج ... ہو۔ تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے خوراک وغیرہ اسکی جان ہلاکت سے بچائیں۔ جیسے کہ ... ذمی کو مضطر مسلمان کی جان بھوک سے بچانی واجب ہے۔ ہاں جس کا خون ہی شریعت نے ہدر کر دیا ہو ... البتہ صدقہ پانے کا مستحق نہیں۔ اور مسلمان کو اسکی رعایت کرنی چاہئے۔ نصوص کتاب و سنت بھی اسی ... دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک کے ساتھ رحم و احسان کے سلوک کا حکم دیا ہے۔ صحیحین میں ہے فی کل کبد رطبۃ اجر یعنے تمام ذی حیات کے ساتھ نیکی کرنیکا اجر ہے" ماخوذ از تفسیر المنار"

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُھُمْ بِسِيْمٰھُمْ ۚ لَا يَسْــَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ترجمہ ان کو راہ ہدایت پر لانا تیرا ... ذمہ نہیں۔ اللہ ہی جسے چاہتا ہے راہ ہدایت پر لاتا ہے۔ اور جو کچھ مال خرچ کرو گے سو اپنے لئے ... خرچ کرو گے۔ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو۔ اللہ ہی کی رضاجوئی میں خرچ کرتے ہو (لفظی ترجمہ یوں ہو گا ... تم خرچ نہیں کرتے ہو۔ لیکن اللہ ہی کی خوشنودی چاہکر) اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا ... ادا کیا جائیگا۔ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (یا تمہارا حق نہیں مار رکھا جائے گا)

خیرات ان فقیروں کا حق ہے جو اللہ ہی کے راستہ کے ہو رہے ہیں ملک میں (کسب معاش کے ... لئے) کہیں آجا نہیں سکتے۔ حرص نہ کرنے کی وجہ سے جاہل اسکو تونگر خیال کرتے ہیں۔ تو انکو ان کے ... چہرہ سے پہچانتا ہے۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم جو کچھ اپنے مال میں سے خرچ کرو گے ... خدا کو معلوم ہے۔

... الا ابتغاء وجہ اللہ کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ امر تم

ابن جبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
یعنی مسلمانوں تم اپنے دین والوں ہی کو صدقہ دیا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے [illegible]
روایت مروی ہے کہ کہا رسول اللہ ہمیں حکم دیا کرتے کہ ہم مسلمانوں کے سوا کسی غیر مذہب والے کو [illegible]
نہ دیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ تہا کہ تم لوگوں کو اسلام نہ لانے کی وجہ اور کفر و شرک کے [illegible]
کے سبب سے کیوں صدقہ سے محروم کرتے ہو۔ کسی کو ہدایت و ایمان کی راہ پر لانا تمہارا کام اور تمہارا منصب
نہیں ہے یہ تو اللہ کے اختیار کی بات ہے جسے وہ چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

ابن جریر نے لکھا ہے کہ انصار کی قرابت یہود میں تھی۔ اور قبل اسلام وہ ان رشتہ داروں سے
سلوک ہوتے اور صدقہ و خیرات سے اُنکی مدد کرتے۔ جب مسلمان ہو گئے تو یہودیوں کو صدقہ دینے اور
نفع پہونچانے میں انہیں تأمل ہوا۔ اور انہیں اسلام لانے کو کہنے لگے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

آیۂ ماسبق میں عام فقراء کو خیرات دینے کا بیان آچکا ہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اسلئے ان روایتوں
کا یہاں صرف یہ مطلب ہے کہ آیۂ زیر بحث کے نزول سے پہلے پہلے یہ واقعات جو ان روایتوں میں بیان
ہوئے ہیں ہو چکے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُسنے سارے جھگڑے چکا دئیے ورنہ یہ آیت اپنے
ماقبل سے مربوط ہے۔ جو عام فقراء کے بارہ میں نازل ہوئی۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلق
طور پر فقراء کو خیرات دینا بیان فرمایا۔ اور مومن و کافر دونوں کیلئے صدقہ و خیرات کو عام کیا اور
اس آیت سے ہمیں ہدایت کی کہ مشرکین کو خیر خیرات دینے دلانے میں کچھ حرج نہیں اور یہ خیال بیجا ہے
کہ یہ مشرک اور دور از ہدایت ہے اسی باوجود اضطرار صدقہ نہ دینا چاہیے اسلئے کہ مسکین و فقیر کے حال
پر ترس کھانا اور اسکی حاجت کو پورا کرنا اُسکے ایمان پر موقوف نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مومن کے شایان
شان یہ ہے کہ اُسکی بہلائی عام ہو۔ اور فضل و کرم میں وہ سب سے آگے رہے۔

سعید ابن جبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی بنا پر خطاب آیت کا خاص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف ہوگا۔ اور ابن جریر کی روایت کے موافق عام مسلمانوں سے اگرچہ بضمیر واحد ہی
کیوں نہ ہو۔ خطاب کے اول و آخر میں ضمائر کا بصیغۂ جمع آنا بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ اگر خطاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص بھی مان لیا جائے تب بھی آیت کا مفہوم خصوصیت خطاب کے
عام ہی رہیگا۔ اسلئے کہ جب نبی علیہ السلام ہی مکلف نہیں کہ کفار و مشرکین [illegible]
سکیں بلکہ صرف تبلیغ پر مامور ہیں [illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible] ہے اور [illegible] اور حضرت [illegible]

[illegible] میں [illegible] ڈال دیا لیکن ان [illegible]

خصوصاً [illegible] کے بیان سے [illegible]

[illegible] ہی اتنا [illegible]

[illegible] آیا [illegible]

[illegible] فی الارض خلیفہ میں مراد [illegible]

[illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible]

[illegible] خلیفۃ فی الارض

[illegible] کی خلافت ہے یا آدم علیہ السلام

[illegible] فی الارض حضرت آدم علیہ السلام

[illegible] ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک

[illegible] خلیفۃ فی الارض [illegible]

...مطلف ... نہیں پس جب ہم مکلف نہ
... ہے کہ انکو بپاداش کفر یا ایمان و اسلام کی طرف جذب کرنے یا
... کرنے کے لئے صدقہ و خیرات سے محروم کریں۔ اسلئے کہ انکی ہدایت ہمارے ذمے نہیں ہے۔
ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء۔ اللہ جسے چاہتا ہے غور صحیح اور فکر سلیم کی توفیق دیکر جو باعث
... ہے انعام خاص کا ہدایت کرتا ہے۔

وما تنفقوا من خیر فلانفسکم۔ وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللّٰہ۔ مفسرین کا اسمیں
اختلاف ہے کہ وما تنفقوا۔ اور وما تنفقون میں کیا تعلق ہے۔ اکثر مفسرین کا مسلک یہ ہے کہ وما
تنفقوا من خیر فلانفسکم خبر حقیقت ہے اور وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللّٰہ نہی ہے بصورت
خبر بطریق جملہ معترضہ یا مستانفہ واقع ہوئی ہے۔ اس صورت میں مطلب ان دونوں جملوں کا یہ
ہوگا۔ کہ جو کچھ تم خیر خیرات کروگے اور مستحقوں کو دوگے وہ درحقیقۃ تمہارے ہی لئے ہے لیکن خبردار
تم اللّٰہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے سوا اور کسی نیت سے خرچ نہ کرنا۔ ایسے خرچ اور ایسی
خیرات سے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ تمہاری خیرات تمہارے لئے اوسی حالت میں مفید اور
... نسان ہوگی کہ تم جو کچھ خرچ کرو لوجہ اللّٰہ خرچ کرو۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ جملہ وما تنفقون الا
ابتغاء وجہ اللّٰہ جیسے کہ لفظاً خبر ہے معناً بھی خبر ہی ہو کما ذھب الیہ العلامۃ الشیخ محمد عبدہ۔ اس
صورت میں جملہ ثانی خبر بعد خبر ہوگا۔ یا جملہ اول کا حال۔ مستقل خبر ہونے کی حالت میں مطلب آیہ
... ہوگا۔ کہ تم جو کچھ خیر خیرات کرتے ہو۔ وہ فقرا و مساکین کے دلوں میں اپنا وقار قائم کرنے کے لئے
... نہیں کرتے ہو۔ بلکہ اللّٰہ کی رضاجوئی کے لئے خرچ کرتے ہو۔ پھر فقیر فقیر میں کیا فرق رہا۔ جو مستحق
... ج ہو مسلمان ہو یا غیر مسلمان اوسے دو۔ اور رضاء خدا حاصل کرو جسنے کسی کو اسکے اعتقاد کی
... نفق سے محروم نہیں کیا۔ اور اگر جملہ ثانی کو حال مانا جائے (کما ذھب الیہ صاحب المنار)
... صورت میں دونوں جملوں کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ جو کچھ تم خیر خیرات میں خرچ کرتے ہو وہ تمہارے
... کے سلامت و ایمان کو مستحکم کرتا ہے۔ بجائیکہ تم یہ خیر خیرات اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے ہی کے
... کیونکہ جب خیرات اللّٰہ کی رضاجوئی کی نیت سے کیجائے تو وہ نفس کو پاک کرتی اور
... کے قابل بناتی ہے۔ اور پھر دل میں یہ خیال بھی نہیں آنے پاتا کہ خیرات کسی کو
... کا انتفاء ... فقرا کی نگاہوں میں عزیز ہونے
...

وغیر مومن دونوں قسم کے ...

وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ میں اشارہ ہے اس بات کی طرف ...
الحال کفار کو صدقہ دینا جائز ہے۔ لیکن جس حالت میں کفار کے ساتھ سلوک ...
کے خلاف کفار کی اعانت وامداد کی صورت اختیار کرلے تو ایسی حالت میں انفاق علی الکفار
ناجائز ہوگا۔ اسلئے کہ پھر یہ انفاق رضا جوئی خدا میں شمار اور فائدہ واجر کے قابل نہیں ہوگا

وما تنفقوا من خیر یوف الیکم۔ اگر وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ کو مستقل خبر
مانا جائے جیسا کہ بیان ہوچکا تو وما تنفقوا من خیر یوف الیکم کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کچھ تم
دنیا میں مستحقوں پر خرچ کرو گے۔ آخرت میں اسکا پورا پورا اجر تمکو دیا جائے گا۔ اور فلانفسکم
کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کچھ دنیا میں تم خرچ کرو گے اپنے ہی لئے خرچ کرو گے اور دنیا میں اسکا
فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ یعنے فقرا کی زیادتی سے جو شر ملک و قوم میں پیدا ہوتا ہے اس سے محفوظ
رہو گے اور ملکی و قومی رفاہیت سے جو فوائد و منافع قوم و ملک کو حاصل ہوتے ہیں وہ تمہیں حاصل ہونگے
حاصل مافی الباب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انفاق کا دنیوی فائدہ بیان کیا اور پھر اخروی اجر کی
خبر دی۔ اور اگر وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ کو جملہ شرطیہ ماقبل کی قید بطور حال تسلیم کیا جائے
تو وما تنفقوا من خیر یوف الیکم ہی میں دنیوی واخروی دونوں فوائد داخل وشامل ہونگے
اور مآل آیت کا یہ ہوگا۔ کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے انفاق کا وہ ذاتی فائدہ بیان فرمایا جو صاحب انفاق
کے نفس کو استحکام ایمان و اسلام کے متعلق حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر خبر دی کہ اس فائدہ کے علاوہ
جو کچھ خرچ کرو گے دنیا و آخرت میں اسکا پورا پورا اجر تمکو دیا جائے گا اور تمہارا کوئی حق مارا نہ
رکھا جائے گا۔

الا ابتغاء وجہ اللہ میں لفظ وجہ متشابہات میں سے ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ ہے
جیسے دست و پا اور وجہ دیسا سے ورنہ مشابہت حوادث لازم آئے گی۔ وہو خلاف التنزیہ
کا مسلک تو اسکے متعلق یہ ہے کہ وجہ اللہ کی ایک صفت ہے لیکن صفات محدثات سے پاک ہے
یعنے اللہ کا منہ کسی محدث کا سا منہ نہیں ہے۔ اور خلف کا مسلک یہ ہے کہ وجہ سے مراد ذات
ہے۔ سلف کے طریقہ پر مطلب آیت کا یہ ہو جائے گا۔ کہ تم اللہ ہی کی ایک صفت کو ...
ہے نصب العین رکھکر خرچ کرتے اور ...

[illegible] کرکے اس خوبی سے بیان
[illegible] قریب الفہم ہوگیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی عمل ابتغاء لوجہ اللہ
[illegible] کرنے والا اپنا عمل بالذات اللہ ہی کے لئے اور اسی کی رضا اور تقرب حاصل کرنے
کے لئے نہ کسی اور امر کو مدنظر رکھکر اور اسکی طرف مائل ہوکر گویا اسکا مقصد یہ ہو کہ
[illegible] عمل خدا کے سامنے پیش کررہا ہے۔ اسکو تمثیلاً یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ کے خدمتگار
[illegible] ہوتے ہیں لیکن سب کی خدمت گذاری کی نیت ایک اور یکساں نہیں ہوتی بعض اس خوف
سے اسکی خدمت بجالاتے ہیں کہ جو کچھ قانون نے اُن کا فرض ٹھہرادیا ہے۔ اگر اس فرض کو پورا
نہ کیا۔ یا اسمیں کوتاہی کی۔ تو شاہی عتاب میں گرفتار ہونگے اور سزا پائیں گے بعض خدمت
کرتے ہیں لیکن اس اجر کی امید پر جو قانوناً ادائے فرض پر مقرر ہوچکا ہے۔ بعض اپنے فرض کو خوبی
کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس امید پر کہ حسن خدمت کے صلہ میں اُنکو ترقی دیجائے گی۔ اور خدمت
کا جو اجر اب انکو ملتا ہے آیندہ اس سے زیادہ پائیں گے اور بعض خدمات پسندیدہ صرف اس لئے
بجالاتے ہیں تاکہ بادشاہ ان سے خوش ہو۔ اور وہ اسکی نظروں میں خوش کردار اور عمل کی قدر وقیمت
جاننے اور اس کی مصلحت وحکمت پہچاننے والے قرار پائیں۔ یہی صنف خدام کی اعلیٰ ترین صنف
ہے۔ اور اسی صنف کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے کام ابتغاءً لوجہ اللہ کرتے ہیں۔ اس لیے
ان کا مقصود عمل سے بادشاہ اور بادشاہ کی رضا جوئی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ وما تنفقون
الا ابتغاء وجہ اللہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمکو ہدایت کی۔ کہ تم جو کچھ خیر خیرات کرو۔ اور نیک کاموں
میں اٹھاؤ۔ اسمیں اللہ ہی کو اپنا نصب العین رکھو یعنی اُس خیر وانفاق سے اپنے نفس کو کامل بناؤ
یعنی خیال رکھو کہ اللہ تمکو ایسا کامل ومکمل رکھے کہ تم خیر خیرات اسلئے کرتے ہو کہ وہ اچھی ہے۔
اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت پوری ہوتی ہے۔ اور اسکی وہ سنت قائم ہو جو اُسنے انسان کی صلاح
کے لئے مقرر کی ہے ابتغاءً لوجہ اللہ کے یہ معنی ایسے صاف اور قریب الفہم ہیں کہ انکے بعد وجہ
کے متعلق سلف وخلف کے طریقہ تفسیر کی بیان کرنے کی حاجت باقی نہیں رہتی کما لا یخفی
علی المتأمل۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ۔ جب اللہ تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ اور عمومیت
[illegible] بیان کرچکا تو آیۂ سابقہ میں اسنے بیان کیا کہ غیر مسلم فقرا کو خیرات دینے
[illegible] فقرا [illegible] جو صدقہ کے سبب زیادہ

مستحق تھے۔ اور ان سب [illegible]

جنہیں یہ پانچ صفتیں موجود ہوں جو آیہ للفقراء الذین [illegible]

یہ آیت اصحاب صُفّہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جو بروایتے چار سو مہاجر تھے۔ جنہوں نے دین کی خاطر

کو چھوڑا اور ساتھ ہی اپنے املاک اور عزیز اقارب کو بھی چھوڑ کر مدینہ کا رخ کیا۔ اور چونکہ

مدینہ میں بالکل بے خانمان تھے مسجد نبوی کے چبوترے پر گزر کرتے۔ اور ہروقت دین کی خدمت

میں لگے رہتے۔ قرآن حفظ کرتے۔ احادیث یاد کرتے۔ یا جب کہیں کوئی سریّہ جاتا یا غزوہ ہوتا

تو اعلائے کلمۃ اللہ کی نیت سے اسمیں شریک ہوتے۔ غرضکہ ہمہ تن وقف دین تھے۔ اسی لیے اللہ

نے اُن کے حق میں فرمایا۔ احصروا فی سبیل اللہ۔

حفظ قرآن اس وقت بہترین عبادت تھی۔ اور اب بھی ہے۔ لیکن اُسی حالت میں کہ

حفظ دین کی نیت سے ہو۔ اور فہم و ہدایت حاصل کرنے کے لئے۔ نہ کہ حفظ قرآن کو بھیک مانگنے

کا ذریعہ بنانے اور محض الفاظ کی رٹ لگانیکے لئے۔ چونکہ اصحاب صُفّہ حفاظت دین اور ہدایت حاصل

کرنے کے لئے "قرآن کو حفظ کرتے تھے۔ اسلیئے انکا قرآن حفظ کرنا بہترین عبادت تھی۔ اور چونکہ اس

عبادت سے اُن کو معاش کی طرف متوجہ ہونیکی فرصت نہ ہوتی تھی۔ اسلیئے وہ مستحق تھے اور مسلمانوں

کا فرض تھا کہ انکی مدد کریں۔

آجکل بہت سے مفت خور فقر و تصوف کے مدعی "بدنام کنندہ نکونامے چند" اپنی مفت خوری

پر اصحاب صفہ کے حال سے حجت پکڑتے اور اپنے آپ کو مشغول خدا یعنے احصروا فی سبیل اللہ کا مصداق

بنا کر لوگوں سے امداد و اعانت کے خواستگار ہوتے۔ اور خوب جھولیاں اور ہمیانیاں بھرتے ہیں

باوجود قدرت استطاعت کام نہیں کرتے اور محنت و مشقت سے نہیں کماتے۔ نہ علم دین پڑھتے

اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے آپکو احصروا فی سبیل اللہ کا مصداق بنا

اور اہل صفہ کا ہم رتبہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اصحاب صفہ کی صفات پنجگانہ میں سے ایک

انمیں وجود نہیں پایا جاتا۔ اور ہر حال میں انکا نصب العین یہی ہوتا ہے کہ دین کے بہانے

لوگوں کا مال کھائیں اور پھر کھاتے اور غراتے ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ ان مکار مفت خوروں کا

شمار روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور مسلمان جہالت کی وجہ سے اُنکی چالاکیوں کا شکار

چلے جاتے ہیں۔ کاش مسلمانوں کی آنکھوں پر سے جہالت کی پٹی دور ہو [illegible]

صفہ صفت ہوں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] پانچ صفتوں [illegible]

Marfat.com

... صدقہ دینے اور انکی دستگیری کرنے کا حکم دیا۔

صفت اول: احصروا فی سبیل اللہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے احصروا فی سبیل اللہ۔ صیغہ مجہول فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے احصار سے مراد ہے۔ وہ مانع از کسب جو اضطراری طور پر پیدا ہوگیا ہو نہ وہ مانع جو اختیاری طور پر مانع بنا لیا جائے۔ پس اگر کوئی باختیار اپنی آپکو راہ خدا یعنی اعمال مشروعہ پر وقف کردے تو اسکا یہ حصر نفس اور وقف ذات اوس کو کسب معاش سے جسکی وہ استطاعت رکھتا اور جس سے اپنی حاجت روائی کرسکتا ہے۔ شرعاً مانع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ضرور ہوگا کہ وہ اپنی معاش آپ پیدا کرے اور اُس سے فرصت پاکر مصلحت عام یعنی عمل فی سبیل اللہ میں مشغول ہو۔ اور اگر کوئی باختیار خود باوجود استطاعت و عدم اضطرار کسب معاش کو ترک کردے تو شرعاً اسکو صدقہ لینا حلال نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی نے طبعی عجز یا شرعی عذر کی وجہ سے کسب کو چھوڑ دیا ہے۔ تو وہ مستحق صدقہ ہے۔ اور مسلمانوں کو اُسکی دستگیری و مدد کرنی چاہئیے۔

دوسری صفت۔ اصحاب صفہ یا اصحاب صفہ صفت کی یہ ہے کہ وہ ضرب فی الارض کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ضرب فی الارض سے مراد ہے کسب یا تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنا پس جو اضطرار کسب و سفر سے معذور ہوا۔ ظاہر ہے کہ وہ مستحق اعانت ہے۔ ہاں اگر کسب کی استطاعت رکھتا ہے اگرچہ سفر ہی میں کیوں نہ ہو۔ صدقہ اسکے لئے حلال نہیں ہوسکتا۔

تیسری صفت ہے یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف۔ تعفف کے معنے ہیں دوسروں کی چیز پر طمع کرنے سے پرہیز کرنا۔ اور حرام و قبیح سے بچنا۔ مطلب یہ ہے کہ باوجود فقر و مسکنت کے وہ کسی کے مال پر نیت نہیں دھرتے۔ اور قبیح و حرام سے دور رہتے ہیں۔ جاہل جب اُنکی اس سیر چشمی اور پاکبازی کو دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ یہ غنی و تونگر ہیں۔ کیونکہ وہ بخیال خود یہ سمجھتے ہیں کہ فقیر و درماندہ یوں خود داری کو کام نہیں فرما سکتا۔

چوتھی صفت ہے: تعرفہم بسیماہم" یعنی وہ خاص علامتوں سے پہچانے جاتے ہیں کہ درحقیقت کم حال اور محتاج ہیں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ سیما سے مراد خشوع و تواضع ہے اور بعض نے میلے کچیلے پن کو سیما قرار دیا ہے۔ اور بعض نے بھوک اور حاجت کے آثار کو سیما مانا ہے۔ اگرچہ پہلا قول صحیح ہے لیکن حق یہ ہے سیماء کا تعین کسی خاص ہیئت و حالت سے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مختلف اشخاص کے ساتھ مختلف ہوتی اور ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

وہ سوال ... الحاف ... عی ...

کیونکہ حاجتمند صاحبِ غربت سے چھپ نہیں سکتا۔ اگرچہ وہ ایسے حال ...

بہت سے سائل میلے کچیلے کپڑے پہنے نیچی نگاہ کئے آتے ہیں۔ اور انکے منہ سے آواز ...

انکو دیکھکر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حاجتمند ہیں اور غربت کی وجہ سے بات انکے منہ سے

نہیں نکلتی۔ لیکن درحقیقت وہ غنی و تونگر ہوتے ہیں اور انکی یہ ہیئت محض تصنّع۔ اور بہت سے

آدمی ایسے ہیں کہ اچھے کپڑے پہنے ہوئے ملتے ہیں۔ اور بیباکی سے گفتگو کرتے ہیں اور ...

بغربت معلوم ہوجاتا ہے کہ درحقیقت یہ مسکین و حاجتمند ہیں لیکن خودداری سے کام لے رہے ہیں

پانچویں صفت ہے لا یسئلون الناس الحافا۔ یعنے وہ لوگوں سے بے شرم گداؤں کی طرح الحاح

واصرار سے نہیں مانگتے۔ اس جزو آیۃ سے ظاہرًا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصرار کے ساتھ مانگنے کی

نفی ہے نہ مطلق سوال کی۔ یعنے وہ مانگتے تو ہیں لیکن الحاح و اصرار سے نہیں مانگتے۔ لیکن درحقیقت

لفظ الحاف نوگرسوال سائلیوں کے حال کی قید ہے۔ نہ اصحاب صفہ اور اصحاب صفہ صفت لوگوں

کی یعنی مراد نفی سے مطلقًا سوال کی نفی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ کسی سے نہیں مانگتے۔ نہ الحاح واصرار کے

ساتھ۔ اور نہ رفق و تلطف سے۔ کیونکہ بروایات عدیدہ ثابت ہے کہ اصحاب صفہ کسی سے سوال نہیں کرتے

تھے۔ اور یہی محققین کا مذہب ہے۔

صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس المسکین

الذی تردہ التمرۃ والتمرتان ولا اللقمۃ واللقمتان۔ انما المسکین الذی یتعفف اقرؤا ان شئتم

لا یسئلون الناس الحافا۔ یہی حدیث بالفاظ دیگر یوں ہی ہے۔ لیس المسکین الذی یطوف علی

الناس تردہ اللقمۃ واللقمتان والتمرۃ والتمرتان ولکن المسکین الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا

یفطن بہ فیصدق علیہ ولا یقوم فیسال الناس۔

اسلام میں بغیر ضرورت سوال کرنا حرام ہے۔ احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے انس سے

یہ حدیث روایت کی ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ المسئلۃ لا تحل الا لثلثۃ لذی فقر مدقع اولذی غرم مفظع اولذی دم ...

یعنی سوال کرنا تین آدمیوں کے سوا کسی کو حلال نہیں۔ اول وہ کہ فقر شدید نے ...

اسنے نڈھال کردے۔ دوسرے تاوان ...

...

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ تاوان شدید اور اسکے تحمل سے گراں ہو۔ اگر خفیف سے خود ادا کر سکتا ہے تو پھر ادائے تاوان کے قابل ہونے کے لئے کسی سے کچھ نہیں مانگ سکتا ہے دردناک خون والا سوال کر سکتا ہے۔ یعنی وہ شخص جو کسی دوست یا رشتہ دار قاتل کی طرف سے مقتول کا خون بہا اپنے ذمہ لیلے۔ تاکہ قاتل قصاص میں قتل نہ ہو۔ اور اسکے قتل ہونے سے اسے درد و رنج نہ اٹھانا پڑے۔

ابو داؤد و ترمذی نے عبداللہ ابن عمرؓ کی حدیث سے اور نسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے اور احمد نے ان دونوں کی حدیث سے روایت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی"۔ یعنی صدقہ قوت و طاقت والے سلیم الاعضاء یعنی قادر علی الکسب کو حلال نہیں ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے لیکن بعض محدثین کو اس حدیث کے رجال اسناد میں کچھ کلام ہے اور احمد و ابو داؤد و نسائی و دارقطنی نے عبیداللہ بن عدی بن الخیار سے روایت ہے کہ دو مردوں نے انہیں (عبیداللہ کو) خبر دی کہ اُن دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صدقہ کا سوال کیا۔ آنحضرتؐ نے اُن دونوں پر نظر ڈالی۔ آپنے اُن دونوں کو چست و چالاک دیکھکر فرمایا "ان شئتما اعطیتکما ولا حظ فیہا لغنی ولا لقوی مکتسب"۔ یعنی اگر میں چاہوں تو تم کو صدقہ دیدوں۔ لیکن صدقہ میں نہ غنی کا حصہ ہے اور نہ طاقتور کمائو کے لئے امام احمدؒ نے اس حدیث کے بارہ میں کہا کہ اس باب کی حدیثوں میں از روئے اسناد یہ حدیث اجود ہے۔

امام احمد و ابو داؤد و ابن حبان نے سہل ابن حنظلیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من سئل وعندہ ما یغنیہ فانما یستکثر من جمر جھنم"۔ یعنی جسنے سوال کیا اور اُسکے پاس اتنا ہے جو اسے غنی کر دے جز این نیست کہ وہ دوزخ کی چنگاریاں اپنے لئے بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ وما یغنیہ۔ یعنی اور کیا غنی کر سکتا ہے۔ فرمایا جسے وہ صبح یا شام کا کھانا بنا سکے۔ ابو داؤد کے نزدیک حدیث کے الفاظ ہیں۔ احمد نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ اور ابن حبان نے اس کو

امام احمد اور شیخین نے ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث روایت کی [illegible]
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ "لان یغدو احدکم فیحطب علی ظہرہ فیتصدق
منہ ویستغنی بہ عن الناس خیر لہ من ان یسال رجلاً اعطاہ او منعہ" یعنی اگر
سے کوئی صبح ہوتے ہی نکل جائے اور کمر پہ لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے۔ اور اسمیں سے
دے اور اس کی بدولت لوگوں سے مستغنی ہو جائے۔ تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی کے آگے
سوال دراز کرے جو اسے دے یا نہ دے۔ امام احمد و مسلم و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ ہی کی روایت
سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "من سأل الناس اموالھم تکثرا وانما
یسال جمرا فلیستقل منہ او لیستکثر" جو لوگوں سے اُن کا مال توفیر و فراوانی کے لئے مانگتا
ہے وہ درحقیقت چنگاریاں مانگتا ہے پس اب وہ چاہے اُنہیں کم کرے چاہے زیادہ یہ اوسی کے اختیار میں ہے
یہی حدیث مشہور ہے "للسائل حق وان جاء علی فرس" سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے
ہی پر کیوں نہ آیا ہو۔ اس کو بھی امام احمد و ابو داؤد نے حسینؓ ابن علیؓ کی حدیث سے روایت
کیا ہے۔ لیکن آپ سے جسقدر روایتیں مروی ہیں وہ سب مرسل ہیں۔ اور ساتھ ہی اسکی اسناد میں
یعلی ابن یحییٰ ہے جسکو ابو حاتم رازی نے مجہول کہا ہے۔ اور اگر بفرض اس حدیث کی اسناد میں کوئی
مجہول راوی نہ بھی ہو تب بھی اسکو مسلمان کے ساتھ حسن ظن کرنے پر محمول کرنا اولیٰ ہے یعنی
اگر کوئی مسلمان سائل گھوڑے پر سوار آئے تو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ ضرور کسی ایسی حاجت کی
وجہ سے مجبور ہو کر سوال کر رہا ہے۔ جسنے سوال حرام کو مباح کر دیا ہے۔ اکثر محققین نے حدیث مذکور
الصدر کو اسی معنے پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ نیل الاوطار میں ہے کہ اس حدیث میں اُس مسلمان کے
ساتھ جسنے سوال کی ذلت گوارا کی ہے حسن ظن سے کام لینے کا حکم ہے۔ اسلئے کہ مسلمان سوال
کی ذلت گوارا نہیں کر سکتا۔ مگر بمجبوری۔ اس حالت میں اُسکی نسبت بدگمانی کرنا اور حقارت
پیش آنا۔ مناسب نہیں اُسکا اکرام و اعزاز کرنا اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ گھوڑا جسپر سوار ہے مانگا ہوا
یا یہ اُن لوگوں میں سے ہو گا جنکو باوجود تونگری صدقہ و زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ مثلاً صلاح ذات
البین کے لئے کوئی بڑا تاوان اس نے اپنے ذمے لے لیا ہو گا۔

جو کچھ حدیث مذکورہ بالا کے باب میں کہا گیا۔ یہی آیہ "وفی اموالھم حق للسائل والمحروم"
اور آیۃ "والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم" کی تفسیر میں کہا جائے گا
مؤمن سائل کے سوال کو صدق پر محمول کیا جائے گا [illegible]

Marfat.com

…ہے یہ سوال حرام و مباح کر دی جاتی ہے۔ اور
…دست ہی کی وجہ یا اپنا مال بڑھانے ہی کی خاطر نہیں مانگتا۔
…کو پیشہ نہیں بنا لیتا۔ بلکہ کسی خاص یا عام حاجت کے لئے ہی مانگنے والے مانگتے ہیں۔
…یہ ضرورت و حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ تو اُن کا سوال بھی موقوف ہو جاتا ہے۔
مسلمان کی حقیقی شان یہ ہے کہ وہ خود دار عزیز النفس اور حرام سے مجتنب ہو۔ پس جو مسلمان
…کی یہ شان رکھتا ہے۔ وہ کسی اشد ضرورت کے بغیر دستِ سوال دراز نہیں کر سکتا۔ اور
جب اسنے دستِ سوال دراز کیا۔ تو نگروں پر واجب ہے کہ ایسے سائلوں کی مدد کریں۔ اور جب
…کی نسبت معلوم ہو جائے کہ یہ شاطرانہ اُن گداؤں کی طرح سے جوڑنے جمع کرنے کے لئے مانگتا ہے۔
…ں نے کسب و عمل پر قادر ہونیکے باوجود طرح طرح سے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنا لیا ہے تو اسکو ہرگز کچھ
…نہیں اسلئے کہ صدقہ و زکوٰۃ میں ایسے لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ جیسا کہ بحوالہ احادیث بیان ہو…
ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو دیکھا کہ ایک تھیلی اُٹھائے ہوئے تھا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ
دیکھو اسکی تھیلی میں کیا ہے۔ دیکھا گیا تو روٹی نکلی۔ آپ نے حکم دیا کہ اس سے لے لی جائے اور صدقہ کے
…کے سامنے ڈالدی جائے۔
وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم یعنی تمہاری نیت کی بھلائی۔ صدقہ سے مستحق کو فائدہ پہنچانے
…کی جستجو۔ احق کو ترجیح دینے کا خیال یہ سب باتیں اللہ جانتا ہے اور انہیں کے موافق جزا دیگا۔
اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ
…خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۷۴) ترجمہ جو اپنا مال رات اور دن میں چھپے اور کھلے (اللہ
…میں) خرچ کرتے ہیں انکے لئے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ انہیں خوف ہے اور نہ
…اٹھائیں گے۔
تفسیر۔ آیہ زیر بحث سے پہلے پہلے جسقدر آیات باب انفاق میں آچکی ہیں۔ انمیں انفاق کیطرف
…یا اسکے فوائد بیان ہوئے ہیں۔ یا انفاق کے آداب۔ یا صدقہ کے مستحق و احق بتائے گئے ہیں
…ہی اور باتیں جن کو تصدق و انفاق سے تعلق ہے۔ زمانۂ انفاق و وقت تصدق کا ابتک ذکر نہ
…آیا تھا۔ اسکو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا۔
…ینفقون اموالھم...... سرًّا و علانیۃ الخ اس آیت میں بیان ہے عموم اوقات اور
…خرچ کرنے والے جسوقت بھی اور جسطرح بھی خرچ کرتے ہیں۔ ہر حال میں

سترا افضل ہو لیکن ستر و علانیہ کا جمع ہونا اسکا مقتضی ہے کہ حسب ضرورت [illegible]
ایک ایک موقعہ ہے۔ جو مقتضائے حال و مناسب مصلحت ہو وہی اپنی جگہ بہتر ہے۔ دوسرا [illegible]
ہر وقت اور ہر حال میں ہی لوگ خرچ کرتے اور راہ انفاق پیش آنے پر وہی ادا [illegible]
[illegible] کرتے ہیں۔ جو جود و سخا اور خدا کی رضا جوئی میں حد کمال کو پہونچ چکے ہوں۔ اور جنکا
انفاق و تصدق سے تکمیل نفس اور رضائے خداوندی کے سوا کچھ نہ ہو۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔ جبکہ آپنے چالیس ہزار
درہم راہ خدا میں خرچ کئے اور اتفاق یہ واقع ہوا کہ دس ہزار دن کو اور دس ہزار رات کو دس ہزار
سرًا اور دس ہزار علانیۃً خرچ ہوئے۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی نے سیوطی سے نقل کیا
ہو کہ صدیق اکبر کے چالیس ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کرنے کی خبر عائشہ صدیقہ سے ابن عساکر نے اپنی
میں روایت کی ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ آیہ الذین ینفقون ... صدیق اکبر
اس تصدق کے بارہ میں نازل ہوئی۔

ابن عباس سے بسند ضعیف روایت ہے کہ یہ آیت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی اور
نزول یہ ہوئی کہ آپ کے پاس کل چار ہی درہم تھے۔ انہیں سے ایک آپنے دن کو ایک رات کو ایک سرًا
علانیۃً خیرات کردیا۔ اسپر رسول اللہ صلعم نے آپ سے فرمایا۔ کس بات نے تمہیں اس قسم کی خیرات پر آمادہ
آپنے جواب دیا تاکہ میں اس اجر کا مستحق ہو جاؤں جسکا میرے رب نے مجھسے وعدہ کیا ہے۔ آنحضرت
نے فرمایا۔ "الا ان ذالک لک" ہاں وہ اجر تمہارے لئے ہے۔ اس روایت کی عبارت [illegible]
کرتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ چار درہم جن کا ذکر روایت میں ہے آیت کے نازل
بعد خیرات کئے تھے۔ اس لئے ابن عباس کی یہ روایت آیہ مذکورالصدر کی شان نزول کے متعلق
ہو سکتی۔

ابن المنذر نے سعید ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضہ اور عبد [illegible]
ابن عوف کے حق میں نازل ہوئی۔ جبکہ ان دونوں نے جیش العسرۃ کی تیاری میں [illegible]
ایک روایت یہ ہے کہ جب آیہ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ [illegible]
ابن عوف نے [illegible] سے دینار اہل صفہ [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

# معذرت

ناظرین کرام! پچھلے دو تین ماہ سے رسالہ تفسیر القرآن کے بے ترتیب اور دیر سے شائع ہونے کا سخت افسوس ہے۔ مگر خرابی صحت اور دیگر مشکلات نے آج تک اس نقص کو دور کرسکنے کا موقع نہیں دیا۔ چونکہ مجبور کا عذر قبول کیا جاتا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ براہ کرم اس اضطراری تاخیر پر آپ مجھے بدل معاف رکھیں گے۔ اور اس وقت تک کہ اشاعت رسالہ کا نظام درست نہ ہو جائے تاخیر کا یہی سبب تصور فرمائیں گے کہ آپکا نیاز مند سخت مجبور رہا ہے ورنہ کبھی اس قسم کی ناگوار تعویق نہیں ہوئی اور نہ ہوتی۔

اخیر میں پھر آپ سے معافی کی التماس ہے۔ والسلام۔

نیاز مند مینجر وطن و
رسالہ تفسیر القرآن۔

Marfat.com

# تازہ مطبوعات و تالیفات اخبار وطن

( ذیل کی کتابین ابھی حال مین تیار ہوئی ہین - اور اپنی وضع مین خاص ہین )

**سفرنامہ جاپان** :- ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام جاپان مین آنا اور ایک ماہ سے کم عرصہ مین بارہ ہزار معزز اور خوش باش جاپانیون کو مشرف باسلام کر دینا - حیرت انگیز حالات - مجلس تحقیق مذاہب معہ مباحثات علماء و ثبوت فضائل اسلام قیمت عمر

**تاریخ حجاز ریلوے** :- اردو - انگریزی اور عربی تینون زبانون مین - اس مین حجاز ریلوے کی تجویز - تحریک - تائید - آغاز اور اجرائے کار تک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوئے ہین - ترکی اور انگلش تعلقات - مسئلہ مصر - مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید باتون پر روشنی ڈالی گئی ہے - قیمت ہر سہ حصص کی یکجا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر عہ

**ہلال و صلیب** :- یہ بھی بے مثل کتاب ہے - خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم جو نوجوان ترکون کے ایک فرد بھی ہین - انہون نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ مین لکھی ہے کارخانہ وطن نے اس کو انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرایا ہے - قابل دید اور مفید کتاب ہے قیمت فی جلد دس آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰ر

**ارژنگ فرنگ** :- انگریزون کی معاشرت اور ان کے اصول زندگی و اخلاق کا آئینہ ولایت جانے والون کے لیئے نہایت کارآمد - قیمت فی نسخہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

**جواہر قرآنی** :- بگلوئے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہیئے - اس مین بڑی خوبی سے قواعد دین اسلام کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا - اور توحید باریتعالی اور نبوت و رسالت پر بڑی خوبی سے دلیل قائم کی ہے - کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے - قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ عہ

## المشتہر

منیجر اخبار وطن

Marfat.com

باست ماہ دسمبر [illegible]

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل
عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

# تفسیر القرآن

## بزبان اردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

کارخانہ وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ
سے آگاہ کرنے کے لیے پہلے اخبار مین شائع کرنا شروع کیا تھا مگر اب
احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت مین شایع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

### بابت ماہ جنوری ۱۹۰۹ء

جلد (۲) نمبر (۱)

بہتمام مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمیتیہ سٹیم پریس لاہور مین چھپکر شایع ہوئی
[illegible] (سالانہ چندہ) [illegible] نمونہ ۲ ر

Marfat.com

## اگر

### قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب ہے

### تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمائیے۔ عام چندہ سالانہ آٹھ طلبا سے

---

## قرآن کریم پڑھیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسیطرح حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ قانون آلہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

## تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے باسانی حاصل ہو سکیگا جو ماہوار رسالہ کی صورت مین دفتر وطن لاہور سے شایع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۳ روپیہ چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم ۲ روپیہ مع محصول

---

## اسلامی حمیت وغیرت کی سچی روح

اور

حصول سعادت دارین کی امنگ اگر قوم اور ابنائے ملت مین پیدا کرنی مقصود ہے تو دفتر اخبار وطن سے ... تصنیفات کو خود بھی پڑھیے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست طلبا کو بھی مطالعہ کرائیے

الملتمس ... [illegible]

[illegible] سے حضرت عبدالرحمن ابن عوف [illegible]

[illegible] سے مروی ہے کہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی
[illegible] فی سبیل اللہ کے لئے اپنے یہاں باندھ رکھے اور جہاد کے لئے
[illegible] تھے۔ اور دن کو اور رات کو سرًّا وعلانیہ اُنکو کھلاتے پلاتے تھے۔ اس روایت
[illegible] بھی دو راوی مجہول ہیں۔

[illegible] نزول کی روایات کا یہ اضطراب ظاہر کرتا ہے کہ شان نزول آیہ کے متعلق کوئی
[illegible] صحیح و محقق نہیں ہے۔ اور آیت کے معنے عام ہیں یعنی مراد آیت کی بلاتحقیق شان نزول
[illegible] جو بھی اپنا مال ہر وقت و ہر حال میں تصدق کرتے ہیں۔ اور صدقہ کو آغاز سال یا اوقات
[illegible] اُٹھا نہیں رکھتے۔ بلکہ جب صدقہ کا موقعہ پاتے ہیں اوسی وقت صدقہ دیتے ہیں اور
[illegible] وقت مقتضی ہوتا ہے سرًّا یا علانیۃً کا اسی طرح سے صدقہ دینے میں انکے لئے اون کا اجر
اون کے رب کے پاس ہے۔ اور جس دن کہ بخیل بخل کرنے کی وجہ سے مبتلائے خوف و ہراس ہونگے
[illegible] انکو دامنگیر ہوگا کہ کیوں ہمنے بخل کیا۔ اور خیر خیرات نکی اُس دن اُن لوگوں کو نہ کچھ خوف
[illegible] ہوگا۔ اور نہ حزن وملال (ماخوذ از تفسیر المنار)

[illegible] الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
[illegible] الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ
[illegible] الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ
[illegible] وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۷۵)
[illegible] الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (۲۷۶) اِنَّ
[illegible] اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُ
[illegible] رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۲۷۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
[illegible] اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۲۷۸) فَاِنْ
[illegible] بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ
[illegible] (۲۷۹) وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ
[illegible] (۲۸۰)

یہ ہے کہ انہوں نے جنکو شیطان نے خبط میں ڈال رکھا ہے ...
تو ایسا ہی ہے جیسا کہ سود (ربا) اور اللہ نے بیع کو حلال کیا۔ اور ربا کو حرام ...
کی طرف سے نصیحت پہونچگئی اور باز آگیا۔ تو جو پہلے ہو چکا وہ اسکا ہے۔ اور ...
اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جو لوگ پھر کریں وہ دوزخی ہیں اور وہ اوسمیں رہ ...
اللہ ربا کو گھٹاتا اور صدقہ کو بڑہاتا ہے اور اللہ کسی ناشکر گزار گنہگار سے محبت ...
جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے اور اچھی طرح نماز پڑہی اور زکوٰۃ دی ...
لئے اونکا اجر اوس کے رب کے پاس ہے۔ اور نہ اونکو کچھہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہو ...
اے لوگو جو ایمان لائے۔ اللہ سے ڈرو اور جو ربا رہ گیا ہے اوسے چھوڑ دو۔ اگر ...
والے ہو۔ اور اگر تم (ایسا) نہ کرو تو اللہ اور اوس کے رسول کی لڑائی کا یقین کرلو۔ اور ...
کرلو۔ تو تمہارا راس المال تمہارے لئے ہے۔ نہ ظلم کرو اور نہ ظلم کئے جاؤ۔
اور اگر (قرضدار) تنگدست ہے تو فراخ دستی تک اوسے مہلت دو۔ اور اگر (قرض ...
ہی کردو۔ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔
اور ڈرو اس دن سے جسمیں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤگے پھر ہر نفس کو پورا ...
جائیگا جو اس نے کیا اور اونپر ظلم نہیں کیا جائیگا۔
تفسیر۔ ترتیباً مذکورہ بالا آیتیں صدقہ وانفاق فی سبیل اللہ کی مفصل ...
واقع ہوئی ہیں اور باہم اون میں نسبت تضاد ہے۔ اسلئے کہ صدقہ دینے والا ...
گھٹاتا اور بغیر کسی عوض کے جو صدقے کا مقابل ہوسکے محض خیر پسندی و حکم خدا ...
موافق محتاجوں کو دیتا ہے۔ اور جو ربا کہاتا ہے دوسرے کا مال کوئی صحیح ...
بغیر جو مال غیر کا مقابل ہوسکے اللہ کے حکم کے خلاف لیکر اپنا مال بڑہاتا ہے ...
مناسبت سے آیات انفاق کے بعد قرآن مجید میں آیات ربا مذکور ہوئ ...
مفصل بھی ہیں اوس آیت ربا سے جو ان سے پہلے نازل ...

[illegible] جب کسی [illegible] کے مل پر [illegible]

[illegible] ن رن آنے کی توقع نہ رہے تو عربی میں کہا کرتے ہیں۔ اکلہ [illegible]
[illegible] ہضم کر گیا جیسا کہ ہم اپنی زبان میں بھی بولتے ہیں چونکہ ربا لینے والا بھی
[illegible] لیتا ہے اور لینے کے بعد اوسکی واپسی کی توقع نہیں رہتی اسلئے کہا گیا
[illegible] یاکلون الربا۔

بالعنۃ مطلق زیادتی کو کہتے ہیں۔ جیسے ربی الشی عربی میں اوسوقت بولیں گے کہ
[illegible] نسبت زیادہ ہوگئی ہو کلام اللہ میں بھی لفظ ربا اس عام معنی میں مستعمل ہوا ہے
[illegible] و ترابت"۔

الربا میں ا۔ل تعریف عہد کا ہے جو جاہلیت کا معمول تھا۔ اور رواج کی وجہ سے سب
[illegible] کی حقیقت کو جانتے تھے۔ اور جو آیہ لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ سے آیہ زیر بحث
[illegible] نزول سے پہلے ممنوع ہو چکا تھا۔ اسکی حقیقت سے تو ہم آگے چلکر بحث کرینگے ابھی اسکے معنی سو سمجھو
یتخبطہ الشیطان من المس۔ تخبط کے اصلی معنی تو ہیں بے ڈھنگی چال چلنا یا اندھا دھند
دوڑنا۔ اسی لئے جو کسی کام کو غیر مدبرانہ طریق پر کرتا ہے نہ علی وجہ البصیرت اوس کے
[illegible] کہا جاتا ہے۔ انہ یخبط خبط عشواء لیکن محاورہ میں خبط الشیطان فلانا یا تخبطہ الشیطان
[illegible] ہوتے ہیں کہ بھوت پریت نے فلاں کو دیوانہ کر دیا۔ اس لئے کہ دیوانگی خبط دماغ
[illegible] ہے بے ڈھنگی چال ہے۔ اور ساتھ ہی دیوانوں کی چال بھی بالکل بے ڈھنگی اور خلاف
[illegible] ہوا کرتی ہے۔ بلکہ چال ہی کیا تقریباً اوسکی ہر ادا کا یہی حال ہوتا ہے۔ اسی لئے جب
[illegible] کے کرنے میں غیر منضبط حرکتیں کرتا ہے تو کہتے ہیں دیوانہ ہو گیا ہے سٹری ہو
[illegible] ایسے ہی موقعہ پر کہا جاتا ہے قد جن۔

[illegible] اصلی معنی تو ہیں چھونا۔ لیکن چونکہ عرب کا خیال تھا کہ جسکو جنی یعنی جن
[illegible] اوسکی عقل میں فتور آ جاتا اور وہ دیوانہ ہو جاتا ہے اسلئے وہ خبط و
[illegible] ہے بہ جنون"۔ اب اگر لفظ من المس کو متعلق
[illegible] ہو گئے [illegible] ربا

[illegible] جنون کے لئے ایسے [illegible]

وہ اپنے جنون کی وجہ سے۔

میرے نزدیک من المس کے یہ دونوں تعلق صحیح ہیں اگرچہ دوسرا اولیٰ [illegible]
اور اسی طرح دوسرے معنے بھی زیادہ قریب الفہم۔ لیکن پہلے معنی کی صحت میں بھی
کوئی وجہ نہیں اس لئے کہ سودخواروںکو بھی افزونی مال یعنی ربا کا ایک خبط ہوتا ہے جو ایک
قسم کے جنون کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور اوس کا اثر سودخوار کے حرکات وسکنات و
دماغ سبھی پر ہو کر رہتا ہے۔ سودخوار جب سود کے خیال میں مگن ہو۔ قرضخواہ کیسی ہی مصیبت
سے استحقاق اعانت کیوں نہ جتائے۔ کیسا ہی اضطرار کیوں نہ ظاہر کرے یہ ٹس سے مس [illegible]
والا نہیں۔ نہ معقولیت سے اسے کچھ غرض۔ نہ رحم وانسانیت سے واسطہ سود کا دینا
اوسکا وعدہ کرو۔ ابھی دینے کو تیار ہو جائیگا۔ بحث وپز کی نوبت آتے ہی پھر دیوانوں کی
بڑ شروع ہو جائیگی۔ دنیا میں کوئی اسے اعتبار کے قابل نظر نہ آئیگا۔ اور جہاں کوئی قرض
لے کر اوسکی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا اور اوسے تردد شروع ہوا کہ دیکھیئے روپیہ آتا بھی ہے
نہیں۔ یونہیں اگر سود کے پھیلاؤ کا تصور بندھ گیا۔ تو پھر دیوانوں کی طرح اوس سے نکلنا
ہو گیا گھر میں ہو یا راستہ میں چلا جاتا ہو دل سے باتیں شروع ہو گئیں کبھی آنکھیں
ہیں کبھی ہونٹ۔ کبھی منہ سے کوئی آواز نکل گئی۔ ساتھ ہی ہاتھ بھی ہلے اور پاؤں بھی
ہو ہو کر ادہر اودہر پڑنے لگے۔ یہ باتیں ایک قسم کی دیوانگی کا نتیجہ نہیں تو کیا ہے
اصل یہہ ہے کہ سودخوار مال کے عاشق ہوتے ہیں۔ اور اونکا یہ عشق منجر بدیوانگی [illegible]

اس بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ لا یقومون سے کس وقت کا [illegible]
دنیا کا یا آخرت کا۔ جمہور مفسرین کا مسلک یہ ہے کہ سودخوار بعد موت قبر سے دیوانوں [illegible]
اور گرتے پڑتے موقف حساب تک پہونچیں گے اور اسی علامت سے اہل موقف [illegible]
کہ یہ دنیا میں سودخوار تھے۔ جمہور نے اپنے اس مسلک کی تائید میں [illegible]
کی بہت روایت پیش کی ہے اور طبرانی نے بھی عوف ابن مالک [illegible]

Marfat.com

... جب ان ... ہونگے ... جلدی سے قبروں سے نکل آئیں گے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے

... من الاجداث سراعاً سودخوار اٹھیں گے اور گر پڑیں گے جیسے دیوانہ ...

... اور گر پڑتا ہے اسلئے کہ یہ اپنی زندگی میں سود کھاتے رہے تھے اسوقت اللہ ...

... سود اونکے پیٹ میں بھر دیگا اور بوجھ کے سبب سے جلدی جلدی نہ چل سکیں گے بلکہ

... اٹھیں گے اور گریں گے دوڑنا چاہیں گے اور نہ دوڑ سکیں گے۔

... ابن قتیبہ کا یہ قول جمہور مفسرین کے قول سے جدا گانہ ہے اسلئے اوسکے قول کا مطلب

... کہ سودخوار ثقل بطن کی وجہ سے جلدی جلدی چلنے پر قادر نہ ہونگے اور ثقل بطن اور جنون

میں کوئی نسبت نہیں جبکہ ابن عباس وغیرہ کی روایت سے باعث تخبط ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ابن قتیبہ کے اس قول کی بھی قصۂ معراج کی اس روایت سے تائید کیجاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جبریل علیہ السلام مجھے ایسے لوگوں کی طرف لے گئے جن کے پیٹ بڑھ بڑھ کر

... بڑے مکانوں کی برابر ہو گئے تھے۔ اور وہ اٹھنا چاہتے تھے۔ لیکن پیٹ کسی طرف کو

جھک جاتا تھا اور اوس کے ساتھ ہی وہ گر پڑتے تھے۔ میں نے جبریل ع سے پوچھا کہ یہ کون لوگ

ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ سودخوار ہیں۔

یہ دونوں قول اگرچہ ایک دوسرے سے جدا ہیں تاہم دونوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودخوار

... بوقت بعث کے وقت دیوانہ وار اٹھیں گے۔ اٹھنا چاہیں گے اور نہ اٹھ سکیں گے۔

لیکن ابن عطیہ کا مسلک یہ ہے کہ لایقومون میں قیام سے دنیا ہی کا قیام مراد ہے اسلئے

... جب قیام کا ذکر کیا جاتا ہے تو ذہن قیام معہود یعنی دنیا ہی کے قیام کی طرف جاتا ہے۔

... کوئی قرینہ اوس کے خلاف موجود نہ ہو۔ اور یہاں کوئی قرینہ ذہن کو قیام سے قیام

... طرف پھیرنیوالا موجود نہیں ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ لایقومون میں قیام سے قیام

... وہ روایتیں جو قیام بعد الموت کے متعلق بیان ہوئی ہیں۔ وہ قرآن

... ہو سکیں۔ ... سے حدیث مرفوع مفسر آیت ہو کر روایت ہوئی ...

... اگر ... خود درست ... ہو ...

سمجھتے ہیں۔ اور سود کو مقصود بالذات سمجھکر اسی کے بھروسہ پر تمام ...
ہیں انکے نفوس یقیناً اوس اعتدال سے دُور جا پڑے ہیں جو اکثر طبایع میں پایا جاتا ہے اور
انحراف کا اثر اون کے حرکات و سکنات میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ غیر منتظم نامعتدل
ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ یہی وجہ شبہ ہے اونکی حرکات میں اور مجنون و ممسوس کے ...
میں مختصر یہ کہ آیۃ الذین یاکلون الربوا..... الخ جمہور مفسرین کے نزدیک سود خوار
کے حق میں وعید ہے اور ابن عطیہ کی رائے میں سودخوار ونکی محض اس تگ و دو کی تصویر جو دولت
حاصل کرنے اور سود سے فایدہ اوٹھانے کیلئے وہ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر ان دونوں
مسلکوں میں زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ تاہم دونوں کی تطبیق ممکن ہے اس لئے کہ جب
سودخوار ونکی حرکات و سکنات اعمال و اطوار کا دنیا میں خارج از نظام اور غیر معتدل ہونا نتیجہ
اونکے نفس کی رذالت اور اخلاق کے فساد کا تو ضرور ہے کہ جب وہ بعد موت اٹھائے جائیں تو رذائل
نفس و اخلاق کے یہی آثار بالکمل وجوہ ان سے ظاہر ہوں۔ اسلئے کہ قیامت کے دن لوگ
اوسی حالت میں اُٹھیں گے جس میں کہ وہ مرے تھے اور آدمی مرتا اوسی حالت اور خیال میں ہے
جسمیں زندہ رہا ہو۔ سودخوار چونکہ عمر بھر خبط ربا میں گرفتار رہتا ہے۔ اور اسی خبط و خیال میں
مرتا ہے۔ اس لئے اسی خبط میں اوسکا حشر بھی ہوگا۔ اور اوس کے نفس خبیث کے برائیاں قبیح
ہیئت میں دکھائی دیں گے جنکو حدیث میں مجنوناً یتخبط سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنا بریں جمہور
مسلک بھی بجائے خود صحیح ہے اور ابن عطیہ کی رائے بھی۔ اور اسلئے میں نے لا یقومون کا
ترجمہ نہیں اُٹھتے ہیں اور نہیں اٹھیں گے دونوں طرح کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ یتخبطہ الشیطان سے کیا مراد ہے۔ کیا شیطان واقعی کسیکو مجنون
دیوانہ بنا دیتا ہے۔ اسمیں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ آیۃ بصراحت
دلالت کرتی ہے کہ شیطان مس کرکے لوگونکو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ
... نہیں بناتا اور نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ شیطان کو وسوسے کے سوا ...

[illegible]

[illegible] کے لئے سے انسان

[illegible] دل میں ہر ایک نئی اُمنگ آتی ہے

[illegible] طرح [illegible] کا علم [illegible]

Marfat.com

[illegible] سبب [illegible] ہو جائے کہ حواس [illegible]
[illegible] قدم پیچھے کو ہٹنے لگیں پاؤں تھرتھرا جائیں اور آدمی بیہوش ہو کر گر پڑے اسکا
[illegible] کے واقعات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شیطان نے لپٹ کر یا چھو کر کسی کو فاتر العقل
[illegible] کردیا بلکہ اس حالت کو خود آدمی کے نقص مزاج و خلل دماغ کا نتیجہ کہنا چاہیئے۔ اسی لئے
اولی العقل ذی عزم سلیم الفطرت لوگوں کو ایسے واقعات پیش نہیں آتے بلکہ ضعیف العقل
ناقص الفطرت کم ہمت آدمی ہی آسیب زدہ بتائے جاتے ہیں۔ ورنہ کہاں شیطان اور
کہاں دیوانگی و صرع۔ قدیم و جدید اطبا کی تحقیق کی روسے دیوانگی و صرع بھی دو بیماریاں ہیں
جنکا اکثر دیگر امراض کی طرح دوا و رمن سے علاج کیا جاتا ہے اور بعض دفعہ محض اوہام سے بھی کیونکہ
اس قسم کے امراض پر وہم کا بھی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

اگرچہ دوسرا مسلک معقول مسلک ہے۔ لیکن آیت کی تفسیر میں میرے نزدیک بہترین
مسلک قفال رحمہ کا ہے کہ عرب چونکہ صرع و جنون کو شیطان یعنی جن بھوت کی طرف منسوب کرتے
تھے اور اکثر بری باتوں کو فعل شیطانی کہا کرتے تھے۔ اسلئے اون سے انہیں کے عرف کے
موافق کلام کیا گیا۔ کیونکہ مقصود صرف ایک حالت کا ظاہر کرنا تھا۔ نہ اوس حالت کی نفس الامری
حقیقت بیان کرنا۔ یہی مسلک قاضی بیضاوی نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "وھو وارد
علی ما یزعمون ان الشیطان یخبط الانسان فیصرع۔ علامہ زمخشری و ابن سعود نے
کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ اس تقدیر پر اس
سے نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنون و صرع شیطان کے چھونے سے ہوتا ہے اور نہ اوسکی نفی ہی ہوتی ہے
ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا۔ ذلک کا مشار الیہ ہے قیام اکلی الربوا کالمتخبط
[illegible] کا ابن عطیہ کے مسلک پر یہ ہے کہ سود خواروں سے اسلئے دیوانہ وار حرکتیں ہوتی ہیں
کہ [illegible] کہتے ہیں۔ اسی خیال و اعتقاد نے انکی دیوانوں کی سی حالت کر رکھی ہے کہ
[illegible] نہیں ہے اور جمہور کے مسلک پر معنی یہ ہونگے کہ سود خوار [illegible]
[illegible] انہوں نے بیع و ربا کو ایک سمجھا [illegible]

خبط الشیطان سے مستفاد ہوتا ہے لیا اسلئے کہ انہیں ...
خلاف بیع وربا کو یکساں خیال کیا واقعی علت کیا ہی۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے ...
اختیار کیا ہی لیکن ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا۔ علت خبط کے بارے میں
ہے جس سے عدول نہیں کیا جاسکتا۔ اور میرے نزدیک تو مقدمہ آیت سے یہ مستفاد
ہوتا کہ سودخواروں کو خبط کی سی حالت عارض ہونیکا سبب اکل ربا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ
سے کھینچ تان کر یہ بات نکالنا تو اور بات ہے ورنہ سیاق آیت کو دیکھتے ہوئے وہ الرابین کے حکم
میں ہے اور بس۔ علامۂ زمخشری و امام فخر رازی نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے ؛

قالوا انما البیع مثل الربوا سودخوار کہتے ہیں کہ سود بھی تو بیع ہی کی مانند ہے کہ
اگر کوئی دس روپیہ کی چیز گیارہ نقد یا بارہ اُدھار میں فروخت کرے تو یہ جائز وحلال ہی اسی
اگر کوئی دس روپیہ کی چیز کو گیارہ اُدھار میں فروخت کردے اور روپیہ وعدہ پر نہ ملے بعد وعدہ
دیگر بارہ کردے تو یہ بھی جائز ہونا چاہیئے۔ ناجائز وحرام کیوں ہو۔ الا امثل خا مثل۔ لیکن
درحقیقت یہ غلط ہے اور سودخواروں کا مغالطہ ہے۔ ربا بیع کی مانند ومماثل نہیں بیع میں تو
معاوضہ چیزوں کا مبادلہ ہوتا ہے اور ربا اصل دین یا اصل عوض پر کچھ زیادہ لینے کو کہتے ہیں
جو مہلت وتاخیر وقت کی عوض میں زیادہ کی جاتی ہی۔ اور جسکی عوض ومقابلہ میں بدل
بھی نہیں ملتا۔ کیونکہ تاخیر وقت ومہلت عرف میں نہ مال ہی نہ کوئی ایسی چیز جسپر قبضہ کی
اور عوض ومقابل بن سکے۔ اور جو چیز بلا عوض وبدل حاصل کیجائے وہ باطل وناحق ہی
اللہ نے ربا کو حرام کیا نہ بیع کو۔ واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ اگر بیع وربا مماثل
ہوتے تو انکا حکم بھی حکم الحاکمین کی طرف سے مختلف نہ ہوتا۔ پس جس معاملہ میں معاوضہ صحیح
کوئی کسیکا مال اوس معاملہ کے ذریعے سے ناحق وباطل طریق پر نہیں لیتا وہ بیع ہے
اور وہ زیادتی جو دائن وقت ومہلت بڑھا دینے کیوجہ سے لیتا ہے۔ جو درحقیقت اس
عوض ومقابل نہیں ہوسکتی ظلم وربا ہے اور حرام ہی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ...
وحرم الربوا ؛

Marfat.com

آیت ... اقرار دیتی

... ہیں کہ سود خوار کہتے ہیں کہ بیع ربا کی مانند ہے۔ اگرچہ

... ہیں جب اللہ تعالیٰ اظہار مماثلت کے بعد بھی سود خوار وہی حجت کا

... واحل اللہ البیع وحرم الربوا تو ہمیں اوس کے حکم کی اطاعت کرنی

... مالک الملک ہے جو چاہے حکم دے اگرچہ عقل و قیاس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

... قیاس کے نہ ماننے والوں نے اپنے مذہب کی صحت پر استدلال کیا ہے اور اسیکو اہل قیاس

... خلاف بطور حجت پیش کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دین و شریعت نص کے

... ہے نہ قیاس سے۔ اگرچہ یہ سچ ہے اور صحیح کہ اصول دین کا مدار نص ہی پر ہے۔ لیکن یہ

... ہوتا دم آگیا کہ نصوص شرعیہ عقل و قیاس کے خلاف بھی ہیں۔ یہ آیت نفی قیاس کی حجت

... ہو سکتی ہے کہ بیع و ربا کو مماثل تسلیم کر لیا جائے۔ یا درحقیقت وہ مماثل ہوں حالانکہ

... نہیں۔ بیع و ربا میں درحقیقت فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ربا کو

... البیع کو حلال ٹھیرایا ہے۔ الحاصل میرے نزدیک قفال رحمہ کا مسلک صحیح اور بہت

... قول ہے۔

انما البیع مثل الربوا میں بہ نظر سرسری ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ ربا کو بیع سے

... منظور تھی۔ کہنے والوں کو کہنا چاہیئے تھا انما الربا مثل البیع تاکہ بروجہ تشبیہ اور ربا

... قیاس کئے جانیکے سبب ربا کی حلت ثابت ہو سکتی۔ لیکن کہنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے

انما البیع مثل الربا فرمایا یہ کیوں۔ یہ اسلئے کہ قول مذکور کے قایلوں کے نزدیک جنکی

... اللہ تعالیٰ نے یہ قول بیان فرمایا ہے بیع و ربا دونوں من کل الوجوہ مماثل تھے۔ اس

... وجہ سے کبھی مقدم و موخر کرتے جائز تھا۔ کیونکہ مقصود اون کے کلام کی تشبیہ نہ تھی

... تھے وہ صرف مماثلت کا اظہار چاہتے تھے۔ تاکہ ایک طرف تو بروجہ مماثلت ربا کی

... اور دوسری طرف ربا کو حرام جاننے والوں پر یہ اعتراض کہ یہ عجب تماشہ ہے کہ بیع

... البیع بیع تو حلال ہے اور ربا کو حرام کہا جاتا ہے یا اسلئے کہ قول مذکور کے کہنے

... ... ادہ میں اسقدر غلو کو پہونچا ہوا تھا کہ انہوں نے اسیکو حلت کا

... اوس سے تشبیہ دی۔ اور ... بیع کو حلال

نہیں کہتی ... اسی ... نہیں

بھی ربا کو برا جانتے تھے۔ اسلام میں بیع کی علت ... ربا ...

انما البیع مثل الربوا۔ کہ بیع بھی تو ربا ہی کی مانند ہے جب ربا حلال ...

ہو یا یہودیوں نے جو بڑے سود خوار تھے یہ کہا ہو۔ یا بعض ضعیف الاعتقاد ...

دل میں یہ خطرہ گذرا ہو۔ جو اسلام سے پہلے سود خوار تھے۔ لیکن میرے نزدیک ان ...

کی تخصیص کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ آیت میں مذکور عام سود خواروں کا ہے جو کسی ...

تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اور کبھی اور کسی زمانہ میں کیوں نہ ہوں۔ محبت مال و شغف ...

ہمیشہ سود خواروں کی زبانوں سے یہ بات نکلوائی۔ اب بھی کہتے ہیں اور آیندہ بھی کہیں گے

انہیں سب کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے بطور حکایت فرمایا۔ قالوا انما البیع مثل الربوا ...

احل اللہ البیع وحرم الربوا کے متعلق ایک امر قابل بیان اور رہا۔ وہ یہ کہ بعض ...

نے احل اللہ البیع وحرم الربوا کو قالوا کے تحت میں لاکر ربا خواروں کا مقولہ ...

کلام کا تتمہ قرار دیا ہے۔ اور مطلب اس تمام قول کا یہ بیان کیا ہے کہ بیع و ربا تو بالکل یکساں ...

پھر اللہ نے بیع کو کیوں جائز و حلال رکھکر ربا کو ممنوع و حرام ٹھیرایا۔ مگر اکثر مفسرین نے احل اللہ

البیع وحرم الربوا کو فرمان خداوندی مانا ہے۔ اور احل اللہ سے کلام نو کا ...

یہی صحیح ہے۔ اسلئے کہ اول تو قول اول کی بنا پر آیت کی ان دونوں خبروں کے ...

کئی ضمیروں کے لانے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ سیاق کلام مربوط ہو جائے ...

اصل ہے۔ برخلاف اس کے اگر احل اللہ البیع وحرم الربوا کو فرمان خداوندی ...

تو اس تکلف کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ دوسرے اسلئے کہ احل اللہ البیع وحرم ...

کے بعد ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتہی فلہ ...

میں سے ظاہر ہے کہ جب شبہ کرنیوالوں کو شبہ ہوا اور انہوں نے کہا انما البیع ...

تو اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا فساد ظاہر فرمایا۔ اگر احل اللہ البیع وحرم الربوا ...

... اس شبہ کا جواب بھی نہ ہوا ہوتا ہو اللہ تعالیٰ ...

... کلام ... مقتضا ...

[illegible] فله ما سلف یعنی جو نصیحت [illegible] موعظت

[illegible] حرام کیا ہے اور وہ باز رہ رہا ہے منہی عنہ سے باز آگیا۔ تو اب تک جو [illegible]

[illegible] لیا تھے ان لوگونکو واپس کرنا واجب نہیں جو لے لیا تھا یہی کافی ہے کہ اب

[illegible] اور جو قرض قرضدار کے ذمہ چڑھا ہوا ہے اوس پر ربا نہ بڑھائے۔

ما سلف کے معنے اگرچہ بعض مفسرین نے یہ بیان کئے ہیں کہ معصیت ربا جو اب تک

[illegible] اسکو اللہ نے معاف کیا۔ لیکن یہ معنی سباق والفاظ سے جسقدر بعید ہیں ظاہر ہے صحیح معنے

[illegible] جنسے مربوط ہیں یہی ہیں کہ ربا سے باز آنے والا جو ربا اب تک کہا چکا اوسکے

لئے مباح ہے واپس دینا واجب نہیں۔

وامرہ الی اللہ یعنی جس سودخوار نے حرمت ربا کے بعد ربا لینا چھوڑ دیا۔ اوسکا معاملہ

اللہ کے اختیار میں ہے لوگونکو سابقہ ربا واپس مانگنے کا حق نہیں۔ ہاں اللہ کو اختیار ہے کہ چاہے

[illegible] ربا لیتے رہنے پر مواخذہ کرے اور چاہے نکرے۔ اگر مواخذہ ہی کے قابل ہے

[illegible] ظلم و بیرحمی سے لیا گیا ہے تو وہ مواخذہ کریگا۔ نہیں تو معاف کر دیگا۔

[illegible] اللہ تعالٰی نے موعظت و نصیحت کے پہونچنے سے پہلے پہلے کا ربا فله ما سلف کہہ کر

[illegible] لیکن امرہ الی اللہ سے جزا کو مبہم رکھکر آخرت کے مواخذہ کا کچھ کھٹکا لگا دیا

[illegible] کہ سلیم الفطرت کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ اگر مواخذہ ہوا تو کیا ہوگا۔ خود

[illegible] اسکا احتمال کیوں رکھا۔ اور جنسے ربا لیا ہے اونکا اونکو واپس کرکے اس اندیشہ سے

[illegible] بچا لیا کیا عجب ہے کہ جزا کے مبہم رکھنے میں یہی حکمت ہو کہ جہاں تک ہو سکے لوگ

[illegible] طیب خاطر واپس کر دیں۔

ومن عاد فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون۔ جو حرمت ربا کے بعد بھی

[illegible] میں اوسی میں پڑے جلیں گے۔

[illegible] ظاہر مطلب یہی ہے کہ حرمت ربا کے بعد کے ربا لینے والے دواماً دوزخ میں رہیں گے

[illegible] مطلب ہو کہنے والا [illegible] ہو سکتا ہو کہ اس آیت سے مرتکب کبیرہ کا خلود فی النار [illegible]

[illegible] کے خلاف اسلئے اشعری مفسرین نے

[illegible]

سے بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے فانتھی کے ... یہ نہیں ...

منتہی عنہ اقرب المذکورات ہونا چاہیئے۔ اور وہ یہی قول ہے۔ انما البیع ...

اسلئے فانتھی کے بعد عن القول۔ انما البیع مثل الربا مقدر و محذوف ہے ...

ومن عاد کے بعد بھی الی القول۔ انما البیع مثل الربا۔ مقدر و محذوف ہے ...

قید لگائی ہے کہ جو اب ربا کو حلال سمجھ کر یا حلال کہکر ربا کی طرف عود کرے وہ ابد الآباد ...

میں جلیگا۔ مفسرین کی یہ توجیہ جیسی کچھ سست و ضعیف ہے ظاہر ہے اسلئے کہ فانتھی ...

منتہی عنہ اقرب المذکورات قول۔ انما البیع مثل الربا نہیں بلکہ لفظ الربا ہے جو احل اللہ

البیع و حرم الربوا میں آیا ہے۔ یہی ومن عاد کی متعلق سمجھو۔ میری نزدیک مفسرین کی

مذکورہ بالا توجیہ و تاویل بعض مفسرین کی اسی تاویل سے بھی کم رتبہ ہے کہ ھم فیھا خالدون ...

سے طول مدت مراد ہے۔ صحیح تاویل جو در اصل تحقیق ہے میری نزدیک وہ ہے جو صاحب ... نے اس

آیت کی تفسیر کے ذیل میں احقاق حق کرتے ہوئے بیان کی ہے جسکا خلاصہ بالمعنی یہ ہے ...

ہے کہ ایمان والے ہمیشہ دوزخ میں نہ جلیں گے لیکن نہ ہر ایمان جسے ایمان کہدیا اور سمجھ لیا ...

خلود فی النار سے بچا سکتا ہے ایمان ایمان میں فرق ہے ایک ایمان کی ماہیت اسی قدر ہے ...

کہ جس دین میں آدمی پیدا ہوا اور جسکی طرف منسوب ہوا اور جس دین والوں میں ...

اوس دین کو بالاجمال تسلیم کر لیا۔ لیکن نہ دین کو سمجھا۔ اور نہ اون دینداروں کے نقش قدم

جو علی وجہ البصیرت اپنے دین پر تھے۔ اور ایک ایمان نام ہے ایمان بالیقین صحیح ...

کا جو دلیل و برہان کے ساتھ دل میں جاگزین ہو۔ نفس پر موثر ہو اور ارادہ پر حاکم ...

اس قوت واثر کا زیر فرمان رہو۔ الا ماشاء اللہ یعنی کبھی بھولے بسرے سہو نسیان ...

جزئی اور طیش و غیظ اور فرط شہوت کی حالت میں کوئی کام اوس اثر و قوت کے خلاف ...

یہی وہ ایمان ہے جو صاحب ایمان کو خلود فی النار سے بچا ئیگا لیکن یہ ایمان ...

... اور ... عمداً لذت و مال کی محبت ...

[illegible] کبھی حرام [illegible] کہ حرام جانتے ہیں حرام کہتے ہیں [illegible]

[illegible] اللہ اور اس کے رسول کی لڑائی پر کمر کسنا ہے جیسا کہ [illegible]

[illegible] اللہ الربوا ویربی الصدقات محق کے معنی ہیں مٹانا زائل کرنا۔ اسی سے محاق قمر

[illegible] آخر کار بالکل زائل ہو جاتا ہے۔

[illegible] مفسرین نے یمحق اللہ الربا کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ ربا میں برکت نہیں [illegible] اسے گھٹاتا اور فنا کر دیتا ہے۔

[illegible] میں اختلاف ہے کہ محقِ ربا دنیا میں واقع ہوتا ہے یا آخرت میں اکثر کی رائے یہ ہے کہ [illegible] میں واقع ہوتا ہے۔ اسی لئے ربا سے کوئی کتنی ہی دولت جمع کیوں نہ کرلے انجام کار وہ سب [illegible] جاتی ہے اور ربا لینے والا فقر و فلاکت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں [illegible] لوگوں کی زبان زد ہیں کہ سود خواروں کا انجام کیا ہوا۔ امام احمد و ابن ماجہ کی نزدیک [illegible] سے روایت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الربا وان کثر [illegible] الی قلٍ ۔ بعض مفسرین کی رائے ہے محق آخرت میں واقع ہوگا یعنی سود خواروں نے [illegible] ربا سے کمائی ہوگی وہ انکے کچھ بھی کام نہ آئیگی اور نہ صرف یہ بلکہ اوسکا کوئی نیک عمل بھی [illegible] احادیث سے ثابت ہے کہ دولتمند فقراء سے بہت بعد جنت میں داخل ہونگے جب یہ وجہ [illegible] حاصل کی ہوئی دولت کا یہ اثر ہے تو ربا سے جو قطعی حرام ہے پیدا کی ہوئی دولت کا نتیجہ [illegible] برا ہو کم ہے۔

[illegible] یہ ہے کہ محق ربوا اصلاً دنیا میں واقع ہوتا ہے اور تبعاً آخرت میں لیکن محق ربا کی دنیا [illegible] نہیں جو اوپر بیان ہوئی۔ اسلئے کہ یہ کہنا تو محض تحکم ہے کہ ربا سے دولت نہیں [illegible] فنا کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کہ آخر کار وہ فنا ہو کر رہتا ہے۔ دنیا میں کونسی اور [illegible] ہے جسکو ہمیشہ زوال نہیں آتا۔ ربا خوار ہی اگر اپنی آنکھوں سے اپنی دولت کا [illegible] واقعات کم ہوتے ہیں [illegible]

[illegible]

... مال ... [illegible]

... لوگوں کی نگاہوں میں عزت و ... [illegible]

کردیتا ہے ... اور یہ ظاہر ہے کہ ربا کے بندے سود خوار عموماً ان ... [illegible]

میں محروم ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ مفلس و حاجتمند جن سے وہ ربا لیتے ہیں اون ... [illegible]

لگتے ہیں اور یہی نفرت بڑہتی بڑہتی دشمنی کی حد پر پہونچ جاتی ہے اور ربا ... [illegible]

نفرت و عداوت بہت سے مفاسد و مضار بلکہ اوس کے جان و مال ... تک ... [illegible]

موجب ہو جاتی ہے۔ زر پرستی کے بیقرار رکہنے والے وسوسوں پر جو کچھ کم سوہان روح نہیں ... [illegible]

اور جنکا حال کچھہ وہی خوب جان سکتے ہیں جنکو سود خواروں کی نجی زندگی کے حالات

برای العین دیکھتے رہنے کا موقعہ ملا ہو۔ خلق خدا کی واقعی نفرت اور دشمنی کے توہمات جو ... [illegible]

صورت پذیر ہو جاتے ہیں مستزاد ہو کر سود خواروں کے دل کو اور بھی زیادہ بیچین کر دیتے

ہیں اور اونکی زندگی حقیقت میں ایک مفلس و تنگدست کی زندگی سے بھی زیادہ ... [illegible]

ہے۔ گھر میں بھی انکو اپنے دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں اور باہر بھی جان و مال کے لالے ... [illegible]

بسا اوقات مفلس و محتاج جنکا خون چوس کر سود خوار اپنی دولت بڑہاتا ہے اوسکا کچھہ نہیں ... [illegible]

سکتے لیکن اوسکے درپے رہنے کا خیال بھی کچھہ کم تشویش انگیز نہیں ہوتا خصوصاً ایسی حالت

کہ دولتمندوں کا طبقہ محدود ہو گیا ہو۔ اور محتاج و مفالیس ملک بہت بڑہ گئے ہوں ... [illegible]

سود خواروں کی زندگی عموماً بیچینی و تشویش میں گذرتی ہے۔ کبھی سکون و آرام انکو نصیب نہیں

حقیقی عیش و مسرت کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ نہ وہ عزت و آبرو ہی ملتی ہے۔ جو ایک نیک ... [illegible]

کو حاصل ہوتی ہے۔ پس جب سود خوار کو دولت و ثروت کا ثمرہ ہی حاصل نہیں ہوا تو ... [illegible]

دیا نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں دولت تو وہی ہے جو کام آئے فایدہ دے نہ وہ جو مال ... [illegible]

خلقت کو دشمن بنادے حقیقی عزت و آبرو کو خاک میں ملادے۔ اور جس دولت کا ... [illegible]

ہو ظاہر ہے کہ وہ آخرت میں قہر خداوندی کے سوا اور کیا پیش لا سکتی ہے

... [illegible] ربا کے اور ربا کل ... میں الفاق فی ... [illegible]

... [illegible]

[illegible]
[illegible] یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات [illegible]
[illegible] صفت یہہ ہو کہ زرپرست وسود خوار جو نہ خالصاً لوجہ اللہ حاجتمندوں کی حاجت روائی
[illegible] مضطر کے حال پر رحم اور نہ کسی کی عسرت وتنگدستی کا خیال بلکہ ہر حال میں منفعت
[illegible] کو نصب العین رکہتے۔ اور حاجتمندونکی تباہی وبربادی کا موجب ہوتے ہیں۔ وہ
[illegible] دولت وثروت کے حقیقی ثمرہ سے محروم رہیں اور آخرت میں جب مروت و مواسات
[illegible] والے گمان سے زیادہ اجر پاکر خوشیاں منائیں اوسوقت یہ کف حسرت ملیں اور قہر وعذاب کا مزہ
[illegible] خیرات کرنیوالوں اور صدقہ دینیوالوں کے حق میں عادت الٰہی یہہ ہی کہ وہ دنیا
[illegible] خیرات وصدقہ کی نسبت سے دنیوی فایدہ زیادہ اوٹھائیں اور آخرت میں بھی
[illegible] ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب
فان اللہ تعالیٰ یقبلها بیمینه ثم یربیها لصاحبها کما یربی احدکم فلوه حتی
یکون مثل الجبل یعنے جو اپنی پاک کمائی میں سے ایک خرمے کے برابر بھی صدقہ دیتا ہی۔ اللہ
[illegible] داہنے ہاتھ سے لیتا ہے اور پھر اوسکو اسکے مالک کے لئے بڑہاتا ہے۔ جیسے تم اپنے
[illegible] کو پال پوس کر بڑہاتے ہو۔ یہاں تک کہ وہی ذرا سا صدقہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے۔
واللہ لا یحب کل کفار اثیم۔ کفار اثیم سے مراد ہی ربا لینے والا۔ کفار واثیم دونوں
[illegible] ہیں۔ کفار کے معنے ہیں بڑا کفران نعمت کرنیوالا۔ ناشکری پر اڑا رہنے والا۔ اور
[illegible] ہو گناہ پر بار بار کرے اور باز نہ آئے۔ گویا گناہ اوسکی ذاتی صفت ہو گئی ہو۔
[illegible] والے سے بڑہکر ناشکر گذار اور گناہگار اور کون ہو گا۔ اللہ نے دولت دی تھی تو
[illegible] حاجتمندونکی حاجت روائی کرتا۔ بیکسونکی مدد پر آمادہ ہوتا۔ مگر اوسنے اُلٹا اون کو
[illegible] شروع کیا۔ اور اسی نعمت خداوندی کو جسکا شکریہ وہی راہ خدا میں خرچ کیا ادا کرنا
[illegible] کا ذریعہ بنا لیا۔ اور انکی عسرت سے بیجا فایدہ اوٹھانے لگا
[illegible]

[illegible]

حق میں صحیفہ بیان فرما چکا۔ تو امید ہے مومنوں کی لغزشیں [illegible]

لیکن یہ وعدہ انہیں مومنین سے ہے جو ایمان بالیقین رکھتے ہوں [illegible]

حکومت کرتا ہو۔ اور وہ اوسیکی ہدایت پر کاربند ہوتے ہوں۔ الا ماشاء اللہ [illegible]

واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ۔ نماز و زکوٰۃ دونوں اعمال صالحات سے [illegible]

لیکن چونکہ وہ دونوں نفسی و مالی عبادت کا اعلیٰ ترین رکن ہیں اور ایسے مؤثر ہیں کہ [illegible]

کو بہ تمام و کمال ادا کرتا رہے او سپر دیگر اعمال صالحہ بہی سہل و آسان ہو سکتے ہیں کیونکہ [illegible]

اللہ کی یاد بندے کے دل میں تازہ کرتی اور اوسکی محبت کو بڑہاتی اور ایمان کو قوت پہنچاتی

ہے جو سرچشمۂ خیر ہے اور زکوٰۃ نفس کو بخل و حرص کی رذلیت سے پاک کر کے عمل خیر کا [illegible]

بناتی ہے یہاں تک کہ کوئی عمل خیر نفس پر شاق نہیں رہتا۔ نماز و زکوٰۃ کی اسی [illegible]

کی وجہ سے انکو آیت میں جداگانہ اور بصراحت بیان فرمایا۔ اگرچہ وہ دونوں عملوا الصالحات

کے تحت میں داخل ہیں۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مومنین

جب تحریم ربوا کا حکم آیا تو بہت سے مسلمانوں کا مال بھی ربا پر چل رہا تھا جسپر ممکن ہے کہ [illegible]

نے بہی چکے ہوں۔ اور لوگوں کے ذمہ بھی ہو۔ جو لے لیا جا چکا تھا۔ اوسکے متعلق تو ماقبل [illegible]

فیصلہ کر چکی کہ جواب تک لے لیا جا چکا وہ اوسکا رہا۔ باقی رہے ہوئے ربا کا حکم باقی تھا۔ وہ اس [illegible]

نے ظاہر کر دیا۔ کہ اگر کسیکا کسی سے ربا پر معاملہ ہو رہا ہے اور ربا مقروض کے ذمہ باقی

تو اوسکو فلہ ما سلف سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو معاملہ ہو چکا ہو چکا اوسکا ربا بھی

چاہیئے کیونکہ کسیکے ذمہ کا باقی بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ مقبوض۔ نہیں ہے۔ باقی [illegible]

حرام ہے اوسے چھوڑ دو لینے کا خیال بھی نہ کرو۔

اس آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا [illegible]

[illegible] ان کنتم مومنین یہ اسلئے کہ جنہی زبان سے ایمان کا اظہار کیا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ہے اور سے بھی چھوڑ دو تاکہ

[illegible] ایمان لائے ہو

[illegible] ظاہر ہے کہ نہی ربا اور ربا لینے والوں کے حق میں وعید آنے کے بعد بھی جو شخص ربا لیتا ہو تا اوسکا ایمان ایمان کامل نہیں جو نفس و ارادے پر حکومت کرتا ہے پس اب اگر کوئی حرام سمجھے اور زبان سے حرام کہے۔ اور پھر بھی عمداً ربا لے تو اوسکا قول لسانی اور وہ اعتقاد قلبی جسکا وہ زبان سے مدعی ہے قابل اعتبار نہ ہوگا۔ اسلئے کہ زبان کا اقرار کوئی چیز نہیں اور یقین و اذعان کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ عمل باصرار اوسکے خلاف ہو۔ دعوائے ایمان کے خلاف عمل ہونا عدم یقین کی دلیل ہے اور جب یقین نہیں تو حرمت ربا پر صحیح ایمان بھی نہیں۔ اور جب تمام ما جاء به النبی پر ایمان نہیں تو ایمان کامل نہیں اور جب ایمان ہی نہیں تو اس قابل نہیں کہ اللہ کے نزدیک ایمان ہو۔ اللہ کے نزدیک ایمان وہی ہے جو کامل ہو یعنی ایمان سرچشمہ عمل ہے۔ اور اسیکی طرف اشارہ ہے ان کنتم مومنین سے۔ اور خطاب یا ایها الذین آمنوا میں ایمان کو متضمن ہے وہ ناقص و کامل دونوں کو شامل ہے۔

یہی آیت معناً اس امر کی بھی دلیل ہو سکتی ہے کہ وعید سابقہ "ومن عاد فاولئک اصحاب النار هم فیها خالدون" ربا لینے والوں کے حق میں ہے۔ اسلئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مومن ہو تو رہے ہوئے ربا کو بھی چھوڑ دو۔ اس حالت میں نئے ربا کا معاملہ کرنا بطریق اولیٰ منافی ایمان ہوگا۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسوله یعنی اگر تم ہمارے حکم کے خلاف پر [illegible] کر وہ ربا نہ چھوڑو۔ جو لوگوں کے ذمہ تمہارا باقی ہے تو یقین کر لو کہ تم نے اللہ اور اوس کے رسول سے لڑائی کی ٹھان لی ہے۔ اسلئے تو تم اللہ کے حکم کو اوس کے رسول کا نہیں مانتے ہو۔

اس میں دو قرائتیں ہیں۔ فاذنوا بسکون ہمزہ جمہور کی قرأت ہے جسکے معنی ہیں [illegible] حمزہ و عاصم نے بروایت ابن عباس فآذنوا بالف ممدودہ و ذال مکسورہ [illegible] مروی ہے اس قرأت سے یہ معنی ہونگے کہ آگاہ کر دو [illegible]

[illegible]

Marfat.com

حرب اللہ سے مراد ہے اللہ کا غضب۔ اور حرب رسول ...
وقت میں بالفعل ربا لینے والوں کی مقاومت کرنا۔ اور ان سے ...
کا سا سلوک کرنا۔

اللہ اکبر کس قدر سخت وعید ہے۔ کیا اب بھی کوئی ربا لے کر یہ کہہ سکتا ہے ...
مسلمان ہوں اسلئے کہ ربا کو حرام جانتا ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ اللہ اور ...
رسول سے بر سر جنگ آکر اور ان کے ذمہ سے نکلکر کسیکو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ میں اسی اللہ ...
رسول کی پہونچائی ہوئی الٰہی شریعت پر ایمان رکھتا ہوں یہ وعید پُر قہر وعید سابقہ ...
فاولئك اصحاب النار هم فيها خالدون سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مگر حیف کہ تا...
کرنے والوں نے اسمیں بھی تاویل کی۔ کسی نے کہا آیت میں خطاب ہی مسلمانوں کو نہ...
کسینے کہا خطاب مسلمانوں ہی کو ہے لیکن حرب سے مبالغۂ تہدید مراد ہے۔ ایسی تہدید ...
مومنوں کے حق میں اور بھی آئی ہیں۔ غرض اس قول کی اس کے سوا اور کیا ہوگی کہ ...
تہدید وعید سابقہ کو نہیں پہونچتی۔ جو کافروں کے حق میں ہے۔ نہ رباخوار مسلمان ...
حق میں جنہوں نے خطاب کا فرونکو بنایا۔ انہوں نے کہا کہ فان لم تفعلوا کے ...
ہیں کہ اگر تم رہتے ہوئے ربا کو نہ چھوڑو۔ بلکہ اس کے معنی ہیں "اگر تم تحریم ربا کا اقرار ...
نہیں کرتے" اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے فرماتا ہے۔ وذروا ما بقي من الربا ان ...
مومنين۔ اسمیں مومنین سے مراد ہے حرمت ربا کے ماننے والے اس مناسبت سے ...
تفعلوا کے وہی معنی ہونگے جو ہمنے بیان کئے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کنتم مؤ...
بخصوصیت مقام یہی خاص معنی مراد ہیں کہ اگر تم حرمت ربا پر ایمان رکھتے ہو" لیکن ...
نرالی ہے کہ اس مناسبت سے ان لم تفعلوا کے معنے بھی یہ ہو گئے کہ "اگر تم حر...
ماننے ہو اور کافر ہو گئے ہو تو جان لو کہ اللہ سے جنگ ہے۔ مومنین کے ...
قبول ... اونکا کوئی اثر فان لم تفعلوا کے معنے یہ نہیں ...

Marfat.com

... تظلمون ولا تظلمون۔ اگر تم توبہ کر لو اور ربا
... دو تو تمہارے راس المال تمہارے ہیں شوق سے لو۔ ماں ربا لیکر
... ظلم کرو۔ اور نہ راس المال میں سے کچھ کم کرکے کوئی تم پر ظلم کرے۔
... جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں آیتیں عباس رضی اللہ عنہ عم النبی اور بنی
... خالد ابن ولید کے حق میں نازل ہوئیں۔ یہ دونوں جاہلیت میں ثقیف کے
... لئے ربا پر معاملہ کیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تب بھی اونکا بہت سا مال سود پر چل
... انھیں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وذروا ما بقی من الربٰا۔
ابن جریج سے یوں روایت ہی کہ یہ آیت مسعود۔ عبد یالیل۔ حبیب۔ ربیعہ بن عمر بن عمیر
... ثقفی چاروں بھائیوں کے حق میں نازل ہوئی جو بنی مغیرہ میں ربا کا لین دین کیا
کرتے تھے جب طائف پر مسلمان غالب آئے تو یہ چاروں بھائی بھی مسلمان ہو گئے۔ اس کے
... انھوں نے بنی مغیرہ سے اپنے ربا کا مطالبہ کیا۔ بنی مغیرہ نے کہا ہم اسلام میں ربا نہ دینگے
... ربا مسلمانوں سے برطرف کر دیا۔ اسپر یہ چاروں بھائی۔ عتاب بن اسید عامل مکہ کے
... جا کر فریادی ہوئے۔ عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریقین کا ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
... بھیجا۔ اسپر یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں۔ اور یہی آنحضرت نے عتاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا ...
... یہ بھی لکھا کہ اگر سعید وغیرہ مان جائیں تو فبہا ورنہ اونکو جنگ کا اعلان دیدو
... نے بھی اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بطریق کلبی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ ایک
... بھی ہے کہ آیۃ "یا ایھا الذین آمنوا ..." عباس و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما
... میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے سنتے ہی سمعاً و طاعۃً کہا۔ اور جو ربا اونکا لوگوں کے
... چھوڑ دیا۔ بہرصورت جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو جو مسلمان اسوقت تک
... سب نے اپنے باقی رہے ہوئے ربا کو چھوڑ دیا کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم حرمت
... ... تو بھی مسلمان ہی رہیں گے۔ ایمان ہمارا کہیں نہیں جاتا ...
... ربا کی بابت ... کیا تھا جسکی وجہ غالباً یہی ہوگی کہ
... [illegible]

اس نے ... روایات ...

کے معنی یہی ہیں کہ اگر تم ربا نہ چھوڑو گے ...

جو بعض باولین نے اختیار کئے ہیں۔ تاکہ وعید یا تہدید جو کچھ بھی ...

ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ۔ اگر قرضدار تنگدست ہو اور اصل مال ادا کرنیکی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اسے اسکا ہاتھ کھلنے تک کی مہلت دو۔

کہتے ہیں کہ بنی عمر بن عمیر نے بنی مغیرہ کو ربا معاف کر دیا اور اپنا راس المال مانگا تو انہوں نے کہا اسوقت ہم تنگدست ہیں۔ ہمیں مہلت دو۔ جب پھلونکی فصل پک جائیگی تو تمہارا راس المال تمہیں دیدینگے۔ اونہوں نے یہ ماننے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ راس المال تو ہم ابھی لیں گے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور انہوں نے بنی مغیرہ کو مہلت دی۔

وان تصدقوا خیر لکم۔ یعنی جو قرضدار تمہارے تنگدست ہیں اور راس المال اسوقت نہیں دے سکتے۔ اگر تم اپنا راس المال بھی انہیں کو بطور صدقہ چھوڑ دو تو یہ تمہارے لئے اچھا ہے اور اس سے بہتر ہے کہ تم انکو مہلت دو۔

بعض مفسرین نے ان تصدقوا سے مہلت دینا ہی مراد لیا ہے اور معنی آیت کے بیان کئے ہیں کہ اگر تم قرضدارونکو مہلت دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اس معنی کی صحت پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا یحل دین رجل مسلم فیؤخرہ الا کان لہ بکل یوم صدقۃ۔ یعنی قرض کی میعاد پوری کے بعد مسلم مقروض کو ایک ایک دن کی مہلت دینا ایک ایک صدقہ کا حکم رکھتا ہے لیکن معنی ظاہر آیت کے بالکل خلاف ہیں اور روایت بھی ضعیف۔ آیت کے معنی یہی ہیں تنگدست پر جو اصل قرض ہے وہ بھی صدقہ سمجھکر انہیں پر چھوڑ دو تو تمہارے لئے اچھا ہے

ان کنتم تعلمون۔ یعنی اگر تم تنگدستونکو راس المال بھی معاف کر دینے یعنی معاملات کے فوائد شخصی و منافع اجتماعی کو جانتے ہو جیسے کہ درحقیقت اوسمیں ہیں تو بھی انکو معاف کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جب کسی کام میں وجہ خیر ... کی کوئی صورت پاتا ہے تو اوسپر عمل کرتا ہے ...

...فیہ الی اللہ۔ اکثر روایات سے ثابت ہے کہ یہ آیت
...سول آیت ہے چنانچہ نسائی نے بطریق عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کی
...ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ "آخر شیٔ نزل من القرآن" "واتقوا یوماً
...ن فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون"۔
...قرآن مجید کی جو آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے۔ ابن مردویہ نے بھی
بطریق سعید ابن جبیر ابن عباس سے یہی روایت آخر آیۃٍ نزلت کے لفظ سے بیان
...ہے۔ اور ابن جریر نے بھی بطریق عوفی وضحاک تخریج کی ہے اور فاریابی نے اپنی تفسیر میں
لکھا ہے کہ ہم سے سفیان نے اور سفیان سے کلبی نے اور کلبی سے ابی صالح نے اور ابی صالح
سے ابن عباسؓ نے کہا۔ "آخر آیۃٍ نزلت واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ..... الخ
...وکان بین نزولھا وبین موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد وثمانون یوماً"
یعنے جو آیت آخر میں نازل ہوئی وہ آیہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ... ہے
...اس آیت کے نازل ہونیکے اکیاسی دن بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ ابن ابی حاتم
...نزدیک سعید بن جبیر سے بھی یہ روایت پہونچی ہے لیکن اسمیں اس آیت کے نازل ہونے
...نو دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات پانا بیان ہوا ہے۔ ابن جریر کے
...ابن جریج سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور ابی عبید کے نزدیک ابن شہاب سے
...روایت ہے کہ "ان آخر القرآن عہداً بالعرش آیۃ الربا وآیۃ الدین" یعنے
...کی آخری آیتیں جو رسول اللہ کی وفات کے قریب نازل ہوئیں وہ آیہ ربا اور آیہ
...ہیں۔ ابن جریر کے نزدیک سعید بن المسیب کی روایت میں اس قسم کے الفاظ صرف
...کے بارے میں ہیں۔ اور امام بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے "آخر آیۃ
...الربا"۔ اور بیہقی نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت کی ہے۔ صاحب
...ان دونوں روایتوں کی بابت لکھا ہے کہ انمیں آیہ ربا سے مراد ہے آیہ "یا ایھا
...اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین"۔ امام احمد
...روایت ... لفظ پہونچی ہے ...

ابن مردویہ نے روایت [illegible]
سامنے کہا کہ ان میں آخر الفاظ [illegible]
میں جمع کر کے آخر میں انکی نسبت لکھا ہے کہ میرے نزدیک ان روایتوں میں [illegible]
آیۃ الربا کا آخر النزول ہونا ثابت ہوتا ہے اور بعض سے آیہ واتقوا یوما ترجعون فیہ
الی اللہ کا اور بعض سے آیتہ دین کا باہم کچھ منافات نہیں ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ
جیسے یہ تمام آیتیں ایک قصہ میں ہیں اور جیسے کہ مصحف میں بترتیب جمع ہیں۔ ویسی ہی یہ
سب کی سب ایک ہی دفعہ نازل ہوئیں۔ اور ہر راوی نے انہیں آیتوں میں سے جو ایک
ہی دفعہ اور آخر میں نازل ہوئیں کسی ایک آیت کو اپنے اپنے سیاق اور مقتضائے
کلام کے موافق آخر النزول کہا۔ اور درست کہا۔

علامہ سیوطی کے اس قول کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا آیات جنمیں ربا کا ذکر ہے یا جو
آیات ربا کے ساتھ کسی حکمت و مصلحت سے پیوستہ ہیں (مثلاً الذین آمنوا وعملوا الصالحات
اور واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ) اور آیات دین جو آیہ واتقوا کے بعد سے
شروع ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی وہ آیتیں ہیں جو آخر میں نازل ہوئیں لیکن بعض روایات
سے دیگر آیات کا آخر النزول ہونا بھی پایا جاتا ہے اسمیں بھی مختلف روایتیں ہیں کہ آیہ
واتقوا کے نازل ہونیکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن زندہ رہے۔ چنانچہ ایک
روایت سے آیہ دین "الیوم اکملت لکم دینکم الخ" کا آخر النزول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ
بھی کہ اسی آیت کے نزول سے ۸۱-۸۲ روز کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے
رحلت فرمائی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب آیہ "واتقوا یوما الخ" نازل ہوئی تو آنحضرت
نے فرمایا کہ اس آیت کو آیت ربا اور آیہ دین (مداینہ) کے بیچ میں لکھو۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ آیہ ربا اور آیہ دین پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ آیہ "واتقوا یوما" ان کے ساتھ
نازل نہیں ہوئی۔ غرضیکہ علامہ سیوطی کی توفیق و تطبیق کے بعد بھی آخریات القرآن
کے بارہ میں جو روایتیں ہیں انمیں بظاہر تعارض باقی رہتا ہے لیکن [illegible]
[illegible] کہ ربا کی مذکورۃ الصدر آیتیں قرآن مجید کی ان [illegible]

... اور الیہ نزول کہا جاتا ہے ... کہ ہمارا حکمی ... باتیں

... ہے۔ واللہ اعلم۔

واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ۔ ترجعون میں دو قرائتیں ہیں اول تَرجِعُون بفتح تا و
کسر جیم از رجوع دوسرے تُرجَعُون بضم تا و فتح جیم از ارجاع پہلی قرأت پر معنی یہ ہونگے کہ تم اللہ
کی طرف لوٹو" اور دوسری قرأت کی بنا پر "لوٹائے جاؤ" مآل دونوں صورتوں میں تقریباً
ایک ہی ہے۔

اللہ کی طرف بہ حیثیت جہت و مکان رجوع کرنا تو ممکن نہیں کیونکہ اوسکی ذات جہت و مکان سے برتر و منزہ ہے۔ نہ اوسکے علم ہی کی طرف رجوع ممکن ہے اسلئے کہ باین حیثیت وہ ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے کسی حالت میں ہم اوس سے غائب نہیں ہوئے کہ اوسکی طرف رجوع ہوں یا رجوع کئے جائیں۔ لیکن ہاں آدمی غفلت اور دنیا کے بکھیڑوں میں پڑکر خدا کو بھول جاتا ہے اور غفلت کی خام خیالیوں میں پڑ جاتا ہے۔ اوسکی نظر پھر پھر کر اپنی ہی ذات یا اپنے ہی جلیسوں کی ذات پر پڑنے لگتی ہے۔ کبھی انانیت میں آکر اپنے آپکو مختار کل خیال کرلیتا ہے۔ اور کبھی اس انانیت کے آسمان سے اترتا ہے تو بظاہر اپنے سے بڑے امراو رؤساء کی طرف امید و بیم کی نگاہوں سے تکنے لگتا ہے۔ نہ اوسکی امید کا کچھ ٹھکانا ہوتا ہے نہ خوف کی کوئی حد و نہایت۔ کبھی سوچتا ہے کہ دنیا دار محتاج ہے اور مال و دولت قاضی الحاجات۔ حاجتیں سامنے ہیں۔ نئی نئی اچانک پیش آجاتی ہیں۔ یہ حاصل کرو۔ کہ فکر و تردد سے نجات ملجائے۔ غرضکہ اس قسم کے ... باطل خیال آدمی کو خدا سے غافل ہوتے ہی گھیر لیتے ہیں۔ اور ہر وقت کا مشغلہ بنجاتے ہیں اور انکے ہجوم میں کبھی اوسکو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ مروت و احسان کی ضرورت اور اونکے نتائج پر نظر ڈال سکے اور جب نفس کی یہ حالت ہوچکی ہو اور غفلت کے مرض نے جہان ... لیا ہو کہ آدمی اللہ کی سلطنت و قدرت کی تعظیم اور اوسکے سراپا حکمت احکام کی تعمیل سے بےپروا ہوگیا ہو۔ تو اوسکا بہترین علاج یہی ہے کہ قیامت اوسے یاد دلائی جائے جہاں ... غافل خیالات نیست ہوجائیں گے۔ کوئی بات اللہ کیطرف سے روکنے اور ... علم و شعور کی سلطنت و جبروت کی طرف کھینچ لائیگا۔

[illegible] ہیں اور [illegible]

خاتمہ پر قیامت کا ذکر فرمایا تاکہ غافلوں کیلئے تازیانہ تنبیہ ہو [illegible]

ربا۔ آیہ الذین یاکلون الربا کے ذیل میں لکھا جاچکا ہے کہ لغۃً ربا کے [illegible]
لیکن یہاں زیادتی بانواعہا مراد نہیں۔ بلکہ وہی زیادتی مراد ہے جو اس آیت کے نازل
پہلے موضوع ربا کی پہلی آیت لا یاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃً میں الربا کے نام
سے ممنوع قرار پا چکی تھی یہ اسلئے کہ نہی ربا کے وارد ہونے پر ربا معرفہ ہو گیا۔ اسکی بعد اعادہ معرفہ
کا اصول اسکا مقتضی ہوا کہ اسکے بعد جہاں قرآن کریم میں الربا کا لفظ آئے۔ اوس سے یہی ممنوع
ربا مراد کیا جائے۔ لیکن آیہ لا تاکلوا الربا میں بھی الربا معرّف باللام ہے۔ اسلئے یہاں پر یہ
بات تحقیق طلب رہی کہ یہاں الربا میں الف لام کیسا ہے۔ استغراق کا تو ہو نہیں ہو سکتا
کہ زیادتی بانواعہا ممنوع نہیں۔ اگر زیادتی بانواعہا ممنوع ہو تو نظام عالم ہی ایک دن میں
برہم ہو جائے۔ پھر کیونکر کسیکا ذہن الربا سے مطلق زیادتی کی طرف جا سکتا ہے۔ اور کون
گمان کر سکتا ہے کہ مطلق زیادتی کو اللہ تعالی نے ممنوع ٹھیرایا ہے۔ بات یہ ہے کہ الربا میں بھی الف
لام عہد ہی کا ہے یعنی اس سے مراد وہی ربا ہے جسے عرب عُرفاً پہلے سے جانتے تھے۔ ربا
انکے یہاں رواج تہا۔ یا یوں کہو کہ ایک قسم کا لین دین تھا جسمیں خاص قسم کی افزونی
لین دین والوں میں ہوا کرتی تھی۔ اوسیکو وہ ربا کہتے تھے۔ اسلئے جب یہ آیت نازل
ہوئی تو فوراً اونکا ذہن اپنے یہاں کی اسی معہود زیادتی کیطرف منتقل ہو گیا مطلق زیادتی
کا انہیں خیال ہی کیونکر آسکتا تھا۔ جبکہ وہ جانتے تھے کہ قرآن کریم ہمارے ہی عُرف
میں نازل ہو رہا ہے۔ اور ہمارے عُرف میں الربا ایک خاص قسم کی زیادتی کا نام ہے مختصر
لا تاکلوا الربا میں یقیناً الف لام عہد کا اور الربا سے رباء جاہلیت مراد ہے الخ
آیت سے حرام قرار پایا ہے۔ اسلئے اب ربائے ممنوع کی حقیقت سمجھنے کے لئے ضروری
کہ جاہلیت کے زمانہ میں کس قسم کی زیادتی پر ربا کا اطلاق کیا جاتا تھا۔ اور اس
بحث کرنے کیلئے یہ بھی مفید ہوگا کہ آیہ لا تاکلوا الربا کی تفسیر [illegible]
[illegible] روایات [illegible] گا

Marfat.com

... قرض میں کچھ مہلت بڑھا دو۔

... جاہلیت میں ایک کا دوسرے پر کچھ دین ہوتا۔ یوں دائن سے کہتا کہ میں دین اتنا اور لگا تم لینے کی میعاد بڑھا دو۔ اور وہ بڑھا دیتا۔

قتادہ سے روایت ہے کہ ربائے جاہلیت کی حقیقت یہ ہے کہ ایک آدمی کسی اصل چیز کی قیمت میعاد مقرر کرکے کسیکے ہاتھ فروخت کرتا۔ اور جب وہ میعاد پوری ہوجاتی۔ اور مدیون قیمت ادا نہ کرسکتا تو دائن مہلت بڑھاکر قیمت میں بھی اضافہ کردیتا۔

زید رضی اللہ عنہ سے جو ایک جلیل القدر صحابی تھے ابن زید نے یوں روایت کی ہے کہ والد ماجد نے مجھ سے کہا کہ جاہلیت کا ربا سن وتضعیف میں تھا یعنی ربا دو چند کردیا جاتا۔ یا سن بڑھا دیا جاتا۔ مثلاً ایک کے قرض کی بڑھوتری دوسرے کے سر ہوتی۔ جب اسکی میعاد پوری ہوتی۔ قرضخواہ مطالبہ کرتا اور کہتا کہ ادا کرو یا بڑھا دو۔ اگر مقروض نے مطالبہ ادا کردیا تو قضیہ چک گیا اور اگر ادا نہ کرسکا اور دو سالہ اونٹنی واجب الادا ہوئی تو دائن سال بھر کی مہلت دیکر سہ سالہ اونٹنی واجب الادا مقرر کردیتا۔ اسی طرح سال بسال سال بھر کی مہلت کے ساتھ چار سالہ پنج سالہ شش سالہ اونٹنی واجب الادا کرتا جاتا۔ اور اگر نقد کسیکے ذمہ ہوتا۔ اور وعدہ پر نہ پٹتا۔ تو دائن اسے سال سال بھر کی مہلت کے ساتھ دو چند کرتا جاتا۔ مثلاً کسیکے ذمے ربا کے سو ہوتے وہ دو سو کر دیے جاتے اور اگر اب بھی وعدے پر نہ ملتے تو تیسرے سال کے لئے چار سو کر دیے جاتے اور ... واجب الادا ادا نہ ہوتا یہی سلسلہ جاری رہتا۔ یہ سب باتیں ابن جریر طبری نے اپنی ... میں بیان کی ہیں۔ اکثر مفسرین نے یا تو انہیں کو نقل کیا ہے یا انکا خلاصہ نکالکر ربا کی حقیقت سمجھادی ہے۔ مثلاً نیشاپوری نے لکھا ہے کہ جب کسیکے دین کی میعاد پوری ... تو وہ میعاد میں اور حق دین دونوں میں اضافہ کردیتا۔ اور یہی بار بار ہوتا رہتا۔ ... کہ تھوڑے سے کے بدلہ میں مدیون کا تمام اثاثہ و مال لگجاتا۔ بعض نے بلا کسی روایت ... لکھا ہے کہ دائن قرض دیتے وقت یہ شرط کرتا کہ ماہانہ اتنا مجھے دیتے رہنا راس المال ... ہے گا سو فلاں وقت ادا کردینا۔ اگر ادا نہ کرسکتا تو میعاد اور بڑھانے کے ساتھ ... راس المال میں بھی اضافہ کردیا جاتا۔

... قول کے کسی روایت سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرض دینے کے وقت ربا ... لیکن قیاس غالب یہی ہے کہ پہلے تھوڑا سود

یعنی ربا پر قرض دیا جاتا ہوگا لیکن جب
اگر مضطر ہوتا ہوگا تو بسا اوقات اسے دوچند کر دینے پر مجبور کیا جاتا
طے ہو جاتا ہوگا۔ اور جیسے یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جاہلیت کے ہر قرض میں ربا مرۃ بعد اخریٰ
دگنا ہوتا چلا جاتا تھا۔ ویسے ہی یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ پہلے دوسرے وعدہ پر مدیون دَین
ادا ہی نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے تھے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ اکثر قرض کئی کئی وعدوں پر بھی ادا نہ ہوتا
اور بعض دلوں میں تضعیف کی بھی نوبت آجاتی ہو۔ لیکن تضعیف ربا جو زید رضؓ کی روایت میں
بیان ہوا ہے کوئی کلیہ قاعدہ نہ تھا۔ سب روایتوں کے ملانے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب
قرض وعدہ پر ادا نہ ہوتا تو دائن مدیون کو مہلت کے عوض حق واجب الادا میں اضافہ قبول
کرنے پر مجبور کرتا۔ یا مدیون عادۃً اور اضطراراً مہلت لینے کے ساتھ اضافہ حق قبول کرنے پر مجبور ہوتا
پھر باہم جس قدر اضافہ قرار پا جاتا تھوڑا بہت ہوتا یا المضاعف وہ رواج و قرار داد کے موافق
ادا کرنا پڑتا۔ اور جب تک مدیون حق واجب الادا ادا نہ کر دیتا۔ یہ سلسلہ زیادتی کا برابر جاری
رہتا۔ اور یہی تمام زیادتیاں جو مہلت و تاخیر وقت کے عوض میں کی جاتیں عرف عرب میں
ربا کہلائیں۔ چاہے زیادتی ایکبار ہوتی یا دس دفعہ۔ یوں ربا کی یہ تعریف ٹھہری کہ جو زیادتی
وقت و مہلت کے عوض میں کی جائے وہ ربا ہے۔ اسی کو ہم اپنی زبان میں سود یا بیاج کہتی ہیں
ہمارے یہاں ہندوستان میں بھی تقریباً وہ انواع ربا بعینہ یا کسی تغیر فرق کے ساتھ
مروج ہیں جو مذکورہ بالا روایات اقوال مفسرین میں بیان ہوئیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ بائع اپنی
ایک چیز بظاہر بغیر کچھ سود لگانے کے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ لیکن جب وعدہ پر قیمت
وصول نہیں ہوتی تو قیمت میں اضافہ کر دیتا ہے اور مشتری کو چار و ناچار قبول کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی
ہوتا ہے کہ ایک میعاد تک کا سود شامل کر کے دس کے بارہ سو کے ایک سو بیس مقرر کئے جاتے ہیں
لیکن اگر وعدہ پر نہ پٹے۔ تو مدیون کو زیادتی قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اسی چار و ناچار
اضافہ منظور کرنا پڑتا ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ربا کے مضاعف یعنی بار بار دُگنا کرنے کا رواج
نہیں کہ اگر سال بھر کے سود کے دس ہوں تو دوسرے سال کے لئے بیس تیسرے کے لئے چالیس
چوتھے کے لئے اسی کر دیئے جاتے ہوں۔ لیکن سود در سود کا یہاں رواج ہے جسے تضاعف
قایم مقام سمجھنا چاہیئے۔ اگرچہ اس کی افزونی واقعی تضاعف کو نہیں پہنچتی لیکن
در سود بھی چار سال میں [illegible]

اور اون کے نام بتادیے

آسمان وزمین کی سب

اور جو کچھ چھپاتے ہو وہ

Marfat.com

... دا راس المال کا مطالبہ وعدہ پر پہونچاتا ہے۔ یا بعض بعض وقت
... قرض پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ جب چاہے ادا کرے۔ یہ ہی درحقیقت سود در سود بھی ہے
قرض لیتا ہے کہ مدیون سے نہ لیا۔ کسی دوسرے سے لیا یعنی ماہانہ سود ایک مدیون سے لیکر دوسرے
کو دیدیا۔ یہ تو سب سخت سود ہے۔ ہلکا سود یہ ہے کہ کسی وعدہ پر اور خاص سود پر روپیہ دیا گیا
اور سود کا سود نہیں لگایا گیا۔ یعنی ماہانہ یا سالانہ سود کو اصل میں شامل کرکے کل پر سود نہیں لگایا
گیا بلکہ سود صرف اصل رقم پر رہا۔ اسکو سود مفرد کہتے ہیں۔ سود مفرد و سود مرکب اکثر وہ لوگ لیتے
ہیں جو ساہوکار ہیں اور صرف سود ہی کا یا اکثر سود ہی کا لین دین کرتے ہیں اور کسی تجارت پر
ہاتھ نہیں ڈالتے یا بہت ہی کم ڈالتے ہیں۔ اولاً سود نہ لینے یا اولاً سود لینے کے باوجود بھی میعاد
المیعاد راس المال میں وہ اضافہ کرتے اور کراتے رہتے ہیں جو ساہوکار و دولتمند نہیں ہیں لیکن اس
خبط میں گرفتار ہیں کہ ساہوکار بنجائیں اور نہ ہاتھ پاؤں ہلائے سود کی کمائی بیٹھے کھایا کریں
اسی لئے اس خیال اور روش کے آدمی دیہات و قصبات میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ جہاں
کی زندگی نسبتاً زیادہ مشقت کی زندگی ہے۔

مذکورہ بالا تمام انواع کے سود جو ہمارے یہاں مروج ہیں وہ سب ربا ہیں اور انہیں
سود تو نہیں کیا منحصر ہے۔ جس معاملہ میں بھی کوئی حقیقی مال وقت و مہلت کے عوض میں جو حقیقی مال
نہیں ہے لیا جائے وہ سب ربا ہے کم لیا جائے تب بھی اور زیادہ لیا جائے تب بھی۔ چاہے
چند ہو چاہے ہزار چند۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ تمام ربا بانواعہا ممنوع و حرام ہیں یا کیا۔
اسکا فیصلہ قرآن کریم سے آیہ لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ کردیگی۔ کیونکہ ربا کے متعلق
یہ آیت بہی صریح ہے۔ اور جہاں تک اسوقت مجھے معلوم ہے جمہور مجتہدین نے بھی اسی
آیت کو ربائے قرض کی حرمت پر نص مانا ہے۔ اور اسکو اصل قرار دیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس
کی تفسیر کے وقت تمام یا اکثر تفاسیر میری پاس موجود ہوتیں۔ لیکن یہ نہ ہو سکا لیکن جو
ہیں وہ غنیمت ہیں۔ اونکی بھی تمام عبارت کو میں نقل نہیں کرونگا۔ صرف اظہار رائے
کے فقرہ لونگا۔ اور پھر سب سے ایک نتیجہ نکالونگا۔ آیت میں غور طلب بات صرف یہ ہے کہ
یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون
اضعافا مضاعفۃ سے کیا مراد ہے اور آیا اضعافا مضاعفہ قید احترازی ہے یا کیا
... اپنی تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل میں

Marfat.com

ربائے جاہلیت کی تضاعف کو بیان کرنے ... ہیں

فنہی اللہ عز وجل عن ذالک وحرم اصل الربا ومضاعفتہ

علامہ زمخشری اپنی تفسیر کشاف میں "لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ" کی ... ہیں کہ "نہی عن الربا مع التوبیخ بما کانوا علیہ۔"

صاحب مدارک نے بھی اپنی عادت کے موافق زمخشری کا اتباع کیا ہی اور بعینہ یہی ... آیہ "لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ" کی نسبت لکھا ہی۔

مفسر ابن سعود نے اضعافاً مضاعفۃ کی نسبت اپنی رائے یوں صفائی اور فصاحت سے ظا... کی ہی "لیس لتقیید النہی بل لمراعاۃ ما کانوا علیہ من العادۃ توبیخا لہم بذلک"

امام فخر الدین رازی اپنی مشہور تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ کان الرجل فی الجاھلیۃ اذا کان لہ علی انسان مائۃ درھم الی اجل فاذا جاء الاجل ولم یکن المدیون واجدا لذلک المال قال زد فی المال حتی ازید فی الاجل فربما جعلہ مائتین ثم اذا حل الاجل الثانی فعل مثل ذلک ثم الی اٰجال کثیرۃ فیاخذ بسبب تلک المائۃ اضعافھا فہذا ھو المراد من قولہ اضعافا مضاعفۃ"

امام المفسرین امام جریر لکھتے ہیں "یعنی بذلک جل ثناءہ یا ایھا الذین آمنوا باللہ ورسولہ لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ فی اسلامکم بعد اذ ھداکم اللہ کما کنتم تاکلون فی جاھلیتکم" اسکے بعد ربائے جاہلیت کی حقیقت بیان کی ہی۔ اور وہ تمام روایتیں لکھی ہیں جو اوپر بیان کی جا چکیں۔

قاضی بیضاوی "لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ" کی نسبت لکھتے ہیں "لا تز... زیادات مکررۃ ولعل التخصیص بحسب الواقع اذ کان الرجل منہم یربی الی اجل ثم یزید فیہ بزیادۃ اخری حتی یستغرق بالشیٔ الطفیف مال المدیون۔"

مفسرین کے مذکورہ اقوال و آرائے میں سے جو کچھ صاحب لباب التاویل نے آیۃ اضعافاً مضاعفۃ کی نسبت لکھا ہے۔ میرے نزدیک وہ بجائے اسکے کہ ... تفسیر کہلائے صاحب تفسیر کا مذہب کہلائے جانیکا زیادہ احق ہے۔ نہ اسلئے کہ ... اسلئے کہ مفسر نے جو نتیجہ اس آیت سے نکالا یا جو رائے ...

... ہے وہ ایک بے دلیل ترقی کو ... کہنا چاہیے بالکل صحیح ہو کہ ربا جاہلیت کے دستور کے موافق دینا اضعافاً ... عف یعنے چند در چند ہو جاتا ہے اسلیئے اللہ نے اوسے حرام کیا۔ فیصیر الدین ضعافاً مضاعفۃ فنہی اللہ عن ذلک" لیکن اس کے آگے دوسرے اور آخری نتیجہ کے قول میں یہ کہنا کہ اصل ربا اور مضاعف دونوں کو حرام کہا۔ وحرم الربا اصل الربا و مضاعفۃ۔ بالکل انوکھی اور بے دلیل ترقی ہے۔ تفسیر کی عبارت سے بلکہ بظاہر آیت سے بھی کوئی نہیں سمجھ سکتا ... ترقی حکم کے نتیجہ میں کہاں اور کدہر سے آگئی۔ کیونکہ آیت میں بصراحت کوئی ایسا لفظ نہیں ... اصل غیر مضاعف ربا اور اوسکی حرمت پر دلالت کرتا ہو۔ اگر یہ امر اسی آیت سے کسی قرینہ یا دلیل کے ساتھ نکلتا تھا۔ تو وہ قرینہ یا دلیل بیان کرنی چاہیئے تھی۔ اگر ربا ے اصل اور غیر مضاعف کی حرمت کسی دوسری نص قرآنی سے یا کسی اور دلیل شرعی سے ثابت تھی۔ اور اوس حرمت کا یہاں جتانا بھی منظور تھا۔ تو اوس نص یا دلیل شرعی کو یہاں بھی صراحۃً یا کنایۃً بیان کرنا چاہیئے تھا۔ یا کم از کم یہی کہدیا جاتا کہ اس آیت سے تو ربا ے اضعافاً مضاعفۃ حرام ہوا ہے ... دوسری نص و دلیل سے غیر مضاعف اصل ربا بھی حرام ہے۔ غرضنکہ جب اس آیت کی ذیل میں ربا ے اصل و غیر مضاعف کا ذکر کیا تھا۔ تو اوسکی حرمت کی کوئی دلیل دینی تھی یا اوس سے ... بھی نہ کرنا تھا۔ تاکہ تفسیر میں شبہ و اشکال نہ پیدا ہوتا۔ موجودہ صورت میں نتیجہ کی دو فقروں ... نے تفسیر کو بالکل تیرہ و تار کر دیا ہے۔ اور آخری نتیجہ کیسا ہی صحیح کیوں نہ ہو غیر موجہ ہونیکی ... سے عام فہم سے بالاتر ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات ہی کیا ہوئی کہ اللہ تعالےٰ نے ربا ے اضعافاً ... عفۃ کو حرام کیا۔ اور دوسرے میں بیان کیا کہ اضعافاً مضاعفۃ اور غیر اضعافاً مضاعفۃ ... کل حرام کر دیئے۔ معہذا اس تفسیر سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ صاحب لباب التاویل نے اضعافاً ... عفۃ کو نہی کی قید نہیں مانا ہے مگر کیوں نہیں مانا۔ اگرچہ یہ نہایت ضروری اور قابل بیان ... تھا نہیں بیان کیا گیا۔

... زمخشری و صاحب مدارک کا قول نہایت مختصر ہے۔ لیکن اسمیں ہرگز کلام نہیں ہو ... دونوں مفسروں نے بھی اضعافاً مضاعفۃ کو نہی کی قید میں مانا ہے۔ اسی لئے میں ان ... کل قول کے وہی معنی سمجھتا ہوں۔ جو مفسر ابن سعود کے قول کے جسنے ... حد تک ... طریق سے ظاہر کیا ہے۔

ابن مسعود کا یہ مسلک ہے ...

اسلئے نہیں کہ نہی میں اوس کے ساتھ قید و شرط لگائی جائے ... اس

آیت سے حرام و ممنوع ہے جو اضعافاً مضاعفہ ہو۔ بلکہ اضعافاً مضاعفہ نزول قرآن

کے رباخواروں کی عادت کے اظہار اور اوس عادت پر توبیخ و سرزنش کرنے کے لئے ...

ربائے مطلق اضعافاً مضاعفہ ہو یا غیر اضعافاً مضاعفہ حرام ٹھیرا۔

امام فخرالدین رازی کے بیان کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جاہلیت میں اگر کسی ... دین

اور مدیون عدم استطاعت کی وجہ سے وعدہ پر ادا نہ کرسکتا۔ تو دائن میعاد اور بڑہانے کے عوض

میں حق واجب الادا میں اضافہ کرالیتا۔ اور بسا اوقات سو کے دوسو کرلئے جاتے۔ اور پھر ...

ضعف کی نسبت سے اضافہ ہوتا رہتا۔ یوں دائن اصل کا اضعافاً مضاعفہ لے لیتا۔ یہی اضعافاً

مضاعفہ سے مراد ہے۔ علامہ کا یہ بیان کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ نہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ

انہوں نے اضعافاً مضاعفہ کو نہی کی قید سمجھا اور مانا ہے۔ اور نہ یہی کہ عادت جاہلیت کا ...

تصور کیا ہے۔ خصوصاً اسلئے کہ اونکا مذہب ہی اتباعاً لبعض الشوافع یہ ہے کہ قرآن کی ...

آیات ربا مجمل ہیں۔ یہ مذہب اسی کا مقتضی ہے کہ اضعافاً مضاعفہ کو نہ بہ تعین قید نہی ...

جاوے اور نہ بیان عادت جاہلیت ہی۔ اغلب ہے کہ اسی بنا پر امام صاحب نے اضعافاً ...

کے قید ہونے اور نہ ہونے سے تعرض نہیں کیا۔ بلکہ جیسے اونکے زعم میں آیت مبہم تھی ...

اوسکی تفسیر بھی مبہم رکھی۔

شاید کوئی کہہ اٹھے کہ امام رازی نے تو آیہ "واحل اللہ البیع وحرم الربا" کو ...

نہ آیہ "لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفہ" کو تو میں کہونگا کہ اوس آیت کا مجمل ماننا ...

آیہ "لا تاکلو" کے مجمل ماننے پر۔ کیونکہ اگر اسکو مفصل مان لیا جائے تو مجمل مطلق علی ...

اعادہ معرفہ کے بنا پر آیہ "واحل اللہ البیع وحرم الربا" کو بھی مفصل ماننا پڑیگا۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ آیہ "لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفہ" ربا یا نہی کی پہلی آیت ...

جو سورہ بقرہ کی آیتوں سے پہلے نازل ہوئی۔ پس اگر امام صاحب نے بفرض اضعافاً مضاعفہ

عادت جاہلیت کا بیان مانا۔ تو مطلق ربا ممنوع و حرام ہوگیا۔ اور اگر اضعافاً ...

قید تصور کیا تو ربائے اضعافاً مضاعفہ یعنے مقید ربا حرام ٹھیرا ...

مقتضی ہے کہ ... آیہ کے ...

... اللہ البیع و حرم الربا سے تو پھر یہ آیت مجمل
... ہو جائیگی۔ غرضکہ امام رازی نے جو کچھ آیۂ لا تاکلوا الربا
... مضاعفۃ کے ذیل میں تفسیر المعنی بیان کیا ہے اوس سے میرے نزدیک یہ نہیں
... انہوں نے اضعافاً مضاعفۃ کو نہی کی قید مانا ہے یا عادت جاہلیت کا بیان۔
امام المفسرین ابن جریر کا یہ کہنا کہ لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ کے یہ معنی ہیں کہ
ایمان والو اللہ کی طرف سے ہدایت آنے کے بعد تم اسلام میں ربای اضعافاً مضاعفۃ نہ
... جیسے کہ جاہلیت میں کہا یا کرتے تھے۔ اگرچہ بظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اضعافاً مضاعفۃ
... کی قید مانا ہے یعنی اس آیت سے صرف اسی ربا کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو اضعافاً مضاعفۃ
غیر اضعافاً مضاعفۃ کی لیکن در اصل انکی یہ مراد نہیں کیونکہ آیت مذکورہ بالا کی تفسیر کیساتھ
وہ متصلا لکھتے ہیں "وکان اکلہم ذلک فی جاہلیتہم ان الرجل منہم کان یکون
... الرجل مال الی اجل فاذا حل الاجل طلبہ من صاحبہ فیقول الذی علیہ
... اخر علی دینک وازیدک علی مالک فیفعلان ذلک۔ فذالک ھو الربا
... فاً مضاعفۃ فنہاھم اللہ عز وجل فی اسلامہم عنہ" یعنی "جاہلیت میں ربا
... دستور تھا کہ مثلاً ایک کا دوسرے پر کچھ میعادی قرض آتا۔ جب وہ میعاد پوری ہوجاتی
... مدیون سے اپنا دین طلب کرتا۔ مدیون اوس سے کہتا کہ تم مجھے مہلت دو میں تمہارے
... اضافہ کئے دیتا ہوں۔ پھر دائن میعاد بڑہا دیتا اور مدیون مال میں اضافہ کر دیتا۔ یہی ربا
... ہے اضعافاً مضاعفۃ جس سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اسلام میں باز رہنے کا حکم دیا"
... اس تصریح کے بعد میں نہیں سمجھ سکتا کہ انہوں نے اضعافاً مضاعفۃ کو نہی لا تاکلوا
... کیونکہ قید ماننے کی صورت میں صرف وہی ربا اس آیت سے ممنوع و حرام ہوگا جو ہر میعاد
... کی نسبت سے بڑہایا گیا۔ اور اضعافاً مضاعفۃ ہوگیا ہو۔ یا وہ ربا جو اگرچہ ہر میعاد دادا پر
... کم بڑہایا گیا ہے۔ لیکن وعدے پر وعدے گذرتے رہنے اور مدت دراز ہوجانیکی وجہ سے
... ہوگیا ہو۔ اور وہ ربا حرام نہ ہوگا جو اول میعاد دادا ہی پر ادا ہوگیا ہو۔ یا بلا وجہ
... اضعافاً مضاعفۃ ہوا ہو۔ حالانکہ ابن جریر کا یہ مقصد نہیں۔ کیونکہ انہوں
... بلئے جاہلیت مراد لیا ہے۔ اور اوسکی تعریف بطریق تمثیل و توضیح یہہ
... کر دائن و مدیون ملکر مہلت و مال میں اضافہ کرلیں

تو یہی اضافہ ربا سے اضعافاً مضاعفہ ...
اضافہ سے درحقیقت ربا بھی اضعافاً مضاعفہ ہو گیا ہو ... 
ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہیں اور ابن جریر کے مذکورہ بالا بیان کے مطابق وہ ...
زیر بحث سے ممنوع ہیں۔ گویا انہوں نے اضعافاً مضاعفہ کو ربا کی حقیقی صفت مانا ہے
نہی لا تاکلو کی قید۔

اب قاضی بیضاوی کا قول اور رہ گیا۔ انہوں نے "لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفہ"
کی تفسیر کی ہے۔ "لا تزیدوا زیادات مکررۃ" یعنی ربا میں بار بار زیادتی نہ کرو۔ اگرچہ تفسیر
اضعافاً مضاعفہ سے بہت جوڑ کھاتی ہوئی ہے۔ اور نہایت واضح تفسیر معلوم ہوتی ہے اور اس سے
یہ بھی بصراحت تمام ظاہر ہے کہ قاضی بیضاوی نے اضعافاً مضاعفہ کو نہی کی قید مانا ہے
یعنے اس آیت سے اوسی ربا کو ممنوع و حرام سمجھا ہے جو ضعف ضعف یا بار بار ضعف سے کم بڑھ
جانیکی وجہ سے اضعافاً مضاعفہ ہو گیا ہو۔ لیکن اس لئے پر خود مفسر کو بھی پورا وثوق نہ تھا
اوسنے "لا تزیدوا زیادات مکررۃ" کے بعد لکھا کہ "ولعل التخصیص بحسب الواقع
اذ کان الرجل منہم یربی الی اجل ثم یزید فیہ بزیادۃ اخری حتی یستغرق
بالشی الطفیف مال المدیون" قاضی نے یہ جو کچھ لعل کے ساتھ بیان کیا ہے
میں اس نتیجہ کو پہونچا ہوں کہ اگرچہ اونکو اضعافاً مضاعفہ کے تخصیص بحسب الواقع
قید عادت ہونیکا یقین نہ تھا۔ تاہم احتمال قوی ضرور تھا اسی لئے اوسکو بیان کیا جسنے
مختار مسلک "لا تزیدوا زیادات مکررۃ" کو جس سے اضعافاً مضاعفہ کا قید
ہونا عیاں ہے ایک حد تک کمزور و مشتبہ کر دیا۔ مگر پھر بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ
بیضاوی کا مختار مسلک یہی ہے کہ اضعافاً مضاعفہ نہی کی قید ہے۔ اور اس آیت سے
وہی ربا حرام ہے جو اضعافاً مضاعفہ ہو گیا ہو۔

اوراق زیر تسوید کے وقت ابتدا میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ آیہ "لا تاکلوا الربا اضعافاً
مضاعفۃ" سے صرف ربای اضعافاً مضاعفہ ہی حرام ہوا ہے۔ یعنی اضعافاً مضاعفہ
تاکلو کی قید احترازی ہے اور اس خصوص میں یہاں تک غلو کر گیا کہ میرے نزدیک
کا قید عادت ہونیکا احتمال بھی بڑا احتمالی ہو گیا لیکن ...
...

... ہی کہ یہ لیکن چونکہ اضعافاً مضاعفہ قید عادی
... جاہلیت ہی کا بیان ہو اور قید احتراز ہونیکا احتمال محض احتمالی ہے۔ اب آیہ "لا
... الربا اضعافا مضاعفۃ" کے متعلق میرا فہم یہی ہے کہ اضعافاً مضاعفہ نہی لاتاکلو کی
نہیں بلکہ عادت جاہلیت کا بیان ہے یاد رہے کہ میرا یہ فہم اکثر مفسرین کے موافق اور قاضی
بیضاوی کے مختار مسلک کے خلاف ہے۔ مگر جن مفسرین نے اضعافاً مضاعفہ کو قید عادت مانا اور
لاتاکلوا کو نہی مع التوبیخ قرار دی ہے۔ مثلاً زمخشری و ابن مسعود و صاحب مدارک اونمیں سے
کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ کیوں اضعافاً مضاعفہ نہی کی قید احترازی نہیں ہے اور قید
عادت کیوں ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ کسی مفسر نے یہ بھی مفصل بیان کیا ہو لیکن اسکی وجہ میرے
... سے نہیں گذری اسلئے یہ ضروری بات میں خود بقدر اپنے فہم کے بیان کئے دیتا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ میں جہاں عرب میں اور عیوب تھے اور رجحہ کمال تھے وہاں ربا بھی بڑی طرح سے
پھیلا ہوا تھا اور ایسی سخت قیود کے ساتھ کہ الامان۔ دولتمندوں کی حرص اور سود کا لالچ جو طبعاً
ہر سود خوار کو ہوتا ہے۔ شرائط سود کے سخت وگراں کرنیکے لئے کچھ کم نہیں ہوتا۔ لیکن عرب کے
... قدرتی اسباب اور عرب کی تمدنی حالت نے یقیناً اور بھی سونے پر سہاگے کا کام کیا ہوگا۔
... زمانہ جاہلیت میں عرب کے قدرتی مکاسب بہت محدود تھے۔ انکی معاش کا دارومدار بہت
قدرت کی فیاضیوں پر تھا۔ اگر قدرت کے فیاض ہاتھ نے انکی دستگیری کی اور ریگستان
... کو سرسبز و بار آور کر دیا تو وہ نہال ہو جاتے۔ اور اونکا ظرف چھلک جاتا۔ مینوشی قمار بازی
... ہنگامے گرم ہوتے۔ ضیافت و مہمانیوں میں لبید ربیع خرچ کیا جاتا کہ خزانہ قارون بھی تہ و بالا ہو
جاتا اور اگر کہیں تقدیر الٹی پڑی اور قحط و خشک سالی کا سامنا ہو گیا۔ تو پھر ان کی
... کی بھی کچھ حد نہ تھی۔ اونپر بھی بُری بنتی اور اونکے ذریعہ معاش جانوروں پر بھی
... کے سوا چارہ نہ ہوتا کہ لوگ جوق جوق کسی دولتمند کریم الطبع با مروت کے دروازہ کا
... یا لئیم الطبع بندہ زر دولتمندوں کے سامنے قرض دوام کے لئے ہاتھ پھیلائیں۔ اور
... دیکھکر جس شرط پر بھی قرض ملے لے لیں۔ اور فاقہ و ہلاکت سے اپنے آپکو بچائیں
... مجبور ہوتے کہ گراں ترین شروط پر قرض لیں ادھر بندہ زر دولتمند اونکی مجبوری
... کو دیکھتے اور اپنی اسامی بنانے کے لئے سخت ترین شرائط
... معاش قدرت کی فیاضی پر موقوف ہے۔ اور ...

فیاضی بھی بقدر ادس کی [illegible]

اونکا اوس چکر سے نکلنا آسان نہیں ہوا اسی لیے [illegible]

اور اضعافاً مضاعفہ ہوجاتا۔ عرب میں ربا کی یہی حالت تھی۔ مخالیں پر اضعافاً [illegible]

رہا تھا۔ اور جو لوگ ربا کا لین دین کرتے تھے اسی ارادہ پر کرتے تھے۔ کہ اتنے میں اسلام کا آنا

ہوا۔ اور لوگ مسلمان ہونے لگے۔ ربا کا لین دین ابھی برابر جاری تھا۔ اور اسی شدومد کے

ساتھ جو پہلے سے چلا آتا تھا۔ اسلام نے زکوٰۃ کا حکم دیا۔ زکوٰۃ کے مصرف میں غربا اور قرضداروں

کا حصہ مقرر کیا۔ صدقہ کی تاکید کی۔ اہل حاجت کی حاجت روائی و دستگیری کا امر فرمایا۔

وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند الله وما آتیتم من زکوٰة

تریدون وجہ الله فاولٰئک هم المضعفون سے ربا کی ایک طرح کی نہی فرمائی یہ

سب کچھ ہوا لیکن ربا جوں کا توں جاری رہا۔ اور اضعافاً مضاعفہ کا چکر برابر چلتا رہا۔ بڑی

بڑے صاحبدل بھی اسمیں ملوث تھے اور اکثر معاملات ربا کے عہد اسلام میں بھی اضعافاً مضاعفہ

تک منجر ہوتے تھے۔ یعنی نزول قرآن کے وقت ربا سخت ترین شرائط و صورت پر رائج تھا

کسی کی نظر اوس کے قبح پر نہیں جاتی تھی۔ بلکہ سب نے اوسے ایک معمولی معاملہ سمجھ رکھا تھا۔ اسلیے

مقتضائے بلاغت یہی تھا کہ ربا کی نہی سیدھی سادھی اور معمولی نہی نہو۔ بلکہ زجر و توبیخ کیساتھ

ہو۔ تاکہ نفوس پر اوسکا زیادہ اثر ہو۔ اور نہی مع التوبیخ کی ایک صورت یہ ہے کہ جس فعل سے [illegible]

اور ساتھ ہی بغرض اہتمام مزید اوس کے ارتکاب پر ملامت کرنا منظور ہو تو فعل کے اعلیٰ [illegible]

فرو یا طریق کو بیان کردیا جائے ایسا ہی ہے خدائے تعالےٰ کا فرمانا کہ "لا تاکلوا الربٰو

اضعافاً مضاعفۃ" اس ربا کی نہی بھی ہوگئی اور اسوقت کے ربا خواروں کو توبیخ بھی

مثال اپنی زبان میں یوں سمجھو کہ ایک نیک دل منصف مزاج حاکم کے عملہ میں سے کچھ لوگ

رشوت خوار ہیں۔ اور دل کھولکر رشوت لیتے ہیں رشوت نہ صرف قانوناً بری ہے بلکہ [illegible]

لیکن رشوت خوار اسکی کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور جس طریق سے رشوت لیتے ہیں اوس

اونکو اور بھی برا کردیا ہے۔ اب اگر وہ حاکم کسی موقعہ پر رشوت خواروں سے یا تمام [illegible]

کہنے کہ ضاعف زیادہ حرام نہ کھاؤ۔ یوں بے طرح ہاتھ پاؤں نہ مارو۔ تو کیا اوسکے

یہ معنی ہونگے کہ حاکم تھوڑے حرام کھانیکو جائز سمجھتا ہے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] میں جو نہی لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ کا
[illegible] بلکہ کمال اسلام تک لوگ سودی معاملہ کرتے تھے اور بُری طرح
[illegible] تھے اور ربا معمولی ظلم نہیں بلکہ پرلے درجہ کا ظلم بنگیا تھا مسلمان وغیر مسلمان
[illegible] میں برابر تھے اور خدائے تعالی کو اس ظلم کا روکنا اور بہ تشدد روکنا منظور تھا اسلئے
[illegible] نہی ربا کے ساتھ ہی ربا کی فاحش و اکثرین نوع کو بھی جو اسوقت رائج تھی بیان
کردیا جس سے نہ صرف ربا کی نہی ہوئی بلکہ لوگونکی عادت کا بیان بھی ہو گیا۔ اور اسپر توبیخ و
سرزنش بھی۔ ہاں یہ توبیخ و سرزنش انہیں لوگونکے حق میں تھی جو اسوقت موجود تھے اور
سود در سود سخت ترین سود لیتے تھے۔ باقی آنیوالونکے لئے آیت میں محض ربا کی نہی تھی اور ہے
اب اگر کوئی کہنے لگے کہ نہیں آیت میں تو صرف ربائے اضعافاً مضاعفہ کی نہی ہے۔ نہ غیر
اضعافاً مضاعفہ کی تو یہ کہنا بالکل ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی رشوت خوار اہلکار بغرض حاکم کے
مذکورہ بالا قول سے یہ مطلب سمجھنے لگے کہ صرف بہت حرام کھانے اور حد سے بڑھکر ہاتھ پاؤں
مارنیکی اوس سے ممانعت نکلتی ہے نہ کم کم رشوت لینے اور ڈھب ڈھب سے ہاتھ پاؤں مارنیکی
[illegible] خیال میں جیسے یہ تاویل سست و نادرست ہے ویسے ہی آیہ لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفہ
سے ربائے غیر اضعافاً مضاعفہ کھانیکی حلت نکالنا بھی غلط وخطا ہے۔ رہی یہ بات کہ اضعافاً
مضاعفہ ربا کا حال ہے کیا حال ہونیکی صورت میں جو کچھ تقریر اوپر مطلق ربا کی حرمت کے
متعلق لکھی گئی ہے وہ درست ہو سکتی ہے۔ میں کہونگا بیشک درست ہے کیونکہ اگر بہت حرام نہ
کھانے میں بہت صفت ہے اور پھر اس سے حرام مطلق کی نہی مراد ہے اور نکلتی ہے تو پھر کوئی وجہ
نہیں کہ آیۂ "لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفۃ" میں اضعافاً مضاعفہ کے ربا کا حال
ہونیکی صورت میں آیت کے وہ معنی صحیح و درست نہ ہوں جو اوپر بیان کئے گئے۔ آخر حال بھی تو
حال مفعول کی ایک ایسی ہی عارضی صفت ہے جیسے کسی موصوف کی کوئی اور عارضی صفت۔
اضعافاً مضاعفہ کی قید عادت مع التوبیخ ہونیکی جو تحقیق اوپر بیان ہوئی اسکا تعلق تو
[illegible] آیت سے تھا۔ اسکے علاوہ مقتضائے عقل بھی یہی ہے کہ جیسے ربائے اضعافاً مضاعفہ
ممنوع ہے ویسے ہی غیر اضعافاً مضاعفہ بھی ممنوع وحرام ہو۔ نہ یہ کہ اضعافاً مضاعفہ تو
[illegible] اضعافاً مضاعفہ جائز وحلال۔ کیونکہ اضعافاً مضاعفہ سے یا تو ربا کا راس المال
[illegible] مضاعف ہو جانا۔ اور اضعاف جمع قلت ہے ضعف کی

Marfat.com

ربا باس المال ہی یا دعدہ اول کے سو کی رقم ہے کہ ...

اور چند سے اوپر اوپر حرام یعنے جب تک ننو کا سود دو سو تنانوے ہے یا مال ... کے سو کے اکیس وس کچھ دن کم تین سال میں اکیس انتیس روپیہ ۱۵ تک پہنچیں ... تو یہ ربا حلال و جائز ہے۔ کیونکہ اضعافاً مضاعفہ نہیں ہوا۔ لیکن جونہی کہ سود تین سو ... روپیہ ہو جائے۔ وہ حرام ہے اسلئے کہ اضعافاً مضاعفہ ہو گیا۔ حرمت ربا کو اضعافاً مضاعفہ سے مخصوص کرینگی حالت میں حلت و حرمت کا صرف یہی معیار ہو سکتا ہے۔ اور یہ معیار عقلاً جیسا کچھ لغو و پوچ ہے ظاہر ہے۔ یہ کہاں کی عقل ہے کہ دو سو ننانوے۔ یا انتیس روپیہ پندرہ آنے تو سو کے جائز ہوں۔ اور یہ سود ظلم نہ ہو۔ اور تین سو روپیہ یا تیس روپیہ حرام ہوں اور یہ سود ظلم بنجائے۔ آخر ایک روپیہ یا ایک آنے ہی میں ساری حرمت کہاں سے آگئی یا آجائیگی۔ اگر کوئی کہے کہ اضعافاً مضاعفہ سے ربا کا راس المال سے چند در چند ہونا یا فی نفسہ ربا کا چند در چند ہونا مراد نہیں ہے بلکہ سود در سود مراد ہے۔ تو میں کہونگا کہ یہ اضعافاً مضاعفہ سے کیونکر مراد ہے اگر زبردستی ہی ہے تو اچھا یونہی سہی۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ ایک آدمی گراں شرح سود مفرد سے دس سال میں سو کے دو سو بنائے یہ تو اوسکے لئے حلال ہو۔ اور دوسرا کم شرح سود در سود سے دس سال میں سو کے ایک سو اسی ہی لینا چاہے تو وہ اوسکے لئے حرام ہو جائے آخر اسکی کوئی وجہ بھی ... یہ بھی زبردستی منوا دوگے کہ سود مفرد کم شرح پر ہی ملا کرتا ہے۔ اور سود در سود گراں شرح پر ... دستیاب ہوتا ہے اور اسکی خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ حق یہ ہے کہ سود مرکب ہو یا مفرد اضعافاً مضاعفہ ہو یا غیر اضعافاً مضاعفہ حقیقت ان سب کی ایک ہی ہے اگر کچھ فرق ہے تو ... کا ہے۔ نفس الامر میں دونوں ظلم ہیں۔ ہاں عرضاً ایک مدیون کو بالکل اور جلد تباہ کر دیتا ہے اور دوسرا ذرا کم اور کچھ دیر سے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی کوئی کلیہ قاعدہ نہیں غرض یہ ہے کہ ربا اضعافاً مضاعفہ ہو یا غیر اضعافاً مضاعفہ مفرد ہو یا مرکب۔ ہر حال بمقتضائے عقل حرام ہونا چاہیئے۔ اور یہ صرف مقتضائے عقل ہی نہیں بلکہ مقتضائے شریعت بھی یہی ہے کہ جسکا کثیر حرام ہو قلیل بھی حرام ہو۔ اسی لئے شراب کہ ... ہے اوس کے کثیر و قلیل دونوں حرام ہیں۔ اگرچہ قلیل ...

Marfat.com

...لا تاکلوا کے ساتھ ہونی ہے۔ یہ دو دلیلیں جو اوپر بیان ہوئیں ...
... ایک تیسری وجہ اور بھی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ اضعافاً مضاعفہ بصورت ... کے حکم میں ہو کر ربا کی نفس الامری کیفیت اور واقعی وصف اور حقیقی بیان ہو اور ... دلیل حرمت کو بھی متضمن ہو۔ اور معنی آیت کے یہ ہوں کہ ربا نہ کھاؤ۔ جو چند در چند ہوتا ... اور اگرچہ اوّل میں کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن بالآخر اضعافاً مضاعفہ ہو کر بدترین ... ناقابل برداشت ظلم بنجاتا ہے۔ یہ توجیہ اگرچہ پہلی دو قطعی حتمی دلیلونکے مقابل کی نہیں۔ لیکن بعید از قیاس اور دور از سیاق بھی نہیں کیونکہ اکثر معاملات ربا میں ربا فی نفسہ اضعافاً مضاعفہ ہو ہی جاتا ہے۔ اسلئے بربنائے اغلبیت ہو سکتا ہے کہ اضعافاً مضاعفہ ربا کا نفس الامری حال ہو اور تغلیظ و تقبیح ربا کے لئے نہی لا تاکلوا الربٰوا کے ساتھ آیا ہو۔

اگر کوئی کہنے لگے کہ آیہ لا تاکلوا الربٰوا اضعافاً مضاعفۃً سے بدلایل مذکورہ ربائے مطلق کی نہی ثابت ہوتی ہے۔ لیکن آیہ واحل اللہ البیع وحرم الربٰوا سے بغیر کسی دلیل کے بصراحت ربائے مطلق کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ پھر کیوں اسی آیت کو ربائے مطلق کی حرمت ... نص نہ مانا جائے۔ میں کہونگا کہ وحرم الربٰوا میں ربا کا مطلق ہونا موقوف ہے۔ اسپر کہ ... لا تاکلوا الربٰوا اضعافاً مضاعفۃً میں ربائے مطلق ممنوع ہوا ہو۔ اگر وہ کہے کہ یہ کچھ ... نہیں ہم مانے لیتے ہیں کہ آیہ لا تاکلوا الربٰوا اضعافاً مضاعفہ سے ربائے مطلق حرام ... کیا۔ میں جواباً کہونگا کہ ذکر مقید کے بعد مطلق کو مطلق پر محمول کرنا خلاف اصول ہے۔ اس ... میں ضرور ہوگا کہ مطلق مقید پر محمول ہو وفاقاً لقاعدۃ حمل المطلق علی المقید۔ ... ثانیاً اگر واحل اللہ البیع وحرم الربٰوا میں ربا سے ربائے مطلق ہی مراد ہو تو مفسرین ... کی اصطلاح کے موافق آیہ لا تاکلوا الربٰوا اضعافاً مضاعفہ منسوخ ہو گی۔ اور آیہ ... واحل اللہ البیع وحرم الربٰوا ناسخ لیکن مفسرین نے نسخ کا ذکر نہیں کیا۔ اگر کہا جائے کہ ... نسخ کی صحت ہمارے نزدیک روایت پر منحصر و موقوف نہیں۔ میں کہونگا اچھا بروایت ... کے خلاف ہی سہی۔ لیکن جب آیہ "واحل اللہ البیع وحرم الربٰوا" نے مطلق ... ربا کی ہر جزئی بنص قرآنی حرام ہو گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ... تفصیل ... کی۔ کیا رسول اللہ کا یہ فعل عبث تھا۔ اسپر اگر کہا جائے کہ ربا ... احتمال و ابہام رفع ہو جائے تو میں کہونگا کہ ...

بیداہت غلط ہو مفہوم مطلق ...

تو تم جانو۔ جو کچھ تم کہتے ہو وہ خلاف جمہور مفسرین ...
اور ہم اسکو نہیں مان سکتا۔ حاصل مافی الباب یہ کہ اضعافاً مضاعفۃً ...
قید نہیں۔ بلکہ قید عادت مع التوبیخ ہے اور آیت "لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفۃ"
در حقیقت نہی ہے اوس ربائے مطلق کی جو جاہلیت کا معمول تھا عام اس سے کہ میعاد ...
یا کم از ضعف بڑھا جاتا اور بمرور ایام اضعافاً مضاعفۃ ہو جاتا۔ یا وعدہ اول ہی پر یا قبل اسکے ...
مضاعفۃ ہو ادا کر دیا جاتا جیسے یہ سب ربا عرف جاہلیت میں ربا کہلاتے تھے ویسے ہی ...
فاکلوا الربا میں بھی الربا سے تمام انواع ربا مراد ہیں۔ اور سب ہی ممنوع و حرام ہیں ...
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ الربا میں آل عہد کا ہے۔ اور جب ربا کی ابتدائی آیت میں ربائے ...
مراد ہے تو ربا کی اون تمام آیتوں میں بھی جو اسکے بعد نازل ہوئیں وہی معہود ربا مراد ہو گا۔ اور
معلوم و یقینی ہے کہ جاہلیت میں صرف اوسی بڑھوتری پر ربا کا اطلاق کیا جاتا تھا جو قرض
وام میں ہوتے نہ دست بدست کی بڑھوتری پر اس لئے قرآن کریم سے صرف وہ بڑھوتری ممنوع
حرام ہے جو قرض و دام میں ہو اور اس بڑھوتری کو بزبان شریعت ربائے نسیئہ کہتے ہیں ...
اوس پر ربائے فضل کا بھی اطلاق ہو سکتا ہے اسلئے کہ وہ راس المال سے زیادہ وصول کرتا ...
لیکن چونکہ مقصود بالذات اس ربا میں نسیئۃ یعنے مہلت و تاخیر میعاد ہی ہوتی ہے اسلئے
ربائے نسیئہ ہی کہا گیا۔ یہی ربا جمہور فقہا کے نزدیک بنص قرآن حرام ہے۔ اور اسیکے ...
صحیحین کی حدیث ہے "انما الربا فی النسیئہ"۔ اور یہی وہ ربائے نسیئہ ہے جسکی نسبت ...
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتداءً بالاتفاق یہ مذہب تھا کہ نص قرآنی ربائے نسیئہ کی طرف ...
کیونکہ نزول قرآن کے وقت عرب کا معہود و معمول ربا یہی تھا اسلئے نص بھی اسی کی طرف ...
ہونا چاہیئے۔

لیکن صدر کی چند سطور سے یہ نہ سمجھ لینا کہ بس ربا یہی ہے۔ اور یہی
ممنوع و منہی عنہ ہے شریعت احکام قرآن ہی پر ختم نہیں ہو جاتی ...
میں نہی و حرمت کا مدار صرف قرآن مجید ہی پر نہیں خبر رسول صلی اللہ علیہ ...
ثابت ہے وہ بھی شرعاً منہی عنہ و حرام ہے اور ...

...سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
... بالذہب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا الورق
... الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضہا علی بعض ولا تبیعوا منہا غائبا بناجز۔ یعنے سونا
... کے عوض نہ بیچو مگر مثل بمثل سے اور نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور چاندی چاندی کے
... نہ بیچو مگر مثل بمثل کے ساتھ اور نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور انمیں سے کسی ایک غائب کو
... کے ساتھ نہ بیچو۔ یعنی اودھار کو نقد کے ساتھ فروخت نہ کرو کہ یہ ربا ہے۔

دیکھو لوکہ اس حدیث سے چاندی کو چاندی اور سونے کو سونے سے نقد و بالفعل بتفاضل بیچنا
... ممنوع ہے جیسا کہ نسیئۃً اسلئے کہ یہ ربا ہے۔ اگر کہو کہ حدیث میں تو ربا ہونا بیان نہیں ہوا۔ صرف
... چاندی کو چاندی اور سونے کو سونے سے بیچنے کی ممانعت ہے۔ تو صریح لفظ ربا دوسری حدیث سے
صحیحین میں ابوسعید ؓ ہی سے روایت ہے۔ قال جاء بلال الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

... میں بدلیل بیان کرچکا ہوں کہ آیہ "لا تاکلوا الربا" سے مطلقاً وہ تمام انواع ربا حرام ہیں جو جاہلیت
... میں لی دی جاتی تھیں۔ لیکن اگر کوئی اسپر بھی یہی کہے جائے کہ اس آیت سے صرف ربائے اضعافاً مضاعفہ
حرام ہوا ہے یعنی اضعافاً مضاعفہ ہی لا تاکلوا کی احترازی قید ہے اور قاضی بیضاوی کے مختار مسلک سے
... کرے اور واحل اللہ البیع وحرم الربا میں بھی ربا سے حمل مطلق علی المقید کے اصول پر یہی مقید
مراد لے تو بھی اوسکو ربائے غیر اضعافاً مضاعفہ کی شرعی حرمت تسلیم کرنے سے چارہ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں
... کرچکا ہوں کہ شریعت قرآن ہی پر ختم نہیں ہو جاتی۔ حدیث وخبر بھی اوسکا ایک جزو ہے اور جسکو
... صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اور حرام کیا شرعاً وہ بھی ممنوع وحرام ہے۔ اور حدیث وسنت سے جہاں ربائے
... ممنوع ہے ربائے نسیئہ بھی کلیۃً اضعافاً مضاعفہ ہو یا غیر اضعافاً مضاعفہ ممنوع ہے جیسا کہ اسی حدیث
... خدری کے حصے "ولا تبیعوا منہا غائبا بناجز" سے عیاں ہے اور حدیث عمر فاروق رضی اللہ
عنہ اور عبادہ بن صامت کے آخری حصے سے اور حدیث کل قرض جر نفعا فہو وجہ من
... الربا سے جسکی بیہقی نے فضالہ بن عبید سے تخریج کی ہے اور جسکو سنن کبری میں ابن مسعود وابی بن کعب و
... سلام اور ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ یہ تمام ادلہ شرعیہ اس شخص کے حق میں
... صرف ربائے اضعافاً مضاعفہ کو حرام مانتا ہے کافی ہیں اس امر کے لئے کہ وہ ربائے
... کی حرمت تسلیم کرنے پر مجبور رہے اور اسکو حرام مانے ورنہ ایک جزو شریعت یعنی

بتمر بن بی فقال له النبی صلی اللہ علیہ ...

تمر ردی فبعت منه صاعین بصاع فقال أوّه عین الربا ...

اذا اردت ان تشتری التمر فبعه ببیع آخر ثم اشتر به" ابوسعید نے کہا ... بلال

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عمدہ قسم کی کھجوریں لائے۔ آپ نے فرمایا تم یہ کہاں سے

لائے۔ عرض کیا ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں میں نے انھیں سے دو صاع دیکر ان کھجوروں کا

ایک صاع خرید لیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہائے ہائے یہ تو عین ربا ہے آیندہ ایسا نہ کرنا۔ ہاں جب تم

ایسی کھجوریں خریدنا چاہو تو پہلے اپنی کھجوروں کو کسی چیز کے بدلے بیچو اور پھر اوس سے ایسی کھجوریں خرید لو۔

اگرچہ ربائے نقد یا ربا النسیہ کے متعلق متعدد حدیثیں ابھی باقی ہیں۔ لیکن سب کے بیان

کرنیکی یہاں ضرورت نہیں۔ دو حدیثیں اور یہاں بیان کئے دیتا ہوں جنھیں سے دوسری

آیندہ کی بحث کا مبنیٰ ہوگی۔

صحیحین میں عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الذہب بالورق ربا الا هاء وهاء والبر بالبر ربا الا هاء وهاء والشعیر

بالشعیر ربا الا هاء وهاء والتمر بالتمر ربا الا هاء وهاء۔" وفی روایۃ" الورق

بالورق ربا الا هاء وهاء والذہب بالذہب ربا الا هاء وهاء" یعنی رسول

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا چاندی سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست ہو۔ اور گیہوں گیہوں

سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست ہو۔ اور جو جو سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست ہو۔ اور

کھجوریں کھجوروں سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست ہو۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ چاندی کو چاندی سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست

ہو اور سونا سونے سے بیچنا سود ہے مگر یہ کہ دست بدست ہو۔

صحیحین ہی میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے" قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر

والتمر بالتمر والملح بالملح سواء بسواء یدًا بیدٍ فاذا اختلف هذه الاصناف

فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدًا بیدٍ" یعنی عبادہ بن صامت ... رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے ...

...

... معاملہ ... بغیر بدلنا اور نقد ادا ...

... ایسا مت کرو۔ اگر ہم جنس کا ہم جنس سے مبادلہ کرنا ہی ہو تو مثل کو مثل
برابر برابر بدلو۔ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو (ادھار نہ کرو) ہاں جب اصناف
بدل جائیں تو پھر جس طرح چاہو مبادلہ کر لو۔ جبکہ مبادلہ دست بدست ہو یعنی چاندی کو سونے سے
گیہوں کو جو سے ۔ جو کو گیہوں۔ نمک کھجور چاندی وغیرہ سے جسقدر کمی بیشی کے ساتھ
چاہو بدل لو۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ لیکن یہ معاملہ بھی دست بدست ہونا چاہیئے۔ ورنہ
ربا ہو جائیگا۔ جس سے بربنائے حرمت اجتناب واجب ہے۔ مذکورہ بالا احادیث سے تو ثابت
ہو گیا کہ ربا قرض و دوام ہی میں نہیں بلکہ بیع نقد و مبادلہ بالفعل میں بھی ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ یعنی وہ حرام ہے۔ اور ساتھ ہی اوس سے بچنے کی
تدبیر بھی بتا دی ہے۔ لیکن اب تحقیق طلب یہ بات اور نکل آئی کہ آیا مبادلہ نقد صرف یہی چھ
چیزیں ربائی ہیں جو ابھی حدیث عبادہ بن صامت میں بیان ہوئیں یا اور چیزیں بھی اس
خصوص میں اونکی شریک و سہیم ہیں۔ چونکہ اسبارہ میں نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے
خود کچھ فرمایا اور نہ صحابہ ہی میں سے کسیکو یہ امر دریافت کرنیکا موقعہ آیا اسلئے یہ مسئلہ مبہم رہگیا کہ
آیا ربائے فضل کی یہی چھ چیزیں ہیں یا اور بھی چنانچہ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا وما سالناہ عن الربا ۔ دوسرے
راوی نے آپ سے یوں بھی روایت کی ہے " ان اخر ما نزلت آیۃ الربا و ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قبض و لم یفسرھا لنا فدعوا الربا و الریبۃ " یعنے جو آیت سب سے
آخر میں نازل ہوئی وہ آیت ربا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور آیت
کی ہمارے لئے کچھ تفسیر نہ کی۔ اسلئے احتیاط یہ ہے کہ تم ربا اور جسمیں ربا کا شبہہ ہو دونوں کو
چھوڑ دو۔ غرضکہ ربائے نقد کا مسئلہ جسے اصطلاح شرعی میں ربا الفضل کہتے ہیں یوں فی الجملہ مجمل رہگیا
... سمجھ سے کام لینے والے کے دل میں ربائے فضل کی احادیث پاکر طبعاً یہ سوال پیدا
... ربائے فضل۔ چاندی۔ سونے۔ گیہوں۔ جو۔ کھجور۔ نمک ہی میں منحصر ہے یا اور چیزوں
... ائمہ شریعت میں تفقہ سے کام لینے والے اونکے دل میں یہ سوال پیدا ہوا اور
... اس خصوص میں مختلف الرائے ہو گئی۔ اصحاب ظاہر جو کہ
... ربائے فضل صرف انہیں چھ چیزوں ...

Marfat.com

میں مضمر ہے جو حدیث میں بیان ...
میں سے صرف چار چیزوں کو داخل کیا ہے اگر حکم ...
علیہ السلام یوں فرماتے۔ لا تبیعوا المکیل بالمکیل متفاضلا یا یوں ارشاد ہوتا
المطعوم بالمطعوم متفاضلا۔ یعنے پیمانہ کی چیزوں کو پیمانہ کی چیزوں کے عوض بیچا
نہ بیچو۔ اس صورت میں کلام قلّ ودلّ ہوتا۔ اس کے علاوہ واحل البیع کا تمام ظاہری
اسکو مقتضی ہے کہ ربا سے نقد جائز ہو پہلے تمنے خبر واحد کی بنا پر چھ چیزوں کو اس عموم سے
مستثنیٰ کیا پھر اور چیزوں کو انہیں پر قیاس کر کے عموم آیت سے خارج کرتے ہو یہ قیاس ضعیف
نہیں بلکہ اضعف ہے اور ہرگز اسکا مستحق نہیں کہ صریح و قوی دلیل پر ترجیح دی جائے برخلاف
اہل ظاہر کے جمہور فقہا کا اسپر اتفاق ہے کہ ربا ے فضل انہیں چھ چیزوں میں منحصر نہیں
جنکو سنت نے بیان کیا ہے بلکہ ان چھوں کے علاوہ اور چیزیں بھی رباتی ہیں اور انکا ربا بھی
ہی حرام ہے جیسا کہ ان چھ چیزوں کا۔ اور یہ چھ چیزیں بطریق مثال بیان ہوئی ہیں نہ
بطریق حصر۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم اپنے محل نص سے محل غیر منصوص تک منجر و متعدی نہیں ہو
سکتا جبتک کہ محل نص میں ربا کی علت متحقق نہ ہو جائے۔ اسلئے ضرور تھا کہ اہل قیاس محل نص میں
حکم ربا کی علت تحقیق کر کے متعین کریں تاکہ پھر جن چیزوں میں وہ علت پائی جائے انپر
ربائی ہونیکا حکم عاید کیا جا سکے۔ اس بنا پر ائمہ مجتہدین نے حدیث کی بیان کردہ چھوں چیزوں
میں تحقیق علت کے لئے غور و فکر کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے قیاس کے موافق ان چھ
میں حکم ربا کی علت مقرر کی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اتحاد جنس و مقدار ناپ تول
حکم ربا کی علت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے چاندی سونے میں نقدیت کو اور باقی
چیزوں میں اتحاد جنس کے ساتھ طعم کو علت ربا ٹھیرایا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
چاندی سونے میں تو ربا کی علت نقدیت ہے اور باقی چار چیزوں میں خورش یا خورش کی
ہے۔ مالک ابن ماجشون نے نفع کی قابلیت کو مدار ربا ٹھیرایا۔

علت ربا کے تعین میں ائمہ مجتہدین کے اس اختلاف کا یہ نتیجہ ہوا کہ ربائی چیزیں
ہر مجتہد کے نزدیک جدا جدا ہو گئیں۔ ایک مجتہد کے مختار اصول کے موافق جو چیز ربائی
ہوتی ہے لیکن دوسرے مجتہد کے قرار داد علت کے ...

Marfat.com

...ہمارے ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف ہے لیکن یہ
اختلاف حرام نہیں اسلئے کہ ہر مجتہد اپنے قیاس پر بوجوہ معذور تھا۔ اور جسنے جو رائے
قائم کی اپنے نزدیک بجہد تمام اور بوجوہ موجبہ قایم کی۔ فذلک لہم لاعلیہم۔
ائمہ مجتہدین کے قیاس واجتہاد کے موافق جن جن جزئیات یا اصناف جزئیات میں
ربوا پایا جاتا ہے چونکہ تفسیر القرآن کے ذکر کا محل نہیں۔ اسلئے میں اس بحث کو چھوڑکر اب اس
بات پر آتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں ربائے دین کو حرام کیا۔ اوسکی حرمت میں کیا مصلحت و
حکمت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اشیائے ستہ میں ربا ہونیکی خبر دی یا
کیوں معاملہ بالنقد و بالفعل میں بھی ربا ٹھیرایا۔ اور اس رباسے کیوں اُمت کو منع فرمایا۔ اگرچہ بیچ
برضا ہی کیوں نہ ہو۔
جو ربا قرآن کریم سے حرام ہوا ہے اوسکی وجہ حُرمت تو ظاہر ہے کہ وہ سراسر ظلم اور ظلم بھی
ظلم عمد۔ منافی مصلحت عامہ بھی ہے۔ اور خلاف حکمت آلہی بھی۔ ظلم اس سے بڑھکر اور کیا
ہوگا کہ ایک دولتمند یعنی سود خوار بغیر کسی عوض صحیح کے مدیون کا مال ہضم کرے۔ اور اُس غریب
کی بیکسی اور بے بسی پر کڑھنے اور رحم کھانے۔ اور اوسکی اعانت کرنیکے بجائے خود اُلٹا اوسکی
زبون حالت سے فایدہ اُٹھائے اور جُوں جُوں قرضدار کی بیچارگی بڑھتی جائے۔ اور تہیدستی
و درماندگی ثابت ہوتی جائے وہ اوسپر اور زیادہ بوجھ ڈالتا جائے۔ اور زیادہ تیز چھری
سے اوسکا گلا کاٹنے لگے۔ سفاک سے سفاک بھی خون میں ہاتھ آلودہ کرکے بسمل کے تڑپنے
کا تماشہ دیکھنے کی تاب نہیں لاتا۔ ظالم سے ظالم بھی ارتکاب جور و تعدی کے بعد دل میں پچھتاتا
اپنے آپ کو ملامت کرنے لگتا ہے مگر سود خوار کا شکار اوس کے آہنی جان خراش
شکنجے میں پڑکر جسقدر جاں بلب ہو ہو کر تڑپتا اور بے چین ہو ہو کر دم توڑتا ہے یہ اوسکی
حالت دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ یہ قرضداروں کے گھروں کو برباد کرتا محلونکی اینٹ سے اینٹ
بجا کر گھر والونکو بے خانماں بناتا۔ اور اونکے بیگناہ زن و فرزند کو خون کے آنسو رُلاتا ہے
ہزار ناکردنی بیرحمیاں کرتا ہے۔ مگر بھولکر بھی پچتانے کا نام نہیں لیتا بلکہ اپنی آپ ہی کو
کچھ کا کچھ اور سمجھ جاتا ہے۔ لاکھوں کا اس کمبخت سود نے صفایا کردیا۔ ہزاروں کی
املاک ایک ایک سود خوار کے گھر میں جا پڑیں۔ سونے کی دیوار یں اسکی لئے کھڑی
ہوگئیں مگر ... ہوئی نعمی نہ ہوئی۔ اور اسکو کبھی غریب قرضدار کی

کوشش ہی کسی طرح قرضدار پڑا ایسا مادہ پیدا ہے کہ تمام ...
ہے وہ سب سمٹ کر میرے ہی گھر میں آ جائے۔

منافی مصلحت عامہ اسلئے کہ ربا کے رواج کا آخری انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ
بھر کی دولت و ثروت ایک خاص طبقہ میں آجائے اور جمہور خلائق اوس محدود جماعت کے
محتاج و دست نگر بنجائے۔ اور اونکی زیست اور کاروبار کا مدار اسی جماعت کے رحم پر
وہی جو دنیا بھر کے بڑی بڑی منفعت بخش کاموں کی مالک لاشریک بنجائے۔ اور اوسی اختیار تام
ہو کر جمہور سے جسطرح چاہے کام لے اور اوس کے عرق ریزی پر سود کام کی ہلکی سے ہلکی جو قیمت چاہے
ادا کرے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا قابو اور اختیار پا کر بندہ زر دولتمند خلق خدا کے ساتھ کیا کچھ
برا سلوک نہ کرینگے۔ انہیں انکی حرص کب اجازت دیگی کہ عدل و نصفت سے کار فرما ہوں۔ اور
لوگوں کو اون کے کام کی پوری قیمت دیں۔ یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ دیکھو
کہ یورپ میں جہاں تمدن کے ساتھ ساتھ دولتمندوں کی سینہ زوری سے سود نے زور پکڑا
پکڑ رہا ہے دولت و ثروت سمٹ سمٹ کر ایک طبقہ میں محدود ہوتی جاتی ہے اور جسقدر محدود ہوتی جاتی ہے
اوسیقدر محنت و مشقت کرنیوالے طبقہ کی حالت ردی ہوتی جاتی ہے۔ ابھی حال ہی کا ذکر ہے کہ انگلستان
ایک شاہی مجلس میں اعداد و شمار کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا تھا کہ انگلستان کی آبادی میں
ایک تہائی حصہ نان شبینہ کو محتاج ہے۔ ایک تہائی حصہ اتنا پاتا ہے کہ کہا جا سکتا ہے
ایک وقت شکم سیر ہو کر کھاتا ہے۔ اور باقی ایک تہائی بآسایش دونوں وقت کھاتا ہے
اسی تیسری تہائی میں وہ مالدار و دولتمند ہیں۔ جو باقی دو تہائی کی دولت کے مالک
بیٹھے ہیں۔ اور یہ دو تہائی آبادی درحقیقت غلامانہ انہیں مالداروں کا کام کرتی
اپنی محنت کے ثمرہ سے اونکی حرص و طمع کا دامن بھرتی ہے۔ محنت و مشقت کرنیوالا طبقہ
کے اس جور و ظلم سے تنگ آکر بھی تو اونکے خلاف ایکا کرنے پر مجبور ہوا ہے جسکا
یورپ بھر میں مچا ہوا ہے۔ اور روز بروز زور ہی پکڑتا جاتا ہے۔ کیونکہ نہ دولتمند
کے مالک ان غریبوں کے حال پر رحم کرتے ہیں اور نہ یہ ہی ظلم و تعدی کی
لا کر خاموش ہو سکتے ہیں۔ طرفین سے [illegible] جا رہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہوتی حالت تو جبکہ دنیا بھر میں شروع ہے
[illegible] ہے اسوقت ہے کہ ابھی ارباب ثروت مالکِ کُل نہیں
[illegible] تیں بھی کچھ نہ کچھ انکے زبردستی کی سد راہ ہوتی رہتی ہیں کیونکہ
[illegible] تیاد نکو بھی ارباب ثروت پر حاصل نہیں کیونکہ وہ خود انکی زیر بار قرض ہیں
[illegible] کے ساتھ سر نہیں اُٹھا سکتیں ورنہ خود انکو بھی مُنہ کی کھانی پڑے۔ اِس سے
[illegible] لو کہ اگر ارباب ثروت کا محنت ومشقّت کرنیوالوں پر یہی غلبہ رہا تو اسکا انجام کیسا کچھ
[illegible] ہوگا۔ اگرچہ ابھی تک ارباب ثروت کا پورا عمل دخل نہیں ہے اور ساری دولت
[illegible] ار طبقہ میں نہیں آئی ہے لیکن پھر بھی اسوقت اس طبقہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ
[illegible] اپنا مالی لین دین کسیوجہ سے بند کردے۔ تو کاروبار کی یہ گرما گرمی جس سے دنیا میں ایک
[illegible] چہل پہل ہو رہی ہے اور مزدوری پیشہ پیٹ بھر کر نہیں تو آدھا پیٹ ہی کھا تو لیتے ہیں دفعتہً
[illegible] ین سے ہیں جسمیں بھی نہ رہے اور کروڑوں بندگان خدا بھوکے مرنے لگیں۔ کہنے والا کہیگا
[illegible] دولت ایک جماعت کا حصّہ ہوگئی۔ یا ہوتی جاتی ہے تو اس سے ہرج ہی کیا ہے تمدنی کاروبار
[illegible] وتندہی سے چل رہے ہیں۔ دولتمندونکو ایسی کیا پڑی ہے کہ وہ لین دین بند کرکے اپنے فایدے
[illegible] تھ سے کھو بیٹھیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ کاروبار خوب چل رہے ہیں لیکن محنت وکام کرنیوالے
[illegible] شمار ہمیشہ زیادہ ہوا کرتا ہے اور چھوٹے موٹے کاروباری اپنی محنت اور کاروبار کے ثمرہ
[illegible] خاطر خواہ بلکہ واجبی فایدہ بھی نہیں اُٹھا سکتے وہ غلام صِفت کام کرتے ہیں۔ اور
[illegible] ب ثروت کا جنکا روپیہ سود میں لگا ہوا ہے بھرتا بھرتے ہیں اور بہزار خرابی اپنا پیٹ
[illegible] ہیں الا ماشاء اللہ دولت وثروت کے محدود طبقہ میں آتے جانیکا یہ کیا کچھ کم نقصان
[illegible] کام کرنیوالے اپنے کام کی پوری اور واجبی قیمت نہیں پاتے۔ اور یہ تو ابھی ابتدا ہی ہے
[illegible] کیا ہوکر رہتا ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ ہندوستان ہی میں نہ دیکھ لو کہ قرضدار جو
[illegible] کے قابو میں آگئے ہیں خود ساہوکاروں کی اصطلاح میں اسامی کہلاتے ہیں جسکا مفہوم
[illegible] سے کسی طرح کم نہیں ساہوکاروں کو انپر وہی اختیار حاصل ہے جو ایک بدترین
[illegible] ل ہوا کرتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات ساہوکاروں کا اختیار اس سے بھی کچھ بڑھ
[illegible] کی آدھی سے زیادہ آبادی رسم غلامی کے
[illegible] حقیقت ومحنت سے سود خوار

Marfat.com

ربا منافی حکمت آلہی اسلئے کہ ربا کہتی ہیں روپیہ کی روپیہ

سے روپیہ کی روپیہ سے تجارت کرنا روپیہ کی وضع اور اوسکی حکمت کے خلاف ہی کیونکہ روپیہ
بالذات چیز نہیں ہی۔ بلکہ وہ ہر غرض و غایت کا وسیلہ ہی۔ پس جو اسکو وسیلہ کی حد سے بڑھاکر مقصود بالذات
بناتا ہے وہ اسکی وضع اور وضع کی حکمت کے خلاف اس سے کام لیتا ہی اور کفران نعمت کرتا ہی
روپیہ کی روپیہ سے تجارت کرنیکا نتیجہ یہی ہے کہ روپیہ کی روپیہ سے تجارت کرنیوالے ہی دنیا
کی دولت کے مالک بنجائیں کہ "زر زر کشد در جہاں گنج گنج" اور اس سے جو مفاسد پیدا ہوتے
ہیں وہ اوپر بیان ہوئے۔

یہ تو سود و سودخواری کے مختصراً وہ مضار و مفاسد ہوئے جو اس سے پیدا ہوتے اور اجتماع
و تمدن کو نقصان پہونچاتے ہیں وہ روحانی و اخلاقی مفاسد انکے علاوہ ہیں جو خود سود خوار
کی ذات میں پیدا ہوتے ہیں اور جو آلہی شریعت کی نگاہ میں نہایت سخت اور بالکل ناقابل
درگذر ہیں جنکو میں کہیں ضمناً بیان کرچکا ہوں اسلئے یہاں اونکو نہیں بیان کرتا ہوں حکمتوں
اور مصلحتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ربا کو حرام کیا اور ہتک حرمت کرنیوالوں کے حق میں سخت
ترین وعید فرمائی۔

اب ربا الفضل اور ربای نقد اور اوسکی شرعی نہی کی وجہ مختصراً یوں سمجھو کہ مثلاً اگر کوئی
جو چاندی ہی یا گیہوں کو گیہوں سے بالفعل کمی بیشی کے ساتھ مبادلہ کرنے لگے تو ضرور ہی کہ وہ دونوں
چاندیاں یا دونوں گیہوں مختلف الوصف ہونگے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر مبادلہ ہی کی کیا
حاجت ہی اور کیوں کوئی اپنی چیز کم کے بدلے زیادہ دینے لگا ہے اب اگر اختلاف وصف کی وجہ
میں دو آدمیوں نے اپنی اپنی چاندی یا اپنی اپنی گیہوں کمی بیشی کے ساتھ بدلی ہی تو چونکہ ایک
اپنی ہی جنس کی ہم قوم قیمت نہیں ہوسکتی اسلئے اگر کلیۃً نہیں تو اغلب معاملات میں ایک
مبادلہ کرنیوالوں میں سے ایک خسارہ میں رہیگا۔ اور دوسرا ایسا فایدہ اُٹھائیگا جسکا بدلہ
اسنے دوسرے کو کچھ بھی نہ دیا ہوگا۔ اس مبادلہ میں ایک کو ناحق کا خسارہ اور دوسرے کو
نفع کیوں ہوا صرف اسلئے کہ انہوں نے مبادلہ مبادلہ کے اصول کے خلاف کیا۔ مبادلہ کا اصول
یہی ہے کہ جنسیں مختلف ہوں اس اصول کی خلاف ورزی کا نتیجہ
فایدہ اٹھائے اور دوسرا ناحق کا نقصان

[illegible] میں

[illegible] ہے مجھکو اپنے وہ کمالات معلوم

[illegible]

... نقصان کے سدباب کے لئے ہدایت کی کہ جنس ... برابر بدلو۔ ہاں اگر جنس مختلف ہوں تو پھر جس کمی بیشی ... ہو دست بدست مبادلہ کر لو۔ اس حکم سے مبادلہ کا صحیح اصول بھی معلوم ہو گیا۔ اور ... ہم جنس سے بہ تفاضل مبادلہ کرنیکا اب بھی مسدود ہو گیا جسکی وجہ سے مبادلہ ... ان میں سے اکثر کوئی ایک ناحق نقصان میں رہتا اور دوسرا بے وجہ فائدہ اُٹھاتا۔ ... ہم جنس چیزیں مماثل ہونگی تو برابر سرابر مبادلہ ہو جائیگا۔ ورنہ جسکی اعلیٰ جنس ہوگی اور ... اچھی ہو کہ بری سے بہ مساوات مبادلہ کرے اگر بری ہی جنس کی ضرورت ہوگی تو اپنی ... جنس بہ قیمت بیچکر قیمتاً بری جنس خریدلیگا۔ یا دوہرا مبادلہ کرکے اپنی جنس بدل لیگا۔ اور ... ادنیٰ جنس والا کریگا۔ اسمیں نہ کسی کا کچھ نقصان ہے نہ کوئی ہرج۔

تفاضلاً بیع بالجنس کے رواج کی صورت میں یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ ربا الفضل کا معاملہ کرتے کرتے مزید فایدے کے لالچ میں آکر ربائے نسیہ کے لین دین کی جرأت نہ کر بیٹھیں ... سود کا چکر نہ چلنے لگ جائے۔ مگر جب ربا الفضل ہی کی مناہی ہوگئی تو یہ اندیشہ بھی نہیں ... کوئی صرف ربا الفضل کا راستہ کھلا ہونیکی وجہ سے ربائے نسیہ میں گرفتار ہو جائیگا۔ یہ ہے ... حکمت ربا الفضل یا ربائے نقد کی حرمت کی۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ربائے نسیہ اور ربائے فضل کی حرمت ایک ... درجہ کی حرمت ہے یا مختلف و متفاوت درجہ کی۔ سو جن بزرگوں نے آیات ربا کو مجمل و ... سنت کو انکا مفسر مانا ہے۔ انکے نزدیک تو ربائے نسیئہ اور ربا الفضل دونوں کی ... یکساں اور ایک درجہ کی حرمت ہوگی۔ اور جنہوں نے ربائے نسیئہ کو قرآن سے اور ... فضل کو سنت سے حرام سمجھا ہے وعلیہ الجمہور اور دونوں رباؤں میں فرق کیا ہے ... جیسے ربا ربا میں فرق ہے حرمت حرمت میں بھی فرق ہوگا۔ یہی ربا اور اسکی ... دو قسمیں ہیں جن کے نام بھی بعض محققین نے جدا جدا رکھے ہیں۔ حکیم الامت ... رحمۃ اللہ علیہ نے انکو حقیقی اور محمول علیہ کہا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور کتاب ... لکھتے ہیں۔ واعلم ان الربا علی وجہین حقیقی ومحمول علیہ

اما الحقیقی فقد انت المبدل ... 
وان الناس کانوا فیہ منہمکین فیہ فی الجاہلیۃ اشد انہماک ...
لاجلہ محاربات مستطیرۃ وکان قلیلہ یدعو الی کثیرہ فوجب ان ...
بابہ بالکلیۃ ولذالک نزل فی القران فی شانہ ما نزل۔
والثانی ربا الفضل والاصل فیہ الحدیث۔ "الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء یدا بید فاذا اختلف ہذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید" وھو مسمی بربا تغلیظا وتشبیہا لہ بالربا الحقیقی علی حد قولہ علیہ الصلوۃ والسلام "المنجم کاھن" وبہ یفہم معنی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لاربا الا فی النسیئہ۔ ثم کثر فی الشرع استعمال الربا فی ھذا المعنی حتی صار حقیقۃ شرعیۃ فیہ ایضاً" یعنے ربا کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور محمول علیہ حقیقی تو دین میں ہے اور یہ ہم بیان کرچکے کہ اس سے قلب ماہیت ہوجاتی ہے موضوع معاملات کی اور جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اوس میں بری طرح منہمک تھے اور اوسکی وجہ سے دور دور تک پھیلنے والی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اور اوسکا قلیل کثیر پر برانگیختہ کرتا تھا۔ بنا بریں واجب ہوا کہ کلیۃً اوسکا ... کیا جائے۔ اسی لئے انکی نسبت قرآن میں آیا جو کچھ آیا۔
اور دوسری قسم (یعنے محمول علیہ) ربائے فضل ہے اور اسکی اصل ہے یہ حدیث ... بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح ... مثلا بمثل سواء بسواء یدا بید فاذا اختلف ھذہ الاصناف فبیعوا کیف ... اذا کان یدا بید" اس دوسری قسم کا نام بغرض تغلیظ اور تشبیہ بربائے ... رکھدیا گیا ہے۔ ایسے ہی جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منجم کو بھی بغرض تشبیہ بہ کاہن کاہن فرمایا ہے "المنجم کاھن"۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ ... قول کے معنی بھی سمجھ میں آجاتے ہیں کہ ربا نسیئہ ہی میں ہے "لاربا الا ... یعنے ربائے حقیقی نسیئہ ہی میں ہوتا ہے۔ لغۃ میں جس ربا کا ذکر ... مثل بہت کی وجہ سے ... محمول ... اگیا ...

# معذرت

ناظرین کرام! پچھلے دو تین ماہ سے رسالہ تفسیر القرآن کے بے ترتیب اور دیر سے شائع ہونے کا سخت افسوس ہے۔ مگر خرابیِ صحت اور دیگر مشکلات نے آج تک اِس نقص کو دور کرسکنے کا موقع نہیں دیا۔ چونکہ مجبور کا عذر قبول کیا جاتا ہے اِس لیئے امید ہے کہ براہ کرم اِس اضطراری تاخیر پر آپ مجھے بدل معاف رکھیں گے۔ اور اُس وقت تک کہ اشاعت رسالہ کا نظام درست نہ ہوجائے تاخیر کا یہی سبب تصور فرمائیں گے کہ آپکا نیازمند سخت مجبور رہا ہے ورنہ کبھی اِس قسم کی ناگوار تعویق نہیں ہوئی اور نہ ہوتی۔

اخیر میں پھر آپ سے معافی کی اِلتماس ہے۔ والسلام۔

نیازمند مینجر وطن و
رسالہ تفسیر القرآن۔

# تازہ مطبوعات و تالیفات اخبار وطن

(ذیل کی کتابین ابھی حال مین تیار ہوئی ہین اور اپنی وضع مین خاص ہین)

**سفرنامہ جاپان** :- ایک مسلمان مصری اخبار نویس کا بغرض اشاعت اسلام جاپان مین آنا اور ایک ماہ سے کم عرصہ مین بارہ ہزار معززا ور خوش باش جاپانیون کو مشرف باسلام کر دینا حیرت انگیز حالات مجلس تحقیق مذاہب معہ مباحثات علماء و ثبوت فضائل اسلام قیمت عمر

**تاریخ حجاز ریلوے** :- اردو انگریزی اور عربی تینون زبانون مین ہاس مین حجاز ریلوے کی تجویز تحریک تائید آغاز اور اجراے کار تک کے تمام حالات بالتفصیل بیان ہوے ہین ترکی اور انگلش تعلقات مسئلہ مصر مسئلہ خلافت اسلامیہ اور بہت سی مفید باتون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ہر سہ حصص کی یکجا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عمر

**ھلال و صلیب** :- یہ بھی بے مثل کتاب ہے خلیل خالد بے مشہور ترک اہل قلم جو جوان ترکون کے ایک فرد بھی ہین۔ اُنھون نے یہ کتاب اسلام اور عیسائیت کے موازنہ مین لکھی کارخانہ وطن نے اس کو انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرایا ہے قابل دید اور مفید کتاب ہے قیمت فی جلد دس آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰

**ارژنگ فرنگ** :- انگریزون کی معاشرت اور اُن کے اصول زندگی و اخلاق کا آئینہ ولایت جانے والون کے لیے نہایت کارآمد قیمت فی نسخہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸

**جواھر قرآنی** :- گلوے اہل ایمان کا زیور ہونا چاہیئے۔ اس مین بڑی خوبی سے قواعد دین اسلام کو اسرار فطرت کے مطابق کر دکھایا۔ اور توحید باریتعالی اور نبوت و رسالت پر خوبی سے دلیل قائم کی ہے۔ کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ عمر

**المشتہر**

مہتمم اخبار وطن

ویسر لی امری واحلل
عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی ۵

# تفسیر القرآن

بزبان اُردو مع ترجمہ فرقان حمید

جسے

اخبار وطن لاہور نے ابنائے ملت کو فلاح دارین کے اسباب و موجبات حقہ
سے آگاہ کرنے کے لئے پہلے اخبار میں شائع کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اب
احباب کے اصرار پر اسے ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مناسب
سمجھا گیا ہے

## بابت ماہ فروری ۱۹۰۹ء

## جلد (۲) نمبر (۸)

---

مولوی محمد انشاء اللہ مالک و ایڈیٹر اخبار وطن و مالک مطبع
حمید سٹیم پریس لاہور مین چھپکر شایع ہوئی

قیمت اول مع محصول ڈاک (ہے) نمونہ ۶ر

قومی ضروریات اور حالات زمانہ سے آگاہی مطلوب [illegible]

تو

اخبار وطن لاہور کو باقاعدہ مطالعہ فرمایئے عام چندہ سالانہ للعہ طلباء سے [illegible]

# قرآن کریم پڑھیے

ہماری دینی و دنیوی فلاح کا دار و مدار ہے۔ مگر یہ غرض اسی طرح حاصل
ہو سکتی ہے۔ کہ قانون الٰہی کو سمجھ بھی سکیں۔ یہ مدعا

# تفسیر القرآن

کے ذریعہ سے بآسانی حاصل ہو سکے گا۔ جو ماہوار رسالہ کی

دفتر وطن لاہور سے شائع ہو رہی ہے

چندہ سالانہ کاغذ قسم اول ۱۰ روپے چندہ سالانہ کاغذ قسم دوم [illegible]

# اسلامی حمیت و غیرت کی سچی روح

اور

حصول سعادت دارین کی اُمنگ اگر قوم اور اپنے [illegible] میں پیدا کرنی [illegible]

تالیفات [illegible] پڑھیے اور [illegible]


Marfat.com

[illegible] که ربا کی دو قسمیں ہیں [illegible]

[illegible] الرحمٰن الرحیم [illegible] کہ یہ [illegible] ہو جا

ہو جائیگا۔ یوں ربائے جلی کی حرمت بالذات ہوئی اور خفی کی سداً للذریعہ

ربائے جلی سے مراد وہی ربائے نسیہ جو جاہلیت کا معمول تھا کہ دائن ادائے دین کی

[illegible] دیتا اور مدین اوس کے مال میں اضافہ کر دیتا [illegible] دائن مہلت دیتا

[illegible] مہلت طلب کرتا مدیون کو حق دائن میں اضافہ کرنا پڑتا۔ یوں مدیون پر [illegible]

[illegible] تک ہو جاتے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا انہیں کو پیش آتا اور وہی یوں بار

[illegible] پر مجبور ہوتے جو محتاج و تنگدست ہوتے جب قرضخواہ اونکی چھاتی پر سوار

[illegible] مطالبہ سے تنگ کرتے اور وہ ادائے دین پر قادر نہ ہوتے اور یہ جانتے کہ

حق میں اضافہ کر دینے کی صورت میں یہ ادائے دین کی مہلت بڑہا دینگے تو ناچار

دائن میں اضافہ کر دیتے یا اوسکی طرف سے پیش کئے ہوئے اضافہ کو منظور کر لیتے۔ تاکہ فی الحال

[illegible] مطالبہ کے شکنجہ سے چھٹکارا ہو جائے اور چونکہ وہ مفلس و محتاج ہوتے یوں ہی

[illegible] لتے اور اپنے آپکو مطالبہ سے بچاتے رہتے لیکن آخر تک انجام یہی ہوتا

بڑہتے بڑہتے نہایت سنگین ہو جاتا اور قابل برداشت نہ رہتا اور جو کچھ بھی مدیون کا

وہ سب ربا میں لگ جاتا۔ چونکہ اس صورت میں مدیون سراسر نقصان اٹھاتا ہے

[illegible] بغیر اس کے کہ اوس کے مال سے کوئی فایدہ اٹھا سکے۔ بوجہ ایسا فایدہ اٹھاتا ہے

[illegible] حقیقت اوس نے اپنے مدیون کو کچھ بھی نہیں دیا۔ بنا بریں بمقتضائے وقت و

[illegible] نے ربا کو حرام کیا۔ اور اوس کے کھانے اور کھلانیوالے اور کاتب

[illegible] کو ملعون ٹھیرایا۔ اور پھر بھی ربا لینے سے باز نہ آئے اوسکے حق میں

[illegible] سخت وعید فرمائی جو اور کسی کبیرہ کے بارے میں نہیں آئی

---

[illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا [illegible]

[illegible]

[illegible]

آگے یہ فرمایا "ھو ان یکون لہ دین فیقول لہ اتقضی ام تزادیہ فی المال وتزادہ فی الاجل" یعنی وہ ربا جسکے ربا ہونے میں [illegible] پہونچے کہ ایک کا دوسرے پر کچھ دین آتا ہو۔ اور وہ اس سے کہے کہ ادا کرتا ہے یا [illegible] اگر یہ ادا نہ کرے تو مال میں اضافہ کر دے اور وہ مہلت بڑھا دے۔ اس کے بعد علامہ [illegible] صحیحین کی حدیث "انما الربا فی النسیۃ" لکھی اور اوسکی نسبت لکھا ہے کہ اس قسم کے کلام سے حصر کمال مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ آیہ "انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم" میں مومنان کامل کا حصر مراد ہے یا جیسے ابن مسعودؓ کا قول ہے "انما العالم الذی یخشی اللہ"۔ اسمیں بھی عالم کامل کا حصر مراد ہے اسی طرح حدیث "انما الربا فی النسیئہ" میں حصر مراد ہے ربائے کامل کا یعنی مطلب حدیث کا یہ ہے کہ ربائے کامل نسیئہ ہی میں ہوتا ہے۔

علامہ ابن قیم کی امام احمد کے قول کے نقل کرنے اور حدیث مذکورۃ الصدر کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ حقیقی وجلی ربا وہی ہے جسکی طرف امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول میں اشارہ کیا اور جو حدیث مذکورہ میں بطریق حصر کمال بیان ہوا ہے نہ وہ ربا جو [illegible] حرام کیا گیا۔

ربائے جلی کے متعلق علامہ نے یہ سب کچھ لکھکر ایک فصل میں ربا الفضل [illegible] عقلاً ونقلاً ثابت کیا ہے کہ وہ محض اس فرق سے حرام کیا گیا کہ کہیں اوسکی راہ سے ربائے جلی میں نہ ڈالدے۔ اور پھر اپنے انداز خاص پر یہ بحث کرتے ہوئے کہ [illegible] زیور وصنعت کی شمولیت کی وجہ سے زیادہ وزن سونے چاندی [illegible] اور اسمیں ربا متحقق نہیں ہو سکتا ہے آخر کو اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ اگر [illegible] ربا الفضل جائز ومباح ہو سکتا ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] بوقت الحاجت مباح کیا ہے کیونکہ ربا الفضل [illegible]

[illegible]

[illegible] الفضل کی بابت کوئی نہیں لکھا [illegible]

[illegible] کلام کا ماحصل یہ ہو کہ وہ ربا جو درحقیقت ربا ہو صرف ربا دین [illegible]

[illegible] ہے اور وہی قرآن سے حرام ہو اور ربا الفضل درحقیقت ربا نہیں [illegible]

[illegible] ربا کی وجہ سے اوسکو ربا کہدیا گیا ہے اور یہ صرف شاہ صاحب ہی کی تحقیق نہیں

[illegible] دیگر ائمہ وا کابر امت نے بھی اوسکو ربا نہیں مانا بلکہ بیع فاسد میں اسکو شمار کیا ہو

[illegible] صاحب نے ربائے نسئیہ و ربا الفضل کی حرمت کے فرق مراتب سے تعرض نہیں کیا

[illegible] انکا کلام درحقیقت اسکو مستلزم ہے کہ حقیقی و محمول علیہ ربا کی حرمت میں فرق ہو

[illegible] کی ہتک حرمت عنداللہ برابر ہو۔ اور علامہ ابن قیم نے تو ربا الفضل کو ربا ماننے کے

[illegible] بھی صاف صاف کہدیا ہے کہ ربا الفضل کی حرمت ربائے نسئیہ کی سی حرمت نہیں

ربا الفضل عند الحاجت مباح بھی ہو سکتا ہے۔ میرا فہم اس خصوص میں یہ ہے کہ جسکو شارع

علیہ السلام نے ربا کہا غیر حقیقی ہو یا خفی واب شریعت یہی ہو کہ اسکو ربا ہی کہا اور ربا ہی سمجھا

[illegible] لیکن اسی کے ساتھ مقتضائے عقل و شریعت یہ بھی ہو کہ دونوں رباؤنکو یکساں حرام نہ سمجھا

[illegible] جیسا کہ عموما آجکل سمجھا جاتا ہو۔ بلکہ فرق کیا جائے۔ اور اگر کوئی کسی مصلحت کی بنا پر ربا

[illegible] میں مبتلا ہو جائے۔ تو اسکو خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی وعید اور

[illegible] کا مستوجب بنایا جائے۔ کیونکہ یہ دونوں وعیدیں درحقیقت اس ربائے نسئیہ کی

[illegible] حرمت کے متعلق ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے ضرر عظیم کے باعث بالذات حرام کیا ہو

[illegible] میں بقدر اپنی سمجھ کے بیان کر چکا ہوں کہ ربا الفضل کی حرمت کو قرآن کریم سے

[illegible] نہیں۔ پھر وعید قرآنی کیونکر اوس سے متعلق ہو سکتی ہو۔ اسی طرح جابر رضی اللہ

[illegible] کی روایت میں جس ربا کے لینے دینے والے اور کاتب و شاہد پر لعنت آئی ہے

[illegible] ربائے نسئیہ مراد ہو کیونکہ کاتب و شاہد اوسی ربا کے معاملہ میں ہوتے ہیں اور [illegible]

[illegible] میں اسلئے کہ ربا جیسے کبیرہ کے ارتکاب میں معین و مددگار ہوتے ہیں [illegible]

[illegible] شاہد کی ضرورت ہی کیا ہو۔ پھر اگر کوئی بہ بنائے مصلحت ربا الفضل کا

[illegible] سکتا ہے [illegible] مصلحت و حاجت [illegible]

Marfat.com

...الله ... صلحت ... کر ... الآن ... بعض ...

... ربا یکساں حرام ہوتے تو بعض صحابہ و تابعین مطلق ربا الفضل ...

... ہوتے یہاں تک کہ بعض نے اپنے اس مذہب سے رجوع کر لیا لیکن بعض اس پر قائم بھی ...

میرے نزدیک اب باب ربا میں صرف ایک مسئلہ قابل بیان اور رہ گیا وہ یہ کہ ...

... حرام تو ضرور ہے لیکن مسلمان کو مسلمان سے لینا یا مسلم و غیر مسلم سب سے لینا۔ سو اس کی ...

... حدیث ہے "لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب" مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...

ہے۔ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ مسلمان کا حربی سے ربا لینا ربا ہے

حرام نہیں۔ اور اپنے مذہب کی صحت پر تین دلیلوں سے استدلال کیا ہے۔ اوّل ...

مکحول سے جو اوپر بیان ہوئی اور دوسرے اس دلیل سے کہ جیسے ربا حرام ہے قمار بھی ...

لیکن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد حرمت ربا بھی اُبَیّ حربی سے قمار کا مال لیا ...

... دلیل کہ حربی کا مال ہر طریق سے بہ شرطیکہ غدر و فریب نہ ہو لینا مسلمان کے لئے ...

... جب حربی برضائے خود مسلمان کو اپنا مال دے اگرچہ بطریق ربا ہی کیوں نہ ہو ...

کے لئے مباح ہو گا۔

دلیل اوّل کو دیگر ائمہ نے قبول نہیں کیا۔ بلکہ بعض نے تو تنقید کرتے ہوئے ...

... الصدر کو مجہول ولیس بشیئ تک لکھا ہے۔ اور بعض نے ضعف ثبوت کی ...

... سے اسلئے بھی نا قابل حجت قرار دیا ہے کہ احتمال ہے کہ کہیں اس حدیث سے ...

... مقصود نہ ہو جیسے کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج میں نہی ...

... تو بدوستی اور مخاصمت کا سا احتمال ہے یا کم از کم ایسا کہ مذہب خلاف ...

... اپنے مذہب کی تائید اور غیر کی تردید کے لئے دل میں نا معلوم طور ...

... اس احتمال میں نہیں پڑ سکتا لیکن ہمیں کلام نہیں کہ حدیث ...

... نہیں ہے

Marfat.com

[illegible] حربی [illegible]

[illegible] بھی اوس کا مفاد و مدلول بجائے خود صحیح ہونا [illegible]

[illegible] سے مل لے سکتا ہے۔ پس چاہے اسی دلیل سے مانو چاہے پہلی [illegible]

[illegible] کی تائید سمجھو۔ شرعاً یہ صحیح ہے کہ جیسے مسلمان کو اور طریقوں سے بغیر کسی [illegible]

حربی کا مال لے لینا مباح ہے ویسے ہی بہ طریق ربا لینا بھی کم از کم مباح ضرور ہے اور کوئی

[illegible] نہیں۔ اور جیسے شرعاً مباح ہے عقلاً بھی مباح ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ حربی

[illegible] نہیں کہ ربا کو حرام سمجھتا ہو۔ اور اس بنا پر وہ مسلمانوں سے ربا نہ لے اور یہ تو ہو ہی

[illegible] سکتا کہ وہ مسلمانوں کا ہمدرد و خیر خواہ ہو۔ اور ضرورت کے وقت انکے کام آسکے

[illegible] وہ مسلمانوں اور انکے مال کا خیر اندیش نہیں ہو سکتا۔ اوسکی کوشش یہی ہوگی کہ

[illegible] کے لئے انہیں نقصان پہونچائے۔ اور جس طرح بن پڑے اونکا مال اُڑا لے۔ اور یہ

[illegible] ہے کہ جب حربی مسلمانونکو جا و بیجا لوٹیں اور انہیں بدحال و پامال کرنا چاہیں یا انکو [illegible]

[illegible] حالات ہی سے جنسے مسلمانونکو چارہ نہ ہو مسلمانونکو نقصان و خسارہ اُٹھانا پڑے اور

[illegible] کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا کریں اور ضرورتاً بھی حربیوں سے انہیں کا سا معاملہ [illegible]

کا انجام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مال کھوتے کھوتے ایک دن وہ خود بھی کھو [illegible]

[illegible] اپنے کو کھو کر اسلام کو ناقابل تلافی صدمہ پہونچائیں۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے

[illegible] عقل تو یہ ہے کہ مسلمان بھی اپنے بچاؤ کے لئے جو درحقیقت اپنے دین کا بچانا ہے حربیوں

[illegible] میں وہی حربیوں کا طریقہ اختیار کریں جس سے وہ انکو نقصان پہونچاتے ہیں

[illegible] حد تک ہی محدود نہ رہیں تمام ممکن طریقوں سے جو چل سکیں حربیونکی دولت

[illegible] مقتضائے عقل یہی ہے اور مستحسن بھی۔ شریعت نے یہ قید لگا کر کہ اس حالت میں

[illegible] کے کام نہ لو بلکہ اوس سے اجتناب کرو۔ اس مستحسن کو اور بھی احسن بنا دیا ہے اور

[illegible] کو احسن بنایا بلکہ اپنی حقانیت کا بھی ایک زبردست ثبوت دیدیا [illegible]

[illegible] شرافت ہے نفس کو فضائل سے آراستہ کرنا اور رذائل سے پاک رکھنا [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] نزدیک ہی حرمت بھی [illegible]

[illegible] اسلام نے ربا کو حرام نہیں کیا۔ قرآن نازل ہو رہا تھا اور [illegible]

اور غیر مسلمانوں سے بھی۔ مگر خدائے تعالیٰ نے ربا کو کسی مسلمان کے ربا لینے ہی حرام نہیں کیا [illegible]

حرام کیا کہ اسلام دار ہجرت میں اقتدار پا گیا۔ اور مسلمانوں میں یہ طاقت آگئی کہ ربا کے چلن [illegible]

سکیں جیسے خود ربا نہ لیں ویسے ہی کسی کو ربا نہ دیں۔ اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو [illegible]

صدقہ و زکوٰۃ سے اور قرض بے ربا سے پوری کر سکیں۔ الحاصل میرے نزدیک امام ابو حنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کہ مسلمان اور حربی میں ربا نہیں نہ صرف صحیح اور اصل شرعی پر مبنی [illegible]

بلکہ معقول اور نہایت پر مصلحت مذہب ہے۔

احناف کا چونکہ یہ مذہب ہے کہ مسلم و حربی میں ربا نہیں اگرچہ بطریق اباحت ہی سہی اور فقہی

موشگافی ہمارے علما کا خاصہ رہا ہے۔ اسلئے یہ کیونکر ممکن تھا کہ حدیث مکحول رح کے ظاہر [illegible]

چلتا اور فقہا کی تیز نگاہیں اوس کے لفظ لفظ پر نہ پڑتیں۔ پڑیں اور اس قسم کی بحثیں پیش

ہوئیں کہ مسلم سے کس قسم کا مسلمان مراد ہے۔ اور حربی سے حربی غیر مسلم مراد ہے یا حربی [illegible]

دونوں کو شامل ہے۔ میں چونکہ حدیث مکحول کو جواز ربا عن الحربی کی کامل اصل حجت نہیں [illegible]

بلکہ تیسری دلیل کو اصل اور اس حدیث کو صرف اسکا مؤید مانتا ہوں۔ اسلئے میں [illegible]

اس ضمنی بحث سے جو اگر بجا بھی ہے تو اوسکا تعلق حدیث سے ہے تعرض نہیں کرنا چاہتا

اتنا ضرور کہونگا کہ مسلمان کیسا ہی کیوں نہ ہو اصلی یا وصلی اور کہیں کیوں نہ رہتا

ہو دار الاسلام میں ہو یا دار الحرب میں رہتا ہو بہر حال مسلمان ہی اور حربی دار الحرب میں ہو یا دار الاسلام [illegible]

حربی ہی ہے ذمی ہو جانا دوسری بات ہے۔ اوسکا دار الاسلام میں ہونا نہ ذمیت [illegible]

نہ حربیت ہی سے اوسے خارج کر سکتا ہے۔ کما لا یخفی علی المتامل فی مسلکنا [illegible]

یہاں تک جو کچھ باب ربا میں لکھا گیا۔ اگرچہ وہ بھی حقیقت میں ضرورت سے [illegible]

لیکن مسلمانوں خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ حالات و خیالات [illegible]

[illegible] یہیں بحث ختم کر دینا درحقیقت اوسکو ادھورا چھوڑ دینا ہے [illegible]

[illegible] مشتمل نہیں [illegible] وہ شک [illegible]

Marfat.com

... سلطنت کا خاتمہ

... قائم رہنا جیسے ساتھ انگریزی حکومت کا دور

دور جس سے پہلے تو مسلمان من حیث المجموع ایک حکمران قوم تھی۔ اور سلطنت ... وہ قومی اور مذہبی سلطنت ہی ہندوستان کی غیر مسلم قوموں سے ... ننگ ناموس کی ذمہ دار تھی۔ اور وہ قومیں مسلمانوں اور انکی سلطنت کی ذمی ... تقاضائے قانون اسلام یہ تھا کہ جیسے مسلمان باہم ربا کا لین دین نہ کریں ویسے ہی ... نکے ساتھ بھی نکریں۔ لیکن جب سلطنت ہی جو باعث اور کفیل ذمہ داری تھی مذہبی ... ان ہی غیر مسلمونکے ذمہ دار رہے اور نہ غیر مسلم ہی مسلمانونکے ذمی۔ بلکہ اب مسلمان خود غیر مسلم قوم کے معاہد و ذمی بنکر رہنے لگے۔ اسحالت سے خودبخود مسلمانونکے دل میں یہ ... پیدا ہوا کہ کیا اب بھی ربا غیر مسلم قوموں سے جن سے اب تک بوجہ انکے ذمی ہونیکے ... لیا جاتا تھا۔ نہیں لیا جائیگا۔ یا لیا جانا جائز و مباح ہوگا۔ پھر یہی سوال استفتا بنکر فتوی تک پہونچا۔ اور علما میں اس مسئلہ کے متعلق بحث کا آغاز ہوا۔ جسکا انجام صحیح پوچھو ... تک بھی نہ ہو سکا۔ کیونکہ ایک طرف علما میں اختلاف چلا آتا ہے۔ اور دوسری طرف ... ایک جماعت کے فتوے کو بھی جمہور مسلمانوں میں وہ قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ ... با پر کہا جا سکے کہ عملاً اس قیل و قال کا فیصلہ ہو چکا۔

بحث یونہی جاری رہی کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔ یا نہیں اور اب یہاں مسلمانوں ... غیر مسلم قوموں سے ربا لینا جائز و مباح ہے یا نہیں کہ انگریزی سلطنت کے ساتھ ... اخلاقی و تمدنی اثر ہندوستان پر پڑتا اور بڑھتا گیا۔ اور جوں جوں یہ اثر بڑھتا گیا ... سودی معاملات و سودی کاروبار بھی جو یورپ کے تمدن کا ایک ضروری لازمہ ہیں ... میں بڑھتے اور پھیلتے گئے۔ اور سود و سودی معاملات کی ایسی ایسی صورتیں نکل آئیں ... جنکا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور طرفہ یہ کہ اختیاراً یا اضطراراً تجارت کا بہت کچھ ... ہندوستان کی غیر مسلم قومیں تجارت پیشہ و غیر تجارت پیشہ تو پہلے ہی سے ... انکو اپنے سودی معاملات اور ان کاروبار میں تامل ہی کیا ہو سکتا ... تجارت ... حکمران قوم کی ...

[illegible] پ [illegible]

[illegible] الفاظ کا رخیا انتظار کرتے۔ انہوں نے اس [illegible]

[illegible] مذہب کا فتویٰ تصور کر لیا۔ یا بدون اس کے کہ مذہب [illegible]

[illegible] ساختہ پر چل پڑے۔ تاہم اس جماعت میں سود لینے والونکا شمار دینے والوں [illegible]

اسلئے کہ سود دینے کے برخلاف سود لینے پر انہوں نے اپنے آپکو مضطر و مجبور [illegible]

مسلمانونکے دیگر طبقات بھی پہلے کی نسبت سود کے لین دین میں زیادہ مبتلا ہو گئے [illegible]

سود دیتے تو پہلے ہی سے چلے آتے تھے۔ لیکن ابھی اسلام کی سچی خوبو ان میں کچھ باقی تھی۔ [illegible]

اپنے بھائیونکے کام آتے اور وقت پر انکی امداد کرتے۔ اب انکی اس خو میں بھی فرق آ [illegible]

اور معلوم اسباب سے عموماً انکی حالت بدل گئی جو امداد و اعانت کرنیکے قابل تھی انہوں [illegible]

امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور جو سلوک کی قدر کیا کرتے اور ایفائے عہد کو فرض [illegible]

سمجھا کرتے تھے انہوں نے بھی بدمعاملگی اختیار کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مسلمان پہلے [illegible]

زیادہ غیر مسلم قومونکو سود دینے پر مجبور ہو گئے اور انکی حالت روز بروز بد سے بدتر [illegible]

گئی۔ یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ مسلمانوں میں کبھی سود خوار ہوئے ہی نہیں۔ ہوئے اور [illegible]

ہوئے۔ کسی نے علانیہ سود کو سود کر کے لیا۔ کسی نے بزعم خود سود کو کسی بہانہ سے بیع بنا [illegible]

اسمیں کلام نہیں کہ پہلے مسلمانوں میں سود خوار کم تھے اس نئے دور میں بڑھے۔ اور بہت [illegible]

ہوگئے۔ تاہم وہ سود کو حرام کہتے رہے۔ اگرچہ اونکا سود لیتے ہوئے سود کو حرام کہنا [illegible]

تھا لیکن اسوقت کی یہ حالت ہے کہ سود کی حرمت میں بھی کلام کیا جا رہا ہے [illegible]

ایسے کلام کا سرچشمہ کہیں تو محض بگڑی ہوئی مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب و تمدن [illegible]

ہے اور کہیں وہ گرد و پیش کے حالات جو اسوقت مسلمانونکو گھیرے ہوئے ہیں [illegible]

سے مسلمان روز بروز من حیث القوم بیٹھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible]

خصوصی میں کہہ رہے ہیں وہ نوعیت و حیثیت کے لحاظ سے بالکل مختلف [illegible]

[illegible] اس حد تک بڑھ گئی۔ کہ دین کی ظاہری پابندی [illegible]

Marfat.com

...ان رلیو۔ الظہور ہے اور دولتمندوں کا بڑھنے تو پایا ...

... انہیں میں سے بعض کہتے ہیں کہ جب اجارہ معنا رتہ جائز ہے تو ...
... آتا کہ سود کیوں حرام کیا گیا۔ بعض نے دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک سود کا بازار ...
ہے اور جیسے سودی کاروبار میں یورپ دنیا بھر سے آگے آگے ہو ویسے ہی تہذیب و ...
... میں بھی سب سے پیش پیش ہے اور ساتھ ہی اپنی پستی و ترقی کا خیال آیا۔ تو انکو سود کی حرمت یا حرمت کی حکمت میں شبہ ہوا مگر بجائے دلیری اور سینہ زوری کے انہوں نے احقاق حق کے لئے مذہب کی طرف رجوع کیا اور بزعم خود تحقیق و تلاش کی داد دیکر اس نتیجہ پر پہونچے کہ قرآن نے صرف ظالمانہ سود کو حرام کیا ہے جو عرب میں جاری تھا یعنی سود در سود یا اضعافاً مضاعفہ حرام ہے۔ بعض نے کہا کہ غریبوں سے سود لینا ممنوع و حرام ہے۔ جو محتاج و فلاکت زدہ ہوں۔ اپنی ضروریات و احتیاج کے لئے قرض لیں اور ان سے سود لینا حرام ہونا ہی چاہیئے۔ کہ ظلم صریح اور خلاف انسانیت ہے۔ مگر جو قرض لیکر قرض سے فایدہ اٹھائے۔ تجارت میں لگائے۔ زمین و جایداد خریدے صنعت و حرفت کی سود مند کارخانہ کھولے اُس سے سود لینا خصوصاً جبکہ واجبی شرح ہو سود نہیں ... ئے حرام کا مصداق نہیں۔ کیونکہ وہ تو درحقیقت فایدہ قرض کا ایک حصہ یا کمترین ... ہے۔ بعض نے جب غور کیا اور دیکھا کہ شرعاً تو ہر ربا خصوصاً النسیئہ قطعاً حرام ہے اور ... کسی تشخص حلت ربا کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اور ساتھ ہی اسپر بھی نظر کی کہ دنیا میں ... کا چکر چل رہا ہے۔ اور انجام چاہے تباہی و بربادی ہی کیوں نہ ہو لیکن اس وقت ... ترقی کے لئے ربا کی داد وستد ضروری ہے تاکہ کاروبار چل سکیں تو انہوں نے یہ ... قایم کی کہ سود اگرچہ قطعاً حرام ہے لیکن مسلمانان ہندوستان کی حالت چند در چند اضطرار کی حالت ہے۔ اسلئے عارضی طور پر باصول شرعی سود کی شرعی حرمت حلت ... جانا چاہیے۔ یا درحقیقت بدل گئی ہے۔

... خیالات جو ہندوستان میں یہ بحث شروع ہونیکے بعد کہ آیا غیر مسلموں سے اب سود ... چند سال کے اندر اندر پیدا ہوئے اور روز بروز بڑھتے ہی جاتے ہیں ...
... اسلامی ... مسلمانوں کے دل و دماغ ...

[illegible]

[illegible] قابل بحث ہیں ویسے ہی جن کا احکام شریعت سے [illegible]

[illegible] ایک تنقیدی نظر ڈالتا ہوں۔ اور ساتھ ہی اسپر بھی کہ ہندوستان [illegible]

اور مسلمین سے ربا لینا جائز و مباح ہے یا نہیں۔

[illegible] شاگردان رشید کا بصراحت یا بالفظ ایچ پیچ سے یہ کہنا کہ سود کی حرمت [illegible]
مسلمانوں کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ ترقی کی گھوڑ دوڑ میں وہ اور قوموں کے ساتھ دوڑ [illegible]
اور اپنے تئیں شایانِ شان قوم بنا سکیں اور پھر اوس پر حجت یہ پیش کرنا کہ حاجتمند مسلمان [illegible]
سے سودی قرض لیتے ہیں جس سے اونکا مال فنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور مالدار اونکا مال [illegible]
نہ لینے کی وجہ سے نشو ونما پانے نہیں پاتا۔ ناچار قوم فلاکت میں پڑی ہوئی ہے اور [illegible]
یہی حال رہیگا پڑی رہے گی" بیش از وہم باطل نہیں۔ اسلئے کہ دولت و ثروت کا [illegible]
[illegible] سود ہی تو نہیں کہ کوئی اوسکو چھوڑ دینے سے فلاکت و افلاس کے تحت الثریٰ [illegible]
[illegible] صنعت و حرفت۔ زراعت و تجارت۔ ترقی و دولتمندی کے سب سے بڑے ذریعے [illegible]
فرض کرلو کہ سود نہ لینے سے مسلمانونکو کچھ نقصان ہوتا ہے اور ہوا لیکن اسلام [illegible]
و حرفت زراعت و تجارت کو حرام نہیں کیا۔ کیا انکو بھی مسلمانوں نے اسلام ہی کے [illegible]
قطعاً چھوڑ دیا یا خراب کیا ہے۔ کیا اور قومیں ان میدانوں میں ہم سے آگے نہیں کیا [illegible]
کہ ہم اونکے برابر نہیں۔ حالانکہ ہمکو اون سے آگے ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ سود کی مفروضہ [illegible]
میدانوں میں تگا و دو کرکے پوری کرسکتے۔ کیا ہمکو اسلام ہر باب میں تا مسلمانوں سے [illegible]
کا حکم نہیں دیتا۔ اور شوق و رغبت نہیں دلاتا۔ باوجود اسکے ہم کیوں بجز [illegible]
[illegible] جاتا ہر کام خراب ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے سود حرام کیا تو [illegible]
کیا ویسے ہی دینا بھی حرام کیا ہے سود دینے سے اگر قوم میں فلاکت و افلاس [illegible]
[illegible] ہے۔ تو یہ پابندی اسلام اور حرمت ربا کا نتیجہ نہیں بلکہ اوسکی خلاف [illegible]
[illegible] اگر مسلمان دین کے پابند ہوتے حرام خدا کو حرام سمجھتے تو کبھی [illegible]
[illegible] کمائی غیروں کے لیے [illegible]

...جب تمدن میں ربا کا نام بھی نہ تھا۔ تہذیب اور تمدن
...دون میں بہترین تمدن تھا۔ بدون سود کے انہوں نے جو کچھ ترقی کی تھی
...سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ سود کو تہذیب و ترقی کے لئے ضروری تو اوسوقت کہا
...ہے کہ وہ اسکا طبعی رکن ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر آج بفرض ساری قومیں سود
...دینی چھوڑ دیں اور دولتمند مفلسوں کو قرض حسنہ دینے لگیں اور درماندہ اور حاجتمندوں
...سے دستگیری کریں اور طبعی کسب پر اکتفا کرلیں شرکت و مضاربہ ہی کام لیں تو یقیناً
...فضیلت و رحم اور باہمی معاونت کی مبارک بنیاد پر بلند ہوتا چلا جائے۔ فقرا اغنیا
...بیت ہو جائیں گے۔ نہ ستم پیشہ متمولین کا وجود ہو اور نہ غوغائی تہیدستوں کا جنہوں نے
...یورپ میں ایک طوفان بپا کر رکھا ہے۔ اسی طرح اگر آج مسلمانوں کی سلطنتیں پُرزور ہوں اور
مسلمان زبردست۔ شریعت قایم ہو۔ اور ہدایت قرآن پر عمل ہونے لگے۔ تو یقیناً سود اور سودی
معاملات سے استغنائے تام حاصل ہو جائے۔ اور تمدن و تہذیب کا درجہ بھی بلند۔ پھر تحریم ربا
...سے اسلام پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسلام کی غرض تہذیب نفس و اصلاح اجتماع ہے
...بعض افراد دولت و ثروت کے لاشریک مالک بنجائیں جیسا کہ یورپ میں ہو رہا اور
...ہوتا جاتا ہے۔ اور اسلام ہی پر کیا منحصر ہے ہر الٰہی شریعت کا یہی مقصد رہا ہے۔ یہودیوں کی
شریعت میں بھی سود حرام تھا۔ اور عیسائیت میں بھی حرام رہا۔ آج بیشک یہودیوں اور عیسائیوں
میں سود کا چلن ہے اور بہت زور کے ساتھ ہے لیکن نہ باجازت مذہب۔ بلکہ مالداروں کی
...اور سینہ زوری سے۔ صدیوں تک یورپ میں سود اور مذہب کی جنگ رہی۔ اور
...نے سود کی مقاومت کی جہاں تک کیگئی۔ لیکن بالآخر اوسے مالداروں اور مال کی حریصوں
...ہدی کے ہاتھوں شکست پانا اور پامال ہونا پڑا۔ یہ کہنا غلط اور صریح غلط ہے کہ عیسائیت
...تھا اور ہے کہ اوسنے سود کو حلال کر دیا۔ عیسائیت میں یہ لوچ نہ تھا اور ہرگز نہ تھا
...نے سے مروڑا اور مالداروں نے اوسکو کمان بنا کر توڑا۔ یہی سلوک اب بعض
...اسلام کے ساتھ کرنا اور اس ترکیب سے اپنا حق فرض سمجھنا چاہتے ہیں۔ فقط

جائز ... [illegible]

معلوم ہے کہ سودی قرضہ کو اجارہ کا معاملہ نہیں کہا جا سکتا ...

تجارت نہیں یعنی تو سودی قرض سے اوسے تجارت میں لگا کر فایدہ اٹھاتے ہیں ...

فایدہ کا بدل ہوتا ہے" ٹھیک نہیں اسلئے کہ اجارہ کہتے ہیں کسی چیز کا فائدہ و نفع ...

کے لئے عوض معلوم پر بیچنے کو مع اس شرط کے اجارہ کی چیز بعینہ باقی رہے اور اجارہ کی مدت

پوری ہو چکنے کے بعد اجارہ کی چیز بعینہ واپس کر دے۔ اوسے ہرگز یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ اجارہ

کی چیز کو تلف کر دے۔ کیونکہ یہ حق حاصل ہونا درحقیقت اجارہ سے عین شئے کا مالک بنجانا ہے

نہ انتفاع محض کا۔ چنانچہ اجارہ میں یہی ہوتا ہے کہ اجارہ لینے والا اجارہ کی چیز سے فایدہ اٹھاتا

ہے اور پھر بعینہ وہی شئے اوس کے مالک کے حوالہ کر دیتا ہے نقود و سکوک کے اجارہ میں یہ بات

نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ اون سے انتفاع ہی اوسوقت ممکن ہے کہ اوسکو ہلاک و فنا کر دیا جائے

اور ہلاک و فنا موقوف ہے مالکِ عین ہونے پر۔ اور جب کوئی کسی چیز کا مالک عین ہو کر اوس سے

فایدہ اوٹھائے۔ تو پھر کسی غیر مالک کو اس فایدہ میں شریک بن بیٹھنے کا کیا حق حاصل ہے۔ اور

جو کوئی کچھ قرض لیتا ہے وہ اوسکا بالکلیہ مالک ہوتا ہے۔ اسی لئے جب وہ اسے تلف و فنا کرتا ہے

تو اپنے ذمہ پر تلف و فنا کرتا ہے۔ پھر اگر وہ اس سے فایدہ اوٹھائے تو دائن کا اس فایدہ میں کیا حق

ہو سکتا ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ نقصان کی صورت میں نقصان برداشت کرنیکا ذمہ دار

نہیں۔ اسی سے ظاہر ہے کہ سودی قرض کا معاملہ مضاربت سے بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا

کیونکہ مضاربت میں صاحب مال جیسے مال کے فایدہ میں کارکن کا شریک ہوتا ہے نقصان کا بھی

خود ذمہ دار رہتا ہے۔ مال اگر ضایع گیا تو اوسکا گیا۔ کارکن اوسکا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اسلئے اوسکا حق

ہے کہ مال کے فایدہ میں کارکن کا شریک ہو اور سود پر قرض دینے والا چونکہ ایسا ذمہ دار نہیں ہے

لہذا سود کو فایدہ مال کا بدل بھی نہیں کہا جا سکتا۔ وقس علی ہذا فی الشریعۃ الصحیحۃ

سو دہر سود اور ربائے اضعافاً مضاعفہ پر ربا کو حصر کرنیکے متعلق میں جو کچھ پہلے لکھ چکا

وہ میرے نزدیک اس خیال کی تردید کے لئے کافی ہے کہ قرآن نے ربائے اضعافاً مضاعفہ

حرام کیا ہے نہ ربائے مطلق کو۔ علاوہ ازیں اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ

اضعافاً مضاعفۃ سے صرف ربائے اضعافاً مضاعفہ ...

Marfat.com

... حرمت نقد تک یہی ترا قرار دے اور اوسی ممنوع
... وہ سود مفرد کو کہ جائز رکھے اور صرف سود مرکب حرام کرے۔ حالانکہ
... تباہی و بربادی ہے جیسا کہ سود مرکب۔ کما بیّنّاہ سابقاً۔
... بے بنیاد ہے کہ قرآن کریم سے صرف وہ سود حرام ہے جو غربا و مساکین سے
... کہ محتاجوں سے اوس قرض کے بدلے میں لیا جائے جسے وہ کسی سود مند کام
... فایدہ اٹھائیں۔ اور اس دعویٰ کی یہ دلیل عقلی بھی ایسی ہی پوچ ہے کہ ربا کی حرمت
... اور اوسکی مذمت کا مذکور صدقہ اور فقرا و مساکین کے ذکر کے ساتھ ساتھ آیا ہے۔ یہ
... دلیل خودرائی ہے۔ اور خودرائی بھی بالکل غیر معقول۔ اسلئے کہ اگر صدقہ و زکوٰۃ اور فقرا مد
... ذکر کے ساتھ ربا کی حرمت و مذمت کا بیان ہونا غیر فقرا و مساکین سے سود لینے کی
... ضعیف ترین دلیل ہو سکتی ہے تو اوس سے ہزار درجہ بڑھکر غیر فقرا و مساکین یعنی آسودہ حال
... سے بھی سود لینے کی حرمت اس دلیل عقلی سے ثابت ہے کہ سود ایک فایدہ یقینی ہے
... کے مقابلہ میں اور جبتک کہ کوئی خیالی سود مند کام فایدہ نہے فایدہ کا از خود
... اور اوس کے مقابلہ میں سود لینا۔ سراسر ظلم اور بدمعاملگی ہے۔ ممکن ہے کہ لینے دینے
... والے چلن سے مجبور ہوکر اسپر راضی ہو جائیں۔ لیکن اونکی یہ رضامندی پسندیدہ خدا
... نہیں۔ اور آلہی شریعت ایک ایسی کھوٹ کے معاملہ کو جائز نہیں رکھ سکتی جیسے کہ زنا
... کو جائز نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے محض قرآن سے نہ
... ہے۔ مان لو کہ ربائے نقد ربا نہیں بیع فاسد ہے۔ لیکن جب شریعت نے
... حرام کیا کہ بایع و مشتری میں سے ایک کا ناحق نقصان ہوتا ہے۔ اور دوسرا
... اٹھاتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہی شریعت ایسے معاملہ کو جائز رکھے جسمیں
... یقینی فایدہ ہو۔ اور دوسرے کا فایدہ احتمالی نقصان کے ساتھ بالکل موہوم
... شریعت نے جسکو متمول اور کاروباریوں سے سود لینے کا مجوز قرار دیا جاتا
... قلیل ہو یا کثیر ویسے ہی غریب و امیر دونوں سے ربا لینے کو حرام کیا
... کے لئے اور سخت ضرورت پیش آنے پر لیا جائے۔ اور
... کوئی آسودہ حال نے۔

[illegible]

اسی مقدمہ پر مبنی ہے کہ مسلمان غیر مسلموں [illegible]
پر فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر ہندوستان قدیم سے دار الحرب ہی رہا ہوتا [illegible]
کبھی کامل تسلط نہ ہوا ہوتا تو یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا لیکن چونکہ یہاں اسلامی
رہا اور پھر اوسکو زوال ہوا اسلئے اول تو اسکے دار الحرب ہونے نہ ہونے میں [illegible]
ہونا ضروری تھا کہ فقہا خود اسبارہ میں مختلف الراء ہیں کہ دار الاسلام کن شروط
ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعض کی رائے ہے کہ احکام کفر کے علانیہ جاری ہونے اور
کی مزاحمت کئے جانے ہی سے دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے۔ بعض نے اس
ساتھ دو شرطوں کا اور اضافہ کیا ہے۔ اول یہ کہ دار الحرب بننے والا دار الاسلام دار الحرب
سے متصل ہو یعنی اوسکے اور دوسرے دار الحرب کے درمیان کوئی دار الاسلام
یہ کہ مسلمان بامان سابق مامون نہ رہیں۔ اور دوسری وجہ ہندوستان کے دار الحرب
نہ ہونے میں اختلاف کی یہ بھی ہوئی کہ مذکورہ بالا تینوں شرطوں کے مفاد و مفہوم
رائے کی قابلیت رکھتے تھے۔ مثلاً یہ کہ احکام دین کی مزاحمت سے کیا مراد ہے۔
احکام کی مزاحمت۔ یا بعض احکام کی۔ اسی طرح یہ کہ احکام کفر و شرک کے اجراء سے کیا
اور یونہی یہ بھی کہ امان سے کون سی امان مراد ہے۔ انہیں تمام اختلافات اور
کامل موجود ہونیکی وجہ سے ہمارے علماء ہندوستان اس مسئلہ میں مختلف الراء چلے آ
بعض نے کہا اور کہتے ہیں کہ ہندوستان میں اب احکام اسلام کا اجراء نہیں
غیر اسلامی قانون جاری ہے۔ اسلئے وہ دار الحرب ہو گیا۔ ان لوگوں نے گویا
احکام کے نہ جاری ہونیکو اسلام کے احکام کے نہ جاری ہونے سے تعبیر کیا۔ بعض
احکام اسلام جاری ہیں۔ مذہبی عقاید و عبادات سے کوئی تعرض نہیں کیا
لنگو یا بعض عبادات کے جاری رہنے اور اپنے عقاید کی تائید و تلقین اور
بھی حاصل ہونیکو احکام اسلام کے اجراء سے تعبیر کیا۔ بعض نے کہا کہ [illegible]
جاری نہیں لیکن باقی دو شرطیں ہندوستان [illegible]

Marfat.com